UNIVERSAL LIBRARY

OU_226521

UNIVERSAL LIBRARY

یہ موقع سال میں ایک بار آتا ہے

ہم اپنے فرم کی شہرت اور قدیم و جدید خریداروں کی فائدہ رسانی کیلئے رعایتی اعلان شائع کرتے ہیں چنانچہ حسب معمول اس دفعہ بھی گھڑیوں کی قیمتوں میں بلا حد تخفیف کر کے پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اس زریں موقع سے فائدہ اٹھائے۔ اگر فی الواقع آپ کو ایک خوبصورت مضبوط اور سچا وقت دینے والی گھڑی کم داموں میں خریدنی ہو تو آج ہی فرمائش کیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ گھڑیوں کا اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ سوچتے ہی رہ جائیں۔ واضح رہے کہ (۱) ہر گھڑی کے چلنے کی مدت کی تحریری گارنٹی ہمراہ بھیجی جاتی ہے (۲) اپنی فرمائش میں اس سالانہ رعایتی اعلان کا حوالہ ضرور دیجئے۔ (۳) اس اعلان میں آخری حد تک قیمتیں کم کر دی گئی ہیں اس لئے اب کسی مزید کمیشن کی مطلق گنجائش نہیں (۴) محصول ڈاک و پیکنگ بکس و فیس منی آرڈر آپ کے ذمہ ہوگی۔

گارنٹی ۶ سال

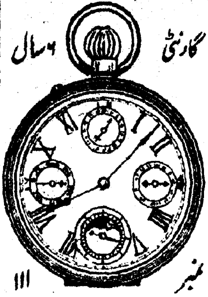

نمبر ۱۱۱

حیرت انگیز کلنڈر پاکٹ واچ

یہ گھڑی کیا ہے پوری جنتری ہے اس کے بنانے والے نے عجیب و غریب عقل آرائی کی ہے چونکہ اس میں بنائے ہیں ایک سے تاریخ دوسرے سے دن تیسرے سے مہینہ چوتھے سے چاند گھٹنا بڑھنا مثل آسمانی چاند کے ہیں سے سکنڈ چھٹے سے گھنٹہ منٹ معلوم ہوتا ہے۔ ٹایم بھی صحیح بتاتی ہے پرزے پختہ پالش دار ہیں۔ رعایتی قیمت پندرہ روپے تین آنہ

گارنٹی ۶ سال

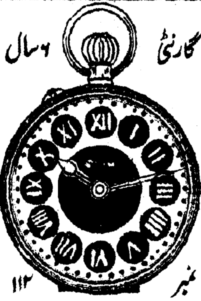

نمبر ۱۱۲

گولڈن کٹ ڈائل پاکٹ واچ

یہ گھڑی بائیس کیرٹ گولڈن (سنہری) کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے ڈائل اس کا رنگین خوشرنگ چمک دار بنا ہوا ہے مشین لیور ہے پرزے پختہ پالش دار ہیں چابی بجائے ۲۴ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹے کی ہے وقت بالکل صحیح بتاتی ہے اور سائز بھی اس گھڑی کا موزوں ہے رعایتی قیمت پانچ روپے گیارہ آنہ

گارنٹی ۵ سال

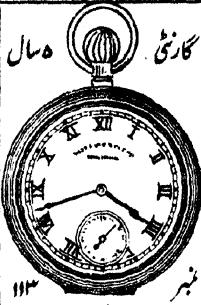

نمبر ۱۱۳

خوشنما سلنڈر پاکٹ واچ

یہ جیبی گھڑی جنیوا مشین کی خوشوضع و پائیدار بنی ہوتی ہے اس کا ڈائل چینی کا اور سوئیاں اسپات کی بنی ہوئی ہیں پرزے مضبوط اور پالش دار ہیں۔ چابی ۲۴ گھنٹے کی ہے۔ ٹایم سچا بتاتی ہے۔ کیس نکل سلور کا ہے جو ہمیشہ مثل چاندی کے سفید رہتا ہے۔ رعایتی قیمت چھ روپے چودہ آنے

گارنٹی ۵ سال

نمبر ۱۱۴

ہنٹنگ کیلس پاکٹ واچ

یہ جیبی گھڑی ہنٹنگ یعنے بند کیس کی ہے ٹایم کیطرف شیشے کی حفاظت کیلئے بھی ایک ڈھکنا اسپرنگدار لگا ہوا ہے جو چابی کے دبانے سے فوری کھل جاتا ہے ٹایم دیکھنے کے بعد اسی طرح سے بند ہو جاتا ہے دیکھنے میں یہ گھڑی خوبصورت اور سائز میں چھوٹی ہے پرزے مضبوط اور پائیدار ہیں وقت بہت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت سات روپے نو آنہ جو گھڑی طلب فرمائیں اس کا نام نمبر ضرور لکھیں

گارنٹی ۴ سال

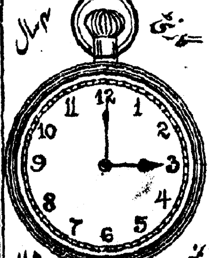

نمبر ۱۱۵

فلاٹ شیپ کی لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی جسامت میں پتلی اور وزن میں ہلکی لیور مشین کی ہے پرزے نہایت پختہ و پالش دار ہیں ٹایم صحیح بتانے میں چالیس پچاس روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے چابی ۳۰ گھنٹہ کی ہے رعایتی قیمت تین روپے چھ آنہ

گارنٹی ۵ سال

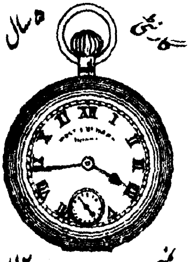

نمبر ۱۱۶

خوبصورت چھوٹے سائز کی جیبی گھڑی

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما بنی ہوئی ہے سائز چھوٹا ہونیکی وجہ سے مردوں کے علاوہ مستورات بھی اسے کثرت سے پسند کرتی ہیں اسکے پرزے پائیدار اور مضبوط بنے ہوتے ہیں۔ ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت چھ روپے سات آنہ

ملنے کا پتہ :- امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولسٹ اینڈ واچ کمیشن ایجنٹ (?) دہلی

Checked

اکیاون خوبیوں والا قرآن مجید مترجم

مترجمہ و مصدقہ و مفسرہ

محدث اعظم حکیم الامت حضرت علامہ مولوی مفتی شاہ محمد اشرف علی تھانوی مدظلہ

جس کا ہر مسلمان گھر میں ہونا بہت ضروری ہے

[illegible] کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پچھلے سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائینگے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط قسم اور تقطیع کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نگاہ سے نہیں گذرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں حسب ذیل اکیاون خوبیاں ہیں۔

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور ایسا ترجمہ جس کی انھوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن ہے جو ایک حد تک کامل ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب شیریں رقم کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقع پر لگے ہوئے ہیں (۸) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات صاحب فن حفاظ و مصحح نے اس کی مزید تصحیح کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنے لفظ بلفظ معلوم ہو سکیں اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۵) ہر سورۃ کے متعلق نقش و تعویذات جو اولیائے کرام کے معمول رہے ہیں (۱۶) تعبیر نامہ خواب از قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۸) فضائل القرآن (۱۹) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (۲۰) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۲۱) تلاوت قرآن کا طریقہ اور تلاوت کے اصول (۲۲) حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا مقدمۃ القرآن (۲۳) کلام الٰہی کی آیتوں پر آریوں کے الزامات کی تردید (۲۵) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ الہامی کتاب ہے اور منزل من اللہ ہے (۲۶) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ کے بیانات قرآن کی آیتوں کے اقتباس سے (۲۷) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن کے حوالہ سے (۲۸) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے ان کی کیونکر کایا پلٹی (۲۹) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۳۰) با معنی قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ ثواب کا مستحق ہے (۳۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت (۳۲) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۳۳) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن کا سورۂ انفال اور توبہ میں ذکر ہے (۳۴) وفات سرورِ کائنات (۳۵) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و یکجائی اور قرآن شریف کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا (۳۶) فضائل تعوذ و بسم اللہ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے فضائل (۳۷) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۸) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھوانے کے فضائل (۳۹) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری اسباب (۴۰) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۴۱) خواص القرآن (۴۲) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہئے (۴۳) اصطلاح سجدہ (۴۴) وہ آیتیں جن کو پڑھنے سے سجدہ لازم آتا ہے (۴۵) خاص تعویذات قرآن شریف (۴۶) تقطیع متوسط [illegible] (۴۷) [illegible] (۴۸) چھپائی [illegible] تمام قرآنوں کی چھپائی سے بہتر ہے (۴۹) تصحیح کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے ابتک ایک غلطی کی بھی اطلاع نہیں ملی (۵۰) جلد نقرئی مجلد چرمی نہایت خوبصورت [illegible] (۵۱) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود دو ترجموں اور بسیط [illegible] کے قیمت صرف چار روپے محصول ایک روپیہ کل پانچ روپے۔

اب ذرا غور [illegible] کے ساتھ [illegible] یہ کلام پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس قدر کمی ہے آپ کو یہ قرآن ضرور [illegible] غالب خیال یہ ہے کہ آئندہ پرچہ میں اس کا اشتہار نہ ہوگا اس لئے فرمائش میں عجلت [illegible] بہت جلد [illegible] ورنہ قرآن شریف اب ختم ہونے والا ہے۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

دو ترجمہ والا خوشنما

بارہ سورہ

معہ اوراد و وظائف

ترجمہ اول زیر متن حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی و دوم حکیم الامت حضرت شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ ذاکر و ذاکر اسعد اول اور ایسے کارآمد بارہ [illegible] عوام کے لئے جن کو وقت کم ملتا ہو یہ مجموعہ اوراد و ظائف دونوں زندہ سورتیں نعمت عظمیٰ ہے اور اس میں وہ تمام اوراد و ظائف ہیں جو بزرگان دین کے دستور العمل رہے ہیں جن میں بے شمار فوائد و برکات مضمر ہیں ان کے علاوہ حسب ذیل بارہ سورتیں ہیں

سورہ یٰسین سورہ الفتح
سورہ الرحمٰن سورہ الواقعہ
سورہ الملک سورہ المزمل
سورہ نوح سورہ جن
سورہ القیامۃ سورہ کہف
سورہ فلق سورہ والناس

اور صفت مکمل معہ اسناد و فوائد شریف نقل مع فضائل دعائے گنج العرش معہ خواص و فضائل و اسمائے حسنیٰ اسماء کے نام مع خواص و فضائل اسمائے مقدسہ سرور عالم معہ فوائد دعائے حبیب معہ درود تاج مترجم معہ اسناد درود و سلوٰۃ [illegible] معہ شجرہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ معہ تاریخ حالات و تاریخ وفات شجرہ سلسلہ قادریہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور درود اکبر از سیدنا غوث الاعظم ہر سورہ کا نقش معہ فوائد ہر سورۃ کے ساتھ درج ہوا ہے۔ واضح ہو کہ بارہ امام معصومین کے مختصر حالات تاریخی اور ائمہ مجتہدین کے مختصر حالات مع [illegible] اس جامعیت کا دوسرا مجموعہ آج تک نہیں چھپا کاغذ کتابت بہت اعلیٰ حنا [illegible] ہدیہ مجلد صرف ۸ / مجلد عہ اور دس جلد پانچ روپے محصول علاوہ ہے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

یہ موقع سال میں ایک بار آتا ہے

ہم اپنے فرم کی شہرت اور قدیم وجدید خریداروں کی فائدہ رسانی کیلئے رعایتی اعلان شایع کرتے ہیں چنانچہ حسب معمول اس دفعہ بھی گھڑیوں کی قیمتوں میں بیحد تخفیف کرکے پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اس زریں موقع سے فائدہ اٹھائے۔ اگر فی الواقع آپ کو ایک خوبصورت مضبوط اور سچا وقت دینے والی گھڑی کم داموں میں خریدنی ہے تو آج ہی فرمایش کیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ گھڑیوں کا اسٹاک ختم ہوجائے اور آپ سوچتے ہی رہ جائیں۔ واضح رہے کہ (۱) ہر گھڑی کے چلنے کی مدت کی تحریری گارنٹی ہمراہ بھیجی جاتی ہے (۲) اپنی فرمائش میں اس سالانہ رعایتی اعلان کا حوالہ ضرور دیجئے۔ (۳) اس اعلان میں آخری حد تک قیمتیں کم کردی گئی ہیں اس لئے اب کسی مزید کمیشن کی مطلق گنجائش نہیں (۴) محصول ڈاک ویکنگ کبس وفیس منی آرڈر آپ کے ذمہ ہوگی۔

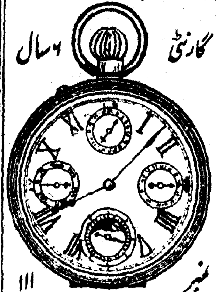

حیرت انگیز کلنڈر پاکٹ واچ

یہ گھڑی کیا ہے پوری جنتری ہے اس کے بنانے میں عجیب وغریب عقل آرائی کی ہے چھ سوئیاں اسمیں بتاتے ہیں ایک سے تاریخ دوسرے سے دن تیسرے سے مہینہ چوتھے سے چاند گھٹنا بڑھنا مثل آسمانی چاند کے پانچویں سے سکنڈ چھٹے سے گھنٹہ منٹ معلوم ہوتا ہے۔ ٹایم بھی صحیح بتاتی ہے پرزے پختہ پالش دار ہیں۔ رعایتی قیمت پندرہ روپے تین آنہ

گولڈن کٹ ڈائل پاکٹ واچ

یہ گھڑی بائیس کیرٹ گولڈن (سنہری) کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے ڈائل اس کا رنگین خوشرنگ چمکدار بنا ہوا ہے مشین لیور ہے پرزے پختہ پالش دار ہیں چابی بجائے ۲۴ گھنٹہ کے ۳۰ گھنٹے کی ہے وقت بالکل صحیح بتاتی ہے اور سائز بھی اس گھڑی کا موزوں ہے رعایتی قیمت پانچ روپے گیارہ آنہ

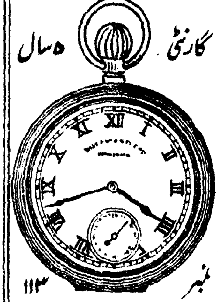

خوشنما سلنڈر پاکٹ واچ

یہ جیبی گھڑی جنیوا مشین کی خوشوضع وپائیدار بنی ہوتی ہے اس کا ڈائل چینی کا اور سوئیاں اسپات کی بنی ہوئی ہیں پرزے مضبوط اور پالش دار ہیں۔ چابی ۲۴ گھنٹے کی ہے۔ ٹایم سچا بتاتی ہے۔ کیس نکل سلور کا ہے جو ہمیشہ مثل چاندی کے سفید رہتا ہے۔ رعایتی قیمت چھ روپے چودہ آنے

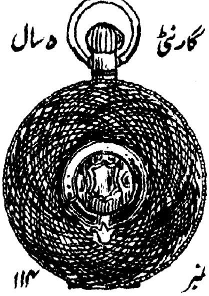

ہنٹنگ کیس پاکٹ واچ

یہ جیبی گھڑی ہنٹنگ یعنی بند کیس کی ہے ٹایم کیطرف شیشے کی حفاظت کیلئے بھی ایک ڈھکنا اسپرنگدار لگا ہوا ہے جو چابی کے دبانے سے فوری کھل جاتا ہے ٹایم دیکھنے کے بعد اسی طرح سے بند ہوجاتا ہے دیکھنے میں یہ گھڑی خوبصورت اور سائز میں چھوٹی ہے پرزے مضبوط اور پائیدار ہیں وقت بہت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت سات روپے نو آنہ

جو گھڑی طلب فرمائیں آرڈر کا نام نمبر ضرور لکھیں

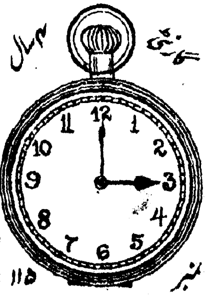

فلاٹ شیپ کی لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی جسامت میں پتلی اور وزن میں ہلکی لیور مشین کی ہے پرزے نہایت پختہ و پالش دار ہیں ٹایم صحیح بتانے میں چالیس پچاس روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے چابی ۳۰ گھنٹہ کی ہے رعایتی قیمت تین روپے چھ آنہ

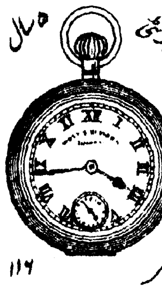

خوبصورت چھوٹے سائز کی جیبی گھڑی

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما بنی ہوتی ہے سائز چھوٹا ہونیکی وجہ سے مردوں کے علاوہ مستورات بھی اسے کثرت سے پسند کرتی ہیں اسکے پرزے پائیدار اور مضبوط بنے ہوتے ہیں۔ ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت چھ روپے سات آنہ

ملنے کا پتہ:۔ امریکن واچ ہاؤس ہول سیل اسٹاکسٹ و لسٹ اینڈ واچ کمپنی جلندھر سٹی پنجاب

ان گھڑیوں میں سے جو گھڑی پسند فرما کر طلب کریں اُسکا نام و نمبر اور رسالہ رعایتی قیمت کا حوالہ ضرور دیں

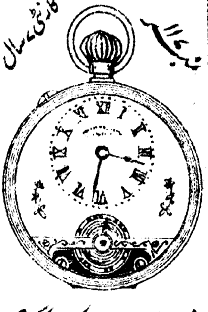

خوشنما آٹھ روزہ چابی کی جیبی گھڑی

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوبصورت بنی ہوئی ہے چابی اسمیں روزانہ کی بجائے آٹھ روز میں ایک بار دیجاتی ہے مشین لیور جو کہ دار ہے پرزے نہایت مضبوط و پائیدار ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت آٹھ روپے سات آنے

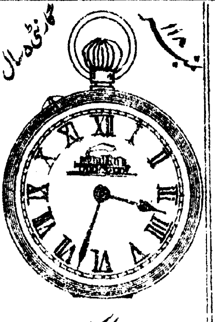

لیور ریلوے ریگولیٹر واچ

یہ گھڑی پرزوں کی مضبوطی اور ٹایم بتانے کی نہایت سچی ہے اپنی خوبیوں کے باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہے مشین لیور ہے کوک ۲۴ گھنٹے کی ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے

نوٹ: محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

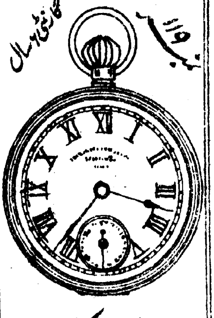

جرمن میڈ لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی کیلس لیور جرمن کی بنی ہوئی ہے۔ بہت مضبوط اور خوشنما بنی ہوئی ہے مدتوں کام دیتی ہے اور ٹایم سچا بتاتی ہے چابی بھی اسمیں ۴۰ گھنٹے کی ہے۔ رعایتی قیمت پانچ روپے تین آنے

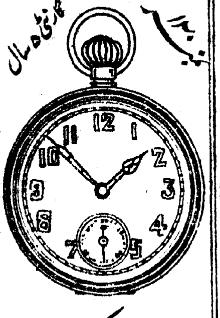

ریڈیم لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی دن میں ٹایم بتانے کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے اسکا ڈائل و سوئیاں گیس والی ہیں اور پرزے پختہ و پالش دار ہیں۔ چابی ۳۰ گھنٹے کی ہے۔ رعایتی قیمت پانچ روپے تیرہ آنے۔ محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

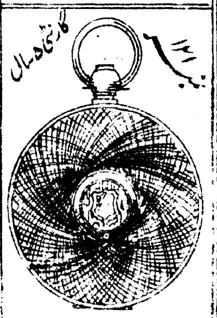

کیونڈ نگ ہنٹنگ پاکٹ واچ

یہ گھڑی بند کیس کی ہے یعنے اس کے ٹایم کی طرف شیشے کی حفاظت کے لئے بھی ایک ڈھکنا لگا ہوا ہے جس وقت ٹایم دیکھنا ہو اس کا کھٹکا دبایئے فوراً ڈھکنا کھل جائیگا پرزوں کی مضبوط ٹایم بتانے کی سچی ہے رعایتی قیمت سات روپے پانچ آنے

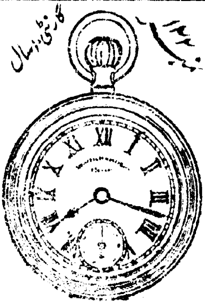

دس جول والی لیور پاکٹ واچ

یہ سوئس میڈ گھڑی ایسی مضبوط اور پائیدار ہے کہ سواری دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی مشین میں دس جول یاقوت لگے ہوئے ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے دیکھنے میں خوشنما ہے کیس نکل سلور کا ہے رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنے

خوشنما گولڈن پاکٹ واچ

یہ گھڑی سونے کے ملمع کے کیس کی نہایت خوبصورت اور سُبک بنی ہوئی ہے ڈائل سنہری چمک دار بہت خوشنما بنا ہوا ہے مشین لیور پرزے مضبوط اور پالش دار ہیں۔ رعایتی قیمت پانچ روپے گیارہ آنے

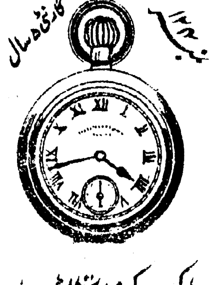

سلور کیس کی خوبصورت لیڈی واچ

یہ بھی گھڑی بہت چھوٹے سائز کی چاندی کیس کی خوشنما بنی ہوئی ہے مستورات اسے کثرت سے پسند کرتی ہیں اسکا کیس نقشی اور ڈائل انامل کا ہے چابی ۲۴ گھنٹے کی مشین بھی مضبوط پائیدار پرزوں کی ہے۔ ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت آٹھ روپے سات آنے

ملنے کا پتہ:۔ امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولسیٹ اینڈ واچ کمپنی دھلی

تمام گھڑیاں ٹایم پیس بعد امتحان روانہ کئے جاتے ہیں اور اُن کے چلنے کی مدّت کی دستخطی گارنٹی ہمراہ بھیجی جاتی ہے

گارنٹی ۵ سال

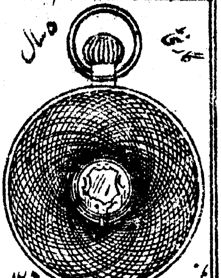

نمبر ۱۲۵

سنہری کیس کی ہنٹنگ پاکٹ واچ

اسکے ٹایم کیطرف ہی شیشے کی حفاظت کے لیے ڈھکنا لگا ہوا ہے ٹایم دیکھنے کے وقت چابی دبانے سے یہ ڈھکنا فوری کھل جاتا ہے دیکھنے میں خوبصورت پُرزوں کی مضبوط اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت آٹھ روپے پانچ آنے

گارنٹی ۵ سال

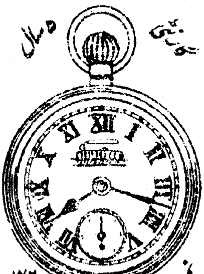

نمبر ۱۲۶

پائیدار لیور کیلیس ریلوے واچ

یہ گھڑی اصلی انجن مارک ریلوے ریگولیٹر سوئس کی بنی ہوئی ہے بوجہ اپنی پائیداری اور درستی ٹایم کے باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہے ہر شخص کی زبان پر اس کا نام ہے رعایتی قیمت چار روپے نو آنے

گارنٹی ۵ سال

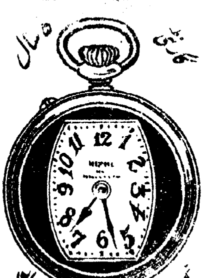

نمبر ۱۲۷

فینسی اوول ڈائل کی پاکٹ واچ

یہ گھڑی گولڈن یعنے سنہری کیس کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے اسمیں ڈائل بیضوی مختلف ڈیزائن کے خوبصورت لگے ہوئے ہیں پرزے مضبوط و پائدار ہیں۔ مشین لیور ہے چابی ۳۰ گھنٹہ کی ہے۔ رعایتی قیمت پانچ روپے چودہ آنہ

گارنٹی ۶ سال

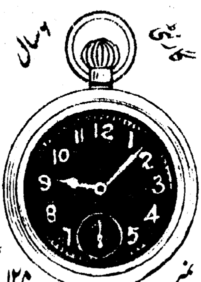

نمبر ۱۲۸

نکل کیس ریڈیم پاکٹ واچ

یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے اسکا ڈائل و سوئیاں اندھیرے میں مثل بجلی کے چمکتی ہیں جن سے ٹایم معلوم ہو جاتا ہے پرزوں کی مضبوط اور ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت سات روپے تیرہ آنہ

گارنٹی ۵ سال

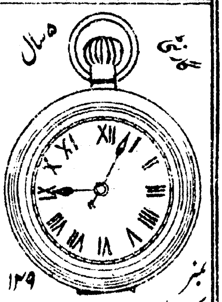

نمبر ۱۲۹

اصلی سسٹم راسکوپ پیٹنٹ واچ

یہ مشہور گھڑی ہے ہر شخص اسکے نام سے واقف ہو گا توں کام دیتی ہے پُرزے پختہ و پالش دار ہیں ڈائل چینی کا ہے چابی بجائے ۲۴ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹہ کی ہے۔ وقت بہت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت تین روپے تیرہ آنے

گارنٹی ۱۵ سال

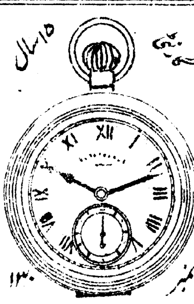

نمبر ۱۳۰

کیلس فل جیولڈ لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی نکل کیس کی نہایت مضبوط و پائیدار لیور مشین کی ہے پندرہ جوئل یاقوت مشین میں نصب کئے ہوئے ہیں۔ اگر یہ گھڑی گر بھی جائے تو خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنہ

گارنٹی ۱۰ سال

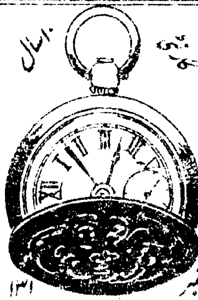

نمبر ۱۳۱

سلور کیس ہنٹنگ لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی لیور مشین کی چاندی کے کیس کی خوشنما بنی ہوئی ہے ٹایم کی طرف شیشے کی حفاظت کے لئے بھی ڈھکنا لگا ہوا ہے مشین میں ۱۵ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں پرزے اس کے بہت مضبوط ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت سترہ روپے چھ آنے

گارنٹی ۵ سال

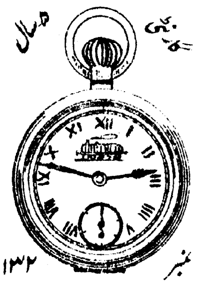

نمبر ۱۳۲

چھوٹے سائیز کی ریلوے پاکٹ واچ

یہ مشہور ریلوے ریگولیٹر گھڑی چھوٹے سائیز کی خوشنما نکل سلور کیس کی بنی ہوئی ہے مشین لیور پرزے مضبوط و پختہ پائدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے چابی ۲۴ گھنٹہ کی ہے ڈائل چینی کا ہے۔ رعایتی قیمت چار روپے تین آنے

ملنے کا پتہ:۔ امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی دہلی

یہ نادر و نایاب موقع سال میں ایک بار آتا ہے اسلئے اس موقع کو غنیمت جانئے اور آج ہی اپنا آرڈر بھیج دیجئے

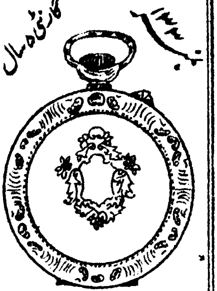

خوشنما گولڈن پاکٹ واچ

یہ جیبی گھڑی سنہری کیس کی نہایت خوبصورت لیور مشین کی ہے یہ نقشہ پشت کی طرف کا بنا ہوا ہے۔ پرزے مضبوط اور پختہ ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت صرف چھ روپے پانچ آنے

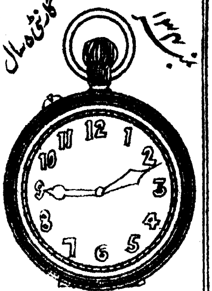

اندھیرے میں وقت بتانیوالی گھڑی

اس گھڑی کا ڈائل و سوئیاں ریڈیم والی ہیں جنکی وجہ سے دن کے علاوہ راتکو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے اور ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ پرزے پختہ و پالش دار ہیں رعایتی قیمت چھ روپے آٹھ آنے

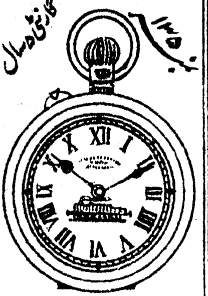

ریلوے لیو سوئس میڈ پاکٹ واچ

یہ گھڑی تمام دنیا میں اپنی خوبی اور ارزانی کے باعث مشہور ہے کم خرچ بالا نشین موٹے دبیز گلاس پرزونکی مضبوط۔ ٹایم بتانے کی نہایت سچی ہے رعایتی قیمت چار روپے نو آنے۔ محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

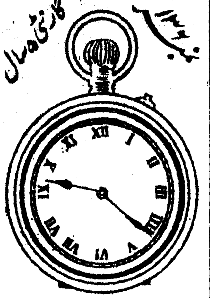

سنہری کیس کی پاکٹ واچ

یہ گھڑی سنہری کیس کی لیور ہے اسکے پرزے پختہ و پالش دار ہیں۔ چابی بجائے ۲۴ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹہ کی ہے۔ رعایتی قیمت پانچروپے پانچ آنہ

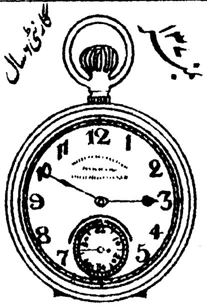

سلور کیس کی پاکٹ واچ

یہ گھڑی چاندی کے کیس کی نہایت خوشنما اور نفیس بنی ہوئی ہے مشین جنیوا اور سوئس میڈ کی ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں ٹایم بالکل صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت صرف سات روپے بارہ آنے

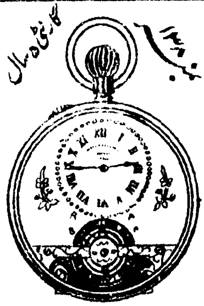

امیٹیشن ایٹھ ڈیز پاکٹ واچ

یہ گھڑی لیور مشین کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے۔ اس کا بلینس اوپر پھرتا ہوا معلوم ہوتا ہے پرزے مضبوط اور پختہ ہیں۔ ٹایم بھی صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت پانچروپے آٹھ آنے

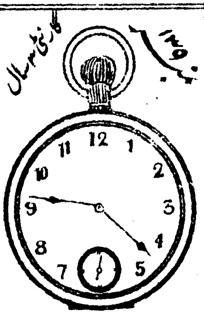

پتلے شیپ کی لیور پاکٹ واچ

یہ گھڑی لینس شیپ کی نکل کیس کی خوش وضع اور پائیدار بنی ہوئی ہے اگرچہ کم قیمت ہے مگر ٹایم صحیح بتانے میں قیمتی گھڑیوں سے مقابلہ کرتی ہے چابی ۳۰ گھنٹہ کی ہے رعایتی قیمت تین روپے پندرہ آنے

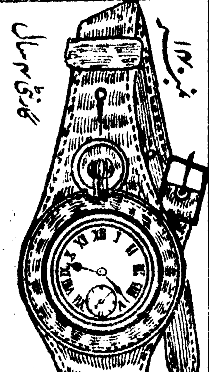

خوشنما رسٹ و پاکٹ واچ

یہ گھڑی بہت چھوٹے سائز کی ہے اسمیں خوبی یہ ہے کہ یہ جیب میں بھی لگائی جاتی ہے اور کلائی پر بھی باندھی جاسکتی ہے۔ پرزوں کی مضبوط اور ٹایم بتانے کی سچی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی چھ روپے تیرہ آنے

ملنے کا پتہ:۔ امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولیسٹ اینڈ واچ کمپنی دھلی

ہر گھڑی ٹایم ہیں اچھی طرح جانچ کر اور ریگولیٹ کر کر معہ دستخطی گارنٹی کے روانہ کرتے ہیں

گارنٹی ۳ سال

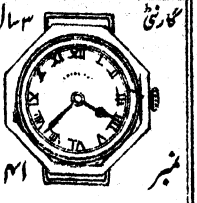

نمبر ۱۴۱

خوبصورت اٹھ پہل رسٹواچ

یہ رسٹواچ سنہری کیس کی اٹھ پہلو بنی ہوئی ہے دیکھنے میں بہت خوبصورت ہے پُرزے پختہ و پالش دار ہیں۔ ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے پانچ آنے۔

گارنٹی ۴ سال

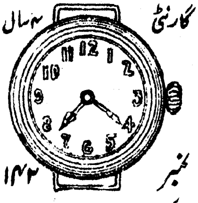

نمبر ۱۴۲

نکل کیس ریڈیم رسٹ واچ

اس گھڑی میں ڈائل و سوئیاں گیس والی ہیں جنکی وجہ سے راتکو اندھیرے میں بھی مثل دن کے وقت معلوم ہوجاتا ہے۔ سوئس میڈ اور مضبوط پُرزوں کی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے آٹھ آنہ

گارنٹی ۳ سال

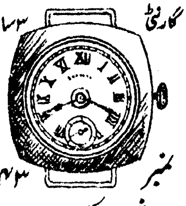

نمبر ۱۴۳

چورس شیپ کی رسٹ واچ

یہ رسٹواچ گولڈن (سنہری) کیس کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے۔ علاوہ خوش نمائی کے پائیدار بھی ہے وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چھ روپے پندرہ آنہ

گارنٹی ۳ سال

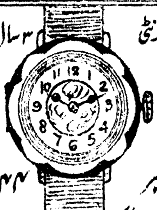

نمبر ۱۴۴

۲۲ کیرٹ گولڈن رسٹ واچ

یہ گھڑی چھوٹے سائز کی مختلف ڈیزائن میں ایسی خوبصورت بنی ہوئی ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے ڈائل اور چوڑی فینسی ہیں پُرزوں کی مضبوطی اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے آٹھ آنہ۔

گارنٹی ۱۰ سال

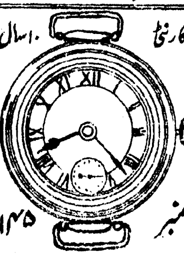

نمبر ۱۴۵

دس جوئل والی لیور رسٹواچ

اس کا کیس اصلی رولڈ گولڈ دس سالہ گارنٹی کا ہے مشین میں دس جوئل یاقوت نصب کئے ہوئے ہیں اور پہر لیور کے کنڈے قبضہ دار گلاس بہت موٹا لگا ہوا ہے پُرزے مضبوط ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سولہ روپے آٹھ آنے

گارنٹی ۴ سال

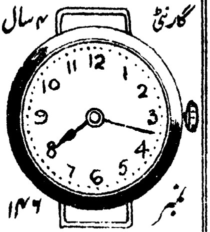

نمبر ۱۴۶

جنٹلمین رسٹ واچ

یہ کلائی کی گھڑی سوئس میڈ اور نکل سلور کیس کی خوشنما بنی ہوئی ہے اسکا ڈائل چینی کا بنا ہوا ہے۔ چابی بجائے ۲۴ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹہ کی ہے۔ پُرزوں کی مضبوط اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ صرف پانچ روپے

گارنٹی ۴ سال

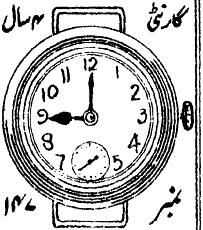

نمبر ۱۴۷

سکنڈ دار گولڈن رسٹواچ

یہ گھڑی سنہری کیس کی سوئس کی بنی ہوئی ہے خوبصورت کے علاوہ پائیدار بھی ہے چابی ۳۰ گھنٹہ کی اور ڈائل چینی کا ہے مشین جنیوا اور پالشدار ہے ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے چھ آنے۔

گارنٹی ۴ سال

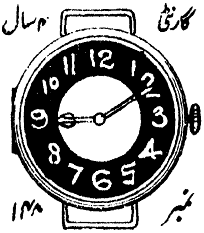

نمبر ۱۴۸

بجلی والی کارآمد رسٹ واچ

اس کا کیس نکل سلور کا اور ڈائل سوئیاں ریڈیم ہیں جو اندھیرے میں مثل ستاروں کے چمکتی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوجاتا ہے پُرزوں کی مضبوط اور ٹایم بتانیکی سچی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے بارہ آنہ

نمبر ۱۴۹

گارنٹی ۱۵ سال

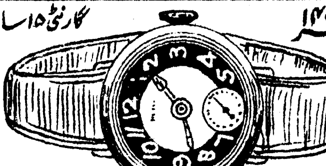

فل جوئلڈ نکل کیس ریڈیم لیور سوئس میڈ رسٹ واچ

یہ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے اسکی مشین میں پندرہ جوئل یاقوت نصب کئے ہوئے ہیں جنکے باعث وڈر بہاگ ٹینس وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی ڈائل و سوئیاں ریڈیم ہیں جن سے رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے وقت بالکل صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چودہ روپے بارہ آنہ

رعایتی قیمت چودہ روپے بارہ آنے

ملنے کا پتہ:۔ امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی دہلی

معمولی قیمت میں اچھی و پائیدار صحیح وقت بتانیوالی گھڑی حاصل کرنیکا یہ زرّیں موقعہ ہے جو سال میں ایکبار آتا ہے

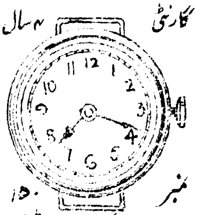

نمبر ۱۵۰

خوشوضع سنہری کیس کی رسٹواچ

یہ کلائی کی گھڑی خوبصورت و مضبوط بنی ہوئی ہے اسمیں چابی ۲۴ گھنٹے بعد دی جاتی ہے اور ڈائل چینی کا ہے ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپے بارہ آنے

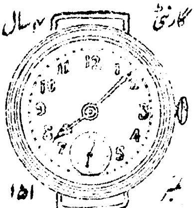

نمبر ۱۵۱

نکل کیس کی ریڈیم رسٹ واچ

رات کو اندھیرے میں اس کے ہندسے اور سوئیاں بجلی کی طرح چمکتی ہیں جن سے دنکے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوجاتا ہے ٹایم کی بچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ استراپ ساتھ روپے دو آنہ

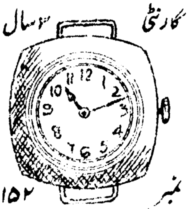

نمبر ۱۵۲

چوپہل گولڈن رسٹواچ

یہ کلائی کی گھڑی سنہری کیس کی چوپہل نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے اسکے پرزے پختہ و پالش دار ہیں کوک ۲۴ گھنٹے کی ہے اور ٹایم بھی صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے پانچ آنے

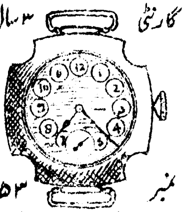

نمبر ۱۵۳

قابل دید گولڈن رسٹواچ

یہ رسٹواچ بیحد خوبصورت بنی ہوئی ہے۔ اس کا ڈائل چینی اور چوڑی مختلف ڈیزائن کی بنی ہوئی ہیں اور پرزے مضبوط و پائیدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے دو آنہ

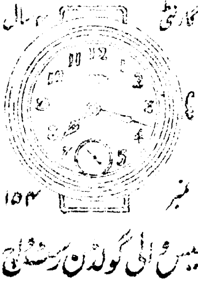

نمبر ۱۵۴

کیس والی گولڈن رسٹواچ

اسکے ہندسے و سوئیاں ریڈیم ہونے کے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹایم بتا دیتی ہیں دیکھنے میں خوبصورت اور پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے چودہ آنہ

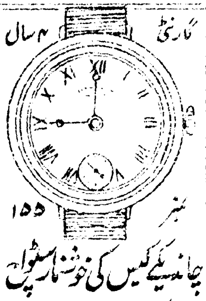

نمبر ۱۵۵

چاندی کیس کی خوشنما رسٹواچ

یہ کلائی کی گھڑی سوئس میڈ جنیوا مشین کی خوبصورت بنی ہوئی ہے اسکے پرزے پختہ و پالش دار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے چھ آنہ

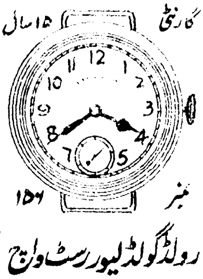

نمبر ۱۵۶

رولڈ گولڈ لیور رسٹ واچ

اسکے طلائی رنگ قایم رہنے کی گارنٹی دس سال کی اسکے کیس پر کندہ ہے مشین میں ۱۵ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں بیحد مضبوط ٹایم سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سترہ روپے چودہ آنہ

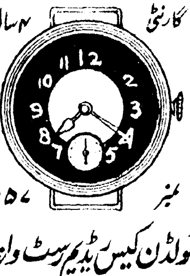

نمبر ۱۵۷

گولڈن کیس ریڈیم رسٹ واچ

اس کے ہندسے و سوئیاں مثل ستاروں کے چمکتی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوجاتا ہے پرزے مضبوط ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے چودہ آنہ

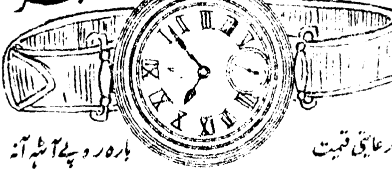

رعایتی قیمت بارہ روپے آٹھ آنہ

نہایت مضبوط سوئس میڈ دس جوئل والی لیور رسٹواچ

یہ رسٹواچ نکل سلور کیس کی خوشنما و پائدار بنی ہوئی ہے اسپر گلاس دبیز یعنی موٹا فٹ کیا ہوا ہے اور کنڈہ و تسمہ دار خوشنما لگے ہوئے ہیں ڈائل چینی کا ہے مشین میں ۱۰ جوئل یاقوت آویزاں کئے ہوئے ہیں مشین چونکہ لیور ہے اس لئے یہ گھڑی دوڑ بھاگ سواری ٹینس وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ بارہ روپے آٹھ آنہ۔

ملنے کا پتہ:۔ امریکن واچ ہاؤس ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی دہلی

ہمارے یہاں سے تمام گھڑیاں ریگولیٹ کر کر روانہ کی جاتی ہیں اس لئے تمام خریدار ہم سے خوش رہتے ہیں

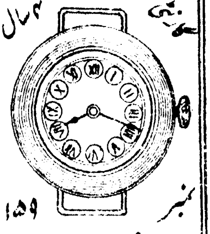

خوبصورت فینسی ڈائل رسٹ واچ

یہ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی فینسی ڈائل کی چھوٹے سائز کی بنی ہوئی ہے مشین سلنڈر اور سوئس میڈ ہے پرزے مضبوط اور پالش دار ہیں ٹائم بھی صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ خوشنما اسٹراپ کے پانچ روپے گیارہ آنے جو گھڑی طلب فرمائیں اُسکا نام و نمبر ضرور لکھیں

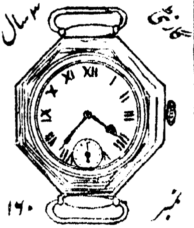

گولڈن اٹھ پہل رسٹ واچ

یہ رسٹ واچ سنہری کیس کی خوشنما اٹھ پہل بنی ہوئی ہے ڈائل چینی کا اور گنڈے تعمید دار خوبصورت بنے ہوئے ہیں مشین سلنڈر اور سوئس میڈ بنی ہوئی ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں ٹائم سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے تین آنہ

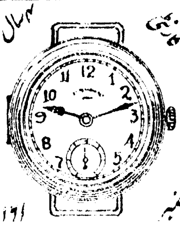

نیو فیشن جنٹلمین رسٹ واچ

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما بنی ہوئی ہے اسکا ڈائل چینی کا ہے اور اسمیں چابی ۲۴ گھنٹے کی ہے سوئس میڈ جنیوا مشین کی ہے پرزے مضبوط اور پائیدار ہیں ہوتے وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے دس آنے

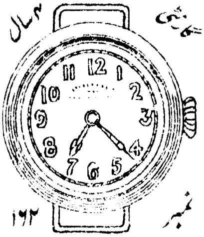

کارآمد ریڈیم رسٹ واچ

اس گھڑی کا ڈائل و سوئیاں ریڈیم ہیں جن کے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم معلوم ہوجاتا ہے کیس اس کا سنہری چمک دار ہے پرزے مضبوط ہیں وقت بھی صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے چار آنے

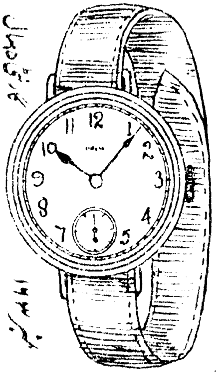

پائیدار لیور رسٹ واچ

یہ گھڑی فل جوئل ہے یعنے اسکی مشین میں پندرہ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں سواری دوڑ بھاگ ٹینس وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی نہایت پائیدار اور خوبصورت ہے۔ ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ صرف تیرہ روپے

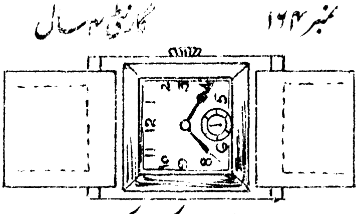

نہایت خوبصورت گولڈن کیس کی چورس رسٹ واچ

یہ رسٹ واچیں بالکل نئے فیشن کی نہایت خوش وضع لمبے اور مختلف شیپ کی بنی ہوئی ہیں۔ ہر ایک اپنی شکل میں نرالی ہے اس کا گلاس چورس اور کنڈے چوڑے خوشنما بنے ہوئے ہیں مشین پالش دار پرزے مضبوط و پائیدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے کیس سنہری و چمک دار ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ نو روپے سات آنہ

ایضاً نمبر ۱۶۵۔ اس کا ڈائل و سوئیاں گیس والی ہیں جنکے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم معلوم ہوتا ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ گیارہ روپے سات آنہ۔ علاوہ محصولڈاک جو گھڑی طلب فرمائیں اُس کا نام و نمبر ضرور لکھیں۔ ہر گھڑی کے چلنے کی مدت کی دستخطی گارنٹی ہمراہ گھڑی بھیجی جاتی ہے

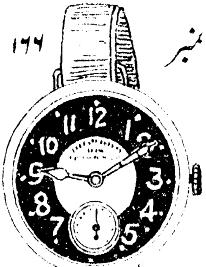

گولڈن کیس کی شب بین رسٹ واچ

اس گھڑی میں خوبی یہ ہے کہ دن کے علاوہ رات کو بھی اندھیرے میں وقت بتاتی ہے اس کا ڈائل اور سوئیاں گیس والی ہیں سوئس میڈ جنیوا مشین مضبوط پرزوں کی ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے بارہ آنہ

نوٹ: محصولڈاک پیکنگ [illegible]

ملنے کا پتہ:- امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ولیسٹ اینڈ واچ کمپنی دھلی

اگر آپ اس سالانہ رعایتی اعلان کی تخفیف شدہ قیمتوں سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں تو جلد سے جلد اپنا آرڈر بھیجدیں

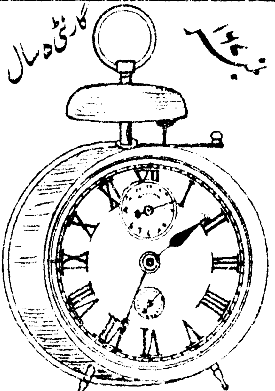

پائیدار ایک گھنٹی کا الارم ٹایم پیس

یہ ٹایم پیس نکل سلو کیس کا خوشنا پائیدار پُرزوں کا بنا ہوا ہے ٹایم سچا بتاتا ہے اسمیں جو الارم لگا ہوا ہے وہ بوقت ضرورت آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا۔ شب کو کسی ٹایم پر آپ کو اُٹھنا ہو تو آپ اسکے الارم میں چابی بہر کر الارم کی سوئی کو اُس ٹایم پر لگادیجئے یہ ٹھیک اُسی ٹایم پر آواز سے الارم بجاکر آپکو بیدار کردیگا رعایتی قیمت تین روپے پانچ آنے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

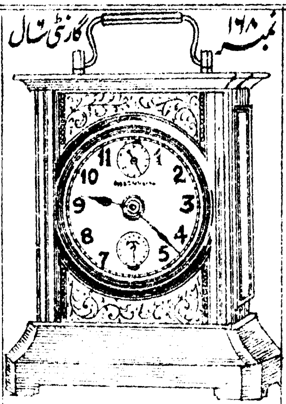

فینسی جورس شیپ کا ٹایم پیس

ٹایم پیس کے داہنی بائیں جانب شیشے لگے ہوئے ہیں جنمیں سے مشین نظر آتی ہے سامنے ٹایم کی طرف کیس پر نقش و نگار کیا ہوا ہے خوبصورت مضبوط نکل سلو کیس کا بنا ہوا ہے گھنٹہ آدہا گھنٹہ بھی آواز سے بجاتا ہے اور اسمیں الارم بھی لگا ہوا ہے وقت صحیح بتاتا ہے۔

رعایتی قیمت دس روپے بارہ آنہ

ایضاً۔ یہ باجہ بجاتا ہے گھنٹہ آدہا گھنٹہ نہیں بجتا رعایتی قیمت ۱۲ روپے

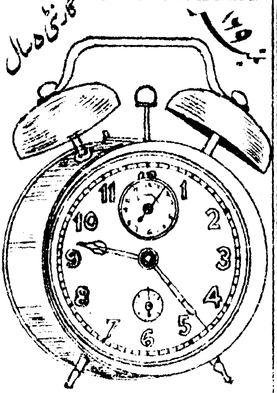

مضبوط دو گھنٹی والا الارم ٹایم پیس

اس ٹایم پیس کے پُرزے مضبوط و پالش دار ہیں۔ وقت سچا بتاتا ہے اسمیں الارم بھی لگا ہوا ہے شب کو آپ جس ٹایم پر کسی کار ضروری کے لئے اُٹھنا چاہیں تو اسکے الارم میں چابی بھر کر اسی ٹایم پر اسکے الارم کی سوئی کو لگا دیں یہ ٹھیک اسی ٹایم پر ایسے بلند آواز سے الارم بجائے گا کہ آپ فوری بیدار ہوجائیں گے نہایت کارآمد ٹایم پیس ہے

رعایتی قیمت چار روپے ایک آنہ

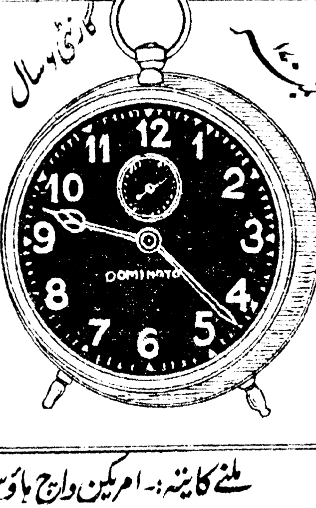

خوبصورت و پائیدار بلند آواز کا الارم بجانیوالا ریڈیم ٹایم پیس

یہ ٹایم پیس نکل سلو کیس کا خوبصورت اور پائیدار بنا ہوا ہے اسکے پُرزے ایسے مضبوط ہیں کہ مدتوں گھسنے کا نام نہیں لیتے وقت نہایت صحیح بتاتا ہے۔ اس کا ڈائل و سوئیاں (ریڈیم) والی ہیں جنکے باعث رات کو اندھیرے میں بھی مثل دن کے ٹایم بتاتا ہے اور اسمیں الارم بھی لگا ہوا ہے جس ٹایم پر آپ کو اس کا الارم بجوانا ہو اس کی چھوٹی سوئی کو جو ۱۲ کے ہندسہ کے نیچے گول دائرہ میں ہے اُس ٹایم پر لگا دیجئے اور الارم کی چابی بھر دیجئے یہ اُسی ٹایم پر ایسے زور سے الارم بجائیگا کہ سوتا ہوا آدمی بیدار ہوجاتے گا۔ عبادت گذار اور ڈیوٹی پر جانیوالوں کے لئے بہت کام کی چیز ہے۔ رعایتی قیمت آٹھ روپے چار آنے۔ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا۔

ایضاً۔ یہ ٹایم پیس ریپیٹنگ ہے۔ یعنے ٹھیر ٹھیر کر اور ایک دم دو طرح سے الارم بجاتا ہے رعایتی قیمت آٹھ روپے بارہ آنے۔ محصول ڈاک وغیرہ آپ کے ذمہ ہوگا۔

نوٹ:- محصول ڈاک، پیکنگ فیس وغیرہ آپ کے ذمہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ:- امریکن واچ ہاؤس اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی دہلی

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

مولوی دہلی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۴۴ھ | نمبر ۱

خطبہ

الحمد للہ الذی قال ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ قرۃ عینی والصلوٰۃ معراج المومنین وقال الصلوٰۃ عماد الدین من اقامہا فقد اقام الدین ومن ہدمہا فقد ہدم الدین وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد والہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد یا معشر المومنین حمد و ثنا بیان کرو اس خداوند ارض و سما اور اس پروردگار بے ہمتا کی جس نے ایک کلمہ کن سے کائنات عالم کو نیست سے ہست کیا اور اپنی قدرت تامہ کے جلوے دکھائے اور ہزار ہا عالم پیدا کرکے ان کے لیے ایک ایسا قانون قدرت بنایا کہ ہزاروں لاکھوں برس سے وہ بغیر کسی خارجی امداد کے قائم اور جاری و ساری ہے اور کبھی اس میں خلل اور تعطل واقع نہیں ہوتا سورج اسی طرح مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے چاند اسی طرح گھٹتا اور بڑھتا ہے ستارے اسی طرح چمکتے ہیں بہار و خزاں اسی طرح آتے اور جاتے ہیں رات اور دن بدستور آرام اور محنت کا پیغام لیکر آتے ہیں جاندار اور بے جان اپنی عمریں پوری کرتے ہیں اور پردہ عدم میں واپس چلے جاتے ہیں زمین ہر قسم کی انسانی اور حیوانی ضرورتوں کے پورا کرنے سے کبھی انکار نہیں کرتی غرضکہ خدا کا اٹل قانون قدرت ہے جو کبھی ناکارہ نہیں ہوتا اور نہ اس میں تغیر و تبدل کی ضرورت پڑتی ہے اے مختار کل اور قادر و توانا کی حمد و ثنا سے مراد ہے جو انکی کرسکے وہ دردمندوں کے درد کا درمان اور دکھیاروں کے دکھ کا سہارا ہے اس کا نام غمزدوں کے غم میں غمگسار اور مرادمندوں کی نامرادی میں شفیع مراد ہے وہی رحمن و رحیم ہے جو طوفان حوادث میں ساحلوں کی بیچینی اور دلوں کے اضطراب میں تسکین اور تسلی کا پیام بنکر ڈھارس بندھاتا ہے اور جب امید کا رشتہ ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور یاس و ناامیدی کی کالی گھٹائیں انسانی روحوں کو اپنی ظلمت سے ڈھانپ لیتی ہیں جب تشنہ لبوں کے لئے دریا بھی سراب بنجاتے ہیں اور گلچینوں کے لئے گلزار عالم خارزار ہوجاتا ہے اور جبکہ سہارا طلبوں کے لئے دیواریں بھی ڈر کی صورت اختیار کرلیتی ہیں اس وقت اے خدائے حی و قیوم تو اور تیری رحمت عامہ اور رافت تامہ ہوتی ہے جو ناامیدی اور یاس سے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو امید اور آس کے ہاتھوں سے جوڑتی ہے اور خارہائے غم و الم میں الجھے ہوئے دامن گلچین کو چھڑا کر گلہائے مراد سے معمور کرتی ہے اور جب سہارا ڈھونڈھنے والوں کے پاس کوئی سہارا باقی نہیں رہتا تو دستگیری کی لکڑی بنکر سہارا دیتی ہے پھر اس کائنات میں ایسا کون سرکش اور متمرد انسان ہوسکتا ہے جو اے خدا تیری حمد و ثنا سے گریز کرے تو وہ ہے جو عدم سے وجود میں لاتا اور پھر ہزار ہا نعمتوں کے انبار لگا دیتا ہے اور نہ صرف اس دنیا میں بلکہ دوسری دنیا کے لیے بھی تو نے اپنے بندوں پر رحم کیا اپنے پیغمبروں اور رسولوں کو بھیجا اور اپنی کتابیں اور صحیفے نازل کرکے ضلالت و گمراہی سے بچنے کا سامان مہیا کر دیا خصوصاً قرآن حکیم کے نزول اور محمد رسول اللہ کو مبعوث فرما کر انسانوں کے لیے ضمانت فراہم کردی کہ اگر سرکشی اور تمرد کا نشہ ان کو مدہوش نہ کردے تو وہ کبھی صراط مستقیم سے گمراہ نہیں ہوسکتے اس لئے درود اور سلام بھیجو اس نبی مکرم اور رسول معظم پر جس کے ذریعہ خدائے قدوس نے اپنے بندوں کے لیے قرآن حکیم نازل فرمایا اور ایک ایسا نظام ہدایت بھیجا جو نظام قدرت کی طرح صحیح و مضبوط اور ہمیشہ ہر زمانہ اور ہر موسم اور ہر ملک کے لیے یکساں طور پر ہمارے دین اور ہماری دنیا کے لئے مفید اور سودمند ہے۔ امابعد

برادران اسلام! آج کے خطبہ کا موضوع نماز ہے جس کو آپ سے ملنے اور جسے ادا کرنے کے لئے آپ یہاں جمع ہوئے ہیں، کے متعلق خطبہ جو پڑھا جائے گا جیسا کہ آپ نے اوپر عربی کی عبارت میں سنا ہے نماز دین اسلام میں سب سے مقدس رکن ہے اور ہر ایک مسلمان اس امر سے واقف ہے کہ نماز ہر ایک بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے صرف چند صورتوں میں عورتیں مستثنیٰ ہیں ورنہ ہر حالت میں بشرط صحت عقل و حواس اور شرط بلوغ ہر ایک مسلمان عورت مرد پر یہ فرض ہے فرض کے معنی ہی یہ ہیں کہ کسی حال میں اس سے نجات نہیں اعمال میں اسلام نے پانچ فرض مسلمانوں پر عائد کئے ہیں اول کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار باللسان و تصدیق بالقلب دوسرے نماز تیسرے روزہ چوتھے زکوٰۃ پانچویں حج ان کی فرضیت کے انکار سے آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا لا الہ الا اللہ کے اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کے بغیر تو آدمی مسلمان ہی نہیں ہوتا اس کے علاوہ نماز روزہ حج و زکوٰۃ کی فرضیت کا قائل ہونا بھی اسلام کی شرط ہے لیکن اگر کوئی اپنی بدبختی سے از راہ غفلت ان فرائض کے ادا کرنے سے قاصر رہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوگا سخت و شدید گنہگار ہوگا اور سزا کا مستوجب لیکن یہ ایسے فرائض ہیں جن کا ترک خواہ از راہ غفلت ہی کیوں نہ ہو دین اور دنیا دونوں کے خسران اور نقصان کا موجب ہے۔

برادران اسلام! تمام فرائض میں سب سے پہلے سب سے زیادہ اور سب سے آخر تک جس فرض کی طرف اللہ اور اس کے رسول برحق نے توجہ دلائی ہے وہ نماز ہے اگرچہ نماز معراج

کی شب کو فرض ہوئی جو اسی رجب کے مہینے میں ہوئی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز اس سے پہلے سے پڑھتے تھے اور جو مسلمان اس وقت تک تھے وہ بھی پڑھتے تھے اگرچہ بعد میں بھی پڑھتے رہے اور اس نماز پر آنحضرت نے بہت زور دیا ہے یہاں تک کہ خدا اللہ رحمٰن و رحیم نے جب دیکھا کہ آنحضرت ساری رات عبادت و صلوٰۃ میں مشغول رہتے ہیں اور اس کی وجہ سے پائے مبارک متورم ہو جاتے ہیں تو فرمایا یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ او زد علیہ یعنی ساری ساری رات کی بجائے اے ہمارے کمل پوش محبوب رسول رات جب آدھی سے کم رہ جائے جب اٹھا کیجئے یا اس سے کچھ کم و بیش کر لیجئے۔ بہرحال تہجد پورے اہتمام سے پڑھی جاتی تھی مگر اس خیال سے کہ کہیں پنجوقتہ کی طرح تہجد بھی امت پر فرض نہ ہو جائے اور اس کا ادا کرنا امت پر شاق اور دشوار ہو اس لئے اس کو کبھی کبھی ترک بھی فرما دیا۔

جن لوگوں کی نظر قرآن و حدیث پر ہے وہ جانتے ہیں کہ نماز پر ان دونوں کے اندر کس قدر زور دیا گیا ہے یہاں تک کہ جو لوگ عربی نہیں جانتے اور قرآن کی تلاوت کرتے رہتے ہیں وہ بھی اتنا تو ضرور جانتے ہیں کہ قرآن حکیم کے اندر سینکڑوں جگہ صلوٰۃ کے الفاظ آئے ہیں بعض جگہ صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی لفظ آیا ہے مگر سینکڑوں جگہ صرف صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے اور کلام الٰہی کے آغاز ہی میں ایمان بالغیب کے بعد قیام صلوٰۃ کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے الم ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ اور اس کے بعد پھر تمام قرآن میں جا بجا نماز کی تلقین کی گئی ہے۔

قرآن حکیم کا یہ انداز بیان ہے کہ وہ اکثر احکام کی علت اور غرض و غایت بھی بیان فرما دیتا ہے چنانچہ نماز کا مقصد بھی اس نے واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے یعنی ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز فحش اور منکر امور سے انسان کو باز رکھتی ہے اس طرح روزے کا مقصد یہ بتلایا ہے کہ انسان اس سے متقی بنتا ہے۔

جہاں تک نماز کی فرضیت اور اس کے پڑھنے کی ذہنی اہمیت کا تعلق ہے اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمان عام طور پر اس کو محسوس کرتے ہیں اور بے نمازی میں وہ بھی اپنی غفلت کا اقرار کرتے ہیں اور جب کبھی توجہ دلائی جاتی ہے تو شرمندہ ہوتے ہیں یہ حالت بھی ایک درجہ میں غنیمت ہے۔

لیکن اصلی سوال یہ ہے کہ ہم اس مسئلہ پر غور کریں کہ نماز کو اس قدر زبردست اہمیت کیوں دی گئی ہے اور ہم اپنا جائزہ لیں کہ نماز کی جو اہمیت بیان کی گئی ہے اس کے مطابق ہم نماز ادا کرتے ہیں اور نماز کا جو مقصد بیان کیا گیا ہے وہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں حاصل ہوتا تو اس کی کیا وجہ ہے آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو معراج المومنین فرمایا ہے اور فرمایا ہے الصلوٰۃ عماد الدین من اقامھا فقد اقام الدین و من ھدمھا فقد ھدم الدین یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو قائم کیا اس نے گویا دین کو قائم کیا اور جس نے اس کو ڈھا دیا اس نے گویا دین کو ڈھا دیا [illegible] سے نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

[illegible] اسلام میں یہ اہمیت اس لئے ہے کہ نماز تنہا وہ عمل خیر ہے جس کے ذریعہ دین اور دنیا دونوں کی سربلندی اور سرفرازی حاصل کر سکتے ہیں اور قرآن حدیث دونوں میں بالصراحت اس کو بیان کر دیا گیا ہے قرآن میں تو نماز کے متعلق بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ انسان کو فحش اور منکر سے باز رکھتی ہے اب صرف اسی ایک امر پر غور کیجئے کہ جو عمل انسان کو فحش اور منکر امور سے باز رکھنے کی قدرت رکھتا ہو وہ ایک انسان کو انفرادی حیثیت سے اور انسانی جماعتوں کو اجتماعی حیثیت سے کیسے بلند و رفیع درجہ پر فائز کر سکتا ہے۔

فحش اور منکر صرف دو لفظ ہیں مگر ان کی وسعت اور ہمہ گیری کا اندازہ کرنا آسان نہیں ہے دنیا کی کوئی بدی اور برائی اور کوئی ضلالت و گمراہی ایسی نہیں ہے جو فحش اور منکر کے تحت میں نہ آجاتی ہو خواہ اس کا تعلق خدا سے ہو یا بندوں سے حق اللہ سے یا حق العباد سے دل و دماغ اور روح سے اس کا تعلق ہو یا اعضا و جوارح سے ہر بدی اور ہر برائی فحش اور منکر میں داخل ہے کیا کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی اس کا تصور کر سکتا ہے کہ کوئی بدی اور کوئی برائی ایسی ہو سکتی ہے جو امر منکر میں داخل نہ ہو جب ان کی تمام بدیاں اور تمام برائیاں منکر میں داخل ہیں اور فحش و منکر سے نماز انسان کو باز رکھتی ہے تو اس کلیہ کے معنے یہ ہوئے کہ مسلمان جو نماز پڑھتا ہے وہ دنیا کی تمام برائیوں سے پاک ہوگا اور جو مسلمان یا مسلمانوں کی جو جماعت نماز گزار ہوگی وہ بھی ہر قسم کی برائیوں سے پاک و صاف ہوگی اور جو فرد یا جماعت دنیا کے عیب و قبائح سے پاک و صاف ہوگی ظاہر ہے کہ دین و دنیا کی سرفرازیاں اس کے حصہ میں ضرور آئینگی۔

مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ لاکھوں کروڑوں انسان نماز پڑھتے ہیں مگر نہ وہ فحش اور منکر سے پاک ہیں اور نہ دین و دنیا کی سرفرازی و سربلندی سے ان کو کچھ حصہ مل رہا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج ہماری بدبختی کا یہی عالم ہے کہ ہم میں سے جو نماز پڑھتے ہیں وہ بھی فحش اور منکر کی آلودگی سے پاک نہیں ہوتے مگر ظاہر ہے کہ خدا کے کلام میں جو چیز ہم کو دی گئی ہے وہ کسی طرح بھی غلط نہیں ہو سکتی یقیناً نماز کا مقصد یہی ہے اور یہی اثر اس کا مترتب ہونا چاہئے اور اگر آج وہ اثر مترتب نہیں ہوتا تو یہ نماز کا قصور نہیں ہو سکتا کیونکہ نماز کا جو وصف بیان کیا گیا ہے وہ کسی انسان کا بیان کردہ نہیں ہے جس میں غلطی کا امکان ہو بلکہ اس خدائے قدوس کا ارشاد ہے جو اصدق الصادقین ہے اور جس کا ارشاد کبھی کسی حال میں غلط نہیں ہو سکتا یہی وہ نماز ہے جو آج سے تیرہ سو سال قبل وہ معجزہ دکھلا چکی جس کا ذکر اور جس کی خبر قرآن حکیم میں دی گئی ہے کیا ہمارے سامنے صحابہ کرام کا اسوۂ حسنہ نہیں ہے اور کیا ان کی نمازوں کو ہم بھول گئے ہیں اور کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ایسی نماز نے عہد صحابہ میں اس وقت کے مسلمانوں پر دنیا اور دین کی فلاح و بہبود کے دروازے کھول دیئے تھے اگر ایک دفعہ نماز اپنا اثر دکھا چکی ہے اور اس کے ادا کرنے والوں کو فحش اور منکر سے باز رکھ کر ان پر سعادت دارین کے دروازے کھول چکی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اب پھر وہی کرشمہ اور معجزہ نہ دکھلائے صحابہ کرام کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں اور اگر ہماری آنکھیں ہیں تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اس مقدس جماعت کو نماز نے کس حد تک فحش اور منکر سے منزہ اور مبرا کر دیا تھا اور یہی چیز تھی جس نے ان کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا تھا۔

اس لئے آج بھی نماز وہی معجزہ دکھلا سکتی ہے اور انفرادی و اجتماعی دونوں حیثیتوں سے دکھلا سکتی ہے اور اگر باوجود نماز پڑھنے کے ہمارے اندر وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی جس کا قرآن میں ذکر کیا گیا ہے تو لازمی طور پر یہ ہمارا اپنا ہی قصور

ہوگا نہ کہ نماز کا جس کی صفت قرآن نے بیان فرمادی ہے:

برادران اسلام! اگر نماز ادا کرنے کے باوجود ہم اس فیض سے محروم رہتے ہیں جو نماز کا خاصہ اور اس کی صفت بیان کی گئی ہے تو یہ یقیناً ہمارا قصور ہے کیونکہ ہم اس طرح نماز نہیں پڑھتے جس طرح کہ نماز پڑھنی چاہیئے اور جیسی کہ صحابہ کرام پڑھا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو معراج المومنین فرمایا ہے اس ایک جملہ میں جو صرف دو لفظوں سے مرکب ہے حضور نے بتلا دیا ہے کہ نماز کیسی ہونی چاہیئے اور کس طرح پڑھنی چاہیئے نماز کو مومنین کی معراج فرمایا ہے اب معراج پر غور کرنا چاہیئے کہ معراج کیا چیز ہے معراج عروج سے مشتق ہے جس کے معنے اوج اور بلندی پر پہنچنے کے ہیں یہ کونسی بلندی ہے ظاہر ہے کہ ظاہری بلندی نہیں ہے بلکہ باطنی بلندی مراد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معراج ہوئی وہ مسلم علماء کی اکثریت کے نزدیک مع جسم کے تھی لیکن یہ تو آنحضرت کے لئے مخصوص تھی مومنین کی معراج روحانی ہی ہو سکتی ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ نماز وہ مدارج طے کراتی ہے جو معراج میں ہی طے ہو سکتے ہیں اور معراج میں قرب و وصال الٰہی کے جو مدارج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طے فرمائے تھے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں مگر یہ کیفیت کب پیدا ہو سکتی ہے ہم آج جیسی نمازیں پڑھتے ہیں ایسی تو اگر ہزار سال تک رات دن پڑھتے رہیں تب بھی وہ چیز حاصل نہیں ہو سکتی جو نماز سے مطلوب ہے جبتک بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر کی حالت نماز میں رہے گی اس وقت تک ناممکن ہے کہ نماز کی حقیقت ہم پر منکشف ہو۔

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ نماز میں دل اور زبان ایک ہو کر مشغول ہوا کریں خیالات اور تصورات سے دل اور دماغ خالی ہوں یکسوئی اور ایک حالی کے ساتھ دربار خداوندی میں حاضری ہو اور ہر قسم کے جذبات سے یکسو ہو کر عجز و نیاز اور تذلل و افتادگی اور مسکنت و بیچارگی کے کامل احساس کے ساتھ نماز شروع کرنی چاہیئے اگر ہم کسی معمولی دنیاوی افسر کے سامنے بھی اپنی کوئی حاجت لیکر جاتے ہیں یا کسی جرم کی بازپرس کے لئے بلائے جاتے ہیں تو ہماری حالت یہ ہوتی ہے کہ قلب و روح کی تمام قوتیں اسی ایک سمت میں مرکوز ہو جاتی ہیں اور دل لگا رہتا ہے کہ دیکھئے کیا قسمت کا فیصلہ ہوتا ہے گویا کہ چند لمحوں کے لئے پوری توجہ اسی ایک طرف ہو جاتی ہے اور ہر طرف سے دل و دماغ کے تمام تصورات و تخیلات سے خالی ہو جاتا ہے جب ہماری حالت معمولی ایک دنیاوی حاکم کے سامنے یہ ہو جاتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ خداوند رب العالمین کے دربار میں جب ہم حاضر ہوں تو اسی نسبت سے کیوں نہ ہمارے اندر کامل یکسوئی اور مکمل عجز و افتادگی کی شان نہ پیدا ہو اگر ہم صرف دن بھر کے اعمال کا جائزہ لیکر حضور خداوندی میں کھڑے ہوں اور یہ سمجھکر کہ ہمارے تمام ظاہر و پوشیدہ اعمال سے وہ ہستی واقف اور آگاہ ہے جو عالم السر و الخفایا ہے اور جس کے سامنے ہم کھڑے ہو رہے ہیں وہ نہ صرف علیم و خبیر ہے بلکہ قہار و جبار اور رحمٰن و رحیم اور شدید العقاب بھی ہے اور اگر اس کی رحمت و کرم کار فرما نہ ہو تو کہیں گنہ گار بندوں کا ٹھکانا نہیں ہے اگر اپنے گناہوں کے صحیح احساس ندامت کے ساتھ دربار الٰہی میں حاضری کا قصد کیا جائے اور نماز کے متعلق صحیح طور پر یہ عقیدہ ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہیں تو ناممکن ہے کہ عجز و تذلل اور افتادگی و بیچارگی کا وہ جذبہ موجزن نہ ہو جائے جو قلب میں رقت اور دل میں گداز کا ضامن ہو۔

برادران اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو معراج المومنین اسلئے فرمایا ہے کہ جس طرح حضور کو معراج شریف میں قرب و وصال باری حاصل ہوا تھا اسی طرح مومن قانت کو بھی اپنے درجہ میں اللہ عزوجل کا قرب اور اس کی حضوری حاصل ہوتی ہے اب ہمیں اگر یہ بات حاصل نہیں ہوتی ہے تو اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ نماز کا وہ مقصد عظیم حاصل ہو جس کا ذکر قرآن حکیم میں کیا گیا ہو۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت الٰہی کا ایک معیار اور بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ اس طرح نماز میں حضوری ہو کہ تجھکو اللہ تعالیٰ کا جلوہ پاک نظر آنے لگے اور اگر میسر نہ ہو تو تجھپر یہ کیفیت تو طاری ہونی چاہیئے کہ اللہ بزرگ و برتر تجھکو دیکھ رہا ہے مطلب یہ ہے کہ درجہ اول تو یہ ہے کہ نمازگذار پر ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ گویا وہ چشم دل سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ کیفیت کسی انسان پر طاری ہو جائے تو ظاہر ہے کہ وہ ان لمحوں میں خلوص للہیت اور صدق و صفا کا پیکر بنجائے گا کیا کوئی ایک لمحہ کے لئے اس کا تصور کر سکتا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں اس کا دل آلائش فاسدہ اور تصورات باطلہ سے معمور رہ سکتا ہے یقیناً نہیں تو پھر جو کچھ بھی پاس ہوگا سب کی خاتمہ اس طرح ہو جائے گا جس طرح آگ خس و خاشاک کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

لیکن اگر یہ کیفیت حاصل نہو تو پھر کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ ہم پر یہ کیفیت اور یہ حالت طاری ہو جائے کہ ہم دربار الٰہی میں حاضر ہیں اور خدائے علیم و بصیر ہمکو دیکھ رہا ہے اور یہ اس مقصد کے حصول کا ادنیٰ درجہ ہے اگر اتنا ہی ہوگا تو تمام عمر بھی نماز پڑھتے رہنے سے وہ مقصد حاصل ہوگا جو قرآن نے نماز کا بتلایا ہے اور یہ ایسا درجہ ہے جو بہت آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ جب ہم دنیاوی حاکم کے پاس پہنچکر یکسو ہو جاتے ہیں اور اپنی تمام تر توجہ اسکی طرف مبذول و مرکوز کر دیتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس علیم و خبیر اور سمیع و بصیر خدا کے حضور میں پہنچکر کیوں نہ ہماری پوری توجہ اس خدائے بزرگ و برتر کی طرف مرکوز ہو جائے ہونا تو مطلق ہے لیکن یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب خداوند ارض و سما کی قدرت و اختیار اور اس کے سمیع و بصیر ہونے پر ہم کو کامل ایمان ہو۔

برادران اسلام! ناممکن ہے کہ صحیح طریقہ پر ہم نماز ادا کریں اور اس سے نتیجہ وہ نہ حاصل ہو جو قرآن میں بتلایا گیا ہے اور ہماری زندگیاں فحش و منکر سے بچکر پاک و صاف نہ ہو جائیں اور جونہی فحش و منکر سے ہماری زندگی پاک صاف ہوئی سمجھ لینا چاہیئے کہ فلاح دارین کے دروازے ہم پر خود بخود کھل جائیں گے اگر انفرادی حیثیت سے ہم نے اس پر عمل کیا تو انفرادی طور پر اور اگر اجتماعی طور پر ہم نے اس پر عمل کیا تو اجتماعی حیثیت ہماری زندگیوں میں ایک عظیم خوشگوار و مفید انقلاب رونما ہو جائے گا۔

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ دین اور دنیا کی سرفرازی و سربلندی ہمارے حصہ میں آئے تو نماز کی دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑنا چاہیئے اور اپنی نمازوں کو صحابہ کرام کی نماز بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

(جمادی الثانی کے موذن سے پڑھیے)

شذرات

جدید آرڈیننس

اس ماہ میں وائسرائے نے اپنے اختیارات سے تین نئے آرڈیننس جاری کئے ہیں آرڈیننس کے معنے یہ ہیں کہ اگر اسمبلی میں پاس کرائے بغیر وائسرائے اپنے حکم سے قانون نافذ کرے عام طور پر قانون اس کو کہتے ہیں جو اسمبلی میں پیش ہو اور اتفاق یا کثرت رائے سے ملک کے نمائندے اس کو پاس کردیں لیکن وائسرائے کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اسمبلی کو نظر انداز کرکے اور اپنی مرضی سے جو چاہے قانون نافذ کرے اگر اشد ضرورت کے وقت کبھی ہی ایسا کیا جائے تو شاید جواز کا پہلو نکل سکے مگر جب صورت حال یہ ہو جائے کہ آئے دن وائسرائے کی مرضی سے قانون بننے لگے تو جمہوریت کا خاتمہ سمجھنا چاہیئے افسوس ہے کہ گزشتہ دو سال کے اندر وائسرائے نے اکثر تین آرڈیننس کا اجرا کرکے لوگوں کو یہ سمجھنے پر مجبور کردیا ہے کہ ہندوستان کی حکومت بالکل مطلق العنان ہے۔

بہرحال گزشتہ مہینہ میں تین آرڈیننس وائسرائے نے جاری کئے ایک بنگال کے متعلق دوسرا دہلی کانسپریسی کیس کے متعلق اور تیسرا کشمیر کے متعلق ہم مختصراً ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ بحث کرینگے۔

بنگال آرڈیننس

یہ آرڈیننس تشدد کے واقعات کو روکنے کی غرض سے نافذ کیا گیا ہے چونکہ بنگال میں آئے دن بم پستول اور ڈاکہ زنی کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں اس لئے وائسرائے نے ان کو روکنے کے لئے ایک نیا آرڈیننس نافذ کردیا ہے اس میں جماعتوں کے ممبران پر گرفت کی جاسکتی ہیں جو تشدد میں یقین رکھتے ہیں یا تشدد کی تبلیغ کرتے ہیں اگرچہ یہ صحیح ہے کہ تعزیرات ہند کے اندر ایسے قوانین پہلے سے موجود ہیں جن کے ذریعہ ایسے جرائم کے خلاف تعزیری کارروائی کی جاسکے اور ان قوانین کی موجودگی میں اس قسم کے آرڈیننسوں کی مطلق ضرورت نہیں ہے اور ایک مہذب حکومت کے دامن انتظام پر بدنما داغ ہے کہ ایسے آرڈیننس نافذ کئے جائیں۔

لیکن ہم آج اس مسئلہ پر دوسرے نقطۂ نظر سے بحث کرنی چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ کانگریس کا یہ مقصد ہے کہ عدم تشدد کے ذریعہ آزادی حاصل کی جائے اور کسی حال میں تشدد استعمال نہ کیا جائے اور جہاں تک امکان میں ہے کانگریس اس کی کوشش کرتی ہے کہ ایسے پر تشدد افعال کا سد باب ہو حکومت کا بھی یہی منشا ہے کانگریس اپنے طور پر یہ کوشش کررہی ہے اور حکومت اپنے طریق پر لیکن دونوں کا منشا ایک ہے صرف طریق عمل میں فرق ہے یہ ضرور ہے کہ کانگریس حکومت ... کے طرز عمل سے متفق نہیں ہے اور نہ اس کو مقصد کے لئے مفید سمجھتی ہے اور اس طریق میں یہ بھی اندیشہ ہے کہ گنہگاروں کے ساتھ بے گناہ بھی مصیبت میں آجائینگے اور جناب والا کا یہ اصول ہے کہ ہزار گنہگار چاہے بچ جائیں مگر ایک بیگناہ نہ پھنسنا چاہیئے۔

لیکن موجودہ حالات میں ہماری یہ رائے ہے کہ حکومت کو ایک دفعہ پوری آزادی دیدینی چاہیئے کہ وہ جس طرح مناسب سمجھے اس تحریک تشدد کا سد باب کردے یہ ممکن ہے کہ اس طرح بہت سے بے گناہ مصائب میں مبتلا ہوجائینگے اور نہ صرف یہ کہ اس امر کا بھی اندیشہ ہے کہ بہت سے خالص کانگریسی جو ایمانداری کے ساتھ عدم تشدد پر یقین رکھتے ہیں وہ مبتلا ہوں گے اور شاید کانگریس کی تحریک کو کچلنے کا کام بھی لیا جائے مگر اس مقصد کے حصول کے لئے ہم کو ایک دفعہ یہ تمام خطرات برداشت کر لینے چاہئیں اور حکومت کو اجازت دینی چاہیئے کہ وہ آزادی کے ساتھ پورے اختیارات اور پوری قوت سے تشدد کی تحریک کو کچلنے کی کوشش کرے اگر حکومت اس میں کامیاب ہوگئی تو یہ حکومت ہی کے لئے نہیں بلکہ کانگریس کیلئے بھی موجب مسرت ہوگا اور اگر وہ کامیاب نہو تو پھر حکومت کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ کے لیئے ان طریقوں سے دست بردار ہو جائے اور حکومت کانگریس کے ساتھ تعاون اور موالات کرے اور جو طریقہ کہ کانگریس بتلائے اس طریقہ سے اس تحریک کے انسداد کی کوشش کرے۔

بہرحال حکومت سے کانگریس کا ایک معاہدہ ہوجانا چاہیئے کہ ایک مدت معینہ کے اندر حکومت کے طرز عمل کے خلاف کانگریس کوئی آواز بلند نہیں کرے گی اگر اس مدت کے اندر تشدد کی تحریک کو ختم کرنے میں حکومت کامیاب ہوگئی تو کانگریس کو اعتراف کرلینا چاہیئے کہ حکومت ایسے قوانین اور اس قسم کے طرز عمل اختیار کرنے میں حق بجانب تھی لیکن اگر حکومت کو اس میں کامیابی نہ ہو تو اس کو اعتراف کرنا چاہیئے کہ وہ ایسے طریقوں کے استعمال کرنے میں صحیح راستہ پر نہ تھی اور صحیح راستہ وہی ہے جو کانگریس تجویز کرتی ہے۔

بہرکیف ہم اس نقطۂ نظر سے عرض کرینگے کہ بنگال آرڈیننس کی مخالفت نہ کرنی چاہیئے کیونکہ جو لوگ عدم تشدد پر یقین رکھتے ہیں وہ صدق دل سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ تشدد کے واقعات ملک کے عظیم مقصد کے لئے بجائے مفید ہونے کے مضر ہوتے ہیں۔

دوسرا آرڈیننس

یہ آرڈیننس دہلی کے مقدمہ سازش کے متعلق ہے اور اس کا منشا یہ ہے کہ اگر دیدہ و دانستہ کوئی ملزم عدالت میں حاضر ہونے سے انکار کردے تو اس کی عدم موجودگی میں مقدمہ کی سماعت جاری رکھی جاسکے۔

اس مقدمہ میں بعض حالات ایسے پیش آگئے کہ بعض ملزمین نے حاضری عدالت سے انکار کردیا اور انکی عدم موجودگی کی وجہ سے مقدمہ کی سماعت نہ ہوسکی۔

اگر جان بوجھ کر کوئی ملزم عدالت میں حاضر ہونے سے انکار کردے کہ اس کی عدم موجودگی میں مقدمہ کی سماعت نہ ہوسکے گی اور اس طرح وہ سزا سے بچ جائے گا یا عدالت کو تنگ کرنا مقصود ہو اور بلاوجہ مقدمہ میں تاخیر کرانا پیش نظر ہو تو ایسی صورت میں اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ آرڈیننس کے ذریعہ ججوں کو اختیار دیدیا جائے کہ وہ ایسے ملزموں کی عدم حاضری میں بھی مقدمہ کی سماعت کو جاری رکھیں لیکن اس مقدمہ میں حاضر نہ ہونے والے ملزمین نے جو شکایات بیان کی ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو ان سے یہ نہیں مترشح ہوتا کہ وہ خواہ مخواہ عدالت کو تنگ کررہے ہیں یا مقدمہ میں تاخیر کرنا چاہتے ہیں بلکہ ان ججوں سے کوئی شکایت ہی نہیں ہے اور ان کو جو شکایت ہے وہ عملۂ جیل سے ہے کہ بحیثیت ایک زیر سماعت قیدی کے جو حقوق یا ملاقات وغیرہ کے ان کو حاصل ہیں ان سے عملۂ جیل نے ان کو محروم کردیا ہے اگر ججوں نے شکایات سن کر حکام جیل کو لکھا ہی کہ ان کا ازالہ کردیا جائے مگر حکام جیل نے ججوں کے

حکم کی بھی تعمیل نہیں کی اس وجہ سے ان ملزموں نے حاضری عدالت سے انکار کردیا اور وائسرائے نے ارڈیننس نافذ کردیا یہ ملزم آج بھی عدالت میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ ان کی شکایت جو حکام جیل سے ہے وہ دور کردی جائے اور اس شکایت کو ہم اس لئے صحیح سمجھتے ہیں کہ جج نے اس کو صحیح تسلیم کرلیا ہے اور اس کے ازالہ کا حکم دیا جس کی تعمیل نہیں کی گئی لہذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملزموں کی صحیح شکایات کو دور کرے لیکن اگر اس کے باوجود بھی کوئی ملزم دیدہ و دانستہ غیر حاضر رہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کا ارڈیننس نافذ کرانے میں حکومت حق بجانب ہوگی اور اس پر کوئی الزام عائد نہیں کیا جاسکتا۔

کشمیری آرڈیننس

تیسرا آرڈیننس کشمیر کے متعلق وائسرائے نے نافذ کیا ہے اس کا منشا یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے اندر جو دیسی ریاستیں ہیں اگر ریاستوں سے باہر کے لوگ وہاں جاکر قانون شکنی کریں اور اس سے امن و امان کو خطرہ ہو تو ان لوگوں کو ریاستوں میں جانے سے روک دیا جائے مطلب یہ ہے کہ چونکہ جماعت احرار اسلام کشمیر میں جتھے بھیج رہی تھی اور چند ہی دن میں کئی ہزار رضاکار وہاں گرفتار ہوچکے تھے اور برابر جتھے بر جتھے جارہے تھے اور حکومت کشمیر ان کا مقابلہ نہ کرسکتی تھی اس لئے حکومت کشمیر کی درخواست پر حکومت ہند نے یہ ارڈیننس جاری کردیا اور ساتھ ہی کشمیر میں برطانوی فوجیں بھی گوروں کی روانہ کردیں۔

اب کوئی جتھہ کشمیر سے باہر کے لوگوں کا کشمیر نہیں جاسکتا۔ اگر جانے کی کوشش کرے گا تو حکومت پنجاب اس کو گرفتار کرلیگی۔

حکومت ہند نے کیوں مداخلت کی اور وائسرائے نے کیوں آرڈیننس نافذ کیا اس کے متعلق کچھ کہنا فضول ہے حکومت ہند نے ایک بیان میں یہ بتلا دیا ہے کہ حکومت کشمیر نے اپنے آپ کو بے بس پایا اور اس نے امداد کی درخواست کی اس لئے دونوں قدم حکومت ہند کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں۔

ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں شکوہ شکایت فضول ہے کہنا یہ ہے کہ حکومت کشمیر نے مجبور ہوکر درخواست کی اور حکومت کشمیر پر منحصر نہیں ہر خواہ کوئی حکومت بھی ہو جب وہ دیکھے گی کہ اس کے ہاتھ کمزور ہو رہے ہیں اور وہ کسی ایجی ٹیشن کا مقابلہ نہیں کرسکتی تو جو طریقہ بھی اس کو مناسب نظر آئے گا اس کے اختیار کرنے میں وہ پس و پیش نہ کریگی۔ خود حکومت ہند کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک جاری تھی تو اس نے بھی آدھے درجن سے زیادہ آرڈیننس جاری کردئے تھے۔ اس لئے نہ تو حکومت کشمیر کی شکایت کرنی چاہیئے اور نہ حکومت کی یہ تو بالکل قدرتی چیز ہے جب کبھی اور جہاں کہیں اس قسم کا قدم اٹھایا جائے گا جیسا کہ کشمیر کے متعلق اٹھایا گیا ہے تو دوسری طرف سے لازمی طور پر ایسا ہی قدم اٹھایا جائے گا جیسا کہ ارڈیننس کی صورت میں اٹھایا گیا ہے

اب اس کا فیصلہ مستقبل کرے گا کہ کونسا قدم صحیح تھا اور کونسے قدم کے لئے کامیابی مقدر تھی اگر ایجی ٹیشن کی بنیاد مضبوط ہے تو کامیابی یقینی ہے بشرطیکہ یہ اسی طریق پر جاری رہے ورنہ ناکام ہوکر رہ جائیگی تاہم تحریک جو پیدا ہوگئی ہے وہ مرے گی نہیں اگر آج ناکام رہے گی تو کچھ عرصہ کے بعد پھر شروع ہوگی اور کامیابی تک پہنچے گی اور اسی کے ساتھ ریاستوں کی اصلاح کا دور شروع ہوجائے گا یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ کشمیر کے سلسلہ میں جو تحریک شروع ہوئی ہے وہ کشمیر میں ختم ہوجائے گی اس لئے کہ کم و بیش تمام ریاستوں کی رعایا عاجز آچکی ہے اور سب ہی کی یہ خواہش ہے کہ وہ والیان ریاست کی مطلق العنانی سے نجات پائیں اس لئے جلد یا بدیر سب جگہ یہی ہوگا جو کشمیر میں ہو رہا ہے۔

بہر حال برطانوی فوجوں کے جانے اور ارڈیننس کے نافذ کرنے کی مسلمانوں کو شکایت نہ کرنی چاہیئے بلکہ جو قدم انہوں نے اٹھایا ہے اگر اسے ایمانداری کے ساتھ وہ صحیح سمجھتے ہیں تو بڑھائے چلا جانا چاہیئے اور اپنے ایثار و قربانی سے وہ مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو پیش نظر ہے۔

کشمیر کی تنظیم

اسی سلسلہ میں بہتر ہوگا کہ کشمیر کی تنظیم پر بھی تبصرہ کیا جائے اس وقت کشمیر کے مسئلہ نے ایک خاص صورت اختیار کرلی ہے اب سوال یہ نہیں ہے کہ چند ماضی شکایات کا ازالہ کردیا جائے بلکہ طرز حکومت کی کمل تبدیلی کا سوال ہے اور یہ سوال قدرتی اسباب کے ماتحت پیدا ہوا ہے اور صرف کشمیر کے ساتھ مخصوص نہیں ہے مستقبل قریب میں تمام ریاستوں کے سامنے انہی پیچیدگیوں کے ساتھ یہ سوال آنے والا ہے شاید میں کچھ عرصہ تک اس سے محفوظ رہ جائیں لیکن اس ریاست کی بہمہ رعیت کو آشنا کردیا گیا ہے کشمیر کے سامنے سب سے پہلے یہ سوال اس لئے آیا کہ ہندوستان بھر میں کوئی اتنا بڑا علاقہ ایسا نہیں ہے جس کی آبادی اس قدر مفلوک الحال اور غریب اور محتاج ہو اور نہ صرف محتاج و غریب بلکہ ایسے ٹیکسوں کے بار کے نیچے دبی ہوئی ہو کہ شاید ہی اس قسم کے ٹیکس کہیں ہوں اور مسلمانوں کے ساتھ کچھ امتیازی سلوک بھی ہو یہی وجوہ اسباب ہیں جن کے ماتحت کشمیر میں یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے گو ابتدا کسی اور شکل میں ہوئی تھی لیکن تہ میں یہی اسباب تھے اور اب حالات نے ترقی کرکے اصلی صورت اختیار کرلی ہے۔

جماعت احرار جو جتھے بھیج رہی ہے وہ اسی عام صورت حال سے متعلق ہے اور وہ یہ چاہتی ہے کہ کشمیر کے نظام حکومت میں کمل تبدیلی ہو اور ایک نمائندہ اسمبلی وہاں قائم ہو جس کے سامنے حکومت جوابدہ ہو اور کشمیری باشندوں کی تعلیمی و اقتصادی ترقی کا بندوبست کیا جائے اور امتیازی سلوک کسی کے ساتھ نہ ہو۔

ہمارا خیال ہے کہ اس مقصد کے پیش نظر جو جتھے کشمیر جارہے ہیں ان پر کوئی شخص اعتراض نہیں کرسکتا ہر ایک قوم پرست کا یہ نظریہ ہے کہ برٹش انڈیا کی طرح ریاستوں کی حالت میں بھی تبدیلی ہونی چاہیئے اور جس طرح ہم برٹش انڈیا کے لئے سوراج طلب کرتے ہیں اسی طرح ریاستوں کو بھی سوراج ملنا چاہیئے اور موجودہ مطلق العنانی کا خاتمہ ہونا چاہیئے لیکن ہم اس کو تسلیم کرینگے کہ ایسی تحریک فرقہ وارانہ رنگ یا اسپرٹ میں ہرگز شروع نہ ہونی چاہیئے اور اگر فرقہ وارانہ رنگ پیدا ہوگیا ہو تو اس رنگ کو کلیتہ دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ حقیقی کامیابی کا انحصار اسی پر ہے۔

اگر ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ برٹش انڈیا کی طرح ریاستوں میں بھی ذمہ دار گورنمنٹیں قائم ہوں اور مطلق العنانی کا خاتمہ ہو تو احرار اسلام کی تحریک کی مخالفت ہمیں ہرگز نہ کرنی چاہیئے اور ساتھ ہی یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اس تحریک میں ابتدائی غلطی کی وجہ سے جو فرقہ وارانہ رنگ پیدا ہوگیا ہے اس سے یہ تحریک بالکل پاک و صاف ہوجائے تاکہ مقصد میں جلد سے جلد کامیابی ہو۔

اس وقت کشمیر سے دو قسم کی خبریں آرہی ہیں ایک تو ریاست اور اس کی معاون

حکومت انگریزی کی مرسلہ خبریں ہیں جن میں ظاہر کیا جا رہا ہے کہ تحریک کی رفتار سست پڑ گئی ہے اور رضاکار معافیاں مانگ رہے ہیں اور کشمیر میں ہر قسم کا اطمینان ہے اور وہاں کے باشندے احرار کی تحریک کو پسند نہیں کرتے دوسرے اس قسم کی خبریں آ رہی ہیں کہ حکومت کشمیر بہت ظلم کر رہی ہے اور ہندو مراجعت کر رہے ہیں اور کشمیر میں ایک قیامت برپا ہے اور جو پکڑے جاتے ہیں ان کے ساتھ سخت وحشیانہ سلوک کیا جاتا ہے۔

ہماری رائے میں ہر دو قسم کی خبروں کی طرف سے آنکھ بند کر لینی چاہیئے صرف اپنے کام سے کام رکھنا چاہیئے اور صحیح طریق پر بالکل غیر فرقہ وارانہ اسپرٹ میں کشمیر کے اندر ذمہ دار گورنمنٹ قائم کرنے کی جد و جہد کو کامل پرامن طریق سے جاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے اگر اس تحریک کو کشمیر میں کامیابی ہو گئی تو ریاستوں کی اصلاح کا دروازہ فوری طور پر کھل جائے گا اور جو لوگ ریاستوں میں اصلاح اور مطلق العنانی کے خاتمہ کی فکر میں ہیں وہ اس تحریک کے بانیوں کے شکر گذار رہیں گے۔

ہماری تو یہی رائے ہے کہ اگر اس وقت کشمیر کے قضیہ میں کسی قدر فرقہ وارانہ رنگ نظر آ رہا ہے تو اس کو بھی برداشت کر لینا چاہیئے کیونکہ آئندہ چل کر یہی تحریک خالص سیاسی بیداری کی شکل میں تبدیل ہو جائے گی اس لئے کلیتہ تحریک کی مذمت کرنے کی بجائے اس کی اصلاح اور اس کو صحیح راستہ پر چلانے کی سعی کرنی چاہیئے لیکن اس سلسلہ میں دو چیزیں سب سے زیادہ اہم اور مقدم ہیں اول تو تحریک کا کامل طور سے پرامن رہنا دوسرے تحریک کو فرقہ وارانہ رنگ سے صاف کرنے اور پاک رکھنے کی سعی۔

حکومت ہند کا فرض

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ اس امر کی شکایت نہ کرنی چاہیئے کہ حکومت ہند نے آرڈیننس جاری کرکے اور گورہ فوج کشمیر میں بھیجکر دربار کشمیر کی کیوں حمایت کی ہمارا خیال ہے کہ آجتک حکومت ہند اور ریاستوں کے درمیان جو معاہدے ہیں ان کی رو سے حکومت کو ریاستوں کی درخواست پر ان کی امداد کرنا ضروری ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ اگر حکومت جمہوریت کی نشو و ارتقا کی حامی ہو اور اگر یہ محسوس کرتی ہو کہ ریاستوں کے اندر جو اس وقت نظام حکومت قائم ہے وہ صدود جہ کا دقیانوسی اور مطلق العنانی کی بدترین مثال ہے اور یہ کہ ریاستوں کی رعایا بھی انسانوں کی سی زندگی بسر کرنے کی مستحق ہے اور اس کو بھی حق حاصل ہو کہ حکومت کے نظم و نسق میں اسکی آواز ہو تو جہاں اس نے مہاراجہ کی درخواست پر دو قدم اٹھائے ہیں وہیں محکوم رعایا کے حال پر رحم کھاکر مہاراجہ کو اس پر آمادہ کرے کہ وہ اپنی ریاست میں ذمہ دار حکومت قائم کر دیں گے اگر حکومت کی طرف سے اس قسم کا اعلان ہو جائے اور نظام حکومت کی تبدیلی و اصلاح کے لیے ایک کمیشن کا تقرر ہو جائے تو ہر طرف اطمینان پیدا ہو سکتا ہے۔

ہم یہ صرف کشمیر ہی کے متعلق نہیں کہہ رہے کشمیر کے سلسلہ میں چونکہ ایک تحریک جاری ہے اس لیے خصوصی طور پر اس کا ذکر کیا گیا ورنہ ہم تو حکومت ہند سے کہیں گے کہ قبل اسکے کہ دوسری ریاستوں میں اس قسم کی تحریک پہلے حکومت ہند کو چاہیئے کہ وہ تمام ریاستوں کو مجبور کرے کہ نظم و نسق حکومت میں زمانہ حاضرہ کے حالات و جذبات کے مطابق اصلاح و تبدیلی کر لیں ہمارے نزدیک حکومت ہند کا یہ فرض ہے کہ ریاستوں کی مطلق العنانی کو ختم کرائے اور وہاں ذمہ دارانہ رعایا کے سامنے جوابدہ نظام حکومت قائم کرائے۔

گول میز کانفرنس

لندن میں گول میز کانفرنس کا جو تماشا ہو رہا ہے اب اس کا خاتمہ قریب آ گیا ہے ابتک جو کچھ ہو چکا ہے وہ کچھ نہ ہونے کے برابر ہے فرقہ وارانہ مسئلہ ابتک طے نہیں ہوا اور نہ اس کے طے ہونیکی کوئی امید ہے انگریزی مدبر اسی بہانہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں ایک طرف سکھ مسلمان اچھوت اینگلو انڈین اور یورپین اپنے مطالبات پیش کر رہے ہیں اور دوسری طرف والیان ریاست نے ایک نیا رخ بدلا ہے۔

سکھوں مسلمانوں اچھوتوں اینگلو انڈینوں یورپینوں کے نمایندوں نے سو میں ڈھائی سو فیصدی حقوق طلب کئے ہیں یعنی ہر ایک جماعت اپنے لیے اتنے فیصدی حقوق طلب کر رہی ہے کہ سب مل کر ڈھائی سو فیصدی ہو جاتے ہیں مثلاً سکھ ۳۴ فیصدی مسلمان ۵۵ فیصدی اینگلو انڈین ۳۳ فیصدی اچھوت پچاس فیصدی یورپین ۳۰ فیصدی والیان ریاست پچاس فیصدی ان سب کو جوڑئے تو ڈھائی سو فیصدی ہو جاتے ہیں اب فرمایئے کہ جب مطالبات اصل سے زیادہ ہیں اور کوئی جماعت اپنے مطالبہ میں کمی کرنے کے لئے تیار نہیں تو فیصلہ کیونکر ہو اور سو میں ڈھائی سو کیونکر دیئے جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جس قدر نمایندے وہاں گئے ہیں سوائے ایک آدھ کے سب کے سب خود غرض ہیں اور حکومت کے اشارے پر ناچ رہے ہیں دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے لئے لڑ رہے ہیں مگر حقیقتاً اپنی ذات کے لئے اور اپنی ذاتی منفعت کیلئے یہ طرز عمل اختیار کئے ہوئے ہیں اور اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ گو آپس میں یہ کوئی فیصلہ نہیں کرتے اور سب کے سب اپنی اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں لیکن اگر آج حکومت اپنی طرف سے ایک فیصلہ کر دے تو خواہ وہ ان کے مطالبات سے کس قدر کم ہو مگر بغیر چون و چرا کے اس کو تسلیم کر لیں گے یا زیادہ سے زیادہ زبانی احتجاج کر کے اس پر ایمان لے آئیں گے اور ظاہر ہے کہ خواہ آپس میں فیصلہ ہو یا حکومت فیصلہ کرے وہ ہرگز سب اقلیتوں کے مطالبات کے مطابق نہیں ہو سکتا کس قدر افسوس کی بات ہے کہ یہ ہر شخص سمجھتا ہے کہ موجودہ مطالبات جو اقلیتیں کر رہی ہیں عقلاً ان کا پورا ہونا محال ہے اور جب کبھی بھی فیصلہ ہو گا اس کی صورت یہی ہو گی کہ مطالبات کم کئے جائینگے یا ممکن ہے کہ کسی ایک فرقہ کے تو تمام مطالبات تسلیم کر لئے جائیں اور دوسرے فرقہ کو کورا جواب نفی میں دیدیا جائے۔

جب حقیقت یہ ہے تو عقل و انصاف اور حب الوطنی کا تقاضہ ہے کہ تعصب اور تنگ نظری کو بالائے طاق رکھکر منصفانہ فیصلہ کر لیں ورنہ حکومت ہمارے طرز عمل سے فائدہ اٹھائیگی اور مادر وطن کے بہترین مفاد کو شدید نقصان پہنچیگا اور ملک کے نقصان میں سب کا نقصان ہے اور فرقہ کو بھی نقصان پہنچیگا۔

حکومت کی حالت یہ ہے کہ فرقہ وارانہ قضیہ کو حیلہ بنا رہی ہے اور بجائے اس کے کہ اگر وہ اپنی متعصبانہ یا خود غرضانہ ذہنیت کی وجہ سے آپس میں فیصلہ نہیں کر سکے تو حکومت خود اس کا فیصلہ کر دیگی وہ اس کو ٹال رہی ہے اور چاہتی ہے کہ یہ جھگڑا برابر قائم رہے ورنہ کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ جب سب فرقہ اس کے لئے تیار ہیں کہ حکومت فیصلہ کر دے تو وہ کیوں فیصلہ نہیں کر دیتی تاکہ گول میز کانفرنس کی گاڑی آگے چلے آخر کار اسی کو فیصلہ کرنا ہے۔

بہرحال ان حالات میں کانفرنس کا ناکام رہنا اور اس کے بعد ملک میں بے چینی کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے کیونکہ سوائے ایک فرد کے جتنے نمایندے وہاں گئے ہیں کوئی بھی اپنی قوم کا حقیقی نمایندہ نہیں ہے ملک جس کی آواز پر کھڑا ہو سکتا ہے وہ صرف گاندھی جی ہیں وہی ہندوستان کی حقیقی آواز ہے جہانتک کہ ملکی سیاست کا تعلق ہے۔

کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کا فیصلہ

مہاتما گاندھی کا ارادہ تھا کہ وہ گول میز کانفرنس سے فارغ ہو کر یورپ کے دیگر ملکوں کا دورہ کریں اور ہندوستان کے مقصد کا پروپیگنڈا کریں چنانچہ آپ نے صدر انڈین نیشنل کانگریس کو تار دیا کہ ملک کے حالات کو پیش نظر رکھکر مجھکو مطلع فرمایئے کہ میں یورپ کا دورہ کروں یا ہندوستان واپس آجاؤں۔

صدر کانگریس نے ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ طلب کی جس کا اجلاس آٹھ نومبر کو بمبئی میں منعقد ہوا اور اس نے گاندھی جی کے تار پر غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ صدر کانگریس مہاتما جی کو اطلاع دیدیں کہ وہ یورپ کا دورہ نہ کریں اور یہ کہ اب انکا گول میز کانفرنس میں شریک رہنا بالکل فضول ہے اسلئے فوراً ہندوستان چلے آئیں تاہم آخری فیصلہ کا حق ورکنگ کمیٹی نے خود مہاتما جی کو دیدیا ہے کیونکہ وہ موقعہ پر موجود ہونے کی وجہ سے حالات و واقعات سے اچھی طرح واقف ہیں۔

بمبئی سے دہلی جب تک خبر آئے اس وقت تک یہ خبر برقی کے کاندھے پر سوار ہو کر لندن پہنچی اور وہاں سے اس خبر نے جو اثر پیدا کیا اس کی خبر بھی دہلی آگئی یعنی دونوں خبریں ایک ساتھ دہلی پہنچیں اس سے اس فیصلہ کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

لندن میں کانگریس کے اس فیصلہ کا اثر یہ ہوا کہ تمام سیاسی حلقوں میں ایک ہیجان اور اضطراب پیدا ہو گیا اور مہاتما جی سے ملنے کے لئے لارڈ سانکے جو فیڈرل کمیٹی کے پریسیڈنٹ ہیں اور لارڈ لوتھین جو نائب وزیر ہند مقرر ہوئے ہیں آکسفورڈ گئے کیونکہ اس ہفتہ کوئی مصروفیت نہ ہونے کی وجہ سے گاندھی جی آکسفورڈ گئے ہوئے ہیں۔

گاندھی جی سے ورکنگ کمیٹی کے فیصلہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جبتک گول میز کانفرنس میں میری شرکت مفید ہوگی میں اس سے ایک منٹ قبل بھی نہیں جاؤں گا اگر حالات اب اس آخری نقطہ پر پہنچ گئے جس کو فیصلہ کن وقت کہا جا سکتا ہے گاندھی جی نے کہا کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیں گے کہ انھیں ابھی اور لندن میں رہنا اور کانفرنس میں شریک ہونا چاہیئے یا نہیں۔

جو لوگ گول میز کانفرنس کی کارروائی غور سے دیکھتے رہے ہیں وہ اس امر کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ گاندھی جی کا فیصلہ کیا ہوگا ساری کارروائی بالکل مصنوعی ہوتی رہی ہے اور حقیقت سے اس کو دور کا واسطہ نہیں رہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی ہوشیار کھلاڑی ہے جس کے ہاتھ میں ڈوریاں ہیں اور وہ ان کو ٹھیک اپنے منشا کے مطابق ان ڈوریوں کے ذریعہ کٹھ پتلیوں کو نچا رہا ہے اور جب کبھی مطالبہ کیا جاتا ہے کہ حقیقت کا جلوہ تو دکھا دو تو اس سے یہ کہکر صاف انکار کر دیا جاتا ہے کہ اس تماشہ سے جو کچھ تم حاصل کر سکو وہ کر لو اس سے زیادہ کچھ نہیں جب صورت حال یہ ہو تو گاندھی جی کا اس بے روح اور مردہ لاش کو پکڑے بیٹھے رہنا نہ صرف بیسود ہے بلکہ اس لحاظ سے مضر بھی ہے کہ اگر وہ ہندوستان میں ہوں تو بہت کچھ مفید کام کر سکتے ہیں۔

والیان ریاست کے مطالبات

ابتدا میں معلوم ہوتا تھا کہ واقعی والیان ریاست کے اندر خوشگوار تبدیلی ہو گئی ہے اور وہ ہندوستان کی ترقی پذیر بیداری سے متاثر ہوئے ہیں اور ان کے اندر یہ خواہش پیدا ہو گئی ہے کہ آیندہ جو ذمہ دار سیلف گورنمنٹ ہندوستان میں قائم ہو اس کا ایک جزو ہو کر رہیں مگر اب معلوم ہوا کہ یہ نقرئی طبقہ محض اسلئے شریک ہوا تھا کہ اس طرح کچھ حکومت کی مزید خدمت انجام دے سکے۔

اس طبقہ کے مضحکہ انگیز مطالبات کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کی بجائے جو اپر ہاؤس اور لوئر ہاؤس قائم ہوں ان میں علی الترتیب والیان ریاست کو ۴۰ فیصدی اور ۳۳ فیصدی نمایندگی کا حق دیا جائے اور یہ نمایندگی بھی ریاستوں کی رعایا کو نہیں بلکہ والیان ریاست کو دی جائے یعنی ریاستوں کی طرف سے جو ۴۰ اور ۳۳ فیصدی نمایندے دونوں ایوانوں میں آئینگے ان کا انتخاب ریاستوں کے باشندے نہیں کریں گے بلکہ والیان ریاست ان کو نامزد کرینگے اس کے معنے یہ ہیں کہ ابتک اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ میں جو گورنمنٹ کا نامزد کردہ بلاک رہا کرتا تھا اور جو آنکھ بند کر کے حکومت کا ساتھ دینا داخل ایمان سمجھتا تھا اور ابتک سمجھتا ہے اس کا قائم مقام والیان ریاست کا یہ بلاک ہو جائیگا۔

اس کے علاوہ فیڈریشن میں داخلہ کی ایک شرط ان والیان ریاست نے یہ لگائی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کو ریاستوں کے معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہ ہوگا اور والیان ریاست اپنی ریاست میں ایسے ہی خود مختار اور مطلق العنان رہیں گے جس طرح ابتک ہیں۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ والیان ریاست تو ہمارے معاملات میں دخل دیں گے مگر ہم ان کے معاملات میں دم بھی نہ مار سکیں گے سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا مہنگا سودا آخر ہم کیوں کریں اور ہمیں کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ ایک مصیبت خرید لیں۔

اس پر اور مستزاد یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے اخراجات میں بھی والیان ریاست شریک ہونا نہیں چاہتے یعنی گورنمنٹ کے اندر تو ایک تہائی کے شریک مگر اس کے مصارف کے لئے ایک کوڑی بھی دینا نہیں چاہتے۔

معلوم نہیں کہ برٹش انڈیا کے لوگوں کو ان والیان ریاست نے اس قدر احمق کیوں سمجھ رکھا ہے اور ہندوستان کو ضرورت کیا پڑی ہے کہ ہر طرح اپنا نقصان کر کے ان کو اپنے ساتھ شریک کریں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر برابر کے اختیارات برابر کے مصارف کے ساتھ بھی ہندوستان ان کو اپنے ساتھ شریک کرے تو یہ ان پر احسان عظیم ہوگا کیونکہ اس طرح ان کی زندگی کسی قدر طویل ہو جائے گی اور وہ انقلاب جو ریاستوں میں برپا ہونے والا ہے اور جو یقینی طور پر والیان ریاست کی مطلق العنانی کے قصر استبداد کو پیوند زمین بنادے گا کچھ دنوں کے لئے رک جائیگا۔

ہمارے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ والیان ریاست سے صاف کہدینا چاہیئے کہ آپ اپنے گھر خوش اور ہم اپنے گھر خوش اس کے بعد زمانہ خود ہی فیصلہ کر دیگا

اور بہت جلد فیصلہ کردیگا کہ ریاستوں کی رعایا ابھی اور کتنے دن ان کی گرفت استبداد میں رہنا پسند کرتی ہے۔

اسی کے ساتھ کانگریس کو اعلان کردینا چاہیئے کہ ریاستوں میں بھی کانگریس کمیٹیاں قائم کی جاسکتی ہیں اور وہاں کے باشندے بھی ذمہ دار حکومت قائم کرنے کے لیے وہ ذرائع اختیار کرسکتے ہیں جو کانگریس نے ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے اختیار کئے ہیں۔

اس ایک اعلان کے بعد ایک ہی سال کے اندر اندر والیان ریاست کو معلوم ہوجائے گا کہ ان کی مطلق العنانی کے کتنے دن اور باقی رہ گئے ہیں۔

اگر والیان ریاست چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے مستقبل میں کچھ حصہ لیں تو وہ اسی شرط پر ہو سکتا ہے کہ آبادی کے تناسب سے نمایندگی کا حق ریاست کے باشندوں کو دیا جائے گا۔ اور برٹش انڈیا کے نمایندے مل کر یکساں اصول اور یکساں قوانین کے ماتحت ہندوستان اور ریاستوں کا انتظام کریں گے اور حکومت کے مصارف حصہ رسد سب کو ادا کرنے پڑیں گے اگر یہ منظور نہیں تو والیان ریاست کو مستقبل کے فیصلہ کا انتظار کرنا چاہیئے جو استبداد اور مطلق العنانی کا جلد سے جلد فیصلہ کرنے کے لیے آنے والا ہے۔

ضمنی مالی بل

حکومت ہند کے بجٹ میں ۱۹ کروڑ کا جو گھاٹا ہوگیا ہے اس کے پورا کرنے کے لیے حکومت کے مالی ممبر نے ایک ضمنی مالی بل اسمبلی میں پیش کیا ہے جس پر ہم گزشتہ اشاعت میں بحث کرچکے ہیں اس وقت دہلی میں اسمبلی کا اجلاس ہورہا ہے اور اس بل پر بحث ہورہی ہے جیسا کہ ہم نے کہا تھا غیر سرکاری ممبران اسمبلی ٹیکسوں کے بڑھانے کی شدید مخالفت کر رہے ہیں اس مخالفت میں ہندو مسلمان ممبران سب شامل ہیں اور متفقہ طور پر مخالفت کر رہے ہیں خصوصاً خط کارڈ اور نمک پر اضافہ محصول کی شدید مخالفت کی جارہی ہے اور باہر سے آنے والے مال میں سے روئی اور مشینری پر اضافہ محصول کی مخالفت ہو رہی ہے کیونکہ اس سے ہندوستانی صنعت پارچہ بافی کو نقصان پہنچیگا اس لئے کہ ہندوستان کی روئی اچھی نہیں ہوتی اور مصری یا امریکی روئی سے باریک سوت تیار ہو سکتا ہے جس سے باریک کپڑا تیار کیا جاسکتا ہے جس کے بعد انگلستان کے باریک سوتی کپڑے کی ضرورت ہندوستان کو نہیں رہتی مگر معلوم ہوا کہ حکومت اپنی ضد پر اڑی ہوئی ہے حکومت کوشش کر رہی ہے کہ یہ بل پاس ہوجائے اور زیادہ امید یہی ہے کہ پاس ہوجائیگا کیونکہ اب تک ہر دو ووٹ حکومت کے زیادہ آئے ہیں۔

مسٹر عبدالرحیم نے جو تقریر کی تھی اس میں انہوں نے ظاہر کیا ہے کہ بغیر نئے ٹیکس لگائے ہوئے کفایت کے خسارہ پورا کیا جاسکتا ہے اور اس غرض سے ایک کمیٹی بھی بنائی گئی ہے جو ممبران کے ضمنی بل کے مقابلہ میں دوسرا بل تیار کر رہی ہے۔

ہمارے نزدیک یہ تو ضروری ہے کہ حکومت کی آمدنی اور خرچ کو متوازی کیا جائے ورنہ اس کے بغیر تو کوئی حکومت ایک دن بھی نہیں چل سکتی مگر اس کی جو صورت ممبران نے تجویز کی ہے وہ بہتر ہے یا غیر سرکاری ممبران جو تجویز پیش کرتے ہیں وہ بہتر ہے اس پر غور کرنا ہے اور اگر ملک کے نمایندے یہ کہتے ہیں کہ خسارہ کو پورا کرنے کے لئے ہماری تجاویز پر عمل کرو تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان پر عمل کرے حکومت کا مقصد تو خسارہ کو پورا کرنا ہے خواہ وہ کسی طرح پورا ہو اور بہتر یہی ہے کہ ملک کے منتخب نمایندوں کی خواہش کے مطابق خسارہ کو پورا کرنیکی کوششیں کرے یہ ہرگز موزوں اور منصفانہ نہیں معلوم ہوتا کہ بڑھے ہوئے اخراجات میں ممکن حد تک تخفیف کے بغیر ٹیکس بڑھا دیے جائیں اور جس حد تک اخراجات میں تخفیف کی گئی ہے وہ ہرگز قابل اطمینان نہیں ہے ابھی بہت زیادہ تخفیف کی گنجائش ہے۔

تخفیف تنخواہ کا غلط اصول

حکومت ہند نے تنخواہوں میں تخفیف کا جو اصول وضع کیا ہے وہ سخت غلط ہے یعنی نیچے سے لیکر اوپر تک دس فیصدی کی تخفیف منظور کی ہے اس سے غریب ہندوستانیوں کو سخت نقصان پہنچیگا خصوصاً کم تنخواہ والوں کو اس لئے اگر اوپر سے نیچے تک سب ہی کی تنخواہیں گھٹانی ضروری ہیں تو بڑی تنخواہ والوں کی تنخواہوں میں کم تنخواہ والوں کی بہ نسبت زیادہ تخفیف ہونی چاہیئے مثلاً پانچسو سے ہزار تک ۱۵ فیصدی ہزار سے پانچہزار تک ۲۰ فیصدی اور پانچہزار سے زائد تنخواہ پر ۲۵ فیصدی کی تخفیف ہونی چاہیئے۔

اس کے علاوہ سول سروس والوں کی پنشنوں میں بھی تخفیف ہونی چاہیئے اور ان کے سفر خرچ وغیرہ میں بھی تخفیف لازمی ہے۔

پولیس کی تنخواہوں میں بھی تخفیف کی اشد ضرورت ہے اس لئے بھی کہ پولیس سے زیادہ رشوت کوئی نہیں لیتا۔ نیز سی آئی ڈی کے محکمہ میں کافی تخفیف کی جاسکتی ہے اگر حکومت چاہے تو محض تخفیف کے ذریعہ اپنے بجٹ کو متوازن بنا سکتی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ جو تخفیف آج کی گئی ہے وہ سال دو سال کے بعد ناکافی ثابت ہوگی اور پھر حکومت از سر نو یہی عمل کرنا پڑے گا اس لئے کیوں نہ آج ہی اس حد تک تخفیف کر دی جائے جس حد تک ممکن ہو لیکن ہمیں معلوم ہے کہ ایسا نہ ہوگا اور وہی ہوگا جو حکومت نے تجویز کیا ہے مگر آئندہ ضرور حکومت کو اپنی غلطی محسوس کرنی پڑے گی۔

اردو اکاڈمی

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ایک شعبہ تصنیف و تالیف کا بھی قائم ہے جس کا اردو اکاڈمی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جامعہ ملیہ کا یہ شعبہ اردو علم ادب کی عرصہ سے قیمتی خدمت انجام دے رہا ہے اور اب اس پر مزید توجہ مرکوز کی گئی ہے جس سے اور زیادہ اس شعبہ کو مفید بنانے کی کوشش کی گئی ہے اس وقت تک بہت سی قیمتی علم و فن کی کتابیں مستقل تصنیف و تالیف اور تراجم کی صورت میں یہ شعبہ شائع کرچکا ہے اور پورے انہماک کے ساتھ اس اہم فرض کی انجام دہی میں مشغول و مصروف ہے۔ اکاڈمی کی طرف سے ایک علمی رسالہ جامعہ اور ایک تعلیمی رسالہ پیام تعلیم ہوتا ہے اس اکاڈمی کا ہر وہ شخص رکن ہوسکتا ہے جو بیس روپے سالانہ پیشگی ادا کریں یا اگر کسی وجہ سے یکمشت ۲۴ ادا نہ کرسکیں تو چار قسطوں میں چھ چھ کرکے ادا کردیں ان ارکان کو ہم ۲ کتابیں نذر کی جائینگی اور جامعہ اور پیام تعلیم مفت نذر کیے جائینگے جن کا سالانہ چندہ سات روپے ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ صرف اکاڈمی ہی کی شائع کردہ کتابیں ہی دی جائیں بلکہ اکاڈمی دیگر علمی و ادبی ادارات اور مصنفین سے اشتراک عمل رکھتی ہے اور ان کی شائع کردہ کتب کی بھی اشاعت کرتی ہے اس لئے ارکان اکاڈمی آزاد ہوں گے کہ جس مصنف یا علمی ادارہ کی کتب چاہیں چاہیں روپے کی اکاڈمی کی فہرست کتب میں سے منتخب کرلیں وہ اس کے پاس روانہ کردی جائینگی ہمیں امید ہے کہ وہ لوگ جو علمی ادبی ذوق رکھتے ہیں اور اردو علم ادب اور اردو زبان کی ترقی و توسیع کے حامی ہیں اس اکاڈمی کے ممبر ہو جائینگے جس میں ان کا کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے کیونکہ جو چوبیس روپیہ وہ سال میں ادا کرینگے اسکی کتابیں ان کو مل جائینگی اور سال بھر تک رسالہ جامعہ اور رسالہ پیام تعلیم

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

نماز میں یکسوئی

حضرت امام صالح جزائری اپنی کتاب برکات صلوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز کے احکام و مسائل میں سب سے اہم چیز یکسوئی ہے اور تفکر و تدبر ہے یعنی جو کچھ نماز میں پڑھا جائے اس پر غور کیا جائے یہ ایسی سنت ہے جس پر عمل کرنا اولین فرض ہے آج خدا کے فضل سے ہمارے پاس حضور سرور عالم اور صحابہ کرام کے حالات زندگی محفوظ ہیں ہم ان مقدس ہستیوں کو تاریخ کی کتابوں میں اتنے ہی قریب سے دیکھ سکتے تھے جتنے قریب سے ان کے معاصر دیکھ سکتے تھے جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس کی ایک نماز بھی ایسی نہ تھی جو خشوع و خضوع اور تفکر و تدبر سے خالی ہو اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نمازیں صدق و اخلاص سے معمور نظر آتی ہیں یہی وجہ تھی کہ وہ نفوس قدسیہ اپنی ایمانی روشنی سے تمام دنیا کو منور کر رہے تھے اور روحانیت کے علمبردار تھے ہمارا اہم ترین فرض یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہم انتہائی صدق و اخلاص کے ساتھ نماز پڑھیں اور جو کچھ پڑھیں اس پر غور کریں اور جب اللہ اکبر کہکر اپنے رب کے حضور میں کھڑے ہوں تو یہ خیال کریں کہ ہمارا رب ہمارے حال کو دیکھ رہا ہے میں خدائے واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر فرزندان اسلام ایسا کریں گے تو تھوڑے عرصے کے بعد وہ نہ صرف اپنی کایا پلٹ سکتے ہیں بلکہ دنیا میں ایک انقلاب برپا کر سکتے ہیں میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ عہد رسالت کے مسلمانوں نے اس عظیم الشان عبادت سے شاندار نتائج حاصل کئے اور اب بھی مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی و اصلاح کا انحصار اسی فرض کی ادائیگی پر ہے لیکن افسوس ہے کہ ہم اس فرض کی اہمیت محسوس نہیں کرتے آجکل جس طرح نماز پڑھی جاتی ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس فرض کو ایک مصیبت سمجھکر ٹالنے کی کوشش کی جاتی ہے جب اپنے کام سے فرصت ہوئی اور جب اپنی دلچسپ تفریحات سے فراغت ہوئی تو جلدی جلدی وضو کر کے مصلا بچھایا اور رکوع و سجود سے فارغ ہو گئے بس یہ نماز ہے یہی سبب ہے کہ اس عظیم الشان عبادت سے رتی بھر کسی کو فائدہ نہیں ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ فائدہ حاصل کرنے کی نیت ہی نہیں ہوتی اگر ہمارے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی اسلام اور داعی اسلام کی محبت ہے تو ہمیں چاہئے کہ سنت رسول کی متابعت عمل کریں کوئی سمجھدار آدمی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ محبت رسول کے معنے اتباع سنت کے سوا اور کچھ نہیں اور اگر ہم عمل کی سعادت سے محروم ہیں تو محبت کا زبانی دعویٰ ہیچ ہے اگر کوئی محبت رسول کا مدعی ہے تو اُسے چاہئے کہ محبت کا ثبوت پیش کرے اور وہ یہی ہو سکتا ہے کہ حضور سرور عالم کے نقش قدم پر چلے اور آپ کی زندگی کی پیروی کرے اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جو خلاف سنت ہو جب یہ ثابت ہو کہ حضور اقدس ہمیشہ صدق و اخلاص خشوع و خضوع اور تفکر و تدبر کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور آپ نے ایک نماز بھی بے دلی کے ساتھ نہیں پڑھی تو پھر اس طرز عمل کی پیروی کیوں نہیں کی جاتی اور کیوں سنت کے خلاف قدم اٹھایا جاتا ہے یاد رکھو ہمارا زبانی دعویٰ بے قدر ہے جب تک عملی ثبوت نہ ہو ہمیں اپنے دعویٰ محبت کو اتباع سنت کے معیار پر کسنا چاہئے اگر اس معیار پر ہماری محبت پوری اترے تو کہنا چاہئے کہ ہمارا دعویٰ صحیح ہے ورنہ نفس کا دھوکا ہے حق سبحانہ تعالیٰ ہمیں صدق و اخلاص کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ریا سے محفوظ رکھے

سجدۂ سہو کے مسائل

سہو اور نسیان سے کوئی آدمی خالی نہیں ہر انسان سے کبھی نہ کبھی کوئی غلطی ہو جاتی ہے اسی لئے سہو کا ایک باب مقرر کیا گیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت پڑھکر کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں پس حضور نے سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کیا۔

اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ واجبات نماز میں سے جب کوئی چیز رہ جائے تو اس کی تلافی کے لئے سجدۂ سہو واجب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات پڑھنے کے بعد دہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد پڑھکر سلام پھیرے۔ اور اگر کسی شخص نے بغیر سلام پھیرے سجدے کر لئے تو وہ کافی ہیں مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور نماز کے واجبات اگرچہ پہلے بیان ہو چکے ہیں لیکن آسانی کے لئے پھر لکھے جاتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا۔ اور الحمد شریف پڑھنا۔ پھر کوئی دوسری سورت ملانا۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل اور وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔ اور الحمد کا سورت سے پہلے ہونا اور ہر رکعت میں سورۃ سے پہلے ایک دفعہ الحمد پڑھنا اور الحمد اور سورت کے درمیان کسی چیز کا فاصل نہ ہونا اور قرأت کے بعد متصلاً رکوع کرنا اور ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ کرنا اور تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ میں کم سے کم اتنی دیر ٹھیرنا جتنی دیر میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں اور قومہ کرنا یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا اور جلسہ کرنا یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا اور قعدہ اولیٰ کرنا اور قعدہ اولیٰ میں تشہد پر کچھ اضافہ نہ کرنا اور دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا اور دعائے قنوت پڑھکر تکبیر کہنا اور عید فطر اور عید اضحیٰ میں چھ تکبیریں کہنا اور ہر جہری نماز میں امام کو جہر سے قرأت کرنا اور غیر جہری نماز میں آہستہ قرأت کرنا اور ہر نماز میں دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا اور آیت سجدہ پر سجدہ تلاوت کرنا اور سہو و نسیان واقع ہونے پر سجدہ

سہو کرنا اور امام جب قرأت کرے تو مقتدی کا خاموش رہنا یہ تمام چیزیں واجب ہیں ان میں سے اگر ایک چیز بھی رہ جائے تو اس کی تلافی کے لئے سجدہ سہو واجب ہے اور اگر کسی شخص نے قصداً واجب ترک کیا تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہ ہوگی بلکہ اعادہ واجب ہے۔ اور اگر کوئی فرض ترک ہوگیا تو نماز جاتی رہی سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہوسکتی - اور نماز میں اگر کوئی ایسا واجب ترک ہو جو واجبات نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدہ واجب نہیں مثلاً خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر ترتیب کے موافق پڑھنا واجبات تلاوت سے ہے واجبات نماز سے نہیں اس لئے سجدہ سہو واجب نہیں

سجدۂ سہو کب ساقط ہوتا ہے

امام اعظم حضرت ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہم کا متفقہ بیان ہے کہ سجدہ سہو اس وقت واجب ہے جبکہ وقت میں گنجائش ہو اور اگر گنجائش نہ ہو مثلاً نماز فجر میں سہو واقع ہوا اور پہلا سلام پھیرا اور سجدہ ابھی نہیں کیا تھا کہ آفتاب طلوع ہوگیا تو سجدہ سہو ساقط ہوگیا اور اگر جمعہ کی نماز یا عید کی نماز کا وقت قریب الاختتام ہو تب بھی یہی حکم ہے یعنی اس وقت بھی سجدہ سہو ساقط ہوجائے گا

اور سجدہ سہو کی بحث میں نماز فرض اور نماز نفل دونوں کا ایک حکم ہے یعنی جس طرح نماز فرض میں واجب کے ترک ہونے پر سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے اسی طرح نوافل میں بھی واجب کے ترک ہونے سے سجدہ واجب ہوتا ہے۔

اور سجدۂ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے یعنی سجدۂ سہو سے فارغ ہوکر التحیات پڑھے اور پھر سلام پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف بھی پڑھے حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ درود شریف نماز کی زینت ہے جہانتک ممکن ہو التحیات پڑھنے کے بعد ضرور پڑھے۔ میرا یہ اعتقاد ہے کہ درود شریف پڑھنے والوں پر رحمت الٰہی کی بارش ہوتی ہے اور یہ ایک ایسا بہترین عمل ہے کہ جس کے اجر و ثواب کو بکثرت احادیث میں ذکر کیا گیا ہے اور میں نے اکثر بزرگوں سے یہ سنا ہے کہ جو شخص درود شریف پڑھتا ہے وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے فعل میں موافقت کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں اور اس کے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور بعض صحیح حدیثوں میں یہ آیا ہے کہ درود شریف پڑھنے والا نفاق سے بری ہوجاتا ہے اور ایک روحانی مقتدا کا یہ بیان ہے کہ جس نماز میں درود شریف کی تلاوت کی جاتی ہے وہ یقیناً مقبول ہوتی ہے اور درود شریف پڑھنے والوں کو قیامت کے دن حضور سرور عالم کا انتہائی قرب حاصل ہوگا اور درود پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک کراماً کاتبین نہیں لکھتے اور اس کی توبہ کا انتظار کرتے رہتے ہیں پھر اگر وہ تین دن تک توبہ نہیں کرتا تو اس کا گناہ لکھ لیا جاتا ہے اور درود پڑھنے والے کو قیامت کے دن حضور سرور عالم کا انتہائی قرب حاصل ہوگا اور عرش الٰہی کا سایہ میسر ہوگا۔

اگر کوئی شخص پہلے قاعدہ میں التحیات اور درود شریف پڑھے اور دوسرے میں صرف التحیات پڑھے تب بھی نماز ہوجائے گی یہ ایک اختیاری فعل ہے۔ اور اگر ایک نماز میں چند واجب ترک ہوئے تو دو ہی دو سجدے سب کے لئے کافی ہیں۔

کن صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے

اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل اور وتر کی کسی رکعت میں سورہ الحمد کی ایک آیت بھی رہ جائے یا کسی شخص نے سورت سے پہلے دوبارہ الحمد پڑھی یا وہ سورت ملانا بھول گیا یا سورت کو اس نے فاتحہ پر مقدم کیا یا الحمد کے بعد ایک یا دو چھوٹی آیتیں پڑھکر رکوع میں چلا گیا اور یاد آنے کے بعد اس نے رجعت اختیار کی اور تین آیتیں پڑھکر رکوع کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

اور اگر کسی شخص نے الحمد کے بعد سورۃ پڑھی اور اس کے بعد پھر الحمد پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں اسی طرح فرض کی پچھلی رکعتوں میں فاتحہ کی تکرار مطلقاً سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر پہلی رکعتوں میں الحمد کا زیادہ حصہ پڑھ لیا تھا پھر اعادہ کیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

اور اگر کوئی شخص الحمد پڑھنا بھول گیا اور اس نے سورت شروع کردی اور بقدر ایک آیت کے پڑھ لی اور اب اسے یہ خیال آیا کہ میں نے سورہ الحمد نہیں پڑھی تو حکم یہ ہے کہ الحمد پڑھکر سورت پڑھے اور رکوع کا ارادہ کرے اور سجدہ سہو کرے۔

اور اگر کسی شخص نے فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورۃ ملائی تو سجدۂ سہو واجب نہیں اسی طرح اگر پچھلی رکعت میں الحمد نہ پڑھی تب بھی سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر رکوع و سجود میں اور قعدہ میں قرآن پڑھا تو سجدہ واجب ہے۔

اور اگر کسی شخص نے آیت سجدہ پڑھی اور وہ سجدہ کرنا بھول گیا تو سجدۂ تلاوت ادا کرے اور سجدۂ سہو کرے - اور جو فعل نماز میں مکرر ہیں ان میں ترتیب واجب ہے پس اگر خلاف ترتیب فعل واقع ہو تو سجدۂ سہو کرے مثلاً اگر قرأت سے پہلے رکوع کردیا اور رکوع کے بعد قرأت نہیں کی تو نماز فاسد ہوگئی کیونکہ فرض ترک ہوگیا اور اگر رکوع کے بعد قرأت تو کی مگر پھر رکوع نہیں کیا تو اس صورت میں بھی نماز فاسد ہوئی کیونکہ قرأت کی وجہ سے رکوع جاتا رہا۔ اور اگر بقدر فرض قرأت کرکے رکوع کیا مگر واجب قرأت ادا نہیں کی مثلاً الحمد نہیں پڑھی یا سورت نہیں ملائی تو اس بارہ میں یہ حکم ہے کہ رجعت اختیار کرے اور الحمد اور سورت پڑھکر رکوع کرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر دوبارہ رکوع نہیں کیا تو نماز جاتی رہی کیونکہ پہلا رکوع جاتا رہا تھا۔

اور اگر کسی رکعت کا کوئی سجدہ رہ گیا اور آخر میں یاد آیا تو اس بارہ میں یہ حکم ہے کہ سجدہ کرے اور پھر التحیات پڑھے اور پھر سجدہ سہو کرے اور سجدہ سے پہلے جو افعال ادا کئے وہ باطل نہیں ہوں گے۔ اور اگر کوئی شخص تعدیل ارکان بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ اور اگر کوئی شخص فرض میں قعدہ اولی بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو رجعت اختیار کرے اس صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر وہ سیدھا کھڑا ہوگیا اور اس کے بعد اس نے رجعت اختیار کی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ
لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ
الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

(ترجمہ) جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے ہوں کہ سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ حضرات پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے اور اگر تم لوگوں پر خدا کا فضل اور رحمت نہ ہوتا تو تم سب کے سب شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیوں کے"

صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت نے ازواج مطہرات سے کنارہ کشی اختیار کی تھی تو لوگوں نے مدینہ میں یہ چرچا کر دیا کہ آنحضرت نے سب ازواج مطہرات کو طلاق دیدی میں اس چرچہ کی برداشت نہ کر سکا اور میں نے جا کر حضرت سے پوچھا کہ کیا آپ نے سب بی بیوں کو طلاق دیدی آپ نے فرمایا نہیں پھر حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر باآواز بلند یہ پکار دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو طلاق نہیں دی اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مفسرین نے یہ جو کہا ہے کہ آنحضرت کے وقت کی لڑائیوں کی خبریں فتح و شکست اوپری طور پر سنکر اس کو لوگ مشہور کر دیا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس سے غرض ان مفسروں کی یہ ہے کہ اس مطلب پر بھی آیۃ کا مضمون صادق آتا ہے ورنہ صحیح شان نزول وہی ہے جو صحیح مسلم کی روایت میں ہے مگر ادبا یہی ہو کہ ان سب قصوں کے مجموعہ کو شان نزول قرار دیا جاوے تاکہ اس آیۃ کو پہلی جہاد کی آیتوں سے تعلق پیدا ہو جاوے حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ اگر یہ کچے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور واقف کار صحابہ سے اس خبر کی حقیقت دریافت کر کے اس کو شایع کرتے تو یہ غلط چرچا نہ کیا جاتا آیندہ کسی خبر کو بغیر سوچے سمجھے اور سمجھداروں سے صلاح لینے کے شایع نہ کرنا چاہئیے علماء نے اس آیت کو قیاس کے جائز ہونے کی دلیل قرار دیا ہے پھر فرمایا یہ زمانہ اللہ کے فضل و رحمت کا ہے کہ اللہ کے رسول تم لوگوں میں موجود ہیں ہر روز قرآن کی آیتوں کے ذریعہ سے ہر طرح کی غلطی کی اصلاح ہو کر ہر طرح کی آیندہ کی ہدایت ہوتی رہتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو شیطان بہت سے لوگوں کو بے اصل باتوں میں اپنا تابع کر لیتا۔

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً
حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً
يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝ وَ
اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ
لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ
اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝

(ترجمہ) پس آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ کو بجز آپ کے ذاتی فعل کے کوئی حکم نہیں اور مسلمانوں کو ترغیب دیدیجئے اللہ تعالےٰ سے امید ہے کہ کافروں کے زور جنگ کو روک دیں گے اور اللہ تعالیٰ زور جنگ میں زیادہ شدید ہیں اور سخت سزا دیتے ہیں۔ جو شخص اچھی سفارش کرے اس کو اسکی وجہ سے حصہ ملیگا اور جو شخص بری سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملیگا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں اور جب تم کو کوئی (مشروع طور پر) سلام کرے تو تم اس سلام کو اچھے الفاظ میں سلام کر دیا ویسے ہی الفاظ کہدو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حساب لیں گے اللہ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں وہ ضرور تم سب کو جمع کرینگے قیامت کے دن میں اس میں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی"

اوپر گذر چکا ہے کہ احد کی لڑائی سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے سال آیندہ بدر صغریٰ پر لڑائی کے آنے کا وعدہ کیا تھا اور اس وعدہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ستر صحابہ کو ساتھ لیکر وقت مقررہ پر بدر صغریٰ کو تشریف لے گئے اور تین روز تک وہاں قیام کیا لیکن اللہ تعالےٰ نے ابوسفیان وغیرہ کے دل میں رعب ڈال دیا اس لئے یہ لوگ وعدہ کے موافق بدر صغریٰ پر نہیں آئے یہ بدر صغریٰ ایک مقام ہے جہاں سالانہ بازار بھرتا ہے اس لڑائی کے سفر کے وقت آنحضرت کے ترغیب دلانے پر ستر آدمی باوجود زخمی ہونے کے آنحضرت کے ساتھ گئے تھے جن کی تعریف اوپر گذر چکی ہے اس لئے ان آیتوں میں فرمایا کہ اسی طرح اے نبی اللہ کے تم مسلمانوں کو دین کی لڑائی کی ترغیب دلایا کرو باقی رہی فتح و شکست وہ لشکر کی مدد پر منحصر نہیں ہے بلکہ فتح و شکست اللہ کے حکم سے ہوتی ہے تو تم ان کو فقط دین کی لڑائی کی تاکید کر دو اور تم بذات خود اللہ کی راہ میں لڑو اللہ تمہاری مدد کرے گا یہ جو فرمایا کہ قریب ہے کہ اللہ بند کرے لڑائی یہ ایک غیب کی خبر تھی چنانچہ اسی کے موافق ظہور ہوا کہ اس موقع پر ابوسفیان وغیرہ کوئی منکر لڑائی کو نہیں آیا قرآن شریف کی آیتوں میں جگہ جگہ جبکہ پچھلی امتوں کے تباہ اور برباد ہو جانے کا حال اور دوزخ کے عذاب کا حال یہ لڑائی سے پہلے لڑائی سے پس و پیش کرنے والے مسلمان اور مکہ کے مشرک سب سن چکے تھے اس لئے ان سب کی تنبیہ کے لئے فرمایا کہ اللہ کی لڑائی اور عذاب سخت ہے اس سے ہر ایک کو ڈرنا چاہئیے ان آیتوں میں

مکہ کے اہل شرک سے دین کی لڑائی کا حکم تھا اور ان اہل شرک میں اکثر لوگ ایسے تھے جو مسلمانوں کے قرابتدار تھے اور ان کو مسلمانوں کی لڑائی سے کچھ واسطہ بھی نہ تھا اس واسطے لڑائی کی آیتوں میں باہمی سفارش اور سلام اور دعا کا ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ مکہ کے اہل شرک میں سے وہ لوگ جو لڑائی کے درپے ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول اور مسلمانوں کو مکہ سے نکالا تھا ان آیتوں کا حکم ان سے خصوصیت رکھتا ہے مکہ کے بقیہ قرابتداروں اور صلح والے قبیلوں خزاعہ وغیرہ سے آپس کا سلوک منع نہیں ہے سورہ ممتحنہ کی تفسیر میں اسکی زیادہ تفصیل آئے گی اسی حکم کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں اور اہل شرک کے قرابتداروں میں عملدرآمد بھی جاری رکھا تھا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق کی بیٹی اسماء سے صحیحین میں روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اسماء کی والدہ حالت شرک میں مکہ سے مدینہ کو اپنی بیٹی سے ملنے آئیں انہوں نے ان کے ملنے سے اور کچھ تحفہ جو وہ اپنے ساتھ لائی تھیں اس کے لینے سے انکار کیا اور اپنی ماں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت بھی نہیں دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ حال سنا تو اسماء سے سفارش فرما کر ان سب باتوں پر ان سے عمل کرایا اسلام سے پہلے عرب میں سلام علیک کی جگہ حیاک اللہ کہنے کا دستور تھا جس کے معنے ہیں تو جیتا رہ اس سے یہ نہیں نکلتا تھا کہ اس جینے میں صحت وسلامتی بھی ہو یا نہ ہو اس لئے اسلام میں حیاک اللہ کی جگہ سلام علیک ٹھیرایا گیا جو زندگی اور صحت وسلامتی سب کو شامل ہے ابتدا میں سلام علیک کرنا سنت کفایہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت میں سے ایک شخص نے بھی سلام کر لیا تو کافی ہے اگر نہ کیا تو ایک سنت کا ترک ہوا اور سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت میں سے ایک شخص نے بھی جواب دیدیا تو سب کے ذمہ سے فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گنہگار ہوں گے صحیحین میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان سے فرمایا اے آدم تم فرشتوں کی ایک جماعت سے السلام علیکم کہو پھر جو کچھ وہ جواب دیں وہی طریقہ تمہاری اولاد میں جاری رہنا چاہیئے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق فرشتوں کی ایک جماعت سے السلام علیکم کہا انہوں نے جواب میں کہا علیک السلام ورحمۃ اللہ معتبر سند سے ترمذی اور ابوداؤد میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقط سلام علیک سے دس نیکیوں کا ثواب ہوتا ہے اور سلام علیک ورحمۃ اللہ سے بیس نیکیوں کا اور سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے تیس نیکیوں کا اوسط طبرانی میں ابوہریرہ کی حدیث معتبر سند سے ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سلام علیک میں کوتاہی کرتا ہے وہ بڑا بخیل ہے ترمذی ابوداؤد نسائی وغیرہ میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں جاوے اس وقت بھی سلام علیک کہے اور جب مجلس سے اٹھے اس وقت بھی سلام علیکم کہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ معتبر سند سے اوسط طبرانی میں حذیفہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک شخص مسلمان دوسرے سے مل کر جب سلام علیک اور مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جس طرح خزاں کے موسم میں کسی پیڑ کے پتے جھڑ جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا گناہوں کی مغفرت کی امید سے ہر سلام علیک کے ساتھ مصافحہ بھی کرنا چاہیئے۔ ابوہریرہ کی حدیث اوپر گذری جب اس کے موافق مجلس سے اٹھکر چلتے وقت بھی سلام علیک سنت ہے اور حذیفہ کی اس حدیث کے موافق گناہوں کی مغفرت کی امید سے ہر سلام علیک کے ساتھ مصافحہ بھی کرنا چاہیئے تو بعضے یہ جو کہتے ہیں کہ چلتے وقت کا مصافحہ جائز نہیں ہے ان کا قول تردد طلب ہے۔ معتبر سند سے طبرانی میں انس کی روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کا یہ عملدرآمد تھا کہ جب کوئی صحابی سفر کرکے واپس آتا تھا تو بجائے مصافحہ کے اس سے معانقہ کیا کرتے تھے صحیحین میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل سے اور راہ چلتا بیٹھے ہوئے شخص سے سلام علیک کرے اسی طرح تھوڑے سے ہوں تو بہت سے آدمیوں سے سلام علیکم کہیں بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ چھوٹی عمر والا شخص بڑی عمر والے سے سلام علیک کرے ابی امامہ سے ترمذی اور ابوداؤد میں روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سلام علیک کی ابتدا کرے وہ اللہ کے نزدیک بہتر ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں سلمان فارسی کی روایت قابل اعتماد سند سے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے السلام علیک کہا اس کے جواب میں آپ نے ورحمۃ اللہ بڑھایا دوسرے نے السلام علیک ورحمۃ اللہ کہا اس کے جواب میں آپ نے وبرکاتہ بڑھایا تیسرے نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا تو آپ نے جواب میں یہی لفظ فرمائے یہ حدیث فحیوا باحسن منہا او ردوھا کی تفسیر ہے سلام علیک کے مسئلہ کی اس سے زیادہ تفصیل بڑی کتابوں میں ہے تحیہ کے معنے دعا دینے کے ہیں جس کا مطلب آیت میں سلام علیک ہے مقیت کے معنے صاحب قدرت۔ حسیب کے معنے حساب کرکے جزا دینے والا کہ کس نے سلام علیک کہا اور کس نے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بڑھایا جن لوگوں سے لڑائی کا حکم ان آیتوں میں تھا وہ بت پرست اور منکر حشر تھے اس واسطے ان کی تنبیہ کے لئے آخر پر توحید اور قسم کھا کر حشر کا ذکر کرکے فرمایا اللہ سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے پھر جب اس نے توحید اور حشر کے سچے ہونے کی خبر دی ہے تو اسے سب کو ماننا چاہیئے۔

سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لیے خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں چاروں کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے حال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطور سوال وجواب نہایت سلیس اردو میں لکھا گیا ہے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان حضرت علی کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں بچوں اور لڑکیوں کو صحابہ کرام کے حالات پڑھانے کیلئے نہایت مفید کتابیں ہیں قیمت عہ محصول ۲ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

صحیح بخاری شریف اردو

پارہ دوسرا۔ باب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

(۳۶۳) انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) اپنے گھوڑے سے گر پڑے تو آپ کی پنڈلی یا آپ کا شانہ چھل گیا اور (اسی زمانہ میں) آپ نے اپنی بی بیوں سے ایک مہینہ کا ایلا[1] کیا پس آپ اپنے ایک بالاخانہ میں بیٹھ گئے جس کا زینہ چھوارے کی شاخوں کا تھا پس آپ کے اصحاب آپکی عیادت کے لئے آپ کے پاس آئے اور آپ نے بیٹھے بیٹھے انھیں نماز پڑھائی اور وہ کھڑے ہوئے تھے پس جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ امام اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہذا جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور آپ انتیسویں تاریخ اتر آئے تو لوگوں نے کہا یارسول اللہ آپ نے ایک مہینہ کا ایلا فرمایا تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

باب جب نماز پڑھنے والے کا کپڑا اس کی عورت کو چھو جائے جس وقت وہ سجدہ کرے (تو کیا کرے)

(۳۶۴) میمونہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوتے تھے اور میں آپ کے مقابل (بیٹھی) ہوتی تھی حالانکہ میں حائض ہوتی تھی اور اکثر جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ پر پڑجاتا تھا میمونہ کہتی ہیں کہ آپ خمرہ پر نماز پڑھتے تھے

باب چٹائی پر نماز پڑھنا درست ہے) اور جابر ابن عبداللہ اور ابوسعید خدری نے کشتی میں کھڑے ہوکر نماز پڑھی اور حسن (بصری) نے کہا ہے کہ کشتی میں کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتے ہو تاوقتیکہ تمہارے ساتھیوں پر شاق نہو کشتی کے ساتھ گھومتے جاؤ ورنہ بیٹھکر (پڑھو)

(۳۶۵) انس بن مالک سے روایت ہے کہ ان کی دادی نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بلایا جو خاص آپ کے لئے انہوں نے تیار کیا تھا پس آپ نے اس میں سے کھایا پھر آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہوجاؤ میں تمہارے لئے پڑھ دوں انس کہتے ہیں میں اپنی ایک چٹائی کی طرف متوجہ ہوا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہوگئی تھی میں نے اسے پانی سے دھویا پھر رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوگئے اور میں نے اور ایک یتیم نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی اور بڑھیا ہمارے پیچھے تھی پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے دو رکعتیں پڑھ دیں اور لوٹ گئے۔

باب خمرہ[3] پر نماز پڑھنا درست ہے

(۳۶۶) حضرت میمونہ کہتی ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم خمرہ پر نماز پڑھتے تھے

باب فرش پر نماز پڑھنا درست ہے) اور انس نے کہا ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے تو ہم میں سے کوئی اپنے کپڑے پر سجدہ کرتا تھا

(۳۶۷) حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کہتی ہیں کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے لیٹی ہوتی تھی اور میرے دونوں پیر آپ کے قبلہ (کی جانب) میں ہوتے تھے جب آپ سجدہ کرتے تھے تو مجھے دبا دیتے تھے میں اپنے پیر سکوڑ لیتی تھی اور جب آپ کھڑے ہوجاتے تھے میں انہیں پھیلا دیتی تھی عائشہ کہتی ہیں اس وقت گھروں میں چراغ نہ تھے۔

(۳۶۸) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوتے تھے اور وہ آپ کے اور قبلہ کے درمیان آپ کے گھر کے فرش پر جنازہ کی مثل لیٹی ہوتی تھیں۔

(۳۶۹) عروہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوتے تھے اور عائشہ آپ کے اور قبلہ کے درمیان میں اس فرش پر جس پر دونوں سوتے تھے بجانب عرض لیٹی ہوئی تھیں۔

باب گرمی کی شدت میں کپڑے پر سجدہ کرنا درست ہے اور حسن بصری نے کہا ہے کہ لوگ عمامہ اور پگڑی پر سجدہ کرتے تھے اور ان کے ہاتھ ان کی آستین میں ہوتے تھے۔

۳۷۰ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے تو کوئی ہم میں گرمی کی شدت سے سجدہ کی جگہ کپڑے کا کنارہ بچھالیتا تھا۔

باب جوتیوں کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے)

۳۷۱ سعید بن یزید اسدی کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا ہاں۔

باب موزوں پر نماز پڑھنا درست ہے)

۳۷۲ ہمام بن حارث کہتے ہیں میں نے جریر بن عبداللہ کو دیکھا انہوں نے پیشاب کیا بعد اس کے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے تو ان سے (اس کے متعلق) پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے (ابراہیم کہتے ہیں لوگوں کو یہ حدیث اچھی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر سب کے آخر میں اسلام لائے تھے۔[1]

۳۷۳ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا تو آپ نے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

باب جب کوئی شخص سجدہ پورا نہ کرے تو اسکی نماز ہوئی یا نہیں۔

۳۷۴ حذیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہ اپنا رکوع

---

[1] مرد اپنی بی بی کے پاس جانیکی قسم کہانے تو اس کو ایلا کہتے ہیں حضرت نے تعایًا تنبیہا صرف ایک مرتبہ ایسا کیا تھا [2] یہ حکم منسوخ ہوچکا ہے حضرت نے اپنے مرض وفات میں بیٹھکر نماز پڑھائی اور مقتدی سب کھڑے ہوئے تھے جیساکہ بخاری وغیرہ میں مروی ہے ۱۲ [3] خمرہ اوڑھنی کو کہتے ہیں ۱۲

[1] مطلب یہ کہ جریر چونکہ سب کے آخر میں اسلام لائے تھے لہذا انہوں نے حضرت کے آخری فعل کی روایت کی اور اب یہ احتمال نہیں ہوسکتا کہ مسح خفین آیت وضو سے منسوخ ہوگیا ۱۲

پورا کرتا تھا اور نہ اپنا سجدہ تو جب وہ اپنی نماز ختم کر چکا اس سے حذیفہ نے کہا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی (مسروق کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ) اگر تو مر جائے گا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہ مرے گا۔

باب (نماز پڑھنے والے کو چاہیئے کہ) سجدہ میں اپنے شانوں کو کھولدے اور اپنے دونوں پہلو علیحدہ رکھے۔

۳۷۵ عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں کشادگی رکھتے یہانتک کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی ظاہر ہوتی تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب استقبال قبلہ کی فضیلت (اور چاہیئے کہ) اپنے پیروں کی انگلیوں کو بھی قبلہ رخ رکھے اس کو ابو حمید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

۳۷۶ انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھالے تو وہی مسلمان ہے جسکے لئے اللہ کا ذمہ اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے تو تم اللہ کی خیانت اس کے ذمہ کے بارہ میں نہ کرو۔

۳۷۷ انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں تاوقتیکہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہدیں پھر جب وہ یہ کہدیں اور ہماری جیسی نماز پڑھنے لگیں اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کریں اور ہمارا ذبیحہ کھالیں تو یقیناً ان پر اُن کے خون اور مال حرام ہوگئے مگر ان کے حق پر[1] اور ان کا حساب اللہ کے حوالہ ہے اور علی بن عبداللہ نے کہا ہے کہ ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے حمید طویل نے بیان کیا کہ میمون بن سیاہ نے انس بن مالک سے پوچھا کہ اے ابو حمزہ بندہ کے خون اور اس کے مال کو کیا چیز حرام کردیتی ہے تو انہوں نے کہا کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہ مسلمان ہے اس کے وہی حقوق ہیں جو مسلمان کے ہوتے ہیں اور اس کے ذمہ وہی باتیں واجب ہیں جو مسلمان کے ذمہ ہوتی ہیں۔

باب مدینہ والوں اور شام والوں کا قبلہ اور مشرق والوں کا نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں بدلیل قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ پاخانہ یا پیشاب میں قبلہ کی طرف منہ نہ کرو ولیکن مشرق کی طرف منہ کرلو یا مغرب کی طرف۔

۳۷۸ ابو ایوب انصاری سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پاخانہ میں آؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو لیکن مشرق کی طرف منہ کرلو یا مغرب کی طرف ابو ایوب کہتے ہیں کہ جب ہم شام میں آئے تو ہم نے چند پاخانے ایسے پائے جو قبلہ کی طرف بنائے گئے تھے تو پھر ہم پھر جاتے تھے اور اللہ بزرگ و برتر سے استغفار کیا کرتے تھے۔

باب اللہ بزرگ و برتر کا فرمانا واتخذوا من مقام ابراهيم مصلی[2] (تا جب التحمیل ہے)

۳۷۹ عمرو بن دینار کہتے ہیں ہم نے ابن عمر سے ایک شخص کے بارہ میں پوچھا جس نے عمرہ کے لئے کعبہ کا طواف کیا تھا اور صفا و مروہ کے درمیان میں طواف نہ کیا تھا کہ آیا وہ اپنی عورت کے پاس آئے یا نہیں، انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ سے) تشریف لائے تو سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام (ابراہیم) کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا مروہ کے درمیان میں طواف فرمایا اور بیشک رسول خدا (کی ذات) میں تمہارے لئے عمدہ پیروی ہے اور ہم نے جابر بن عبداللہ سے (یہی مسئلہ) پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ عورت کے قریب نہ جائے تاوقتیکہ صفا و مروہ کے درمیان میں طواف نہ کرلے۔

۳۸۰ مجاہد کہتے ہیں کہ ابن عمر کے پاس کوئی آیا اور ان سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے ابن عمر کہتے ہیں میں بھی وہاں پہنچا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکل چکے تھے اور میں نے بلال کو دونوں دروازوں کے درمیان کھڑا ہوا پایا تو میں نے بلال سے پوچھا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی تھی انہوں نے کہا کہ ہاں اُن دونوں ستونوں کے درمیان میں دو رکعت نماز پڑھی ہے جو کعبہ میں آتے وقت بائیں جانب پڑتے ہیں پھر آپ باہر نکل آئے تو آپنے کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ قبلہ ہے۔

۳۸۱ ابن عباس کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو آپنے اس کے تمام گوشوں میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی یہانتک کہ آپ کعبہ سے نکل آئے تو آپ نے کعبہ کے سامنے نماز پڑھی دو رکعت اور فرمایا کہ یہ قبلہ ہے۔

باب جہاں کہیں ہو قبلہ کی طرف (نماز میں ضروری ہے) اور ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کرکے تکبیر کہہ۔

۳۸۲ براء بن عازب کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف سولہ مہینے یا سترہ مہینے نماز پڑھی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ کعبہ کی طرف منہ کیا جائے تو اللہ عزوجل نے نازل فرمایا قد نرى تقلب وجهك في السماء[3] پس آپ قبلہ جدید کی طرف پھر گئے اور بعض بیوقوف لوگوں نے اور وہ یہودی تھے کہا کہ مسلمانوں کو ان کے اُس قبلہ سے جس پر وہ اب تک تھے کس نے پھیر دیا تب اللہ نے فرمایا کہ کہدو مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہتا ہے راہ راست کی ہدایت کرتا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک شخص نے نماز پڑھی اور بعد نماز پڑھنے کے وہ چلا گیا اور انصار کے کچھ لوگوں پر عصر کی نماز میں گذرا وہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے اپنی نسبت کہا کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی ہے اور آپ نے کعبہ کی طرف منہ کیا پس سب لوگ پھر گئے یہانتک کہ انہوں نے کعبہ کی طرف منہ کرلیا۔

۳۸۳ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر جس طرف وہ آپ کو لیکر چلتی (اسی طرف) نماز پڑھتے اور جب فرض (نماز پڑھنے) کا ارادہ کرتے تو اتر پڑتے اور قبلہ کی طرف منہ کرلیتے۔

۳۸۴ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ابراہیم کہتے ہیں میں نہیں جانتا آپ نے نماز میں کچھ زیادہ کردیا تھا

---

[1] یعنی اگر وہ کسی کو قتل کرڈالیں تو البتہ ان سے قصاص لیا جائے گا اسی طرح اگر کسی کا مال تلف کردیں تو ان سے اس کے عوض میں مال دلایا جائیگا۔

[2] اور مقام ابراہیم کو مصلی بناؤ

[3] اے نبی ہم بار بار تمہارے منہ کا وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف اٹھ جانا دیکھ رہے ہیں۔

یا کم کر دیا تھا پھر جب آپ سلام پھیر چکے تو آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ کیا نماز میں کوئی نئی بات ہو گئی آپ نے فرمایا وہ کیا لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس قدر نماز پڑھی پس آپ نے اپنے دونوں پیروں کو سمیٹ لیا اور قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور دو سجدے کئے بعد اس کے سلام پھیرا پھر جب ہماری طرف اپنا منہ کیا تو فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نیا حکم ہو جاتا تو میں تمھیں پہلے سے مطلع کرتا ولیکن میں تمہاری ہی طرح ایک بشر ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں لہذا جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلاؤ اور جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شک کرے تو اسے چاہیئے کہ صواب کی تحری کرے اور اسی پر نماز تمام کرے پھر سلام پھیر کر دو سجدے کرے

باب قبلہ کے بارہ میں کیا وارد ہوا ہے اور بعض سلف میں کوئی ایسا بھی ہے جس نے اس شخص کے لئے جو بھول کر قبلہ کی طرف نماز پڑھے (نماز کا) اعادہ نہیں خیال کیا اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ نے ظہر کی دو رکعتوں میں سلام پھیر دیا اور لوگوں کی طرف اپنا منہ کر لیا بعد اس کے جو باقی رہ گیا تھا اسے پورا کیا۔

۳۸۵ انس بن مالک کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی میں نے ایک مرتبہ کہا کہ یا رسول اللہ کاش ہم مقام ابراہیم مصلیٰ بناتے پس نازل ہوا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اور آیت حجاب کی بھی میری خواہش کے مطابق نازل ہوئی میں نے کہا کہ یا رسول کاش آپ اپنی بی بیوں کو پردہ کرنے کا حکم دیدیں اس لئے کہ ان سے ہر نیک و بد گفتگو کرتا ہے پس حجاب کی آیت نازل ہوئی اور ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں آپ پر جوش میں آکر جمع ہوئیں تو میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ تم کو طلاق دیدیں گے تو عنقریب آپکا پروردگار تم سے اچھی بی بیاں آپ کو بدلے میں دیگا جو مسلمان ہوں گی پس یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۸۶ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں اس حال میں کہ لوگ مقام قبا میں صبح کی نماز میں تھے کہ یکایک ان کے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر آج کی رات ایک آیت نازل کی گئی ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کریں پس سب لوگوں نے کعبہ کی طرف منہ کر لئے اور ان کے منہ شام کی طرف تھے تو وہ کعبہ کی طرف گھوم گئے

۳۸۷۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ظہر میں پانچ رکعتیں پڑھیں تو صحابہ نے عرض کیا کہ کیا نماز میں کچھ زیادتی کر دی گئی ہے آپ نے فرمایا وہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں ہیں عبداللہ کہتے ہیں پس آپ نے پیر موڑ لئے اور دو سجدہ کئے۔

باب۔ تھوک کا بذریعہ ہاتھ کے مسجد سے صاف کر دینا (بہتر ہے)

۳۸۸ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (جانب) قبلہ میں کچھ تھوک دیکھا تو آپ کو ناگوار ہوا یہانتک کہ غصہ کا اثر آپ کے چہرہ میں دیکھا پھر آپ کھڑے ہو گئے اور اس کو اپنے ہاتھ سے صاف کر دیا پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے

مناجات کرتا ہے یا آپ نے فرمایا کہ اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان میں ہے لہذا اسے چاہیئے کہ اپنے قبلہ کے سامنے نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے پھر آپ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس میں تھوک کر اسے مل ڈالا اور فرمایا کہ یا اس طرح کرے۔

۳۸۹ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قبلہ کی دیوار میں کچھ تھوک دیکھا تو آپ نے اسے صاف کر دیا پھر لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس لئے کہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ سبحانہ اس کے منہ کے سامنے ہے۔

۳۹۰ حضرت عائشہ ام المومنین سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قبلہ کی دیوار میں کچھ ناک کا لعاب یا بلغم یا تھوک دیکھا تو آپ نے اسے صاف کر دیا۔

باب ناک کے لعاب کا بذریعہ کنکریوں کے مسجد سے صاف کر دینا (ثابت ہے) اور ابن عباس نے کہا ہے کہ اگر تو تر نجاست پر چلے تو اسے دھو ڈال اور خشک ہو تو نہیں۔

۳۹۱ حمید بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ابوہریرہ اور ابوسعید خدری نے ان سے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مسجد کی دیوار میں کچھ بلغم دیکھا تو آپ نے کنکریاں لیکر اسے رگڑ دیا اور فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص بلغم تھوکے تو نہ اپنے منہ کے سامنے تھوکے اور نہ اپنی داہنی جانب اور چاہیئے کہ بائیں جانب یا اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔

باب نماز میں داہنی جانب نہ تھوکے۔

۳۹۲۔ حمید بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ابوہریرہ اور ابوسعید نے ان سے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مسجد کی دیوار میں کچھ بلغم دیکھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں لیکر اسے رگڑ دیا پھر فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص بلغم تھوکے تو نہ اپنے منہ کے سامنے تھوکے اور نہ اپنے داہنی جانب اور چاہیئے کہ اپنے بائیں جانب تھوکے یا اپنے پیر کے نیچے۔

۳۹۳۔ انس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے آگے اور اپنی داہنی جانب نہ تھوکے بلکہ اپنی بائیں جانب یا اپنے بائیں پیر کے نیچے۔

باب (نماز کی حالت میں اگر تھوکنے کی ضرورت ہو تو) چاہیئے کہ اپنے بائیں جانب یا اپنے بائیں پیر کے نیچے تھوکے۔

۳۹۴ انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے تو وہ نہ اپنے آگے تھوکے اور نہ اپنی داہنی جانب بلکہ اپنی بائیں جانب یا اپنے پیر کے نیچے۔

۳۹۵۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ (کی جانب) میں کچھ بلغم دیکھا تو ایک کنکری سے آپ نے اسے رگڑ دیا پھر اپ نے منع کر دیا کہ کوئی شخص اپنے آگے یا اپنی داہنی جانب نہ تھوکے بلکہ اپنی بائیں جانب یا اپنے بائیں پیر کے نیچے۔

باب مسجد میں تھوکنے کا (کیا) کفارہ ہے

۳۹۶۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا دفن کر دینا اس کا کفارہ ہے

باب مسجد میں بلغم کا دفن کر دینا درست ہے

مقالات غوث الاعظم

(سلسلہ گذشتہ)

والاحياء اذ جعلهم عليكم سم
اوتادا للارض التي دحي فكل
كالجبل الذي رسا فتنح عن
طريقهم ولا تزاحم من لم
يقيد لا عن قصده الا باء و
الابناء فهم خير من خلق ربي
وبث في الارض وذرا فعليهم
سلام الله وتحياته وبركاته
ما دامت الارض والسماء

لے ان کو فرش زمین کا اوتاد (میخ) بنا دیا ہے ان میں سے ہر ایک ایسے پہاڑ کی طرح ہیں جو اپنی جگہ پر قائم ہے بس ان کے رستے سے کنارے ہو جا اور ان کی مزاحمت مت کر جن کو ان کے قصد (عزیمت) سے باپ اور بیٹے تک باز نہ رکھ سکے بس نہ بہترین مخلوق ہیں جنھیں خدا نے پیدا کیا اور زمین پر پھیلا دیا سلام اور تحیت اور نزول برکات اللہ کی طرف سے ان پر ہو جبتک کہ آسمان و زمین قائم ہیں

المقالة الخامسة عشر

في الخوف والرجاء

قال رض رأيت في المنام كأني في موضع شبه مسجد فيه قوم منقطعون فقلت لو كان لهؤلاء فلان يؤدبهم ويرشدهم واشرت الى رجل من الصالحين فاجتمعوا حولي فقال واحد منهم فانت ايش لم لا تتكلم فقلت ان رضيتموني لذلك ثم قلت اذا انقطعتم عن الخلق الى الحق فلا تسئلوا الناس شيئا بالسنتكم فاذا تركتم ذلك فلا تسئلوهم بقلوبكم فان السوال بالقلب كالسوال باللسان ثم اعلموا ان الله كل يوم هو في شان في تغيير وتبديل ورفع وخفض فقوم يرفعهم الى العليين وقوم يحطهم الى اسفل السافلين فخوف الذين رفعهم الى العليين ان يحطهم الى اسفل السافلين ورجاءهم ان يبقيهم ويحفظهم على ما هم عليه من الرفع وخوف الذين حطهم الى اسفل السافلين ان يبقيهم وتخيلهم على ما هم فيه من الحط ورجاءهم ان يرفعهم الى العليين ثم انتبهت

مقالہ پندرہواں

(در خوف ورجا (ڈر اور امید))

فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ میں ہوں جس کی مشابہت مسجد کی ہے اور اس میں ایک قوم منقطعین (لوگوں سے قطع تعلق کرنے والوں کی) ہے میں نے اشارہ کر کے کہا کہ اگر صالحین (اولیاء اللہ) میں سے فلاں مرد ہوتا تو ان کو ادب سکھاتا اور ان کو ہدایت و ارشاد کرتا پھر یہ لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے تم کلام کیوں نہیں کرتے میں نے کہا کہ اگر تم مجھ سے راضی ہو تو میں کلام کروں میں نے کہا کہ جب تم مخلوق سے قطع تعلق کر کے حق کی طرف آئے تو پھر لوگوں سے اپنی زبان سے کسی شے کا سوال نہ کرو اور جب تم نے ترک سوال زبان سے کیا ہے تو اپنے قلوب سے بھی سوال مت کرو اس سے کہ دل کا سوال زبان ہی کے سوال کی طرح ہے پھر جان لو کہ ہر ایک دن میں اللہ کی ایک نئی شان ہے بگاڑنے میں اور بدلنے میں بلند کرنے اور پست کر دینے میں پس ایک قوم کو وہ بلند کرتا ہے علیین تک اور ایک قوم کو گرا دیتا ہے اسفل السافلین تک، اور پھر جس قوم کو علیین تک بلند کر دیتا ہے اسے اسفل السافلین میں گرا دینے کا خوف دلاتا ہے ساتھ ہی امید دلاتا ہے کہ انھیں ان کی ارفع حالت پر باقی رکھے اور ان کی حفاظت کرے اور جن کو انتہائی پستی میں گرایا ہے انھیں ڈراتا ہے کہ ان کو ہمیشہ اسی پر باقی رکھے اور اس کے ساتھ امیدوار فرماتا ہے یہ کہ آخر انھیں بھی بلند کر دے گا علیین تک پھر میں خواب سے جاگ گیا۔

المقالة السادسة عشر

في التوكل ومقاماته

قال رض ما حجبت عن فضل الله والبدء بنعمه الا لاتكالك على الخلق والاسباب والصنائع و الاكساب فالخلق حجابك عن الاكل بالسنة وهو الكسب فما دمت قائما مع الخلق يعني راجيا لعطائهم وفضلهم سائلا لهم مترددا الى ابوابهم فانت مشرك بالله خلقه فيعاقبك بحرمان الاكل بالسنة الذي هو الكسب من حلال الدنيا ثم اذا اتبت عن القيام مع الخلق وشركك ربك بهم ورجعت الى الكسب فتاكل بالكسب وتوكل على الكسب وتطمئن اليه وتنسى فضل الرب فانت مشرك ايضا الا انه شرك اخفى من الاول فيعاقبك الله ويحجبك عن فضله والبداية به فاذا اتبت عن ذلك وازلت الشرك عن الوسط ورفعت اتكالك على الكسب والحول والقوة ورايت الله هو الرزاق وهو المسبب و المسهل والمقوي على الكسب

مقالہ سولھواں

(توکل اور اس کے مقامات)

فرمایا تو اللہ کے فضل سے اور بے واسطہ و بلا سبب نعمتوں کے پہنچنے سے محجوب و محروم نہیں ہوا مگر اس لئے کہ تو نے ٹیک لگائی خلق پر اور اسباب و صنائع (پیشوں) اور کسبوں پر بس اکل مسنون، حاصل کرنے میں مخلوق تیرا حجاب ہے اور وہ اکل مسنون تیرا کسب ہے اور جب تک تو خلق کے ساتھ ہے یعنی لوگوں کی بخشش و مہربانی کا تو امیدوار رہے اور ان کے دروازوں پر تیرا سائلانہ آنا جانا قائم ہے و تب تک اتو اللہ کے ساتھ اس کی خلق کو شریک ٹھہرانے والا مشرک ہے پھر تجکو اللہ تعالیٰ ثواب دیتا ہے تجھے اکل مسنون سے محروم رکھنے کے ساتھ اور وہ اکل مسنون کیا ہے کسب کر کے رزق حلال کو دنیا سے حاصل کرنا ہے پھر اگر تو نے خلق کے ساتھ قائم رہنے سے اور اپنے پروردگار کے ساتھ مخلوق کو شریک ٹھہرانے سے توبہ کر لی اور اس کے بعد تو نے کسب کی طرف رجوع کیا پھر کسب سے کھانے لگا گر کسب پر بھروسہ کیا اور اس اعتماد کسب پر مطمئن ہوا اور اپنے پروردگار کے فضل کو بھلا تب بھی تو وہ مشرک ہے لیکن یہ شرک (اس) اول شرک سے اخفی (زیادہ پوشیدہ) ہے اب اللہ عقوبت و عذاب اس (شرک اخفی) پر اس طرح اکرےگا کہ اپنے فضل سے اور بلا واسطہ

تاریخ اسلام

(خاص مولوی کے لئے بسلسلۂ گذشتہ)

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب لائلپوری)

عبرت موعظت

مسلمانوں کی اس سے بڑھکر بدقسمتی اور تیرہ بختی اور کیا ہوگی کہ وہ اپنے نبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے وہ موٹے موٹے اور اہم واقعات فراموش کر چکے جو معاشرتی زندگی میں حسن مدنیت کامیابی اور فائز المرامی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور جن کی پابندی وتابعداری ہمیں ہر طرح اوج کمال پر پہنچا سکتی ہے میلاد خوانی کی بحر کتابوں سے آپ کی مبارک زندگی کو ایک رسمی۔ خوش فہمی اور دل بہلانے کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے اگر وہ آپ کے اسوۂ حسنہ کی تابعداری کو واجب اور مفید سمجھے اور آپ کی زندگی کو پیش راہ بنا لے تو ان کی دنیوی زندگی کا ہر شعبہ یوں گری ہوئی حالت میں نہ ہوتا۔

اسوۂ حسنہ

مسلمانوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی فرض قرار دیگئی ہے اور ان کی اصلاح وترقی اور دینی ودنیوی فلاح ونجاح اسی میں ہے کہ وہ اپنی زندگی پر غائر نظر ڈالیں اور زندگی کا جو پہلو کمزور اور گری ہوئی حالت میں نظر آئے اسوۂ رسول کی روشنی میں اسکی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جائیں غرض وہ اپنے پاس ایک ایسا "سرچ لائٹ" رکھتے ہیں جو ان کو ہر پستی اور ذلت کی راہوں سے بچا کر بلندی اور سرفرازی کی راہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

آج دنیاوی حیثیت سے مسلمانوں کی مالی حالت نہایت ہی کمزور اور خطرناک ہے اقتصادی تباہی نے ان کا کچومر نکال دیا ہے اور وہ غیروں کے دست نگر ہو کر دوسروں کے رحم وکرم پر زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ مفلسی ایسی بُری لعنت اور قوموں کی تباہی کا پیش خیمہ ہے جو مذہب واخلاق کا ستیاناس کر دیتی ہے اور تمدن ومعاشرت کا نظام درہم برہم کر دیتی ہے اور مالداری و آسودہ حالی زندگی کا قوام اور ترقی وترتیل کا ذریعہ ہے اس کے بغیر انسان نہ تو دنیوی عزت ورفعت حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی کمال دین پر فائز ہو سکتا ہے اور نہ اس کی اخلاقی وروحانی زندگی چمک سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی محتاجی سے ڈر کر اور اسکے انجام پر نظر رکھکر یوں دعا مانگا کرتے تھے اللھم انی اعوذ بك من ضیق الدنیا وضیق یوم القیامة یعنی خداوندا میں دنیا کی محتاجی اور قیامت کی تنگی سے پناہ مانگتا ہوں۔ حضور تو نعوذ باللہ مفلسی سے کیا ڈرتے یہ صرف چودہویں صدی کے مسلمانوں کی اقتصادی تباہی کی پیشنگوئی تھی اور امت کے لئے تعلیم تھی کہ وہ مفلسی اور اس کے انجام سے ڈرتے رہیں۔

ذلت وافلاس ایک ایسا عذاب خداوندی ہے کہ جب یہ کسی قوم پر مسلط ہو جاتا ہے تو پھر اسکی تباہی وہلاکت میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ بنی اسرائیل یعنی یہودی اسی ذلت وافلاس کے عذاب میں مبتلا ہے جن کی قومی مسکنت نے کوئی چھوٹی موٹی سلطنت تو کجا ایک چپہ بھر زمین ان کے قبضۂ اقتدار میں نہیں چھوڑی۔

موجودہ زمانہ میں دولت اور سرمایہ نہایت ضروری چیزیں ہیں کیونکہ آج موجودہ دنیا میں معیار ترقی وکامیابی سرمایہ قرار پا چکا ہے اور ترقی دولت کے ذرائع در اصل تجارت، زراعت اور صنعت وحرفت ہی ہو سکتے ہیں محض ملازمت اور کونسل کی کرسیوں سے کوئی قوم آزاد اور سربرآوردہ نہیں بن سکتی۔ مسلمان ایک مدت دراز سے ان ہر سہ امور سے ہی غافل رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ رفتہ رفتہ مفلس اور تباہ حال ہوتے چلے گئے اگر وہ بھولے سے ہی اپنی تاریخ اور مذہبی روایات کو دیکھتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ اسلام نے کسب معاش میں انہی تین چیزوں کو اہم اور افضل قرار دیا ہے اور یہ تو غالباً ہر مسلمان جانتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت ہی کو کسب معاش کا ذریعہ بنایا تھا گویا اسلام نے تیرہ سو سال پہلے ہی ترقی دولت کے ذرائع کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ان کی اقتصادی تباہی کا علاج تبلا دیا تھا پس اگر مسلمان دولت وسرمایہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جس کا حاصل کرنا اس سرمایہ داری کے دور میں ہر قوم کے لئے لازمی اور ضروری ہے تو ان کو چاہیئے کہ وہ کسب معاش اور ترقی دولت کا وہی طریقہ اور ذریعہ حاصل کریں جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا تھا اور اکثر صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا طرز عمل تھا اگر حضور کی اس بھولی ہوئی سنت پر بھی عمل پیرا ہوجائیں تو افلاس وتنگدستی کی لعنت سے بہت جلد نجات پا جائیں۔

حضرت خدیجہ سے نکاح

حضرت خدیجہ نے جب آپ کی قابلیت اور امانت ودیانت کو دیکھا. . . . . اور آپ کی جگر دوز جسمانی وروحانی اداؤں کو بھانپ لیا تو اپنے آپ کو حضور کی زوجیت میں آنے کی آرزو سے بیقرار پایا اور ایک عورت نفیسہ نام کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شادی کا پیغام بھیجا آپ کے چچا. . . . . . ابو طالب نے بھی اس رشتہ کو منظور کیا آخرش بعد منظوری طرفین مجلس نکاح منعقد ہوئی ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا اور اس طرح یہ کام سرانجام پایا نکاح کے وقت آپ کی عمر ۲۵ سال کی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی چالیس سال کی تھی۔

نکاح کے بعد حضرت اسی مکان میں رہنے لگے جہاں حضرت خدیجہ رہتی تھیں نکاح کے بعد مکہ میں صرف مقامی تجارت کرتے رہے اور . . تجارت کے لئے مکہ سے باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوا اسی زمانہ میں ایک زندہ لڑکی کو دفن کر دینے کا وحشیانہ واقع پیش آیا تو اس واقعہ کا آپ کے دل پر نہایت گہرا اثر ہوا اور اس ظالمانہ رسم کو موقوف کرانے کی سر توڑ کوشش شروع کر دی آپ اپنی قوم کی اس قسم کی رسموں اور بُری عادتوں کو دیکھ دیکھ کر دل ہی دل میں کڑہتے اور ان کی اصلاح کی فکر سے ہر وقت پریشان رہتے اپنی قوم کی ہمدردی آپ کو حد سے زیادہ تھی جب یہودی اور غیر ممالک کے لوگ تجارتی کاروبار میں آپ سے ملتے اور آپ کی قوم کی برائی کرتے تو آپ کو اس قسم کی

گفتگو نہایت شاق گذرتی اور بعض موقع پر آپ نہایت متانت سنجیدگی اور معقولیت کے ساتھ ان سے مکالمہ کرکے ان کو خاموش کر دیتے۔

آپ اپنی قوم کی غیرت و حمیت کی ہمیشہ تعریف کرتے اور غیر ممالک کے لوگوں کے سامنے اپنی قوم کی آزادی کو فخریہ بیان کیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ مکہ میں ایران کے کچھ سوداگر آئے ہوئے تھے اہل عرب کی برائیاں بیان کرتے ہوئے اور اپنی قوم کی فضیلت و برائی جتلاتے ہوئے کہا کہ ہم ایران کے باہر بھی قوموں پر حکومت کرتے ہیں یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دوسروں کے محکوم ہو اور میری قوم خود اپنی حاکم آپ ہے اور ان پر کسی بادشاہ کی حکومت نہیں۔

آزادی کی تعریف

ایک مرتبہ حج کے دنوں میں ایک عیسائی سوداگر آیا ہوا تھا۔ اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں کرنے کی خواہش ظاہر کی آپ حسب وعدہ رات کو عیسائی تاجر کے پاس پہنچ گئے اور اتفاقاً ایک ایرانی سوداگر بھی آگیا اور عیسائی و ایرانی سوداگروں میں یوں مکالمہ شروع ہوا۔

عیسائی سوداگر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوکر ہمارا بادشاہ قیصر ایک نہایت ہی باعظمت و جبروت بادشاہ ہے جو اپنی رعایا کا دلی خیرخواہ تہذیب و تمدن کا شفیق معلم اور حریت و آزادی کا دلنواز پیکر ہے لہذا عربوں کو چاہئیے کہ وہ قیصر کی رعایا بنجائیں تاکہ ان کی اصلاح و ترقی ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عیسائی تاجر کی یہ گفتگو سنکر خاموش ہو رہے اور ایرانی تاجر عیسائی سوداگر کو مخاطب کرکے یوں کہنے لگا۔

ایرانی سوداگر۔ تم نے جو اپنے قیصر کی اتنی لمبی چوڑی تعریف کی ہے اس میں سچائی بہت تھوڑی ہے اور جھوٹ زیادہ ہے اس لئے میں قیصر کی حکومت اور غلامی کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ عرب اس کی محکومی میں آئیں اور اگر ایسا ہو بھی تو کیا تم نے عرب قبائل کے متعلق یہ غلط گمان کر لیا ہے کہ وہ تمہارے اس درس غلامی سے متاثر ہوکر اپنے کانوں میں غلامی کا حلقہ ڈال لیں گے اگر تم یہ سمجھے بیٹھے ہو تو اس خیال کو اپنے دل سے نکال دو عرب کے قبائل نہ کبھی کسی بادشاہ کے محکوم ہوکر رہے اور نہ آئیندہ رہیں گے۔

اس کے بعد ایرانی تاجر نے اپنے بادشاہ کی تعریف و توصیف کے پل باندھتے ہوئے کہا کہ عرب اور ایرانی بہت سی باتوں میں مشابہت اور قریبی علاقہ رکھتے ہیں مثلاً رنگ میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اس لئے عرب کو ایران کے کسریٰ کا محکوم بنجانا چاہئیے ان کا فائدہ اور بہتری اسی میں ہے

اس پر دونوں سوداگروں میں سخت کلامی تک نوبت پہنچ گئی اور قریب تھا کہ لڑنے مرنے پر تیار ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں غلامی کے اوتاروں کی یہ ناپاک و نجس اور بیہودہ بکواس سنی اور فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم دونوں آپس میں نہ لڑو اور سنو کہ عرب کسی کا بھی محکوم بنکر نہیں رہ سکتا اس کو تو خدا نے حکومت کے لئے بنایا ہے اگرچہ میری قوم آج خراب حالت میں ہے لیکن وہ محکوم کسی کی بھی نہیں ہے اور نہ میں ان کو محکوم ہونے دوں گا لہذا تم ہم پر حکومت کرنے کا خیال چھوڑ دو غلامی کی زنجیروں سے جکڑ بند دوسروں کو بھی غلامی کی نجاست سے آلودہ

کردینے والو اور ممالک اسلامیہ کو غلام بنانے میں مدد دینے والے محکوم مسلمانو! ذرا دیدۂ عبرت وا کرکے اپنے رسول کے مذکورہ بالا ارشادات عالیہ اور حریت پرور مبارک الفاظ کو غور سے پڑھو اور کچھ سبق حاصل کرو تمہاری تو گھٹی میں آزادی پڑی ہوئی ہے تمہارے تو کانوں میں پیدا ہوتے ہی اور آنکھیں کھولتے ہی لا الہ الا اللہ کی باطل اور غلامی شکن آواز پڑتی ہے اور تمہارے تو رسول نے آزادی پر فخر کیا ہے اور غلامی کو ذلیل کہا ہے پھر تمہیں کیا ہوا کہ غلامانہ زندگی بسر کر رہے ہو اور اس سے رہائی کی کما حقہ جد و جہد نہیں کرتے اپنی غلامانہ ذہنیتوں پر غور کرنا اور خدارا انصاف سے بتلاؤ کہ کیا تم نے اسلام کے اس فخر و شرف ذہنی امتیاز اور آزاد فطرت کو قائم و برقرار رکھا ہے اگر نہیں تو اسوۂ حسنہ رسول کی روشنی میں آزادی حاصل کرو اور فرمودہ نبوی کی تعمیل کرکے دنیا پر ثابت کردو کہ مسلمان دوسروں کے محکوم ہونے کے لئے نہیں بلکہ سلطنت و جہانبانی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔

بتوں کی پرستش سے بیزاری

یہ قطعی طور سے ثابت ہے کہ حضور بچپن میں اور شباب میں ہر طرح مراسم شرک سے ہمیشہ مجتنب رہے اور ایک دفعہ قریش نے آپ کے سامنے بتوں کے چڑھاوے کا کھانا لاکر رکھا تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا مگر بعض متعصب عیسائی مورخوں نے یہ لچر اور محض بے بنیاد دعوی کیا ہے کہ نبوت سے پہلے آپ کا طرز عمل اور اعتقاد وہی تھا جو آپ کے خاندان اور اہل مکہ کا تھا اس ضمن میں عہد شباب کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

ایک دن ابولہب آپ کے چچا نے کہا کہ تم کعبہ میں عبادت کرنے کے لئے کیوں نہیں جاتے جو تمہارے باپ دادا کی عبادت گاہ ہے آپ نے فرمایا کہ چونکہ وہاں ہاتھوں کے بنائے ہوئے بت رکھے ہوئے ہیں جو سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں لہذا مجھے ان پر اعتقاد نہیں کیونکہ ان بے جان پتھروں کے سامنے سر جھکانا انسان کو ذلیل و خوار کرتا ہے

یہ سنکر ابولہب بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ کیا تمہارے باپ دادا بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے تو کیا تم ہی زیادہ عقلمند ہو آپ نے فرمایا کہ میں نے نہ اپنے باپ دادا کو دیکھا اور نہ ہی باپ کو دیکھا کیونکہ وہ میری پیدائش سے پہلے مر گئے تھے ابولہب نے کہا کہ خیر اگر تم نے اپنے دادا اور باپ کو نہیں دیکھا تو کیا مجھے اور اپنے چچا ابوطالب کو دیکھ لو اور باقی سبھی بتوں کو پوجتے ہیں۔

جب حضور نے دیکھا کہ یہ آبائی تقلید کی کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں تو کہا کہ اچھا مجھے ایک ایسا بت بنا دو جسکو آدمی نے نہ بنایا ہو جو سمیع و بصیر ہو اور انسان سے زیادہ قدرت والا ہو ابولہب نے کہا کہ شاید تو اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ کر لا مذہب اور بے دین ہو گیا ہے جو اس قسم کی باتیں کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے تو صرف سچے خدا کی تلاش ہے۔ ایک اور واقعہ ہے کہ ایکدن کعبہ کے اندر آپ نے دیکھا کہ سب لوگ برہنگی کی حالت میں طواف کر رہے ہیں یہ بے شرمی اور انتہائی بیحیائی کا نظارہ دیکھکر آپ نے منہ پر کپڑا ڈال لیا اور فرمایا کہ یہ کیسے بے شرم لوگ ہیں۔ راستے میں آپ کے چچا عباس ملے تو ان سے پوچھا کہ یہ لوگ کعبہ میں ننگے ہوکر کیوں پھرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جن کپڑوں میں انہوں نے گناہ کئے ہیں وہ چونکہ نجس ہو جاتے ہیں اسلئے وہ ان کپڑوں کو اتار دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ تو عجب حماقت اور بیوقوفی کی بات ہے کہ گناہ جسم کریں اور سزا کپڑوں کو ملے چاہئیے تو یہ کہ جسم ہی کو بدل دیں اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر اس بے شرمی کے فعل سے ان کو باز آنا چاہئیے۔

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کیلئے لکھوائی جا رہی ہے

(نوشتہ مولوی شریف احمد صاحب مراد مارہروی)

تمہید

انسان فطرتاً مدنی الطبع واقع ہوا ہے باہمی تعاون، باہمی معاشرت، اور باہم مل جل کر رہنے کے بغیر اس کی زندگی گذرنا اور آرام و سکون کیسے رہنا قطعی غیر ممکن ہے دنیا میں متمدن اور ترقی یافتہ قوم وہی کہلاتی ہے جو نہ صرف یہ کہ ترقیات زمانہ سے بہرہ مند ہو بلکہ ایسے آئین و قوانین کی بھی حامل ہو جو کسی قوم کے نشو و ارتقا اخلاق و عادات اور امن و امان کے کفیل ہوں جس قوم کے پاس جتنے اچھے آئین و اصول ہوں گے اور اس کے اخلاق و عادات جتنے بہتر و ارفع ہوں گے اسی نسبت سے وہ قوم مدارج تہذیب و تمدن میں شمار کی جائیگی۔

اصلاً ظاہر وہ قوم جو تعلیم، تجارت، صنعت و حرفت، نظم و نسق، معیار حیات کی بلندی اور معاشری و منزلی زندگی کی برتری کی سرمایہ دار ہو اس کے خزانے لبریز ہوں ملک سبز و شاداب اور بستیاں آباد و دلفریب ہوں متمدن کہلا سکتی ہے اور کہلاتی ہے اور کم ترقی یافتہ قومیں ناقص ایسی اقوام کو متمدن کہتی اور سمجھتی ہیں اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ واقعی وہ متمدن ہوتی بھی ہیں اور حقیقی معنوں میں انھیں متمدن کہا بھی جا سکتا ہے بات یہ ہے کہ ان کا ظاہری طمطراق اور نمائشی عیش و سرور گری ہوئی اقوام کی نظروں میں انھیں وقیع اور معزز بنا دیتا ہے اور ان کا یہی جذبہ انھیں متمدن کہلوا لیتا ہے آج پورا یورپ اور امریکہ کا ایک بڑا حصہ متمدن ممالک کی فہرست میں شامل ہے اور چین و ہند کی نظر میں واقعی یہ ممالک و بلاد بہت بڑے متمدن ممالک ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ تمدن سے مراد کیا ہے؟ کیا یہی کہ اقوام کی ظاہری حالت پر شکوہ یا مزین ہو جائے نہیں اور ہرگز نہیں تمدن و تہذیب کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے افعال ارادی جذبات نفسانی اعتدال پر رکھے جائیں قبح کو عزیز سمجھا جائے واقعات کے اسباب و علل کی تلاش کی جائے اخلاق و معاملات معاشرت اور علوم و فنون کو بقدر امکان قدرتی خوبی اور فطری عمدگی پر پہنچا کر ان سے خوش اسلوبی کے ساتھ استفادہ کیا جائے۔

اس سے یہ نتیجہ مرتب ہوگا کہ جسمانی خوبی روحانی خوشی حقیقی وقار و تمکین اور عزت نفس کا احساس پیدا ہوگا اور یہی وہ چیز ہے جو انسانیت کو وحشیانہ پن سے ممیز و ممتاز کرتی ہے۔ مسٹر ایچ ٹی بکل صاحب تہذیب کے چار اصول بتاتے ہیں (۱) جو چیزیں ہمیں نظر آتی ہیں اور جن کا سبب ہمیں معلوم نہیں ہوتا ان کے اسباب و علل اور قواعد تخلیق کو دریافت کرنا اور پھر اسے ایک علم کی صورت میں مدون کر کے اس کی نشر و اشاعت کرنا اس سلسلہ میں جس قدر کامیابی ہوگی اسی قدر انسان ترقی کرے گا (۲) اس تحقیقات سے پیشتر تجسس و تلاش کا خیال و ولولہ پیدا ہونا چاہیئے کیونکہ ابتدا میں اس سے بڑی امداد ملتی ہے اور سرگرمی سے کام کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے (۳) اس طرح جو نتائج مستنبط ہوتے اور جو باتیں علم میں آتی ہیں وہ عقل میں تیزی اور سرعت پیدا کرتی ہیں اخلاق کو بھی فائدہ پہنچتا ہے مگر تاہم عقلیات سے زیادہ اخلاقیات میں استواری ہے عقلی استنباط میں تو کمی و بیشی بھی ہوتی رہتی ہے مگر اخلاقی امور میں اس کا بہت کم امکان ہے اور ان کی حیثیت ایک گونہ مستقل ہوتی ہے (۴) بکل صاحب کے نزدیک چوتھا اصول یہ خیال ہے کہ جب تک مذہب اور سلطنت امور حیات کے نگراں کار رہیں اس وقت تک انسانی اجتماع ترقی نہیں کر سکتے مطلب یہ ہے کہ سلطنت تو رعایا کو یہ سکھلائے کہ اسے کیا کرنا چاہیئے اور اس کے فرائض عمل کیا ہیں اور مذہب اس پر یہ واضح کرے کہ کس چیز پر اسے یقین کرنا چاہیئے اور کس پر نہیں

تکلیف سے بچنے اور آسائش حاصل کرنے کا خیال تمام انسانوں کو یکساں ہے تمام قومیں ہنر کو ترقی دینے کی فکر میں منہمک رہتی ہیں صرف تربیت اور غیر تربیت کا فرق ہے ایک حصہ نے اپنے محسوسات کو منظم صورت دے لی ہے اور دوسرے نے اس نظم کی طرف توجہ نہیں دی تربیت یافتہ اقوام کی خواتین اپنے حسن کو زر و جواہرات کے زیورات سے بڑھاتی ہیں اور غیر تربیت قوم کی عورتیں ہڈیوں کوڑیوں یا بہت ہوا تو گلٹ وغیرہ کے زیورات سے آراستہ کرتی ہیں اول الذکر کے مکانات اعلیٰ درجہ کے فرنیچر اور فرش و فروش اور مشرقیت آلات سے مزین ہوتے ہیں موخر الذکر اپنی جھونپڑیوں کو سرسبز بیلوں پھولوں لکڑیوں پتوں اور لیپ پوت سے سجا لیتی ہیں۔

یہ تو پھر جھونپڑے ہیں رہنے کے گھر ہیں، لیسنے کے خیمے، درختوں پر بندھے ہوئے ٹانڈ اور زمین میں کھدی ہوئی کھوئیں بھی تہذیب و تمدن کے آثار سے خالی نہیں خاطر و مدارات کے ڈھنگ، عیش و سرور کی مجلسیں تمدن کے قاعدے اخلاق و محبت کی علامتیں علمی خیالات، شاعری اور موسیقی کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو تربیت نایافتہ اور غیر مہذب میں موجود نہ ہو بعض چیزیں ان میں زیادہ قدرتی اور اصلی رنگ میں موجود ہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ متمدن اقوام کے تمام کام اور لوازمات منظم و مرصع حالت میں ہوتے ہیں اور غیر تربیت یافتہ اور غیر متمدن اقوام میں بے ترتیبی اور بے رونقی کے ساتھ۔ متمدن افراد فلک زن بنگلوں اور محلوں میں گدوں اور صوفوں پر اپنی زندگی بسر کرتی ہیں اور غیر متمدن قومیں چھوٹے چھوٹے مواضع میں جھونپڑیوں کے اندر پیال اور گھاس کے بستر پر سوتی ہیں یہ ضرور ہے کہ متمدن اقوام کے دماغ روشن ہوتے عقل تیز ہوتی ہے اور وہ واقعات کے علل و اسباب پر غور کر کے جلد صحیح نتائج پر پہنچ جاتی ہیں لیکن اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ تمدن و تہذیب کا صحیح معیار قوم کی اخلاقی برتری اور ترفع ہے نہ کہ مادی جس قوم کے اخلاق درست نہیں وہ کتنی ہی مادی ترقی کیوں نہ کرے لیکن اسے کبھی روحانی خوشی اور قلبی اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا بکل صاحب نے تہذیب و تمدن کے جو چار اصول قائم کئے ہیں ان میں یہ تو تسلیم کر لیا ہے کہ اخلاق عقیدت سے زیادہ مستقل اور محکم حیثیت رکھتے ہیں لیکن آپ نے سلطنت اور مذہب کے خیال کو چوتھا اصول تسلیم کرتے ہوئے بھی اسے تہذیب و تمدن کا سب سے بڑا معاند قرار دیا ہے۔

گو آپ نے یعنی کے پردے میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ یہ خیال اس لئے قائم ہوا ہے کہ سلطنت رعایا کو سکھانے کہ اسے کیا کرنا چاہیئے اور مذہب یہ بتلائے

کہ اسے کیں کرنا چاہیے یہ بگل صاحب کی دہریت پرستی کا نتیجہ ہے بگل صاحب ہی نہیں بلکہ اس عہد کے بہت سے فلاسفر اور زعماء مذہب کے شدید معاند ہی نہیں ہیں اور وہ پوری دیانتداری کے ساتھ اسے ترقی و تہذیب کی راہ کا کانٹا خیال کرتے ہیں یہ خیال تو پھر ایک مدت سے یورپ اور ہندوستان کے متمدن حلقوں میں گشت لگا رہا ہے لیکن اب فوضیت و اشتراکیت کی جو جدید لہر اٹھی ہے اس نے سلطنتوں اور حکومتوں کو بھی اپنی مد میں بہا لیجانے کا تہیہ کر لیا ہے۔

دنیا کے ان بگلوں نے وفور جذبات اور جوش تنفر میں مذہب و مذہبیت کی حقیقت پر تو غور کیا نہیں صرف یہ دیکھ لیا کہ مغرب و مشرق میں مذہب کے نام پر لڑنے والوں نے گلوتراشیوں اور خونریزیوں میں بڑا انہماک دکھایا اور ایک عرصہ دراز تک اس کی بدولت ارض عالم پر خون کے دریا بہتے رہے واقعی خون بہے لیکن اس خونیں دریا کی موجیں دوڑانے میں مذہب کا نہیں مذہبیوں کی فطرت کا ہاتھ تھا اگر محض خونریزی اور بنی نوع انسان کی بہتری و بہبود کا خیال مذہب سے تنفر کا باعث ہوا تھا تو کیا وجہ ہے کہ زن زر اور زمین سے بھی نفرت نہ کی جائے ان کی وجہ سے بھی دنیا میں بڑی بڑی ہولناکیاں نمودار ہوتی رہی ہیں حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ان عظیم الشان خونریزیوں اور ہیبت ناک جنگوں کی بنا پر جو محض ملک گیری حصول دولت یا کسی پری پیکر کو اڑانے کے لئے کی گئیں عورتوں دولتوں اور زمینوں کو ہم نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ انہیں اپنی معیشت کے قوام کے لئے ضروری سمجھتے ہیں اسی طرح مذہب سے بھی تنفر کی کوئی ضرورت نہیں کل ہی کی بات ہے کہ دنیا میں محاربہ عظیم کے شعلے بھڑکے اور انہوں نے دیکھتے دیکھتے اتنی وسعت اور خوفناکی اختیار کر لی کہ ایک دنیا اس کی لپیٹ میں آگئی ایک کروڑ جانیں ضایع ہوئیں تین کروڑ نفوس بیکار ہو گئے اور صدہا آبادیاں خاک کا ایک ڈھیر ہو کر رہ گئیں۔

انسان کی فتنہ زا ذہنیت ہمیشہ برسر عمل رہی اور اس کی ہوا و ہوس اور کمزوروں پر ظلم و جور کے جذبہ کو رد کرنے کے لئے مذاہب پیدا کئے گئے یہاں ہم یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ انسان کی فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اگر یہ نیکی و نیکوکاری کی طرف مائل ہوتا تو فرشتوں سے زیادہ ترقی کر جاتا ہے اور اگر بدی کی طرف رجحان ہو جائے تو بہائم تک کو بہیمیت میں پیچھے چھوڑ جاتا ہے نیکی اور بدی دونوں قوتیں اس کے اندر ودیعت رکھی گئی ہیں ارسطو نے کہا تھا کہ علم کو انسان سے وہی نسبت ہے جو ایک آلہ کو نجار سے ہوتی ہے جس طرح ایک سنگتراش پتھر کے ایک ٹکڑے کو اپنے آلہ سے تراش کر اسکے اندر سے ایک خوبصورت مورت پیدا کر لیتا ہے اسی طرح استاد تعلیم دیکر ایک بولتے چالتے حیوان کو انسان بنا دیتا ہے۔

سلطنتوں اور حکومتوں نے جو قوانین و اصول بنا رکھے ہیں یہ بھی ایک قسم کی تعلیم ہے عدالتیں اور کچہریاں ایک قسم کی درسگاہیں ہیں جو تعزیرات کی کتاب کی تعلیم کا عملی پہلو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ فلاں فلاں راستے مکروہ اور قابل تعزیر ہیں اگر ان پر چلوگے تو معصیت میں جتنے مدارج قائم ہوں گے پولیس گرفتار کرے گی بید لگیں گے جیلخانے جاؤگے قید ہوگے پھانسی پاؤگے چوری کروگے جیلخانے میں بند رہنا پڑے گا گالیاں دوگے جرمانہ ہوگا دھوکے فریب سے کام لوگے بدامنی پھیلاؤگے تو ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑ جائینگی تکلیفیں اٹھاؤگے رسوا ہوگے اور بال بچے مصائب میں مبتلا ہوں گے یہ تعلیم واقعی موثر ہے اور بگل صاحب مانیں یا نہ مانیں لیکن دنیا جانتی ہے کہ رعایا پر قانون کے ڈنڈے کا خوف طاری رہتا ہے اور لوگ جرم کرتے ہوئے ڈرتے ہیں گو یا انہیں بدی کو برا سمجھنے اور نیکی کو اچھی معاشرت کا ذریعہ جاننے کی گونہ تعلیم حاصل ہو گئی ہے اور ان کی تنبیہ کے لئے یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔

لیکن یہ کوئی ڈھکی چھپی ہوئی چیز نہیں ہے بلکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ یہ تعلیم ان کے قلب کی گہرائیوں تک نہیں اترنے پاتی! وجہ یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر ہوشیاری اور ہوشمندی سے جرم یا بدی کی جائے تو بچ جانے کا امکان ہے جس شخص کو جتنا زیادہ رسوخ و اثر حاصل ہے اتنا ہی وہ خود کو محفوظ سمجھتا ہے اسی کا اثر ہے کہ ایک طرف تو چھوٹے لوگ بچ جانے کی توقع و امید پر برابر جرم کرتے رہتے ہیں اور دوسری طرف بڑے بڑے اعیان سلطنت اور ارکان و عمال حکومت اپنی ظاہر و پنہاں کارفرمائیوں سلطنتوں کو لڑتے کمزوروں کو ستاتے ہمسایوں کا ملک چھینتے اور محکوموں کو آئے دن دھوکہ دیتے رہتے ہیں۔

امریکہ اور یورپ میں موٹروں کے ذریعہ چوریاں ہوتی ہیں بدمعاش اور بدفطرت لوگ اپنے رسوخ اور جتھے اور روپیہ کی قوت کے بل پر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں قانون کا انھیں کوئی خوف نہیں ہوتا سمجھتے ہیں اپنا اثر ڈالیں گے روپیہ پانی کی طرح بہائیں گے لائق بیرسٹر کھڑے کر دیں گے اور بچ جائینگے جدید ترین آلات سے نقب زنی کی جاتی ہے وطنیت اور قومیت تک کے نام پر ڈاکے ڈالے اور قتل کئے جاتے ہیں جعل بنائے جاتے ہیں اور دھوکہ اور فریب کے لئے ترقی یافتہ ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں اس لئے اور محض اسلئے کہ انھیں یہ توقع ہے کہ ہمارے خفیہ و پنہاں جرائم کا دیکھنے والا تو اس وقت کوئی موجود ہے نہیں جتنی عقل و فرزانگی سے کام لیں گے اتنی ہی بچنے کی توقع ہے۔

اس بچنے کی توقع نے دنیا کو کھو رکھا ہے اور بدی کی طاقتیں برابر نشو ونما حاصل کرتی رہتی ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کی بنائی ہوئی کتاب تعزیرات انسانی احکام اور انسانی دماغ کے مرتب کردہ نتایج انسانی رہبری کے لئے بالکل کافی نہیں ان سے قلوب میں پورا خوف پیدا نہیں ہوتا اور بازپرس سے بچ جانیکی امید انھیں برائی سے قطعی طور پر روکنے میں ناکام رہی ہے اس لئے تمدن و تہذیب کا اولین و اساسی مقصد کہ انسان مل جل کر رہیں امن و سکون سے رہیں صاحب اقتدار کمزور کو نہ ستائے اور کوئی کسی کی ترقی اور راہ میں حائل ہو کر انسانی بستیوں میں فتنہ و فساد کے شعلے بھڑکانے کا باعث نہ بنے ہرگز پورا نہیں ہوتا خدائے برتر و توانا اپنے بندوں کی اس ذہنیت سے واقف تھا اس لئے اس نے وقتاً فوقتاً ان کی اصلاح کے لئے قانون بنائے اور اپنی الہامی کتابوں میں ان کے لئے بہترین راہ عمل تجویز کی ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر جو کتاب اتاری گئی اور اگر ہادیان مذہب کی طرح آپکو جس تعلیم اور جس قانون کا حامل بنا کر بھیجا گیا وہ قانون اور وہ تعلیم بالکل

مکمل تھی ایزد تبارک وتعالیٰ نے دیکھ لیا تھا کہ اب فطرت انسانی اس قدر ترقی پذیر اور تربیت یافتہ ہو چکی ہے کہ یہ آسانی سے بحیثیت مجموعی ایک تعلیم کو اپنے جزو دماغ بنا کر راہ فوز و نجات اختیار کر سکتی ہے اس لئے قرآن کریم کو آخری اور مکمل الہامی کتاب بتایا گیا ہے اور حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو آخری بانی مصلح و پیغمبر بتا کر دنیا پر واضح کر دیا کہ ان کے ذریعہ جو تعلیم اسے دی جا رہی ہے وہ فطرت انسانی کے عین مقتضیات کے مطابق ہے۔

تمام مذاہب نے نیکی ہی کی تعلیم دی ہے سب نے انسانی اصلاح کو پیش نظر رکھا ہے اسلام میں صرف اتنی بیشی ہے کہ یہ ایک مکمل مذہب ہے اور انسان کے ذہنی ارتقاء کے پیش نظر اس میں قطعی اصول امن و تمدن پیش کر دیئے گئے ہیں سلطنت اور سوسائٹی کی تعلیم اور دباؤ کے مقابلہ میں مذہبی تعلیم کو یہ امتیاز اور درجہ حاصل ہے کہ وہ ظاہر پر اثر ڈالتی ہے اور یہ باطن تک اتر جاتی ہے اول الذکر میں یہ سمجھ کر کہ "تنہائیوں" کی نگراں کار کوئی نگاہ موجود نہیں اور بچ جانے کی امید ہے انسان جرم کر بیٹھتا ہے لیکن موخر الذکر تعلیم کی یہ خصوصیت ہے کہ انسان سمجھ لیتا ہے کہ جرم علانیہ کیا جائے یا خفیہ سنسان جنگل میں وقوع پذیر ہو یا خیال و گمان کو بھی گزر نہ دینے والی خلوتوں میں ایک حاضر و ناظر ہستی اس کے ہر مستحسن و غیر مستحسن فعل پر نظر رکھنے کے لئے موجود ہے اس سے ہر ظاہر و پنہاں معصیت و جرم پہ باز پرس ہوگی اور اس سے بچ کر نکلنے اور بادا‌ش عمل سے محفوظ رہنے کی کوئی صورت نہیں۔

فرض کیجئے کہ دو ملک ہیں مثلاً ایک فرانس اور دوسرا ترکی دونوں کے باشندے ترقی کی انتہائی بلندیوں پر فائز ہیں مادی ترقی میں ساری دنیا سے آگے بڑھے ہوئے ہیں ان کی تمدنی ترقیاں محسود عالم بنی ہوئی ہیں اور انھیں ہر قسم کے مدنی عیش حاصل ہیں ایک پر سلطنت کے قوانین نافذ ہیں۔ اور دوسرے پر مذہب کے آئین برسر عمل ہیں فرانس کا خیال ہے کہ مذہب کوئی چیز نہیں اور خدا کی ہستی واہمہ خلاق کی ایک اعجوبہ کار کارفرمائی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی بخلاف ازیں ترکی مذہب کو اہمیت دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خدائے قدوس اپنی تمام عظمتوں اور کبریائیوں کے ساتھ حی و قائم موجود ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ فرانس میں چھپ چھپ کر لازمی باز پرس نہ ہونے کے خیال کے پیش نظر برابر جرائم ہوتے رہیں گے اور نئی چوریوں اور ڈکیتیوں کے خیال میں مشغول رہیں گے اور اعالی سیاسی کارفرمائیوں اور دیگر ممالک سے الجھکر اپنا اقتدار بڑھانے کی تدبیریں کریں گے اگر یہ جراثیم جلد اس کی جڑ کو کھوکھلا ہی نہ کر دیں تو یہ تو ضرور ہوگا کہ فرانس میں حقیقی امن اور چین کبھی نہ ہوگا ایک طرف رعایا پریشان رہے گی دوسری طرف اعیان حکومت پر سراسیمگی اور ایک خلجان مسلط ہوگا۔

لیکن ترکی میں محض خدائے قدوس کی ہستی کو ماننے والے اور اس کی حاضر و ناظر خصوصیت سمجھ لینے کی وجہ سے علانیہ و خفیہ دونوں قسم کے جرائم کا استیصال ہو جائے گا اس کے اعالی اگر کسی سے جنگ پر بھی مجبور ہوں گے تو حق کی بنا پر اور اس طرح دوسروں کے دل میں یہ کانٹا تو باقی نہ رہے گا کہ ہمارے ساتھ فریب یا زیادتی کی گئی بلکہ وہ اپنا قصور خیال کر کے خاموش ہو جائیں گے ہر طرف امن و امان قائم رہے گا اخلاقی قوت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جائے گی

اور اس کا ترکی کی عظمت سربلندی و شادابی اور ہیبت میں اضافہ ہوگا اس سے آپ خود سمجھ لیں کہ تہذیب و مدنیت کے لئے مذاہب کی تعلیم زیادہ موثر و ممد ہے یا محض سلطنت اور سوسائٹی کی ترقی ہرگز اس کا نام نہیں کہ انسان مادی طور پر بلند ہو جائے اور دنیاوی نعائم و لذائذ سے بہرہ مند ہو نہ یہ ترقی ہے اور نہ تمدن! تمدن و تہذیب کا حقیقی معیار ہے کہ انسان کے اخلاق اچھے اور اعلیٰ ہوں اور وہ باہم لڑ جھگڑ کر اپنی زندگی اور زندگی کے عیش کو برباد نہ کر لے۔

سلطنت کے قانون کی مقصد جرائم کو روکنے اور ایسے اصول ہی قائم کر دینا ہے کہ کوئی کسی کی آزادی میں مخل نہ ہو ایک دوسرے کے لئے وجہ مصیبت و تکلیف نہ بنے اور اپنی ہیمانہ عادتیں چھوڑ کر تہذیب و سکون سے رہنا سیکھے لیکن جب تک اس کی تنہائیوں اور خلوتوں پر روک نہ ہو اس وقت تک اس مقصد کا حصول غیر ممکن ہے اور اطمینان و امن کی زندگی بسر نہیں کی جا سکتی یہاں تمدن، تہذیب اور سلطنت سب کے اصول بیکار اور غیر موثر ہیں یہاں صرف مذہب کارفرمائی کرتا ہے اور خدا ہی کا خوف اسے ظاہر و پنہاں معاصی سے روک سکتا ہے امن و اطمینان کی زندگی سارے قوانین تمام اصول اور جملہ مدنی مساعی کا نچوڑ ہے اور اس کا امکان خداپرستی کے سوا اور کسی چیز میں نہیں اور ہرگز نہیں۔

جو مقننین اور فلاسفر تدوین آئین کے میدان میں اترے ہم یہ تو ضرور کہیں گے کہ ان کی محنتوں اور کاوشوں میں بڑا حصہ انہی اصول کا ہے جو امن عالم کے لئے اب تک مذاہب پیش کرتے چلے آئے ہیں ان کی تنقیص مقصود نہیں فی الواقع انہوں نے بڑی خدمت کی لیکن وہ قانون ہی بنا سکتے تھے ان کے نافذ کرنے والے ظاہری جرائم پر نافذ کر سکتے تھے مگر یہ تو ان کے بس کی بات نہیں کہ وہ دلوں کو بدل دیں اور خلوتوں کے جرائم کو روک سکیں جو خدا کی ہستی کو ایک وہم سمجھتے ہوں انھیں تنہائیوں میں جرم سے کونسی قوت اور کس کا خوف روک سکتا ہے جب اندر ہی اندر اور در پردہ ظلم اور گناہ ہوتے رہیں سطح پر سکون ہو لیکن تہ میں طوفان متلاطم ہوں تو حقیقی امن کے قیام کی صورت کونسی سمجھ میں آسکتی ہے لامحالہ یہ تسلیم ہی کرنا پڑے گا کہ خدائے برتر و توانا کی ہستی کوئی چیز ہے جو ہمارے ہر ظاہر و پنہاں خیال پر نگاہ رکھتی ہے جب تک خدا کی ہستی تسلیم نہ ہو اس وقت تک دنیا ہرگز امن و اطمینان کی زندگی سے روشناس نہیں کی جا سکتی۔

خدائے قدوس کی ہستی سے انکار تو خود انسانی عقل کی بھی تنقیص کے مترادف ہے جب ہم دنیا کی تمام چیزوں کو خود بناتے ہیں اور ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ کوئی ایک چیز بھی کسی کارخانے کسی دکان اور کسی فیکٹری میں آپ سے آپ نہیں پیدا ہو سکتی جسے ہم بناتے ہیں وہ بنتی ہے تو لازماً تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہمارا پیدا کرنے اور بنانے والا بھی کوئی ہے یہ کہدینا کہ یہ دنیا آپ سے آپ پیدا ہو گئی اور تدریجی طور پر ترقی کرتے کرتے کائنات عالم نے وہ صورت اختیار کر لی جو آج ہم دیکھ رہے ہیں ایک بالکل لایعنی بات ہے اس لئے کہ مادہ میں کوئی حس موجود نہیں اور اگر ہے تو آج کوئی اور دنیا اور پہاڑ اور دریا کیوں نہیں پیدا کر دیتا اچھا یہ بھی ہوں لیکن اس میں باقاعدگی

کس طرح پیدا ہوئی کہ آفتاب و ماہتاب ہمیشہ ایک ہی مقررہ اصول پر ایک ہی سمت سے طلوع ہوتے ہیں پیپل سے پیپل ہی اگتا ہے موسم اور وقت ہی پر بارش ہوتی ہے اور لاکھوں سال کے فرق و بعد کے بھی ہم اس آفتاب گیتی افروز کو ایک ہی نہج پر طلوع و غروب ہوتے دیکھ رہے ہیں آخر "متدرجہ تدریج" کا اثر اس کے طلوع و غروب پر کیوں نہیں پڑا۔

ہم آج ایک خوشنما اور تخیل بندر تصویر بناتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اسے ہم ہی نے بنایا ہے کل یہ تصویر منہ سے بول کر بھی کہدے اور لاکھ سر پٹکے کہ میرا بنانے والا کوئی نہیں لیکن اسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرے گا آج ہی ہم آپ کے سامنے صرف ایک گلدستہ بنا کر لیجائیں اور آپ سے کہیں کہ یہ گلدستہ خود بخود بن گیا ہے ہم آپ کے سامنے خواہ کتنی ہی قسمیں کھائیں یقین دلائیں لیکن آپ کو کبھی یقین نہ آئیگا کہ یہ گلدستہ خود بخود بن گیا ہے لیکن دنیا کے متعلق دہریہ ہونے کی صورت میں آپ دہڑلے کے ساتھ کہیں گے کہ یہ آپ ہی آپ بن گئی ہے یہ کتنی حماقت ہے کہ ایک گلدستہ تو آپ ہی آپ بن نہیں سکتا لیکن اتنی بڑی دنیا آپ ہی آپ بننے پر برابر زور دیا جاتا ہے خدائے قدوس کو تو نہ ہماری عبادت کی ضرورت ہے اور نہ ہمارے کفر کی پروا اگر اس نے ہمیں کچھ ہدایات کی ہیں تو وہ لازماً ہمارے ہی لئے مفید ہو سکتی ہیں مانیں گے فائدہ اٹھائیں گے نہ مانیں گے نقصان میں رہیں گے۔

رہی یہ بات کس مذہب کو صحیح سمجھا جائے اور کسے غلط تو اس کا سوال ہی فضول ہے تمام مذاہب ایک ہی قسم کی تعلیم لیکر آئے البتہ انسانی عقل کے تدریجی ارتقا کے ساتھ اس میں جزوی ترامیم ضرور ہوتی گئیں اگر ان میں انسانی تصرفات کو دخل نہ ہوتا تو آج آپ کو کوئی اصولی فرق نظر نہ آتا اسلام رشد و ہدایت کے اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے اور اس میں بھی وہی تعلیم ہے جو انجیل زبور اور توریت کے صحیح نسخوں میں دیگئی تھی یہ ضرور ہے کہ یہاں یہ سلسلہ مکمل ہو کر ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا ہے اس لئے کہ خدا کے نزدیک اب انسانی عقل کافی ترقی کر چکی تھی اور تمام دنیا کے ایک سلسلہ میں منسلک ہونے کا وقت آگیا تھا اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آخری اور مکمل مذہب ہونے کے باعث اسلام کی تعلیم بالکل مکمل اور ہر حیثیت سے جامع و مانع ہے اور اس میں خدا نے اپنے بندوں کے لئے معاشرت و مدنیت کے جو اصول مقرر کئے ہیں وہی سب سے بہتر ہیں اور ہونے چاہئیں اور اسی پر سب کو عمل پیرا ہو کر امن و سکون کی زندگی بسر کرنا چاہیئے۔

مذہب کا مقصد محض خدا کی عبادت اور مقصود جماعتی اعتقادات کی تلقین ہرگز نہیں لوگوں نے یہی سمجھکر مذہب کو سیاست سے علیحدہ رکھنے کی تجاویز پورے طمطراق کے ساتھ پیش کرنی شروع کر دیں اگر ان بزرگوں نے مذہب کا مطالعہ بنظر غائر کیا ہوتا تو وہ ضرور سمجھ لیتے کہ مذاہب ہمیں اچھا انسان اچھا باپ اچھا بھائی، اچھا ہمسایہ اور اچھا دوست اور اچھا شہری بنانے تمدن و تہذیب کے بہترین اصول سکھانے اور ترقیات زمانہ کی طرف متوجہ کرنے ہی کے لئے پیدا کئے گئے اسلام کی تمام تعلیم اس وقت اپنی صورت میں موجود ہے اسے دیکھ لیا جائے کہ اس میں تمدنی اور معاشرتی اصول پر عبادت و عقائد سے کم زور نہیں دیا گیا پھر عقائد و عبادات کا اثر بھی تمدنی اصول ہی پر منعکس ہوتا ہے اسلئے کہ جتنا کوئی عبادت میں پختہ ہوگا اتنے ہی اس کے خیالات پاکیزہ ہوں گے خدا سے ڈرتا ہوگا اور اس کے احکام کی پابندی کرے گا اگر مذہب سے محض عبادت اور خدا کی پرستش سے مقصود ہوتی تو خدائے قدوس لاکھوں فرشتوں کو متعین کر سکتا تھا اسلام میں رہبانیت و ترک دنیا حرام قطعی ہے ایک بزرگ نے سنا کہ بادشاہ وقت دن کو روزے رکھتا اور رات بھر نماز میں مصروف رہتا ہے تو آپ نے فوراً کہا کہ گمراہی میں پڑ گیا اور دوسروں کے کام اپنے ذمہ لے لئے یہ کام ہم جیسوں کا ہے اس کی عبادت یہی تھی کہ رعایا پر اچھی اور عادلانہ حکومت کرتا کسی پر ظلم نہ ہونے دیتا اور نہ کسی کو بھوکا سونے دیتا کہ اسی میں اس کی فلاح و نجات کا راز مضمر تھا خدا نے ہرگز یہ حکم نہیں دیا اور نہ یہ مذہب کا حکم ہے کہ ہر وقت عبادت کرتے رہو البتہ یہ ضرور چاہا ہے کہ ہر کام میں اسکی مرضی کا خیال رکھا جائے اور ظاہر ہے کہ اس کی مرضی اسی کام میں ہے جس میں انسانی بہتری و بہبود مضمر ہو بہرکیف خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ اچھا شہری ہی اچھا دیندار ہو سکتا ہے ہم اس رسالہ میں بتائیں گے کہ اسلام نے اچھا شہری بننے اور اچھی معاشرت کے لئے کیا حکم دیئے ہیں اور مسلمان ان پر عمل کر کے دین و دنیا کی فلاح کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔

اعزہ واقارب کے ساتھ سلوک

آج مغرب تمدنی ترقیوں کی بلند ترین چوٹی پر متمکن ہونے کا مدعی ہے اور اسے اپنے منزلی اور معاشری اصول و آئین پر ناز ہے لیکن اس کے کسی حصہ اور کسی گوشہ میں خواہ وہ جمہوریت کا فرشتہ اپنے پر مبارک پھیلائے کھڑا ہو یا مساوات و اخوت کی حکمرانی ہو آپ کو کوئی ایسا قانون اور ایسی ہدایت نہ ملیگی جسکی رو سے وہ اپنے فرزندوں اور بہوؤں کو اپنے اعزا و اقارب یا ماں باپ کی خدمت پر مجبور کر سکے یا ان کی کمائی میں کسی کا کوئی حق رکھا گیا ہو یورپ کو نسل بڑھانے اور اچھے اور قوی جوان پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہ بھی محض اس لئے کہ اس کی قوت کی دھاک ساری دنیا پر بیٹھی رہے اس لئے اس نے ماں باپ پر تو اولاد کی نگہداشت اور اس کی امداد کی کسی نہ کسی حد تک پابندی عائد کر دی ہے اور کمزور اور نحیف و زار بچوں والے باپوں پر اکثر مقدمے چلا دیئے جاتے ہیں لیکن اولاد پر کوئی پابندی نہیں اور عزیز اقارب تو پھر دور رہیں مرتے ہیں تو مر جائیں لیکن ماں باپ کے متعلق یہ آزادی ہے کہ بیٹا کچھ بھی ہو اور باپ فاقہ کر رہا ہو تو اسے اس کی امداد پر مجبور نہ کیا جائے گا۔

ہندویت یہودیت اور چین و جاپان کے مذہبوں میں بھی آپ کو صرف کہیں کہیں ماں باپ کی عزت کرنے کے تو کچھ احکام ملیں گے لیکن ان کی امداد کے حکم نہیں نظر آئینگے لیکن اسلام ایک بیکس نواز اور تمدن پرور مذہب ہو اور ہر انسان کی خدمات اور اس کے حقوق کا علی قدر مراتب لحاظ رکھتا ہے اس لئے اس نے اسے ہرگز گوارا نہیں رکھا کہ اولاد زر و جواہر سے کھیلتی رہے اور ماں باپ فاقوں سے ایڑیاں رگڑ رہے ہوں قرآن کریم میں تاکیدی حکم ہے ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی عامین ان اشکر لی ولوالدیک یعنی ہم نے انسان کو ہر حال میں ان

باپ کا ادب ملحوظ رکھنے کی تاکید کی ہے اس لئے کہ اس کی ماں نے اسے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اپنے شکم میں رکھا اور دو برس تک اپنا دودھ پلایا ہم نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ ہمارا بھی شکر ادا کرے اور اپنے والدین کا بھی۔

دوسری جگہ ارشاد ہے وقضی ربك الا تعبدوا الا ایاه وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كریما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربیانی صغیرا یعنی تیرے رب نے قطعی حکم دیا ہے کہ لوگ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور ماں باپ کے سامنے دونوں زندہ ہوں یا ایک اور وہ بوڑھے ہو جائیں تو ان کے آگے اُف بھی نہ کریں اور نہ انھیں جھڑکیں ان سے ادب کے ساتھ گفتگو کریں محبت کریں عاجزانہ صورت میں ان کے سامنے آئیں اور ان کے حق میں ہمیشہ یہ دعا کرتے رہیں کہ خداوندا جس طرح انہوں نے مجھے پال پوس کر بڑا کیا اسی طرح تو بھی ان پر رحم کرتا رہ۔

ان آیتوں کو غور سے پڑھیئے خدائے قدوس نے اپنے بعد ساتھ ساتھ اگر کسی کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے تو وہ ماں باپ ہیں ماں باپ بوڑھے ہو جاتے ہیں تو اولاد ان کی بات کو وقعت نہیں دیا کرتی اور کہہ دیا کرتی ہے کہ یہ سٹھیا گئے ہیں اسی فطرت انسانی کے پیش نظر حکم دیا گیا ہے کہ یہ بوڑھے ہو جائیں تو ان کے سامنے اُف بھی نہ کرو بالکل جھڑکو ان سے پورے ادب و احترام اور محبت کے ساتھ پیش رہو سامنے جاؤ تو اکڑاتے ہوئے نہیں بلکہ عاجزانہ اور خاکسارانہ صورت میں جاؤ اور ان کے لئے دعا کرتے رہو۔ پھر کون ایسی اولاد ہے جو ان احکام کی موجودگی میں اپنے باپ کی عزت و تکریم نہیں بلکہ عظمت میں فرق لا کر اپنی آخرت خراب کرے گی جہاں اُف بھی نہ کرنے کا حکم ہو وہاں اَنکار کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رضی الرب فی رضی الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد ترمذی یعنی باپ کی رضامندی ہی میں خدا کی رضی اور باپ کی ناخوشی ہی میں خدا کی ناخوشی ہے۔

مسلم کی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص کے چہرے پر خاک پڑے جس کے والدین بوڑھے ہوں اور وہ ان کی خدمت کر کے خود کو جنت کا حقدار نہ بنائے۔ بخاری کی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ ایک صحابی کے جواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کو وقت پر نماز پڑھنا سب سے زیادہ پسند ہے اس کے بعد ماں باپ سے اچھا سلوک پسند ہے اور اس کے بعد خدا کی راہ میں جہاد ان احادیث میں والدین کی خدمت پر کتنا زور نظر آتا ہے انتہا یہ ہے کہ باپ کی خوشی و ناخوشی کا راز مضمر بتا دیا گیا ہے اس سے بھی آگے بڑھیئے حدیث شریف میں موجود ہے کہ والدین کا نافرمان کبھی جنت میں نہ جائے گا، دنیا میں سرسبز نہ رہے گا نیز یہ اگر باپ یا ماں اپنے بیٹے کو بیوی کے طلاق دینے کے لئے کہیں تو اسے فوراً اس کی تعمیل کرنی چاہیے کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ ماں باپ سے بے پروائی تو ایک طرف ان کی رضاجوئی اور انتہائی دلدہی میں اسکی دنیوی اور دینی فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے۔ کوئی مذہب دعوی نہیں کر سکتا کہ اس نے اس سے زیادہ ماں باپ کی بزرگی و احترام کی ہدایت کی ہو۔

کہہ دیا جاتا ہے ماں باپ کا احسان ہی کیا ہے انہوں نے فطری محبت سے مجبور ہو کر ہمیں پالا یہ درست سہی لیکن آپ کھانے کمانے کے لائق تو انہی کی وجہ سے بنے انہی کی توجہ نے آپ کو قابل اور انسان بنایا جو بزرگ سالہا سال تک آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے رہے ہوں اور اس سلسلہ میں انہوں نے انتہائی پریشانیاں اور تکلیفیں اٹھائی ہوں کیا ان کی خدمت گزاری مذہبی نہ سہی ایک بہترین اور انسانی فرض نہیں یہ کتنا ظالمانہ تغافل ہے کہ بچوں کی حفاظت و احتیاط کو تو ضروری سمجھا جائے اور بوڑھوں اور ضعیفوں کو مرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے اس سے سرد مہری کا مترشح نہیں ہوتی بلکہ انسانی قلوب میں قساوت کے جذبات ہی پرورش پاتے ہیں جو امن عالم کے لئے مضر اور باعث ہلاکت ہیں اگر ہر شخص یہ خیال کر لے کہ بڑھاپے میں مجھے اولاد کی طرف سے معمولی توجہ کی بھی توقع نہیں تو یہ نسل نہ سہی آئندہ نسل میں اولاد کی طرف سے بھی قساوت کے جذبات کا اظہار ہونے لگیگا اور اس سے تمدن کو شدید صدمہ پہنچے گا۔ اسلام میں اخلاق کی صحت کا خیال ہر موقعہ پر ملحوظ رکھا گیا ہے یہاں طاقت پرستی اور کمزور سوزی کا تباہ کن اور شرمناک اصول موجود نہیں سچی مساوات ہے اور جوان اور بوڑھے کسی طرف سے کوئی غفلت روا نہیں رکھی گئی اسلام نے تو اولاد کے مال و ملکیت میں ماں باپ کے جداگانہ حصے بھی قائم کر دیئے ہیں اور ان کی عزت و تکریم کے متعلق اتنی تاکید کی ہے جتنی اور کسی کے متعلق موجود نہیں اور ہونی بھی چاہیئے کہ نہ ماں باپ ہیں جن سے بہتر دنیا میں کوئی نصیحت انسان کے لئے پیدا نہیں کی گئی پھر انکی خدمت کی منزل ختم ہو جائے یہ اور بات ہے لیکن ان کی محبتیں تو اسی طرح قائم رہتی ہیں وہ ان کے لئے اور کچھ نہیں کر سکتے تو دعائیں تو دیتے رہتے ہیں اور یہی دعائیں ان کی سرسبزی و خوشحالی کا باعث بنتی رہتی ہیں۔

اسلام نے بچوں اور اولاد کی نگہداشت تربیت تعلیم اور ایک حد تک رضاجوئی کا بھی حکم دیا ہے اور اس کے متعلق بھی تصریحات موجود ہیں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں نا انصافی کی روح موجود ہے اگر اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف سے غفلت برتنے والا باپ گنہگار ہے تو لازمی تھا کہ ماں باپ سے غفلت برتنے والی اولاد سے بھی بازپرس کی جاتی اور اس پر بھی کچھ فرائض عاید ہوتے یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ یہ بوڑھے تو اپنا زمانہ ختم کر چکے مگر ان جوانوں کی دنیا کی آبادی و رونق عبادت ہے لیکن دنیا میں اخلاق بھی کوئی چیز ہے اگر محض مادی نقطۂ نظر سے ہی ہر چیز پر نظر ڈالی جانے لگے تو یہ بھری دنیا چار دن میں بے روح ہو کر رہ جائے اس میں ساری روشنی ہی اخلاق کے قمقموں کی ہے انھیں گل کر دیا جائے تو پھر ہر طرف تاریکی ہی پھیل جائے اور سارا انتظام لمحوں میں درہم برہم ہو کر رہ جائے۔

حمیدیہ پریس دہلی سے آپ کو ہر قسم کے قرآن شریف جلی و خفی نیز حمائلیں معریٰ و مترجم نہایت نفیس اور صحیح چھپے ہوئے اور ہندوستان بھر سے ارزاں قیمت پر مل سکتے ہیں اور نیز ہر قسم کی کتابیں بھی ملتی ہیں معاملہ نہایت ایمانداری اور سچائی سے ہوتا ہے منیجر حمیدیہ پریس دہلی

طالب و مطلوب کے راز و نیاز

واقعہ معراج نبوی

(نوشتہ مولانا سید نذیر الحق صاحب از لائل پور)

نبوت کا بارہواں سال افق عالم پر ضیا ریز ہے۔ رجب کی ستائیسویں رات وہ رات ہے جس کی نورانیت نواز ظلمت پر آفتاب و ماہتاب کی روشنی قربان ہو رہی جارہی ہے شب کا نصف سے زیادہ حصہ گذر چکا ہے اور وہ مبارک وقت ہے جبکہ حضرت باری تعالیٰ کی ستار العیوبی و کرم نمائی اپنی پوری شان رحیمی و کریمی کے ساتھ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتی ہے اور سیاہ کاروں و معصیت شعاروں کو اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لینے کے لئے بیقرار ہوتی ہے مگر عیش و عشرت کا بندہ آدم کا بدبخت فرزند دن کی نورانی رونقوں اور نفی عمر کی گرانمایہ فرصتوں کے لیے سے احمرکی سرخیوں کی تلاطم خیزیوں جنون انگیز کیفیتوں بداعمالیوں اور سیاہ کاریوں میں گذار کر ناعاقبت اندیشی کی چادر تانے محو خواب ہوتا ہے دلکشا و فرحت افزا رات کی تاریکی تمام عالم پر چھائی ہوئی ہے۔ ستارے فلک اپنی سیاہ مشک سے تمام عالم کو تیرہ و تار بنائے ہوئے آب پاشی کر رہا ہے لاتعداد چراغ اور قندیلیں ہیں جن سے پراسرار روشنیاں منتشر ہو رہی ہیں ملاء اعلیٰ کی نورانی فضاؤں میں ناقابل اظہار مسرتیں اور بیتاب تمنائیں رقص کناں ہیں اور حسن کائنات ردائے عریاں میں مستور آسمان کے لطیف نقاب سے دنیا کی طرف دیکھ رہا ہے غرض

تابندہ جو رخ ہے فلک نیلوفری کا عالم پہ گھٹا ٹوپ ہے نور سحری کا
جلوہ جو کسی عالم باطن کا عیاں ہے مل جائے جو یکسانی دل خواہ سماں ہے

ایسے مسرت انگیز اور فرحت بخش وقت میں دو عالم کے تاجدار اور ملک کے سادہ وضع تاجدار حسب معمول تہجد کی نماز پڑھکر سوئے ہیں مگر آپ کی مشتاق دید نگاہیں نام عینائی و لا ینام قلبی کی شان بالی لئے ہوئے جلوہ گر ہیں بارگاہ قدس سے روح الامین کو حکم ملتا ہے کہ ارض حرم میں جاؤ اور ہمارے پیارے محبوب کو مژدہ وصل سناؤ یہ حکم ملتے ہی حضرت جبرئیل امین ام ہانی کے گھر جہاں آپ استراحت فرما تھے آئے اور آتے ہی اپنی آنکھوں کو حضور اقدس کے تلوؤں سے ملنے لگے آپ بیدار ہوکر دیکھتے ہیں کہ جبرئیل محو عقیدت و نیاز ہیں فرماتے ہیں اخی جبرئیل تم اس وقت کہاں کیسے آئے کیا پیام لائے حضرت جبرئیل بولا سے کائنات کے ارشاد گرامی کے جواب میں کہتے ہیں یا رحمۃ للعالمین ان اللہ تبارک وتعالےٰ یقرءک السلام اے رحمت عالم اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے و یقول من ربی فانی مشتاق الیک اور فرماتا ہے کہ تمہاری ملاقات کا مشتاق ہوں۔

کملی والے آقا یہ روح افزا پیام سنکر نہایت مسرور ہوئے دلی مراد بر آئی اور شان یکتائی استقبال کو آئی آپ نے خوشی خوشی اٹھکر وضو کیا اور شکرانہ کے نوافل پڑھے جب آپ نوافل سے فارغ ہو چکے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے سینہ بے کینہ کو اسفل البطن تک چاک کیا اور آپ کا قلب مبارک نکال لیا ایک سونے کے طشت میں آب زمزم سے دھویا اور پھر اس کو ایمان و حکمت سے پر کر کے اس کی اصلی جگہ رکھکر درست کر دیا جب آپ اس شان کے ساتھ تیار ہو گئے تو جبرئیل امین نے مبارکباد دی اور کہا حضور آج کی رات وہ مبارک و مسعود رات ہے کہ خود رب العزت نے آپکو طلب فرمایا ہے اور ملکوت السموات والارض کو حکم فرمایا ہے کہ وہ حضور پر نور کے استقبال و خیر مقدم کی تیاری کریں آج آپ کی خاطر جنت کو آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے آسمانوں کو پوری آرائش و تزئین کے ساتھ زینت دیگئی ہے اور آج عالم بالا سراپا چشم انتظار بنا ہوا ہے آپ کو یہ عزو احترام شرف باریابی اور انتہائی قربت و سعادت مبارک ہو جس کی تمنا میں بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء نے تمنائیں کیں دعائیں مانگیں اور الحاح و زاریاں کیں مگر کسی کو یہ شرف حضوری حاصل نہیں ہوا۔

جب حضور اکرم نے یہ انعام و اکرام اور جاہ و جلال ملاحظ فرمایا تو آپ کو وہ امت یاد آگئی جس کا غم آپ تمام عمر کھاتے رہے اور جو آئندہ چل کر آپ کے احسانات تو کیا تعلیمات کو بھلا دینے والی تھی فرماتے ہیں کہ اے جبرئیل یہ تو سب کچھ میرے لئے ہے مگر میری امت کے لئے کیا ہے حضرت جبرئیل یہ سنکر خاموش ہو گئے واپس بارگاہ قدس میں پہنچے اور محبوب رب العالمین کا سوال سنایا علام الغیوب کی رحمت جوش میں آئی ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور میرے محبوب سے کہدو کہ و لسوف یعطیک ربک فترضیٰ اے محبوب تمہارا پروردگار تم کو اتنا کچھ دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

جب امت عاصی کے حق میں بھی یہ مژدہ جانفزا سن لیا تو آپ براق صبا رفتار پر سوار ہوئے حضرت جبرئیل نے رکاب تھامی اور حضرت میکائیل نے لگام پکڑی اور اس اعزاز و احترام کے ساتھ روانہ ہوئے براق پر سوار ہوتے ہی چند منٹ میں آپ بیت المقدس پہنچ گئے مسجد اقصےٰ میں تمام انبیائے کرام موجود تھے انہوں نے آپ کا خیر مقدم کیا اور سب نے حضور کے اقتدا میں نماز پڑھی اس کے بعد عروج الی السماء شروع ہوا۔

عروج الی السماء

جب آپ پہلے آسمان پر پہنچے تو اس کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا وہاں کے ساکنین نے پوچھا کون ہے جبرئیل نے کہا کہ میں جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا کہ محمد صلعم انہوں نے کہا کہ کیا ان کو طلب کیا گیا ہے جبرئیل نے کہا ہاں انہوں نے کہا ان کے لئے مرحبا ہے اچھا آنا آیا پھر آسمان کا دروازہ کھولا گیا

جب آپ وہاں پہنچے تو حضرت آدم علیہ السلام کو موجود پایا جبرئیل نے حضرت آدم عؑ سے تعارف کرایا کہ یہ تمہارے باپ آدم ہیں ان کو سلام کرو آپ نے انکو سلام کیا اور انہوں نے بھی ان کو جواب دیا اور کہا کہ صالح اور ابن صالح کو مرحبا اسی طرح ہر آسمان پر یہی معاملہ پیش آیا اور دوسرے آسمان پر یحیٰی و عیسٰی علیہما السلام تیسرے پر یوسف علیہ السلام چوتھے پر ادریس علیہ السلام پانچویں پر ہارون علیہ السلام۔ چھٹے پر موسٰی علیہ السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات اور اسی طرح سوال وجواب ہوئے پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے وہاں آپ نے چار نہریں دیکھیں دو ظاہری اور دو باطنی پھر آپکے سامنے "بیت المعمور" جو فرشتوں کا کعبہ ہے لایا گیا اور حضرت جبرئیل نے تین ظرف آپ کے سامنے پیش کئے ایک دودھ کا ایک شراب کا۔ اور ایک پانی۔ آپنے دودھ کا پیالہ لیکر نوش فرمایا حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ آپنے دین فطرت کو اختیار فرمایا۔

لیلۃ المعراج کے انعامات

حضور اقدس فرماتے ہیں کہ جب میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو رحمت حق نے مجھے اپنے آغوش رحمت لے لیا اور تین چیزیں عطا فرمائیں (۱) پچاس وقت کی نمازیں جو حضرت موسٰی علیہ السلام کے فرمانے پر تخفیف ہو کر صرف پانچ رہ گئیں (۲) امت کے گناہوں کی مغفرت (۳) اور دشمنان حق کی پامالی اور فدایان اسلام کی فتح ونصرت۔

لیلۃ المعراج کی صبح اور ابوجہل

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اس کی صبح میں مکہ میں تھا مجھے اس خیال سے سخت رنج اور تردد تھا کہ اگر میں زمین و آسمان کی سیر کے حالات اور عجائبات برزخ لوگوں کو سناؤں گا تو لوگ مجھے جھٹلائینگے اور کوئی بھی ایسی عجیب وغریب اور بظاہر خلاف عقل بات کو کوئی بھی نہ مانے گا اس تردد و پریشانی میں آپ غمگین و محزون ایک گوشہ میں بیٹھے تھے کہ اتفاقاً ابوجہل بھی آگیا اور تمسخر آمیز لہجہ میں پوچھا کہئے آپ نے کوئی نئی بات بھی حاصل کی یا نہیں آپ نے فرمایا کیوں نہیں آج کی رات مجھے زمین و آسمان کی سیر کرائی گئی اور صبح مکہ میں ہوں ابوجہل کو آپ کے جھٹلانے اور تمسخر اڑانے کا ایک موقع ہاتھ آیا یہ انوکھی اور اچنبے کی بات سن کر بھاگا بھاگا گیا اور اپنی قوم کو بھی بلا لیا حضور سے کہا کہ ہاں جناب اب تو وہ اپنے سیر کے حالات سنائیے آپ نے ان کے سامنے بھی اپنی سیر کا قصہ دہرایا وہ لگے تالیاں بجانے اچھلنے کودنے اور ہنسی مخول اڑانے جو "مذبذبین بین ذالک" تھے وہ ایمان ہی سے پھر گئے حضور فرماتے ہیں کہ قریش مجھ سے سیر معراج کے متعلق سوالات کرنے اور بیت المقدس کے علامات پوچھنے لگے مجھے سخت رنج اور پریشانی کا سامنا ہوا اگر اللہ پاک کی قدرت کاملہ اور دست غیبی نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اس کو دیکھتا جاتا تھا اور جو بات وہ پوچھتے تھے اس کا جواب دیتا جاتا تھا۔

آپ کو معراج جسمانی ہوئی یا روحانی

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی تصریح و وضاحت

کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج عالم بیداری میں اور جسم کے ساتھ ہوئی تھی نہ کہ کشفی وروحانی جیسا کہ بعض حضرات کا گمان ہے۔ اگر واقعہ معراج کو روحانی مانا جائے تو معراج کی کوئی خصوصیت اور شان قائم نہیں رہتی کیونکہ خدا تعالے کے ساتھ حضور کو انتہا درجہ کی قربت و حضوری تو پہلے ہی حاصل تھی پھر روحانی معراج کے کیا معنے ہو سکتے ہیں جب تک نہ مانا جائے کہ نعوذ باللہ حضور کو معراج سے پہلے بارگاہ خداوندی میں وہ تقرب حاصل نہ تھا جو معراج میں حاصل ہوا قرآن کریم کا اس واقعہ کو نہایت اہتمام و خصوصیت کے ساتھ بطور معجزہ کے بیان کرنا آپ کے سینہ کا چیرا جانا براق پر سوار ہونا مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا۔ آسمانوں پر سوالات اور جوابوں کا ہونا حضور صلعم کا جبرئیل کو اصلی شکل میں دیکھنا سدرۃ المنتہیٰ میں دودھ کا پینا پچاس نمازوں میں تخفیف کی گفتگو ہونا صبح کو حضور اقدس کا اس واقعہ کے اظہار وبیان میں تامل و تردد کرنا قریش کا تمسخر اڑانا اور انکار و تعجب کرنا اور بعض مسلمانوں کا مرتد ہو جانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس واقعہ کی تصدیق پر صدیق کا لقب پانا اور تمام صحابہؓ و سلف وخلف کا معراج جسمانی پر اجماع کرنا یہ سب امور جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج شریف جسم و ارواح دونوں کے ساتھ تھا اور عالم بیداری میں ہوا تھا واقعہ معراج میں قرآنی الفاظ کی بلا وجہ حسن موجودہ سائنس و علوم سے مرعوب ہو کر بیجا تاویل کرنا اور الفاظ کو بلا دلیل شرعی کے ظاہر سے پھیرنا ایک مومن کی شان سے بعید اور اعلیٰ درجہ کی ڈھٹائی ہے اگر عقائد حقہ کی تعبیر و تفسیر میں یونہی بیجا اور دوراز کار تاویلات سے کام لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں اسلامی عقائد کا کوئی سا عقیدہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہوگا اور جنت و دوزخ اور عذاب قبر وغیرہ عقائد روحانیت سے متعلق ہو کر رہ جائینگے۔

مذکورہ بالا واقعات و حالات اگر کشف یا خواب سے متعلق ہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ حالات بیان فرما کر نعوذ باللہ خود رسول خدا تمام صحابہ اور ائمہ ظاہر بینوں کے لئے گمراہی کا سامان کر رہے ہیں کہ خواب کے حالات کو اس رنگ میں بیان کیا گیا کہ سوائے بیداری کے ان کا وقوع ممکن ہی نہیں یا آجکل کے ذوق ایقان سے نا آشنا منکرین معراج جسمانی مسلمانوں کو گمراہی میں ڈال رہے ہیں یا تو منکرین معراج جسمانی سچے یا قرآن و احادیث سچے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ قرآن و احادیث بھی سچے ہوں اور منکرین بھی جب تک وہ واقعات بالا انکار نہ کر دیں۔

معراج شریف جسمانی پر امت کا اجماع ہے

آنحضرت سرور کائنات صلعم کا لیلۃ المعراج میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک مع جسد کے جانا سورہ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیتوں سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ سے ثابت ہے کیونکہ عبد روح اور جسم کے مجموعہ پر بولا جاتا ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمانوں پر جانا گوناگوں عجائبات کا آنکھوں سے ملاحظہ فرمانا اور سدرۃ المنتہیٰ پہنچنا سورہ والنجم کی ابتدائی آیتوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں جو کچھ دیکھا

ظاہر آنکھ سے دیکھا پس آسمانوں پر جانا آیات بینات اور جنت کو دیکھنا نص صریح سے ثابت ہے اور احادیث بھی اس مسئلہ میں تواتر اور شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین محدثین مفسرین اور صوفیائے کرام کا یہی مذہب ہے کہ معراج جسد شریف کے ساتھ ہوا تھا چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔

وكان هذا الاسراء بجسمه الشريف ولو كان الاسراء بروحه صلى الله عليه وسلم ويكون رؤيا راها يرى النائم في نومه ما انكره احد من قريش ولا نازعه فيه وانما انكروا عليه كونه اعلمهم ان الاسراء كان بجسمه الشريف في تلك المواطن التي دخلها كلها

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسم شریف کے ساتھ ہوا ہے اگر روح کے ساتھ ہوتا یا خواب اور نیند میں ہوتا تو کفار اس سے انکار نہ کرتے اور نہ جھگڑا کرتے یہ جھگڑا اس لئے کیا تھا کہ آپ نے ان کو جسمی معراج کی خبر دی تھی اور ان مقامات کی خبر دی تھی جہاں جہاں آپ تشریف لے گئے تھے۔

معراج جسمانی کا ثبوت نبوت کی فرع ہے

اگر نبوت ثابت ہے تو ایک مومن کو جسمانی معراج کے ثبوت میں بھی کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت صدیق اکبر کا مشہور قول ہے۔ جب آسمان کی خبروں میں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہوں تو آپ کے ایک رات میں عرش اعظم پر پہنچ جانے اور وہاں سے واپس آجانے کی تصدیق کیونکر نہ کروں کیونکہ امر ثانی امر اول سے زیادہ مستبعد نہیں حضرت صدیق کے بطور "عکس مستقیم" یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص معراج جسمانی کا منکر ہے وہ نعوذ باللہ آپ کی نبوت میں بھی متردد ہے پس محقق بات قرآن و احادیث کے معیار پر جنچی تلی ہوئی صداقت اور عقیدہ حقہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی اور عالم بیداری میں ہوئی تھی۔

معراج شریف پر عقلی شبہات

معراج شریف پر اگر عقلی اعتراضات وشبہات وارد کئے جا سکتے ہیں تو صرف ان ملحد دہریوں اور ان کے اتباع واذناب کی طرف سے جو خدا تعالیٰ کی لامحدود قدرتوں عجوبہ طرازیوں اور کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ والے قادر مطلق کی طاقتوں کو اپنے عقلی دو ایچی گز سے ناپ لینا اور خود خدائے قدوس کو اپنی نیچر کا پابند بنا دینا چاہتے ہیں ایسے لوگوں کی ہٹ دھرمی خود اعتمادی اور انانیت کے سامنے معراج جسمی کا ثبوت تو رہا ایک طرف خود نبوت ہی محل کلام ہے مگر اسلام کو موجودہ علمی و صنعتی انکشافات سے نہ کوئی خطرہ ہے اور نہ آئندہ ہوگا اسلامی عقائد کا آفتاب پوری تابانی و درخشانی کے ساتھ قلوب مومنین میں جلوہ گر رہے گا و الحمد للہ معراج جسمی پر عقلی دلائل بھی قائم ہیں جن سے کسی فلاسفر کو مجال انکار نہیں مگر ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں لہٰذا علوم جدیدہ کی موجودگی میں بھی معراج کا اعجاز حسب اپنی قوت کے ساتھ قائم و برقرار ہے فلسفہ اور اس کے اتباع کی طرف سے عموماً یہ تین اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

(۱) کسی ثقیل جسم کا آسمان کی طرف جانا عقل کے خلاف ہے

(۲) آسمان کے اوپر جسم کا جانا ان کے پھٹنے اور ملنے کو چاہتا ہے اور آسمانوں کا پھٹنا اور ملنا محال ہے۔

(۳) زمین سے جا کر تھوڑے وقت میں ساتویں آسمان پر چلے جانا اور آجانا اتنی تیز حرکت عقل کے خلاف ہے۔

پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ ثقیل جسم کا آسمان کی طرف جانا جو خلاف عقل کہا جاتا ہے یہ ایسا بدیہی البطلان اور لچر اعتراض ہے جس کی دھجیاں ایک معمولی سمجھ کا آدمی بکھیر سکتا ہے کیونکہ ہر شخص ثقیل اجسام کو آسمان پر اڑتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے یعنی ہوائی جہاز آزادی کے ساتھ ہواؤں میں پرواز کر رہے ہیں اور زمین کی کشش ان کو کھینچ کر زمین کی طرف نہیں لاتی کس قدر افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ انسان ضعیف البنیان میں تو یہ قوت و استعداد ہو کہ وہ زمین کی کشش پر قابو پا کر آسمان کی فضاؤں کو اپنی جولانگاہ بنا لے مگر نعوذ باللہ خود قادر مطلق خدا میں یہ قوت نہ ہو کہ وہ اپنے ایک پیارے بندے کو زمین کی کشش پر قابو پا کر آسمانوں کی سیر کرا سکے۔

اب رہا یہ امر کہ کرہ زمہریر اور کرہ نار سے کیونکر گذرے سو اس کا جواب یہ ہے کہ جس خدا نے اشیاء میں خواص رکھے ہیں وہ اگر چاہے تو ان کو سلب بھی کر سکتا ہے اور پھر عقل کے پاس اس کی کونسی قطعی دلیل ہے کہ آگ جلا ہی دیا کرتی ہے اور اس کی حرارت اس سے کبھی منفک نہیں ہو سکتی اور پانی کی برودت اس سے کسی حال میں بھی جدا نہیں ہو سکتی ان کے خواص کا سلب ہونا تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں مثلاً گیس کے ہنڈے میں آگ کا ہونا اور پھر اس کی بتی کو نہ جلانا اور ایسی ہی پہلجھڑی میں علاوہ ازیں علامہ دمیری نے اپنی کتاب الحیوان میں بہت سے ایسے جانوروں اور بوٹیوں کا ذکر لکھا ہے جو آگ میں زندہ رہتی اور پرورش پاتی ہیں لہٰذا کرہ زمہریر اور کرہ نار سے کسی جسم کے صحیح سالم نہ گذرنے پر فلاسفہ کے پاس کوئی عقلی دلیل موجود نہیں محض تخمینی قیاسات ہیں۔

تیسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ بات عقلی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ آفتابی شعاعیں اور کرنیں اور ضوء قمری موٹے شفاف شیشہ سے دوسری طرف نکل جاتی ہیں جو ایک قسم کا وجود رکھتی ہیں اور اس تیزی سے نفوذ کرتی ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے یعنی فی گھنٹہ بہتر کروڑ میل نفوذ اور حرکت کر جاتی ہیں پس ایسے ہی اگر آنحضرت صلعم کا وہ سراپا نور جسم جو شعاع آفتابی سے ہزار گنا زیادہ حرکت و نفوذ رکھتا تھا صاف و شفاف آسمانوں سے گذر جائے تو کونسا استحالہ لازم آتا ہے اور پھر ایسی حالت میں جبکہ سیر معراج سے پہلے آپ کے سینہ مبارک کو چیر کر بشریت کی کثافت دور کر کے اور ایک خاص قسم کی لطافت یعنی عروج کا اسٹیم بھر دیا گیا ہو اور حکمائے یونان کے نزدیک تو فلک محدود جہات میں خرق و التیام بھی محال نہیں۔

تیسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ فلسفہ جدید و قدیم نے سرعت حرکت کی کوئی تحدید و تعیین نہیں کی اور نہ آئندہ کر سکیں گے پس ایک رات میں بیت المقدس تک اور وہاں سے سبع سموات تک کا سفر طے کرنا اور صبح ہونے سے پہلے تک آجانا محال نہیں بلکہ ممکن اور واقع ہے (اولاً) فلک اعظم اول شب سے آخر شب تک

قریب نصف دور کے حرکت کرتا ہے اور علم ہندسہ سے ثابت ہے کہ قطر کی نسبت دور کی طرف وہ ہے جو ایک کی نسبت ۳ ۱/۷ کی طرف ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نصف قطر کی نسبت نصف دور کی طرف بھی یہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکت مکہ سے فلک اعظم تک بمقدار نصف قطر کے ہے اور جب اس قدر زمانہ میں فلک اعظم نصف دور تک حرکت کرتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بمقدار نصف قطر کے حرکت کرنا بدرجہ اولیٰ ممکن ہے اس سے ثابت ہوا کہ ایک تہائی رات میں مکہ سے عرش اعظم تک پہنچ جانا ممکن ہے اور جب تہائی رات میں ممکن ہے تو کل رات میں بدرجہ اولیٰ ممکن ہے۔

علم ہندسہ سے ثابت ہے کہ کرۂ شمس زمین سے کچھ اوپر ایک سو ساٹھ حصے بڑا ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ نہایت قلیل زمانہ میں سارا کرہ طلوع ہو جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سرعت حرکت اس حد تک ممکن ہے رہا لشا جسم طرح جسم کثیف کا مرکز عالم سے عرش پر چڑھنا عقل کے نزدیک مستبعد معلوم ہوتا ہے اسی طرح جسم لطیف روحانی کا عرش سے مرکز عالم کی طرف اترنا بھی مستبعد معلوم ہوتا ہے پس اگر ایک رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج عقل کے نزدیک مستبعد ہے تو اسی طرح جبرئیل کا ایک لمحہ میں عرش سے مکہ میں اترنا بھی مستبعد ہے اور اس امتناع کے تسلیم کرنے سے تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت باطل ٹھیرتی ہے (علامہ عبدہ مصری)

مختصر یہ کہ معراج کے لئے کوئی امر بھی مانع عقل نہیں اور بالفرض اگر ہو بھی تو خدائے قدوس کا ارادہ اور قوت تمام مانعوں پر مانع اور غالب ہے۔

مسلمانوں کی افتراق انگیز ذہنیت اور مسئلہ معراج

مسلمانوں کا وہ فروعی اختلاف جو شروع سے چلا آرہا ہے وہ ان کے علمی عروج و کمال نکتہ شناسی اور دقیقہ رسی کا بین ثبوت ہے اور ایسا اختلاف جو محض اختلاف آرا تک محدود رہے موجب رحمت جو اسلامی مرکز کو زیادہ روشن کرنے والا اور چمکانے کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے مگر افسوس کہ بعض ایسے مسائل کو بھی اختلاف و انشقاق کا تختہ مشق بنا لیا گیا ہے جو صدر اول سے آج تک متفقہ اور صاف و صریح چلے آرہے ہیں جن کی تفسیر و تعبیر میں کسی قسم کا اشتباہ اور مغالطہ ہی نہیں ہو سکتا جو اختلاف کی نوبت آئے اسی قسم کا مسئلہ معراج ہے بھلا اور عقائد میں تو اختلاف تھا ہی مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مسئلہ کو بحث و مباحثہ کا کیوں جولانگاہ بنایا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اس عظیم الشان معجزہ سے جو عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہیئے تھی اس پر نظر ہی نہیں رہی خود فکر کی تمام قوتیں اس امر کی چھان بین میں مصروف کر دی گئی ہیں کہ معراج جسمانی ہوئی یا روحانی اگر فکر و عمل کی قوتیں اس واقعہ سے عبرت و استفادہ حاصل کرنے میں صرف کی جاتیں تو ماہ رجب مسلمانوں کی دینی بےحسی اور بےعلمی دور کرنے اور ان کی اصلاح و تنظیم کرنے کا ذریعہ بنجاتا اور وہ اپنے بھولے ہوئے سبق کو یاد کر لیتے مگر اس افتراق انگیز ذہنیت کی برا ہو جو مسلمانوں کے ذہن کو عبرت پذیری و نصیحت اندوزی کی طرف جانے ہی نہیں دیتی بس ضرورت ہے کہ مسلمان قصۂ معراج کو محض میلاد اور وعظ ہی کی رونق اور رنگینی نہ بنائیں بلکہ لیلۃ المعراج میں جو خدا کی طرف سے حضور اکرم صلعم کو انعامات ملے تھے ان کو سمجھیں دل و جان سے قدر کریں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں

لیلۃ المعراج کا ایک انعام اور مسلمان

ذوق عمل باختہ اور نصیحت فراموش مسلمانو! جانتے بھی ہو کہ شب معراج میں درگاہ خداوندی سے تاجدار مدینہ کو کیا کیا انعامات ملے اور تمہیں واقعہ معراج سے کیا سبق حاصل کرنا چاہیئے اسنو اور غور سے سنو کہ شب معراج کے منجملہ دیگر انعامات کے ایک انعام اور تحفہ پنجوقتہ نماز ہے تمہارا فرض تھا کہ اس انعام کی دل و جان سے قدر کرتے اور اس کا احترام بجا لاتے اس کا احترام یہی تھا کہ پنجوقتہ نماز کی پابندی تمہیں معراج کمال پر پہنچاتی اس سے بہترین عبادت اور فریضہ کی بجا آوری تمہارے اندر اخلاق و روحانیت کی نظر کو خیرہ کر دینے والے وہ جلوے دکھاتی جس کی روشنی گم شدگان راہ ہدایت اور بدعملوں کی رہنمائی کرتی ہر مسلمان اس فرض اتم کی ادائیگی میں مستعد و سرگرم نظر آتا اور قوموا للّٰہ قانتین کا وہ دلفریب و دلکش نظارہ دنیا کے سامنے ہوتا کہ دنیا کی تمام قوتیں تمہارے سامنے سرنگوں ہوتیں ؎

اگر سر کے بل گرتے راہ خدا میں قدم چوم لیتی ہمالہ کی چوٹی

نماز بہترین عبادت ہے

خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے سامنے اظہار تذلل کرنا بندۂ خاکی کا سب سے بڑا کمال اور پہلا فرض ہے اسلام نے جو عبادت کا طریقہ بتلایا ہے وہ جامع جمیع کمالات صوری و معنوی اور عقل و فطرت انسانی کے مطابق ہے اظہار تذلل اور عبادت کی صرف چار ہی صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) ہاتھ باندھکر کھڑے ہونا (۲) گھٹنے پر ہاتھ رکھکر جھک جانا۔ (۳) سجدہ میں سر رکھدینا (۴) اور دوزانو بیٹھنا بس عبادت و حضوری کی یہی چار صورتیں ہیں اور یہی چاروں نماز کے ارکان ہیں یہ تو نماز کی ظاہری شان ہے اب معنوی حیثیت بھی ملاحظہ ہو۔

نماز تین حقائق ثلاثہ کا مجموعہ ہے۔ حقیقت قرآنی۔ حقیقت کعبہ اور حقیقت صلوٰۃ یعنی تلاوۃ قرآن۔ جہت کعبہ اور نماز کے اعمال ظاہری و باطنی۔ حقیقت قرآنی اور حقیقت کعبہ دونوں جز صلوٰۃ ہیں جو بجائے خود اعلیٰ اور افضل ہیں تلاوت قرآن کی نسبت آنحضرت سرور کائنات کا ارشاد ہے

من اراد ان یحدث ربہ فلیقرء القرآن — جو کوئی اپنے رب سے بات کرنا چاہے وہ قرآن پڑھے۔

گویا تلاوت قرآن خدا کے ساتھ ہمکلام ہونا ہے غرض تلاوت قرآن بجائے خود ایک اعلیٰ اور افضل عبادت ہے مگر جو تلاوت نماز میں ہو وہ اس سے بھی بڑھکر نور علیٰ نور ہے حدیث میں آیا ہے

قرآن فی صلوٰۃ خیر من قرآن غیر صلوٰۃ — تلاوت قرآن نماز کی حالت میں زیادہ بہتر ہے بہ نسبت خارج نماز کے

یہ تو تلاوت قرآن کا درجہ ہے اب حقیقت کعبہ بھی ملاحظہ ہو اس کے لئے صرف یہی شرف و فضیلت کافی ہے کہ کعبۃ اللہ خدا کا گھر یعنی خانہ محبوب حقیقی ہے جو عاشقان الٰہی کا مرکز عشق ہے اور نور السموات والارض کی تجلی گاہ ہے نماز کی شرف و فضیلت کے متعلق حضور صلعم کا ارشاد ہے

اقرب ما یکون العبد من الرب — بندہ کو اپنے رب کا سب سے زیادہ تقرب

فی الصلوٰۃ نماز کی حالت میں حاصل ہوتا ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ نماز کی حالت میں بندہ اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا یعنی مصلی کی چشم بصیرت محبوب حقیقی کے جمال جہاں آرا کا بے حجاب مشاہدہ کرتی ہے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ العزیز خلف الرشید امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی اپنے مکتوبات میں کیا خوب کہتے ہیں کہ روح انسانی وجد میں آجاتی ہے آپ فرماتے ہیں -

نماز معشوقہ است دلربا در باطن مصلی — نماز ایک معشوقہ دلربا ہے جب مصلے
چوں پرتو جمال باکمال او جلوہ فرماید — کے باطن میں اس کے جمال باکمال کا
وحسن و خوبی او ظہور نماید نزدیک است — پرتو پڑتا ہے اور وہ اپنے حسن و خوبی
کہ او را مست و بے شعور سازد را از دے — کے ساتھ ظہور کرتی ہے تو قریب ہو جاتا
برباید و چوں با نوار او متحقق شود — ہے کہ نمازی مست و بے شعور ہو جائے
و بحلیۂ او متحلی گردد خود را نور یابد — اور وہ اپنے آپ جاتا رہے اور جب

نمازی نماز کے انوار و تجلیات سے متصف اور اس کے اوصاف جمیلہ کے زیور سے مزین ہو جاتا ہے تو خود کو سراپا نور پاتا ہے -

نماز مومن کی معراج ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی نماز مومن کی معراج ہے یہ اس لئے کہ مومن جس وقت نماز میں ہوتا ہے تو وہ دنیاوی تعلقات اور مادی دنیا سے عروج کر کے نشاۃ اخروی میں پہنچ جاتا ہے یعنی مراتب قرب و شہود نماز کی حالت میں بدرجۂ اتم داکمل ہوتے ہیں اللہ اللہ نماز کا کیا مرتبہ اور کیسی اعلیٰ شان ہے کہ نمازی کو دن میں پانچ مرتبہ معراج ہوتی ہے -

نماز حج اکبر ہے

عاشق صادق کے لئے تین چیزیں اظہار عشق اور جوش فداکاری میں ممد و معاون ہوتی ہیں جو ان کو مست و بیخود بنا دیتی ہیں - معشوق کا بے پردہ دیدار ہونا - ہمکلام ہونا اور توجہ خصوصی و قرب حضوری سے سرفراز کرنا - یہی تین چیزیں نمازی کو بھی حاصل ہیں گویا نماز عشق حقیقی کے جذبات برانگیختہ کر کے حسن حقیقی کی بہار لوٹنے شاہد مقصود سے ہمکنار ہونے اور فوز و فلاح سے شادکام ہونے کو بہترین ذریعہ ہے ؎

نماز عشق دکھائیگی جلوۂ محبوب — جو اپنے درد جگر کو امام کرینگے

لسان القوم علامہ اقبال نماز کی تعریف میں فرماتے ہیں ؎

لا الٰہ باشد صدف گوہر نماز — قلب مسلم را حج اکبر نماز

نماز کے محاسن صوری و معنوی اور مراتب و کمالات میں سے یہ صرف ایک شمہ بیان کیا گیا ہے ورنہ اس کے محاسن و برکات حد شمارت سے باہر ہیں بدقسمت ہے وہ مسلمان جو مسلمان ہو کر نماز کے انوار و تجلیات اور فوائد و برکات حاصل نہیں کرتا بصارت و بصیرت سے بے بہرہ ہے وہ انزبا مسلمان جو امت محمدی میں کہلاتے ہوئے نماز کے برکات و فیوض سے محروم رہتا ہے کندۂ ناتراش ناعاقبت اندیش بندہ نفس اور جہنم کا کندہ ہے وہ نام نہاد مسلمان جو نماز کی ادائیگی سے غافل اور بے پرواہ ہے مذکورہ بالا محاسن کے علاوہ نماز باجماعت کی ایک اور خوبی بھی ہے جو پسماندہ اور بدقسمت مسلم قوم کو تھوڑے عرصہ میں معراج کمال تک پہنچا سکتی ہے -

نماز اور اطاعت امیر و یکجہتی کا سبق

دنیا آجتک حیران اور ششدر ہے اور اس کو ایک معجزہ سمجھ رہی ہے کہ اسلام نے عرب جیسی قوم کو ایک اقل قلیل مدت میں خاک سے اٹھا کر افلاک پر پہنچا دیا اور اونٹوں کی نکیل کی جگہ زمام سلطنت ان کے ہاتھ میں دیدی کیا غضب ہے کہ جو اعمال و اخلاق ایمان صحیح کا مقتضا ہیں مسلمان ان سے منہ موڑ کر اس ذلت و خواری کو پہنچے مگر انھیں اپنی پامالی کا احساس تک نہیں وہ جوں جوں اسلامی اوضاع و اطوار اور اعمال و اخلاق سے علیحدہ ہوتے گئے خدا کی نصرت ان سے منقطع ہوتی گئی اور ان کے اعمال و اخلاق پست ہوتے گئے اور ان کی عزت ذلت میں تبدیل ہوتی گئی جو اخلاق و اعمال مقتضیات ایمان ہیں وہ ہماری نسبت غیروں میں بدرجہ کمال موجود ہیں اسی لئے وہ دنیا کی ترقی اور عزت کے حقدار اور مالک ہیں اور عبرت اور نصیحت ہمیں اپنی تاریخ سے حاصل کرنی چاہیئے تھی وہ غیر کر رہے ہیں دیکھئے ہمیں اس بات کا کھوج لگانا تھا ہمارے اسلاف کیوں برسر اقتدار تھے اور ان کی ترقی و کامیابی کا کیا راز تھا اس بات کا کھوج تو ہمیں لگانا تھا مگر اس کا پتہ لگا کر عمل کر رہے ہیں غیر -

کبھی سوچا بھی کہ عرب کی خاک نشین قوم کو صاحب تخت و نگین کس چیز نے بنایا گوش ہوش سن لو کہ ان میں صرف دو وصف تھے جو تم میں نہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و شیفتگی اور نظم و اتحاد یعنی اپنے رہبروں سے محبت اور یکجہتی یہی وہ اعلیٰ سبق ہے جو ہمیں نماز باجماعت سے ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب ابو سفیان نے کفر کی حالت میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو نماز پڑھتے ہوئے اور ایک امام کی حرکت پر متحرک ہوتے ہوئے دیکھا تو بے اختیار بول اٹھے "وخدا کی قسم یہ قوم کچھ کر کے رہیگی"

ہمارے اندر سب سے بڑی خرابی اور نقص یہی ہے کہ ہم اپنے رہبروں سے محبت نہیں کرتے اور ان پر اعتماد نہیں کرتے اور یہ وہ مرض ہے جب کسی قوم میں پیدا ہو جاتا ہے تو وہ ذلیل و خوار ہو جاتی ہے ترقی یافتہ اور مہذب قوموں کی ترقی کا راز بھی یہی ہے کہ وہ اپنے قومی لیڈروں سے محبت کا اظہار کرتی ہیں ان کے ہر حرکت اور اشارہ پر ایسے ہی حرکت کرتی ہیں جیسے مقتدی اپنے امام کی حرکت کا تابع ہوتا ہے - مسلمانو یاد رکھو اسلامی عظمت و اقتدار کا آفتاب مسجد نبوی سے طلوع ہوا تھا اور بوریہ نشین صحابہ قیصر و کسریٰ کے تاج و تخت کے مالک بنے تھے اگر اب پھر دوبارہ آفتاب اقبال طلوع ہوگا تو مسجد ہی سے لہٰذا اپنی مسجدوں کو آباد کرو لیلۃ المعراج کے انعام نماز کا شکر یہ ادا کرو یعنی نمازی بنجاؤ ورنہ ناشکری کا عذاب اور نتیجہ بھگتو گے اور خسران عظیم کے سزاوار ہو گے بار الٰہا مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما اور دین و دنیا میں عزت و آبرو عطا کر آمین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون و سلٰما علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین -

دلائل معراج

(از جناب مولوی محمد فخر عالم صاحب لیقی سیوہردی)

اللہ ری عظمت تری اے عرش معلےٰ
چومے ترا نقش کف پائے محمد

"معراج" کے لغوی معنی اوپر چڑھنے کا آلہ اور سیڑھی" ہیں اور اصطلاح عام میں "معراج" اس عروج کا نام ہے جو اللہ جلت عظمتہ کی عنایت سے انبیاء علیہم السلام کو دنیاوی عروج سے افضل اور برتر طریقہ پر عطا ہوا ہو۔ انبیاء علیہم السلام کے سوانح و حالات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عروج جلیل القدر پیغمبروں کے واسطے عطیہ الٰہی ہے اس مرتبہ پر حق جل شانہ نے انبیائے سابق کو بھی ان کے مرتبہ کے بقدر فائز کیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر دیدار الٰہی ہوا جو ان کی معراج ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میں ارشاد ہوا ہے وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض اور اسی طرح ہم ابراہیم کو زمین و آسمان کی بادشاہی دکھلاتے ہیں یہی آسمانی بادشاہی کیا سیاحت ان کی معراج ہے۔ انجیل و توریت کے نسخوں سے بھی معراج کی تصدیق ہوتی ہے اس لئے یہ مسئلہ تو حل ہو گیا کہ معراج اسناد نبوت میں سے ہے اور اس کا سلسلہ سلف سے چلا آتا ہے۔ اب پیغمبر آخر الزماں کے معراج کا سوال رہجاتا ہے اور اسی معراج کے دلائل و براہین پر روشنی ڈالنا میرا مقصود ہے۔

عقل کا مشورہ یہ ہے کہ چونکہ ہمارے سردار رسل اکرم سرور عالم نور مجسم سید اولاد آدم تھے اور خاتم النبیین و حبیب خدا ہونے کی حیثیت سے انبیائے سوابق سے مرتبہ اور اعزاز میں فائق تھے اس لئے ان کی معراج بھی پچھلی معراجوں سے مہتم بالشان ہونا چاہیئے تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ کے قدوم میمنت اس مقام تک پہنچے جہاں کسی پیغمبر کی رسائی نہ ہوئی تھی ؎

بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

جہاں انسانوں اور فرشتوں کا گذر نہ تھا جہاں جاتے ہوئے جبرئیل علیہ السلام کے پر جلتے تھے ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج ہفت آسمان کی سیر کی اور ہر آسمان پر ایک پیغمبر سے ملاقات کی حضرت آدم و ابراہیم علیہم السلام نے مرحبا اے نبی صالح و اے فرزند صالح کے الفاظ سے اور دیگر پیغمبران علیہم السلام نے مرحبا اے نبی صالح و اے برادر صالح کے الفاظ سے مخاطبت فرمائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ دینے سے حضور پر نور چند بار بارگاہ جلالت میں تشریف لے گئے . . . .

. . . .

. . . . . اور پچاس وقت کی حکم شدہ نمازیں بتدریج تخفیف کرا کر پانچ وقت کی نماز مقرر کرائی جس پر خدائے قدوس نے اپنی رحمت کاملہ کے باعث ارشاد فرمایا کہ نمازیں تو پانچ وقت کی ہوں گی مگر ثواب پچاس وقت کی نماز کا ملیگا یعنی ہر نماز کا ثواب بقدر دس نمازوں کے ہوگا۔

حکماء و صلحا کے اقوال سے بھی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ بزرگان دین کا یہی ایمان تھا کہ آنحضرت صلعم کو معراج ہوئی اور اس میں عرش و کرسی جنات و افلاک کی سیر ہوئی ایزد تبارک و تعالیٰ سے مکالمہ ہوا انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی مگر دنیا میں دو عقائد کے مسلمان آباد ہیں ایک طبقہ تو اس آسمانی سیاحت کو خواب سے زیادہ وقعت نہیں دیتا اور دوسرے کا خیال ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جسد ظاہری کے ساتھ بنفس نفیس شرف معراج سے مشرف ہوئے ہم اپنی تحقیقات سے جس نتیجہ پر پہنچے ہیں اس کی بنا پر ہم کو آخر الذکر طبقہ کے خیالات سے اتفاق ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس یعنی اس مشاہدہ معراج کو ہم نے لوگوں کی آزمائش کا معیار بنایا ہے" بس یہ نکتہ بغیر کسی اشتباہ و تشکک کے عقل کی وساطت سے حل ہو سکتا ہے کہ خواب کے ذریعہ سے ہر انسان زمین سے آسمان پر پہنچ سکتا ہے اور ان مقامات کی سیاحت کر سکتا ہے جہاں اس کا پہنچنا اور کم از کم اس قدر تعجیل کے ساتھ پہنچنا قطعاً ناممکن العمل و ناممکن القیاس ہے پس اگر مشاہدہ معراج بھی عام خواب ہوتا تو اس کو معیار آزمائش بنانا کیا ضرور تھا اس لئے یہ صاف ظاہر ہے کہ معراج اور خواب میں اس سے کہیں زیادہ فرق ہے جو آسمان و زمین کے ارتفاع و انحطاط میں ہے۔

بحث متذکرہ بالا تو ان عقائد کے لوگوں سے متعلق تھی جن کا سلسلہ مذہب اسلام میں سلف سے چلا آتا ہے اور جن کو کسی نہج پر گم کردہ راہ نہیں کہا جا سکتا مگر چونکہ یہ زمانہ قرب قیامت کا زمانہ ہے اس لئے اطراف و جوانب میں بہت سے گندم نما جو فروش پیدا ہو گئے ہیں اور ان کا مطمح نظر اسلامی جماعت کی فہرست میں نام درج کرا کر اسلام کو خاکم بدہن مسخ کرنا ہے اس لئے ان کے عقائد بھی مسلمانوں کے خلاف ہیں چنانچہ اکثر جرائد و رسائل میں میری نظروں سے اس قسم کے مضامین گزرے ہیں جن کے مضامین نگار ایک پکے مسلمان کی حیثیت سے کاغذی دنیا میں قدم رکھکر چمنستان اسلام میں طرح طرح کی کانٹ چھانٹ کرتے ہیں اور اس قبیل کے لوگ معراج کے کلیتہً منکر ہیں اور اس واقعہ کو ایک فرضی افسانہ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے لہذا ہم ناظرین کو اس قسم کی نجس اور بد مذاق ہستیوں کے مکائد سے محفوظ رکھنے کے لئے مختصر طریقہ پر احادیث و کلام مجید سے معراج کی تصدیق کرتے ہیں۔

معراج کی تصدیق احادیث

صحیح بخاری میں حضرت انس سے شریک بن عبد اللہ نے روایت کی ہے جس کے الفاظ میں ترجمہ نقل کرتا ہوں حتی جاء سدرۃ المنتھی ودنا الجبار رب العزت فتدلی حتی کان منہ قاب قوسین او ادنی یعنی آنحضرت سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو عزت والا جبار اس قدر قریب ہوا اور جھک

آیا کہ اس کے اور آپ کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا"

جامع ترمذی میں صحیح مسلم میں حضرت عباس سے منقول ہے راٰی بقلبہ ورای بفوادہ یعنی دل کی آنکھوں سے دیکھا اور چشم قلب سے مشاہدہ کیا" اس سے ناظرین یہ رائے قائم نہ کریں کہ معراج کے وقت چشم ظاہر ہیں کو دیدار سے کوئی علاقہ نہ تھا بلکہ یہ "من تو شدم تو من شدی" کی توضیح ہے راوی کا مطلب یہ ہے کہ دیدار حقیقی تھا کہ دیدار مجازی حضرت موسیٰ علیہ السلام تو انوار تجلی کی تاب نہ لاکر مغشوش ہو گئے تھے مگر سرور کائنات نے ایسا مشاہدہ کیا کہ شہود کو آنکھ تو آنکھ دل میں سما لیا۔

کتاب التوحید اور باب صفۃ النبی میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے والنبی صلعم نائمۃ عیناہ ولا ینام قلبہ وکذالک الانبیاء تنام اعینہم ولا تنام قلوبہم فتولاہ جبریل ثم عرج بہ الی السماء یعنی آنکھیں آپ کی سوتی تھیں لیکن آپ کا دل نہیں سوتا تھا۔ انبیا کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں سویا کرتے پھر جبریل نے آپ کو اپنے اہتمام میں لیا اور پھر آپ کو لیکر آسمان پر چڑھے"

بخاری شریف میں ہے فغشیہا من امر اللہ ما غشی یعنی جلوہ اسرار الٰہی اس پر چھا گیا۔

سیرۃ ابن ہشام باب الاسرا میں ابن اسحاق سے منقول ہے فاسری بہ کیف شاء وکما شاء لیریہ من آیات ربہ ما اراد حتی عاین من امرہ وسلطانہ العظیم وقدرتہ التی یصنع بہا ما یرید یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو رات کے وقت لے گیا جس طرح چاہا اور جیسے چاہا تاکہ اس کو اپنے پروردگار کی نشانیوں میں سے جو چاہے دکھلائے یہانتک کہ آپ خدا کی شان اور اس کی عظیم الشان قوت کے مناظر دیکھے جو کچھ دیکھے اور اس قدرت کو دیکھا جس سے وہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔

معراج کی تصدیق کلام مجید سے

سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالےٰ نے کفار قریش کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ وہ رسول اللہ صلعم کے آسمان پر تشریف لیجانے کے قائل نہ تھے یعنی معراج کو تسلیم نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس واقعہ کو ہم اس وقت تک تسلیم نہ کریں گے جب تک کہ آپ ہمارے سامنے آسمان پر نہ چڑھیں اور مکمل قرآن وہاں سے لاکر ہمارے ہاتھ میں نہ دیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ یعنی اور ہاں تمہارے آسمان پر چڑھنے کو بھی ہم اس وقت تک باور نہیں کریں گے جب تک وہاں سے ہم پر کوئی ایسی کتاب اتار نہ لاؤ جسکو ہم پڑھیں۔

سورہ والنجم میں ارشاد ہوتا ہے وھو بالافق الاعلیٰ ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفؤاد ما رای افتمارونہ علی ما یری ولقد راہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہیٰ عندھا جنۃ الماوی اذ یغشی السدرۃ ما یغشی ما زاغ البصر وما طغی لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ۔ یعنی وہ رسول اللہ صلعم آسمان کے اونچے کنارے میں سیدھا نمودار ہوا پھر قریب آیا اور جھکا تو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم پھر اپنے بندے سے جو باتیں کہیں اس نے جو دیکھا اس کو جھوٹ نہیں بیان کیا تو کیا وہ جو دیکھتا ہے اس پر تم اس سے نزاع یا مناظرہ کرتے ہو اس نے یقیناً دوبارہ اس کو اترتے دیکھا المنتہا کے درخت کے پاس جس کے قریب رہنے کی بہشت ہے جب بیری کے درخت پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا نہ نظر بہکی نہ اچٹی اس نے یقیناً اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

سورہ اسرا میں ہے لنریہ من آیتنا انہ ھو السمیع البصیر یعنی ہم نے اپنے بندہ کو یہ سیر کرائی کہ ہم اپنی کچھ نشانیاں اسکو دکھلائیں بیشک وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے" مثال مذکورہ کے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ کلام مجید میں واقعہ معراج کنایتاً نہیں بلکہ صراحتاً درج ہے یہانتک کہ خداوند عالم صاف صاف فرما رہا ہے ولقد راٰہ بالافق المبین یعنی اس نے اس کو افق مبین پر دیکھا پھر بھلا کس کی مجال ہو جو دائرہ اسلام میں رہکر معراج سرور کائنات سے انکار کی جرأت کرے۔

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے اور اگر اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے۔ بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں اور جوگیوں دکاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام فالنامہ استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ و دیگر فالنامے شامل کر دیئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسے اعلےٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شایع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلےٰ ٹائٹل رنگین قیمت ۸ /

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

عملی عُلماء کی ضرورت

(از حضرت مولینا حبیب الرحمٰن صاحب شروانی نواب صدر یار جنگ بہادر)

اسلام اول روز سے علم و عمل کی جامعیت لیکر اس عالم میں آیا ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک علم و عمل کا مجموعہ تھی تئیس برس کی قوت عمل کی مثال اولوالعزم رسولوں کی پاک زندگیاں پیش نہیں فرما سکتیں تابدیگراں چہ رسد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دہ سالہ خلافت کے عملی کارناموں کا پلہ ایک ملک اور قوم کی کامیاب تاریخ کے مقابلہ میں بھی گراں ہے شخصی کامیابیاں ان کی گرد بھی نہیں پا سکتیں۔

علماء کی کنارہ کشی

خلافت راشدہ کے بعد جب حکومت و فرمانروائی کا مرکز ثقل نقطۂ حق سے متجاوز ہوگیا عدل حقیقی کی جگہ جور و ظلم نے لے لی علماء ربانی اس کی ہمدمی و رفاقت سے کنارہ کش ہوگئے اور خلافت راشدہ کے اہم ترفرض حفاظت دین کو اپنا شعار بنالیا ظاہر ہے کہ یہ کوششیں اسی حد تک کامیاب ہوسکتی تھیں جہاں تک شخصی وقت کام دیسکتی تھی ایک خلیفہ راشد کی سعی کا مقابلہ ممکن نہ تھا یہ انھیں بزرگوں کی سعی مشکور کا نتیجہ ہے کہ باوجود صدہا تغیرات اور معاندین کی گوناگون کوششوں اور تدبیروں کے دین حق آج بھی اپنی اصلی روح افزا صورت میں جلوہ فرما ہے

علماء ربانی کا طریق عمل

لیکن اس عام کنارہ کشی کے ساتھ ہر دور میں بعض علماء ربانی ایسے بھی رہے ہیں کہ جنہوں نے باوجود اپنی اعلیٰ شان اور تقویٰ کے خلفاء و سلاطین کی مصاحبت و رفاقت اختیار فرمائی ہے اور اس کے ذریعہ سے علم کی دین کی، حکومت کی اور خود فرمانروایوں کی ذات کی خیرخواہی کا حق ادا کیا ہے اور اس طرح گویا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کفایہ کو ادا کر کے تمام امت کی خدمت کی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ان بزرگوں کے نفوس طیبہ کی روشنی درباروں میں نہوتی تو پھر حکومت سے اسلامی شان بالکل رخصت ہوجاتی اور ظلمت و تاریکی کا ہر چہار طرف دور دورہ ہوتا اس موقع پر یہ خیال دل سے محو نہیں کیا جاسکتا کہ کاش خلافت کا دعویٰ رکھنے والے فرمانروا علوم اسلامیہ کے ماہر ہوتے اور ہر ولیعہد کے لئے ان علوم کا سیکھنا لازم ہوتا تو یہ فرمانروا اپنے احکام کے نفوذ اور قوت میں وہ اثر پاتے جو خلافت راشدہ کا ایک نمونہ ہوتا اس بے علمی کی وجہ سے جو کشمکش حکومت اور دین میں ہی وہ پیش نہ آتی بنی امیہ کی بیباکیوں اور مظالم کی تاریکی میں دیکھئے وہ سوا دو برس کا دور جو خلافت راشدہ کی صورت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ذات گرامی سے اس خاندان کو نصیب ہوا اس قدر قلیل مدت میں فراست ایمانی کی قوت عدل و انصاف کو وسیع خلافت کے چاروں حدود میں لے پہنچی ظلم کی جگہ عدل تھا ہا مالی حقوق کی جگہ حق رسی یہ نتیجہ تھا حضرت کے کمال علم و تقوی کا ہر فرمانروا عمر ابن عبدالعزیز نہیں ہوسکتا تھا تاہم حکومت و علم دین کی جامعیت بہت کچھ ان کو صراط مستقیم پر قائم رکھ سکتی تھی۔

یہ تو جملہ معترضہ تھا کہنا یہ ہے کہ علماء ربانی کا ایک گروہ علم و تقوی کی جلالت شان کے ساتھ درباروں کا رفیق رہا ہے، بنی امیہ کی حکومت میں حضرت امام زہری عبدالملک کے زمانہ سے لیکر یزید بن عبدالملک کے عہد تک خلفاء کی رفاقت میں رہے امام شعبی جو عبدالملک کے دربار میں تھے قیصر روم کے دربار میں سفیر ہوکر گئے تو قیصر ان کی دانشمندی و فہم سے حیرت زدہ ہوکر بول اٹھا کہ جس قوم میں ایسا شخص موجود ہو اس کو دوسرے شخص کا خلیفہ بنانا روا نہیں۔ حجاج بن یوسف اور عبدالملک سے جو مصر کے امام ممدوح کو برسر دربار پیش گئے وہ بتاتے ہیں کہ دربار کی نزاکتوں پر پوری طرح حاوی تھے امام رجاء بن حیوۃ کی دربار سلیمان بن عبدالملک میں رسائی نہ ہوتی تو دنیا کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کی سعادت حاصل ہوتی امام اعظم نے عہدہ قضا کی اہلیت اور اسی بنا پر اس کو قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ ان کے شاگرد رشید امام ابو یوسف خلافت ہارونی کے رکن رکین بنے امام یحییٰ بن اکثم کے اثر لے مامون الرشید کی جو رہنمائی کی وہ تاریخ کے صفحات میں مذکور ہے علیٰ ہذا القیاس یہ سلسلہ صدیوں تک جاری رہا ہے، حافظ ابن ماکولا اور ابن حزم پانچویں صدی میں وزارت کے بار خطیر کے ساتھ ائمہ رجال و حدیث میں پایہ بلند رکھتے تھے اور ان کی وثاقت و تقوی پر علماء کا اتفاق ہے، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز خلافت عباسیہ کی جانب سے سفیر بنکر دربار میں تشریف لے گئے تھے۔ امام رازی کا دست امداد غوری کی فتح ہندوستان میں شامل تھا خلاصہ یہ کہ علماء ربانی میں ایک گروہ صدیوں تک ایسا رہا ہے جو معاملات دنیاوی کا رہنما اور مصلح رہا اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ بزرگوں کی سعی و مشاورت نے مسلمانوں کے معاملات کو بہت کچھ تباہی سے بچایا۔

علماء دنیا سے الگ نہ تھے

علماء ربانی کی معاملات دنیاوی سے کنارہ کشی اور فرمانروایوں کا ان کے مشوروں سے محروم رہجانا عالم اسلامی کے واسطے مصیبت عظمیٰ تھی اس میں پھر کوئی شبہ نہیں کہ یہ کنارہ کشی خود علما کے حق میں بھی اس پہلو سے کچھ مفید نہیں ہوئی کہ دنیا کے معاملات سمجھنے اور ان کے حل کرنے کا ملکہ رفتہ رفتہ ان سے ضایع ہوگیا۔ عامۂ مسلمین اپنے معاملات میں ان کی رہنمائی سے محروم ہوگئے نتیجہ ظاہر ہے۔ آج صدیوں سے مسلمانوں میں دو گروہ ہیں دیندار اور دنیادار اسلام یہ تقسیم لیکر نہیں آیا تھا ایک مسلم کی دنیا اس کے دین سے اور دین اس کی دنیا سے علیحدہ نہیں ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ظہور انبیاء علیہم السلام کے اس طبقہ میں ہوا جو جامع نبوت و حکومت تھے مثل حضرت موسیٰ و حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام خلافت راشدہ کے دور میں سب سے بڑی دنیادار اور سب سے

بڑی دینداری شخصیت ایک ہی ہوتی رہی یعنی خلیفہ وقت عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں غالب تعداد ایسے بزرگوں کی ہے جو دولت اور معاملت میں ممتاز تھے، حضرت صدیق اکبر کی تجارت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کا تمول و تجمل مشہور ہے۔ ذاوی علیق کا قصر وایوان اس بیان کے شاہد عدل ہیں۔ فقہ حنفی نے تمول اور دولت کے آغوش میں پشتوں تک پرورش پائی ہے حضرت حماد کے فضائل میں سخاوت واحتشام بھی شامل ہے رمضان مبارک میں پانچ روزہ داران کے دسترخوان پر افطار کرتے تھے امام اعظم کی سخاوت کی وسعت مشہور روزگار رہے چار سو روپیہ کی قیمت کی چادر ان کے مبارک شانوں پر رہی ہے۔ امام ابی یوسف کا تجمل واحتشام محتاج بیان نہیں:

العلماء ورثة الانبیاء نے جو شریف ورثہ علماء کو بخشا وہ معاملات دنیا سے علیحدہ نہ تھا اس لئے کہ ختم نبوت میں حکومت نبوت سے علیحدہ نہ تھی یہ ورثہ چاہتا تھا کہ حکومت کی رہنمائی میں علماء ربانی کا حصہ ہو صدیوں تک ایسا ہی رہا ہے لیکن پھر موقوف ہی ہوگیا واقعات ہائلہ اور مشکلات پر غلبہ اس ورثہ شریف کا لازمہ تھا سفاک حجاج بن عبدالملک اور سلیمان بن عبدالملک کے مزاج پر قابو آسان نہ تھا مگر امام شعبی اور رجاء بن حیوۃ نے اس مشکل کو سہل کرکے دکھا دیا۔

علماء کی موجودہ بے تعلقی

لیکن علماء کی موجودہ بے تعلقی کا ذمہ دار یا نتیجہ ہمارا قدیم عربی نصاب تعلیم بڑی حد تک ہے دور اجتہاد گذر جانے کے بعد اور چھٹی صدی ہجری کے بعد تمام تر توجہ کتابوں پر آکر ٹھیر گئی متن کی شرح، شرح کے حاشیے حاشیہ کے تعلیقات بیشک مظہر کمال ہیں میں اس کمال کا منکر نہیں، الحمدللہ ماننے والا ہوں کفش بردار ہوں کہنا صرف یہ ہے کہ اس تعلیم و تربیت اور کنارہ کشی نے علماء کے دماغوں کو معاملات سے عملاً بے لگاؤ کردیا پشتوں کی بے تعلقی نے دنیا سے بیگانہ بنادیا رہنمائی جو علمی نفوذ و قوت کے بغیر تحریری یا تقریری رہ گئی دنیاداری و دینداری کے درمیان ایک خلیج بن گئی اور بعد بڑھتا گیا بعد کے ساتھ بیگانگی کا آج جو عالم ہے عیاں ہے، عیاں راچہ بیاں:

رہنمائی کا حقیقی مفہوم

حضرات! معاملات کی رہنمائی صرف بیان معاملات سے ختم نہیں ہوجاتی بلکہ چاہتی ہے کہ خود معاملات میں در آکر عملی مشکلیں حل کی جائیں اور اہل معاملہ کو حل مشکلات میں عملی مدد پہنچائی جائے ہر معاملہ فہمی موقوف ہے تجربہ معاملات پر:

معاملات کا تجربہ ذہن میں دلیری اور نفوذ پیدا کرتا ہے یہ دلیری باعث ہوتی ہے دوسروں پر فتح اور غلبہ کا جب آپ غالب آکر رہنمائی کرینگے کامیاب ہوں گے علم اور تجربہ کا نہ ہونا سبب ہوتا ہے جھجک اور بے تعلقی کا یہی جھجک اور بے تعلقی مشکلات کے وقت طبیعتوں میں کمیدگی اور رمیدگی پیدا کردیتی ہے اسی رمیدگی نے وہ مناظر دکھائے ہیں جن سے رسمی مناظرے کی کتابیں بھری ہوئی ہیں اور جن کا افق تکفیر سے جاملتا ہے عدالت کے فیصلوں نے جو صورت فقہ حنفی کے عمل کی بنادی ہے، وہ دردناک داستان ہے بعض نامور مسلمانوں کی قانونی تصانیف اغلاط سے اس قدر معمور ہیں کہ صحت نامہ اصل کتاب سے بڑھ جاتا ہے کیا علمائے کرام فیصلہ فرمائینگے کہ یہ واقعہ ہائلہ ان کی توجہ کا محتاج نہیں ہے؟ طریقہ توجہ وہی ہے جو سلف صالحین ہم کو بتا گئے ہیں یعنی معاملات پر حاوی اور قادر ہوکر رہنما بننا (صرف وعظ سناکر گوشے میں جا بیٹھنا نہیں)

حاوی اور قادر بننے کے لئے ضرور ہے کہ طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم دونوں میں اصلاح کامل ہو جس سے معاملہ فہم، معاملات عالم سے باخبر علماء پیدا ہوں جو عملی زندگی میں داخل ہوکر اپنی قوت فہم و فراست اور معاملہ دانی کا سکہ اہل معاملہ اور کاروباری دنیا کے دلوں پر بٹھائیں جب سکہ چلے تو ہدایت و رہنمائی اس کا نشان ہو اور دین کا بول عالم میں بالا ہو

فوجی تعلیم اور اسلام

(از جناب مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین لاہور)

استفتاء

جس طرح دنیا کی زندہ قومیں اپنے حفظ وبقا کی خاطر تیر و تفنگ سے مسلح رہنا ضروری خیال کرتی ہیں کیا اسلام بھی اپنے تابعداروں کو اغیار کی خورد برد سے بچانے کی خاطر کیل کانٹے سے لیس رہنے کا حکم دیتا ہے یا نہیں بینوا من الکتاب توجروا یوم الحساب

الجواب

اسلام اپنے تابعداروں کو ہر شعبہ زندگی کی بہترین تعلیم دیتا ہے اخلاقی معاشرتی اقتصادی سیاسی غرضکہ ہر ایک چیز کا اسلام بہترین معلم ہے لہذا ناممکن ہے کہ اسلام اپنے متبعین کو ایسی تعلیم سے محروم رکھے جس کے بغیر کوئی قوم دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتی اور نہ ہی اپنے وقار اور واجب التعظیم چیزوں کی حفاظت کر سکتی ہے اس مختصر سی تحریر میں قرآن حکیم اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں فوجی تعلیم کا مسئلہ پیش کیا جائے گا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

فوجی تعلیم اور قرآن

(۱) ہر مسلمان کو اپنی حفاظت کا سامان تیار رکھنا ضروری ہے:۔

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم وما تنفقوا من شيء في سبيل الله يوف اليكم وانتم لا تظلمون (سورہ انفال رکوع نمبر ۸)

اور اپنے دشمنوں کے ضرر سے بچنے کے لئے جتنی قوت جمع کر سکو تیار رکھو اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملیگا تم کو اور تمہارا حق نہ رہ جائے گا۔

لفظ قوۃ کی تفسیر

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے الا ان القوة الرمی الا ان القوة الرمی خبردار قوت سے مراد رمی یعنی وہ چیز ہے جسے دور سے پھینک کر دشمن کو مغلوب کیا جا سکتا ہے۔

چونکہ حضور انور کے زمانہ میں دور سے پھینک کر صرف تیروں سے لڑائی ہوتی تھی اسلئے لوگوں نے رمی کی تیر اندازی سے تفسیر فرمائی ورنہ اصل مقصد یہ ہے کہ وہ آلات جنگ تیار رکھے جائیں جو لڑائی میں دشمن کو مغلوب کرنے میں کام آ سکیں۔

(۲) ہر مسلمان کا فرض ہے جب وہ باطل کے مقابلہ اور دشمن سے جنگ کیلئے بلایا جائے فوراً حاضر ہو چنانچہ سورہ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے:۔

يا ايها الذين آمنوا ما لكم اذا قيل لكم انفروا في سبيل الله اثاقلتم الى الارض ارضيتم بالحيوة الدنيا من الآخرة فما متاع الحيوة الدنيا في الآخرة الا قليل الا تنفروا يعذبكم عذابا اليما ويستبدل قوما غيركم ولا تضروه شيئا والله على كل شيء قدير (سورہ توبہ رکوع ۶)

اے ایمان والو تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا اگر تم نہ نکلو گے تو دیگا تم کو عذاب دردناک اور بدلے میں لاوے گا اور لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ بگاڑ سکو گے تم اس کا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۳) ہر مسلمان حصول رضاء الٰہی اور دشمن کو شکست دینے کے لئے جان اور مال دونوں چیزیں خرچ کرے۔

انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا باموالكم وانفسكم في سبيل الله ذلكم خير لكم ان كنتم تعلمون (سورہ توبہ رکوع ۶)

نکلو ہلکے اور بوجھل اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں انتہائی کوشش کرو یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے۔

(۴) ضرورت کے وقت جان اور مال دینے سے جی چرانا نفاق ہے۔

لا يستاذنك الذين يؤمنون بالله واليوم الآخر ان يجاهدوا باموالهم وانفسهم والله عليم بالمتقين انما يستاذنك الذين لا يؤمنون بالله واليوم الآخر وارتابت قلوبهم فهم في ريبهم يترددون

نہیں رخصت مانگتے (بوقت ضرورت) تجھ سے وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اس سے کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے ڈر والوں کو رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور شک میں پڑے ہیں دل ان کے سو وہ شک ہی میں بھٹک رہے ہیں۔

انما المؤمنون الذين آمنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم في سبيل الله اولئك هم الصادقون (سورہ حجرات رکوع ۲)

ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے۔

(۵) مسلمان محض اپنے مالک کی رضا کے لئے جان اور مال دیتا ہے یہ دونوں چیزیں اب اس کی نہیں رہی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے خرید لی ہیں لہذا اب اس کو ان کے بچانے اور مالک کی راہ میں خرچ نہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

ان الله اشترى من المؤمنين

بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے

انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التورٰۃ والانجیل والقرآن ومن اوفٰی بعہدہٖ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہٖ وذٰلک ھو الفوز العظیم	ان کے مال اور جانیں بہشت کے عوض میں خرید لی ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑائی کرینگے پھر یہ لوگ کفار کو قتل بھی کریں گے اور قتل بھی کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہے توراۃ اور انجیل اور قرآن میں بھی کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھکر اپنے وعدہ کا ایفا کرنے والا کون ہوسکتا ہے سو خوشیاں

کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

(۶) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو بجز اجازت شرعی (قتل کرے گا تو خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت اور دوزخ کا مستحق ہوگا۔

ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما (سورہ نساء رکوع ۱۳)	اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جانکر تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب۔

فوجی تعلیم اور احادیث نبویہ

(۷) دار الاسلام اور ملت اسلامیہ کی حفاظت سے جی چرانا علامت نفاق ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات ولم یغز ولم یحدث بہ نفسہ مات علی شعبۃ من نفاق (رواہ مسلم)	ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے جو شخص بغیر غزوہ (جنگ دشمنان اسلام بصورت وقوع) اور بغیر ارادہ جنگ دشمن (بصورت عدم وقوع) مرگیا تو ایک قسم کی نفاق کی حالت میں مرا۔
عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لقی اللہ بغیر اثر من جہاد لقی اللہ وفیہ ثلمۃ (رواہ الترمذی)	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی (یعنی مرا) اور اس کے اعمال میں جہاد کا کوئی اثر نہ پایا گیا تو اس کے ایمان میں نقص ہوگا۔

(۸) ملت اسلامیہ کی حفاظت کے لئے تیاری کی ترغیب۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتبس فرسا فی سبیل اللہ ایمانا باللہ وتصدیقا بوعدہٖ فان شبعہ وریہ وروثہ وبولہ فی میزانہ یوم القیامۃ (رواہ البخاری)	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی جہاد وغیرہ) میں گھوڑا باندھا اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرنے کے خیال سے پس تحقیق اس کا کھانا اور پانی اور لید

اور پیشاب اس پالنے والے کے ترازو (اعمال صالحہ) میں قیامت کے دن شمار کئے جائینگے انتہیٰ۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے فوج کی عزت:۔

عن سہل بن سعد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الروحۃ والغدوۃ فی سبیل اللہ افضل من الدنیا وما فیہا (رواہ البخاری)	سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا دن کا پچھلا یا پہلا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دشمنوں

سے جنگ وغیرہ میں) خرچ کرنا ساری دنیا اور جو چیز اس میں ہو سب سے بہتر ہے انتہیٰ

فوجی تعلیم اور فقہ

ملکی و ملی حفاظت کی فوجی خدمت کے لئے تیاری ہر مسلمان پر فرض ہے:۔

ھو فرض کفایۃ کل ما فرض لغیرہ فھو فرض کفایۃ اذا حصل المقصود بالبعض والا ففرض عین (رد مختار)	جہاد فرض کفایہ ہے جو چیز کسی دوسری غرض سے لازم کی جائے تو وہ فرض کفایہ ہوتی ہے بشرطیکہ بعض کے ادا کرنے سے مقصد حاصل ہوجائے ورنہ فرض عین ہوگی
قولہ ھو فرض کفایۃ قال فی الدرر المنتقی ولیس بتطوع اصلا ھو الصحیح فیجب علی الامام ان یبعث سریۃ الی دار الحرب کل سنۃ مرۃ او مرتین وعلی الرعیۃ اعانتہ الا اذا اخذ الخراج فان لم یبعث کان کل الاثم علیہ الخ (رد المختار)	جہاد فرض کفایہ ہے در المنتقی والے نے کہا ہے کہ صحیح یہ مذہب ہے کہ جہاد کو نفلی عبادت ہرگز نہیں کہا جاسکتا لہذا امام پر واجب ہے کہ سال میں ایک یا دو مرتبہ دشمنان اسلام پر لشکر بھیجے اور رعایا پر اس کی مدد لازم ہے ہاں اگر خراج لیکر دشمنوں سے صلح کرلے تو پھر لشکر کشی کی ضرورت نہیں رہے گی اگر امام دار الحرب پر لشکر کشی نہیں کرے گا تو سارا گناہ اسی پر ہوگا۔

ہمارا فرض

قرآن حکیم کی آیات بینات احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور تصریحات فقہائے عظام سے صاف طور پر واضح ہوچکا ہے کہ ہر مسلمان (بشرطیکہ جسمانی نقائص کی وجہ سے معذور نہ ہو) کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال اور جان دینے کیلئے ہر وقت تیار رہے جب ضرورت پیش آئے تو کبھی جی نہ چرائے ہوس ملک گیری کے لئے میدان جنگ میں نہ جائے بلکہ مالک حقیقی عز اسمہ وجل مجدہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جائے گویا کہ ہر مسلمان فوج الٰہی کا ریزرو (مخصوص) سپاہی ہے؛

برادران اسلام! جس طرح قرآن حکیم میں دوسرے فرائض کیلئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے مثلاً اقیموا الصلوٰۃ (نماز قائم کرو) آتوا الزکوٰۃ (زکوٰۃ دو) بعینہ اسی طرح اسلام کی حفاظت کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ جہاں تک ممکن ہوسکے اعدائے اسلام کے مقابلہ کے لئے آلات جنگ اور ان کا علم اور مشق تیار رکھو لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ کی طرح اپنی حفاظت کا سامان بھی تیار رکھے یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ جس ہتھیار کا رکھنا قانوناً جرم ہو وہ رکھا جائے اور اس کی مشق کی جائے البتہ یہ ضروری ہے کہ جو چیز قانون کے دائرہ کے اندر رہ کر مسلمان رکھ یا کرسکتا ہے وہ ضرور کرے اور کرے مثلاً جن مسلمانوں کو قانوناً بندوق رکھنے اور چلانے وغیرہ کی اجازت ہے وہ بندوق رکھیں جو تلوار رکھ سکتے ہیں وہ تلوار رکھیں اور ان ہتھیاروں کا استعمال سیکھیں اور جنہیں ان چیزوں کے رکھنے کی قانوناً ممانعت ہے وہ کوشش کریں کہ قانون ان کی شرعی ضرورت کو پورا کرے ہر قوم کے لئے ہتھیار پیدائشی امن ہے جس قدر کوئی قوم کیل کانٹے سے لیس ہوگی اسی قدر اس کا رعب ہوگا اور دوسری قوموں کی غاصبانہ

کشمیر کی المناک صورت حالات

تنگ نظری کا افسوسناک مظاہرہ

(ایک کشمیری مسلمان کے قلم سے)

کشمیر میں رعایا پر ظلم و جور اور تشدد و جبر کے جو پہاڑ توڑے گئے وہ پنجاب کے مارشل لا کے زمانہ سے کسی طرح کم نہیں بلکہ زیادہ ہی تھے اگر اس قسم کے مظالم ہندوستان کے کسی اور حصہ میں وقوع پذیر ہوتے تو آج پورا ہندوستان ایک شعلۂ اضطراب بنکر رہ گیا ہوتا اور کانگریس کی تمام قوم پرستانہ مشینری حرکت میں آگئی ہوتی یہ اتفاق اور محض اتفاق کی بات تھی کہ یہ مظالم ایک ایسے حصہ ملک میں رونما ہوئے جہاں کی تقریباً تمام مظلوم رعایا مسلمانوں پر مشتمل تھی اور حکومت اور ظلم و قہر کی بجلیاں گرانے والے سب کے سب ہندو اور صرف ہندو تھے ظلم بری چیز ہے خواہ یہ دشمن پر ہو یا دوست پر اپنوں پر ہو یا پرایوں پر ہندوؤں پر ہو یا مسلمانوں پر

ہندو ہوں یا مسلمان انگریز ہوں یا امریکی بہرکیف انسان سب ہیں اور ایک انسان انسانیت کا مدعی ہوکر ہرگز اس معاملہ میں کسی نسلی یا قومی امتیاز کو روا نہیں رکھ سکتا اور نہ رکھنا چاہیئے آخر سب کی رگوں میں انسانی خون ہی گردش کر رہا ہے اور سب ایک ہی قسم کے گوشت اور پوست کے بنے ہوئے ہیں سب کو ظلم سے تکلیف اور کرم سے آرام پہنچتا ہے کشمیر میں جو مظالم ہوئے قہر و عتاب کی جو بجلیاں تڑاپ کر گریں وہ ان افراد اور نسل انسانی کے ان فرزندوں پر گریں جو مسلمان کہلاتے تھے اور انھوں نے گرائیں جو عرف عام میں ہندو کہلاتے تھے ہم اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں اور تسلیم کرنا چاہیئے کہ اس معاملہ میں ابتداً یا اصلاً تعصب مذہبی کو کوئی دخل نہ تھا لیکن حکومت اور علی الخصوص اس خدا ناشناس زمانہ کی حکومت ہرگز یہ گوارا نہیں کرسکتی کہ اس کی رعایا سر اٹھا سکے۔

کسی ملک کی قوم نے بھی جہاں کہیں حکومت کے خلاف سر اٹھایا ہے وہ بلالحاظ مذہب و ملت کچل کر رکھدی گئی ہے یا اس کے کچلنے کی سعی کی گئی ہے اور اس زمانہ ہی پر کیا موقوف ہے قدیم تاریخ کے ورق الٹ کر دیکھ لو رومیوں نے رومیوں ہی پر مصریوں نے مصریوں ہی پر ایرانیوں نے ایرانیوں ہی پر انگریزوں نے انگریزوں ہی پر محض طلب حقوق یا معمولی اظہار اضطراب پر کیا کیا مظالم نہ توڑے۔

آئرلینڈ والے غیر نہ تھے لیکن انگریزوں نے انھیں پامال کرنے میں کونسی کسر اٹھا رکھی آئرلینڈ والے تو پھر غیر ملک کے لوگ تھے چارلس اور الزبتھ کے زمانہ پر غور کرو انگریزوں نے انگریزوں ہی کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا طلب حقوق پر کونسی بربریت تھی جو روا نہ رکھی گئی۔ انقلاب فرانس میں فرانس والوں نے فرانس والوں ہی کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا دور کیوں جائیے اسی ہندوستان میں ہندوؤں نے ہندوؤں پر اور مسلمانوں نے مسلمانوں پر کیا کیا قیامتیں نہ توڑیں رعایا تو رعایا بھائیوں کے خون بھائیوں کے ہاتھوں بہ گئے اور حکومت و حکمرانی کے لئے اپنے جگر کو اپنی تلوار سے چھید کر رکھ دیا گیا پھر ہم حکومت کشمیر کو کیوں نہ کہیں کہ اس نے مسلمانوں پر مسلمان ہونے کی حیثیت سے مظالم کئے نہیں اور ہرگز نہیں بعد کو تعصب کے جذبات افراد میں بھڑک اٹھے ہوں یہ اور بات ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک نامخلص راعی اور رعایا کا جذبہ جنگ تھا رعایا نے حقوق طلب کئے راعی کو ناگوار گذرا اس نے دیکھا کہ رعیت میں دم نہیں اس نے اسے پوری قوت سے کچلنے اور کچلکر رکھدینے کی سعی کی۔

اب چونکہ رعایا تھی مسلم اور راعی تھے ہندو اس لئے جب ان کا ذکر اخبارات میں آیا تو مجبوراً محض اظہار حقیقت کے لئے مظلوموں کو مسلمانوں اور ظالموں کو ہندوؤں کے نام سے موسوم کرنا پڑا تفہیم مطالب اور وضاحت حقیقت کے لئے یہ صورت ناگزیر تھی ممکن ہے کہ بعض لوگوں یا غرضمندوں نے ہندو اور مسلمانوں کے نام دو مخالف فریقوں کی حیثیت سے لینے میں اپنا فائدہ سمجھا ہو لیکن ہمیں حق نہیں کہ ہم لامحالہ کسی کی نیت پر حملہ کرتے پھریں ہم تو یہی کہیں گے کہ جو کچھ کہا گیا محض وضاحت مطالب کے لئے کیا گیا اور مجبوراً کیا گیا کہ حقیقت یہی تھی اس پر دوسرے لوگوں نے انھیں مطعون کرنا شروع کردیا کہ فلاں اخبار یا فلاں افراد ہندو مسلم سوال پیدا کر رہے ہیں انھیں یہی خیال کرنا چاہیئے تھا کہ جب مظلوم مسلمان ہیں تو بہرکیف انھیں مسلمان ہی پکارا اور کہا جائے گا اور ظالم ہندو ہیں تو انھیں ہندو ہی کہا جائے گا واقعی ہم راعی اور رعایا ہی کہکر کام نکال سکتے تھے لیکن اس سے معاملہ کنجلک رہتا ہے اور لوگوں کی طبائع قدرتاً یہ جاننے کے لئے بے چین رہتی ہیں کہ مظلوم لوگ کون ہیں اور کیوں وہ مبتلائے مصائب بنائے گئے۔

اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ ہندو اور مسلمانوں کے نام غرضمندی کے جذبہ کے ساتھ لئے گئے تو بھی یہ تو تسلیم ہی کرنا پڑے گا کہ حقیقت یہی تھی اور مخلص اصحاب کو بھی یہ نام لئے بغیر چارہ ہی نہ تھا اور اگر چارہ تھا اور واقعی چارہ نہ تھا تو جن بزرگوں نے یہ اعتراض اٹھائے واقعی وہ اس اعتراض کی بنا پر معاملہ کو نازک بنالے کے مجرم ہیں نام نہ بھی لئے جائیں اور غرضمندی سے لئے جائیں تو اس سے نہ ظالم کی بریت ہوسکتی ہے اور نہ مظلومین کی ہمدردی معیوب قرار پاتی ہے ظلم بہرکیف ظلم ہی رہتا ہے۔

حکومتوں کے طریقہائے کار

کشمیر میں حقیقت یہ ہے کہ رعایا کی عدم تنظیم اور کمزوری سے حکومت اسی طرح فائدہ اٹھاتی رہی جس طرح اور حکومتیں اپنی کمزور اور غیر منظم رعایا سے اٹھایا کرتی ہیں ان پر ٹیکسوں کی بھرمار رہی ان سے بیگار لی جاتی رہی ان سے حیوانوں جیسا سلوک کیا جاتا رہا ہے ان کی تعلیم اور ان کے حقوق سے بے پروائی برتی گئی حکمران طبقہ نظم و نسق حکومت سے پورا پورا فائدہ اٹھاتا رہا اور بے زبان اور کمزور رعایا کو دور سے دور تر کیا جاتا رہا یہ زمانہ ہے ہمدردی اور ترقی کا خربوزے کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدل رہا ہے حیدرآباد میسور اور بڑودہ کی ترقی اور رعایا نوازی کی مثالیں یکے بعد دیگرے آتی رہیں اور آئندہ اور ایک وقت آیا کہ انہوں نے بھی جھرجھری لی اور انھیں اپنے حقوق کا احساس ہوا۔

سب سے پہلے انہوں نے نہایت ابتدائی حقوق کے لئے جد و جہد کی تو جبر و تشدد کی تدبیریں حیران رہ گئیں وہ رعایا سے اس قسم کی توقعات کی کوئی بعید تر توقع بھی نہ رکھتی تھیں اس جبر کی خوگر رکھیں انہیں یہ بیداری اور یہ احساس ناگوار گذرا اور انہوں نے اپنی حکومت کی غلامی کا طوق ان کے گلے میں قائم رکھنے اور اس سرچشمہ کا منہ ابتدا ہی میں بند کر لے کا تہیہ کیا زمانہ آزادی کا ہے بیسویں صدی ہے بلا وجہ رعایا پر ظلم معیوب ہے اس لئے مواقع ظلم تلاش کئے اور ان کے اس جذبہ کو کچلنے کے لئے اسباب پیدا کئے جاتے رہے اس جستجو میں بھی ایک عرصہ گذر گیا دو طرفہ سعی و کوشش کا سلسلہ جاری رہا آخر حکمران طبقہ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور انہوں نے خطبہ عیدین کی بندش اور قرآن کریم کی غیر مآل اندیشانہ بیحرمتی کا کسی نہ کسی صورت میں ارتکاب کیا مسلمانوں میں قدرتا جوش پیدا ہوا اس جوش کو سکون پذیر کرانے کے بجائے مزید تشدد سے کام لیا گیا اور ایک مولوی صاحب کو ایک تقریر کی بنا پر محض مظاہرہ تو ت کے طور پر گرفتار کر لیا گیا اور جب یہ اس کے مقدمہ کا فیصلہ سننے کے لئے تعدادا کثیر مرکزی جیل کے سامنے مجتمع ہوئے تو ان پر گولیاں چلا دی گئیں۔

حکمران طبقہ کی طرف سے یہ عذر تراشا گیا کہ یہ اجتماع جیل پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا اور مجمع نے پولیس پر پتھر برسائے تھے یہ بھی کوئی جدید بات نہ تھی اور نیا عذر نہ تھا برطانوی ہند میں ایسے واقعات و عذرات بکثرت رونما ہو چکے تھے اس کے بعد قدرتاً مزید جوش پھیلا اور ظلم و ستم کی تمام قہرمانی طاقتیں کاز در اور حقوق طلب رعایا پر استعمال ہوا ہر مطالبہ کے متعلق یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ پہلے استہزا کیا جاتا ہے پھر مخالفت اور اس کے بعد رعایت جب حکمران طبقہ نے دیکھا کہ مسلمان اس تشدد سے مرعوب نہیں ہوئے جابرانہ مخالفت کام نہ آئی تو رعایت کی طرف نگاہ اٹھی عارضی سمجھوتہ ہوا اور مسلمانوں کے اپنے مطالبات کی فہرست طلب کی گئی کچھ دنے اور رعایا کی سننے کے عادی نہ خوگر تھے نہیں سکون کے بعد پھر رنگ نوعیت بدلی اور ایک دفعہ پھر اس سے زیادہ قوت کے ساتھ حقوق طلب رعایا کو کچلنے اور اس طرح ان کا منہ بند کرنے کا فیصلہ کیا گیا مسلمانوں کو پھر اشتعال دلا کر جو اشتعال پیدا کیا گیا اس انداز کا اظہار عمل میں آگیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہیں رہنماؤں کو جن کے ساتھ سمجھوتہ کیا گیا تھا اور جن سے مطالبات کی فہرست طلب کی گئی تھی عین اس وقت کہ وہ اپنے مطالبات کی اسکیم تیار کرنے میں مصروف تھے ان سے نہایت ذلت آمیز سلوک روا رکھا گیا اور خود تراشیدہ الزامات پر انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔

احتجاج کا طوفان

ان گرفتاریوں پر احتجاج کا ایک بے پناہ سیلاب امنڈ آیا حکام عقل و خرد سے کام لیتے تو حالات جلد سکون پذیر ہو جاتے لیکن وہ تو ایک دفعہ پھر پوری استبدادی قوتوں کا مظاہرہ کرنے پر تلے بیٹھے تھے یہ دیکھ کر اور برافروختہ ہو کر ان میں تو زبردست بیداری پیدا ہو گئی ہے اور وہ حالت رونما ہے جو کسی برطانوی شہر میں بھی نہیں دیکھی گئی مارشل لا کا نفاذ کر دیا اس سے پہلے جابجا بر گولیاں چلائیں گئیں کہیں پر عورتوں اور بچوں تک کے جلوس پر گھوڑے دوڑا کر روندے گئے اور جب اس سے کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا تو بجلی کے کرنٹ بھرے تار پھینکے اور گولیاں چلائیں اسلام آباد میں آگ اور خون کا ہی کھیل کھیلا گیا شوپیان میں ظلم کے پہاڑ توڑے گئے سری نگر میں یہ حالت ہوئی کہ ایک محلہ میں گولیاں چلیں ابھی نعشیں اٹھنے بھی نہ پائیں کہ دوسرے محلہ سے دوسرا جلوس مرتب ہو کر نکلا اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا تو تیسرا نالہ آگے بڑھا کہیں سوگوار عورتوں کے ماتمی جلوس نکلے اور کسی جگہ بچوں کے پولیس اور فوج نے ہر جگہ گولی چلائی اور اس کے متعلق عذر یہ پیش کیا کہ جلوس والوں نے پتھر برسائے تھے پتھر کیا ہو گئے ایک بھوت ہو گیا جو ہر جگہ اور ہر موقعہ پر موجود رہا یہاں بھی وہی حکمران ذہنیت کار فرما تھی استبدادی حکومتوں کے پاس پیش کرنے کا ہمیشہ یہی عذر ہوا کرتا ہے۔ مارشل لا کے نفاذ کے زمانہ میں تو کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی بازار دکانیں اور دوکانوں کے بند ہو کر بیدلگیا نے گئے اور دوکانوں کو زبردستی کھلوایا گیا کہ ان پر اسلامی جھنڈا کے بجائے پیلا جھنڈا لگایا جائے سرکاری اقبال زندہ باد کے نعرے لگوائے جاتے تھے کشمیر میں راما رام کے نعرے لگوائے گئے نہتوں کی تذلیل میں کوئی کسر باقی نہ رکھی گئی اٹھا نہ رکھا گیا۔ مارشل لا فوج کی حکومت ہے جس میں سپاہیوں کا اقتدار جو کچھ بھی نہ ہو وہ تھوڑا ہے عصمتیں خراب ہوئیں عزتیں گئیں نماز پر پابندیاں قائم ہوئیں مساجد بند کی گئیں تلاشیاں لی گئیں بید پڑے مرغے بنائے اس دور میں حرام و حلال سب ہی کچھ کیا گیا اور وہ قہر توڑے گئے کہ ہر طرف سے شور الامان برپا ہو گیا اور تہلکہ مچ گیا۔

یہ صورت دیر تک قائم رہتی تاہم آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور اسلامی اداروں اور عامۃ المسلمین کی رائے عامہ کا دباؤ پڑ رہا تھا آخر حکومت مجبور ہوئی آخر مہاراجہ صاحب بہادر نے اپنی سالگرہ کی تقریب کی خوشی پر مظلوم مسلمانوں کی رہائی اور ان کے مطالبات دوبارہ غور کا اعلان کر دیا اور سکون اور امن قائم ہو گیا مسلمان فطرتاً احسان پذیر قوم ہیں انہیں مہاراجہ صاحب بہادر یا ان کی حکومت سے کوئی پرخاش تو تھی ہی نہیں محض اپنے حقوق طلب کرنے کا جذبہ تھا اس لئے جامع مسجد میں جمع ہو کر انہوں نے شکر گذاری کی ایک قرار داد منظور کی اور مہاراجہ صاحب کو ان کی سالگرہ پر مبارکباد بھی دی اور دعا کی ہندو جرائد کا قائل اعزاز کی شہادت دے سکتا ہے کہ کشمیر کے مسلمانوں نے متعدد مقامات پر اسی جذبہ اتحاد و دوستی کا اظہار کیا۔

برادران وطن کی انصاف سوزی

ریاست اور والئ ریاست کے متعلق یہ رویہ تو تھا ان مسلمانوں کا جن کی آنکھوں کے سامنے اسی ریاست کے عمال نے ان کی پردگیان عفت کی بیحرمتی کی تھی ان پر گھوڑے دوڑا کر انہیں کچل ڈالا تھا ان کے وطن میں ان کے خون سے زمین کو لالہ رنگ بنایا گیا تھا جن کے گھروں سے جنازوں کی سوگوار صدائیں بلند ہو رہی تھیں کسی مکان میں جوان اولاد کا ماتم بپا تھا اور کسی گھر میں اپنے بچہ کی ہلاکت پر غم کے بادل گھرے ہوئے تھے کہیں بیواؤں کی چیخیں تھیں اور کہیں مجروحین کی کراہنے کی آوازیں جن کی دوا بھی ابھی پہلی ہوئی نہ تھی جنہوں نے اپنی عزیز عورتوں اپنے معصوم بچوں اور اپنے غیرت باز بھائیوں کو خاک و خون میں تڑپتے دیکھا تھا جن کے قلب اپنے اقارب کی ہلاکت سے پاش پاش ہو رہے تھے جن کی آنکھ کے آنسو ابھی تک خشک نہ ہوئے تھے جن کے فلیٹوں سے ابھی تک ماتمی چیخیں برابر بلند ہو رہی تھیں جنہوں نے سر بازار بید کھائے تھے جیلے

جسموں پر وحشی ڈوگروں کی سنگینوں کے نشان موجود تھے اور جن کی بہنیں اور بیٹیاں اپنے خاوندوں بھائیوں اور بیٹوں کے غم میں تڑپ رہی تھیں اور جن کی آہیں عرش الٰہی کو جنبش میں لا رہی تھیں۔

یہ سوگوار ماتم کناں، مجروح قلب اور ریاست کے ستائے اور تباہ کیے ہوئے تو مہاراجہ بہادر کا شکریہ ادا کر رہے تھے انھیں مبارکباد دے رہے تھے ان کے اقبال کی دعائیں مسجدوں میں مانگ رہے تھے لیکن ہندوؤں اور ان کے ہمنواؤں نے کیسی ہی روش تھی جو اس زمانہ ابتلا میں اپنے گھروں کے اندر سکون و آرام سے صوفوں اور گدوں پر پڑے رہے تھے انہوں نے اپنے ہمسایہ بھائیوں کے زخم سہل کی آرائش اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور جو ہر قسم کے جانی و مالی نقصانات سے مامون اور محفوظ تھا ان کا کیا رویہ تھا ایک نگاہ ذرا اس پر بھی ڈالئے جلیانوالہ کی طرف سے قرار دادیں اور غیظ آلود تجاویز ہی منظور نہ کی جا رہی تھیں بلکہ پے در پے اعلانات اور مخالفانہ اعلانات اخبارات میں چھپوائے جا رہے تھے اور دوسری طرف ان کے بھائی اور مختلف ہندو جرائد کے ایڈیٹر اپنے غضبناک مقالوں اور تبصروں سے مہاراجہ صاحب کو پریشان کر رہے تھے پرتاپ مورخہ ۱۱ اکتوبر میں موجود ہے کہ "مہاراجہ بہادر کے اعلان سے ہندو حلقوں میں بڑی بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور انہوں نے مخالفانہ جلسے شروع کر دیئے ہیں" اسی تاریخ کے ملاپ میں درج ہے کہ اس پالیسی سے ہندوؤں میں بے چینی اور مایوسی کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں کشمیری پنڈت تو اس اعلانات اور پالیسی کو اپنے لئے سخت خطرناک سمجھتے ہیں اس مسلم نوازی سے ہندوؤں کی زندگی مسلمانوں کے رحم پر منحصر ہو جائیگی اور وہ آئے دن مصائب و آلام میں گرفتار رہا کریں گے" اسی تاریخ اور اگلی تاریخ کے ٹریبیون ڈیلی ہیرلڈ وغیرہ دیکھو ان میں مذکور ہے کہ "مہاراجہ صاحب نے باغیوں کے حوصلے بڑھا دیئے ہندو جذبات کی پرواہ نہ کی ہندو سخت پریشانی کے عالم میں ہیں اور کشمیر ہی میں نہیں پنجاب بھر میں اس اعلان سے وحشت پیدا ہو گئی ہے کہ یہ کیا ہوا۔

نادان دوستوں کی دشمنی

یہ لوگ مہاراجہ صاحب کے دوست نہیں دشمن ہیں اس دور میں کوئی حکومت جبر و تشدد پر دیر تک قائم نہیں رہ سکتی یہ ایک حقیقت اور مسلم حقیقت ہے مہاراجہ صاحب کی بہی خواہی یہ ہوتی کہ مسلم رعایا کے تیور اور احساس دیکھکر فوراً انھیں مطمئن اور سکون پذیر کرنے کا مشورہ دیا جاتا ایسے مواقع پر حکومت کی حمایت حکومت سے دشمنی و معاندت کے مترادف ہوتی ہے اول تو حکومتیں قدرتاً بے پرواہ ہوتی ہیں ثانیاً ان کے قبضہ و اختیار میں تعلیم و استبداد کی تمام قہرمان طاقتیں انھیں اور غافل بنا دیتی ہیں اس صورت میں اگر انھیں کچھ حامی و مؤید نصیب ہو جائیں تو ان کے نائرہ غضب میں ہولناک اشتعال پیدا ہو جاتا ہے اس سے ان کے حامیوں کو چنداں نقصان نہیں پہنچتا لیکن حکومتیں بسا اوقات ورطہ ہلاکت میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ معاملہ کو بگاڑنے اور حکومت کو جبر و تشدد پر آمادہ کرنے والے پنجاب و کشمیر کے ہنود کا شر انگیز عنصر تھا اس لئے اپنی مہاسبھائی ذہنیت کی تسکین اور معاندانہ جذبات کی تشفی کے لئے مسلمانان کشمیر کے اضطراب کو بڑھانے اور اپنا بخار نکالنے کا ایک بہترین موقعہ سمجھا اور ہر مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہوا ادھر پنجاب و کشمیر کے تدبر نا آشنا اور عاقبت نا اندیش ہندو آگے بڑھے انہوں نے مہاراجہ بہادر کو ان کے ساتھ عدل و انصاف کی تلقین کے بجائے انھیں باغی شورش پسند اور انقلابی کے نام سے موسوم کرنے اور مزید اشتعال دلانا شروع کر دیا غور کیجئے کتنی نازک صورت حالات پیدا ہو گئی تھی یہ عنصر ریاست اور عمال ریاست کو اشتعال دلا رہا تھا اور ریاست و عمال ریاست مسلمانوں کو اشتعال دلا رہے تھے اور حالات بد سے بدتر صورت اختیار کرتے جاتے تھے ان ناعاقبت اندیشوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہ کیا کہ یہ تحریک انفرادی نہیں اجتماعی ہے اور ۹۵ فیصد مسلم قلوب پر حاوی ہو چکی ہے اور رعایائے کشمیر اصلاً انہی سے عبارت ہے اگر انھیں مستقل برافروختہ کر دیا گیا تو حکومت کس پر کی جائیگی۔

یہ کوئی نیابت مخلوط اور انتخاب جداگانہ کے مسائل نہ تھے جن کا تعلق صرف دو محکوم قوموں سے ہے بلکہ یہ راجہ اور رعایا کی ایک آئینی کشمکش تھی ہمیں یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ حکومت سے سرشار رعیان ریاست کو انہوں نے گمراہ کرکے اب وہ صورت پیدا کر دی کہ اس ریاست میں انگریزوں کے عمل دخل کیے توقع ہونے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں اور وہ وقت آ رہا ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر شاہ شطرنج بنکر رہ جائیں یہ ملامت نہیں تو اور کیا ہے انہوں نے معاملہ کو طول دیکر اور شورشی و بغاوت کے نعرے بلند کرکے مسلمانوں کو تباہ کرایا ہی تھا لیکن ریاست بھی ان نادان دوستوں کے ہاتھوں چھوکولے پڑ رہی ہے صاف صاف کہا جا رہا تھا ہمارے اخبارات کی طرف سے کہا جا رہا تھا کہ مسلمان باغی ہیں، بدمعاش ہیں، ظالم ہیں، شریر ہیں ان پر بالکل رحم نہ کیا جائے ان کی ایک نہ سنی جائے بلکہ انھیں قوت سے کچل کر رکھ دیا جائے یہ باتوں کے نہیں لاتوں کے بھوت ہیں" "تیج" "پرتاپ" "ملاپ" "ٹریبیون" "ہیرلڈ" مہاسبھا کی شاخوں حتی کہ سکھوں تک نے مہاراجہ بہادر کو اپنی تائید و حمایت کا یقین دلایا ہے اور ان کی ان سرشارانہ اور غیر مدبرانہ کارفرمائیوں کو نہ صرف یہ سراہا بلکہ انھیں بہت غیر موزوں پالیسی بتا کر مزید تشدد پر ابھارا گیا اور مسلمانوں پر خوب ظلم کرائے اتنے ظالمانہ نمونے دیکھکر گھبرا اٹھے اور سول اینڈ ملٹری گزٹ میں انہوں نے خطوط چھپوائے اور غیر مشتبہ الفاظ میں کہا کہ پولیس اور فوج نے مظالم اور شنائع میں پوری بربریت اور وحشت کا اظہار کیا مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے اور ان کی ذلت و اذیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔

مسلمانوں کے مطالبات کی حق بجانب نوعیت

ایک طرف تو یہ عنصر "بغاوت بغاوت اور خیلوں کا شور ڈال رہا تھا دوسری طرف ہر طبقہ خیال کے مسلمانوں کی اخلاقی و عملی قوتیں مسلمانان کشمیر کے مطالبات کی ہمدردی میں مصروف کار تھیں اور سول اینڈ ملٹری گزٹ تک یہ لکھ رہا تھا کہ مسلمانوں کے مطالبات جب تک پورے نہ ہوں گے اس وقت تک کشمیر کی حالت ایسی ہی رہے گی ہمارے نزدیک یہ زخم اتنا گہرا ہے کہ اس کے اندمال کے وقت تک مسلمان اطمینان و سکون سے نہیں بیٹھ سکتے ان کے تمام مطالبات حق بجانب ہیں ہمیں بیحد افسوس ہے کہ برادران وطن نے ادعائے قوم پرستی کے باوجود اس موقع پر نہایت تنگ نظری کا ثبوت دیا اور محض اپنے ادنیٰ جذبات سے کام لیکر اور انتقامی روح سے سرشار ہو کر مسلمانوں کو تباہ کرایا انھیں اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچا اور مسلمانوں کے قلوب میں ناسور پڑ گئے انتہا یہ ہے کہ اب تک مسلم وفد بار یاب ہو چکا ہے اس کے مطالبات پیش ہو گئے ہیں برادران وطن کے معاندانہ رویہ میں برابر فرق نہیں ہوا وہی ذہنیت اور وہی ادنیٰ جذبات کا مظاہرہ اب بھی موجود ہے سب سے زیادہ

افسوسناک امر یہ ہے کہ مسلمانوں کو برابر دھمکی دی جارہی ہے کہ اگر کشمیر کے خلاف محاصرہ بند کیا تو ہم حیدرآباد بھوپال اور بھاولپور کے خلاف اسی قسم کا شرانگیز پروپگنڈا شروع کردیں گے۔

کتنی مضحکہ انگیز اور شرمناک پوزیشن میں ہیں اور کتنے دنی و سفیہانہ خیالات ہیں مسلم رعایا اپنے مہاراج راجہ سے کچھ مطالبات کرتی ہے اور ان کے عمال کی چند شرانگیز کارروائیوں پر صدائے احتجاج بلند کرتی ہے تشفی کے بجائے اس پر گولیاں چلتی ہیں تازیانے پڑتے ہیں بجلی بھرے کرنٹ میں جکڑے جاتے ہیں توہین و تذلیل کی جاتی ہے خون بہایا جاتا ہے مارشل لا قائم ہوتا ہے اس پر مسلمانوں میں قدرتاً ایک حشر انگیز اضطراب پیدا ہوتا ہے اور اب ساتھ ہی تلافی مافات کی دھمکیاں نہیں دیجاتیں بلکہ استدعائیں کی جاتی ہیں تو اس مظلومی و بیکسی کے عالم میں ان کی حمایت کے بجائے الٹی ان کے ساتھ معاندت کی جاتی ہے اور زور ڈالا جاتا ہے کہ چپ رہو، آواز بند کردو گھٹ گھٹ کے مرجاؤ اپنے جوان مرگ بیٹوں اور کنبا نیوں کا داغ بھلا دو اپنے خواہ اپنی ذات اور اپنے حقوق کا نام بھی لو اگر لوگے تو ہم دوسری جگہ تمہارے گھروں میں گھسکر ہڑا مچا دینگے یہ ذہنیت اور یہ حالت ہے اور پھر غریب مسلمانوں کی شکایت کی جاتی ہے

بھاولپور میں تین سال کے اندر انقلاب انگیز اصلاحات ہوتی ہیں جابجا مدرسے ہسپتال سڑکیں اور نہریں قائم ہوجاتی ہیں ہندوؤں کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے اور لاکھوں روپے کے ٹھیکے ہندو کو دیئے جاتے ہیں بھوپال کا روشن ضمیر حکمران رعایا کی فلاح و بہبود میں رات دن ایک کردیتا ہے، کونسل قائم کرتا مفاد عامہ پر بےشمار روپیہ خرچ کرتا ہے ہندوؤں کے جذبات کے احترام میں گا کی قربانی بند کردیتا ہے ان کی دلنوازی کرتا ہے دونوں ریاستوں کی ملازمتو کے دروازے ہندو مسلم کے لئے یکساں کھلے رہتے ہیں مالیہ برطانی ہند سے کم جاتا ہے۔ بھاولپور میں ایک مسلمان کو ہندو کے قتل کے جرم میں بلا تیس و پیش پھانسی دیدی جاتی ہے کسی قسم کا امتیاز دونوں میں ہرگز روا نہیں رکھا جاتا اور آج ان کے خلاف بھولے سے بھی کوئی ہندو آواز بلند نہیں ہوتی۔

لیکن کشمیر کے وہ مسلمان جو ۹۵ فیصدی آبادی رکھتے ہوئے نظم و نسق سے بالکل علیحدہ ہیں جہالت میں غرق ہیں ٹیکسوں اور محصولوں میں دبے ہوئے اپنے وطن کے صحرا سے دو تولہ بوٹی توڑ لینے کے جرم میں طویل میعادی سزا کے مستحق قرار پاتے ہیں نہ مذہبی آزادی سے روشناس ہیں اور نہ تحریری و تقریری آزادی سے جب آواز حقوق بلند کرتے ہیں اور اپنے خون بہا میں حقوق چاہتے ہیں تو دھمکی دی جاتی ہے کہ ہم بھاولپور اور بھوپال میں جتنے بھیجیں گے کیا یہ انتقامی جذبات نہیں، تنگ نظری کا مظاہرہ نہیں اپنے دھڑکتے ہوئے دلوں سے پوچھو کشمیر اور بھوپال میں کتنے زمین و آسمان کا فرق ہے اگر ہے تو پھر ہم اسے مکروہ اور انتقامی جذبات کا شرمناک مظاہرہ نہ کہیں تو کیا کہیں۔

(۰)

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز فرائض و واجبات و سنن یاد نہوں نیز یہ معلوم نہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہوجائیں آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہوجائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگایئے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ قضا نہ کریں

نماز کی حقیقت پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہوجاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہوجاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل پڑھ دیکھئے تو سبحان اللہ ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعید یں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت صرف تین آنے ۳ر

نمازوں کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہوجائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور محل کو پڑھایئے بیوی کو پڑھایئے بڑوں کو سمجھایئے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہوجائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے۔

اعمال بخشش جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت سی لغزش سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب تمام مسائل بھی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل بھی عبور ہوگیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ دین و دنیا کو برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے ان میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھایئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں کتابیں مجلد ایک روپیہ (عہ)

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

ارض افغانستان میں صبح ترقی کا طلوع

شاہ نادر خاں کی روشنخیالی کے مظاہر

افغانستان وہ ملک ہے جہاں ابتدائے عہد اسلام سے لیکر اس وقت تک فرزندان توحید کی حکمرانی رہی ہے اور جہاں سے پرشکوہ اور اولوالعزم سلاطین اسلام نے اٹھکر اور نکل کر اطراف اور گردو پیش کے ممالک کو مسخر و مطیع کیا ہے سلطان محمود غزنوی، سلطان محمد غوری، اور سلطان احمد شاہ ابدالی اسی خاک پاک سے ہیں اور انہوں نے اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک کے صحراؤں اور جنگلوں کو پامال کرکے رکھدیا۔ سلطان محمود غزنوی نے جس عزم و ثبات اور جس حوصلہ مندی و دلیری سے ہندوستان پر پیہم حملے کئے اور دو دفعہ نہیں پورے سترہ دفعہ یہاں کے مہاراجوں کو یورش افغانستان کی معاندانہ شکستی کا مزہ چکھایا وہ تاریخ ہند کا ایک اہم باب ہے یہ سلطان نہایت عادل سلطان تھا اس نے ہر حملہ میں صرف محاربین سے تعلق رکھا اور غیر محاربین کو کبھی ایذا نہ پہنچائی اسے بھی ہندوستان کی مشترکہ قوت سے مقابلہ کرنا پڑا سلطان محمد غوری نے پانی پت میں رائے پتھورا کو شکست عظیم دیکر یہاں اسلامی سلطنت کا سنگ بنیاد قائم کیا۔

سلطان احمد شاہ ابدالی نے آخری وقت میں صرف ۶۳ ہزار فوج سے دو لاکھ اٹھہ ہزار لشکر کو وہ تباہکن ضرب پہنچائی اور ایسی زبردست شکست دی کہ ہندوستان کے ہر چھوٹے اور بڑے گھر سے کسی نہ کسی سورما کے ماتم کی آوازیں برسوں نہیں سالوں بلند ہوتی سنی گئیں اتفاق وقت تھا کہ وہ اس فتح جلیل کے بعد یہاں سے واپس چلا گیا ورنہ یقینی امر تھا کہ یہاں اسلامی حکومت کا قصر پھر از سر نو تعمیر ہوتا اور ان لین صدیوں کے لئے استواری کے ساتھ قائم ہوجاتا افسوس ہے کہ وہ واپس چلا گیا اور ایک سات سمندر پار سے آنے والی حکومت کے لئے راستہ صاف کر گیا اس کے بعد افغانستان میں بھی اختلال پیدا ہوگیا اور ایک مدت کے بعد امیر عبد الرحمن غازی اس ملک میں امن قائم کرسکے اس کے بعد امیر حبیب اللہ خاں نے اس صورت حالات کو قائم رکھا لیکن تاریخ نے پھر اپنا ورق الٹا اور ایسا معلوم ہوا کہ افق افغانستان پر گویا آفتاب عظمت طلوع ہوا ہے یہ آفتاب شاہ امان خاں کی ذات گرامی تھی آپ نے نہ صرف یہ کہ برطانیہ جیسی باجبروت حکومت کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا بلکہ اسے شکست بھی دی اور من مانی شرائط پر دستخط کرا لئے اس کے بعد آپ ملک کی ترقی میں ہمہ تن مشغول و منہمک ہوگئے اور ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں اسے خاک ذلت سے اٹھاکر عرش عزت پر فائز کردیا سب ممالک میں افغانستان کی دھاک بیٹھ گئی اور ہر طرف آپ کی روشنخیالی اور ترقی پسندی کی دھوم مچگئی قدرت کے کام انسانی عقل و بصیرت سے باہر ہیں نہ ہماری تمناؤں اور آرزوؤں سے بے نیاز ہے وہ صرف اپنی مصلحت دیکھتی ہے بدنصیب تھی رعایائے افغانستان جس نے اس بیدار مغز ہمدرد بادشاہ کی قدر نہ کی بغاوت ہوئی تخت الٹ گیا اور اس متمدن سلطنت کے متمدن تخت پر ایک وحشی و جاہل بچہ سقہ حبیب اللہ کے نام سے جلوس فرما ہوا اس نے تقریباً نو ماہ حکومت کی اور یہ اور غالباً افغانستان کی پوری تاریخ میں ایک تاریک اور انتہائی المناک دور تھا۔

مردے از غیب کی کارفرمائی

آخر خدائے برتر و توانا کی غیرت جوش میں آئی اس نے مظلوم و مقہور افغانیوں پر رحم فرمایا اور شاہ نادر خاں غازی دکارکنی کے لئے "مردے از غیب" بنکر فرانس سے افغانستان پہنچے آپ جس بے سر و سامانی کے عالم میں اپنے وطن مالوف پہنچے ہیں اس کی نظائر تاریخ عالم میں کم ہیں عقل ہرگز اس یقین کی موئد نہ تھی کہ آپ اس ملک میں حکومت قائم کرنا تو ایک طرف امن و امان بھی بحال کرسکیں گے ایک تلوار اور چار کپڑوں کے سوا آپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا لیکن دماغی اور ذہنی طاقتیں آپ کی باطل سوز اور مشکل شکن تھیں اور خاندانی اثر و رسوخ آپ کا رفیق کار رہا آپ نے سرزمین افغانستان پر قدم رکھا اور پہنچتے ہی سقائی حکومت کے تار و پود بکھیر دیئے اور اپنے تدبر کی کارفرمائیاں نمایاں کرنی شروع کردیں اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اس نیلگوں آسمان نے جو ہمارے سروں پر چھایا ہوا ہے دیکھا کہ وہی بے نوا جنرل جو محض ایک تلوار کمر سے آویزاں کئے افغانستان پہنچا تھا تخت حکومت پر متمکن ہے اور اس ملک میں جہاں نو ماہ سے بد امنی اور فساد کے جھکڑ چل رہے تھے امن و امان کی نسیم کے روح پرور اور خنک جھونکے آرہے ہیں۔

شاہ موصوف نہیں چاہتے تھے کہ خود سریر آرائے حکومت ہوں لیکن اہل افغانستان کو ایک استخواں شکن بخار سے صحت ہوئی تھی اور آپ نے انھیں ایک وحشی اور کودن فرمانروا کے چنگل سے نجات دلائی تھی اس لئے انہوں نے باصرار آپ کو مجبور کیا کہ آپ حکومت کی عنان اپنے ہاتھ میں لیں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب فیلحال ہی میں کابل تشریف لے گئے تھے آپ نے شاہ ممدوح سے بھی ملاقات کی جس کے دوران میں آپ نے خواجہ صاحب سے کہا:-

"میں اپنے ملک کو ایک غیر مستحق شخص بچہ سقہ کے پنجہ سے چھڑانے آیا تھا اور فرانس سے یہ عزم کرکے چلا تھا میں خود بادشاہ بننا نہ چاہتا تھا میں نے بہت انکار کیا لیکن میں نے بیحد اصرار سے مجبور ہوکر اس بوجھ کو اپنے کندھوں پر رکھ لیا میں خدا کی ذات پر بھروسہ رکھتا ہوں کہ وہی قادر مطلق مجھ ناتوان کو امن نا نظام اور عدل و ترقی کی توفیق عطا فرما رہا ہے"

عسکری تنظیم

شاہ ممدوح نے سریر حکومت پر متمکن ہوتے ہی سب سے پہلے قیام امن و امان کی سعی کی اور اعلان کردیا کہ میں شاہ امان اللہ خاں کے نقش قدم پر چل کر ملک کو منازل ارتقا طے کرانے میں پوری سعی و جہد سے کام لوں گا چنانچہ یہی ہوا ابھی بہت زیادہ عرصہ

نہیں گذرا ہے کہ آپ ملک کو اس منزل پر لے آئے ہیں جبکہ اعلیٰحضرت شاہ امان اللہ خاں کے مبارک دور میں تھا بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ افغانستان اس سے بھی آگے نکل چکا ہے اور بڑی سرعت کے ساتھ مراحل ارتقا طے کر رہا ہے آپ نے اپنی بصیرت اور دقیقہ سنجی سے سمجھ لیا تھا کہ شاہ امان اللہ خاں کے زوال کا سب سے بڑا باعث یہ اور صرف یہ تھا کہ انہوں نے تمدنی ترقیات کے جوش میں عسکری تنظیم و تقویت کی طرف پوری توجہ مبذول نہ کی تھی اور بزعم خود سمجھ لیا تھا کہ جس ملک میں تمدن و تہذیب کی روشنی پھیل جائے اور امن و امان کے برقی قمقمے ہر جگہ روشن ہوں وہاں فوجی طاقت کی طرف توجہ کی چنداں ضرورت نہیں اسی کوتاہ فہمی نے آپ کو کھو دیا اور ملک کو مصائب و نوائب کے چنگل میں گرفتار ہونا پڑا اس لئے آپ نے سب سے پہلے اس طرف اپنی توجہ منعطف کی۔

اب حالت یہ ہے کہ افغانی عساکر اپنی ضروریات کے مطابق ہوائی جہازوں مشین گنوں جدید ترین دافع الفلول جنگی موٹروں ٹینکوں اور توپخانہ سے آراستہ ہیں فوجی و عسکری تربیت کیلئے شاہ امان اللہ خاں نے جرمن اور اطالوی افسر ملازم رکھے تھے اب صرف جرمن افسروں سے یہ کام لیا جا رہا ہے فوجی مدارس میں ترک افسر تعلیم دے رہے ہیں توپخانہ میں دو اطالوی افسر تربیت دینے کے لئے مقرر ہیں شاہ نادر خاں کا شاہی باڈی گارڈ سروش شاہی کہلاتا ہے ماہرین کے نزدیک ان کا معیار نہایت اعلیٰ ہے اور یہ فوج کے چیدہ اور منتخب افراد پر مشتمل ہے ان کی ٹوپیاں تو جرمن وضع کی ہیں لیکن وردیاں فرانسیسی طرز کی ہیں۔

باقی افواج کا لباس اور وردیاں ویسی ہی ہیں جیسی کہ شاہ امان اللہ خاں غازی کے وقت میں تھیں البتہ انکی تنخواہ اب زیادہ بھی ملتی ہے اور وقت پر ملتی ہے سپاہیوں میں میل جول اور یکجہتی پیدا کرنے کے لئے یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ اسے چھوٹے لشکروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ایک لشکر میں صرف چار سو سپاہیوں کی کمان ہے اور قبل ازیں شاہ امان اللہ خاں کے وقت میں فوجی بھرتی کا طریقہ ایک حد تک ناقص تھا لیکن اب مغربی طریق سے مختلف اور مشرقی روایات کے عین مطابق ایک قسم کی جبری بھرتی کا طریقہ رائج کر دیا گیا ہے لیکن اس معاملہ میں خاص تحمد انست عمل میں آتی ہے قبائلی طریق پر لوگ بھرتی کئے جاتے ہیں ہر قبیلہ خود اپنے قبیلہ کے لوگوں کو منتخب کر کے بھیجدیتا ہے ہر قبیلہ کا سردار دفتر جنگ کا ایجنٹ ہوتا ہے۔

جب رنگروٹوں کی بھرتی کی ضرورت ہوتی ہے تو ہر قبیلہ کا سردار ایک جلسہ میں لوگوں سے اپیل کرتا ہے اور لوگ رضا کارانہ اپنی خدمت پیش کرتے ہیں اگر اس طرح مطلوبہ تعداد بہم نہیں پہنچتی تو سردار ہر کنبہ سے مساوی آدمی لیکر تعداد پوری کر دیتا ہے حکومت اپنی نشستوں آنکھیں کھلی رکھتی ہے اور بڑی سختی سے نگرانی کرتی ہے کہ کسی پر سختی نہ ہونے پائے اور لوگوں میں ناگواری کے جذبات نہ پیدا ہو جائیں شاہ موصوف کا لشکر اس حسن انتظام سے اس وقت دنیا کو منضبط لشکروں میں ہے اور اس کی موجودگی میں کسی کی یہ طاقت نہیں کہ شورش و بغاوت کا خیال بھی دل میں لا سکے۔

ریلوے کی تعمیر کا اہتمام

ریلوے کی تعمیر کی اسکیم شاہ امان اللہ خاں کے پیش نظر بھی تھی اور وہ اس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہے تھے لیکن شاہ ممدوح نے اسے عمل میں لانے کا فیصلہ نہیں عزم کر لیا ہے اور حکومت ہمایوں سے ریلوے کی تعمیر کے لئے قرضہ لے رہے ہیں ابتدائی گفت و شنید ختم ہو چکی ہے اسکیم منظور ہو چکی ہے اور اب صرف اس کے عمل میں آنے کی دیر ہے اس اسکیم کے مطابق مجوزہ ریلوے لائن کا آغاز درہ خیبر کے بالمقابل سرحد افغانستان کے قریب کسی مقام سے شروع ہوگا اور جلال آباد ہوتی ہوئی سیدھی کابل جائے گی۔

کابل سے ایک اور لائن قندہار ہوتی ہوئی برطانوی بلوچستان میں کسی مقام پر ختم ہوگی اسی لائن کی ایک شاخ ہرات جائیگی اس سلسلہ میں ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے چھوٹی پٹری والی لائن تیار و تعمیر کر دی جائیگی ماہرین غور و خوض میں مصروف ہیں اگر انہوں نے یہ فیصلہ کر دیا کہ بڑی پٹری والی لائن پر بہت زیادہ مصارف نہ ہوں گے اور مزید مصارف مسافروں کی آمد و رفت مال کے نقل و حمل اور باربرداری سے پورے ہو سکیں گے تو حکومت بڑی پٹری کی لائن بچھانے میں بھی تامل نہ کرے گی۔

نوسو میل کے علاقہ کی پیمائش

اس وقت تک جو تخمینہ کیا گیا ہے اس کے مطابق افغانستان نوسو میل طویل لائن تعمیر ہوگی یہ وسعت ملک کی موجودہ حالت اور ضروریات کے پیش نظر کافی ہے ماہرین فن کا خیال ہے کہ اس اسکیم پر بآسانی عملدرآمد ہو سکیگا البتہ کابل اور جلال آباد کے درمیانی راستہ میں ضرور مشکلات کے پیش آنیکا خیال ہے اس لئے یہ راستہ بہت دشوار گذار ہے جن حصوں میں اس لائن کے تعمیر کرنے کی تجویز ہے وہی علاقے ایسے ہیں جن میں سے لائن گذر سکتی ہے باقی علاقے تو ایسے ہیں کہ سال بھر میں چھ سات ماہ ہیں برف جمی رہتی ہے بعض علاقے بیحد دشوار گذار ہیں اور بعض ایسے ہیں جو سطح بحر سے دس پندرہ ہزار فٹ بلندی پر واقع ہیں لیکن ایک متمدن حکومت کے لئے لازمی ہے کہ اس میں حمل و نقل کی پوری سہولتیں موجود ہوں اور ملک کا کوئی علاقہ تمدنی ضروریات سے جدا نہ رہے اس لئے شاہ موصوف نے یہ تجویز کی ہے کہ جن علاقوں میں ریلوے کی گذر غیر ممکن ہے وہاں موٹروں کی آمد و رفت میں توسیع کر دی جائے اور لوگ لاریوں کے ذریعہ وہاں آ جا سکیں۔

سڑکوں کی تعمیر

شاہ نادر خاں کی توجہ سڑکوں کی تعمیر کی طرف بہت زیادہ مبذول ہے آپ چاہتے ہیں کہ مالی انتظامات کے باعث ریلوے کی تعمیر میں کچھ تاخیر بھی ہو جائے لیکن سڑکوں کی تعمیر کا سلسلہ کسی طرح بند نہ ہو موٹر سروس افغانستان میں حیرت انگیز ترقی کر گئی ہے ہر طرف امریکی موٹر دوڑتے پھرتے ہیں ریلوے کی تعمیر کے بعد افغانستان کی تجارت بھی ترقی کر جائے گی خشک اور تازہ میوے قالین شال چمڑے کی کھالیں اونی اشیاء یہاں سے باہر جائینگی اور غلہ کپڑا اور دیگر سامان باہر سے آئیگا اس سے ملک کے مالیہ میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔

تجارت کی ترقی

افغانستان میں ریلوے نہیں پھر بھی یہاں کافی تجارت ہوتی ہے وسط ایشیا ترکستان بخارا۔ ایران اور ہندوستان سے قافلے آتے جاتے رہتے ہیں جو اونٹوں اور خچروں پر ہر قسم کا مال لاتے اور لیجاتے ہیں یہاں ہر قسم کا بہتر سے بہتر میوہ بکثرت پیدا ہوتا ہے اپنی سے اچھی اعلیٰ بڑی تعداد میں اس ملک سے مہیا اور فراہم ہو سکتی ہے کھالوں اور چمڑوں کی کوئی انتہا نہیں اس وقت تک یہ چیزیں بڑی حد تک ضایع جاتی ہیں لیکن ریل نکل جانے پر یہی نہیں کہ اس سے تجارت میں روح پڑ جانے کی بلکہ ان کی حرفت اور صنعت میں روح پیدا ہو جائے گی ہندوستان افغانستان اور ایران کے نہیں بلکہ چین اور یورپ تک کے ڈانڈے مل جائینگے اور لاکھوں کا نہیں بلکہ کروڑوں روپیہ کا مال ملک میں آنے جانے لگیگا اس کا مال بھی چاروں طرف جانے لگا اور یہاں بھی ہر طرف سے مال آئیگا اور ہر طرف ایک رونق اور چہل پہل پیدا ہو جائے گی بازار مال سے پٹ جائینگے گاؤں قصبے۔ قصبے شہر اور شہر عظیم الشان شہر کی صورت میں منتقل ہو جائینگے اس کے علاوہ ترقی کے جدید امکانات بھی پیدا ہو رہے ہیں افغانستان میں چاندی لوہا تانبہ کوئلہ اور ایک طرف جواہرات کی کانیں بھی موجود ہیں شاہ امان اللہ خاں نے ماہرین کو انکی جستجو تلاش اور کھدائی کے لئے بلایا تھا اور کچھ کام بھی شروع ہو گیا تھا لیکن یہ سلسلہ ان کے عزل کے ساتھ ختم ہو گیا تھا اب شاہ نادر خاں نے ادھر بھی توجہ کی ہے اس سلسلہ میں یہ بھی کام شروع ہو گیا ہے یہ ملک معدنی دولت سے مالا مال ہے اس سے بھی ترقی کا باب زاہر جائے گا اور یہاں ہن برسنے لگیگا اس سے ظاہر ہے کہ افغانستان کے سامنے ایک شاندار مستقبل موجود ہے صرف کسی مجاہد با جلال کی ضرورت تھی جو اسے نادر خاں کی صورت میں نصیب ہو گیا ہے۔

تعلیم کے فروغ کی مساعی

امان اللہ غازی نے تعلیم کے فروغ کیلئے بھی مجاہدانہ سعی و جہد کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اب نادر خاں غازی نے بھی پوری سرگرمی سے اسے وسیع سے وسیع تر کر دینے اور اسے عمومیت عطا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے جہاں تک ملک کی مالیات اجازت دیتی ہے اور اسے آگے بڑھایا جاتا ہے آپ نے نہایت ہوشمندی اور تدبر سے طریقہ ایسا اختیار کیا ہے کہ اس میں ملاؤں کی مخالفت کا شائبہ باقی نہ رہے۔

اس وقت نادر خاں غازی نے تمام ملک میں تعلیم عام کر دینے کے لئے یہ صورت اختیار کی ہے کہ پرائمری سے لیکر یونیورسٹی کے درجہ تک کی تعلیم مفت دی جا رہی ہے فوجی اور عسکری درسگاہوں کے علاوہ کابل قندھار اور ہرات میں تین آرٹ کالج موجود ہیں کابل میں ایک لا کالج بھی قائم ہو چکا ہے ہر قسم کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام موجود ہے اور برابر اسکول پر اسکول کھلتے اور قائم ہوتے چلے جا رہے ہیں ملازمت کے حصول کے لئے جس تعلیم کی ضرورت ہے وہ بالکل عام ہو چکی ہے اور ہر خاص و عام کے لئے اعلیٰ تعلیم کا وسیع میدان کھلا ہوا ہے غیر ملکی زبانوں کی تعلیم سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے قابل ذکر امر یہ ہے دور دست اور دیہاتی علاقوں میں بھی علم کی روشنی پھیلانے کا انتظام ہو رہا ہے چونکہ ان لوگوں کو تہذیب حاضرہ کی ہوا تک نہیں لگی اس لئے ان کی طرف خاص توجہ کا انعطاف ضروری بھی تھا اور توجہ کی بھی جا رہی ہے۔

نہ صرف فروغ تعلیم بلکہ سڑکوں کی تعمیر فوجی ملازمت اور مختلف طریقوں سے انھیں آشنائے تہذیب بنایا جا رہا ہے اس سے قیام امن میں بھی مدد ملیگی اور ان کے دماغ بھی روشن ہو جائینگے ان کے اندر اپنی قسم کی قدیم تعلیم موجود تھی اسی پر جدید تعلیم کی بنائیں استوار کی گئی ہیں۔

ہوا بازی کی اسکیم

افغانستان شاہ نادر خاں کے عہد اقبال میں ہر شعبہ میں ترقی کر رہا ہے غیر مصافی ہوا بازی کی اسکیم بھی زیر غور ہے اگر سرحدی اور مالی مسائل نے اجازت دی تو یہ اسکیم جلد معرض عمل میں آ جائیگی اتنی ترقی تو ہو چکی ہے کہ کابل اور ترمیر کے مابین ہوائی ڈاک کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے پیغام رسانی کے کام کو مختلف جدید ترین طریقوں سے وسعت و ترقی دینے کی بھی زبردست کوششیں کی جا رہی ہیں افسوس اس کا ہے کہ افغانستان کا مالیہ سرحدی حفاظت اور مختلف شورشوں کے دبانے میں صرف ہوتا رہتا ہے کیونکہ یہاں کے قبائل بہت سرکش واقع ہوئے ہیں ریل نکل جانے سڑکیں تعمیر ہو جانے اور ہوائی سروس قائم ہونے پر ایک طرف تو انہیں قابو میں رکھا جا سکیگا اور دوسری طرف تہذیب و تعلیم سے آشنا ہو جانے پر ان کی طبائع بھی سکون پذیر ہو جائیں گی۔

شاہ موصوف کی مساعی گرامی کے اثرات

خواجہ گرامی حسن نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ شاہ نادر خاں کے عہد میں فوجی طاقت خوب بڑھ گئی ہے تعلیم ترقی کر رہی ہے ہر جگہ امن و امان ہے رعایا کی دنیوی اور دینی ترقی کے لئے بادشاہ رات دن محنت میں مصروف ہیں اور افغانستان کا بچہ بچہ اس بادشاہ سے محبت کرتا ہے اور کیوں نہ محبت کرے جبکہ انہوں نے ملک کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا نور کیجئے کہ کابل میں ہندوؤں اور سکھوں کی مجموعی آبادی آٹھ سو ہے لیکن ان کے مندر اور گوردوارے موجود ہیں خواجہ صاحب محترم ان کے گھروں میں گئے ان سے تخلیہ میں گفتگو کی سب نے متفق اللفظ یہی بیان کیا کہ نادر خاں اولیا بادشاہ ہے اور ہمارے جان و مال و مذہب کی خوب حفاظت کرتا ہے اور کیوں نہ کریں مسلمانوں کی یہ ایک امتیازی خصوصیت رہی ہے اتنی امتیازی کہ بعض یورپین مورخوں نے مسلمانوں کو غیر مسلم محکوموں کے ساتھ حد سے زیادہ رواداری برتنے پر مطعون کیا ہے۔

شاہ نادر خاں کی دینداری

غازی موصوف بہت دیندار اور پابند مذہب بزرگ ہیں آپ میں غرور اور نخوت نام کو نہیں نہ آپ خود کو بادشاہ سمجھتے ہیں بلکہ ایک نہایت منکسر المزاج اور نیک نفس تاجدار ہیں سچے مسلمان ہیں اور ملت و ملک کے لئے آپنے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے خواجہ حسن نظامی صاحب نے آپ کو خود سجدہ میں دیر تک پڑے رہتے اور اپنے معبود برحق کے سامنے عجز و انکسار سے یہ دعائیں مانگتے دیکھا ہے کہ بار الہا تو میری قوم کو توفیق نیکو کاری و ترقی عطا فرما خواجہ صاحب اس دفعہ کابل تشریف لیگئے تو حسن اتفاق سے جمعہ کی نماز میں آپکو شاہ غازی کے برابر جگہ مل گئی آپنے عرض کیا کہ مجھے اس امر کی مسرت ہے کہ تمام عمر میں اگر نہ تو مجھے ایک تو اسلامی فرمانروا کے ساتھ نماز ادا کرنیکا موقع ملا اس پر شاہ غازی نہایت منکسر المزاجی سے کہا کہ مجھکو بھی فخر ہے کہ آج میری برابر نماز میں ایک ایسا شخص تھا جو حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کی نسل سے ہے جب آپ حضرت کے مزار پر جائیں تو کہیں کہ محمد نادر کو اپنے روحانی تصرفات و توجہات سے فراموش نہ کریں جب خطبہ میں خطیب نے نادر شاہ غازی کا نام لیا تو نادر شاہ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر خدا کے سامنے سر جھکا دیا اور آبدیدہ ہو گئے اس جلیل القدر فرمانروا پر گریہ کا ... خواجہ صاحب کو بھی رونا آگیا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ نادر شاہ کتنے دیندار اور کس درجہ کے غمخوار دل ہیں کاش مسلمان آپکے اس اہم پیغام کو جو آپنے خواجہ صاحب کے ذریعہ مسلمانان ...

صدا بہ صحرا

از محترم جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب فیضہ

جن لوگوں نے دریا کے کنارے جنگلوں میں سیلاب آتے دیکھا ہے ان کی نظروں سے یہ تماشا ضرور گذرا ہو گا کہ جب سیلوں کی چڑھائی میں پانی کی رو بڑھتی چلی آتی ہے اور جنگل کے جانور یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی زندگی خطرہ میں ہے تو انکی حیوانی عقل انھیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ جس قدر تیزی کے ساتھ ممکن ہو کسی اونچے مقام کی طرف بھاگیں تاکہ اس کے بڑھتے ہوئے پانی سے نجات مل سکے وہ بھاگتے ہیں اور اس بری طرح بھاگتے ہیں کہ سر پیر کا ہوش نہیں ہوتا اور دیکھنے والوں نے دیکھا ہے کہ اس وقت شیر اور ہرن ساتھ ساتھ اور بھیڑیئے اور بکریاں دوش بدوش بھاگے چلے جاتے ہیں یہی نہیں بلکہ جب کسی اونچے ٹیلے پر پہنچ کر انھیں پناہ میسر آتی ہے اور وہ وہاں ٹھیر کر اطمینان کا سانس لیتے ہیں تب بھی شیروں اور ہرنوں دونوں کے دل پر سیلاب کا خوف اس درجہ غالب ہوتا ہے کہ بلا تکلف دونوں پاس پاس کھڑے رہتے ہیں نہ کبھی شیر ہی کو یہ دھیان آتا ہے کہ اس کی خوراک اس سے اس قدر قریب موجود ہے اور نہ ہرن ہی کے دماغ کو اتنا سکون حاصل ہوتا ہے کہ وہ یہ محسوس کر سکے کہ ایک خطرہ سے جان بچانے کی کوشش میں وہ ایک دوسرے خطرہ کے کس قدر قریب پہنچ گیا ہے

حقیقت یہ ہے کہ قدرت نے ہر جاندار کو یہ سبق سکھا دیا ہے کہ جب کبھی کوئی سے دو جاندار ایک ہی خطرہ میں مبتلا ہوں اور دونوں کا دشمن مشترک ہو تو خواہ اس خطرہ میں مبتلا ہونے سے پہلے ان دونوں جانداروں میں کیسی ہی سخت عداوت ہو پھر بھی اس موقع پر وہ خود بخود ایک دوسرے کے دوست اور ہمدرد بنجاتے ہیں اور اپنی پرانی دشمنی کو کچھ اس طرح بھول جاتے ہیں کہ گویا ان میں کبھی باہم دشمنی تھی ہی نہیں۔

یہ حالت تو اس وقت رونما ہوتی ہے کہ جب مختلف جنسوں کے جانور ہوں لیکن جب سب ایک ہی جنس کے ہوں تب تو ان کی باہمی ہمدردی اور محبت کی کوئی حد ہی نہیں رہتی اور اکثر اوقات جنگلوں میں یہ نظارہ دیکھنے میں آتا رہتا ہے کہ جنگلی بیلوں اور گایوں کے گلے پر حملہ کرنے کے لئے کوئی شیر یا چیتا آیا اور تمام جانور فوراً متحد اور متفق ہو کر ایک دیوار بنا کر سامنے کھڑے ہو گئے اور بچوں کو اور ان کی ماؤں کو اپنی آڑ میں کر لیا یہ دیوار یقیناً گوشت کی ہوتی ہے اور ایک شیر کے پنجے اس میں بہت ہی آسانی سے گھس سکتے ہیں لیکن اس دیوار میں سے نکلے ہوئے نوکدار سینگ کچھ اس درجہ خوفناک ہوتے ہیں کہ اگر شیر حد سے زیادہ بھوکا اور فاقہ زدہ نہ ہو تو کسی طرح اس کی ہمت قریب آنیکی نہیں پڑتی اور وہ جھجکنے سے الٹا لوٹ جاتا ہے شیر کے جاتے ہی اس گلے کے سانڈ پھر آپس میں اسی طرح لڑنے اور زور آزمائی کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں کہ جیسے شیر کی آمد سے پہلے تھے اور فطرت نے اس دنیا میں بھیجنے سے پہلے ہی یہ سبق سکھا دیا ہے کہ خطرہ کے وقت اپنے شخصی اور انفرادی تمام اختلافات کو بھول کر پورے کنبے یا قوم کے تحفظ کی خاطر باہم یکدل اور یکجہت ہو جائیں۔

ہندوستان آج اپنی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ آج ہمیں جس عظیم خطرہ کا سامنا ہے اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا ملک کی آبادی کا ایک بڑا حصہ غیروں کی غلامی سے آزاد ہونے کے لئے بے چین بلبلا کر اُٹھ کھڑا ہوا ہے پینتیس ۳۵ کروڑ میں سے کم سے کم پچیس کروڑ دل آج اپنے اندر حریت و آزادی کی تڑپ محسوس کر رہے ہیں اور جلد سے جلد غیر ملکی حکومت کا جوا اپنی گردنوں سے اتار پھینکنے کے لئے بیقرار اور بیتاب ہیں . . . . غیر ملکی حکومت کا جوا سرکنڈے کا بنا ہوا نہیں ہے کہ جسے ایک بچہ بھی اگر چاہے تو توڑ مروڑ کر پھینکدے نہ خالص فولادی ہے اور اس قدر گراں اور مضبوط کہ نہ دس کروڑ انسانوں کی قوت اسے توڑ سکتی ہے اور نہ پچیس کروڑ کی وہ اگر ٹوٹ سکتا ہے تو پورے پینتیس کروڑ کی متفقہ طاقت ہی سے ٹوٹ سکتا ہے اور اگر اتنی قوت میسر نہیں آ سکتی تو کم طاقت کے ساتھ زور لگانے کے لئے ہماری گردنیں جس قدر اوپر کو اٹھیں گی اسی قدر وہ ہماری گردنوں میں اور زیادہ پیوست ہوتا چلا جائے گا اور اس طرح پیوست ہوتے وقت وہ کسی طرح بھی ان گردنوں کو نکال کر الگ نہیں کر سکتا کہ جو سرکشی پر آمادہ نہ تھیں۔

موجودہ جنگ آزادی کے دو ہی نتیجے نکل سکتے ہیں یا تو یہ کہ ہندوستان صحیح معنوں میں آزاد ہی ہو جائے اور ملک کا انتظام اغیار کے ہاتھوں سے نکل کر ہمارے اپنے ہاتھوں میں آ جائے یا پھر یہ کہ ہماری غلامی کی زنجیریں اور بھی زیادہ سخت اور مضبوط اور غلامی کے طوق پہلے سے بھی زیادہ وزنی اور ناقابل برداشت ہو جائیں جو غیر قوم کہ آج ہمارے ملک پر حکومت کر رہی ہے وہ نہ بیوقوف ہے اور نہ کمزور اور اسے اگر کوئی چیز مجبور کر سکتی ہے تو وہ صرف ہمارا آپس کا اتحاد اور اتفاق ہے متحد اور متفق ہو کر اگر ہم نے اس موقع پر اپنے مقصد کو حاصل کر لیا تو کر لیا ورنہ یہ یقینی ہے کہ ذرا سی فرصت اور تھوڑا سا اطمینان میسر آتے ہی یہ حکمراں قوم ہمیں نئے نئے قوانین اور تازہ تازہ آرڈیننسوں کی زنجیروں میں ایسا جکڑ دے گی کہ آیندہ سو دو سو برس تک گردن کٹنی تو بڑی چیز ہے ہمیں گردن ہلانے تک کا موقع نہ مل سکے گا اور ہم حصول آزادی تو کجا آزادی کے خیال اور خواب تک سے محروم ہو جائینگے۔

ہندوستان آیندہ دو چار دس برس میں خواہ آزاد و خود مختار ہو جائے یا اس کی غلامی کے بندھن اور بھی زیادہ جکڑ جائیں دونوں صورتوں میں مسلمانوں کے لئے بظاہر حالات کوئی صورت فلاح اور بہبود کی نظر نہیں آتی اگر خوش قسمتی سے اُسے آزادی نصیب ہو گئی اور آزادی حاصل کرنے کی کوششوں میں مسلمان برابر کے شریک نہیں تو ظاہر ہے کہ فتح و کامرانی کے پھل تمام کے تمام اسی جماعت اور اسی فرقہ کا حق ہیں اور اسی کے حصہ میں آئینگے کہ جس نے باغ کو اپنے خون سے سینچا ہے اور جس نے مادر وطن کو آزاد کرنے کے لئے ہر قسم کی مصیبتیں جھیلی ہیں یہ خیال کہ اگر اس وقت مسلمانوں کو ان کے حصہ سے محروم کیا گیا تو وہ بزور بازو اپنا حصہ ہندوؤں سے لے لینگے بالکل احمقانہ ہے

کیونکہ جو قوم برطانیہ جیسی منظم اور طاقتور سلطنت سے اپنا ملک واپس لے سکتی ہے اسے چند کمزور مفلوک الحال غیر منظم لٹیے اور کمزور مسلمانوں سے کیا خطرہ ہوسکتا ہے ایک اچھے پہلوان سے مقابلہ کرتے کرتے ایک کمزور شخص بھی بہت کچھ طاقت پکڑ جاتا ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ برطانیہ جیسی عظیم الشان طاقت سے ٹکریں کر لینے کے بعد ہندوؤں کی طاقت دس گنی اور پچاس گنی نہ بڑھ جائے اور ایسی حالت رونما نہ ہو جائے کہ وہ تھوڑے سے مسلمانوں کی مخالفت کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیں۔

اگر خدانخواستہ اس جنگ آزادی میں ہندوستان کو ناکامی نصیب ہوئی اور حکمران قوم نے غلامی کی زنجیروں کو ذرا اور مضبوطی سے کسنا چاہا تاکہ آئندہ ہاتھ پاؤں ہلانے کی ہم میں اہلیت اور طاقت ہی نہ رہے تب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اس سختی کا اثر سب سے زیادہ مسلمانوں ہی پر پڑے گا اور ہندو تو ممکن ہے کہ اس نئی اذیت کو کچھ عرصہ تک جھیل بھی جائیں لیکن مسلمان اسے کسی طرح برداشت نہ کر سکیں گے لڑائی کے میدان سے شکست کھا کر بھاگتے وقت جب فتحمند جماعت بھگوڑوں کا تعاقب کیا کرتی ہے تو چونکہ پورا پورا اطمینان حاصل ہوتا ہے اس لئے خوب تاک تاک کر اور جا جا کر ہاتھ رسید کیا کرتی ہے ایسے بھرپور کہ جس کے ایک ہاتھ پڑ جاتا ہے وہ زمین پر ڈھیر ہو جاتا ہے اور یہ نپے تلے ہاتھ صرف انھیں بدنصیبوں پر پڑتے ہیں کہ جو کمزور ہوں اور اچھی طرح بھاگنے کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے دوسروں سے پیچھے رہ جائیں۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آج مسلمان ہر لحاظ سے ہندوؤں کی بہ نسبت کمزور ہیں اور علم، دولت تعداد آبادی حتیٰ کہ اب طاقت جسمانی میں بھی کسی طرح ان کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ نہیں کر سکتے سیاسی لڑائیوں میں جسمانی طاقت اتنا کام نہیں دیتی جتنا کہ علم اور دماغی صحت کام دیا کرتی ہے اور تلوار ہی سے کہیں زیادہ اس میں قلم کی دھار کارآمد ثابت ہوتی ہے مسلمان اہل سیف تو شاید کسی حد تک ہوں بھی لیکن اہل قلم اور اہل علم ہرگز نہیں ہیں اس لئے جنگ میں شکست کا بار سارے کا سارا انہی پر پڑنا بالکل لازمی ہے ہندوؤں کو ان کے علم اور ان کی دولت اور ان کی زیادتی تعداد کی طاقتیں میدان جنگ سے بھگا لیجائیں گی اور مسلمان کمزور اور ناطاقت سپاہیوں کی طرح پیچھے رہ کر غالب اور فتحمند فوج کے وار سہیں گے یہ دنیا کمزور دل اور ناطاقتوں کے رہنے کی جگہ نہیں ہے اور کوئی ایسی قوم کہ جو دور سے کھڑے کھڑے یا چارپائی پر پڑے پڑے صرف تماشا دیکھ لینا جانتی ہو ہرگز ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی یہ قدرت کا قانون ہے اور ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا (اللہ تعالیٰ کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوتی) فرمان الٰہی ہے۔ مسلمانوں کے تمام بڑے اور چھوٹے اور دبلے اور موٹے لیڈر مل کر اگرچہ ان کا کسی بات پر متفق ہونا بجائے خود ایک معجزہ ہوگا، بھی اگر چاہیں تو اس قانون میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں کر سکتے مسلمانوں کا یہ جمود اور یہ سکون اگر جلد سے جلد حرکت اور عمل سے نہ بدلا تو ہندوستان کی جنگ آزادی کا انجام خواہ فتح ہو یا شکست ان کا فنا ہو جانا یقینی ہے زندگی صرف حرکت اور عمل کا نام ہے اور سکون و جمود موت کی علامتیں ہیں۔

خطرہ کی تمام علامتیں ظاہر ہو چکیں سیلاب امڈا چلا آرہا ہے سارے جنگل میں پانی ہی پانی بھر گیا ابھی ٹخنوں تک تھا ابھی گھٹنوں تک پہنچ گیا لیکن ہم ابھی تک کامل اطمینان کے ساتھ کھڑے ہوئے اس بڑھتی ہوئی رو کا تماشا دیکھ رہے ہیں ممکن ہے کہ یہ ہماری بدحواسی کا نتیجہ ہو لیکن بدحواسی ہو یا بے پروائی بہرحال دونوں کا نتیجہ ایک ہی ہے سیلاب نہ ان جانوروں کے ساتھ کوئی رعایت کرتا ہے جو خوف و خطر سے بے پرواہ ہوں اور نہ ان کے ساتھ جو ڈر کے مارے بدحواس اور بے اوسان ہو جائیں ہمارے جنگل کے ہوشیار اور عاقبت اندیش جانور اپنی اپنی جھاڑیاں اور بھٹ چھوڑ کر اونچے ٹیلوں کی طرف روانہ ہو چکے دوست و دشمن کا امتیاز اٹھ چکا درندوں کی چرندوں سے عداوت باقی نہیں رہی اور چرندوں کے دل سے درندوں کا خوف دور ہو گیا ایک مشترکہ مصیبت نے سب کو ایک دوسرے کا درد کا شریک بنا دیا اور بغض وعناد حرص و طمع اور غرور و تکبر کی بجائے ہر قلب میں اس اونچی پہاڑی پر پہنچ جانے کی تمنا بھر گئی کہ جو کسی قدر دور ہے مگر سامنے نظر آرہی ہے سوختہ اختر اور بدنصیب مسلمان اب بھی اس خطرہ سے بیخبر ہیں اور پہاڑی کی طرف رخ کرنے کے بجائے وہ اب بھی یا تو اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے ہیں یا اسی سمت کو چل رہے ہیں کہ جدھر سے سیلاب آرہا ہے انہیں اس وقت یہ بھی کہ جب ہندوؤں کو اپنی جان و تن کا ہوش نہیں ہے ان سے خوف معلوم ہو رہا ہے اور ایسی حالت میں کہ جب ہندو سیلاب کے خوف سے سر پر پاؤں رکھے بھاگے جا رہے ہیں مسلمانوں کو اتنی بےفکری حاصل ہے کہ ان کے ساتھ اسی طرح افتاں و خیزاں چل دینے کی بجائے انہیں روک روک کر یہ طے کرنا چاہتے ہیں . . .

. . . . کہ پہاڑی پر پہنچکر ہماری حفاظت

. . کا کیا سامان ہوگا اور اس طرح ان کا بھی راستہ کھوٹا کر رہے ہیں جس پہاڑی پر پہنچکر قیام کرنا ہے ابھی اسے دیکھا تک نہیں ہے اور ابھی تک اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے کہ اس میں کتنے غار ہیں کتنی چوٹیاں ہیں کہاں کہاں اور کتنے درخت واقع ہیں اور کس کس سمت کو چشمے بہتے ہیں اور یہاں جس جنگل میں ہم کھڑے ہیں اس میں برابر پانی اونچا ہوتا چلا آرہا ہے مگر ہم ہیں کہ اس یقینی خطرہ سے بھاگنے کی بجائے دوسروں کا وقت بھی اس لایعنی بحث میں خراب کرنا چاہتے ہیں کہ پہاڑی پر پہنچکر کون کون سے درخت اور غار تم لوگے اور کون کون سے ہمیں دوگے یا یہ کہ پانی پینے کے لئے تمہارا چشمہ کونسا ہوگا اور ہمارا کونسا؟ کیا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہمیں ابھی تک خطرہ کا احساس ہی نہیں ہوا ہے اور ہم موجودہ جنگ آزادی کو اپنی موت اور زیست کا سوال سمجھنے کی بجائے محض ایک بازار کا سودا خیال کر رہے ہیں جسے اچھی طرح دیکھ بھال کر اور بھاؤ چکا کر خریدنا چاہیئے۔

ہماری یہ بحث و تکرار اور ہمارا یہ اختلاف اگر غیروں اور ناجنسوں تک ہی محدود رہتا تب بھی خیر کسی نہ کسی طرح صبر کیا جا سکتا تھا لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ بشیر کو گلے کے اس قدر قریب بھی دیکھکر ہمارے سانڈ ابھی تک آپس ہی کی گاؤزوریوں میں مصروف ہیں اور ابھی تک انھیں اس بات کا خیال نہیں آیا ہے کہ مشترکہ دشمن کے خلاف جلد سے جلد اپنے سنگینوں کی دیوار بنا کر کھڑے ہو جائیں یا اگر بادو باران کے طوفان سے بھاگنا ہے تو سب یکجہت ہو کر بھاگیں تاکہ سارا گلہ ان کے پیچھے پیچھے ہو لے اور اس طرح کسی پناہ کی جگہ میں پہنچ جائے۔

ہندوؤں کے ساتھ اتحاد اور اتفاق تو بڑی چیز ہے ہمیں تو آج سب سے بڑی دشوار

اسی میں نظر آرہی ہے کہ مسلمانوں مسلمانوں کو آپس میں متحد اور متفق رہیں جنگل میں دو چار آدمی ساتھ ساتھ جا رہے ہوں اور انھیں یہ نظر آئے کہ ایک شیر ان کی تاک میں بیٹھا ہے اور عنقریب حملہ کیا چاہتا ہے تو انصاف سے کہیئے کہ اس وقت کسی طرح یہ ممکن ہے کہ وہ چاروں آپس میں یہ بحث شروع کردیں کہ فلاں درخت پر چڑھ جانا چاہیئے یا فلاں جھاڑی کی آڑ لینی مناسب ہے ! اور بالفرض اگر ان چاروں میں سے دو آدمی پیشوا بنکر آپس میں اس بات پر جھگڑا شروع کردیں کہ فلاں درخت پر تو بندر بیٹھے ہیں اس پر چڑھنا ہی مناسب ہے نہیں تو ایسے رہنماؤں کی عقل کے متعلق آپ کا کیا فتوے ہوگا؟ مکان میں آگ لگ جائے تو کیا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مکان کے رہنے والے آگ بجھانے اور اپنا مال و اسباب بچانے کی کوشش کرنے کی بجائے اس بحث و تکرار میں منہمک ہوجائیں کہ بڑا بھائی پانی کی اکیاون ڈولچیاں ڈالے یا چھوٹے بھائیوں کو اپنا ہنر بلند دکھانے کا موقع دیا جائے اور سب میں سے اکیاون ڈولچیاں اس سے ڈلوائی جائیں؟

آج مسلمان زعماء نے جو بحث شروع کر رکھی ہے اور جو نزلیقین کی انتہائی کوششوں کے باوجود کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتی کیا وہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ مسلمانوں کو ابھی تک خطرہ کا احساس ہی نہیں ہوا ہے اور مسلم کانفرنسوں کے جلسوں میں کھڑے ہو ہو کر "اسلام خطرہ میں ہے" کی صدائیں لگانے والے درحقیقت خود ہی اس خطرہ کا احساس نہیں رکھتے ہندوؤں نے آنے والے خطرے کو محسوس کیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے فوراً ہی فطرت کے پڑھائے ہوئے سبق پر عمل ہی شروع کر دیا دوست اور دشمن کی تمیز تو کہاں باقی رہتی مشترک خطرہ نے ان کے دلوں سے مرد و عورت کا فرق ہی دور کردیا اور ان کی ایک ایک عورت اور ایک ایک بچہ تک مردوں کے دوش بدوش خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا مالداروں نے سونے چاندی کے ڈھیر لگا دیئے اور سرفروشوں اور جانبازوں نے اپنا خون پانی کی طرح بہادیا مامتا بھری ماؤں نے اپنے غم کے آنسو شربت کے گھونٹ کی طرح پی لئے اور جوان بیٹوں کو ہنس ہنسکر اور دعائیں دے دے کر جیل جانے کے لئے رخصت کیا اور ارمان بھری دلہنوں نے کلیجہ پر پتھر رکھکر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ اپنے جیل جانے والے خاوندوں کو الوداع کہی اور اس کے بعد خود بھی اسی آگ میں ستی ہوجانے کے لئے نکل کھڑی ہوئیں۔

مسلمانوں کی بھی ایک اچھی خاصی بڑی جماعت نے خطرہ کو خطرہ ہی کی طرح محسوس کیا اور سروں پر لاٹھیاں اور سینوں پر گولیاں کھا کھا کر اپنی قوم کو خطرات سے محفوظ رکھنے کی پوری پوری کوشش کی لیکن اس امر واقعہ سے کسی طرح انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں ایک اچھی خاصی بڑی جماعت ایسی بھی موجود رہی جو شیر کے مقابلہ میں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ دیوار بنکر کھڑی ہونے کے بجائے ان بہادروں کی بنائی ہوئی دیوار میں رخنے ڈالتی رہی اور جن کے سنگوں کا رخ شیر کے جنبش کی طرف رہنے کے بجائے اکثر و بیشتر اپنے ہی سرفروش بھائیوں کے سینوں کی جانب رہا۔

اس خطرہ کے موقع پر فرزندان فطرت کی طرح ہمارا طرز عمل یہ ہونا چاہیئے تھا کہ مسلم مسلم اختلافات کا تو ذکر ہی کیا ہند و مسلم اختلافات کا سوال بھی قطعاً نہ پیدا ہوتا ملک کا ہر ہر فرد جان و دل سے اپنے وطن کو آزاد کرانے اور اپنی قوم کو غلامی کی مصیبت اور لعنت سے بچانے کے لئے سر بکف اٹھ کھڑا ہوتا اور آپس کے تمام اختلافات کا تصفیہ اس مبارک وقت کے لئے اٹھا رکھا جاتا کہ جب موجودہ خطرہ اور موجودہ سیلاب سے نجات مل جاتی پہاڑی پر پہنچکر عقل حیوانی ہمیں خود بتا دیتی کہ ہرنوں کو کس سمت میں رہنا اور کونسے چشمے سے پانی پینا چاہیئے اور درندوں کے لئے پہاڑی کا کونسا حصہ موزوں ہے آخر اس جنگل میں آکر بسنے سے پہلے ہمنے کس کس سے اور کیا کیا معاہدے کئے تھے اس کی زمین پر ہر جانور جہاں اور جس طرح اس کے مناسب حال ہوتا ہے رہ پڑتا ہے اور چند روز میں یا تو حالات اس کی زندگی کے مناسب ہوجاتے ہیں یا اس کی زندگی حالات کی مناسبت سے ایک نئے انداز پر ڈھل جاتی ہے . . . .

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد سے پیشتر ہم اس ملک پر حکومت کیا کرتے تھے لیکن جب انگریزوں نے یہاں چھاؤنی چھائی اور اپنا قبضہ جمالیا تو چند ہی روز میں ہم ان نئے حالات کے عادی ہوگئے اور چونکہ حالات کو بدل دینا امکان میں نہ تھا اسلئے اپنی زندگیوں کو نئے انداز پر ڈھال لیا اور غلامی و محکومی اختیار کرلی جب ہم غلامی اور محکومی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال سکتے ہیں اور اسی پست اور ذلیل حالت میں اس قدر مگن رہ سکتے ہیں کہ آج ہم میں سے بہت سوں کو اس ذلت سے نکلنا ناگوار گذر رہا ہے تو کیا ہم اس صورت میں اپنی زندگی کو ماحول کے مناسب نہ بنا سکیں گے کہ جب یہ غلامی کی حالت سے تو بہتر ہی ہوگی اور حالات کو مناسب اور موافق بنا لینا اس وقت بہت کچھ ہمارے امکان میں ہوگا جس کے یہ معنی ہیں کہ ہمیں اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کر کے انھیں ماحول کے مناسب اور مطابق نہ بنانا پڑے گا بلکہ ماحول ہماری زندگی کے لئے مناسب اور موزوں ہوجائیگا۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کا دماغ خود اسی انسان کو دھوکہ دیا کرتا ہے ہم اگر کسی خوف یا کسی لالچ کی وجہ سے کسی کام کو نہ کرنا چاہتے ہوں تو ہمارا دماغ اس بات کو اچھی طرح جاننے کے باوجود کہ ہم غلطی پر ہیں بیسیوں عذر اور بہانے اس کام کے نہ کرنے کے لئے اختراع کر لیتا ہے اور ہمیں اس فریب میں مبتلا کردیتا ہے کہ ہم نے کوئی غلطی نہیں کی ہے بلکہ فی الحقیقت ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا کسی دوسرے کی جائداد پر قبضہ کرنے کے لئے کسی دوسرے کو کوئی تکلیف پہنچانے کیلئے اور کسی دوسرے سے خواہ مخواہ لڑنے کے لئے ہمارا دماغ بہت سے معقول اور بظاہر بالکل جائز عذرات گھڑ کر ہمارے سامنے پیش کردیا کرتا ہے اور خود یہ یقین رکھتے ہوئے کہ یہ عذرات سب فضول اور لغو ہیں وہ ہمیں یہی یقین دلایا کرتا ہے اور دلا دیتا ہے کہ ہم نے جو کچھ کیا وہی صحیح طریق عمل تھا۔

ہم بھی بدقسمتی سے آجکل اسی قسم کے ایک دماغی فریب میں مبتلا ہیں سستی تن آسانی پسندی آرام طلبی اور بزدلی ہماری قوم کی ذہنیت ہوچکی ہے من حیث القوم ہم اب کوئی کام کرنا کسی قسم کے خطرہ میں پڑنا حتی کہ ذرا ہاتھ پیر ہلانا ہی نہیں چاہتے ہمارا دماغ اچھی طرح اس بات سے واقف ہے کہ یہ حالت درحقیقت موت نہیں تو موت کا پیش خیمہ ضرور ہے اور ہم اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنے میں مصروف ہیں لیکن اس آگاہی اور وقوف کے باوجود ہمارے سامنے پچاس قسم کے جھوٹے اور بالکل فرضی جھگڑے پیش کر کے ہمیں یہ یقین دلانا چاہتا ہے کہ ہم اپنی سستی اور کاہلی میں حق بجانب ہیں اور ہمارا کچھ کرنا ہی ہمارے لئے صحیح طریق عمل ہے

اسی دماغی فریب نے ہمیں ایک مدت دراز تک اس عذر پر کہ کافروں کی زبان سیکھنا کفر ہے ہمیں انگریزی ہی نہیں بلکہ ہر قسم کی تعلیم حاصل کرنے سے باز رکھا کیونکہ ہمارا سکون اور ہمارا جمود اس تکلیف کو برداشت کرنے کی اجازت نہیں دیتا تھا جو حصول تعلیم کی خاطر اٹھانی لازمی تھی اسی دماغی فریب نے آجتک ہمیں اس دھوکے میں ڈال رکھا ہے کہ تحفظ عصمت کی خاطر عورتوں کو چار دیواری کے اندر قید کر دینا بالکل جائز ہے کیونکہ ہمارے دماغ کو خوف ہے کہ اگر یہ چار دیواری نہ رہی تو ہمارے شکار کھیلنے کی ٹٹیاں باقی نہ رہیں گی اور ہماری ہوسناکیاں عالم آشکارا ہو جائینگی۔

اب یہی دماغی فریب ہمارے سامنے ہندو مسلم مناقشہ اور مسلم مسلم مناقشہ کی فرضی رکاوٹیں پیش کر رہا ہے تاکہ ہمارے سکون و جمود میں فرق نہ آئے اور ہمیں جیلخانے کی چکیاں پیسنا تو بڑی چیز ہے اپنا ایکدن کا ٹینس یا ایک وقت کا قورمہ اور بریانی بھی نہ چھوڑنا پڑے ہمارا فریب کار دماغ ہمارے لیڈروں کے سامنے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا مسئلہ پیش کر کے انھیں موقع بہم پہنچاتا رہتا ہے کہ وہ آرام و اطمینان کے ساتھ اسی طرح سوتے رہیں اور قوم ان کے اس خواب نازکی بدولت خواب مرگ میں مبتلا ہو جائے حالانکہ یہ دماغ اچھی طرح اس بات سے واقف ہے کہ آج جبکہ ہماری تعداد آٹھ کروڑ کے قریب ہے تو ہمیں ہندوؤں سے اس وقت کے مقابلہ میں بہت ہی کم خطرہ ہے کہ جب ہم صرف چند ہزار کی تعداد میں ہندوستان میں آئے تھے اور وہ اس بات سے بھی اچھی طرح آگاہ ہے کہ کوئی ایسی قوم جسے زندہ رہنا آتا ہو اس دنیا میں کبھی فنا نہیں ہوا کرتی اور کسی ایسی قوم کو کہ جو زندہ رہنے کے لئے دوسروں کا سہارا تلاش کرے اور جسے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے تمسکوں اور دستاویزوں کی ضرورت ہو دنیا کی کوئی طاقت تباہی اور فنا سے نہیں بچا سکتی خواہ یہ طاقت برطانیہ جیسی عظیم الشان سلطنت ہی کیوں نہو۔

ہمارے دماغ نے ہمیں تحفظ اسلام کا فریب دیکر وقت پر انگریزی تعلیم حاصل کرنے سے باز رکھا جس کا نتیجہ ہمارے موجودہ افلاس اور جہالت کی صورت میں آج ظاہر ہو رہا ہے ہمارے دماغ نے ہمیں تحفظ عصمت کا فریب دیکر ہماری آدھی آبادی کو اپاہج کر کے چار دیواری کے اندر مقید کرا دیا جس کی وجہ سے ہمارے گھر سل اور دق کے جراثیم کے کھیت بن گئے اور آج ہم اپنی قوم میں ایک صحیح القویٰ اور تندرست نوجوان کی صورت دیکھنے کو ترستے ہیں اور اب ہمارا دماغ ہمیں تحفظ حقوق کے فریب میں مبتلا کر کے جہاد حیات سے الگ تھلگ رہنے کی ترغیب دے رہا ہے اور اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا کہ ہماری قوم کا یہ بظاہر راحت بخش سکون اس دائمی اور ابدی خواب میں تبدیل ہو جائے کہ جسے موت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اپنے عیب کی طرف نگاہ کرنا انسان کو گوارا نہیں ہوا کرتا آئینہ دیکھتے وقت انسان ہمیشہ اپنے چہرے کے اُن حصوں کو دیکھتا اور خوش ہوتا رہتا ہے کہ جو خوشنما اور خوبصورت ہیں اور ان حصوں پر کبھی نگاہ نہیں ڈالتا کہ جن میں کوئی عیب موجود ہے خوبصورت آنکھوں والا انسان گھنٹوں آئینہ کے سامنے کھڑا ہوا اپنی آنکھوں کو دیکھتا رہتا ہے اور اگر اس کی دہانہ چوڑا اور بدنما ہے تو مونچھوں پر تاؤ دینے کے بہانے سے منہ کو اپنے ہاتھ سے ڈھک لیتا ہے تاکہ اس پر نظر نہ پڑے اور اس کی اس مسرت میں فرق نہ آجائے جو اپنی حسین آنکھوں کو دیکھکر اُسے حاصل ہو رہی ہے حالانکہ اس کا دل اچھی طرح اس بات سے واقف ہے کہ منھ پر جو ہاتھ رکھا گیا ہے وہ مونچھوں پر تاؤ دینے کے لئے نہیں بلکہ دہانے کے عیب کو چھپانے کے لئے رکھا گیا ہے اپنے چہرہ کے عیب کا اس قدر اچھی طرح علم ہونے کے باوجود ہماری یہ کوشش کہ ہم اپنی ہی نگاہوں سے کسی نہ کسی طرح اس عیب کو پوشیدہ رکھیں اور یہ یقین کر لیں کہ ہمارا چہرہ بے عیب ہے فی الحقیقت بہت ہی مضحکہ انگیز معلوم ہوتی ہے لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ ہر شخص آئینہ کے سامنے پہنچکر یہی کرتا ہے اور خود اپنے آپ کو فریب میں مبتلا کر کے اور خود اپنے ہی دھوکے میں پھنسکر اسے اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

یہ عادت انسانی طبیعتوں کا خاصہ ہو یا انسانی طبیعتوں کی کمزوری اس سے ہمیں اس وقت بحث نہیں جو واقعہ ہے وہ یہ ہے کہ یہ چیز ہم میں موجود ضرور ہے اور آج پھر ہم پہلے کی طرح عقل و انصاف کے آئینہ کے سامنے کھڑے ہوئے اپنی حسین آنکھوں کے دیدار میں محو ہیں فخر و مسرت کی لہریں دل سے اٹھتی ہیں اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ پر ختم ہوتی ہیں جس کی وجہ سے ہماری نگاہ آنکھوں سے ہٹ کر ہونٹوں کی طرف جاتی ہے اور قبل اس کے کہ اپنے دہانہ کا عیب اچھی طرح نظر آئے ہمارا ہاتھ اٹھتا ہے اور مونچھوں پر تاؤ دینے میں مصروف ہو جاتا ہے اور ہم پھر باطمینان تمام اپنی آنکھوں کے حسن کے خیال میں محو ہو جاتے ہیں۔

ہمارے بزرگوں کے شاندار کارنامے ہماری خوبصورت آنکھیں ہیں جنھیں دیکھ دیکھکر ہم خوش ہوتے رہتے ہیں اور ہماری آرام طلبی اور جمود ہمارا وہ عیب اور بدنما دہانہ ہے جسے ہم دیکھنا نہیں چاہتے اور جب کبھی اتفاق سے کوئی ایسی صورت نکل آتی ہے کہ ہماری توجہ اپنی اس کمزوری یا عیب کی طرف مبذول ہو تو فوراً ہمارا ہاتھ اٹھتا ہے اور کبھی مذہب کی، کبھی عصمت اور کبھی حقوق کی مونچھوں پر تاؤ دینے لگتا ہے تاکہ ہماری نظر اپنے چہرے کے عیب پر نہ پڑے۔

قوم کا دماغ قوم کے رہنما اور لیڈر ہوتے ہیں اور آج ہمارا یہ قومی دماغ ہمیں برابر اس فریب میں مبتلا رکھنا چاہتا ہے کہ ہمیں کچھ کرنے دھرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ہم اسی طرح ساکن اور جامد رہکر اس دنیا میں زندہ رہ سکتے ہیں کاش ایسا ہو سکتا۔

ہمیں کوئی ایسی چیز نہیں مل سکتی کہ جس کے لئے ہم کوشش نہ کریں اور ہماری حالت میں خدا کوئی تبدیلی اس وقت تک نہیں کرے گا جبتک کہ ہم خود اپنی حالت کو نہ بدلیں یہ خدائے پاک کے فرمان اور اس کی قدرت کے اٹل قوانین ہیں جو لوگ اس خیال میں ہیں کہ ہمیں کوشش کے بغیر ہی سب کچھ مل جائیگا اور ہم ہاتھ پیر ہلائے بغیر ہی ترقی کر لیں گے وہ یا تو اللہ کے قانون سے ناواقف ہیں یا اس پر اعتقاد نہیں رکھتے ہم نے اس دنیا میں پہلے بھی بہت کچھ کیا ہے اور اب بھی سب کچھ کر سکتے ہیں مگر اس طرح نہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں بلکہ اس طرح کہ سر ہتھیلی پر رکھکر ہر خطرہ میں خوشی سے کود نا سیکھ لیں دنیا میں ترقی ان قوموں کا حصہ ہے جو اپنے بچاسوں سپوتوں کی جان قربان کرنے کے بعد بھی ہمالیہ کی بلند ترین چوٹی پر پہنچنے کے لئے بیقرار ہوں اور صدہا زندگیاں تلف کر دینے کے بعد بھی جنھیں قطب شمالی کی سیر کی دھن لگی ہو ہسپانیہ کے ساحل پر اپنی فوجیں اتار کر ہم نے بھی اپنی کشتیاں جلا دی تھیں کہ اگر فتح نصیب نہ ہو تو گھر واپس جانے کا کوئی ذریعہ ہی نہ رہے اور اس وقت ہم کامیاب بھی ہوئے تھے آج ہمیں ہندوستان میں رہنے کے لئے ماوی جی اور منجے جی کے گھر پروانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے صرف خوف ہے کہ کہیں ہمیں ملک سے باہر نکال دیا جائے کیا اس اضطراب کو بھی فتح اور کامرانی کی دلیل کہا جائیگا اور کیا دنیا میں زندہ رہنے کے یہی لچھن ہیں

ہمیں انگریزوں سے کیا سیکھنا چاہیئے

(از جناب پنڈت منوہر لال صاحب زتشی ایم۔ اے پرنسپل ٹریننگ کالج لکھنؤ)

خود پسندی انسان کا ایک بہت عام اور ضرر رساں مرض ہے اپنی ہر چیز انسان کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ لوگ اپنے تئیں دوسروں سے خوبصورت سمجھتے ہیں اپنے لباس کو دوسروں کے لباس سے بہتر سمجھتے ہیں اپنے خاندان کو اپنے حسب نسب کو اوروں سے برتر خیال کرتے ہیں اور صرف اپنے مذہب کو سچا اور برحق جانتے ہیں یہانتک کہ دوسرے مذہب والوں کو قتل کرنے اور جلانے سے بھی دریغ نہیں کرتے محض اس بنا پر کہ ہمارا مذہب سچا اور دوسروں کا مذہب باطل ہے یہ خود پسندی اور خودستائی جو افراد میں پائی جاتی ہے وہ قوموں میں بھی پائی جاتی ہے ایک قوم اپنے تئیں دوسرے سے افضل سمجھتی ہے اپنے تئیں خدا کا مقبول بندہ اور غیروں کو لیون اور ملیکش سمجھتی ہے کسی قوم کو اپنی زبان پر اتنا فخر ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو گونگا کہتے ہیں یونان کے تدبر باشندے اپنی تہذیب پر ایسے نازاں تھے کہ وہ سوائے اپنے ساری دنیا کو وحشی کہتے تھے یہی کیفیت ہندوستان میں بھی نظر آتی تھی اور یہاں کے باشندے بھی اپنے فضائل پر ناز کرتے تھے۔

اب اس کے خلاف ایک دوسری جگہ پر خیال کیجئے کہ جب ایک قوم دوسری قوم کو فتح کرتی ہے تو مفتوح قوم کو فاتح قوم کی ہر بات اچھی معلوم ہونے لگتی ہے اور مفتوح قوم کے افراد چاہتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے تئیں فاتح قوم کے افراد کی طرح بنائیں کھانے میں پہننے میں لباس میں زبان میں اور بقول زندہ دلان پنجاب رہائش کے طریقوں میں فاتح قوم کی نقل کی جاتی ہے انگریزوں کے آنے کے بعد اور انگریزی تعلیم کے پھیلنے کے بعد انیسویں صدی میں ہندوستانیوں کی بھی یہی حالت تھی ہر ہندوستانی اگر انگریز نہیں تو نیم انگریز بننے کا خواہشمند تھا کوٹ پتلون اس لئے اچھا کہ انگریز پہنتے ہیں شراب اس لئے اچھی کہ انگریز پیتے ہیں حقہ اس لئے مردود کہ انگریز نہیں پیتے وغیرہ وغیرہ اگر کسی قوم کا یا کسی فرد کا تتبع سمجھ کے ساتھ کیا جائے اگر نئی باتوں کو میزان عقل میں تول کر اور ان کے حسن و قبح پر نگاہ کرکے اختیار کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ عمدہ بات ہے مگر جس کیفیت کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ اندھی تقلید تھی محض انگریزوں کی تہذیب اور انگریزوں کے خیالات سے مرعوب ہوکر اس میں عقل اور سمجھ کو کم دخل تھا۔

کچھ عرصہ سے ہمارے ملک میں پولیٹکل شورش جاری ہے مجکو اس کے اصول سے بحث نہیں مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ پولیٹکل مخالفت نے ایک رنگ یہ اختیار کیا ہے کہ انگریزوں کی ہر چیز بری اگر وہ پورب جائینگے تو ہم پچھم جائینگے اگر وہ سفید کپڑے پہنیں گے تو ہم کالے کپڑے پہنیں گے اگر وہ جوتا پہنتے ہیں تو ہم چپٹی پہنیں گے اور اگر وہ صحیح انگریزی بولتے ہیں تو ہم غلط انگریزی بولیں گے اس ذاتی کیفیت کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی پولیٹکل جوش کا نتیجہ ہے جو اس وقت تک ملک میں پھیلا ہوا ہے اور جس سے قریب قریب ہر ہندوستانی متاثر ہوا ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انگریزوں میں کچھ اچھی باتیں ہیں تو کیا مناسب ہے کہ ان کو اس واسطے نہ سیکھیں کہ وہ انگریزوں کی ہیں اگر ان میں ایسی خصلتیں پائی جاتی ہیں جنہوں نے ان کو دنیا کی قوموں میں ممتاز بنا دیا ہے اور جس کی وجہ سے وہ اپنا اور اپنی قوم کا فائدہ کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان باتوں کو ان سے کیوں نہ حاصل کریں خصوصاً اگر ہم کو یہ معلوم ہو کہ ان خصلتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے . . . . ہمارا قومی کیرکٹر ناقص ہے اور ہم کو افرادی حیثیت سے بھی اور قوم کی مجموعی حیثیت سے بھی ان نقائص سے نقصان پہنچتا ہے۔

میں اس وقت چند ایسی موٹی موٹی باتوں کا ذکر کروں گا جو ہر شخص کے تجربہ میں آتی ہیں مگر جن پر لوگ توجہ نہیں کرتے ایک بہت معمولی لیکن نہایت ضروری بات کو لیجئے انگریز وقت کے پابند ہیں ہندوستانیوں میں اس کی بڑی کمی ہے ان کے یہاں ہر کام کا وقت مقرر ہے سویرے وقت سے اٹھیں گے وقت سے ورزش کریں گے وقت سے کپڑے پہنیں گے کھانے کی گھنٹی بجی اور سب کھانے کی میز پر موجود وقت سے اپنے کام پر جائینگے غرض جس طرح کسی اسکول یا ریل کا ٹائم ٹیبل ہوتا ہے اسی طرح ہر انگریز کے گھر کا ٹائم ٹیبل برخلاف اس کے ہمارے یہاں کسی بات کا کوئی وقت مقرر نہیں گھر میں اگر چار آدمی ہیں تو ہر شخص کے ہر کام کا وقت الگ الگ ہے بلکہ یوں کہئے کہ کسی کے کسی کام کا وقت مقرر نہیں ہر دن ہر شخص کی وقت بدلتا رہتا ہے کھانا اگر دس بجے شروع ہوا تو بارہ ایک بجے تک جاری ہے کوئی نو بجے نہاتا ہے تو کوئی گیارہ بجے ایک صاحب آٹھ بجے رات کو گھر پہنچ کر آتے ہیں تو دوسرے صاحب کی شکل دس بجے تک نہیں دکھائی دیتی نتیجہ اس کا کیا؟ مالک پریشان نوکر پریشان کوئی کام وقت پر نہیں ہوتا اور سلیقہ سے نہیں ہوتا مشاعرہ کا وقت شایع کیا گیا آٹھ بجے مگر گیارہ بجے تک شروع ہونے کی نوبت نہیں آتی دفتر لوگ اس لئے وقت سے جاتے ہیں کہ حاکم کا ڈر ہے ریل کے اسٹیشن پر اس لئے وقت پر پہنچتے ہیں کہ ریل دیر سے آنے والوں کا انتظار نہیں کرتی مگر ان تمام کاموں میں جن میں ان کو کوئی بیرونی خوف نہیں ہے وقت کی پابندی گناہ سمجھی جاتی ہے اس سے جتنا ہرج اور جتنا نقصان ہوتا ہے ظاہر ہے وقت ضایع ہوتا ہے کام کرنے کی طاقت ضایع ہوتی ہے مزاج برہم ہوتا ہے میں نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ اگر کسی میٹنگ میں کسی جلسہ میں کسی دعوت میں کوئی شخص وقت سے پہنچ گیا تو اس کو لوگ بیوقوف سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ گو انگریز سرد ملک کے رہنے والے ہیں اور ان کو ہمارے گرم ملک کی آب و ہوا موافق نہیں مگر محض پابندی اوقات کی وجہ سے جتنا کام وہ کر لیتے ہیں ہم اُن کا آدھا بھی نہیں کر سکتے سینکڑوں برس انگریزوں کو ہمارے ملک میں ہوگئے اور ہم روز ان کی مثال دیکھتے ہیں مگر اس پر کاربند نہیں ہوتے یہ اگر اپنے پیر میں آپ کلہاڑی مارنا نہیں ہو تو کیا ہے؟

انگریزوں کی دوسری خوبی یہ ہے کہ ان کے ہر کام میں بلکہ یوں کہوں گا کہ ان کی فطرت میں ڈسپلن یا ضبط ہے جو قاعدہ جس کام کے واسطے مقرر ہے ہر شخص اپنے تئیں اس کا پابند سمجھتا ہے اور خوشی سے اس کی پابندی کرتا ہے ظاہر ہے کہ ایسے مواقع ہوتے ہیں کہ جب قاعدہ کی پابندی ناگوار ہوتی ہے اور بعض وقت اس سے افراد کا نقصان ہو جاتا ہے اگر میں اسٹیشن پر دیر سے پہنچا تو میں چاہتا ہوں کہ ریل

میرے لئے کھڑی مد ہے اگر مجھے کالج کے کتب خانہ سے تین کتابوں کے لینے کی ضرورت ہے تو میں چاہتا ہوں کہ جو قاعدہ صرف دو کتابوں کے لینے کا بنایا گیا ہے وہ مجھ پر عائد نہ کیا جائے اگر ہسپتال میں دیر سے پہنچا ہوں تو میں چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر پہلے مجھے دیکھ لے اور جو مجھ سے پہلے آئے ہیں ان کا خیال نہ کرے لیکن غور کرنے کی بات ہے کہ جب ایک سے زیادہ آدمی کسی گروہ میں ہوتے ہیں تو سارے گروہ کی سہولت کے واسطے قاعدوں کا بنانا لازمی ہے اور یہ سہولت اسی وقت ہو سکتی ہے جب گروہ کا ہر فرد ہر حالت میں قاعدے کی پابندی اپنے اوپر لازم سمجھے۔

آپ کسی ریڈنگ روم میں جا کر بیٹھے وہاں آپ کے دوست آ گئے آپ چاہتے ہیں کہ ان سے گپ لڑائیں ہنسی مذاق کریں مگر ریڈنگ روم میں زور سے بولنا اس واسطے منع ہے کہ ایک آدمی کے زور سے بولنے سے پڑھنے والوں کا ہرج ہوگا قاعدہ کی پابندی اس خاص موقع پر آپ کو ناگوار ہوئی کیونکہ آپ کو اپنے دوست سے ہنسی مذاق کا موقع نہیں ملا لیکن اگر یہ قاعدہ نہ رہے اور ہر شخص کو غل مچانے کی اجازت ہو تو ریڈنگ روم کا مطلب فوت ہو جائے فرق یہ ہے کہ انگریز اس بات کو سمجھتا ہے اور اگر کسی موقع پر اس کو قاعدوں کی پابندی سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ اسکی شکایت نہیں کرتا ہم ہر موقع پر رعایت کے خواہاں رہتے ہیں قاعدہ نہایت عمدہ ہے بشرطیکہ اس پر عمل ہو مگر ہم اس سے بری کر دیئے جائیں آپ کسی انگریز کے گھر میں بچوں کی حالت دیکھئے معلوم ہوتا ہے کہ ڈسپلن یعنی منضبط قاعدہ کی پابندی ان کی گھٹی میں پڑی ہے اس کے خلاف ہمارے گھروں کا حال ناگفتہ بہ ہے انگریزوں کے آنے سے پہلے فوج کے قواعد سے لوگ قطعی ناواقف تھے اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ قواعد دان ہونا فتح کا پر عمل کرنا انگریزوں کی فوجی قوت کا راز ہے ہندوستان تو ہندوستان انگریزی قوم فرنگستان میں بھی اپنی ڈسپلن کے واسطے نامآور ہے اور یہ ایک ایسی خوبی ہے کہ جس کا سیکھنا ہمارے واسطے لازمی ہے ایک زمانہ تھا جب زندگی سہل انگاری میں گزر جاتی تھی اور زیادہ نقصان نہیں ہوتا تھا مگر سائنس کے کرشموں نے دنیا کو قریب تر کر دیا ہے ایک فرد کا اثر دوسری قوم پر جلد پڑتا ہے زندگی میں پہلے سے کہیں زیادہ محنت اور تیزی کی ضرورت ہے مقابلہ کا زمانہ ہے جو پیچھے رہا وہ رہ جاتا ہے وہ ایک فرد ہو دوسرے افراد کے مقابلہ میں یا ایک قوم ہو دوسری قوم کے مقابلہ میں اسی طرح زندگی کی ڈسپلن سے زیادہ کوئی کی آمد نہیں اگر ہندوستانی ڈسپلن نہیں سیکھیں گے تو وہ اس زمانہ کی ضروریات کو کامیابی کے ساتھ کبھی پورا نہ کر سکیں گے۔

ایک اور خوبی جو انگریزوں کو ممتاز بناتی ہے وہ مل کر کام کرنے کی قابلیت ہے انگریزوں کی قوم تجارت پیشہ ہے ان کی ساری تجارت کمپنیوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے ان کی سلطنت جمہوری ہے اور ان کا سارا انتظام پارلیمنٹ کے ذریعہ ہوتا ہے ہندوستان میں دیکھئے سول سروس ہزار پندرہ سو انگریز ہیں مگر یکجہ اور یکدل ہو کر کل کی طرح کام کرتے ہیں ہمارے یہاں کی حالت اس کے بالکل برعکس ہے نہ ایک دوسرے کا اعتبار نہ مل کر کام کرنے کی لیاقت اگر چار آدمیوں نے مل کر آج ایک کلب قائم کیا تو کل اس میں تکرار ہو گئی اور ہر فریق دوسرے کو شکست دینے پر تل گیا ذرا میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کی حالت ملاحظہ کیجئے ان میں قریب قریب کل اختیارات ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہیں مگر ان کے ممبر ایسے ہیں کہ جن کو شہر اور ضلع کی بہبودی کی فکر نہیں ہر بورڈ میں متعدد پارٹیاں قائم ہیں اور سارا وقت اور ساری کوشش فریق بندی اور نزاع میں صرف ہوتی ہے زید کو یہ فکر کہ عمر کی چیرمینی چھین لے اور عمر کو یہ فکر بکر کو

زک دے بیسیوں کمپنیاں تجارت کے واسطے قائم ہوئیں اور چار چھ مہینے بعد آپس کی بے اعتباری آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے ٹوٹ گئیں کیسے نقصان مایہ و دم شماتت ہمسایہ تعجب کیا ہے اگر انگریز ہماری حالت دیکھ کر ہنستے ہیں اور ہمیں اپنے سے کمتر سمجھتے ہیں غور سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں زندگی کے مختلف شعبوں میں ایسے افراد موجود ہیں جو اپنے خاص کام میں کسی سے کم نہیں وکیلوں اور ججوں میں بڑے بڑے مقنن آپ کو ملیں گے سائنس کے ماہرین میں ایسے عالم ملیں گے جن کا لوہا یورپ والے بھی مانتے ہیں ہندوستانی اسپیکروں نے انگریزی زبان پر وہ قدرت حاصل کی ہے کہ۔　　دم بند ہے فصاحت اہل فرنگ کا

یہ سب کچھ ہے ہمارے افراد کسی سے کم نہیں لیکن کمی ہے تو یہ نقص ہے کہ مل کر کام نہیں کر سکتے اور اسی نے مجموعی حیثیت سے دوسروں کے آگے سرنگوں ہونا پڑتا ہے۔ مسلمانوں میں تو نہیں مگر ہندوؤں میں تو پرماتما کی پرستش بھی مجموعی حیثیت سے نہیں ہوتی ہر شخص اپنی اپنی نجات الگ الگ تلاش کرتا ہے مسلمان کم از کم جمعہ کو تو جمع ہو کر نماز تو پڑھتے ہیں نماز ہی کے موقع پر سہی مگر ان کو مل کر کام کرنے کا موقع تو ملتا ہے ہندوؤں کی حالت اس سے قطعی بدتر ہے ذات کی تفریق الگ کھانے پینے میں چھوت چھات کی یہ حالت کہ وہ شخص سب سے زیادہ پاک ہے جو کسی کے ہاتھ کا نہ کھائے اور جب اپنے ہاتھ کا بنایا ہوا کھائے تو اس طرح چھپ کر کہ اس کے قریب ترین عزیز کا سایہ اس کے کھانے پر نہ پڑے ہندو مذہب جس کا اس وقت رواج ہے ملنا نہیں بلکہ الگ ہونا سکھاتا ہے اگر ہندوستانیوں کو زندہ رہنا ہے تو یہ نقص ان کو بہت جلد دور کرنا پڑے گا انتظام ملکی ہو یا تجارت زراعت ہو یا تعلیم اب زمانہ نہ گیا ہے کہ افراد الگ الگ بہت کم کام کر سکتے ہیں ضرورت ہے کہ کئی آدمی مل کر اپنا سرمایہ اپنی عقل اپنی قوت کو اکٹھا کر کے سر کام کو کریں تجارت کے میدان میں چھوٹے سرمایہ داروں کو کوئی نہیں پوچھتا زراعت میں ضرورت ہے کہ بڑی بڑی اور قیمتی کلیں استعمال کی جائیں اور جو کام مزدور الگ الگ کرتے تھے وہ کام بھاپ اور بجلی سے لئے جائیں دس بیگہ زمین کی جگہ ہزار بیگہ زمین کی کاشت کی جائے لیکن یہ کام ایک آدمی کا نہیں جب کاشتکاروں کے گروہ مل کر کام کریں گے تب ہی یہ کام ہو سکیگا۔

انگریزوں کی ایک اور خوبی استقلال ہے وہ جب کام شروع کرتے ہیں تو سوچ سمجھ کر اور پہلے سے اس کا منصوبہ بنا کر مگر جب ایک مرتبہ شروع کر دیا تو اس کو بغیر ختم کئے چھوڑتے نہیں برخلاف اس کے ہمارا جوش دودھ کا ابال ہوتا ہے آج ایک کمیٹی نئی اسکول قائم ہوا سال بھر کے بعد ٹوٹ گیا مشترکہ سرمایہ سے کمپنی قائم ہوئی حصے بیچے گئے ڈائرکٹر مقرر ہوئے چھ مہینے کے بعد دیوالہ۔ انگریز کبھی یہ محسوس نہیں کرتا کہ اس کو شکست ہوئی اس کے یہ معنے نہیں کہ اس کو شکست نہیں ہوتی مگر اس میں یہ خوبی ہے کہ وہ شکست سے گھبراتا نہیں اور ہار نہیں مانتا کوشش کئے جاتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے ہم لوگ کام کو جلدی شروع کر دیتے ہیں اور جلدی گھبرا کے چھوڑ دیتے ہیں انگلستان کی تاریخ دیکھئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ملک گیری یا املاک داری کے لئے ایک پالیسی قائم ہوئی پھر وہ پالیسی برسوں نہیں قرنوں نہیں بلکہ صدیوں تک جاری رہتی ہے اور کامیاب بنائی جاتی ہے انگریزوں کو اس بات کا یقین ہے کہ وہ ملک جس کو کسی زمانہ میں Buffer State کہتے تھے اور اب جو ہالینڈ اور بلجیم کی ریاستوں میں منقسم ہے ان کے ملک سے اتنا قریب ہے کہ اگر کوئی طاقتور بادشاہ یا کوئی طاقتور قوم اس پر قابض ہو جائیگی تو انگلستان کو اس سے ہر وقت خطرہ رہے گا لہذا ان کی پالیسی یہ ہے کہ وہ

اس جگہ پر کسی ایسے بادشاہ یا قوم کو قابض نہیں ہونے دیتے سترہویں صدی میں فرانس کے بادشاہ لوئی چہاردہم سے وہ اس بنا پر برسوں لڑے ولیم سوم اور ملکہ این کا سارا زمانہ اسی لڑائی میں صرف ہوا۔ یورپ کی دوسری قوموں کو ملاکر فرانس کے خلاف جتھا بنایا گیا اور آخرکار فرانس کو شکست دیگئی اجینہ یہی حالت نپولین کے خلاف ہوئی اور پھر بیسویں صدی میں قیصر ولیم کے خلاف اور ہر مرتبہ انگریزوں کو کامیابی ہوئی یہ پولیٹیکل اور فوجی مہم کی مثال ہے ایسی مثالیں آپ کو روزمرہ کی زندگی میں بھی ملیں گی اور کثرت سے ملیں گی ان کی پچھڑا ونٹ کی پچھا ہوتی ہے اور یہ ان کے کیرکٹر کی بڑی خوبی ہے اور ان کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ۔

بس ایک بات اور کہوں گا جو خوبیاں ہمسنے اوپر بیان کیں اپنی اپنی جگہ سب اچھی ہیں اور کارآمد ہیں پابندی وقت ڈسپلن ملکر کام کرنے کی قابلیت اور استقلال ان کے فوائد سے کون انکار کرسکتا ہے اور اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ ہم ہندوستانیوں کے کیرکٹر میں ان باتوں کی بڑی کمی ہے اور وہ کمی باعث شرم ہے آخری خوبی جس کا میں ذکر کروں گا حب الوطنی ہے انگریزوں سے زیادہ محب وطن کوئی قوم صفحہ ہستی پر نہیں ہے انگریز بھی انسان ہیں ان میں بھی انسانی کمزوریاں ہیں بغض و حسد نفاق اور جھگڑے ان میں بھی ہوتے ہیں مگر جب غیروں سے مقابلہ کا وقت ہوتا ہے تو سب باتیں بھول جاتے ہیں اور متفق ہوکر ان کا مقابلہ کرتے ہیں ان کے برخلاف ہمارے یہاں جب آپس میں جھگڑا ہوتا ہے تو غیر کو بلاکر اس سے تصفیہ کراتے ہیں ایک نہیں بلکہ ہزار مرتبہ یہ واقعات ہوچکے ہیں اور ہر مرتبہ بلی اور بندروں کی مثل ہمارے اوپر صادق آتی ہے دو بھائی آپس میں لڑے ایک بھائی نے باہر والے کی مدد مانگی باہر والا آیا اور ان دونوں کو نکال کر ان پر قابض ہوگیا اس میں باہر والے کا کیا قصور اس کو کیوں گالیاں دی جاتی ہیں دور کیوں جایئے پلاسی کی لڑائی کا حال پڑھیے میر جعفر اور سراج الدولہ کے حالات سے کون جاہل واقف نہیں آج بھی بڑی بڑی ریاستیں موجود ہیں جہاں کے حکام بالادست اپنے فائدہ کے لئے اپنی ریاست کو اور اپنے آقا کو بیچنے کے واسطے تیار ہیں اگر اس حالت میں باہر والے ان کو خرید لیتے ہیں اور ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو باہر والوں کا کیا قصور انگریزوں کی حب الوطنی کا یہ عالم ہے کہ بہت سی باتیں جن کو برا سمجھتے ہیں اور جن کو وہ محض ذاتی فائدہ کے واسطے کرنے کو تیار نہیں ہیں اگر قوم کا فائدہ ہو تو ایسی باتوں کو بھی کرگزرتے ہیں حب الوطنی قوم کا ایک سبب ہندوستانیوں کا غیروں کے مقابلہ میں ایک ہوجانا یہ وہ باتیں ہیں جو ہم کو انگریزوں کی مثال سے سیکھنی چاہئیں اور ان کو اپنی فطرت اور طبیعت کا جزو بنا لینا چاہیے۔

پولیٹکل قضیوں سے مجھے بحث نہیں مگر جو لوگ پولیٹکل ترقی چاہتے ہیں وہ بھی تو یہ سمجھیں کہ جب تک ہمارے کیرکٹر میں خوبیاں نہیں آئینگی جب تک ہم بحیثیت قوم کے ان خوبیوں کو نہیں سیکھیں گے اس وقت تک پولیٹکل ترقی کس طرح ہوگی اور اگر ہوگی تو کے دن رہے گی مانا کہ آپ انگریزوں سے خفا ہیں مگر اس کے یہ معنے تو نہیں کہ جو خوبیاں ان میں ہیں ان کو آپ برائی سے تعبیر کریں اور اس واسطے نہ سیکھیں نہ حاصل کریں کہ وہ انگریزوں میں ہیں یہ امر مسلمہ ہے کہ اگر ایک قوم دوسری قوم پر صدیوں حکومت کرتی ہے تو اس میں کچھ ایسی اخلاقی خوبیاں ہوتی ہیں جو اس کو محکوم قوم سے برتر اور افضل بناتی ہیں کسی ایک لڑائی کسی ایک جنگ میں فتح اور شکست اتفاقیہ ہوسکتی ہے مگر غلبہ کہ جو صدیوں قائم رہے اتفاقیہ نہیں ہوسکتا محض غم و غصہ سے کام نہیں چلیگا ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی کمزوری اور دوسروں کی قوت کی حقیقت دریافت کی جائے اور پھر دوسروں کی مثال سے سبق حاصل کرکے اپنے کیرکٹر کی اپنے مزاج کی اپنی طبیعت کی اصلاح کی جائے اور اپنے تئیں ترقی کا اہل بنایا جائے ع مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر مدت سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے ہوں جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں انہوں نے مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرماکر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کردیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہ میں آپکی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور ہے اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔ تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کی اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں ضروری عقائد بھی ہر نمبر میں تدریجی طور پر ذکر کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں یہ طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کرلیں ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی حضرت مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے ہر مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور بہتر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہونگی۔

ابتک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دولاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی سکولوں کے درس میں داخل کرلیا گیا ہے برہما۔ بنگال۔ برہمی۔ یوپی پنجاب اور گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جارہا ہے ان رسالوں کا بنگالی برہمی۔ اردی اور مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہوگیا ہے بعض اہل خیر حضرات کا خیال یہ بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہوچکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے طہارت نماز روزہ زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید کتب آسمانی۔ ملائکہ رسالت معجزات صحابہ کرام اولیاء اللہ کرامت قیامت تقدیر اعمال صالحہ شرک و کفر بدعات وغیرہ کا بیان آگیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔

کامل سٹ پانچ حصے عمر مجلد عہ ایک روپیہ چار آنے محصول علاوہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مقالات مشاہیر

آپ کے دل میں اپنے کسی بزرگ خاندان استاد، عالم، فقیر، دوست عزیز، قومی رہبر، مذہبی پیشوا غرض کسی زندہ یا مردہ شخص کی عزت وعظمت کیے ہےکسی نہ کسی کی یقیناً ہوگی اگر ہے تو اپنے دل میں ذرا غور کیجئے کہ کس بنا پر ہے؟ کیا اس بنا پر کہ وہ شخص لباس بہت قیمتی پہنتا ہے؟ کیا اس لئے کہ وہ کھانا بہت لذیذ کھاتا ہے کیا اس بنا پر کہ اس کے پاس روپیہ بہت سا جمع ہے؟ کیا اس لئے کہ اس کے پاس نوکر چاکر بہت سے ہیں؟ کیا اس لئے کہ وہ اپنی دولت رشوت وسود لیکر پیدا کرتا ہے اور شراب پینے میں اسے اڑاتا ہے؟ کیا اس بنا پر کہ وہ اپنے وقت کا بڑا حصہ ناچ، تھیٹر اور سینما دیکھنے میں صرف کرتا ہے۔

سوال خوف ودہشت کی بابت نہیں صرف عزت، وقعت وعظمت کی بابت ہے یعنی آپ کا دل بغیر کسی ظاہری دباؤ اور مادی غرض کے خود بخود جو اس کی تعریف کرتا رہتا ہے اور اس کی بڑائی کو محسوس کرتا رہتا ہے سو یہ کس بنا پر ہے؟ کیا ان پر لکھی ہوئی چیزوں میں کسی کی بنا پر؟ اپنے دل کو خوب ٹٹول کر جواب دیجئے اور یہ جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ عزت ووقعت آپ ہرگز اوپر کی لکھی ہوئی چیزوں میں سے کسی کی بنا پر نہیں کرتے بلکہ کسی ایسی چیز کی بنا پر کرتے ہیں جس کا تعلق انسان کے ظاہر سے نہیں باطن سے ہے باہر سے نہیں اندر سے نمائش سے نہیں اصلیت سے ہے آپ کو اپنے قابل عزت ممدوح کی سیرت کا کوئی جزو پسند آگیا ہو اور اسی کا نقش آپ کے دل پر قائم ہے سچائی سادگی بے نفسی بلند ہمتی خلق کی خیر خواہی بے آزاری قناعت فروتنی، خیر یا کلامی غرض اس قسم کی کوئی نہ کوئی خوبی آپ کے تجربہ میں آئی ہوگی اور وہی شے آپ کے دل میں ان بزرگ کی عزت ووقعت قائم کئے ہوئے ہے۔

جب یہ ہے تو آپ خود اپنے لئے ظاہری ونمائشی چیزوں کو کیوں ضروری سمجھتے ہیں؟ آپ کیوں اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ آپ کا لباس ایسا ہو جس پر لوگوں کی نظریں پڑیں؟ آپ کو یہ دھن رہتی ہے کہ آپ کا مکان بہت وسیع وخوشنما ہو؟ آپ کو کیوں یہ شوق ہے کہ بجائے پیدل چلنے کے خواہ مخواہ آپ سواری پر مسافت طے کریں؟ آپکو کیوں یہ ارمان رہتا ہے کہ آپ کے پاس بہت سے نوکر چاکر ہوں؟ آپ کو کیوں یہ تمنا ہے کہ آرائش ونمائش پر صرف کرنے کے لئے آپ کے پاس بہت سا روپیہ ہو آپ ایسی نمردوں پر صرف کرنے کے لئے جن کا حکم نہ خدا نے دیا ہے نہ رسول نے اور نہ عقل سلیم جسے اچھا بتاتی ہے خواہ مخواہ قرض آخر کس لئے لیتے ہیں ایسی چیزوں پر وقت ضائع کرنا اور روپیہ صرف کرنا جن سے آپ خدا کے بھی گنہگار ہوتے ہوں اور دنیا میں بھی کسی قسم کا فائدہ نہ حاصل کر سکتے ہوں کوئی بھی عقل اور سمجھ کی بات ہے؟ خدا کے سامنے اگر سرخرو ہونا ہے تو اپنے باطن کو سنوار لیجئے دنیا میں اگر عزت ووقعت کے ساتھ رہنا ہے تو اپنی اخلاقی حالت درست کیجئے اپنی زندگی اگر چین اور سکھ کے ساتھ گذارنا ہے تو اپنی سیرت کو اعلیٰ وپاکیزہ بنائیے ہر مذہب کے بانی اور ہادی جن کی حکومت آج کروڑوں دلوں پر قائم ہے اپنے نفس کے غلام نہیں بلکہ اپنے نفس کے حاکم ہوئے ہیں اور ہمارے سرور وسردار صلعم تو فاتح وکشور کشا ہونے کے ساتھ ہی مسکین وتہی دست بھی تھے آپ نے بھی اپنے نفس کو اپنا ماتحت ومغلوب بنانے کے خود اس کے غلام وفرمانبردار نہ بن جائے مال ودولت جاہ وثروت کی ہوس نفس کی غلامی ہے حاجتوں کو کم کرنا اور سامان سے بے نیازی کی کوشش کرنا ہی آزادی ہے۔

(علامہ ماجد دریا آبادی)

بمبئی کے ٹائمس آف انڈیا نے کسی بڑے حساب دان کے حوالے سے تمدن دنیا کی کتابوں اور کتاب خانوں سے متعلق کچھ اعداد شایع کئے ہیں فرانس امریکہ برطانیہ کے مشہور کتب خانوں میں کتابوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

برٹش میوزیم لندن	۳۰ لاکھ سے اوپر
کانگریس لائبریری واشنگٹن	۲۲ ½ لاکھ " "
نیشنل لائبریری پیرس	۴۰ لاکھ " "

جرمنی میں کتبخانوں کا نظام سب سے بہتر وبرتر ہے سارے ملک میں کتبخانوں کا جال پھیلا ہوا ہے ۶۰ ابلک کتبخانے ہیں اور کتابوں کی مجموعی تعداد ۳ کروڑ تک پہنچی ہے؛ فرانس میں پبلک کتبخانے ۱۱۱ ہیں اور کتابوں کی میزان دو کروڑ برطانیہ کے صرف دو میں پبلک کتبخانے ۱۱ ہیں اور کل کتابیں ایک کروڑ ۸۰ لاکھ!

دنیا میں نئی کتابیں ہر سال تقریباً دو لاکھ ۴۲ ہزار کی تعداد میں چھپتی رہتی ہیں!

کتابوں اور کتبخانوں کے حیرت انگیز اعداد آپ نے سن لئے؛ لیکن ان اہل کتاب کی زندگیوں کا نقشہ بھی آپنے دیکھا؛ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء والی جنگ عمومی کے کشت وخون، قتل وہلاکت سفاکی وشقاوت کی کوئی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں تاریخ کے کسی دور میں آپ کی نظر سے گزری تھی؟ نئے نئے مہلک آلات جنگ کی کثرت زہریلی گیس کی ایجاد قتل وہلاکت کی نئی نئی حیرت انگیز تدبیریں اس دور ترقی وعلم سے قبل کبھی دنیا کے علم میں آئی تھیں؟ ڈاکہ کی یہ جماعتیں اور جبارتیں جو امریکہ سے قبل بھی کبھی موجود تھیں؛ جعل سازی کے یہ طریقے جو آج فرنگستان سے قبل بھی کبھی ذہن میں آتے تھے؛ چوری جھوٹ مکر ظلم، بدچلنی آوارگی بے عصمتی شراب نوشی اسراف خود غرضی نشہ بازی ریا وتصنع کی یہ گرم بازاری کبھی پہلے تھی؛ جان اور ساماں دونوں کی اتنی ناقدری اتنی بے وقعتی کبھی اس سے پیشتر تھی؛ یہ نئی نئی مہلک بیماریاں کبھی اور بھی دیکھنے میں آئی تھیں؛ اللہ سے اللہ کے رسول سے اللہ کی کتاب سے اللہ کے فرشتوں سے اللہ کے رسولوں سے اتنی بے تعلقی اتنی بیگانگی کسی اور زمانہ میں بھی ہوئی تھی؟ دوزخ اور دوزخ کی آگ سے قبر اور قبر کے عذاب سے موت اور موت کے سکرات سے اتنی بے التفاتی کبھی اور بھی ہوئی تھی جنت اور جنت کی حوروں پر جنت کی نہروں پر جنت کی نعمتوں پر اتنے ٹھٹھے کبھی پیشتر بھی لگائے گئے تھے؟

اسی کا نام "علمی ترقی" ہے اور انھیں علمی ترقیوں پر آپ کو ناز ہے؟ کتابوں کی تعداد تو ماشاء اللہ روز افزوں ہے اور اوپر کے صرف چند مشہور کتبخانوں کے اعداد پر قیاس کرکے دنیا کی ساری کتابیں اگر شمار کی جانے لگیں تو شاید کوئی علم الحساب اور تعداد کی کوئی سی بھی تعداد اس پر شاید ہو لیکن نتیجہ؛ نتائج جو کچھ نکلے وہ بھی آپ کے سامنے ہیں۔ کتابیں پھیلتی گئیں اور انسانیت سمٹتی گئی زبانوں پر شور "علم" کا برپا رہا اور دلوں میں جہل اپنا گھر کرتا رہا کتابی ترقیاں ہوتی رہیں اور اہل کتاب روز بروز پستی میں

دیکھتے گئے دوسرے اگر بھٹکنا چاہتے ہیں تو بھٹکے رہیں لیکن ان کی امت آخر کب تک ان کھلی ہوئی حقیقتوں کی طرف سے آنکھ بند کئے رہے گی۔

(علامہ ماجد دریابادی)

باہر کے دشمنوں سے اپنی حفاظت کا انتظام کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے ملک میں جو حکومت بھی قائم ہے وہ اس قسم کے انتظامات کرتی رہتی ہے اور کرتی رہے گی ملک کا اندرونی امن بھی ہماری توجہ کا محتاج نہیں ہے ہمیں جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ اپنی قوم کی آمدنی کا انتظام۔ قوم کے رسم و رواج کی اصلاح اور قوم کے بچوں کی صحیح و مناسب تعلیم و تربیت ہے اور حکومت وقت ہمارے لئے یہ کام ہماری مرضی کے مطابق یا ہماری ضرورتوں کے موافق نہیں کرتی تو ہمیں چاہئے کہ ہم خود ان چیزوں کا انتظام بطور خود کریں حکومت کے بنائے ہوئے قانون اگر ہمارے رسم و رواج کی اصلاح کے لئے ناکافی ہیں یا اگر ہم نہیں چاہتے کہ ایک غیر ملکی حکومت ہمارے گھریلو اور مذہبی معاملات میں دخل دے تو ہم بلا کسی قسم کی دشواری اور دقت کے ایسا کر سکتے ہیں کہ اپنی قوم کے لئے اس قسم کے قوانین خود بنا دیں۔

بڑے سے بڑا اعتراض جو اس تجویز پر ہو سکتا ہے وہ یہی ہے کہ حکومت کی طرح ہمارے پاس کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو ہمارے بنائے ہوئے قوانین کو ساری قوم سے منوا سکے اور ہمارے بنائے ہوئے قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو یہ اندیشہ نہیں ہے کہ وہ جیل خانے بھیج دیے جائیں گے لیکن ہمارے پاس ایک دوسری طاقت ایسی ہے جو پولیس سے بھی زیادہ کارآمد ہو سکتی ہے جو لوگ قوم کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوں گے اگر ان میں خلوص اور سچائی ہو تو سچائی اور مقصد کی نیکی کی طاقت ایسی زبردست قوت ہوگی کہ جس کا مقابلہ دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا حضرت عیسیٰ کے ساتھ نہ فوج تھی اور نہ پولیس اور آپ کی قوم نے آپ کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن جس سچائی کی آپ نے تبلیغ کی تھی اس پر ایمان رکھنے والوں کی تعداد آج اتنی ہے کہ تقریباً نصف دنیا ان سے آباد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فاران کی چوٹی پر کلمہ حق کے اعلان کے لئے کھڑے ہوئے تھے تو آپ کی پشت پر کونسی فوج تھی اور قوم نے وہ کونسی بدسلوکی تھی جو آپ کے ساتھ روا نہ رکھی لیکن آج نعوذ باللہ اسی ساحر اور کاہن کا کلمہ پڑھنے والوں کی تعداد چالیس کروڑ سے اوپر ہے دور کے زمانہ کی باتیں جانے دیجئے خود اپنے ہی زمانہ میں دیکھ لیجئے سرسید مرحوم نے تنہا ایک نیک مقصد کو لیا اٹھے اور صرف ان کے خلوص اور ان کے مقصد کی نیکی نے انہیں ان لوگوں پر غلبہ دیا جنہوں نے ان کے خلاف کفر کے فتوے دیئے تھے اور انہی کفر کے فتووں پر دستخط کرنے والے دادوں کے پوتے آج اس کالج میں تعلیم حاصل کرنا اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے ہیں جو اس (نعوذ باللہ) مردود اور کافر نے بنایا تھا۔ مہاتما گاندھی کے ساتھ کونسی مادی طاقت تھی جب انہوں نے ہندوستانیوں کو ترک تعاون کرنے کی ترغیب دی لیکن حکومت کی مادی طاقتیں لوگوں کو ان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے سے کسی طرح نہ روک سکیں اور اب ہندوستان سے رخصت ہوتے وقت خود لارڈ ارون وائسرائے ہند کو ان کی روحانی قوت کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑا۔

آخر وہ کیا چیز تھی جس نے ان بزرگ ہستیوں کو اپنے اپنے مقاصد میں کسی مادی قوت کی مدد کے بغیر کامیاب کر دیا؟ اور وہ کونسی کشش تھی جو ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو ایک مرکز واحد پر کھینچ لائی کیا ان کی سچائی اور مقصد کی خوبی و نیکی کے سوا ان لوگوں کے پاس اور بھی کچھ تھا؟ اگر نہیں تھا تو پھر ہمیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے فوج کی سنگینوں اور پولیس کے ڈنڈوں کی کیوں ضرورت ہے؟ کیا ہمارا مقصد نیک نہیں ہے؟ کیا قوم کی اصلاح، خدا کے بندوں کی خدمت اور کروڑوں انسانوں کی فلاح کی فکر سے زیادہ عالی کوئی اور مقصد بھی ہو سکتا ہے؟

اس قدر اعلیٰ مقصد لیکر جب ہمارے رہنما اور ہمارے مصلحان قوم اٹھتے ہیں اور پھر بھی ناکام رہتے ہیں تو اس کے معنے اسکے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں کہ کامیابی کی دوسری شرط یعنی خلوص اور سچائی ان کے پاس نہ تھی ان کی زبانوں پر بڑے بڑے شاندار الفاظ تھے مگر ان کے دل اس درد سے خالی تھے جس کی ضرورت کامیابی کے لئے سب سے زیادہ ہے ہم ہرگز ناکام نہیں ہو سکتے اگر صرف چند مخلص اور سچے انسان اس مقصد کو لیکر اٹھیں اور اپنا تمام وقت اپنی تمام محنت و کوشش اور اپنا جسم و جان سب کچھ اسی ایک مقصد کے لئے وقف کر دیں ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد چھہ کروڑ ہے کیا ان چھہ کروڑ نفوس میں ایسے خدا کے بندے جو سچے دل سے قوم کی خدمت کرنے پر آمادہ ہوں چھہ بھی نہیں مل سکتے! بلکہ سچ پوچھئے تو چھہ کی بھی ضرورت نہیں ہے ایک اکیلا آدمی ہماری حالت میں بڑا سا بڑا انقلاب پیدا کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کے دل میں سچا درد ہو اور وہ جو کچھ بھی کرے اپنی ذات اور اپنے نفع کی خاطر نہ کرے بلکہ خدا کے لئے اور صرف خدا کے لئے کرے اپنی ذات یا اپنے خاندان کی خدمت اس کا نصب العین نہ ہو بلکہ انسان اور انسانیت کی خدمتگزاری اس کا مقصد اور اس کا مطمح نظر رہے۔

کام شروع کرنیکا بہترین طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہر شہر کو محلوں میں تقسیم کر کے ہر ہر محلے کی پنچایت قائم کر دی جائے ہم لوگ اس نظام سے نامانوس بھی نہیں ہیں اور اکثر پیشہ ور جماعتوں میں پنچایت کی رسم اس وقت بھی موجود ہے پنچایت کی ناراضی اور برادری سے خارج کر دیے جانے کا خوف پولیس اور فوج کے خوف سے بھی زیادہ ہوا کرتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ قصاب دھوبی جلاہے اور اسی قسم کے دوسرے پیشہ ور لوگ اپنی برادری کے خوف سے بڑے سے بڑے مشکل کام کرنے پر بلا تکلف آمادہ ہو جاتے ہیں پس ہم محلہ محلہ کی پنچایت قائم کرانے میں اگر کامیاب ہو جائیں تو بہی خواہان قوم جو قاعدے اور جو قانون بھی قوم کے لئے بنائیں گے ان کی تمام قوم سے منوالینا بالکل آسان ہو جائے گا اور قوم کی تہذیب و اصلاح جو اس وقت برسوں کا کام نظر آ رہی ہے صرف ہفتوں کا کام رہ جائے گی ہمارے شیرازہ ملت کے بکھر جانے کا باعث اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ کوئی ایک۔ ملاؤں میں مرغی حرام ہو رہی ہے ہر خود غرض اور نفس پرست شخص جس میں تھوڑی سی جرأت ہو ساری صف سے آگے نکلتا اور لوگوں کو اپنے پیچھے چلنے کی دعوت دیتا ہے اور غریب عوام الناس کسی طرح یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کس کے پیچھے ہولیں ضرورت صرف ایک شخص کی ہے لیکن ایک ایسے شخص کی جس کی دوستی بھی اللہ کے لئے ہو اور دشمنی بھی اللہ کے لئے جو ملے تب بھی حق کی خاطر اور لڑے تب بھی حق کی خاطر اور جس کا مقصد انسانیت کی بے لوث خدمت کرنے کے سوا اور کچھ نہ ہو کیا ایک ایسی ہستی کے لئے ہمیں آنے والے مہدی اور مسیح موعود کا انتظار کرنا پڑے گا؟ کیا ہندوستان کے طول و عرض میں ایک بھی ایسا اولوالعزم اور مخلص مسلمان موجود نہیں ہے؟ اگر ہے تو اب وقت نہیں ہے کہ وہ گوشہ گمنامی میں چھپا بیٹھا رہے قوم کو اس کی ضرورت ہے دنیائے انسانی اس کی منتظر ہے اور اسلام اس کے لئے چشم براہ ہے اسے جلد سے جلد منظر عام پر آنا چاہیے

([illegible] ملا واحدی)

حق پرست مسلمانوں کے "حقوق پرست" رہنما جنھیں حکومت ہند نے مسلمانوں کا نمایندہ بنا کر گول میز کانفرنس میں بھیجا ہے شروع ہی سے اس بات پر اڑے ہوئے تھے کہ تاوقتیکہ مسلمانانِ ہند کو جداگانہ انتخاب کا حق نہ دیا جائے اس وقت تک وہ ہندوؤں کے ساتھ کسی سمجھوتے پر رضامند نہیں ہو سکتے گاندھی جی تو خیر ہندو ہیں صدہا ایسے مسلمانوں نے جو ملک کی سیاست سے کما حقہ واقفیت رکھتے ہیں انھیں یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ جداگانہ انتخاب سے ہمیشہ اسی فرقہ کو فائدہ پہنچا کرتا ہے جس کی تعداد ملک میں زیادہ ہو اور اس طریقہ انتخاب میں لازمی طور پر اکثریت کی جیت اور اقلیت کی ہار ہوا کرتی ہے لیکن ان بزرگوں کی سمجھ میں کبھی نہ آیا اور "طوطی پس آئینہ" کی طرح وہ برابر یہی کہتے رہے کہ مسلمانوں کے لئے جداگانہ ہی انتخابات کا طریقہ مناسب ہے۔

گول میز کانفرنس کی سب کمیٹی کے جلسوں میں جب فرقہ وارانہ مسئلہ زیر بحث تھا تو مسلمان نمایندے یا یوں کہہ لیجئے کہ مسلمانوں کے گورنمنٹی نمایندے حسب معمول اسی پر زور دے رہے تھے کہ مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق ملنا چاہیئے یہاں تک تو نہ کوئی بات نئی تھی نہ عجیب لیکن حیرت اس وقت ہوئی کہ جب ڈاکٹر مونجے صاحب نے کھڑے ہو کر جداگانہ انتخابات کی حمایت میں ایک بہت ہی پرجوش پرزور تقریر کی یہ ڈاکٹر مونجے صاحب وہی مشہور و معروف ڈنڈے باز ڈاکٹر صاحب ہیں جو ہندو مہاسبھا کے صدر تھے اور جن کی اسلام دشمنی سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔

گول میز کانفرنس کا اس سے بڑا معجزہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ مولانا شوکت علی اور سر محمد شفیع جیسے مسلم لیڈر اب مسلمانوں کے لئے وہی چیز مانگ رہے ہیں جو کہ ڈاکٹر مونجے کی دلی آرزو ہے اور جن ہندو مسلم اتحاد کے لئے مہاتما جی کوشش کرتے کرتے تھک گئے وہ کسی کی کوشش کے بغیر اس طرح رونما ہو گیا کہ اب مولانا صاحب اور ڈاکٹر صاحب ہمنوا اور ہم آہنگ ہیں اور جو کچھ ڈاکٹر صاحب کی زبان سے نکل رہا ہے اسی کی صدا مولانا شوکت علی صاحب بھی لگا رہے ہیں۔

اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈاکٹر مونجے صاحب ہندوؤں کے ساتھ غداری کر کے مسلمانوں سے مل گئے ہیں یا خدانخواستہ مولانا صاحبان اب تک دوستی کے پردے میں مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کر رہے تھے یہ تو کیسے یقین آسکتا ہے کہ ہز ہائنس سر آغا خاں جنھیں ایک فرقہ خدا تسلیم کرتا ہے اور حضرت مولانا شوکت علی اور حضرت مولانا شفیع داؤدی جیسے علماء کرام اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بن جائیں گے اس لئے امکان اسی بات کا زیادہ ہے کہ شاید ڈاکٹر مونجے ہی ووکنگ کی مسجد کے امام صاحب کے فیض موعظت سے مستفید ہو کر مسلمان ہو گئے ہیں ورنہ پھر آخر ایک مہاسبھائی ہندو کی زبان سے جداگانہ انتخاب کی حمایت کے کیا معنی؟ یہ تو مسلمانوں کا وہی حق ہے جس کی خاطر انقلاب اور الامان نے اپنے صدہا صفحے سیاہ کئے ہیں کیا اب بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں گی اور کیا اب بھی ہم دوست و دشمن میں تمیز کرنا نہ سیکھیں گے؟

(ڈاکٹر سعید احمد)

گول میز کانفرنس کے بدنصیب مسلم طبقہ کے جو نمایندے حکومت ہند نے منتخب کئے تھے وہ خدا جانے کون سے اصول پر کئے گئے تھے اگر مقصود یہ تھا کہ مسلمانوں کے ہر مذہبی فرقہ کی اس کانفرنس میں نمایندگی ہو جائے تو اس کے لئے لازمی تھا کہ سنی، شیعہ، غیر مقلد، شافعی، مالکی، حنبلی، احمدی، بہائی وغیرہ وغیرہ غرضکہ ہر فرقہ سے ایک ایک دو دو نمایندے لئے جاتے اگر مختلف پیشوں کی نمایندگی مطلوب تھی تو بیرسٹر، وکیل، ڈاکٹر، مولوی، عامل، لیڈر، لوہار، سادہ کار، بڑھئی، معمار، ریلا ہے اور اسی طرح کے اور تمام پیشہ وروں میں سے ایک ایک دو دو آدمی چن لینے چاہیئے تھے اور اگر مختلف سیاسی جماعتوں کو دعوت دینی تھی تو زمینداریئے، انقلابیئے، الامانیئے، انصاریئے، اقبالیئے، شوکتیئے، خلافتیئے، جمعیتیئے، داؤدیئے، مخلوطیئے، مشروطیئے، ہندو پرست، انگریز پرست، انتہا پسند، امن پسند، اعتدال پسند، ہر حال پسند، قوم پرست، اور نوم پرست غرضکہ ہر خیال اور ہر اعتقاد کے دو دو ایک ایک آدمیوں کو منتخب کرنا چاہیئے تھا۔

لیکن ہوا یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی نمایندگی کے لئے منتخب کیا گیا ہے ہز ہائنس سر آغا خاں کو جنھیں یوں کہنے کو چاہے خدا کہہ دیا جائے لیکن ہندوستانی مسلمان تو ہرگز نہیں کہا جا سکتا اور پردہ نشین مسلم خواتین کی نمایندگی کے لئے انتخاب عمل میں آیا ہے بیگم شاہنواز صاحبہ کا کہ جو خود کبھی پردہ نہیں کرتیں۔

کسی چیز کو زیادہ نمایاں کرنے کے لئے اکثر ایسا کیا جاتا ہے کہ اس کی ضد اس کے بالمقابل رکھ دیتے ہیں اور اس طرح بدی کے مقابلہ میں اگر نیکی اور سیاہی کے مقابلہ میں اگر سفیدی بہت زیادہ چمک اٹھتی ہے۔ ممکن ہے کہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمایندگی بھی اسی ضد اور مقابلہ کے اصول پر کی گئی ہو اور ان کے اضداد کے ذریعہ سے ان کی حالت کو اور بھی زیادہ نمایاں ہونے کا موقع دیا گیا ہو اگر ایسا ہے تو ہمیں اس انتخاب کے لئے حکومت ہند کا ممنون ہونا چاہیئے۔

(ڈاکٹر سعید احمد)

اسی نمایندگی کے سلسلہ میں ایک دلچسپ چیز یہ بھی ہے کہ ہز ہائنس سر آغا خاں صاحب باقاعدہ ایک مخصوص فرقہ کے خدا بھی ہیں اس لحاظ سے مسلمانوں کو اپنی خوش نصیبی پر جس قدر بھی ناز ہو کم ہے حکومت برطانیہ کے دربار میں ان کی نمایندگی خدا کر رہا ہے اور جس جماعت کا ہادی و رہنما خدا ہو اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر ہز ہائنس ہماری صحیح رہنمائی نہ کر سکے اور اپنی نئی فرانسیسی بیگم صاحبہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باتوں میں محو ہو کر کسی غلط راستہ پر چل پڑا ہے تو پھر ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں ہے کیونکہ جسے خدا گمراہ کر دے اسے ہدایت دینے والا کہاں سے آئیگا اور خواجہ خضر کی ڈوبی ہوئی کشتی کو کون پار لگائے گا دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

(ڈاکٹر سعید احمد)

شرطیہ ڈھائی مہینے میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ "مومن صاحب کی انگلش ٹیچر" کا ایک سبق سمجھ کر روزانہ پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تیس ہزار فروخت ہو گئی۔ اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔ ضخامت تقریباً ۲۰۰ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۶ر کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

ناپسندیدگی کی شادی

(از جناب مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی مدفیضہ)

ایک روز کا ذکر ہے کہ میں کلاس سے حسب معمول آیا تو بیوی کو اپنا غیر معمولی طور پر منتظر پایا پہلا سوال جو اس نے کیا وہ یہ تھا کہ تمہارے کلاس میں کوئی ابوالحسن پڑھتے ہیں"

"خیر تو ہے" میں نے کہا" میں نہیں جانتا کوئی ہوں گے یہ کہکر کپڑے اتار کر میں کھانے پر آیا بیوی میرے ساتھ ہی کھانا کھایا کرتی تھی مگر آج اکیلے میرا ہی کھانا تھا کیونکہ اکیلے کھانا بہت ہی برا معلوم ہوتا تھا میں نے غصہ سے کہا میں اکیلے کھانا نہیں کھاؤں گا"

چونکہ یہ غصہ محبت کا تھا بیوی نے ہنستے ہوئے کہا "میں نے مجبوراً کھایا ہے عابدہ آئی تھی ابھی ابھی جب گئی جب اس کے گھر سے آدمی آیا تھا"

میں نے کہا "اور تم نے روکا ہی نہ لیا باتیں ہی کرتے"

یہ لڑکی میری بیوی کی خاص سہیلیوں میں سے تھی بلکہ سب سے زیادہ اس سے دوستی تھی بہت ہی اچھی صورت شکل کی تھی اور اس پر گانا تو ایسا گاتی تھی کہ بایدوشاید بس میری بیوی کی دوست ہونے کی وجہ سے مجھ سے پردہ نہ کرتی تھی حالانکہ یہ امر اس کی ماں کی مرضی کے قطعی خلاف تھا بیوی سے معلوم ہوا کہ وہ آج ایک خاص وجہ سے آئی تھی اُس نے اور میری بیوی نے ایک اور لڑکی سے دوستی کی اور اس لڑکی سے اب عابدہ کی اور میری بیوی کی دونوں کی لڑائی اس بنا پر ہوگئی تھی کہ اس نے اپنے بھائی ابوالحسن کی شادی عابدہ کے ساتھ طے کرنے کی ٹھان لی تھی عابدہ کچھ ابوالحسن کا حال مجھ سے پوچھنے آئی تھی چونکہ کلاس رات کو ہوتے ہیں اور لڑکے بہت زیادہ ہوتے ہیں اس لئے میں جانتا ہی نہ تھا کہ کوئی صاحب ابوالحسن ہیں بھی یا نہیں۔ میری بیوی نے اب مجھ سے کہا کہ تم ابوالحسن کو خود سمجھا دو کہ لڑکی تم سے شادی کرنا نہیں چاہتی ورنہ اندیشہ ہے کہ اس کی شادی طے ہو جائے میں نے جب دریافت کیا کہ آخر عابدہ ابوالحسن کو کیوں اتنا ناپسند کرتی ہے تو معلوم ہوا کہ سب سے اول تو یہ کہ ابوالحسن صورت شکل کے اچھے نہیں پھر ان کے گھر کی باتیں بھی کچھ ناپسندیدہ ہیں اور پھر یہ کہ ابوالحسن مثل اپنے سارے گھر کے فرسودہ خیالات کے آدمی ہیں اور عورت کو شاید جانور کی طرح رکھیں قصہ مختصر عابدہ کو وہ سخت ناپسند تھے عابدہ نے ان کو دیکھا نہ تھا مگر ان کی بابت سنا تھا کہ ان میں یہ یہ خرابیاں ہیں میں چونکہ خود اس خیال کا حامی ہوں کہ لڑکیوں کی مرضی کے خلاف شادی نہ کی جائے لہذا میں نے بھی ارادہ کر لیا کہ خود اس معاملہ میں انتہائی کوشش کروں گا اور حتی الامکان شادی نہ ہونے دوں گا۔

(۲)

چنانچہ ایک روز کلاس میں میں نے ابوالحسن صاحب کو تلاش کر لیا نہایت ہی سیاہ اور کیم شحم اور نہ صورت سے زیادہ و غیر وجیہہ آدمی تھے میرے ہمعصر تھے لیکن چہرہ سے مجھکو اپنے سے زیادہ ذہین اور عقلمند معلوم ہوتے تھے میں نے ان سے تعارف اس طرح حاصل کیا کہ ان سے میں نے کہا کیا جناب کا ہی نام نامی ابوالحسن ہے"

وہ۔ ارشاد فرمائیے۔ جی ہاں میرا نام ابوالحسن ہے"

میں۔ کیا آپ مجھے پندرہ منٹ دے سکتے ہیں؟ مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔

انہوں نے میری طرف دیکھا اور میرا نام لیکر بولے کہ آپ کا نام یہ ہے اور مجھے فوراً آپ سے ضروری ملنا ہے۔ دراصل میں بھی سمجھ گیا اور وہ بھی سمجھ گئے کہ کیوں ملنا ہے۔

میں نے کہا تو پھر آج کا کلاس لائیے گول کر جائیں اور آپ ہمارے ہاں چلئے۔ نہ جانتے تھے کہ میرا گھر کالج سے کتنا قریب ہے۔ دراصل وہ مجھے پیشتر سے جانتے تھے وہ راضی ہو گئے ادھر میں نے اپنی حاضری بلوانے کا انتظام کیا اور ادھر انہوں نے کیا اور میں ان کو لیکر گھر آیا۔

میں نے اپنے کمرہ کو جو کافی بڑا تھا بیچ میں بڑا سا پردہ لٹکا کر رہنے کا کمرہ بنایا تھا سارے گھر سے علیحدہ بنگلہ کے آخر کونہ پر ہم کو کمرہ ملا تھا لہذا بقیہ گھر سے اور میرے گھر سے کوئی تعلق ہی نہ تھا پردہ کھینچ دیا تاکہ ابوالحسن صاحب کو پتہ نہ چلے کہ ان کی باتیں کوئی اور بھی سن رہا ہے عابدہ اور میری بیوی پردہ کے اس طرف خاموشی سے بیٹھ گئیں میں نے سگرٹ اور پان پیش کئے دونوں سے انہوں نے معذوری چاہی۔ سلسلہ گفتگو میں نے ہی شروع کیا۔

میں نے کہا "غالباً آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ سے کیوں ملنا چاہتا تھا"

انہوں نے کہا "جی ہاں مجھکو معلوم ہے تاکہ آپ مجھے راضی کریں کہ میں اس شادی کے خیال کو چھوڑ دوں۔

"اچھا تو یہ آپ کو معلوم ہے"

"جی ہاں مجھے معلوم ہے کہ وہ مجھے ناپسند کرتی ہیں"

تو پھر ایسی صورت میں تو آپ خود غالباً میری رائے سے اتفاق کرینگے کہ . . . .

انہوں نے جملہ پورا کیا "وہ کہ مجھے انتہائی کوشش کرنی چاہیئے اور دراصل اسی وجہ سے آپ کی اور آپ کی بیگم صاحبہ کی سفارش کی ضرورت ہے کیونکہ وہ ان کی بڑی دوست ہیں" میں نے کہا جناب غلط سمجھے میرا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کو معلوم ہے کہ وہ خود آپ سے شادی کرنا نہیں چاہتی تو آپ کو خود ہی یہ رشتہ نامنظور کر دینا چاہیئے کیونکہ ناپسندیدگی کی شادی سے بدتر دنیا میں کوئی چیز نہیں گھر دوزخ ہو جاتا ہے اور زندگی کا لطف کرکرا ہو جاتا ہے"

"مجھکو یہ باتیں آپ سے بیشتر معلوم ہیں" وہ بولے "اور میں نے ان سب امور پر اچھی طرح غور کر لیا ہے"

میں نے کچھ جل کر کہا "مگر آپ پھر بھی باز نہ آئیں گے"

انہوں نے کہا "یہاں باز آنے کا سوال نہیں ہے یہاں اب سوال یہ ہے کہ اس معاملہ میں آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ میری کیا مدد کر سکتی ہیں"

میں نے کہا "افسوس کہ میں اس میں آپ کی قطعی مدد نہیں کر سکتا جبکہ لڑکی آپ کو خود نامنظور کرتی ہے"

لاحول ولاقوۃ۔ انہوں نے کہا آپ غلط فہمی میں پڑے ہیں آپ سے میں شادی میں

صرف اس طرح امداد کا طالب ہوں کہ آپ کوشش کر کے ان کے دل میں جو میری طرف سے خراب خیالات نہ معلوم کیسے پیدا ہو گئے ہیں دور کر دیجئے یہ نہیں کہ میری شادی باوجود ان کی تمام مخالفت کے ہو جائے بلکہ یہ کہ وہ مخالفت ہی کرنا ہی چھوڑ دیں اور از خود اس رشتہ کی متمنی ہوں۔

میں نے طنزاً کہا "گویا آپ کو پسند کرنے لگ جائیں۔

"جی ہاں" انہوں نے کہا صورت شکل خدا کی دی ہے اس کو چھوڑ کر مجھ میں جو خرابی نظر آئے یا آپ کی بیگم صاحبہ یا وہ خود مجھکو بتائیں کہ مجھ میں یہ خرابی ہے تا وقتیکہ وہ دور نہ ہو گی تو بدترین شخص ہے اور جلد دور کر دوں پھر اگر میں اس میں کوتاہی کروں یا اس خرابی کے دور کرنے میں ناکام رہوں تو آپ شوق سے اس شادی کی مخالفت کریں ورنہ دوسری صورت میں میری سفارش کریں اور میرے لئے کوشش کریں"

بات دراصل ابوالحسن صاحب نے نہایت معقول کہی تھی میں نے ان کی دلیل کو بہت پسند کیا مگر کہا آپ کا کہنا بہت ٹھیک ہے مگر کیا معلوم کہ لڑکی محض صورت شکل ہی کی وجہ سے آپ کو ناپسند کرے معاف کیجئیگا میرا سوائے اس کے کوئی دوسرا مطلب نہیں کہ صورت شکل اچھی سے اچھی اور بری سے بری قابل پسند ہو سکتی ہے میرا مطلب اصل یہ ہے کہ ناپسند ہونے کے وجوہات میں سب ہی چیزیں ہوتی ہیں"

وہ بولے "مجھکو تسلیم ہے کہ میں خوبصورت یا چھریرا یا غیر اپیل جوان نہیں مگر یہ بھی جانتا ہوں کہ نہ تو ایک شوہر کے لئے خوبصورت ہونے کی ضرورت ہے اور نہ ہی بیوی کو بعد شادی یہ خیال ہوتا ہے کہ میرا شوہر بدصورت ہے یہ تو لڑکیوں کا بچپنا ہے جو اچھی صورت کا خیال کرتی ہیں ورنہ واقعہ یہ ہے کہ حسین سے حسین لڑکی بھی بدصورت شوہر کو اپنا عزیز ترین شوہر سمجھتی ہے اور کسی اچھے سے اچھی صورت شکل والے سے اپنے شوہر کو کمتر نہیں خیال کرتی اور نہ ہی کوئی بیوی اپنا گھر اس وجہ سے بگاڑتی ہے کہ میرا شوہر بدصورت ہے یہ سب بچپن کی باتیں ہیں جو عمر سے متعلق ہیں"

میں نے کہا "ابوالحسن صاحب آپ ذرا غور تو کیجئے کہ فریق ثانی نظر انداز نہیں اور گو جو آپ نے کہا ہے وہ سب صحیح اور درست ہے مگر یہ میں سمجھ سکتا ہوں نہ کہ ایک نوعمر لڑکی"

وہ بولے "اسی وجہ سے تو مجھے لڑکی کے خیالات کی چنداں پرواہ نہیں مگر پھر بھی آپ لوگوں کے خیالات کی پرواہ کرتا ہوں اور ذمہ لیتا ہوں کہ لڑکی کو آرام سے رکھوں گا شاید آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد کی کتنی جائداد ہے اور پھر یہ کہ میں اکیلا لڑکا ہوں سوائے ایک بہن کے اور کوئی نہیں بھائی معاف کیجئے گا شیخی نہیں ہانک رہا ہوں آجکل کی لڑکیوں کے بارے میں کہتا ہوں کہ وہ ان باتوں پر غور نہیں کرتی ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ انہی چیزوں کی ضرورت ہے اور روپیہ نہیں تو گھر دوزخ ہو جاتا ہے اگر روپیہ میسر ہے آرام و آسائش ہے تو لڑکی کو کسی طرح کی شکایت ہی نہیں ہو سکتی قصہ مختصر آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ ان کو اچھی طرح سمجھا دیں کہ میں ان کو بہت آرام سے رکھوں گا کیونکہ بدصورت ہوں اس خیال سے چار پائیں ہی کا سن لوں گا۔

میں نے کہا "یہ تو کوئی بات نہ ہوئی القصہ آپ جائیں اور آپ کا کام مگر میں صاف صاف عرض کئے دیتا ہوں کہ میری دانست میں آپ کو سوچ سمجھکر کام کرنا چاہئے میرا فرض ہے کہ آپ کو آگاہ کر دوں کہ وہ لوگ ان کے کان میں اچھی صورت کو زیادہ پسند کرتی ہیں بہ نسبت اس کے کہ آپ کو"

وہ مسکرا کر بولے "ماشاءاللہ"

میں نے کہا "اور پھر آپ ضد کرتے ہیں میری دانست میں اس بات کے علم سے خود آپ کے جذبہ خود پسندی کو ٹھیس لگنا چاہئے اور اس بنا پر خود آپ کو ایسے شخص سے نفرت پیدا ہو جانا چاہئے"۔

انہوں نے ہنستے ہوئے کہا مگر میں اس معاملہ میں بہت بچا ہوں ضرورت سے زیادہ ورنہ کوئی اور ہوتا تو جو باتیں میں نے سنی ہیں ان کی بنا پر کبھی کا اس قصہ سے دست بردار ہو گیا ہوتا"

پھر آپ کیوں اپنی ضد پر اڑے ہیں"

وہ بولے "اس وجہ سے کہ مجھکو پھر ایسی اچھی صورت و شکل کی لڑکی نہیں ملیگی ایسی اچھی لڑکی جو ہر فن میں طاق ہو اور خصوصاً بہت اچھی گانے والی ہو غرض تمام سوسائٹی کا پھول ہو مجھکو پھر نہیں ملیگی میں نے ان کو دیکھا نہیں مگر تصویر دیکھی ہے وہ مجھکو ضرورت سے زیادہ پسند ہیں۔

آپ کے پاس تصویر کہاں سے آئی؟ میں نے کہا

یہ دیکھئے انہوں نے تصویر نکال کر دکھلائی یہ نہ بتاؤں گا کہ کہاں سے آئی ہے"

میں نے تصویر کو دیکھا یہ تو میرے ہی ہاتھ کا فوٹو تھا مجھکو تعجب ہوا کہ یہ حضرت کہاں سے پا گئے کیونکہ انہوں نے انکار کیا کہ ان کی بہن کے ذریعہ سے یہ نہیں پہنچی ہے میں فوراً اٹھا اور اپنی البم کو اٹھا کر دیکھا وہاں کی تصویر غائب تھی میں نے کہا حضرت یہ مال مسروقہ ہے میری البم میں سے آپ نے کیسے اڑا لیا معلوم ہوتا ہے یہ آپ کی بہن کی کارروائی ہے"

انہوں نے ہنستے ہوئے کہا "بخدا میری بہن کی کارروائی نہیں مگر مجھکو یہ تسلیم ہے کہ یہ چوری کی ہے مگر چور نے یہ نہیں بتایا کہ کس جگہ سے یہ اس نے چرائی آپکی ہی سہی مگر اب تو یہ میری ہے اور میں اس کو واپس نہیں دے سکتا اور نہ چور کا نام بتا سکتا ہوں"

قصہ مختصر میں نے ان کو بہت سمجھایا کہ اس شادی کے خیال سے آپ باز آیئے مگر وہ نہ مانے میں نے انکو امداد کا وعدہ کر کے رخصت کیا کہ جہاں تک مجھ سے ممکن ہو گا آپ کی شادی میں مخالفت کروں گا لیکن کوشش کروں گا کہ لڑکی آپ کو پسند کرنے لگے اور اگر ایسا ہوا تو مخالفت نہ کروں گا۔

ان کے چلے جانے کے بعد پردہ ہٹایا تو میری بیوی غصہ میں پیچ و تاب کھا رہی تھیں اور عابدہ منہ لسورے الگ بیٹھی تھیں ان دونوں نے ابوالحسن صاحب کے بارے میں اب اور بھی خراب رائے قائم کر لی۔

میں نے عابدہ سے کہا "بہن عابدہ تم نے ان کو دیکھا تو ہے نہیں کیسے کہتی ہو کہ بدصورت ہیں"

وہ تیز ہو کر بولی بھائی جان خدا کے لئے اس موذی کا ذکر آپ نہ کیجئے مجھکو کوئی ضرورت نہیں"

میری بیوی نے بھی نہ دیکھا تھا لہذا انہوں نے کہا کہ تم ان کو تیسرے پہر کو کسی روز بلوا لو برآمدہ کے سامنے بیٹھکر باتیں کرنا ہم دونوں کمرے سے چق میں سے انکو دیکھ لیں گے۔

(۳)

میں نے ابوالحسن صاحب سے کہا کہ تم پردہ کرانے کے لئے راضی ہو یا نہیں وہ راضی

ہو گئے میں نے ان سے یہ نہیں کہا کہ عابدہ بھی ہوگی اور جب انہوں نے دریافت کیا تب بھی کہدیا کہ تم کو اس سے مطلب نہیں کہ کون ہے اور کون نہیں گا۔ میں سمجھا تھا کہ شاید خاص طور پر تیار ہو کر ابوالحسن آئینگے مگر وہ تو یوں ہی چلے آئے یعنی ڈاڑھی تک صاف نہ تھی اور وہی دو روز کا پاجامہ اور روزانہ کی اچکن میں نے کہا کہ یار تم بھی عجیب آدمی ہو کہ ڈاڑھی تک صاف نہ بنائی اور پھر آپ ان کی باسی حجامت سے بھلا کون بردکھاوے کے لئے جاتا ہے انہوں نے کہا کہ گاہک کو نمونہ اچھا دکھانا اور پھر مال خراب دینا ٹھیک نہیں۔"

القصہ وہ آکر بیٹھ گئے اور میری بیوی نے اور عابدہ نے ان کو خوب اچھی طرح دیکھ کر ناپسند کیا میری بیوی نے کہا کہ یہ تو بہت خراب نہیں اور عابدہ نے کہا کہ میں اس علامت سے شادی تو بڑی چیز ہے جوتے بھی نہ اٹھواؤں گی۔"

میں نے چپکے سے فیصلہ ابوالحسن کے کان میں کہدیا انہوں نے مسکرا کر کہا انشاء اللہ جوتے خود اٹھائیں گی۔" الغرض وہ کسی طرح بھی اس پر راضی نہ تھے کہ شادی کا خیال چھوڑ دیں۔

بہت جلد معلوم ہو گیا کہ ابوالحسن صاحب کا پلہ بھاری ہے اور عابدہ کے والد اور دوسرے رشتہ دار سب اس رشتہ کو پسند کرتے ہیں علیگڈھ کی موجودہ سوسائٹی کو دیکھتے ہوئے اور وہاں کی روایات کو دیکھتے ہوئے ایسی شادی کا امکان دشوار ہونا چاہیے تھا مگر یہاں کچھ اور ہی ہو رہا تھا۔

عابدہ میرے یہاں آ آکر روتی تھی اور مجھ سے اور میری بیوی سے کہتی تھی کہ کوئی تدبیر کرو ورنہ میں خودکشی کرلوں گی ان سب باتوں کا علم عابدہ کی اماں کو بھی تھا اور والد کو بھی مگر نا معلوم کس ذریعہ سے ہو گیا میری تو ہمت نہ پڑتی تھی کہ براہ راست ان سے کہوں لطف یہ کہ اس کا سلسلہ ابوالحسن صاحب اور ان کی بہن کو تو تھا ہی ماں کو بھی ہو گیا مگر پھر بھی کوئی نہ مانتا تھا۔

ابوالحسن کی بہن سے نہ معلوم کہاں کہاں کی لڑکیوں نے سفارش کی مگر اول تو ان کے ہاتھ سے بات نکل چکی تھی اور پھر وہ بھی اٹل تھی اور پھر ابوالحسن صاحب کہیں بہلانے سمجھانے سے ٹلنے والے تھے گیا گزرا بھی یاد آئے جب حد گزر گئی اور شادی کے دن قریب آگئے یعنی بہت سے ہونے کے دن کہ شادی کب ہو اور جب سب امیدیں منقطع ہو گئیں تو میری بیوی نے کہا کہ ابوالحسن صاحب سے میں خود ملنا چاہتی ہوں تم ان کو بلا لاؤ اور ابوالحسن کہتے تھے کہ تم پانچ منٹ کے لئے میری ملاقات عابدہ سے کرادو یہ ناممکن تھا۔ ابوالحسن صاحب میری بیوی سے ملنے پر راضی ہی نہیں ہوئے بلکہ ضروری خیال کرنے لگے۔

اسی سادگی سے ابوالحسن صاحب میری بیوی سے ملنے آئے ملکہ اور بھی زیادہ اجڑی ہوئی حالت سے آئے میں نے رسماً تعارف کرایا اور قبل اس کے کہ میری بیوی کچھ کہے ابوالحسن صاحب نے کہا "میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنی سہیلی سے میری سفارش کر دیں گی۔"

میری بیوی نے ترشروئی سے کہا "مسٹر حسن مجھے سخت افسوس ہے کہ آپ تعلیم یافتہ ہو کر پھر اس قسم کی باتیں کرتے ہیں کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہندوستانی عورتوں کو مویشیوں کی طرح رکھا جاتا ہے اور پھر یہ کہ آپ کے سے نوجوان ان کے ساتھ وہ برتاؤ کرنے سے دریغ نہیں کرتے جو وحشی قومیں بھی روا نہیں رکھتیں کیا آپ اپنے اس فعل کی تائید کسی طرح پر بھی کر سکتے ہیں؟

مولانا ابوالحسن کچھ سٹپٹا سے گئے رک رک کر بولے "محترمہ آپ کا فرمانا بجا اور درست ہے مگر میں آپ سے صحیح عرض کرتا ہوں کہ ایسے ملک میں یہ سب باتیں مجبوراً کرنا پڑتی ہیں۔"

میری بیوی نے تیزی سے کہا "یہ میں نہیں سمجھتی آخر مجبوری کیسی ہے؟"

ابوالحسن صاحب نے کہا "یہ کہ میں آپ کی سہیلی سے نہیں مل سکتا اس سے زیادہ ظلم میرے ساتھ یا ان کے ساتھ نہیں ہو سکتا ان کے خیالات کی وقعت میرے دل میں کیونکر ہو جب ان کے اور میرے درمیان پردے حائل ہوں اگر اس بدقسمت ملک میں یہ رواج ہوتا کہ جس سے شادی کرنا چاہو اس سے مل لو تو میں صحیح عرض کرتا ہوں کہ مجھ سے ملنے کے بعد اور میری عرضداشت سننے کے بعد اگر مجھکو وہ نامنظور کرتیں تو ان کے فیصلہ کی میرے دل میں وقعت ہوتی مگر ایسی صورت میں کس طرح میں یقین کرلوں کہ ان کا فیصلہ صحیح ہے اور یہ کہ خود ان کی نظر ثانی کا محتاج نہیں ان کا فیصلہ ادھر ادھر کی غیر معتبر شہادت پر دارومدار رکھتا ہے لہذا یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ ان کا فیصلہ غلط ہے مجبوراً ہندوستان میں اسی طرح کام چل رہا ہے اور چلتا رہے گا۔"

میری دانست میں ابوالحسن صاحب نے بڑی باریک بات نکالی تھی مگر میری بیوی نے ان کی ایک نہ سنی اور کہا "میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ان کا فیصلہ آخری اور اٹل ہے اور کسی نظر ثانی کا محتاج نہیں بہتر ہے کہ آپ ایک نوعمر لڑکی کو زندہ درگور نہ کریں خدا کے لئے رحم کیجئے خدا کے غضب سے ڈریئے مظلوم کی آہ خالی نہیں جاتی خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ ظالم کی ناؤ کبھی نہیں چلتی اس کو آپ قبل از وقت لقمہ اجل بنا رہے ہیں اس کو زبردستی شادی پر مجبور کیا جا رہا ہے شرع کی رو سے یہ شادی نہیں بلکہ غلامی اور زبردستی ہے۔"

ابوالحسن بالکل اس اپیل سے متاثر نہ ہوئے وہ مختلف لا پڑھ رہے تھے لہذا شرعی مسئلہ جانتے تھے کہنے لگے کہ "بہتر ہے کہ ایجاب و قبول کے موقعہ پر وہ انکار کر دیں ورنہ اگر انہوں نے ہوں یا ہاں کہدیا تو شرعاً وہ شادی جائز ہوگی خواہ انہوں نے کسی کے دباؤ سے کہا خواہ اپنی مرضی سے کچھ بھی تو نہیں ہیں آپ ان کو سمجھا دیجئے کہ بس یہی صورت مفر ہے۔"

میری بیوی نے کہا "اور کوئی نہیں؟"

"کوئی نہیں"

"کوئی نہیں" پھر میری بیوی نے کہا "کیا آپ کی دانست میں اور کوئی نہیں آپ غلطی پر ہیں ایک لڑکی ان تمام تعصبوں پر ایک دوسری طرح بھی فتح پا سکتی ہے۔" ابوالحسن سمجھ گئے اور بولے "حرام موت دوسری مفر کی صورت ہے اور اس کا عذاب آپ کی گردن پر ہوگا۔ آپ سمجھدار ہو کر ایسی باتیں کر رہی ہیں ابوالحسن نے فلسفیانہ انداز میں کہا "آپ کی زبان سے اور ایسی باتیں آپ کو چاہیئے کہ آپ انکو سمجھائیں نہ کہ اور بھڑکائیں آخر آپ مجھ میں کیا خرابی پاتی ہیں۔"

میری بیوی نے کہا "یہ کہ آپ عابدہ کو پسند نہیں اور پھر تو اور بھی خرابیاں معلوم ہو رہی ہیں وہ یہ کہ آپ ظالم بھی ہیں بلکہ معاف کیجئے گا آپ کا ظلم بدرجہ سفاکی پہنچتا ہے کیونکہ آپ تعلیم یافتہ ہو کر اور یہ جانتے ہوئے کہ عورتوں کی حالت ہندوستان میں بد سے بدتر ہو رہی ہے اور پھر ایسی باتیں کرتے ہیں لہذا میری

دانست میں تو آپ کو کوئی لڑکی پسند نہ کرے گی“

ابوالحسن اس طعن کو سنکر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ ”پھر ایک دوسری صورت یہ ہے کہ آپ اپنی سہیلی سے مجھے دس منٹ کے لئے ملوا دیجئے“

”آپ ان سے ملکر کیا کریں گے اور کیا نتیجہ نکلیگا اگر وہ آپ کو نامنظور کر دیں گی تو کیا آپ مان جائینگے“

ابوالحسن بولے ”خیال تو میرا ایسا ہی ہے کہ میں مان جاؤں گا مگر قطعی وعدہ نہیں کر سکتا کیونکہ موجودہ صورت میں وہ جو مجھ سے ملیں گی تو فیصلہ کرنے کے بعد ملیں گی گویا اپنی رائے بدلنے کی نیت ہی ان کو نہ ہو گی۔

میری بیوی بولی آپ تو کسی بات پر نہیں جمتے اگر آپ کو منظور ہے کہ ان کا انکار خود ان کی زبان سے سنیں تو کل ہی سن لیجئے“

ابوالحسن نے کچھ دیر سوچا اور پھر سر جھکا ایکدم سے کچھ رائے بدل کر بولے۔ ”اچھا مجکو منظور ہے آپ میری اور ان کی ملاقات کروا دیجئے وہ اگر انکار کر دیں گی تو میں دست بردار ہو جاؤں گا“

میری بیوی کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور خوش ہو کر اس نے اپیل کے طور پر ابوالحسن صاحب سے کہا ”حسن صاحب! خدا کے لئے اس پر رحم کیجئے“

ابوالحسن صاحب بولے ”کہ صاحب اب آپ کون ہوتی ہیں جو ان کی طرف سے اپیل کریں۔ اب ہم جانیں اور وہ“

(۳)

عابدہ کسی طرح راضی ہی نہ ہوتی تھی مگر میری بیوی اس کو پکڑ لائی پھر اسی اجڑے حلیہ سے ابوالحسن صاحب تشریف لائے عابدہ نے عین موقع پر ملاقات سے انکار کر دیا مگر میں نے اور میری بیوی نے گھسیٹ کر اس کو کرسی پر لا بٹھایا ابوالحسن صاحب سر نیچا کر کے بیٹھ گئے وہ منہ چھپائی تھی تو کہتے تھے بر ملا بات چیت ہوگی گھبراہٹ اور پریشانی رفع کرنے کے لئے میں چاء بنانا چاہتا تھا ابوالحسن صاحب نے چاء کی پیالی بنا کر زور سے سورہ اخلاص پڑھکر اس پر دم کر کے عابدہ کو دی مجکو بہت ہنسی آئی میری بیوی کو بھی بہت ہنسی آئی عابدہ نے نہ معلوم کس طرح ہنسی کا اظہار ہی نہ کیا مگر وہ بھی گھبرائی جا رہی تھی۔ اور ابوالحسن صاحب نے بغیر کسی تمہید کے عابدہ سے سوال پیش کر دیا ”آپ مجھ سے اس درجہ کیوں ناراض ہیں“

میری بیوی بیچ میں بول اٹھی ”ناراض واراض کچھ نہیں ہیں“

”براہ کرم درمیان میں آپ نہ بولیں“ ابوالحسن بولے اور پھر عابدہ سے پوچھا ”آپ مجھ سے اس درجہ ناراض کیوں ہیں“

عابدہ نے دبی زبان سے کہا ”جی نہیں“

”آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں نا“ ابوالحسن بولے

عابدہ نے کہا ”جی نہیں“

ابوالحسن عابدہ کی طرف احترام سے جھک کر بولے ”میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں“ یہ کہکر میری بیوی سے کہا ”بہن صاحبہ تسلیم“

ابوالحسن صاحب کے جملہ کے معنی اب میری بیوی نے سمجھے اس نے چاء کی پیالی رکھدی عابدہ کی طرف دیکھا وہ گھبرائی ہوئی تھی ابوالحسن صاحب کی طرف دیکھا ان کے چہرہ پر کامیابی کی مسرت آمیز مسکراہٹ تھی میری بیوی نے جھنجھلا کر کہا ”حسن صاحب آپ سنجیدگی کو چھوڑ کر مذاق کی طرف متوجہ ہیں آپ خواہ مخواہ کسی کی شرم

حیا سے بیجا فائدہ اٹھاتے ہیں بہتر ہے کہ یہ بات یہیں ختم ہو جائے یہ کہکر عابدہ کا ہاتھ پکڑ کر پردہ میں کر دیا اور جل کر کہا کہ آپ ایک معصوم کی جان لینے پر تلے ہوئے ہیں“ یہ الفاظ بھرائی ہوئی آواز میں نکلے اور پردہ کے اندر بیٹھکر اس نے سسکیاں لے لیکر رونا شروع کیا۔

ابوالحسن مجھ سے معافی مانگنے لگے مگر معذوری ظاہر کی میں نے کہا کہ آپ الفاظ سے ضرور کھیل رہے تھے لفظی گرفت کوئی چیز نہیں۔

ابوالحسن تیز ہو کر بولے الفاظ کی زنعت آپ نہیں کرتے اور مجھ سے کراتے ہیں بالمشافہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ مجھ سے ناراض نہیں یعنی راضی ہیں اور پھر کوشش کی جاتی ہے کہ مجھکو یقین دلایا جائے کہ مجھ سے راضی نہیں آپنے میں الفاظ کا خود پابند ہوں ان کو باہر لائیے اور وہ کہدیں کہ میں تجھ سے ان ان وجوہات پر شادی کرنا نہیں چاہتی پھر مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا اور جس طرح ہو سکے گا بغیر آپکے دونوں کی امداد کے میں خود اپیل کر لوں گا۔

میری بیوی نے بہت کچھ کہا مگر عابدہ راضی نہ ہوئی کہ باہر آکر بیدھڑک کہدے کہ میں تجھ سے ان ان بنا پر شادی نہیں کرتی اور تو مجھکو ناپسند ہے کیونکہ وہ ڈرتی تھی کہ اس کے بعد جو وہ اپیل مجھ سے کریں گے تو مجھ سے کچھ بن نہ پڑے گا۔

قصہ مختصر ابوالحسن صاحب جیتے اور ہم لوگ ہارے ہم لوگوں نے کہا کہ آپ تحریر پر راضی ہو جائیں تو ممکن ہو مگر تحریر میں بھی انہوں نے اتنی شرطیں لگائیں کہ ناممکن تھا کہ کوئی تصفیہ ہو سکے جلسہ برخواست ہوا تو میری بیوی نے اپنے رومال سے آنسو پونچھتے ہوئے ابوالحسن صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور گڑگڑا کر التجا کی کہ اس غریب پر رحم کرو ابوالحسن سے یہ نہ دیکھا گیا اور ٹوپی اتار کر میری بیوی کے قدموں تک بڑھائی اور کہا آپ خواہ مخواہ مجھکو ذلیل نہ کیجئے کیا آپ مجھکو اس طرح ذلیل کریں گی کہ اپنے دوست کی بیوی کی توہین کرتا ہے“

قصہ مختصر ابوالحسن صاحب چلے گئے میں نے دیکھا کہ میری بیوی عابدہ کو چپٹائے ہوئے تھی اور دونوں رو رہی تھیں۔

عابدہ اپنی شادی کے غم میں گھل گھل کر کانٹا ہو گئی اس کا کھانا پینا چھوٹ گیا تھا روتے روتے اس کو غش آجاتے تھے اور اس کو نہ معلوم کسی چیز خودکشی سے روکے ہوئے تھی میں بہت کچھ سمجھاتا تھا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ میری بیوی اور وہ خوب پھوٹ پھوٹ کر روتی تھیں۔

شادی سے چند روز قبل میں نے عابدہ کو دیکھا اس کا رنگ وروپ سب رخصت ہو چکا تھا اس کے شاداب چہرہ پر مردنی چھائی ہوئی تھی اس کی تیزی اور چلبلاپن سب رخصت ہو چکا تھا مجکو دیکھتے ہی وہ مسکرا کر کوئی بدلہ ضرور چست کرتی تھی مگر افسوس کہ زندگی اور شادمانی اب معدوم تھی اور وہ نمونہ عبرت بنی ہوئی تھی میری آنکھیں اس کو دیکھکر نم ہو گئیں میں ابوالحسن سے ملا اور ان سے اس کا یہ حال کہا ان کے چہرہ پر وہی فاتحانہ مسکراہٹ تھی ان کے سخت دل پر ذرہ برابر اثر نہ ہوا در اصل اب دوا کا وقت گذر چکا تھا اور دعا کا وقت تھا کیسی کیسی سر توڑ کوشش کی گئی تھیں مگر سب بیکار۔ عابدہ کی ماں کو ہر طرح لڑکیوں نے اور نیز دوسری عورتوں نے سمجھایا مگر وہ نہ مانیں سب کہتے تھے کہ ایسی اچھی لڑکی ماں باپ جان بوجھکر روپیہ کی لالچ میں موت کے منہ میں دے رہے ہیں جو دیکھتا تھا وہ عابدہ کی حالت پر افسوس کرتا تھا سب ہمعصر لڑکیاں کو اس کے ساتھ ہمدردی تھی عابدہ ایک پھول تھی جو قبل از وقت مرجھا گئی تھی اس کی سہیلیاں اس سے باتیں کرتیں اور دردبھری باتیں سنکر منہ موڑ کر آنکھیں پونچھ لیتیں مجکو اس کا گانا بہت پسند تھا اس لئے اول تو گانا چھوڑ دیا تھا لیکن ایک مرتبہ چار اور لڑکیاں آئیں اس سے گانے کو کہا گیا اس نے انکار کیا

مگر اصرار سے مجبور ہوگئی اس لئے گانا شروع کیا اس کی سریلی آواز میں اب عجیب درد و گداز تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ باجے سے سوز نکل رہا ہے گاتے گاتے اس کی آواز بدل گئی گھٹ کر بند ہوگئی وہ خود رو رہی تھی اور سہیلیاں بھی رو رہی تھیں اس کے درد بھرے گیت نے اپنے سوز و گداز سے اور دل کا دل پگھلا دیا اور پھر ایسے کہ سب پر رقت طاری ہوگئی اور گانے کی محفل رونے کی مجلس ہوگئی شادی کے ہفتہ میں وہ ایک ایک سے مل کر رخصت ہوئی سب سے اپنی خطا معاف کرائی خود روتی تھی اور ملنے والیوں کو رلاتی تھی سب دعا دیتے تھے کہ خدا کرے تیری مشکل آسان ہو۔

(۰)

میری بیوی شادی سے چار پانچ روز پہلے ہی عابدہ کے ہاں چلی گئی کیونکہ عابدہ سے بیاری کوئی اس کی ملنے والی نہ تھی شادی سے تین روز پہلے تو کھانا عابدہ بالکل ہی ترک کر چکی تھی میری بیوی اس لئے گئی تھی کہ عابدہ کو دلاسا دیگی نصیحتیں ایک سے دو ہونگی مگر معلوم ہوا کہ اس کا عابدہ سے بھی برا حال تھا عورتیں اس قسم کی باتوں کی پروا نہیں کرتیں وہ کہتی ہیں تمہارا اپنا حال ماں باپ اور گھر کے غم میں اس سے بدتر ہو گیا تھا کوئی کہتی تھی کہ ہم نے خود ہفتہ بھر کھانا نہیں کھایا ہم خود اس سے کہیں زیادہ دبلے ہو گئے تھے غرض وہاں بہت کم ایسی تھیں جن کو عابدہ کی حالت کچھ زیادہ غیر معمولی معلوم دیتی تو رخصت کے وقت جو کہرام ہوتا ہے اس میں ظاہر ہے کہ میری بیوی نے کیا کچھ اضافہ نہ کیا ہوگا جبکہ وہ خود بیہوش ہو گئی اور جب سب معاملہ ختم ہو گیا تو واپس آئی معلوم ہوتا تھا کہ بیمار ہے۔

(۰)

امتحان ختم ہو چکا تھا اور ابوالحسن اپنی بیوی کو لیکر کشمیر پہنچے اس سے پیشتر کبھی جگہ گئے میری بیوی برابر خط لکھ رہی تھی مگر وہاں سے سوائے مختصر کارڈ کے عابدہ کا کوئی خط ہی نہ آتا تھا جس میں سوائے خط کی رسید کے اور مفصل پھر لکھونگی اور کچھ ہوتا ہی نہ تھا۔ میری بیوی خط پڑھ پڑھ کر روتی تھی اور کہتی تھی کہ نہ کلوا ظالم اس کو گھونٹ گھونٹ کر مار رہا ہے اور فریاد تک نہ کرنے دیگا ایک روز کا ذکر ہے کہ صبح میں گھر پر ہی میں موجود تھا دو ایک خط آئے ان میں سے ایک موٹا سا لفافہ میری بیوی کے نام تھا میں خط پہچان گیا اور میں نے بیوی کی طرف لفافہ کر کے کہا لو عابدہ کا خط ہے۔

"ارے بیچاری عابدہ" ٹھنڈی سانس بھر کر میری بیوی نے کہا "قسمت پھوٹ گئی" یہ کہکر خط کھول کر پڑھنا شروع کیا پورا خط ختم کرنے سے پیشتر ہی رکنا پڑا میں بیوی کی طرف دیکھ رہا تھا اور نہ میری طرف کیونکہ آپ یقین کریں کہ خط کا مضمون حسب ذیل تھا:-

میری پیاری بہن۔

تمہارے خط پہنچے ہیں میں نے ان کے جواب دیئے مگر نہیں ہی دیئے کیونکہ سوائے اس کے کچھ نہ لکھا کہ تمہارا خط پہنچا مفصل پھر لکھونگی روز ہی کہتی تھی کہ کل لکھوں گی مگر کل اب تک نہ آیا اس کی وجہ میں کیا بتاؤں دراصل اس سے کہیں پہلے لکھ چکی ہوتی مگر جب لکھنے بیٹھتی تو اپنی حماقت کا خیال کر کے کچھ نہ لکھا جاتا کہ آپ کو صحیح حال لکھوں نہ معلوم آپ کیا کہیں گی اور بھائی جان کیا کہیں گے محض آپ کے اور بھائی جان کے ڈر کے مارے اب تک نہ لکھا مگر پھر یہ سوچکر کہ آپ نہ معلوم کیا سمجھیں لکھنا تو ہے ہی آج ہی کیوں نہ لکھ دوں۔ ندامت ہی ہو جائیگی اور نہ میرا مذاق اڑائیگا۔

میری پیاری بہن اب میری کہانی سنو بہت مختصر ہے مگر دیکھو میرا مذاق نہ اڑانا بات دراصل یہ ہے کہ میں دراصل احمق تھی تم خواہ یقین کرو یا نہ کرو میرے موجودہ خیالات کا لب لباب یہ ہے کہ ابوالحسن صاحب بہترین آدمی ہیں ان سے بہتر نوجوان دنیا میں ملنا ناممکن ہے ان سے زیادہ لائق ساتھی مجھکو شاید چراغ لیکر ڈھونڈتی تب بھی نہ ملتا

ان سے زیادہ بیوی کو چاہنے والا نہیں بلکہ عاشق زار شوہر ملنا ناممکن ہے ان سے زیادہ محبت کرنے والا شوہر مجھکو دنیا کے پردہ پر نہ ملتا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب میں بغیر ان کے ایک دن بھی کیسے زندہ رہ سکتی ہوں پیاری بہن یقین مانو یکدن تو بہت ہوتا ہے اگر ایک گھنٹہ کے لئے وہ میری نظروں کے سامنے سے چلے جاتے ہیں تو میرے لئے قیامت ہوتی ہے بس جب گذشتہ واقعات پر غور کرتی ہوں کہ میں ان کو ٹھکرا رہی تھی تو میں کانپ جاتی ہوں کہ الٰہی اگر حسن صاحب ملتے تو میری زندگی کیسے کٹتی۔ میرا خیال ہے کہ بہن میرا اس دنیا میں آنا اور حسن صاحب سے شادی نہ ہونا برابر تھا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے ہماری اور تمہاری تمام کوششوں کو ناکام کیا اور میری قسمت بنا دی جو مجھکو ایسا محبت کرنے والا عاشق زار عقلمند اور سمجھدار اور تعلیم یافتہ شوہر عنایت کیا غرض قلم میں طاقت نہیں کہ ان کی تعریف لکھ سکے قصہ مختصر حسن صاحب تو بیچارے چھے نکلے ان کے بغیر نہ اب میں زندہ رہ سکتی ہوں اور نہ میرے بغیر وہ اگر اب آپ ان کو دیکھیں تو پہچان بھی نہ سکیں وہ تو نہایت تہذیب یافتہ اور نہایت فیشن ایبل ہیں وہاں خواہ مخواہ اپنی گت بنائے رہتے تھے۔

غرض اسی قسم کے مضمون سے خط کا خط بھرا پڑا تھا اور کشمیر کی سیر کا حال لکھا تھا مگر اس میں بھی ہر جگہ حسن صاحب کی تعریف تھی یہ بھی لکھا تھا کہ دس پندرہ روز میں واپس آؤں گی دراصل یہی ایک جملہ تھا جس نے ثابت کر دیا کہ یہ خط بجبر نہیں لکھوایا گیا ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ انقلاب کیونکر رونما ہوا۔

میری بیوی جل کر کہنے لگی "وہ آئے تو بھی دیکھو کیسی خبر لیتی ہوں کم بخت نے مفت خواہ مخواہ ہمیں بھی برا حال کر دیا" میں ہنسنے لگا اور وہ بھی ہنسنے لگی کہ "دیکھو کم بخت نے کس طرح ہم سب کو حیران کیا اور اب یہ لکھتی ہے"۔

(۰)

جب عابدہ آئی تو جو کچھ اس نے لکھا تھا اس کو حرف بحرف صحیح پایا میری بیوی نے بری طرح اس کی خبر لی قصہ مختصر وہ بے طرح کھنچی کھنچی گئی اور اس کی دعوت کے سلسلہ میں بھی جو لڑکیاں آئیں انہوں نے سب نے اس کو آڑے ہاتھوں لیا اور ایک نے تو اس کو بیوقوف کہا ہی۔

اس واقعہ کو بڑھ کر امید ہے کہ میرے ہمخیال جو بڑی سختی سے مذہبًا اور اخلاقًا اس کو ضروری خیال کرتے ہیں کہ لڑکی کی مرضی کو خود اس کے نکاح میں کافی دخل ہونا چاہئے میری طرح سے ایک الجھن میں پڑ جائینگے مگر اس بارہ میں میرے دوست ابوالحسن صاحب جو بڑے سمجھدار آدمی ہیں جو کچھ کہتے ہیں وہ صحیح کہتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر مجھکو دل لینے دیا جاتا اور پھر مجھے عابدہ نامنظور کر دیتی تو میں ضرور مان جاتا مگر ایسی صورت میں کہ بغیر ملے لڑکی خلاف رائے قائم کر چکی اس کی رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

(۰)

تماشائے اہل کرم دیکھیے

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے، جس نے یہ پرآشوب مہینا جس میں ہر ہر قدم پر مشکلات تہیں خصوصاً کاغذ کی گرانی ان سب کے باوجود رسالہ کی روانگی میں کوئی دقت نہیں ہوئی لیکن یہ بہت ہی بڑی مصیبت ہے کہ جب تک پرچہ کی مالی مشکلات کا ہر مہینہ بہت تفصیل سے ذکر نہ کیا جائے معاونین پرواہ نہیں کرتے، اور اگر مجملاً لکھدیا جاتا تو وہ بھی بے فکر ہو جاتے ہیں اس سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے، کہ جب تفصیلی اطلاعات غیر موثر ہونے لگیں گی تو پر مبالغہ آمیز ہونے لگے گی اور خواہ مخواہ دروغ مصلحت آمیز کا ابلاغ ہونے لگے گا، اور اسکو میں تو بہت ہی مکروہ خیال کرتا ہوں

ہر وہ خریدار و ناظر جو رسالہ مولوی دیکھتا اور پڑہتا ہے اس کے پیش نظر ضرور رہنا چاہیے کہ رسالہ مولوی ایک روپیہ سالانہ میں کبھی بھی نہیں شایع ہو سکتا جب تک کہ تقریباً ایک روپیہ سالانہ مزید کسی نہ کسی ذریعہ سے اسمیں اور نہ ملادیا جائے، اور وہ ذریعہ اسوقت تک میرے ہاں تو صرف کتابوں کی فروخت ہے، اور کتابوں کی فروخت جب ہی بڑھ سکتی ہے جب نئے خریدار برابر بڑھتے رہیں، کیونکہ پرانے خریدار تو ایک دو مرتبہ کے اشتہار پہنچنے کے بعد جو کچھ منگانا ہوتا ہے منگا لیتے ہیں، اس لیے ہر خریدار کی یہ سعی لازمی ہے کہ اگر وہ مولوی کو بالاستقلال اسی شان سے یا روز افزوں ارتقائی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے تو یہ بھی ملحوظ رکھے کہ زیادہ سے زیادہ خریدار فراہم کرنے ہی مولوی کی ترقی کا باعث ہیں

ساڑھے پندرہ ہزار رجب کا پرچہ ساڑھے پندرہ ہزار چھپا ہے، اور رسول نمبر پندرہ ہزار چھپا تہا، گویا ۲ ماہ میں صرف ۵۰۰ خریدار بڑھے ہیں، اور اگر وہ بھائی ذراسی لغزش یا ذراسی بے پروائی سے وی پی واپس کردیتے ہیں یا مولوی سے مفارقت کر لیتے ہیں نہ ہوگئے ہوتے یا سب دشواریاں نہ ہوتیں تو آج مولوی کی اشاعت ۱۸ ہزار ہو جاتی کیونکہ رسول نمبر کے واپس شدہ پرچوں کی تعداد دو ہزار سے بھی زیادہ تھی،

بہرحال اسوقت تو گرانی کاغذ کا بڑا فکر ہے اس مہینے چونکہ زیادہ پرچہ چھپا ہے اس لیے ایک سو چودہ روپے معمول سے زیادہ صرف نرخ کی گرانی کی وجہ سے خرچ ہوئے ہیں، خدا را کسی مہینے میں بھی ترقی اشاعت سے غافل نہ ہوں،

کتاب الاسلام جس کے چھپنے کی اطلاع پچھلے پرچہ میں دی جا چکی ہے، ناظرین نے بڑے ذوق سے پذیرائی کی، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ روپیہ آخر میں طیاری کے قریب آنا شروع ہوگا، اس وقت مجھے اس سے تکلیف ہوگی کہ چار روپے کی کتاب دو روپے میں دی جا رہی ہے، حالانکہ روپے کی ضرورت اس وقت ہے اسوقت نہ ہوگی، کیا آپ لوگ جلد سے جلد، چندہ نہیں بھیج سکتے،

" اسلام کی امتیازی معاشرت " یہ کتاب مولوی میں اسی پرچہ سے شروع ہوئی ہے اندازہ تو کیجیے کہ مولوی کس قدر بہتر سے بہتر مذہبی جواہرات پیش کر رہا ہے، کیا اب بھی آپ ترقی اشاعت میں کوشش نہ فرمائیں گے

گنجایش کی کمی کی وجہ سے اب تک تمام معاونین کے نام ماہ بماہ شایع نہیں ہو سکے انشاء اللہ رمضان تک سب نام بروقت آجائیں گے، جس قدر ان صفحات میں آسکتے ہیں وہ پیش ہیں، سب بھائی دعا کریں کہ خدا ان معاونین کے تمام کام ویسے ہی بنا دے جیسے یہ مولوی کی بروقت امداد کرتے ہیں۔ ربنا تقبل منا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزا

نام معاون	تعداد
جناب غلام محی الدین صاحب سوپور کشمیر	۴
" نورالدین صاحب راولپنڈی	۲
" بابو غلام حسین صاحب شیرگڑھ	۱
" عبدالغنی صاحب صفاکدل	۱
" شیخ صالح بن عمر صاحب بسمت نگر	۱
" منشی عبدالرحمن صاحب بسمت نگر	۱
" منیجر موٹر ٹرننگ کمپنی گورکھپور	۹
" محمد صدیق صاحب بروٹ منڈی	۲
" نبی شریف صاحب حیدرآباد دکن	۲
" ایم انشاء اللہ خاں صاحب نینی تال	۳
" مولوی نعمت اللہ صاحب وزیگاپٹم	۲
" رشید احمد خاں صاحب پٹواری بھیرپور	۲
" عبدالغنی صاحب ٹیلر ماسٹر دلکشا لکھنؤ	۲
" عبدالحفیظ صاحب کورٹیشر دکن	۲
" احسان حسین صاحب کوٹہ سینٹ	۲
" محمد صدیق صاحب کوسی کلاں	۳
" محمد یاسین صاحب بیدر	۲
" فقیر محمد صاحب اندور مالوہ	۲
" محمد حسین صاحب حیند دار الند شریف	۱
" حافظ حبیب اللہ صاحب مستی پور	۲
" شاہ عبدالقادر صاحب چھپرا ستو	۴
" منشی عبدالفتاح صاحب اکیاب	۲
" سید طفیل احمد صاحب ہتھا فتپور	۱
" محمد داؤد صاحب گوداوری	۲
" شاہ محمد نعیم الدین صاحب کبیرپور	۱
" عنایت احمد صاحب قریشی بیمبو	۴
" حاجی محمد نعمت اللہ صاحب اللہ آباد	۴
" شریف فضل احمد صاحب بمبئی	۱
" فیض محمد صاحب جھریال	۱
" محمد احسان صاحب مہراج گنج	۲
" صفدر حسین صاحب میسور	۲
" محمد عباس علی صاحب اورنگ آباد	۲
" سید محمد غوث صاحب میسور	۱
" حامد علی صاحب گڑھی بھوپال	۱
" محمد خاں صاحب راولپنڈی	۱
" محمد افضل صاحب پونچھ	۱
" ایم عبدالعزیز صاحب احمد آباد	۱
" ایم حبیب برادرس پٹیالہ	۲

نام معاون	تعداد
جناب مشتاق احمد صاحب مراد آباد	۱
" قاضی قمر احمد صاحب مراد آباد	۲
" سید ابراہیم صاحب وکیل حیدرآباد	۴
" عبدالعزیز خاں صاحب کاڈور	۱
" حاجی خیرالدین صاحب ہوڑہ	۱
" محمد خاں صاحب رشید کوہ مری	۱
" رب نواز خاں صاحب ڈیرہ اسماعیل خان	۱
" محمد غوث صاحب وکیل نارائن پیٹھ	۱
" مولوی محمد یحییٰ صاحب بخپورہ گیا	۱
" عبدالحمید صاحب امین جنگلات بجور	۶
" حسن الدین صاحب شیرکوٹ	۲
" حافظ ریاض الدین احمد صاحب نزدر	۲
" حکیم محمد عمر صاحب دارالعلوم دیوبند	۲
" محمد عثمان صاحب سکندرآباد	۱
" مظہر الحق صاحب بانکی پور	۲
" قمر احمد صاحب مراد آباد	۲
" میجر شیخ جان محمد صاحب جوناگڑھ	۲
" ایم احمد بی صاحب راجباڑ	۱
" معشوق علی صاحب گھاسن	۱
" عبدالرحمن صاحب ٹنک	۲
" عبدالمنان صاحب سہار	۲
" احمد حسین صاحب محافظ دفتر مانوی	۲
" شیر محمد صاحب مدرس سالار سیلان	۱
" مولوی عبدالحی صاحب کورنگل	۶
" اختیار الدین صاحب ادرت	۱
" محمد حسن خاں صاحب بارناپور	۲
" خالق شریف صاحب کوڈی گن ہلی	۱
" احمد نور خاں صاحب گرواور دہار	۱
" حسن بخش صاحب سجان بخش صاحب بمبئی	۱
" مجید اللہ صاحب کاپٹی	۱
" محمد علی صاحب مالگذار پرتاب پور	۲
" حبیب اللہ صاحب تحصیہ رحیم شاہ	۴
" قادر شریف صاحب ممڈپورم	۱
" شریف اداہ صاحب سوری	۱
" حافظ اسحاق صاحب گوندلانوالہ	۱
" سید محمد اظہر صاحب زیدی کلہرزا	۱
" عبدالصمد صاحب اکسپر شلپوٹہ	۳
" محمد ایوب صاحب سب انسپکٹر نہر	۲

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب شیخ عبدالعزیز صاحب پونہ	۱	جناب سید خوندمیر صاحب حیدرآباد	۴	جناب محمد ابراہیم صاحب بیرچھا	۱	جناب محمد تسلیم صاحب جنگ پور روڈ	۱
" جان محمد صاحب بھوپال	۱	" عبدالرحمن صاحب شایق بھوپال	۱	" محمد ستان صاحب بچھر کرنول	۳	" عبدالحمید صاحب المدینیا پیٹرہ	۸
" عظیم الدین صاحب میئی گڑھ	۱	" رحمت علی صاحب لکھنؤ	۲	" مولوی سید میر غلام رسول صاحب کشمیر	۲	" شیر محمد صاحب سالار سیدان	۱
" مہربان حسین صاحب کلرک ناندیڑ	۱	" محمد مبین صاحب کلکتہ	۲	" ولی محمد صاحب پونچھ	۱	" احمد سعید خاں صاحب باغان نیرنگ	۱
" غلام محمد صاحب الہ آباد	۲	" محمد بخش صاحب ملتان	۲	" محمد تسلیم صاحب جنگ پور روڈ	۱	" عبدالغفور صاحب کھیوڑہ	۲
" خان محمد صاحب دریہ گنج	۲	" محمد حسین صاحب لاہور	۱	" عبدالرحمن صاحب ٹانڈور	۱	" عبدالستار صاحب احمد پور لمہ	۵
" محمد اسلم صاحب نہر بارہ بنکی	۲	" سید محمد شرافت حسین صاحب پٹنہ	۳	" سید امداد حسین صاحب گولہ گھاٹ	۱	" نظیر علی صاحب لکھنؤ	۱
" سید نذیر احمد صاحب دیوریا	۳	" عبدالکریم حافظ گل محمد صاحب بوبک	۱	" عبدالرحمن صاحب چنچولی	۲	" امانت علی صاحب قاضی صاحب نگینہ	۲
" عزیز الدین صاحب فتحپور	۲	" محمد حنیف خانصاحب رائسین	۱	" عبداللطیف صاحب ڈیرہ اسماعیل خان	۲	مولوی سید نعمت اللہ صاحب وزیگا	۱۰
" محمد حسین صاحب سنگرینی کالرس	۲	" بشیر احمد صاحب ٹاٹانگر	۲	" قاضی سید اسمعیل صاحب چتور	۲	" نذیر الحق صاحب کلکتہ	۲
" شیخ چاند صاحب ایجنٹ گلبرگہ	۱۰	" محمد امیر بخش صاحب جالندھر	۲	" ایم کے خان صاحب ڈونگرپور	۲	" محمد ابراہیم صاحب کوپہ	۱
" محمد امام الدین صاحب نظام آباد	۳	" حکیم مولوی محمد حسین صاحب سلطانپور	۲	" ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب بلگام	۲	" غلام احمد صاحب نثری وردھن	۲
" خریدار نمبر ۱۲۷۴۲ ازگوا	۲	" سید قاسم صاحب پھلوا	۱	" عبدالجبار صاحب راولپنڈی	۱	" مولوی ضیاء الحق صاحب چمن جہنو	۵
" محمد رمضان صاحب سوہاگ پور	۱	" محمد فضل الدین صاحب مظفرگڑھ	۲	" مولوی عبدالرحیم صاحب کراچی سندھ	۱	" حکیم محمد حسین صاحب ایٹہ	۱
" بابو نظام الدین صاحب گڈس کلرک لاکی	۷	" نسیم اللہ صاحب بمبئی	۱	" ایم نذیر حسین صاحب اکیاب	۱	" شیخ عبداللہ صاحب ناندیڑ	۱
" عبدالحمید صاحب پٹیالہ	۲	" رحمۃ اللہ صاحب غازی پور	۱	" عبدالسلام صاحب حیدرآباد	۲	" محمد یاسین صاحب سہارنپور	۲
" محمد جان صاحب کلرک رنڈنک	۳	" صوفی محمد یوسف صاحب جنجولہ	۲	" عبدالروف صاحب شیلانگ	۱	" نعیم الدین صاحب سیدپور	۲
" حافظ معین الدین صاحب کاٹھی بار	۲	" عزیز الدین صاحب انسپکٹر فتحپور	۲	" احمد بن محمد صاحب عرب بودھن	۱	" عبدالرحمن صاحب مدرسی	۱
" سید محمد نعیم علی صاحب کوٹہ	۱	" غلام رسول صاحب نرسی میرا پور	۱	" ابراہیم قاسم صاحب امین	۳	" محمد خیر الدین صاحب پربھنی	۱
" محمد سعید اللہ صاحب مبئی نمبر ۹	۵	" جلال الدین صاحب دہار	۱	" حبیب الدین صاحب مدراس	۱	" حسین خاں صاحب ساگر	۱
" مولوی مصاحب علی صاحب شاہجہانپوری	۱۶	" محمد ضیاء الزمان صاحب میمیو	۱	" ایس ایم ۔ وصی الدین صاحب بمبئی	۱	" عبدالحکیم صاحب کبترہ	۱
" مولوی مہر محمد بخش صاحب	۴	" عبدالغفار صاحب عرائض نویس دلہوڑیا	۱	" محمد یعقوب خاں صاحب سوہاگ پور	۱	" ملک غلام مرتضیٰ صاحب ککے زئی افغانان	۱
" فرزند علی صاحب	۳	" عبدالغفور صاحب شولاپور	۲	" حافظ اختر حسین صاحب پالن پور	۱	" جمیل الرحمن صاحب لکھنؤ	۲
" مولوی عبدالرحمن صاحب	۲	" رحمت علی صاحب [illegible]ان پارہ	۲	" ولی محمد صاحب پنڈی آدان	۲	" محمد انعام الدین صاحب اودا	۳
" خریدار نمبر ۵۶۶۸	۱	" عطا محمد صاحب رائے کوٹ	۱	" غلام احمد صاحب قریشی لاہور	۳	" عبدالغفور محمد حسن صاحب دہلن	۱
" فضل الدین صاحب	۲	" احمد ابراہیم صاحب حیدرآباد	۳	" محمد سلیمان صاحب بلڈانہ	۴	" منظور [illegible] صاحب [illegible] گرو	۲
" محمد افتخار الدین صاحب پلدونہ	۱	" رفیق احمد صاحب پیلی بھیت	۱	" کریم اللہ صاحب ڈرائیور رنگ	۵	" سید محمد ظہور صاحب حیدرآباد	۲
" سمندر دین صاحب کھوڑا کمک	۱	" محمد عبدالوہاب صاحب بنگن پلی	۵	" محمود علی خان صاحب چھندواڑہ	۲	" محمد نعیم صاحب آرہ	۱
" بابو مشتاق احمد صاحب لاہور	۳	" ممتاز علی صاحب رضوی شکمانہ	۱	" عزیز احمد خاں صاحب خالص پور	۱	" عطاء اللہ خانصاحب انڈال	۵
" مولوی اسماعیل شریف صاحب مجمع بنگلور	۴	" محمد عبدالرشید صاحب ملیر	۱	" عبدالرحمن خانصاحب مچگوبہ	۱	" شیخ فضل محمد صاحب شاہجوراسی	۲
" مولوی مہر محمد بخش صاحب ملتان	۱۴	" محمد اکبر صاحب فاروقی سرس گاولی	۱	" عبدالعزیز صاحب پٹیالہ	۱	" احمد شریف صاحب بلاسپور	۱
" محمد شفیع صاحب باندی کوئی	۱	" محمد یوسف صاحب سرائے میر اعظم گڑھ	۱	" عبدالستار صاحب جریدہ ہزارہ	۵	اللہ دین صاحب انصاری پلوا	۳
" عبدالرحمن خان صاحب کنڈ	۲	" بالا بھائی صاحب منیار ستارا	۱	" احتفاظ الرحمن صاحب جبل پور	۱	" محمد مظہر علی صاحب انذور	۲
" سکریٹری انجمن اسلام میسور	۲	" فیض محمد صاحب لوٹ عیسیٰ خان	۲	" اللہ دتہ صاحب منٹگمری	۳	" فضل حق صاحب بھوپال	۱
" سراج الدین صاحب غازی پور	۱	" حافظ علی خانصاحب	۱	" عبدالعزیز صاحب احمد آباد	۳	" تجمل حسین صاحب پیلی بھیت	۳
" منشی خان صاحب محالون	۲	" محمد احسن صاحب چکردھرپور	۲	" وارث حسین صاحب خاندیش	۱	" محمد احمد علی صاحب ٹانڈور	۲
" عبداللہ بن صابر صاحب حیدرآباد دکن	۲	" حکیم غلام محی الدین صاحب سوپور	۱	" غلام رسول صاحب فیروزپور	۱	" سردار علی صاحب کنڈیان	۲
محمد اسمٰعیل شریف صاحب محبوب نگر	۵	" شیخ احمد حسین صاحب حیدرآباد دکن	۳	" عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ	۲	یہانتک نام صرف [illegible] آئے ہیں باقی آئندہ	

خالص حنفی عقائد کی روشنی میں

مذہبی تعلیم کا پورا کتب خانہ صرف ایک کتاب میں پڑھنا چاہیں تو

کتاب الاسلام

کے خریدار ہو جائیے، یہی وہ کتاب ہے جو صدہا عربی کتابوں کا نچوڑ ہے اور بہت ہی عام فہم اور سلیس زبان میں فقہ حنفی کا مکمل ترین نصاب ہے، جس کو تقریبا سات سال کی تگ و دو سے میں نے طیار کرایا ہے، بلاشبہ یہ مذہبی تعلیم کی سب سے بہتر کتاب ہے ایسی عام فہم اردو زبان میں کوئی کتاب عالم اسلامی میں آجتک نہیں آئی یہ حضرت مولانا عبد الماجد صاحب قبلہ ناظم جمعیۃ علمائے دہلی کی تالیف ہے جن کے مواعظ حسنہ سے دہلی اور بیرون دہلی کے ہزارہا بھائی فیضیاب ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کی نظر ثانی حضرت علامہ مفتی مولوی عبد التواب صاحب فاضل چشتی پروفیسر گورنمنٹ سکول تلمیذ ارشد حضرت علامہ فاضل مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر اعلیٰ جمعیۃ علمائے ہند و امام الہند جن کے وجود مسعود سے آج ہندوستان کا ذرہ ذرہ مستفیض ہے) نے کی ہے اس لیے یہ کتاب جمال ہمنشین کا مصفا آئینہ ہے، مولوی عبد التواب صاحب حضرت صدر اعظم کے دار العلوم میں ہی مقیم ہیں اور ہر ہر مسئلہ میں حضور مفتی صاحب سے استفادہ کرتے رہے ہیں، نظر ثالث کے لیئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ عالیہ علمائے ہند میں اس کے پروف پیش ہونگے اور اس کے بعد حضرت مفتی اعظم ممدوح الصدر کی خدمت میں یہ کتاب پیش کرونگا۔ اگر مفتی صاحب موصوف مدظلہ اس کے ملاحظہ کیلئے وقت نکال سکے اور دیکھ لیا تو یہ کتاب وہ ہوگی جس بلند پایہ استناد سے آیندہ زمانہ کی تالیفات سند لیں گی اور مسلمانان ہند کے لیئے ایسی نعمت ہوگی جسکا جواب نہ ہوگا **یہ کتاب ۹** نوسو صفحے کی ہوگی، موضوع کتاب سوال وجواب کے طریقہ پر ہے، ممکن نہیں کہ مذہبی معلومات کے لیئے کوئی سوال ذہن میں آئے اور وہ مع جواب اس کتاب میں موجود نہ ہو، اسوقت تک اس کی کتابت ... صفحے تک پہنچ گئی ہے اور جب تک یہ بیان آپ کے سامنے آئیگا، کتاب چھپ رہی ہوگی، کاغذ بہت سفید اعلیٰ اور ولایتی خریدا جا رہا ہے صرف یہ اندازہ کرنا ہے کہ مولوی کے پندرہ ہزار خریداروں میں کسقدر بھائی اس کتاب سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہ رعایت بھی کی ہے کہ جو صاحب کتاب طیار ہونے سے قبل روپیہ بھیجدیں ان سے اسکی قیمت بجائے چار روپے کے صرف دو روپے ۲ لی جائے گی، دس آنے محصول ڈاک، پر خرچ ہونگے اس لیئے بجائے منی آرڈر بھیجیے کتاب رمضان شریف میں شایع ہو جائے گی، اور شعبان کے پرچہ میں رعایت بند کرنیکا اعلان ہو جائیگا، اس لیئے اس اطمینان کے ساتھ کہ آپکا ایک ایک پیسہ محفوظ ہے اس رعایت سے جلد فائدہ اٹھالیجیے خدمت گزار

عبد الحمید خان مہتمم رسالہ مولوی دہلی

۲۸ جزوں والہ قرآن لطیف جسکا ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہی اور تفسیر بھی

کبھی دیکھا ہے ڈیڑھ روپیہ میں مترجم بھی اور مجلد بھی کہیں سنا ہے

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لا یموت کیساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں مترجم قران شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے یہ حمیدیہ پریس دہلی ہی کی اولیت ہے کہ اس نے ایسا قران شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ والا بھی ہو اور سستا، اور ترجمہ بھی حضرت حکیم الامت علامہ مفتی اشرف علی صاحب کا جو آج ہندوستان کے ہر طبقہ میں مقبول ہے، مزید اعجاز یہ ہے کہ تفسیر بھی حاشیہ پر ہے جو بیان القران سے ماخوذ ہے تقطیع بھی بڑی ہے اور جلد بھی چرمی پشتہ کی ہے اس سے زیادہ طرفہ خوبی یہ ہے کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) تعداد سورہ ہائے قران شریف و ترتیب و نزول ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قران اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت مع ترجمہ کے برتری (۳) قران شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبرئیل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے، احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قران کا ثواب بصورت مختلفہ مثلاً نمازمیں، تراویح میں، مسجدمیں، و بعض حالات میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قران شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی میں (۹) اعوذ باللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقر (۱۲) فضائل سورہ انعام مع قبولیت (۱۳) بیان آیۃ الکرسی مع فضائل و اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا اثر مع قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۸) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورہ اخلاص مع اعمال (۲۰) فضائل سورہ واقعہ مع اعمال، رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورہ عم یتساءلون کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقاف (۲۶) سوانح عمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعائے ختم القران مع فضائل، **ضخامت ۹۴۰ صفحے** مع مقدمہ

کاغذ سفید، دبیز، ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ، **مجلد** چرمی پشتہ **کتابت وغیرہ** کا ایک سرسری اندازہ نیچے کے نمونے سے کر لیجیے، **ہدیہ مجلد** چرمی پشتہ صرف ڈیڑھ روپیہ ۸؍ محصولڈاک اب بڑھ گیا ہے اس لیے ۱۵؍ کل ۲؍ میں جہاں چاہے منگا لیجیے، **ایک منگایے یا سو** رعایت مطلق نہیں، ریل کے ذریعہ کم از کم چار قران شریف منگایے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا، ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی، یہ بھی نوٹ کر لیجیے کہ ریل کے ہر پارسل پر ۱۲؍ تو یہاں ہی خرچ ہو جاتے ہیں

صرف حمیدیہ پریس دہلی سے منگایے کیونکہ اسمیں جلدیں بہت اعلیٰ تیار ہوتی ہیں، اور ہر جگہ سے اچھی ہوتی ہیں

سبحٰن الذی ۱۵ — ۲۸۱ — بنی اسرآءیل ۱۷

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد

الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ

اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم انکو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں بیشک اللہ تعالیٰ

السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ

بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں ف۱ اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا

اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا

کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت قرار دو اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ سوار

ف۱ یہاں تو فقط اتنا ذکر ہے باقی سورہ نجم میں ہے، رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ عشا کی نماز کے بعد ام ہانی کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ ناگہاں براق کا اور آپ کو لامکان تک کی سیر کرائی گئی اور اسی رات واپس آگئے اور ام ہانی سے فرمایا، کہ تمام انبیاء میرے سامنے پیش ہوئے اور انہیں نماز پڑھائی پھر مسجد الحرام میں جاکر معراج کا سارا واقعہ قریش کو سنایا سب نے محال جانکر تعجب کیا، اور بعض مرتد بھی ہو گئے، لیکن ابوبکر نے آپکی تصدیق کی اسی دن سے آپ کا لقب صدیق ہو گیا، یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے برہان الدین حلبی کا قول ہے کہ جب بیدار ہوئے

یہ قران شریف بہت کافی فروخت ہو چکا ہے، اور جس درجہ یہ مقبول ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاید رمضان شریف سے پہلے ہی سب کا سب ہدیہ ہو جائے اس لیئے جلد سے جلد منگا لیجیے، ورنہ حیرت نما قران کی طرح یہ بھی عنقا ہو جائے گا، دو دو چار چار ریل کے ذریعہ منگا لیجیے، کفایت رہے گی۔ عبد الاحد مہتمم عبدالمجید

بالکل آسان اُردو میں وعظ کی ایک بے نظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعوے ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر پیر دنجات کے واعظ بشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اُردو میں طیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بآسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں

پہلی مجلس ہستی باریتعالیٰ کا ثبوت یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً قولاً امنا باللہ ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی یہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اہرمن و یزدان باپ بیٹا روح القدس اور تینس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس شمع توحید کے پروانے یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس نبوت و رسالت اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کو دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا "الیوم اکملت لکم" کی تفسیر ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"

ساتویں مجلس اسوہ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی امت پر واجب ہے اس کی تشریح اس مجلس میں ہے

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر عنوان پر بہت ہی عجیب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے جو ہر مدعی ایمان کے لئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورتوں کے حقوق وہ مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا

جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں ان کے لئے مخصوص رعایت ہے ضخامت دو سو صفحات کتاب مجلد ہے اور قیمت صرف رعایتی عہ محصول ۔ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

دُعا

جب انسانی عزائم ملیامیٹ ہو جائیں دست و بازو کی کارفرمائیاں شل ہو جائیں امیدوں کی قندیل کا چراغ گل ہو جائے یا جب انسان اس درجہ درماندہ اور لاچار ہو جائے کہ اس کو اپنی کوشش فضل ایزدی کے سامنے ہیچ نظر آنے لگے تب وہ فنا دگی و درماندگی وہ لاچارگی ذی مطلق کے دربار میں نوازی جاتی ہے اور یہی قبولیت دعا ہے یہ بالکل یقینی ہے کہ خاصان خدا کے طریق پر اگر دعا مانگی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے خواہ بظاہر اس کا حسب منشا اثر مترتب نہ ہو کیونکہ کبریائے مطلق اپنے بندوں کی برائی نہیں چاہتا اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی دعائیں درِ اجابت تک پہنچیں تو پھر قرآن پاک کی دعائیں جو خدا نے انبیاء کو تلقین فرمائیں یا رسول کریم کی دعائیں جو انہوں نے صحابہ کو بتلائیں یا خاصان خدا کی بتلائی ہوئی دعاؤں کو اپنا مشعل راہ بنائیں۔

قرآنی دعائیں اس کتاب میں دعا کے طریقے دُعا کے آداب استجابت دعا کے اوقات کا تذکرہ ہے اس کے ان تمام دعاؤں کے اثرات اور ترجمہ ہیں جو قرآن پاک میں وارد ہیں ضخامت ۲۰۷ صفحے قیمت ۸ر کاغذ بہت موٹا سفید چکنا ولایتی۔

پیغمبری دعائیں یہ ۹۶ صفحہ کی کتاب ہے بہت موٹا سرورق ہے اس میں احادیث سے فلسفہ دعا پر بحث ہے اس کے بعد محل اور اوقات دعا اور آداب دعا درج ہیں اس کے بعد تمام وہ دعائیں جو رسول مکرم نے ہر موقعہ کے لئے صحابہ کرام کو تلقین فرمائی ہیں بہت موثر اور مفید کتاب ہے قیمت ۸ر

دعائے مقبول یہ علامہ حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب قبلہ کی مرتب کردہ کتاب ہے اور اس میں تقریباً ہر ضرورت کے لئے دُعا ہے اول سات روز کی علیحدہ علیحدہ دعائیں ہیں اس کے بعد سات دن کی اردو مناجاتیں ہیں پھر صلوٰۃ الرسول اور حزب البحر ہے اور آخر میں کوئی ضرورت ایسی نہ ہوگی جس کی دعا اس میں نہ ہو آخر میں ہفت احزاب از حضرت مولانائے روم اور دعائے حزب البحر کے اعمال مجربہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب بہت مقبول و تیر بہدف کا اضافہ ہوا ہے ضخامت .. ۲ قیمت مجلد عہ

رسول کی دعائیں یہ دعاؤں کا مجموعہ جدید ابھی حال میں تیار ہوا ہے اس میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں اور احادیث نبویہ صلعم اور آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پراثر دعائیں لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک و شبہ ہوا اور نہ ہوگا کیونکہ اس میں ایسی دعائیں درج ہیں جنھیں خود باری تعالیٰ اپنے مقرب رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں ظاہر ہے کہ اس کی مرقومہ دعائیں اجابت میں کیا درجہ رکھتی ہوں گی قیمت صرف ۸ر ۱۱۲ صفحات۔

اردو دعائیں حضرت خواجہ حسن نظامی کی آسان انشا پردازی کا ایک زمانہ کو اعتراف ہے حضرت ممدوح نے زیارت حبیب کے چلہ میں سرورِ کائنات کے اشارہ سے اُردو زبان میں ہر ضرورت کے لئے دعائیں لکھی ہیں اپنی زبان میں چونکہ ہر لفظ سمجھکر دل کی گہرائی سے نکلتا ہے اس لئے ہر ہر جملہ عرش عظیم سے ٹکراتا ہے اور چونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے کی وجہ سے قلب بکثرت الفاظ کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اس لئے قدرتاً خشوع پیدا ہو جاتا ہے یہ ایڈیشن ابھی حال میں تیار ہوا ہے قیمت ۸ر

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

نماز میں لطف آگیا

نماز پابندی سے بھی پڑہی اور گنہگار ٹلے دار بھی حضور قلب
نصیب نہیں ہوا وجہ یہ تہی کہ جو کچھ پڑہا وہ سمجھا ہی نہیں
کہ بارگاہ خداوندی میں کیا عرض گزار ہوا جب سے خواجہ حسن نظامی
کے تفسیر کردہ پارہ عم کو غور سے پڑھ کر اور یاد کر کے
نماز پڑہنی شروع کر دی تو حضور قلب بہی نصیب ہے
اور ادائے نماز میں بہی لطف آگیا اس لئے کہ عام طور سے
نمازوں میں پارہ عم کی ہی سورتیں پڑہی جاتی ہیں اور
اس کی تفسیر اس کے معانی اور شان نزول پر عبور ہوتا ہے
تو پہر ایک ایک حرف دل سے نکلتا ہے اور عرض نیاز کا لطف
آجاتا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ بہی حضور قلب سے نماز پڑہنے
میں کامیاب ہوں تو حضرت خواجہ صاحب کی تفسیر پارہ
عم منگا کر پڑھئے حضرت خواجہ صاحب کی تفسیر پورے قرآن
شریف کی بہی طیار ہے پارہ عم کی قیمت ۸ رہے اور ہر پارہ
۸ ر ملتا ہے۔ لیکن پوری تفسیر دس روپے میں۔
محصول فی پارہ ۵ ر پوری تفسیر عہ
(حمیدیہ پریس دہلی)

نماز کے پورے پورے مسائل

اگر آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو
وہ صرف کتاب

رکن دین

ہے جس کے پڑہنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم
ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بہی ایسا نہیں
ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک
خوبی اس کتاب میں یہ اور رکہی ہے کہ تمام مسائل سوال
و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو
کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں
موجود ہے غرض یہ ہے کہ نماز پڑہنی ہے تو یہ کتاب بہی ضرور
منگائیے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے
متعلق ایک بات بہی ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہوسکے کتا
ب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس
ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصلی عہ
رعایتی ۱۰ ر محصول ڈاک ۶ ر کل ایک روپیہ
(حمیدیہ پریس۔ دہلی)

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی
اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے جدا جدا دس حصے ہیں
حصہ اول الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان
حصہ دوم۔ وضو طہارت حیض نفاس کے احکام نماز کے مسائل
حصہ سوم۔ روزہ زکوٰۃ حج، مہر ولی، عدت وغیرہ کے احکا[م]
حصہ چہارم طلاق نکاح، مہر ولی، قربانی حج منت وغیرہ کے
حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید
حصہ ششم اصلاح باطن و تہذیب اخلاق، ذکر قیامت ر[؟]
حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی غمی میلاد عرس تیجہ
حصہ ہشتم نیک بیویوں کی حکایتیں و سیرت اخلاق نبوی
حصہ نہم۔ ضروری اور مفید علاج معالجے اور نسخے بچوں اور
حصہ دہم دنیادی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ
حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ گیارہواں حصہ مردوں کے لئے
مسائل اور معالجات اور نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵ ر ہے
گیارہویں حصہ کی ۱۲ یعنی کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ یعنی
یعنی کامل ۱۱ حصے صرف دو روپے محصول ۱۲ ر کل عہ

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا
مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر
حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل

جو بہی چاہے وہ کرسکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے
جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے ہارے ہوئے
مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو
آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں
کو دم بہر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج
کیا یہ تو نقد فائدے ہیں اب فرض کے فائدے سن لیجئے اس کتاب کا
عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک
ہوتا ہے رضائے الٰہی سے مسرور ہوتا ہے اور شفاعت رسول
کا مستحق ہوتا ہے یہ سورۃ آیت الکرسی کی تفسیر بہی ہے اس
کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان
بن سکتا ہے، قیمت ۸ ر محصول ۶ ر کل ۱۴ ر

پتہ یہ ہے۔
حمیدیہ پریس۔ دہلی

زیارت رسولؐ

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے
جو شیدا نہ ہوگا پر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت
زیارت حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہوں گے خوش نصیب
ور ہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم
جمعیت علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں
نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف
کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت
حبیب لازمی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب
شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات
اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے
ہیں اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم
کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریمؐ کی زیارت جس
جس طریقہ سے کی حضرت ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے
کہ یہ نعمت بے بہا عام ہو گئی اب بہی کوئی محروم زیارت
حبیب رہ جائے تو اس کی مرضی قیمت ۸ محصول ۵ ر کل ۱۳
حمیدیہ پریس دہلی

معجز نما پنجسورہ مجلد

جدید اڈیشن معہ ہفت احزاب چشتیہ
یہ نیا اڈیشن ابہی تیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۸۰ صفحے
لیکن اب ۲۲۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ منزل
خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب و مفید
شامل ہوئی ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولینا شاہ رفیع الدین
اور خواص و اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول
و تفسیر کامل از مولانا اشرف علی صاحب تقطیع
نصف ہے چہپائی کاغذ خوشخط بہت اعلیٰ اس میں
سورتیں ہیں یہ سورہ یاسین، سورہ رحمن، سورہ
واقعہ سورہ ملک، سورہ مزمل، سورہ جن، سورہ
خلق سورہ ناس اس کے علاوہ ہفت ہیکل معہ اسناد
قفل معہ اسناد دعائے گنج العرش معہ اسمائے حسنیٰ
اسمائے رسول معہ اسناد شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ
تعبیر از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی
جو اس پنجسورہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت
ہے اور محصول ڈاک ۷ ر کل عہ
حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں ملائکہ اور جنات، انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، خدا پر بھروسہ، زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار و معارف، وحدت و محبت کی تعلیم، آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار، اسلام کا مقصد اولین، تمناؤں کا مرکز، اسلام ہے مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھیے۔

قیمت دس آنے محصول ۵ / کل ۱۵ /

حمیدیہ پریس۔ دہلی

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت سلیس ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پر زور بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گزری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلی ہے اور قیمت ۸ / ہے محصولڈاک ۵ / کل ۱۳ /

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر حقانی اردو

آٹھ جلدوں میں کامل

از شمس المحدثین والعلما حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث چالیس روپے اور پچاس روپے تک ہدیہ ہوگئی اب نیا اڈیشن چھپ کر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلی ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتے ہیں باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت ۲ اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہو محصولڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لئے پانچ روپے کی کفایت ہے یعنی ۲۵ روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں۔ ملنے کا پتہ یہ ہے:۔

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لئے ہر ایک انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے:۔ فلسفہ روح انسانی، روح کا دخول، عہد میثاق روح حیوانی روح انسانی، تناسخ، آواگون، حقیقت موت، عبادت سکرات موت تلقین جسم سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات دیگر رسولوں کی وفات ایمان و کفر نیک روحیں علیین ابرار مقربین برا خاتمہ بری روحیں سجین، کفار کی ارواح سوال و جواب نکیرین، عالم برزخ عذاب و ثواب کا فلسفہ قبر کی غذا تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ و درود و تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان زیارت قبور، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا۔ نجات اخروی مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے۔ دوسرے حصہ میں ۴۳ اصحاب کرام و اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں جنھوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲ /

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوزخ سے نجات

نجات پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آیندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں کی معافی مانگے اسکا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے ہی نام سے شایع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں توبہ کے معنے از روئے لغت مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب سرور دو عالم کے ارشادات ارباب طریقت کی توبہ توبہ کی ضرورت باب توبہ کشادہ ہے تائب اور صابر قبولیت توبہ حکایات توبہ ترک گناہ حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن میں گناہوں کی لذت گناہ کا خیال معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں مولا کی بندہ نوازی۔ پڑھو استغفار عبادت ولی امید و بیم عبد و معبود میں راز و نیاز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی فوری سزا صغیرہ سے بیفکری گناہوں سے نقصانات نسخہ انوع مرض گناہ اسکے علاوہ بہت سے مضامین ہیں قیمت ۱۰ / محصول ۶ / کل عہ /

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اوراد وظائف مخدوم جہانیان جہانگشت

جب ہر طرف سے مایوسی ہوجائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہوجائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و ظائف، یہی دنیاوی مکان کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم کو ملا اس کا ذکر کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا عملیات کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے اثر اور مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو اڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام رہا اس میں انسانی ضرورت ایک بھی نہیں چھوڑی گئی جس کیلئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ ہو دو حاضرہ میں اس سے مستند مجرب اور زود اثر ایک کتاب بھی نہیں ہے قیمت دس آنے محصول ۶ / کل عہ /

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ
الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ
وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَا
تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا
مِنْھُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰھُنَا وَاِلٰھُکُمْ

یہی ہے وہ خوشنما سولہ سطری قرآن شریف جو ایک ہی سال کے اندر ہندوستان کے ہر مکتب میں رائج ہو گیا ہے یہی ہے

یہی ہے وہ **قرآن شریف** جو صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ بآسانی بغیر استاد کی بتائے ہی کے پورا قرآن شریف پڑھ لیتا ہے، اور خوشی سے یاد کر لیتا ہے
یہی ہے وہ **قرآن شریف** جو دہلی کے مایہ ناز یکتائے عصر منشی صلاح الدین صاحب کی بے مثل فن کتابت سے آراستہ ہے، بلحاظ کتابت آج تک ایسا قرآن شریف نہیں چھپا
یہی ہے وہ **قرآن شریف** جو بچوں کی ذہنیت کی ماتحت لکھا گیا ہے اس کا ایک ایک حرف الگ ہے اور ہر حرف پر اعراب بالکل ٹھیک لگے ہوئے ہیں ذرا بھی بے جا نہیں
یہی ہے وہ **قرآن شریف** جس کے الفاظ کی نشست ذرا بھی مشتبہ نہیں جیسا کہ دوسرے سستے قرآنوں میں، ت، ن، ی کے تقدم و تاخر سے پڑھنے میں اشتباہ ہو جاتا ہے
یہی ہے وہ **قرآن شریف** جس کے متعلق دعویٰ ہے کہ اگر بچہ دوسرے قرآن میں ایک گھنٹہ میں سبق یاد کرتا ہے، تو اسمیں صرف آدھ گھنٹہ میں یاد ہو جاتا ہے، ہزاروں سندیں موجود ہیں
یہی ہے وہ **قرآن شریف** جس کے ہر صفحہ کے حاشیہ پر نقش و نگار ہیں اور ہر پارہ کی ابتدا کا صفحہ نمونہ بالائے مطابق ہے، بلکہ یہ آخر نقل ہے اصل اس سے بھی اچھا ہے
یہی ہے وہ **قرآن شریف** جسمیں قاریوں کی سہولت کے جہاں کہیں اختلاف قرات کا موقعہ ہے وہاں حاشیہ پر اس کی وضاحت کر دی گئی ہے
یہی ہے وہ **قرآن شریف** جس کی صحت کی ضمانت میں ۱۶ مستند حفاظ و صاحب فن مصحح نے اپنی مہریں ثبت کر دی ہیں اور اب ایک نقطہ کی بھی غلطی اسمیں نہیں ہے
یہی ہے وہ **قرآن شریف** جسمیں ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد پھر پڑھنے والا دوسرا قرآن شریف لینا پسند ہی نہیں کرتا، کیونکہ جو پڑھنے کی سہولت اسمیں ہے وہ کسی میں نہیں
یہی ہے وہ **قرآن شریف** جو اپنی کتابت کی خوبیوں، چھپائی کی صفائیوں، کاغذ کی نفاستوں، جلد کی مضبوطیوں کے لحاظ سے حد درجہ **سستا** ہے
یہی ہے وہ **قرآن شریف** جو صرف رسالہ مولوی کے ذریعہ صرف ایک سال میں **دو ہزار** بھائیوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے اور سارے ہندوستان میں ۱۱ ہزار لوگوں کے پاس ہے
یہی ہے وہ **قرآن شریف** جس کو تمام دوکاندار اپنے ہاں رکھنے اور تمام مشتہرین اشتہار کرنے کے لیے مجبور ہو گئے جو بکتا ہے وہ صرف یہی قرآن شریف بکتا ہے

کاغذ ولایتی، سفید، دبیز اور مضبوط **لکھائی** خوشنما، دیدہ زیب، ہر حرف علیحدہ **چھپائی** سیاہ، چمکدار، ستھری، صاف **جلد** کپڑے کی بھی نقرئی بیلدار اور چمڑے کی بھی

ھدیہ ایک جلد مجلد بارچہ نقرئی کار گول پشتہ صرف **ایک روپیہ** مجلد چرمی اعلیٰ شیرازہ بندی نقرئی کار **ڈیڑھ روپیہ**، پانچ جلد مجلد بارچہ للعہ مجلد چرمی سات روپیہ
دس جلد مجلد بارچہ نقرئی کار صرف ساڑھے آٹھ روپیہ، دس جلد مجلد چرمی ساڑھے تیرہ روپیہ **محصول ڈاک** ایک جلد ۱۲؍ پانچ جلد ۱۲؍ دس جلد ریل کے
ذریعہ منگائیے، ریل کے پارسل پر ۱۲؍ تو صرف یہاں کا خرچہ ہے اور کرایہ ریل علیحدہ ریل کے ذریعہ منگانے والے پانچ روپے پیشگی بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی

مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مدیر مسئول۔ عبد الحمید خان

اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے

اور آپ کے نزدیک اس پرچہ کے ذریعے اسلام کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے تو اسلامی تبلیغ میں میرے شریک کار ہو جائیے۔ اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کر لیجیے کہ جس طرح بھی ممکن ہو گا اس سال میں کم از کم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے؛

علاوہ اجر آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالی ہر مہینے "مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا؛

منیجر رسالہ "مولوی" پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

JAMI.30

انتباہ:- آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہو گی؛ منیجر

دیکھنے میں دیدہ زیب، پڑھنے میں صحیح ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب یہ قرآن شریف آپ نے دیکھا ہے

نورانی قرآن مجید

کتابت بلحاظ خوشنویسی ہندوستان ہی نہیں ایران و مصر میں بھی یگانہ ہے، بلحاظ چھپائی ہندوستان کے ہر چھاپہ خانہ سے اعلیٰ ہے۔ کاغذ رف ولایتی اور مضبوط ہے اس قرآن شریف میں یہ خصوصیت ہے کہ ترجمہ کی سطر متن سے بڑی ہے، تاکہ ترجمہ کشادگی کے ساتھ پڑھنے میں آجائے مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ چونکہ تمام ترجموں میں زیادہ مفصل ہے اس لئے اس اہتمام کے بغیر قرآن شریف بہت گنجان ہوتا ہے اور چھپائی ذرا ہی خراب ہو تو پھر پڑھا نہیں جاتا، اس قرآن شریف کے ترجمہ کا ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے، ترجمہ میں یہ بھی اہتمام ہے کہ کسی لفظ کا بھی ترجمہ دوسری سطر میں نہیں آیا ہے۔ حاشیہ پر بیان القرآن تفسیر حضرت مولانا اشرف علی ہے، فوائد اور شان نزول اور توضیحات ہیں۔ ابتدا میں ایک مختصر مقدمہ ہے جو قرآن شریف کے متعلق ضروری ہدایات پر حاوی ہے۔ کتابت میں سب سے بڑا اہتمام یہ ہے کہ حروف علیحدہ اور اعراب بالکل ٹھیک لگے ہیں ذرا بھی ہٹے ہوئے نہیں ہیں، اور کتابت کی یہ بہت بڑی خصوصیت ہے کہ ایک پڑھا ہوا آدمی جس نے قرآن شریف پہلے نہ پڑھا ہو صحیح پڑھ لے یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب حروف علیحدہ علیحدہ اور اعراب بالکل برجا ہوں، نمونہ کی جو سطریں نیچے ہیں یہ اصل کا چربہ ہے، پورے قرآن شریف کی تحریر ایسی ہی علیحدہ علیحدہ اور اسی طرح اعراب صحیح لگے ہیں (خدا کرے یہ نمونہ بالکل ٹھیک چھپ جائے) اصل قرآن شریف کی چھپائی کا اندازہ اس اشتہار سے نہ کیجیے گا، قرآن شریف کی طباعت بہت ہی صاف اور روشن ہے، اگر آپ کے پاس دس قسم کے قرآن شریف ہوں، تو انشاء اللہ یہ قرآن شریف سب میں ممیز ہوگا صحت کا اہتمام جیسا ہوا ہوگا وہ تو اس کی چھپائی سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن ایک آسان نظریہ یہ ہے کہ اگر کتابت کشادہ ہو تو غلطی کا امکان بہت کم رہتا ہے غلطی عام طور پر اعراب کی ہوتی ہے، لیکن چونکہ اب ٹھیک حروف پر لگے ہوئے ہیں اس لئے اب ہو ہی نہیں سکتی، الحمد للہ اس میں اب ایک غلطی بھی نہیں ہے

اب ہدیہ دیکھئے آپ متعجب ہو جائیں گے کہ دفتر حمیدیہ پریس میں کتنے سستے قرآن شریف کیونکر مل جاتے ہیں **ہدیہ مجلد چرمی پشتہ جلد نمبر۱ سوا دو روپے** مجلد نمبر دوم صرف دو روپیہ۔ منگاتے وقت جلد نمبر اول اور نمبر دوم کی ضرور تشریح کر دیں، محصولڈاک ایک قرآن شریف ۸/ دو قرآن شریف ۱۰/ تین قرآن شریف یا اس سے زیادہ قرآن شریف ریل کے ذریعہ منگائیے، ہر ریل کے پارسل پر ۱۲/ علاوہ کرایہ ریل یہاں ضرور خرچ ہوتا ہے، یہ حساب کرکے ریل کے ذریعہ منگائیں

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس و رسالہ مولوی دہلی

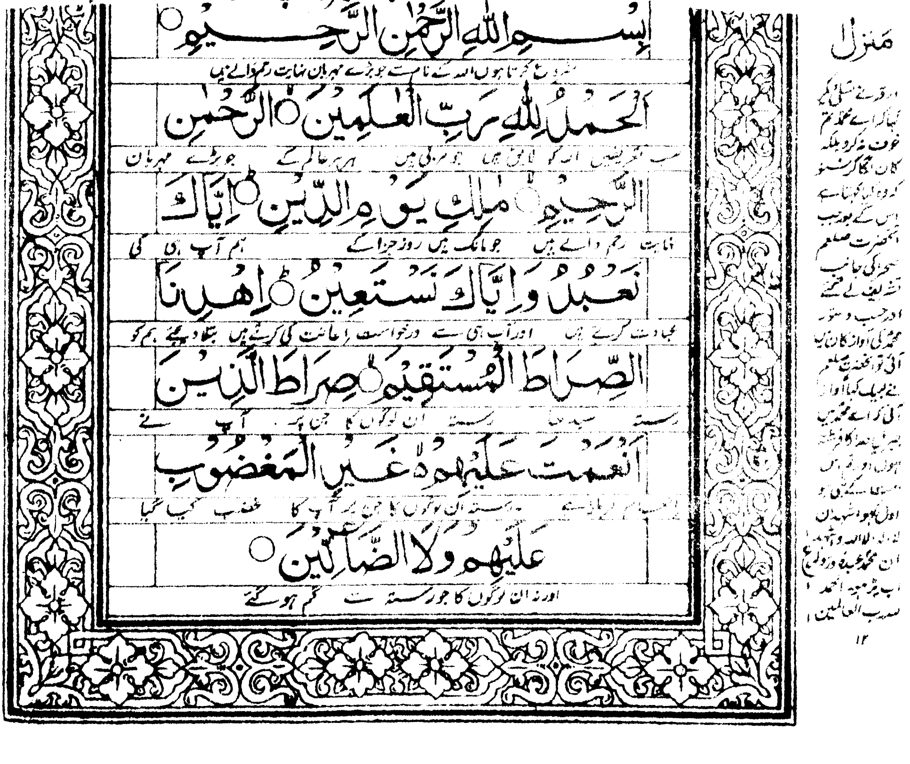

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ اِیَّاکَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اِہۡدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجیے ہم کو

الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ

انعام فرمایا ہے رستہ ان لوگوں کا نہیں جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ۝

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

منزل

۱۲

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۰ ہجری | نمبر ۲

خطبہ

الحمد للہ الذی قال فیہا یفرق کل امر حکیم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان شہری ورمضان شہر اللہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذاک شہر یغفل الناس عنہ بین رجب وشعبان وہو شہر یرفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم وقال صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا نہارہا وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وعلی آلہ واصحاب محمد۔ حمد وثنا بیان کرو اس قادر مطلق خداوند حکیم وتدبیر کی جس نے اپنی قدرت کاملہ سے سال مہینہ ہفتہ دن اور رات پیدا کئے اور موسم مقرر کئے گرمی جاڑا اور برسات کے ذریعہ انسان کی راحتوں کے اسباب بنائے اور سورج وچاند بنا کر ان کو گردش کا حکم دیا جس سے رات ودن کے تغیرات نمودار ہوئے اور ان سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں اور تعریف اس خدائے بزرگ کی جس نے اپنے بندوں کے اکتساب سعادت کے لئے بعض دنوں راتوں اور مہینوں کو تقدیس اور بزرگی عطا فرمائی اور ان کو فضیلت وبرتری دی تاکہ ان ایام میں اس کے بندے سعادت وفلاح حاصل کریں منجملہ ان کے ایک ماہ معظم شعبان بھی ہے جس کو خدائے بزرگ نے بڑی فضیلت اور برتری عطا فرمائی ہے اور امت محمدیہ کو موقع عطا فرمایا ہے کہ وہ اس مہینہ میں زاد آخرت جمع کرے اور اپنے قلوب وارواح کا تزکیہ وتصفیہ کرے تاکہ دین اور دنیا کی سعادتیں اس کو حاصل ہوں۔

اور درود وسلام ہیجو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے ذریعہ ہم کو ماہ وایام اور لیل ونہار کے فضائل وبرکات کا علم ہوا اور ہم اس امر سے آگاہ ہوئے کہ ان ایام میں ہم دین اور دنیا کی سعادتیں حاصل کر سکتے ہیں اور ماہ شعبان کے متعلق معلوم ہوا کہ یہ کس قدر جامع فضائل وبرکات ہے اور اس ماہ معظم میں ہمیں کن اعمال واشغال میں مشغول ہونا چاہیے اور کن افعال وکردار سے احتراز واجتناب کرنا چاہیے۔

برادران اسلام ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی ماہ شعبان کے متعلق جو کچھ بیان کیا جائیگا وہ تین حصوں پر مشتمل ہوگا اول اس مہینہ کی احادیث ہیں جو بزرگی اور فضیلت وارد ہوئی ہے دوسرے جن اعمال کا حکم دیا گیا ہے اور تیسرے جن افعال سے ہم کو پرہیز کرنا چاہیے۔

اس ماہ معظم کی سب سے بڑی فضیلت تو یہ ہے کہ اس مہینہ کو حضور نے اپنا مہینہ فرمایا ہے یعنی ارشاد ہوتا ہے شعبان شہری ورمضان شہر اللہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اس کے معنے یہ ہوئے کہ رمضان کے بعد سب سے زیادہ مقدس ومعظم مہینہ شعبان کا ہے اس مہینہ کی تقدیس اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حبیب ومحبوب اس کو اپنا مہینہ فرمائے اور اس کی آمد پر دعائے خیر وبرکت کرے کہ اے اللہ اس مہینہ میں ہم کو برکت دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مہینہ نہایت عزیز ومحبوب تھا اور اس ماہ مبارک میں حضور رمضان کے علاوہ بہ نسبت دوسرے مہینوں کے سب سے زیادہ طاعت وعبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے خصوصاً روزے تو اس قدر کثرت سے رکھتے تھے کہ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شہر قط الا رمضان وما رأیتہ فی شہر اکثر منہ صیاما فی شہر شعبان حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ بجز رمضان کے کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے ہوں (بجز رمضان کے) اور حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے قالت سألت عن عائشۃ عن صیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یصوم شعبان الا قلیلا یعنی حضرت ابوسلمہ نے حضرت عائشہ سے رسول اللہ کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ آنحضرت شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے مگر کچھ کم۔

ترمذی کی ایک اور حدیث ہے قال وما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر اکثر صیاما منہ فی شعبان کان یصومہ الا قلیلا بل کان یصومہ کلہ یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا شعبان میں تقریباً پورے مہینہ کے روزے رکھتے تھے۔ ایک اور حدیث ہے۔ کان احب الشہور الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصومہ شعبان ثم یصلہ برمضان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبوب تر مہینہ روزہ رکھنے کے لئے شعبان تھا شعبان میں روزے رکھتے رکھتے رمضان سے ملا دیتے تھے۔

ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے ما رأیتہ یصوم شہرین متتابعین الا انہ کان یصل شعبان برمضان یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متواتر دو مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا سوائے شعبان کے جس کو رمضان کے روزوں سے ملا دیتے تھے۔

ان تمام حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ کو بہت عزیز ومحبوب رکھتے تھے اور اسی مہینہ میں حضور کثرت سے روزے رکھتے تھے اس قدر کثرت سے کہ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے۔

برادران اسلام! روزے رکھنا فعل محمود تو ہے ہی خواہ کسی مہینہ میں رکھے جائیں مگر سوال ہوتا ہے کہ شعبان کے مہینہ میں حضور نے اس قدر کثرت سے روزے رکھنے کو

گو کیوں پسند فرمایا یہ سوال صحابہ کرام کے دل میں بھی پیدا ہوا تھا چنانچہ حضرت اسامہ نے حضور سے دریافت کیا کہ قال قلت یا رسول اللہ لم ارک تصوم من شہر من الشہور ما تصوم منہ شعبان قال ذالک شہر یغفل الناس عنہ بین رجب و رمضان وھو شہر یرفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم

حضرت اسامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو تمام مہینوں سے کسی مہینہ میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے ہیں اس سوال کے جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے بیچ میں ہے اور اس سے لوگ غافل ہیں اور یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں پروردگار عالم کے حضور میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اس لئے میں اس امر کو محبوب رکھتا ہوں کہ میرا عمل ایسے وقت پیش ہو جبکہ میں روزے سے ہوں۔

برادران اسلام! اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ شعبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اس قدر کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے ایک اور حدیث میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ شعبان میں روزے اس کثرت سے رکھنے کی وجہ بیان کی گئی ہے حضرت عائشہ سے روایت ہے قلت یا رسول اللہ ان شعبان لمن احب الشہور الیک قال یا عائشۃ انہ لیس نفس تموت فی سنۃ الا کتب اجلہا فی شعبان فاحب ان یکتب اجلی وانا فی عبادۃ ربی وعمل صالح یعنی حضرت عائشہ نے حضرت سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو سب مہینوں سے شعبان کا مہینہ کیوں محبوب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ سارے سال میں کسی کو موت نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی موت شعبان میں لکھدی جاتی ہے اس لئے مجھکو یہ پسند ہے کہ میری موت ایسے حال میں لکھی جائے کہ میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں مشغول ہوں۔

بالکل واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ شعبان کیوں محبوب تھا اور اس ماہ میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے تھے۔

برادران اسلام! ہماری تمام سعادتوں کا انحصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں ہے آپ کو مذکورہ بالا حدیثوں سے اس امر کا علم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس وجہ سے رکھتے تھے کہ اس ماہ مبارک میں اعمال خدا کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور انسان کی اجل لکھی جاتی ہے جب اس حبیب خدا کا یہ حال تھا جو معصوم تھا جس کے تمام اگلے پچھلے زلات معاف کئے جا چکے تھے جو انسانوں میں سے زیادہ اپنے رب کا عبادت گزار تھا جب اس کی کیفیت یہ تھی کہ شعبان کے مہینے میں اس قدر کثرت سے روزے رکھتا تھا کہ کسی مہینہ میں رمضان کے علاوہ شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتا تھا تو اب ہم کو غور کرنا چاہئیے کہ ہمارا کیا فرض ہے اور موجودہ حالات ہمارے کیا ہیں اور اس ماہ مبارک میں ہم کہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہیں اگر نہیں کرتے تو کیوں ہمیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہئیے اور دیکھنا چاہئیے کہ دن رات ہفتہ اور مہینوں کے متعلق جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں ان میں جو قصور ہم سے سرزد ہوتے ہیں اور جو غفلت ہم کرتے ہیں اس کے کیا وجوہ ہیں اور آیا وہ ایسے وجوہ ہیں کہ ان کی بنا پر اس کوتاہی و غفلت کو معاف کیا جا سکے۔

برادران اسلام! وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارے ایمان ہی سرے سے کمزور ہو گئے ہیں اور ہم کو اس امر کا یقین نہیں رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اتباع فلاح دارین کا موجب ہے اگر اس کا پورا یقین ہو تو پھر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ان اعمال وافعال کی پیروی میں ہم سے کوتاہی ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کئے۔

بہرحال ماہ شعبان کا ایک جزو یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس مہینہ میں اپنے رسول کی پیروی میں کثرت سے روزے رکھنے چاہئیں اور اے برادران اسلام آج ہی سے یہ تہیہ کر لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی کریں گے اور کثرت سے اس مہینہ میں روزے رکھیں گے۔

برادران اسلام! اس ماہ شعبان کے فضائل اور اس مہینہ کے اعمال کے متعلق احادیث میں دوسرا حصہ پندرھویں شب سے تعلق رکھتا ہے پندرھویں شب کو شب برات کہتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان اس شب کو جس طرح مناتے ہیں وہ ہر ایک کو معلوم ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس شب مبارک کے متعلق کیا ہیں ان کا ذکر ہم ذیل میں کرتے ہیں اور منشا ان ارشادات کو معلوم کرنے کے یہ ہیں کہ ذرا اپنے اعمال پر غور کرنا چاہئیے کہ وہ کہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال اور اسوۂ حسنہ سے مطابقت رکھتے ہیں

برادران عزیز پندرھویں شب شعبان کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق سے روایت ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ینزل اللہ تعالیٰ الی السماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل شئی الا رجل مشرک او فی قلبہ شحناء یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر ظہور فرماتا ہے پس ہر گناہگار شخص کو بخشدیتا ہے سوائے مشرک کے اور اس شخص کے جس کے دل میں کینہ اور عداوت ہو۔ دوسری حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا نہارھا فان اللہ ینزل فیہا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں شب آوے تو اس رات کو عبادت کرنا اور اس دن روزہ رکھو کیونکہ اس شب کو اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ اس کو بخشوں اور ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ اس کو رزق دوں اور ہے کوئی بیمار دکھی کہ اس کو صحت و عافیت عطا کروں اور ہے کوئی ایسا اور ہے کوئی ویسا یعنی خواہ کیسی ہی کوئی حاجت رکھتا ہو ہر ایک حاجتمند کی حاجت روا کرے گا۔

برادران اسلام آپ نے دیکھا کہ پندرھویں شب شعبان کی کتنی افضل اور کتنی معظم اور کس قدر خیر و برکت کی شب ہے اور ہم سب کا ارمان ہے اس خیر و برکت والی رات میں اگر چاہیں تو کس قدر خیر و برکت جمع کر سکتے ہیں اور کس قدر اس سے نفع اندوز ہو سکتے ہیں اور اپنے نایب اور اپنی روحوں کی دردمندیوں اور امراض و دکھوں کا کیا موثر علاج کر سکتے ہیں کیا اس سے زیادہ بہتر کوئی دوسرا موقع ہم کو مل سکتا ہے۔

مگر اب غور طلب امر یہ ہے کہ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مقدس ارشادات ہیں اور دوسری طرف شب برات کو ہمارا طرز عمل ہے دونوں میں کیا کسی قسم کی

مطابقت اور یکسانیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ کی عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس شب کو خدائے تعالیٰ آسمان دنیا پر یعنی آسمان اول پر نزول اور ظہور فرماتا ہے اور بندوں کی حاجت روائی کرتا ہے مگر ہم عبادت کی جگہ آتشبازی چھوڑتے ہیں اور دن کو روزہ رکھنے کے بجائے حلوا کھاتے ہیں۔

بہرحال خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی و رضاجوئی کے اسباب ہم کو بتلا دیئے گئے ہیں اور صاف طور پر واضح کر دیا گیا ہے کہ ماہ شعبان اور اس کی پندرہویں شب میں کن اعمال و اشغال میں مشغول ہونا چاہیئے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس ماہ مبارک میں حسب ارشاد نبوی کثرت سے روزہ رکھیں اور شب برات کو اپنے رب کی طاعت و عبادت کریں اور اسکی بندگی میں اس رات کو گذاریں۔

شعبان کی پندرہویں شب کے سلسلہ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں بھی تشریف لے گئے اس سے ثابت ہوا کہ اس رات میں قبرستان میں جانا اور مردوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا بھی مسنون ہے۔

برادران اسلام! یہ امور تو وہ ہیں جن پر ہم کو اس ماہ مبارک شعبان المعظم میں عمل کرنا چاہیئے لیکن ہم نے اپنی بدبختی سے بعض ایسے اعمال و افعال اختیار کر لئے ہیں جو صریحاً غیر مشروع ناجائز اور دینی و دنیاوی ہر ایک نقطۂ نظر سے مضر و مہلک ہیں ہم اس موقع پر نذر و نیاز کا ذکر نہ کرینگے کیونکہ یہ مسئلہ موجودہ علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے اسلئے جس کا جو مسلک ہو اسے مبارک رہے مگر اس کے علاوہ دو قبیح و مضر چیزیں ہم نے اختیار کر لی ہیں جن کا جواز کہیں سے ثابت نہیں اور اس کے ناجائز اور مضر و مہلک ہونے پر تمام علماء اور عقلا کا اتفاق ہے ان میں سے ایک آتشبازی ہے جو شب برات کے لوازم میں سے ہے اور نہایت اہمیت حاصل کر چکی ہے حیرت اس امر پر ہے کہ کوئی طبقہ علماء کا اور کوئی جماعت مصلحین کی ایسی نہیں ہے جو شب برات کے موقع پر اس آتشبازی کے رسم کے مخالف نہ ہو مگر جس طرح اس کے حرام و ممنوع اور مضر و مہلک ہونے پر تمام جماعتوں تمام فرقوں اور تمام گروہوں کا اتفاق ہے اسی طرح لوگوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ وہ اس متفق علیہ حرام فعل کا ارتکاب ضرور کریں گے چنانچہ صورت حال یہ ہے کہ کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں نہیں بچتا جہاں آتشبازی نہ چھوڑی جاتی ہو بلکہ کوئی خاندان اور گھر نہیں بچتا جو اس متفق علیہ حرام کا متفقہ ارتکاب نہ کرتا ہو۔

برادران اسلام! شریعت جس چیز یا فعل کو ناجائز قرار دیتی ہے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اس کا ارتکاب دین و دنیا دونوں کے لئے مضرت رساں اور مہلک ہوتا ہے آتشبازی کا بھی یہی حال ہے آپ میں سے ہر ایک شخص کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ اس سے کس قدر نقصان اور مضرت ہر سال قوم کو پہنچتی ہے کم سے کم جو اندازہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس آتشبازی میں ہر سال دو کروڑ روپیہ فرزندان اسلام کی جیبوں سے نکل کر آگ اور دھوئیں کی نذر ہو جاتا ہے اور اب تو اس روپیہ کا زیادہ حصہ ہندوستان سے باہر جرمنی اور جاپان کی جیبوں میں چلا جاتا ہے اب ذرا غور کیجئے کہ مسلمانوں کی سی غریب اور مفلس قوم کی جیب سے ہر سال دو کروڑ روپیہ کا آگ کی نذر ہو جانا کس قدر تباہی و بربادی کا باعث ہے ایک طرف حالت یہ ہے کہ مسلمان جہالت کی تاریکی میں مبتلا ہیں اول تو درسگاہیں اس قدر کم ہیں کہ قوم کے تمام بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے پھر جس قدر تعلیم گاہیں موجود ہیں وہ بھی روپیہ کی کمی کی وجہ سے حسب دلخواہ تعلیم کے سامان اور اسباب فراہم نہیں کر سکتیں اور جس قدر بچوں کو تعلیم دینا چاہتی ہیں اور جتنے علوم و فنون کی تعلیم دینا چاہتی ہیں نہیں دے سکتیں اگر یہی دو کروڑ روپیہ آگ اور دھوئیں سے بچ جائے اور تعلیم پر صرف ہونے لگے تو چند ہی سال کے اندر مسلمانوں کی جہالت دور ہو سکتی ہے اور ان کی قوم کا ہر ایک بچہ تعلیم یافتہ ہو سکتا ہے اور ایک تعلیم پر کیا منحصر ہے یہ روپیہ قوم کے جس تعمیری کام پر خرچ کیا جائے وہ اصلاح پذیر ہو سکتا ہے اور اس کی حالت درست ہو سکتی ہے۔

مگر افسوس کہ ہر سال اس تباہ کن رسم کے خلاف آواز بلند کی جاتی ہے علماء فتوے نکالتے ہیں واعظ وعظ کہتے ہیں مصلح لکچر دیتے ہیں انجمنیں اور سوسائٹیاں پوسٹر شائع کرتی ہیں اور اخبارات و رسائل اس کے خلاف مضامین لکھتے ہیں لیکن اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا اور بغرض اصلاح اس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی یہ دوسری بات ہے کہ افلاس کی وجہ سے اور کساد بازاری کی بنا پر کسی سال کوئی کمی واقع ہو جائے ... ... مگر اس خیال سے کہ یہ ایک مہلک اور خطرناک رسم ہے اس کے ترک کرنے پر کوئی آمادہ نہیں ہوتا کیا اس سے زیادہ ناعاقبت اندیشی اور اس سے زیادہ بد اعمالی اور کوئی ہو سکتی ہے کہ دین اور دنیا کا کوئی فائدہ نہیں پھر بھی ہم ایک ایسے کام میں جو ہر ایک نقطۂ نظر سے برا ہے ہر سال دو کروڑ روپیہ ضائع کر دیتے ہیں خدا کے لئے اس تباہ کن مشغلہ سے باز آیئے یہ کیسی بدبختی ہے کہ خدا کا رسول تو حکم دیتا ہے کہ رات کو عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو اور ہم کو بتلاتا ہے کہ اس شب کو اللہ عزوجل آسمان اول پر نزول فرماتا ہے اس سے اپنی حاجتیں طلب کرو مگر ہم اس کے خلاف آتشبازی چھوڑتے ہیں اور اس میں اپنا روپیہ برباد کرتے ہیں اسی کو خسر الدنیا والآخرہ کہتے ہیں۔

دوسری چیز حلوا سازی و حلوا خوری ہے شب برات میں حلوہ سازی اور حلوہ خوری کی سند قرآن یا فقہ میں کہیں نہیں ملتی تاہم کھانے کی ایک غذا ہے اور اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ آتشبازی کے مقابلہ میں اسکو نہ لانا چاہیئے لیکن اس سلسلہ میں دو تین باتوں کا اگر لحاظ رکھ لیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اول تو یہ کہ اسکو دین اور مذہب کا کوئی حکم سمجھکر نہ کرنا چاہیئے دوسرے اس کو اس قدر ضروری نہ سمجھنا چاہیئے کہ خواہ سودی قرض ہی لینا پڑے مگر حلوا ضرور بنایا جائے تیسرے یہ کہ حلوا سازی کے ساتھ اس امر کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ بیچارے وہ لوگ اس سے محروم نہ رہیں جو حلوا بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے جو لوگ مستطیع ہیں وہ تو اس موقع کے علاوہ بھی جب چاہیں حلوا بنا کر کھا سکتے ہیں مگر غربا کے لئے یہی موقع ہے۔

بہرحال شعبان المعظم کے متعلق جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں وہ سب بیان کر دیئے گئے ہیں اب یہ آپکا کام ہے کہ ان پر آپ کہاں تک عمل کرتے ہیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہٗ - درود و سلام بھیجو اس سرکار دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے شعبان المعظم کے فضائل و برکات اور اس کے اعمال و اشغال سے ہم کو آگاہ فرمایا اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے جملہ آل و اصحاب و ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین حضرت حمزہ و عباس بلاد حضرت فاطمہ زہرا حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور بقیہ عشرہ مبشرہ اور تمام صحابہ کرام اور ائمہ عظام اور اولیا ذوی الاحترام پر جنہوں نے ماہ شعبان المعظم کے فضائل و برکات سے اپنے دامن مراد کو بھر لیا دن کو روزے رکھے اور رات کو عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے اور جو کبھی آتشبازی وغیرہ کے پاس نہیں پھٹکے - اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ شعبان المعظم اور اس کی پندرہویں شب کی اہمیت کو محسوس کریں اور جو احکام ہیں ان پر عمل کریں اور جو تباہ کن رسمیں اختیار کر لی ہیں ان کو ترک کریں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

شذرات

کتاب الاسلام کی اشاعت میں تاخیر

مولوی میں کئی مہینہ سے کتاب الاسلام کا اشتہار شایع ہو رہا ہے یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ اب تک کئی سو روپے پیشگی آ چکے ہیں یہ اس امر کی بین دلیل ہے کہ مولوی کے ادارہ پر لوگوں کو حد سے زیادہ اعتماد ہے اور اس کے ناظرین کو اس کا کامل یقین ہے کہ دفتر مولوی کی طرف سے اس قدر اہم اور ضروری موضوع پر جو کتاب بھی شایع ہوگی وہ اس سے بہتر ہوگی جتنا اس کے متعلق اظہار کیا جائے گا۔

جیسا کہ اشتہار میں لکھا جا چکا ہے کہ کتاب لکھی جا چکی ہے اور اسکی تصنیف پر کثیر رقم صرف ہو چکی ہے نیز اس کی کتابت بھی ختم ہو چکی ہے اور صرف کتابت پر دو ڈھائی سو روپے صرف ہو چکے ہیں اب صرف طباعت باقی تھی کہ کتاب مذکور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ وہ اس معیار بلند سے گری ہوئی ہے جو پیش نظر تھا اور متعارف کتابوں کی صف سے بس واجبی ہی سی بلند تھی حالانکہ ادارہ مولوی کے پیش نظر اس سلسلہ میں ایک ایسی کتاب کی اشاعت ہے جو اپنے رنگ میں مکمل اور بازاری جو کتابیں ہیں ان سے نہ صرف الگ ہو بلکہ بہت بلند ہو۔

افسوس ہے کہ مصنف موصوف کو اس تصنیف میں غلط فہمی پیدا ہوگئی اور وہ یہ سمجھے کہ اس موضوع پر بازار میں جو کتابیں عام طور پر دستیاب ہوتی ہیں اسی قسم کی ذرا واضح کتاب شایع کرنا مقصود ہے حالانکہ مقصد اصلی ایک ایسی کتاب کی اشاعت ہے جو دینیات کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو اور اس قدر جامع ہو کہ اس کے مطالعہ کے بعد ایک معمولی قابلیت کا آدمی ایک اوسط درجہ کے مولوی اور عالم کی سی معلومات کا حامل ہو جائے اور ضروریات دین سے کما حقہ واقف و آگاہ ہو جائے اور کسی دوسری کتاب کا محتاج نہ رہے۔

افسوس ہے کہ مصنف موصوف نے ان امور کو پیش نظر نہ رکھا اور مجکو اس وقت اس کا علم ہوا جب کہ یہاں پڑ ہی گئیں۔

اب دفتر مولوی کے لئے یہ بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ وہ خریداروں کے پاس ایک ایسی کتاب چھاپ کر بھیجے جو پیش نظر معیار سے فروتر ہے دیانتداری اور اس اعتماد کا جو دفتر مولوی پر اس کے خریداروں کو ہے ان دونوں امور کا یہ تقاضا ہے کہ گو اس کتاب کی تصنیف اور اس کی کتابت پر کئی سو روپے اب تک صرف ہو چکے ہیں مگر اس کی طباعت کو روک دیا جائے اور اس نقصان عظیم کی کچھ پرواہ نہ کی جائے اور جس قدر جلد ممکن ہو دوبارہ از سر نو ذمہ دار اور اہل ہاتھوں سے پیش نظر معیار کی کتاب لکھا کر شایع کی جائے لیکن اس میں کچھ عرصہ لگیگا اور رمضان شریف تک ایسی کتاب تیار نہیں ہو سکتی۔

اس لئے ان حضرات سے بصد ادب معافی مانگتے ہوئے جنہوں نے پیشگی قیمت ارسال کر دی ہے یہ گذارش ہے کہ یا تو وہ چار پانچ مہینہ اور انتظار کریں یا اگر چار پانچ مہینہ کا انتظار ان کے لئے شاق ہو تو ایک کارڈ لکھ کر اپنا روپیہ واپس منگوالیں کارڈ آتے ہی بغیر ایک لمحہ کی تاخیر کے ان کا روپیہ فوراً واپس کر دیا جائیگا۔

میرے لئے یہ بالکل آسان ہے کہ اسی کتاب کو چھاپ کر رمضان شریف سے پہلے ہی بھیجدوں کیونکہ موجودہ مروجہ کتب سے پھر بھی یہ بہت جامع اور طویل اور واضح ہے مگر میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ جو بلند و رفیع معیار اپنا سے پیش نظر ہے کتاب اس کے مطابق نہ ہو اس لئے میں سینکڑوں روپے کے نقصان کو برداشت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ خریداروں کے ہاتھ کتاب وہی پہنچے جو پیش نظر ہے اور جس کو پڑھکر وہ اس حقیقت کو محسوس کریں کہ فی الواقع اس موضوع پر یہ کتاب پہلی اور آخری ہے۔

میں آخر میں پیشگی روپیہ جن حضرات نے بھیجے ہیں ان سے مؤدبانہ معافی چاہتا ہوں کہ ان کو طویل انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑے گی اور درخواست کرتا ہوں کہ فوراً اپنے ارادہ سے دفتر کو مطلع فرمائیں تاکہ اگر وہ روپیہ واپس منگوانا چاہیں تو فوراً ان کی خدمت میں بھیجدیا جائے میں روپیہ واپس کرنے میں زیادہ مطمئن ہونگا کیونکہ جب سر پر بوجھ نہ ہوگا تو زیادہ باطمینان تصنیف کا کام ہو سکیگا۔ اور کتاب کی ترتیب و تہذیب میں عجلت نہیں کی جائیگی۔

گول میز کانفرنس کا مزید التوا

گول میز کانفرنس وزیر اعظم کی ایک معنی خیز تقریر کے بعد پھر ملتوی کر دیگئی اب اس کا اجلاس آئندہ سال پھر ہوگا لوگ پوچھیں گے کہ اس کانفرنس نے کیا طے کیا اس کا جواب بہت مشکل ہے اس لئے کہ پوری طرح غور کرنے کے بعد بھی کوئی شخص یہ نہیں بتلا سکتا کہ کیا طے ہوا اور کیا ملا اگر یقین کے ساتھ کچھ بتلایا جا سکتا ہے کہ کیا ملا تو وہ دو تقریریں وزیر اعظم کی اور ایک تقریر وزیر ہند کی ہے وزیر اعظم نے ایک تقریر گول میز کانفرنس میں کی اور دوسری پارلیمنٹ میں اور وزیر ہند کی تقریر پارلیمنٹ میں ہوئی ہم ان تقریروں پر تفصیلی بحث تو آگے چل کر کریں گے فی الحال اس قدر بتلا دینا ضروری ہے کہ گذشتہ گول میز کانفرنس کے خاتمہ پر وزیر اعظم نے جو تقریر کی تھی اور اس میں جو وعدے کئے تھے انھیں کو دوبارہ دہرایا گیا ہے ان سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا گیا البتہ اگر کچھ اضافہ ہوا ہے تو یہ کہ وزیر ہند صاحب نے اپنی تقریر کے ذریعہ یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ درجہ نوآبادیات کی بھی امید نہ رکھنا اور مرکز میں جس ذمہ داری کیطرف وزیر اعظم نے اشارہ کیا ہے اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔

تماشہ کس طرح ختم ہوا

گذشتہ گول میز کانفرنس میں کانگریس نے شرکت نہیں کی تھی جب اس کانفرنس کا خاتمہ ہوا تو برطانوی سیاسی حلقوں میں اس بات کو محسوس کیا گیا کہ اس کانفرنس کی بغیر کانگریس کی شرکت کے کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان کی اصلی پولیٹیکل طاقت کانگریس ہی ہے اور اس کی عدم شرکت کے معنے یہ ہیں کہ کانفرنس جو کچھ طے کرے گی اس کی کوئی قیمت نہ ہوگی اس لئے کانگریس سے مصالحت کی گئی کانگریس نے اس شرط کے ساتھ شرکت کی تھی کہ گذشتہ گول میز کانفرنس میں جو اصول طے پا گئے ہیں وہ آخری نہیں ہیں اور کانگریس کو ہر ایک سوال پر از سر نو بحث کرنے اور اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا حق ہوگا۔

چنانچہ مہاتما گاندھی کانگریس کے واحد نمائندے کے طور پر شریک ہوئے اور انہوں نے کانگریس کا نقطۂ نظر پیش کیا اور اپنے مطالبات کی وضاحت کی جس میں صوبجات کی مکمل آزادی کے ساتھ مرکز میں مکمل ذمہ داری دینے پر اس طرح زور دیا کہ فوج، مالیات اور امور خارجہ پر بھی پورا پورا اختیار ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہو۔

ابھی یہ بحث ہو ہی رہی تھی کہ لیبر گورنمنٹ مستعفی ہو گئی اور جدید انتخاب ہوا جس میں قدامت پسندوں کی بھاری اکثریت برسر اقتدار آ گئی اور برائے نام نیشنل گورنمنٹ قائم ہو گئی اگرچہ اس گورنمنٹ کے وزیر اعظم بھی مسٹر ریمزے میکڈانلڈ ہی ہوئے مگر ان کی ساری قوت قدامت پسندوں کے ہاتھ میں چلی گئی یوں تو انگلستان کی ہر ایک پارٹی خواہ وہ لبرل پارٹی یا لیبر یا قدامت پسند سب کا نقطۂ نظر ایک ہی ہے کہ ہندوستان کو جب تک ہو سکے غلام ہی رکھا جائے مگر قدامت پسند تو غلامی و محکومی کی بندشوں کی ایک گرہ بھی ڈھیلی کرنے پر رضا مند نہیں ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف کانگریس کی شرکت کے یہ معنے تھے کہ گول میز کانفرنس جس حد تک گئی ہے کانگریس کی شرکت کے بعد اس سے آگے قدم بڑھائے ورنہ کانگریس کی شرکت کے کوئی معنے نہیں ہوتے اگر گذشتہ گول میز کانفرنس کے اصول ہی اٹل تھے تو پھر کانگریس کو گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ اس نے ان اصول پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی دوسری طرف قدامت پسند تھے جن کی یہ قدرتی خواہش تھی کہ گذشتہ گول میز کانفرنس میں جو قدم بڑھایا گیا ہے اگر ممکن ہو تو اس سے پیچھے ہٹ جانے کی کوئی صورت نکلے۔

انگریزی ڈپلومیسی کا ایک کرشمہ

لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو کم از کم مزید قدم نہ اٹھانا پڑے لیکن یہ مقصد کیونکر حاصل ہو، یہ تھا حل طلب معما اس مقصد کو جس خوبی اور حسن کے ساتھ موجودہ برسر اقتدار جماعت نے حاصل کیا اس میں کوئی شبہ نہیں وہ ڈپلومیسی اور حکمت عملی کا زریں نمونہ ہے۔

جب جدید انتخاب ہو چکا اور جدید نیشنل گورنمنٹ قائم ہو گئی تو سب سے زیادہ زور فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل پر دیا جانے لگا یہ مسئلہ شروع ہی سے لاینحل بنا دیا گیا تھا گذشتہ کانفرنس میں بھی یہ مسئلہ بہت زیادہ پریشان کن بنا رہا اور کسی طرح حل نہ ہوا اور حل کیونکر ہوتا جبکہ ایسے عناصر کانفرنس میں جمع کئے گئے ہوں جو اس کو حل کرنا ہی نہ چاہتے ہوں اور برطانوی حکمت عملی ان کی پیٹھ ٹھونک رہی ہو۔

گاندھی جی جس وقت لندن پہنچے تو انہوں نے سب سے پہلے اسی مسئلہ کو سلجھانے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی اور انہوں نے محسوس کر لیا کہ یہ مسئلہ اس وقت تک حل نہ ہوگا کہ جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ حکومت دینا کیا چاہتی ہے اس لئے انہوں نے زور دیا کہ حکومت اپنا ارادہ ظاہر کرے مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا اس کے بعد پھر فرقہ وارانہ مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی گئی اور اس دفعہ سمجھوتہ ہوتے ہوتے رہ گیا یعنی صرف ایک نشست کے سوال پر معاملہ رہ گیا یہ ایک نشست پنجاب کونسل کی تھی۔

جب فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کی طرف سے بالکل مایوسی ہو گئی تو برطانوی ڈپلومیسی نے یہ پینترا بدلا کہ چونکہ فرقہ وارانہ مسئلہ حل نہیں ہوا اس لئے فی الحال صوبجاتی آزادی دینے پر قناعت کی جائے گی۔ ادھر مسلمانوں نے بھی شروع سے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہم اس وقت تک مرکز میں اختیارات دیئے جانے کی حمایت نہ کریں گے جب تک ہمارے مطالبات تسلیم نہ کر لئے جائیں سر آغا خاں وغیرہ کو امید تھی کہ اس طرح روڑے اٹکانے سے سکھ اور ہندو مجبور ہو جائیں گے اور ان کے مطالبات تسلیم کر لئے جائیں گے بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر پہلے ہمارے مطالبات کا فیصلہ نہ ہوا تو ہم فیڈرل کمیٹی کا بائیکاٹ کر دیں گے یہ نامناسب خاص اشارے پر ناچا جا رہا تھا تاکہ برطانوی حکومت کو موقع ملے کہ وہ مرکزی ذمہ داری دینے سے انکار کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کر سکے لیکن یہ بلند بانگ مسلم زعماء کی کوری دھمکیاں تھیں جس وقت فیڈرل کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا تو اس میں سب ہی شریک ہو گئے حالانکہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا ریزولیوشن تھا کہ خبردار جب تک تمہارے مطالبات منظور نہ ہوں اس وقت تک تم فیڈرل کمیٹی کے اجلاس میں ہرگز شریک نہ ہونا۔ مگر چونکہ انگلستان کے ارباب حل و عقد کا یہ اشارا تھا کہ ضرور شریک ہوں اس لئے شریک ہو گئے اور مسلم کانفرنس کے ریزولیوشن کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا گیا۔

اس کے بعد وزیر اعظم نے اپنی خدمات فرقہ پرستوں کے سامنے پیش کیں کہ وہ ان کو سب جائیں پنچ مان لیں اور جو فیصلہ وہ کر دیں اس کو قبول کر لیں مہاتما گاندھی جی نے کہا کہ ان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے بشرطیکہ صرف ہندو مسلمانوں اور سکھوں کے اختلاف کا فیصلہ کیا جائے اسی طرح ہندو مہاسبھا نے بھی کہہ دیا مگر مسلمانوں نے کہا کہ پہلے ہم کو یہ اطمینان دلایا جائے کہ ہمارے مطالبات مان لئے جائیں گے اور انہوں نے ہندوستان کے یورپین اینگلو انڈین اور اچھوتوں کے ساتھ مل کر جو فیصلہ کیا ہے اس کو قبول کر لیا جائے گا وزیر اعظم نے اس مشروط دعوہ کو ٹھکرا دیا اور کہہ دیا کہ میں اس طرح ہرگز ثالث نہیں بنوں گا!

جب بالکل مایوسی ہو چکی تھی تو حکومت کا فرض تھا کہ وہ اس مسئلہ کا خود کوئی تصفیہ کر دیتی مگر اس نے پھر ٹال دیا اور کہہ دیا کہ ایک موقع اور دیا جاتا ہے اگر پھر بھی آپس میں کوئی سمجھوتہ نہ ہوا تو حکومت کوئی عارضی فیصلہ کر دے گی حالانکہ مسلم ممبران نے زور دیا تھا کہ اب حکومت فیصلہ کر دے۔

اس ٹال مٹول کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حکومت ہندو مسلمانوں کے اختلاف سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہے مگر ہمارے خیال میں اگر یہ واقعہ بھی ہو تو اس کی شکایت فضول ہے کیونکہ ہر ایک دانشمند قوم اور فرد کا یہی فرض ہے کہ وہ اپنے نفع کی سوچے یہ کام تو ہندوستانیوں کا ہے کہ وہ حریف کو اس کا موقع نہ دیں۔

بہر حال لندن کانفرنس میں یہ فضا پیدا کر دی گئی ہے کہ برطانوی حکومت صوبجاتی آزادی سے زیادہ کچھ نہ دے گی اس ڈپلومیسی کا خاطر خواہ نتیجہ یہ نکلا یعنی یہ کہ ہر طرف سے یہ آواز بلند ہونی شروع ہو گئی کہ گذشتہ گول میز کانفرنس میں جو قدم اٹھایا جا چکا ہے وہ پیچھے نہ ہٹایا جائے یعنی آگے قدم بڑھانے کا سوال بالکل ہی نظر انداز کر دیا گیا اور لوگوں کے دماغوں پر یہ خیال مسلط ہو گیا کہ پچھلی کانفرنس میں جو قدم اٹھایا گیا ہے کہیں وہ پیچھے کی طرف نہ مڑ جائے اس لئے یہی غنیمت معلوم ہوا کہ صرف گذشتہ وعدوں کے ایفا کرنے پر زور دیا جائے۔

چنانچہ اس حکمت عملی میں برطانوی سیاست کو پوری کامیابی ہوئی اور ہر ایک کی زبان پر صرف گذشتہ وعدوں کے پورا کرنے کا مطالبہ تھا برطانوی مدبر بھی چاہتے تھے کہ کوئی نیا مطالبہ نہ کیا جائے اور کانگریس کے مطالبہ کی تائید نہ ہو سکے، یہ چیز بہ

جو اڑائی گئی تھیں کہ صوبجات کے ساتھ مرکز میں جو وعدہ کیا گیا تھا وہ اب پورا نہ کیا جائے گا اس کی غرض صرف یہ تھی کہ اس طرح صرف ایسی فضا پیدا کر دی جائے کہ پرانے وعدے کے اعادہ ہی پر قناعت کر لی جائے چنانچہ یہی ہوا۔

وزیر اعظم کی تقریر

گول میز کانفرنس کو ختم کرتے ہوئے جو تقریر وزیر اعظم نے ارشاد فرمائی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صوبجاتی آزادی دی جائے گی مگر گورنر کے اختیارات کافی ہوں گے مرکز میں بھی ذمہ داری دینے کا جو وعدہ گزشتہ کانفرنس میں کیا گیا تھا اس کو دہرایا گیا اور کہا گیا کہ گو فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوا مگر اس کی وجہ سے ہندوستان کی ترقی کو روکا نہیں جا سکتا لہذا فوج اور امور خارجہ پر گورنر جنرل کا پورا کنٹرول رکھکر اور مالیات پر تحفظات کی قید لگا کر مرکز میں ذمہ داری دینے کا اعلان کیا گیا وزیر اعظم کی تقریر کا لب لباب یہ ہے :-

(۱) جب تک ہندوستان اس قابل نہ ہو کہ اپنی حفاظت کر سکے (اور برطانیہ کے نزدیک اس قابل کبھی بھی نہ ہوگا) اس وقت تک فوج پر برطانیہ کا پورا اور غیر مشروط قبضہ رہے گا۔ (۲) امور خارجہ برطانیہ ہی کے ہاتھوں میں رہیں گے (۳) والیان ریاست کے تعلقات تاج برطانیہ کے ساتھ رہیں گے یعنی ہندوستانی گورنمنٹ سے کوئی واسطہ نہ رہے گا (۴) ہندوستان کی مالی حالت اور اندرونی امن کا موثر طریقہ سے تحفظ بھی برطانیہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا یعنی ان شعبوں پر بھی برطانوی کنٹرول رہے گا (۵) اقلیتوں کے تحفظ کے نام سے بھی پورے اختیارات برطانوی ہاتھوں میں رہیں گے (۶) برطانوی تجارت کی حفاظت کے نام سے بھی کافی اختیارات محفوظ رکھے جائینگے (۷) وزیر ہند کی معرفت جن ملازموں کا تقرر ہوا ہے ان کے حقوق بھی محفوظ رہیں گے یعنی سول سروس والے انگریز بدستور مزے کرتے رہیں گے ہندوستان کو اختیار نہ ہوگا کہ ان کی تنخواہوں وغیرہ میں کمی کر سکے۔

یہ ہے خلاصہ وزیر اعظم کی تقریر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ برطانوی حکومت ہندوستان کو کیا دینا چاہتی ہے۔ اس بیان پر جب دار العوام میں مباحثہ ہوا تو اس تقریر کے چہرہ سے بالکل نقاب اٹھ گیا چنانچہ ایک سوال کے جواب میں وزیر اعظم نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہندوستان کو درجہ نوآبادیات دیدیا جائے گا۔

وزیر اعظم کی تقریر کا خیر مقدم

وزیر اعظم کی تقریر کا خیر مقدم کیا ہوا اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ مسٹر جناح جیسے معتدل سیاست داں بھی اس سے مطلق مطمئن نہیں ہوئے اور انہوں نے صاف الفاظ میں کہا کہ اس سے ہندوستان میں سخت مشکلات پیدا ہو جائینگی اور ہندوستان اس قدر طویل عرصہ تک انتظار نہیں کر سکے گا اسی طرح دوسرے لوگوں نے بھی جو بالکل کانگریسی نہیں ہیں اسی رائے کا اظہار کیا ہے صرف ڈاکٹر سپرو اور شاستری نے اس امر پر اظہار اطمینان کیا ہے کہ چونکہ کانفرنس ملتوی ہوئی ہے اور دوبارہ پھر ہو گی اور یہ کہ ہندوستان میں کام کرنے کے لئے سب کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں اس لئے یہ صورت اطمینان بخش ہے مگر ان لبرلوں کا اظہار رائے اس لئے کوئی معنی نہیں رکھتا کہ ان کو ہندوستان میں کوئی سپورٹ حاصل نہیں ہے اور وہ خود سو آدمی بھی ان کے ہمخیال اور پیرو نہیں ہیں۔

اور اصل حقیقت تو یہ ہے کہ گول میز کانفرنس میں جس قدر نمایندے بھیجے گئے تھے ان میں صرف ایک ہی ایسا نمایندہ تھا جس کی پشت پر رائے عامہ کی طاقت تھی اور وہ گاندھی جی ہیں نہ وزیر اعظم کے اعلان سے ذاتی طور پر مطمئن نہیں ہیں اگرچہ ابھی تک آپ نے کسی رائے کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہندوستان میں کانگریس کے صدر اور دوسرے لیڈروں نے کسی رائے کا اظہار کیا ہے تاہم جو لوگ ملک کی حالت پر غائر نظر رکھتے ہیں ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ عام بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور وزیر اعظم کے اعلان کا وہ اثر نہیں ہوا جو مطلوب تھا اور ہر شخص اپنی جگہ پر یہ سمجھ رہا ہے کہ مستقبل قریب میں تکلیف دہ اور اضطراب انگیز صورت حال کے پیدا ہونے کا امکان ہے اور یہ کہ کانگریس اس اعلان سے مطمئن نہ ہوگی اور وہ اپنی جد وجہد شروع کر دیگی جس سے وہی صورت حال پھر پیدا ہو جائے گی جو گزشتہ تحریک سول نافرمانی میں تھی اس لئے اس کا اندیشہ ہے کہ گو کانگریسی حلقہ نے ابھی کسی رائے کا اظہار نہیں کیا جس کی وجہ یہ ہے کہ مہاتما جی کا انتظار کیا جا رہا ہے مگر یہ صاف نظر آ رہا ہے کہ کانگریس کے حلقوں میں اس اعلان پر مایوسی اور بے اعتمادی کا اظہار ہو رہا ہے اور ہر شخص اپنی جگہ پر یہ محسوس کر رہا ہے کہ کانگریس کا کوئی مطالبہ بھی پورا نہیں ہوا اور بے اعتمادی کا یہ عالم ہے کہ غیر کانگریسی بھی مطمئن نہیں ہیں کہ حکومت کچھ قابل قبول چیز دینا چاہتی ہے یہ بے اعتمادی اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ وزیر اعظم کے اعلان میں کوئی یقینی چیز نہیں ہے اور جو اصول بیان کئے گئے ہیں ان میں کافی گنجائش ہے کہ وہ بہت زیادہ وسعت اختیار کر لیں اور یہ بھی ہے کہ سمٹ کر اس قدر محدود ہو جائیں کہ کچھ بھی ان کے دامنوں میں باقی نہ رہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ کانگریس کا اطمینان تو نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو مکمل آزادی چاہتی ہے اور بقول مسٹر جناح کے انگریز خوشی سے تو قیامت تک یہ مطالبہ منظور نہیں کر سکتے یہ صحیح ہے مگر جہاں تک ہم نے غور کیا ہے موجودہ حالات میں کانگریس اس قسم کی کامل آزادی سے مطمئن ہو جائے گی جس کی رو سے اس کو وہی حقوق حاصل ہو جائیں جو اب نوآبادیات کو حاصل ہیں یعنی برٹش ایمپائر سے علیحدگی کا حق جیسا کہ ویسٹ منسٹر میں اب نوآبادیات کے لئے تسلیم کئے گئے ہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کانگریس خواہ مخواہ علیحدگی اختیار کر لیگی کیونکہ وہ ساری حصہ داری کے حق میں ہے اور مالیات میں ایسے تحفظات کے بھی حق میں ہے جو ہندوستان کے مفاد کے لئے مضرت رساں اور نقصان دہ نہ ہوں مختصر یہ کہ اگر نوآبادیات کا سا درجہ اس وقت دیدیا جائے تو گاندھی جی کانگریس سے اس کو منظور کرانے میں کامیاب ہو جائیں گے اگرچہ ایک طبقہ ضرور مخالف رہے گا مگر اس کی آواز بہت کمزور ہوگی اور ملک ان کو سپورٹ نہیں کرے گا۔

لیکن کانگریس تو رہی ایک طرف اس اعلان سے تو اس کی بھی امید نہیں ہوتی کہ ان لوگوں کو اطمینان ہو جائے گا جو صوبجات میں حقیقی اور مکمل آزادی چاہتے ہیں کیونکہ صوبجات کی آزادی بھی گورنر کے وسیع اختیارات کے گرز سے پاش پاش ہو جاتی ہے اور مرکز میں تو برائے نام ذمہ داری کے ملنے کا بھی یقین نہیں ہوتا اگر انگریزی سرمایہ اور قرضجات کے لحاظ سے چند ضروری تحفظات کے ساتھ مرکز میں ذمہ داری ملنے کا یقین ہو جائے تو غالباً اعتدال پسند دوسری

طور پر مطمئن ہو جائیں مگر وزیر اعظم کے اس اعلان سے اس کا بھی اطمینان نہیں ہوتا اور اس بے اطمینانی کی وجہ یہ ہے کہ تین دفعہ گول میز کانفرنس ہو چکی ہے اور اب تک کوئی ڈیفنٹ یعنی یقینی چیز سامنے نہیں آئی اور دو تین سال کی طویل مدت تک انتظار کرنا پڑے گا۔

مسٹر جناح کی تجویز

اگر مسٹر جناح کی تجویز پر عمل کیا جائے تو ان کے بیان کے مطابق عام بے چینی میں بہت کچھ کمی ہو سکتی ہے اور اکثر طبقات میں اطمینان کی لہر دوڑ سکتی ہے۔

مسٹر جناح نے وزیر اعظم کے اعلان پر جو خیالات ظاہر کئے ہیں ان میں بہت صاف گوئی سے کام لیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ ہندوستان تین سال تک انتظار کرتا رہے جب تک کہ وفاقی حکومت (فیڈریشن) کے تمام مسائل طے نہ ہو جائیں ہندوستان کے باشندوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور ان میں مزید انتظار کی قوت نہیں ہے مسٹر جناح کا خیال ہے کہ ان تمام مشکلات کے باوجود جن کا کسی طریقہ پر بھی انداز کیا جا سکتا ہو یہاں کی حکومت فیڈریشن کے مسئلہ کو تین سال میں بھی شاید ہی طے کر سکے۔

مسٹر جناح نے یہ بھی کہا کہ وہ کئی دفعہ برطانوی حکومت سے کہہ چکے ہیں کہ وہ تصفیہ کی ذمہ داری خود لے اور اصلاحات کے لئے قدم بڑھائے وہ یہ کر سکتی تھی کہ برطانوی ہند کے لئے ایک آئین مرتب کر کے نافذ کر سکتی تھی اور فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ بھی خود ہی کر دیتی ریاستوں کے معاملات کو پھر طے کرتی رہتی۔

مسٹر جناح نے فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان کا ہر طبقہ ذمہ داری کا طالب ہے گو یہ ممکن ہے کہ بعض امور میں نقطۂ خیال میں اختلاف ہو اور یہ تو ہر ایک ملک میں ہوتا ہے لیکن جہاں تک حقیقی ذمہ داری کے حصول کا سوال ہے ہندوستانی مدبرین کی تمام جماعتیں اس بارہ میں متفق ہیں اور مجھے شبہ ہے کہ برطانوی عمال نے اس حقیقت کو اچھی طرح محسوس نہیں کیا

بے اعتمادی کا مرض

مسٹر جناح نے فرمایا کہ سارے ہندوستان میں برطانوی حکومت کے خلاف بے اعتمادی کا مرض پھیلا ہوا ہے شاید ہی کوئی فرد ہو جس پر اس کا اثر نہ ہو ہندوستانیوں میں ذمہ دار و غیر ذمہ دار کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو اس بے اعتمادی سے پاک ہو ہندوستان میں یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ عوام یہ یقین کریں کہ حکومت برطانیہ واقعی ان تجاویز پر عمل کرے گی جو وزیر اعظم نے اپنے بیان میں پیش کی ہیں مسٹر جناح نے فرمایا کہ ہزار میں سے ۹۹۹ آدمی اس پر بھروسہ نہیں کرتے جب ہم لوگ خالی ہاتھ جائیں گے اور کہیں گے کہ ابھی تین سال اور انتظار کرو تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ مسٹر جناح نے بہت صفائی کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے اور اگر اب بھی حکومت ان پر غور کرے تو ہندوستان کے معتدل جماعت کی بے اطمینانی اور بے اطمینانی کو دور کر سکتی ہے۔

سر آغا خان کے خیالات

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

سر آغا خان نے گول میز کانفرنس کے خاتمہ سے کچھ قبل ایک نئی کروٹ لی تھی جس کا چرچا اخبارات میں کافی ہوا اور اکثر سیاسی حلقوں میں اس پر حیرت و استعجاب کا اظہار کیا گیا ہے کہ کہاں سر آغا خاں اور کہاں ایسی باتیں۔

سر آغا خاں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ لوگوں کا یہ خیال ہو گیا ہے کہ مسلمان برطانوی حکومت کا آلہ کار بن گئے ہیں جو اصلی اختیارات کو چھوڑنا نہیں چاہتی اور مسلمانوں کی مدد سے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہے اور ہندوستان جا کر مسلم مندوبین کو رائے عامہ کی سخت سے سخت نکتہ چینی اور ملامت برداشت کرنی پڑے گی؟

غالباً اسی حقیقت کا احساس تھا جس نے سر آغا خاں کو اس امر پر مجبور کر دیا کہ وہ وزیر اعظم وزیر ہند اور لارڈ ولنگڈن سے یہ کہہ دیں کہ گو مسلمان اپنی جماعت کے لئے چند تحفظات چاہتے ہیں لیکن وہ ذمہ دار حکومت کے مطالبہ میں دوسرے ہندوستانی مندوبین کے ساتھ بالکل متفق ہیں، وزیر اعظم نے سر آغا خاں سے کہا کہ حکومت اس وقت تک مرکزی ذمہ داری دینا نہیں چاہتی جب تک ہندو مسلم مسئلہ طے نہ ہو جائے اس پر سر آغا خاں نے جواب دیا کہ اس مسئلہ کے حل کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔

وزیر ہند نے پوچھا کہ اس سے مسلمانوں کی کیا مطلب ہے کیا وہ صوبجاتی آزادی سے مطمئن نہ ہوں گے تو آغا خاں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ وزیر ہند نے پھر پوچھا کہ اگر صوبوں کو آزادی دیدی جائے تو کیا مسلمان نئے دستور کے چلانے کے لئے تیار ہوں گے۔ سر آغا خاں نے جواب دیا کہ مسلمان مرکز میں ذمہ داری کے خواہاں ہیں اور حکومت کو متنبہ کر دیا کہ اس کا رویہ ایسا ہے کہ مسلمان کانگریس کا طرز عمل اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جب آغا خاں سے یہ پوچھا گیا کہ اگر حکومت لیڈروں کو باہمی سمجھوتہ کا ایک موقع اور دے تو کیا صورت حال ہو گی تو سر موصوف نے جواب دیا کہ جب تک حکومت مرکزی ذمہ داری کے متعلق اپنے ارادوں کو صاف ظاہر نہ کرے گی اس وقت سمجھوتہ کا کوئی امکان نہیں ہے اور اگر حکومت یہ اعلان کر دے کہ وہ مرکز میں پوری ذمہ داری دینے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے تو ہمیں پوری امید ہے کہ سمجھوتہ ہو جائے گا۔

وزیر اعظم نے پوچھا کہ اگر کانگریس نے سول نافرمانی شروع کی تو مسلمان کیا کریں گے سر آغا خاں نے جواب دیا کہ ہمارے اکثر نوجوان اس میں شریک ہو جائیں گے شاید مسلم لیڈر غیر جانبدار رہیں وہ بھی اس حد تک کہ براہ راست کوئی عملی حصہ نہ لیں لیکن چونکہ قوم پرستی کے معاملہ میں ان کی حیثیت مشتبہ ہو گئی ہے اس لئے انھیں بھی برادران وطن کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دینا پڑے گا سر آغا خاں نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد بائیکاٹ کی تحریک میں شامل ہو جائے گی اور یہ بائیکاٹ نہایت مکمل ہو گا مجھے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ گاندھی جی از سر نو تحریک سول نافرمانی شروع کر دیں گے

سر آغا خاں نے اس امر کا اعادہ کیا کہ اگر ہندوستان کو حقیقی ذمہ داری نہ دی گئی تو مسلمانوں کا برطانیہ پر جو اعتماد ہے وہ ختم ہو جائے گا ہندوستان میں لوگوں کو یقین ہے کہ برطانیہ انھیں اپنا آلہ کار بنا کر کام نکال لیگی اور انھیں پھر دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکیگی۔

دراصل دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں جو ان خیالات کے اظہار کی محرک ہوئی ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے اور سلم ممبران گول میز نے یہ محسوس کر لیا کہ ساری دنیا میں وہ اپنے غلط رویہ کی وجہ سے بدنام ہو گئے ہیں اور لوگ ان کو حکومت کا آلہ کار سمجھنے لگے ہیں اور دوسری حقیقت جس نے سر آغا خاں کی آنکھیں کھول دی ہیں یہ تھی کہ گو اس وقت حکومت ان کی پیٹھ ٹھونک رہی ہے مگر جب اس کا مقصد حاصل ہو جائے گا تو وہ دھتا بتا دے گی انھیں دو حقیقتوں کے انکشاف نے سر آغا خاں کو بھی اسقدر صاف بیانی پر مجبور کر دیا کاش یہ دونوں حقیقتیں پہلے منکشف ہو جاتیں۔

ہم نے اس بیان کے خلاصہ کو اس جگہ اس لئے دیا ہے کہ اس سے یہ معلوم ہو جائے کہ وزیر اعظم کا بیان کہاں تک تسلی بخش ثابت ہو سکتا ہے۔

سندھ اور صوبہ سرحد

وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں صوبہ سرحد کے متعلق فرمایا کہ اس کو گورنر کا صوبہ بنا دیا جائے گا مگر اس کے مخصوص حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے گورنر کو مخصوص اختیارات دیئے جائیں گے، یہ آخری جملہ نہایت اہم ہے اس جملہ کے اندر اتنی قوت ہے کہ صوبہ سرحد کو گورنر کا صوبہ بن لینے کے بعد بھی صوبہ سرحد ہی بنا رہ سکتا ہے اور موجودہ مطلق العنانی سے بہتر اس کی حالت نہیں ہو سکتی اگرچہ سر عبد القیوم نے اس علان پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے اور مہاتما گاندھی کا شکریہ ادا کیا ہے کہ ان کی ہمدردی و کوشش سے صوبہ سرحد کو یہ مرتبہ ملا ہے مگر ان کو شاید معلوم نہیں کہ گاندھی جی صوبہ سرحد کے لئے اس مشروط وعدہ کی بنا پر گورنر کا صوبہ تسلیم نہ کریں گے کیونکہ کانگریس تو صوبہ سرحد کے لئے بلا شرط دوسرے صوبہ کے مساوی حقوق و آزادی چاہتی ہے اور ہمیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ صوبہ سرحد کی سیاسی طاقت اس مشروط وعدہ سے ہرگز مطمئن نہ ہوگی اگر صوبہ سرحد کے گورنر کو دوسرے صوبوں کے گورنروں سے زیادہ اختیارات دیدیے گئے تو اس کے یہی معنے ہونے کہ صوبہ سرحد دوسرے صوبوں کے مساوی آزادی و اختیارات حاصل کرنے سے محروم رہا۔

بہر حال ہمیں اندیشہ ہے کہ صوبہ سرحد کی رائے عامہ اس مشروط وعدہ پر سر عبد القیوم کی طرح خوشی کے شادیانے نہیں بجا سکتی۔

سندھ کی علیحدگی کے مسئلہ کو بھی مالیات کی شرط کے ساتھ بدستور مشروط رکھا گیا ہے یعنی یہ مسئلہ مطالبہ ہی معلق ہے اور کوئی انقطاعی فیصلہ نہیں کیا گیا مسلمانوں کے باقی مطالبات کا تو کچھ ذکر ہی نہیں۔ اس خاص نقطہ نظر سے بھی وزیر اعظم کا اعلان بالکل ناتسلی بخش ہے۔

بنگال کا نیا آرڈیننس

گذشتہ ماہ ہم بنگال کے ایک آرڈیننس کی ایک خاص نقطہ نظر سے تائید کر چکے آج ایک ماہ بعد ایک دوسرے آرڈیننس پر اظہار رائے کا موقع آ گیا یعنی جناب وائسرائے نے اپنے خاص اختیارات سے کام لیکر ایک نیا آرڈیننس بنگال میں نافذ کر دیا ہے تشدد کی تحریک کے ہم اسقدر مخالف ہیں اور اس کو ملک کے بہترین مفاد کے لئے اس قدر سخت مضر اور مہلک سمجھتے ہیں کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ اس آرڈیننس کی بھی ہم تائید کریں اور ملک سے کہیں کہ وہ اس جدید آرڈیننس کو بھی قبول کریں اور حکومت کو موقع دیں کہ وہ تشدد

تحریک کا انسداد کرنے کے لئے اپنے ذرائع کو ختم کر لے اگر اس کو کامیابی ہو جائے تو بہتر نہیں تو نہ خود مجبور ہو گی کہ دوسرے ذرائع جو اہل ملک کے نزدیک موثر ثابت ہو سکتے ہیں ان پر عمل کرے۔

لیکن یہ آرڈیننس اس قدر سخت ہے کہ اس کو مارشل لا کہنا ایک حد تک صحیح ہے اور اگر اس کا غلط استعمال کیا گیا تو بجائے فائدہ حاصل ہونے کے اندیشہ ہے کہ نقصان نہ پہنچے اس جدید ہنگامی قانون کے ذریعہ اقدام قتل کی سزا بھی پھانسی رکھدی گئی ہے اور اس کی کوئی اپیل بھی نہیں ہے کسی رقبہ کو نامزد کر کے اس پر اجتماعی طور پر جرمانہ کیا جا سکتا ہے اور ہر قسم کی پابندیاں عاید کی جا سکتی ہیں پولیس اور سول حکام کو وسیع اختیارات دیدیئے گئے ہیں۔

اس قسم کے قانون کی تائید کرنا خصوصاً جبکہ اس امر کا سینکڑوں مرتبہ کا تجربہ ہے کہ پولیس اور حکام اکثر ایسے اختیارات کا غلط استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرتے کوئی کیونکر اس کی تائید کر سکتا ہے۔

جب کوئی ہندوستانی اخبار نویس یا لیڈر یہ کہتا ہے کہ جبر و تشدد سے کامیابی نہیں ہوتی تو سمجھا جاتا ہے کہ یہ منافقت برت رہا ہے اور اپنے ہم وطنوں کی ہی حمایت کرنے کا خواہشمند ہے۔ حالانکہ دل میں سمجھتا ہے کہ اصلی علاج یہی ہے لیکن انگلستان کے دارالامراء میں وزیر اعظم کی تقریر پر جو بحث و مباحثہ ہوا اس میں لارڈ اروِن سابق وائسرائے نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے بہت سے آرڈیننس جاری کئے مگر جبر و تشدد سے ہمیں فائدہ نہیں بلکہ شکست ہوئی ہے۔" لارڈ اروِن کی اس رائے کے اظہار کے بعد اس امر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے آرڈیننس مفید نہیں بلکہ مضر ہوتے ہیں اور ان سے حقیقی مقصد حاصل نہیں ہوتا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایسے قدم اٹھانے سے عوام میں جوش و خروش زیادہ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے ہم اس جدید آرڈیننس کی مخالفت کرنے پر مجبور ہیں۔

قضیہ کشمیر

کشمیر میں ذمہ دار گورنمنٹ قائم کرنے کے لئے جو تحریک شروع کی گئی تھی وہ اب تک بدستور زور شور کے ساتھ جاری ہے گذشتہ ہفتہ مہاراجہ کشمیر اور سری کشن کول جو کشمیر کے وزیر اعظم ہیں دہلی آئے تھے وائسرائے سے کیا گفتگو ہوئی اس کا تو ہمیں کچھ علم نہیں ہے مگر احرار کے موٴقر لیڈروں سے یہی سنا گیا ہے کہ مہاراجہ اور مسٹر کول کی ملاقات ہوئی ہے اور گو ابھی تک بنیادی امور پر کوئی گفتگو نہیں ہوئی تاہم کہا جاتا ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ اگر اس دفعہ ابتدائی غلطیاں نہ دہرائی گئیں تو شاید جلد کوئی مفاہمت احرار اور حکومت کشمیر کے مابین ہو جائے۔

ہر ایک بہی خواہ ملک وطن کی یہ دلی خواہش ہے کہ کوئی صورت مفاہمت کی پیدا ہو جائے اور یہ کشمکش جو جاری ہے اس کا خاتمہ ہو اور کشمیر کی رعایا اور راعی دونوں امن و امان اور اپنی ریاست کی ترقی اور رعایا کی خوشحالی و فارغ البالی میں ساعی ہوں۔

ہمیں امید ہے کہ مہاراجہ کشمیر اور حکومت ہند و حکومت پنجاب جلد ایسی کوئی صورت نکالیں گے کہ مجلس احرار کے رہنما ایک جگہ جمع ہو کر تبادلہ خیالات کر سکیں اور باہر کے لوگوں سے مل کر اس قضیہ کے حل کی کوئی صورت نکالنے میں کامیاب ہو سکیں۔

کتاب الاسلام

باب الصّلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

کن صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے

اگر مقتدی بھول کر کھڑا ہو گیا تو اس کے لئے واجب ہے کہ رجعت اختیار کرے تاکہ امام کی مخالفت نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو رجعت اختیار کرے اور سجدہ سہو کرے نماز ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی شخص بقدر تشہد قعدہ اخیرہ کر چکا ہے اور اس کے بعد غلطی سے کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو رجعت اختیار کرے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔

اور اگر کسی شخص نے قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدہ سہو واجب ہوا یہ سجدہ سہو درود شریف پڑھنے کی وجہ سے واجب نہیں ہے بلکہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر کرنے کی وجہ سے ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنی دیر خاموش رہے جتنی دیر میں اللھم صل علی محمد پڑھتے ہیں تب بھی سجدہ سہو واجب ہے اور جو اشخاص یہ کہتے ہیں کہ قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے پر سجدہ سہو کا حکم دینا مناسب نہیں کیونکہ اس سے درود شریف کی توہین ہوتی ہے وہ غلطی پر ہیں کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر کوئی شخص سجدہ اور رکوع اور سجود میں قرآن مجید پڑھے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے حالانکہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ اور اگر کسی قعدہ میں تشہد میں سے کچھ رہ گیا تو سجدہ سہو واجب ہے چاہے نماز نفل ہو یا فرض اور اگر کسی شخص نے پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد شریف کے بعد تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے چاہے نماز نفل ہو یا فرض۔ اور اگر کسی شخص نے پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر الحمد سے پہلے پڑھا تو واجب نہیں۔ اور کسی شخص نے پچھلی رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوا اور اگر قعدہ اولیٰ میں چند بار پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ اور اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول گیا اور اس نے سلام پھیر دیا اور چند منٹ کے بعد اسے یاد آیا تو رجعت اختیار کرے اور تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کرے اور اگر کسی نے تشہد کی جگہ سورہ الحمد پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ اور اگر کسی نے رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع کیا یا کسی ایسے رکن کو دو بار کیا جو نماز میں مکرر مشروع نہ تھا یا کسی رکن کو مقدم یا مؤخر کیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔

اور اگر کوئی شخص دعائے قنوت یا تکبیر قنوت (یعنی قرأت کے بعد دعا ئے قنوت کے لئے جو تکبیر کہی جاتی ہے) بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے اگر سجدہ سہو نہیں کرے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص عیدین کی تکبیروں میں سے بعض تکبیریں بھول گیا یا اس نے کچھ زیادہ کہیں یا بے موقع کہیں تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے اور اگر امام عیدین کی تکبیریں بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو اسے رجعت اختیار کرنی چاہیئے اور اگر مسبوق رکوع عید میں شامل ہو تو اسے رکوع ہی میں تکبیریں کہنی چاہئیں۔ اور اگر کوئی شخص عیدین کی نماز میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر پہلی رکعت کی تکبیر رکوع بھول گیا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ اور جمعہ کی نماز میں اور عیدین میں بھی اگر سہو واقع ہو اور جماعت کثیر ہو تو بہتر ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے بغیر سجدہ سہو کے نماز ہو جائے گی۔

اور اگر امام نے جہری نماز میں آہستہ قرأت کی یا سری نماز میں بالجہر قرأت کی تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ایک آدھ کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔

اور اگر منفرد نے سری نماز میں بالجہر قرأت کی تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر جہری نماز میں آہستہ قرأت کی تو سجدہ سہو واجب نہیں کیونکہ جہری نماز میں منفرد کو اختیار ہے کہ آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے۔ اور اگر کسی شخص نے ثنا اور دعا اور تشہد کو بلند آواز سے پڑھا تو یہ خلاف سنت ہے مگر سجدہ سہو واجب نہیں۔ اور اگر کوئی شخص قرأت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا اور اتنی دیر توقف ہوا جتنی دیر میں تین دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر امام سے سہو ہوا اور اس نے سجدہ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدہ سہو واجب ہے اگرچہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو اور اگر امام سے سجدہ سہو ساقط ہو گیا تو مقتدی سے بھی ساقط ہو گیا اور اگر مقتدی سے بحالت اقتدا سہو واقع ہوا تو سجدہ سہو واجب نہیں اور مسبوق کو چاہیئے کہ امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اگرچہ اس کے شریک ہونے سے پہلے سہو واقع ہوا ہو اور اگر امام کے ساتھ سجدہ نہیں کیا اور باقی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا تو آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر مسبوق سے اپنی نماز میں بھی سہو واقع ہوا ہو تو آخر میں جو سجدہ سہو کرے گا وہ کافی ہے۔

اور اگر مسبوق کو اپنی نماز میں بھی سہو ہوا ہو تو آخر میں جو سجدہ سہو کرے گا وہ کافی ہے اور اگر مسبوق نے اپنی نماز بچانے کے لئے امام کے ساتھ سجدہ سہو نہیں کیا اور اس کا یہ خیال ہے کہ اگر میں سجدہ سہو کروں گا تو نماز جاتی رہے گی مثلاً نماز فجر میں آفتاب طلوع ہو جائے گا یا جمعہ کی نماز میں عصر کا وقت آجائے گا یا موزے پر مسح کی مدت گذر جائے گی تو ان صورتوں میں امام کے ساتھ سجدہ نہ کرنے میں کچھ کراہت نہیں ہے اور اگر مسبوق نے امام کے سہو میں امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا پھر جب اپنی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اس میں بھی سہو واقع ہوا تو اس کو اپنے سہو کے لئے بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔

اور اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوا اور اب امام نے سجدہ سہو کیا تو جب تک مسبوق نے اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو رجعت اختیار کرے اور امام کے ساتھ سجدہ کرے اور جب امام سلام پھیرے تو پھر اپنی نماز پڑھے اور اگر اس نے رجعت اختیار نہیں کی اور اپنی نماز پڑھ لی تو آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو رجعت اختیار نہ کرے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور امام کے سہو سے لاحق پر بھی سجدہ سہو واجب ہے۔

اور اگر مقیم نے مسافر کی اقتدا کی اور امام سے سہو ہوا تو امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اس کے بعد اپنی دو رکعتیں پڑھے اور اگر ان میں بھی سہو واقع ہو تو آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اور اگر نماز پوری کرنے کے بعد شک واقع ہوا کہ ممکن ہے کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر نماز کے بعد یہ یقین ہے کہ کوئی فرض رہ گیا ہے تو از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر کسی شخص کا سجدہ تلاوت باقی تھا یا اس نے قعدہ اخیرہ میں تشہد نہیں پڑھا تھا لیکن بقدر تشہد بیٹھ چکا تھا اور اسے یہ یاد ہے کہ سجدہ تلاوت یا تشہد باقی ہے مگر اس نے قصداً سلام پھیر دیا تو دونوں سجدے ساقط ہو گئے اور اگر سجدہ نماز اور سجدہ سہو دونوں باقی تھے یا صرف سجدہ نماز رہ گیا تھا اور سجدہ نماز کے یاد ہوتے ہوئے اس نے سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی اور سجدہ نماز اور سجدہ تلاوت باقی تھے اور سلام پھیرتے وقت دونوں یاد تھے تب بھی نماز فاسد ہو گئی۔

اور اگر کسی شخص کے ذمہ سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت باقی تھا یا اسے سجدہ سہو کرنا تھا اور بھول کر اس نے سلام پھیر دیا تو جب تک وہ مسجد سے باہر نہ ہو سجدہ کرلے اور اگر میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے متجاوز نہ ہو سجدہ کرلے اگر ایسا کرے گا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر کسی شخص کو رکوع میں یاد آیا کہ نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا ہے اور اسی حالت میں وہ سجدے میں چلا گیا یا فرض کیجیے کہ سجدے میں یاد آیا اور اس نے سر اٹھا کر وہ سجدہ کر لیا تو بہتر یہ ہے کہ ان رکوع و سجود کا اعادہ کرے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اسے یہ خیال ہوا کہ میری چاروں رکعتیں پوری ہو گئیں اور اس نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اسے چاہیے کہ چار رکعتیں پوری کرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر اس نے یہ گمان کیا کہ ظہر دو ہی رکعتیں ہیں مثلاً اس نے اپنے آپ کو مسافر تصور کیا تو ایسی صورت میں نماز جاتی رہی۔

اور اگر کسی شخص کو رکعتوں کی تعداد میں شک ہو مثلاً یہ شبہ ہو کہ تین ہوئیں یا چار اور بالغ ہونے کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر نیت توڑ دے اور اگر یہ شک پہلا واقعہ نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی ہو چکا ہے تو اب غور و فکر کی ضرورت ہے غور کرنے پر جس جانب گمان غالب ہو اس پر عمل کرے یا کم تعداد کی طرف توجہ کرے یعنی اگر تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے اور اگر دو اور تین میں شک ہو تو دو قرار دے اور تیسری اور چوتھی رکعت دونوں میں قعدہ کرے کیونکہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی رکعت میں قعدہ کرنے کے بعد سجدہ سہو کرے اور اس کے بعد سلام پھیرے اور اگر گمان غالب پر اعتماد کیا ہے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں اور اگر غور و فکر میں بقدر ایک رکن کے وقفہ ہوا ہو تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔

اور اگر ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد کسی معتبر آدمی نے یہ کہا کہ آپ نے صرف تین رکعتیں پڑھی ہیں تو اس صورت میں اعادہ کرے اور اگر کہنے والا معتبر نہ ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں۔

اور اگر تشہد کے بعد یہ شک ہوا کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار اور اس کشمکش میں ایک رکن کی قدر خاموش رہا اور پھر یقین ہوا کہ چار ہو گئیں تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد ایسا شک ہوا تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

اور اگر کسی کو یہ شک واقع ہوا کہ میں نے اس وقت کی نماز پڑھی یا نہیں تو اگر وقت باقی ہے تو اعادہ کرے ورنہ ضرورت نہیں اور اگر غور کرنے کے بعد یقین ہو گیا کہ نماز نہیں پڑھی تو فوراً نماز پڑھے۔

اور اگر بے وضو ہونے اور مسح نہ کرنے کا یقین ہوا اور اسی حالت میں ایک رکن ادا کر لیا تو از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے اگرچہ پھر یہ یقین ہو جائے کہ وضو تھا اور مسح کیا تھا اور اگر وتر کی نماز میں شک ہوا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس میں دعائے قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اس رکعت میں بھی قنوت پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر امام نماز پڑھ رہا ہے اور دوسری رکعت میں یہ شک ہوا کہ یہ پہلی ہے یا دوسری۔ یا چوتھی اور تیسری میں شک ہوا اور اس نے مقتدیوں کی طرف نظر کی کہ اگر وہ کھڑے ہوں تو کھڑا ہو جاؤں اور اگر بیٹھیں تو بیٹھ جاؤں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور سجدہ سہو واجب نہیں۔ اور اگر کوئی شخص کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اور اگر کسی شخص نے ایک رکعت میں تین سجدے کیے یا دو رکوع کیے یا نہ قعدہ اولیٰ بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مریض کی نماز کا بیان

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر اخلاص کی فضیلت بیان فرما رہے تھے اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا یا حضرت! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی شخص کی طبیعت ناساز ہو تو وہ کیونکر نماز پڑھے۔ حضور نے فرمایا اگر استطاعت ہے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اشارے سے نماز پڑھے۔ اس کے بعد فرمایا اے مسلمانو! میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کسی نفس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ جو شخص بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے یعنی وہ اس پر قادر نہ ہو اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا فرض کیجیے اسے چکر آتا ہے تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر کوئی مریض اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا لیکن اس کا کوئی خادم یا کوئی اجنبی آدمی موجود ہے جو اس کو بیٹھنے میں امداد دے سکتا ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر نماز پڑھے۔ اور اگر کسی مریض میں بیٹھنے کی طاقت ہے تو کسی خاص انداز میں بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ جس انداز میں اس کے لئے آسانی ہو وہی اختیار کرے اور اگر کوئی شخص بے انتہا کمزور ہے تو اس کے لئے دیوار پر یا عصا پر سہارا لگانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ قیام نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر پڑھنے میں بھی کچھ حرج نہیں۔ اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے والا دوسری رکعت کے سجدے سے اٹھا اور قیام کی نیت کی مگر قرأت سے پہلے یاد آگیا تو تشہد پڑھے نماز ہو گئی اور سجدہ سہو واجب نہیں۔

اور اگر کسی مریض نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور چوتھی رکعت کے سجدے سے سر اٹھایا تو یہ گمان ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے اس خیال کی بنا پر قرأت کی اور اشارے سے رکوع و سجود ادا کیے تو نماز باقی رہی اور اگر دوسری رکعت کے سجدے کے بعد یہ گمان ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے اور اس خیال کی بنا پر قرأت شروع کی اور پھر اسے یہ بات یاد آئی کہ یہ دوسری رکعت ہے تو اب تشہد کی طرف عود نہ کرے بلکہ پوری کر لے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

اور اگر کوئی مریض کھڑا ہو سکتا ہے لیکن رکوع و سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ

نہیں کرسکتا مثلاً حلق میں یا سر میں زخم ہے اور اس میں سے خون جاری ہونے کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں بیٹھکر اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے اور یہ بھی کرسکتا ہے کہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور اشارے سے رکوع وسجود کرے۔

اور اگر کوئی شخص اشارے سے نماز پڑھے تو سجدے کا اشارہ رکوع سے پست ہونا ضروری ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ سر کو بالکل زمین سے قریب کردے اور بعض آدمی سجدے کے لئے تکیہ سامنے رکھ لیتے ہیں یہ مکروہ تحریمی ہے اور خلاف سنت ہے۔ اگر کسی شخص کی پیشانی پر زخم ہے اور اس میں سے خون جاری نہیں ہوتا تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ ناک پر سجدہ کرے اور اگر ایسا نہیں کیا بلکہ اشارہ سے سجدہ کیا تو نماز نہیں ہوتی۔ اور کوئی مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں ہے تو اس کیلئے یہ حکم ہے کہ وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے خواہ دائیں کروٹ پر یا بائیں کروٹ پر یا چت لیٹ کر جس طرح بھی ممکن ہو اس فرض کو ادا کرے اور چت لیٹ کر نماز پڑھنا افضل ہے اور جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھکر اونچا کرلے اور اگر کوئی مریض اس قدر نازک حالت میں ہے کہ سر سے اشارہ بھی نہیں کرسکتا تو اس پر سے نماز ساقط ہے اور اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان نمازوں کی قضا بھی ساقط ہے فدیہ کی بھی ضرورت نہیں اور اگر چھ وقت نہیں گزرے تو صحت حاصل ہونے کے بعد ان نمازوں کی قضا لازم ہے۔

اور اگر کوئی تندرست آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز میں دفعۃً ایسا مرض پیدا ہوگیا کہ ارکان کے ادا کرنے پر قادر نہیں رہا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو لیٹ کر یا بیٹھکر نماز پوری کرلے از سر نو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

اور چلتی ہوئی کشتی اور جہاز میں بلاعذر بیٹھکر نماز پڑھنا جائز نہیں بشرطیکہ اتر کر خشکی میں نماز پڑھنے کا موقع ہو۔ اور اگر جہاز ساحل پر ٹھیرا ہوا ہو یا کشتی کنارے پر بندھی ہوئی ہے تو اتر کر خشکی میں نماز پڑھنی چاہئے اور اگر اترنے کا موقع نہیں ہے تو کشتی ہی میں کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور اگر کشتی بیچ دریا میں ہے تو بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر ہوا کے تیز جھونکوں کا اندیشہ نہیں ہے اور چکر وغیرہ نہیں آتے تو بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔

اور اگر کوئی شخص بیہوش ہوجائے اور پورے چھ وقت اسی حال میں گذر جائیں تو اس عرصہ میں جو نمازیں قضا ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں اور اگر مریض کی یہ حالت ہے کہ دفعۃً بیہوش ہوجاتا ہے اور پھر وہی حالت ہوجاتی ہے تو اس اتفاقی کا اعتبار نہیں۔

اور اگر کسی شخص نے اتنی شراب پی کہ وہ بیہوش ہوگیا اور بہت دیر تک بیہوش رہا تو اس کی جتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان سب کی قضا واجب ہے اور اگر کسی دوسرے نے مجبور کرکے شراب پلادی تب بھی قضا واجب ہے یہی حکم بھنگ پینے والے کے متعلق ہے۔

اور اگر کوئی شخص سوتا رہا جس کی وجہ سے اس کی نماز قضا ہوگئی تو قضا فرض ہے اگرچہ مسلسل چھ وقت تک سویا ہو یعنی اسے مسلسل اتنی دیر تک نیند آئی ہو کہ چھ نمازوں کا وقت گزر گیا ہو۔ اور اگر کوئی شخص اس قدر کمزور ہے کہ اگر وہ روزہ رکھتا ہے تو کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا اور اگر روزہ نہیں رکھتا تو کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ روزے رکھے اور نماز بیٹھکر پڑھے (یہ حکم رمضان کے روزوں کے متعلق ہے) اور اگر کسی مریض نے وقت سے پہلے نماز پڑھ لی اس خیال سے کہ وقت کے اندر نماز نہیں پڑھ سکیگا تو اس کی نماز نہیں ہوئی یا تو اسے وقت پر نماز پڑھنی چاہئے یا پھر قضا پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر عورت بیمار ہو تو شوہر پر یہ فرض نہیں وہ اسے وضو کرائے ہاں اگر اخلاقاً ایسا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر آقا بیمار ہو تو نوکر پر فرض ہے کہ اسے وضو کرائے۔

اور اگر کوئی شخص ایسے خیمے میں ہے کہ کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا اور نماز کے لئے باہر نکلتا ہے تو وہاں بارش ہے اور کیچڑ ہے تو ایسی حالت میں یہ حکم ہے کہ بیٹھکر نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایسی چہار دیواری یا ایسے مقام پر ہے کہ اگر وہ بیٹھکر نماز پڑھے تو اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں اور اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھتا ہے تو دشمن کا خوف ہے تو اس صورت میں بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر شیر وغیرہ کا اندیشہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

اور اگر کسی بیمار کی نمازیں قضا ہوگئیں اور چند روز کے بعد اسے آرام ہوگیا اور اب وہ اپنی قضا نمازیں پڑھنا چاہتا ہے تو اسے تندرست آدمیوں کی طرح نماز پڑھنی چاہیئے اگر بیماروں کی طرح نماز پڑھے مثلاً بیٹھکر یا لیٹ کر یا اشارے سے تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور اگر صحت کی حالت میں کسی کی نمازیں قضا ہوئیں اور جب وہ بیمار ہوا تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اب وہ اپنی قضا شدہ نمازیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس بیماری کی حالت میں جس طرح بھی ہوسکے نماز ادا کرے۔ اور اگر کسی شخص نے آنکھیں بنوائیں اور ڈاکٹر نے اُسے ہدایت کی کہ خاموش لیٹے رہو اگر ذرا بھی حرکت کروگے تو آنکھ خراب ہوجائیگی اس صورت میں اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کا اپریشن ہوا اور حرکت سے نقصان کا اندیشہ ہو تو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہوگیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ

سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے

تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جسکے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے۔

قیمت ہر سہ حصص عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا ۚ
أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ
فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝ وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ
سَوَاءً ۖ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۖ
وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ
إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ
أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ
عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا
إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ سَتَجِدُونَ
آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ
أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا
أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَ
أُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝

(ترجمہ) پھر تم کو کیا ہوا کہ ان منافقوں کے باب میں تم دو گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹا پھیر دیا ان کے عمل کے سبب کیا تم لوگ اس کا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں اس کے لئے کوئی سبیل نہ پاؤ گے وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ کہ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو ان میں سے کسی کو دوست مت بنانا جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں اور اگر وہ اعراض کریں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ اور نہ ان میں کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ مگر جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہے یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ ان کا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی۔ بعض ایسے بھی تم کو ضرور ملیں گے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں جب کبھی ان کو شرارت کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اس میں جا گرتے ہیں سو اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو تم ان کو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں ان کو پاؤ اور ہم نے تم کو ان پر صاف حجت دی ہے۔

صحیحین اور مسند امام احمد بن حنبل میں جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جنگ احد میں ہزار آدمیوں میں سے تین سو آدمی جب عبد اللہ بن ابی منافق کے ساتھ لشکر اسلام سے جدا ہو کر مدینہ کو چلے آئے تو سات سو آدمی عین وقت پر لشکر اسلام کا ساتھ چھوڑ کر ایک منافق کے بہکانے سے گھر جا بیٹھے اس لئے اب وہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ اب موقع پڑے تو ان کا قتل کرنا لازم ہے اور دوسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ نہیں وہ ہمارے بھائی مسلمان ہیں نہ ہم ان سے لڑائی کریں گے نہ ان کو قتل کریں گے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا آپس میں اختلاف رفع ہو جانے کی غرض سے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ وہ لوگ جب تمہارا پورا ساتھ نہ دیں ان کو مسلمان شمار نہ کرنا چاہیے اور ضرور حسب موقع ان کو قتل کرنا چاہیے اوپر جو شان نزول بیان کی گئی اس کے علاوہ اور شان نزول بھی ان آیتوں کی سلف سے منقول ہے چنانچہ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ کچھ لوگ مکہ میں تھے جنہوں نے ظاہری اسلام قبول کر لیا تھا لیکن مشرکوں کی مدد کو تیار تھے اور ہجرت پر آمادہ نہ تھے لیکن یہ سب منافقوں کی قسمیں ہیں اس لئے ان روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے حاصل مطلب شان نزول کا یہ ہے کہ اوپر کی صحیح روایت کے موافق منافقوں کی ایک خاص قسم کی شان نزول میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور جتنے منافق ہیں ان سب پر آیتوں کا مطلب صادق آتا ہے أَرْكَسَهُمْ کے معنے پہلے قول ہٹا کر پہلی حالت پر لانا کے ہیں مطلب یہ ہوا کہ ان کی نیت کے فساد کے سبب سے ہے بلکہ وہ تو اے مسلمانو تم کو بھی اپنا سا کر لینے کی آرزو کرتے ہیں اسلئے نہ ایسے لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیے نہ ان کی مدد کی خواہش کرنی چاہیے پہلی شان نزول کی بنا پر حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا کے معنے مفسرین نے یہ کئے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی جب تک احد کی لڑائی کے دھوکہ سے باز نہ آویں گے اور خالص نیت سے لشکر اسلام کا ساتھ نہ دیویں گے اور اس ساتھ رہنے کے لئے گھر چھوڑ کر لڑائی کے میدانوں میں نہ جاویں گے تو نہ ان کا شمار مسلمانوں میں ہو سکتا ہے نہ ان کے جان و مال کی خیر مسلمانوں کے ہاتھ سے ہو سکتی ہے۔ اب ان منافقوں میں سے دو طرح کے لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا ہے ایک صلح والوں کے ہم عہد کہ وہ بھی بالواسطہ صلح میں داخل ہیں جس طرح مثلاً صلح کے بعد صلح والے قریش اور ان کے ہم عہد بنو مدلج دوسرے وہ لوگ جو لڑائی سے عاجز ہو کر اس بات پر قائم ہیں کہ نہ اپنی قوم کی طرف سے مسلمانوں سے لڑیں گے نہ مسلمانوں کی طرف سے کسی سے لڑیں گے جس طرح قبیلہ بنو مدلج کہ نہ مسلمانوں سے لڑتے تھے نہ قریش سے پھر فرمایا جب تک یہ لوگ اس حالت پر قائم رہیں تو یہ اللہ کی ایک مصلحت ہے اس نے تم کو تمہاری لڑائی سے روک رکھا ہے ان کے ذکر کے بعد ایک فرقہ فرمایا کہ جو اپنی جان اور اپنا مال بچانے کے لئے ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر حقیقت وہ مشرک ہیں تفسیر سدی وغیرہ میں ہے کہ فتنہ کے معنے یہاں شرک کے ہیں ان کا حکم یہ فرمایا کہ اگر وہ صلح پر قائم نہ رہیں تو ان کو

قید کر لو اور جہاں پاؤ کیونکہ ان کی حالت اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک سند ٹھیرادی ہے بعض مفسرین نے آیت فان اعتزلوکم کو آیت فاقتلوا المشرکین سے منسوخ کہا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ عہد صلح پر قائم بھی رہیں تو ان سے لڑنا چاہئیے۔ لیکن عہد صلح والوں کا حکم مستثنیٰ کے طور پر اوپر گذر چکا ہے اس لئے یہ آیت مستثنیٰ کے حکم میں داخل ہے منسوخ نہیں ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

(ترجمہ) اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے لیکن غلطی سے قتل کردے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خونبہا ہے جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کردی جائے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کردیں اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کو آزاد کرنا اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خونبہا ہے جو اس کے خاندان والوں کے حوالہ کردی جائے اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا پھر جس شخص کو نہ ملے تو متواتر دو ماہ کے روزے ہیں بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں۔

ابن جریر ابن ابی حاتم اور ابن اسحاق وغیرہ نے جو شان نزول اس آیت کی حضرت عبداللہ بن عباس مجاہد اور سعید بن جبیر کی روایتوں سے بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ابوجہل کا سوتیلا بھائی عیاش بن ابی ربیعہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہوگیا تھا لیکن مشرکین کے خوف سے اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کرسکتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مکہ سے مدینہ تشریف لے آئے تو عیاش بن ابی ربیعہ بھی مدینہ میں آکر ایک جگہ اپنے بھائیوں کے ڈر سے چھپ کر رہنے لگا عیاش کی ماں نے عیاش کے غم میں گھر کا رہنا اور کھانا پینا چھوڑ دیا سوتیلی ماں کی یہ حال دیکھکر حارث بن ہشام حارث بن یزید عامری اور ابوجہل عیاش کی تلاش میں نکلے اور پتہ لگاکر پھر اس کو مکہ میں لے گئے اور پھر اس کو بہت مارا اور طرح طرح کی اذیت دی اور حارث بن یزید نے عیاش کو برا بھلا بھی بہت کہا اس پر عیاش نے اپنے دل میں یہ بات ٹھان لی تھی کہ کبھی موقع پاکر حارث بن یزید کو مار ڈالوں گا اب فتح مکہ سے پہلے حارث اگرچہ اسلام لے آیا تھا مگر عیاش کو اس کے اسلام کی خبر تھی فتح مکہ بعد اس لئے عیاش نے حارث کو قتل کرڈالا۔ اور پھر حارث کا اسلام سنکر آنحضرت سے اپنی ندامت ظاہر کی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حارث دو ہیں ایک حارث بن ہشام ابوجہل بن ہشام کا بھائی اور دوسرا حارث بن یزید قرشی عامری یہ شخص بنی عامر میں سے ہے ابوجہل کے ساتھ یہ شخص بھی عیاش بن ابی ربیعہ کو اسلام کے چھوڑنے پر مار پیٹ کیا کرتا تھا اسی غصہ سے عیاش نے اس کو موقع پاکر مار ڈالا ابو حنیفہ شافعیہ اور امام احمد کے نزدیک قتل عمد قتل خطا قتل شبہ عمد یہ تین قسم قتل کی ہیں امام مالک کے نزدیک قتل شبہ عمد ثابت نہیں ہے لیکن قتل کے باب کی بڑی بڑی حدیثوں سے قتل شبہ عمد کا وجود شریعت میں پایا جاتا ہے جو قتل کسی غلطی کے سبب سے واقع ہوجاوے اس کو قتل خطا کہتے ہیں جس طرح اس قتل میں عیاش کو حارث بن یزید کے اسلام میں غلطی ہوگئی قتل خطا کا خون بہا سو اونٹ ہیں ان اونٹوں کی اقسام میں سلف کا اختلاف ہے جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے قتل خطا میں خونبہا کے علاوہ ایک بردہ کا آزاد کرنا بھی ہے اگر اتنا مقدور نہ ہو تو سلسلہ وار دو مہینے کے روزے ہیں مقتول شخص کے وارث خونبہا معاف کردیں تو ان کو اختیار ہے عہد والے یا بلا عہد والے مشرکوں میں کوئی مسلمان رہتا ہو اور اس کو کوئی مسلمان غلطی سے مشرک سمجھکر مار ڈالے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اتنا فرق ہے کہ اگر مقتول کے وارث بلا عہد والے مشرک ہوں تو ان کو خون بہا نہیں دیا جاتا جس شخص کو مسلسل دو مہینے روزے رکھنے کی طاقت نہو تو وہ ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا کر روزوں کے بارے سبکدوش ہوسکتا ہے یہ مسئلہ اختلافی ہے جس اختلاف کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے شبہ عمد وہ ہے جس میں قصداً ایسی چیز سے کسی کو ضرب پہنچائی جائے جس سے عادتاً آدمی مر نہیں سکتا ہو جیسے لکڑی یا کوڑا اس قتل میں قصاص نہیں ہے خون بہا دینا آتا ہے۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝

(ترجمہ) اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ کو اس میں رہنا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی غضبناک ہوں گے اور اس کو اپنی رحمت سے دور کریں گے اور اس کے لئے بڑی سزا کا سامان کریں گے۔

اوپر قتل خطا کا ذکر تھا اس آیت میں قتل عمد کا ذکر ہے قتل عمد وہ ہے جس میں ایسی چیز سے قصداً کسی کو ہلاک کیا جاوے جس چیز سے بطور عادت کے آدمی مر سکتا ہو قتل عمد میں قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہے اور اگر مقتول کے وارث قصاص معاف کردیں تو خون بہا لیا جاتا ہے اس سے زیادہ تفصیل مسئلہ کی بڑی کتابوں میں ہے ابن جریر وغیرہ نے عکرمہ کی روایت سے شان نزول یہاں بیان کی ہے کہ مقیس بن صبابہ کنانی اور اس کا بھائی ہشام یہ دونوں شخص مسلمان ہوگئے تھے ایک روز مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو بنی نجار قبیلہ کی سرحد میں مقتول پایا اور حضرت سے اس قصہ کا تذکرہ کیا آپ نے بنی نجار سے سو اونٹ اس کے بھائی کے خون بہا کے مقیس کو دلوادئیے اس نے یہ سو اونٹ بھی لے اور موقع پاکر ایک آدمی بنی نجار کا قتل کرکے مرتد ہوکر مکہ کو چلا گیا اور مشرکوں میں جا ملا فتح مکہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام امن میں سے اس کو واجب القتل قرار دیکر قتل کرایا اسی مقیس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بعض مفسرین نے اس آیت کو آیت سورہ فرقان والذین

لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر سے منسوخ جو کہا ہے یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت ناسخ کی یہ شرط ہے کہ منسوخ سے اس کا نزول بعد میں ہونا چاہیئے حالانکہ زید بن ثابت کی روایت سے ابوداؤد اور نسائی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ سورہ سورہ فرقان کی آیت سے چھ سات مہینے بعد نازل ہوئی ہے پھر وہ سورۂ فرقان کی مقدم آیت اس متاخر آیت کی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہے اس لئے بعض مفسروں کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ یہ آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک سے منسوخ ہے کس لئے کہ ناسخ منسوخ امر و نہی میں ہوا کرتا ہے خبر میں نہیں ہوا کرتا کیونکہ ایک خبر دے کر پھر اس کو رد کرنا پہلی خبر کو گویا جھٹلانا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی شان پاک ہے اور یہ آیت خبر کی قسم میں سے ہے انشاء میں سے نہیں پھر اس میں ناسخ منسوخ کیا اس سبب سے صحیح مذہب وہی معلوم ہوتا ہے جس کو بعضے مفسرین نے اختیار کیا ہے کہ یہ آیت مطلق ہے اور سورہ فرقان کی آیت میں توبہ کی قید اس آیت میں بھی لگانی چاہیئے اس صورت میں آیت کے یہی معنے ہوں گے جو پہلے آیت ان اللہ لا یغفر کے تحت میں بیان ہو چکے ہیں کہ مسلمان کے قاتل کی توبہ قبول ہے اگر وہ بلا توبہ مر جاوے تو اس کی بخشش اللہ کے اختیار اور اللہ کی مرضی پر ہے چاہے وہ مقتول کو کچھ معاوضہ دیکر راضی کر دیوے اور قاتل کو بلا معاوضہ بخش دیوے چاہے قاتل سے مواخذہ کرے یہی مذہب جمہور سلف و خلف نے اختیار کیا ہے اور یہی مذہب آیت والی لغفار لمن تاب اور احادیث صحیحہ کے موافق ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور جمہور کے مذہب میں جو اختلاف تھا وہ حافظ ابن کثیر کے قول کے حوالہ سے اوپر رفع کیا جا چکا ہے اس صورت میں قاتل کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا ذکر یا تو قتل کے جرم سے ڈرانے کے لئے ہے یا اس صورت کے لئے ہے کہ مسلمان مقتول کی مسلمانی کو کسی سبب سے قاتل نے ٹھہرایا ہو اور یہ درجہ کفر کا ہے یہ حالت ایسی ہے جس طرح محلم بن جثامہ کا قصہ آئندہ کی آیت کی تفسیر میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ ۚ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ○

ترجمہ۔ اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام میں تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی سامان کی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا سو غور کرو بیشک اللہ تعالیٰ اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

اس آیت میں بھی قتل خطا کا بیان ہے۔ بخاری ترمذی حاکم امام احمد بن حنبل اور طبرانی وغیرہ نے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکوں کے ایک قبیلہ بنی سلیم پر جب مسلمان لوگ چڑھ گئے اور مشرکوں کو شکست ہوئی تو ایک شخص مرداس بن نہیک جو پہلے سے در پردہ مسلمان تھا سلام علیک کہکر مسلمانوں کی طرف آنے لگا مگر مسلمانوں نے مرداس کے سلام علیک کو خالص نہ خیال کیا بلکہ یہ خیال کیا کہ جان کے خوف سے یہ فریبی سلام علیک کرتا ہے چنانچہ آخر کار اسامہ بن زید نے اس کو قتل کر ڈالا اور جو کچھ اس کے پاس مال تھا وہ لے لیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ بلا دریافت حال کے فقط خیال پر کسی کو مشرک سمجھکر قتل کرنا اور اس کا مال لینا اللہ کی مرضی کے خلاف ہے کیا ان مسلمانوں کو معلوم نہیں کہ اسلام کی کمزوری کے زمانہ میں اکثر لوگ ان میں در پردہ مسلمان تھے پھر انہوں نے مرداس کے در پردہ مسلمان ہونے پر کیوں اچنبا کیا اور اس کا اندرونی حال دریافت کرنے سے پہلے اس کے قتل کرنے میں کیوں جلدی کی بعضے مفسروں نے قاتل کے نام میں جو اختلاف کیا ہے کہ اسامہ بن زید ہے یا مقداد ہے یا محلم بن جثامہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ متعدد قصے ہیں اور ان قصوں کا مجموعہ آیت کی شان نزول ہے۔ ایک قصہ میں قاتل اسامہ بن زید اور مقتول مرداس بن نہیک ہے اور اس قصہ میں اسامہ کے لئے آنحضرت نے خفگی کے بعد استغفار کی ہے اور محلم بن جثامہ نے عامر بن الاضبط کو باوجود سلام علیک کرنے کے ایام جاہلیت کی دشمنی کے سبب سے قتل کر ڈالا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محلم بن جثامہ کے لئے استغفار نہیں کی تھوڑے دنوں کے بعد محلم کا انتقال ہو گیا اور دفن کے بعد کئی دفعہ زمین نے محلم کی لاش باہر پھینکدی آخر لاچار ہو کر لوگوں نے محلم کی لاش کو پہاڑوں میں یونہی ڈالدیا اور اوپر سے چند پتھر ڈھانک دیئے اور آپ نے فرمایا ... ... کہ زمین میں تو محلم سے بھی بد شخصوں کی لاشوں کا ٹھکانا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے محلم کا یہ حال تم کو دکھلا کر آئندہ کے لئے تمہیں نصیحت کی ہے اسی طرح مقداد کا قصہ بھی جدا ہے جس کا قصہ مسند بزار میں معتبر سند سے ہے ان سب روایتوں کو اکٹھا کر کے دیکھا جائے تو ہر ایک قصہ کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھ لیں تاکہ قرآن شریف اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں:۔

نزول القرآن۔ قرآن کی تاریخی حکمتیں۔ وحی کی قسمیں۔ نسخ آیات۔ منسوخات قرآنی جمع و ترتیب قرآن۔ سورہ اور آیات کی ترتیب صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت رسم الخط قرآن علامات قرآنی۔ اوقاف قرآن، وصل اور وقف کی علامتیں اختلاف قرأت قراء کا بیان۔ سات قرأتوں کی تحقیق۔ قرآن پاک کا اعجاز، قرآن مجید کے فضائل سورتوں کے فضائل۔ فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے۔ آداب تلاوت، قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ۔

یہ وہ بیش بہا کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ضخامت تقریباً ۴۰ صفحات۔

قیمت صرف ۸ر محصول ڈاک ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے

صحیح بخاری شریف اردو

پارہ دوسرا کتاب الصلوٰۃ

(بسلسلۂ گزشتہ)

(۳۹۷) ابوہریرہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپنے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو وہ اپنے آگے نہ تھوکے کیونکہ وہ جب تک اپنی نماز میں ہو اللہ سے مناجات کر رہا ہے اور نہ اپنی داہنی جانب اس لئے کہ اس کی داہنی جانب ایک فرشتہ ہے اور چاہیئے کہ اپنی بائیں جانب یا اپنے پیر کے نیچے تھوکے پھر اسے دفن کردے۔

باب جب تھوک کسی پر غالب آجائے تو چاہیئے کہ اپنے کپڑے کے کنارہ میں لے لے۔

(۳۹۸) انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دجانب قبلہ میں کچھ بلغم دیکھا تو اس کو آپنے اپنے ہاتھ سے صاف کر دیا اور آپ کی ناگواری معلوم ہوئی دیا یہ کہا کہ اس کے سبب سے آپ کی ناگواری اور آپ پر اس کی سختی معلوم ہوئی اور آپنے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے یا (یہ فرمایا کہ) اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان میں ہوتا ہے پس وہ اپنے قبلہ کی جانب (میں) نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں جانب یا اپنے پیر کے نیچے پھر آپنے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس میں تھوکا اور اس کو مل دیا اور فرمایا کہ یا اس طرح کرے۔

باب امام کا نماز کے پورا کرنے کے بارہ میں لوگوں کو نصیحت کرنا اور قبلہ کا ذکر۔

(۳۹۹) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا منہ اس طرف سمجھتے ہو حالانکہ اللہ کی قسم مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ تمہارا رکوع اور میں یقیناً تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

(۴۰۰) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بعد اس کے منبر پر چڑھ گئے اور نماز کے اور رکوع کے بارہ میں فرمایا کہ میں تمہیں یقیناً پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں[1] جیسا تمہیں آگے سے دیکھتا ہوں۔

باب۔ کیا جائز ہے یہ کہ کہا جائے مسجد بنی فلاں کی

(۴۰۱) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان جو سدھائے گئے تھے (مقام) حفیاء سے گھوڑ دوڑ کرائی اور اس کی انتہا ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے سدھائے ہوئے نہ تھے ان کے درمیان ثنیہ بنی زریق کی مسجد تک گھوڑ دوڑ کرائی اور عبداللہ بن عمر بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے یہ گھوڑ دوڑ کی تھی۔

باب مسجد میں کسی چیز کا تقسیم کرنا اور مسجد میں خوشہ کا لٹکانا درست ہے، ابوعبداللہ کہتا ہے کہ قنو اور عذق[2] ایک چیز ہے اور دو کو قنوان اور جمع کو بھی قنوان

کہتے ہیں مثل صنو اور صنوان کے اور ابراہیم یعنی طہمان کے بیٹے نے عبدالعزیز بن صہیب سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال بحرین سے لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں پھیلا دو اور وہ تمام ان مالوں سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اس وقت تک) لائے گئے تھے زیادہ تھا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے گئے اور اس کی طرف التفات بھی نہیں کیا پھر جب آپ نماز پڑھ چکے آئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور جس جس کو دیکھتے اس کو ضرور دیتے تھے اتنے میں آپ کے پاس عباس آئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے بھی دیجئے کیونکہ میں نے اپنا بھی فدیہ دیا اور عقیل کا بھی فدیہ دیا تو ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لو انہوں نے اپنے کپڑوں میں دونوں ہاتھوں لیا پھر اسے اٹھانے لگے تو نہ اٹھا سکے تب کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ان میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ یہ مجھے اٹھا دیں آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ خود میرے اوپر رکھ دیجئے آپنے فرمایا نہیں تو عباس نے کچھ اس میں سے گرا دیا اور اُسے اٹھانے لگے (تو نہ اٹھا) کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ان میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ اس کو مجھ پر اٹھا دیں آپنے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ خود اس کو میرے اوپر اٹھا کے رکھ دیجئے آپ نے فرمایا نہیں تب عباس نے اس میں سے کچھ اور گرا دیا بعد اس کے اس کو اپنے کندھے پر رکھ لیا اور چل دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حرص پر تعجب کر کے ان کے پیچھے برابر دیکھتے رہے یہانتک کہ وہ ہم سے پوشیدہ ہوگئے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں نہیں کھڑے ہوئے کہ وہاں اُن میں سے ایک درہم بھی باقی ہو۔

باب جس کو کھانے کی دعوت مسجد میں دی جائے (وہ کیا کرے) اور جو شخص اسے قبول کرے (وہ گناہگار تو نہیں ہوا)۔

(۴۰۲) انس کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا اور آپ کے ہمراہ کچھ لوگ اور تھے تو میں کھڑا ہو گیا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں آپنے فرمایا کھانے کے لئے میں نے عرض کیا ہاں پھر آپ نے اپنے پاس والوں سے فرمایا کہ اٹھو اور آپ چلے اور میں آپ کے آگے چلا۔

باب (مقدمات کا) فیصلہ (اور مردوں اور عورتوں کے درمیان لعان مسجد میں کرنا درست ہے)

(۴۰۳) سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ بتایئے اگر کوئی شخص اپنی بی بی کے ساتھ کسی (غیر) مرد کو پائے کیا اُسے جائز ہے کہ (وہ اس کو قتل کر دے) پھر دونوں نے مسجد میں ملاعنہ کیا اور (میں اس وقت) موجود تھا۔

---

[1] بعض علماء نے اس حدیث کی تاویل کی ہے لکھا ہے کہ مقتدیوں کی جو حالت ہوتی تھی وہ بذریعہ وحی کے حضرت کو معلوم کرا دی جاتی تھی مگر یہ مطلب حدیث سے ظاہر نہیں ہوتا بلکہ صاف مطلب یہ ہے کہ حالت نماز میں ایک ایسا کشف آپ کو ہوتا تھا کہ تمام مقتدیوں کی حالت آپکو معلوم ہو جاتی تھی ۱۲ [2] اسی صفحہ کے دوسرے کالم پر دیکھو

[2] قنو اور عذق کے معنے خوشہ مصنف کی عادت ہے کہ اکثر مشہور الفاظ کی شرح کر دیا کرتے ہیں خصوصاً جبکہ وہ لفظ قرآن مجید میں آگیا ہو صنوان کا لفظ قرآن مجید میں ہے ملے ہوئے درختوں کے معنے ہیں۔ حزیرہ ایک خاص قسم کا کھانا ہے جو عرب میں پہلے رائج تھا ۱۲

باب - جب کسی کے گھر میں داخل ہو تو جہاں چاہے نماز پڑھ لے یا جہاں اس سے کہا جائے اور تجسس نہ کرے۔

(۴۰۳) عتبان بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں آئے اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں سے کس جگہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے نماز پڑھ دوں کہتے ہیں کہ میں نے ایک مقام کی طرف اشارہ کر دیا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔

باب گھروں میں مسجد (بنانا) ثابت ہے، اور براء بن عازب نے اپنے گھر کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی۔

(۴۰۴) عتبان بن مالک جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان انصاری اصحاب میں ہیں جو شریک بدر تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں اپنی بینائی کو خراب پاتا ہوں اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں پس جس وقت مینہ (برستا) ہوتا ہے تو وہ میدان جو میرے اور ان کے درمیان میں ہے بہنے لگتا ہے کہ میں ان کی مسجد میں جا نہیں سکتا تاکہ میں انہیں نماز پڑھاؤں اور یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں تاکہ میں اسی مقام کو مصلے بنا لوں عتبان کہتے ہیں کہ ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انشاء اللہ عنقریب (ایسا ہی) کروں گا عتبان کہتے ہیں کہ دوسرے دن جب دن چڑھ گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر میرے پاس آئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اندر آنے کی) اجازت طلب فرمائی تو میں نے آپ کو اجازت دی جس وقت آپ گھر میں داخل ہوئے بیٹھے بھی نہیں اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں سے کس مقام میں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں عتبان کہتے ہیں کہ میں نے گھر کے ایک مقام کی طرف آپ کو اشارہ کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں) کھڑے ہو گئے اور تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پس آپ نے دو رکعت نماز پڑھی بعد اس کے سلام پھیر دیا عتبان کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو خزیرہ کھانے کے لئے روک لیا جو آپ کے لئے ہم نے تیار کیا تھا عتبان کہتے ہیں کہ محلہ والوں میں سے کئی لوگ گھر میں جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ مالک بن دخیشن کہاں ہے یا یہ کہا کہ ابن دخشن (کہاں ہے) تو ان میں سے کسی نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول کو دوست نہیں رکھتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہ کہو کیا تم نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لا الہ الا اللہ کہا ہے وہ شخص بولا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے اس نے کہا کہ ہم نے اس کی توجہ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کے حق میں دیکھی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے اس شخص پر آگ کو حرام کر دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کہہ دے اور اس سے اللہ کی رضامندی اس سے مقصود ہو (ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم میں سے ایک شخص بلکہ ان کے سرداروں میں سے ہیں محمود بن ربیع کی حدیث کی بابت پوچھا تو انہوں نے اس حدیث میں تصدیق کی۔

باب مسجد وغیرہ کے اندر داخل ہونے میں داہنی طرف سے ابتدا کرنا (مسنون) ہے اور ابن عمر جب مسجد میں جاتے تو اپنا داہنا پیر پہلے رکھتے اور جب نکلتے تو اپنا بایاں پیر پہلے رکھتے۔

(۴۰۵) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جہانتک کر سکتے تھے اپنے کاموں میں داہنی جانب سے ابتدا کرنے کو دوست رکھتے تھے اپنی طہارت میں اور اپنی کنگھی کرنے میں اور اپنی جوتی پہننے میں۔

باب کیا جائز ہے کہ زمانہ جاہلیت کے مشرکوں کی قبریں کھود ڈالی جائیں اور ان مقامات کی مسجدیں بنا لی جائیں بدلیل قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ یہود پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا لیا اور (کیا) قبروں میں نماز کا مکروہ ہونا (صحیح ہے) اور عمر بن خطاب نے انس بن مالک کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ قبر قبر اور انہیں (نماز کے) اعادہ کا حکم نہیں دیا۔

(۴۰۶) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ نے ایک گرجا حبش میں دیکھا تھا اس میں تصویریں تھیں تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرد ہوتا اور وہ مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصویریں بنا دیتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین خلق ہیں۔

(۴۰۷) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں (ہجرت کر کے) تشریف لائے تو مدینہ کی بلندی پر ایک قبیلہ میں جسکو بنی عمرو بن عوف کہتے ہیں اترے اور ان لوگوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس شب قیام فرمایا پھر آپ نے بنی نجار کو بلا بھیجا تو وہ تلواریں لٹکائے ہوئے آ پہنچے اب گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی سواری پر ہیں اور ابوبکر آپ کے ہمردیف[1] ہیں اور بنی نجار کی جماعت آپ کے گرد ہے یہانتک کہ آپ نے ابو ایوب کے مکان میں (اپنا اسباب) اتارا اور آپ دوست رکھتے تھے کہ جس جگہ نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز پڑھ لیں اور آپ بکریوں کی رہنے کی جگہ میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے اور آپ نے مسجد کی تعمیر کرنے کا حکم دیا پھر بنی نجار کے لوگوں کو آپ نے بلا بھیجا اور فرمایا کہ اے بنی نجار اپنا یہ باغ تم میرے ہاتھ بیچ ڈالو انہوں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم ہم اس کی قیمت نہ لیں گے مگر اللہ بزرگ و برتر سے انس کہتے ہیں اس (باغ) میں وہ چیزیں تھیں جو میں تم سے کہتا ہوں یعنی مشرکوں کی قبریں اور اس میں ویرانہ تھا اور اس میں چھوہارے کے درخت تھے تو نبی صلی اللہ علیہ نے مشرکوں کی قبروں کو حکم دیا کہ وہ کھود ڈالی گئیں پھر ویرانہ کو حکم دیا گیا وہ برابر کر دیا گیا اور درختوں کو حکم دیا وہ کاٹ ڈالے گئے پھر چھوہارے کے درخت مسجد کی (جانب) قبلہ میں نصب کر دیئے اور ان کی بندش پتھروں سے کی اور صحابہ پتھر لانے لگے اور وہ رجز پڑھتے جاتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ تھے اور آپ فرماتے تھے اللھم[2] لا خیر الا خیر الآخرۃ فاغفر للانصار والمہاجرۃ۔

باب بکریوں کے بندھنے کی جگہ نماز پڑھنا درست ہے

(۴۰۸) انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے بندھنے کی جگہ میں نماز پڑھ لیتے تھے (ابو التیاح جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں) پھر میں نے انہیں (یعنی انس کو) یہ کہتے ہوئے سنا کہ آپ بکریوں کے بندھنے کی جگہ میں مسجد کی تعمیر سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔

[1] جو دو آدمی ایک جانور پر سوار ہوں انمیں سے ہر ایک کو دوسرے کا ردیف کہتے ہیں۔

[2] یہ شعر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند اشعار کا پڑھنا مروی ہے لیکن آپ شعر کو وزن توڑ کر پڑھا کرتے تھے ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اللہ بھلائی تو آخرت ہی کی بھلائی ہے پس تو میرے اصحاب انصار اور مہاجرین کو بخشدے ۱۲

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالة السادسة عشرة

في التوكل ومقاماته

والموافق لكل خير والرزق بيده
تارة يواصلك بطريق الخلق
على وجه المسئلة لهم في
حالة الابتداء والرياضة
او بمن سؤالك له عز وجل
واخرى بطريق الكسب معاوضة
واخرى من فضله مباداة
من غير ان ترى الواسطة و
السبب فرجعت اليه واستطرحت
بين يديه عز وجل رفع
الحجاب بينك وبين فضله
وباداك وغذاك بفضله
عند كل حاجة على قدر
ما يوافق حالك كفعل الطبيب
الشفيق الرفيق الحبيب للمريض
حماية منه عز وجل وتنزيها
لك عن الميل الى من سواه
ويرضيك بفضله فاذا انقطع
عن قلبك كل ارادة وكل
شهوة ولذة ومطلب فلا
يبقى في قلبك سوى ارادته
عز وجل فاذا اراد ان يسوق
اليك قسمك الذي لا بد لك
من تناوله وليس هو رزقا
لاحد من خلقه سواك اوجد
عندك شهوة ذلك القسم
وساقه اليك فيواصلك به
عند الحاجة ثم يوفقك
لشكره ويعرفك انه منه
وهو سائقه اليك ورازقه
لك فتشكره وتعرف وتعلم
فيزيدك خروجا من الخلق

مقالہ سولہواں

(توکل اور اس کے مقامات)

سبب رزق عطا کرنے سے تجھے محجوب رکھے
گا پھر جب تونے اس شرک خفی سے بھی توبہ کر لی
اور اس شرک کو بھی درمیان سے دور کر دیا اور سبب
وحول و قوت سے تیری نگاہ ہٹ جاتی رہی اور تونے
جان لیا کہ وہی اللہ رزق دینے والا اور سبب
والاسباب ہے اور وہی آسانی کرنیوالا ہے اور وہی
کسب پر قوت دینے والا اور ہر کار خیر کی توفیق عطا
فرمانے والا ہے اور رزق اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ
تجھے رزق پہنچاتا ہے اور کبھی تو ابتلاء یا ریاضت کی
حالت میں مخلوق سے تیرے سوال کرنے کے واسطہ سے
اور کبھی اللہ عزوجل ہی سے سوال کرنے کی راہ سے کبھی کسب کے
واسطہ سے بطور معاوضہ (بدلہ ہونے (کسب) کے
اور کبھی بے واسطہ بلا سوال اور بغیر کسب محض اپنے
فضل کی راہ سے پس جب تو اسباب ظاہری سے
الگ ہوکر اللہ کی جانب رجوع کرے اور اپنے آپ کو
اس کے آگے ڈالدے اس وقت اللہ تیرے اور اپنے
فضل کے درمیان سے پردہ اٹھا لیگا اور اپنے فضل
سے تیری ہر حاجت کے وقت تیرے حال کے اندازہ
کے موافق تجھے بے واسطہ اور بے سبب ...
روزی دیگا جیسے کہ ایک طبیب رفیق مہربان ...
کو اس کے حسب حال کھانا اور غذا دیتا ہے اور یہ ایک
حمایت ہوتی ہے تیرے لئے اللہ عزوجل کی طرف سے اور وہ
تجھے اپنے ماسوا کی طرف مائل ہونے سے اس طرح
پاک کرتا ہے اور اپنے فضل سے تجھے راضی کرتا ہے پھر جب
تیرے قلب سے ہر ارادہ اور خواہش اور لذت اور مطلب
اور مقاصد سب چیزیں منقطع ہو جائینگی اور تیرے
قلب میں ارادہ الٰہی کے سوا اور کسی کو بھی گنجائش نہ ہوگی تو
اللہ عزوجل جب چاہیگا تجھے تیرا مقسوم بھیجے گا اور وہ
ضرور تجھے پہنچ کر رہے گا اور نہ تیرے سوا کسی دوسری
مخلوق کا حصہ ہوگا صرف تجھ ہی کو ملیگا اور تجھ
میں اس حصہ کی خواہش پیدا کر دیگا اور پہنچائیگا اسے
تیری طرف جبکہ تیری حاجت کا وقت ہوگا پھر تجھے

وبعدا من الانام وخلو
الباطن مما سواه ثم
اذا قوي علمك ويقينك
وانشرح صدرك وتنور قلبك
وازداد قربك من مولاك
ومكانك لديه وامانتك
عنده واهليتك لحفظ الا
سرار علمت متى ياتيك قسمك
قبل حين اتيانه لك واجلالا
لحرمتك فضلا منه ومنة
وهداية قال الله تعالى
وجعلنا منهم ائمة يهدون
بامرنا لما صبروا وكانوا باياتنا
يوقنون وقال والذين جاهدوا
فينا لنهدينهم سبلنا وقال
الله عز وجل واتقوا الله و
يعلمكم الله ثم يرد عليك
التكوين فتكون بالاذن
الصريح الذي لا غبار عليه
والدلالات اللائحة كالشمس
المنيرة وبكلام لذيذ الذ
من كل لذيذ والهام صدق
من غير تلجلج صاف من هواجس
النفس ووساوس الشيطان
اللعين قال الله تعالى في
بعض كتبه يا ابن آدم
انا الله لا اله الا انا اقول
للشيء كن فيكون واطعني
اجعلك تقول للشيء
كن فيكون وقد فعل
ذلك بكثير من
انبيائه واوليائه
وخواصه
من بني آدم

—(+)—

اس کے ادائے شکر کی توفیق دیگا اور اس کا بھی عرفان
دیگا کہ یہ حصہ (جو تجھے پہنچا) اسی کی طرف سے ہے اور وہ
ہی بھیجنے والا ہے اور وہی دینے والا پھر اس وقت تو
اس کا شکر کریگا اور جان اور پہچان لیگا پھر یہ معاملہ
خلق سے تیرے خروج اور لوگوں سے تیرے ابعاد اور
ماسوا اللہ سے تیرے باطن کے فارغ (خالی ہو جانے) میں
زیادتی کر دیگا پھر جب تیرا یقین اور علم قوی ہو جائے
گا اور تیرا شرح صدر ہو جائیگا اور تیرا قلب نورمند
اور تیرا قرب اپنے مولیٰ سے زیادہ اور تیری قدر اور
تیرا مرتبہ اس کے نزدیک بلند ہو جائیگا اور اسرار
خداوندی کی حفاظت کرنے میں تیری امانت و اہلیت
زیادہ ہو جائے گی تو پھر اس کے فضل و کرم احسان
سے تیرے اجلال اور تیری کرامت کے سبب تجھے
جتا دیا جائیگا کہ وہ تیرا حصہ کب آئیگا اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہم نے بنی اسرائیل میں سے ائمہ بنائے کہ ہمارے
امر کی ہدایت کریں جب ان لوگوں نے صبر کیا اور
ہماری نشانیوں پر یقین کرنے والے ہوئے اور یہ بھی
فرمایا کہ جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں یقیناً
ہم انھیں اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور اللہ عزوجل
نے فرمایا اللہ سے ڈرو وہ تمہیں کچھ دیگا پھر تجھے تکوین
سپرد کی جائے گی پھر تو کائنات میں تصرف کرے گا
اذن ظاہری اجازت کے ساتھ جس میں کسی شبہ کا غبار
نہیں اور دلائل کے ساتھ جو آفتاب کی طرح منور ہیں
اور ایسے کلام کے ساتھ جو ہر لذیذ سے زیادہ لذیذ ہے
اور الہام صادق کے ساتھ جس میں تلبیس نہیں ہے
اور جو نفسانی خطرات اور شیطان لعین کے وسوسے
سے محفوظ اور صاف ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں
میں فرمایا اے فرزند آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا
کوئی الٰہ نہیں ہے میں جس چیز کو کہتا ہوں ہو جا وہ
ہو جاتی ہے میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی ایسا ہی
بنا دوں گا کہ تو جس چیز کو کہیگا ہو جا بس وہ
ہو جائے گی اور بیشک اللہ نے اپنے
کثیر انبیا اور اولیا اور خواص
بنی آدم کو ایسا ہی بنا
دیا ہے

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھی جارہی ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد آبادی)

میاں بیوی کے حقوق

رسول کریمؐ کی بعثت سے پیشتر عورتوں کی حالت پالتو جانور سے بھی بدتر تھی جاتی تھی۔ دانایانِ فرنگ عورت کو ذریت شیطان جانتے اور اسے سانپ اور بچھو سے بھی زیادہ مہلک سمجھتے تھے۔ عیسائی عورت اپنی جائداد کی مالک نہ ہوسکتی تھی نہ کوئی معاہدہ کرسکتی تھی اسے خدا کی قربت سے دور رکھنے والی ہستی خیال کیا جاتا تھا اس لئے عیسائیوں کے دلوں میں کوئی وقعت حاصل نہ تھی روم اور یونان اس دور کی نہایت مہذب اور شائستہ حکومتیں تھیں اور دنیا میں ان کا غلغلہ ہو رہا تھا لیکن حالت یہ تھی کہ ایک رومی خاوند اپنی عورت پر ایک جابر حاکم کی طرح حکومت کرتا اور اسے محض افزائش نسل کا ذریعہ سمجھتا تھا یونانیوں کے نزدیک بھی اس کی کوئی وقعت نہ تھی اور ان کے اس طبقہ کو علم و فضل کے حصول سے محروم رکھا جاتا تھا لوگ انھیں اپنی جائداد منقولہ کیا بلکہ لمسر وقہ خیال کرتے تھے انتہا یہ ہے کہ اپنی عورت کو عاریتاً بھی کسی کو دیدینا خاوند کے اختیار کی بات ہوتی تھی۔

ہندوستان میں بھی عورت کو گیان کے راستہ میں روک سمجھا جاتا اور خاوند کی موت پر عورت کا اس کے ساتھ زندہ جل جانا معیار شرافت سمجھا جاتا تھا یہی ایرانیوں کی بھی رسمیں وہ زندہ درگور ہوتی تھیں عرب کے لوگ بھی صنف نازک کی تحقیر میں کم نہ تھے عورتوں سے علانیہ بدکاری کراتے تھے اور اس کی آمدنی کو اپنا جائز حق تصور کرتے تھے باپ کے مرنے کے بعد بھیڑ بکریوں کے گلوں کی طرح اس کی عورتوں کو بیٹے باہم تقسیم کر لیتے تھے اسلام نے اس کی مستقل حیثیت کو تسلیم کیا اور اسے اس کے واجبی حقوق دلائے آپ فرانس کے مشہور مورخ موسیو لیبان کی شہادت ملاحظہ کریں وہ کہتا ہے کہ:-

"اسلام ہی وہ اولین مذہب ہے جس نے عورت کی حالت کو درست کیا اسلام سے پیشتر دنیا میں عورت کی حالت نہایت بدتر تھی۔ تمدن اسلام میں عورت کو مساوات کا درجہ بخشا گیا چنانچہ ہمیشہ ہی مشرقی عورت مغربی عورت سے تعلیم و تربیت میں فائق رہی ہے"

اسی طرح ڈاکٹر ہیلی اپنی کتاب تاریخ اسپین میں لکھتے ہیں کہ:-

"جبکہ عربوں نے سپاہیانہ اخلاق میں عورت کے احترام کا جز ہمیشہ کے لئے شامل کر دیا یہاں تک کہ میدان کارزار میں ادنیٰ سپاہی بھی معمولی عورت کے ساتھ عزت سے پیش آتا تھا اور مرد اپنی عورت کے ساتھ نہایت ہی اخلاق اور شرافت کا برتاؤ کرتا تھا اور ماں کی تعظیم تو پرستش کی حد تک ہوتی تھی"

سیدی لوئس دیہ پروفیسر اسکاٹ جیسے اعلیٰ پایہ کے مدبران فرنگ نے بھی اسی قسم کی آراء کا اظہار کیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے بارہ میں تین قسم کی اصلاحات نافذ کیں اول معاشری جس میں مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تاکید کی گئی دوم تمدنی جن میں عورتوں کے اخلاق کو وسیع کیا سوم روحانی جن میں عورتوں کو اپنے نفس و قلب کی اصلاح اور قیام و بقائے عزت کے گر سکھائے۔

روحانیت کے متعلق فرمایا کہ اے عورتو! تمہاری روح کا بھی خدائے قدوس کے ساتھ ویسا ہی تعلق ہے جیسا کہ مردوں کی روح کا ہے ایک عورت بھی اعمال صالحہ کی پابندی سے ویسی ہی مقرب بارگاہ بن سکتی ہے جیسا کہ مرد متقی عورت اور مرد کا درجہ یکساں ہے مردوں عورتوں دونوں پر طلب علم فرض ہے مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم اپنے اہل و عیال کے لئے چرواہوں کے مانند ہو اور اس فرض کی ادائیگی کے متعلق تم سے ضرور بازپرس کی جائے گی۔

باپوں کو بیٹیوں کے متعلق فرمایا کہ جس کے دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی تعلیم و تربیت پر اسی طرح خرچ کرے جس طرح بیٹوں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کرتا ہے تو وہ بڑے اجر کا مستحق ہوگا رسول کریم نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہؓ کی تعلیم و تربیت کا خود بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ تمدنی حقوق میں بھی اسلام نے عورتوں کو بہت نوازا۔ سب سے پہلی مرتبہ انھیں وراثت کی حصہ دار قرار دیا اور اور اپنے باپ بیٹے خاوند کے ترکہ کی حقدار بنایا عورت کو اپنے مال کا حقدار قرار دیا اور اجازت دی کہ وہ ہر قسم کا معاہدہ بطور خود کرسکتی ہے بیع و شرا کے بھی وہی اختیارات عطا کئے جو مرد کو حاصل تھے انتہا یہ ہے کہ انھیں اپنے مال کی حفاظت اور بذریعہ تجارت اسے بڑھانے کا اختیار بھی دیدیا۔

معاشری امور میں بھی اس کا درجہ بہت بلند کردیا اور حکم دیا کہ جس طرح تمہارے حقوق تمہاری عورتوں پر ہیں اسی طرح تمہاری عورتوں کے حقوق تم پر ہیں ان کی پوری پوری نگہداشت کرو ان کے مصارف کے کفیل رہو ان کی جائز خواہشات پوری کرتے رہو جب باہر جاؤ تو ان کے لئے تحفہ لاؤ جو خود کھاؤ وہ انھیں کھلاؤ اور جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ تم شرافت و نجابت کی کتنا ہی دعا کرو لیکن حقیقت میں شریف وہی ہے جس کا برتاؤ اپنی بیوی کے ساتھ شریفانہ ہو۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو حکم دیا اس کے لئے خود کو بطور ایک نمونہ بنا کر دوسروں کے سامنے پیش کیا آپ کی یہ حالت تھی کہ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد بھی ان کی سہیلیوں اور عزیزوں کو برابر تحفے تحائف بھیجتے رہے اور ان کے ساتھ احسان کے ساتھ پیش آتے رہے ماؤں کے بارہ میں فرما دیا کہ تمہاری بہشت تمہاری ماں کے ہاتھ میں ہے۔ مردوں کو عورتوں کے ساتھ مختلف صورتوں ... رشتوں میں رہنا اور سلوک ہونا پڑتا ہے عورت

اس کی ماں بھی ہے بہن بھی ہے بیٹی بھی ہے اور غیر بھی سب کے سلوک کے متعلق اسلام میں تفصیلی احکام و اوامر موجود ہیں لیکن سب سے بڑا اور سب سے اہم رشتہ زوجیت کا ہے۔

جس طرح انسان کے اندر کھانے پینے اور پہننے کی خواہشات ودیعت کی گئی ہیں اسی طرح بقائے نسل اور تسکین جذبات کی فطری خواہش بھی اُسے تفویض کی گئی ہے اور جس طرح کھانا اور پہننا فطری خواہشات ہیں اسی طرح ایک عورت کے ساتھ مل کر بھی زندگی بسر کرنا ایک فطری جذبہ ہے اس سے قدرت کے پیش نظر دو مقصد تھے اول تو یہ کہ انسانی نسل کا سلسلہ قائم رہے اور دوسرے دونوں مل کر ایک پر رونق اور پرسرور زندگی بسر کریں قدرت چاہتی تو اس کا کوئی اور انتظام بھی کر سکتی تھی لیکن نہیں اس نے وہی صورت اختیار کی جو بہترین صورت تھی ایک کو مرد بنایا اور دوسرے کو مادہ! دونوں کی تخمہ ایک ہی مادہ سے کی دونوں میں ایک قدرتی کشش اور دونوں کے تعاون میں ایک دوسرے کے لئے ایک جذبہ پیدا کر دیا تاکہ دونوں محبت و اخلاص سے مل کر رہیں کوئی اپنی تنہائی سے نہ گھبرائے اور ایک کی امداد کے لئے دوسرا موجود رہے۔

اگر جنس کا یہ آشیانہ ہوتا تو دنیا ویران نظر آتی اکیلا اور تنہا انسان جہاں چاہتا پڑ رہتا نہ کوئی گھر بناتا نہ یہ آبادیاں اور نہ شہر قائم ہوتے ایک کو دوسرے سے کوئی سروکار نہ ہوتا اور تنہائی میں طبیعت گھبرا جاتی دیکھئے حضرت آدم کو بہشت میں ہر نعمت اور ہر ممکن آسائش میسر تھی لیکن ان کی طبیعت گھبرا اٹھی اور ایک ساتھی اور ایک رفیق عمل کی ضرورت داعی ہوئی جس وقت حضرت بی بی حوا پیدا ہو گئیں اس وقت ان کی طبیعت کو سکون ہوا اور بہشت بہشت معلوم ہوئی انسان کے پاس خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت کتنی ہی دولت ہو اسے کتنی ہی آسائش میسر ہو لیکن اگر وہ تنہا ہے تو اسے کوئی راحت نہیں اور یہ تمام آسائشیں اور راحتیں اس کے لئے بیکار ہیں دنیا میں تو دنیا آباد ہے اس محبت و اتحاد کے دوام و استحکام ہی کے لئے دونوں میں جذبات کی رنگینی اور ان سے استلذاذ کا مادہ بھی پیدا کیا تاکہ ایک طرف تو سلسلہ نسل قائم رہے اور دوسری طرف دونوں حظ و نشاط بھی حاصل کرتے اور ایک دوسرے کی ضرورت بھی محسوس کرتے رہیں۔

دیکھئے قدرت نے اپنے مقاصد کی تکمیل اور بقائے نسل کے لئے کیسے کیسے اہتمام کئے اور کس طرح یہ سعی کی کہ یہ نر و مادہ اور یہ مرد و عورت دونوں محبت و اخلاص کے ساتھ رہیں ان کی مسرت اور اس کی دنیا کی رونق و آبادی ترقی کرے یہی خواہش رہیں اور دنیا بھی معمور رہے جانوروں میں عقل نہیں نہ دماغ کی قوتوں سے محروم ہیں لیکن اس بے عقلی اور بے دماغی پر بھی آپ نے کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ شیر شیرنی پر سانپ سانپنی پر اور بھیڑیا اپنی مادہ پر غرا رہا ہے یا ڈنک مار رہا ہے اگر ایسا کبھی ہو بھی جائے تو چند منٹ نہیں چند سکنڈ کے اندر معاملہ ختم ہو جائے گا اور پھر دونوں میں سے کسی کو یاد بھی نہ ہوگا کہ کس نے کس کے ساتھ کیا زیادتی کی تھی اور دونوں اسی طرح مل جل کر مخلصانہ زندگی بسر کرتے نظر آئیں گے۔ شیر اپنے قریب جنگل میں کسی اور شیر کو نہ رہنے دیگا لیکن شیرنی ہر وقت اس کے ساتھ رہے گی اور دونوں ہر وقت مل کر زندگی بسر کرتے اور جنگل کی ہوا کھاتے نظر آئیں گے شیرنی بچوں کو بیٹھی دودھ پلا رہی ہوگی یا ان کی نگرانی کر رہی ہوگی اور شیر شکار و رزق کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم رہا ہوگا اور جب اُسے کچھ مل جائے گا تو دونوں اسے مل کر کھالیں گے اور آرام سے لیٹ کر سو جائینگے بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو دونوں ساتھ ساتھ ہی شکار کو نکل بیٹھتے ہیں اور ہر حالت میں ایک دوسرے کا ممد و معاون بنا رہتا ہے چونکہ قدرت نے انھیں ان کی ضروریات کے مطابق ناپ تول کر عقل عطا کر دی ہے اس لئے انھیں اپنے فرائض میں کسی کی رہنمائی اور کسی کے سکھانے کی ضرورت داعی نہیں ہوتی لیکن انسان کی حالت ان سے جداگانہ ہے اس میں عقل اور ترقی کا مادہ موجود ہے وہ اچھی تعلیم سے اچھا انسان اور بری تعلیم سے برا انسان بنجاتا ہے اس لئے اس کی رہنمائی کے لئے خالق اکبر نے آئین اور اوامر و مناہی کے دستور مرتب کر کے بھیجے اور اس کے رسولوں اور اس کے مقبول فرزانہ بندوں نے بھی بنی نوع انسان کی بہتری و بہبود کے لئے نصائح سے ہزاروں دفتر سیاہ کر ڈالے۔

لیکن ظاہر ہے کہ خدائی تعلیم ہی انسان کے لئے بہترین تعلیم ہو سکتی ہے اور اس تعلیم کی مکمل صورت اسلام اور تعلیمات اسلام ہیں دیکھنا یہ ہے کہ اسلام نے ان دونوں کی زندگی کی رہنمائی کے لئے کیا تدابیر عمل واضح کیں اور کونسی ہدایات اس نے بندوں کو دیں خدائے برتر و توانا نے عقد نکاح کا مقصد ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں اس لئے کہ تمہیں ان سے پورا سکون اور راحت نصیب ہو ساتھ ہی تم دونوں کے خمیر میں اخلاص اور پیار بھی پیدا کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے من استطاع الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج کے الفاظ میں اس کی تشریح کی یعنی تم میں جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرے اس لئے کہ نکاح سے شرمگاہ کی حفاظت بھی رہتی ہے اور نگاہیں بھی منتشر نہیں ہوتیں بلکہ نیچی رہتی ہیں۔

اس سے چند امور مستنبط ہوتے ہیں کہ مرد و عورت دونوں کا خمیر مایہ ایک ہی ہے اور متاہلانہ زندگی کا مقصد اولین سکون و راحت کی زندگی بسر کرنا ہے اس سے انسان خواہش سے بھی بچا رہتا ہے اور منور جذبات سے اس کی نگاہیں بھی ادھر ادھر نہیں بھٹکتیں بلکہ وہ جھکی ہوئی رہتی ہیں اور فتنے اٹھنے کا امکان معدوم ہو جاتا ہے آگے چل کر یہیں عورت و مرد کا درجہ بھی بتا دیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن عورت و مرد دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کا درجہ رکھتے ہیں مرد عورت کا لباس ہے اور عورت مرد کا یعنی ایک کے لئے دوسرے کی وہی اہمیت ہے جو جسم کے لئے لباس کی ہے لباس کی عدم موجودگی سے یہی نہیں کہ انسان بالکل برہنہ اور وحشی معلوم ہوتا ہے بلکہ اسی سے اس کی زینت و آرائش اور آرام و آسائش بھی عبارت ہے لباس نہ ہو تو انسان سردی اور گرمی دونوں کی تکلیف بھی اٹھائے گا وحشی بھی کہلائے گا اور عیش بھی نہ ہو سکیگا۔

آپ خود سوچئے کہ اس نص قرآنی میں عورت و مرد کی کوئی ذرہ برابر بھی تخصیص نظر آتی ہے نہیں اور ہرگز نہیں دونوں کو ایک دوسرے کے مساوی قرار دیا ہے اور صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ دونوں کی راحت دونوں پر منحصر ہے اور ایک دوسرے کے بغیر کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ انسان کی تحقیر کا باعث اس کی مالی کمزوری اور دوسروں کی دست نگری بھی ہے اس لئے اسلام نے عورت کی اقتصادی پوزیشن کو اس طرح مضبوط کیا کہ ایک طرف تو شادی کے وقت بطور مہر ایک معقول رقم دلوائی اور دوسری طرف ہر مرد رشتہ دار کے ترکہ میں اس کا حصہ مقرر کیا۔ گو

عورتوں کو الرجال قوامون علی النساء (مرد عورتوں کے نگراں اور سردار ہیں) کا حکم سنایا جاتا ہے تو دوسری طرف مردوں کو وعاشروھن بالمعروف اپنی بیبیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو حکم دیا جاتا ہے گویا دونوں پر دونوں کے حقوق قائم کر دیئے اور کسی کو اس شکوہ کا موقعہ نہ دیا اور یوں ہی دبا دیا گیا ہے۔

رومیوں، یونانیوں، ہندیوں اور ایرانیوں میں تو عورت کا کوئی حق ہی نہ تھا نہ مہر نہ ورثہ اور نہ حسن سلوک لیکن یہ اسلام ہی ہے جس نے قدم قدم پر عورت کے حقوق کا بھی خیال کیا اور مردوں کے بھی ظاہر ہے کہ جس کے حقوق ہی نہ ہوں اس کی عزت ہی کیا ہو سکتی ہے جب مرد سمجھے گا کہ عورت کو کمزور ہے لیکن وہ ہندو دستور کے خلاف سخت ظلم کی صورت میں علیحدگی بھی اختیار کر سکتی ہے اور مغربی آئین کے خلاف نہ وراثت میں بھی شریک ہو سکتی اور ایرانی طریق کے خلاف مرد کی ہی حقدار ہے تو یقیناً وہ اس کے جذبات کا احترام کرے گا وہ اسے کنیز نہ سمجھیگا جس کے کوئی حقوق ہی نہ ہوں بلکہ وہ اسے انسانیت کا ایک ایسا عنصر خیال کرے گا جو اسی جیسے حقوق کی سزاوار ہے۔

جہاں عورتوں پر واضح کیا گیا ہے کہ فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ نیک بیویاں مردوں کا کہنا مانتی ہیں اور ان کے پس غیب ان کے مال و اسباب کی حفاظت کرتی ہیں وہاں مردوں کے لئے بھی یہ سخت تاکیدی حکم نازل ہوا کہ واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین تم پر جو عورتیں حرام کر دیگئی ہیں ان کے سوا اور تمام عورتیں تم پر حلال ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ تمہارا مقصد ان سے محض شہوت رانی اور جذبات نفسانی کی غیر ضروری تکمیل نہ ہو بلکہ تم اسلئے انھیں مہر دیکر اپنے عقد میں لاکر جائز طریق پر ان کے ساتھ زندگی بسر کرو لوگوں کا طریقہ عمل تھا کہ محض ہوس رانی کے لئے شادیاں پر شادیاں کرتے چلے جاتے تھے اور جب چاہتے انھیں چھوڑ دیتے تھے اور یہ اُف نہ کر سکتیں تھیں اس سے انھیں شباہ کے ساتھ روک دیا گیا اور کہدیا گیا کہ مہر دو اور نکاح کرو مگر ہوسرانی کیلئے نہیں بلکہ عفت اور ضرورت کے لئے

شرفا عورتوں کے متعلق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا حکم ہے کہ خدا کسی اور کے سجدے کا حکم دیتا تو وہ حکم عورتوں کو ہوتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدے کیا کریں لیکن دوسری طرف مردوں کو بھی یہ کہکر ان کی اہمیت جتادی کہ نماز اور خوشبو کی طرح مجھے عورت بھی محبوب ہے جو چیز کائنات انسانی کی اس سب سے بزرگ ہستی کو محبوب ہو کون مسلمان ہو جو اس سے بیزاری اور اس کی تحقیر کا ارتکاب کر سکے ابھی یہ بات ختم نہیں ہو جاتی ہے بلکہ عیسائیت، ہندویت اور یہودیت کے ادوکاء نہیں جو بہت بڑی حد تک بلند ہوں ایک طرف صنف لطیف کے علاوہ ارتقا کے لئے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماگئے ہیں کہ جس شخص نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بیٹیوں اور دو بہنوں کی پرورش کی اور انھیں پڑھا لکھا کر سلیقہ سکھایا اور ان کے ساتھ سلوک ہی اچھا کرتا رہا اور خود ہی ان کی شادی کر دی تو وہ جنتی ہو گیا دوسری طرف مرد کو عورت کے نزدیک اہم موقع بنانے کے لئے حکم دیا گیا کہ جو عورت اس حالت میں مر گئی کہ اس کا شوہر اس سے ناخوش تھا تو وہ یقیناً دوزخ میں جائے گی اور اگر شوہر کو خوش چھوڑا تو اسے جنت ملنی یقینی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ بیشک تمہارا حق عورتوں پر ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے عورتوں پر تو تمہارا حق یہ ہے کہ وہ ان لوگوں اور عورتوں کو گھروں میں نہ آنے دیں اور نہ فرش پر بیٹھنے دیں جن کی آنا اور عورتوں سے باتیں کرنا تمہیں ناگوار گذرتا ہے اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ انھیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ نسائی کی ایک حدیث ہے کہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای النساء خیر قال التی تسرہ اذا نظر و تطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسھا ولا فی مالھا بما یکرہ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ سب سے اچھی عورت کونسی ہے فرمایا وہ کہ جب مرد اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش اور مسرور کرے اور مرد کوئی حکم دے تو وہ اسے بجا لائے اور اپنی جان اور مال میں کسی ایسی بات کے متعلق اس کی مخالفت نہ کیا کرے جو اسے ناگوار ہو۔

غور کیجئے کہ یہ حدیث اور یہ ارشاد کتنا بلیغ ہے ذرا تصور کی آنکھیں بند کر دو اور سوچو کہ وہ واقعی ایک خوش مزاج خوش خلق اور فرمانبردار عورت سے بہتر بھی کوئی عورت ہو سکتی ہے۔ اگر خوش قسمتی سے ایسی بیوی نصیب ہو جائے جس کی سلیقہ مندی اور بشاش چہرہ دیکھتے ہی تم مسرور ہو جاؤ اور وہ کسی امر میں تمہاری مخالفت بھی نہ کرے اور تمہارا پوری طرح حکم مانے اور جو کہو وہی کرے تو تمہیں کس درجہ خوشی نصیب ہوگی اور تم اسے اپنی سب سے بہتر اور برترین دولت نہ سمجھوگے یہ ایک حقیقت ہے کہ گھر میں سکون اسی حالت میں قائم رہ سکتا ہے جبکہ بیوی خوش مزاج اور فرمانبردار ہو مرد ہزار بدمزاج ہو جب کسی بات میں اسکی مخالفت ہی نہ کیجائیگی اور وہ جو کہے گا وہ کیا جاتا رہے گا تو پھر جنگ و جدال اور لڑائی کی وجہ کیا پیدا ہوگی گھر کے فسادات کی وجہ ہی یہ ہے کہ مرد جو کچھ چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا یا اس کی مخالفت ہوتی ہے یا اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے مرد کی فطرت یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنا حکم چلانا اور منوانا چاہتا ہے نہ صرف عورت سے بلکہ اپنے ماتحت مردوں سے بھی عقلمند عورت اس کی فطرت کے اس مخفی اور پوشیدہ رجحان کو سمجھتی ہے اس لئے وہ اسے خوش بھی رکھتی ہے اور اس کا کہنا بھی مانتی ہے رفتہ رفتہ مرد کے جذبات سکون پذیر ہو جاتے ہیں اور یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اُسے پھر اپنا حکم منوانے میں کوئی لذت باقی نہیں رہتی اس پر اتنا اعتماد ہو جاتا ہے کہ وہ سب کچھ اسی پر چھوڑ دیتا ہے اور ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ مرد خود اس کا حکم ماننے اور اس کے اشاروں پر چلنے لگتا ہے چونکہ اسلام ایک فطری مذہب ہے اس لئے ایسی عقیل اور مرد کی فطرت کے راز کو پہنچ جانے والی عورت کے لئے یہ کہدیا گیا کہ یہ عورت بہترین عورت ہے۔

یہ تو رہی گھر کے سکون کی کیفیت، رہا دنیا کا سکون اس کی بھی یہ حالت رہی ہے کہ عورت ہی کی خاطر قبائل کے قبائل قومیں کی قومیں اور سلطنتیں کی سلطنتیں لڑتی اور آگ اور خون کی کھیل کھیلتی رہتی ہیں اور خاندانوں میں تو جنگ و جدال کا سبب اولین عورت ہی ہوتی ہے۔

زن، زر، زمین باعث افساد عالم مشہور ہیں اس آگ کی پہلی چنگاری ایک گھر اور ایک کمرے ہی میں روشن ہوتی ہے یا عورت مرد کا کہنا نہیں مانتی یا از خود یا مرد کی سختی پر وہ مقابلہ پر آجاتی ہے بیوقوف اور عاقبت نااندیش اعزا و اقارب اس کی حمایت کرنے میں نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ تعلقات ناخوشگوار ہو جاتے ہیں عورت میکے میں آجاتی ہے اور دونوں کے تکرار بڑھتے اور پھیلتے چلے جاتے ہیں کبھی عورت وجہ اختلاف اور نزاع بنتی ہے کبھی عورت پر جبراً قبضہ کی خواہش بھی باعث شر و فساد اور وجہ جنگ و جدل بن جاتی ہے۔

اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ عورت ماہ پیکر اور برق جمال ہو اس پر کسی خاندان والے یا غیر خاندان والے کی نگاہ پڑ گئی اس کے حصول کی ہر جائز و ناجائز سعی شروع ہو گئی اور اس نے خطرناک نہیں بلکہ ہولناک صورت اختیار کر لی اور شعلے بھڑک اٹھے ازمنۂ قدیم میں تو حکومتیں بھی الجھ پڑتی تھیں اور حسن و جمال کی محض شہرت ملک کے خرمن امن و امان کو خاکستر بنا کر رکھ دیتی تھیں وہ سلسلہ تو بڑی حد تک ختم ہو چکا لیکن قبیلوں اور خاندانوں کے جھگڑوں اور تنازعوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے اور ہر ملک میں آئے دن ایسے المناک واقعات برابر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

اسلام اگر اس بنائے فساد کو نہ روکتا اور اس جھگڑے اور فساد کے سرچشمہ پر بند نہ باندھتا تو واقعی تمدنی حیثیت سے ایک بڑی خامی باقی رہ جاتی لیکن اسلام پھر اسلام ہے اس نے انسانی فطرت کے اس رجحان کو پہچان لیا گھر کے اسباب فساد پر تو دونوں کو دونوں کے حقوق کا احساس کرا کر اور دونوں کے جداگانہ حقوق قائم کر کے اس نقص اور اس سبب کا خاتمہ کیا اور باہر کے فسادات کے لئے یہ کیا کہ عورت کو پردہ میں رکھنے اور مردوں کی سوسائٹی سے بالکل علیحدہ رہنے کا حکم دیا اور صاف حکم دیدیا کہ دونوں کا خلا ملا تو ایک طرف ایک کا دوسرے کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ اور معصیت قرار دیا کیونکہ انسان کی نہ نگاہ پڑے گی اور نہ دل میں کوئی تحریک پیدا ہوگی عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ راستے میں ادھر ادھر نگاہیں ڈالتی نہ چلا کریں نہ اپنی زینت کسی کو دکھائیں اور مردوں کو یہ حکم دیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور تنہائی میں کسی عورت کے ساتھ ہرگز بات نہ کرو۔ مرد و عورت ایک دوسرے کی طرف قدرتاً کھنچتے ہیں اور اس لئے کھنچتے ہیں کہ دونوں کا خمیر مایہ ایک ہے اور دونوں ایک ہی جسم کے دو ٹکڑے ہیں ایسی صورت میں دو ہی صورتیں ہیں یا تو عورت باعث جنگ و نزاع بنے گی یا اسکی حیا و عصمت کا چمن نذر خزاں ہو کر رہ جائے گا کہنے کو تو دنیا کہہ دیتی ہے کہ عورت کو پردہ میں رکھنا ظلم ہے لیکن ذرا حقیقت پر نظر ڈالئے اور مرد و عورت کے فرائض پر نظر ڈالئے عورت فطرتاً نازک ہے اور نازک کاموں ہی کے لئے مخلوق کی گئی ہے اس کا ہرگز یہ کام نہیں کہ وہ دفتروں میں نوکری کرتی پھرے اور ہوائی جہازوں میں اڑتی سینماؤں میں تفریح کرتی اور شاہراہوں پر ٹہلتی پھرے اگر وہ ایسا کرے تو حمل کے ایام میں اسکی تکالیف بڑھ جائیں گی بچوں کی نگہداشت نہ کر سکے گی اگر امیر ہے تو گھر کا کاروبار محض نوکروں پر چھوڑنا پڑے گا اور اگر وہ غریب ہے تو گھر کا کام کرنے کے لئے ملازم کہاں سے آئیگا۔

مرد و عورت دونوں لازم و ملزوم چیز ہیں اور ان دونوں ہی سے گھر مراد ہے باہر کے کام مرد کے سپرد ہیں اور گھر کے عورت کے جس طرح مرد دفتر دکان یا کارخانے سے علیحدہ رہکر فائدہ نہیں اٹھا سکتا اسی طرح عورت گھر سے جدا رہکر کوئی نفع خیز کام نہیں کر سکتی مرد باہر رہے اور کما کر لائے عورت گھر میں خرچ کا انتظام کرے گھر کے کام انجام دے اور بچوں کی نگہداشت کرتی رہے اس کے یہ وظائف حیات اور قدرتی مدارج اسے اجازت ہی کب دیتے ہیں کہ وہ باہر نکلے۔ نکلیگی تو اولاد بگڑے گی خانہ داری کے کام میں فرق پڑے گا اور اس کی صحت خراب ہو کر رہ جائیگی یورپ نے پردہ کا مذاق اڑایا اور اسے ٹھکرایا نتیجہ یہ ہے کہ وہ خانگی مسرتوں سے محروم ہو گئی ہوٹلوں کی افسردہ زندگی بسر کرنی شروع کی اور تاہل کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی اس کے علاوہ حیا و عصمت میں بھی کسی نہ کسی طرح سے رخنے پڑ گئے وہ مرد بننے کی سعی میں نسائیت کو بھی کھو بیٹھی ضبط تولید کی مساعی شروع ہوئی مقابلہ کا حوصلہ پیدا ہوا اور بات بات پر طلاق دیجانے لگی اگر وہ فطرت کے راز کو سمجھتا تو اس کی زندگی کہیں زیادہ مسرت بخش اور عیش آلود ہوتی جو شخص دونوں کی فطرت پر غور کرے گا وہ ہرگز عورت کی بے پردگی اور علانیہ باہر گھومنے کو استحسان کی نظر سے نہ دیکھیگا اسلام نے جو پردہ جائز رکھا ہے وہ صرف اتنا ہی ہے کہ مردوں اور عورتوں کی سوسائٹی علیحدہ رہے اور ایک دوسرے کی کشش اور جذب حسن کسی کو متاثر نہ کرنے پائے اور دوسرے عورت سکون کے ساتھ گھر میں بیٹھی انتظام خانہ داری میں مصروف رہے۔

تیرہ صدیوں سے اسلام پر شد و مد کے ساتھ یہ اعتراض کیا جاتا رہا ہے کہ اس نے طلاق و تعدد ازدواج کی اجازت دیکر عورتوں پر ظلم کیا ہے لیکن اب یورپ کے بعد ہندو ریاستیں بھی طلاق کا قانون منظور کرتی جارہی ہیں اور عورتوں کے خلع کے متعلق بھی تحریکات شروع ہو گئی ہیں انسان بہر انسان ہے اگر نباہ کی کوئی صورت ہی باقی نہ رہے یا مرد حد سے زیادہ ظلم پر آمادہ ہو تو دونوں ایک دوسرے سے قطع تعلق کر سکتے ہیں ہندوؤں اور یہودیوں میں مرد عورت پر کتنا ہی ظلم کرے لیکن عورت کے لئے کوئی صورت مفر اور راہ نجات نہیں سوائے اس کے کہ وہ عمر بھر اپنی قسمت کو روتی رہے کثرت کو روکنے کے لئے ان دونوں چیزوں کو عام حالت میں بہت مبغوض بھی قرار دیا ہے لیکن نباہ کی کوئی صورت ہی نہ ہو تو فضول مبتلائے مصائب رہنا کسی طرح درست نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر جنگ و جدال میں مرد کٹ جائیں یا عورت دائم المرض ہو یا فطرت و امارت نے اس کی خواہشات کو بڑھا دیا ہو یا بخصوص عوارض نسوانی کے زمانہ میں صبر غیر ممکن نظر آتا ہو تو ایسی صورت میں بجائے اس کے کہ مرد تسکین جذبات کے ناجائز طریقے اختیار کرے اسے اجازت دیدی گئی ہے کہ وہ چار تک شادیاں کر کے اپنی خواہشات کی تکمیل کا سامان فراہم کر سکتا ہے اگر اسلام ایسی مخصوص صورتوں میں یہ رعایت روا نہ رکھتا تو دنیا میں فواحش کی گرم بازاری ہو جاتی پھر بھی مرد کے ساتھ یہ رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے عورت کے حقوق کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا اور حکم دیدیا گیا کہ اگر بیویوں کے درمیان جملہ امور میں پورا عدل کر سکو تو مزید شادیاں کرو ورنہ ہرگز نہیں بہر حال یہی کیا ہے محض اتنی سی رعایت سے مرد کو ناجائز استفادہ اور صریحاً قانون شکنی کی [illegible]

اس سے واضح ہو گیا کہ اسلام نے زندگی کے اس سب سے بڑے اور اہم رشتے میں انسانی فطرت کو آخری حد تک محفوظ رکھا ہے اور کوئی موقعہ ایسا نہیں دیا کہ انسان معاصی و مناہی یا قانون شکنی پر آمادہ ہو سکے اور معاشری اور تمدنی حد بندیوں سے تجاوز کر سکے یورپ میں مرد و عورت کی جو جنگ وقوع پذیر ہے وہ فطرت کے اصول سے انحراف ہی کا نتیجہ ہے وہاں عورت کے حقوق پر بھی دست درازیاں ہوئیں اور اسے انتہا سے زیادہ آزاد اور بے لگام بھی بنا دیا گیا نتیجہ جو ہونا چاہیئے وہی ہو رہا ہے اور وہاں کی گھریلو زندگی اور خانگی مسرت برباد ہو کر رہ گئی ہے اسلام کا مقصد یہ ہے کہ عورت مرد کو خوش رکھنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے اور مرد عورت کو زیادہ سے زیادہ محبوب رکھے دونوں کے حقوق اور دونوں کے مفاد اور دونوں کی راہیں معین بھی ہیں اور مشترک بھی ان کی رہنمائی کے لئے خدائی قانون موجود ہے جہاں اور جس منزل پر کوئی مانع کار رونما ہو اور کوئی پتھر سامنے آجائے اس کی تدبیر واضح صورت میں مل جائیگی ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آج دنیا اسلام کے قانون کو اپنا دستور العمل بنا لے تو اس کی زندگی کے گلشن میں بہار آجائے اور یورپ کی طرح کسی کو پریشان ہونے اور کسی ایک فریق کو بھی غیر ضروری تکلیف اٹھانے کی ذرہ برابر امکان نہ رہے۔

تاریخ اسلام

(خاص مولوی کے لئے بسلسلہ گذشتہ)

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

قومی ہمدردی

عرب قبائل کی اصلاح و ترقی کا خیال آپکو بچپن ہی سے تھا اور آپ عرب کو اوج کمال پر دیکھنے کے خواہشمند رہتے تھے مگر جب ان کی بری عادتوں اور خصلتوں کو دیکھتے تو آپ کو بہت زیادہ صدمہ ہوتا علاوہ دیگر حرکتوں کے جب وہ حج کے لئے جمع ہوتے تو بالکل ننگے ہو جاتے تھے دیوانوں کی طرح اچکتے سیٹیاں بجاتے بتوں کے سامنے باجہ بجاتے اور عورتیں بتوں کے سامنے ناچتیں آپ یہ اخلاق سوز رسمیں، بیہودہ حرکتیں اور حیوانی افعال دیکھکر اندر ہی اندر کڑھتے اور ان کے افعال شنیعہ سے سخت نفرت پیدا ہوتی ایکبار آپکو اتنا صدمہ پیدا ہوا کہ غلاف کعبہ پکڑ کر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میری قوم کو عقل و سمجھ دے کہ وہ یہ سب بری عادتیں چھوڑ دیں اور مجکو ہمت و توفیق دے کہ میں ان کی اصلاح کر سکوں

بعض اوقات آپ کو ان کی حیوانی حرکتیں دیکھکر اتنا صدمہ ہوتا کہ اپنی بے بسی دیکھکر رونا آجاتا تھا۔ ایکدن آپ بازار سے گھر آئے تو رونے لگے حضرت خدیجہؓ نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ عرب کی افسوسناک حالت دیکھکر مجھے رونا آتا ہے اور اس پر قیصر و کسریٰ کی حرص حکومت ان کو غلام بنانے کی رغبت اور غیروں کی نفرت و ملامت اور بھی میرا دل پاش پاش کئے دیتی ہے

عرب کے سوداگر تجارتی اغراض کے لئے روم و ایران میں جاتے تھے قیصر و کسریٰ کے رعب و داب اور ان کے طرز تمدن کو دیکھ دیکھ کر اثر پذیر ہوتے رہتے تھے وہ جب آپس میں جمع ہوتے تو ان کی ترقی کی داستانوں سے دل بہلاتے اور ان کے حالات مزے لے لیکر دوسروں کو سنایا کرتے تھے جیسا کہ آجکل یورپ کی ترقی یافتہ قوموں کی ترقیات کو دیکھکر مسلمانوں کے منہ میں پانی بھر آتا ہے اور ان کی ترقی کی داستانیں کو سنایا جاتا ہے ایک مرتبہ چند سوداگروں میں اسی قسم کی گفتگو ہو رہی تھی حضور بھی تشریف لے آئے یہ ذلت آمیز اور غلامانہ گفتگو سنکر آپ نے فرمایا "وہ دنیا کی چیز جو ہمارے سامنے نہو ہمیں خوش نہیں کر سکتی تم اپنی قوم کا حال دیکھو"

سبحان اللہ کیسی اعلیٰ تعلیم اور کیسا نادر تخیل ہے ان مختصر جملوں میں حضور نے جہد للحیات اور ترقی و اصلاح کی وہ روح بھر دی ہے جس کو کوئی مقرر لمبی چوڑی تقریروں سے نہیں سمجھا سکتا۔

کاش مسلمان حضور کے ان ارشادات عالیہ سے سبق حاصل کریں دوسروں کی ترقیات سے خوش ہونا یا حسد کرنا چھوڑ دیں بلکہ اپنی قوم کی ترقی و اصلاح کی طرف تمام توجہ مبذول کر دیں۔

اسی طرح ایک روز چند لوگ روم و ایران کے خزانوں اور سونے چاندی و جواہرات کا ذکر کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دوسروں کے روپے کا ذکر فضول ہے تم اپنی قوم کی مفلسی کا حال بیان کرو تاکہ قوم کی مفلسی اور تکلیف دور ہو کیونکہ اپنی اصلاح بڑا خزانہ ہے" حضور کا یہ آخری جملہ اس لائق ہے کہ ہر مسلمان اس کو تعویذ بنا کر گوش ہوش بنالے۔

یا اللہ کیا تیرے پیارے حبیب کی امت جسکو تونے خیر الامم قرار دیا ہے وہ اپنے نبی کی ایسی اعلیٰ تعلیم کی موجودگی میں اور اپنی اصلاح و ترقی کا ایسا عمدہ ذریعہ اور محرک رکھتے ہوئے یونہی ذلیل اور خوار اور غیروں کی ٹھوکروں سے پامال رہیں گے ان کو آنکھ کان دل اور عقل دے کہ وہ تیرے حبیب پاک کی حیات طیبہ کو دیکھیں، سنیں، دل میں جگہ دیں اور عقل و سمجھ سے کام لیکر اس پر عمل پیرا ہوں اور کماحقہ استفادہ حاصل کریں۔

حضورؐ کا رحم و شفقت

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے حکیم بن حزام کہیں سے ایک غلام خرید کر لائے تھے جس کا نام زید بن حارثہ تھا یہ ایک عیسائی خاندان کا لڑکا تھا اس غلام کو انہوں نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی نذر کر دیا تھا اور انھوں نے سردار دو جہان صلعم کو دیدیا اور آپکی خدمت کرنے لگے اور بڑا مرتبہ پایا جب زید کے والد حارث اور چچا کو جب کو معلوم ہوا کہ زید مکہ میں بطور غلام کے زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ دونوں مکہ میں آئے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ زید کو آزاد کر کے ہمارے ساتھ کر دیجئے حضورؐ نے اس درخواست کو منظور فرمالیا اور زید سے کہا کہ تمہارے والد ماجد اور چچا تمہیں لیجانا چاہتے ہیں میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ ان کے ہمراہ چلے جاؤ مگر چونکہ زید آپ کے غلام ہی نہیں بلکہ عاشق بن چکے تھے اور آپکے قدموں سے جدا ہونا نہیں چاہتے تھے اس سے انہوں نے یہ بات منظور نہ کی کہ اپنے والد کے ہمراہ چلے جائیں اور کہا کہ میں آپ کی غلامی کو بادشاہی پر ترجیح دیتا ہوں اور نہیں چاہتا کہ آپ سے جدا ہوں غرض اس طرح اپنے والد اور کنبہ کی مفارقت و جدائی منظور کر لی مگر آپ کی مفارقت گوارا نہ کی۔

آنحضرت صلعم نے جب زیدؓ کا یہ عاشقانہ اور وفادارانہ جواب سنا تو زید کو ہمراہ لیکر خانہ کعبہ میں پہنچے اور باواز بلند فرمایا کہ لوگو گواہ رہو کہ آج سے میں زید کو آزاد کرتا اور اپنا بیٹا بناتا ہوں یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث بنوں گا، خلق و مروت کا یہ سحور کن منظر دیکھکر زید کے والد اور چچا نہایت خوش ہوئے اور بخوشی زید کو آپ کے پاس چھوڑ گئے اسی روز سے بجائے زید بن حارث کے زید بن محمد پکارے جانے لگے مگر قرآن کریم میں جب یہ حکم نازل ہوا کہ منہ بولا بیٹا بنانا جائز نہیں تو پھر زید بن حارث کے نام سے پکارے جانے لگے۔

آپ ایک دفعہ بازار میں سے گذر رہے تھے اتفاقاً ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی اور بازار کے لوگ ہنسنے لگے مگر آپ اس کی یہ قابل رحم حالت دیکھکر دوڑ پڑے اس کو اٹھایا اور ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر تک پہنچا آئے پھر روز اس کو کھانا پہنچایا کرتے تھے ایک روز آپ نے دیکھا کہ ایک مزدور عورت لکڑیاں سر پر رکھے ہوئے بازار میں جارہی ہے اور بازار کے لوگ اسے چھیڑ رہے ہیں آپ نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ بجائے اس کی مدد کرنے کے اسے ستا رہے ہو۔ لونڈی غلاموں سے آپ کو بہت ہمدردی تھی ان کے ساتھ حقیقی اولاد کا سا برتاؤ کرتے اور دوسروں کو بھی یہی نصیحت اور تاکید کرتے تھے اگر کسی لونڈی غلام پر کوئی ظلم ہوتے ہوئے دیکھتے تو اس کے آقا کو نہایت نرمی سے دلنشیں پیرایہ میں روک دیتے

اور حتی الامکان لونڈی غلاموں کی مدد کرتے۔

ایک غلام کو آپ نے دیکھا چکی پیس رہا ہے اور روتا جاتا ہے یہ دیکھکر آپ کا دل بےچین ہو گیا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے مگر ظالم آقا کا حکم اُسے مجبور کر رہا ہے کہ وہ بہرحال اس کے حکم کی تعمیل کرے یہ سنکر اور بھی زیادہ رقت طاری ہو گئی اور آپ اس کو اٹھا کر خود اسکی جگہ چکی پیسنے لگے اور سارا آٹا پیس دیا صرف یہی فوری امداد نہیں کی بلکہ فرمایا کہ جب کبھی ضرورت ہوا کرے مجھے بلا لیا کرو میں آٹا پیس جایا کروں گا۔

ابو سفیان کا غلام بیمار تھا جب آپکو معلوم ہوا کہ اس کا تیماردار اور خبرگیراں کوئی نہیں تو آپ اُس کے پاس پہنچے تمام رات اس کی خدمت کرتے رہے اور فرماتے رہے گھبرا مت محمدؐ تیرے پاس ہے۔

بنی امیہ کا ایک امیر اپنی لونڈی کو مار رہا تھا آپ نے اس امیر کو اس ظلم سے منع کیا تو وہ کہنے لگا کہ آپ کو میری لونڈی کے معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ مظلوموں اور بیکسوں کی دستگیری اور امداد کرے

اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں صرف مذکورہ بالا واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے غرض نبوت ملنے سے پہلے کی زندگی جو اخلاقی عظمت و فضیلت پیش کرتی ہے اور انسانی ہمدردی کے جو اعلےٰ نمونے آپ کی زندگی میں ملتے ہیں ان کی مثال تاریخ عالم میں ڈہونڈنا ایک خیال خام ہے۔ مختصر یہ کہ آپ کسی یتیم بچہ کو دیکھتے تو گود میں اٹھا لیتے اور پیار کرتے کسی مزدور کو سر پر بوجھ اٹھائے ہوئے دیکھتے تو خود اس کا بوجھ منزل مقصود پر پہنچا آتے بیماروں کی عیادت میں رات رات بھر جاگتے اور ہر طرح کی خدمت کرتے کسی عورت۔ بچے۔ لونڈی اور غلام پر کوئی ظلم ہوتے ہوئے دیکھتے تو لوگوں کو حسن سلوک اور رحمدلی کی تعلیم دیتے غرض آپ کی ذات اقدس غریبوں۔ بیکسوں مظلوموں یتیموں اور بیواؤں کے لئے ایک رحمت عام تھی علامہ حالی مرحوم فرماتے ہیں ؎

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا   مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا   وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

یہ تھی فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے کی زندگی جو اتنی پاکیزہ بلند مرتبہ اور عالی منزلت تھی کہ جس پر نہ کبھی کسی قسم کی نکتہ چینی ہوئی اور نہ آئندہ قیامت تک ہو سکتی ہے آپ کی زندگی کا آئینہ اس قدر مجلی اور مصفی ہے کہ مخالف کو تاب نظارہ نہیں ہو سکتی نقش حیرت بنا دیتا ہے یوں اعتراض اور نکتہ چینی کرنے کو تو خدا کی ذات بھی نہیں بچی کفار مکہ جنھوں نے آئندہ چل کر بانئے اسلام کی مخالفت میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا دیا شدید سے شدید نکتہ چینیاں کیں مگر آپ کی نبوت سے پہلے کی زندگی پر کسی قسم کا اعتراض اور نکتہ چینی نہ کر سکے اور پاکیزگی و پارسائی کے آفتاب پر خاک نہ ڈال سکے اگر آپ کی زندگی میں کوئی اخلاقی نقص ہوتا تو مخالفین جو دن رات آپ کی تاک میں رہتے تھے ضرور ظاہر کرتے مگر اسلام کی آیتوں اور غیروں کی لکھی ہوئی تاریخیں دیکھ جاؤ مگر مخالفین کا آپ کی زندگی پر کوئی اخلاقی اعتراض نظر نہیں آتا۔ اب اگر کوئی بصارت و بصیرت سے بےبہرہ انسان آپ کی ذات کو مورد الزام ٹھیرائے تو وہ جھک مارتا ہے اپنے دماغی گند کو باہر پھینکتا ہے حقیقت کا منہ چڑاتا ہے اور اپنے تعصب و عناد کو ظاہر کرتا ہے۔

توجہ الی اللہ اور خلوت گزینی

جس وقت آپ کی عمر مبارک ۳۰ سال کی ہو گئی اور زمانہ نبوت قریب آنے لگا تو عبادت و ریاضت اور خلوت گزینی شروع کر دی مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک غار تھا جس کو حرا کہتے ہیں مہینوں آپ اسی میں قیام فرماتے اور مراقبہ فرماتے کھانے پینے کا سامان ساتھ لیجاتے جب وہ ختم ہو جاتا تو گھر آتے اور لیجاتے۔ تنہائی میں قدرت الٰہیہ پر غور و فکر کیا کرتے تھے ان سوالوں پر غور فرمایا کرتے کہ میں کیا ہوں یہ غیر متناہی عالم کیا ہے اور میں کن کن چیزوں کا اعتقاد کروں اکثر وقت تحمید و تقدیس خداوندی میں بسر کرتے اور اسی دوران میں آپ کو ایک روشنی اور چمک سی نظر آیا کرتی تھی جسکو دیکھکر آپ نہایت مسرور اور خوش ہوتے۔

نبوت کا دیباچہ اور وحی الٰہی کی ابتدا یہ تھی کہ جو آپ جو خواب دیکھتے وہ سچا ثابت ہوتا سچے خواب کثرت سے آپ کو آتے اور طرح طرح کے اسرار منکشف ہوتے۔

آفتاب نبوت کا طلوع

ایک دن آپ غار حرا میں مراقبہ میں مصروف تھے کہ ناگاہ فرشتہ غیب نظر آیا اور آپ سے کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ یعنی پڑھ اس خدا کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا کیا جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھ تیرا خدا کریم ہے وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اُسے معلوم نہ تھیں۔

یہ کہکر فرشتہ تو غائب ہو گیا آپ پر خوف طاری ہو گیا اور آپ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے کہا کہ مجھے کمبل اڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو حضرت خدیجہ یہ خوف و ہراس کی حالت دیکھکر گھبرا گئیں جب آپ کو کچھ سکون ہوا تو حضرت خدیجہ سے غار حرا کی تمام کیفیت بیان کی اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ نہیں نہیں آپ کو خوش ہونا چاہیئے۔ واللہ خدا آپ کو کبھی ضائع اور رسوا نہ کریگا کیونکہ آپ ہمیشہ صلہ رحمی کرتے ہیں ہمیشہ سچ بولتے ہیں اور دوسروں کے اخراجات برداشت کرتے ہیں آپ میں وہ تمام اخلاقی خوبیاں موجود ہیں جو دوسرے لوگوں میں نہیں آپ مہمان نواز ہیں اور حق باتوں و نیک کاموں کے سبب اگر کسی پر کوئی مصیبت آئے تو آپ اس کے مددگار بنجاتے ہیں۔

اس تسلی و تشفی کے بعد حضرت خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئیں جو عبرانی زبان جانتے تھے توراۃ و انجیل کے ماہر تھے اور کتب الہامیہ میں آپ کی پیشینگوئیاں بغور پڑھ چکے تھے ورقہ نے آپ کو دیکھتے ہی نبوت کی تصدیق کی اور واقعہ حرا کی کیفیت سنکر کہا کہ یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اترا تھا۔

آپ کا تردد

واقعہ حرا سے آپ پر جو خوف و ہراس طاری ہوا تھا اور فرمایا تھا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے اس کی وجہ آپ کی فطری کمزوری اور اوہام پرستی نہ تھی بلکہ یہ اس جلال الٰہی اور انوار نبوت کا تاثر تھا جسکو دیکھکر حضرت موسیٰ کلیم اللہ بےہوش ہو گئے تھے اور نبوت کی بارگراں کی عظمت و جبروت کا تخیل تھا۔

شعبان المعظم کی فضیلت

(از حضرت مولانا سید نذیر الحق صاحب لائل پوری)

مسلمانوں کا جماعتی حافظہ

شریعت اسلامیہ کا کون حکم اور کون واقعہ ہے جو ہماری یادداشت سے دور اور ہمارے دل کی عبرت اندوزیوں اور اثر پذیریوں سے مہجور نہیں ہو گیا اور ہمارے قوائے عملیہ بیس اور بیکار ہو کر نہیں رہ گئے حالانکہ کبھی مسلمان سراپا عمل اور مجسمہ ایثار و فداکاری تھے انہوں نے اسلام کی پہلی آواز پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا تھا خدا اور اس کے رسول کے احکام پر ہنس ہنس کر جانیں فدا کرنا ان کا وہ طرۂ امتیاز تھا جس نے انھیں دین و دنیا میں سربلند و سرفراز اور فائز المرام کیا وہ کلی طور پر خدا کے ہو گئے تھے ان کی وجہ کی علمی و عملی طاقتیں صرف خدا کے لئے تھیں اور خدا کے احکام کی تعمیل سے جان چرانے اور حیل و حجت کرنے کو وہ منافی اسلام سمجھتے تھے یہی تو جاں سپارانہ جوش عمل اور جذبہ صداقت تھا جس نے قیصر و کسریٰ کے تختے الٹ دیئے تھے اور وہ ہماری طرح احکام اسلام کی پابندی سے گریز کرتے اور ان کے اعمال و افعال اسوۂ حسنہ کے مطابق نہ ہوتے شاید اسلام عرب سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھتا ایک تو وہ تھے اور ایک ہم ہیں کہ صدائے حق پر جانیں تو کیا خاک فدا کریں گے ارکان خمسہ اسلامی اور دیگر فرائض و واجبات کی بھی پوری طرح پابندی اور تعمیل نہیں کر سکتے جن کی پابندی اور تعمیل سے کوئی بالغ عاقل اور سمجھدار مسلمان کسی حالت میں بھی مستغنی اور معذور نہیں قرار دیا جا سکتا۔

جب ہم نے بڑے بڑے اسلامی احکام کو فراموش کر رکھا ہے اور ان کو پس پشت ڈال رکھا ہے تو ہم شعبان المعظم کے مسنون اعمال و عبادات کو کیسے یاد رکھتے اور کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ احکام الٰہی سے نفور اور شریعت حقہ سے مہجور مسلمان اس ماہ مبارک کی فضیلتوں سے بہرہ ور اور اثر پذیر ہوں گے۔

کتنے مسلمان ہیں جو پنجگانہ نماز با جماعت التزام کے ساتھ ادا کرتے ہیں کتنے مومن ہیں جو پورے ماہ رمضان المبارک کو صائم و ذاکر رہ کر گذارتے ہیں اور کتنے خدا کے بندے ہیں جو اس کے دیئے ہوئے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور حج کے فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں حقیقی ایمان اور سچی عبدیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ عالم اسلام میں ایک بھی بے نمازی مسلمان نہ ہوتا۔ رمضان کے مہینہ میں ایک بے روزہ دار مسلمان نظر نہ آتا اور ایک مالدار مسلمان بھی تارک حج و زکوٰۃ نہ ہوتا ہماری مسجدیں ویران ہیں نمازی نہ رہے۔ ماہ رمضان ہر سال مسلمانوں کی بے عملی بے بصیرتی اور غفلت و تساہل پر ماتم کرتے ہوئے گذر جاتا ہے کہ اس کا ادب و احترام کرنے والے مسلمان دنیا میں تھوڑے رہ گئے باقی سب بیٹ کے کتے اور ایسے نافرمان و ناہنجار مسلمان رہ گئے جو ایک چار کی پیالی پر رمضان المبارک کی حرمت کو قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور جو احکم الحاکمین خدا سے منہ کو ناراض کر کے مغربی آقاؤں کی رضامندی کا پروانہ حاصل کر لیتے ہیں۔

نظم تنظیم و اتحاد کے بجائے تشتت و افتراق نے ہماری اساسی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا اور ہم مالی کمزوری کی وجہ سے دین حقہ کی حفاظت کا بھی کما حقہ حق نہیں ادا کر سکتے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ دینے والے اور حج کرنے والے تھوڑے رہ گئے غرض مسلمانوں کی اکثریت نے احکام اسلامی کو اٹھا کر طاق نسیاں پر دھر دیا ہے صرف لفظ اسلام کی ہمہمی اور رسمی پوجا باقی رہ گئی ہے۔

اگر مسلمان شریعت حقہ اور اسوۂ حسنہ سے روگردانی نہ کرتے اور ہر مسلمان جملہ احکام اسلامی پر عامل ہوتا تو ان کی پستی اور ذلت و خواری کی یہ حالت نہ ہوتی جو اب ہے اگر ہم صحیح معنوں میں خدا کے عبادت گذار اور فرمان بردار بندے ہوتے ہماری گردنوں میں صرف خدا کی غلامی کا طوق "عبودیت" ہوتا تو ہم انگریزوں اور ہندوؤں کے غلام نہ بنتے اور ان کی نظروں میں ذلیل و خوار نہ ہوتے اور اگر ہم عبدیت کے دائرہ سے نہ نکلتے تو کونین کی دولتیں اور سرفرازیاں ہمارے ہی حصہ میں آتیں کیونکہ اللہ پاک نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اپنے پیارے حبیب کی معرفت ہمیں کہدیا تھا کہ ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اس بے عملی اور شریعت اسلامیہ سے دوری کی حالت میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ شعبان المعظم کی خیر و برکت اور سعادت و فضیلت سے بہرہ ور ہوں گے اس مبارک و مسعود موقعہ پر اپنے دامن عمل کو عبادت و استغفار سے بھر لیں گے اور ہلال شعبان سے اکتساب نور کریں گے۔

ماہ شعبان میں علمائے کرام اور ہمدردان ملت بذریعہ تجاویز و تقاریر مسلمانوں کے سامنے اسوۂ حسنہ نبوی رکھتے ہیں اور ان کو ہر طرح اعمال صالحہ کی بجا آوری کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں مگر یہ ایسے نیکیوں پر حریص اور سعادت مند مسلمان کہاں ہیں جو ان کی آوازوں پر کان دھریں نتیجہ وہی "ڈھاک کے تین پات" ہوتا ہے ان کی عملی حالت اور اثر پذیری میں کوئی نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا اگر چہ اثر ہوتا ہے تو یہ کہ ماہ شعبان اسی طرح بدمستیوں اور سیاہ کاریوں میں گذر جاتا ہے اور اس کی پندرہویں رات کو جو ہزار مہینوں کی راتوں بہتر اور افضل ہے ناعاقبت اندیشی لہو و لعب اور گھر پھونک تماشے میں کھو دیتے ہیں۔

اس غفلت اور جمود اور بے اثری کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا حافظہ اور دماغ ہی بگڑ گیا ہے ان کے حافظہ میں کسی کارآمد مفید اور نیک بات یاد رکھنے کی جگہ ہی باقی نہیں رہی اور نہ کسی نیک صلاح اور آواز کو پکڑتا ہی نہیں اور ان کے دماغ میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی کیونکہ ان کے اندر حصول سعادت کا جذبہ اور عمل کی آمادگی ہی سرے سے نہیں جو مؤثرات کی تلاش ہو کسی نیک مشورہ پر دھیان دیں اور کام کی بات پر کان لگائیں یہ قوم کے ادبار و تنزل اور جمود آرائیوں کی سب سے بڑی اور ہلاکت انگیز نشانی ہے۔

جب کسی قوم کے ذلیل ہونے اور مٹنے کا وقت آتا ہے تو یہی خرابی پیدا ہو جاتی ہے اس کا دماغ بیکار ہو جاتا ہے اور حافظہ کا مزاج الٹ جاتا ہے جو باتیں یاد رکھنی چاہئیں وہ بھلا دی جاتی ہیں کہ بار بار یاد دلانے پر یاد نہیں آتیں اور جو باتیں بھلا دینی چاہئیں وہ یاد رکھی جاتی ہیں بلکہ ان کی یادآوریوں کا اہتمام کیا جاتا ہے نیز جو باتیں سمجھ میں آنی چاہئیں وہ دماغ میں نہیں گھستیں مگر ٹیڑھی

اور بیکار باتیں بہت سمجھ میں آجاتی ہیں
کس قدر ... اور سر پھوڑنے کا مقام ہے کہ جو چیزیں قومی زندگی کے لئے اور اصلاح ... کے واسطے عبرت و موعظت کی ہیں وہ وہم و گمان میں بھی کبھی نہیں گذرتیں اور ان ... سراسر غفلت و اعراض ہے اور جو تمسخر آمیز اعمال اور رسا کن بد افعالیاں ہیں اخلاقی ... حیثیت سے سیاہ اسلام سے گراتی ہیں اسلامی شان کو بٹہ لگاتی ہیں اور قوم کو ہلاکت و تباہی کی طرف لیجاتی ہیں ان کے لئے ہر طرح کی آمادگی اور مستعدی ہے اسلامی تہواروں تقریبوں یادگاروں اور اجتماعوں کے محاسن و فضائل اور ... پر مطلق نظر اور عمل نہیں اپنی کج اندیشی اسلامی تعلیم سے دوری اور گمراہی سے ان کے محاسن پر پردہ ڈال کر ادر الٹا ان کو فواحشات و شہوات کا منظر بنا لیا ہے اور اس طرح صدر اول کا دل و دماغ اور روح عمل کھو کر اپنے انسانیت نوا ر پاکیزہ اور فطری مذہب کو مجموعہ خرافات و اوہام بنا لیا۔

اس ... جمود و تعطل کو دیکھتے ہوئے اور ایک حقیقت ثابتہ کی مرثیہ خوانی کے بعد گلے بیٹھے ... اور ... گوش مسلمانوں کے سامنے کوئی علمی اور خیر و برکت کی ... پیش کرنا ... نہیں چاہتا کہ جہاں اور ... کی آوازیں صدا بصحرا ثابت ہوتی ہیں وہاں ... تغافل ہوگی مگر فرض منصبی مجبور ہی کرتا ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو ... اتمام حجت کرہی دے اور بار بار انھیں احکام شرعیہ سے روشناس کراتا رہے۔ وما علینا الا البلاغ

ہلال شعبان کا پیغام

بادۂ غفلت کے متوالو اور روح عمل کھونے ... مسلمانو جانتے بھی ہو یہ کون سا مہینہ ... ہے اس کی ... کو اپنی ... کیا ... تمہیں اس سے کس طرح ... ہے ... کرنا ... کس طرح ادا کرنا ہے ... دیکھو ہلال شعبان تمہارے لئے پیغام مغفرت ... لایا ... اور ... کہہ رہا ہے ... سنو اور ...

گناہگار ... زندگی سے انسان ... ہو جاتا ہے اس کی روح ... ہے اور بدکاری کی خاک دھول سے ... آئینہ قلب مکدر ہو جاتا ہے ... کے جلوے نظر آتے ہیں پس اے معصیت شعار و اور گناہوں میں لتھڑے ہوئے انسانو تیار ہو جاؤ کہ مجھ میں ایک ایسی انوار و تجلیات اور خیر و برکت سے بھری ہوئی رات ہے جس میں حسن کائنات بے نقاب ہوگا ... تمام مخلوقات پر نورانی بارش کرے گا اور خدائے رحمان و رحیم کی رحمت ستار العیوب غفار الذنوب اور شفقت و مہربانی گناہگار بندوں کو اپنی ردائے مغفرت میں ڈھانپ لیگی لہذا نیکی اور سعادت کی طرف ... پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی ... معصیت میں غرق گناہوں کی تاریکیوں میں بھٹکنے والو اور اپنی عمر عزیز کو پست ہمتیوں و سیاہ کاریوں میں کھو دینے والو اگر تمہارے سینہ میں دل اور دل میں نور ایمان ہے تو اٹھو اور اس ماہ مبارک کا ... ادب و احترام بجا لاؤ اگر تم نے اس مہینے ... کو بھی ناعاقبت اندیشیوں اور بد اعمالیوں میں کھو دیا اس کی ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر و افضل پندرہویں رات کو بھی جنون انگیز ... اور ... انگڑائیوں میں ضائع کر دیا اور اس ماہ میں ... کرانی ... اپنی سیاہ مستیوں سے ... کرگے اور راتوں کی ... آتش ... شیطان تمہاری ...

تمہاری دل کی بصیرت چھین لیگا تمہارے قوائے عملیہ پر بدی کا شیطان قبضہ کرلیگا اور پھر تم اس طرح قیامت کی نیند سوتے رہو گے کہ صور اسرافیل کی جگر شگاف اور ہولناک آواز ہی تمہیں بیدار کرے گی۔

فضائل شعبان

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شعبان شہری و رمضان شہر اللہ یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا جس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ رمضان کے بعد سب سے زیادہ بابرکت اور فضیلت والا مہینہ شعبان المعظم ہے مومنین قانتین کے لئے تو بس یہ فضیلت بہت بڑی اور جذبات عملیہ برانگیختہ کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے کیونکہ جب حضور نے اس مہینہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے تو اب جس مسلمان کے دل میں محبت رسول کا ادنیٰ سا بھی جذبہ ہوگا وہ اسکی عزت و تکریم اور اسوۂ نبوی کی تعمیل کو اپنا دین و ایمان سمجھے گا۔ محبوب کا تو کتا بھی پیارا ہوتا ہے پھر محبان رسول کو یہ مہینہ کیوں نہ پیارا ہو۔

رسول خدا صلعم کا ارشاد ہے کہ شعبان رجب اور رمضان کے مابین ایک مبارک مہینہ ہے جس کی فضیلت اور عظمت سے لوگ غافل اور بےخبر ہیں اور ... بزرگی و عظمت اس مہینہ کو یہ ہے کہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال حضرت حق جل علی شانہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں سو میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ میرے اعمال بارگاہ رب العزت میں ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں۔

شعبان المعظم اور حضور کا اسوۂ حسنہ

اس مہینہ کی فضیلت و بزرگی مذکورہ بالا دو حدیثوں سے بخوبی ثابت ہوگئی اب یہ امر باقی رہا کہ ہمیں اس مہینہ کے متعلق کیا روش اختیار کرنی چاہئے اور حضور کا اسوۂ حسنہ کیا تھا سو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کو روزوں کے لئے مخصوص فرمایا تھا اور اس لئے کہ اس میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں آپ قریب قریب تمام شعبان روزوں میں گذارتے تھے اور لوگوں سے ارشاد فرمایا کرتے تھے خذوا من العمل ما یطیقون فان اللہ لا ... حتی ... یعنی اس مہینہ میں حسب استطاعت عمل کرو اپنی طاقت سے زیادہ عمل نہ کرو کہ پھر ادا نہ سکو اور تھک جاؤ کیونکہ اللہ پاک تو ثواب دینے سے نہیں تھکتا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور کی عادت یہ تھی کہ آپ بکثرت نفلی روزے رکھا کرتے تھے جب آپ روزے رکھنے شروع کر دیتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ اب آپ زندگی بھر روزے رکھیں گے اور جب آپ چھوڑ دیتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ اب شاید بالکل ہی ترک کر دیئے گئے غرض رمضان میں پورے مہینہ کے روزے اور شعبان میں بکثرت رکھا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے ابی داؤد قالت کان احب الشہور الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصومہ شعبان ثم یصلہ برمضان سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک روزے رکھنے کے لئے محبوب تر مہینہ شعبان کا تھا یہاں تک کہ آپ شعبان کے روزوں کو رمضان سے ملا دیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب رجب کا مہینہ آتا تو سرکار فرماتے اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان ... رجب اور شعبان ...

عطا فرما اور ہم کو عافیت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے نیز حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضور کو سوائے شعبان اور رمضان کے کسی اور مہینے میں متواتر اور پے در پے روزے رکھتے نہیں دیکھا ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ تمام سال کے صرف دو مہینہ شعبان اور رمضان ایسے تھے جن میں حضور پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے۔

شعبان میں روزے رکھنے کی وجہ

حضرت اسامہ نے حضور سے شعبان میں بکثرت روزے رکھنے کی وجہ دریافت فرمائی تو حضور نے ارشاد فرمایا ذالک شھر یغفل الناس عنہ بین رجب و رمضان وھو شھر یرفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم۔ اے اسامہ یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے لوگ اس سے غافل ہیں حالانکہ اس مہینہ میں بندوں کے اعمال درگاہ خداوندی میں پیش کئے جاتے ہیں سو میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں بکثرت اس وجہ سے روزے رکھا کرتے تھے کہ اس میں سال بھر میں مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں سو حضور اس امر کو پسند فرماتے تھے کہ آپ کی موت روزہ داروں میں شمار ہو اب ہم مسلمانوں کا بھی یہی فرض ہونا چاہیئے کہ جو بات حضور پسند فرماتے تھے وہی ہم بھی پسند کریں جب حضور باوجود باعث ایجاد عالم محبوب رب العالمین گناہوں سے معصوم ہونے کے اعمال پر اس درجہ حریص تھے تو کیا ہم گنہگار روسیاہوں کا فرض نہیں کہ اس مہینہ میں نیک اعمال بجا لائیں۔

شعبان کی پندرھویں شب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ینزل اللہ تعالیٰ الی سماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل شیٔ الا رجل مشرک او فی قلبہ شحناء یعنی شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اپنی توجہ خاص مبذول فرماتے ہیں اور مشرک و کینہ ور کے علاوہ سب گنہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے بعد اس رات کا مرتبہ تمام راتوں سے افضل ہے۔

اس رات میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر توجہ خاص مبذول فرماتے ہیں اور تمام گنہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں سوائے مشرک کینہ ور کے اور قاطع رحم کے حضرت علی کی مرفوع روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان کی پندرھویں شب میں عبادت کرو اور صبح کو روزہ رکھو اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے اور اپنے بندوں کو اس طرح خطاب کرتا ہے الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر ہے کوئی استغفار مانگنے والا بندہ کہ میں اس کے گناہ بخش دوں ہے کوئی رزق طلب کرنے والا بندہ کہ میں اس کو رزق عطا کروں اور ہے کوئی مصیبت زدہ بندہ کہ میں اسکو صحت و عافیت مرحمت کروں اللہ پاک صبح صادق تک اپنے بندوں کو یونہی خطاب فرماتے رہتے ہیں۔

اس رات کے متعلق حضور کا اسوہ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ شعبان کی پندرھویں شب کو رسول اللہ صلعم میرے پاس تھے قریبا نصف شب کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ آپ کہیں تشریف لے گئے آپ کو حجرہ میں موجود نہ پاکر میرا خیال ہوا کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں سو میں تمام بیویوں کے حجروں میں آپ کو تلاش کرتی رہی مگر کہیں نہ پایا جب سب جگہ سے پھر پھرا کر واپس آئی تو حضور کو سجدہ کی حالت میں موجود پایا اور آپ یہ کلمات عرض کر رہے تھے سَجَدَ لَكَ خَيَالِي وَسَوَادِي وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِي هٰذِهٖ يَدِي وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِي يَا عَظِيْمُ يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ یہ فرمانے کے بعد آپ نے سر مبارک اٹھایا اور دوسرے سجدے میں حسب ذیل کلمات پڑھے اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ وَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِي دَاؤُدُ اُعَفِّرُ وَجْهِيْ فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِيْ وَحَقَّ لَهٗ اَنْ تَسْجُدَ پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھا کر یہ دعا مانگی اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ قَلْبًا تَقِيًّا مِنَ الشِّرْكِ نَقِيًّا لَا فَاجِرًا وَّلَا شَقِيًّا ان دعاؤں سے فارغ ہو کر حضور میرے پاس تشریف لائے تو دیکھا میرا سانس پھولا ہوا تھا آپ آہستہ آہستہ میرے گھٹنے دبانے لگے اور فرمایا اے عائشہ یہ کیا حال ہے میں نے تمام واقعہ سنایا اور کہا حضور آپ خدا کے کام میں مشغول تھے اور میں اپنے نفس کے قصہ میں مبتلا تھی آپ نے فرمایا ہائے یہ دونوں گھٹنے کس کام میں تھک گئے اے عائشہ یہ رات شعبان کی پندرھویں شب ہے اس رات اللہ پاک آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور تمام گنہگاروں کو سوائے مشرک اور کینہ ور کے بخش دیتا ہے۔

اس رات کے محرومین مغفرت

محرومین مغفرت کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن صحیح تعداد ۱۴ ہے جو اس رات میں خدا کی رحمت و مغفرت سے محروم رہتے ہیں :-

(۱) مشرک (۲) کینہ ور جس نے بغض و عناد کی وجہ سے کسی مسلمان سے ملاقات اور سلام علیک بند کر دی ہو (۳) جادوگر (۴) منجم (۵) بخیل (۶) ماں باپ کو تکلیف دینے والا (۷) شرابی (۸) قاطع رحم متعلقین اور قریبی رشتہ داروں کے حقوق نہ ادا کرنے والا (۹) فاعل و مفعول فعل لوطی کرنے والا (۱۰) عشار یعنی محصول کرنے میں سختی کرنے والا (۱۱) جلاد (۱۲) بادشاہوں کا نقیب یعنی چپراسی جو لوگوں پر ظلم کرتا ہو اور ان سے رشوتیں لیتا ہو (۱۳) شطرنج اور تاش وغیرہ کھیل کھیلنے والے (۱۴) ڈھولک اور طبلہ بجانے والے۔

ہمیں ان محرومین مغفرت کے افعال شنیعہ پر غور کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے ... ... کہ کہیں ہمارے اندر تو وہ خرابی پیدا نہیں ہوگئی جو ہمیں خدا کی رحمت و مغفرت سے محروم رکھے اگر خدا نخواستہ اپنے اندر ان خرابیوں اور گناہوں میں سے کوئی گناہ پائیں تو فوراً تائب ہو جائیں اور اس مبارک رات میں استغفار کریں۔

ماہِ مبارک میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے

مذکورہ بالا تمام احادیث کا مطلب اور مفاد یہ ہوا کہ ہمیں اس مہینہ میں حسب ذیل پروگرام پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

(۱) جہاں تک ہو سکے روزے رکھنے چاہئیں کم از کم پندرھویں تاریخ کو تو ضرور ہی

روزہ رکھنا چاہیئے۔ (۳) اپنی اپنی زندگیوں کا احتساب کرنا چاہیئے اور حتی الامکان عبادات وطاعات میں مشغول رہنا چاہیئے (۴) اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرنا چاہیئے (۵) پندرھویں شب کو عبادت میں گذاریں اور خدا سے دعا اور مغفرت مانگیں اور دن کو روزہ رکھیں۔ بس یہی باتیں مسنون اور مشروع ہیں ان کے علاوہ جو امور کئے جاتے ہیں وہ سب بے اصل اور شیطانی افعال ہیں کتنے مسلمان ہیں جو اس ماہ مبارک میں اس پروگرام پر عمل کرتے ہیں۔

شعبان میں ہم کیا کرتے ہیں

مسلمانوں کی خدا اور اس کے رسول کے ساتھ غداری، ضد، ہٹ دہرمی اور شوخ چشمی ملاحظہ ہو کہ ماہ شعبان میں جو باتیں کرنیکی ہیں ان کا وہم وگمان تک نہیں اور جو باتیں جہنم میں لیجانیوالی اور ان کو رسوا کرنے والی ہیں ان میں ہمہ تن منہمک ہے اگر مسلمان باعتبار حقیقت کے سچے امتی ہوتے اور ان کے دل میں محبت واطاعت رسول کا ایک ذرہ بھی ہوتا تو وہ وہی کرتے جو اس مہینہ کے متعلق حضور کا طرز عمل تھا مگر یہ کیا غضب اور شریعت اسلامیہ کے ساتھ تمسخر ہے کہ اسی مہینہ کو خواب غفلت اور بدعت وخرافات میں کھو دیتے ہیں اور اس کی مسعود ومبارک رات کو لہو ولعب اور حلوا خوری میں گذار دیتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آتشبازی اور حلوا خوری کو شب برات سے کیا تعلق ہے اور کس بدنام کنندۂ اسلام نے ان فضولیات ولغویات کو مسلمانوں میں رائج کر کے شب برات کے حسنات کو سیئات میں تبدیل کر دیا اور اتنا نہ سمجھا کہ کسی مہینہ کا ادب واحترام عبادت وذکر الٰہی اور عبرت وموعظت سے ہوتا ہے نہ کہ فواحشات ومنہیات کی ترویج سے مسلمانوں کا دین کے پردہ میں لہو ولعب اس قدر ترقی کر گیا ہے اور وہ بدعت نوازی اور خرافات پسندی سے اس درجہ مدہوش وغافل ہو گئے ہیں کہ ان سے قبولیت حق اور اثر پذیری کا مادہ ہی جاتا رہا ان کو اگر کسی بات سے روکا جائے اور احکام شریعت پر پابند رہنے کی تاکید کی جائے تو جھٹ اس کو لامذہب اور خدا جانے کیا کیا کہہ ڈالتے ہیں مسلمانوں کو صرف خدا کی مرضی کا تابع اور مطیع ہونا چاہیئے اور اسے خدا کے حکم کے سامنے اپنی مرضی اور خواہش کو بھاڑ میں جھونک دینا چاہیئے مگر یہ چودھویں صدی کے مسلمان ہیں کہ اپنے نفس کے بندے بن گئے جو جی میں آیا بید ھڑک کر ڈالا اور جس اسلامی حکم کی چاہی بید ھڑک گمراہ کن تاویل کر ڈالی اگر مقدس مذہب ان پر شاق گذرتی ہے اگر وہ عبدیت الٰہی کے دائرے میں نہیں رہ سکتے اور اگر وہ صحیح معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور تابعدار نہیں بن سکتے تو کیا ضرور ہے کہ وہ خواہ مخواہ رسمی مسلمان بنے رہیں اور ایک پاکیزہ فطری مذہب کی رسوائی کا باعث بنے رہیں وہ شوق سے آریہ یا عیسائی ہو جائیں خدا کو اس کی مطلق پرواہ نہیں ان یشاء یذھبکم ویأت بخلق جدید اگر وہ چاہے تم کو فنا کر کے دوسری مخلوق لے آئے جو اس کے احکام کی تعمیل بسر وچشم کرے۔

شب برات کا جہنمی فعل آتشبازی

سوچنے کی بات ہے کہ آتشبازی کے طفلانہ اور ہلاکت آفریں فعل میں کونسا دینی یا دنیوی فائدہ ہے اگر مسلمان بلا سوچے سمجھے ہر سال اپنی دولت کو آگ لگا کر گھر پھونک تماشہ دیکھتے ہیں تو ان کو اپنی عقل ودانش پر ماتم کرنا چاہیئے کیونکہ اگر انسان سے افعال فہم ودانش کے ماتحت سرزد نہ ہوں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ بے عقل انسان انسانیت کے درجے سے گر کر حیوانیت میں آگیا ہے۔ کیا مسلمانوں میں اتنی بھی سمجھ نہیں رہی کہ وہ تھوڑی دیر کے خطرناک آتشی کھیل کے لئے اپنی دولت برباد کریں مسلمان ہو کر آگ سے دل بہلانا اور انار پٹاخوں کی شکل میں آپا ہاکر نار دوزخ کے انگاروں اور سانپوں سے کھیلنا ہے شعبان کے مہینہ میں آگ اچھال کر آتش پرستوں کو گمراہ بتاتے ہوئے تمہیں شرم محسوس نہیں ہوتی کیا تم خود آتش پرست نہیں جبھی تو خدا اور اس کے رسول کے احکامات کو پس پشت ڈال کر اسلام دشمنی کا ہر سال مظاہرہ کرتے ہو۔

تمہیں آتشبازی پر اصرار کیوں ہے اگر تمہارے پاس اس کے جواز کی کوئی عقلی یا شرعی دلیل ہے تو پیش کرو ورنہ اپنے اس جہنمی فعل سے باز آجاؤ خدارا ہوش کرو تم میں اتنی سکت ہی کہاں ہے کہ ہر سال ہزاروں لاکھوں روپے انار پٹاخوں کی نذر کر دو تم سود در سود کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہو سودی قرض نے تمہارا کچومر نکال دیا ہے اور تمہیں ہندو ساہوکاروں کے رحم پر چھوڑ دیا ہے یہ پیسہ جو تم آتشبازی میں خرچ کرتے ہو اگر یہ کسی قومی کام میں صرف ہو تو کتنا فائدہ ہو مگر تم تو عقل کے ایسے دشمن ہو کہ اپنا فائدہ اور نقصان سوچتے ہی نہیں۔ اگر تبلیغ اسلام قومی مدارس اور انجمنوں کے لئے تم سے چندہ مانگا جاتا ہے تو جھٹ ناداری اور مفلسی کا عذر کر دیتے ہو مگر دوزخ میں گھر بنانے اور دولت پھونکنے کے لئے روپیہ کہاں سے نکل آتا ہے یاد رکھو آتشبازی فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کی ممانعت اس طرح کی گئی ہے ولا تبذر تبذیرا فضول خرچی نہ کرو اس لئے کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں پس شب برات میں آتشبازی کا کھیل کھیل کر شیطان کے بھائی بنو گے یا عبادت اور ذکر الٰہی کر کے رحمان کے بندے۔

شب برات کی بدعت کا باعث پیشہ ور جاہل واعظ اور ملا ہیں۔

آج مسلمانوں میں جسقدر بھی بدعات ورسومات ہیں اور جاہل مسلمانوں نے ان کو مذہب کا جزو سمجھ رکھا ہے وہ سب پیشہ ور جاہل واعظوں اور مسجدوں کے کٹھ ملاؤں کا ڈھکوسلا ہے کیونکہ بدعات ورسومات سے ان کے پیٹ کا دھندا چلتا ہے اگر مسلمان سراپا تقویٰ پر آجائیں تو بس ان کی دکانیں بند اگر وہ جہلا کی ہمت افزائی اور تبلیغ اسلام میں سکوت اختیار نہ کریں تو آج مسلمانوں کی اصلاح ہو سکتی ہے ضرورت ہے کہ پہلے ملاؤں اور ان واعظوں کی اصلاح کی جائے اور ان کو کسی کیلی یا امانی پنجرے میں بند کیا جائے اگر ان کی اصلاح ہو گئی تو بس مسلمانوں کی اصلاح ہو گئی ورنہ جب تک یہ آزاد اور ادھر ادھر بے مہار ہیں گے احکام شرع میں یونہی گمراہ کن تاویلات وتحریفات کرتے رہیں گے تو مسلمان قیامت تک بھی نہیں سدھر سکتے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اس طرح بیباک جری کر دیا ہے کہ علمائے راسخین کی آوازوں سے تو کیا خدائی آواز سے بھی مرعوب نہیں ہوتے

علمائے راسخین کا فرض

اگر علمائے کرام کا مقدس گروہ دین حقہ کے سرچشمہ کو بدعات ورسومات کے خس وخاشاک سے پاک کرنیکا تہیہ کر لے اور ان کو مٹانے کے درپے ہو جائے تو خدا کے فضل وکرم سے بہت جلد ماہ شعبان کو اسلامی دنیا اپنے اصلی رنگ میں دیکھ لے اور عوام الناس کا پیشہ ور جاہل ناعاقبت اندیش واعظوں سے پیچھا چھوٹ جائے۔ اگر حضرات علمائے کرام نے اپنے فرض منصبی کو سمجھا ہوتا اور اس کی بجاآوری کی کما حقہ تعمیل کرتے تو آج مسلمانوں کی گمراہی وجہالت کا یہ عالم ہرگز نہ ہوتا اور نہ کم پرست علماء وریاکار مشائخ ان پر بری طرح مسلط ہو کر ان کی اصلاح وترقی میں روڑے نہ بنتے خدائے قدوس وکارساز علمائے کرام کو ہمت وتوفیق عطا فرمائے کہ وہ دین حقہ کی حمایت وحفاظت میں کمربستہ ہو جائیں تاکہ شریعت اسلامیہ سے دور ومہجور مسلمانوں کے سامنے حقیقت اسلام آجائے اور وہ صحیح معنوں میں مسلمان بنجائیں۔ آمین ثم آمین

شہر رمضان الذی اُنزل فیہ القرآن

(از حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قبلہ ناظم جمعیۃ علمائے دہلی و صدر جمعیت [illegible] مولف کتاب الاسلام)

مہ نو ماہ مبارک عنقریب آنے کو ہے　　درد عصیاں کیلئے اپنے طبیب آنے کو ہے
اے گنہگاران امت شکر حق لاؤ بجا　　اب تمہاری تربیت کو اک ادیب آنے کو ہے

[illegible] دکھانے رحمت پروردگار آئی　　مسلمانوں کے گھر چل کر خدا کا لطف عام آیا
[illegible] بچانا با فطرت آدم کو سونے سے　　حیات جاوداں کا ابن آدم کو پیام آیا
مبارک ہیں وہ انساں جنکی خاطر اس مہینہ میں　　کلام اللہ لیکر دولت صلح و سلام آیا
مسلمانو یہ مہمان رسول رحمن کے لانے کو
عرب کا اور عجم کا نسخہ عالی مقام آیا

الحمد للہ رب العالمین احمدہ و استعینہ و نسئالہ الکرامۃ فیما بعد الموت فانہ قد دنا اجلی و اجلکم و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالحق بشیرا و نذیرا قال اللہ تبارک و تعالی یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۝ ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے جا چکے ہیں تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ اور وہ بھی صرف چند روز یعنی سال میں ایک مہینہ پھر اس میں بھی یہ رعایت ہے کہ جو کوئی تم میں سے مریض یا مسافر ہو تو روزے معاف بعد میں جب چاہے رکھ لے اور جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ فدیہ دیدے اگر روزہ رکھ لے تو اچھا ہے اگر تم جانتے ہو۔

برادران اسلام! ان آیات بینات میں اللہ پاک نے روزے کی فرضیت کا بیان فرمایا ہے کہ اے ایمان والو تم پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض لکھے گئے تھے یہ اسلئے فرمایا کہ چونکہ روزے رکھنا بظاہر ایک سخت عبادت ہے جو نفس پرست پر بہت شاق گذرتی ہے کیونکہ اس کو خواہشات سے رکنا پڑتا ہے اس لئے عابدوں کی تسلی نفس کے لئے فرمایا کہ یہ محنت شاقہ صرف تم ہی پر نہیں ڈالی گئی بلکہ کوئی امت بھی اس عبادت سے آزاد نہیں تو یہ [illegible] ہے کہ اور امتیں [illegible] تو اس نعمت عظمی اور روحانی تربیت سے بہرہ ور ہوں اور تم خیر الامم ہو کر بھی اس سے محروم رہو یعنی جبکہ آدم علیہ السلام سے لیکر نبی آخر الزمان تک کوئی امت [illegible] گذری جو اس عبادت سے مستثنی رکھی گئی ہو [illegible] پر تو خیر الامم ہونے کے لحاظ سے رمضان کے روزے بدرجہ اولی فرض ہونے چاہئیں جبکہ اس حکم کی تعمیل کا خاص اہتمام کرنا چاہئے اور اس فرض کو ذوق و شوق سے بجا لانا چاہئے اور غفلت و [illegible] سے ہرگز [illegible] کام نہیں لینا چاہئے

[illegible]

بلا جبر اور زبردستی نہیں دیا ہے اور نہ ہی اس سے ہمارا کوئی ذاتی نفع ہے بلکہ اس کی اصلی اور حقیقی وجہ یہ ہے کہ تم متقی بنجاؤ یہ صرف تمہارے متقی بنانے اور جنت میں داخل کرنے کی ایک تجویز ہے پس اس سے گریز کرنا ایسا ہے جیسے متقی بننے اور جنت میں داخل ہونے سے انکار کرنا کیا تم مومن ہوکر یہ گوارا کرو گے ہرگز نہیں بلکہ تمہیں تو چاہیئے کہ جنت کے حصول کی بیش از بیش جد و جہد اور کوشش کرو۔

نیز فرمایا روزوں کی عبادت سے جہاں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے وہاں تمہاری استعداد و استطاعت کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے تمہاری طاقت سے زیادہ نہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے کہ تم نباہ نہ سکو یہ تو گنتی کے چند ایام ہیں یعنی [illegible] گیارہ مہینہ تک تمہاری دی ہوئی نعمتیں کھاتے رہنا اور صرف ایک مہینہ نفس کو روک کر اور اس کے مشتہیات [illegible] اس کو ترک کرنا کچھ بھی بڑی بات نہیں اور پھر یہ بھی تو دیکھو کہ تمہاری مجبوری و معذوری کا کتنا لحاظ رکھا ہے کہ مریض اور مسافر کو رخصت دیدی کہ وہ روزہ نہ رکھے بلکہ عذر اور مجبوری زائل ہونے کے بعد پھر رکھ لے کیا باوجود اتنی سہولتوں اور آسانیوں کے اب بھی روزے رکھنے سے جی چراؤ گے اور خدا کے نافرمان بنو گے اگر تم علم و عقل رکھتے ہو شکم پرست اور حیوان نہیں ہو تو ہرگز ایسا نہ کرو گے۔

ان آیات میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں جو ذرا تفصیل طلب ہیں اول یہ کہ رمضان کے روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے دوسرے یہ کہ روزوں کا مقصد تمہیں متقی بنانا ہے ان دونوں امور کو میں ذرا تصریح سے بیان کرتا ہوں۔

روزوں کی ابتدا

حضرت آدمؑ سے لیکر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی امت روزوں کی فرضیت سے مستثنی نہیں رہی چنانچہ حضرت آدم ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے یہودیوں کے لئے یوم عاشورا [illegible] کا دن اور بعض دوسرے ایام مخصوص تھے اور نصاری یعنی عیسائیوں پر ہماری ہی طرح رمضان کے روزے فرض تھے لیکن نصاری کے علماء نے جہاں دین الہی کے احکام میں حسب منشا تغیر و تبدل کیا وہاں روزوں کو بھی چھوڑا۔ قال جماعۃ من اہل العلم ان صیام رمضان کان واجبا علی النصاری کما فرض علینا فربما کان یقع فی الحر الشدید او البرد الشدید فیشق علیہم لاجل المعاش او فی البرد الشدید فیشق علیہم الصوم فاجتمع علماؤھم فجعلوہ فی الربیع و زادوا فیہ عشرۃ ایام کفارۃ لما صنعوا فصار اربعین ثم اشتکی ملکھم فجعل اللہ علیہ ان برئ من مرضہ ان یزید فی صومھم اسبوعا فبرا فزاد فیہ اسبوعا الخ (تفسیر مظہری)

یعنی نصاری پر اسی طرح رمضان کے روزے فرض تھے مگر کبھی تو روزے سخت گرمی میں پڑتے [illegible] جس کی وجہ سے ان پر سخت اندشاق گذرتے اور کبھی سخت جاڑے [illegible] جس سے وہ بھر ہوجاتے تو ان کے علماء جمع ہوئے اور انہوں نے

اپنی سہولت اور آسانی کے لئے روزوں کو معتدل اور بہار کے دنوں میں تبدیل کرلیا اور اس نافرمانی پر کفارہ کے طور پر دس روزے اپنی طرف سے بڑھا کے تو پورے چالیس ہوگئے کچھ مدت کے بعد ان کا بادشاہ بیمار ہوا تو انھوں نے منت مانی کہ اگر یہ اچھا ہوگیا تو ایک ہفتہ کے روزے اور بڑھا دیئے جائیں گے وہ تندرست ہوگیا اور ایک ہفتہ اور زائد کرلیا۔

ہندو بھی برت رکھتے ہیں آتش پرستوں کے یہاں بھی روزہ تھا قریب قریب تمام قوموں میں روزے کی عبادت پائی جاتی ہے اور اس کی ہمہ گیری سے کوئی قوم و ملت محروم نہیں البتہ یہ دوسری بات ہے کہ وہ روزے کی تعریف و حقیقت سے دور اور اس کے فائدہ سے محروم اور ناواقف ہوں۔

تقویٰ نیکی اور دارین کی بھلائیوں کا خزانہ ہے

تقویٰ ایک ایسی اہم بات اور جامع خصلت ہے جس نے اس کو حاصل کرلیا گویا دنیا جہان کی خوبیاں اور بھلائیاں جمع کرلیں۔ تقویٰ اعمال صالحہ کا خزانہ اور روحانی تربیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے اور اس کی تعریف و توصیف سے قرآن و حدیث بھرے ہیں صرف وہ بارہ باتیں جو تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں اور جو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سراج السالکین میں بیان کی ہیں وہ بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ط یعنی اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً وہ بڑے کاموں میں سے ہے یعنی تقویٰ ایسے کاموں سے ہے جن کا ارادہ کرنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ اس آیت میں صبر اور تقویٰ دونوں کی مدح کی گئی ہے اور اس کے حصول کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔

(۲) وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ط اگر تم صبر اور تقویٰ حاصل کرو تو دشمنان اسلام کا مکر تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یعنی اگر مسلمانو تمہیں دشمنان اسلام پر فتح پانی ہے ان کی ایذارسانی اور مکر و فریب سے محفوظ رہنا ہے اور ان کے ارادوں کو ملیامیٹ کرنا ہے تو صبر و تقویٰ اختیار کرو یہ باتیں حاصل ہوجائیں گی اور تم دشمنوں سے ہر طرح مامون و مصئون ہوجاؤ گے کاش اگر مسلمان اس فرمودۂ خداوندی پر عمل کریں تو ان کے مصائب و آلام آج ختم ہوجائیں۔ معلوم ہوا کہ تقویٰ دشمنوں سے حفاظت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

(۳) خدا تعالیٰ کی طرف سے متقی کو مدد ملتی ہے قولہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ط اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اور نیک کام کریں۔ اس آیت میں ساتھ ہونا معنی امداد و اعانت کے ہے۔

(۴) سختیوں سے نجات ملتی ہے اور رزق حلال ہوتا ہے قولہ تعالیٰ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ جو تقویٰ کرے خدا تعالیٰ اس کو سب سختیوں سے نجات دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں گمان بھی نہ ہو۔

(۵) پانچویں عمل کی درستی حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچی بات کہو تاکہ خدا تعالیٰ تمہارے عملوں کو درست کرے۔ اسی آیت میں آگے فرمایا کہ اصلاح عمل کے علاوہ تقویٰ کا یہ بھی فائدہ ہے کہ تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(۶) خدا تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ اللہ پاک متقیوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۷) ساتویں عبادت قبول ہوتی ہے قولہ تعالیٰ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ اللہ تعالیٰ متقیوں کے علاوہ کسی کی عبادت قبول نہیں کرتا یعنی اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں ظاہری برائیوں خاندانی بزرگیوں اور مال و نسب وغیرہ کی ان ترانیوں کی مطلق قدر اور پوچھ نہیں بلکہ وہ تو صرف تقویٰ قبول کرتا ہے اسی کی پوچھ ہوتی اور متقی ہی کو خدا کے ہاں بزرگی اور بڑائی حاصل ہے۔

(۸) خدا کے نزدیک بزرگی حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ خدا کے نزدیک تم میں سے بزرگ وہ ہے جو متقی ہو۔

(۹) دونوں جہان کی خوشخبری ملتی ہے قولہ تعالیٰ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ط جو لوگ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا ان کو دنیا اور آخرت دونوں میں خوشخبری ملتی ہے دنیا کی خوشخبری سے مراد آرام و آسائش عزت و حشمت اور دولت و حکومت ہے آج مسلمان دنیا میں اسی وجہ سے ذلیل و رسوا ہیں کہ انہوں نے شعار تقویٰ کو خیرباد کہہ دیا ہے۔

(۱۰) دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے قولہ تعالیٰ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا دوزخ پر جب سب لوگ گذریں گے ہم متقیوں کو بچا لیویں گے۔

(۱۱) ہمیشہ بہشت میں رہیں گے قولہ تعالیٰ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ اور بہشت صرف متقیوں کے لئے بنائی گئی ہے۔

(۱۲) خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تقویٰ کی وصیت کی ہے قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ ہم نے ان لوگوں کو بھی وصیت کی تھی جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور تم کو بھی وصیت کی جاتی ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔"

ظاہر ہے کہ خدائے قدوس سب سے زیادہ اپنے بندوں کی بہتری جانتے ہیں اور سب سے زیادہ خیرخواہ اور مہربان ہیں تو اگر تقویٰ سے زیادہ کوئی عمل محبوب عند اللہ جامع جمیع کمالات اور خیر و برکت والا ہوتا تو ضرور اس کی وصیت فرماتے۔ تمام اپنے بندوں کو تقویٰ کی وصیت فرمانا ثابت کرتا ہے کہ یہ صفت دنیا و آخرت کی تمام خوبیوں کو جامع اور عبادت کے بلند مرتبوں پر پہنچانے والی ہے اور مدار کار عبادت کی قبولیت کا تقویٰ پر ہے اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی کوئی چیز خوش نہ آتی تھی جیسا کہ متقی آدمی خوش معلوم ہوتا تھا۔

حضرت قتادہ کہا کرتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم تقویٰ کر اور جس جگہ چاہے سو رہ۔ یعنی تقویٰ ایسی چیز ہے جس نے اس کو حاصل کرلیا گویا اس نے تمام خوبیاں جمع کرلیں سب تردد رفع ہوگیا اور فلاح و نجاح حاصل کرلی اب وہ جہاں چاہے آرام سے سو رہے۔

حضرت عامر بن قیس رات دن میں ہزار رکعتیں نماز کی ادا فرمایا کرتے تھے جس وقت بستر پر آتے تو اپنے نفس سے کہتے کہ اے سب برائیوں کے گھر خدا کی قسم

میں ایک پل میں کبھی مجھ سے راضی نہیں ہوتا جب تک تو تقوی نہ کرے جب ان کا وقت اخیر ہوا تو رونے لگے لوگوں نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں فرمایا خدا تعالیٰ کا یہ فرمان مجھے رلاتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ یعنے متقیوں کے سوا کسی کا عمل قبول نہ ہوگا۔

تقوے کے معنے

قرآن شریف میں تقوی کے تین معنے آئے ہیں خدا تعالیٰ کا خوف اور ہیبت جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ یعنی مجھ ہی سے ڈرو (۲) اطاعت اور عبادت کے معنوں میں قولہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ یعنی اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے (۳) دل کا گناہوں سے پاک کرنا یہی تقوی کے حقیقی اور اصلی معنے ہیں قولہ تعالیٰ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ جس نے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی خدا تعالیٰ سے ڈرا کیا وہی چھٹکارا پانے والا ہے۔

تقوی کے درجے

تقوی کے تین درجے ہیں شرک سے بچنا یعنی خدا کی ذات و صفات مخصوصہ میں کسی کو شریک کرنا دوسرے بدعت سے بچنا یعنی ایسی بات جو رسول اللہ صلعم و تابعین کے زمانہ میں نہ ہو بعد میں دین میں اپنی طرف سے کوئی بات بڑھالی گئی ہو اور صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچنا ان تینوں درجوں کو بقول حضرت علامہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت میں بیان کیا ہے قولہ تعالیٰ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی ان لوگوں کو کوئی ڈر نہیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان چیزوں میں کہ کھاتے ہیں جبکہ تقوی کریں اور ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کئے ہیں تقوی کیا اور ایمان لائے تقوی کیا اور نیکی کی اور خدا تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں پہلی جگہ تقوی شرک سے ہے اور ایمان کو جو اس کے ساتھ ذکر کیا ہے اس سے مراد سنت و جماعت کے اقرار سے ہے۔ تیسری جگہ تقوی فرعی گناہوں سے ہے چونکہ اس پر ثابت دشوار تھی اس لئے اس کو احسان کے مقابل کہا اور احسان کے معنے طاعت کرنا اور تقوی پر ٹھہرنا ہیں یعنی اس آیت میں تین مرتبہ بیان ہوئے ہیں مرتبہ ایمان، مرتبہ سنت اور مرتبہ استقامت۔

خلاصہ کلام یہ کہ روزہ انسان کو متقی بناتا ہے اور تقوی دنیا اور عقبیٰ کی سعادتوں کا ذریعہ ہے پس نتیجہ نکل آیا کہ روزہ ایک نہایت ہی عظیم الشان عبادت ہے اور اس سے جی چرانا ایسا ہے کہ جیسا اپنے آپ کو جہنم کا کندہ بنانا۔

فلسفۂ صیام

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کی رفعت و عظمت کے سامنے جن و ملک سرنگوں اور سربزانو ہیں لیکن یہ بات بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں کہ انسان کے اس شرف و اعزاز کا معیار کیا ہے اسی معیار کی تعیین اور سمجھ انسان کا مقدم فرض ہے جس سے کمال انسانیت کا ظہور ہوتا ہے جب انسان نے اس معیار کو نہ پہچانا اور اس پر پورا اترنے کی کوشش نہیں کی تو اس میں اور حیوان مطلق میں کوئی فرق و امتیاز نہیں بلکہ ایسی حالت میں تو وحوش و طیور بھی بعض باتوں میں حضرت انسان سے بڑھ چڑھ کر نکلینگے۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف اسلام نے دنیا میں انسانیت اور اس کے شرف و اعزاز کا معیار قائم کیا اور بنی نوع انسان کو اخلاق و روحانیت کے اعلیٰ سبق پڑھائے ورنہ اسلام سے پہلے "انسانیت" حیوانوں اور پتھروں کے سامنے ذلیل و خوار ہو رہی تھی اسلام نے بتلایا قولہ تعالیٰ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے نیز معیار کمال احسن عمل کو قرار دیا فرمایا قولہ تعالیٰ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا یعنی اے انسانو ہم نے تمہیں اس دنیا یا دار العمل میں اس لئے بھیجا ہے تاکہ تم کو آزمائش میں ڈالیں اور دیکھیں کہ تم میں کون نیک عمل کرتا ہے۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ حقیقی اور مرتبہ دار الانسان وہ ہے جو فرض عبادت بجا لائے اور اپنا منشائے تخلیق پورا کرے۔ عبد و معبود کے درمیان امتیاز حاصل کرکے تقرب الٰہی و رضائے خداوندی کی تلاش و جستجو کرے مزرعۂ آخرت کو سرسبز و شاداب کرے آخرت میں معبود حقیقی کے سامنے سرفرو ہونے کا کام کرے اور احکام الٰہی کی تعمیل و تکمیل میں اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دے بس انسانیت کا یہی معیار کمال ہے جو انسان کو جمیع مخلوقات پر فضیلت و بزرگی دیتا ہے۔

اسلام اور معرفت و تقرب الٰہی کے وسائل

اسلام نے جو نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ احکام کی تعمیل مسلمانوں پر فرض قرار دی ہے اور جس پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب تحصیل معرفت الٰہی اور رضائے خداوندی حاصل کرنے کے وسائل و ذرائع اور مختلف اقسام ہیں کوئی بدنی عبادت ہے کوئی روحانی اور کوئی مالی عبادت ہے تو کوئی جانی اسلام نے جو عبادت و عبودیت کے اعلیٰ طریقے اور نرالے ڈھنگ بتلائے ہیں وہ اپنے مختلف مظاہر کے لحاظ سے ایک عجیب و دلکش منظر پیش کرتے ہیں کبھی تو ایک مسلمان نماز کی حالت میں فرش زمین پر گر کر انتہائی تذلل و انکسار کا اظہار کرتا ہے اور اپنی پیشانی پر تَرٰىھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا کا آفتاب و ماہتاب درخشندہ و محمل کرنے والا درخشندہ داغ لیکر اٹھتا ہے اور کبھی فقیرانہ لباس میں مستانہ وار مکہ کی وادیوں میں لبیک اللّٰھم لبیک کے نعرے بلند کر کے محبوب حقیقی سے اظہار عشق کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

سرمایہ داری کی حالت میں جب دیکھتا ہے کہ دولت کی اندھی محبت اور اسکو زیادہ سے زیادہ کرنے کی حرص مجھے معرفت و عبادت الٰہی کے راستوں سے روکتی ہے اور محبوب حقیقی کی محبت و اطاعت میں مخل ہوتی ہے تو اس ناپاک مال کی محبت کم کرنے اور اس کا اثر زائل کرنے کے لئے اس کا چالیسواں حصہ دیکر تزکیہ نفس کرتا ہے غرض اسی طرح تمام احکام اسلام اظہار عبودیت کی مختلف دلکش اور روح پرور صورتیں ہیں

اسلام جہاں اپنی نوعیت اور بیشمار خوبیوں کے لحاظ سے جملہ مذاہب عالم سے فائق رہے وہاں اس کے احکام و فرائض اور طریقۂ عبادت و ریاضت بھی تمام ادیان و ملل کی پوجا اور پرستش سے فائق و اعلیٰ ہے مذہب اسلام کی عبادت ہی دنیا میں سلامتی کا باعث اور آخرت میں نجات کا واحد ذریعہ ہے بس سہ

سرمایۂ سعادت دنیا عبادت است   پیرایۂ کرامت عقبیٰ عبادت است

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ انسان کا اعلیٰ کمال خدا تعالیٰ کا وصال ہے اور اس کی زندگی کا اصلی مدعا یہی ہو کہ اس کے دل میں صرف خدا ہی کی محبت رہے اب وہ یہ بھی سن لیجئے جو چیز معرفت و محبت الٰہی

میں رکاوٹ بنتی ہے اور جو اس راہ کا قوی تر دشمن اور رہزن ہے۔

راہِ عبادت و معرفت کا رہزن

انسان کی تکوین میں قدرت کاملہ نے دو متناقض اور متضاد قوتیں رکھی ہیں قوت خیر اور قوت شر یعنی نیکی اور بدی کا مادہ جن کو اصطلاح شرع میں داعی الی الخیر (نیکی کی طرف بجانے والا جذبہ) اور داعی الی الشر (بدی کی طرف لیجانے والی قوت) کہتے ہیں یہ دو متناقض قوتیں انسانی تخمیر میں اسلئے رکھی گئی ہیں کہ ان دونوں کے تصادم و تقابل سے کمال انسانیت کا ظہور ہو کیونکہ کل شئی یعرف باضدادھا ہر ایک چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے جس طرح دن کی قدر رات سے ہے ظلمت کی روشنی سے صحت کی مرض سے سفید کی سیاہ سے اور میٹھی کی کھٹے اور ترش و تلخ سے اسی طرح نیکی کی قدر بدی سے ہے اگر نیکی کے مقابلہ میں بدی کی قوت نہ رکھی جاتی تو فرشتوں کی موجودگی میں بنی آدم کو پیدا کرنا ہی فضول اور بیکار رہتا پھر اگر انسان اپنے خدا کی عبادت بلا روک ٹوک کے اپنے محبوب حقیقی تک بلا رکاوٹ ہی پہنچ جائے تو کونسا بڑا کمال ہے کمال اور خوبی تو یہی ہے کہ انسان باوجود خیالات کے تزاحم و تصادم مخالف جذبات و خواہشات اور نفس کی کشاکش کے جذبات و خواہشات کو پامال اور نفس سرکش کو رام کر کے پھر خدا کی طرف جھکے یہ بات فرشتوں میں نہیں وہ خیر محض ہیں اور نفس و عقل کی کشمکش ان میں نہیں اس لئے انسان کو ان پر بھی فضیلت دی گئی ورنہ کجا وہ نوری مخلوق جس کی شان لایعصون ما امرہم اللہ ہے اور کجا یہ خاکی انسان جس کی کلاہ افتخار کا ایک پر اگر "احسن تقویم" ہے تو دوسرا "اسفل سافلین" یہی پر بھلا یہ شیطان کا بھی استاد بنجانے والا انسان ان کے مقابلہ میں کیونکر بازی لیجا سکتا۔

علاوہ ازیں اگر انسان کو یہ دو مختلف قوتیں نہ دیجاتیں تو قدرت قاہرہ جلیلہ کی شان تخلیق کی ایک شق ہی ناتمام رہی جاتی تھی یعنی خیر محض کے مظاہر فرشتے موجود تھے اور شر محض کے مظاہر جن تھے اب خیر محض اور شر محض کی موجودگی میں اگر ضرورت تھی تو خیر و شر کے مجموعہ کی ہر چیز کے جوہر افراط اور تفریط کی حد سے نکل کر حد اعتدال میں آنے سے کھلتے ہیں سو یہ شق حضرت انسان کی پیدائش سے پوری ہوگئی اور اور ساتھ ہی اس کے اعتدال میں آنے کے جوہر بھی کھل گئے اس تفصیل سے شیطان کی پیدائش کا اعتراض سراسر باطل ہوگیا۔

اب ہم آزادی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تقرب الٰہی اور عبادت خداوندی سے روکنے والا رہزن اور ڈاکو شیطان ہے جو کسی صورت میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی خدا کا بندہ خدا کو پہچانے اور اس کا بنے وہ نیکی کے راستے سے الگ ہٹا کر بدی کی راہیں سمجھاتا ہے عبادت و ریاضت سے دور رکھتا ہے اور انسان کو دوزخ کی طرف لیجاتا ہے مگر شیطان یہ کام بذات خود نہیں کرتا اور نہ ہی اُسے گمراہی کا کوئی اختیار حاصل ہے بلکہ وہ نفس کے ذریعہ قوائے عملیہ پر اپنا اثر ڈالتا ہے یعنے شیطان اسٹیم ہے اور نفس ڈرائیور شیطان انسان کو شہوانیت و حیوانیت کا مظہر اتم بناتا ہے اور عبد کو معبود سے جدا کرتا ہے۔

نفس سرکش سے بچنا لازم ہے

انسان کی گمراہی کا باعث اول تو شیطان ہے اور دوسرے نمبر پر نفس سرکش پس طالب عبادت کو نفس سے بھی بچنا لازم ہے جو ہر وقت انسان کو گمراہی اور خرابی کی طرف بلاتا ہے اس کی شرارت اور دشمنی شیطان سے بھی زیادہ خوفناک ہے کیونکہ یہ دشمن اپنے اندر کا ہے اور گھر کے چور سے ہوشیار رہنا اور بچنا ذرا دشوار ہے دوسرے یہ کہ یہ دشمن انسان کا محبوب ہے اور محبوب کا عیب معلوم نہیں ہوا کرتا اپنے نفس کی سب خرابیاں اور گمراہیاں سب بہتر اور اچھی معلوم ہوتی ہیں تیسرے یہ کہ نفس آدمی سے بہت نزدیک ہے اس سبب سے اس کا عیب معلوم نہیں ہوتا اپنی آنکھ کی چیز نظر نہیں آتی غرض اگر غور کیا جائے تو یہی نفس امارہ سب فتنوں کی اصل ہے اگر نفس قابو میں ہو تو شیطان کا اثر بھی کالعدم ہے چوری کامیاب اور کارگر وہی ہوتی ہے جو جس میں گھر کا بھیدی بھی شریک ہو شیطان ایمان و عرفان کا چور ہے اور نفس گھر کا بھیدی پس انسان کی بہتری اور دارین کی سعادت اسی میں ہے کہ نفس کو تقوی کی لگام لگادے۔

نفس نافرمان کو تابع اور رام کرنے کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے اول یہ کہ نفس کو تمام شہوتوں اور لذتوں سے روک رکھے کیونکہ جب سرکش نفس کو دانہ گھاس نہ ملے تو وہ تابع ہوجاتا ہے دوسرے یہ کہ اس پر عبادت کا بہت سا بوجھ لاد دے جس جانور کو دانہ گھاس کم ملے اور اس پر بوجھ بھی ہو تو وہ نرم ہوجاتا ہے تیسرے یہ کہ ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد چاہے اور یہی تین باتیں روزے میں متحقق ہیں لہذا نفس کی قوت توڑنے کیلئے روزہ رکھنے کا حکم ہوا چونکہ روزہ مکسر شہوات و مقلل الغویات ہے پس روزہ دار صاحب تقویٰ بنجاتا ہے۔

انسان صبح کو جب سوکر اٹھتا ہے تو تر و تازہ ہوتا ہے اور اس کے حواس و خواہشات پہلے سے تیز ہوتے ہیں اور پھر مجالس میں اختلاط اور دنیاوی کاروبار سے دل لہو و لعب کی طرف فوراً راغب ہوجاتا ہے اس وجہ سے دن کو روزہ رکھنے کا حکم ہوا اور کھانے پینے اور جماع سے ممانعت کی گئی کیونکہ یہ چیزیں نفس کو بہت مرغوب ہیں غرض دن کو تو اس ممانعت سے نفس کی قوت توڑنے کا حکم دیا گیا اور رات کو لغویات سے محفوظ رکھنے کے لئے تراویح کا حکم دیا گیا علاوہ ازیں اس مبارک مہینے میں یہ فرمایا اس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہے مسلمانوں کو عبادت کی ترغیب و تحریص لاکر نفس پر عبادت کا بوجھ بھی لاد دیا گیا مذکورہ بالا تفصیلات سے بدلائل ثابت ہوگیا کہ روزہ سے شیطان کی تعدی و طغیان نفس کی شرارت و سرکشی فرو ہو جاتی ہے اور انسان رفتہ رفتہ معاصی و گناہوں سے پاک و صاف ہو کر فرشتہ خصلت بنجاتا ہے غرض اکتساب فضائل کا بہترین مہینہ رمضان اور نفس و شیطان کو مغلوب کرنیکا روزہ بہترین ذریعہ ہے۔ باقی

بغیر استاد کے فارسی سکھلانیوالی کتاب

فارسی بول چال

جس کی مدد سے آپ چند ہی دن میں فارسی زبان کی پوری مہارت اور لیاقت پیدا کرسکیں گے ہر قسم کی بول چال کے فقرے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور کاروباری رقعہ جات کے نمونے گفتگو کے طریقے ہزاروں اور لاکھوں ایسے الفاظ جو پرانی فارسی میں غیر زبانوں کے شامل ہوگئے ہیں ان سب کی تشریح اور ساتھ ہی ایک فرہنگ غرضکہ فارسی خواں طلبا کے لئے بہتر اور عمدہ کتاب ہے

قیمت صرف ایکروپیہ محصول ڈاک ۶؍ کل ۱؍۶

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عالم اسلام کی دو متضاد ذہنیتیں

(نوشتہ علامہ شیخ نذیر الحق قادری)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ الْاَنْبِیَاءَ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ہ واوضح لنا سبیل المومنین المخلصین وطرق الضالین الهالکین. والصلوٰة والسلام علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامی الذی ارسله الله رحمة للعالمین وجعله خاتم النبیین وسید المرسلین وعلی اٰله واصحابه اجمعین

امابعد. موجودہ دور ترقی سے زیادہ انسانی نشو ونما دارتقا میں کوئی ایسا دور نہیں گذرا جس میں ہمارے دور سے زیادہ تغیرات وانقلابات واقع ہوئے ہوں موجودہ زمانہ کے علمی وصنعتی انکشافات نے نئے حالات پیدا کر دیئے ہیں جن سے تمام دینی سیاسی اور اجتماعی معتقدات ہل گئے ہیں، قدیمی خیالات انکار اور اعتقادات میں ایک عظیم الشان تغیر اور اضطراب برپا ہے تمام پرسیدہ خیالات اور آبائی افکار رفتہ رفتہ زائل ہو رہے ہیں اور اقوام عالم میں ایک عام ہیجان واضطراب دونما ہے۔

ایسے اضطراب انگیز زمانہ میں ناممکن تھا کہ مسلمان ان تغیرات وانقلابات سے محفوظ رہتے بالآخر حیرت انگیز علمی انکشافات اور مادی علوم کے تصادم دہ تحکاک نے ان کو چونکا دیا اور جدید افکار اور آرا کا بازار ان میں بھی گرم ہو گیا دنیائے اسلام کا کوئی خطہ اور گوشہ ایسا نہیں جہاں عقل ونقل کی باہمی کشمکش نزاع و پیکار اور جنگ وجدل جاری نہ ہو "تجدد وتقدم" کا خوفناک نزاع ہر طرف برپا ہے جہاں دیکھو اہل شریعت اور اہل عقل کا جھگڑا اور رد وقدح درپیش ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں گروہ افراط وتفریط میں پڑکر حقیقت حال اور اپنی اپنی حدود سے دور جا پڑے ہیں اعتدال وتوازن مفقود ہو گیا ہے اور اس طرح یہ "تجدد وتقدم" کی ترقی خیز تعمیری وتخریبی قوتیں بجائے اصلاح وترقی کے مزید انتشار اور تباہی پیدا کر رہی ہیں۔

سلطنت عثمانیہ کیوں ایک عرصہ تک خانہ جنگیوں اور بغاوتوں کی جولانگاہ بنی رہی اور ترک موجودہ دور تمدن میں جدید اصلاحات اور اصلاح وانقلاب کی شاہراہ کے فوائد المرئیوں سے محروم رہے صرف اسلئے کہ مدعیان عقل اور مقتدایان مذہب کی باہمی کشمکش اور تصادم نے عوام الناس کے دماغوں میں شورش جنگی اور بغاوت کا مواد بھر دیا تھا جس نے مشتعل ہو کر عرصہ تک ترکوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کیا اور وہ اپنے مستقبل کو شاندار بنانے کے فکر واہتمام سے مجبور رہے ایران میں بھی یہی خوفناک نزاع عرصہ تک قائم رہی اور آج بھی قائم ہے مصر کے تعلیم یافتہ طبقہ اور قدامت پسندوں میں بھی یہی کشمکش جاری ہے اور سلطنت افغانستان کی تباہی وبربادی کا باعث بھی یہی "تجدد وتقدم" کی جنگ ہوئی اور قدامت پسند دل دین کے اندھے مقلدوں کے ہاتھوں ایک نئی بنائی سلطنت جہل واوہام کی نظر ہو گئی۔

عقل ونقل کا یہ جھگڑا آج سے نہیں بلکہ قدیم سے چلا آرہا ہے کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں یہ دونوں طرح کے خیالات والے لوگ نہ پائے جاتے ہوں بعض لوگ اپنی عقل کے ایسے پابند اور خیالات کے ایسے محکوم ہوتے ہیں اور ہیں کہ جو چیز ان کی عقل وادراک سے بلند نظر آئی اس کا سرے سے انکار ہی کر دیا اپنی عقل نارسا پر اتنا اعتماد اور بھروسہ کیا کہ دین ومذہب کے معاملہ میں خود ہی قانون ساز بن گئے اور انبیائے کرام کی تعلیمات کا مضحکہ اڑاتے رہے یہ گستاخ اور بے ادب اور عقل کے پرستار اتنا نہ سمجھے کہ دین کا معاملہ تمام تر عقل پر مبنی ہوتا تو الہامی کتب اور پیغمبروں کے سلسلہ کی ضرورت ہی کیا تھی یہ لوگ ہمیشہ اہل نقل کو سادہ لوح کم عقل اور بے وقوف سمجھتے رہے برخلاف اس کے بعضوں کی یہ عادت رہتی ہے اور ہے کہ جب وہ اپنے کسی بزرگ اور مذہبی مقتدا سے کوئی بات سن لیں خواہ وہ کتنی ہی بے سروپا اور خلاف عقل ہو مگر ان کے حکم پر بے چون وچرا ان کر شعور کو جواب دیدیتے ہیں یہ لوگ مدعیان عقل کو بے ادب مغرور نافرمان ملحد اور بے دین قرار دیتے رہے اور اس طرح دونوں فریق میں قدیم سے ہی یہ نزاع اور اختلاف چلا آرہا ہے۔

اگر مدعیان عقل کو اقتدار حاصل ہوا تو مقتدایان مذہب کا تمسخر اڑایا دار پر کھینچا اور ہر طرح استیصال کیا اور اگر اہل نقل کا بس چلا تو اہل عقل پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے اور ان کے خون سے ہولی کھیلی۔

عہد عباسیہ میں عقل پرستوں کا پلہ بالا ہوا اور پھر آہستہ آہستہ متشرعین نے ان پر غلبہ پایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغداد کی تباہی پر یہ باہمی چپقلش ختم ہوئی اور بغداد کی تباہی کے ساتھ بتدریج اسلام کا یہ شاندار مرکز درہم برہم ہوتا گیا۔

صرف اہل اسلام کو ہی اس کشمکش اور باہمی جنگ وجدال کا سامنا نہیں ہوا اور یہ نقصان وفتنہ صرف مسلمانوں کی تاریخ سے ہی مخصوص نہیں بلکہ قدیم سے قدیم روایات کی مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نزاع اور خانہ جنگی کسی ایک قوم ایک ملک اور ایک مذہب کے ساتھ مخصوص نہیں رہی انسانی آبادی کے ہر حصہ اور ہر طبقہ میں دونوں قسموں کی طبیعتیں مصروف پیکار اور سرگرم عمل رہیں کیونکہ خواہ عالم دین ہوں اور دنیاوی ہر ملک وقوم اور ہر زمانہ میں رہے ہیں اور رہیں گے۔

کیا فی الحقیقت علم اور دین کی طبائع باہم متضاد ہیں

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو علمی دنیا اور قدامت پسندوں کے حلقے میں شور برپا ہے کہ دین اور علم میں نزاع قائم ہے دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور دونوں میں عداوت وتنافر کی بنیادیں مخفی ہیں کیا واقعی ایسا ہی ہے سو اس سوال کے حل کرنے کیلئے ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں صرف اتنی ہی بات ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ اگر علم ودین میں کوئی نزاع اور مخالفت ہوتی تو چاہیے تھا کہ اب تک دونوں فریق میں سے کسی فریق کے حق میں فیصلہ ہو جاتا اور ایک دنیا کسی ایک نتیجہ پر پہنچ جاتی مگر اب نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہوگا صدیوں سے یہ دونوں نام نہاد حریف پہلو بہ پہلو چلے آرہے ہیں اور انسانیت کی زندگی تاریخ اس کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکی۔

جہاں مادی علوم کا دہارا نہایت شدت وقوت سے کھاتا ہوا بہہ رہا ہے اور انسانی فکر ونظر کا ہاتھ آسمان کی طرف بڑھ رہا ہے وہاں ساتھ ہی روحانیت کی طرف ہی پوری طرح ...

کے ساتھ قائم ہے اور مذہب کا آفتاب پوری درخشانی کے ساتھ ضوفشاں ہے بلکہ جوں جوں "مادیت" کی گھٹائیں بلند ہو رہی ہیں یقین و ایمان کا قصر متزلزل ہونے کے بجائے قلوب میں زیادہ راسخ اور استوار ہو رہا ہے خارج میں دین کی آواز خواہ کتنی ہی پست کیوں نہ سمجھی جائے اور مادیت کے شور و غوغے میں "نقار خانے میں طوطی کی صدا" کا مصداق ہو لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ روح انسانی کے اندر اس کی بنیادیں استوار اور جاگزیں ہیں اور جب مادیت کا دباؤ انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو نوع انسانی اور بھی پوری قوت اور روشنی کے ساتھ چمک اٹھتی ہے لطف یہ ہے کہ خود مادیت کے حلقہ سے ہی "روحانیت" کی صدائیں وقتاً فوقتاً بلند ہو کر اس دعویٰ کی تائید و توثیق کرتی رہتی ہیں پس علم و دین کا صدیوں سے پہلو بہ پہلو چلتے رہنا کوئی فیصلہ نہ ہونا اور دونوں متضاد قوتوں کا قائم و برقرار رہنا اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ علم و دین میں شروع سے کوئی جنگ ہی نہیں حقیقت یہ ہے کہ انسانی ذہن و عقل میں دونوں اپنے اپنے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ الگ الگ میدان رکھتے ہیں اور فکر انسانی کے دو جدا جدا مظہر ہیں اس لئے عقل سلیم اور مذہب حقہ میں نہ کبھی تصادم ہوا اور نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہوگا بلکہ ایک دوسرے کے لئے باہم مدد و معاون ہیں جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔

جب یہ بات ہے تو پھر علم و دین کی جنگ کا شور و غلغلہ کیسا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جو تصادم ہوا اور ہو رہا ہے وہ اس دین و علم میں ہے جو نام نہاد خودغرض اور کوتہ بین پیشواؤں کا نتیجہ ہے اور مدعیان عقل کا کج اندیش اور غلط بین علم ہے جس کے تصادم سے ہولناک اور تباہ کن واقعات و مشاہدات آئے دن ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

کیا مسلمانوں کو مکمل خدائی دستور العمل چھوڑ کر کسی اور چیز کی ضرورت ہے

چونکہ مقدس مذہب اسلام کے تمام احکام "فطرت سلیم اور عقل کامل" کے مطابق ہیں اور اسلام علم و تمدن کی ترقیات کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اس لئے مسلمانوں میں تو عقل و نقل کا تصادم کبھی ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ان کو ضرورت ہے کہ وہ قرآن مجید کی رہنمائی اور پیروی کو چھوڑ کر عقل انسانی اور کسی اور تمدن و معاشرت کی تقلید اور پیروی کریں جبکہ موجودہ علمی و تمدنی ترقی انہی کے مذہب کی روشنی میں ہو رہی ہے اور اگر وہ اپنے علم و تمدن کو پس پشت ڈال کر زمانہ کا ساتھ دینا اور ترقی کرنا چاہیں گے تو قیامت تک ترقی نہیں کر سکتے اور اسی طرح ذلیل و خوار اور تباہ و برباد ہوتے رہیں گے کیونکہ ان کا قانون حیات اور ضابطۂ شعور و ارتقاء وہ نہیں جو دنیا کی دیگر اقوام متمدنہ کا ہے بلکہ ان کی جد و جہد اور زندگی و ترقی کا معیار ہی اور ہے جیسے اب میں یہ دکھاتا ہوں کہ اسلام کیا ایسا نہیں جو یورپ کی تقلید کی ضرورت پیش آئے اور عقل و نقل کی جنگ کا میدان کارزار گرم کر دیا جائے۔

اسلام دین و دنیا دونوں کی ترقی چاہتا ہے

موجودہ دور ترقی میں دولت و حکومت اور علوم و فنون کو معیار ترقی سمجھا جاتا ہے یعنی جو حکمران قوم سب سے زیادہ دولت و سرمایہ رکھتی ہے جس کے افراد میں علمی شغف اور تحقیق و تدقیق کا مادہ ہے اور اس کو انکشاف راز کائنات دریافت کر لینے میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے وہی قوم آج مہذب اور ترقی یافتہ خیال کی جاتی ہے بدقسمتی سے مسلمان اس معیار پر پورے نہیں اترتے اس لئے حقیقت اسلام سے بے بہرہ لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ قصور مذہب کا ہے اور اسلامی تعلیمات میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ زمانہ کی ترقیات کے ساتھ چلیں ان کو اتنا ہی معلوم نہیں کہ مذہب اور پیروان مذہب دو مختلف چیزیں ہیں اور اسلام کی تعلیمی حقیقت کی جستجو اور تلاش ہے تو ہم کو اسلام کے حقیقی سرچشمے اور تعلیمی مصادر قرآن و احادیث میں غور و نظر کی جا سکتی ہے کہ پیروان مذہب کے فہم و عمل میں یعنی اسلام کی تعلیم کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے اسلام کے تعلیمی مصادر کا مطالعہ لازمی ہے یہی بنیادی اور اصولی غلطی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں بھی عقل و نقل کی جنگ کی نوبت آئی ورنہ اسلام نے ہرگز ہرگز کسی ایسی چیز کو نہیں روکا کہ اس پر قیام دولت و حکومت ہو اور شریعت اسلام اس کو ناجائز و ممنوع قرار دیتی ہو پس ضروری ہے کہ عروج و ارتقاء کے متعلق اسلام کی تعلیم پیش کر دی جائے تاکہ ہر شخص اندازہ لگا لے کہ واقعی اسلام ترقیات زمانہ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے [illegible]۔

اسلام اور مال و زر

واضح ہو کہ دنیا تہذیب و تمدن کے مختلف ادوار سے گزرتی رہی اور اقوام عالم ہر دور میں ایک مخصوص معیار قابلیت مانتی رہیں جو رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتا رہا بالآخر اب سرمایہ داری کا دور دورہ ہوا تو مستقل طور پر دولت کو معیار ترقی مان لیا گیا اور اب اسی معیار کے ماتحت تمام ترقیات کا سلسلہ جاری ہے جو قوم اس معیار سے گر جائے وہ دن بدن قعر ذلت میں گرتی ہی جائے گی اور جو قوم اس معیار پر پوری اترے گی وہی عزت کی زندگی بسر کر سکے گی قرآن کریم نے تو مال و زر کو اس سے بھی زیادہ اہمیت دی ہے اور اپنے متبعین کو حصول دولت کی طرف خاص توجہ دلائی ہے مگر کچھ عرصہ سے مسلمانوں کا فہم و عقل قرآنی معیار سے گر گیا ہے ان کے فہم و استعداد پر تغیرات و حوادث کی تہیں گزر چکی ہیں اور تعلیمی حقائق پر غلط استدلال اوہام و خیالات اور غلط بینی و کج اندیشی کے موٹے موٹے پردے ڈال دئیے گئے ہیں اس لئے ترقی کی دوسری چیزوں کی طرح مال و زر کو بھی برا کہا جانے لگا ورنہ حقیقتاً اسلام کے برخلاف ہے۔

قرآن کریم کی بیشمار آیات ہیں جن میں اللہ پاک نے اپنے مومن بندوں سے جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کا مطالبہ کیا ہے اور اس کو حصول سعادت اور دینی و دنیوی ترقی کا باعث بتلایا ہے سب جانتے ہیں کہ جہاد اسلام کی روح و نفس عبادت ہے اب اگر اللہ پاک ہم کو حصول دولت سے روکتے ہیں تو پھر ہم سے جہاد بالمال کا مطالبہ ہی کیوں کرتے ہیں۔

اسلام کے پانچ ارکان میں سے دو رکن حج اور زکوٰۃ ایسے رکن ہیں جن کی ادائیگی صرف مالدار ہی کر سکتے ہیں ورنہ اگر مال و دولت بری چیز ہے تو پھر زکوٰۃ کس کی دی جائے اور حج کیسے کیا جائے۔

علاوہ ازیں اسلامی عبادات و طاعات کا بیشتر حصہ مثلاً صدقات و خیرات ہدی و قربانی، یتیموں بیواؤں مسکینوں مسافروں، عام غریب انسانوں اور درویشوں کی امداد و دستگیری جو اخلاق اسلامی اور اخوت انسانی کا منتہائے کمال ہے اور اعمال صالح ہیں یہ فضائل اور مکارم اخلاق صرف مالدار ہی حاصل کر سکتے ہیں جن کی صفت و ثنا میں قرآن کریم میں أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

مخدوم آیا ہے اور جن کی شان میں حضور علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں الید العلیا خیر من ید السفلیٰ یعنی صاحب سخاوت وعطا کا ہاتھ دست فقیر سائل کنندہ سے بہتر اور افضل ہے غرض خویش واقارب اور عام بیوہ مسکین اور درماندہ انسانوں کی امداد و اعانت اور حق اسی کا تقاضا ہے کہ اسلامی زندگی کے لئے مال و زر لازمی چیز ہے اور یہ سب فضائل سرمایہ داری سے متعلق ہیں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

توانگراں را دفع است دیند دیہمانی — زکوٰۃ و فطرہ و اعتاق و ہدی و قربانی
تو کے بدولت ایشاں رسی کہ نتوانی — جزایں دو رکعت واٰنہم بصد پریشانی

نیز انسان کا مقصد حسب الشی ازروئے قرآن عبادت ہے اور قوت سجود وعبادت وطاعت تونگروں ہی کو میسر آسکتی ہے کیونکہ مال مزکی جامۂ پاک، متاع مصئون اور دل فارغ مالدار ہی رکھتے ہیں جو عبادت کے اہم رکن و شرائط ہیں بس قوت سجود وعبادت تونگروں کے ساتھ ہی مخصوص ہے نہ کہ فقیروں اور مفلسوں کے ساتھ کیونکہ خالی معدہ عبادت تو کیا زندگی ہی قائم نہیں رہ سکتی بہترین اور خالص ترین عبادت وہی ہے جو لقمۂ حلال اور جامۂ پاک کی حالت میں ہو ظاہر ہے کہ یہ چیزیں بغیر مال کے فقیروں کو میسر نہیں آسکتیں کیونکہ سہ

شب چو عقد نماز بر بندم — چہ خورد بامداد فرزندم

حاجتمند روزی کی ہے مشتغل — پراگندہ روزی پراگندہ دل

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی فقیری اور مفلسی دونوں جہان کی روسیاہی ہے یہ اس لئے کہ بغیر مال و زر کے دین و دنیا کا کوئی کام سرانجام نہیں پاسکتا مفلسی کی حالت میں حضور خداوندی اور مجلسوں میں سوائے شرمندگی اور ندامت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

جملہ معائب کی جڑ افلاس ہے

مالی اور اقتصادی تنزل اور افلاس جس میں آج مسلمان مبتلا ہیں بپناہ بخدا ایک ایسی بلائے عظیم ہے جو جملہ مصائب ومعائب کی جڑ ہے اس کا بُرا اثر ہر شعبۂ زندگی پر پڑتا ہے روحانیت جاتی رہتی ہے اخلاق فنا ہوجاتے ہیں تمدن و معاشرت کی جڑیں کھوکھلی ہوجاتی ہیں دماغی اور جسمانی نشوونما میں خلل پڑجاتا ہے ہمتیں ٹوٹ جاتی ہیں حوصلے پست ہوجاتے ہیں غیرت و حمیت اور امانت و دیانت میں فرق آجاتا ہے اور قومی اساسی بنیادوں کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر دیتا ہے۔

سورۂ نساء کی ایک آیت مال و زر کی حقیقت اور مذکورہ بالا اہمیت کو خوب واضح کرتی ہے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما بیوقوفوں کے مال ان کے قبضہ میں نہ دو کیونکہ مال ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے کھڑے ہونے کا ذریعہ بتایا ہے یعنی مال و زر سے تم میں کھڑے رہ سکتی ہیں چونکہ مال و زر قیمتی چیز ہے اس لئے اس کی حفاظت کا بھی ساتھ ہی اہتمام فرمایا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

ترقی دولت کے ذرائع اور قرآن

وسائل معاش اور ترقی دولت کے ذرائع عموماً تین ہیں تجارت زراعت اور صنعت و حرفت سرمایہ دار قومیں انہی ذرائع پر عمل کرنے کی بدولت دنیا میں پھل پھول رہی ہیں خصوصاً تجارت کو اس وقت اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں امریکہ جرمنی اور برطانیہ تجارت کے بل بوتے پر قائم ہیں خود ہندوستان میں برادران وطن تجارت کی وجہ سے سونے چاندی میں کھیل رہے ہیں۔ اگر مسلمان قرآن پاک پر غور کریں تو انہیں معلوم ہو کہ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے فضل اور خیر کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ دلائی ہے فرمایا جب جمعہ کی نماز کا وقت ہوجائے تو اپنے اپنے کاروبار چھوڑ کر مسجدوں کی طرف آجاؤ اور جب نماز پڑھ چکو تو فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ پھر منتشر ہوجاؤ اور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوکر مال و زر کماؤ بحری تجارت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا قولہ تعالیٰ وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونہا وتری الفلک مواخر فیہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون ۝

(ترجمہ) اللہ وہ بڑی ذات ہے جس نے تمہارے لئے بحر کو تابعدار کر دیا ہے کہ تم اس سے تروتازہ گوشت کھاؤ اس سے زینت کی چیزیں مثلاً موتی وغیرہ نکالو اور ان کو پہنو اور تم دیکھتے ہو کشتیاں کس طرح دریا کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں گویا مست ہاتھی اپنے جوش میں دوڑا جاتا ہے اور یہ اس لئے کہ تم تجارت کے ذریعہ سے رزق طلب کرو۔ اللہ کا احسان جانو اور شکر کرو۔

ایک دوسری جگہ فرمایا قولہ تعالیٰ

اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون ۝

(ترجمہ) اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے دریا کو تابع کر دیا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں جاری ہوں اور تاکہ تم ان کی بدولت رزق اور مال و زر کماؤ اور اللہ کا شکر کرو۔

مذکورہ بالا آیات بینات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح اللہ پاک نے ہمیں بری اور بحری تجارت کی طرف رغبت دلائی ہے اگر مسلمان پھر بھی تجارت کے ذریعہ مال و زر حاصل نہ کریں اور محض گداگری یا ذہنیت سے ملازمت ہی کو اپنی ترقی کا ذریعہ سمجھتے رہیں تو پھر سے اپنی تقدیر کو پھوڑیں حیرانی ہے کہ ایسی صاف وصریح تعلیم کے ہوتے ہوئے انہوں نے کیوں تجارت کو ذریعہ معاش نہیں بنایا اگر قرآن سے نہ دور تھے اور اس کے معانی و مطالب پر غور کرنے کو گناہ سمجھتے تھے تو کم از کم یہ تو ہر مسلمان کو معلوم تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تجارت ہی کو اپنی معاش کا ذریعہ بنایا تھا اسی سے سبق حاصل کرتے اور اپنے نبی کی سنت پر عمل پیرا ہوتے مگر یہ تو جب ہوتا کہ ان کے ملا مولویوں نے انہیں میلاد کی مٹھائیوں نعتوں کے جھولوں اور ... میلاد پر لڑنے جھگڑنے سے فرصت دی ہوتی آہ ان کمبختوں نے تو اپنے نبی کے ذکر کو بھی ایک رسمی چیز بنالیا اور یوں اپنی دین اور دنیا دونوں تباہ کرلیں یہاں تک کہ اور چیزوں کو فراموش کیا وہاں محبوب ومرغوب عند اللہ تجارت کو بھی بھلا دیا اس پر اندھیر اور ظلم یہ ہے کہ اگر کوئی خیر خواہ ہمدرد ملت مسلمانوں کو یہ مشورہ دے کہ تجارت اپنے ہاتھ میں لو تو کہا جاتا ہے "لو جی ہم یہ بنیوں والا کام اختیار کریں" سبحان اللہ کیا ذہنیت ہے خدا ہی حافظ ہے اس قوم کا جس کی سمجھ اور ذہنیت کا یہ عالم ہو جو اپنے عروج کے وسائل کو اختیار کرنے میں اپنی ذلت و رسوائی سمجھتی ہو۔ اور چند ٹکوں کی ملازمت اور غلامی کو باعث عزت سمجھتی ہو۔ مسلمانو! سوچو اور غور کرو کہ جو کام تمہارے رسول نے کیا ہو وہ تمہارے لئے کس طرح باعث ذلت ہوسکتا ہے بلکہ اس کی پیروی تو تمہارے لئے دارین کی فلاح و بہبودی کی کھلی ضمانت ہے۔ (باقی)

فلسفہ صلوٰۃ

(از جناب خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

کوئی قوم جب انحطاط کی طرف جاتی ہے تو وہ حقائق سے منہ موڑ کر لفظ پرست ہو جاتی ہے پھر آہستہ آہستہ لفظ پرستی بھی چھٹ جاتی ہے اور اس طرح وہ اصل حقیقت بالکل خاک میں مل کر رہ جاتی ہے یہی حالت درود شریف پڑھنے کی ہے اصول کے لحاظ سے تو یہ مقدس شغل میرے نزدیک نماز سے کچھ ہی کم درجہ پر ہے لیکن لوگوں نے جو دیت سے صرف تکرار لفظی پر اکتفا کر رکھی تھی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بہت سے لوگ نہ صرف ان الفاظ ہی کو چھوڑنے پر آمادہ ہوگئے ہیں بلکہ ان پر معترض بھی ہیں کہا جاتا ہے کہ جب درود شریف ایک دعا ہے جس میں ہم خدا تعالیٰ سے آنحضرت صلعم کی ازدیاد ترقی چاہتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے درجات کی ابھی تکمیل نہیں ہوئی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ ضرور آنحضرت سے زیادہ ہوگا کیونکہ جس ترقی کی درخواست سرور کائنات کے متعلق کی جاتی ہے وہ ترقی بطور مثال حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

اس اعتراض کا کسی آریہ کی زبان سے سن لینا تو ایک معمولی بات تھی لیکن آج اچھے طبقہ کے مسلم بھی درود شریف کے متعلق اگر معترض نہیں تو متامل ضرور ہیں یہ ساری مصیبتیں لفظ پرستی کا نتیجہ ہیں کوئی بھی تھوڑی دیر کے لئے تکلیف تحقیق کو گوارا نہیں کرتا۔

صلوٰۃ کے معنی

یوں تو ہر زبان میں لفظوں کے معنے کئی کئی ہوتے ہیں لیکن عربی الفاظ حقائق و معارف کا خزانہ ہیں اس کا ایک ایک لفظ مختلف معانی کا حامل ہوتا ہے۔ لفظ کا محل و موقعہ ہی بتلا سکتا ہے کہ کسی خاص مقام پر کسی لفظ کے کیا معنے ہونے چاہئیں یہ حقیقت مسلم ہے۔

لفظ صلوٰۃ کا ماخذ "صلی" ہے اس کے ایک معنے ہیں خدا تعالیٰ سے رحمت و ترقی کی دعا مانگنا اور دوسرے معنے ہیں بنات خود ترقی کامیابی رفعت اور مقصد کا پورا ہونا اور تیسرے معنے ہیں ایسے افعال و اسباب کا جمع کرنا جن کے ذریعہ سے ہم سرسبز اور کامیاب ہوتے ہیں یہ تینوں معانی مختلف کتب لغت میں موجود ہیں صاحب تاج العروس نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب یہ لفظ آنحضرت صلعم کے متعلق استعمال ہو تو اس کے مخصوص معنے آپکے فرض زندگی یعنی اشاعت و تبلیغ اسلام کی کامیابی کے ہوتے ہیں۔

صلوٰۃ الٰہی کی تفسیر

یہ چاروں معانی مسلم ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ اس لفظ کے معنے کسی خاص مقام پر کیا ہوتے ہیں؟ یہ امر ظاہر ہے کہ درود شریف پڑھنے کی بنیاد قرآن کریم کی یہ آیت ہے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اے مومنین تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو آپ فرض کیجئے کہ "صلی" کے معنے دعا کے ہیں اس صورت میں یہ صحیح ہوگا کہ انسان اور فرشتے دعا مانگ سکتے ہیں لیکن آیت تو کہتی ہے کہ خدا تعالیٰ بھی صلوٰۃ بھیجتا ہے اب اگر صلوٰۃ کے معنے صرف دعا کے ہیں تو سوال پیدا ہوگا کہ خدا جو قادر مطلق ہے کس طرح دعا مانگتا ہے لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس لفظ کے معنے اس موقع پر دعا کے نہیں ہیں اب اگر دوسرے معنوں کی طرف توجہ کی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ بالکل صاف ہیں آیت شریف کے معنے یہ ہوئے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ اس قسم کے اسباب مہیا کرتے رہتے ہیں جس سے آنحضرت صلعم کا مقصد زندگی تکمیل کو پہنچے اور آپ کا نام بلند اور آپکے مشن کی ترقی ہو اور اس موقع پر یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے یہ عمل کر رہے ہیں تو اے مسلمانو تم بھی یہی عمل کرو تم بھی ان کاموں میں مصروف ہو جاؤ جن سے حسب تشریح صاحب تاج العروس اشاعت اسلام کی ترقی و تکمیل ہو۔

صلوٰۃ الٰہی کا عملی نتیجہ

تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ اول تو اسلام روز افزوں ترقی کرتا رہا لیکن وہ باتیں جنھیں ہم خدا اور اس کے فرشتوں کی طرف منسوب کر سکتے ہیں وہ خود بخود لوگوں کا ان اصولوں کی طرف رجوع کرنا ہے جو نہ صرف اسلام ہی کی روح رواں ہیں بلکہ وہ معرکۃ الآرا باتیں ہیں جنہوں نے مذاہب دیگرہ کو اسلام سے جدا کیا اس امر کے ثبوت میں تاریخ کی اوراق گردانی کرنا نہیں چاہتا جو آج ہمارے سامنے ہو رہا ہے وہ اس آیت شریف کی ایک کامل تشریح ہے یعنی آج دنیا نہ صرف ظاہر اسلام سے منہ موڑ رہی ہے بلکہ مذہب کو ہی جواب دے رہی ہے لوگ نہ صرف علی الاعلان اپنے اپنے مذہب سے علیحدہ ہو رہے ہیں بلکہ ضرورت مذہب ہی کے منکر ہیں ہاں تعلیم مذہب کی جگہ انہوں نے چند اصول زندگی اختیار کر رکھے ہیں جن پر وہ بطور مذہب چلنا چاہتے ہیں اب اگر ان اصولوں کو غور سے دیکھا جائے تو وہ سب کے سب اسلام کے بنیادی اصول ہیں ہمارا زمانہ کچھ اس قسم کا مبارک زمانہ واقع ہوا ہے کہ ہمیں تبلیغ و اشاعت میں صرف اتنا کہہ دینا ہے کہ جن جن امور کی خاطر دوسرے مذہب والوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ رکھا ہے وہ خالصۃً اسلامی نہیں اور ہمیں ان دوستوں کو صرف اسی قدر بتلانا ہے کہ جن اصولوں کے تم اس قدر دلدادہ ہو رہے ہو قرآن نے ان کا نام اسلام رکھا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ نئی کیفیت اور مذہبی ذہنیت کس نے پیدا کی ہماری حالت جمود تو ظاہر ہے اور جس طرح ہم اس فریضہ حقہ سے الگ ہو چکے ہیں یہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے پھر کس نے امور سلطنت میں دنیا کو جمہوریت کا دلدادہ کر دیا ہے؟ کس نے مساوات انسانی کی روح پھونکی ہے؟ کس نے ذات پات اور رسمی تعزز کو ملیامیٹ کر دیا ہے؟ وہ کون سے اسباب ہیں جنہوں نے ہندوستان جیسی قدامت پسند اور چار دیواری میں رہنے والی قوم کو شدھی سنگٹھن جیسے مفید اصولوں پر عامل کرا دیا ہے؟ کیوں ہندو اصحاب آج ورثہ نسواں پر زور دے رہے ہیں از قبیل ازدواج بیوگان، طلاق وغیرہ کے مسائل بھی ہیں دوسری طرف فلسفہ حیات کے لئے اگر کل دنیا مغرب کو دیکھتی ہے تو مغرب میں ذیل کے مضبوط اصول کس سلطان نے جا کر شائع کئے ہیں؟ توحید مساوات انسانی عالمگیر اخوت انسان کی سرشت کا مکمل اور بے عیب ہونا دنیا میں ادراک کا مادہ پر غالب رہنا وغیرہ وغیرہ یہ اصول اور بیسیوں اور مسائل کل کے کل اسلامی ہیں لیکن اگر آج یورپ ان پر

فریضہ سمجھتے تو یہ انقلاب ہماری کوششوں کا تو نتیجہ نہیں ہے یہ تو آیت زیر بحث کی ایک لفظاً اور عملاً تفسیر ہے اللہ تعالیٰ یہیں فرماتے ہیں کہ میں اور میرے فرشتے تو دنیا کو تو میں اصول اسلام کی طرف رغبت پیدا کر رہے ہیں ہم (خدا) تو رات دن (یصلون علی النبی) کر رہے ہیں لیکن مسلمانو تم بھی کچھ کام کرو یعنی تم تو دنیا کے لوگوں کو قرآنی اصولوں کی طرف لا چکے ہیں لیکن تم جاکر انھیں اطلاع دو کہ ان اصولوں کا نام اسلام ہے

محض لفظی ترجمہ دونا کافی ہے

معترض اب غور کرے کہ آیت کے یہ معنے کسی تکلف کے محتاج نہیں ایک طرف ان معانی کی موید لغت عرب ہے اور دوسری طرف واقعات عالم اس کی تصدیق کرتے ہیں اگر ان امور کی مذکورہ بالا حقیقت سے انکار کریں تو وہ کچھ نہیں جن کا نام مسلمان ہے جس قدر بھی عظمت ... آنحضرت کی تعریف ہو تھوڑی ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو ہم نے تعمیل ارشاد ... میں تو صد کروڑی جونہی کسی کی زبان پر آنحضرت کا مبارک نام آیا ... اللھم صل علی محمد کا شور برپا ہو گیا لیکن کسی ایک نے بھی اس پر غور ... کہ آنحضرت کا منشا یہ ہرگز نہ تھا غرض تو یہ تھی کہ جس وقت آپ کا نام زبان پر آئے ... آپکے مشن کی اشاعت کا خیال ہو۔

درود شریف کے اگر معنے دعا کے ہی لئے جائیں تو پھر دعا کی حقیقت تو قرآن ... یہ ہے کہ جو ... خدا سے مانگی جائے تو اس کے پورا کرنے کے اسباب ہم اپنے جاننے ... ہم کوشش میں اپنی طرف سے کوئی کمی نہ چھوڑیں اور تکمیل کے لئے خدا کی طرف دیکھیں کس قدر افسوس کی بات ہے کہ درود شریف میں تو ہم خدا سے ملتجی ہوں کہ آنحضرت صلعم کا نام بلند ہو مگر ہمارے روزمرہ کے افعال ... سے ہم باعث ننگ ہوں یہ دعا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے مضحکہ اور مذاق کرنا ہے ... کو چھوڑ دیا جائے درود شریف تو اس لحاظ سے اصلاح اخلاق کا بہترین ذریعہ تھا اگر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور کسی شخص کی تعلیم کی کامیابی کا بڑا بھاری ثبوت یہ ہوتا ہے کہ اس معلم کے پیرو اس تعلیم پر عامل ہوں تو محمد عربی کی رفعت ذکر اور آپ کو کامیابی کا ثبوت اس زمانہ میں ہمارے افعال سے ہونا چاہئے تو پھر درود شریف پڑھنے سے پہلے ہمیں اصلاح اعمال کی فکر کرنی چاہئے اور گویا ہم یہ کہنے کے قابل ہو جائیں کہ جہاں تک اصلاح اعمال میں ہم سے جو کچھ ہونا تھا نہ تو ہم کر گزرے اور آگے خدا کا کام ہے اسی طرح لفظ درود کے معانی پر غور کرنے سے اور تشریحات بھی ہو سکتی ہیں۔

دوسرے اعتراض کا جواب

خدا تعالیٰ نے درود شریف میں کامیابی کا ایک نمونہ جناب ابراہیم کو پیش کیا ہے اور ہمیں اسے نصب العین بنانے کے لئے متوجہ کیا ہے دراصل اس سے مراد تو وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں جناب ابراہیمؑ سے جو برکت و رحمت کا وعدہ تھا وہ اس کی اولاد کے ذریعہ ہونا تھا اگر جناب اسمٰعیل بھی آپ کی اولاد میں سے ہیں اور آنحضرت صلعم اسی باغ کے ایک گل سرسبز ہیں تو جس قدر اسلام کی اشاعت ہوگی وہ اسی برکت کی افزائش ہے جو جناب ابراہیمؑ کو عطا ہوئی جناب ابراہیمؑ اپنی اولاد کے لئے برکت کی دعا مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اس دعا کو منظور فرماتے ہیں اور حضرت نبی کریم اپنے آپ کو ابراہیمؑ کی دعا ظاہر کرتے ہیں ہم درود شریف میں خدا تعالیٰ کو اس کا وعدہ یاد دلاتے ہیں کہ تو نے جس طرح جناب ابراہیمؑ سے برکت کا وعدہ کیا تھا اس کی ابتدا جناب اسمٰعیلؑ کی اولاد سے ہوتی ہے اس برکت کے آج ہم وارث ہیں لہٰذا ہمیں وہ توفیق پیدا کر دے جس کے ذریعہ ہم اس برکت کے وارث ہو جائیں جو تو نے جناب ابراہیم کو عطا فرمائی آپ کی اسرائیلی نسل تو باغ روحانیت سے کٹ چکی ہے ہاں دوسری شاخ کے ذریعہ وہ وعدہ کردہ برکت جاری ہے اس کا ظہور آنحضرتؐ کی ذات پاک سے ہوا جس کے نام لیوا آج ہم ہیں۔

محبت وہ بلا ہے جس کو سنکر جی دہل جائے

سرکش محبوب کو سرنگوں کرنیکے عمل

عمل نمبر ۱ ... سرکش ... والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کیلئے مناسب نہیں ہیں عمل نمبر ۲ علاوہ صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر موخطا نہیں گئے ... اب ہم خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بناکر بے کم و کاست تفصیل ہدیہ پیران کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار نہ ہو ... ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائیں گے طلب فرمائیں

عمل نمبر ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد ... صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جاسکتا ہے ہدیہ رعایتی تین روپے **عمل نمبر ۲** یہ ایک آیت قرآنی با موکل کا عمل ہے اکتالیس ... اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور ... آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب آپ کے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ دو روپے

عمل نمبر ۳ برائے ترقی روزگار یہ عمل ترقی تجارت و ترقی معاش و ملازمت اور اس کی ترقی کے لئے عجیب و غریب ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ منٹ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنے نذرانہ ہے ... دس آدمی ... ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف و خطر نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہ کسی قسم کا پرہیز جو صاحب عمل نمبر ۱ و ۲ ایک ... دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائے گا اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔

عمل عداوت یہ عمل دو شخصوں کے درمیان عداوت ڈلوانے کے لئے نہایت مجرب ہے صرف پندرہ منٹ کی پڑھائی سات یوم میں کامیابی ہوتی ہے جائز ضرورت کے ... طلب کیا جاوے ورنہ گناہگار ہوں گے نذرانہ **عمل تباہی دشمن** یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے بہترین عمل ہے آدھ گھنٹہ یومیہ محنت کی پڑھائی ہے جائز ضرورت کے ... طلب کیا جاوے ہدیہ ایک روپیہ چار آنے

سب عملوں کے ملنے کا پتہ:- **فضل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۴۵ دہلی**

مکافاتِ عمل

(نوشتہ حضرت مولانا مولوی نذیر الحق صاحب قریشی)

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

مسلمان جب واقعی اور سچے مسلمان تھے تو دنیا کی تمام قوموں سے زندگی کے ہر شعبہ میں اعلیٰ اور ارفع تھے اور عروج وارتقا کی ایک بلند سطح پر تھے نہ صرف یہ کہ وہ خود سربلند وسرفراز تھے بلکہ دنیا کی دیگر پست اور ذلیل اقوام کے لئے سرچ لائٹ کا کام دیتے تھے۔

وہ دنیا کی قوموں میں ایسے تھے جیسے محفل انجم میں ماہتاب یا جیسے کنکروں میں جواہر ریزے وہ دیگر اقوام میں ایسے ممتاز تھے جیسے عام ہرنوں میں نافہ مشک رکھنے والا ہرن۔ ان کے علم واخلاق کی نکہت سے تمام عالم معطر تھا اور وہ دنیا کی آنکھ کا تارا تھے۔

مگر آہ - آج وہی مسلمان ہر جگہ ذلیل وخوار اور گری ہوئی حالت میں ہیں اب یقین بھی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ وہی مسلمان ہیں جو چند صدیوں پہلے تھے اب تو ہمارے لئے اسلاف کرام کی بزرگی اور عظمت وافتخار کے گیت گانا اور ان کی عظمت پارینہ سے تھوڑی دیر کے لئے دل بہلا لینا بھی باعث شرم وندامت ہے۔

مسلمانوں کی گذشتہ اور موجودہ حالت کا موازنہ کرنا میرے نزدیک ایک شاعرانہ طرز بیان ہے مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے جتنے بلند تھے اب اتنے ہی پست ہیں ان کی حالت سے ظاہر ہے کہنے اور جتلانے کی ضرورت نہیں اب سوال یہ ہے کہ یہ انقلاب اور افسوسناک تغیر کیوں ہوا اس سوال کا جواب اور اس کا صحیح حل آج سے نہیں بلکہ نصف صدی سے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام بلاد اسلامیہ میں یکساں طور پر زیر غور ہے مگر اس کا صحیح حل آجتک لاینحل ہے اور ہنوز دلی دور است والا مضمون ہے۔

ہر مسلمان پر یہ امر اچھی طرح واضح ہے کہ مسلمان ایک عرصہ دراز سے انحطاط پذیر ہیں اور یہ بھی کہ ان کے علاج معالجہ کی کثرت کے ساتھ جدوجہد جاری ہے مگر نتیجہ برعکس برآمد ہو رہا ہے اور کچھ عرصہ اور یہی کشمکش باقی رہی اور یہ سوال یونہی لاینحل رہا تو آیندہ کے لئے بھی بہتری کی کوئی ضمانت نہیں پس جب حال یہ ہے تو اس چیز کی تلاش کرنی چاہئیے جس کی کمی نے یہ روز بد دکھایا ہے۔

اس سوال کے مختلف النوع اور متعدد جواب دیئے جا چکے ہیں لیکن اگر میرا قیاس غلطی پر مبنی نہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اب تک کوئی تسلی بخش اور واقعی جواب نہیں دیا گیا نمونتہً چند جوابات نقل کئے دیتا ہوں ناظرین ان کی واقعیت کی نسبت خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ بعض مدبرین ملت فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی عیش پسندی ان کے زوال کا باعث ہوئی اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف نظر آتی ہے اور صداقت کی کسوٹی پر غلط اترتی ہے کیونکہ یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ عیش پسندی جو لازمۂ دولت ہے قومی ترقیات اور جہد للحیات کی ضد تو ہے مگر باعث زوال نہیں اگر یہ بات صحیح ہوتی تو سب سے پہلے یورپ کو تخت رفعت سے خاک مذلت پر گرنا چاہئیے تھا کیونکہ جس قدر عیش پسند یورپ ہے اس کا عشر عشیر نہ مسلمان بادشاہوں اور امراء میں تھا اور نہ اب ہے۔ لندن، فرانس اور پیرس وغیرہ کے ایک انگریز کی موجودہ عیش پسندی اور سامان تعیش وفراغت کو ایک پلڑے میں اور محمد شاہ رنگیلے اور واجد علی شاہ کے سامان عشرت کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو یقیناً یورپ کا پلڑا بھاری ہوگا سو اب اگر عیش پسندی مسلمانوں کے زوال کا باعث مانی جائے تو چاہئیے تھا کہ یورپ بر سر تنزل ہوتا حالانکہ وہ بتدریج بام ترقی پر چڑھا چلا جا رہا ہے۔

البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کی عیش پسندی اور مسلمان بادشاہوں اور امراء کی عیش پسندیوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ یورپ باوجود عیش پسندی کے حفاظت خود اختیاری اور جہد للحیات میں اقوام عالم سے بڑھا ہوا ہے اور محمد شاہ رنگیلے اور نواب واجد علیشاہ وغیرہ دشمن کے سر پر آ پہنچنے تک بھی مشغول عیش ونشاط رہے مگر یہ دوسری بات ہے اس کو نفس عیش پسندی سے کوئی تعلق نہیں اس میں یورپ اور مسلمان برابر کے شریک ہیں صرف چند خصوصیات کا فرق ہے۔ پس یہ جواب بھی مسلمانوں کی تباہی اور ان کے زوال کا باعث نہیں ہو سکتا۔

مفلسی اور مسلمان

بعض مبصرین کا خیال ہے کہ مسلمان نادار وقلاش ہیں اس لئے تباہ حال ہیں مگر یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ مفلسی بذات خود کوئی چیز نہیں یورپ کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان کے بیشتر افراد مفلس اور نادار تھے مگر دولتمندی میں بادشاہوں سے بازی لے گئے اور مفلسی ان کو ترقی کرنے سے نہیں روک سکی۔

اگر ہندوستان کے مسلمان مفلسی کی وجہ سے تنزل پذیر ہیں تو جو ممالک اسلامیہ آزاد ہیں اور ترقی دولت کے ذرائع رکھتے ہیں وہ کیوں گری ہوئی حالت میں ہیں پس یہ چیز بھی قابل اعتماد نہیں۔

اخلاق حسنہ اور مسلمان

کہا جاتا ہے کہ مسلمان اخلاق حسنہ سے محروم ہیں اور حرکات شنیعہ میں دوسری قوموں سے بازی لے گئے ہیں بجائے حسنات وفضائل کے سیئات ورذائل ان کا ذریعہ امتیاز ہے تو چونکہ وہ اخلاقی قوت اپنے پاس نہیں رکھتے اس لئے اخلاق مذمومہ کی کمزوری انھیں خاک مذلت سے اٹھنے نہیں دیتی مگر یہ جواب بھی صحیح نہیں کیونکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یورپ باوجود دعائے تہذیب وتمدن کے حیوانی زندگی بسر کر رہا ہے وہ افعال شیطانی جن کا وجود انسانی تہذیب وشرافت کے لئے زہر ہلاہل ہے ان کو تہذیب نو کے غازہ سے خوب چمکا دیا ہے اور ان کو فرحت وانبساط کا ایک ذریعہ بنا لیا گیا ہے لہذا یہ بات بھی قرین صواب معلوم نہیں ہوتی۔

کہا جاتا ہے کہ مسلمان غفلت شعار اور آرام طلب ہیں اس لئے ذلیل اور پست ہیں یہ بات بھی قابل قبول نہیں کیونکہ آج جس قدر بھی محنت اور جفاکشی کے کام ہیں ان میں مسلمان کاریگروں اور مزدوروں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے برخلاف دیگر اقوام کے کہ وہ ایسے ذرائع معاش رکھتے ہیں جن سے غفلت شعاری اور آرام طلبی

پیدا ہوتی ہے یہی. جب سے کہ مسلمان جیسی طاقت میں دوسری قوموں سے ممتاز ہیں ایسا معلوم ہوا کہ یہ بات بہی غلط ہے۔

خانہ جنگی اور قومی زوال

بعض ہمدردان ملت فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو نا اتفاقیوں اور خانہ جنگیوں نے اس حالت تک پہنچایا مسلمان فرقہ بند ہوگئے رشتہ اخوت کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور قومی اتفاق و اتحاد کو نفاق و شقاق سے تار تار کردیا یہ بات بہی اطمینان بخش اور مبنی بر حقیقت نظر نہیں آتی۔

اس میں کلام نہیں کہ اتفاقی اور خانہ جنگی حیات اجتماعیہ کے لئے جو مسلمانوں کا مذہبا طرۂ امتیاز ہے ملک الموت اور زہر قاتل ہے اور مسلمانوں کی تباہی میں ایک حد تک نا اتفاقیوں اور خانہ جنگیوں کا ہاتھ نمایاں طور پر نظر آتا ہے مگر صرف نفاق ہی کسی قوم کی تباہی اور زوال کا باعث نہیں ٹھیرایا جاسکتا دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشنگوئی فرمائی تہی کہ حضرت عثمان غنی باغیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمائینگے ان کا مقدس خون آیت فسیکفیکہم اللہ پر گرے گا ایمان کی شہادت سے باب فتنہ وا ہوجائے گا اس پیشنگوئی کے مطابق ایسا ہی ہوا اور واقعی اس وقت سے فتنہ نفاق کا دروازہ کچھ ایسا کہلا کہ اب تک بند نہ ہوا اور مسلم کی تیغ بیدریغ گلوئے مسلم پر اب تک برابر چل رہی ہے

حضرت عثمان غنی کی شہادت سے نفاق اور خانہ جنگی شروع ہوئی جس سے بیشمار اور بے اندازہ قومی نقصانات پہنچے مگر اسی وقت سے مسلمانوں کا عروج و کمال بہی شروع ہوا ان کا رعب و داب اور تسلط و اقتدار برابر قائم رہا اور ان کا شیرازہ پراگندہ نہ ہونے پایا. جنگ جمل اور صفین نے اگرچہ مسلمانوں کو نقصان عظیم پہنچایا مگر ان کی جمعیت اور قومی آن بان میں ذرہ فرق نہ آیا ایک نمونہ ملاحظہ

صحابۂ کرام کا اختلاف اور قومی وقار

جس وقت حضرت امیر معاویہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے برسر پیکار تھے اور حضرت امیر معاویہ کی صحبت و تربیت رسول اللہ سے دوری رنگ لارہی تہی تو اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے قیصر نے ارادہ کیا کہ میں آگے بڑھکر سرحد پر قبضہ کرلوں اس کوتاہ اندیش نے ان کو قومی عزت و قار سے غافل تصور کرلیا اور سمجھ بیٹھا کہ یہ بہی خدا کے تیرہویں صدی کے مسلمان ہیں کہ قومیت متحدہ کے جہاز کو گرداب فنا میں پہنسا دیں گے مگر ذرا ٹس سے مس نہ ہوں گے۔

بس وقت اس پیش قدمی کا علم حضرت امیر معاویہ کو ہوا تو آپ نے ایک زبردست اور زلزلہ انگیز عتاب نامہ روانہ کیا اور تنبیہ کی کہ اے قیصر ہم سا ہر کہ تو اسلامی سرحد پر پیشقدمی کرنے کا ارادہ رکہتا ہے اگر یہ ٹہیک ہے تو کان کہول کر سن لے اور یاد رکھ کہ اگر تو نے ایک قدم بہی آگے بڑہایا تو سب سے پہلا شخص جو حضرت علی کے دست حق پرست پر بیعت کرکے تیرا مقابلہ کرنے کے لئے تیرا مقابل ہوگا وہ امیر معاویہ ہوگا اس جذبہ خودداری اور عظمت اسلام کے جوش کو دیکہکر اس کے ارادوں پر اوس پڑگئی اور پیش قدمی کی جرأت نہ کرسکا۔

اس حیات افزا اور ولولہ انگیز واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ باوجود شدید اختلاف اور خانہ جنگی کے ان کا قومی عزت و وقار بحال رہا باوجود اختلاف آرائیوں کے وہ مائل بہ پستی نہ ہوئے اور دشمنوں کو برابر نیچا دکہاتے رہے معلوم ہوتا ہے

کہ کوئی خاص جذبہ اور اسپرٹ ان میں ایسی تہی جس نے ان کو گرنے سے روکا اور وہ برسر اقتدار رہے جو ہم میں نہیں۔

یہ چند اسباب اور جوابات بطور نمونہ تحریر کردیئے گئے ہیں اسی طرح اور بہت سے اسباب قرار دیئے جاتے ہیں مگر سب کے سب واقعیت سے کوسوں دور ہیں اور کوئی بہی اطمینان بخش نہیں ہے۔

خواہ مسلمانوں کے تنزل کا کوئی سبب قرار دیا جائے اس کے متعلق یہی سوال ہوسکتا ہے کہ ایسا کیوں ہے یعنی جب تک ان کے زوال کی کوئی علت العلل نہ معلوم کی جائے اس وقت تک تشفی بخش جواب نہیں ہوسکتا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایسی جامع اور مانع چیز جاتی رہی جس کی کمی سے تمام خرابیاں اور کمزوریاں ٹوٹ پڑیں ان کے امراض کا کوئی منبع ہے جس سے سینکڑوں امراض پیدا ہوگئے ہیں وہ کسی ایسے رہنما کی تربیت اور رہنمائی سے محروم ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے وہ برسر عروج تھے۔

بیشک یہ صحیح ہے کہ مذکورہ بالا کمزوریاں اور خرابیاں مسلمانوں میں حد سے زیادہ ہیں اور ذلت و پستی کی علامتیں ہیں مگر تنہا مسلمان ہی ان خرابیوں میں مبتلا نہیں بلکہ دنیا کی تمام متمدن و غیر متمدن قومیں کم و بیش اپنے اندر یہ خرابیاں رکہتی ہیں۔

تو چونکہ مسلمانوں کے مرض کی ابہی تک صحیح تشخیص نہیں ہوئی اسی وجہ سے علاج معالجہ کا نتیجہ برعکس برآمد ہورہا ہے بلکہ مرض بڑہتا گیا جوں جوں دوا کی، تمام دوڑ دہوپ بیکار جدوجہد لاحاصل اور چیخ و پکار بے نتیجہ ہے اور یہ حوصلہ شکن مایوسی کا سامنا اس لئے ہوا کہ ہمدردان قوم اور نبض شناسان ملت نے اپنی اپنی معلومات اور خود ساختہ معیاروں پر ان کی تشخیص و تعیین کی اور قومی تنزل و ترقی کے معیار خود مقرر کرلئے حالانکہ وہ اپنے پاس ایک ایسا قانونی دستور العمل رکہتے تھے جس کی شان "تفصیلا لکل شئی" ہے۔

بس جب مسلمانوں کے زوال کے صحیح حل میں دنیا کے تمام بہترین دماغ مختلف ہیں اور اس گتہی کو سلجہانے سے انسانی عقلیں قاصر ہیں کسی ایک حقیقت پر فضلائے امت اور مدبرین ملت متفق نہیں تو آئیے اب خدا کی مقدس کتاب قرآن مجید کی طرف رجوع کریں اور دیکہیں کہ یہ کتاب مبین ہماری پستی و ذلت کی کیا وجہ قرار دیتی ہے جو یقیناً اطمینان بخش ہوگی اور اس لائق کہ تمام تر توجہ اس کی اصلاح پر مرکوز کردی جائے۔ (باقی آئندہ)

شرطیہ ڈہائی مہینہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ مرمن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ سمجہکر پڑہ لیں گے صرف ایک گہنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تیس ہزار فروخت ہوگئی اس سے بہتر انگریزی سکہانے والی کتاب آجتک نہیں لکہی گئی ضخامت تقریباً ۲۳۲ صفحات

قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۷ر کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

یقین

(از جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب بلگرامی)

تاریخ اسلام کے اُس زمانہ پر نگاہ ڈالئے جو نہ صرف تاریخ اسلام میں بلکہ تاریخ عالم میں اپنی پاکیزگی کے لئے کوئی نظیر نہیں رکھتا اور جسے ایک تاریخی واقعہ کی حیثیت سے خیر القرون کا لقب دیا گیا ہے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ خدا کے چند بندے جو تعداد میں تھوڑے سر و سامان کے لحاظ سے بالکل بے حیثیت، اٹھتے ہیں اور ایک عالم کی کایا پلٹ دیتے ہیں صرف سلطنتوں ہی کو نہیں بلکہ مخلوق کے دلوں اور روحوں تک میں عظیم الشان تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں برائی مٹ کر بھلائی آجاتی ہے اور ظلم کی جگہ انصاف قائم ہوتا ہے اس زمانہ کا کوئی دانشمند اس پاک گروہ کے حالات پر جب غور کرے گا ان کی لڑائیوں کے سر و سامان کی فہرست تاریخ کے ورقوں میں دیکھیگا ان کے جنگ کے اطوار دعوت اور تبلیغ کے طریقے معلوم کرے گا تو یقیناً اسے اچنبا ہوگا کوئی بڑا عالم النفس کا ماہر اپنے فن کے اعتبار سے کچھ باتیں نکال کر ان کی کامیابی کے اسباب گنانا شروع کرے گا لیکن حقیقت کچھ اور ہے اور ان کی کامیابی کا راز اور انکی تاثیر کے اس قدر جلد اور مضبوطی کے ساتھ پھیلنے کا بھید نہ تو قوت امدادی کی باضابطہ اور باقاعدہ مشق میں اور نہ سر و سامان کی بہتات اور زیادتی میں یہ چیزیں تو ان کہاں اور کیا تھیں ایک ہی چیز تھی جس نے ان سب مادی چیزوں کی قائم مقامی کی تھی اور اسی کے جوش کے یہ سب کرشمے تھے وہ خدا اور اس کے پاک رسول کی باتوں کا یقین تھا یقین انسان میں طاقت پیدا کر دیتا ہے اسی سے ہمتیں بندھتی ہیں حوصلے پیدا ہوتے ہیں ارادے پورے ہوتے ہیں کسی کام کو شروع کرنے سے پیشتر اگر اس کے انجام کی کامیابی کا پوری گہرائی کے ساتھ یقین ہو تو پھر اس کام کے پورا کرنے میں کوئی چیز سدّ راہ نہیں بن سکتی یقین رکھنے والا آدمی ہر مشکل پر غالب آسکتا ہے اور ہر دشواری کو اپنے راستہ سے ہٹا سکتا ہے۔ یقین ہی کا پھل تھا کہ نبی کے پاک ساتھی اسلام کی راہ میں کانٹوں کو پھول جانتے تھے ثواب آخرت کی امید ان کو ہر قسم کی قربانی کے لئے آگے بڑھاتی تھی اور وہ بے جھجک اپنے جان و مال کو نچھاور کر دیتے تھے عذاب کا خوف حساب کتاب کا ڈر ان کی زندگی کے ہر ہر لحظہ کو نیکی اور بھلائی میں صرف کراتا تھا۔ مایوسیوں کے بادل اور ناامیدیوں کی گھنگھور گھٹائیں ان کے یقین کی روشنی سے چھٹ جاتی تھیں اور بالآخر کامیابی کی صورت ان کے سامنے ہوتی غربت ان کو روک نہ سکتی بے زوری مانع نہ ہوتی کسی کا ڈر و دبدبہ حائل نہ ہوتا کیوں کہ انھیں اپنے مالک کے وعدوں کا یقین تھا آج بھی خدا کا وعدہ موجود ہے اس کا فرمان ہمارے پاس ہے اور کہنے کو ہم اس کے بندے اور فرمانبردار ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ اس کی باتوں کا یقین نہیں۔ یقین کا نہ ہونا ہی تمام مصیبتوں کی جڑ اور ساری بیماریوں کی بنیاد ہے ہم کو اقرار سب باتوں کا ہے اس کی خدائی کا بھی اسکی یکتائی کا بھی مسبب الاسباب ہونے کا بھی حشر و نشر کا بھی حساب کتاب کا بھی لیکن کیا یقین، پختگی اور مضبوطی ان باتوں پر ہے؟ اس کا جواب ہم میں سے ہر ایک کو اپنی پوری دلی حالت کو ٹٹول لینے کے بعد دینا چاہئیے۔

ہم اس کی راہ میں اپنی پونجی نہیں خرچ کر سکتے کیونکہ مستقبل کا کھٹکا لگا ہوا ہے۔ جان نہیں دے سکتے اس لئے کہ جان پیاری ہے۔ عیش و آرام ترک نہیں کر سکتے کہ وہ محبوب ہے ان تمام چیزوں کے بدلہ میں جو کچھ آخرت میں ملنے والا ہے اس کی طرف ایک ہلکا سا خیال تو ضرور جاتا ہے لیکن ان کے ملنے نہ ملنے پر دل کو دبدھا ضرور ہے اور جب تک یہ دبدھا مٹ کر یقین سے نہ بدلیگا خدا کے وہ وعدے بھی ہم پر پورے نہیں ہو سکتے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ایک پرانی وضع کی ہندوستانی شریف اپنے پہناوے اپنے اٹھنے بیٹھنے کے ہر لحظہ میں محفل کے آداب اور مجلس کے آئین کا کیا لحاظ رکھتا ہے کیونکہ لوگوں کی انگشت نمائی کا خطرہ ہے اور اسی طرح ایک جنٹلمین کوئی بات اٹیکیٹ کے خلاف نہیں کر سکتا اس لئے کہ اسے ہر دم سوسائٹی کی گرفت کا اندیشہ ہے دونوں اپنی اپنی جگہ محض اندیشہ اور خطرہ کی بنا پر بندھے بندھائے اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں لیکن ہم مدعی اسلام وایمان جنھیں اپنی زندگی کے ہر لحظہ کا حساب دینا ہے اور وہ بھی ایسے مالک کے روبرو جو ہر کھلی چھپی بات سے آگاہ ہے پھر بھی ہم برائیوں کے کرنے میں نڈر اور گناہگاریوں میں دلیر ہیں اسلام کی عزت کو ابھارنے اور کلمۃ اللہ کو اونچا کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں مصیبتیں ہمارا آگا روک لیتی ہیں اور مشکلیں ہمیں پیچھے ہٹا دیتی ہیں ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں ان اللہ لا یخلف المیعاد خدا اپنے وعدوں کو پیچھے نہیں کرتا لیکن دل اس پر یقین نہیں کرتا اس لئے قدم آگے بڑھنے سے رک جاتے ہیں۔ ہندوستان میں آزادی کی تحریک اٹھی ہزاروں آدمی اس جنگ میں آگے بڑھے اور پیچھے ہٹ گئے کیونکہ وہ اپنی کامیابی کے یقین سے خالی تھے یقین رکھنے والی تھوڑی سی فوج اس بھیڑ کے مقابلہ میں کامیاب ہوگی جو خود اپنی طرف سے اپنے اندر شبہ رکھتی ہے یقین کامیابی کا پیش خیمہ ہے اور شک ناکامی و نامرادی کی نشانی ہے کامیابی چاہتے ہو تو یقین پیدا کرو وانتم الاعلون ان کنتم مومنین اگر یقین رکھتے ہو تو تم ہی سرفراز ہو۔

حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا ہوا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر بہادروں کے ساتھ ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کرکے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا کتاب کو پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی و نامرادی کی وہ سین آپ کی آنکھوں میں آنکھیں گے کہ جس سے آپ کا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد ہو چکا ہے فی الفور گرم ہو جائے گا اور آپ میں حرارت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائیگا کتاب کے شروع میں سلطان کا عکسی فوٹو دیا گیا ہے قیمت صرف دو روپے محصولڈاک ۱۲؍ کل ۲؍۱۲
(منیجر جمیعۃ پریس دہلی سے منگائیے)

قلت و کثرت

(از مولانا عبدالرحمٰن صاحب بگرامی)

اس وقت ہندوستان کی آب و ہوا میں جو فاسد جراثیم پیدا ہو گئے ہیں اور اس کی وجہ سے طرح طرح کے جو امراض ہمارے قومی جسم میں سرایت کر گئے ہیں ان میں سے ایک مسلمانوں کی تعداد اور گنتی کی کمی زیادتی کا سوال بھی ہے یہ سوال آجکل ہمارے اچھے اچھے دماغ رکھنے والوں کو پریشان کئے ہوئے ہے اور اسی خطرہ اور ڈر نے ہمارے بڑے بڑے کاموں اور خصوصًا ملکی آزادی کے کام میں رکاوٹ ڈال رکھی ہے بظاہر یہ خطرہ معلوم بھی سخت ہوتا ہے اس لئے کہ ساٹ اور لاکھیں کے جھگڑے میں کون نہ کہیگا کہ حب ڈرا کیس کی ہونی چاہیے اپنے اپنے حصے کیڑا بانے کے دنیا میں سب ہی خواہشمند ہوتے ہیں البتہ اس خواہش کے نیچے جو ڈر اور خوف چھپا ہوا ہے اس سے تو ہر ایمان رکھنے والا اور قرآن کی تعلیموں کو جاننے والا انکار اور سخت انکار کرے گا میدان جیتنے کے لئے گنتی کہاں کام آتی ہے گنتی اس لئے بڑہاؤ کر پروردگار کو ماننے والی جماعت بڑھے اس لئے نہیں کہ تم اس سے کوئی لڑائی فتح کرو گے تاریخ موجود ہے کہ تھوڑے آدمیوں نے جو کام کئے وہ بہتوں سے نہ بن سکے خدا کے چند بندوں نے جو تبدیلی پیدا کی وہ بعد کو پھر تو ہزاروں سے نہ ہو سکی بلکہ کبھی کبھی تو کثرت نے نقصان ہی پہنچایا ہے کثرت کا خیال غرور اور لاپرواہی پیدا کر دیتا ہے حنین کی لڑائی میں جو ہوا قرآن کریم نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اذا عجبتکم کثرتکم کہ جب تمہاری تعداد کی زیادتی نے تم میں گھمنڈ پیدا کر دیا پھر پروردگار نے پہلے شکست دی کہ اس گھمنڈ کا بدلہ ہو اور تب اس کی مہربانی نے فتح دلائی حوصلہ اونچا ہو ہمت بلند ہو ایمان موجود ہو اور خدا کی تائید اور امداد کی ایسا بھروسہ ہو جو کسی طرح بھی توڑے نہ ٹوٹے تو یہ شمار اور گنتی کی کوئی پوچھ نہیں ہم جب اخباروں میں پڑھتے یا کبھی اپنے کانوں سے سنتے ہیں کہ کثرت تعداد رکھنے والی ہماری ہمسایہ قوم کے بہت سے نامی لیڈر بھی ہمیشہ خوف اور ڈر کا اظہار کرتے ہیں اور طرح طرح کی تدبیریں بتا کر اپنی قوم کو بہادری کی دعوت دیتے ہیں تو ایک طرف ہمیں اس پر افسوس آتا ہے کہ یہ لوگ بزدلی کی اصل جڑ غلامی کو کھود کے ہوتے تو بچے ہیں اور ان کی یہ پکار کیسے کامیاب ہو سکتی ہے دوسری طرف ان کی حالت دیکھ کر تعجب کا رونا رونے والوں پر ترس آتا ہے کہ وہ کثرت کے اس چلتے پھرتے سبق کو کیوں نہیں دیکھتے اور یہ دیکھ کر کیوں عبرت نہیں حاصل کرتے کیا تماشا ہے کہ قلت کثرت سے خوف کھاتی اور کثرت قلت سے سہمی ہوئی ہے دونوں کے دل کمزوری اور بزدلی سے بھرے ہوئے ہیں نہیں تو ہندو اور مسلمان اکیلے اکیلے سے علیحدہ ہو کر تیسری طاقت سے جو صرف ان کے جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر مسلط ہے چھٹکارا حاصل کرتے ہندو بھائی بھی ہماری بات پر کان دھریں اور مسلمانوں کو تو پورے زور سے ہم جتلانا چاہتے ہیں کہ یہ ڈر اور خوف ہمارے ایمان پر ایک دھبہ ہے ہم سب کو کمزوری کی اصل بنیاد تک پہنچنا چاہیے ایک تو یہی غلامی ہے اور دوسرے اپنے اندر کا اضمحلال اور خود اپنی طاقت پر اعتماد کا نہ ہونا مذہبی حیثیت سے دیکھا جائے تو ایمان کا صحیح نہ پایا جانا ہے ہم مسلمانوں کو ان لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دینا چاہیے جو ان کے خلاف اپنے آدمیوں کو اکساتے رہتے ہیں ہم کو اپنا کام اور وقت کا سب سے مقدم کام کرنا چاہیے اگر کوئی قوم اپنی ترقی کی فکروں میں لگی ہے اپنے کو بڑا بنا کر سچائی کے ساتھ نوع انسانی کی خدمت کرنا چاہتی ہے تو ہمارے لئے اس میں کوئی رنج کی بات نہیں اور اگر کچھ لوگ عقلمندی سے اپنی قوم کی بھلائی ہماری برائی میں جانتے ہیں تو ہم بڑی خوشی سے انھیں ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں کیونکہ اول تو ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان کے دیس میں کوئی قوم ہمارا برا چاہکر اپنی بھلائی نہیں پا سکتی دوسری بات یہ ہے کہ ہم اپنی جگہ اگر اچھے اور مضبوط کام کرنے والے ہیں تو یہ مشکل ہے کہ کوئی نقصان پہنچا سکے گا ہم یہ بات صاف دیکھ رہے ہیں کہ قلت قلت کی پکار ہمارے دلوں میں کیسا برا اثر کر رہی ہے اور واقعتًا یہ احساس دن پر دن ہمارے دلوں میں اس طرح گھر کرتا جاتا ہے کہ اس سے ہماری قوتوں کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہو گیا ہے ایک بزرگ مولانا مسعود علی ندوی کی یہ بات ہم کو بہت پسند آئی کہ لوگ اس لئے روتے ہیں کہ ہم ہندوستان میں صرف سات کروڑ ہیں اور میں غم کرتا ہوں کہ افسوس مسلمان سات کروڑ ہیں اگر وہ سات لاکھ ہوتے تو اچھے ہوتے کہ وہ منظم ہوتے ان کا جوش ضائع نہ ہوتا اور ان کی قوت عمل برباد نہ ہوتی یہ ایک بڑی تاریخی حقیقت ہے اور اسلامی شان و حوصلہ کی بات ہے تولہ بھر کھرا سونا سیروں کھوٹے تانبے سے بہتر ہے عالم کے واقعات نے بارہا اس کا ثبوت دیا ہے مسلمانوں کا ماضی اس پر گواہ ہے اور مستقبل اس کی گواہی کے لئے تیار ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے ہمارے حال کی درستی مقدم ہے اور حال کی درستی کا غلامی کے بندھنوں کو توڑے بغیر کیا امکان ہے احکام الٰہی کی واقفی اور سچی تعلیم کے ماتحت اضافہ کی خواہش بالکل دوسری چیز اور خوف کھا کر اپنے کو دوگنا چوگنا کرنے کی آرزو بالکل الگ ہے افسوس ہے کہ جماعت علما جس کو اس خطرہ سے سب کے مقابلہ میں کم اثر لینا چاہیے تھا وہی اس سے زیادہ متاثر نظر آتی ہے اور یہ بھی ہماری بدبختیوں میں سے ایک بدبختی ہے۔

سلسلۂ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں

یہ چار رسالے کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے حال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطور سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں بچوں اور لڑکیوں کو صحابہ کرامؓ کے حالات پڑھانے کے لئے نہایت مفید کتابیں ہیں

قیمت ۴؎ محصول ڈاک ۵ کل ۴؎

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

زبردست مقابلہ

(از جناب مولانا عبدالماجد صاحب بی۔اے)

کہاجاتا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں پر عرصۂ زندگی تنگ کر رکھا ہے ہر طرح وہ انھیں پامال کر رہے ہیں اور مسلمان بالکل مجبور ہو گئے ہیں کہ اپنی حفاظت کے لئے میدان جنگ میں اتریں اور زور شور کے ساتھ اپنی اس ہمسایہ قوم کے ساتھ مصروف پیکار ہو جائیں۔

صورت حال بے شبہ ایسی ہو گئی ہے کہ مقابلہ، پرزور مقابلہ اور پوری ہمت و قوت کے ساتھ مقابلہ ہونا چاہئے مسلمانوں کو اپنی جوانمردی پر ناز ہے وقت آگیا ہے کہ اس کا ثبوت عمل سے دیا جائے طبل جنگ پر چوٹ پڑ چکی مہلت کی آخری گھڑی ختم ہو چکی، فرصت و انتظار کے آخری لمحے گزر چکے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ مقابلہ ہو کس صورت سے؟ کیا ہمیں اس کے لئے فوج کشی کی ضرورت پڑے گی؟ کیا اس کے لئے ہمیں توپوں اور طیاروں کو فراہم کرنا ہوگا؟ کیا اس کے لئے ہمیں سیاسی چالوں کا ماہر ہونا چاہئے؟ ظاہر ہے کہ جنگ میں ہمیں کامیاب ہونے کے لئے ضرورت صرف ان اسلحہ کی ہے جن کی بنا پر حریف کو قوت حاصل ہے اگر ٹھیک اسی قسم کے آلات و اسلحہ جو حریف کو حاصل ہیں ہم اس سے زائد قوت کے تیار کر سکیں، تو ہماری فتح یقینی ہے غنیم کے پاس اگر کوئی توپ دس میل کی مار کی ہے تو ہمارے پاس بیس میل کی مار کی توپ ہونا چاہئے۔

تجربہ بتاتا ہے کہ حریف کے پاس سب سے بڑی توپ لوہے اور فولاد کی نہیں بلکہ اس کے اندرونی انتظام، اس کی باہمی تنظیم اُس کی آپس کی شیرازہ بندی، اس کی جماعتی ڈسپلن کی ہی اور صرف یہی وہ شئے ہے جو ہندو قوم کا اقبال ہے اور جو ہندو قوم کی زندگی ہے ٹھیک اسی کے مقابل اسی شئے کے قحط و نایابی نے مسلمانوں کو کمزور و ناتوان بنا دیا ہے مغلوب و ذلیل کر رکھا ہے اور ان کی قومی زندگی پر موت کی غشی طاری کر رکھی ہے۔

ہندو قوم صحیح معنوں میں "قوم" کہی ہی نہیں جا سکتی اصلاً "قوام"، و شیرازہ بندی کی کوئی چیز اس کے پاس نہیں۔ وید مقدس کا الہامی ماننا ہر ہندو کے لئے لازمی نہیں۔ گیتا پر ایمان رکھنا ہندو ہونے کے لئے ضروری نہیں "پرانوں" کے انکار کے بعد بھی بہ آسانی ہندو رہنا ممکن ہے کسی ایک اوتار پر سب ہندوؤں کا اتفاق نہیں کوئی ایک طریقہ عبادت سب ہندوؤں میں مشترک نہیں کوئی ایک عقیدہ سب ہندوؤں کے لئے لازمی نہیں

کسی ایک تیرتھ یا زیارتگاہ کا تقدس سب ہندوؤں کے نزدیک مسلم نہیں حد یہ ہے کہ شاید خدا کا قائل ہونا بھی ہندو ہونے کے لئے ضروری نہیں۔

لیکن بلحاظ عمل حالت یہ ہے کہ اپنے فرقہ وارانہ اختلاف کے باوجود اہم قومی و جماعتی مسائل میں تمام ہندو ایک مرکزی نقطہ پر آکر جمع ہو جاتے ہیں کل ہندوؤں کی آواز ایک ہو جاتی ہے اور کثرت وحدت میں تبدیل ہو جاتی ہے آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں کے عقائد ایک دوسرے سے زمین و آسمان کا فاصلہ رکھتے ہیں لیکن ہندو قوم کی فلاح و بہبود میں مالوی جی اور سوامی شردھانند ایک پلیٹ فارم پر خلوص و یگانگت کے ساتھ مل کر کام کرتے نظر آتے ہیں سیاسی اختلافات ہر بڑی جماعت کے درمیان پیدا ہونے لازمی ہیں ان کے درمیان بھی ہیں باینہمہ ہر پارٹی کے اخبارات، درسگاہیں اور دوسرے نظامات کافی ترقی کے ساتھ اپنی اپنی زندگی کا ثبوت دے رہے ہیں سب سے بڑھ کر گائے کی حفاظت کا ایک ایسا مرکزی نقطہ انہوں نے پیدا کر لیا ہے جس پر کم و بیش ہر طبقہ و عقیدہ کے ہندو متحد ہو جاتے ہیں۔

خدا نے اسی نعمت کا سب سے بڑا حصہ مسلمانوں کو بنایا تھا کوئی مسلمان کسی فرقہ اور کسی ملک کا ہو تمام عالم کے مسلمانوں کے ساتھ ایک بڑی حد تک اپنی مشترک زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے تمام عالم کے مسلمانوں کے لئے عقیدۂ توحید لازمی ہے تمام مسلمانوں کے لئے رسول خدا صلعم کے ساتھ نسبت لازمی ہے، تمام مسلمانوں کو قرآن پاک پر ایمان رکھنا لازمی ہے۔ تمام مسلمانوں پر کعبہ کو اپنا قبلۂ عبادت ماننا لازمی ہے تمام مسلمانوں کا طریق عبادت ایک عبادت ہے تمام مسلمان بحکم مذہب ایک دوسرے کو بھائی سمجھنے پر مجبور ہیں غرض اس طرح تمام عالم کے مسلمانوں میں رشتۂ اتحاد و اشتراک پیدا کرنے والی ایک نہیں متعدد چیزیں موجود ہیں۔

یہ تعلیم تھی لیکن عمل کیا ہے؟ عمل یہ ہے کہ شیعہ و سنی، صوفی و عالم، مقلد و غیر مقلد، اہل حدیث و اہل قرآن لاہوری و قادیانی، دیوبندی و بدایونی، فرنگی محلی و بریلوی شاید ایک دوسرے سے دست و گریبان رہنا ہی اپنی سب سے بڑی عبادت خیال کرتے ہیں اور اسلامی اخبارات کے نزدیک شاید کسی مسلمان معاصر کو بدنام و رسوا کر دینا ہی سب سے بڑی قومی خدمت ہے روشن خیال و تعلیم یافتہ گروہ کی ساری کوشش یہ ہے کہ علماء کو ہر میدان میں زبردست شکست دے اور علمائے کرام اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ انگریزی خوانوں کے وجود سے تمام قومی مجلسوں کو پاک کر کے خود ان پر قبضہ کر لیا جائے ہر بڑی انجمن، ہر مشہور مجلس گویا اس امر کو اپنا ایک مقصد بنائے ہوئے ہے کہ دوسری اسلامی انجمنوں اور مجلسوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان کرے کہ مدت میں بٹھا دیا جائے۔

یہ ہے ہندوؤں اور مسلمانوں کے موجودہ حالات کی کیفیت اور اس پر ہماری شکایت فلک کجرفتار سے ہے کہ اس کی گردش ہمیں دبائے ڈالتی ہے۔ الزام خالق کون و مکان پر ہے کہ اس نے اپنوں اور یگانوں کو چھوڑ کر بیگانوں کو سرافراز کرنا شروع کر دیا ہے۔ فریاد اپنے رسول برحق سے ہے کہ امت کی دستگیری ترک فرما دی گئی ہے کیا ہمارے بزرگوں اور عزیزوں نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ہماری اس حرمان و بدنصیبی اس ذلت و خواری میں خود ہمارے قصوروں کا بھی کچھ حاصل شامل ہے؟ غصہ ہم ہندوؤں پر کرتے ہیں کیا ہمارے نفوس خود اس غصہ کے مستحق نہیں؟ بدلہ ہم ہندوؤں سے لینا چاہتے ہیں کیا زیادہ قرین انصاف نہ ہوگا کہ اس کی ابتدا ہم خود اپنی جانوں سے کریں؟

ہم چند مسلمان جہاں ایک ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں تو قومی و اجتماعی زندگی سے متعلق ہمارا سب سے زیادہ دلچسپ مشغلہ کیا ہوتا ہے؟ یہ کہ فلاں فلاں لیڈر

وہ یہ کہا گئے فلاں فلاں اشخاص بے ایمان اور غدار ثابت ہوئے۔ فلاں فلاں اشخاص سے اتنی غلطیاں صادر ہوئیں وقس علیٰ ہذا۔ نتیجہ یہ لازمی طور پر نکلا کہ اس وقت مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ ایثار اور بڑی سے بڑی خدمت کرنے والا کوئی فرد بھی ایسا نہیں جو انتہائی بدگمانیوں کا شکار نہ ہو اور جس کی شہرت و نیک نامی کو صدمہ پہنچانے والے بدتر سے بدتر قصہ و افسانے عام طور پر مشہور نہ ہوں یہ اس قوم کا طرز عمل ہے جس کو بدگمانی سے بچنے غلط افواہوں کے باور نہ کرنے اور غیبت و بدگوئی سے الگ رہنے کی خاص طور پر تاکید ہوئی تھی کیا ہندو قوم کا بھی برتاؤ علی العموم اپنے خادموں اور کارکنوں کے ساتھ ایسا ہی دلشکن و دلخراش ہے؟

اخبارات روزانہ و ہفتہ وار، انگریزی و اردو دونوں اس وقت مسلمانوں کے ہاتھ میں اچھے قسم کے موجود ہیں، لیکن ان میں سے کسی ایک کی بھی حالت قابل اطمینان ہے؟ علمی و ادبی رسائل مسلمانوں کے ہاتھ میں متعدد ہیں کتنوں کی اشاعت معقول ہے؟ تصانیف اردو زبان میں جسے مسلمان اپنی زبان کہتے اور سمجھتے ہیں، ہر سال مفید و بلند پایہ نکلتی رہتی ہیں ان کی طرف مسلمان قوم کو کس حد تک توجہ ہے؟ کیا یہی برتاؤ ہندوؤں کا اپنے اخبارات، اپنے رسائل اور ہندی زبان کی تصانیف کے ساتھ بھی ہے؟

اسلامی انجمنیں، اسلامی درسگاہیں کس کثرت سے اس وقت موجود ہیں اور سب ایک ہی طرز و نمونے کی نہیں بلکہ بالکل مختلف مقاصد کے ساتھ بالکل مختلف کارکنوں کے ہاتھ میں ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسی ہے جو سرکاری امداد بغیر کسی رئیس کی سرپرستی کے محض قوم کی توجہ و ہمدردی کے سہارے پر چل رہی ہو؟ تعلیم، تبلیغ، خلافت، تنظیم کتنے کاموں کا ہم نے اعلان کیا مگر کسی شے کے متعلق بھی کیا ہم اپنی سرگرمی کو قائم رکھ سکے؟ کسی شے کو ہم اندرونی نزاعات سے محفوظ رکھ سکے، علیگڑھ، دیوبند، ندوہ، جامعہ، ان میں سے کسی کو خارجی اعانت سے قطع نظر کرکے محض اپنی توجہ و ہمدردی سے زندہ رکھ سکے ہیں؟

پھر کیا ہندوؤں کا بھی برتاؤ اپنی درسگاہوں اپنی انجمنوں، اپنی سبھاؤں اور اپنے گئوشالوں کے ساتھ ہے؟

کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ جس قوم کو سب سے پہلا سبق انما المومنون اخوۃ کا ملا تھا جو امت دنیا کو اتفاق و یکجہتی کا درس دینے آئی تھی جس ملت کا طغرائے امتیاز رحماء بینھم تھا وہی آج تفریق و انتشار کی انتہائی گہرائی میں پڑی ہوئی ہے اور اس حد تک منتہی ہو چکی ہے کہ اپنی اس پستی کا بھی احساس نہیں رکھتی اور بجائے اپنے تئیں ملزم قرار دینے کے دوسروں پر الزامات رکھنے میں ذرا نہیں شرماتی ایک شور برپا ہے کہ ہندو مسلمانوں کو مٹائے ڈالتے ہیں کوئی ان غیرتمند بھائیوں کو سمجھائے کہ محض ہندو کیا معنی اگر ساری دنیا بھی متحد ہو کر انھیں مٹانا چاہے تو نہیں مٹا سکتی جو شے ان کی مٹانے والی ہے وہ خود ان کی نفسانیت و خودغرضی اور باہمی رشک و حسد ہے جس روز اپنے اس بڑے اندرونی دشمن کو انہوں نے زیر کر لیا دنیا کی کوئی قوت ان پر فتح نہیں پا سکتی۔

(م)

رسالہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر مدت سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالہ ایسا جس سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال ظاہر کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ کی آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کی دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہونگی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اب تک مدارس اسلامیہ اور قومی اسکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے برہما بنگال۔ یو پی۔ پنجاب۔ گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے ان رسالوں کی گجراتی، بنگالی، برہمی، اور مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت نماز روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید۔ کتب آسمانی ملائکہ جنت دوزخ عذاب و ثواب معجزات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کمل و مفصل بیان و تشریح صحابہ کرام اور اولیاء اللہ اور کرامات اولیاء اللہ کا ذکر اور اس کا ثبوت۔ قیامت کے متعلق علامات و معلومات کا ذخیرہ اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن میں جلد آسکے نہایت خوش اسلوب طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک بدعات وغیرہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی

کامل سٹ پانچ حصے عہ مجلد عہ علاوہ محصولڈاک

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ترکی جمہوریہ میں چند روز

(ایک سیاح کے قلم سے)

ترکی بالکل بدل گئی لیکن قسطنطنیہ کی ظاہری شکل و صورت میں کوئی فرق نہیں جب میرا جہاز شاخ زریں میں داخل ہوا تو قسطنطنیہ ویسا ہی دلفریب نظر آتا تھا جیسا سلطان عبدالحمید خاں ثانی کے عہد میں وہی شاندار محلات تھے وہی خوشنما عمارتیں تھیں اور وہی مساجد کے دلکش گنبد جب میں قسطنطنیہ کی سڑکوں پر سے گذرا تو مجھ کو انقلاب کی جھلک نظر آئی مصطفےٰ کمال پاشا نے قسطنطنیہ یا استامبول کو مستقر حکومت ہونے کے شرف سے محروم کر دیا ہے لیکن وہ قسطنطنیہ کی جاذبیت میں کوئی کمی نہ کر سکے قسطنطنیہ کا منظر آج بھی ویسا ہی پرکیف ہے اور اس میں مشرقی شان امارت کے دلکش نظارے اب بھی اسی طرح نظر آتے ہیں۔

ترک صدیوں سے یورپ میں رہتے ہیں یورپین معاشرت ان کے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے اور چونکہ قسطنطنیہ تہذیب و تمدن کا مرکز رہا ہے اس لئے یہاں پوشاک کی تبدیلی کچھ زیادہ نمایاں نظر نہیں آتی ہے سیاحوں کو فرق صرف یہ نظر آتا ہے کہ پہلے مردوں کے سر پر خوشنما لال ٹوپی ہوتی تھی اب وہ "ہاسر" لیس قسم کی چھجہ دار مغربی ٹوپی پہنتے ہیں ہاں ترکی عورتوں میں زیادہ انقلاب نظر آتا ہے ترکی عورتیں آزادی کے ساتھ باہر تو پہلے بھی نکلتی تھیں لیکن ان کے چہروں پر آنکھوں کے نیچے ایک باریک نقاب ہوتا تھا لیکن اب اس نقاب نے جو پہلے آنکھوں کے نیچے رہتا تھا اب چہرے سے بھی نیچے سرک کر شانوں پر ایک دراز مفلر کی حیثیت اختیار کر لی ہے عورتوں کی پوشاک میں اب مغربی انداز زیادہ نمایاں ہے لیکن وہ مردوں کی طرح مغربی ٹوپی اب بھی استعمال نہیں کرتی ہیں ان کے سروں پر ایک خوشنما لیس دار ٹوپی ہوتی ہے۔

ترکوں کے الحاد کی داستانیں بالکل فرضی ہیں یورپین ممالک نے جو صدیوں سے ترکی قوم کے دشمن رہے ہیں انھیں اسلامی ہمدردی سے محروم کرنے کے لئے یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا ہے جس طرح ہمارے ہندوستان میں بعض دولتمند اور والیان ریاست مسلمان مذہبی فرائض کی پابندی نہیں کرتے اور منہیات شرعی میں مبتلا رہتے ہیں یہی ترک ارباب ثروت کا بھی حال ہے انھیں بھی ہمارے ہندوستانی رئیسوں کی طرح شاہ پرستی و بادہ گساری سے فرصت نہیں ملتی باقی ترک عوام اسی طرح پابند مذہب اور پکے مسلمان ہیں جس طرح ہمارے ہندوستان کے وہ مسلمان جو ترکوں کو محض اس الزام میں بدنام کرتے ہیں کہ انھوں نے برائے نام خلافت کا مرکز توڑ دیا ہاں یہ ضرور ہے کہ چونکہ ترکوں میں تعلیم مقابلتاً زیادہ ہے اور ان کی رگوں میں غلامی کے جراثیم پیوست نہیں ہوئے اس لئے وہ عام ہندوستانی مسلمانوں کی طرح تنگ خیال متعصب اور کوتاہ نظر نہیں اگر اسلام کی اصل روشنی میں دیکھا جائے تو ایک ترک ایک ہندوستانی سے زیادہ سچا اور مخلص مسلمان ہے اوقات نماز میں مسجدیں آج بھی اسی طرح بھری نظر آتی ہیں جیسی کہ سلطان عبدالحمید خاں کے عہد میں پھر ترکی قوم سوٹ پوش ہے ہمارے ہندوستان میں بھلا کتنے سوٹ پوش نوجوان اذان کی آواز سنکر مسجدوں میں جاتے ہیں صرف اسی ایک حالت سے موازنہ کرنا چاہئے کہ ترک زیادہ مخلص مسلمان ہیں یا بالی جمعہ و جمع گذارنے والے ہندوستانی۔

میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ نماز مغرب کے وقت قسطنطنیہ کی سڑکیں سونی ہو جاتی ہیں ہر سوٹ پوش اور ہیٹ لو ترک مسجد کی طرف بھاگتا ہے تعلیم یافتہ فیشن ایبل خواتین اپنا لباس سنبھالتی ہوئی فریضہ مغرب ادا کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں مغربی پوشاک میں ملبوس ان عورتوں اور مردوں کو خدا واحد قہار کی بارگاہ میں سربسجود ہوتے دیکھکر جو دل پر گہرا اثر پڑتا ہے وہ ہندوستان کی مساجد میں چند لمبی داڑھی والے مولویوں اور چند غریب اہل حرفہ کو دیکھکر نہیں پڑ سکتا۔ افسوس ہے کہ ان تنگ خیال مسلمانوں کی نگاہ میں جو اپنے آپ کو اسلام کا واحد ٹھیکیدار سمجھتے ہیں ترک بظاہر بھی ملحد بے دین اور کافر ہیں۔

قسطنطنیہ سے جب میں انگورا کی جانب روانہ ہوا تو مجھے انقلاب کی جھلک زیادہ گہری نظر آئی شہروں میں تو ترک پہلے بھی سوائے ہیٹ کے مغربی پوشاک پہنتے تھے لیکن دیہاتوں میں پتلون نما شلوار یا شلوار نما پتلون کا زیادہ رواج اور ترک کاشتکاروں کے لباس میں مشرقیت غالب تھی لیکن اب دیہاتوں میں بھی مغربی پوشاک کا رواج بڑھ رہا ہے ترکی ٹوپی تو بہت ہی کم نظر آتی ہے اندرونی علاقوں میں تار برقی، ٹیلیگرافی ریلوے لائن اور مشینریوں کے رواج سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ایشیائی حصے کے قالب میں مغربی روح کس طرح حلول کر رہی ہے دس بارہ سال پیشتر کون خیال کر سکتا تھا کہ قونیہ جیسے شہر یا انگورہ میں مغربی تمدن کے آثار نظر آئیں گے۔

ترکی جمہوریہ کا پایہ تخت انگورہ مغربی انداز کا خوشنما شہر ہے صرف چند برسوں ہی کے اندر اس کی از سر نو تعمیر ہوئی ہے انگورہ کی آبادی بڑھتی جا رہی ہے وزارتخانے [illegible] سفارتخانوں کی عمارتیں بھی خوشنما ہیں۔

انگورہ میں سب سے زیادہ شاندار سڑک ”شارع غازی“ ہے اسی سڑک پر ترکی قوم کے مایۂ ناز ہیرو مصطفےٰ کمال پاشا کا مجسمہ نصب ہے شام کے وقت شارع غازی پر بہت چہل پہل رہتی ہے یہ سڑک اپنی صفائی اور نفاست میں لندن اور پیرس کے مشہور صاف ستھرے بازاروں کا مقابلہ کرتی ہے ٹریفک بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن کوڑا تو درکنار کہیں گرد و غبار کا بھی نام نہیں ہوتا ترک سگریٹ نوشی کے بہت عادی ہوتے ہیں سگریٹ کے بچے ہوئے حصوں کو پھینکنے کے لئے جا بجا رنگین ٹب ہوتے ہیں اگر کوئی شخص اپنی موٹر سے سگریٹ پھینک دے تو صاف کرنے والے فوراً اس کو اٹھا لیتے ہیں شارع غازی کے کنارے پر ایک خوشنما نو تعمیر مسجد ہے جس کے چاروں طرف بہت پر رونق میدان ہے یہاں لوگ جمع ہو کر قہوہ نوشی کرتے ہیں ان دکانوں پر اعلیٰ درجہ کی پیسٹریاں دستیاب ہوتی ہیں۔

سرکاری ملازمین کے لئے انگورہ کی موجودہ آبادی سے باہر خوشنما کوارٹر بنے ہوئے ہیں اور اس حصہ کو نئی شہر یا نیا شہر کہتے ہیں نام کو

پانچ بجے سرکاری ملازمین دفتروں سے فرصت پاکر اپنے گھروں میں جاتے ہیں اور "شارع غازی" پر ان کی موٹروں کا ہجوم ہوتا ہے۔

انگورہ میں پہاڑی کے اوپر غازی مصطفےٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ کی سرکاری قیام گاہ ہے عمارت بہت سادہ مگر دلکش ہے میں ایک دن اس پہاڑی کے اوپر بھی گیا چونکہ پر مسلح سنتریوں کا پہرہ تھا دفعتاً سنتریوں نے رائفلیں سنبھالیں اور مؤدبانہ فوجی انداز میں کھڑے ہو گئے میں نے اوپر نگاہ اٹھائی غازی مصطفےٰ کمال پاشا اوپر چھجے پر کھڑے ہوئے تھے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر ترکی قوم کے اس نجات دہندہ کو دیکھتا رہا غازی موصوف چند منٹ تک پھاٹک کی جانب دیکھتے رہے ان کی نظر مجھ پر نہیں پڑی اس کے بعد ٹہلنے لگے اتنے میں چند ترک کاشتکار پھلوں کی ٹوکریاں لئے ہوئے آئے وہ پھاٹک کے اندر داخل ہونا چاہتے تھے لیکن مسلح سپاہیوں نے ان کا راستہ روک دیا تھا۔ کاشتکاروں نے اندر جاکر اپنے غازی کی زیارت کے لئے اصرار کیا لیکن سپاہیوں نے پھاٹک کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اتفاق سے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی نظر ان پر پڑ گئی انہوں نے سپاہیوں کو اشارہ کیا وہ ایک جانب ہٹ گئے ترک کاشتکاروں کے چہرے مسرت سے کھل اٹھے اور وہ اندر داخل ہوئے۔

میں نے دیکھا کہ غازی مصطفےٰ اپنی رعایا کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے کاشتکاروں نے قدیم ترکی انداز پر غازی کو سلام کیا غازی نے بآواز بلند ان کے سلام کا جواب دیا اور ایک اڈی کانگ ان کو اوپر لے گیا میرے خیال میں یہ غریب کاشتکار اپنے محبوب غازی کی خدمت میں نذر کرنے کے لئے پھلوں کی ٹوکریاں لائے تھے اس نظارہ سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ ترکی قوم کو اپنے غازی سے محبت ہے اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا بھی ان لوگوں پر جو ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں زیادہ پابندیاں عائد نہیں کرتے۔

انگورہ سے قونیہ گیا یہاں اول الذکر کے مقابلہ میں مشرقیت زیادہ غالب ہے غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے مذہبی پیشواؤں کو مغربی لباس سے مستثنےٰ قرار دیا ہے اور چونکہ قونیہ کو ایک مذہبی مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے یہاں لمبے چغے اور رنگین عمامے بکثرت نظر آتے ہیں قونیہ کے چاروں طرف انگوروں کے خوشنما باغات میں انگور یہاں بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور اس کی تجارت فروغ پذیر ہے قونیہ کے ایک ممتاز بازار میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا مجسمہ نصب ہے اس شہر کی بھی توسیع ہو رہی ہے جو جدید حصہ آباد ہوا ہے اس میں مغربی جھلک ہے اسی شہر میں اساتذہ ٹریننگ کالج گورنمنٹ ہاؤس اور ٹاؤن ہال کی شاندار عمارتیں ہیں ایک بہت شاندار مسجد بھی زیر تعمیر ہے شہر کے قدیم حصہ میں جامع عزیز الدین بہت مشہور عمارت ہے اس میں دنیائے اسلام کے مشہور صوفی بزرگ حضرت مولانا جلال الدین رومی کا مزار ہے جس کی زیارت کے لئے ہر حصہ ملک کی زائرین آتے ہیں۔

ٹرکی آنے سے پیشتر میں نے سنا تھا کہ غازی مصطفےٰ کمال نے اپنے شوق تجدید میں قونیہ کی "ہو" خانقاہ کو مقفل کر کے درویشوں کو نکال دیا ہے لیکن یہاں آکر یہ اطلاع بالکل غلط ثابت ہوئی پہلے عرصہ میں قونیہ کے چند درویشوں نے حکومت کے خلاف بغاوت میں نمایاں حصہ لیا تھا اسی سلسلہ میں ترکی حکومت نے چند درویشوں کو پھانسیاں دیں اور چند کو خارج البلد کر دیا اس کے علاوہ انہوں نے خانقاہ سے کسی قسم کا تعارض نہیں کیا درویشوں کا مستانہ وار رقص آج بھی قونیہ میں ہوتا ہے اور زمانۂ قیام میں مجھے خود ایک مرتبہ یہ رقص دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

میں جہاں کہیں بھی گیا میں نے ترکوں کو بدرجۂ غایت خلیق اور مہمان نواز پایا سیاحوں کے ساتھ بالخصوص محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ترکوں کو غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے غیر معمولی محبت و عقیدت ہے ان کے خلاف وہ کوئی بات بھی سننا گوارا نہیں کرتے ملک میں ہر طرف ترقی کے آثار نظر آرہے ہیں تعلیم کا عام رواج بڑھ رہا ہے چونکہ مسلسل جنگ کی وجہ سے ٹرکی نے شدید نقصانات برداشت کئے ہیں اس لئے ان کی تلافی کے لئے بہت زیادہ روپے کی ضرورت ہے یونانیوں نے حملہ کے وقت تو شہر ویران کر دیئے ان کی از سر نو تعمیر ہو رہی ہے ٹرکی میں غیر ممالک کا سرمایہ ضرور لگ رہا ہے لیکن مصطفےٰ کمال پاشا حتی الامکان اپنے ملک کو غیر ملکی سرمایہ کے نام اور قرض کے عذاب سے بچانا چاہتے ہیں اس لئے حکومت زیادہ ٹیکس لگانے پر مجبور ہے دوسرے ممالک کے مقابلہ میں ٹرکی ٹیکس ناقابل برداشت ہیں سڑکوں پر جو لوگ چیزیں فروخت کرتے ہیں حکومت ان سے بھی ٹیکس وصول کر لیتی ہے ٹیکس کی یہ شدت لوگوں کے لئے تکلیف دہ تو ضرور ہیں لیکن حکومت کی مجبوری اور خود اپنے مستقل قومی فائدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترک عاشقان وطن اس گرانباری کو بخوشی برداشت کرتے ہیں۔

ترکوں کو آزادی سے جس قدر محبت ہے وہ کسی مزید صراحت کی محتاج نہیں اپنی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے انہوں نے صدیوں اپنا خون پانی کی طرح بہایا ہے تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ ترکوں کو چند سال بھی کبھی امن و عافیت کے ساتھ بیٹھنا نصیب نہ ہوا ان پر دشمنوں کی ہمیشہ یورش رہی مخالفوں نے ان کی آزادی کو پامال کرنا چاہا لیکن انہوں نے اس بیش قیمت چیز کو بچانے کے لئے ایک ایک انچ زمین پر جنگ کی جنگ یورپ کے اختتام پر جب سلطنت عثمانیہ پارہ پارہ ہو چکی تھی کون کہہ سکتا تھا کہ ایسی حالت میں جبکہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں جنگ سے تھک کر بے دم ہو چکی ہیں کمزور اور مغلوب ترک پھر ایک تلوار نیام سے نکالیں گے لیکن حریت پرستی کے جذبہ نے ترکوں کے تھکے ہوئے قالب میں ایک نئی روح پھونک دی اور جب انھیں معلوم ہوا کہ ان کی آزادی کا سورج ہمیشہ کے لئے غروب ہو رہا ہے تو انہوں نے غلامی کی ابدی زندگی پر آزادی کے چند لمحوں کو ترجیح دی اور سر سے کفن باندھ کر پھر شاہد حریت کا ناموس بچانے کے لئے پھر میدان جنگ میں آگئے جو قومیں خوش تھیں کہ ہم نے ترکوں کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا ان کی نگاہیں ترکوں کی برش شمشیر سے پھر خیرہ ہو گئیں یہی ترکوں کا جذبۂ حریت پرستی تھا جس نے مغلوب ترکوں کو فاتح کی حیثیت سے پھر آزاد قوموں کے دوش بدوش لا کھڑا کر دیا۔

جو ترک آزادی کے لئے اپنی جان تک کی پرواہ نہ کرتے ہوں ان سے یہ کس طرح امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اس کے تحفظ کے لئے روپیہ خرچ کرنے سے دریغ کریں گے ترک مالدار قوم نہیں ہے مختلف اقتصادی دشواریاں درپیش ہیں لیکن چونکہ وہ جانتی ہے کہ آزادی قومی حکومت کے قیام و بقا کے لئے اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے اس لئے وہ گرانبار ٹیکسوں کو بخوشی ادا کرتے ہیں اور اگر ان کی حکومت کو اور بھی زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوتی تو ترکی قوم شاید اپنے جسم کے کپڑے بھی فروخت کر کے آزادی وطن کے

اپنے آپ پر ایک نظر

(از جناب مولینا سید محمد یوسف صاحب قادری، ہوشیارپوری)

موجودہ زمانہ اسلامی ہند کے لئے انتہائی ابتلا کا زمانہ ہے برادرانِ وطن عہدِ ہا سال کی غلامی میں رہنے کے باوجود تمام وہ منازل ارتقاء طے کر چکے ہیں جن کی طرف مسلمان اب گامزن ہوا ہے انہوں نے اپنی مالی حالت کو مضبوط سے مضبوط تر کر کے اپنی جسمانی مذہبی اور سیاسی قوت کا ایسا شاندار مظاہرہ کیا ہے کہ ان کا ہر ایک حریف ششدر و حیران اور ہراساں و پریشان ہے اور ان کی غیر معمولی مجموعی ترقی کو نہایت بدگمانی سے دیکھ رہا ہے۔

برادرانِ وطن کا ارتقا

برادرانِ وطن نے اپنی ایک ایک کمزوری کو تاڑ لیا اور نہایت تن دہی سے اُس کے علاج میں مصروف ہو گئے ان میں مذہبی اختلاف آرا بے شمار تھا لیکن صورتِ حال کو مدنظر رکھتے ہوئے انھوں نے اپنے آپ کو اس قدر سنبھال لیا ہے کہ مختلف الخیال ہونے کے باوجود وہ ایک خاص نصب العین کے لئے کوشش کر سکتے ہیں انہوں نے اپنے سپاہیوں کو باآواز بلند کہدیا ہے کہ لڑائی کے میدان میں ہم یہ نہیں دیکھیں گے کہ تمہارے خیالات کیا ہیں بلکہ ہم کو صرف یہی دیکھنا ہے کہ تمہاری بندوقوں کے منہ کس طرف ہیں۔

تکمیلِ جسمانیت

برادرانِ وطن کو اپنی بدنی طاقت کا بڑا کھٹکا تھا انھیں اندیشہ تھا کہ یہ سارا کھیل کہیں غیروں کے لئے ہی نہ کھیلتے ہوں اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ اصلاح کی فکریں دل میں ہونے لگیں چند سال ہی میں انہوں نے اس قدر جرأت حوصلہ اور زور بازو پیدا کر لیا ہے اب وہ تمام دعویدار طاقتوں کو زور آزمائی کا کھلا کھلا چیلنج دے رہے ہیں اگر ان کی طاقت کے متعلق ابھی تک کسی کو شک ہے تو وہ کانپور بنارس آگرہ مرزا پور وغیرہ کے واقعات پر نظر ڈال لے۔

تعداد کا فکر

ملک کے بعض حصوں میں انھیں آبادی کے گھٹ جانے کا اندیشہ تھا لیکن اس کمی کو رفع کرنے کے لئے ہی انہوں نے شدھی کا دروازہ کھولدیا اور دیگر اقوام کو بڑی تیزی سے اپنے پھاٹک کے اندر داخل کر رہے ہیں انہوں نے یہ فعل کوئی وقتی ہیجان کے ماتحت نہیں کیا بلکہ ایک مستقل پالیسی اور عاقلانہ دور اندیشی کے ماتحت کیا ہے ملک میں انقلابات کی آندھیاں آئیں بگولے اٹھے لیکن وہ جماعت جو کہ تقسیمِ عمل کے زریں اصول کے ماتحت ایک اور محض اسی ایک کام کے لئے وقف ہو گئی ہے شہرت و نام آوری یا کسی ہنگامی جذبہ کے ماتحت اپنے مورچہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں ہٹے گی اور وہ اپنے کام میں مصروف رہے گی۔

یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

حالت کا امتحان

جب دور اندیش ہندو لیڈروں نے دیکھا کہ ہمسایہ قوموں کی جسمانی قوت کا ہوا ان کے ہمقوموں کو بہت خائف کئے ہوئے ہے اور ان کو اپنی صحیح حالت کا اندازہ نہیں کرنے دیتا تو انہوں نے اس خوف کو دور کرنے کے لئے ان کو ان مسلمانوں سے بھڑوا دیا جن سے کہ یہ خائف تھے وہ لوگ جنہوں نے کبھی خون کی ایک بوند بھی نہیں دیکھی تھی خون کی ندیاں بہادیں اور جب ان ندیوں میں ان تیس ارخانوں کو جن سے وہ اس قدر خائف تھے تیرتے ہوئے دیکھ لیا تو وہ سمجھ گئے اور خوب سمجھ گئے کہ ہم احمق تھے کہ سائے سے ہی ڈرتے رہے آج ان کے لئے یہ خونی مناظر کچھ زیادہ بھیانک نہیں رہے وہ انھیں نہایت معمولی بات خیال کرتے ہیں۔ آج انھیں آڑے وقتوں میں اپنے ہی دست و بازو پر نگاہ ڈالنے کی عادت ہو گئی ہے آج انہیں بڑے سے بڑے حریف کے ساتھ بھی نبرد آزما ہونے کے لئے غیر کی امداد کی حاجت نہیں رہی مبارک ہے وہ قوم اور قابلِ صد تحسین ہیں وہ لیڈر جنہوں نے دلوں کی بھولی بھٹکی مری مرائی قوم کو نہ صرف راہِ راست پر ڈال دیا بلکہ لیلائے مقصود کی صحیح آرامگاہ بھی دکھا دی اور اس کے جمالِ جہاں آرا کی جھلک دکھا کر راہِ طلب کے مجنونوں کی آتشِ شوق کو اور بھی بھڑکا دیا۔

مسلمانوں پر نظر

اے ہمصفیرانِ چمن آؤ ذرا اس چمن کی نوحہ خوانی بھی کر لیں جو کبھی بہار کی شادابیوں کا سرچشمہ تھا اور آج سراپا خزاں ہے۔

آؤ آج تمہیں غازیانِ عرب و عجم کے اخلاف کی ایک مختصر سی مگر پر درد داستان سنائیں کہ وہ کس حال میں ہیں اور غلامی کی غلامی کا حق کہاں تک بجا لا رہے ہیں! دنیا کے انقلابات کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ فلاں ابن فلاں کے حقوق و مطالبات کی نگہداشت یا کسی خاندانِ قدیم کے حق الخدمت کی بجا آوری میں اپنی قیمت ضائع کرے۔ ع

اندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

یہاں تو عام اعلان ہو چکا ہے کہ قسمتیں رونے سے نہیں بنا کرتیں منزلیں کہنے سے طے نہیں ہوا کرتیں کتوں کی آوازیں رزقِ گدا پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں تنازع للبقا کا میدان موجود ہے، گو دچوگان ہم ہے لو اور قسمت آزمائی کر دیکھو۔

خود اعتمادی کہاں ہے

سلطنت کھو کر مسلمان بڑے عرصہ تک ادھر ادھر بھٹکتے رہے۔ بڑے بڑے دستگیروں کو یاد کیا بڑے بڑے پیچ و تاب کھائے کبھی ہندو کے چرن پکڑے کبھی انگریز کی بارگاہ میں سیس نوایا کبھی کانگرسی داناؤں کے جان و مال کو دعائیں دیں اور اب تک کبھی اس در پر نگاہیں ہیں کبھی اس در پر آہ کہ ایسی حوصلہ مند دلیر اور غیر اللہ کے سامنے کبھی نہ جھکنے والی قوم کچھ ایسی سٹھیا گئی ہے کہ اب اسے وہ اصول بھی یاد نہیں جو اس نے خود دنیا کو سکھائے تھے کیا یہ صحیح نہیں کہ اس سے قبل مسلمان نے ساری کامرانیاں محض اپنے اوپر ہی بھروسہ کر کے حاصل کی تھیں اور اقبال کے الفاظ میں ہمیشہ ہر ملک خدا کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھا تھا اور زمین کے ہر گوشے میں ہر دوسرے سہارے سے بے نیاز رہ کر زندگی بسر کی تھی!

اسلام کی فطرتی نصرت و کامرانی کی وہ سادہ مگر پر رنگ تصویر جو علامہ اقبال نے طارق اعظم کے الفاظ میں کھینچی ہے، مسلمان کی جانبازی اور خدائے یکتا پر اعتمادِ کلی کی یکتا تصویر ہے ؎

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت گفتند کارِ تو بنگاہِ خرد خطاست

دوریم از سواد وطن باز چوں رسیم ترک سبب ز روئے شریعت کجا رواست
خندید و دست خویش بشمشیر برد گفت ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

ایک کسوٹی

دنیا کا یہ عام اور اٹل طریقہ ہے کہ وہ کبھی تہ پر نظر نہیں ڈالتی وہ نشستے نمونہ از خروارے کی قائل ہے کسی تعلیم کے حاملین سے ہی اس تعلیم کے حق و باطل کا اندازہ لگا لیا کرتی ہے آج اگر ایک بھنگی یا لمبک جی کی مابندی و برتری کا راگ دیگر اقوام کے سامنے الاپ کر ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو اس کی یہ ندا صدا بصحرا ثابت ہوگی اس لئے کہ ان کے داعی کی قوم اپنا تدنی وقار بالکل کھو چکی ہے کوئی طاقتور ایک منٹ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ وہ ایک ایسی سوسائٹی میں شریک ہو جہاں جاکر اس کی عزت ذلت سے بدل جائیگی ہر ایک انسان اپنے درجہ کو بلند کرنے کا خواہشمند ہے وہ اپنے سے اچھے کے ساتھ رابطۂ اتحاد پیدا کرنے کا متمنی رہے گا یہاں ہم مسلمانوں کو اس کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کرینگے۔

ہمارے مشترک معائب

پنجاب میں مسلم آبادی مجموعی آبادی کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور یہاں کے مسلمان اسلامی ہند کے نمائندہ خیال کئے جاتے ہیں لیکن چونکہ سب مسلمان ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں اور ایک ہی درخت کے پھل ہیں اس لئے محاسن میں گو یہ یکساں نہ ہوں لیکن معائب میں موافقت ضرور ہے۔

عام حالت یہ ہے کہ ہر مسلمان خواہ وہ شریف ہو یا رذیل ایک اعلیٰ تنخواہ دار افسر ہو یا ایک ادنیٰ پیشہ ور ہر ایک قرضہ اور سود کی لعنت میں گرفتار ہے اور اسراف بیجا کا شکار رہے جسے دیکھیں حد سے گزرا ہوا ہے اس کے روزانہ اخراجات اس کی روزانہ آمدنی کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں جس سے کہ وہ بیحد پریشان ناامیدیوں کا پتلا اور حسرت و ارمان کا مجسمہ بنا ہوا ہے نہ صرف یہ کہ وہ جدید ذرائع آمدنی سے ناآشنا ہے بلکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے ترکہ کو بھی باوجود بڑے احساس کے سنبھال نہیں سکتا جس کی وجہ سے مجموعی حالت یہ ہے کہ مسلمان آبادی نہایت مضطرب حالت میں ہے ہمسایہ قوموں کا قلیل عرصہ میں ہی ان سے بڑھ جانا اور اپنی کمزوری کا احساس ان کو بہت پریشان کئے ہوئے ہے لیڈران قوم کی باہمی خانہ جنگی اور کسی باعمل اور بے ریا لیڈر کا فقدان اور اسلامی تحریکوں کی ناکامی ان کے اضطراب میں اضافہ کئے ہوئے ہے مساجد بے رونق ہیں اولیائے کرام کے مزارات جو کہ سرچشمہ فیوض و برکات تھے عام طور پر فسق و فجور کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔

تجارت کی حالت

تجارت میں مسلمانوں کا حصہ اس قدر کم ہے کہ اگر کوئی نووارد کسی شہر کے بازاروں میں گھوم کر مسلمانوں کی مالی معاشرتی و تمدنی حالت کا اندازہ لگانا چاہے تو اس کو سخت مایوسی کا سامنا ہوگا اس کی آنکھیں ہر دکان کے سائن بورڈ پر کسی اسلامی نسبت رکھنے والے نام کی متلاشی ہوں گی لیکن بہت کم اس کی یہ خواہش پوری ہوسکیگی البتہ شہر کے مشہور و معروف چوکوں اور بازاروں کو چھوڑ کر اگر وہ کسی غیر معروف سے حصہ میں داخل ہوجائے تو چند مسلمان نانبائیوں کی غلیظ بدنما اور سڑی ہوئی دکانیں دیکھ لیگا جن کے گرد نحوست و نکبت منڈلاتی ہوئی نظر آئے گی اور دکاندار کی شوریدہ بختی اور گاہکوں کی انتہائی زبوں حالی ہویدا ہوگی اس کے بعد بھی اسے اگر مسلمانوں کی مزید تجارتی سرگرمی کا اندازہ کرنے کا شوق ہو تو وہ چند مٹی کے برتن بیچنے والوں تمباکو فروشوں یا اسی قسم کے اور ادنیٰ پیشہ والوں کی دکانیں دیکھ سکیگا خاص مثالوں کو چھوڑ کر عام حالت یہی ہے۔

بس اسی پر ہی مسلمانوں کی تجارت کا خاتمہ سمجھئے اور یہی وہ حصہ ہے جو مسلمان دکاندار شہر کی رونق، تجارتی فروغ اور قومی مذاق کی نمائش میں لیتے ہیں۔

اسلامی محلے

اس کے بعد اگر اسلامی محلوں کے اندر جانے کا اتفاق ہو تو وہاں کی حالت اور بھی زبوں نظر آئیگی اسلامی محلوں پر یہی گمان ہوگا کہ شاید اچھوتوں کی آبادی ہے مسلمانوں کے مقبوضہ مکانات میں سے بھی بڑا حصہ ایسا ہوگا جو کہ کہیں رہن ہوگا یا سرمایہ داروں کے اور کسی پیچ میں ہوگا۔

واقف کار لوگوں کا خیال ہے کہ شہر کے اندرونی حصوں میں مسلمانوں کی جائداد بُری طرح اغیار کے ہاتھوں میں جارہی ہیں اور جوں جوں سرمایہ دار اپنی شاندار عمارات بنا اور بڑھا رہے ہیں مسلمان آبادی کو شہر کے باہر دھکیلا جارہا ہے۔

شہر میں چکر لگاتے ہوئے اکثر ایسی جگہ مسجدیں کھڑی نظر آتی ہیں جن کے اردگرد آبادی سب غیر قوموں کی ہے یہ کیفیت دیکھ کر اکثر اوقات ایک اجنبی شخص تشویش میں پڑ جاتا ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ چند سال قبل یہ اسلامی محلے تھے لیکن آہستہ آہستہ ان کے مکانات ہندوؤں کے ہاتھ میں چلے گئے ہیں اور اب اسلامی تمدن کی یادگار یہ مسجدیں ہی ہیں جن میں موذن پانچوں وقت اذان کہکر رہبانیت باندھ لیتا ہے ان مسجدوں سے اذان کی آواز ایسی جگر پاش ہوتی ہیں کہ حساس آدمی مسلمانوں کی بےکسی اور اسلام کی یتیمی پر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اسلامی دیہات

پنجاب میں چونکہ اسلامی آبادی قدرے زیادہ ہے اس لئے یوپی اور دیگر صوبجات کے برخلاف یہاں عموماً خالص اسلامی آبادی والے دیہات ملتے ہیں لیکن ان میں سے اکثر کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے خواہ ساری آبادی مسلمان کیوں نہ ہو چند گھر ساہوکاروں کے ضرور ملیں گے جو کہ تمام گاؤں کے اصلی منافع کے مالک ہوں گے اور گاؤں میں پختہ مکانات اور آسودہ حالی انھیں کو حاصل ہوگی، باقی زمیندار آبادی عموماً پارٹی بازی مقدمہ بازی اور طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا پائی جاتی ہے لاعلمی اور جہالت کی یہ کیفیت ہے کہ اکثر اوقات تمام گاؤں میں کوئی مسلمان خواندہ نہیں ملے گا اس لئے ہندو وکلا اور ساہوکاروں کے لئے اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے ہر وقت موقع حاصل ہے۔

مخلوط آبادی کے دیہات

چونکہ پنجاب کے مسلمان انھیں اقوام سے ہیں جن کا کچھ حصہ تو نعمت اسلام سے مالا مال ہوگیا اور کچھ اپنے قدیم مذہب پر قائم رہے اس لئے بعض دیہات ایک ہی کی برادری کی نصف مسلم و نصف غیر مسلم آبادی رکھتے ہیں لیکن مسلمان اپنی غربت جہالت بدنی کمزوری اور زبوں حالی کی وجہ سے نہایت آسانی سے پہچان لئے جائینگے چونکہ ایسے دیہات میں غیر اقوام تعلیم یافتہ اور خوب بیدار ہیں اس لئے مسلمانوں کی جائدادیں ان کے ہاتھ لگ رہی ہیں ایک اور بات یہ ہے کہ اکثر مقامات پر غیر مسلم زمیندار ساہوکارہ کرتے ہیں یہ لوگ ساہوکارہ بھی

سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے ہیں کیونکہ زراعت پیشہ ہونے کے باعث بیع وغیرہ میں انھیں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

تمدنی لحاظ سے بھی ایسے دیہات کے مسلمان زمیندار اپنے آپ کو غیر مسلم زمینداروں سے گھٹیا سمجھتے ہیں اور کسی قسم کی برابری کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں ان دیہات میں مسلمان عورتوں کی آبرو بھی عموماً خطرے میں ہوتی ہے جو کہ غربت کے باعث اکثر غیر مسلم اوباشوں کے ہتھے چڑھ جاتی ہیں۔

پنجاب کے کمین

پنجاب میں مسلمانوں کا تناسب آبادی اور اقوام سے زیادہ ہے اور اس میں بڑا حصہ ان لوگوں کا ہے جو کہ زمیندار نہیں اور جن کو دیہات میں کمین کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ لوگ ہر قوم کے دیہات میں تھوڑی بہت تعداد میں آباد ہوتے ہیں اور بڑی دبی ہوئی حالت میں بسر اوقات کرتے ہیں اگرچہ یہ لوگ طرح طرح کے مظالم کے شکار رہیں لیکن پھر بھی ان میں زندگی کے آثار پائے جانے لگے ہیں باوجود ہر قسم کے دباؤ کے یہ لوگ دینی کاموں میں حصہ لیتے ہیں اکثر دیہات میں جہاں پہلے مساجد نہیں تھیں یا زمینداروں کی جہالت کے باعث اذان کی بندش تھی وہاں یہ ہر قسم کا جانی اور مالی ایثار کر رہے ہیں اور اپنے جائز حقوق کے لئے سینہ سپر ہیں کاش ان لوگوں کی تعلیم کا انتظام مسلمان کر سکتے۔

علاج

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی آبادی کی زبوں حالی کا باعث صرف دو چیزیں ہیں ایک لاعلمی اور دوسرے مفلسی مفلسی لاعلمی کا ایک لازمی نتیجہ ہے اس وقت بھی مسلمانوں کے لئے جس چیز کی اشد ضرورت ہے وہ تعلیم ہی ہے لیکن یہ دیکھا جا رہا ہے کہ مسلمان ابھی تک بھی تعلیم کی طرف سے غفلت برت رہے ہیں۔ تعلیم خواہ بُری بھی ہو وہ جہالت سے بہرحال بہتر ہے اسی ناقص تعلیم نے ہی ہندو قوم میں گاندھی۔ داس جواہر لال جیسے بلند انسان پیدا کر دیئے۔ مسلمانوں کو ابھی نہایت بلند آہنگی سے تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اکثر اسلامی مدارس کی حالت نہایت ردی ہے جس سے مسلمانوں کی بے توجہی کا ثبوت ملتا ہے اگر ان مدارس کی اصلاح کی جائے تو مسلمانوں کی آیندہ نسلوں پر نہایت مفید اثر پڑنے کی توقع ہو سکتی ہے جبکہ مسلمان انگریزی علوم کے ساتھ ساتھ اسلامیات سے بھی آگاہ کئے جائیں اس مقصد کے لئے اسلامیہ کالجوں اور سکولوں میں ایک نہایت ہی قلیل تنخواہ پر کوئی معلم دینیات رکھ لیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بجائے مفید ہونے کے اس کا نہایت مضر اثر پڑتا ہے مدرس دینیات کی روش زمانہ اور انگریزی تعلیم سے ناآشنا ہونے کے باعث دینیات کا یہ گھنٹہ اچھی خاصی خوش گپیوں میں صرف ہوتا ہے اور طلبہ طرح طرح سے مسائل دینیہ کی تضحیک کرتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ان اسامیوں پر ایسے اشخاص مقرر کئے جائیں جو کہ انگریزی اور علوم اسلامیہ سے ماحقہ واقف ہوں اور طلبہ کو صحیح اسلامی تعلیم سے آگاہ کر سکیں اگر ایسا کیا جائے تو انشاءاللہ تھوڑی ہی مدت میں نہایت شاندار نتائج نکل سکتے ہیں۔

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے بُرے اثرات سے بچائیے اور قاعدہ نو ایجاد

اسہل القرآن

پڑھایئے یہ قاعدہ مولانا علاء الدین صاحب نیرنگ ہاشمی بھوپالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر ہیں اس کے بعد الف بائے اردو اور عربی دونوں خطوں میں ہیں تاکہ دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ پر عبور ہو جائے پھر دو حرفی اور سہ حرفی عربی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہوتے جائیں اور اس طرح سے تقریباً تین ہزار الفاظ جمع ہو گئے جن میں حروف شناسی کے ساتھ ان کے معنی بھی معلوم ہوتے جائیں اردو عربی دونوں میں اچھی خاصی مہارت ہو جائے۔

آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں اور معانی ہیں اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔

پھر آخر میں عربی کی گنتی اور اردو کی گنتی حروف کے اخراج یعنی قرات کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں الغرض یہ کہ یہ قاعدہ نہ صرف نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے

ضخامت ۷۴ صفحے۔ قیمت صرف چار آنے

ایک روپے کی پانچ جلدیں۔ پانچ روپے کی تیس جلدیں۔ محصول ایک قاعدہ پانچ آنے ۵ پانچ جلدوں پر آٹھ آنے ہے۔ اور تیس جلدوں پر ایک روپیہ چار آنے ؏

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

بہترین استاد

معلم موٹر

اس میں موٹر کار مشین کے تمام پرزوں کی تصویریں دیکر مشین کے میکنزم کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا امداد غیر آسانی سے سمجھ جاتے اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں قیمت ؏ علاوہ محصولڈاک

اتالیق موٹر

اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص بتلا کر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص مشین کے تمام نقائص کو سمجھکر ان کے درست کرنیکی قابلیت آجاتی ہے قیمت صرف عہ علاوہ محصولڈاک اگر دونوں ساتھ منگائیں تو ۸ محصول معاف

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

سلطنت مغلیہ کا عروج و زوال

(جناب مولانا سردار علی صاحب صابری کانپوری)

سلطنت مغلیہ کے عروج و زوال کی داستان کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے تین چار صفحات میں اس کی تفصیل کیا ہو سکتی ہے ہاں آغاز کی عظیم الشان کیفیت اور عہد بعید کی ترقی و تنزل کا باضابطہ ذکر دفتروں میں بھی بمشکل ختم ہو گا۔ اختصار و ایجاز میں جہاں تک جامعیت کو دخل ہو سکتا ہے ضروری ترتیب کو ملحوظ رکھکر بیان کیا جاتا ہے کہ داستان پارینہ کو یاد کر کے داغہائے سینہ کی تازگی کچھ اس طرح ہو سکتی ہے۔

مغل حکومت کی داغ بیل کس طرح پڑی اس کے بیان کی تمہید میں ابراہیم لودی کا ذکر کرنا ضروری ہے یعنی دہلی کے لودی خاندان کے اولوالعزم بادشاہ سلطان سکندر لودی نے وفات پائی تو اس کا بیٹا ابراہیم لودی ۱۵۱۷ء میں تخت نشین ہوا ابراہیم کی عادات و خصائل نے سلطنت کی مستحکم بنیادوں کو کمزور کر دیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ باجگزار ریاستیں خود مختاری کی مدعی ہو گئیں امرائے سلطنت میں سے کسی نے تو اپنی جاگیروں میں بیٹھکر ادھر ادھر کا ملک دبانا شروع کیا اور کچھ نے سلطنت کو الٹ دینے کی سازشیں کیں لیکن بدقسمت انسان اپنی تباہی کے ساز و سامان سے بے خبر ہوتا ہے اس کو کچھ اطلاع نہیں ہوتی کہ کیا اور کس طرح پردہ تقدیر سے اور پیش ہونے والے واقعات پر جہاں تک ظاہر ہو جاتے ہیں گے اور وہ منہ دیکھتا رہ جائے گا اپنی بے بسی و بیچارگی پر کف افسوس ملنے کی مہلت بھی نہ مل سکے گی۔ دولت خاں گورنر پنجاب نے بابر کو مدعو کیا یعنی تمام واقعات حاضرہ سے اس کو مطلع کر کے چاہا کہ ہندوستان کے حالات سے فائدہ اٹھائے اور وہ سب یہاں مل کر اس کی طرفداری آمادہ ہیں گے اور اس زرین موقع سے فائدہ حاصل کریں گے گویا وہ اپنے دل میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ بابر ہندوستان میں آکر لوٹ مار کر کے اس خیر خواہی کے صلہ میں ہندوستان کی حکومت پر اس کو نائب مقرر کر کے خود واپس چلا جائے گا۔

محمد ظہیر الدین بابر جسے ایک زمانہ تک گردش قسمت نے ریگستانوں میں سرگرداں رکھا تھا کہ کہیں فرغانہ کا تاج اس کے سر پر ہے تو کبھی کسی پہاڑی کے دامن میں پناہ گیر جس کی زندگی شروع ہی سے مہمات و سیاسیات کا ایک پیچ در پیچ سلسلہ تھی اور جسکو بڑی کوششوں کے بعد ابراہیم کی تخت نشینی سے قندھار و خیبر کے درمیان کی سرزمین اطمینان سے تحت تصرف میں لا کر بیٹھنے کو مل گئی تھی ان بدنظمیوں سے موقع کا متلاشی تھا کہ کب آگے بڑھکر ہاتھ مارنے کا وقت آتا ہے

دولت خاں کے پیام پر وہ ۱۵۲۴ء میں قدیمی راستہ سے ہندوستان پہنچا لیکن خوشگوار ایام کے منتظر عیار دولتخاں کی غیر جانبدارانہ کارروائی نے اس کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا جس پر مایوس و مجبور ہو کر دولت خاں نے خود ہی خود مختاری کا اعلان کر دیا ادھر بدنظمیوں کا سد باب قطعاً نہ ہو سکا تھا بلکہ وہ روز افزوں تھیں سلطنت کا شیرازہ بکھرتا جا رہا تھا اور اس کو جمع کرنے والا اس کے بالکل منتشر ہو جانے کی راہ دیکھ رہا تھا خود پرست ابراہیم نے اپنے مست مشاغل سے کوئی کروٹ لینا گوارا نہ کی اور خواب غفلت کے نشہ میں چور ہی رہا آخر وہی پیش

آئی جو پیشانی میں تھی کہ دو سال بعد موقع کا منتظر بابر ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے فیصلہ کن میدان میں آکر خیمہ زن ہو گیا اور دہلی کے شہنشاہ ابراہیم لودی کو دعوت مبارزت دی۔

ابراہیم تقریباً ایک لاکھ کی جمعیت سے صف آرا ہوا لیکن ہنر آزما بابر کی جنگی قابلیت توپوں اور بندوقوں کی اعلیٰ ترتیب سپاہ کا بہتر اہتمام یہ خصوصیات خاصہ تھیں کہ ابراہیم کو اپنی مقتول فوج کے ساتھ میدان جنگ ہی میں کھیت ہو جانا پڑا اور شکست خوردہ و ہزیمت زدہ لشکر پسپائی پر مجبور ہوا۔

اب بابر دہلی اور آگرہ کا بادشاہ تھا اس نے کسی کو نائب سلطنت بنا کر خود لوٹ مار پر اکتفا کرنا گوارا نہ کیا اس کو ہر جگہ اکثر ریاستوں سے مقابلہ کرنا تھا جو اگرچہ اس کے لئے نہایت صبر آزما تھیں لیکن پریشان کن و حوصلہ شکن کبھی ثابت نہ ہوئیں اور وہ مرد منتظم انسان اپنی اولوالعزمی اور صبر و استقلال سے کام لیکر اکثر مظفر و منصور ہوا گوالیار اور قرب و جوار کے کئی راجگان نے بغیر مجادلہ و مقابلہ کے ہی اطاعت قبول کر لی رانا سانگا تمام راجپوتانہ کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کر کے آگرہ کی سمت اس نو وارد بادشاہ سے مقابلہ کرنے بڑھا اور ۱۵۲۷ء میں دو لاکھ افواج سے آگرہ کے قریب ان بارہ ہزار مغلوں سے مقابلہ کیا نتیجہ وہی ہوا جو ابراہیم لودی کے مقابلہ کا ہوا تھا یعنی مغل مظفر و منصور ہوئے اور تمام راجپوتانہ پر ان کی دلیری کا سکہ بیٹھ گیا ہمایوں و بابر کے لڑکے کو بہار میں لودھیوں نے قلعہ چنار میں محصور کر رکھا تھا بابر اس طرف بڑھا اور فتح کے بعد نصرت شاہ والئے بنگال سے صلح کر لی اس طرح مغل سلطنت کی بنیاد و استحکام عمل میں آگیا۔

یعنی یہ سلطنت مغلیہ کی بنیاد تھی جو بابر کی دلیری اور اولوالعزمی سے قائم ہوئی اور اس کی وفات پر سلطنت مغلیہ پنجاب سے بہار تک اور شمالی پہاڑوں سے مالوہ تک پھیل چکی تھی۔

بابر کے بعد ہمایوں ۱۵۳۰ء میں تخت نشین ہوا لیکن یہ دور سلطنت کے لئے ہمائے ہمایوں و مبارک ثابت ہونے کے عکس ہی ظاہر ہوا دوسری قوتوں کی کشمکش و زور آزمائی کے ساتھ ساتھ ہمایوں کو اپنے بھائیوں سے سخت اذیتیں پہنچیں ان کی مخالفانہ کارروائیاں اور سازشیں ایک لمحہ کے لئے بھی ختم نہ ہوئیں اور وہ برابر ان کی محبت و شفقت سے مجبور ہو کر درگزر کرتا رہا۔

آخر اس دور کشمکش میں ہمایوں نے ۱۵۵۶ء میں وفات پائی اکبر اس وقت تیرہ سال نو ماہ کا تھا باپ کی بیوقت وفات کی خبر اس کو کلانور میں ملی بیرم خاں اتالیق اس کے ہمراہ تھا جس نے فوراً اس کی تاج پوشی کا تمام انتظام کیا ملک کی حالت بابر کی وفات پر اس قدر نازک تھی نہ ملک میں اس قدر بدامنی تھی کیونکہ بابر نے اس قلیل عرصہ میں بہت کچھ انتظام سنبھال لیا تھا مگر اس وقت جبکہ ہمایوں نے وفات پائی ہے ہر طرف خود مختاری کے دعویدار موجود تھے جو ہر ایک بجائے

خود اپنی اپنی طاقتوں کو یکجا کئے ہوئے مقابلہ و قسمت آزمائی کے لئے تلے بیٹھے تھے لیکن بیرم خاں کا تدبر اور نوجوان بادشاہ اکبر کی خداداد دلیری و اولوالعزمی بروئے کار آئی اور تمام مشکلات پر قابو حاصل کر لیا گیا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر اکبر اعظم کے لقب سے ملقب ہوا اور رموز جہانبانی سے واقف و آشنا ہو کر اپنی خداداد ذہانت و جرأت اور عزم و ثبات کے وہ ثبوت دکھائے کہ ملک میں اس کے نام کا ایسا سکہ جما کہ اس کے مٹ جانے پر بھی قائم رہا اور باقی ہے ۱۵۵۶ء میں اکبر نے سب سے پہلے ہیمو بقال کا مقابلہ کیا اور نہایت شاندار فتح پائی بعد ازاں مختلف و متعدد مجادلوں اور مقابلوں کے بعد ۱۵۶۲ء میں جونپور فتح کیا اور اس وقت سے مغلیہ سرحد گجرات کی سرحد سے مل گئی ۱۵۷۲ء میں اس نے گجرات پر فوج کشی کی اور مظفر شاہ نے بغیر جنگ کے تاج و تخت بادشاہ کے حوالہ کر دیا۔

بنگالہ پایہ تخت سے دور تھا اس لئے بابر و ہمایوں یہاں تک نہ پہنچ سکے تھے علاوہ ازیں انھیں شمالی ہند کی کشمکشوں اور انتظامات سے بھی فرصت نہ مل سکی تھی کہ ادھر متوجہ ہو سکتے لیکن اکبر اعظم نے ۱۵۷۴ء میں بنگال پر پوری کوشش و توجہ سے فوج کشی کی۔ داؤد خاں شاہ بنگال عیش پرست حکمران تھا اس حملہ کی تاب کہاں لاتا پہلے تو اس نے مقابلہ سے جان چرائی اور آخر مغل فوج کے تمام بنگال پر قابض ہو جانے پر وہ اڑیسہ کو روانہ ہو گیا بعد ازاں ۱۵۸۶ء میں کشمیر فتح ہوا اور ۱۵۹۴ء میں قندھار و سندھ بھی سلطنت مغلیہ میں شامل ہو گئے جس کے بعد عام طور پر امن بھی قائم ہو گیا۔ اکبر نہایت اولوالعزم اور باوصف شہنشاہ اعظم تھا باوجود اس کے کہ وہ جاہل محض تھا پڑھنے لکھنے سے بالکل ناواقف مگر علم و فضل کا بے انتہا شائق اور قدر دان تھا ارباب کمال کی اس کے عہد میں بے انتہا قدر ہوئی اور اس کی آزاد و مرنجان مرنج پالیسی نے بلا امتیاز مذہب و ملت تمام ہندوستانیوں کو مطیع و مخلص بنا لیا تھا اس کے عہد میں بہت سے آئین مالگذاری وغیرہ کے وضع ہوئے پیمائش وغیرہ کی ترتیب اسی وقت ہوئی اور نہایت امن و امان و خوشحالی سے رعایا نے بسر کی اکبر اعظم کا دور سلطنت مغلیہ کا زرین دور کہا جاتا ہے اکبر کو آخری ایام میں ملکی مصائب و کشاکش سے نجات تھی اگرچہ شہزادہ سلیم (بعدہ جہانگیر) کی حرکات و سکنات سے مطمئن بھی نہ تھا جو اکبر کی طویل عہد حکومت سے ہوس تخت گیری سے تنگ آ گیا تھا آخر اکبر اعظم نے سلطنت مغلیہ کی جڑیں مستحکم کر کے عظیم الشان مغلیہ عمارت قائم کرنے کے بعد ۱۶۰۵ء میں نہایت آرام و سکون سے وفات پائی۔

اس کے بعد ۱۶۰۵ء میں نور الدین جہانگیر اس کا جانشین ہوا جہانگیر در اصل برائے نام بادشاہ تھا سلطنت کے کاروبار اس کی محبوب بیگم نور جہاں نے سنبھالے اور اپنی تدبیر و انتظام سے بہت کچھ انجام دیا لیکن شہزادہ خرم جو بعد میں شاہجہاں کے نام سے سریر آرائے سلطنت ہوا شروع ہی سے اپنے باپ جہانگیر کے درپے آزار اور تخت گیری کے لالچ میں ہر ممکن و مخالف سازش مرتب کرنے میں مصروف تھا برابر اس دھن میں رہا نور جہاں نے اپنی ذہانت و تدبر سے سلطنت کو بہت کچھ بنایا اور بادشاہ جہانگیر کی حفاظت کرتی رہی لیکن تاہم وہ ان خانہ جنگیوں کی بدولت بہت بددل اور پریشان ہو گیا تھا ایک بار مناسب جان کر اس کو سازش سے گرفتار بھی ہونا پڑا تھا اور نور جہاں کی حسن تدبیر سے باغیوں کے ہاتھ سے رہائی ہوئی تھی آخر ۱۶۲۷ء میں مرض ضیق النفس میں مبتلا ہو کر پریشان کن حالت میں وفات پائی یعنی اب شہزادہ خرم کی مراد پوری ہوئی اور وہ ۱۶۲۸ء میں محمد شہاب الدین شاہجہاں کے نام سے تخت نشین ہو کر علمبردار سلطنت مغلیہ ہوا۔ شاہجہاں اپنے عہد کا نہایت اقبالمند بادشاہ ہوا وہ اپنی عالیشان عمارات اور درباری تزک و احتشام کے لحاظ سے شاہان مغلیہ میں خاص شہرت و وقعت کا مالک ہوا۔

اس عہد میں بھی جنگ و پیکار قتل و غارت و رقابت کے بازار جو سلطنت و حکومت کا خاصہ ہیں خوب خوب گرم رہے خان جہاں موصلی اور آصف خاں اس زمانہ میں سلطنت کے خاص امراء و خاص افسر تھے اور یہی اکثر مہمات میں پیش پیش رہے۔ یہ دور بھی سلطنت مغلیہ کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے اس دور میں بلخ و بدخشاں کی فتوحات بھی ہوئیں لیکن انجام نہایت دردناک ہوا یعنی وہی خانہ جنگی جو مغلیہ سلطنت کا خاصہ کہنا چاہیئے اس دور میں بھی ہوئیں اور نہایت پریشان کن رہیں شہزادہ اورنگزیب نے باپ (شاہجہاں) کو نظر بند کیا اور بھائیوں میں خوب کشت و خون کے بازار گرم رہے آخر شاہجہاں نے عالم اسیری میں زندگی کے بے کیف ایام گزار کر سمن برج آگرہ میں وفات پائی اور اپنی پیاری اور محبوب بیوی کے آغوش میں بمقام تاج محل آرام پایا۔ بھائیوں کی خانہ جنگی کا حشر یہ ہوا کہ اورنگزیب نے فتح پائی اور محمد محی الدین اورنگزیب کے نام سے جولائی ۱۶۵۸ء میں بھائیوں کو قتل و قید کر کے پایہ تخت دہلی میں اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا یہ عہد سلطنت مغلیہ کیلئے عالمگیر عہد تھا یعنی اکبر اعظم کے زمانہ کے بعد عہد عالمگیری میں بہت زیادہ فتوحات ہوئیں خصوصیت سے دکن کی فتح اس عہد کا زرین کارنامہ تھا اور سلطنت مغلیہ میں کافی توسیع ہوئی اس وقت گویا آفتاب مغلیہ نصف النہار پر پہنچا تھا لیکن اس دور کے بعد ہی زوال کی علامات نہایت ظاہر طور پر شروع ہو گئیں اور کچھ زیادہ مدت صرف نہونے پائی کہ یہ آفتاب غروب ہو گیا

شہنشاہ عالمگیر کی وفات پر مغلیہ سلطنت پر شاہزادہ معظم خانہ جنگی کے بعد تخت نشین ہوا جس نے بہادر شاہ اول کا لقب اختیار کیا مگر دوران حکومت میں سوائے ضعف پیدا ہو جانے کے کوئی کارنمایاں انجام نہ پا سکا اس کے بعد بہادر شاہ اول کا بیٹا جہاندار شاہ ۱۷۱۲ء میں تخت نشین ہوا اب پہلے سے بہت زیادہ خانہ جنگیاں ہو رہی تھیں عیش پرستی عام تھی سلطنت روز بروز کمزور ہوتی جا رہی تھی آخر ۱۷۳۹ء میں جبکہ محمد شاہ برائے نام سریر آرائے سلطنت تھا اور چاروں طرف بد امنی تھی نادر شاہ نے اس بد نظمی کا اندازہ کر کے ایران سے براہ کابل و سندھ حملہ کیا اور وہاں سے فتح پاتا ہوا لاہور پہنچا محمد شاہ غفلت و لاپرواہی سے عیش و عشرت میں مصروف تھا نتیجہ یہ ہوا کہ برہان الملک سعادت خاں صوبہ دار اودھ نے نادر شاہ درانی سے سازش کی اور اس غداری کے ذریعہ محمد شاہ بغیر کسی جنگ و جدال کے نظر بند کر لیا گیا نادر شاہ نے غریب دہلی کو تاخت و تاراج کیا اور لوٹ مار کے بعد نادر شاہ ایران واپس چلا گیا مگر سلطنت مغلیہ بے جان ہو گئی کچھ عرصہ بعد محمد شاہ نے بھی وفات پائی اور بعد ازاں نادر شاہ کے بعد اس کے جانشین احمد شاہ ابدالی نے سابقہ روایت کا لحاظ کر کے ہند پر حملہ کیا اس وقت سلطنت مغلیہ کا بجھتا ہوا چراغ ٹمٹما رہا تھا اور جہاندار شاہ کا بیٹا عالمگیر ثانی برسر حکومت تھا ایک مرتبہ پھر دہلی اجاڑی گئی لیکن احمد شاہ کے حملوں نے آفتاب لب بام کو ابر زوال سے چھپا دینے کی کوشش کی ادھر انگریزوں کے قدم جمتے جا رہے تھے مرہٹے بھی اسی رنگ و دو میں لگے ہوئے تھے عالمگیر ثانی کی وفات پر اس کا بیٹا اکبر شاہ ثانی اور پھر پوتا بہادر شاہ ثانی تخت نشین ہوئے اور برائے نام ان تاجداران مغلیہ نے زحمت تخت نشینی اختیار کر کے ڈوبتے ستارہ کی جھلملاہٹ ظاہر کی اور آخر ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد وہ وظیفہ خواری اور قلعہ کی چہار دیواری کی حکمرانی بھی ختم ہوئی اور یہ ریاض مغلیہ کی بہار غدر کی لوٹ میں بالکل اجڑ گئی اور اجڑ جانے کے بعد چمن کا مرجھایا ہوا پھول بہادر شاہ بعد عہد رنگون میں انگریزوں کی نظر بندی میں ہو کر دار فانی سے رخصت ہوا گویا یہ تھا بابری رتبہ کا عبرتناک مرقعہ اور دلخراش انجام اور دلسوز داستان کی درد۔

مقالات مشاہیر

شب برات آگئی۔ گھر گھر حلوے کے سامان ہو رہے ہوں گے اور جن کے پاس روپیہ نہ ہوگا وہ قرض لیکر اس کی فکر کر رہے ہوں گے۔ میدہ۔ گھی، شکر وغیرہ کی خریداری دل کھول کر ہو رہی ہوگی۔ آتشبازی الگ بڑے پیمانہ پر تیار ہو رہی ہوگی آتشباز خوش ہو رہے ہوں گے کہ ایکی انار، پھلجھڑی، پٹاخے، چھچھوندر کی خوب بکری ہوگی۔ یہ تیاریاں کہاں ہو رہی ہوں گی ان کے ہاں جو اپنے تئیں مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں جو اس امر کے رسول کا کلمہ پڑھتے ہیں جن کے لئے خدا نے اسراف کو حرام قرار دیا ہے جن کے رسول کی زندگی کا دامن اس قسم کی تمام لغویات سے یکسر پاک ہے اور جن کے عقاید میں شب برات کے یہ تمام مراسم جواز کا کوئی پہلو ہی نہیں رکھتے۔

کتنے مسلمان ہیں جو حج نہ کرنے کا عذر اپنی ناداری کو بتاتے ہیں جو زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ضروریات زندگی سے اتنی رقم بچتی ہی نہیں باقی اور جو اپنے عزیزوں میں ترکہ کی شرعی تقسیم بھی محض اسی خوف سے نہیں کرتے کہ خود مفلس رہ جائینگے ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اپنی قوم کے یتیموں، مسکینوں اور اپاہجوں کی بسر اوقات کا انتظام کرو تو مفلسی کا عذر پیش کیا جاتا ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ اپنی قوم کی تعلیم و تنظیم کے لئے سرمایہ جمع کرو تو پھر ناداری ہی کے عذر کو دوہرایا جاتا ہے کہ تحفظ اسلام کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہے تو ایک دفعہ پھر عذر افلاس ہی کو پیش کرکے اپنے تئیں بچایا جاتا ہے، لیکن شبرات کے آتے ہی اسی مفلس قوم کے مفلس اشخاص یک بیک زر دار ہو جاتے ہیں۔ ہر گھر میں حلوا تیار ہونے لگتا ہے ہر گھر میں آتشبازی چھوٹنے لگتی ہے اور ہر گھر میں یہ تہوار پوری چہل پہل اور صورت جشن پیدا کر دیتا ہے۔

آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ہر سال سارے ہندوستان میں کتنی کثیر دولت مسلمان گندھک اور پٹاس پر پھونک کر خدا کے سامنے گنہگار ہوتے ہیں؟ آپ نے کبھی اس کا اندازہ کیا ہے کہ ہر سال آتشبازی سے کتنی جانیں ضایع ہوتی ہیں آپنے کبھی اس کا حساب لگایا ہے کہ ہر سال کتنے اشخاص اس سے زخمی ہوتے ہیں دوسروں کی صحت کو اس کا دھواں نقصان پہنچاتا ہے؟ یہ سب پہلو اس کی تردید و لغویت کے ظاہر و روشن ہیں لیکن کیا کوئی دلیل عقلی و نقلی ان مراسم کی تائید میں بھی پیش کی جاسکتی ہے؟ خدا ہم کو آپ کو سب کو توفیق دے کہ اپنے امکان بھر تمام مسلمانوں کو عذاب آخرت و نقصان مایہ کے اس سودے سے باز رکھ سکیں۔

بہت سے ناواقف بھائی اس خیال میں ہیں کہ شب برات کی تقریب بھی کوئی مذہبی رسم ہے اور اس کا تعلق کسی اہم مذہبی واقعہ یا شخصیت سے ہے لیکن یہ خیال محض ان کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے رسول خدا صلعم کے دندان مبارک کا شہید ہونا یا حضرت حمزہؓ کا میدان جنگ میں شہید ہونا وغیرہ جو بعض روایات مشہور ہیں سو اس قسم کا کوئی واقعہ ۱۴ شعبان کو کیا معنی سرے سے اس مہینہ ہی میں واقع نہیں ہوا۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اس دور آخر میں ایک بڑے مشہور بزرگ گذرے ہیں جو غیر مقلد نہیں بلکہ پختہ حنفی اور بڑے خوش عقیدہ قادری مشرب تھے انہوں نے اپنے رسالہ ماثبت بالسنہ میں اس تقریب شب برات پر ... بدعت شنیعہ سے تعبیر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ بہت

ہی بری رسم غالباً ہندوؤں کی دیوالی کی جوڑ پر ایجاد ہوئی ہے جس کی سند میں کوئی ضعیف بلکہ موضوع حدیث تک بھی نہیں پیش کی جاسکتی ہے دور جس کی تائید کسی معتبر و غیر معتبر کتاب سے نکلتی ہے۔ حضرت شیخ کی تصریحات کے بعد عالم و صوفی حنفی و غیر مقلد سب کو اس رسم کے مٹانے پر کمر بستہ ہو جانا چاہیئے اور کسی گروہ و طبقہ کو اس کوشش میں شریک ہونے سے الگ نہ رہنا چاہیئے۔ (مولانا عبدالماجد)

شعبان کا مہینہ

مسلمانوں کی جنتری میں اس مبارک مہینہ کا نام شعبان ہے اسے مبارک اس لئے کہا گیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے اسے ایک خاص عبادت روزہ کے لئے چن لیا تھا۔ صحیح حدیثوں میں اس مہینے کے روزوں کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اور بعض میں آیا ہے کہ بعد رمضان کے فرض روزوں کے رسول خدا صلعم جس ماہ میں سب سے زیادہ روزہ رکھتے تھے وہ یہی ماہ شعبان ہے اسی ماہ کے وسط میں ایک رات ایسی آتی ہے جس کی بابت یہ روایت آئی ہے کہ آپ اس میں اٹھکر قبرستان تشریف لیجاتے اور مردہ مسلمانوں کے حق میں دعائے مغفرت فرماتے تھے۔

یہ عمل تھا رسول خدا صلعم کا۔ یہ تعلیم تھی ہمارے سب سے بڑے پیشوا کی لیکن آج اس رسول صلعم کی امت کا، اس کے نام کا کلمہ پڑھنے والوں کا، اس کی محبت کے دعویداروں کا کیا حال ہے؟ کتنے مسلمان ایسے ہیں جو اس ماہ میں خدا کی خوشنودی کے لئے دن بھر کھانے پینے اور دیگر خواہشات نفس سے اپنے تئیں روکے رہتے ہیں؟ کتنے ایسے ہیں جو اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے حق میں دعائے خیر و استغفار کرتے رہتے ہیں؟ . . . .

. . . . ہمن یہ بھی نہ سہی تو کتنے ایسے ہیں جو اپنا روپیہ آگ میں پھونکنے آتشبازی دیکھنے اور حلوے وغیرہ میں اسراف کرنے سے باز رہتے ہیں۔ کیا رسول خدا صلعم ۱۴ شعبان کے دن حلوا نوش فرماتے اور اس کی تقسیم میں صرف فرماتے کیا صحابہ کرام (نعوذ باللہ) یہ رات آتشبازی کے تماشوں میں بسر کرتے تھے کیا اسلام نے اس نادانی کو، ان فضولیات کو، اس اسراف کو کسی صورت میں بھی جائز رکھا ہے؟ کیا ائمہ فقہ و اکابر طریقت کی کسی تعلیم سے "شبرات" کی موجودہ رسموں کی تائید میں کوئی دلیل پیش کی جاسکتی ہے؟

کیا آپ اس خیال میں پڑے ہوئے ہیں کہ ان فضولیات میں آپ جو کچھ صرف کر رہے ہیں اس کی بابت آپ سے سوال نہ ہوگا؟ کیا خدا نے آپ کو روپیہ پیسہ انھیں چیزوں پر صرف کرنے کے لئے عنایت کیا ہے کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ آپ کی بستی میں کل کتنا روپیہ شبرات کے دو ایک دن کے اندر اڑ جاتا ہے؟ کیا یہی روپیہ اگر مقامی اسلامی ضروریات کے کام آتا، مسجدوں کی مرمت میں لگایا جاتا مسجدوں کی رونق و آبادی میں اس سے مدد لیجاتی محتاجوں اور ناداروں کے کام آتا، بھوکوں کے کھانے، پیاسوں کے پانی اور ننگوں کے کپڑے میں صرف ہوتا تو آپ کو خدا کے ہاں بے حد و بے حساب اجر نہ ملتا؟ کیا اس مبارک مہینے کی مبارک تاریخوں میں روپیہ برباد کرنا، اور آتشبازی سے تندرستی اور جان دونوں کو خطرہ میں ڈالنا کسی پہلو سے بھی کوئی عقل کی بات ہے؟ پچھلی غلطیاں جو کچھ ہوئی تھیں

ہو چکیں، کیا یہ ممکن نہیں کہ اب ہی آپ اپنے گرد و پیش اپنے خاندان، اپنی بستی اپنے محلہ کی اصلاح پر آمادہ ہو جائیں اور جہانتک ممکن ہو اپنے بھائیوں کو دین و دنیا دونوں کی بربادی میں پڑنے سے بچائیں۔ (مولانا عبد الماجد)

سچا مسلمان

اگر آپ اپنے تئیں مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں تو اس لفظ کا مطلب بھی سمجھ لیجئے۔ مسلمان وہ ہے جو خدا کا اور صرف خدا کا فرمانبردار ہو۔ کسی مسلمان کے گھر میں پیدا ہو جانے یا مسلمانوں کا سا نام رکھ لینے سے کوئی مسلمان نہیں ہو جاتا۔ خدا کے حکم وہ ہیں جو قرآن پاک کے ذریعہ سے ہم تک پہنچے ہیں اور جن کو پوری طرح برت کر رسول خدا صلعم نے اپنی زندگی میں دکھا دیا بس مسلمان وہی ہے جو خدا کے راستے پر چلے اور جو خدا نے راستہ اس کو بتلا دیا ہے اس کے خلاف نہ چلے اس کے جاننے کے ذریعہ صرف دو ہیں۔ ایک قرآن پاک کے الفاظ دوسرے رسول کا عمل اپنی زندگی کی ہر بات کو اسی معیار پر پرکھئے، اسی میزان پر تولئے اور اسی روشنی میں جانچئے۔

پھر یہ کیسے اچنبھے کی بات ہے کہ آپ مسلمان کہلاتے ہیں لیکن بجائے خدا کے ڈرنے کے انسانی حکومتوں سے ڈرتے ہیں۔ انسان کے بنائے ہوئے قاعدے قانون سے لرزتے ہیں اپنے جیسے بندوں کی ریت رسم کے خلاف زبان کھولتے ہوئے خوف کھاتے ہیں اور اپنی ذات برادری کے دباؤ سے اپنے آپ کو کچلے ڈالتے ہیں! آپ خوب سمجھ چکے ہیں کہ آپ کے خدا کو فضول خرچی ناپسند ہے لیکن یہ سمجھ کر بھی آپ لوگوں کی واہ واہ کی خاطر اپنی کتنی دولت بیکار کاموں میں اڑا ڈالتے ہیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ شب برات میں آتشبازی چھڑانا، محرم میں تعزیہ داری کرنا، شادی بیاہ میں دھوم دھام کرنا، یہ سب چیزیں آپ کے پاک مذہب میں ناجائز اور خدا کی ناخوشی کا باعث ہیں لیکن آپ یہ سب کچھ جاننے پر بھی خاموش رہتے ہیں اور اپنی آنکھوں کے سامنے ان کو ہوتے دیکھتے ہیں محض اس خوف سے کہ لوگ آپ "وہابی" یا ایسے ہی کسی دوسرے لقب سے نہ یاد کرنے لگیں۔

مسلمانوں کو ڈرنا صرف خدا سے چاہیئے انسانوں کی ناخوشی سے انہیں بالکل بے پرواہ رہنا چاہیئے اس کی ہدایت کے لئے اس کی کتاب آسمانی کافی ہے زمانہ رسم و رواج کی قید اس کے لئے بالکل بے معنی ہے اگر آپ کو اسلام سے کچھ بھی محبت ہے آپ کو اپنے اسلام کی اگر کچھ بھی عزت منظور ہے تو برائے خدا مستعد ہو جائیے اور اسی وقت سے عہد کر لیجئے کہ آئندہ بجز خوف خدا کے کوئی شئے آپ کے راہ عمل میں حائل نہ ہو سکے گی تمام دنیا بلکہ سارے ملک کی بھی اصلاح ہرگز آپ کے ذمہ نہیں لیکن خود اپنی ذات اور اپنے زیر اثر حلقہ کی اصلاح اور درستی یقیناً آپ کے ذمہ ہے پہلے خود اپنے تئیں احکام اسلام کا پابند بنائیے اور پھر اپنا نمونہ اپنی بیوی اپنے بچوں اور اپنے خاندان اور اپنے محلہ کے سامنے پیش کیجئے آپ میں اگر سچائی اور خلوص ہے تو خدا ضرور آپ کی کوششوں میں برکت دے گا اور دنیوی کامیابی کے علاوہ آخرت میں بھی آپ کو اجر بے حساب عطا کرے گا اگر آپ حق کے سپاہی ہیں تو حق ہی آپ کا رفیق اور ساتھی ہے اس کی مدد سے آپ یقیناً فتح و نصرت کے حصہ دار ہوں گے مسلمان دنیا سے مرعوب نہیں ہوتا بلکہ اپنی سچائی کی شعاعوں سے گوشہ گوشہ کو روشن و پر نور کرتا رہتا ہے۔ (حضرت ماجد)

عبدیت کامل

سیرت نبوی کے متعلق کوئی سی کتاب اٹھا لیجئے اور اس کے مطالعہ کے بعد یہ سوچئے کہ رسول خدا صلعم کی زندگی کا مرکزی نقطہ کیا تھا؛ سب سے زیادہ عزیز حضورؐ کو کونسی شئے تھی سب سے زیادہ محبوب مشغلہ حضورؐ کا کیا تھا؛ اس کے جواب میں صرف ایک شئے آپ کو ملیگی "عبادت الٰہی"، شب و روز میں کتنی زاید نمازیں آپ پڑھتے تھے رات کو کس ذوق و شوق کے ساتھ بار بار بیدار ہو کر آپ نماز و مناجات میں مصروف ہو جاتے تھے ہر سال ہر مہینے کتنے روزے آپ لگاتار رکھا کرتے تھے صدقات و خیرات دینے پر آپ ہر وقت کیسے آمادہ و مستعد رہتے تھے، حج و عمرہ کی برکتیں آپ کو کس قدر عزیز تھیں اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے اور اس طرح کی چھوٹی بڑی تمام بشری ضروریات کے شروع و آخر میں آپ کس طرح دعا و ذکر الٰہی کا اہتمام رکھتے تھے، خدمت خلق پر آپ کس درجہ حریص تھے خوف خدا سے آپ کس بڑی حد تک لرزاں و ترساں رہتے تھے تواضع و ایثار سے ذات مبارک کیسی لبریز تھی یہ تمام خصوصیات آپ کو سیرت اقدس کے ہر ہر جزئیہ میں نظر آئیں گے۔

یہ نہ تھا کہ آپ کی زندگی دنیا سے بالکل گوشہ نشینی کی ہو۔ آپ کے سر تو اس قدر کام رہتے تھے کہ بڑے سے بڑے کاروباری شخص کے پاس بھی اس سے زائد کام نہیں ہو سکتے۔ ایک نہیں متعدد بیویاں تھیں، کئی کئی اولادیں تھیں دوستوں اور دشمنوں دونوں کی بہت بڑی تعداد سے ہر وقت سابقہ رہتا تھا فوج کے انتظامات کرنا ہوتے تھے مالی معاملات کا انصرام کرنا ہوتا تھا۔ غیر قوموں اور سلطنتوں کے ہاں سے قاصدوں کی آمد و رفت رہتی تھی بڑے بڑے سفر کرنے ہوتے تھے غرض جو کام بہت سے لوگوں کی ایک جماعت مل کر انجام دے سکتی ہے وہ بنفس نفیس حضور اپنی ذات سے انجام دیتے تھے لیکن بایں ہمہ عبادات الٰہی میں کبھی فرق نہیں پڑنے پاتا تھا، ذوق و شوق، شغف و انہماک کی شئے وہی یاد الٰہی رہتی تھی بلکہ کہنا یہ چاہیے کہ سفر و حضر خلوت و جلوت کے تمام مشغلوں ساری مصروفیتوں اور کل کاروبار کی اصلی کنجی صرف طاعت باری و یاد خدا تھی۔ رسول خدا صلعم کی حیات مبارک اس عبدیت کی کامل ترین مظہر تھی باقی صحابۂ کرام اور دیگر بزرگان امت کی زندگیاں ہر زمانہ میں کم و بیش اسی نمونہ کے مطابق رہی ہیں۔

اس کے بعد آپ اپنی زندگی پر غور فرمائیے آپ کی رغبت دلچسپی آپ کے ذوق شوق آپ کی توجہ و کوشش کی مرکز کونسی چیزیں ہیں؟ خوشنما کپڑے، لذیذ کھانا آراستہ مکان، بیوی، اولاد، بڑی تنخواہ، نام و نمود، دھوم دھام کے جلسے، نوکر چاکر ساز و سامان بس یہی یا وہ چیزیں جو اسی قبیل سے ہیں۔ ہم میں سے ایک بہت بڑی تعداد تو ایسی ہے جو عبادت کو سرے سے غیر ضروری ہی سمجھے ہوئے ہیں لیکن جو لوگ بظاہر نماز روزہ کے پابند ہیں وہ بھی اپنی جگہ پر سوچیں کہ آیا ان فرائض کو ادا کرنا اپنے سر سے محض ایک بار کا اتارنا خیال کرتے ہیں یا ان اعمال کو دلی ذوق و شوق سے بھی ادا کرتے ہیں؛ کھانا رسول اللہ بھی نوش فرماتے تھے مگر محض اسلئے اور اس لحاظ سے کہ بغیر غذا کے جسم انسانی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتا آپ کی اصلی [illegible] کی شئے آپ کی آنکھ کی ٹھنڈک نماز تھی ہم لوگوں نے اس ترتیب کو بالکل الٹ ہم اگر نماز پڑھتے بھی ہیں تو گویا دل پر جبر کر کے اور اس کی ادائی میں زیادہ سے زیادہ آسانیاں تلاش کر کے اور ہماری اصلی جی لگنے کی چیزیں دنیوی کاروبار ہیں پھر جب ہم اسلامی زندگی کے صحیح مرکز سے اس قدر دور جا پڑے ہیں جب ہم نے خدا کی بنائی ہوئی ترتیب زندگی کو اس قدر الٹ دیا ہے جب بجائے عبادت کے تعیشات مادی کو اپنا مقصد زندگی [illegible] لیا ہو تو ایسی حالت میں اگر ہم اسلام کی دینی و دنیوی دونوں قسم کی برکتوں سے محروم ہو گئے ہیں [illegible]

موت کے بعد کیا ہوا

(از جناب مولانا سید ابو راحمہ صاحب حسنی ملا جاپوری)

(۱)

گرمی اور سخت گرمی کا موسم تھا آب و خور کی کشش نے گھر سے نکالا ایک دیہات نشین دوست کے یہاں مہمان ہوا۔ دیہات کی آبادی شہر کی آبادی سے بالکل مختلف ہوتی ہے آسمان و زمین کے درمیان کوئی شے حائل نہیں ہوتی۔ مطلع صاف۔ فضا کشادہ سطح زمین فراخ لطیف سے لطیف ہوا کی نقل و حرکت حواس کو فوراً محسوس ہوتی ہے لیکن بدقسمتی سے دھوپ اور لوہ کا زمانہ ہوتا ہے تو آگ کے ان براہ راست حملوں کا برداشت کرنا بھی آسان نہیں میں صبح کی دلکشائی اور نسیم کی روح افزائی میں وارد ہوا تھا لیکن سورج کے بلند ہوتے ہی محسوس ہوا کہ دنیا آگ کے شعلوں سے بھر گئی میرے دوست کے پاس خس کی ٹٹیاں اور بجلی کے پنکھے نہ تھے تاہم انہوں نے میری راحت رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور مجھے اتنا پڑا کہ جو سکھ کچے مکانوں میں ہوتا ہے اور نصیب ہو سکتا ہے وہ شہروں کے سربلند پختہ محلوں سے ناممکن ہے۔ ایک خام کوٹھری میں شام تک میں بستر پر پڑا رہا اور دیہاتی ملازم دستی پنکھوں سے میرے مسامات کی تواضع کرتے رہے شام کے بعد مکان میں حبس شدید تھا اور اس لئے میں ایک چارپائی بچھا کر اس صحن میں جا بیٹھا جو مکان سے چند قدم کے فاصلہ پر واقع تھا اس صحن میں کیرنی کا ایک بڑا درخت تھا اس کے نیچے ایک پختہ قبر تھی اس درخت اور اس قبر کے چاروں طرف آٹھ آٹھ دس دس گز کا عریض صاف و ستھرا صحن تھا۔

مغرب کے بعد ہوا میں کسی قدر خنکی پیدا ہو گئی تھی اور میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ مکان کے اندر بھی کی جگہ اگر رات اسی صحن میں بسر کی جائے تو زیادہ مناسب ہے چنانچہ کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر جب میرے دوست نے ملازم کو اشارہ کیا کہ بستر بچھا دیا جائے تو میں باصرار اپنے ارادہ پر قائم رہا میرے دوست نے چاہا کہ میرے پلنگ کے پاس اپنا پلنگ بچھائیں لیکن میں نے اس کی تکلیف اور اس کے متعلقین کی حق تلفی پسند نہیں کی اور شب کو بھی بالکل میں تنہا اسی صحن میں رہا۔

(۲)

میں دس بجے تنہا ہو کر بستر پر دراز ہوا غالباً ایک گھنٹہ کے بعد غافل ہو کر سو گیا چند گھنٹے کے بعد ایسی شدید خنکی پیدا ہوئی کہ میری آنکھ کھل گئی میں نے چادر اوڑھی کروٹیں لیں لیکن پھر نیند نہ آئی چاندنی پھیلی ہوئی تھی فضا پر خاموشی طاری تھی اور ایک سناٹا تھا کہ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ اس صحن ہی میں تنہا نہیں ہوں بلکہ ساری دنیا میں تنہا ہوں مختلف خیالات دماغ میں پیدا ہو رہے تھے اور رات کی تنہائیوں میں جو وسوسے دل میں گذرتے ہیں ان کا سلسلہ جاری تھا میں نے قبر کی طرف کروٹ لی چاندنی کی پوری روشنی اس کے تعویذ پر پڑ رہی تھی میرے دل میں خطرہ گذرا کہ خدا جانے کون اس کی خواب گاہ میں سو رہا ہے بات سے بات پیدا ہوتی ہے اس خیال کے ساتھ ہی دنیا کی بے ثباتی اور کائنات کے زوال و فنا کا تصور بندھنے لگا میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب دل و دماغ کی صدوں سے گذر کر روح تک جا پہنچتا ہے تو ایسے امور پیش آنے لگتے ہیں جو اس مادی دنیا میں بالکل خلاف عقل سمجھے جاتے ہیں اور اس وقت بھی اسی طرح کا ایک واقعہ پیش آیا میں قبر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک مجھے اس تعویذ میں جنبش نظر آئی اور میں نے لحاف میں کروٹیں بدلنا شروع کیا کہ اس طرح

تعویذ میں حرکت ہوئی ذرا دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ زمین شق ہوئی اور ایک مرد اس کے اندر سے برآمد ہوا۔ چاندنی خوب پھیلی ہوئی تھی باریک سے باریک شے نظر آ رہی تھی یہ شخص جسے میں نے قبر سے نکلتے دیکھا تھا آگے بڑھا اور میں خوف سے اپنے بستر پر کانپنے لگا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا میرے پلنگ کے پاس چلا آیا اور جو کرسی پلنگ کے پاس پڑی ہوئی تھی اس پر بیٹھ گیا اس کا سر برہنہ تھا بدن کفن میں چھپا ہوا تھا دونوں ہاتھ باہر نکلے ہوئے تھے یہ عالم دیکھ کر میرے خوف کی کچھ انتہا نہ رہی اس وقت آنکھیں ہی میرے قابو میں نہ تھیں کہ ان کو بند کر کے اس نظارے سے مخلصی حاصل کرتا

(۳)

میں لرزہ براندام ہو رہا تھا کہ اس نے مسکرا کر کہا کیوں تم مجھے دیکھکر اس قدر خوف زدہ کیوں ہو تم اس مخلوق سے ڈرتے ہو جس میں تمہیں ایک دن شامل ہونا ہے تم ان باتوں سے ڈرتے ہو جو ناگزیر طور پر تمہیں ایکدن پیش آنی ہیں خوب یاد رکھو کہ موت سے مفر نہیں اور کبھی فراموش نہ کرو کہ میں جس حالت میں ہوں ایک دن تم بھی اسی حالت میں ہو گے پس اس چیز سے کیا ڈرنا جس سے مفر کی کوئی صورت نہیں اور اس حالت سے کیا وحشت زدہ ہونا جو ایک دن اپنے اوپر طاری ہونے والی ہے اس مردہ زندہ نما کی یہ تقریر بڑی موثر ثابت ہوئی اور میری وحشت بالکل نہیں تو کسی قدر ضرور کم ہو گئی اب میں نے دیکھا کہ میری ساکن آنکھوں کو بھی جنبش ہوتی تھی اور میں نے اندازہ کیا کہ میری زبان کے عضلات بھی درست ہو گئے تھے کام دینے لگے تھے بس میں نے دبی زبان سے کہا کہ آپ کون ہیں؟ یہ مختصر سا سوال ایک بڑے افسانہ کا باعث ہو گیا اس مجسمہ برزخی نے میرا سوال سنکر ایک آہ کھینچی اور پھر کہنا شروع کیا

"میں کون ہوں" میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں آدم و حوا کے خاندان کا ایک ممبر تھا اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ اس گاؤں کے قریب جو شہر ہے اس کا رہنے والا ہوں لیکن یہ چالیس سال پہلے کا قصہ ہے اب تو بہت آدمی بالخصوص نئی نسلیں میرے نام سے بھی واقف نہیں ہیں جب اس فانی دنیا میں تھا میرا نام عبدالعزیز تھا غدر سے کچھ دنوں بعد میں پیدا ہوا میری عمر ابھی پانچ سال کی تھی کہ والد نے انتقال کیا ایک ماموں کے سوا میرا کوئی سرپرست نہ تھا وہ ایک رئیس کی سرکار میں ملازم تھے خرید و فروخت کی خدمت ان کے سپرد تھی پانچ روپے ماہوار تنخواہ تھی لیکن حالت یہ تھی کہ ہو بانی جان سونے میں لدی ہوئی تھیں گھر میں دو بھینسیں تھیں ڈیوڑھی میں ایک نوکر تھا جب میں نے ہوش سنبھالا تو پانچ روپے مہینہ کی آمد اور پچاس روپے ماہانہ کا خرچ دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے میں بھی ایک جگہ پانچ روپے ماہوار کا نوکر تھا اور حالت یہ تھی کہ اس رقم میں ہم دونوں ماں بیٹے بڑی تکلیف سے بسر کرتے تھے اور ہمیشہ ماموں جان کے دست نگر رہتے تھے آخر غور و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ میرے ماموں کی آمدنی کے ذرائع تنخواہ کے علاوہ کچھ اور بھی تھے وہ خرید و فروخت میں کئی روپے کی رقم روزانہ کاٹ چھانٹ کر حاصل کر لیتے تھے وہ بڑی صفائی سے چوری کرتے اور ان کے مالکوں کو ان کی دیانت پر بہت کم شبہ کا موقع ملتا تھا۔

(۴)

ماموں کے متعلق یہ حالات معلوم کرکے میرے دل میں بھی یہ ایمانی کا جذبہ پیدا ہوا اور میں بھی حصول زر کی تدابیر پر غور کرنے لگا لیکن بدقسمتی سے میری ملازمت مطلق زرخیز نہ تھی اور فتوحات کی تمام کوششیں بیکار تھیں آخر میں نے مہذب اور غیر مہذب چوری میں محض لفظی ہیر پھیر سمجھ کر یہ فیصلہ کیا کہ اگر چالاکی اور ہوشمندی کے بغیر محض سادگی کے ساتھ اگر کچھ رقم چرا سکوں تو چرا لوں اس خیال کے بعد میں برابر تاک میں رہا اور آخر ایکدن بخت و اتفاق نے یاوری کی اور میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اس دن میرا آقا کچھ گھبرایا ہوا تھا وہ اپنے بکس میں چابیاں لگا کر بھول گیا اس کے جانے کے بعد موقع پا کر میں نے بکس کا جائزہ لیا ایک خانہ میں اشرفیاں رکھی ہوئی تھیں ایک بڑا خانہ روپیوں سے بھرا ہوا تھا میں نے روپیوں کو ہاتھ نہیں لگایا لیکن اشرفیاں نکال کر اور ایک کاغذ میں لپیٹ کر مکان میں کسی مخفی جگہ رکھدیں اور صندوقچہ کو بدستور رہنے دیا شام کو جب میرا آقا واپس آیا اور اس نے کسی ضرورت سے صندوقچہ کھولا تو یہ راز فاش ہوا اور تفتیش شروع ہوئی گھر میں ایک قیامت برپا تھی مجھ سے بھی کافی باز پرس کی گئی پولیس بلائی گئی سب کچھ ہوا لیکن کچھ سراغ نہ چلا کہ اشرفیاں کیا ہوئیں آخر کار ساڑھے سات سو کی رقم مجھے ہضم ہو گئی چند روز کے بعد میں نے موجودہ ملازمت چھوڑ کر ایک بیگم کی ملازمت اختیار کی رفتہ رفتہ بیگم مجھ پر بہت مہربان ہو گئیں اور مجھے دانشمندانہ چوریوں کے بہت سے مواقع حاصل ہوئے جن کی بنا پر چند سال میں ہزار ہا روپیہ میرے ہاتھ آ گیا کچھ دنوں کے بعد بیگم صاحبہ نے انتقال کیا ان کی بہو مجھ پر کامل اعتماد رکھتی تھیں انہوں نے مخفی طور پر بیگم مرحومہ کا ایک صندوقچہ مجھے دیا کہ میں ان کے میکے پہنچا دوں میں یہ صندوقچہ اپنے گھر لایا اور اس کے تمام زیورات نکال کر خالی صندوقچہ مقفل کر کے پہنچا دیا صندوقچہ کے زیورات نے مجھے دنیوی فکر چند سے بالکل آزاد کر دیا ان کی قیمت پچاس ہزار سے زیادہ وصول ہوئی میں نے اپنے لئے ایک خوبصورت مکان تعمیر کرایا اور آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔

(۵)

روپیہ کی ایک بڑی مقدار ہاتھ آتے ہی میری دماغی حالت بدل گئی اب میں پہلے سے زیادہ عقلمند ہو گیا اور اب پہلے سے بڑھکر میری عقل اپنی پرواز دکھانے لگی تھی میں نے خیال کیا کہ روپے کی بڑی سے بڑی مقدار بھی اگر اسے ترقی دینے کی کوشش نہ کی جائے تو ایک دن ختم ہو سکتی ہے اس لئے میں نے سودی لین دین شروع کیا میں زیادہ تر ان لوگوں کو سودی روپے دیتا تھا جن سے روپے کی واپسی کی بہت کم امید ہوتی تھی اور اس طرح رفتہ رفتہ لوگوں کی جائدادیں مکفول ہوتی تھیں میری طرف منتقل ہونے لگیں آسائش و طمانیت کا اس قدر انتظام کر لینے کے بعد مجھے شادی بیاہ کا خیال پیدا ہوا جس کا عمل میں آنا کچھ دشوار نہ تھا ایک اکلوتی بیٹی ایک دولتمند باپ کی میرے نکاح میں آئی دس سال تک میری بیوی زندہ رہی اور اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے چونکہ میں نے خود تعلیم حاصل نہیں کی تھی یا کسی خاص محنت یا جدوجہد کے بغیر میں دولتمند بن گیا تھا اس لئے میں نے اپنے بچوں کی تعلیم کا بھی چنداں خیال نہیں کیا لیکن یہ میری غلطی تھی میں سمجھتا تھا کہ ملازمت اور حصول زر ہی کے لئے تعلیم کی ضرورت ہے حالانکہ حصول زر سے بڑھکر دماغ اور کیرکٹر کی اصلاح کے لئے تعلیم ضروری ہے چنانچہ میری اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچوں کے عادات و خصائل خراب ہو گئے اور جس حد تک وہ عمر کی منزل میں آگے بڑھتے گئے اسی حد تک ان کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہوتی گئی بیوی کے انتقال کے بعد مجھے چنداں ضرورت نہ تھی کہ میں دوسری شادی کرتا لیکن اولاد کی نالائقی اور شب و روز طرح طرح کی تکالیف اور بدنظمی کا سامنا کر کے میں دوسری شادی پر مجبور ہوا دوسری شادی سے بھی کوئی خوشگوار نتیجہ بر آمد نہیں ہوا شادی سے میں نے یہ فائدہ سوچا تھا کہ گھر بچوں کی دست برد سے محفوظ رہے گا اس مقصد میں بڑی حد تک کامیابی ہوئی لیکن بچوں سے جو کچھ بچ سکا وہ دوسری بیوی کے میکے کی طرف منتقل ہو گیا اور میں نے محسوس کیا کہ جس خیال سے میں نے غریب کنبہ سے رشتہ کیا تھا وہ غلط ثابت ہو رہا ہے یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے اپنی خوش نصیبی میں شبہ واقع ہونے لگا۔

(۶)

اب میں کسی قدر ملول رہنے لگا کیونکہ کبھی کبھی اس زمانہ کا تصور میرے دل میں چٹکیاں لینے لگا جو میرے بعد آنے والا تھا میری جائداد لاکھوں روپے سے متجاوز تھی اور مجھے اطمینان نہ تھا کہ میری زندگی کے بعد وہ باقی رہے گی بہر حال دولت بڑھ رہی تھی عمر گھٹ رہی تھی اور میں اسی ناامید و بیم کی کشمکش میں مبتلا زندگی بسر کر رہا تھا ایک دن میں کسی ضرورت سے اس گاؤں میں آیا ہوا تھا کھیتوں میں پھر رہا تھا کہ یک بیک پاؤں پر ایک چھوٹا سا کیڑا آ کر بیٹھا اور ڈنک مار گیا کچھ سوزش سی معلوم ہوئی اور تھوڑی دیر میں ایک آبلہ نمودار ہوا چند گھنٹہ میں پاؤں سوج گیا رفتہ رفتہ سارے بدن میں زہر پھیل گیا فوراً میرے گھر پر اطلاع دی گئی میں نقل و حرکت کے قابل نہ تھا اسلئے حکیموں اور ڈاکٹروں کو اسی جگہ مجتمع کیا گیا غیر معمولی کوشش ہوئی لیکن میری آنکھیں ایسی بند ہوئی تھیں کہ پھر نہ کھلیں اور میرے حواس ایسے رخصت ہوئے پھر واپس نہ آئے آخر کار مجھ پر وہ حالت طاری ہوئی جسے موت سے تعبیر کیا جاتا ہے اب میری روح اور میرا جسم دو جدا چیزیں تھیں میری روح کو میرے جسم سے اسی قدر تعلق تھا جس قدر ایک اتارے ہوئے لباس سے ہو سکتا ہے تاہم میری دلچسپیاں اس مادی قفس سے باقی تھیں جس میں عرصہ دراز تک میں محبوس و مقید رہا تھا اس حادثہ کے بعد سب کی صلاح ہوئی کہ مجھے اس میدان میں جو میری ملکیت تھا دفن کر کے ایک چمن لگا دیا جائے چنانچہ مجھے اس جگہ سپرد خاک کر دیا گیا جہاں تم میری قبر دیکھتے ہو اور میرے اہل و عیال تین روز کے بعد گھر کو واپس ہو گئے ان کا خیال تھا کہ میں اس قبر میں سو رہا ہوں لیکن درحقیقت میری روح جو آج موج ہوا کی طرح آزاد تھی ان کے ہمراہ تھی دنیا کی کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہ تھی اور جسمانی کثافتوں کی وجہ سے جو حجابات میرے اور غیب کے درمیان حائل تھے وہ سب اٹھ چکے تھے میں جہاں چاہتا جا سکتا تھا لیکن مجھے سب سے زیادہ اپنے گھر سے دلچسپی تھی اور میں یہ معلوم کرنے کا بہت شائق تھا کہ میرے بعد میرے متعلقین اور ان کے ورثہ میں آنے والی دولت کا کیا حشر ہوتا ہے۔

(۷)

میرے بعد سب سے پہلا خطرناک واقعہ یہ پیش آیا کہ میری بیوی اور میرے بچوں کے درمیان شدید جنگ واقع ہوئی آخر کار بیوی نے مہر کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد حق زوجیت کی درخواست کی اور ان دونوں صورتوں میں تقریباً نصف جائداد اس کے قبضہ میں آ گئی ان جھگڑوں اور مناقشوں کی وجہ سے میرے ایصال ثواب کی طرف کسی نے بھی توجہ نہیں کی اور اس بے توجہی سے مجھے جن شدائد و تکالیف میں مبتلا ہونا پڑا [illegible]

طلسمات میں مقید ہیں بہرحال میری وابستگی بدستور قائم تھی اور میں اپنے گھر کے حالات کی دیکھ بھال میں مصروف رہتا تھا بیوی سے جس قدر جائداد بچی وہ بچوں میں تقسیم ہوگئی بد قسمتی سے ہر ایک لڑکا آوارہ اور بدچلن ثابت ہوا وہ جائداد جو کئی پشت کے لئے کافی تھی میری اولاد نے چند روز میں پانی کی طرح بہادی بالکل مفلس ہو جانے کے بعد فاقہ کشی کرنے لگے تو نوکری کی جستجو ہوئی چونکہ تعلیم یافتہ نہ تھے اس لئے کوئی معقول نوکری نہ مل سکتی تھی افلاس نے انھیں جرائم اور بددیانتی پر مجبور کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ میرا ایک نور چشم کالے پانی کی وحشت ناک سرزمین پر زندگی کے دن پورے کر رہا ہے ایک آگرہ کے سنٹرل جیل میں ہے ایک شہر میں ایک طوائف کے ہاں چلمیں بھرنے کی خدمات پر مامور ہے مجھے دنیا بدترین الفاظ سے یاد کرتی ہے اگرچہ زمانہ دراز گذر چکا ہے لیکن میری بددیانتی کے افسانے ہنوز تازہ ہیں۔

(۸)

جب میری موت پر ایک سال گذر گیا تو مجھے دنیوی آزادیوں سے محروم کردیا گیا اور اس برزخی زندان میں مقید کیا گیا جو بداعمال روحوں کے لئے بنایا گیا ہے مجھے اس بندوقید اور عذاب و تکلیف کی چنداں پرواہ نہ تھی لیکن میں اس بات سے بہت ملول رہتا تھا کہ اپنے گھر کے حالات سے بیخبر تھا آخر میں نے ان فرشتوں سے جو میری اور دوسروں کی روحوں پر مامور تھے نہایت لجاجت کے ساتھ عرض کیا کہ مجھے پردہ دنیا پر جانے کی اجازت دی جائے فرشتوں کو میری اس پرزور درخواست پر رحم آیا اور انہوں نے بالادست ہستیوں سے اس شرط پر مجھے اجازت دلوائی کہ ایک صدی تک میرے عذاب کی مقدار دگنی کردی جائے گی آہ میں اپنی بیوی کے ایک دفعہ دیکھنے کا اس قدر مشتاق ہو رہا تھا کہ میں نے اس شرط کو بڑی خوشی کے ساتھ قبول کرلیا دو فرشتے دائیں بائیں میرے ساتھ ہوئے اور میں عالم جذب و شوق میں اس برزخی زندان سے نکل کر پردہ دنیا کی طرف روانہ ہوا یہ شاید رات کے بارہ بجے کا وقت تھا میں بڑی بیکلی کے ساتھ اپنے مکان کی طرف بڑھا اور مجھے اس وقت تک چین نہ آیا جب تک میں اپنی خوابگاہ تک پہنچ نہ گیا میرا یہ خیال صحیح نکلا کہ میری بیوی نے محبت کی بنا پر اب تک اس کمرے میں اپنی بود و باش قائم رکھی ہوگی ہاں وہ اس کمرہ میں موجود تھی لیکن کس حالت ایک پرتکلف پلنگ پر وہ محو راحت تھی اس کے پہلو میں ایک شخص تھا جس سے اس نے میرے بعد نکاح کرلیا تھا یہ کون شخص تھا میرا ایک جانی دشمن جس کے نام سے مجھے نفرت تھی اور جس نے مجھے تمام عمر مصائب و مشکلات میں مبتلا رکھا تھا میں یہ منظر دیکھ کر تاب نہ لاسکا اور الٹے پاؤں برزخی میدان کی طرف روانہ ہوا اور میں اے فانی دوست تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس نظارہ سے مجھے جو تکلیف پہنچی اس کے مقابلہ میں وہ عذاب ہیچ ہے جو عرصہ دراز سے مجھے ہو رہی تھی

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کرلیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے ورنہ ترک کردیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں رمالوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنس کر اپنے ایمان کو خراب نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے ہر کام کا انجام معلوم ہوسکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہوسکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ و دیگر فالنامے ایسے اعلیٰ اور مستند شامل کردیئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہوسکتا ہے اس فالنامہ کا نام **فالنامہ ناصری** ہے ہماری دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے بہتر شائع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائٹل رنگین قیمت ۸ر **حمیدیہ پریس دہلی** سے منگائیے

زنانہ بستہ

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے پچیس سال کی عمر تک پڑھنے اور اس کے مضامین پر عمل کرلے تو تمام عمر عیش و آرام سے زندگی گذار سکتی ہو یہ دس علمی جواہرات کا بکھرا ہے جسکو گلدستہ بہار زندگی ہی کہتے ہیں اس میں بچوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدے بتائے گئے ہیں کہ الف بے تے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں شادی بیاہ تک تمام قاعدے جہیز کی تیاری ساس نندوں کے برتاؤ بتائے گئے ہیں اب یہ بہترین مرتبہ بڑی تقطیع پر شائع ہوا ہے کتابیں یہ ہیں (۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) سنگار کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز جو کتاب جس مضمون پر لکھی گئی ہے اسکو مکمل کردیا گیا ہے اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کام مثلاً کھانا پکانا سینا پرونا اور لکھنے پڑھنے کے متعلق پوری واقفیت حاصل کرلیں۔ قیمت مجموعہ مجلد ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ

جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک اجودھیا کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہوگیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزاروں مصیبتیں برداشت کیں اور باوجود دیکھ لینے سے داغ جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہوچکا ہے اور معاصر معارف اعظم گڑھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس افسانہ کو تبلیغ کے مقاصد کیلئے منگانا چاہتے ہیں اور ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کرکے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ساوتری کی ۵۰ جلدیں ۴ر فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائینگی صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنی چاہیے ایک جلد کے خریدار کے لئے قیمت ۸ر محصول ۵ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء

اس محسن اعظم، اس کارساز حقیقی اس سب سے بڑی شان والے رب قدیر کی کارسازیاں اور بندہ نوازیاں دیکھتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ مولا اپنا کام لینے کے لیئے کچھ نہیں دیکھتے کہ کون ہے یا کیا ہے، میں اپنی ہی طرف نظر ڈالتا ہوں تو حیرت ہو جاتی ہے، کہ ایک ایسی ادنیٰ تر ہستی سے کیا کام لیا ہے اور مولوی کو کیا شہرت بخشی ہے کہ ہندوستان کا چپہ چپہ مولوی سے آشنا ہوگیا، اور پورے اس بر اعظم میں ایک ہی ماہوار پرچہ اتنی اشاعت کا نہیں ہے، یہ تو کام ہے، اور کاریگر کو دیکھئے، تو ایک کندہ ناتراش، ایک مزدور محض جس نے برسوں ایسی زندگی بسر کی جب کہ اس کا کوئی نگراں کار ہی نہ تھا، اور جس نے ایام گذاری کے لیئے پریس کی ادنیٰ ترین ملازمت سے اس لائن میں قدم رکھا، اور کوئی بھی اس سلسلہ کی مزدوری ایسی نہ تھی جو اپنے ہاتھ سے نہ کی ہو، خدا دادا جی صاحب قبلہ تا حیات فائز المرام رکھے جنہوں نے اپنی شفقت سے میری تربیت کی اور میں پریسمین سے خوشنویس اور پھر منتظم پریس، پھر مالک پریس اور اس کے بعد ہندوستان کے سب سے بڑے پرچے کا مہتمم و مالک ہوگیا،

میں سنتا ہوں کہ بڑے بڑے پرانے کام کرنے والے جن کی مستقل شہرت ہے اور جو واقعی ترقی کے اہل ہیں مجھ سے مشورہ کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ مولوی کی اتنی اشاعت کیونکر ہوگئی، میں جانتا ہوں تو بتاؤں، جب فقط مولا کا نوازنا ہی ٹھہرا تو اس کے لیئے دلیل کیا جو اسباب کے قائل ہیں وہ یہ سمجھ لیں کہ مولوی کے ناظرین کو خدا نے وہ جوش عمل دیا ہے کہ وہ سب کچھ کر دیتے ہیں، اور سہرا بندھتا ہے خواہ مخواہ مجھ جیسے فرومایہ کے سر اور بھائی واقعہ تو یہ ہے کہ مولوی کے ناظرین تو پھر اس کے محض اس کے معاون ہیں اور دیکھ ہی رہے ہیں کہ جتنا گڑ ڈالتے جاتے ہیں اتنا ہی میٹھا ہوتا جاتا ہے، انکی اعانت تو ان کے ذوق کے ساتھ ہے لیکن مولا کی کریمی کا اندازہ ہوتا ہے جب "عدو شود سبب خیر" دیکھتا ہوں بس یہی کہنا پڑتا ہے کہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء

روداد ماہ گذشتہ

ساری دنیا بے چین ہے، حکومت تک دیوالیہ ہے مولوی بے چارہ قرضدار ہو جائے تو تعجب ہی کیا ہے. گھر گھر یہی پریشانی ہے، جانتا ہوں کہ مولوی کے ہزارہا ناظرین بھی اس عالمگیر ابتلاء سے متاثر ہونگے، لیکن ضروریات بہرحال پوری کرنی ہی پڑتی ہیں، دنیا کے ساتھ دینی ضرورت بھی پیش نظر رکھئے، اور عزم صمیم کر لیجیئے کہ مولوی اور اپنی حیات تک اس کو اپنے سے وابستہ رکھیں گے بڑا ہی قلق ہوتا ہے جب کوئی بھائی مولوی سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں، خدا معلوم ان کے مطالعہ میں جب سلسلہ مضامین منقطع ہوتا ہے تو وہ اسے کیوں محسوس نہیں کرتے،

جدید خریداروں کی فراہمی

کے لیئے ضرور اب دشواریاں لاحق ہونگی، کیونکہ موجودہ پریشانیوں کے سلسلہ میں ترغیب خریدار کے لیئے زیادہ محنت کرنی پڑے گی، اس لیئے زیادہ توجہ سے کام لیجیئے اور زیادہ محنت کیجیئے آج کل کچھ مطمئن طبقہ ملازمت پیشہ بھائیوں کا ہے ان کو خاص طور سے توجہ کرنی چاہیئے اس مہینے میں میں نے تقریباً دو سو بھائیوں کو قلمی خط بہت خصوصیت سے روانہ کیئے ہیں اور بہت ہی توقعہ کے ساتھ ان کی کوشش کا خواہاں ہوا ہوں خدا کرے کہ ان کی کامیابی کی تمام دشواریاں مٹ جائیں، ساڑھے پندرہ ہزار خریدار بہت ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ مستقل رہ جائیں تو پھر کسی اپیل کی ضرورت نہیں رہے لیکن ہمارے تقریباً نصف بھائی ہر سال سلسلہ اعانت منقطع کر دیتے ہیں، اور صاحب خیر دوسرے بھائی اپنی محنت سے اس گڑھے کو بھر دیتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ہر مہینے جدید خریداروں کے لیئے لکھنا پڑتا ہی ہے

ماہ رسولؐ

یہ مہینہ رسول کریمؐ کا مہینہ ہے، یہ مہینہ ہی خیر و سعادت کا گنجینہ ہے اور شیدایان رسولؐ اس مہینے میں بہت خیرات کرتے ہیں، آپ کی خیرات اس مہینے میں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ مولوی کے خریدار فراہم کریں، کیونکہ تبلیغ اسلام سب سے بڑی خیرات ہے، اور مولوی کا خریدار بنا دینا گویا اوامر و نواہی اسلام کا دوسرے بھائی تک پہنچانا ہے اور یہی تبلیغ دین ہے، اور اس کا اجر خدا کے نزدیک بہت بلند ہے،

قرآن شریف

اس مہینے میں لوگ اکثر منگاتے ہیں اس لیئے کہ قرآن شریف خصوصاً مترجم قرآن شریف کی تفسیم بھی تبلیغ اسلام کا اہم جزو ہے، بلکہ اصلی تبلیغ ہے اس کا اجر بھی خدا ہی جانتا ہے کہ کتنا عظیم ہے مولوی کے دفتر میں سب قسم کے قرآن شریف موجود ہیں جیسا کہ اشتہارات سے معلوم ہوگا، اس لیئے مترجم قرآن شریف منگا کر پڑھیئے اور لوگوں کو پڑھنے کے لیئے دیجیئے صرف مولوی کے دفتر سے منگانے میں دوہرا ثواب ہے اعانت تبلیغ اسلام بھی اور اعانت تبلیغ قرآن بھی، اور جب قیمت بھی مولوی کے دفتر میں سب سے ارزان ہو تو پھر کسی اور طرف توجہ کرنا اور کہیں سے منگانا قطعی غلط ہے،

اب ذرا ان بھائیوں سے بھی مل لیجیئے

آپ جانتے ہیں یہ کون ہیں، یہ وہ ہیں جو اسلام کے فداکار ہیں، یہ وہ ہیں جو ہر صدائے اسلام پر لبیک کہتے ہیں، یہ وہ ہیں جو اپنی ضروریات دنیوی کے ساتھ ضروریات دینی کو محسوس کرتے ہیں، یہ وہ ہیں جو احکام اسلام دوسرے بھائیوں تک پہنچاتے ہیں یہ وہ ہیں جو سرکار رسالت کا پیام مسلمانوں کو دیتے ہیں، یہ وہ ہیں جو اولیائے کرام کے مقدس مقالات سے دوسروں کو بہرہ اندوز کرتے ہیں، یہ وہ ہیں جو مسلمانوں کو صحیح ملکی و سیاسی تعلیم دیتے ہیں، یعنی یہ وہ ہیں جو ہر وقت مولوی کی ترقی اشاعت میں کوشاں، اور اس کی اعانت میں مصروف ہیں. فجزاھم اللہ احسن الجزا۔ اللھم حصّل مرادھم بالخیر، اللھم نور قلوبھم بنور معرفتک و محبتک ابدا اللھم اجرھم من خزی الدنیا و عذاب الآخرۃ۔ ربنا تقبل منا انک سمیع الدعا۔

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
جناب محمد یعقوب بیگ صاحب بھکی	۳	جناب محمد بشیر صاحب احمد پور	۲
" شبیر احمد صاحب دلدار نگر	۳	" منشی محمد ابراہیم صاحب لشکر	۲
" محمد عظمت اللہ صاحب لگنڈہ	۳	" منشی ابراہیم صاحب کمورچکلہ	۲
" محمد عبدالغنی صاحب چک منگلور	۱	" ابراہیم یوسف بردچہ صاحب زملین	۲
" ظفر الدین احمد صاحب بستی سنتھو	۱	" سید ارادعلی صاحب جوالاپور گوالیار	۱
" محمد نصیر صاحب فتحپور	۱	" صدر دفتر اسلامیہ ٹھگی خیل	۱
" نثار احمد صاحب حسام پور	۱	" الیف بی. حکیم صاحب احمد آباد	۲
" بم محمد رفیق صاحب خوشاب	۱	" محمد یار خاں صاحب محمود آباد	۱
" صوفی تصدق حسین صاحب بلدوانی	۲	" رحیم اللہ صاحب حیدرآباد دکن	۱
" چودہری اشتیاق احمد صاحب دہلی	۲	" محمد ابراہیم صاحب بستی پور	۳
" عبدالمجید صاحب حیدرآباد	۴	" محمد شفیع صاحب ممبئی نمبر ۸	۲

اسمار معاونین	تعداد	اسمار معاونین	تعداد	اسمار معاونین	تعداد	اسمار معاونین	تعداد
جناب سید ابراہیم صاحب بمبئی	۱	چودھری رحمت علی صاحب ڈپٹی کلکٹر	۱	جناب عثمان صاحب صحرادار	۲	جناب حامد علی صاحب سیکشن ماسٹر کالا سنگھ	۲
،، عبدالرحمن صاحب بھٹن کوٹ	۲	جناب احتشام احمد صاحب اسد سلو	۲	،، میر مقبول علی صاحب بانکلہ	۱	،، کفایت حسین صاحب پورنیہ	۲
،، عبدالکریم صاحب چونبہ	۲	،، شیخ احمد شیخ حسن صاحب قرقرے	۱	،، سید خوندمیر صاحب حیدرآباد	۱	،، سراج الدین صاحب الہ آباد	۱
،، محمد قدیر صاحب طالب علم حیدرآباد	۸	،، ایم تراب علی صاحب حیدرآباد دکن	۱	،، ایم محمد حسین صاحب زمیندار شادیوال	۲	،، سید اسماعیل صاحب ڈسکہ	۱
،، ایم جی ایم اینڈ سنز کوئمبٹور	۲	،، عبدالستار صاحب منڈی میسور	۱	،، گل محمد محمد یوسف صاحب اورنگ آباد	۴	،، مولوی نذیر احمد صاحب جودھپور	۲
،، محمد منصور صاحب رسال پور	۱	،، عبدالوحید صاحب بمبئی نمبر ۹	۲	،، محمد خواجہ صاحب حیدرآباد دکن	۲	،، حوالدار ہیلان خان صاحب مانڈو پور	۲
،، ایم عبدالرحمن ایوب صاحب سردار شہر	۳	،، منیر الحسن صاحب گوالیار	۱	،، محمد عبدالخالق صاحب گندربل	۳	،، محمود علی صاحب پٹواری راویر	۲
،، عبدالشکور صاحب رائے پور سی پی	۵	،، محمد اطاعت علی صاحب بعراجپور	۳	،، شاہ علی صاحب قادری نقل نویس	۲	،، سمیع اللہ صاحب جاورہ	۴
،، معلم محمد خلیل صاحب وانمباڑی	۲	،، عبدالرحمن صاحب ڈیرہ اسماعیل خان	۲	،، محمد رضا صاحب محرر پولیس لائن باندہ	۲	،، محمد غوث صاحب ادریسر اگبور	۳
،، محمد اسلم صاحب راولپنڈی	۱	،، عبدالغفار صاحب میاں چنوں	۱	،، غلام حسین صاحب چھاؤنی سیالکوٹ	۲	،، محمد حسین صاحب نیگہ جالندھر	۲
،، انتظار اللہ خاں صاحب لکھنؤ	۱	،، مولوی بادشاہ خان صاحب سونیڈ	۷	،، جناب محمد اصغر صاحب قریشی پنج پیر	۸	،، صادق علی صاحب حک تراش	۱
،، جناب مظہر احمد صاحب پورن پور	۳	،، قاضی عبدالمجید صاحب راولپنڈی	۳	،، شجاعت حسین صاحب اکبرآبادی	۳	،، محمد [illegible] صاحب سب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر	۲
،، ایم عبدالرحیم صاحب چتور	۱	،، ایم اقبال حسین صاحب فردوسی	۱	،، چودھری سید محمد یاسین صاحب [illegible]	۲	،، سید محی الدین صاحب گملہ رانچی	۳
،، شجاع الدین صاحب کوٹہ اسٹیٹ	۲	،، سید عزیز احمد صاحب سید پور [illegible]	۳	،، خان بہادر شیخ مہدی حسن صاحب فیض آباد	۴	،، شیر دل خاں صاحب گنجولی	۱
،، ابوالبشیر عبدالقیوم صاحب ڈلدان	۳	،، عبدالصمد صاحب پونہ	۳	،، مولوی نجم الدین صاحب وکیل تدولی	۶	،، مولوی عبدالاحد صاحب گندربل	۱
،، مولوی نور حسن صاحب جاجپور	۱	،، ایم اے سعید صاحب حیدرآباد	۲	،، مسعود الزماں خاں صاحب جوناگڑھ	۴	،، محمد حسین صاحب انصاری [illegible]	۱
،، حکیم عبدالنور صاحب نگر نوشہرہ	۳	،، شاہ عبدالعزیز صاحب سکندرآباد	۳	،، حاجی کریم بخش صاحب رزمک	۲	،، محمد عباس خاں صاحب پونچھ	۲
،، مولوی نذیر الحق صاحب چک نمبر ۳۳ ب	۳	،، کفایت اللہ صاحب انگول	۱	،، مقبول احمد صاحب ہیڈ ماسٹر [illegible]	۳	،، محمد حنیف صاحب ٹانگر	۴
،، عبدالعزیز رضوان اللہ صاحب احمدآباد [illegible]	۱۰	،، سید امین الدین صاحب ہیڈ ماسٹر [illegible]	۷	،، برکت علی صاحب شہر سیالکوٹ	۴	،، دین محمد صاحب پشاور شہر	۲
،، عبدالحکیم صاحب اعوان سرگودہ	۱	،، شیخ غلام محی الدین صاحب منڈی وارڈہ	۸	،، محمد ابراہیم صاحب [illegible] ماہی کنڈہ	۲	،، عبدالعزیز صاحب دھول پور	۲
،، خواجہ حمید اللہ صاحب بنارس	۵	،، عبدالرب صاحب تحصیلدار ۸۲ ایل ۱۲	۲	،، محمد ذکی صاحب ٹانگر	۳	،، ایم ایم عبدالحمید صاحب [illegible]	۱
،، محمد فاروق صاحب سیونی	۱	،، رشید الرحمن صاحب کوئٹہ	۳	،، ایم غلام حسین صاحب میسور	۲	،، مولوی اکبر حسین صاحب جالنہ	۱
،، محمد سلیم صاحب مبلیا باغ جبل پور	۲	،، ایم قمر الحق صاحب سرانڈی	۳	،، محمد امین صاحب دوسوجبہ ساگری	۱	،، شیخ چاند صاحب ایجنٹ سکندرآباد	۸
،، منشی غلام رسول صاحب نظام الدین [illegible]	۲	،، ملا عظیم الدین صاحب [illegible]	۳	،، مولوی ضیاء الحق صاحب وکیل [illegible]	۱۰	،، حافظ رحیم بخش صاحب سیہور	۲
،، عبدالرزاق صاحب تاجر پارچہ مدن پلی	۱	،، حاجی محمد ابراہیم صاحب جونا گڑھ	۳	،، مولوی شمیم حیدر صاحب بھوپال	۲	،، رحیم بخش صاحب ٹھیکہ دار [illegible]	۴
،، ڈاکٹر محراب خان صاحب دلکشا لکھنؤ	۲۰	،، خواجہ خالد حمید [illegible]	۱	،، محمد اسماعیل خاں صاحب ریوان	۲	،، محمد امیر علی صاحب سیلدار	۲
،، غلام حسین صاحب پنشنر سیالکوٹ	۱	،، عبدالکریم صاحب پٹواری گھریالی	۱	،، عبدالکریم صاحب محبوب نگر	۱	،، سید محمد حسن صاحب جائس	۲
،، خواجہ عبدالرحمن صاحب سوداگر ناندور	۵	،، محمد حسین خاں صاحب وکیل اجمیر	۱	،، قاضی محبوب شاہ صاحب پترول	۱	،، ایم عبدالعزیز صاحب کالاباغ	۳
،، اے ایم ناک صاحب [illegible] دھارواڑ	۳	،، سید محمود حسن صاحب کلکری ہمیرپور	۱	،، ایم آر نبی صاحب [illegible]	۱	،، عبدالوہاب محمد سلطان صاحب مظفر [illegible]	۳
،، عبدالرحمن صاحب [illegible]	۳	،، عبدالصمد صاحب بردوان	۱	،، محمد خاں صاحب اجمیر	۱	،، محمد اسحاق صاحب باڑہ	۵
،، محمد عبداللہ خاں صاحب جھن جھنو	۲	،، سید عظیم الدین صاحب بڑودہ	۲	،، محمد بشیر صاحب چشتی عبداللہ پور	۱	،، اللہ داد صاحب لاہور	۲
،، محمد بشیر صاحب سب انسپکٹر پونچھ	۲	،، سید سردار شاہ صاحب تحصیلدار [illegible]	۱	،، شیخ سعد اللہ صاحب ملی جیری	۱	،، قاضی سید حفیظ الدین صاحب ناندیڑ	۲
،، امیر اللہ صاحب کیری	۲	،، عبدالعزیز صاحب اکولہ	۱	،، محمد اسحاق صاحب انصاری جونپوری	۱	،، سید عبدالغفور صاحب [illegible]	۲
،، عبدالعزیز صاحب کوٹ ملتانیہ	۲	،، فضل احمد صاحب پنڈ دادنخان	۱	،، محمد سعید خاں صاحب سیہور	۲	،، محمد عمر صاحب لکھنؤ	۲
عبدالحی صاحب تارہ زو	۲	،، مولوی ریاست علی صاحب کھیری	۴	،، قیس محمد خاں صاحب گارڈ کالاباغ	۲	،، آل حسن صاحب فتح پور	۲
،، کے عبدالرحیم صاحب موڈیگرہ	۲	،، میرزا صدیق بیگ صاحب پٹی	۴	،، عبدالحلیم صاحب منگلور	۱	،، جناب حبیب اللہ صاحب [illegible]	۳
،، مولوی جمال الدین [illegible]	۱	،، ابراہیم یوسف صاحب [illegible]	۲	،، خوش علی خاں صاحب جون پور	۳	،، شاہ رشید احمد صاحب	۲
،، نظیر الدین صاحب تحصیل مبیا	۱	،، غلام محی الدین صاحب حیدرآباد	۲	،، عمر ڈی مہسا صاحب بنگلور	۴	باقی: ۸ اکتوبر تک نام درج ہوئے	

ڈاک ایک روپیہ کل ...
ترجمہ اول مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی ترجمہ دوم حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب، حاشیہ مخلص از بیان القرآن
یہ وہی قرآن شریف ہے جس کا بار ہا اشتہار آپ نے پڑھا ہے ملنے کا پتہ
حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر صفحہ ہذا

ومن یقنت منکن للہ ورسولہ اس آیت شریفہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو خطاب فرمایا گیا ہے کہ تمہاری عزت و عظمت اللہ کے نزدیک اور مستورات مومنین سے زیادہ ہے تمہیں بھی اسی قدر با عزو وقار رہنا چاہیے کلام میں نرمی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وقار و عظمت اور تمکنت اور رعب باتوں میں ہو اور جب منہ سے بات نکلے تو معقول بات نبی کی عظمت اور وقار قائم کرنے کے لیئے نکلے اور یہ بھی ضرور ہے کہ مثل زمانہ جاہلیت کے باہر نہ پھرو بلکہ اپنے گھروں میں مخفی رہو تاکہ تمہاری شان میں کہ تم امہات المومنین ہو کچھ فرق نہ آئے زکوٰۃ دو۔ نماز پڑھو اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو تمہارے لیے یہی بس ہے، خداوند کریم کی یہی مرضی ہے کہ زمانہ جاہلیت کی جتنی عادتیں جو درحقیقت ناپاک ہیں تم میں سے جاتی رہیں اور جو کچھ ہم نے بتایا ہے اگر اس پر تم عمل پیرا ہوگی تو تمہیں کیسی بزرگی اور تقدس حاصل ہوتا ہے تمہیں جو خداوند تعالیٰ نے دیا ہے اوروں کو کب نصیب ہے تمہارے ہی گھروں میں ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں، پھر تم ہی خیال کرو کہ تم سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے بعض علما تحریر فرماتے ہیں، کہ اس آیت میں علت اس تضعیف اجر اور اسی طرح عذاب کی جو اس کے قبل ارشاد ہے شرف زوجیت نبی کریم ہے، کیونکہ اہل خصوصیت کا عصیان بھی اوروں کے عصیان سے اشد ہوتا ہے، اسی طرح انکی اطاعت بھی اوروں کی اطاعت سے زیادہ مقبول ہوتی ہے، پس وعدہ اور وعید دونوں میں وہ دوسروں سے ممتاز ہیں اور حضور کا مقام کلام میں یہ کہنا ممکن ہے کہ حضرت امہات المومنین کی خدمت و اطاعت کا صدور حضور کے قلب کیلئے باعث راحت ہوتا تھا ۱۲ منہ

وَمَنْ يَّقْنُتْ

اور جو کوئی فرمانبرداری کرے

اور جو کوئی تم میں اللہ کی

مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

تم میں سے واسطے اللہ کے اور رسول اس کے کے اور عمل کرے اچھے

اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی

نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝

دینگے ہم ثواب اس کا دوبار اور تیار کیا ہم نے واسطے اس کے رزق اچھا

تو ہم اس کو اس کا ثواب دوہرا دیں گے، اور ہم نے اس کے لیئے ایک عمدہ روزی طیار کر رکھی ہے

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ

اے بی بیو نبی کی نہیں تم مانند ہر ایک کے عورتوں سے اگر پرہیزگاری کرو تم

اے نبی کی بیویوں تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقوی اختیار کرو، تو تم

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ

پس مت نرمی کرو بات میں پس طمع کرے وہ شخص کہ بیچ دل اس کے کے بیماری ہے اور

(نامحرم مرد سے بولنے میں (جب کہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو اس سے، (ایسے شخص کو طبعا) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے

قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَّقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

اور کہو بات سیدھی اور ٹکی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور مت بناؤ کرو بناؤ

قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ عفت کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے

الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ

جاہلیت پہلی کا اور قایم کیا کرو نماز کو اور دیا کرو زکوٰۃ کو اور

دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور

اَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ

فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اسکے کی سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تو کہ دور کرے

اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو، تو اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے

شخص حیرت میں ہے کہ عمدہ مترجم اور مجلد چرمی قرآن کیونکر مل سکتا ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا تفسیر بیان القرآن کی، کاغذ بھی سفید اور گلیزڈ اور ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو

دیکھا نہ سنا

یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید کارنامہ ہے

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں، مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے، لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے **حمیدیہ پریس دہلی ہی کی اولیت** ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا، جو ترجمہ والا بھی ہو اور سستا بھی، ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب ماخوذ، تقطیع بھی کلاں ہو، غرضکہ تمام وہ سامان ہو جس کا ایک مسلمان والہ و خواہاں ہو سکتا ہے، اور لطف یہ کہ ابتدا میں **ایک بسیط مقدمہ** بھی ہے، جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید ضروریات کا حل ہو، اور مجلد بھی کپڑے کا ہو،

تیار ہے۔ اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والا یا غریبوں کا مترجم قرآن ہے صدہا روز جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد سورہ ہائے قرآن شریف و ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت مع ترجمہ کی ضرورت (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبرئیل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے۔ احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ، مثلاً نماز میں تراویح میں، مسجد میں، نہیں رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی میں (۹) اعوذ باللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقر (۱۲) فضائل سورہ انعام مع قبولیت (۱۳) بیان آیۃ الکرسی مع فضائل و اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا اثر مع قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۸) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورہ اخلاص مع اعمال (۲۰) فضائل سورہ واقعہ مع اعمال، رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورہ عم یتساءلون کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقات (۲۶) سوانح عمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعائے ختم القرآن مع فضائل **ضخامت ۶۰۴ صفحے** مع مقدمہ

کاغذ سفید دبیز، ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** چرمی پشتہ **کتابت** وغیرہ کا ایک سرسری اندازہ اس نمونہ سے کر لیجئے **ہدیہ مجلد ڈیڑھ روپیہ** محصولڈاک اب بڑھ گیا ہے اس لئے ۱۵ ار کل ۱۲ میں جہاں چاہے منگا لیجئے، **ایک منگایئے یا سو** رعایت مطلق نہیں، ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا، ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی، یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ ہر اس پارسل پر جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ ار تو یہاں ہی خرچ ہو جاتے ہیں، اب کی مرتبہ جلد ہی طلب فرمایئے، کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام نقصانات کی تلافی اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی ہی آمدنی سے ہوتی ہے۔ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی خاص طور سے بنوائی ہیں۔

مینیجر رسالہ مولوی کوچہ چیلان دہلی

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

اقصٰی تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلا دیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑے

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں، اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا، کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت

مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ؕ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا

قرار دو اے ان لوگوں کی نسل جنکو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا۔ بے شک وہ

دو ترجمہ والا خوشنما پارہ ۲۹ سورہ معہ اوراد وغیرہ

ترجمہ اول زیر متن حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دوم از حکیم الامۃ

حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ، ذاکر اللہ والوں کو اور ایسے مصروف کاروباری آدمیوں کے لیے جن کو وقت کم ملتا ہے یہ پارہ سورہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں (۱) سورہ یاسین (۲) سورہ فتح (۳) الرحمن (۴) سورہ واقعہ (۵) سورہ ملک (۶) سورہ مزمل (۷) سورہ نوح (۸) سورہ جن (۹) سورہ القیامۃ (۱۰) سورہ کہف (۱۱) سورہ فلق (۱۲) والناس اور ہفت ہیکل معہ اسناد اور فوائد شش قفل معہ فضائل دعائے گنج العرش معہ خواص و فضائل اسمائے حسنیٰ ننانوے نام باری تعالیٰ معہ خواص و فضائل اسمائے مقدسہ رسول کریم، فوائد دعائے حبیب معہ فوائد درود تاج مترجم معانی درود و صلوٰۃ تنجینا معہ شجرہ چشتیہ نظامیہ معہ تاریخی حالات و تاریخ وفات، و شجرہ سلسلہ قادریہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور درود اکبر از سیدنا غوث الاعظم ہر سورہ کا نقش معہ فوائد ہر سورۃ کے ساتھ درج ہے قیمت فی جلد مجلد پارچہ نقرئی کار صرف ۸ محصول ۴ کل ۱۵ حمیدیہ پریس دہلی

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ ملک مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

کلماتہا ۳۳۵ حروفہا ۱۳۵۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ

عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ

تلك الرسل ۳ ۵۹ البقرة ۲

تِلْكَ الرُّسُلُ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ
دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ
وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا
اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ
الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ
كَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ
مَا يُرِيْدُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا
خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ
الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْحَيُّ

خوشنما معری حمائل کا ریکارڈ

بالکل ابھی چھپ کر پہلی مرتبہ پریس سے آئی ہے

دیکھتے ہی لوٹ گیا، سبحان اللہ کیا کتابت ہے، اور کیا چھپائی ہے، واللہ اعظیم اتنی اچھی چھپی اور لکھی ہوئی حمائل میں نے تو آج تک دیکھی نہیں، اس لیے فی الفور خریداران مولوی نے میں نے ایک ہزار خرید لی ہیں، اب اس نمونہ سے ہی اس کی کتابت اور خوشنمائی کا اندازہ کر لیجیے، حالانکہ اصل اور نقل میں جس قدر فرق ہوتا ہے وہی اس اشتہار اور اصل حمائل میں فرق ہے، اس کی کتابت کی کشادگی اور اعراب کی برجائی ایسی عجیب و غریب ہے کہ باوجود قلم خفی ہونے کے ذرا بھی اس کے پڑھنے میں تکلف نہیں ہوتا، یہ حمائل بھی منشی صلاح الدین صاحب کی لکھی ہوئی ہے جو اپنی خوبی کتابت میں یگانہ ہندوستان ہیں، اس حمائل کا پارہ پارہ جدا ہے، اور ہر پارہ کا اول و آخر بہت خوشنما گلکاری سے مزین ہے، چونکہ یہ جیبی حمائل ہے اس لیے اس کے لیے خاص طور سے نبک پیپر خریدا گیا ہے تاکہ پتلا اور مضبوط رہے اور حمائل شریف زیادہ موٹی نہ ہو جائے جو جیب میں تکلیف دے، جلدیں بھی خاص طور سے جزبندی کی بنوائی گئی ہیں اور بہت کافی مضبوط ہیں، خدا کاتب صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے ایسی نایاب چیز مہیا کی فی الحقیقت اگر آپ کے پاس یہ حمائل نہیں ہے تو بہت بڑی کمی ہے، پندرہ ہزار خریداروں میں ایک ہزار حمائل کیا معلوم ہوگی

ہدیہ ایک جلد مجلد چرمی پائدار سوا روپیہ ۱۲/ پانچ جلد ۔/۶ دس جلد دس روپے
محصول ڈاک ایک جلد ۳/ ۵ جلد ۱۲/ دس جلد ۔/۱ بہت جلدی منگالیجئے

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اس رمضان شریف کا سب سے محبوب تحفہ

جو حمیدیہ پریس دہلی کی طرف سے پیش ہوگا
وہ

اعجاز نما مترجم حمائل شریف ہے

جس کے ایک پورے صفحہ کا نمونہ زیر ملاحظہ ہے، اس سے نقط حاشیہ کی تفسیر، ترجمہ کی سلاست اور قلم کا اندازہ کر لیجئے کاغذ اصل حمائل کا ایسا ہے جیسا مولوی کا ٹائیٹل کتابت صاف ہے چھپائی بہت اعلی ہے یہ ابھی چھپ رہی ہے، جب تک یہ اشتہار آپ کے زیر مطالعہ ہوگا اسوقت انشاء اللہ تیار ہوگی، یا شاید آپ کی فرمایش کی تعمیل میں دو چار روز کی دیر ہو جائے بہر حال تاجران جن کو نمونہ روانہ کیا گیا ہے بہت ہی ذوق و کثرت سے آرڈر دے رہے ہیں، افسوس کہ قلت روپیہ کی وجہ سے صرف ایک ہزار چھپوا سکا ہوں اب یہ ہدیہ ہونے کے بعد دوسرا اڈیشن انشاء اللہ بہت زیادہ ہوگا۔ اس لیئے فی الفور طلب فرمالیجئے

حمیدیہ پریس دہلی کی خصوصیت اسمیں بھی عیان ہے اور ہدیہ کے اعتبار سے بہت ہی ارزان ہے میرا خیال ہے کہ اتنی خوبیوں والی حمائل اس قیمت میں اور کہیں نہ مل سکے گی۔

ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کار صرف ڈھائی روپے، ۲؍۸
پانچ جلدیں بارہ ۱۲ روپے دس جلد بائیس ۲۲ روپے

اسمیں ذیل کی خوبیاں اور دیکھیئے

قال الملاء ۔۔۔ ۲۹۷ ۔۔۔ الاعراف

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ
جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ اور جبکہ آپ کے رب نے اولاد آدم (علیہ السلام) کی پشت سے
اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ
انکی اولاد کو نکالا اور (سب کو سمجھ عطا کر کے) ان سے انہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا
عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰي شَهِدْنَا
رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب اس واقعہ کے گواہ بنتے ہیں تاکہ تم لوگ قیامت
اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا
کے روز یوں کہنے لگو، کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے یا یوں کہنے لگو (اصل) شرک تو ہمارے
غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ
بڑوں نے کیا تھا، اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ (نکالنے)
قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا
والوں کے فعل پر آپ ہم کو ہلاکت میں ڈالے دیتے ہیں ۔۔۔ (اور) ہم اسی طرح
فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ
آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں، اور تاکہ وہ باز آجائیں ۔۔۔ اور ان لوگوں کو اس
وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ
شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں ۔۔۔ پھر وہ ان ۔۔۔ لوگوں
اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ
سے بالکل ہی نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا، سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل
فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا
ہوگیا، اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے
وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ
لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہوگیا، اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرنے لگا

ع ۱۱ ۔۔۔ منزل ۲

(۱) کتابت دہلی کے قدیم ترین کاتب مولوی محمد یحیٰی صاحب نے کی ہے (۲) ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظرثانی شدہ ہے، اور چونکہ متن سے ترجمہ کی سطر بڑی ہے اس لیئے ترجمہ صاف اور واضح ہے (۳) تفسیر موضح القرآن، بیان القرآن، تفسیر حسینی اور چند عربی کتابوں سے ماخوذ ہے اور کئی مستند مولویوں کی ضمانت ہے (۴) صحت کے لحاظ سے آخر صفحہ کی مہروں سے اندازہ ہو سکتا ہے (۵) ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جو مولوی عاشق الٰہی صاحب محدث میرٹھی کا لکھا ہوا ہے، اور اس کے چند مضامین کے عنوان یہ ہیں، دیباچہ، آداب تلاوت قرآن، کلام اللہ شریف میں ۲۵ انبیاء کا نام آیا ذکر ہے ان کا نام بنام حال، (۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبسوط تبلیغی حیات (۷) ان تمام فرشتوں کا حال جنکا قرآن میں ذکر ہے (۸) وہ کفار جنکا قرآن میں ذکر ہے فرداً فرداً حال (۹) وہ قبائل جن کا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۰) وہ مقامات جنکا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۱) آخرت کے مکان جن کا قرآن میں ذکر ہے (۱۲) سیارے جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۳) رموز اوقاف قرآن شریف، غرضکہ اس ہدیہ میں ایسے عمدہ کاغذ ایسے ترجمہ، اور ایسی تفسیر کی حمائل نہ آجتک ملی اور نہ آیندہ مل سکتی ہے، اس کی خصوصیات بہت طویل ہو سکتی ہیں لیکن گنجائش کی کمی کی وجہ سے مجبوری ہے۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اگر ناپسند ہو تو واپس بھیج دیجئے اور بغیر ایک منٹ کی تاخیر کے اپنا روپیہ واپس لے لیجئے۔

ھدیہ مجلد چرمی نقرئی کار ڈھائی روپے محصول ۱۲؍ ۔ منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

(دیکھیے)

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ
السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا
شَجَرَهَا ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ
قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ
الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ أَمَّنْ
يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ
الْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي
ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ
ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ أَمَّنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ
قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ
يُبْعَثُونَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ
بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا

حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر القرآن میں پہلی مرتبہ رعایت

یہ وہی تفسیر ہے جو ہزارہا ہدیہ ہو گئی ہے اور اس کا ہر پارہ علیحدہ ہے۔ اب تک ایسی کوئی تفسیر نہیں چھپی۔ جو ہندوستان کے ہر طبقہ میں آسانی سے پڑھی اور سمجھی جا سکے، ہر وہ مرد یا عورت جو ذرا سی اردو سمجھ سکتے ہیں اس تفسیر کے ذریعہ پورے قرآن شریف کا مطلب بآسانی سمجھ لیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ پنجاب اور یو۔ پی سے زیادہ بنگال، مدراس، برما، بمبئی، سندھ وغیرہ میں رائج ہے۔ یہ ہر پارہ علیحدہ ہی فروخت ہوتی ہے لیکن ہر پارہ کی قیمت ۸؍ پوری تفسیر منگانے والوں کو دس روپے میں ملتی ہے، حمیدیہ پریس دہلی نے رمضان کے آخر تک یہ رعایت رکھی ہے کہ کامل تفسیر منگانے والوں کو تین جلدیں مجلد جرمنی کپڑا کی دی جائے گی۔ گویا ۱۲ جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی، اور مجلد جرمنی کامل دس روپے میں ملے گی، محصولڈاک ۱۲؍ اس کے علاوہ ہے، نمونہ کے لئے ۹ کے ٹکٹ روانہ کر کے پارہ عم منگا کر دیکھئے، لیکن یہ پارہ تفسیر کامل منگانے والوں کے لئے زائد ہی رہے گا، یہ پہلا رعایتی اعلان ہے اس سے پہلے اس تفسیر پر کبھی ایک پیسہ بھی رعایت نہیں کی گئی۔

ملنے کا پتہ، مینیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس دہلی۔ کوچہ چیلان

دو یادگار قرآن شریف دیکھئے تو خوشنما پڑھئے تو شفاف اور رکھئے تو تاریخی تحفہ

جرمنی قرآن شریف

دیکھنے دکھانے کے قابل ایسا نایاب صاف چھپا ہوا ہے کہ دیکھ کر جی خوش ہو جاتا ہے، ایک ایک حرف موتی کی طرح خوشنما، کاغذ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا سفید اور اس قدر کرارہ اور مضبوط کہ شکن سے بھی نہیں پھٹتا ہے، یہ وہی قرآن شریف ہے جو افریقہ، سماٹرا، جاوا، سمالی لینڈ، اور ایران میں بالکلیہ رائج ہے، ہندوستان میں سوائے حمیدیہ پریس دہلی کے اور کہیں نہیں ملتا ہے اور جس قدر موجود ہے بس یہی ہے اب نہ جرمنی سے منگانے کی ہمت ہے اور نہ ان داموں یہاں پہنچ سکتا ہے۔

پچھلے سال پانچ پیٹیاں بمشکل تمام آسکی تھیں ان میں سے جس قدر باقی ہیں، ان پر رمضان مبارک کے سلسلہ میں بڑی رعایت دی جا رہی ہے یہ حمائل معری ہے ترجمہ نہیں ہے مولوی کے صفحہ سے نصف تقطیع ہے، جلد جرمنی کی ہی بنی ہوئی ہے یہاں نہیں بن سکتی، ہدیہ مجلد تین روپے رعایتی بشرط موجودگی صرف ۲؍ محصولڈاک ۱۲؍ کل ڈھائی روپے

عکسی قرآن شریف

نوشتہ غازی اورنگ زیب شہنشاہ عالمگیر نور اللہ مرقدہٗ

یہ قرآن شریف ریاست رامداد میں خاص غازی عالمگیر کا لکھا ہوا اور انہی کا دیا ہوا موجود ہے، حضرت خواجہ صاحب سات ہزار روپے لگا کر اس کے فوٹو بلاک بنوائے اور اب یہ تاریخی نعمت عام ہو گئی ہے، کہاں غازی شہنشاہ اور کہاں ہم لوگ، زندہ قومیں اپنے مشاہیر کی یادگاریں آنکھوں سے لگاتی ہیں، بڑی سے بڑی قیمت دے کر حاصل کرتی ہیں، اور ان کو ورثہ میں چھوڑنا اپنا قومی فخر خیال کرتی ہیں دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان جیسی غیور قوم اس یادگار عالم تحفہ کی کہاں تک پذیرائی کرتی ہے

اس کا کاغذ وہی ہے جو فوٹو میں لگتا ہے یعنی آرٹ پیپر چھپائی ویسی ہے جیسی فوٹو کی تصاویر کی ہوتی ہے، جلد ولایتی طرز کی مینا کی بجائے ریشمی فیتہ ہزارہا روپے میں بھی یہ چیز میسر نہیں آسکتی تھی، ہدیہ اصلی پانچ روپے رعایتی خاص صرف ڈھائی روپے، تقطیع مولوی کے صفحہ سے نصف محصولڈاک ۱۲؍ کل ۳؍ ہے

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

ختم القواعد کا دوسرا ایڈیشن پھر چھپ کر آگیا، اب بچوں کی پڑھائی کا انشاء اللہ حرج نہ ہوگا۔

یہ عربی کا وہ طلسمی قاعدہ جس میں الف، بے، تے پڑھ لینے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ بچے کے ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں، اور آگے بچہ خودبخود پڑھنے لگتا ہے۔ مولف نے کچھ ایسی سمجھانے اور پڑھانے کی کنجی اسمیں رکھی ہے، اور کچھ ایسے گر بتائے ہیں، کہ نہ استاد کو کان نہ شاگرد کو، اب شاید ہی کوئی بچہ ایک دفعہ اسمیں پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدے میں پڑھنا گوارا کرے اس لئے خدارا اپنے بچوں کی ابتدائی دماغی نشوونما کو برباد نہ کیجئے اور بجائے رٹائی کے بوجھ ڈالنے کے ہلکی سی سمجھ اور آسان سے غور کیا تھا پڑھنے کا عادی بنائیے، مولف بیست سالہ تجربہ کے بعد بچوں کی ذہنیت سے متعارف ہو کر اس میدان میں آئے، اور آج یہ قاعدہ مقبول عام ہو گیا۔ ابھی کے ۲۰۰۰ ہزار چھپا ہے، ایک روپے کے ۱۶ اور پانچ روپے کے سو ملتے ہیں، ایک روپے کے قاعدوں پر ۵؍ محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے، ایک روپے سے کم کے منگانے ہوں تو اور کتابوں کے ساتھ منگائیے، ملنے کا پتہ:۔ مینیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

۱۵ شعبان المکرم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوتا ہے تاکہ خریدار مناسب وقت میں گھڑیاں منگا کر شروع رمضان المبارک سے کام میں لاسکیں

فائدہ اٹھانے کا

رعایت کا مُبارک مہینہ

شاذ و نادر موقعہ

جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اُٹھایئے

گیارہ ماہ گذرنے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے پھر ہم کو اور آپ کو رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے یہ بھلائیوں اور نیکیوں کا مہینہ ہے اسلئے ہم نے بھی یہی مہینہ اپنے خریداروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں و ٹایم پیسوں کی قیمت میں بیحد رعایت کر دیگئی ہے اس رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جلد سے جلد فرمایش بھیجیئے ورنہ یہ زریں موقعہ پھر ایک سال بعد آئے گا۔ راقم منیجر

خوشنما چھوٹے سائز کی رسٹ واچ

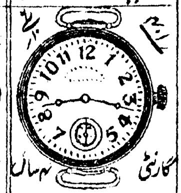

گارنٹی ۴ سال

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوبصورت شیپ سلنڈر مشین مضبوط دار کنڈل کی ہے۔ پرزوں کی مضبوط اور ٹایم بتانیکی سچی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے دس آنہ

اسکوائر گولڈن رسٹ واچ

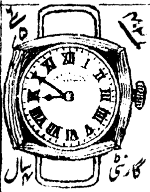

گارنٹی ۴ سال

یہ رسٹ واچ نہایت خوشنما مختلف شکلوں میں سنہری کیس کی بنی ہوئی ہے پرزے اسکے پختہ و پالشدار ہیں وقت سچا بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے پانچ آنہ

اصلی ریلوے ریگولیٹر واچ

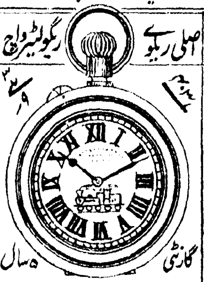

گارنٹی ۵ سال

شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائیدار اور سچا وقت بتانیوالی اصلی انجن مارک ریلوے لیور گھڑی کے نام سے واقف نہ ہو اسکی تعریف لکھنا فضول ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے نو آنہ۔

نکل سلور کیس فینسی رسٹ واچ

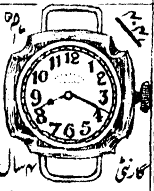

گارنٹی ۴ سال

اس گھڑی کا کیس سفید اور ڈیزائن مختلف خوبصورت و خوشنما ہیں اور ٹایم صحیح بتاتی ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے سات آنہ

خوشنما و پائیدار رسٹ واچ

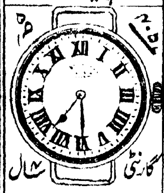

گارنٹی ۴ سال

یہ گھڑی نہایت خوشنما اور پائیدار بنی ہوئی ہے اکثر جنٹلمین و دیگر شائقین اس گھڑی کو پسند کرتے ہیں وقت بتانیکی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپیہ

دس جوئل والی لیور رسٹ واچ

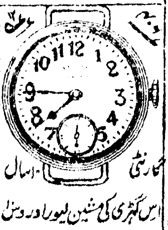

گارنٹی ۱۰ سال

اس گھڑی کی مشین لیور اور دس جوئل دار ایسی مضبوط ہے کہ دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے اس پر گلاس ڈبل بیضوی لگا ہوا ہے اور دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ بارہ روپے

رولڈ گولڈ کیس فینسی رسٹ واچ

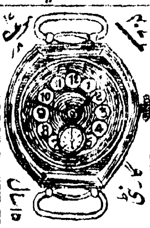

گارنٹی ۱۰ سال

یہ لیور گھڑی رولڈ گولڈ کیس کی نہایت خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے اسکی مشین میں پندرہ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں جنکے باعث دوڑ بھاگ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ تیرہ روپے آٹھ آنہ

سوتوں کو جگانیوالا الارم دار ٹایم پیس

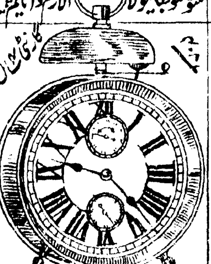

گارنٹی ۲ سال

نکل سلور کیس خوشنما۔ پائیدار ٹایم کا نہایت سچا ہے اسمیں الارم لگا ہوا ہے وہ آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا۔ شب کو جس ٹایم پر آپ جاگنا چاہیں یہ اسی ٹایم پر زوردار الارم بجا کر آپ کو جگا دے گا

رعایتی قیمت تین روپے پانچ آنہ

نیو فیشن گولڈن رسٹ واچ

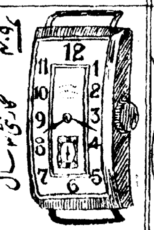

گارنٹی ۴ سال

یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی نہایت خوشوضع بنی ہوئی ہے اس کا کیس سنہری چمکدار بنا ہوا ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ نو روپے چار آنہ

خوبصورت گیس والی رسٹ واچ

گارنٹی ۴ سال

اس گھڑی کے ہندسے و سوئیاں ریڈیم والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹایم معلوم ہوتا ہے اسکا کیس نکل سلور کا ہے پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے بارہ آنہ

تمام گھڑیاں و ٹایم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۲ دہلی۔ تار کا جسٹرڈ پتہ "واچ" دہلی

خوشنا فینسی ڈائل کی لیور پاکٹ واچ

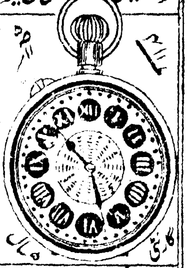

یہ گھڑی سنہری کیس کی نہایت خوبصورت پرزونکی مضبوط اور لیور مشین کی ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت پانچروپے گیارہ آنہ

نکل سلور کیس کی کیلیس ہنٹنگ پاکٹواچ

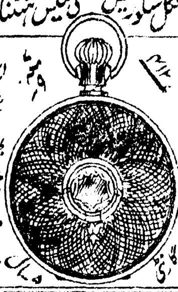

اس گھڑی کے ٹایم کیطرف شیشے کی حفاظت کیلئے بھی ڈھکنا لگا ہوا ہے ٹایم کی سچی اور پرزونکی مضبوط ہی رعایتی قیمت سات روپے نو آنے

کارآمد شب چراغ لیور پاکٹ واچ

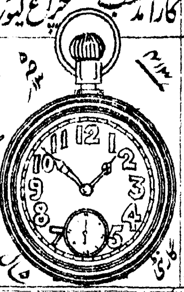

یہ گھڑی دن کے علاوہ راتکو اندھیرے میں بھی ٹایم بتاتی ہے پرزونکی مضبوط اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت پانچروپے تیرہ آنے

موٹے گلاس کی پایدار اسٹواچ

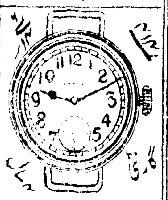

یہ گھڑی سنہری کیس کی خوشنا پایدار بنی ہوئی ہے اسپر گلاس ڈبل بہت دبیز لگا ہوا ہے پرزے بھی پختہ و پائدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے چودہ آنہ

قابل دید گولڈن رسٹواچ

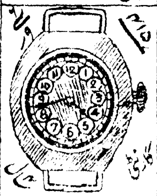

یہ سٹواچ نہایت خوبصورت سنہری کیس کی مختلف شکل و فینسی ڈائل کی بنی ہوئی ہے پرزے پختہ و پائدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے اور سوئس میڈ ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے نو آنہ

روسکوپ پاٹنٹ

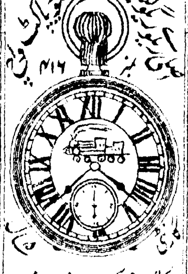

اسکی تعریف کی چنداں ضرورت نہیں ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے یہ پائداری اور درستی ٹایم کے باعث تمام دنیا میں مشہور و مقبول ہے رعایتی قیمت چار روپے پانچ آنہ

رولڈ گولڈ کیس کی رسٹواچ

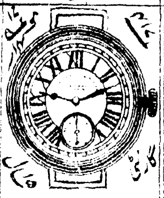

اسکے طلائی رنگ قائم رہنے کی گارنٹی دس سال کی اسکے کیس پر کندہ ہے مشین میں پندرہ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں بیحد مضبوط اور ٹایم سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سترہ روپے چودہ آنہ

شاندار سنہری کیس کی رسٹواچ

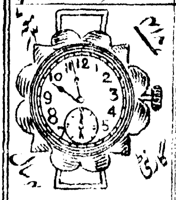

یہ گھڑی بیحد خوبصورت مختلف وضع کی ہے اکثر شادیوں اور تحفہ جات میں دیجاتی ہے پرزے اسکے پختہ و پائدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے تین آنہ

فل جوبل رولڈ گولڈ رسٹواچ

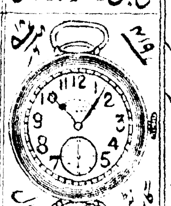

اسکے طلائی رنگ قائم رہنے کی گارنٹی دس سال کی اسکے کیس پر کندہ ہے مشین میں پندرہ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں پرزے پختہ و پائدار ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ اٹھارہ روپے چھ آنے

کارآمد ریڈیم رسٹ واچ

اس گھڑی کا ڈائل و سوئیاں ریڈیم ہیں جو اندھیرے میں مثل ستاروں کے چمکتی ہیں جن سے دن کے علاوہ راتکو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہو جاتا ہے پرزے مضبوط و ٹایم بتانیکی سچی ہے کیس نکل سلور کا ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے بارہ آنہ

ڈبل بیل الارم ٹایم پیس

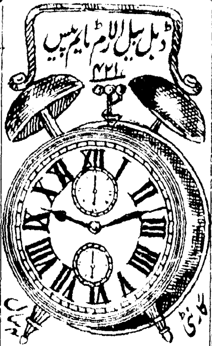

یہ ٹایم پیس نکل کیس کا خوشنا پرزوں کا مضبوط اور ٹایم بتانیکا سچا ہے دو گھنٹی کے باعث الارم بلند آواز سے بجا کر خواب سے بیدار کرکے ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے رعایتی قیمت چار روپے ایک آنہ

کیس والی کارآمد خوشنا رسٹواچ

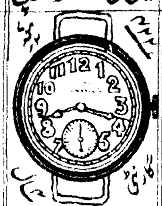

اس رسٹواچ کا کیس نکل سلور کا ہے اسکا ڈائل و سوئیاں ریڈیم ہیں جنسے شبکو بھی مثل دن کے اندھیرے میں وقت معلوم ہو جاتا ہے اور پرزے اس گھڑی کے پختہ و پائدار ہیں ٹایم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے دو آنہ

رولڈ گولڈ کیس کی فینسی رسٹواچ

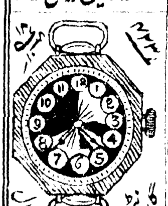

یہ گھڑی بیحد خوبصورت اور پایدار بنی ہوئی ہے اسکا کیس اصلی رولڈ گولڈ دس سالہ گارنٹی کا ہے مشین میں پندرہ جوئل یاقوت آویزاں ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ اٹھارہ روپے دس آنہ

نوٹ - ایک یا دو گھڑی ...

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ نماز کے فرائض واجبات وسنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز ترک کرنے کی جرات نہ کرینگے کتابیں حسب ذیل ہیں۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ بہت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق تعالیٰ وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور پڑھ لیجئے کہ ثواب کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابند کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۲ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہوگا اور اللہ کی وعید دل سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیے اور بچوں کو پڑھائیے جنکو پڑھا ہے بڑوں کو بتائیے تاکہ گھر گھر نمازی ہو جائے قیمت ۳ر

احکام بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اسکے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اکثر معمولی غلطی سے بہت تھوڑی سی لغزش نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے قریب قریب تمام مسائل لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

نماز نبی کے نمونے

نماز تو پڑھتے ہیں اسکے مسائل بھی پڑھ لئے لیکن یہ معلوم کیجئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں انکی تھیں اور وہ نمازیں دین اور دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدہ اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھانا چاہیئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس سے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۲ر

سب کتابیں اگر ایک ساتھ ہی منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد عہ ر

یہ سب کتابیں ...

بالکل آسان اردو میں وعظ کی بے نظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر بیرونجات کے وعظ بمشکل فراہم کیے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں آسانی کے ساتھ پڑھی جائے اور اپنی مجلس میں ہر بھائی اس کی مدد سے ایک مجلس پڑھ کر ذاکر بنے اور اس طرح انشاء اللہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصہ اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں۔

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت۔ یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً تو وا امنا ... خدا کی ہستی کو خوب سمجھ کر اور بصیر ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی ... اسلام ... امتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہے ... تین یعنی باپ بیٹا روح القدس اور ... دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس ... یہ مجلس بہت جوش انگیز اور دلولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور ہمت اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس اثبات رسالت۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ... اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت۔ اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ ... کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا الیوم اکملت لکم کی تفسیر بھی ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول۔ اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ... تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس ... رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی ... اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ... مسلمان کی نجات خدا و رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر عنوان پر بہت ہی عجیب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کیلئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت و اسلامی مساوات۔ اس میں دوسرے تمام مذاہب اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق ... مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے ... اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا۔ یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت ... گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ... کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا۔

جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لئے مخصوص رعایت ہے کتاب ... قیمت ... محصول ... کل عہ

مہتمم حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس۔ خدا کی ہستی کے عقلی دلائل اسلامی عقائد کی روشنی میں ملائکہ اور جنات انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی انبیائے کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت۔ مرنے کے بعد زندہ ہونا وحی اور سائنس۔ وحی کی حقیقت۔ نجات کا راستہ صداقت رسول قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر خدا پر بھروسہ زمانہ گذشتہ کے علما اور صوفیہ اسلام اور وحدت۔ جہاد کی غرض و غایت رسول عربی کا جسم اکرم تفسیر سورہ فاتحہ۔ قرآن مجید کا خلاصہ۔ بعض اسرار و معارف۔ وحدت و محبت کی تعلیم آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار اسلام کا مقصد اولین۔ تمدنی کا مرکز اسلام ہے مرتبہ عبودیت۔ صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت دس آنے محصول ۵ ر کل ۱۵ ر

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے اور قدیم قدیم مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پر نور بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گذری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸ ر ہے محصولڈاک ۵ ر کل ۱۳ ر

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

تفسیر حقانی اردو

آٹھ جلدوں میں کامل و مکمل

از شمس المحدثین والعلماء حضرت مولانا مولوی عبد الحق صاحب محدث دہلوی یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث بجائے بیس روپے اور پچاس روپے تک ہدیہ ہوگئی اب نیا اڈیشن چھپ کر طیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتا ہے باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت دو روپے اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپیہ ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہے محصولڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لئے پانچ روپے کی کفایت ہے یعنی ۲۵ روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں۔

پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

نماز کے پورے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اسکوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگا لیجئے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال میں ہزارہا چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصل عہ آنے ۱۰ ر محصول ڈاک ۶ ر کل ایک روپیہ عہ ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے بد حصص حسب ذیل ہیں

حصہ اول۔ الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم۔ وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز کے مسائل

حصہ سوم۔ روزہ حج زکوٰۃ قربانی حج منت وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم۔ طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے مسائل

حصہ پنجم۔ معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید

حصہ ششم۔ اصلاح باطن و تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت

حصہ ہفتم۔ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ

حصہ ہشتم۔ نیک بیویوں کی حکایتیں سیرت اخلاق نبوی

حصہ نہم۔ ضروری اور مفید علاج و معالجے اور نسخے

حصہ دہم۔ دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم۔ بہشتی گوہر یہ گیارہواں حصہ صرف مردوں کے لئے مسائل معالجات اور نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۳ ر ہے اور گیارھویں حصہ کی ۱۲ ر لیکن کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی کامل گیارہ حصے صرف دو روپے محصول ۱۲ ر کل ۲ ۱۲ ر

پتہ:۔ حمیدیہ پریس۔ دہلی

معجز نما پنج سورہ مجلد

جدید اڈیشن معہ ہفت احزاب چشت

یہ نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا مجموعہ ۶۴ صفحہ کا تھا لیکن اب ۲۴۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب و مفید دعائیں شامل ہوئی ہیں۔ ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل اعمال سورتہائے قرآن و شان نزول و ربط آیات و تفسیر کامل از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے ملخص ہے چھپائی کاغذ بہت اعلیٰ اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں۔

سورہ یاسین سورہ رحمٰن، سورہ فتح، سورہ واقعہ، سورہ ملک سورہ مزمل، سورہ جن، سورہ کہف، سورہ فلق، سورہ ناس اس کے علاوہ ہفت ہیکل معہ اسناد معہ شجرہ قفل معہ اسناد، دعائے گنج العرش مع اسمائے حسنیٰ ۹۹ نام اسمائے رسول معہ اسناد شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ درود کبیر از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی جو سطر ہیں جو اس مجموعہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت اب ۱۲ ر ہے محصولڈاک ر کل عہ ر

پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں قبول نہیں ہوتی اس لیئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ ابتک آپکی دعائیں بے اثر رہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اور اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہو جائینگے اور آپکی ہر پریشانی رفع ہو جائے گی غرض کہ آپکی ہر مراد کی کنجی **قرانی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں برآنے کے تمام طریقے کلام الٰہی کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعوی ہے کہ اگر آپ قرآنی دعائیں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے لکھائی چھپائی بہت اعلی قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول

دعائے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے پس متوجہ خدا سے مانگو گے وہ دیگا لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل ۵ حصے ہیں
صلوۃ الرسول اسکے ترتیب پنجاینہ الی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرفعلی صاحب کا ہے
مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرفعلی صاحب کا ہے بہت ہی مئوثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے
ہفت احزاب از حضرت مولانا اشرفعلی صاحب اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں ہے جس کیلئے دعا نہ ہو اور مولانا نے
تتمہ دعائے مقبول اس کے مانگنے کا طریقہ بتلایا ہے ہفت احزاب میں مولانا روم کی لکھی ہوئی ہفت روزہ بہت موثر مناجاتیں ہیں۔
حزب البحر دعائے مترجم معہ اعمال از حضرت مولوی اشرفعلی صاحب کامل پانچوں جز مجلد حاشیہ قیمت عہ محصولڈاک ۲ر کل عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں اور سلف اور بزرگان دین کے مستند و تجربہ معمولات سے پر اثر وظائف لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک ہوا نہ ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالی نے اپنے رسول اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین فرمائیں خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پہنچائے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان کے خاص وظائف اپنے اندر اثر جلد ہی رکھیں تھوڑا ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے فضیلت دعا آداب دعا حضور کی دعائیں عائشہ صدیقہ فاطمۃ الزہرا ابوبکر صدیق ہریرہ سلمہ قیصہ ابودردا ابراہیم خلیل اللہ عیسی خضر معروف کرخی عتبہ آدم علی وغیرہ ہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث و عربی دعاؤں پر صحیح اعراب ہیں ضخامت ۲۰۴ صفحات قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

(منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ٦ دہلی)

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں خواہ وہ کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو طالب کا ہو حسینہ کا ہو حاکم کا ہو حکام کا ہو دولت کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو یا بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلیں گے اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق یہ کہنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام ہوا۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس دہلی

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہوگیا

اسم اعظم خداوند کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہوسکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہوجاتی ہے اور اس کا عامل
جو بھی چاہے وہ کرسکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزار دل کی مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے مارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں لاعلاج مریضوں کا علاج کیا۔ تو نقد فائدہ ہیں اب قرض کے فائدے سن لیجئے اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے الٰہی سے سرفراز ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہو جاتا یہ سورۃ آیت الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے
قیمت ۸ر محصول ٦ر کل ۱۴ر

حمیدیہ پریس دہلی

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کون امتی ہے جو شیدا نہ ہوگا بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو زیارت حبیب اللہ سے بہرہ ور ہوچکے ہوں گے خوشا نصیب جن کے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب اللہ لازمی ہوجاتی ہے۔
چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی کتاب کشائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی سموع کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ نعمت ہے یا عام مومن ایسا ہی کوئی کہ محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اس کی بدقسمتی۔
قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس دہلی

اوراد وظائف مخدوم جہانیاں جہانگشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب منقطع ہو جائیں انسانی ہمت وہ مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد وظائف ہے یہی دنیا وی تسکین کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان و شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہانگشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم تک پہنچا اس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا صلحا کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے انمول ہونے کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جانے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام ہوا انسانی میں انسانی ضرورت ایک بھی ایسی نہیں جس کے لئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ ہو دور حاضرہ میں اس سے مستند اور مجرب اور زود اثر ایک کتاب بھی نہیں ہے قیمت دس آنے محصول ہر کل ۲ عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگا لیں

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا ہے بلکہ بعض ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی ان کو اپنے مریدین کے لئے مخصوص فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

اعمال سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی و علامہ بونی و حضرت شاذلی کے تجربہ میں معہ زکوٰۃ و موکل ۳ ر

اعمال آیۃ الکرسی مع اسناد و خواص و اعمال آیۃ الکرسی کے صد ہا مجرب اعمال اس میں درج ہیں معہ موکل و زکوٰۃ ۳ ر

اعمال سورہ مزمل معہ موکل و طریقہ زکوٰۃ جس میں سورہ مزمل کے پڑھنے کے مستند اور مجرب اعمال ہیں قیمت ۳ ر

اعمال سورہ یاسین معہ موکل و طریقہ زکوٰۃ فقرا کے لئے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے بہت مجرب ہے قیمت ۸ ر

اعمال سورہ اخلاص با موکل و طریقہ زکوٰۃ و خواص از حضرت غوث الثقلین جیلانی عمل مجرب اور سب کا خاص عمل ہے ۴ ر

اعمال سورہ والشمس با موکل مع طریقہ زکوٰۃ حسب دعوت کے صد ہا بتلائے ہیں اور ان نقوش اوراد و وظائف مجرب ۴ ر

ہر کتاب علیحدہ علیحدہ بھیج آنے محصول خرچ ہوتا ہے اگر سب ایک صرف ۲ ر خرچ ہوں گے۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوائیں و دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کیلئے آپ ہیری کا جا ہے تعویذ کرا دیں لیکن بغیر تربیت ہر تعویذ بیکار رہے گا ان لوگوں کے لئے جو فقط بیرونی علاج پر رکھ کر خارجی حالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے نامراد نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتاب طیار کی گئی ہے اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہر فن کی طیار کردہ ہیں اگر آپ ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے نسخے پر عمل کرنے سے انشاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہو گیا ان کا نام دوائیں اور دعائیں اور دافع الامراض ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک بیماریوں کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور یہ یقین سے دعوی ہے کہ ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں جس کا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو دوا سے آرام نہ ہوگا دعا سے ہوگا دعا سے نہ ہوگا نقوش سے ہوگا یا سب کر کے ہوگا قیمت کامل محصول ہر کل ۱۵ ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تعزیرات دوزخ

مرنا ضرور پڑے گا اور مرنے کے بعد ہر بات کا حساب دینا ہوگا اگر یقین ہو تو تعزیرات دوزخ پڑھو تاکہ ہر گناہ کرنے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو جایا کرے کہ آخرت میں یہ سزا ملے گی حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علما ہند کو خدا بے حساب جنت میں لے جائے اور یہاں بھی ان کی عمر دراز کرے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنا دی ہر گناہ کی پاداش بھی بتلا دی ہے تعزیرات دوزخ سب حسب ذیل گناہوں کی تفصیل و سزا نے شرک ریا سوء ظن، کذب، کینہ، حسد، تکبر، خود بینی، بدعت، سلام سے عمل، تقدیر کا انکار، اہل امر سے عداوت اور صحابہ سے بغض، بدعہدی اور امانت میں خیانت، قتل و خود کشی، کثرت قرآن، عورت سے بحیثیت ازدواج و لواطت سے غفلت، نماز و غسل حیض کی فروگذاشت، بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی، سفر اور مخالف غیر شرعی زینت، ماتم نوحہ سوگ اور قبروں کا احترام، زکوٰۃ صدقہ، نفقہ، سوال، روزہ کی فروگذاشت، حج اور اس کے متعلقات، جانور سے بد سلوکی وغیرہ اس طرح ۷۲ مضامین ہیں آخر میں توبہ کا بیان ہے قیمت معہ محصول ۷ ر (کل ۸)

پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

بہر حال صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں سے بیتنفر ہو اور اپنے خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی حقیقت اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق اب تک اردو زبان میں کوئی کتاب نہیں حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب توبہ کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں:— توبہ کے معنے اور وجہ تسمیہ، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت، ثواب مغفرت و ذوالمنن کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ کا بیان، توبہ ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں، انبیوں کی مذمت گناہ کا خیال، معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں گناہوں سے بچنے کا مؤثر علاج، گناہوں سے بچنے کی تدبیر اور ان کا نتیجہ مولا کی بندہ نوازی پڑھو اس کتاب، عبادت و دلی امید، عبد و معبود میں راز و نیاز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی، فوری مواخذہ، سبب فکری گناہوں سے نقصانات، کفارہ اور بعض گناہ، اس کے علاوہ بہت مضامین ہیں۔

قیمت ۱۰ محصول ۲ ر کل عہ

ملنے کا پتہ

پتہ:— حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کیلئے ہر ایک انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ روح انسانی، روح کا دخول، عہد میثاق، روح حیوانی روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت، عبادت کے اسباب موت، تلقین جسم سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات و دیگر رسولوں کی وفات ایمان و کفر نیک و بد مسلمین ابرار مقربین بزرگ خاتمہ بری، روحیں، تحقیق کفار کی ارواح، سوال و جواب منکرین، عالم برزخ، عذاب و ثواب کا فیصلہ، قبر کا حال، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ درود تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان زیارت قبور، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا، نجات اخروی مردوں کو کیا چیز پہنچتی ہے، دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام اولیائے عظام کے دنیائے صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے بعد مرنے کے اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲ ر

پتہ:— حمیدیہ پریس- دہلی

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اور لاکھوں میں سے ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر لیکر خواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے اب اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھئے جو نہایت اس کے مؤلف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کا خواب کو مفصل بیان کر کے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کو قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مقدمہ اس مضمون پر اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے قیمت مجلد ... محصول ...

حمیدیہ پریس دہلی

گھر کا مولوی

مناد اور واعظین کو بشارت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقعہ پر اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اس اہم ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے **حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب** نے **آثار سعید** کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ انھیں آسانی ہو اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کر لینے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید و احادیث میں مذکور ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے اور جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے لوگ نافہمی ... تھم خرید رہے ہیں پہلی جلد کے بڑے ... صفحات دوسری جلد کے ۲۸۰ صفحات قیمت ہر دو مجلد ... محصول ڈاک ۹ر کل ...

حمیدیہ پریس۔ دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہو گا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ پیادہ جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک **شہید کربلا** منگوائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسین کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی غداری ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے جگہ بہ جگہ میر انیس کے مرثیے بھی دئے گئے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر المناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے دور حاضرہ کی سب سے مؤثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک ادنیٰ سا واقعہ بھی غیر مستند یا موضوع نہیں۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

میاں بیوی کے فرائض

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گزار ہو آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے یا حسن پورے کرنے لگیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی ہیں تو مساوات کی علمبردار ہر بات میں لڑ ہر انداز میں اپنا حق جتانے والی یہی وجہ ہے کہ گھر دوزخ بنا جا رہا ہے اسی چیز کو مد نظر رکھ کر حمیدیہ پریس نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شائع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میاں اور بیوی دونوں کو بتلائے ہیں بہت سلیس اردو میں عورت کو سمجھایا گیا ہے کہ انھیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہئیے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ عورتوں کی دلشکنی کس طرح گھر کو خراب اور رسول کریم کو ناراض کرتی ہے فرمان رسالت ہے خیر کم خیر کم لاہلہ یہ کتاب میاں بیوی دونوں کو محبت کی شاہراہ پر لیجائیگی یہ کتاب آپ کے دو بے جوڑ دلوں کو یکجان کر دے گی

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھ لیجیئے تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں۔

نزول قرآن، قرآن کی تاریخی حکمتیں وحی کی قسمیں (۴) منسوخ آیات (۵) منسوخات قرآنی (۶) جمع و ترتیب قرآن (۷) سورۃ اور آیات کی ترتیب (۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت (۹) رسم الخط قرآن (۱۰) علامات قرآنی (۱۱) اوقاف قرآن (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں (۱۳) اختلاف قرأت (۱۴) قراء کا بیان (۱۵) سات قرأت کی تحقیق (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) قرآن مجید کے فضائل (۱۹) سورتوں کے فضائل (۲۰) فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۲۱) آداب تلاوت (۲۲) قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ۔

یہ وہ کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ۲۴۰ صفحہ کی ضخامت۔ قیمت صرف ۸ر محصول ڈاک ۵ر کل ۱۳ر

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل

آپ کو عملیات کی کتابوں میں نہیں ملیگا کیونکہ مرد کو مسخر کرنے کے لئے سب سے مجرب عمل کفایت شعاری سلیقہ مندی گھر کی درستی اور اچھا کھانا پکانا ہے اور یہ سب باتیں باحسن وجوہ آپ کو کتاب

دہلی کا باورچی خانہ

منگانے سے حاصل ہو سکتی ہیں اس کتاب میں گھر داری کے اصول اور سلیقہ مندی کی ہدایات اور صاف ستھرا گھر رکھنے کے علاوہ ہزار ہا قسم کے کھانوں کے پکانے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور ہر چیز کے لئے ایسے مناسب جز تجویز ہوئے ہیں کہ وہ تھوڑے صرف سے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا ہو سکے ہر عورت اس کتاب کے ذریعہ اپنے گھر والے کو خوش رکھ سکتی ہے اور ہر خاوند اس کتاب کی عامل بیوی کا غلام ہو سکتا ہے کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جو مرد کی کمائی کو بہترین طریقہ پر صرف کرنا سکھاتی ہے ضخامت ۱۴۰ صفحات ... قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلو پیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائینگے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو تک رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی ہیں تقریباً ایک سو کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت دو روپے محصول ۶ ر کل (۲ ۸ ر)

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف انتزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارومدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس وجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو سکتا ہے کیف مواصلت مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید سردار علی صاحب صابری ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۲۷۰ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد قلمی تصاویر اندرونی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت عہ محصول ۶ ر کل ۱۲ عہ ر

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے جوانی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب ہنر نے لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے ایسے انداز میں پیش کیا کہ نہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کر سکتا ہے شاید وہ اس کے بانگ بھی نہوں جہاں ارباب مفتش نے عورت کے روئیں روئیں سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بباطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہے چند ایسی ترکیب اور ورزش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے اور ایک دو نہیں صدہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے چپکے سے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں مفتشین اور ارباب کمال نے اپنی مجربہ وہ وہ ترکیبیں بیان کی ہیں کہ صد ہا معجونیں ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انسائیکلو پیڈیا ہے ۲۰۰ صفحات قیمت عہ محصول ۶ ر کل عہ ۸ ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دلآویز اور پرکیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور رازداروں کو نہایت وضاحت اور متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب لڑکیاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آیندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب بیسیوں مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک ہندوستان کی کسی زبان میں شایع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف نگینہ و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۶۴ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۶ ر کل (۱۲ عہ ر)

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے نخرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت ہے اور مرد اگر مرد ہے اپنی خواہش پوری کرنے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہونے میں لذت شباب میں مسافران شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران بنگال اودھ اور امیروں کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں بہترین اصول صدری مجربات ہیں جو مبتلا شخصوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً پونے دو سو صفحات آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم کیجئے محصول ۶ ر کل ۱۲ ر

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

طلوع شباب

پیکر حسن کا جب شباب طلوع ہوتا ہے وہ کیفیات لذیذ کس حد ستم آفریں ہوتی ہیں کہ مردان کے خیال ہی سے محو لذت ہو جاتا ہے اور جب کبھی یہ شباب بھرا جوڑا یکجا ہو جاتا ہے تو فطرت کی رنگینیاں دماغ و دل میں نہ نہ پر بہار گلکاریاں کرتی ہے کہ عمر آیندہ ان لذتوں کو یاد کرتی اور روتی ہے۔

یہاں اس کی ضرورت ہے کہ سیلاب چمنستان بہار آئیں لغزش سے واقف ہو یہ کیفیت شادی سے قبل یا بعد ہی ہوتی ہے طلوع شباب مستان شباب کی روداد کیف ہے۔ طلوع شباب مواصلت کا آئینہ ہے طلوع شباب گلچینی باغ نسوانیت کی کلید ہے، طلوع شباب فطرت کی اس مجسمہ رعنائی کی کنہ ہے طلوع شباب مستانی ہے مناظر ہے، دلالہ ہے، طبیب ہے دایہ ہے اور آخر بچوں کی آیا بھی ہے غرضکہ طلوع شباب میں وہ سب کچھ ہے جو ایسی کتاب میں ہونا چاہیئے

قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۰ ر محصول ۶ ر کل عہ ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

۷۸۶

منھ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدے میں اُترتی ہے اور معدہ کو خراب کردیتی ہے اور تم نے جاہل وہ بہا تیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ معدہ تو عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے۔ مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں ہے۔ پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا۔ منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم **محمد اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ سنہ ۱۹۱۲ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائیریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اسے ملکر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرلیں۔ اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انہیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اٹھانی پڑیگی۔ لیکن یہ زحمت اُن کی اپنی بے پروائی کا نتیجہ ہے اور اسے انہیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے۔ ورنہ مزید بے پروائی ایں سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کردیگی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کرلینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائیریا نہیں ہوا ہے۔ یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو اُن کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہوکر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے۔ باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہوجاتی ہے۔ مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنہیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہے کہ کبھی انہیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں۔ خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھاکر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھاکر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں۔ حقیقتاً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جز بھی مضر نہیں ہے۔ ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہے۔ یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ نہ سہی پان کھاکر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانیوالے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائیگی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے قیمت فی شیشی صرف ۸ر (آٹھ آنے) علاوہ محصولڈاک۔ عموماً ایک شیشی پر ۵ر لگتا ہے اور دو شیشیوں پر ۷ر

ملنے کا پتہ:- احمد مجتبیٰ اسسٹنٹ مینیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

پانچ ترجمہ والا قرآن معہ تفسیر کامل احسن التفاسیر مجلد جرمنی

جس کو اعلیٰ حضرت حضور نظام نے دوران قیام دہلی میں نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اس کی تفسیر کی وجہ سے اپنی تلاوت کے لئے مخصوص فرمایا، کیونکہ اس کی تفسیر حضرت علامہ شاہ محمود حسن صاحب قبلہ محدث نور اللہ مرقدہٗ کی جانکاہ محنت سے تیار ہوئی تھی اور کتابی صورت میں ایک ترویج پارہ کے حساب سے اسی سال میں ہدیہ ہو گئی اور وہ اب بالکل نایاب و عنقا تھی اس قرآن شریف کے حاشیہ اور ضمیموں میں پوری احسن التفاسیر موجود ہے

جرمنی کے بہترین سفید کاغذ پر اب نیا اڈیشن چھپا ہے

یہ تیسرا اڈیشن ہے

اس سال خدا کے فضل سے ایک اڈیشن تیسرا ہو رہا ہے اس سے قبل دو مرتبہ سفیدی کاغذ پر چھپا تھا، کیونکہ بلاد اسلامیہ ایران و افغانستان میں اس کا غذ بہت پسند ہے لیکن ہندوستانی اشخاص اکثر سفید کاغذ خاص شدہ کے متلاشی رہے چنانچہ پہلے اڈیشن میں صرف سو جلدیں جو سفید کاغذ کی تھیں وہ گذشتہ سے پیوستہ رمضان میں مجلد تیس روپے میں ہدیہ ہوئیں اور سو مانگنے والوں میں سے مشکل دس کو مل سکیں، اس لئے یہ اڈیشن خاص جرمنی میڈ ۲۹×۲۲ ۳۲ پونڈ وزنی کاغذ پر چھاپا گیا، اور حاشیہ زعفرانی اور ارغوانی کرائی گئی اس تیسرے اڈیشن کا ہدیہ بھی تمام سال پندرہ روپے فی جلد رہا ہے، لیکن حمیدیہ پریس دہلی سال در سال اس کے ہدیہ میں کمی کرانے کے لئے کوشاں رہتا ہے، چنانچہ خدا کے فضل سے اس سال بھی کامیابی ہوئی، اس کا احسان ہوا اور اعلان کرتا ہوں کہ اب **جرمنی کے بنے ہوئے نہایت اعلیٰ کاغذ پر چھپے ہوئے حاشیہ شدہ اعلیٰ مجلد قرآن شریف کا ہدیہ صرف ساڑھے بارہ روپے ہے** اب جس قدر قرآن شریف باقی ہیں غالباً وہ رمضان شریف میں ختم ہو جائیں گے، اور اگر چوتھا اڈیشن نہ چھپ سکا، تو پھر یہ بھی قرآن شریف حیرت نما، شاہانہ قرآن شریف کی طرح نایاب ہوگا اور کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا، اس لئے جو بھائی بھی اس کو خرید سکتے ہوں وہ جلد خرید لیں

مملکت حضور نظام کا ہر وفادار عید کے تحائف میں افسران کو یہ قرآن شریف

ہدیہ دے تو سب سے بہتر احسن اور مقبول تحفہ ہے اس سے خدا بھی خوش، رسول بھی خوش، بادشاہ بھی خوش اور حاکم بھی خوش، کیا اس سے بہتر اور کوئی ہدیہ ہو سکتا ہے اور پھر اس قدر تھوڑی سی قیمت میں خدا کے فضل سے اس قرآن شریف کی برکت سے آپ فائز المرام بلند مرتبہ ہو جائیں گے

اس میں حسب ذیل پانچ ترجمہ ہیں

پہلا ترجمہ فارسی از حضرت مولانا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی، دوسرا ترجمہ فارسی از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، تیسرا ترجمہ لفظی اردو حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی، چوتھا ترجمہ اردو بامحاورہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر دہلوی اور پانچواں ترجمہ مقبول عوام و خواص حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے، علاوہ سینکڑوں خصوصیات کے جن کا تذکرہ اس مختصر اشتہار میں نہیں ہو سکتا، سب سے بڑی اور قیمتی چیز اس قرآن شریف کی کامل **احسن التفاسیر** ہے اور یہ ایسے جید عالم کی ہے جن کے تمام ہندوستان کا ہر فرد واقف ہے اور اپنی سلاست بیان و استناد کے لحاظ سے ایسی بے بہا چیز ہے کہ حنفیوں میں اس سے بہتر تفسیر موجود نہیں ہے

رعایت بھی حیرت انگیز ہے اتنے موٹے کاغذ کا قرآن شریف اتنے ترجمہ والا قرآن شریف اور پورے تیس روپے کی تفسیر والا قرآن شریف اور جس کی ضخامت بھی نو سو صفحات کے قریب ہو جس کی تقطیع بھی مولوی کے دو صفحوں کے برابر ہو اور جس کی جلد بھی اعلیٰ درجہ کی ہو اور کپڑہ بھی وہ صرف **ساڑھے بارہ روپے** میں مل جائے بس حد ہے، کیا اب بھی کوئی ایسا مسلمان ہے جو باوجود استطاعت کے اس کے مطالعہ سے محروم رہنا گوارا کرے،

مینجر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

بگو اے محمد او است خدائے یگانہ — خدائے کہ بے نیاز است از ہمہ تر — او کسے را نزاد — و نزادہ شدہ از کسے — و نیست مر او را — ہمتائے ہیچ یکے

بگو خدا یگانہ است — خدائے بے نیاز است — نزاد — و نہ زادہ شدہ — و نیست ہیچ کس — او را ہمسر

کہہ وہ اللہ ایک ہے — اللہ بے احتیاج ہے — نہیں جنا اس نے — اور نہ جنا گیا — اور نہیں ہے واسطے اس کے — برابری کرنے والا کوئی

کہہ وہ اللہ ایک ہے — اللہ نرادھار ہے — نہ کسی کو جنا — نہ کسی سے جنا گیا — اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی اور

آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ اپنے کمال ذات میں ایک ہے اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کے سب محتاج ہیں اس کے اولاد نہیں نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کی برابری کا ہے

تفسیر مسند امام احمد، ترمذی اور تاریخ بخاری صحیح ابن خزیمہ مستدرک حاکم مسند ابو یعلیٰ میں ابن ابی کعب اور جابر سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی صفت پوچھی تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ صورت نازل فرمائی اور اس شان نزول کی روایتوں میں بعض روایتوں کی سند معتبر ہے اور باقی روایتوں کی سند کی تائید ان روایتوں سے ہو جاتی ہے، یہود حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو اور کفار عرب فرشتوں

مولوی

ماہوار مذہبی رسالہ

فی پرچہ دو آنے

سالانہ ایک روپیہ

مدیر مسئول - عبدالحمید خان

یہی وہ مہینہ ہے

جس میں ہر نیکی ستر نیکیوں کا ثواب رکھتی ہے ایک خریدار دیجیے اور ستر کا ثواب لیجیے رسالہ مولوی کے دفتر سے قرآن شریف خریدیئے اس کی آمدنی سے مولوی کا نقصان پورا ہوگا یہ بھی خریدار کی نیکیوں میں درج ہوگا۔ دنیاوی نفع یہ ہے کہ مولوی کے دفتر میں دہلی بھر سے سستے قرآن شریف ملتے ہیں اور اس مہینہ کا اعلان تو یہ ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی اس سے کم کا اعلان دیکھیں اس کا حوالہ دیجیے اور اس سے ارکم معہ محصولڈاک بذریعہ منی آرڈر بھیجئے دہلی بھر سے اچھی چیز گھر بیٹھے فی الفور لیجیے ذالک حسنۃ الدنیا والآخرۃ۔

منیجر رسالہ مولوی پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

JAN21.30

التماس :- آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہوگی ۔ منیجر

۱۵ شعبان المکرم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوتا ہے تاکہ خریدار مناسب وقت میں گھڑیاں منگاکر شروع رمضان المبارک سے کام میں لاسکیں

فائدہ اٹھانے کا شاندار موقعہ

رعایت کا مُبارک مہینہ

جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اُٹھائیے

گیارہ ماہ گذرنے کے بعد خدا کے فضل وکرم سے پھر ہم کو اور آپ کو رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے یہ بھلائیوں اور نیکیوں کا مہینہ ہے اسلئے ہم نے بھی یہی مہینہ اپنے خریداروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہٰذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں و ٹائم پیسوں کی قیمت میں بیحد رعایت کردیگئی ہے اس رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ جلد سے جلد فرمائش بھیجئے ورنہ یہ زرین موقعہ پھر ایک سال بعد آئے گا۔ راقم منیجر

خوشنما چھوٹے سائز کی رسٹ واچ

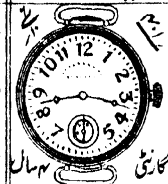

گارنٹی ۴ سال

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوبصورت شیپ سلنڈر مشین نمبضہ دار کندہ کی ہے۔ پرزوں کی مضبوط اور ٹائم بتانے کی سچی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے دس آنہ

اسکوائر گولڈن رسٹ واچ

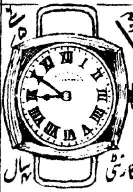

گارنٹی ۴ سال

یہ رسٹ واچ نہایت خوشنما مختلف شکلوں میں سنہری کیس کی بنی ہوئی ہے پرزے اسکے پختہ و پالشدار ہیں وقت سچا بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے پانچ آنہ

اصلی ریلوے رگولیٹر واچ

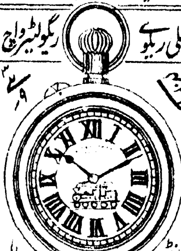

گارنٹی ۵ سال

شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائیدار اور سچا وقت بتانیوالی اصلی انجن مارک ریلوے لیور گھڑی کے نام سے واقف نہ ہو اسکی تعریف لکھنا فضول ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے نو آنہ۔

نکل سلور کیس فینسی رسٹ واچ

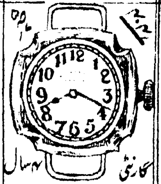

گارنٹی ۴ سال

اس گھڑی کا کیس سفید اور ڈیزائن مختلف خوبصورت وخوشنما ہیں اور ٹائم صحیح بتاتی ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپے سات آنہ

خوشنما و پائیدار رسٹ واچ

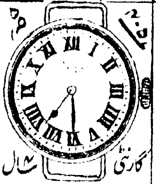

گارنٹی ۴ سال

یہ گھڑی نہایت خوشنما اور پائیدار بنی ہوئی ہے اکثر جنٹلمین و دیگر شائقین اس گھڑی کو پسند کرتے ہیں وقت بتانے کی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپے

دس جوئل والی لیور رسٹ واچ

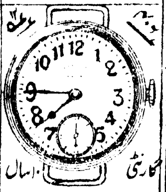

گارنٹی ۱۰ سال

اس گھڑی کی مشین لیور اور دس جوئل دار ایسی مضبوط ہے کہ دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے اس پر گلاس ڈبل یعنی موٹا لگا ہوا ہے دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ بارہ روپے

رولڈ گولڈ کیس فینسی رسٹ واچ

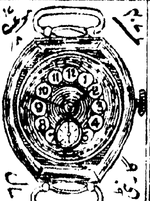

گارنٹی ۱۰ سال

یہ لیور گھڑی رولڈ گولڈ کیس کی نہایت خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے اسکی مشین میں پندرہ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں جنکے باعث دوڑ بھاگ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سترہ روپے آٹھ آنہ

الارم ٹائم پیس سوتے کو جگانیوالا

نکل سلور کیس خوشنما پائیدار ٹائم کا نہایت سچا ہے اس میں الارم لگا ہوا ہے وہ آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا شب کو جس ٹائم پر آپ جاگنا چاہیں اسی ٹائم پر زور دار الارم بجا کر آپ کو جگا دے گا

رعایتی قیمت تین روپے پانچ آنہ

نیو فیشن گولڈن رسٹ واچ

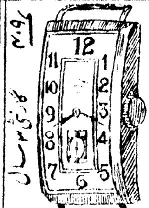

یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے اس کا کیس سنہری چمکدار بنا ہوا ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ نو روپے چار آنہ

خوبصورت گیس والی رسٹ واچ

گارنٹی ۴ سال

اس گھڑی کے ہندسہ و سوئیاں ریڈیم والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم معلوم ہوتا ہے اسکا کیس نکل سلور کا ہے پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے بارہ آنہ

تمام گھڑیاں و ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۲۵ دہلی۔ تار کا پتہ رسٹ واچ دہلی

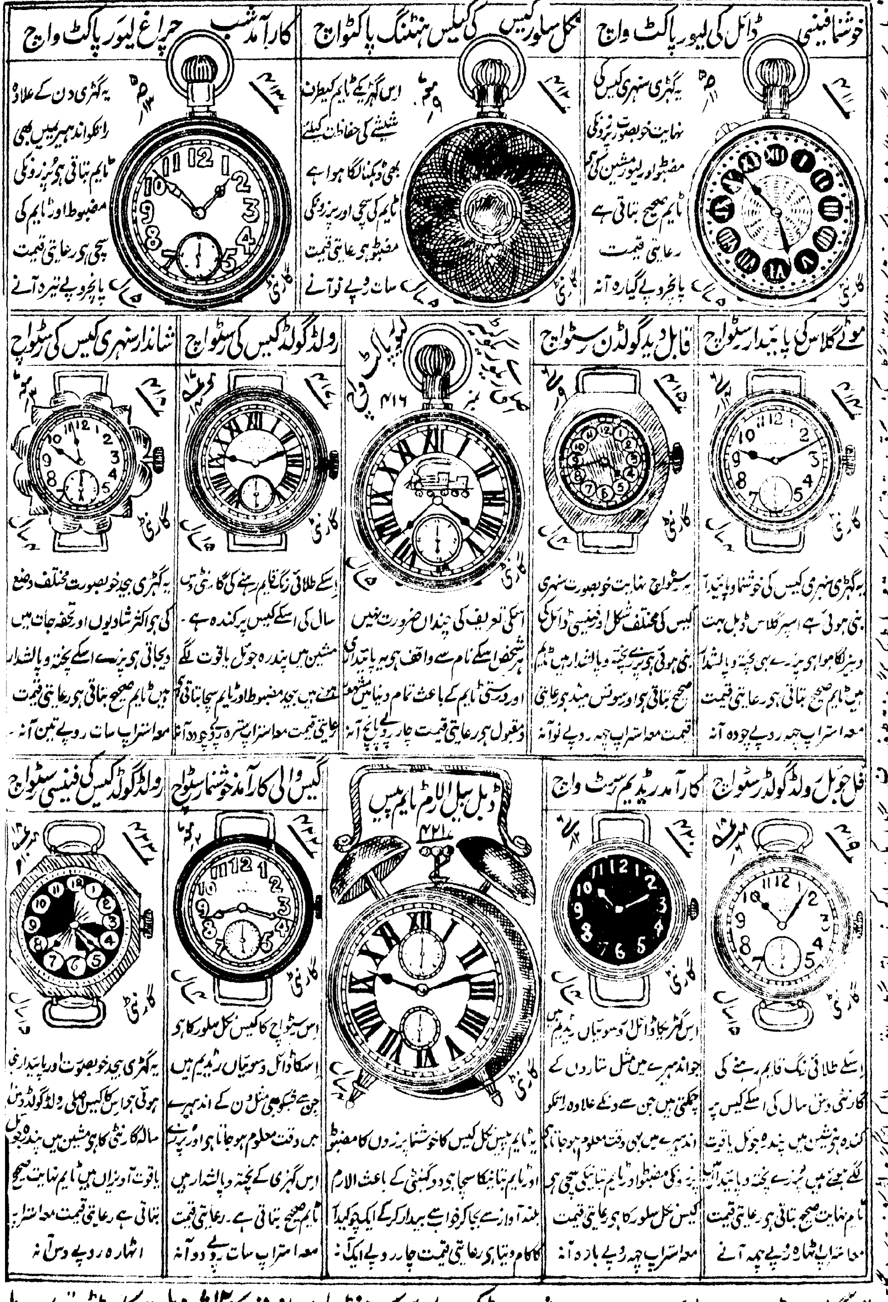

نام گھڑی ساز و ٹایم پیس ملنے کا پتہ - ایس - ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۳۱۲ شہر دہلی - تار کا پتہ رجسٹرڈ واچ دہلی

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
السَّمَآءِ مَآءً فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا
شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ
قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِىَ وَجَعَلَ بَيْنَ
الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ أَمَّنْ
يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ
الْأَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِىْ
ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ أَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ
فِى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ
يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ
بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْهَا

ص تَذَّكَّرُوْنَ

رمضان سنہ ۱۳۵۰ [illegible]

حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر القرآن میں پہلی مرتبہ رعایت

یہ وہی تفسیر ہے جو ہزارہا ہدیہ ہو گئی ہے اور اس کا ہر پارہ علیحدہ ہے، آجتک ایسی کوئی تفسیر نہیں چھپی۔ جو ہندوستان کے ہر طبقہ میں آسانی سے پڑھی اور سمجھی جاسکے۔ ہر وہ مرد یا عورت جو ذراسی اردو سمجھ سکتے ہیں اس تفسیر کے ذریعہ پورے قرآن شریف کا مطلب باسانی سمجھ لیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ پنجاب اور یو۔پی سے زیادہ بنگال، مدراس، برما، بمبئی، سندھ وغیرہ میں رائج ہے۔ یہ ہر پارہ علیحدہ بھی فروخت ہوتی ہے لیکن ہر پارہ کی قیمت ۸ ؍ پوری تفسیر منگانے والوں کو دس روپے میں ملتی ہے، حمیدیہ پریس دہلی نے رمضان کے آخر تک یہ رعایت رکھی ہے کہ کامل تفسیر منگانے والوں کو تین جلد میں مجلد چرمی منقش دی جائے گی۔ گویا ۱۲؎ جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی۔ اور مجلد چرمی کامل دس روپے میں ملے گی، محصولڈاک ۱۲؎ اس کے علاوہ ہے، نمونہ کے لئے ۹ کے ٹکٹ روانہ کر کے پارہ عم منگا کر دیکھ لیجئے، لیکن یہ پارہ تفسیر کامل منگانے والوں کے لئے زائد ہی رہیگا، یہ پہلا رعایتی اعلان ہے اس سے پہلے اس تفسیر پر کبھی ایک پیسہ بھی رعایت نہیں کی

ملنے کا پتہ، مینیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس دہلی۔ کوچہ چیلان

دو یادگار قرآن شریف دیکھیے تو خوشنما پڑھیے تو شفاف اور رکھیے تو تاریخی تحفہ

جرمنی قرآن شریف

دیکھنے دکھانے کے قابل ایسا نایاب صاف چھپا ہوا ہے کہ دیکھ کر جی خوش ہو جاتا ہے۔ ایک ایک حروف موتی کی طرح خوشنما، کاغذ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا سفید اور اس قدر کرارہ اور مضبوط کہ شکن سے بھی نہیں پھٹتا ہے۔ یہ وہی قرآن شریف ہے، جو افریقہ، سماٹرا، جاوا، سمالی لینڈ، اور ایران میں بالکلیہ رائج ہے، ہندوستان میں سوائے حمیدیہ پریس دہلی کے اور کہیں نہیں ملتا ہے اور جس قدر موجود ہے بس یہی ہے اب نہ جرمنی سے منگانے کی ہمت ہے اور نہ ان داموں یہاں پہنچ سکتا ہے۔

پچھلے سال پانچ پیٹیاں بمشکل تمام آسکی تھیں ان میں سے جس قدر باقی ہیں، ان پر رمضان مبارک کے سلسلہ میں بڑی رعایت دی جارہی ہے یہ حمائل عربی ہے ترجمہ نہیں ہے مولوی کے صفحہ سے نصف تقطیع ہے، جلد جرمنی کی ہی بنی ہوئی ہے یہاں نہیں بن سکتی، ہدیہ مجلد تین روپے رعایتی بتہ ط موجودگی صرف ۲؎ محصولڈاک ۱۲ ؍ کل ڈھائی روپے

عکسی قرآن شریف

نوشتہ غازی اورنگ زیب شہنشاہ عالمگیر نور اللہ مرقدہ

یہ قرآن شریف ریاست ماناوادر میں خاص غازی عالمگیر کا لکھا ہوا اور انہی کا دیا ہوا موجود ہے، حضرت خواجہ صاحب سات ہزار روپے لگا کر اس کے فوٹو بلاک بنوائے اور اب یہ تاریخی نعمت عام ہو گئی ہے، کہاں غازی شہنشاہ اور کہاں ہم لوگ، زندہ قومیں اپنے مشاہیر کی یادگاریں آنکھوں سے لگاتی ہیں، بڑی سے بڑی قیمت دے کر حاصل کرتی ہیں، اور ان کو ورثہ میں چھوڑنا اپنا قومی فخر خیال کرتی ہیں دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان جیسی غیور قوم اس یادگار عالم تحفہ کی کہاں تک پذیرائی کرتی ہے

اس کا کاغذ وہی ہے جو فوٹو میں لگتا ہے، یعنی آرٹ پیپر، چھپائی ویسی ہے جیسی فوٹو کی تصاویر کی ہوتی ہے، جلد ولایتی طرز کی بنی کی بجائے ریشمی فیتہ ہزارہا روپے میں بھی یہ چیز میسر نہیں آسکتی تھی، ہدیہ اصلی پانچ روپے رعایتی خاص صرف ڈہائی روپے، تقطیع مولوی کے صفحہ سے نصف محصولڈاک ۱۲ ؍ کل ۲؎

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

ختم القواعد کا دوسرا اڈیشن پھر چھپ کر آگیا اب بچوں کی پڑھائی کا انشاءاللہ حرج نہ ہوگا۔

یہ عربی کا وہ طلسمی قاعدہ جس میں الف، بے، تے پڑھ لینے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ بچے کے ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں، اور آگے بچہ خود بخود پڑھنے لگتا ہے۔ مولف نے کچھ ایسی سمجھانے اور پڑھانے کی کنجی اسمیں رکھی ہے، اور کچھ ایسے گر بتائے ہیں، کہ نہ استاد کو رٹکان نہ شاگرد کو، اب شاید ہی کوئی بچہ ایک دفعہ اسمیں پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدے میں پڑھنا گوارا کرے اس لئے خدارا اپنے بچوں کی ابتدائی دماغی نشو ونما کو برباد نہ کیجئے اور بجائے رٹائی کے بوجھ ڈالنے کے ہلکی سی سمجھ اور آسان سے غور کیساتھ پڑھنے کا عادی بنائیے، مولف بیست سالہ تجربہ کے بعد بچوں کی ذہنیت سے متعارف ہو کر اس میدان میں آئے، اور آج یہ قاعدہ مقبول عام ہو گیا۔ اب کے بھی ۲۰۰۰۰ ہزار چھپا ہے، ایک روپیہ کے ۱۶ اور پانچ روپے کے سو ملتے ہیں، ایک روپے کے قاعدوں پر ۸؍ محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے، ایک روپیہ سے کم کے منگانے ہوں تو اور کتابوں کے ساتھ منگایئے۔ ملنے کا پتہ:- **مینیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے**

خوشنما معرّیٰ حمائل کارڈ سائز

بالکل ابھی چھپ کر پہلی مرتبہ پریس سے آئی ہے، میں تو دیکھتے ہی لوٹ گیا، سبحان اللہ کیا کتابت ہے، اور کیا چھپائی ہے، واللہ اعلم اتنی اچھی چھپی اور لکھی ہوئی حمائل میں نے تو آج تک دیکھی نہیں، اس لیئے فی الفور خریداران مولوی کے لیئے میں نے ایک ہزار خرید لی ہیں، اب اس نمونہ سے ہی اس کی کتابت اور خوشنمائی کا اندازہ کر لیجئے، حالانکہ اصل اور نقل میں جیقدر فرق ہوتا ہے وہی اس اشتہار اور اصل حمائل میں فرق ہے، اس کی کتابت کی کشادگی اور اعراب کی برجائی ایسی عجیب دلفریب ہے کہ باوجود قلم خفی ہونے کے ذرا بھی اس کے پڑھنے میں تکلف نہیں ہوتا، یہ حمائل بھی منشی صلاح الدین صاحب کی لکھی ہوئی ہے جو اپنی خوبی کتابت میں یگانہ ہندوستان ہیں، اس حمائل کا پارہ پارہ جدا ہے، اور ہر پارہ کا اول و آخر بہت خوشنما گلکاری سے مزین ہے، چونکہ یہ جیبی حمائل ہے اس لیئے اس کے لیئے خاص طور سے بنک پیپر خریدا گیا ہے تاکہ پتلا اور مضبوط رہے اور حمائل شریف زیادہ موٹی نہ ہو جائے جو جیب میں تکلیف دے، جلدیں بھی خاص طور سے جزبندی کی بنوائی گئی ہیں، جو بہت کافی مضبوط ہیں، خدا کاتب صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے ایسی نایاب چیز پیش کی فی الحقیقت اگر آپ کے پاس یہ حمائل نہیں ہے تو بہت بڑی کمی ہے، پندرہ ہزار خریداروں میں ایک ہزار حمائل کیا معلوم ہوگی

ہدیہ ایک جلد مجلد چرمی پائدار سوا روپیہ عہ پانچ جلد عہ دس جلد دس روپیے محصولڈاک ایک جلد ۵ جلد ۱۴ دس جلد عہ، بہت جلدی منگلیے

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تلك الرسل ۳ ۵۹ البقرة ۲

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ

اس رمضان شریف

کاتب سے محبوب تحفہ

جو حمیدیہ پریس دہلی کی طرف سے پیش ہوگا

وہ

اعجاز نما مترجم حمائل شریف ہے

جس کے ایک پورے صفحہ کا نمونہ زیر ملاحظہ ہے، اس سے نفط حاشیہ کی تفسیر ترجمہ کی سلاست اور قلم کا اندازہ کر لیجیے کاغذ اصل حمائل کا ایسا ہے جیسا مولوی کا ٹائٹل کتابت صاف ہے چھپائی بہت اعلی ہے، یہ وہ حمائل ہے جو ایک ہی قصبہ میں اس قدر مقبول ہوئی ہے کہ شاید کوئی بھی قرآن اتنا اور اس قدر جلد ہدیہ نہ ہوا تھا۔

تاجران جن کو نمونہ روانہ کیا گیا ہے بہت ہی ذوق و کثرت سے آرڈر دے رہے ہیں، افسوس کہ قلت روپیہ کی وجہ سے صرف ایک ہزار چھپوا سکا ہوں اب یہ ہدیہ ہونے کے بعد دوسرا اڈیشن انشاء اللہ بہت زیادہ ہوگا۔ اس لیے فی الفور طلب فرمالیجیے

حمیدیہ پریس دہلی کی خصوصیت اسمیں بھی عیاں ہے اور ہدیہ کے اعتبار سے بہت ہی ارزاں ہے میرا خیال ہے کہ اتنی خوبیوں والی حمائل اس قیمت میں اور کہیں نہ مل سکے گی۔

ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کار صرف ڈہائی روپے، ۸/ پانچ جلدیں بارہ ۱۲ روپے دس جلدیں بائیس ۲۲ روپے

اسمیں ذیل کی خوبیاں اور دیکھیے

قال الملاء ۲۹۷ الاعراف

لعلکم تتقون ○ واذ اخذ ربک من بنی

میں سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ ۔ اور جبکہ آپ کے رب نے اولاد آدم (علیہ السلام) کی پشت سے

ادم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم

انکی اولاد کو نکالا اور (سب کو سمجھ عطا کر کے) ان سے انہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا

علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا

رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کیوں نہیں ہم سب اس واقعہ کے گواہ بنتے ہیں (اور یہ اقرار اس لیے لیا)

ان تقولوا یوم القیمۃ انا کنا عن ھذا

کہ روز قیامت لوگ کہو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے یا یوں کہنے لگو کہ (اصل) شرک تو ہمارے

غفلین ○ او تقولوا انما اشرک اباؤنا من

بڑوں نے کیا تھا ۔ اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے سو کیا ان غلط راہ (نکالنے)

قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما

والوں کے فعل پر آپ ہم کو ہلاکت میں ڈالے دیتے ہیں (۱) (اور) ہم اسی طرح

فعل المبطلون ○ وکذلک نفصل الایت

آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ۔ اور تاکہ وہ باز آجائیں ف اور ان لوگوں کو اس

ولعلھم یرجعون ○ واتل علیھم نبا الذی

شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں ۔ پھر وہ ان لوگوں

اتینہ ایتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطن

سے بالکل ہی نکل گیا ۔ پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل

فکان من الغوین ○ ولو شئنا لرفعنہ بھا

ہو گیا ۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے

ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھوٰہ

لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا ۔ اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے

منزل ۲

(۱) کتابت دہلی کے قدیم ترین کاتب مولوی محمد یحییٰ صاحب نے کی ہے (۲) ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظر ثانی شدہ ہے، اور چونکہ متن سے ترجمہ کی سطر بڑی ہے اس لیے ترجمہ صاف اور واضح ہے (۳) تفسیر موضح القرآن، بیان القرآن، تفسیر حسینی اور چند عربی کتابوں سے ماخوذ ہے اور کئی مستند مولویوں کی ضمانت ہے (۴) صحت کے لحاظ سے آخر صفحہ کی مہروں سے اندازہ ہو سکتا ہے (۵) ابتداء میں ایک بسیط مقدمہ ہے جو مولوی عاشق الٰہی صاحب محدث میرٹھی کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس کے چند مضامین کے عنوان یہ ہیں، دیباچہ، آداب تلاوت قرآن، کلام اللہ شریف میں ۲۵ انبیاء کا صراحتاً ذکر ہے ان کا نام بنام حال، (۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبسوط تبلیغی حیات (۷) ان تمام فرشتوں کا حال جنکا قرآن میں ذکر ہے (۸) وہ کفار جنکا قرآن میں ذکر ہے فرداً فرداً حال (۹) وہ قبائل جن کا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۰) وہ مقامات جنکا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۱) آخرت کے مکان جن کا قرآن میں ذکر ہے (۱۲) سیارے جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۳) رموز اوقاف قرآن شریف، غرضکہ اس ہدیہ میں ایسے عمدہ کاغذ ایسے ترجمہ، اور ایسی تفسیر کی حمائل نہ آجتک ملی اور نہ آئندہ مل سکتی ہے، اس کی خصوصیات بہت طویل ہو سکتی ہیں لیکن گنجائش کی کمی کی وجہ سے مجبوری ہے، **سب سے بڑی** خوبی یہ ہے کہ اگر ناپسند ہو تو واپس بھیج دیجیے اور بغیر ایک منٹ کی تاخیر کے اپنا روپیہ واپس لے لیجیے،

ھدیہ مجلد چرمی نقرئی کار ڈہائی روپے محصول ۱۲/ منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

وَمَنْ يَّقْنُتْ

اور جو کوئی فرمانبرداری کرے

اور جو کوئی تم میں اللہ کی

مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

تم میں سے واسطے اللہ کے اور رسول اس کے کے اور عمل کرے اچھے

اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی

نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝

دیوینگے ہم ثواب اس کا دوبار اور تیار کیا ہم نے واسطے اس کے رزق اچھا

تو ہم اس کو اس کا ثواب دوہرا دیں گے . اور ہم نے اس کے لیے ایک عمدہ روزی طیار کر رکھی ہے

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ

اے بی بیو نبی کی نہیں تم مانند ہر ایک کے عورتوں میں سے اگر پرہیزگاری کرو تم

اے نبی کی بیویوں تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقوی اختیار کرو . تو تم

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ

پس مت نرمی کرو بات میں پس طمع کرے وہ شخص کہ بیچ دل اس کے کے بیماری ہے اور

(نامحرم مرد) سے بولنے میں (جب کہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو اس سے ، (ایسے شخص کو جس کے دل میں خرابی ہے) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے

قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَّقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

اور کہو بات سیدھی اور اٹکی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور مت بناؤ کرو بناؤ

اور قاعدہ عفت کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے

الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ

جاہلیت پہلی کا اور قائم کیا کرو نماز کو اور دیا کرو زکوٰۃ کو اور

دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور

اَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ

فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اسکے کی سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تو کہ دور کرے

اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو . تو اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے

ترجمہ اول مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی ترجمہ دوم حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب . حاشیہ مخلص از بیان القرآن .
یہ وہی قرآن شریف ہے جس کا بار بار اشتہار آپ نے پڑھا ہے ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر صفحہ ھذا

ومن یقنت منکن للہ ورسولہ اس آیت شریفہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو خطاب فرمایا گیا ہے کہ تمہاری عزت وعظمت اللہ کے نزدیک اور مستورات مومنین سے زیادہ ہے تمہیں بھی اسی قدر باعزو وقار رہنا چاہئے کلام میں نرمی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وقار وعظمت اور تمکنت اور رعب باتوں میں ہو اور جب منہ سے بات نکلے تو معقول بات نبی کی عظمت اور بی وقار قائم کرنے کے لئے نکلے اور یہ بھی مرور ہے کہ مثل زمانہ جاہلیت کے باہر نہ پھرو بلکہ اپنے گھروں میں بیٹھی رہو تاکہ تمہاری شان میں کہ تم امہات المومنین ہو کچھ فرق نہ آئے زکوٰۃ دو . نماز پڑھو اور اللہ ورسول کی اطاعت کرو تمہارے لیے یہی بس ہے . خداوند کریم کی یہی مرضی ہے کہ زمانہ جاہلیت کی جتنی عادتیں جو درحقیقت ناپاک ہیں تم میں سے جاتی رہیں اور جو کچھ ہم نے بتایا ہے اگر اس پر تم عمل پیرا ہو گی تو تمہیں کیسی بزرگی اور تقدس حاصل ہوتا ہے تمہیں جو خداوند تعالیٰ نے دیا ہے اوروں کو کب نصیب ہے تمہارے ہی گھروں میں ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں ، پھر تم ہی خیال کرو کہ تم سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے بعض علما تحریر فرماتے ہیں ، کہ اس آیت میں علت اس تضعیف اجر اور اسی طرح عذاب کی جو اس کے قبل ارشاد ہے شرف زوجیت نبی کریم ہے ، کیونکہ اہل خصوصیت کا عصیان بھی اوروں کے عصیان سے اشد ہوتا ہے ، اسی طرح انکی اطاعت بھی اوروں کی اطاعت سے زیادہ مقبول ہوتی ہے ، پس وعدہ اور وعید دونو میں وہ دوسروں سے ممتاز ہیں اور خصوصاً مقام کلام میں یہ کہنا ممکن ہے کہ حضرت امہات المومنین کی خدمت واطاعت کا صدور حضور کے قلب کے لیے باعث راحت ہوتا تھا ۱۲

ہر شخص حیرت میں ہے کہ عمدہ مترجم اور مجلد پشتہ چرمی قرآن کیونکر مل سکتا ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا تفسیر بھی بیان القرآن کی، کاغذ بھی سفید اور گلیزڈ اور ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو

دیکھا نہ سنا

یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید کارنامہ ہے

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں، باترجمہ قرآن شریف کے خواہاں تھے، لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے **حمیدیہ پریس دہلی ہی کی اولیت ہے** کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ والا بھی ہو اور سستا بھی، ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب سے ماخوذ، تقطیع بھی کلاں ہو، غرضکہ تمام وہ سامان ہو جس کا ایک مسلمان دل خواہاں ہو سکتا ہے، اور لطف یہ کہ ابتدا میں **ایک بسیط مقدمہ** بھی ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید ضروریات کا حل ہو، اور مجلد بھی چمڑے کا ہو،

تیار ہے۔ اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والا یا غیروں کا مترجم قرآن ہے صدہا روز جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد سورہ ہائے قرآن شریف، وترتیب نزول وترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور فوائد معہ ترجمہ کی ترتیب (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبرئیلؑ کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے، احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات وبرکات، (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ مثلاً نماز میں تراویح میں، مسجد میں، رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی میں (۹) اعوذ باللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) **بیان فضائل سورۂ فاتحہ** (۱۱) **بیان فضائل سورۂ بقر** (۱۲) **فضائل سورۂ انعام معہ قبولیت** (۱۳) **بیان آیۃ الکرسی معہ فضائل** واعمال (۱۴) سورۂ کہف اور اس کی آیات کا اثر معہ قصہ اصحاب کہف (۱۵) **سورۂ یاسین کے فضائل واعمال** (۱۷) **فضیلت سورۂ فتح** اور اس کے اعمال (۱۸) **فضیلت سورۂ ملک** اور اس کے اعمال (۱۹) **فضائل سورۂ اخلاص معہ اعمال** (۲۰) **فضائل سورۂ واقعہ معہ اعمال**، رفع گرانی وباران رحمت (۲۱) سورۂ عم بیماریوں کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریمؐ کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقات (۲۶) سوانح عمری رسول کریمؐ (۲۷) فہرست ترتیب سورہ وآیات (۲۸) دعائے ختم القرآن معہ فضائل **ضخامت ۹۰۴ صفحے** معہ مقدمہ

کاغذ سفید دبیز، ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** چرمی پشتہ **کتابت** وغیرہ کا ایک سرسری اندازہ اس نمونہ سے کر لیجئے **ہدیہ مجلد ڈیڑھ روپیہ** عمہ محصول ڈاک اب بڑھ گیا ہے اس لئے ۱۵ ار کل ۲ عہ میں جہاں چاہے منگا لیجئے، **ایک منگایئے یا سو** رعایت مطلق نہیں، ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا، ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی، یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ ہر اس پارسل پر جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ ار تو یہاں ہی خرچ ہو جاتے ہیں، اب کی مرتبہ جلدیں بہت ہی اعلیٰ درجہ کی خاص طور سے بنوائی ہیں۔ **منیجر رسالہ مولوی کوچہ چیلان دہلی** سے ہی طلب فرمایئے، کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام نقصانات کی تلافی اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی ہی آمدنی سے ہوتی ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہمنے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں، بیشک اللہ تعالیٰ بڑے

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں۔ اور ہمنے موسیٰ کو کتاب دی اور ہمنے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت

مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ؕ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا

قرار دو۔ اے ان لوگوں کی نسل جنکو ہمنے نوح کے ساتھ سوار کیا۔ بے شک وہ

ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد چودہ | بابت ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵ ہجری | نمبر ۳ تین

رمضان شریف کا خطبہ

الحمد للہ الذی قال فی القرآن العظیم شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن وفرض علینا الصیام وسن رسول اللہ للمسلمین قیامہ والصلوۃ والسلام علی محمد وآلہ وصحبہ الی یوم القیام

اما بعد یا معشر المسلمین۔ اس خدائے کارساز کا شکر وسپاس ادا کرو جس نے رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور دعا کرو کہ وہ نکتہ نواز ان روزوں پر وہی اجر و ثواب مرتب فرمائے جس کا بعض شرائط کے ساتھ اس نے وعدہ فرمایا ہے اور کوشش کرو کہ اس ماہ مبارک کے بقیہ ایام ویسے ہی گذریں جیسے گذرنے چاہئیں اور ہم ویسے ہی روزے رکھ سکیں جن کے متعلق وعدہ ہے کہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ لیکن اگر ان شرائط کی ہم نے پابندی نہ کی جس کے ساتھ الصیام لی وانا اجزی بہ مشروط ہے تو ہماری روزہ داری فاقہ کشی سے زیادہ کوئی معنی نہ رکھیگی اس لئے ابھی جبکہ ماہ مقدس رمضان کا بڑا حصہ باقی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی راتوں اور اپنے دنوں کی مصروفیتوں اور مشغولیتوں کا محاسبہ کریں اور جو لمحہ بھی اس ماہ مغفرت و غفران میں بسر کریں اس کا جائزہ لیں کہ کس طرح گذرا خدا نے کس طرح گذارنے کا حکم دیا تھا اور ہم نے کس طرح گذارا اور اس ماہ مبارک کے لمحات خیر و برکت کو نفس و شیطان کی پیروی میں بسر کیا یا خدا اور اس کے رسول کی اطاعت میں۔

برادران اسلام! زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ بقول شخصے آدمی بلبلہ ہے پانی کا کون کہہ سکتا ہے کہ آج ہم کو جو مہلت ملی ہوئی ہے اور خدا نے جو فرصت عطا کر رکھی ہے وہ کب ختم ہو جائے گی بہت ممکن ہے کہ اس رمضان کے بعد پھر دوسرا رمضان دیکھنے کی ہمیں نوبت نہ ملے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس جمعہ کے بعد دوسرا جمعہ ہم دیکھ سکیں اور پیام اجل آپہنچے اس لئے نہ زندگی پر ہمارا قابو ہے اور نہ موت پر دسترس مگر افسوس اس حقیقت کا یقین ہونے کے بعد بھی کہ موت کا آنا یقینی ہے پھر بھی خواب غفلت سے ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں روزانہ صبح سے شام تک خدا جانے کتنی موتیں ہوتی ہیں اور کتنے آدمی مرتے ہیں مگر اپنی موت کی طرف سے ہمارا دھیان نہیں جاتا حالانکہ سینکڑوں ایسے آدمی بھی مرتے ہیں جن کی حالت ہم سے بہتر ہوتی ہے اور جو اپنی صحت و قوی کی مضبوطی اور علاج معالجہ کی آسانی کے اعتبار سے ہم سے کہیں بہتر حالت میں ہوتے ہیں مگر صحت و توانائی کی مضبوطی اور روپیہ اور دولت کی افراط اور بہترین علاج معالجہ کچھ کام نہیں آتا یہ سب چیزیں یونہی کی یونہی دھری رہجاتی ہیں اور انتہائی بیچارگی و بیکسی کے عالم میں انسان رشتہ حیات کی ایک ہی ضرب سے ملک عدم ہو جاتا ہے بہترین ڈاکٹر اور حاذق طبیب منہ دیکھتے رہجاتے ہیں اور تمام احتیاطیں ہر قسم کا علاج اور تیمار داری کی نگہداشت فضول اور بیکار ثابت ہوتی ہے ایسی ناپائدار زندگی پر سوائے ایک غافل اور نادان انسان کے کون بھروسہ کر سکتا ہے اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ ہم زیادہ سے زیادہ دنوں تک زندہ رہیں گے اور دنیا کی بہاریں اچھی طرح دیکھنے کے بعد صیاد اجل کے شکار ہونگے تب بھی انجام موت سے کس کو رستگاری ہے

آج وہ کل ہماری باری ہے

موت ہی ایک ایسا برحق مسئلہ ہے جس سے کسی سرکش سے سرکش بادشاہ کو بھی انکار کی جرأت آجتک نہیں ہوسکی شاہ و گدا امیر و فقیر عالم و جاہل پیر و پیغمبر سب اس کے آگے مجبور و لاچار ہیں "کل نفس ذائقۃ الموت" پر سب کا ایمان ہے "کل من علیہا فان" سے کسی کو انکار نہیں فرعون جس نے خدائی کا دعویٰ کیا نمرود جس نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا شداد جس نے آسمانی بہشت کا جواب بنایا بالآخر سب کو موت کے ہاتھ سے خاک میں ملا دیا دوسری طرف خدا کے محبوب اور پیارے نبی و رسول آدم نوح ابراہیم موسیٰ عیسیٰ اور حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کرنا پڑا۔ موت کا بیرحم ہاتھ نہ جوان کو چھوڑتا ہے نہ بچوں پر ترس کھاتا ہے نہ اس کو بوڑھوں پر رحم آتا ہے وہ سب کو ایک ہی لکڑی سے ہانکتا ہے۔ نہ یتیم بنانے سے جھجکتا ہے نہ جوتھی کی دلہن کو بیوہ کرنے سے ڈرتا ہے نہ بڑھیا ماں کی بیکسی پر رحم آتا ہے نہ ننھے بچوں کی بے بسی پر۔ برادران عزیز جب اس دنیائے فانی کا یہ حال ہے تو سوچو کہ جو فرصت و مہلت ہمیں اور تمہیں ملی ہوتی ہے کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہے کہ اس زندگی کے ایک ایک لمحہ پر نگاہ رکھیں اور اسے بیکار ضائع ہونے سے بچائیں۔

اس وقت جو حضرات یہاں مسجد میں موجود ہیں اور خدا کے حضور میں رکوع و سجود کے لئے حاضر ہوئے ہیں امید ہے کہ وہ سب روزہ دار ہوں گے خدا سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ان کے روزے قبول فرمائے مگر ساتھ ہی ہم سب کا فرض ہے کہ اب تک جتنے روزے رکھ چکے ہیں ان کی نسبت خالی الذہن ہو کر سوچیں کہ کیسے روزے رکھے کیا روزے کی سب شرطیں ہم نے پوری کیں اور ایسا روزہ رکھا جس کا حکم ملا ہے اور جو انسانی روح کو آلائش معصیت سے پاک و صاف کر دیتا ہے اور انسانی قلب کو مزکّیٰ کر کے لعلکم تتقون کا صحیح مصداق بنا دیتا ہے اگر اب تک معمولی طور سے ہم نے روزے رکھے ہیں اور دل و دماغ اور روح اور نفس کو اور جملہ اعضائے و جوارح کو برے کاموں سے نہیں روکا تو آئندہ کے لئے تہیہ کر لیں کہ جتنے دن اس مبارک مہینے کے باقی ہیں انہیں ضروریہ سے آداب و شرائط شرعیہ کی پابندی کے ساتھ بسر کرینگے اور ایسا ہی روزہ رکھیں گے جس کا حکم ملا ہے روزہ کو فاقہ کشی کا مترادف نہ بنائینگے یعنی زبان ہاتھ پاؤں دل و دماغ سب کو برائی سے بچائینگے اور ہر ایک عضو کا روزہ رکھکر روزہ رمضان کی تکمیل کریں گے اور آپ اپنے اس ارادہ میں اسی وقت کامیاب ہو سکیں

جب آپ موت کو یقینی سمجھ لیں گے اور یہ بھی یقین کر لیں گے کہ موت کی جو گرم بازاری ہے وہ آپ کی شمع حیات کو بھی گل کر کے رہے گی اگر موت کا تخیل اور صحیح تخیل قائم ہو جائے اور یوم آخرت اور عذاب قبر کا یقین ہو جائے تو ناممکن ہے کہ صحیح طریقہ پر آپ اعمال مذہبی کو انجام نہ دیں۔

برادران عزیز رمضان المبارک میں پہلی چیز یہی ہے کہ روزہ صحیح طریقہ پر تمام آداب و شرائط کے ساتھ رکھا جائے۔ دوسری چیز قیام لیل ہے جس کا پہلا جزو تو تراویح ہے جو سنت مؤکدہ ہے مگر برکات و حسنات کے لحاظ سے تہجد کی فضیلت بھی کچھ کم نہیں اور اگر اللہ توفیق دے تو تہجد کی برکات کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا کیونکہ جو خشوع اور خضوع اور جو لذت گریہ وزاری تہجد کے وقت حاصل ہوتی ہے وہ کسی دوسرے وقت حاصل نہیں ہوتی خصوصاً ماہ مقدس رمضان میں تہجد کی نماز میں جو لذت و راحت بخشتی ہے اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو توفیق ملی ہے یہی وہ وقت مسعود و مبارک ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ آسمان اول پر نزول فرماتے ہیں اور ندا فرماتے ہیں کہ ہے کوئی گنہگار جو مغفرت چاہے ہے کوئی مریض جو شفا چاہے ہے کوئی مانگنے والا جسے دیا جائے اس وقت اللہ اپنے بندوں کی سنتا ہے جو کچھ وہ طلب کرتے ہیں عطا کرتا ہے اور جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے اور یہی وقت ہے جس کی نسبت ارشاد ہے من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذراعاً۔ یعنی جو ایک بالشت خدا کی طرف بڑھتا ہے خدا اس کی طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہے۔

اسی ماہ مقدس میں وہ شب خیر من الف شہر بھی ہے جس شب میں قرآن حکیم نازل ہوا اور جو ہزار مہینوں سے زیادہ مقدس و مبارک ہے کیا شب قدر بھی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کے لئے تم اپنا تھوڑا وقت اور تھوڑا سا آرام کھو دو۔ شب قدر کے متعلق بزرگان دین کا عام اتفاق اس امر پر ہے کہ وہ رمضان المبارک کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے اور زیادہ امکان عشرہ آخر کی طاق راتوں میں ہے علی الخصوص ستائیسویں شب کے متعلق گمان غالب ہے۔

اس کے علاوہ آخری رمضان کا اعتکاف نہایت اہم چیز ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اگر پورا رمضان کوئی شخص ہمہ تن یاد الٰہی و عبادت خداوندی میں نہ گزار سکے تو کم از کم چند دن تو ایسے مل جائیں جن میں کامل یکسوئی اور پورے انہماک کے ساتھ خدائے قدوس کی طرف لو لگا کر عبادت و ریاضت کر سکے۔

بہر حال برادران عزیز چند روزہ زندگی پر اس قدر مغرور نہ ہونا چاہئے اور جو لمحات خیر و برکت میسر آ جائیں ان کو غنیمت سمجھ کر عاقبت کے سنوارنے کی فکر میں مشغول ہونا چاہیے اور رمضان المبارک کے لمحات خیر و برکت سے بہتر کوئی دوسرا زمانہ میسر نہیں آ سکتا اس لئے اس مہلت و فرصت سے فائدہ نہ اٹھانا انتہائی نادانی ہوگی اور رمضانی برکات سے مستفید ہونے کے یہی معنی ہیں کہ جملہ آداب و شرائط کے ساتھ روزے رکھے جائیں ایمان و احتساب کے ساتھ تراویح و تہجد کی نمازیں ادا کی جائیں اور لیلۃ القدر و اعتکاف کا اہتمام کے ساتھ بندوبست کیا جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہر رمضان شہر فرض اللہ صیامہ وانی سننت للمسلمین قیامہ فمن صامہ وقامہ ایماناً واحتساباً خرج من الذنوب کیوم ولدتہ امہ یعنی رمضان کے روزے اللہ نے فرض کئے ہیں اور اس کا قیام یعنی تراویح میں نے مسلمانوں کے لئے مسنون کی ہیں جو ایمان و احتساب کے ساتھ روزے رکھے اور قیام کرے وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جائے گا جس طرح بچہ پیدا ہونے کے وقت گناہ سے پاک و صاف ہوتا ہے اعتکاف کی فضیلت میں ایک حدیث وارد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اعتکاف میں دو حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

برادران اسلام! کیا ہم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنی زندگی پر اس قدر بھروسہ رکھتا ہو کہ مرنے کا کوئی اندیشہ نہ ہو اور اس زعم میں وہ رمضان اور اس کے متعلقات کے برکات و فضائل کی پرواہ نہ کرے وہ تمام فرزندان اسلام جو اس مسجد میں مجتمع ہیں خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان اس حقیقت سے بیگانہ نہیں ہیں کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں بلکہ جو سانس اندر سے باہر آتا ہے اس کا ہر تار نفس اس قدر بے ثبات ہے کہ اس سے زیادہ بے ثبات مٹی کا ایک کھلونا بھی نہیں ہوتا ہمارے ہر تار نفس کے متعلق یہ امکان ہے کہ اندر سے باہر آنے کے بعد پھر اندر واپس نہ جائے اور اس طرح آن واحد میں رشتہ حیات منقطع ہو جائے یہ صرف امکان عقلی ہی نہیں ہے بلکہ روزمرہ کا تجربہ ہے کہ سینکڑوں ہٹے کٹے نوجوان جن کے جسم مضبوط اور قوی مستحکم ہوتے ہیں بغیر کسی بیماری کے ان کی آن میں قلب کی حرکت بند ہو جانے سے فوت ہو جاتے ہیں موت صرف بڈھوں کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس کا زبردست ہاتھ نوجوانوں کے گریبان میں بھی بلا تکلف پہنچتا ہے جب انسان کی زندگی اس قدر غیر یقینی اور بے ثبات ہو تو آج سے چشم پوشی کرنا اور کل کے انتظار میں حال کی طرف سے غافل رہنا کس قدر احمق پن ہے خدا نے اپنے لطف و کرم سے اس رمضان میں کسب سعادت کا موقع عطا فرمایا ہے حالانکہ ہمارے اعمال تو اس قسم کے ہیں کہ اگر زمین ہم پر تنگ کر دی جائے، آسمان ہم پر ٹوٹ پڑے اور پہاڑ ہم کو روند ڈالیں اور ہماری ہڈیوں کو آٹے کی طرح پیس کر رکھ دیں تو یہ بھی بالکل انصاف ہوگا لیکن اس کی بجائے اس رحمٰن و رحیم خدائے قدوس نے ہم کو تلافی کی مہلت دی ہے پھر بھی ہم سرکشی و غفلت سے باز نہ آئیں تو اس سے زیادہ بدبختی و بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔

برادران عزیز! اس ماہ مقدس رمضان کے جتنے دن اور جس قدر لمحات خیر و برکت کے باقی رہ گئے ہیں ان کی قدر کرو اور اپنی بے ثباتی کو پیش نظر رکھ کر جس قدر نیکی سمیٹ سکو سمیٹ لو کیا خبر کہ دوسرے رمضان تک تمہیں مہلت ملے یا نہ ملے۔

اب تک جو کچھ کہا گیا وہ عبادت بدنی کے متعلق تھا جس میں تھوڑی سی راحت و آرام ترک کرنے کے سوا اور کوئی دقت نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ دوسرے طریقے بھی ہیں جن کے ذریعہ ہم اپنے دامن متاع خیر سے بھر سکتے ہیں منجملہ ان کے صدقات و خیرات ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ایثار جان کے بعد ایثار مال کسب خیر و سعادت کا بہترین ذریعہ ہے جان اور جسم کی تھوڑی سی اذیت سے ہم جو نیکیاں حاصل کر سکتے ہیں اس کا تعلق ہم سے گزر کر دوسروں پر نہیں پڑتا اس کے برخلاف ایثار مال کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے اور ہمارے صدقات و خیرات سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے اس کے علاوہ مال ہی وہ چیز ہے جو جان اور عزت کے بعد سب سے زیادہ عزیز و محبوب رکھا جاتا ہے اور خداوند برحق کا ارشاد ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون جب تک محبوب و عزیز چیز اللہ کے راستے میں قربان نہ کرو گے اس وقت تک نیکی کا وہ درجہ حاصل نہ ہوگا جس کو "بر" کہا گیا ہے اس لئے عبادت بدنی کے علاوہ ہمیں کسب خیر و حصول نیکی کے دوسرے ذرائع بھی اختیار کرنے چاہئیں خصوصاً جن کو خدا نے اپنے خزانہ احسان و رحمت سے مالا مال کر دیا ہے ان کے لئے تو ضروری ہے کہ وہ اس میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کریں۔

برادران عزیز! ایثار و انفاق مال کی بھی دو قسمیں ہیں ایک تو فرض ہے اور وہ زکوٰۃ ہے اور دوسرا وہ جو فرض نہیں ہے زکوٰۃ کا نصاب پورا ہونے اور نصاب پر ایک سال گزرنے کے بعد مال کا چالیسواں حصہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا واجب ہو جاتا ہے خدا کا شکر

ہے کہ مسلمانوں میں فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا ذوق اب تک باقی ہے لیکن دو باتیں ایسی ہیں جن میں اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ اول زکوٰۃ کی نیت نہ کرنی اور باقاعدہ حساب کرکے زکوٰۃ نہ ادا کرنا حالانکہ خیرات وغیرہ کی سب رقم اگر جوڑ لی جائے تو زکوٰۃ واجب الادا سے زیادہ رقم ہوجائے گی اس سے یہ نقصان ہے کہ فرض بلاوجہ باقی رہتا ہے دوسرے زکوٰۃ ہو یا خیرات اس کو برمحل اور صحیح موقع پر نہ صرف کرنا اس سے اجر و ثواب آدھا رہ جاتا ہے اس لئے زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور خیرات و زکوٰۃ دونوں کا مصرف ایسا تلاش کرنا چاہیئے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچ سکے کیونکہ جس خیرات سے جس قدر زیادہ نفع لوگوں کو پہنچے گا اسی قدر اجر و ثواب میں زیادتی ہوگی رمضان میں زیادہ سے زیادہ صدقات و خیرات اس لئے کرنا چاہیئے کہ معمولی ایام کی نسبت رمضان میں زیادہ ثواب ملتا ہے۔

بہرحال برادران اسلام! خدا سے ڈرو۔ تقویٰ اختیار کرو اور اس مقدس و مبارک مہینے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی سعی کرو تاکہ کل جب تمہاری روح اس قفس عنصری سے نکل کر اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہو تو شرمندہ نہ ہو اور اس کی جھولی متاع نیک سے خالی نہ ہو اور یہ دعا کرو کہ رمضان المبارک کے جتنے دن باقی رہ گئے ہیں ان کو اپنی مرضی کے مطابق بسر کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے وما توفیقی الا باللہ وھو الموفق والمعین۔ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ

الحمد للہ نحمدہ حمدا کثیرا طیبا والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم درود و سلام بھیجو خواجہ کائنات مفخر موجودات افضل انبیاء و رسل ہادی سبل حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جن کے طفیل اور صدقہ میں ہم اور آپ دین اسلام کی نعمت سے مشرف ہوئے اور جن کی بدولت رمضان مقدس کی برکات و فضائل سے ہمیں آگاہی ہوئی اور جنہوں نے اپنے طرز عمل سے نمونہ بنکر ہمیں بتلا دیا کہ رمضان المبارک میں ہمیں کیسی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ پر جو انبیاء کے بعد تمام خلق سے افضل اور بہتر تھے اور جن کو یہ شرف اس لئے حاصل ہوا کہ رسول کریم کے ارشاد کی حرف بحرف تکمیل و تعمیل اور آپ کے اسوۂ حسنہ کی قدم بقدم پیروی کرتے تھے خصوصاً ماہ مقدس رمضان میں اعمال خیر کا اس قدر اہتمام کرتے تھے گویا اس رمضان کے بعد دوسرا رمضان ان کو نہیں ملیگا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدائے قدوس نے اپنے افضال و عطیات اور اپنی رحمت و برکات سے ان کو ڈھانک لیا اور انبیاء کرام کے بعد تمام خلق پر ان کو فضیلت و برتری عطا فرمائی۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر جو رمضان میں پورے آداب و شرائط کے ساتھ روزے رکھتی تھیں شب تراویح و تسابیح میں مشغول ہوتی تھیں اور آخر عشرہ میں معتکف ہوتی تھیں اور خوب جی کھول کر خیرات کرتی تھیں اور جن کے توسل سے رمضان کے مسائل ہمیں معلوم ہوئے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت فاطمہ زہرا پر جو رسول اللہ کی چہیتی اور لاڈلی بیٹی تھیں اور جن کا زہد و تقویٰ مشہور ہے اور جو اپنے ہاتھ سے چکی پیسنے اور گھر کا سارا کام کاج کرنے اور مشکیں بھرنے کے باوجود پورے شرائط کے ساتھ روزہ رکھتی تھیں اور تراویح بھی پڑھتی تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسن و حضرت امام حسین پر جو اپنے نانا جان کے نقش قدم سے سرمو تجاوز نہیں کرتے تھے جو رمضان میں سارا وقت خدا کی عبادت میں صرف فرماتے تھے۔ اور بے انتہا فیاض اور سخی ہوجاتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ حضرت عباس پر جو رمضان کے برکات کے حصول کی پوری کوشش فرماتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ رسول اللہ پر جو سب کے سب رمضان میں اسکی مرضی کے متلاشی رہتے تھے پورے آداب و شرائط کے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے ایسے ہی کی ہوں کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی۔

اور درود و سلام حضرات ائمہ اہلبیت حضرت امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر حضرت امام جعفر صادق حضرت امام موسیٰ کاظم حضرت امام محمد رضا حضرت امام علی نقی حضرت امام محمد تقی حضرت امام حسن عسکری پر جو سب کے سب اللہ کے محبوب بندے تھے اس کی رضا و خوشنودی کے جویاں رہتے اور اس کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

اور سلام بھیجو ائمہ اربعہ حضرت امام ابوحنیفہ حضرت امام مالک حضرت امام شافعی حضرت امام احمد بن حنبل پر جن کی ساری عمر خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی اور تبلیغ و اشاعت میں بسر ہوئی۔

اور سلام بھیجو غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری پر جو اس بلند مرتبہ پر اس لئے پہنچے کہ ہر لحظہ موت کو سامنے رکھکر خدا کی عبادت میں بسر کیا اور رمضان میں بیش از بیش عبادت میں مشغول رہے۔

اور سلام بھیجو شعرائے اسلام حضرت مولانا روم۔ مولانا سعدی مولانا حافظ امیر خسرو اور مولانا جامی پر جو متقی و پرہیزگار شاعر تھے۔

اور اے اللہ رحمت نازل کر ان سلاطین و سپہ سالاران عظام پر جن کی سعی و کوشش سے ہندوستان میں اسلام پھیلا اور آج یہاں آٹھ کروڑ مسلم نفوس نظر آتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا نام لیتے ہیں خصوصاً محمد بن قاسم فاتح سندھ سلطان محمود غزنوی سلطان شہاب الدین غوری۔ سلطان اورنگ زیب غازی احمد شاہ ابدالی سلطان ٹیپو شہید پر جو متبع شریعت تھے

اور اے اللہ مدد کر شاہ غازی نادر خاں کی جو ہر وقت اللہ کی خوشنودی کے طالب رہتے ہیں اسلام کے لئے زندہ ہیں اور شریعت کی پوری پوری پابندی کرتے ہیں باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں اور آداب و شرائط کے ساتھ روزے رکھتے اور تراویح پڑھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ مدد دے اللہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا سلطان ابن سعود بادشاہ ایران و جملہ امرار اسلام کو توفیق دے کہ وہ خود نمونہ بنکر مسلمانوں کو شریعت کا پابند بنادیں

عباد اللہ اتقوا اللہ فان التقوی مخ الصیام ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر

شذرات

سول نافرمانی کا فیصلہ

گول میز کانفرنس کے دوران میں یہ اندیشہ پیدا ہو چلا تھا کہ اس دفعہ ہندوستان میں پھر جنگ چھڑے گی اور ملک کو ایک مرتبہ اور دریائے مصائب میں کودنا پڑے گا۔ ایک طرف کانگریس کی طرف سے تیاریاں شروع تھیں اور دوسری طرف قدامت پرستوں کے برسر اقتدار آجانے اور مسلم ہوم کانفرنس کے دست گریبان ہوجانے سے حکومت کے حوصلے بھی بڑھ گئے تھے۔ بعض سیاسیین کا تو یہ خیال تھا کہ گاندھی جی ساحل پر قدم رکھتے ہی گرفتار کرلئے جائینگے اور بعض کی رائے یہ تھی کہ حکومت ان کے رویہ پر نگاہ رکھے گی۔ بہرکیف ۲۸ دسمبر کو گاندھی جی تشریف لے آئے اس وقت ملک کی حالت یہ تھی کہ بنگال میں دہشت انگیز تحریک کے انسداد کے لئے ایک آرڈی ننس نافذ ہوچکا تھا صوبہ متحدہ میں عدم ادائیگی لگان کی تحریک سے نپٹنے کے لئے ایک ندھی آرڈیننس شرف صدور حاصل کرچکا تھا سرحد میں بھی آرڈی ننسوں کا غلغلہ شروع ہوگیا تھا گاندھی جی آئے اور کانگریس کی مجلس عاملہ کا اجلاس شروع ہوا یہی آرڈیننس پیش نظر تھے غلطی یہ ہوئی کہ ملک کے صحیح حالات کا اندازہ کئے بغیر مجلس عاملہ نے سول نافرمانی کے آغاز کا فیصلہ کردیا اور فضاء تیرہ و تار ہوکر رہ گئی اب گاندھی جی نے وائسرائے کو ملاقات کی اجازت کے لئے لکھا مگر افسوس کہ وہ منظور نہ ہوئی۔ اگر ملاقات کی یہ استدعا رد نہ کی جاتی تو ممکن تھا کہ اس کا کوئی اچھا نتیجہ مرتب ہوتا لیکن لارڈ ولنگڈن کے سامنے جب یہ درخواست ملاقات پیش ہوئی تو صورت یہ تھی کہ ایک تو اس سے قبل سول نافرمانی کا ریزولیوشن کانگریس کی مجلس عاملہ نے پاس کردیا تھا دوسرے مجلس عاملہ کانگریس کے بعض عناصر بہت سخت روش پر تھے آپ نے اس صورت میں ملاقات کو فضول و بیسود سمجھکر جواب صاف دیدیا اور صاف لکھدیا کہ اگر کوئی امن شکن قدم اٹھایا گیا تو حکومت مقابلہ میں اپنے ذرائع و وسائل سے کام لیگی صورت حالات بد سے بدتر صورت اختیار کرتی چلی جارہی تھی اس لئے چار اور آرڈی ننس نافذ کردیئے گئے اور شب کے سناٹے میں گاندھی جی اور پٹیل کو گرفتار کرکے یرودہ جیل میں بند کردیا گیا یہ اقدام عمل ملک کے لئے ایک پیغام تشویش تھا اس کے ساتھ تمام ہندوستان میں دارو گیر کا بازار گرم ہوگیا ہمیں ذاتی حیثیت سے تو ان گرفتاریوں کا رنج ہے اور ہونا چاہیے لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ مجلس عاملہ کانگریس کی طرف سے عجلت کیگئی اور اس لئے جو فیصلہ کیا وہ حالات و واقعات سے بے خبری کا ایک اندوہناک مظاہرہ تھا۔

آرڈی ننسوں کی حکومت

اس وقت ہندوستان میں معمولی قوانین و آئین کی نہیں آرڈی ننسوں کی حکومت ہے ایک دو نہیں بلکہ متعدد آرڈی ننس نافذ ہیں کوئی بھی خواہ وطن پرست ہو یا حکومت کا طرفدار کوئی معتدل پالیسی کا انسان بھی اس حالت کو بہ نظر استحسان نہیں دیکھ سکتا کہ اس کا وطن مالوف آرڈی ننسوں کا تختہ مشق ہو اور وہ شدید شکنجے کے اندر پڑا ہوا کراہ رہا ہو تاہم یا تو رفتار حالات اس کی مقتضی تھی یا حکومت ہی اس درجہ مجبور ہوگئی تھی کہ اس کو اپنا نظام حکومت قائم کرنے کے لئے اس سے کم آرڈی ننسوں کے بغیر چارہ ہی نہ تھا اور ابھی جبکہ تحریک لگان شروع بھی نہیں ہوئی تھی اس نے اپنی شکوہ و سطوت کا بے تحاشا مظاہرہ شروع کردیا یہ بھی ضرور ہے کہ ملک کی فضا اور ہندوستان کی حالت اس امر کی مقتضی نہ تھی کہ اس وقت سول نافرمانی کا فیصلہ کیا جاتا اس سے بھی زیادہ مصیبت خیز امر تحریک عدم ادائیگی لگان کا فیصلہ تھا عام اس سے کہ اس کی ضرورت کیسی داعی تھی ظاہر ہے کہ کوئی حکومت بھی یہ برداشت نہ کرسکتی تھی کہ اس کے خزانہ پر یلغار کی جائے اور وہ خاموش رہے کسانوں میں جہل و جہالت کا دور دورہ ہے ان کے دل و دماغ تربیت یافتہ نہیں وہ انجام پر بھی غور نہیں کرسکتے اس تحریک کا ہولناک اثر مختلف اضلاع میں زمینداروں کے قتل و نہب کی صورت میں برآمد ہوا حکومت معافی دے سکتی تھی لگان میں تخفیف کرسکتی تھی لیکن اتنی وسیع الاثر شورش زرعی کے مقابلہ میں سکوت کی توقع اس سے ہرگز نہ کی جاسکتی تھی۔

آزادی پسند اقوام اپنی حریت پرستی کا مظاہرہ ضرور کرتی ہیں لیکن حالات اور فضا کو دیکھکر اگر مختلف اقوام ہند میں کامل یکجہتی پیدا ہوگئی ہوتی کساد بازاری اور افلاس و بیروزگاری نے ملک کو پریشان و سراسیمہ نہ بنا رکھا ہوتا تو ایک بات بھی تھی لیکن یہاں تو جو کچھ کیا گیا اس میں جوش کے سوا عقل اور دور اندیشی کا بہت کم حصہ تھا یہی وجہ ہے کہ حکومت پوری طاقت اور پورے جوش کے ساتھ میدان میں آگئی اور اس نے حالات سے فائدہ اٹھایا اور اپنی پوری قانونی مشنری کو حرکت میں لے آئی زرعی شورش کے انسداد سیاسی انجمنوں کے سدباب خلاف قانون ترغیبات کو روکنے جرائد و مطابع پر قابو حاصل کرنے پکٹنگ اور مقاطعہ کی تحریک کو دبانے غرض ہر مطلوبہ مقصد کے حصول کے لئے اس وقت ملک میں ایک ایک آرڈیننس نافذ ہے ہم حکومت کو کیا مطعون کیا دہ تو بہرحال غیر ملکی ہے جبکہ ہمیں خود یہ تحریکیں بحالت موجودہ نقصان رساں نظر آرہی ہیں اس وقت تو ہم ان امور پر افسوس و رنج کے اظہار کے سوا اور کوئی تبصرہ کرنے سے قاصر ہیں۔

ہندوستان بھر میں گرفتاریاں

بدبخت ہندوستان جب کبھی برباد ہوا ہے جب قائدین قوم عقل سے زیادہ جوش سے کام لیتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہی ہوا کرتا ہے کہ قوم و ملک پر برا اثر پڑتا ہے نتیجہ استعمار سخت ہوجاتا ہے اور حکومت پورے تشدد پر اتر آتی ہے حکومتوں اور فرمانرواؤں کو تو اپنی سلطنت و فرمانروائی کی بقا کے لئے سب کچھ کرنا ہی پڑتا ہے یہ کام تو قائدین قوم کا ہے کہ وہ ہوشمندی کے ساتھ قدم اٹھائیں اور حالات و فضا دیکھکر کام کریں بلاشبہ کانگریس ملک کی ایک مقتدر اور نیابتی انجمن ہے اور اس نے حریت وطن کے لئے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں لیکن اس موقعہ پر کہ اس کے غالب عنصر نے ملک کی حالت کا بغور مطالعہ کئے بغیر جس جذبۂ عمل کا اظہار کیا وہ ملک کے لئے پرخطر تھا اور ظاہر ہے کہ جب حکومت ابتدا ہی سے اس کے کچلنے کا ارادہ کرچکی ہو تو ملک کو جس قدر تشدد کا سامنا کرنا پڑے کم ہے چنانچہ آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ملک بھر میں دارو گیر کا بازار گرم ہے۔

کانگریس کا پورا نظام تمام نوجوان بھارت سبھائیں اور اسی قسم کے دیگر سیاسی

ہمارے خلاف قانون قرار دیے جا چکے ہیں علاوہ ازیں جملہ بڑے بڑے قائد اور نام و نمود کے حامل رہنما پابند سلاسل کئے جا چکے ہیں گاندھی جی، پٹیل جی پنڈت لہرو، ڈی بی کاشم، جے رام دولت رام، راجندر پرشاد سابق صدر اسمبلی شیروانی، ٹنڈن، ڈاکٹر انصاری، مولانا عارف وغیرہ جیسے رہبران قوم اس وقت زندان فرنگ میں پڑے ہوئے ہیں۔ سرحد سے خان عبد الغفار خاں اور ان کے کئی ہزار ممبر بھی گرفتار ہو چکے ہیں اور ابھی یہ سلسلہ شدت کے ساتھ جاری ہے۔

حکومت نے سول نافرمانی کی تحریک کو فنا کرنے کے لئے تمام امکانی ذرائع و وسائل سے کام لینا شروع کر دیا ہے انتہا یہ ہے کہ اس نے بمبئی میں کانگریس کے لاکھوں روپیہ پر قبضہ کر لیا ہے اور ہر جگہ اس کے "فنڈوں" کو ضبط کرنے کی مساعی عمل میں لائی جا رہی ہیں تلاشیوں اور گرفتاریوں کا زور ہے تاجروں پر بھی دباؤ ڈالا جا رہا ہے جس سے حکومت کا پلہ بھاری ہو گیا ہے اور اس دفعہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کانگریس کے مقابلہ میں کامیاب ہو جائے گی۔ کانگریس کی طرف سے بھی اگلا سا جوش نظر نہیں آتا، دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

سر شفیع کا انتقال پر ملال

کم و بیش ایک سال کے اندر ملت اسلامیہ کے تین جلیل القدر اور گرانمایہ فرزندوں کا اٹھ جانا اور ملت کو ان کی دائمی مفارقت میں ماتم گسار رہنا ایک ایسا دلدوز اور المناک حادثہ ہے جس نے قلوب پاش پاش اور جگر مجروح کر دیئے ہیں اور اس وقت سات کروڑ آنکھیں ان کے غم میں اشکبار ہیں۔ مولانا محمد علی جیسے بلند پایہ قائد اور مولانا عبد الماجد جیسے سرگرم اور خطیب کی المناک موت پر ابھی آنکھیں خونبار ہی تھیں کہ نہال قوم کا ایک اور ثمر دست اجل نے توڑ لیا اور مسلمان تڑپ کر رہ گئے۔ سر شفیع کی پالیسی سے ہمیں ہمیشہ اختلاف رہا لیکن اس کے باوجود ہم کیا ایک دنیا ان کی دماغی قابلیتوں اور ذہنی لیاقتوں کی معترف تھی۔

اخلاقی خوبیوں کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ پوری ہندو دنیا ان کی حقوق طلب سرگرمیوں پر مضطرب تھی لیکن اس کے باوجود اسی دنیا میں ہزارہا انسان ان سے بصمیم قلب محبت کرنے والے موجود تھے جس وقت لاہور میں اس نوشاہ ملت کا جنازہ نکلا ہے اس وقت اسی نیلگوں آسمان اور اسی روز طلوع ہونے والے آفتاب نے یہ نظارہ کہ نہ صرف مسلمان دیدہ بین بلکہ بلا مبالغہ ہزارہا ہنود بادیدہ پرنم ان کے ساتھ موجود تھے اور آخر تک موجود رہے کیوں موجود رہے اس لئے کہ مرنے والا بھی اپنے اندر ایک فراخ دل رکھتا تھا اور سب کے لئے اس میں عزت اور خلوص کا جذبہ موجود تھا وہ سب سے محبت کرتا تھا اس لئے سب اس کے بھی والہ و شیدا تھے۔

ہندوستان بھر میں ان کی قانونی اور دماغی لیاقت مسلمہ تھی زندگی میں انہوں نے بلند سے بلند مراتب حاصل کئے وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل کے رکن بنے لاکھوں روپیہ پیدا کیا بڑی سے بڑی عزت جو ایک انسان حاصل کر سکتا ہے وہ حاصل کی لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس بلندی نے ان کی طبیعت میں غرور و نخوت پیدا کی یا انھوں نے اپنے آپ کو "ملاء اعلیٰ" کی مخلوق سمجھنا شروع کر دیا حقیقت یہ ہے کہ آپ کی عمر جتنی بڑھتی گئی آپ جتنے بلند ہوتے گئے اتنی ہی انکساری اور ایثار پیدا ہوتا گیا معاشری اور اجتماعی تعلقات بہت خوشگوار تھے اور ہر کہہ و مہ سے اس کشادہ دلی اور محبت کے ساتھ ملتے تھے کہ وہ آپ کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔

بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ سر شفیع کی ذات سے صدہا یتیم اور بیوائیں فیض پاتی تھیں اور انہوں نے اپنے اثر و اقتدار سے بیشمار انسانوں کو بڑے بڑے عہدوں پر فائز کرا دیا۔ مسلمانوں کی تعلیم اور ان کے ملی حقوق سے انھیں بیحد دلچسپی تھی اور اس میں انہوں نے اپنی قیمتی زندگی کے گرانبہا لمحے صرف کئے گول میز کانفرنس میں بھی آپ نے اپنی لیاقت اور سیاست دانی کا شاندار مظاہرہ کیا انھیں حکومت اور عوام دونوں میں مکمل رسوخ حاصل تھا۔ ان خوبیوں اور کمالات کے رہنما کا مر جانا ملت و ملک کے لئے ایک مصیبت عظمیٰ ہے خدائے قدوس انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی قوم اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اچھوتوں اور ہندوؤں میں تصادم

کچھ عرصہ سے ارض ہند کی منکوب اور صدیوں سے مغلوب و پسماندہ رہنے والی مخلوق۔ اچھوتوں میں ایک عالمگیر بیداری پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے اور انھیں اپنے حقوق کا زبردست احساس پیدا ہو گیا ہے کانگریس ان کے حقوق تسلیم کرتی ہے اور نہ آریہ سماجی ان کی حمایت اور شدھی سنگٹھن بنا ہی کے مدعی ہیں لیکن سناتنیاں اور اعلیٰ ذات کے ہنود میں ان سے تنفر کا جذبہ ابتک جوں کا توں موجود ہے اور یہ اسی کا ایک مکروہ اور گھناؤنا مظاہرہ ہے کہ نہ یہ اعلیٰ ذات کے ہنود کے اسکولوں میں پڑھ سکتے ہیں اور نہ بعض سڑکوں پر چل پھر سکتے ہیں کنوؤں سے پانی انہیں نہیں بھرنے دیا جاتا اور مندروں میں بھی انھیں قدم رکھنے کی اجازت نہیں۔ نام کے ہندو ہیں مگر عملاً انھیں ہندو سے اتنا ہی تعلق نہیں جتنا ہندوستان کیا دنیا کی اور کسی قوم سے ہے۔

گذشتہ دنوں بڑودہ میں محض اس جرم پر ان کی فصلیں جلا ڈالی گئیں اور ان کے کنوؤں میں تیزاب ڈالدیا گیا کہ ان کے لڑکوں کو اعلیٰ ذات کے ہنود کے اسکولوں میں تعلیم پانے کی اجازت حاصل ہوگئی تھی ان کے حامیتوں پر بھی پتھر کیا گیا اب ناسک سے ایک شدید فساد کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں اچھوت یہ بھی کہتے تھے کہ جب ہم بھی ہندو ہیں تو ہمیں مندر میں داخل ہونے اور مورتی پوجا کی اجازت دی جائے یا صاف کہدیا جائے کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔ اس لئے انھوں نے کالا رام کے مندر میں داخل ہونے کے لئے ستیہ گرہ شروع کر دی ہے لیکن جو اچھوت کسی طرح مندر میں داخل ہو گئے اور جو باہر دھرنا دیئے بیٹھے تھے انھیں بری طرح مارا پیٹا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باہم سخت فساد ہو گیا جس میں کئی نفوس ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔

ہم اپنے سناتنی بھائیوں اور اعلیٰ ذات کے تنگدل ہنود سے استدعا کرینگے کہ یہ زمانہ تہذیب و روشنی کا زمانہ ہے یا تو وہ انھیں بھی انسانی حقوق سے متمتع ہونے کا موقع بہم پہنچائیں یا انھیں اپنے سے علیحدہ کر دیں اب یہ ناممکن ہے کہ پرانے جابرانہ اصول زیادہ عرصہ تک جاری رہ سکیں اسلام کے نزدیک یہ فرق مراتب کوئی چیز نہیں یہاں محض سیرت اور کیرکٹر وجہ امتیاز ہے شاہ و گدا سب خدائے قدوس کے دربار میں دوش بدوش کھڑے ہو سکتے ہیں اگر یہ صورت مزید عرصہ تک جاری رہی تو یقیناً ہنود سے اچھوت علیحدہ ہو جائینگے اور انھیں

اپنی اس تنگدلی کا نتیجہ بھگتنا ہوگا۔

رمضان المبارک

رمضان المبارک کا سعادت بار مہینہ شروع ہوگیا اس ماہ کی عظمت و تقدیس کے متعلق احادیث و نصوص آپ اسی رسالہ کے دوسرے صفحات میں ملاحظہ فرمائینگے۔ یہاں ہمیں مسلمانوں اور ملت بیضائے اسلامیہ کے فرزندوں کو یہ بتانا ہے کہ وہ ہمارا روزہ کے فلسفہ اور احکام اسلامی کے مصالح پر نظر کریں مسلمانوں کی پستی کا واحد سبب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے مذہبی احکام کو پس پشت ڈالدیا ہے اور خدائی اوامر کی کوئی وقعت ان کے قلوب میں قائم نہیں رہی ہے اگر وہ ان کی اہمیت سمجھتے اور خدا کا خوف ان کے دلوں میں جلوہ گر ہوتا تو آج وہ عزت و سربلندی کے شہ نشین پر فائز ہوتے اور پوری دنیا ان کا لوہا مانتی جس طرح پہلے مانتی رہی ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ بہت سے مسلمانوں نے روزہ کی پابندی میں بھی ریا کا پہلو پیدا کر لیا ہے اور وہ اس لئے نہیں کہ یہ خدا کا حکم ہے بلکہ محض اس لئے روزہ رکھتے ہیں کہ دنیا ان کی مذہبیت کی معترف ہو اور لوگ ان کی عزت کریں روزہ رکھتے ہیں پھر یہ روزہ ایک فاقہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا اس لئے کہ روزہ دار روزہ کی حالت میں دیگر منہیات شرعی جھوٹ غیبت غصہ اور بددیانتی وغیرہ سے بچنے کی سعی نہیں کرتے رمضان درحقیقت مسلمانوں کی تربیت قلب کا مہینہ تھا ظاہر ہے کہ اگر تمام مسلمان تیس دن تک عبادت و صلوٰۃ میں مصروف رہیں اور تمام منہیات سے اجتناب کرتے رہیں تو رفتہ رفتہ وہ اس کے عادی ہوجائینگے اور پورا سال ان کا انہی عادتوں میں گذرے گا۔

واقعی اگر مسلمان اس مہینہ کی عظمت کو سمجھیں اور اس مدت میں اپنی زندگی کو شرعی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریں تو ان کے کریکٹر اور ان کی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جائے اور وہ ترقی کی شاہراہ پر پڑلیں کیا مسلمان اس نکتہ پر غور کرینگے اور اپنی دنیا و عاقبت کو سنوارنے کی پوری سعی کرینگے۔

عالمگیر کساد بازاری کے نتائج

اس وقت اقتصادی کساد بازاری نے دنیا کے باشندوں پر بہت ناگوار اثر ڈالا ہے اور بیروزگاری و بیکاری برابر بڑھتی چلی جارہی ہے مغربی ممالک میں کوئی حکومت اپنے بیروزگاروں اور بیکاروں کو کسمپرسی کے عالم میں نہیں چھوڑتی ان کے متعلق اعداد و شمار کی بہم رسانی کے لئے ایک جداگانہ محکمہ قائم ہوتا ہے جو حکومت کو تفصیلات و حالات سے برابر مطلع کرتا رہتا ہے حکومت ہی ان کے لئے روزگار اور کام مہیا کرتی ہے اور بیکاری کے زمانہ میں ان کے لئے جسم و جان کی یکجائی کے سامان فراہم کرنے کی کفیل بنتی ہے اس لئے ان بیکاران ساحل کو کیا معلوم ہے کہ ہندوستان کے بےروزگاروں کے لیل و نہار کس طرح گذرتے ہیں اور بیروزگاری میں ان کی زندگی کا عنوان کیا ہوتا ہے یوں تو ہندوستان میں ہمیشہ افلاس و عسرت ہی کا دور دورہ رہتا ہے اور خوشحالی و سکون کے زمانہ میں بھی اس ملک کے دس کروڑ باشندے ہر وقت نیم فاقہ کشی کی حالت میں رہتے ہیں اور اللہ کے سوا ان کا کوئی خبر لینے والا نہیں ہوتا لیکن اس زمانہ میں تو حالت نے انتہائی نازک صورت اختیار کرلی ہے بیروزگاری کی لہر یورپ سے لیکر امریکہ اور امریکہ سے لیکر ایشیا تک دوڑ رہی ہے ریاستہائے متحدہ امریکہ میں نوے لاکھ جنوبی امریکہ میں چالیس لاکھ ناروے میں ساٹھ ہزار سوئٹزرلینڈ میں ایک لاکھ اور فرانس میں دس لاکھ بیکار موجود ہیں پھر یہ تعداد صرف مزدوروں پر مشتمل ہے یورپ و امریکہ کے متعلق جدید ترین اعداد مظہر ہیں کہ جہاں ۱۹۳۰ء کے آغاز میں بیکاروں کی تعداد ایک کروڑ ستر لاکھ تھی وہاں ۱۹۳۰ء کے اواخر میں یہ تعداد ساڑھے تین کروڑ تک پہنچ گئی تھی ۱۹۳۱ء کے صحیح اعداد و شمار ہنوز فراہم نہیں ہوسکے ظاہر ہے کہ یہ سال پوری دنیا کا ایک سخت سال ہے اور اس سال میں یہ تعداد لازماً آٹھ کروڑ سے بھی متجاوز ہوگئی ہوگی۔

پھر یہ اعداد و شمار صرف مزدوروں کے متعلق ہیں اگر ان میں دیہات کے بیکاروں کی تعداد بھی شامل کر لی جائے تو یقیناً کافی اضافہ ہوگا لیکن نہ اتنا جتنا ایک تنہا ہندوستان میں متیقن۔ یورپ و امریکہ اپنے ساڑھے تین کروڑ بیکاروں کے لئے اپنی تشویش و دست تنگی کا ڈھنڈورہ دنیا بھر میں پیٹتے پھرتے ہیں اگر ان پر ہندوستان کے افلاس کی صحیح حالت واضح ہو جائے تو یقیناً یہ اپنی مصیبت کو بھول جائیں یورپ و امریکہ دونوں صنعتی ممالک ہیں اور تہذیب و ترقی میں دنیا کا کوئی ملک ان کی ہمسری نہیں کرسکتا لیکن پھر بھی انھیں اطمینان میسر نہیں اور اب تک یہ اتنا بھی نہیں کر سکے کہ اپنی تمام آبادیوں کے لئے کام بہم پہنچا سکیں یہ سب خرابیاں ہیں مشین کے رواج کی جب سے یہ مشینیں چلی ہیں دنیا کا اطمینان غارت ہوگیا ہے انہوں نے بلا مبالغہ لاکھوں انسانوں کا رزق چھین لیا ہے اور پہلے جس کام کو ایک لاکھ آدمی کرتے تھے اب ہزار پانچسو آدمی مشینوں کے ذریعہ اسے کرکے رکھدیتے ہیں دیہات اجڑکر شہر آباد ہورہے ہیں اور شہروں میں اتنا کام ملتا نہیں دیکھئے یہ مشین کا رواج آئندہ چل کر دنیا میں کیا کیا مصیبتیں ڈھاتا ہے اور اس سے کتنی تباہی پھیلتی ہے بلاشبہ ان سے فائدہ بھی پہنچا لیکن نقصان کا اندازہ بہت زیادہ ہے اور اتنا زیادہ جس کی تلافی غیر ممکن ہے۔

احرار اسلام کی مساعی

تقریباً چھبیس ہزار فرزندان ملت اسلامیہ مجاہرہ کشمیر کے سلسلہ میں اسیر و قید ہو چکے ہیں پھر بھی نہ حکومت ہنوز ٹس سے مس ہوئی ہے اور نہ احرار اسلام کے حوصلوں میں پستی کے کوئی آثار نمایاں ہیں جتنے قید ہوتے ہیں ان سے دس گنے شوق قربانی میں آگے نکل آتے ہیں اور جوشش اشتیاق کا سمندر اسی شان کے ساتھ برابر ٹھاٹھیں مارتا بہا چلا جارہا ہے حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کی وساطت سے بورسٹل جیل میں رہنمایان احرار کے ساتھ جو گفت و شنید مصالحت شروع ہوئی تھی اس کی کامیابی اور بار آوری کے متعلق بھی دنیا کو گونہ مایوسی پیدا ہوگئی اب صورت حالات یہ ہے کہ کشمیر آرڈیننس کو مزید چار ماہ کے لئے توسیع دیدی گئی ہے ریاست کشمیر میں مڈلٹن کمیٹی اور گلینسی کمیشن اپنے کام میں مصروف ہیں باقی ہر طرف وہی جبر و جور اور وہی زور و شور نظر آتا ہے گورہ افواج بھی واپس ہوگئیں اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ابھی حکومت کو احرار کے حوصلوں کا مزید امتحان لینا ہے اگر یہ صورت نہ ہوتی اور مسلمانوں کے سوا کسی اور قوم کے اتنے سرفروش زندان فرنگ میں محبوس ہو چکے ہوتے تو حکومت کبھی کی ان کے سامنے سر جھکا چکی ہوتی حکومت تو اپنے وقار کی خاطر جہانتک ممکن ہوتا ہے کھنچی ہی رہتی ہے ریاست کا مفاد بھی اسی میں ہے

کہ مسلمان سر اٹھانے کے قابل نہ رہیں اور ان کی یہ مجاہرہ (خدا ناکردہ) ناکام ہو جائے ہندو دلی نے مسلمانوں کے خلاف جو ایک محاذ قائم کر دیا ہے اور وہ کشمیر کی حمایت میں شب و روز پروپیگنڈا کرتے اور اسلامی ریاستوں کے خلاف انتہائی شورش برپا کرنے کے اعلان کرتے رہتے ہیں اس سے ان دونوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے انہوں نے ایک خاموشی اختیار کر رکھی ہے لیکن ہمارا خیال ہے یہ خاموشی قائم نہ رہے گی اور احرار اسلام کی یہ غیر المناک قربانیاں ضرور رنگ لائینگی اس وقت حکومت کو چاہیئے تھا کہ وہ ریاست کو مجبور کر کے مسلمانوں کے مطالبات منظور کراتی اور کم از کم رعایائے کشمیر کو وہ حقوق تو عطا کرانے کی سعی کرتی جو برطانوی رعایا کو حاصل ہیں کیا لارڈ ولنگڈن اب اس طرف توجہ کرینگے اور مسلمانوں کے منصفانہ مطالبات کو منظور کرانے کی کوشش کرنے کی تکلیف گوارا فرمائینگے۔

جائدادوں کے تحفظ کے لئے ایک اہم تجویز

غلہ کی ارزانی اور عام کساد بازاری نے ملک کی اسّی فی صدی آبادی کو بری طرح مبتلائے مصیبت بنا رکھا ہے اور غریب کسانوں کو پیداوار سے اتنا بھی نہیں ملتا کہ ان کی لاگت ہی نکل آئے ایک طرف تو یہ مصیبت خرمن صبر و قرار کے لئے برق بنی ہوئی تھی دوسری طرف مہاجنی قرضہ نے انھیں پریشان کر رکھا ہے اس کا زمینداروں اور مالکان اراضی پر پڑ رہا ہے جب کاشتکاروں کو خود ہی کچھ حاصل نہ ہوگا تو وہ زمینداروں کو کیا دیں گے ہزاروں زمیندار ایسے ہیں کہ ان کی جائداد کی قیمت نصف اور چوتھائی رہ گئی اور انھوں نے اس سال گھر کے زیورات فروخت کر کے مالگذاریاں ادا کیں اور اگر یہی صورت باقی رہی تو وہ وقت دور نظر نہیں آتا کہ زمیندار اپنی زمینداریوں سے بھی دست بردار ہو جائینگے اور ملک کی مصیبت میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

اس صورت حالات کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ تھا کہ حکومت کسی نہ کسی حد تک معافی کا اعلان تو برابر کر رہی تھی لیکن اس نے مہاجنی قرضہ کی تلافی کی طرف کوئی توجہ مبذول نہ کی تھی جن جائدادوں کی قیمت پہلے چالیس ہزار تھی اور اس پر بیس ہزار قرضہ تھا اس کی قیمت تو پندرہ بیس ہزار رہ گئی مگر قرضہ جوں کا توں رہا اس موقع پر اگر مہاجن چاہیں تو وہ ایک نالش میں انھیں نیلام کرا کے زمینداروں کو روٹیوں کا محتاج کر سکتے ہیں جو کبھی اقتدار و عظمت کے مالک تھے اور جنھوں نے قرضے اس وقت لئے تھے جبکہ جائدادوں کی قیمت بڑھی ہوئی تھی۔

حکومت کا فرض تھا کہ جس نسبت سے جائدادوں کی قیمت کم ہو گئی تھی اسی نسبت سے قرض کے بار کو بھی گھٹانے کی سعی کرتی لیکن ایک عرصہ تک اس ضمن میں کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا ہمارے اب ہمیں یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی ہے کہ صوبہ متحدہ کی کونسل میں مسٹر ...ند نے اسی قسم کی ایک اہم تجویز پیش کر کے منظور کرا لی ہے اور ایک کمیٹی کی اندر عمل میں آگیا ہے اگر حکومت نے ... ہی قانون کی رو سے جائدادوں کا تحفظ کر دیا اور قرضوں کو اسی نسبت سے گھٹا دیا تو اس کا اثر بہت اچھا پڑے گا ہم حکومت سے استدعا کرینگے کہ ساتھ ہی ود تحدید سود کا مسودہ قانون کو بھی کونسل میں پیش کرے اور ان کاشتکاروں کو بھی ساہوکاروں کے چنگل سے بچائے جو زندگی بھر سود کے مصائب میں پھنسے رہتے ہیں اور حکومت کے مالیہ سے زیادہ ہر سال مہاجنوں کو محض سود ادا کرتے ہیں

مسٹر لینسبری کا نعرہ حق

انگلستان پر پیلوں اور ڈائر ہی کا ملک نہیں یہاں تدامت پرست آزادی ہند کے معاند ہی نہیں بستے بلکہ شریف اور انصاف دوست انگریز بھی آباد ہیں۔ اسی انگلستان نے برک اور برائٹ بھی پیدا کئے جن کا نام رہتی دنیا تک یادگار رہے گا اور آج بھی یہاں کی فضا جارج لینسبری جیسے نیک طبیعت انسانوں کی کمی نہیں آپ نے گاندھی جی کی گرفتاری کی خبر سنکر ایک جلسہ میں فرمایا اور بڑے طمطراق کے ساتھ فرمایا کہ:۔

"گاندھی جی کی گرفتاری اور کانگریس کی مجلس عاملہ کو خلاف آئین قرار دینا ایک مصیبت عظمیٰ ہے تشدد اور سخت گیری کی پالیسی ایک مرتبہ ضرور کامیاب ہو سکتی ہے لیکن اس سے دائمی واساسی کامیابی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی اگر برطانیہ اپنی تلوار کو بے نیام کئے بغیر ملک پر حکومت نہیں کر سکتا تو اسے حکومت کرنے کا خیال ہی سرے سے ترک کر دینا چاہئے"

یہ خیالات کتنے صحیح اور کس قدر درست ہیں بادی النظر میں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر جارج لینسبری کے ان الفاظ میں ارض ہند کے باشندوں کی ہمدردی و بہی خواہی کا جذبہ کام کر رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے انگریزوں کی بہی خواہی بھی مقصود ہے وہ جانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ ہندوستان میں چند لاکھ نہیں چند کروڑ نہیں پینتیس کروڑ انسان آباد ہیں اور ان کے مجاہدانہ عزم کی رو کو ارض عالم کی کوئی قوت روک نہیں سکتی جبر و تشدد سے قلوب میں ایک عناد اور ہم تو یہانتک کہنے کو تیار ہیں کہ ایک قسم کا تنفر پیدا ہوتا ہے آپ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان ارتقائی منازل طے کر رہا ہے اور اگر آج نہیں تو کل ملک ضرور آزاد ہو کر رہے گا اگر اس آزادی کے وقت ملک والوں کے دلوں میں کوئی تلخ یاد باقی رہ گئی تو اس سے دونوں کے تعلقات ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جائینگے بخلاف ازیں اگر نرمی و رواداری سے کام لیا گیا تو ہر دو ممالک میں روابط اتحاد قائم رہیں گے اور یہ اتحاد ہندوستان اور انگلستان دونوں کے مفاد کے لئے مفید ہوگا کاش حکومت اپنے ایک مدبر اور سیاست داں کے اس مشورہ پر مہربانی سے غور کرے۔

نام نہاد مسلم کانفرنس کا وفد

نام نہاد آل انڈیا مسلم کانفرنس کی نام نہاد مجلس عاملہ کی طرف سے ایک وفد آزادانہ تحقیقات اور تشویش انگیز حالات سرحد کی اصلاح کی غرض سے عازم پشاور ہوا ہے مقصد یہ ہے کہ یہ وفد باشندگان سرحد کو موجودہ مصائب سے نکال کر نجات و رستگاری کا راستہ دکھائے جس وفد میں مولانا شفیع داؤدی اور ڈاکٹر اقبال شریک ہوں اس کی کامیابی و فائز المرامی میں کسی کافر کو بھی اشتباہ ہو سکتا ہے آخر تو آل انڈیا لیڈر ہیں پوری عمر دعشق بتاں میں گذار کر اب یہ بزرگان قوم اصلاح کی غرض سے راہ نجات دکھانے کی غرض سے مسلمان ہونے چلے ہیں اور بڑے طمطراق کے ساتھ چلے ہیں۔

"راہ نجات" تو کیا دکھلائینگے البتہ آستانہ فرنگ پر جبہ سائی کا سبق ضرور

پڑ جائیں گے اگر آج مولانا کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید نے رخت سفر باندھا ہوتا تو ہم کچھ توقعات بھی وابستہ کر سکتے تھے اور تیرہ و تار افق میں چند سنہری کرنیں بھی نظر آسکتی تھیں ان کی "باطل شکن" زبانوں سے آپ بہت جلد یہ سن لیں گے کہ سرحدیوں کو کانگریسیوں نے بہکا لیا تھا حکومت نے بہتر سمجھا یا یہ نہ مانے اور خدا نخواستہ انہوں تباہ و برباد ہوئے ان کی مشکلات کی ذمہ دار کانگریسی ہیں یا خود ان کی غلط روی۔ لیکن یہ دونوں مرشد نا اگر چلے جاتے تو صاف صاف اور سیدھی باتیں بتاتے اور بلا رد رعایت جو کہنا تھا کہہ جاتے خدا جانے مسلمان کب تک ان گمکردہ راہ "رہنماؤں" اور اس کانفرنس کے جال میں پھنسے رہیں گے حریت وطن اور استقلال ملک کے راستہ میں جو رکاوٹیں پیدا ہوئیں وہ انہی غرضمندوں اور ضالی نوخداؤں کی مجاہدانہ "عزمیت کا ثمرہ" ہے اگر حکومت واقعی مسلمانوں کو مطمئن کرنا اور آزاد تحقیقات کرانا چاہتی ہے تو ان کو سرحد جانے کی اجازت دے جو مسلمانوں کے اعتماد کے حامل ہیں ان کا بھیجنا تو مزید اشتباہات کی تولید تکلیق کا باعث ہوگا۔

ملکی مصنوعات کے خلاف جہاد

اس وقت اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو ہو ہی رہا ہے نہ اس پر ہم تبصرہ کرنا چاہتے ہیں اور نہ کر سکتے ہیں اس لیے کہ حق نگاری اور حق گوئی اس جہاد میں سنگ قبیل جرائم ہے اور ان باتوں کے کہنے کو زبان ترس گئی ہے تاہم چلتے چلاتے ہم ہز ایکسیلینسی لارڈ ولنگڈن سے یہ استفسار ضرور کر لینے ہیں کہ آپ کے گورنروں نے مختلف صوبوں میں تاجروں اور سوداگروں کو دم دلاسے کی جو مہم شروع کی ہے نہ کہاں تک حق بجانب ہے ہم تو ارڈی ننسوں اور ہنگامی قانون کی تفصیلات کے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ سب کچھ سول نافرمانی کی تحریک کو روکنے اور بے آئینی کے جذبے کو دبانے کے لئے معرض عمل میں آرہا ہے اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ملکی صنعت و حرفت کے فروغ کو محدود بنایا جائے اور خود ذمہ دار حکام بیرونی تجارت اور بیرونی مال کے کاروبار کی تقویت کا ذریعہ بنیں۔

اس وقت خوف و دہشت کا زمانہ ہے اور دار و گیر کا بازار گرم ہے۔ کس نے انھیں یہ اجازت دی ہے کہ وہ اس زہریلی فضا سے ناجائز استفادہ کریں اور تاجروں سے کہیں کہ آپ شوق سے بیرونی آرڈر دیں باہر سے مال منگائیں اور گزشتہ دور میں جو لوگ ملکی کپڑا پہننے کے خوگر ہو چکے ہیں انھیں پھر بیرونی اسی راستہ پر ڈالیں جو ملک کے افلاس کو بڑھانے اور ملک کی صنعت کو تباہ کرنے والا ہے ہندوستان کے خزانہ سے تنخواہیں پانے والے کس آئین کی رو سے ملک کی تجارت و منفعت کی بربادی کی تدبیریں کر رہے ہیں اور وہ کیوں از خود جا بجا تاجروں کو بلا کر ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں بیرونی مال کی تجارت کی فروغ ہندوستان ہی کے لئے نہیں ہر ملک کے لئے تباہکن ہے یہ زمانہ تو نا ندہ اور لفع کا زمانہ ہے تاجر لوگ ہنگامی نفع کے لئے پولیس کی حمایت اور حکومت کی سرپرستی کے زعم میں ملکی مصنوعات کے فروغ کے بجائے بیرونجات کے مال کو منگانے اور ترقی دینے پر آمادہ ہو جائیں گے لیکن اس جوش کے بعد سکون کے زمانہ میں ان تاجروں کا نام تاریخ حریت ملک میں کس فہرست کے اندر لکھا جائے گا اور یہ گورنر اپنے اس فعل و عمل کی کیا توجیہ کریں گے۔

(✦)

اعجاز نما حمائل

جس کے ایک صفحہ کا نمونہ اسی پرچہ کے ابتدائی صفحہ ۶ پر ہے سب سے زیادہ مقبول حمائل ہے۔ ہاتھوں ہاتھ بک رہی اگر آپ نے ابتک نہ منگائی ہو تو ایک جلد ضرور منگا لیجئے۔

۲۵۔ شعبان کو پریس سے آئی تھی اس لیے بہت سے بھائیوں کے خطوط کی تعمیل نہ ہو سکی اس کی ضخامت گیارہ سو ۱۱۰۰ صفحہ ہے۔ ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظر ثانی شدہ ہے۔ کاغذ نہایت اعلیٰ چکنا گلیز ہے گویا ۱۳۵۱ھ کے تمام قرآنوں سے اچھا کاغذ ہے خاشدہ ہے۔ جلد مجلد کامل چرمی۔ جزبندی معہ شیرازہ ہے اور تفسیر کا اندازہ تو نمونہ سے کر لیجئے کس قدر بلند پایہ اور مفصل ہے۔

اتنی سستی، اتنی اچھی، اتنی مفسر اتنی دیدہ زیب اس وقت اور کوئی حمائل ہندوستان بھر میں نہیں ہے ہدیہ مجلد چرمی کامل اعلیٰ صرف عہ محصولڈاک ۱۲ ر کل ہے پانچ جلدیں لعہ دس جلدیں ۲۲ تقطیع مولوی کے نصف صفحہ کے برابر ہے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بے اولاد حضرات بارہ آنے کے ٹکٹ بھیجکر ہم سے دوا منگا لیں اور حلفیہ تحریر ساتھ بھیجیں کہ اولاد ہونے پر مبلغ پانچ روپے ادا کریں گے | مینیجر امدادیہ دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۱۴۳۔ دہلی

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(بسلسلۂ گذشتہ)

سجدہ تلاوت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کلام مجید کی کوئی ایسی آیت پڑھی جاتی ہے جسکو سن کر اور پڑھکر سجدہ کرنا لازم ہو اور مسلمان اس کو سنکر اور پڑھکر سجدہ کرتا ہے تو شیطان اپنے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور بصد افسوس یہ کہتا ہے کہ ہائے میری بدبختی میں یہ دیکھتا ہوں کہ ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اور وہ نہایت اطاعت شعاری کے ساتھ اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا اس لئے میرے لئے دوزخ ہے۔

اور امام شیخ عبدہ اپنی کتاب "الفضیلۃ الصادقہ" میں سجدۂ تلاوت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

سجدہ خواہ کسی قسم کا ہو لیکن اظہارِ عبودیت کا آخری درجہ ہے یہ وہ مقام ہے جبکہ انسان اپنی روح اور اپنے دل سے اور اپنی تمام قوتوں اور اپنے تمام جذبات اور اپنی تمام خواہشوں کے ساتھ حق سبحانہ وتعالیٰ کے آگے جھک جاتا ہے اور وہ سر جسے اُس نے بلند کیا اس کی ہر مخلوق کے آگے بلند ہو کر اسی کے حضور میں جھکایا جاتا ہے زیادہ عام فہم انداز میں یوں سمجھئے کہ اگر کسی عاجز بندہ نے سجدہ کیا تو گویا وہ اپنے رب کے حضور میں اپنی عاجزی ظاہر کر رہا ہے اور اس کی عظمت و جلالت تسلیم کر رہا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ اس انداز میں کیسی شان عبودیت ہے جس وقت بندہ کا سر بسجود ہوتا ہے تو حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ اے بندے تیرا یہ انداز ہمیں پسند ہے۔ مجھے عارف کامل جنید بغدادی کا واقعہ یاد ہے کہ جب اُن سے کسی نے پوچھا کہ نماز میں سجدے کے شرائط کیا ہیں تو فرمایا کہ تمہارے لئے تو یہ کہ پیشانی اور ناک زمین سے مس ہو جائے اور ہمارے لئے یہ کہ جب ایک بار سجدہ میں سر گر جائے تو پھر دوبارہ زمین سے نہ اٹھے۔ اللہ اکبر کس قدر عبودیت کا اظہار ہے۔

میں جہاں تک سجدہ کی حقیقت پر غور کرتا ہوں میرے نزدیک اظہار اطاعت کا یہ بہترین درجہ ہے اور میں صداقت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اسلام کے معنی اطاعت حق کے سوا اور کچھ نہیں ہیں اسلام کا زبانی دعویٰ ہیچ اور بے قدر ہے جب تک عمل سے اطاعت ثابت نہ ہو میں اسلام کا دعویٰ کرنے والوں سے کہتا ہوں کہ اگر حقیقت میں تمہارا دعویٰ صحیح ہے تو اس کا عملی ثبوت دینا چاہیئے اور وہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہر کام میں حق تعالیٰ کی رضامندی کو سامنے رکھا جائے اگر ہمارے طرز عمل سے یہ بات ثابت نہیں ہے تو ہمیں یقین کرنا چاہیئے کہ ہمارا دعویٰ بے حقیقت ہے اور ہم اس دعویٰ کے ساتھ کامیاب نہیں ہو سکتے میں اس مضمون کے پڑھنے والوں سے کہتا ہوں کہ جب تم اپنی پیشانی کو زمین پر جھکا دیتے جب سجدہ کرو تو سجدہ کی حقیقت کو ذہن نشین کر لو کہ یہی کامیابی کا راز ہے ؎

جبہ سائی کے سوا سجدہ سے کیا ہو پائے گا
بے ریا ہو گا تو مقبول خدا ہو جائے گا

سجدے کی آیتیں

سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں اور وہ یہ ہیں، سورہ اعراف کی آخری آیت:-
اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ

اور سورہ رعد کی یہ آیت:- وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۝

اور سورہ نحل کی یہ آیت وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ۔

اور سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا۝ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۝ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا۝

اور سورہ مریم کی یہ آیت اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا۝

اور سورہ حج کی یہ آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ۝ وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ۝ وَمَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ۔

اور سورہ فرقان کی یہ آیت وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَھُمْ نُفُوْرًا۝

اور سورہ نمل کی آیت اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ۝ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

اور سورہ الم تنزیل کی یہ آیت اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِھَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ

اور سورہ ص کی یہ آیت فَاسْتَغْفَرَ رَبَّہٗ وَخَرَّ رَاکِعًا وَّاَنَابَ۝ فَغَفَرْنَا لَہٗ ذٰلِکَ وَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ۝

اور سورہ حٰم السجدہ کی یہ آیت وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّھَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۝ فَاِنِ اسْتَکْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ یُسَبِّحُوْنَ لَہٗ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَھُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ۝

اور سورہ نجم کی یہ آیت فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا۝

اور سورہ انشقاق کی یہ آیت فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ۔

اور سورہ اقراء کی یہ آیت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یہ چودہ آیتیں ہیں جن کو پڑھنے اور سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ قرأت اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے۔

اور سجدے کی آیت سنکر اور پڑھکر ہر حال میں سجدہ واجب ہو جاتا ہے خواہ قصداً سُنے یا بلا قصد اور سجدہ واجب ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ پوری آیت پڑھی جائے بلکہ وہ صرف وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ موجود ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملاکر پڑھنا کافی ہے اور اگر کسی نے اتنی آواز سے آیت پڑھی کہ سننے میں کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی مگر شور و غل کی وجہ سے یا بہرے ہونے کی وجہ سے آواز نہیں آئی اور کسی دوسرے آدمی نے یہ کہا کہ یہ سجدہ کی آیت ہے تو سجدہ واجب ہو گیا اور اگر محض ہونٹ ہلے اور آواز پیدا نہیں ہوئی تو سجدہ واجب نہیں ہوا اور اگر کسی قاری نے سجدے کی آیت پڑھی لیکن کسی دوسرے نے نہیں سنی تو سجدہ واجب نہیں ہوا۔ . . . .

. . . . اور اگر امام نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا تو مقتدی کو بھی سجدہ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ امام کی متابعت ضروری ہے اگرچہ صاف طور پر سجدہ کی آیت سنی ہو۔

اور جو شخص نماز میں نہیں ہے اس نے اگر سجدہ کی آیت پڑھی اور ایک شخص جو نماز پڑھ رہا ہے اُس نے بھی آواز سنی تو سجدہ واجب ہو گیا اسے چاہیئے کہ نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کرے اور اگر اس نے نماز ہی میں سجدہ کر لیا تو وہ کافی نہ ہوگا نماز کے بعد اُسے پھر کرنا ہوگا مگر نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر اس نے تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کیا اور اتباع کا بھی ارادہ کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اور جو شخص نماز میں نہیں تھا وہ سجدہ کی آیت پڑھکر نماز میں شامل ہو گیا تو اس پر سے سجدہ ساقط ہو گیا اور اگر کسی نے رکوع یا سجود میں سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ واجب ہو گیا اور اسی رکوع یا سجود سے ادا بھی ہو گیا اور اگر تشہد میں سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ واجب ہو گیا اُسے سجدہ کرنا چاہیئے۔ اور سجدہ کی آیت پڑھنے والے پر اس وقت سجدہ واجب ہوتا ہے جبکہ وہ نماز کا اہل ہو اور اگر وہ اہل نہیں ہے تو اُس پر سجدہ بھی واجب نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کافر یا مجنون یا نابالغ یا حیض و نفاس والی عورت نے سجدہ کی آیت پڑھی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہے اور اگر مسلمان عاقل اہل نماز نے اُن سے آیت سنی تو ان پر سجدہ واجب ہو گیا اور اگر بے وضو شخص یا جس پر غسل واجب ہے اس نے پڑھی یا سنی تو اُس پر سجدہ واجب ہے وضو یا غسل کے بعد سجدہ کرنا چاہیئے

اور اگر کسی عورت نے نماز میں سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا تھا کہ حیض جاری ہو گیا تو اب اُس پر سے سجدہ ساقط ہو گیا یعنی اب اسے سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر کسی نے فارسی یا اُردو یا انگریزی یا کسی اور لسان میں سجدے کی آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا۔ اور اگر کوئی شخص کسی زبان سے واقف نہیں تھا اور وہ نہیں سمجھ سکا کہ یہ سجدے کی آیت کا ترجمہ پڑھا گیا ہے تو اس پر سجدہ واجب نہیں اور اگر کسی نے اسے بتا دیا کہ یہ سجدہ کی آیت کا ترجمہ ہے تو اُس پر سجدہ واجب ہو گیا۔

اور اگر کسی طالبعلم نے سجدہ کی آیت کے ہجے کئے تو ہجے کرنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اور اگر کسی پرندے کو آیت یاد کرا دی جائے تو اس کے پڑھنے سے بھی سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی شخص سجدہ کی آیت پڑھنے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہو گیا اور پھر مسلمان ہوا تو اُس پر سجدہ واجب نہیں رہا اور سجدہ کی آیت لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اور سجدۂ تلاوت کے لئے سوائے تکبیر تحریمہ کے باقی وہ تمام شرطیں لازمی ہیں جو نماز کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً طہارت قبلہ کی طرف منہ ہونا اور نیت کرنا وغیرہ۔

اور سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے اور کم سے کم تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور پہلے اور پیچھے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا آگے اور سننے والے اس کے پیچھے صف باندھکر سجدہ کریں اور یہ بھی مستحب ہے کہ سامعین قاری سے پہلے سر نہ اٹھائیں اور اگر کسی نے اس کے خلاف کیا مثلاً قاری کی متابعت نہیں کی اور اپنی جگہ پر سجدہ کر لیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بہر حال سجدہ ادا ہو گیا اور اگر کسی شخص نے بیٹھکر سجدہ کر لیا یعنی قیام نہیں کیا اور اللہ اکبر بھی نہیں کہا اور سبحان ربی الاعلیٰ بھی نہیں پڑھا تب بھی سجدہ ہو جائے گا مگر ایسا کرنا نہیں چاہیئے کیونکہ یہ طریقہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف ہے۔ اور اگر کوئی شخص تنہا سجدہ کرے تو سنت یہ ہے کہ تکبیر اتنی آواز سے کہے کہ خود سن لے اور دوسرے بھی سن سکیں اور اگر تکبیر آہستہ سے کہی تب بھی سجدہ ہو جائے گا۔

اور اگر کسی شخص نے نماز سے باہر سجدے کی آیت پڑھی تو فوراً سجدہ کرنا واجب نہیں کچھ دیر کے بعد بھی سجدہ کر سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ فوراً سجدہ کر لے تاکہ بھول نہ جائے اور اگر وضو نہ ہو یا کوئی ضروری کام درپیش ہو یا غسل کی حاجت ہو یا کوئی سبب ہو تو کسی دوسرے وقت سجدہ کرے۔

اور اگر سجدے کی آیت سننے کے بعد کوئی شخص فی الفور سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے کو اور سننے والے کو یہ کہہ لینا مستحب ہے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

اور اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی تو اس نماز میں اس کا سجدہ واجب ہے بیرون نماز نہیں ہو سکتا اور اگر قصداً نہیں کیا تو وہ شخص گنہگار ہوا اسے توبہ کرنی چاہیئے بشرطیکہ سجدہ کی آیت کے بعد فوراً رکوع و سجود نہ کیا ہو اور اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا اور وہ نماز فاسد ہو گئی تو بیرون نماز سجدہ کر لے۔

اور اگر سجدہ کی آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کر لیا تو اگرچہ سجدہ تلاوت کی نیت نہ کی ہو لیکن سجدہ ہو گیا اور اگر سجدہ کی آیت بیچ سورت میں ہو تو افضل یہ ہے کہ اسے پڑھکر سجدہ کرے اور اگر سجدہ پر سورت ختم ہے اور آیت سجدہ پڑھکر سجدہ کیا تو سجدہ سے اٹھنے کے بعد دوسری سورت کی کچھ آیتیں پڑھکر رکوع کرے اور اگر بغیر پڑھے ہوئے رکوع کیا تب بھی جائز ہے کوئی حرج نہیں۔

اور اگر سجدہ کی آیت کے بعد سورت کے ختم ہونے میں دو تین آیتیں باقی ہیں تو چاہے فوراً رکوع کرے یا سورت ختم کرنے کے بعد کرے دونوں طرح جائز ہے اور اگر تلاوت کے بعد امام رکوع میں گیا اور سجدہ کی نیت کر لی مگر مقتدیوں نے نہیں کی تو ان کا سجدہ ادا نہیں ہوا لہٰذا امام جب سلام پھیرے تو مقتدی سجدہ کرکے قعدہ کریں اور سلام پھیر لیں اور اس قعدہ میں تشہد واجب ہے اور اگر قعدہ

نہیں کیا تو نماز فاسد ہو گئی لیکن یہ واضح رہے کہ یہ حکم جہری نماز کے متعلق ہے سری نماز میں چونکہ مقتدی کو علم نہیں ہوتا لہذا وہ معذور ہے۔ اور اگر امام نے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی تو اسی سجدۂ نماز سے مقتدیوں کا بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا اگرچہ نیت نہ ہو لہذا امام کو چاہیے کہ رکوع میں سجدے کی نیت نہ کرے کیونکہ اگر مقتدیوں نے نیت نہیں کی تو ان کا سجدہ ادا نہیں ہوگا۔

اور اگر جہری نماز میں امام نے سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کرنا بہتر ہوگا اور سری نماز میں رکوع کرنا مناسب ہے۔ تاکہ مقتدیوں کو غلط فہمی نہ ہو۔

اور اگر امام نے سجدۂ تلاوت کیا اور مقتدیوں کو رکوع کا گمان ہوا اور وہ رکوع میں گئے تو رکوع توڑ کر سجدہ کریں اور جس نے رکوع کیا اور ایک سجدہ کیا تب بھی کوئی حرج نہیں اور اگر رکوع کے بعد دو سجدے کئے تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اسے از سر نو نماز پڑھنی چاہیے۔

اور اگر کوئی مصلی سجدہ تلاوت بھول گیا اور رکوع یا سجدہ یا قعدے میں آ کے یاد آیا تو بہتر یہ ہے کہ فوراً سجدہ کرلے اور وہ جس رکن میں تھا اس کی طرف عود کرے مثلاً اگر وہ رکوع میں تھا تو سجدہ کرنے کے بعد پھر رکوع کرے اور اسی طرح دوسرے ارکان میں بھی کرنا چاہیے اور اگر رکن کا اعادہ نہیں کیا تب بھی نماز ہو گئی مگر بہتر یہ ہے کہ رکن کا اعادہ کر لیا جائے۔

اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں سجدہ کی آیت کئی دفعہ پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اگرچہ اس مجلس میں کئی آدمیوں سے اس آیت کو سنا ہو۔

اور اگر پڑھنے والے نے کئی مجلسوں میں ایک آیت بار بار پڑھی اور سننے والے کی مجلس نہ بدلی تو پڑھنے والا جتنی مجلسوں میں پڑھے گا اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر صرف ایک سجدہ واجب ہے اور سننے والے پر اتنے سجدے واجب ہیں جتنی مجلسوں میں انہوں نے سجدہ کی آیت کو سنا۔

اور اگر کسی شخص نے مجلس میں آیت پڑھی یا سنی اور سجدہ کر لیا اور پھر اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی یا سنی تو وہی پہلا سجدہ کافی ہے۔

اور اگر ایک مجلس میں چند بار آیت پڑھی یا سنی اور آخر میں اتنی ہی دفعہ سجدے کرنا چاہے تو یہ خلاف مستحب ہے بہتر صورت یہ ہے کہ صرف ایک دفعہ سجدہ کرے۔

مجلس کس طرح بدلتی ہے

اس سے پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں سجدہ کی آیت کو کئی دفعہ پڑھا یا سنا تو اس پر ایک سجدۂ تلاوت واجب ہوگا اور اگر پڑھنے والے نے کئی مجلسوں میں بار بار ایک آیت کو پڑھا اور سننے والے کی مجلس نہ بدلی تو پڑھنے والا جتنی مجلسوں میں پڑھے گا اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر صرف ایک سجدہ واجب ہوگا اور اگر پڑھنے والا ایک مجلس میں بار بار پڑھتا رہا اور سننے والے کی مجلس بدلتی رہی تو پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہوگا اور سننے والے پر کئی سجدے واجب ہوں گے اب ذرا اس بات کو بھی سمجھ لیجئے کہ مجلس کس طرح بدلتی ہے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دو لقمہ کھا لے، یا ایک دو گھونٹ پینے یا کھڑے ہونے یا ایک دو قدم چلنے یا سلام کا جواب دینے یا بات چیت کرنے یا مکان کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں چلے جانے سے مجلس نہیں بدلتی بلکہ اہم تغیر کی ضرورت ہے۔ مثلاً ایک شاہی محل ہے اس کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں چلے جانے سے مجلس بدل جائیگی اور اگر معمولی مکان ہے تو اس حرکت سے مجلس نہیں بدلے گی۔ اور اگر معمولی مکان ہے تو اس حرکت سے مجلس نہیں بدلے گی اور اگر کوئی شخص کشتی میں سفر کر رہا ہے اور کشتی چل رہی ہے تو مجلس نہیں بدلے گی (میرے خیال میں ریل کے متعلق بھی یہی حکم ہونا چاہیے مؤلف)

اور اگر کوئی شخص جانور پر سوار ہے اور وہ چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے اور تین لقمے کھانے اور تین گھونٹ پینے اور تین کلمے بولنے اور تین قدم میدان میں چلنے اور کچھ خرید و فروخت کرنے اور کچھ دیر لیٹ کر سو جانے سے مجلس بدل جائے گی اور اگر کوئی شخص سواری پر نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی دوسرا آدمی اس کے ساتھ چل رہا ہے یا وہ بھی سواری پر ہے مگر نماز میں مشغول نہیں ہے تو ایسی حالت میں اگر سجدے کی آیت بار بار پڑھی تو اس سے پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہے اور ساتھ چلنے والے پر اتنے سجدے واجب ہیں جتنی دفعہ اس نے سجدہ کی آیت کو سنا۔ اور کسی مجلس میں دیر تک بیٹھے اور تسبیح و تقدیس اور درس و تدریس اور وعظ و تلقین میں مشغول ہونے سے مجلس نہیں بدلتی ہاں اس عرصہ میں اگر کوئی دنیا کا کام کیا مثلاً کوئی شخص کپڑا سینے میں مشغول ہو گیا تو مجلس بدل گئی۔

اسی طرح اگر کوئی عورت کچھ دیر تک تسبیح و تقدیس میں مشغول رہی اور پھر اس نے اپنے بچے کو دودھ پلایا تو مجلس بدل گئی۔ اور اگر کسی شخص نے نماز سے باہر سجدے کی آیت تلاوت کی اور سجدہ کرنے کے بعد پھر نماز شروع کی اور نماز میں پھر وہی آیت پڑھی تو اس کے لئے دوبارہ سجدہ کرنا چاہیے۔ اور اگر پہلے سجدہ نہیں کیا تھا تو یہ سجدہ اس کا بھی قائم مقام ہو گیا بشرطیکہ آیت پڑھنے اور نماز کے درمیان کوئی اجنبی فعل حائل نہ ہو اور اگر پہلے بھی سجدہ نہیں کیا تھا اور اب بھی نہیں کیا یعنی نماز میں بھی سجدہ تلاوت نہیں کیا تو اب دونوں ساقط ہو گئے جس نے کوتاہی کی وہ گنہگار رہے گا اور اسے توبہ کرنی چاہیے۔ اور اگر کسی شخص نے ایک رکعت میں بار بار سجدہ کی آیت پڑھی تو اس کے لئے ایک ہی سجدہ کافی ہے خواہ کئی دفعہ پڑھ کر سجدہ کیا یا صرف ایک دفعہ پڑھ کر سجدہ کیا۔ اور اگر کسی شخص نے ایک نماز کی تمام رکعتوں میں یہ آیت پڑھی تو سب کے لئے ایک سجدہ کافی ہے۔ اور اگر کسی شخص نے نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور سلام پھیرنے کے بعد اسی مجلس میں پھر وہ آیت پڑھی گئی تو اگر کلام نہیں کیا تھا تو وہی نماز والا اس کا قائم مقام ہے اور اگر کلام کر لیا تھا تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہیے اور اگر نماز میں سجدہ نہیں کیا تھا اور سلام پھیرنے کے بعد پھر وہی آیت پڑھی تو اندرون نماز کا سجدہ ساقط ہو گیا یعنی صرف ایک سجدہ کرنا چاہیے اور اگر کسی مجلس میں سجدہ کی چند آیتیں پڑھی گئیں تو اتنے ہی سجدے کرنے چاہئیں ایک سجدہ کافی نہیں۔ اور جو اشخاص یہ کہتے ہیں کہ جب سجدہ سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنی روح اور اپنے دل اور اپنی تمام قوتوں اور اپنے تمام جذبات اور اپنی تمام خواہشوں کے ساتھ حق سبحانہ و تعالیٰ کے حضور میں جھک جائے اور اتنا جھک جائے کہ بے اختیار زمین پر گر پڑے اور اپنی بلند پیشانی کو خاک پر رکھ دے تو یہ مقصد صرف ایک سجدے سے بھی پورا ہو جاتا ہے بار بار سربسجود ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص اپنے رب کا سچا وفادار اور اطاعت شعار ہے اور جو غفلت اور سرکشی سے کنارہ کش ہو چکا ہے اور جس نے اپنے رب کے حضور میں عہد واثق کر لیا ہے کہ وہ اس کی مرضیات کے خلاف قدم نہیں اٹھائیگا اور وہ حقیقت میں اپنی روح اور اپنے دل اور اپنی طاقتوں اور اپنے جذبات اور تمام خواہشوں کے ساتھ حق سبحانہ و تعالیٰ کا پرستار ہے وہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ بار بار سربسجود ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

معارف القرآن

بسلسلہ گذشتہ

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ
وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۚ
فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا
وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ
أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ
غَفُورًا رَحِيمًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ
قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا
أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ
مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ
مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً
وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ
وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝

(ترجمہ) برابر نہیں ہو سکتے جہاد سے بیٹھ رہنے والے مسلمان جو غیر معذور ہیں اور وہ مسلمان جو اللہ کی راہ میں اپنی مال و جان سے کوشش کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے مال و جان سے کوشش کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر مرتبہ میں فضیلت دی ہے اور سب سے خدا نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے مگر جہاد کرنے والوں کے ثواب عظیم میں بیٹھ رہنے والوں سے بہت زیادہ کیا ہے اپنی طرف سے بہت سے درجات اور بخشش و رحمت عطا کی ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے وہ لوگ کہ جن کی فرشتے ایسی حالت میں جان نکالتے ہیں کہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے فرشتے کہتے ہیں تم کس حالت میں تھے . . . . . یہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس زمین پر مغلوب تھے فرشتے کہتے ہیں کیا خدا کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں کسی طرف کو ہجرت کر جاتے لہذا ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے ہاں جو مرد اور عورت بچے واقع میں مغلوب ہیں کوئی تدبیر نہیں کر سکتے اور نہ کوئی راستہ جانتے ہیں ایسے لوگوں کو امید ہے کہ خدا معاف کرنے اور خدا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

تحقیقات لفظیہ غیر اولی الضرر۔ القاعدون کی صفت یا اس سے بدل ہے اور ضرر سے مراد کوئی عذر جسمانی ہے۔ الحسنیٰ صفت ہے موصوف محذوف ہے یعنی المثوبۃ الحسنیٰ مراد جنت ہے۔ مستضعفین سے مراد صاحب الجواہر نے عاجزین لی ہے اور اکثر تفاسیر میں معذورین کے معنے بیان کئے ہیں۔

تفسیر نقلی شروع میں جب آیت لا یستوی القاعدون نازل ہوئی تو غیر اولی الضرر کا لفظ نہ تھا یہ آیت سنکر حضرت ابن ام مکتوم نابینا رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور میری آنکھیں ہوتیں تو میں بھی جہاد کر کے بلند درجے حاصل کرتا اسی وقت "غیر اولی الضرر" نازل ہوئی اور ابن ام مکتوم کو بوجہ معذوری مستثنیٰ کیا گیا۔

ان الذین توفاھم الملائکۃ الخ یہ آیت قیس بن فاکہہ بن مغیرہ اور قیس بن ولید بن مغیرہ وغیرہ کے بارہ میں نازل ہوئی واقعہ یہ ہوا کہ جب حضور نے مدینہ کو ہجرت کی تو بہت سے مسلمانوں نے جن میں یہ دو قیس بھی تھے ہجرت نہ کی اور باوجودیکہ ہجرت کرنے کی ان میں استطاعت اور قدرت تھی مگر کفار کے خوف سے مکہ ہی میں رہ پڑے جب جنگ بدر ہوئی تو کفار نے تعداد لشکر بڑھانے کے لئے ان کو بھی ساتھ لیا چونکہ ان کا ایمان مخفی تھا اس لئے مجبوراً ساتھ جانا پڑا اور نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے تیروں سے ہلاک ہوئے مسلمانوں کو معلوم ہوا تو بہت رنج ہوا اور توبہ و استغفار کرنے لگے لیکن بروایت مسلم و بخاری چونکہ فتح مکہ سے پہلے ہر مسلمان پر ہجرت فرض تھی فتح مکہ کے بعد حضور نے اعلان فرمایا تھا کہ اب ہجرت کی ضرورت نہیں صرف جہاد و نیت جہاد کافی ہے اس لئے ان مقتولین کا اسلام مقبول نہ ہوا اور آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

مقصود بیان۔ ان آیات میں چند احکام بیان فرمائے ہیں۔

(۱) ترک جہاد پر وعید اور مجاہدین کے لئے وعدے (۲) ضعیف و مغلوب مسلمانوں کو اعداء کے ہاتھوں سے رہائی دلانے کی ترغیب (۳) بزدلی، جبن اور جہاد مالی و جانی کرنے والوں کی مذمت (۴) موت سے انسانوں کا فطری خوف (۵) اگر مسلمانوں کو اعداء کے ممالک میں کوئی یار و مددگار نہ ملے اور کسی طرح کلمہ خلاصی ممکن نہ ہو تو ترک وطن کا حکم وغیرہ۔

وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا
وَسَعَةً ۚ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ
ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا
رَحِيمًا

(ترجمہ) اور جو شخص راہِ خدا میں ترک وطن کرے گا اس کو زمین میں بہت جگہ اور کشائش مل جائے گی اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اسکو موت آ جائے (اور منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے) تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو چکا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

تفسیر نقلی۔ حضرت جندب بن ضمرہ نے جب پہلی آیت سنی اور ہجرت نہ کرنے والوں کے متعلق وعید سخت کا ان کو علم ہوا تو اپنے اہل و عیال کو بلا کر کہا کہ میں اگرچہ بیمار ناتوان ہوں مریض ہوں کمزور ہوں تاہم راستہ سے واقف ہوں اور مختلف تدبیر اور حیلے میرے پیش نظر ہیں اس لئے ان مشرکین کی زمین میں میں آج رات

تک بھی رہنا پسند نہیں کرتا مبادا مجھکو موت آجائے اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤں مجھکو ابھی پلنگ پر لٹا کر مدینہ پہنچا دو۔ بیٹوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور بیمار باپ کو پلنگ پر ڈال کر مدینہ لیچلے جب منزل تنعیم میں پہنچے تو فرشتہ اجل آپہنچا حضرت جندب نے بحالت نزع میں ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا الٰہی یہ تیرا شہر ہے اور یہ تیرے رسول کا میں ان تمام امور پر تیری بیعت کرتا ہوں جن پر تیرے رسول نے بیعت کی ہے اس کے بعد روح جنت کو سدہاری اور یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت ابن العیس خزاعی کے بارہ میں نازل ہوئی۔

مقصود بیان۔ ان آیات سے نتائج ذیل مستنبط ہوتے ہیں:۔

ـ۱ ہجرت فی سبیل اللہ کی ترغیب ـ۲ مہاجر کو مایوس نہ ہونا چاہیئے اس کو بہت آسائش اور راحت بخش مقامات ملیں گے ـ۳ اگر مہاجر کو ترک وطن کے بعد کہیں راستہ میں موت آجائے اور منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے تب بھی اس کی مغفرت ضرور ہوگی اور جنت اس کے لئے یقینی ہے

تحقیقات لفظیہ۔ مراغم کے معنی مٹی ہیں۔ رغم سے مشتق ہو مراد مقام انتقال اور دار ہجرت ہے سعۃ سے مراد وسعت رزق اور وسعت اظہار دین ہے وقع بمعنی وجب وثبت ہے یعنی اس کا ثواب محقق ہوگیا۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا

مِنَ الصَّلٰوةِ

(ترجمہ) اگر تم ملک میں سفر کرو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ نماز میں کسی قدر حصہ کم کردو۔"

تحقیقات لفظیہ۔ ضربتم بمعنی سافرتم ہے یعنی جب تم زمین پر چلنا شروع کرو۔ "لیس علیکم جناح" ایک شبہ کے ازالہ کے لئے بیان کیا گیا ہے شبہ یہ ہوسکتا تھا کہ حالت سفر میں نماز قصر کرنے سے ثواب میں کچھ کمی ہو جائے تو فرمادیا گیا کہ قصر میں نہ کوئی گناہ ہے نہ کوئی حرج۔

تفسیر نقلی۔ ایک مرتبہ بنی نجار نے چند لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تجارت وغیرہ کے لئے سفر کرنے کا اتفاق ہم کو اکثر ہوتا ہے اس حالت میں ہم کو کس طرح نماز پڑھنی چاہیئے اس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی اور قصر کا حکم ہوا۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک رباعی نمازوں (ظہر۔ عصر۔ عشا) میں قصر ضروری ہے امام صاحب کے مسلک کی تائید حضرت عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ کے اقوال سے ہوتی ہے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مسافر کی نماز دو رکعتیں ہیں اور یہ نماز بالکل مکمل ہے رسول اللہ کا یہی فرمان ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ شروع شروع میں نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں سفر میں وہی رہی اور حالت اقامت میں زیادہ کردیگئیں۔

قصر نماز میں علماء کے اقوال ـ۱ حضرت ابن عباسؓ ابن عمرؓ جابر بن عبد اللہ سدیؓ ابوحنیفہ رح کے نزدیک صلوٰۃ مسافر دو رکعتیں بالکل مکمل ہیں اس میں رکوع وسجود کی تخفیف ہے چار پڑھنی جائز نہیں ـ۲ مجاہدؒ طاؤسؒ۔ شافعی رح اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک مسافر کی نماز یعنی دو رکعتیں جائز ہیں مگر غیر مکمل اولیٰ تکمیل ہے ـ۳ ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے نزدیک ہر سفر میں قصر جائز ہے خواہ سفر مباح ہو اور سفر طاعت ہو جس طرح کہ طلب علم طلب رزق حلال یا حج کے لئے سفر ہو یا سفر معصیت ہو جیسا کہ شراب خواری قمار بازی اور مسلمانوں میں باہم فساد انگیزی کے لئے سفر ہو ـ۴ شافعی مالک اور احمد بن حنبل کے نزدیک سفر طاعت میں قصر جائز ہے سفر معصیت میں نہیں۔

سفر قصر کی کیا مقدار ہونی چاہیئے ـ۱ داؤد انطاکی اور تمام اہل ظاہر کہتے ہیں کہ قصر ہر چھوٹے بڑے سفر میں ہونا چاہیئے ـ۲ اوزاعی کہتے ہیں کہ قصر کے لئے کم از کم ایک روز کی راہ ہونی چاہیئے ـ۳ حسن اور زہری کے نزدیک کم از کم دو روز کی مسافت ہونی چاہیئے یعنی ۴۸ میل اور ہر میل چھ ہزار گز اور ہر گز ۲۴ انگل متوسط ـ۵ ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ تین روز کم مسافت میں قصر نہیں۔

مقصود بیان مسلمانوں کے لئے سفر کی حالت میں عبادت ضروریہ کے اجزاء میں تخفیف کردی گئی تاکہ حالت سفر میں تکلیف اٹھانی نہ پڑے اور ہر طرح کی سہولت کے ساتھ اپنا کاروبار کرسکیں۔

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا
لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ
فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا
سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ
يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ
وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ
عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى
مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ
فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا
مَّوْقُوْتًا ۝

(ترجمہ) اگر تم کو ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائینگے کافر یقیناً تمہارے کھلے دشمن ہیں اور جب (اے محمد) تم ان میں موجود ہو اور ان کو نماز پڑھاؤ تو ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ کھڑی ہو جائے اور اپنے ہتھیار لئے رہے جب سجدہ کرچکیں تو یہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں اور وہ دوسری جماعت آجائے جس نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی ہے اب یہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں اور اپنے بچاؤ اور ہتھیاروں کو لئے رہیں کافر چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور ساز و سامان سے غافل ہو جاؤ تو یکبارگی تم پر ٹوٹ پڑیں اور اگر بارش کی وجہ سے تم کو کچھ تکلیف ہو یا تم لوگ مریض ہو تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے ہتھیار اتار دو اور اپنا بچاؤ کا موقعہ) ـ ۲ رہو خدا وند تعالیٰ نے

کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب نماز پوری کر چکو تو پھر کھڑے بیٹھے اور لیٹے خدا کی یاد کرو اور جب تمہاری خاطر جمع ہو جائے تو باقاعدہ پوری نماز پڑھو کیونکہ نماز مسلمانوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے۔

تحقیقات لفظیہ۔ حِذر۔ بچاؤ یعنی اپنے بچاؤ کو پیش رکھو فاقیموا الصلوٰۃ یعنی نماز باقاعدہ ادا کرو صلوٰۃ خوف نہ پڑھو۔ اگر سفر کی حالت باقی رہے تو باقاعدہ قصر کے ساتھ ادا کرو اور سفر باقی نہ رہے تو پوری نماز پڑھو۔

تفسیر نقلی۔ ان خفتم سے آخر آیات تک گذشتہ آیت قصر سے ایک سال بعد نازل ہوئی شان یہ ہے کہ آیت قصر سے ایک سال بعد حضور کو جہاد پر جانے کا اتفاق ہوا اور میدان جنگ میں حضور نے ظہر کی نماز پڑھائی اتنے وقت تک جنگ نہ ہوئی اس جنگ میں مشرکین کے حاکم خالد ابن ولید تھے مشرک کہنے لگے افسوس آج موقع ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا اگر نماز کی حالت میں حملہ کر دیتے تو مسلمان کو بالکل نیست و نابود کر دیتے دوسروں نے کہا کہ خیر کیا حرج ہے دوسری نماز کا وقت بھی قریب ہے دیکھا جائیگا اسی وقت حملہ کریں گے اتنے میں صلوٰۃ خوف کے متعلق مذکورہ آیات نازل ہوئیں اور کفار کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے صلوٰۃ خوف کی مختلف صورتیں ہیں۔

نمبر۱ حضور اکرم نے موضع ذات الرقاع میں صلوٰۃ خوف اس طرح پڑھی کہ پہلے ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھا دی پھر خاموش کھڑے رہے جب یہ لوگ اپنی بقیہ رکعت علیحدہ علیحدہ پڑھکے چلے گئے اور دوسری جماعت آئی تو اس جماعت کو ایک رکعت پڑھا دی لیکن سلام پھیرنے سے قبل بیٹھے رہے جب یہ جماعت بقیہ رکعت پڑھکر فارغ ہوئی تو اس کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

نمبر۲ موضع بطن النخل میں حضور اکرم صلعم نے ہر جماعت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ پوری نماز قصر پڑھی گویا حضور نے ایک وقت میں دو مرتبہ نماز پڑھی۔

نمبر۳ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کی یہ صورت ہونی چاہیئے کہ امام ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھا دے اور یہ جماعت بغیر تکمیل کے دشمن کے مقابل جا کر کھڑی ہو جائے اور دوسری جماعت آجائے امام اس کو بھی ایک رکعت پڑھا دے اور یہ جماعت چلی جائے اس کے بعد پہلی جماعت واپس آجائے اور نماز کو بغیر قرات کے کمل کر کے چلی جائے پھر دوسری جماعت واپس آئے اور نماز مع قرات کے کمل کرے۔

صلوٰۃ خوف میں علمار کا باہم اختلاف

امام ابو یوسفؒ حسنؒ اور زیادؒ کے نزدیک صلوٰۃ خوف صرف نبی کریم صلعم کے ساتھ مخصوص تھی کسی دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں ہوئی۔ مزنیؒ کا قول ہے کہ جائز تو اوروں کے لئے بھی تھی لیکن اجازت منسوخ ہوگئی۔ حضرت علیؓ و حضرت ابو موسیٰ حضرت حذیفہ وغیرہم نے صلوٰۃ خوف پہلی بار لیلۃ الہریر (جنگ جمل) میں ادا کی پھر دوسری بار جنگ طبرستان میں اور دیگر صحابی بھی موجود تھے لیکن کسی نے مخالفت نہ کی لہذا اجازت ثابت ہوئی امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔

چونکہ مفسرہ بالا آیات میں جہاد کا خصوصی ذکر آیا ہے لہذا ہم جہاد کے متعلق کسی قدر تفصیلی بحث کرنی چاہتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ حکم جہاد میں کیا کیا مصالح پوشیدہ ہیں اور اس سے کیا کیا نتایج حاصل ہوئے اور کن کن مواقع پر کن کن وجوہات کے باعث جہاد کا حکم ہوا۔

جمال قرآن

نظام عالم اور نظام انسانی

خداوند تعالیٰ نے تمام عالم اور موجودات عالم کو تقریباً ایک جیسا اور بہت سے احوال و صفات میں ایک دوسرے کے مشابہ اور باہم شریک پیدا کیا ہے دیکھو پتھر اینٹ ڈیلا اور دیگر جمادات میں جب تک رطوبت اور نرمی نہو اس وقت تک کسی شکل اور کسی ہیئت کو قبول کرنے کی ان میں استعداد و صلاحیت نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ جس قدر نرم اور سیال چیزیں ہیں ان میں ہر طرح کی شکل پذیری کی زیادہ قابلیت ہے اور ہر طرح کی شکل کو یہ آسانی سے قبول کرلیتی ہیں پانی ہوا وغیرہ اسی قسم کی سیال چیزیں جو بہت جلد مختلف اشکال میں تبدیل ہوسکتی ہیں لیکن چونکہ ان میں گرمی اور خشکی نہیں ہوتی اس لیے بہت جلد کسی شکل کو قبول کرکے اس کو چھوڑ بھی دیتی ہیں لیکن پتھر اینٹ وغیرہ پر جب آفتاب کی چمکتی ہوئی شعاعیں پڑتی ہیں یا آگ کی حرارت ان کو پہنچتی ہے تو ان کی رطوبت اور نمی خشک ہو جاتی ہے اور ان کی شکل خاص خواہ مثلث ہو مربع ہو گول ہو لمبوتری ہو جیسی بھی ہو اپنی موجودہ ہیئت پر باقی رہ جاتی ہے معلوم ہوا کہ موجودات عالم رطوبت کی وجہ سے کسی شکل کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور خشکی کی وجہ سے اس شکل کو باقی رکھتے ہیں اب اس سے ذرا آگے بڑھکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ تمام حیوانات میں ایک شہوانی قوت ہے جس کی وجہ سے حیوانات غذا کی طلب اور اپنے ہمجنس مادہ کی جستجو کرتے ہیں اور یہ صرف اس لئے کہ شخص حیوان یا نوع حیوان باقی رہے اور بالکل فنا نہ ہو جائے اس کے علاوہ تمام حیوانات میں ایک اور قوت غضبی بھی ہے جس کی وجہ سے حیوانات اپنے دشمن کو تمام قوت شجاعت کے ساتھ دفع کرکے اپنی ہستی کو برقرار رکھ سکتے ہیں اس سے ذرا اور اونچی نظر کرکے دیکھیں تو حضرت انسان کا بھی یہی حال معلوم ہوتا ہے نفوس انسانیہ میں محبت اور رقت و رحمت کا مادہ مدفون ہے اگر یہ مادہ نہو تو غذا اور صنف ضعیف کی جستجو کیوں ہو اور بقاء شخص و نسل کس طرح ہو پھر ان کے اندر قوت غضبی بھی ہے تاکہ اس کے ذریعہ دشمنوں کو دفع کیا جاسکے اور انسانی ہستی فنا ہونے سے محفوظ رہ سکے معلوم ہوا کہ جس طرح تمام اجسام میں رطوبت کی وجہ سے مختلف شکلیں پیدا ہونے کی قابلیت ہوتی ہے اسی طرح حیوان و انسان میں قوت شہوانی کی وجہ سے بقاء شخصی اور نوعی کا سرمایہ بہم پہنچتا ہے اسی وجہ سے انسان کھانا کھاتا اور پیتا ہے اور بدن کے تحلیل شدہ اجزا کا بدل پیدا کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے نسل انسانی بڑھتی رہتی ہے اور نوع انسان دنیا میں قائم رہتی ہے اور جس طرح جمادات میں خشکی کی وجہ سے مختلف شکلیں باقی رہتی ہیں اور کسی ارضی و سماوی آفت سے ان کی موجودہ صورت آسانی کے ساتھ متغیر نہیں ہوجاتی اسی طرح حیوان و انسان میں قوت غضبی کی وجہ سے مختلف دشمنوں سے حفاظت اور بچاؤ ہوتا ہے اور زندہ اجسام ضرورت کے وقت اپنی شجاعت سے کام لیکر دشمن کو دفع کر سکتے ہیں لیکن اگرچہ حیوان و انسان اس قوت غضبی کے اعتبار سے باہم مشابہ ہیں پھر بھی دشمنوں کے دفع کرنے کے اسباب و ذرائع ہر ایک کے دوسرے سے مختلف ہیں حیوانات کے سینگ پنجے ناخن لمبے دانت سونڈ سخت بدن ہر کانٹے وغیرہ وغیرہ طرح طرح کے اسباب دفع ہوتے ہیں اور یہی قوت غضبی کے ہتھیار ہیں اور انسانوں نے دشمن کو فنا کرنے کے لئے ہوائی جہاز اسٹیمر بم گولا توپ بندوق زہریلے گیس تری و خشکی کی مسلح فوج وغیرہ

اسباب فراہم کیے۔

اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں کے اندر بھی فطرتاً مادۂ شجاعت مدفون ہے اور ہر انسان کو قوت دفاع کا ایک ضروری حصہ ملا ہے جس کو ہر شخص موقع بموقع جائز و ناجائز طور پر استعمال کرتا ہے اور دنیا میں اپنی ہستی برقرار رکھنی چاہتا ہے اقوام عالم نے اس مادہ کو کس نظر سے دیکھا اور اپنی زندگی و بقا کا اس کو کس قدر اہم جز سمجھا ہے اس کے سمجھنے کے لئے مختلف ممالک اقوام اور اشخاص کے حالات پڑھو دیکھو وحشی سوڈانی اقوام میں رواج تھا کہ جب کوئی شخص کسی لڑکی سے عقد کرنے کا خواستگار ہوتا اور لڑکی کے والدین کو پیام بھیجتا تو لڑکی کے والدین اور سرپرست لڑکے کو بلاتے تھے اور علی الاعلان لوگوں کے سامنے ہاتھ پاؤں باندھکر اس قدر مارتے تھے کہ اس کے بدن سے خون بہتا اور جب وہ انتہائی تکلیف کے باوجود اُف نہ کرتا تو پھر اس کے ساتھ عقد کر دیا جاتا تھا۔ اہل اسپارٹا کے ہاں تربیت اولاد کا یہ طریقہ تھا کہ روزانہ لڑکوں کو کوڑے سے پیٹا جاتا تھا اور رفتہ رفتہ ایک ایک کوڑا بڑھایا جاتا تاکہ لڑکے خوب مضبوط ہو جائیں جو لڑکا زیادہ ضرب سوط برداشت کرسکتا وہ زیادہ بہادر اور نامور خیال کیا جاتا تھا ناراستہ یورپ میں بہت زمانہ تک یہ قانون نافذ رہا کہ بستر پر دم دینا یا اپنی موت سے مرنا جرم ہے جنگ میں مارا جانا ضروری ہے اگر کسی حاکم امیر یا قومی پیشوا کو جنگی شہادت کا موقع نہ ملتا اور وہ لب دم ہوتا تو کشتی میں رکھکر اس کو آگ لگا دیتے تھے اور پھر دریا میں ڈبو دیتے تھے

عیسائی مذہب کو دیکھئے کہ چونکہ ان کی مذہبی تعلیم فطری حفاظت خود اختیاری کے خلاف تھی۔ اور وہ مجبور کہ اس کی خلاف ورزی کریں اس لئے انہوں نے مذہبی ہدایات کو پس پشت ڈالدیا اور اس کے برخلاف اپنی ہستی باقی رکھنے اور دنیا کو فنا کرنے کے لئے کیسے کیسے آلات حرب و ضرب ایجاد کئے بہرحال انسانی قوت دفاع کے مختلف ذرائع اور طریقے ہیں یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم فارابی کی کتاب "آراء اہل المدینۃ الفاضلۃ" کا کسی قدر اقتباس درج کریں تاکہ موضوع کی کافی توضیح ہو سکے فارابی کہتا ہے کہ بقاء تمدن کے لئے بہترین تمدن پسند انسانوں کی چھ رائیں ہیں:۔

(۱) ایک فرقہ کہتا ہے کہ ہم اپنی شہوانی اور بہیمی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے جبراً دنیا پر غلبہ حاصل کرینگے اور زبردستی ان پر چھا جائینگے۔

(۲) دوسرا گروہ قائل ہے کہ ہم اپنی عزت نفس اور عظمت و وقار قائم رکھنے کے لئے دنیا کو تہ و بالا کر ڈالیں گے اور تمام لوگوں پر جبراً قبضہ حاصل کرینگے۔

(۳) تیسری جماعت کہتی ہے کہ ہم عزت نفس کی بقا اور شہوانی خواہشات کا حصول چاہتے ہیں اس لئے ہم ان دونوں اغراض کے لئے دنیا کو زبردستی مسخر و مغلوب کرینگے۔

(۴) چوتھا فرقہ کہتا ہے کہ ہم کسی پر جبر و غلبہ کرنا نہیں چاہتے ہاں جو کوئی ہم سے لڑے گا ہم بھی لڑیں گے جو ہمیں مارے گا ہم بھی اس کو ماریں گے اپنا بچاؤ کرنے کے لئے مختلف ذرائع اختیار کرینگے جنگ کرینگے عورتوں کی تجارت کریں گے اور ان کے مردوں کو مار کر بھگا دیں گے یہ فرقہ صلح پسند تمدن والا کہلاتا ہے۔

(۵) پانچواں گروہ قائل ہے کہ ہم لوگوں کو غلام بنائینگے تاکہ دوسری آئندہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں اور زندہ رہ سکیں۔

(۶) چھٹا فرقہ کہتا ہے ہم دنیا سے معاہدے کریں گے اور معاہدے کر کے ایک قوم کو دوسری سے لڑا دیں اور اس طرح ان کی طاقت صرف کرا کے خود محفوظ رہیں گے۔

اب ذرا اس پر غور کیجئے کہ قرآن نے حفاظت شخصی حفاظت وطن حفاظت مذہب اور عزت نفس کی بقا کے لئے کیا پیرایہ اختیار کیا اور کس قسم کی جنگ کی اجازت دی اس مقصد کے لئے ذیل کا مقالہ پڑھیئے۔

عزت نفس مذہب اور وطن کی حفاظت کے متعلق قرآنی تعلیم

(۱) کمزوری کی حالت میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں جس طرح ہجرت سے پہلے قیام مکہ کے زمانہ میں حضورؐ نے کیا۔

(۲) لڑنے والوں سے لڑو اور جان و مال اور وطن پر حملہ کرنے والوں کو مار بھگاؤ جس طرح حضورؐ غزوۂ بدر و احد وغیرہ میں کیا اہل مکہ نے مسلمانوں کو وطن سے نکالا ذلیل کیا طرح طرح کی تکلیفیں دیں تین سال آب و دانہ بند کر رکھا مجبوراً مسلمانوں نے وطن اور عزت کے لئے ہتھیار اٹھائے اور جنگ بدر واقع ہوئی پھر کفار نے مسلمانوں کے وطن ثانی یعنی مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی اور مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہا حضورؐ نے لوگوں سے مشورہ کیا ایک گروہ نے مدینہ میں رہکر دشمنوں کو دفع کرنے کی صلاح دی دوسرے گروہ نے مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کا مشورہ دیا مؤخر الذکر فرقہ کی رائے پسند کی گئی اور جنگ احد واقع ہوئی۔

(۳) مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو مار ڈالو اس کی ہم اس کی کسی قدر توضیح کرنی چاہتے ہیں۔

درحقیقت یہ درس مساوات ہے اس سے مدعا یہ ہے کہ کمزور اقوام طاقتور انسانوں کے دوش بدوش کھڑی ہو سکیں خدا نے فرما دیا ہے سب انسان برابر ہیں کسی کو کسی پر بغیر پرہیزگاری کے فضیلت نہیں خلقکم من نفس واحدۃ گویا غرض یہ ہے کہ پست اقوام ترقی کرکے قوی طبقہ کے برابر آ جائیں اسلام کہتا ہے کہ مشرکین کو مارو ان سے لڑو تاکہ دنیا میں صلح امن عام اور مساوات پیدا ہو جائے جاہل عالم بن جائیں مفلس مالداروں کے ہم پلہ ہو جائیں فضیلت قومی مٹ جائے صرف پرہیزگاری اور تقوی کی فضیلت باقی رہے قرآن کہتا ہے کہ حقوق انسانی غصب کرنے والوں کو ملیامیٹ کر دو تاکہ وحشی مہذب بن جائیں کم عزت طبقہ کو ایسی عزت حاصل ہو جائے کہ ان کے اسلاف نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہو یہی مطلب جنگ کے موقع پر گرفتار کرکے پھر آزاد کرکے تعلیم دلوانے کا ہے دیکھو کس قدر غلام صرف علم و اتقا و تدبر و دانش کی وجہ سے سرداران اسلام ہوئے کون نہیں جانتا کہ حضرت اسامہ بن زید کو حضورؐ نے سردار لشکر بنایا حضرت ابوبکرؓ نے بھی انکو باقی رکھا بڑے بڑے نامور سرداران عرب ان کی کمان کے نیچے رہے کیا اسامہ غلام نہ تھے کیا یہ درس مساوات نہیں کافور اخشیدی مدت تک احرار مصر پر حکومت کرتا رہا غلاموں کی حکومت مصر پر مدتوں ہی اکثاری جماعت نے برسوں تک شریف ترکوں کو زیر نگین رکھا کیا سبکتگین التتمش اور قطب الدین ایبک غلام نہ تھے جن کا نام نامی اب تک مسلمان عظمت کے ساتھ لیتے ہیں غلاموں کی سلطنت ہندوستان میں کتنے زمانہ تک رہی اور مسلمانوں نے بخوشی کتنی مدت تک ان کو اپنا تاجدار تسلیم کیا وغیرہ مختصر یہ ہے کہ درس قتال صرف اسلئے ہے کہ جاہل کو عالم ذلیل کو با عزت اور ناداروں کو دولتمند بنا دیا جائے مشرکوں نے جو امتیاز قومی اور مالی قائم کر رکھا ہے اس کے قصر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے اور تمام دنیا میں مساوات ہو جائے مومن کو قتل کرنے کی دوامی سزا جہنم کیوں مقرر ہوئی خواہ غلام حبشی ہو یا سید السادات اس حکم میں مومن برابر کیوں ہوئے اس لئے کہ مومن کا قتل فطری اور قرآنی تعلیم کے خلاف ہے قتال تو ان لوگوں کے لئے ہے جو مساوات انسانی کے دشمن ہیں اور فطرت کے برخلاف امتیازی حیثیت قائم رکھنا چاہتے ہیں حبشی مومن فطری تعلیم کا دلدادہ ہے پھر اس کا قتل کس طرح جائز ہو سکتا ہے اور مشرکین کے قتل کے عدم جواز کی کیا دلیل ہو بہرحال یہ درس مساوات ہے اور توازن نوعی کا ایک اہم ستون ہے۔

صحیح بخاری اردو

نوشتہ حضرت مولانا سید حامد بخاری دہلوی
(بسلسلہ گذشتہ)

۴۰۹۔ باب - جہاں اونٹ بندھتے ہوں وہاں نماز پڑھنی ناجائز نہیں ہے

(حضرت) نافع سے مروی ہے کہ میں نے (حضرت عبداللہ) ابن عمرؓ کو اپنے اونٹ کی طرف (رخ کرکے) نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا قول ہے کہ میں نے (جناب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (بھی) اس طرح (نماز) ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۴۱۰۔ باب جو شخص نماز ایسی صورت میں پڑھے کہ اس کے (منہ کے) سامنے تنور یا آگ یا کوئی ایسی چیز ہو کہ جسے پوجا جاتا ہے (جیسے پیپل بت وغیرہ) لیکن (ان چیزوں کو) اس (نمازی) نے (اپنا معبود و مسجود نہ سمجھا ہو یا ذریعہ عنایت ایزدی انہیں خیال کرکے ان کی طرف منہ نہ کیا ہو بلکہ اپنی اس نماز) سے (صرف) اللہ عزوجل کی خوشنودی کا قصد کیا ہو اور نہ اشیاء اتفاقیہ طور پر یا مجبوراً اس کے سامنے واقع ہوگئی ہوں تو اس کی نماز ادا ہو جائے گی فاسد نہ ہوگی۔

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ (جناب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے (عین حالت نماز میں (دوزخ کی) آگ لائی گئی۔

۴۱۱۔ (حضرت) عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ (ایک بار) سورج گہن میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز (خسوف) پڑھی (جب آپ نماز پڑھ چکے تو) پھر آپؐ نے فرمایا مجھے (اس نماز میں دوزخ کی) دہکتی ہوئی آگ دکھائی گئی میں نے ایسا ہولناک منظر جیسا آج دیکھا کبھی نہیں دیکھا۔

۴۱۲۔ باب - مقابر میں نماز کی کراہیت۔

(حضرت) ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ (جناب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنی نماز میں سے کچھ (نوافل و سنن) اپنے گھروں میں بھی پڑھو اور انھیں قبریں نہ بناؤ۔

۴۱۳۔ باب مقامات خسف و عذاب میں (یعنی جہاں کسی چیز کو بحکم الٰہی دھنسا یا گیا ہو یا کوئی اور عذاب نازل ہوا ہو وہاں نماز (مکروہ ہے یا نہیں)

بیان کیا جاتا ہے کہ (امیر المومنین حضرت مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ) نے خسف (شہر) بابل میں (جہاں نمرود پر عذاب آیا تھا اور اس کی بنائی ہوئی عمارت کو دھنسا یا گیا تھا) نماز (پڑھنے) کو مکروہ (اور ناجائز) سمجھا۔

(حضرت) عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جن (لوگوں) کو عذاب دیا گیا ہے ان (کی بستیوں) پر نہ جاؤ لیکن ایسی حالت میں اگر جاؤ تو مضائقہ نہیں (جبکہ تم (وہاں جاکر خدا کے عذاب) سے ڈرتے اور ان کی عبرتناک بربادی پر) آنسو بہاؤ۔

اور اگر تم (اپنے قلب میں درشتی محسوس کرو کہ ان کے اندوہناک انجام سے متاثر نہ ہو اور وہاں جاکر خدا کے خوف سے ترساں اور لرزاں اور گریاں نہ ہو تو ان کی بستیوں پر نہ جاؤ تاکہ جو دکھ) انہیں پہنچ چکا ہے نہ تمہیں نہ پہنچے (اور تم بھی ان کی طرح مستحق عذاب و عقاب نہ قرار پاؤ)

۴۱۴۔ باب - گرجا میں نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں

(حضرت) عمر (فاروق رضی) نے (ایک موقع پر نصرانیوں سے) فرمایا ہم تمہارے گرجاؤں میں ان مورتوں کی وجہ سے داخل نہیں ہوتے جن میں صورتیں (بنی ہوئی) ہوتی ہیں۔

(حضرت) ابن عباسؓ گرجا میں نماز پڑھتے تھے لیکن اس گرجا میں نہیں جس میں مورتیں (بنی ہوئی) ہوتی تھیں۔

(حضرت) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ (حضرت) ام سلمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس گرجا کا تذکرہ کیا جو آپ نے زمین حبشہ میں دیکھا تھا (اور) جسے ماریہ کہا جاتا تھا اور ان تصویروں کا بھی آنحضرتؐ سے ذکر کیا جو آپ نے اس گرجا میں دیکھی تھیں اس پر خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (نصرانی) وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی بندہ نیک یا مرد نیک مرجاتا ہے تو یہ اس کی قبر پر ایک سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں اور اس میں (اپنے) ان (اہل) نیک کی صورتوں کو (بطریق بت) بنا (کر لگا) دیتے ہیں (دراصل) یہ لوگ (اپنے ان کرتوں کے باعث) اللہ کے نزدیک بدترین خلائق ہیں۔

۴۱۵۔ باب (تتمہ باب سابق)

(حضرت) عائشہ (صدیقہؓ) اور (حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (ساعت آخر یعنی موت) نازل کی گئی تو آپ اپنی چادر (اپنے چہرۂ (اقدس) پر) ڈالتے جاتے تھے اور جب اس سے (گرمی وغیرہ کی) تکلیف محسوس فرماتے تھے تو اسے اپنے چہرہ سے ہٹا لیتے تھے اور (اسی حالت کرب) میں آپ فرماتے تھے کہ یہود و نصاریٰ پر خدا کی پھٹکار ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا (یعنی آپ (اس حالت میں بھی) یہود و نصاریٰ کے کرتوتوں سے ڈراتے تھے (اور) صحیح وحدت پرستی کی تبلیغ فرما رہے تھے۔

۴۱۶۔ (حضرت) ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہود کو خدا غارت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا (اور خالق کی پرستش کو چھوڑ کر مخلوق کی پوجا کرنے لگے۔

۴۱۷۔ باب - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ زمین کو میرے لئے قابل سجدہ اور سبب (حصول) طہارت کر دیا گیا۔

جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل انبیاء میں سے ایک کو بھی نہیں دی گئیں مجھے ایک مہینہ کی مسافت پر (محض) رعب کی وجہ سے (فتح و) نصرت ملی اور میرے لئے (ہر پاک جگہ کی) زمین کو قابل سجدہ اور

اور سبب (حصول) طہارت (یعنی لائق تیمم) کر دیا گیا۔

۴۱۷ (ب) اور (یہ اختیار دیدیا گیا کہ) میری امت کے ہر شخص کو (جس سرزمین پر) نماز کا وقت آجائے وہ (وہیں) نماز پڑھ لے بشرطیکہ وہ زمین ناپاک نہ ہو اور مورتیوں اور تصویروں سے مبرا ہو اور میرے واسطے اموال غنیمت حلال کر دئیے گئے اور (مجھ سے پہلے) نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا لیکن میں (بلاتخصیص مذہب و ملت، تمام روئے زمین کے) انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں میری تبلیغ و تعلیم ہر فرد جن و بشر کے لئے عام ہے) اور مجھے (منصب) شفاعت دیا گیا ہے (یعنی میدان محشر میں گنہگاروں کی سفارش کے لئے صرف مجھے مخصوص کیا گیا ہے)

۴۱۸۔ باب۔ مسجد میں عورت کا سونا (ناجائز نہیں ہے)

(حضرت) عائشہ (صدیقہ) سے مروی ہے کہ عرب کے ایک قبیلہ کی ایک سیاہ فام لونڈی تھی ان لوگوں نے اسے آزاد کر دیا تھا اس پر بھی وہ انھیں کے ہمراہ (رہتی) تھی اس نے کہا (ایک بار میرے اثنائے بود و باش میں) ان لوگوں کی ایک لڑکی تالاب پر نہانے کی غرض سے اپنے گھر سے نکلی اُس پر (یعنی اس کے گلے میں) سرخ تسموں (فیتوں) کا ایک (قیمتی) ہار تھا۔ اس (لونڈی) نے کہا (نہ معلوم) اس (ہار) کو لڑکی نے (کہیں) رکھ دیا یا وہ اس سے گر پڑا بہرحال اس (ہار) کے پاس سے ایک چیل گذری ہار (جو زمین پر) پڑا ہوا تھا وہ (چیل) اسے گوشت (کا لوتھڑا) سمجھی اور اس نے اُسے اچک لیا۔ اس (لونڈی) نے کہا (لڑکی نے اپنے گھر والوں سے (جا کر کہا) انہوں نے اسے بہتیرا ڈھونڈا لیکن وہ انہوں نے نہ پایا۔ اس (لونڈی) نے کہا اس پر انہوں نے اس (ہار کی چوری) کا چرچا مجھ پر لگایا اور میری تلاشی لینے لگے حتیٰ کہ انہوں نے میری شرمگاہ بھی ٹٹولی۔ اس (لونڈی) نے بیان کیا خدا کی قسم میں ان کے ساتھ (پریشان) کھڑی تھی کہ اچانک وہ چیل گذری اور وہ (ہار) اس نے ڈال دیا۔ اس (لونڈی) نے کہا وہ (ہار) ان کے بیچ میں آ گرا لونڈی کا بیان ہے پھر میں نے (ان لوگوں سے) کہا تم نے اسی (ہار) کا مجھ پر چرچا اٹھایا تھا۔ تم نے گمان کیا تھا کہ (ہار) میں نے چرا لیا، حالانکہ میں اس (گمان بد) سے پاک ہوں اور وہ (ہار) یہ ہے (اور تمہاری نظروں کے سامنے چیل نے پھینکا ہے)۔ اس نے بیان کیا کہ پھر (اس نے ان کے ہاں کی بود و باش چھوڑ دی اور) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور مسلمان ہو گئی۔

(حضرت) عائشہ (صدیقہؓ) کہتی ہیں پھر اس کے (رہنے کے) لئے مسجد میں ایک خیمہ یا حجرہ (مخصوص کر دیا گیا) تھا (حضرت) صدیقہؓ نے فرمایا وہ میرے پاس آتی تھی اور باتیں کیا کرتی تھی (حضرت صدیقہؓ نے) فرمایا وہ جب کبھی میرے پاس (آ کر) بیٹھی اس نے (یہ شعر ضرور) پڑھا۔ اور ہار کا دن ہمارے پروردگار کے عجائبات (قدرت) میں سے ہے۔ سنو (بہنو!) اسی دن نے مجھے شہر کفر سے نجات بخشی ہے (حضرت) عائشہؓ نے فرمایا (ایک دفعہ) میں نے اس سے پوچھا کیا بات ہے جب کبھی تم میرے پاس بیٹھتی ہو تو یہ (شعر) ضرور پڑھتی ہو (حضرت صدیقہؓ نے) فرمایا اس پر اس نے مجھے (اپنا) یہ قصہ سنایا تھا۔

۴۱۹ باب۔ مسجد میں مردوں کا سونا (بھی جائز ہے):۔

(حضرت) انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ (قبیلہ) عکل کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور یہ (آنے والے) اصحاب صفہ میں سے تھے اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقراء تھے (جو مسجد میں رہتے تھے)

۴۲۰۔ (حضرت) نافع فرماتے ہیں کہ (حضرت) عبداللہ بن عمرؓ نے مجھے بتایا کہ میں مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سویا کرتا تھا حالانکہ میں ایک غیر شادی شدہ نوجوان تھا میری بیوی نہ تھی۔

۴۲۱۔ (حضرت) سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دفعہ اپنی بیٹی حضرت) فاطمہؓ کے گھر میں آئے تو (آپ کے شوہر حضرت مولیٰ) علیؓ کو (حسب معمول) گھر میں نہ پایا اس پر آنحضرتؐ نے (دریافت) فرمایا (فاطمہؓ) تمہارے چچا کے بیٹے کہاں (گئے) ہیں (حضرت فاطمہؓ نے) عرض کیا میرے ان کے مابین (آج) کچھ بات ہو گئی جس پر وہ مجھ سے ناراض ہو گئے اور (گھر سے) نکل گئے اور میرے پاس قیلولہ (ہی) نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا دیکھو وہ (یعنی حضرت علیؓ) کہاں ہیں۔ وہ (مسجد) میں گیا اور دیکھ کر آیا اور کہا یا رسول اللہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) گئے اور (حضرت مولیٰ) علی لیٹے ہوئے تھے ان کے پہلو سے ان کی چادر ہٹ گئی تھی اور ان کے مٹی لگ گئی تھی یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن (کے بدن) سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے ابو تراب اٹھو (اٹھو!) ابو تراب:۔

۴۲۲۔ (حضرت) ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں بخدا میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر آدمی دیکھے ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس چادر ہو جس کے ساتھ عام طور سے تہبند بھی ہوتا ہے تاکہ بالائی حصہ جسم کے لئے چادر کافی ہو اور زیرین حصہ جسم کے ڈھکنے کے لئے تہبند کام آئے ان میں سے ہر ایک کے پاس) یا تو ایک تہبند تھا یا ایک کمل کہ جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے تھے۔ ان (دونوں کپڑوں) میں کوئی کپڑا نصف پنڈلیوں تک پہنچتا تھا اور کوئی ٹخنوں تک پہنچتا تھا اور وہ (یعنی ان میں کا ہر شخص اس کپڑے کو) اپنے ہاتھ سے سمیٹے رہتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں ستر پر (کسی کی) نظر نہ پڑ جائے:۔

۴۲۳ باب۔ جب سفر سے کوئی واپس آئے تو نماز (پڑھ کر گھر جائے) کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے تھے تو (گھر جانے سے) پہلے مسجد میں تشریف لاتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔

جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ سفر سے واپس آنے کے بعد) میں سیدھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ اس وقت (مسجد میں تھے (راوی حدیث مسعر) کہتے ہیں مجھے خیال ہوتا ہے کہ جابر بن عبداللہ نے (اپنی حاضری کا وقت) وقت (چاشت) بیان کیا تھا غرض (آنحضرتؐ نے مجھے دیکھ کر) فرمایا کہ دو رکعتیں (نماز کی) پڑھ لو اور میرا کچھ روپیہ آپ پر قرض تھا اُسے آپ نے مجھے ادا کر دیا اور (احسان سے از راہ عنایت) مجھے (کچھ روپیہ) زائد دیا۔

۴۲۴۔ باب جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ (مسجد میں) بیٹھنے سے قبل دو رکعتیں پڑھے!۔

ابو قتادہ سلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (مسلمانو!) جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ (مسجد میں) بیٹھنے سے قبل دو رکعتیں پڑھ لے۔

۴۲۵۔ باب۔ مسجد میں بے وضو ہونا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

کہ یا رب! ملائکہ تم (مسلمانوں) میں سے ہر شخص کے لئے دعا مانگتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے اس مصلے پر (رہتا) ہے جس پر کہ اس نے نماز پڑھی ہے تا آنکہ وہ بے وضو ہو (اور) ملائکہ دعا مانگتے (وقت) کہتے ہیں کہ خدایا اس شخص کے گناہ معاف کر دے خدایا اس پر رحم کر۔

۴۲۶ - باب - مسجد (نبویؐ) کی تعمیر (کا ذکر) ابو سعید فرماتے ہیں کہ (ابتدا میں) مسجد (نبویؐ) کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی۔

(حضرت) عمرؓ نے مسجد (نبویؐ) کی تعمیر کا (ایک معمار کو) حکم دیا اور اس سے فرمایا تو لوگوں کو بارش سے محفوظ رکھ اور سرخ و زرد رنگ کرنے سے پرہیز کر تا کہ لوگوں کو (عبادت سے ہٹا کر عبادتگاہ کے آراستہ کرنے کے) فتنہ میں نہ ڈالے (حضرت) انسؓ فرماتے ہیں کہ (مسجد میں رنگ کرنے کی ممانعت حضرت عمرؓ نے اس لئے کی کہ) لوگ اس (آراستگی) پر فخر کرنے لگیں گے (اور اسی کو کافی سمجھیں گے) پھر اسے (اللہ کے ذکر و شغل سے) بہت کم آباد کریں گے۔

(حضرت) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ (ایک زمانہ میں مسلمانو!) تم (اپنی) مساجد کو (ایسا ہی آراستہ کرو گے جیسا کہ یہود و نصاریٰ (اپنے معبد) کو آراستہ کرتے ہیں (اور نری آراستگی کو کافی سمجھو گے یاد الٰہی اور فرائض خداوندی کی ادائیگی کا اتنا خیال نہیں نہ رہے گا)

(حضرت) عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ مسجد نبویؐ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے اس میں (حضرت) ابوبکرؓ نے کوئی اضافہ نہیں کیا اور (اور اس میں کچھ) مرمت کی لیکن اپنے عہد خلافت میں حضرت عمرؓ نے اس کے طول و عرض) میں اضافہ کیا اور (باقی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے زمانہ کی عمارت کے مطابق کچی اینٹوں (سے اس کی دیواریں) اور کھجور کی شاخوں سے (اس کی چھت) تعمیر کی اور اس کے ستون (بھی) پھر لکڑیوں کے لگائے (لیکن) بعد میں (حضرت) عثمانؓ نے (اپنے دور میں) اسے (بالکل) بدل دیا اور اس میں بہت سی ترمیم کر دی اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے کی بنائیں اور چھت ساگوان (کی لکڑی) سے پاٹی۔

۴۲۷ - باب تعمیر مسجد میں (مسلمانوں کا) باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا اور اللہ عزوجل کا (یہ) ارشاد کہ مساجد اللہ کی تعمیر مشرکوں کے لئے نفع بخش نہیں ہے (بلکہ یہ مسلمانوں کا کام ہے)

عکرمہ فرماتے ہیں کہ (حضرت) ابن عباسؓ نے مجھ سے اور اپنے بیٹے (یعنی) علی سے ایک روز کہا تم دونوں ابو سعید خدری کے پاس جاؤ اور ان کی کوئی حدیث سنو چنانچہ ہم گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ ایک باغ میں ہیں (اور) اسے ٹھیک کر رہے ہیں پھر جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو (اپنی چادر لی اور اسے) اوڑھ کر بیٹھ گئے پھر ہمیں حدیث سنانے لگے یہاں تک کہ مسجد (نبویؐ) کی تعمیر کے بیان پر (جب) آئے تو فرمایا (مسجد نبویؐ کی تعمیر کے وقت) ہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتے تھے اور عمار دو دو اینٹیں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا اور (از راہ شفقت) ان پر سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے عمار (بن یاسر) پر (مجھے) افسوس ہے کہ (ایک زمانہ میں) انھیں ایک باغی جماعت قتل کر دیگی[1] حالانکہ یہ اسے جنت (کے کام) کی دعوت دیں گے اور وہ انھیں دوزخ (کے کام) کی طرف بلائیگی (یہ سنکر حضرت) عمار نے کہا خداوندا! میں (دنیا کے ہر قسم کے) فتنوں سے (محفوظ رہنے کے لئے تجھ سے) پناہ مانگتا ہوں۔

[1] جنگ صفین میں حضورؐ کی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری اتری حضرت عمار حضرت علی کی طرف سے لڑتے

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خبرمت سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالہ ایسا جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جاتے ہیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کیا مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپکی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے آپ پورے طور پر واقف ہیں تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادات پر برے اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کرلیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہر حال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک ان رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اب تک مدارس اسلامیہ اور قومی اسکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے بہار بنگال یوپی پنجاب گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے۔ ان رسالوں کی گجراتی، بنگالی، برہمی، اردو، مرہٹی زبان میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آ گیا ہے طہارت نماز، روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید، کتب آسمانی، ملائکہ، جنت، دوزخ، عذاب و ثواب عذاب معجزات رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مکمل و مفصل بیان و تشریح صحابہ کرام اور اولیا اور کرامات اولیاء اللہ کا ذخیرہ اور اس کا ثبوت اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن میں جلد آسکے نہایت خوش اسلوب طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک بدعات وغیرہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی کامل سٹ ۵ حصے ۸؍ مجلد ۱۰؍ علاوہ محصول

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالة السابعة عشر

(فی کیفیة الوصول الی الله)

قال رضی الله عنه اذا وصلت الی الله فقربت منه بتقریبه و توفیقه و معنی الوصول الی الله خروجک عن الخلق والهوی والارادة والمنا والثبوت مع فعله وارادته من غیر ان یکون منک حرکة فیک ولا فی خلقه بک بل بحکمه وفعله وامره فهی حالة الفناء یعبر عنها بالوصول فالوصول الی الله عز وجل لیس کالوصول الی احد من خلقه المعقول المعهود لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر جل الخالق ان یشبه بمخلوقاته او یقاس علی مصنوعه فالوصول الیه معروف عند اهل الوصول بتعریفه لهم کل واحد علی حدة لا یشارکه فیه غیره له عز وجل مع کل واحد من رسله وانبیائه واولیائه سر من حیث لا یطلع علی ذلک احد غیره حتی انه قد یکون للمرید سر لا یطلع علیه شیخه وللشیخ سر لا یطلع علیه مریده الذی قد دنی سیره الی عتبة باب حالة شیخه فاذا بلغ المرید حالة شیخه افرد عن الشیخ وقطع عنه فیتولاه الحق فیقطعه عن الخلق فیکون الشیخ کالظئر والداية لا رضاع بعد الحولین لا خلق بعد زوال الهوی والارادة الشیخ

مقالہ سترہواں

(وصول الی اللہ کے معنے)

جب تجھ کو وصول الی اللہ ہوا پس تو اس وقت تو اللہ کی تقریب و توفیق سے اس کا مقرب بنا اور وصول الی اللہ (اللہ تک پہنچنے) کے معنے یہ ہیں کہ تیرا مخلوق سے اور خواہش و ارادہ اور آرزو سے باہر نکل آنا اور اسکے فعل و ارادہ میں ثابت رہنا بغیر اس کے کہ تجھ سے کوئی حرکت ہو نہ تیرے اندر پائی جائے نہ اس کی مخلوق کے اندر بلکہ (تجھ سے جو کچھ پایا جائے وہ اسی کے حکم و فعل اور امر سے (ہی) پایا جائے بس یہ (حالت) حالت فنا ہے جسے وصول الی اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے (اللہ تک پہنچنا کسی مخلوق کی طرف معقول اور معروف پہنچنے کی طرح نہیں ہے کیونکہ) لیس کمثلہ شیء (اس کی مثل کوئی شے نہیں حالانکہ وہ سمیع و بصیر (سننے والا اور دیکھنے والا ہے) اور خالق پیدا کرنے والا اس سے پاک اور اعلی ہے کہ اس کی تشبیہ اس کی پیدا کی ہوئی چیز سے دی جائے اور اس کے مصنوع پر اسے قیاس کیا جائے اور وصول الی اللہ اہل وصول کے نزدیک معروف ہے (جو اولیاء اللہ خدا تک پہنچ گئے ہیں وہی وصول الی اللہ کو، اللہ تعالیٰ کے شناسا کرنے سے (جانتے ہیں، اور ہر ایک (واصل باللہ) کو تعریف ایسی جداگانہ ہے جس میں دوسرا شریک نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا سر (بھید) اپنے تمام رسل و انبیاء و اولیاء (میں سے ہر ایک) کے ساتھ ایسا جدا ہے کہ ایک کے راز پر دوسرے کو سوائے خدا کے اطلاع نہیں ہے یہانتک کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرید کے لئے خدا کے ساتھ جو سر ہے اس پر اس کے شیخ (پیر کو بھی) آگاہی نہیں ہوتی اور کبھی شیخ کے راز سے وہ مرید (بھی) آگاہ نہیں ہوتا جس کی سیر "حالت شیخ" کے دروازہ کی چوکھٹ تک پہنچ گئی ہے اور جب (ایسا ہوتا ہے) کہ مرید اپنے شیخ کی حالت پر پہنچ جاتا ہے تو اسے شیخ سے جدا کرایا جاتا ہے اس وقت اس کا والی حق سبحانہ

یحتاج الیه ما دام ثمه هوی وارادة لکسرهما واما بعد زوالهما فلا لانه لا کدورة ولا نقصان فاذا وصلت الی الحق علی ما بینا فکن آمنا ابدا ممن سواه فلا تری لغیره وجودا البتة قطعا لا فی الضر ولا فی النفع ولا فی العطاء ولا فی المنع ولا فی خوف ولا فی رجاء بل هو عز وجل اهل التقوی واهل المغفرة فکن ابدا ناظرا الی فعله و مترقبا لامره مشتغلا بطاعته مبائنا عن جمیع خلقه دنیا واخری لا تعلق قلبک بشیء من خلقه واجعل الخلیقة اجمع کرجل کتفه سلطان عظیم ملکه شدید امره مهولة صولته وسطوته ثم جعل الغل فی رقبته مع رجلیه ثم صلبه علی شجرة الارز علی شاطئ نهر عظیم موجه فسیح عرضه عمیق غوره شدید جریه ثم جلس السلطان علی کرسی عظیم قدره عال سماؤه بعید مرامه و وصوله وترک الی جنبه احمالا من السهام والرماح والنبل وانواع السلاح والقسی ما لا یبلغ قدرها غیره فجعل یرمی الی المصلوب بما شاء من ذلک السلاح فهل یحسن لمن رای ذلک ان یترک النظر الی السلطان و یترک الخوف منه والرجاء له ویخاف من المصلوب ویرجوا منه الیس من فعل ذلک

ہو جاتا ہے پھر وہ سب مخلوق سے ہی اسے جدا کر لیتا ہے پھر شیخ اس کے حق میں اس دایہ کے مانند ہو جاتا ہے جس کے بچہ نے دو سال کے بعد دودھ پینا چھوڑ دیا ہو اور زوال خواہش کے بعد ایسا ہی اس کا علاقہ مخلوق سے بھی منقطع ہو جاتا ہے پس جب تک مرید میں خواہش و ارادہ باقی ہے اسے توڑنے کے لئے شیخ کی احتیاج ہے لیکن زوال خواہش و ارادہ کے بعد (ظاہرا) شیخ کی حاجت نہیں ہو اور یہ اس لئے کہ اب مرید میں کدورت (و تیرگی) اور نقصان باقی نہیں (اور اسے اپنے مولا کا قرب نصیب ہوا) پس جب تو حق کی طرف پہنچ گیا (اور واصل حق ہوا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے) تو پھر تو ہمیشہ کیلئے اس (حق سبحانہ و تعالیٰ) کے ماسوا سے بے خوف ہو جا کہ تو خدا کے سوا غیر کو نفع اور نقصان میں عطا اور منع میں خوف و رجا میں یقینا (ہرگز) موجود نہ دیکھے بلکہ اسی سے ڈرنا اور اسی سے امید مغفرت رکھنا تجھے لائق (وہ سزاوار) ہے اور جب تو ایسا ہو جائے) تو پھر تو ابدا اللہ ہی کی طرف نظر رکھ اور تمام مخلوق سے دنیا و آخرت میں جدا رہ تیرے قلب کا تعلق کسی چیز سے نہ ہو اور تمام مخلوق کو اس شخص کی طرح بے بس اور عاجز سمجھ جو ایک بڑی سلطنت والے اور ایک بڑے صاحب صولت و سطوت اور شدید الحکم سلطان کی حراست و حفاظت میں ہو اور اس کی گردن میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہوں اور ایک بڑی نہر مواج کے کنارے پر جس نہر کی موجیں تیز اور طوفان خیز جس کا پھیلاؤ وسیع اور جس کی گہرائی بڑی ہو (اس) بادشاہ نے درخت صنوبر پر (اس شخص کو صلیب (پھانسی) دے دی ہو اور سلطان ایک بہت بلند تخت پر جلوس فرما ہو جس (عرش عظیم) پر جانا اور پہنچنا نہایت ہی دشوار ہو پہلو میں نیزوں اور کمانوں کا ایسا انبار لگا رکھا ہو جس کا اندازہ بادشاہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا اور یہ بادشاہ اس شخص مصلوب پر جس ہتھیار کو چاہے پھینک رہا ہو کیا یہ برا

اسلام کی امتیازی معاشرت

(ایک مسلسل کتاب جو مولوی کیلئے لکھی جا رہی ہے)

(نوشتہ مولانا مراد مارہروی)

اولاد کے حقوق

مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی فطری خواہش لاحق ہوتی ہے اسی لئے نہیں کہ دونوں ایک دوسرے کا حصہ ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ دونوں مل کر زندگی بسر کریں اور دنیا آباد رہے اسی طرح جب شادی ہو چکتی ہے اور دونوں کے بڑھے ہوئے شباب آلود جذبات سکون پذیر ہوتے ہیں تو ان کے دل میں قدرتی طور پر اولاد کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور بڑھتے بڑھتے یہ نوبت پہنچتی ہے کہ مرد و عورت اس شے کے لئے جادو ٹونے اور ٹوٹکوں تک سے گریز نہیں کرتے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہر ممکن سعی سے کام لیتے ہیں کہ گھر کی رونق بڑھے اور کوئی ننھا پیدا ہو کر ایک طرف محبت باہمی کی ریشمی ڈورے کو استوار کر دے اور دوسری طرف انکی مسرتوں میں اضافہ ہو ان کا نام بھی چلے نسل بھی باقی رہے اور یہ انھیں لائق و سعادتمند بنا کر سرت کا ایک لازوال ذخیرہ اپنے لئے اکٹھا کر لیں۔

چونکہ قدرت کو اپنی دنیا کی آبادی منظور ہے اس لئے اس نے مرد و عورت میں بھی باہمی کشش پیدا کی اور پھر ان کے قالب میں اولاد کی بیتاب تمنا میں بھی ودیعت کر دیں ایک طرف ان کی مسرتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور دوسری طرف دنیا کی رونق بڑھتی اور یہ محفل اسی آب و رنگ کے ساتھ قائم رہتی ہے اولاد کے لئے انسان کیا کیا تکالیف برداشت کرتا ہے ماں باپ کن کن مصیبتوں سے بچوں کو پالتے اور پروان چڑھاتے ہیں ایک ماں ان کے لئے اپنی جوانی اپنا حسن اور اپنا آرام سب کچھ غارت کر دیتی ہے اور اپنی دولت اور اپنے آرام کی بے دریغ قربانی کر کے اسے پرورش کرتی ہے

جہاں ماں باپ کی محبت ایک مسلم حقیقت ہے وہاں اکثر ایسی مثالیں بھی دیکھنے میں آتی ہیں کہ انسان اپنے عیش و آرام میں اولاد کی پرورش کی مقتضیات کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے انسان تو بڑے ہی حضرت ہیں نیکی کی طرف مائل ہوئے تو فرشتوں پر فوق حاصل کر گئے اور برائی کی طرف رغبت ہوئی تو شیطان کو بھی سو قدم پیچھے چھوڑ دیا گو اس قسم کی اولاد کی طرف سے بے پروائی کی مثالیں کم ہیں مگر ہیں ضرور البتہ اولاد کو سعادتمند اور لائق بنانے کی طرف تو بہت کم توجہ کی جاتی ہے اور انھیں خدا ترس اور خدا شناس بنانے کی تو اس زمانہ میں بالکل توجہ نہیں کی جاتی پڑھا لینگے بھی تو زیادہ سے زیادہ گریجویٹ بنا دیں گے تمام اولاد کی تعلیم کی طرف کچھ توجہ ہو تو ہو مگر اس کی تربیت کی طرف توجہ اصلاً نہیں کی جاتی اور جنگل کے درخت کی طرح اسے بڑھنے اور پھیلنے کا موقع دیا جاتا ہے استاد نے جو بنا دیا وہ بنا دیا ماں باپ کو اس طرف چنداں توجہ مبذول کرنے کی چنداں ضرورت نہیں سمجھی جاتی مرد اپنے کاموں میں مصروف رہتا ہے اور عورت اپنے کام میں کھانا پینا کھلا دیا جوتا کپڑا پہنا دیا اور مدرسہ بھیجدیا اس کے بعد اس کی اصلاح اور اس کے اخلاق کی طرف کوئی خاص توجہ مرکوز نہیں کی جاتی جس طرح قدرت انھیں بڑھاتی ہے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ تربیت میں ذرا زیادہ قربانی کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ تربیت کے لئے ضرورت ہے کہ ماں باپ خود نمونہ بنکر ان کے سامنے آئیں صوم و صلوٰۃ کے پابند رہیں اخلاق عالیہ کا نمونہ ان کے سامنے پیش کریں۔ حسد، کبر و غرور، شرارت اور بُری باتوں سے روکیں اور ہمہ وقت ان کی نگاہیں بچوں کی حرکات و سکنات پر رہیں بعض بدبخت تو بالکل ہی غافل ہو جاتے ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی ماں کے ساتھ انھیں بھی بھول بیٹھتے ہیں یا ماں کے مرنے بعد دوسری شادی کر کے دوسری عورت کی محبت میں اولاد کی طرف سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں اور انھیں انکی برائی بھلائی کی طرف بالکل توجہ نہیں ہوتی۔

بادی النظر میں یہ باتیں معمولی معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو ان کی یہ غفلت سوسائٹی مذہب قانون اور دنیا کے لئے بڑے بڑے مفاسد کا باعث بنی رہتی ہے غیر تربیت یافتہ اولاد تو پتھر کا ایک ناتراشیدہ کندہ ہوتی ہے اس میں کبر، حسد، عجب و غضب کاہلی، داری و وحشت، بداخلاقی و بداطواری تمام عیوب اکٹھے ہو جاتے ہیں مذہب کی عظمت بزرگوں کے ادب اور چھوٹوں پر شفقت سے انھیں کوئی سروکار نہیں ہوتا بڑے گھرانے میں پیدا ہوں گے تو چھوٹوں اور غریبوں کے لئے مصیبت بنے رہیں گے بیوی عزیز و اقارب اور اہل محلہ سے بدسلوکی ان کا شعار ہوگا غریب ہوں گے تو جوا کھیلیں گے لڑائیں بھڑینگے اور بڑھیں گے تو چوریاں کرینگے اور ڈاکے ڈالیں گے اور دنیا کا امن اور فطرت کا مقتضیٰ ان کی حرکتوں اور ان کے فعلوں سے برباد ہوتا رہے گا اور روز بروز ابتری پیدا ہوتی جائیگی دیکھیئے کہ اگلے لوگ کس اخلاق کے بزرگ تھے اپنے تو اپنے غیروں پر بھی لطف کی نگاہ رکھتے تھے لیکن آجکل غیر تو غیر اپنوں کی بھی پرواہ نہیں ہوتی تو نہ ہندو ہیں اور نہ مسلمان نہ انگریز ہیں اور نہ یہودی مشاغل بڑھ گئے مصروفیتیں زیادہ ہوگئیں مذہب کی گرفت ڈھیل ہو چکی کسی کو اتنی فکر ہی نہیں کہ اولاد کی تربیت کی طرف توجہ کرے بچہ شرارت کریں، بُری صحبتوں میں بیٹھیں تو کہدیا جاتا ہے کہ کیا کریں زمانہ ہی ایسا ہے اس دور کی اولاد اس صدی کے بچے باپ ماں کو خاطر ہی میں کب لاتے ہیں بزرگوں کا ادب اٹھ گیا کوئی ان کوتہ اندیشوں سے پوچھے کہ آپ نے اولاد کو تربیت ہی کب دی مذہب کی وقعت ہی ان کے قلوب میں کہاں قائم کی ان کو ادب و تکریم کا سبق ہی کب سکھایا جو آج ان کی شکایت کی جا رہی ہے یہ ان کی غیر سعادتمندی یا فطرت کا قصور نہیں بلکہ آپ کی غفلت اور بے توجہی کا ثمرہ تلخ ہے۔

اس لئے اسلام نے ماں باپ کو ان کی محبت کے مسلمات کے باوجود اولاد کے متعلق خاص توجہ برتنے کے احکام دیئے ہیں اور اولاد کے حقوق بھی ماں باپ پر وارد کئے ہیں ابو داؤد اور نسائی میں مذکور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جن کی پرورش اور خبر گیری اس کے ذمے ہے ان کی خبر نہ لے اور ان کو ضائع کر دے۔ بخاری کی ایک اور حدیث میں لکھا ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ تم سب کے سب نگہبان ہو اور تم سے قیامت میں تمہاری رعایا کے متعلق سوال ہوگا مرد اپنے اہل و عیال اور گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور عورت

اپنے خاوند کے مال کی ذمہ دار ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر اولاد خراب ہوگئی اور اس میں بری عادتیں رائج ہوگئیں تو اس کے متعلق بھی قیامت میں ماں باپ سے بازپرس کی جائیگی نگہبانی سے مقصد ہی یہ ہے کہ مربی اپنی اولاد کو بگڑنے نہ دے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مانحل والد ولدہ من نحل افضل من ادب حسن (ترمذی) یعنی باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لئے اس سے بڑھکر نہیں ہے کہ وہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی طرح کرے ایک دوسری روایت میں ہے کہ بیٹے کی تعلیم و تربیت صدقہ اور خیرات سے بھی بہتر ہے اور سنئے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یودب الرجل ولدہ خیر له من ان یتصدق بصاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا اپنی اولاد کو ادب دینا ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے" لوگوں کو ان احکام کا علم ہی نہیں عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ ماں باپ پر صرف اتنا ہی فرض ہے کہ وہ بچوں کو پرورش کر دیں پرورش تو محبت کے ہیجان میں ہو ہی جاتی ہے حقیقی مفاد کی چیز تعلیم و تربیت ہے اور ان میں بھی سب سے ضروری شئے تربیت ہے اور اسی کی طرف کم توجہ کی جاتی ہے۔

تعلیم سے مقصد آدمی کو مکمل انسان بنانا ہے لیکن اچھی سے اچھی تعلیم سے بھی اس مقصد کے حاصل نہ ہونے کی وجہ یہ اور صرف یہ ہے کہ اس کے ضروری حصہ تربیت پر کوئی توجہ مرکوز نہیں کی جاتی۔ حدیث میں اولاد کو باقیات الصالحات میں قرار دیا گیا ہے اگر اولاد بنی نوع انسان کے فائدہ کے کاموں میں مصروف رہے نیکی اور نیکوکاری کے مسلک پر کاربند رہے مذہب اور صوم و صلوٰۃ میں پختہ رہے تو ماں باپ کی روح کو بھی برابر اس کا ثواب پہنچتا رہے گا اور ان کا نام بھی روشن رہے گا چونکہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم انسانی فطرت کی سہل انگاریوں اور غفلت کیشیوں کے راز سے آشنا تھے اس لئے آپ نے اولاد کی تعلیم و تربیت کو بھی مذہب کا جزو قرار دیکر باعث ثواب بتایا اتنا کہ اسے صدقہ و خیرات کے ثواب سے بھی برتر قرار دیا واقعی اس سے بہتر صدقہ اور خیرات ہو بھی کیا سکتا تھا دیگر صدقات کی حدود تو بہت آگے نہیں بڑھتیں لیکن اولاد کی تعلیم و تربیت کی بنا پر ہونے والی نیکیاں دوامی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور نسلوں تک اس کا ثواب حاصل ہوتا رہتا ہے۔

قرن اول میں تو یہ حالت تھی کہ ایک صحابیؓ غریب ہے نکاح کی آرزو رکھتا ہے مہر کی استطاعت نہیں، آپ حکم دیتے ہیں کہ مہر میں اپنی بیوی کو قرآن پڑھا دے اور اس کی تعلیم میں خاص توجہ سے کام لے مہر ادا ہو جائے گا خود خدائے برتر و توانا قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اپنے اہل و عیال کو آتش دوزخ سے بچاؤ قوا انفسکم واھلیکم نارا اس سے بھی یہی مقصد ہے کہ انھیں تعلیم و تربیت سے اس قابل بنادو کہ وہ نیک و بد میں تمیز کر سکیں اور معاصی و مناہی کے ارتکاب میں خدا سے ڈرتے رہیں اور بد اعمالیوں کی پاداش میں جہنم کا ایندھن نہ بنیں یہ حکم ہے اور حکم بھی خدا کا جس کی تعمیل بندوں کے لئے اشد ضروری اور لازمی ہے۔

تمام دیگر مذاہب اولاد کے حقوق کے متعلق خاموش ہیں لیکن اسلام چونکہ تمام انسانی ضروریات کا کفیل ہے اس لئے اس نے کسی شعبہ میں بھی انسان کو تشنہ ہدایت نہیں رہنے دیا حضرت عمرؓ سے ایک باپ نے اپنے بیٹے کی شکایت کی آپ نے ڈانٹ بتائی تو بیٹے نے کہا امیر المومنین آخر اولاد کا بھی کوئی حق ہے یا سب حقوق ماں باپ ہی کے حصہ میں آگئے ہیں آپ نے جواب دیا نہیں ایسا نہیں ہے باپ پر بیٹے کا یہ حق ہے کہ وہ اس کا نام اچھا رکھے شریف عورت سے شادی کرے تاکہ اولاد کو اس کی ہمنشینی کی بنا پر شرمندہ نہ ہونا پڑے اور اس کی تعلیم و تربیت کا بہترین اہتمام کرے۔ بیٹا کہنے لگا نام انہوں نے میرا برا رکھا، میری ماں ایک کم نسب لونڈی ہے پڑھایا لکھایا مجھے نہیں حضرت عمر اس باپ پر بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ جب تو نے اولاد کا کوئی حق ادا نہیں کیا تو تجھے شکایت کا کوئی حق حاصل نہیں۔

دیکھئے آخر اولاد کی زبان پر بھی حقوق کا ذکر آ ہی گیا اسلام کے اندر اس کا جواب موجود تھا لیکن ہندویت یہودیت اور عیسائیت کا کاسہ اس ضمن میں خالی ہے ان کے ہاں حقوق کی تصریح تو ایک طرف حفظ نفس کے لئے ہولناک طریقے ایجاد ہوگئے ہیں لیکن ضبط تولید کی مساعی ہیں اور کہیں اولاد کو زندہ درگور کیا جاتا ہے اور محض حفظ نفس کے لئے کیا جا رہا ہے عیسائیت ہندویت اور یہودیت میں رہبانیت اور ترک دنیا کی عام تعلیم موجود ہے جو اسلام میں حرام ہے خدائے قادر کا مقصد تو یہ تھا کہ اس کی دنیا کی رونق قائم رہے انسان کی نسلیں بڑھتی اور پھیلتی رہیں لیکن عیسائیت نے تو حضرت بی بی مریم کے نام پر کنوارے اور کنواریوں کی ایک امت پیدا کر دی اسی طرح ہندویت نے کنواریوں کو مندروں پر بھینٹ چڑھا کر ایک مذموم رسم کی بنا ڈالدی آج بھی ہندوستان میں صد ہا کنواریاں دیوداسی کے نام سے مشہور مندروں کی خدمت میں تاہل کی زندگی سے بیزار نظر آئینگی ان کی بد وضعی اور بد اعمالی کی داستانیں اتنی عام اور مشہور ہوئیں کہ اب بعض رجواڑوں میں انسدادی قانون وضع ہو رہے ہیں یہی یورپ میں ہوا اور ہو رہا ہے آپ کو ہندوستان اور یورپ میں آج بھی ہزاروں کنوارے اور کنواریاں مندروں اور گرجوں کے ضمن میں جوگنیں اور اپنے حسن و جمال کی نمائش کرتی ملیں گی صد ہا راہب اور سادھو اور سنیاسی گھومتے پھرتے ہیں اور تماشا یہ ہے کہ ان میں مذہبی تقدس کا درجہ حاصل ہے [illegible] اللہ والی تو لاکھوں میں چند ہی نکلتی ہیں بالعموم ان کی زندگی کے دامن کے سائے میں بڑی ہولناک بدکاریاں ہوتی ہیں اور ناجائز اولاد گرجوں کے صحن اور مندروں کے قرب میں دفن کر دی جاتی ہے۔

ضبط تولید قتل اولاد نہیں تو اور کیا ہے بیسویں صدی میں تو ضبط اولاد اور بن بیاہا رہنے کی رسم ایک مستقل فن کی صورت اختیار کرتی چلی جا رہی ہے ہزارہا انسان گھروں میں جھمیلے اور عورتوں کی نازبرداریوں اور مصارف کی گرانباریوں کی ڈر میں غیر شادی شدہ زندگی بسر کر رہے ہیں ہوٹلوں میں کھاتے اور سوتے ہیں انہیں جذبات کی تسکین کے لئے انھیں عورتوں کے انبوہ بھی مل جاتے ہیں ان سے جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ مختلف طریق پر یا تو ٹھکانے لگا دئیے جاتے ہیں یا پہلے ان کی [illegible] کے ذریعہ مار دی جاتی ہے بیمار ہوئے ہسپتال پہنچا دیئے گئے موت آگئی تو وہیں کسی خیراتی ادارہ نے اپنے انتظام سے انھیں ٹھکانے لگا دیا نہ کوئی رونے والا اور نہ ماتم کرنے والا جانوروں کی طرح پیدا ہوئے اور کیڑے مکوڑوں کی طرح مر گئے۔

ضبط تولید کی تحریک تو اونچے اونچے گھرانوں میں بھی پہنچ گئی ہے عورتیں اپنے صحت و حسن کے قیام اور ذمہ داریوں سے سبکدوشی اور مرد مالی زیرباری کے خیال سے ضبط تولید کے مختلف طریقوں پر آئے دن کاربند ہوتے رہتے ہیں غضب یہ ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے عقلاء مثلاً ڈاکٹر مختلف نظریئے پیش کر کے ضبط تولید

کی نہ صرف حمایت کرنے بلکہ اس تحریک کو وسعت دینے کے لئے ہر ممکن سعی سے کام لیتے رہتے ہیں کبھی کہا جاتا ہے کہ مردہ، بیمار، پست دماغ اور بدصورت اولاد پیدا کرنے سے بہتر یہ ہے کہ ایک دو ذہین اور خوبصورت بچے پیدا کر لئے جائیں کبھی کہا جاتا ہے کہ اولاد زیادہ ہوگی تو ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے لئے روپیہ کہاں سے لایا جائے گا۔ کون بچوں کی ہیر پھیر کے لئے اپنی دولت اپنا دماغ اور اپنی صحت تباہ کرے۔

یہ تمام عذرات نفو دل اور لایعنی ہیں اولاد کی خوبصورتی و بدصورتی اور ذہانت و کند طبعی انسان کے اختیار کی بات نہیں یہ قدرت کا کرشمہ ہے وہ جاہل کے یہاں ذہین بھی پیدا کرسکتا ہے۔ دوسرے خوبصورتی کوئی مستقل چیز نہیں نہ دنیا کو اس سے کوئی خاص فائدہ پہنچتا ہے کہ اس کے لئے قدرت سے مقابلہ کیا جائے ہمارے نزدیک اگر والدین صفائی و سلیقہ کے ساتھ رہنا سہنا شروع کریں اور بداعمالیوں اور برے کاموں میں پڑ کر اپنی صحت تباہ نہ کریں تندرستی قائم رکھنے کی سعی کرتے ہیں تو اولاد خود بخود اچھی اور تندرست پیدا ہونے لگے گی جب ہم خود تو احتیاط سے کام نہ لیں اور اپنی صحت کو آپ اپنے ہاتھوں برباد کرتے رہیں تو قدرت پر اس کا کیا الزام ہے اسی دنیا میں گورے بھی بستے ہیں اور کالے بھی، اچھے خدوخال والے بھی رہتے ہیں اور بدرنگ بھی، ان میں ذہین بھی ہوتے ہیں متوسط بھی ہوتے ہیں اور عالی دماغ بھی دنیا کی نعمتیں خوبصورتوں ہی کے لئے نہیں سینو، کلوپٹرا، جون آف آرک، ہیلن، کرشنا کماری اور لطیفہ خانم کی زندگی کو حسن نے کونسی مسرت عطا کر دی۔

یہ سب توہمات ہیں ضرورت صرف صحت و صفائی کے اہتمام کی ہے اور اسی پر انسان کی مسرتوں اور شادمانیوں کا انحصار ہے۔ صحت اچھی ہو طریقہ معاشرت بہتر ہو تو حسن آپ پیدا ہو جائے گا ہاں مالی زیرباریوں کا عذر یہ بھی اپنی کاہلی، سست کاری اور اپنے اسراف و تبذیر کی پردہ پوشی ہے جب انسان میں قدرت کی طرف سے ترقی کرنے اور مراتب ارتقاء کے طے کرنے کی استعداد ودیعت کر دی گئی ہے تو کیا ضرور ہے کہ وہ کولہو کا بیل بنا رہا اور اگر آج اس کی آمدنی پچاس روپے ماہوار ہے تو دس برس بعد بھی اس کی آمدنی یہی ہے یا وہ اپنی محنت کی کمائی کو جو نسل انسانی کی پرورش اور تعلیم و تربیت جیسے ضروری اور اہم امور پر خرچ ہونی چاہیئے تھی فضولیات و لغویات میں اڑائیں اور ضائع کریں انسانی بچے مرغیوں کے بچوں کی طرح چند روز میں تو برابر ہو نہیں جاتے نہ ایک مرتبہ چار چار اور پانچ پانچ کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں کہ ان سے گھبراہٹ اور اضطراب پیدا ہو اور پرورش و تعلیم میں مشکلات پیدا ہوں۔ انسانی بچے بہرکیف ایک کافی وقفہ کے بعد پیدا ہوتے اور آہستہ آہستہ بڑھتے اور کہیں آٹھ دس برس کے بعد اس قابل ہوتے ہیں کہ ماں باپ پر ان کا کچھ بار پڑے ابتدا کے تین چار سال تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر برائے نام خرچ کرنا پڑتا ہے دولت اور امیری کے چرچے اور رسمیات کی قیود سے تو ہمیں مطلب نہیں کہ یہ انسان کی خود پیدا کردہ مشکلات ہیں اصلیت یہی ہے کہ اس مدت میں ان کے لئے انھیں کسی حقیقی اور گرانبار خرچ سے زیر بار نہیں ہونا پڑتا پھر غرباء کے بچے تو ہوش سنبھالتے ہی محنت نوکری اور مزدوری سے کچھ نہ کچھ کمانا اور اپنا خرچ آپ کمانا شروع کر دیتے ہیں رہے امیر ان کے پاس دولت کی پہلے ہی کمی نہیں ہوتی اگر چار پانچ بچے ہو بھی گئے تو اس دوران سے وہ نہیں تو ایک اپنا خرچ آپ سنبھالنے کے قابل ہو جائے گا اور چند سال کے بعد دوسرا بھی۔

پھر کسے علم نہیں کہ اس زمانہ میں تقریباً تمام مہذب ممالک میں پندرہ سال کی عمر تک مفت اور جبریہ تعلیم کا بندوبست ہو چکا ہے اور مغرب میں امریکہ کی حالت تو یہ ہے کہ وہاں کے طلباء اپنے ماں باپ پر اپنی تعلیم کا بار بالکل نہیں ڈالتے ہم نے امریکی جرائد میں پڑھا ہے کہ وہاں کے گورنروں تک کے بیٹے بھی یہ طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ گھروں میں سفیدی کرنا باغوں میں پھل توڑنا اور کھیتوں کی نگرانی کرنا ان کے عام مشاغل ہیں اس سے وہ اپنی تعلیم کے مصارف نکال لیتے ہیں اور جوان ہو کر ماں باپ کو ایک پیسہ کے لئے بھی پریشان نہیں ہونے دیتے اچھا یہ بھی سہی انسان کماتا اس لئے ہے اگر اس کا پیسہ اور اس کی دولت انسانوں ہی کے کام نہ آئے تو بیکار ہے۔ غیر تو پھر غیر ہیں اولاد تو اپنی ہے اس سے اپنا نام چلتا ہے اپنی نسل قائم رہتی ہے اس پر جتنا روپیہ بھی خرچ کیا جائے گا وہ ہرگز بیکار نہ جائے گا۔

انسان دنیا میں عیش اڑانے کے لئے ہرگز نہیں آیا جتنی مسرتوں اور تفریحوں کی اسے ضرورت ہے قدرت نے اس کا انتظام اس کے لئے بطور خود کر دیا ہے جب ایک باپ فرط محبت سے اپنے بھولے بھالے بچہ کا منہ چومتا ہے یا دفتر سے تھکا ماندہ آکر اور کھانا کھا کر لیٹتا اور اپنے پیارے بچہ سے کھیلتا ہے تو اسے یہ چند ساعتیں وہ لطف دے جاتی ہیں اور اسے وہ روحانی کیف حاصل ہوتا ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی مسرت نہیں کر سکتی اپنے بچوں پر نگاہ پڑتے ہی طبیعت بشاش ہو جاتی ہے دنیا اپنی گمراہی کے زعم میں سمجھے یا نہ سمجھے لیکن انسان کے لئے سب سے زیادہ نشاط افروز اور سب سے زیادہ لطف انگیز مسرتیں وہی ہیں جو وہ اپنے گھر کے اندر اپنے اہل و عیال کے ساتھ اٹھاتا ہے۔ یہ سینما یہ تھیٹر اور یہ رقص خانے تو انسان کی روح کو مردہ کرنے والے ہیں چند منٹ کے لئے توجہ کی تقسیم یا مناظر کی بوقلمونی اسے اپنے حال سے بےخبر بنا دے یہ اور بات ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ چیزیں خانگی مسرتوں کی عدم موجودگی کی صورت میں قلب کو اور افسردہ بنا دیتی ہیں اور انسان برابر پژمردہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

اولاد کی پرورش میں ایک نکتہ اور بھی ہے وہ یہ کہ انسان میں قناعت پرستی پیدا نہ ہونے پائے اور وہ حصول ترقی کے لئے پوری محنت، ذہانت اور سوجھ بوجھ سے کام لے اور ترقی کے ذرائع سوچے جب وہ سمجھے گا کہ میں صاحب اولاد ہوں اور خدا جانے ابھی کتنی روحوں اور نفوس کی پرورش کا بار مجھ پر ہوگا تو لامحالہ اسے اپنی اصلاح حال اور ترقی مزید کی ایک خوشگوار فکر لاحق ہو جاتی ہے وہ خوب محنت کرتا اور ترقی کی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے اور محض ایک یہی خیال اس کی عظمت و شہرت کو چار چاند لگا دیتا ہے اگر یہ خیال اسے دامنگیر نہ ہوتا تو وہ محنت اور تدابیر ترقی پر عذر سے دل چراتا اور جہاں تھا وہیں پڑا رہتا اور گمنامی کی زندگی بسر کر کے دنیا سے کوچ کرتا لیکن اولاد کی پرورش اور تعلیم کا خیال اس کی خفتہ اور پوشیدہ قوتوں کو بیدار کر دیتا ہے اور وہ ایک عظیم الشان درجہ اور شہرت حاصل کر کے آخری سانس لیتا ہے پھر وہ فضول خرچی اور اسراف و تبذیر سے بھی بچتا ہے یہ عادتیں یہی نہیں کہ دولت و ثروت کی اضاعت کا باعث ہوتی ہیں بلکہ انسانی نعمت انسانی قلب اور انسانی روح پر بھی ایک اخلاقی موت طاری کر دیتی ہیں وہ خواہشات اور بے اعتدالیوں کی نذر ہو کر اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے نہ دولت رہتی

ہے اور صحت اور ترقی کی مسرتیں اور شہرتیں اُسے نصیب ہو رہی ہیں۔ دیکھیے ایک اولاد کی پرورش و تعلیم کا خیال کس طرح انسان کو دولت، اخلاق کی اصلاحیت اور صحت و مسرت کی بربادی سے محفوظ رکھتا ہے یہ محض انسان کی توہم پرستی اور گمراہی ہے کہ وہ اولاد جیسی نعمت کو اپنے لئے مصیبت سمجھ بیٹھے غریب کیا کریں۔ انسانی دماغ فطرت کے بھید کو پا نہیں سکتا اور ان کا مذہب ان کی رہنمائی کے لئے مکمل نہیں مذہب اسلام کی طرف تعصب انکی نگاہیں اٹھنے نہیں دیتا۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بچوں کے ساتھ بڑی محبت تھی اپنے نواسوں سے بہت انس تھا اور فرمایا کرتے تھے بچوں کی محبت ایمان کا ایک جزو ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے پاس کسی صوبے کا کوئی گورنر سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا آپ باہر تشریف لائے تو بچہ گود میں تھا اور آپ فرط محبت سے اُسے برابر پیار کرتے اور اس کا منہ چومتے تھے گورنر کہنے لگا کہ امیر المومنین میرے تو کئی بچے ہیں لیکن میں کسی سے بھی اتنی محبت نہیں کرتا حضرت عمرؓ کو یہ سنکر غصہ آگیا اور فرمانے لگے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ ریح الولد من ریح الجنۃ (بچے کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے) اور تو اس سے بے پرواہ ہے جب ایسی پیاری اور محبوب چیز کے متعلق تیرا یہ رویہ ہے تو تو رعایا کے ساتھ کب بہتر سلوک کر سکتا ہے جا میں نے تجھے معطل کیا اور حکم دیتا ہوں کہ سال بھر تک فلاں میدان میں بکریاں چرایا کر۔

سال بھر کے بعد یہ گورنر پھر حاضر خدمت ہوا آپ نے پوچھا کہو اب کیا عالم ہے فرمانے لگے امیر المومنین اب تو میری حالت میں ایک انقلاب عظیم واقع ہو گیا ہے جہاں پہلے یہ حالت تھی کہ گھر میں گھستے ہی بچے الگ چھپ جاتے تھے اور بیوی جل بھن کر جلال تو پڑھنے لگتی تھی وہاں اب یہ حال ہے کہ ادھر میں نے گھر میں قدم رکھا ادھر گویا نئی بہار آگئی بیوی ایک طرف بشاش ہو گئی اور دوسری طرف بچے مجھے ابا ابا کہکر چمٹ گئے کوئی گود میں بیٹھ گیا اور کوئی کندھے پر سوار ہو گیا واقعی یہ صورت پہلی حالت سے ہزار درجہ پر لطف اور مسرت انگیز ہے آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اب انسانیت سے روشناس ہوئے جاؤ اپنی جگہ پہنچکر گورنری کرو۔

ڈاکٹر مسز اینی بسینٹ بھی بچوں کی محبت کو نبوت کی علامت بتاتی ہیں لکھتی ہیں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب باہر نکلتے تھے تو بچے آپ کی ٹانگوں سے لپٹ جاتے تھے اور آپ سب کو پیار کرتے تھے جس انسان کو عزیز بچوں کے ساتھ اتنی محبت ہو وہ یقیناً نبی ہی ہو سکتا ہے اس محبت اور پیار اور اسکی مسرتوں کا صحیح اندازہ کچھ وہی ہستیاں کر سکتی ہیں جن کی روح سعید اور قلب سلیم ہے اور اس دولت سے مالا مال ہیں۔

مغرب کے گمراہ یا ہندوستان کے مسخ فطرت لوگ اس لطف و مسرت کو نہیں سمجھ سکتے حیرت ہے کہ جنگل کے بھیڑیے اور بھیڑوں کے کیڑے تک بچوں پر جان دیں اور انسان ان سے گھبرائے اور نہ صرف گھبرائے بلکہ اس نعمت کو ٹھکرائے اور اس سے بچنے کی سعی کرے حقیقت یہ ہے کہ مغرب مادیت میں پڑ کر حقیقی لطف حیات سے محروم ہو گیا ہے اور وہ اصلی لذائذ حیات سے محروم و بیگانہ ہو کر اضافی و نمائشی لذات کے پیچھے پڑا ہوا ہے قدیم عرب وحشا کی یہ حالت تھی کہ آج مغرب جن حرکات کا ارتکاب اقتصادی عذرات کی آڑ میں کر رہا ہے وہی کام یہاں ناجائز اور غیر مناسب غیرت و حمیت کے پردے میں ہوتا تھا۔ لوگ اپنی لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے سکھوں میں بھی آج سے پچاس ساٹھ سال قبل یہی طریقہ مروج تھا اسلام نے لڑکیوں کو "جنت کی خوشبو" اور ان کی "تعلیم و تربیت کو صدقہ و خیرات سے بہتر" بتا کر ان کی اہمیت دنیا پر واضح کی

اور صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں حکم دیا "ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقهم وایاکم ان قتلهم کان خطأ کبیرا" غریبی اور عسرت کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کیا کرو ہم تمہیں بھی اور انھیں بھی روزی دیتے ہیں اولاد کا قتل کرنا بہت بڑی غلطی اور گناہ ہے۔

ایک اور جگہ حکم دیا "قد خسر الذین قتلوا اولادهم سفها بغیر علم وحرموا ما رزقهم الله افتراء علی الله قد ضلوا وما کانوا مهتدین" بلاشبہ وہ لوگ سخت نقصان اور خسارے میں ہیں جنہوں نے اپنی حماقت اور جہالت سے اپنے بچوں کو قتل کر ڈالا اور جو روزی اللہ نے انھیں دی تھی اسے خدا پر جھوٹے بہتان باندھ باندھ کر اپنے لئے حرام کر لیا بیشک یہ لوگ سیدھے راستے سے بھٹک گئے اور یہ سیدھے راستے پر آنے والے تھے بھی نہیں آخر یہ حماقت و جہالت نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ محبوب شئے جو انسان کے لطف و مسرت کی بڑھانے والی نام روشن کرنے والی اور انھیں صدہا مالی اور اخلاقی خرابیوں سے بچانے والی ہے اس کی قدر نہ کی جائے صاحب عیال انسان کی محلہ میں کس قدر وقعت ہوتی ہے وہ کتنا بھاری بھرکم خیال کیا جاتا ہے محض اولاد ہی کا خیال انھیں سینکڑوں بداخلاقیوں اور بداعمالیوں سے روکتا اور زیادہ سے زیادہ محنت کر کے زیادہ سے زیادہ کمانے پر آمادہ کرتا ہے ایسے شخص کو آوارگی و بداطواری میں بھی شرم آتی ہے اس کے تعلقات بڑھتے اور دوسروں کے اغراض اس کے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ وابستہ ہو کر اس کا وقار و اثر برقرار رہتا ہے قوت و شوکت میں اضافہ ہوتا ہے اور خاندان کی وجاہت و بزرگی قائم رہتی ہے۔ اکیلے اور تنہا انسان کو کون پوچھتا ہے بیماری اور مصیبت میں کوئی اس کی طرف نظریں اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی اور اولاد والے کے تعلقات کے پھیلنے کے باعث سو غمخوار اور خدمتگار پیدا ہو جاتے ہیں۔

اولاد سے شفقت اور محبت کے متعلق خود رسول کریمؐ کا اسوۂ حسنہ ملاحظہ ہو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ قال قیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال من لا یرحم لا یرحم (بخاری) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے صاحبزادے جناب حسنؓ کو پیار کیا اس موقع پر اقرع بھی موجود تھا اس نے کہا کہ میرے دس بچے ہیں مگر میں نے تو کبھی ان میں سے ایک کو بھی پیار نہیں کیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو شخص کسی پر مہربانی نہیں کرتا اس پر خدا بھی مہربانی نہیں کرتا۔

دیکھا آپ نے بچوں کی محبت کے متعلق دنیا کا بزرگ ترین انسان کیا فرماتا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ ایک عورت میرے پاس کچھ مانگنے آئی اس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں بھی تھیں اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا اور کچھ نہ تھا میں نے وہی کھجور اُسے اٹھا کر دیدی اُس نے دونوں لڑکیوں کو آدھی آدھی کھجور اٹھا کر دیدی اور اس میں سے خود کچھ بھی نہ کھایا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا جو شخص لڑکیوں کے لئے تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو یہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ کی آگ سے روک اور پردہ ہو جائیں گی۔

ایک اور حدیث ہے اگر کسی شخص کے گھر لڑکی پیدا ہو اور وہ اُسے زندہ دفن نہ کرے اور نہ اسے ذلیل خیال کرے اور نہ لڑکوں کے مقابلہ میں حقیر جانے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اولاد ماں باپ سے دشمنی بھی کرتی ہے اور تاریخ و کتب ایسی

مصیبتوں سے بھری پڑی ہے ایسی صورت میں ماں باپ کا کیا فرض ہو کہ وہ عفو اور درگذر سے کام لیں قرآن کریم میں خدائے قدوس فرماتا ہے کہ۔

یا ایھا الذین امنوا ان من ازواجکم و اولادکم عدوا لکم فاحذروھم وان تعفوا و تصفحوا و تغفروا فان اللہ غفور الرحیم (اے مسلمانو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط کرتے رہو اور اگر تم ان کا قصور معاف کردو ان سے درگزر واور انھیں بخشدو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے)

چونکہ اولاد ایک محبوب اور عزیز چیز ہے اس لئے اس کی منادمت پر احتیاط کے ساتھ عفو تقصیر اور درگزر کا حکم دیا اور اس لئے دیا کہ بہر کیف یہ ناتجربہ کار ہوتی ہے۔ حرص اور لوگوں کی ترغیب اسے برباد کردیتی ہو اس سے نام روشن ہوتا ہے یہ نہ کرد کہ انھیں ہی اس غلطی کی سزا دیدو اور تمہاری نسل مٹ جائے یا معاندت کا جذبہ اور تیز ہوجائے بلکہ اسے معاف کردو تاکہ ان پر ندامت ہو اور شرمندگی انھیں راہ راست پر لے آئے یہاں بھی فطرت ہی کی نبض پر ہاتھ رکھا گیا ہے۔

جوان اولاد کے متعلق حکم ہے کہ اسے ڈانٹ ڈپٹ نہیں اسے جھڑکیاں نہ دو بلکہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کرو جیسا کہ احباب کے ساتھ کیا جاتا ہے اس سے مطلب یہی ہے کہ ان کے پرُشباب جذبات کو ٹھیس نہ لگے اور باپ کی حقیقی شفقت کا حظ انھیں حاصل ہو سکے۔ تمام مذاہب کی تعلیمات اٹھا کر دیکھ لو کہیں آپ کو یہ نور اور یہ لمعانیاں نظر نہ آئینگی اول تو ماں باپ کے حقوق کا تذکرہ ہر جگہ ملیگا اور اولاد کے متعلق دیگر مذاہب کی تمام کتابیں خاموش نظر آئینگی اور اگر چار لفظ بھی نظر آگئے تو وہ کچھ اہم نہ ہوں گے یہ اسلام اور محض اسلام ہی ہے جو تمام تمدنی اور منزلی ضروریات کا خیال کرتا اور سب کے حقوق معین کرتا چلا جاتا ہے تاکہ کسی کو کوئی بے اطمینانی پیدا نہ ہو اور جھگڑے اور فساد کے محرکات دنیا سے ناپید ہو جائیں۔

حمائل شریف مترجم

نئی شان کی اکتالیس خوبیوں والی تیرہ مہری نہایت خوشنما

کارڈ سائز صفحات تقریباً بارہ سو چمڑے کی نقرئی جلد

ہندوستان کے سب سے بڑے خوشنویس حاجی عبدالغنی صاحب دہلوی کی لکھی ہوئی مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا مقبول عام سلیس اردو ترجمہ حاشیہ پر بدوے صفحہ کے مطالب کا قدرے بصورت تفسیر چھپائی صاف کاغذ سفید۔ سفر حضر میں تلاوت کے لئے بہترین کتب خوشنما ہر سورت کی بسم اللہ نئے انداز کی لکھی ہوئی ہر صفحہ پر جدید عنوان سے ایک مختصر سا مضمون حمائل شریف کے شروع میں ایک مکمل دیباچہ جس میں حسب ذیل مضامین درج کئے گئے ہیں۔

(۱) فضائل قرآن پاک (۲) قرآن کے ظاہری آداب (۳) قرآن کے باطنی آداب (۴) نزول قرآن (۵) حقیقت وحی جبریل علیہ السلام (۶) کیفیت وحی (۷) وحی کیونکر محفوظ رہی (۸) سب سے پہلے قرآن شریف کس نے جمع کیا (۹) آیات (۱۰) اوقات کا بیان (۱۱) علامات اوقات (۱۲) علم تجوید (۱۳) قرآن مجید کے معجز ہونیکا بیان (۱۴) حضرت آدمؑ کا بیان (۱۵) حضرت حواؑ کا بیان پیدائش (۱۶) حضرت آدمؑ کی پیدائش (۱۷) حضرت آدمؑ کے مشاغل (۱۸) حضرت شیثؑ کے حالات (۱۹) حضرت ادریسؑ کے حالات (۲۰) حضرت نوحؑ کے حالات (۲۱) حضرت ہودؑ کے حالات (۲۲) حضرت صالحؑ (۲۳) حضرت ابراہیمؑ کے حالات (۲۴) حضرت موسیٰؑ کے حالات (۲۵) حضرت عیسیٰؑ کے حالات (۲۶) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری مع نسب نامہ (۲۷) حضورؐ کی دنیا میں آمد (۲۸) مخارج حروف کا بیان (۲۹) قرآن پاک کے کتاب الٰہی ہونے کا ثبوت (۳۰) اس کا ثبوت کہ قرآن پاک جملہ کتب الٰہی کا جامع ہے (۳۱) علوم دینیوی قرآن مجید میں (۳۲) بت پرستی اور اسلام (۳۳) اسلام کی بنیاد (۳۴) اسلام سے پہلے عرب کی حالت (۳۵) قرآنی مسائل (۳۶) قرآن مجید کے عملیات (۳۷) قرآن مجید کی آیات کی خاصیت (۳۸) تعویزات قرآنی۔ یہ حمائل شریف اپنی جدید وضع اور فوائد کے لحاظ سے پہلی حمائل شریف ہے۔ نہایت مقبول ہوئی ہے اور ہاتھوں ہاتھ ہدیہ ہو رہی ہے آپ فوراً طلب کریں۔ زر ہدیہ لاگت کے قریب رکھا گیا ہے۔

یعنی صرف دو روپے آٹھ آنے ۲/۸ محصولڈاک ۸ کل تین روپے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

نمونہ اکتالیس خوبیوں والی تیرہ مہری نئی شان کی حمائل شریف مترجم

وقال الذین ۱۹ — ۶۹۸ — النمل ۲۷

رأته حسبته لجة وكشفت عن ساقيها

دیکھا اس کو گمان کیا اس کو گہرا پانی اور کھولدیا دونوں پنڈلیوں اپنی سے

قال انه صرح ممرد من قوارير قالت رب

کہا سلیمان نے تحقیق یہ محل ہے منڈھا ہوا شیشے سے کہا بلقیس نے اے پروردگار میرے

اني ظلمت نفسي واسلمت مع سليمن لله

تحقیق میں نے ظلم کیا جان اپنی کو اور مطیع ہوئی ساتھ سلیمان کے واسطے اللہ

رب العلمين ○ ولقد ارسلنا الى ثمود اخاهم

پروردگار عالموں کے اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے طرف ثمود کے بھائی ان کے

صلحا ان اعبدوا الله فاذا هم فريقن يختصمون ○

صالح کو یہ کہ عبادت کرو اللہ کی پس ناگہاں وہ دو فرقے ہوگئے آپس میں جھگڑتے

قال يقوم لم تستعجلون بالسيئة قبل الحسنة

کہا اے قوم میری کیوں جلدی کرتے ہو تم ساتھ برائی کے پہلے بھلائی سے

لولا تستغفرون الله لعلكم ترحمون ○

کیوں نہیں بخشش مانگتے اللہ سے تاکہ تم رحم کئے جاؤ

قالوا اطيرنا بك وبمن معك قال طئركم

عند الله بل انتم قوم تفتنون ○ وكان في

المدينة تسعة رهط يفسدون في الارض

آزمائش عقل

کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان نے بلقیس کی عقل آزمانے کے لیے ... تھا حضرت سلیمان نے اپنا تخت وہاں بچھایا اور خود اس پر بیٹھے اور بلقیس کو بلوایا جب بلقیس داخل ہوئی ... کی شرارت تھی۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گزشتہ)

پہلی وحی اور اسلام کی علمی فضیلت

غار مقدس کی پہلی آواز جو دنیا کے کانوں میں پڑی انوار نبوت کی پہلی تجلی جو ظلمتکدہ عالم پر ضیا ریز ہوئی اور عبد و معبود کے درمیان جو پہلا سلسلہ کلام شروع ہوا وہ یہ تھا کہ "پڑھ اس خدا کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا کیا" الخ اس آیت مبارکہ میں تین چیزیں قابل غور ہیں ربوبیت۔ خالقیت اور علم و حکمت مگر یہاں صرف "علم" کی تشریح کرنا اور توجہ دلانا مقصود ہے۔

اس آیت کا مطلب اور ماحصل یہ ہے کہ اے دنیا والو! اگر گوش شنیدار رکھتے ہو تو کان کھول کر سن لو اکتساب نور کی صلاحیت پیدا کر لو اور حیات انسانی کے لئے مستعد اور تیار ہو جاؤ اب انسان، انسان کو ذلت اور پستی سے نکال کر کرم بنانا چاہتا ہے عالم کے لبست و کشاد و انتظام و انصرام کی کنجیاں سپرد کرنا چاہتا ہے اور انسان کو یہ عظمت و تکریم "قلم" یعنی لکھنے پڑھنے کی اشاعت (علم بالقلم) اور ان علوم کے حصول سے وابستہ ہوگی جن سے اس وقت دنیا ناواقف ہے (علم الانسان مالم یعلم) عالم بالا کا یہ پہلا پیغام تھا جس نے ایک امی محض کے ذریعہ ایسے وقت میں دنیا کو علمی فضیلت انکشاف حقائق اور حصول علوم جدید کا پیغام سنایا جبکہ انسان جہالت اور بے علمی کی ظلمت میں مبتلا تھی انسانی دماغ کی رحالت میں تھا اور قوائے ذہنی ماؤف ہو چکے تھے۔

یہ اسلام کا کس قدر شاندار اور حیرتناک منظر تھا کہ ایک امی محض خود تو لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا مگر دنیا کو بتلا رہا تھا کہ انسان کی عظمت و کرامت لکھنے پڑھنے اور علم کی نشر و اشاعت پر منحصر ہے کون نہیں جانتا کہ نوع انسان کو محض علمی فضیلت ہی کے سبب تمام دوسری مخلوقات پر حکمرانی اور فرمانروائی کی قوت حاصل ہے۔ آج دنیائے سائنس نے جن عجائب و غرائب چیزوں سے روشناس کرایا ہے وہ سب وسعت علم ہی کے کرشمے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا پر کتنا بڑا احسان ہے کہ آپ نے علمی فضیلت پر توجہ دلا کر متلاشیان حقائق علوم کے ہاتھوں میں ایک مشعل راہ دیدی اور تہذیب و تمدن، علوم و فنون اور ایجادات و ترقیات کی بنیاد رکھدی جس کے صدقہ میں دنیا تمدن و ترقی کے اس مرحلے پر پہنچ چکی ہے اور ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام کی یہ نکتہ آگاہی اور قرآنی صداقت اور کیا کیا گل کھلائے گی۔ اور ترقی و تمدن کو کس بلند مقام پر پہنچائے گی۔

اگر قرآن مقدس علمی فضیلت کی یہ بشارت علمی نہ لاتا۔ انسان کے قوائے مضمرہ کو نشو و نما دینے کی ہدایت نہ کرتا حقائق اشیاء پر غور و فکر و تدبر کی تعلیم نہ دیتا اور انسانی عظمت و کرامت کے لئے حصول علم اس کی نشر و اشاعت اور علمی اکتشافات کی ضرورت و اہمیت نہ جتلاتا تو انسان مظاہر و فطریہ کو کام میں لانے اور ان کو خادم بنانے کے بجائے ان کے سامنے خود سربسجود رہتا اور دنیا پر جہالت اور لاعلمی کا پردہ پڑا رہتا۔

قبل اسلام دنیا کی علمی حالت

قبل ظہور اسلام اگرچہ دنیا سے علم مفقود نہ تھا بلکہ مذہبی لوگوں کی مخصوص جائداد بنا ہوا تھا علم کا مفہوم یہ نہ تھا جواب ہے مغرب میں علم و نفسیات کی راہیں مسدود تھیں "علم" اور "دین" کو علیحدہ علیحدہ تصور کیا جاتا تھا ان میں عداوت و منافرت کی بنیادیں پڑی ہوئی تھیں اور صدیوں سے یہ دونوں نام نہاد حریف ایک دوسرے کے خلاف صف آرا تھے۔

علم اور کلیسا کی معرکہ آرائی

وہ یورپ جس کے علمی اکتشافات علوم و فنون تحقیق و تدقیق دماغی کنج کاوی اور ذہنی روشنیوں سے دنیا کا چپہ چپہ جگمگا اٹھا ہے اور جس کی علمی و عملی ترقیوں کو دیکھ دیکھ کر نہ صرف دیگر قومیں دریائے حیرت میں غرق ہیں بلکہ خود مسلمان بھی انگشت بدندان اور شرم و ندامت سے سرنگوں ہیں جنہوں نے دنیا میں علوم جدیدہ کی بنیاد ڈالی اور جو سب سے پہلے حقائق اشیاء کی طرف توجہ دلانے والے ہیں اس یورپ کے جہل و جمود کی یہ حالت تھی کہ کلیسا نے دماغی تجسس اور علم و نفسیات کی کوششوں کو معاندانہ اور ملحدانہ حرکت قرار دیا تھا۔ قدیم علوم کی کتابیں کلیسی خزینوں میں بند پڑی تھیں اور مورد نفرت و حقارت تھیں عامۃ الناس کی بھلائی اور خیر اسی میں تھی کہ وہ جہالت اور تاریکی ہی میں مبتلا رہیں اگر کوئی علمی اکتشاف کی طرف توجہ کرتا اور دنیا کے سامنے کوئی نیا اور اچھوتا نظریہ پیش کرتا تو مذہبی پیشواؤں کا غیض و غضب بھڑک اٹھتا تھا اور اس کو طرح طرح کے شکنجہ عذاب میں کھینچا جاتا تھا جب کبھی بھی مغرب میں علم و تمدن کی لہر اٹھی تو فوراً اس کو کلیسا نے دبا دیا۔

مسلمانوں کیلئے ایک قابل غور حقیقت

کہاں ہیں وہ علم کے دشمن اور علوم و فنون کو دنیا کی الائشیں سمجھنے والے مولوی اور شور بازاری ذہنیت کے ملا جو اسلام کو "علم جامد" اور "اندھی تقلید" کا مظہر اور دنیوی ترقی کے مانع سمجھتے ہیں اور موجودہ علمی و صنعتی اکتشافات کو مذہب کا دشمن بتلاتے ہیں وہ غار حرا کی پہلی وحی کے اسرار و نکات پر غور کریں اور انصاف سے بتلائیں کہ کیا موجودہ علم و تمدن کی بنیاد قرآن نے نہیں رکھی اور کیا فخر موجودات محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علمی فضیلت و بزرگی نہیں دیگئی۔ اور اگر دیگئی ہے اور یقیناً دیگئی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ علوم مادیہ کو متبعین اسلام کے احاطۂ علم سے خارج کئے دے رہے ہیں جبکہ اسلام کی تعلیم کی رو سے دین و دنیا میں خط تمیز کھینچنا مشکل ہے ان کا تو فرض تھا اور اسلام کا عطا کردہ منصب تھا کہ وہ جہاں الٰہیات اور روحانیات میں اپنی رفعت و عظمت کا جھنڈا گاڑے ہوئے ہیں وہاں علوم مادہ میں بھی ترقی کر کے اپنی علوم پروری کا ثبوت دیتے اور مادیت کو روحانیت میں رنگ دیتے نہ یہ کہ اپنے شاگرد یورپ کے ذہنی ارتقا کے سامنے سپر انداز ہو کر اپنی شان خودداری کو بٹہ لگاتے۔

مسلمانوں کو یہ خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ انہوں نے اپنے زمانہ عروج میں اپنے دماغی تجسس اور علمی شغف سے موجودہ علمی ترقیات کے سامان بہم پہنچائے اور اپنی تحقیق و تدقیق سے یورپ کے لئے ایک کافی مواد چھوڑ گئے اگر کچھ فرق ہے تو یہ کہ مسلمانوں نے بنیادیں رکھیں اور یورپ نے ان پر عمارتیں بلند

گیں علم و تمدن کے راز نکتے اصول اور نظریے قائم کرنے والے اور تہلانیوالے مسلمان اور ان کو علمی جامہ پہنانے والے اور تجربات و مشاہدات کی کسوٹی پر پرکھنے والا یورپ۔

اللہ اللہ اس قوم کا یہ کیا حسرتناک انجام اور خود فراموشی کا کیا جگر خراش اور عبرت انگیز منظر ہے کہ جس نے یونان کے مردہ علوم میں جان ڈالدی ہو جس کا تمدن دنیا کے تمدنوں پر چھا گیا ہو اور جس کے فلسفہ تمدن و معاشرت کے سامنے تمام دنیا کے فلاسفر سائنسدان اور رفارمر سرنگوں ہو گئے ہوں وہ خود جہالت و لاعلمی کی تاریکی میں مبتلا ہو جہل و جمود اور اندھی تقلید میں گرفتار ہو اور اپنا آبائی شرف خاک میں ملا رہی ہو۔

تاریخ اسلام کا سرسری نظر سے مطالعہ کرنے والا دراس کو بھی ایک رسمی چیز بنانے والا یہ کیا ہے کہ تم اپنی شاندار تاریخ سے کوئی علمی سبق حاصل نہیں کرتے تمہاری دماغی کدورت دور نہیں ہوتی تمہارے قوائے نظریہ بیدار نہیں ہوتے اور علمی جذبات برانگیختہ نہیں ہوتے کیا یہ شرم کا مقام نہیں ہے کہ تمہاری ۹۰ فیصدی اکثریت جاہل مطلق ہے یاد رکھیئے انسانی عظمت و کرامت حصول علم میں ہے جس کے بغیر دنیا میں کسی قسم کا شرف و امتیاز حاصل نہیں ہو سکتا پس اگر دنیا میں عزت و عظمت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو علم حاصل کر و جہالت کی تاریکی دور کر دو اور اسلامی علوم کی مدد اور روحانیت سے علوم جدیدہ کا تاریک اور خلاف دین پہلو بھی روشن کر دو اور ثابت کر دو کہ ہم یورپ کے شاگرد نہیں بلکہ استاد ہیں۔

زمانہ فترت واقعہ غار حرا کے بعد آپ بدستور وہاں جاتے رہے اور انوار تجلیات کا مشاہدہ کرتے رہے چونکہ نبوت ایک بار گران اور امر عظیم ہے اس لئے اسرار نبوت سچے خوابوں سے منکشف ہونے شروع ہوئے کیونکہ دفعتاً اس کا تحمل نہیں ہو سکتا تھا اس لئے سچے خوابوں اور پھر انوار و مشاہدات کے ذریعہ مانوس کیا گیا اور جب فرشتہ نظر آیا تو آپ اقتضائے بشریت سے خوفزدہ ہو گئے چند روز تک جب وحی رکی رہی جس کو زمانہ فترہ کہتے ہیں تو آپ حالت یاس و ناامیدی میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاتے اور اپنے آپ کو گرا دینے کی کوشش کرتے ناگاہ حضرت جبرائیل نمایاں ہوئے اور آپ کو تسکین دیتے کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں یہ وحی کا سلسلہ بار بار اسلئے رک جاتا تاکہ آپ رفتہ رفتہ اس کی برداشت کے قابل ہو جائیں۔

فرض نبوت کی ادائیگی فرض نبوت کی ادائیگی اور تنہا آدمی ہو کر کچھ سخت مشکل مسئلہ نہیں کیونکہ آپ کو ایک ایسی گمراہ جاہل اور وحشی قوم سے واسطہ پڑا تھا جو صلاح و اکتساب کی صلاحیت ہی کھو چکی تھی اور جن کے دماغوں پر آبائی تقلید نے بری طرح قبضہ کر لیا تھا تزکیہ نفس کے لئے ایک ایسی بگڑی ہوئی قوم ملی تھی جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملی تھی آپ کے سامنے نہ صرف عرب کی اصلاح تھی بلکہ آپ کا ارادہ دنیا کو شاد کر کے تمام دنیا کو اسلام سے منور کر دیں اس لئے آپکو نہایت حزم و احتیاط سے اور نہایت تدبر و تدریج سے کام لینا پڑا۔

ایک دن آپ غار حرا سے نکل کر مکان کو تشریف لا رہے تھے تو پھر وہی فرشتہ نظر آیا اور آپ کے دل میں یہ پر جلال آواز آئی یا ایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر و ثیابک فطھر والرجز فاھجر یعنی اے چادر میں لپیٹے ہوئے اُٹھ اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا اپنے رب کی بڑائی اور کبریائی بیان کر پاکیزگی اور پاکدامنی اختیار کر اور نجاست ظاہری و باطنی یعنی شرک و بدی سے جدائی اختیار کر۔ اس کے بعد سلسلہ وحی جاری رہا ایکدن جبرائیل نے آپ کو طریقہ وضو سکھلایا اور نماز پڑھائی۔

سب سے پہلے راز نبوت ظاہر کرنے کے لئے آپ نے اپنے گھر والوں اور صحبت یافتہ لوگوں کو منتخب فرمایا جو آپ کے اخلاق و عادات اور ایک حرکات و سکنات سے بخوبی واقف تھے آپ کے دعوی کا قطعی فیصلہ کر سکتے تھے اور برسوں سے فیضیاب خدمت تھے آپنے سب سے پہلے حضرت خدیجہ کو جو آپ کی بہترین رفیق اور شریک زندگی تھیں پیغام الٰہی سنایا اور وہ سنتے ہی مومنہ صادقہ بن گئیں پھر حضرت علی جو آپ کی آغوش تربیت میں پلے تھے زید جو آپ کے آزاد کردہ غلام اور بندۂ خاص تھے اور حضرت ابوبکر صدیق کی باری آئی اور یہ سب مومن اور ہمہ تن اعتقاد بن گئے۔

سابقین اولین حضرت ابوبکر صاحب اثر و اقتدار و دولتمند، صائب الرائے اور فیاض تھے معززین مکہ میں شمار کئے جاتے تھے۔ قریش ہر بات میں ان سے مشورہ لیتے تھے اور بہت سے کبار صحابہ رضا مثلاً حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضا حضرت سعد و قاصؓ اور حضرت طلحہ رضا انہی کی ترغیب اور ہدایت سے اسلام لائے۔ یہ حضرات چونکہ عرب میں اثر و رسوخ رکھتے تھے اسلئے ان کی وجہ سے رفتہ رفتہ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہو گیا سابقین اولین میں یہ حضرات ممتاز ہیں عمار رضا خباب بن الارت ارقم رضا سعد بن زید رضا عبدالرحمن بن مسعود رضا عثمان بن مظعونؓ عبیدہ اور صہیب رومی رضا یہ وہ پاکیزہ نفوس اور قدسی صفات حضرات ہیں جنہوں نے اسلام کی پہلی ہی آواز پر بلا پس و پیش اپنے آبائی اور ملکی خیالات کو قربان اور پامال کر دیا کسی قسم کی حیل و حجت نہ کی اور حضور کی پہلی ہی نظر میں مس خام سے کندن بن گئے تاریخ اسلام کا یہ سب سے زیادہ اہم اور تاریخی اور تبلیغی پہلو ہے اور مخالفین کے اس اعتراض کا کہ " اسلام تلوار کے زور سے پھیلا" ایک مسکت اور قاطع جواب ہے اگر اس بے بنیاد الزام اور بیجا اعتراض کے جواب میں تاریخ اسلام کا یہ ابتدائی واقعہ پیش کر دیا جائے تو کافی اور بس ہے کیونکہ ایسے حضرات سابقین اولین کا جو فطرتاً نیک طبع پاکیزہ اخلاق صادق و دیانت میں مشہور فہیم و ذکی اور حضور کی حرکات و سکنات اور اخلاق و عادات کو سب سے زیادہ جاننے والے اور حقیقت شناس تھے اسلام میں داخل ہونا اپنے جان و مال سے ہاتھ دھونا تھا نیز ایسی حالت میں جبکہ رائے عامہ پیغام اسلام کے لئے قطعاً ناسازگار تھی اس قسم کی شخصیت کے لوگوں کا ایمان لانا اس بات کی قطعی ثبوت ہے کہ اسلام اپنی مقناطیسیت جاذبیت اور للہی تاثیر سے اشاعت پذیر ہوا۔

تین سال تک اسلام کی تبلیغ چپکے چپکے اندر ہی اندر ہوتی رہی آہستہ آہستہ اندر ہی اندر مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت تیار ہو گئی لیکن جو کچھ ہوا پوشیدہ طور پر ہوا جب نماز کا وقت آتا تو آنحضرت صلعم کسی پہاڑ کی گھاٹی میں نماز ادا کر لیتے صرف چاشت کی نماز حرم ہی میں ادا کرتے رہتے تھے کیونکہ یہ نماز قریش کے ہاں بھی جائز تھی۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اتفاقاً ادھر سے ابوطالب کا گذر ہوا آپ ٹھہرے ہوئے خاموشی کے ساتھ قدسی نظارہ دیکھتے رہے جب حضرت علی نماز سے فارغ ہو گئے تو پوچھا یہ کونسا دین ہے جس کی عبادت تم نے ادا کی فرمایا ہمارے دادا ابراہیم کا یہی مذہب تھا یہ سنکر ابوطالب نے کہا کہ میں یہ مذہب قبول تو نہیں کر سکتا البتہ تمہیں اجازت ہے اور تمہارا کوئی مزاحم نہ ہو سکے گا۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

(نوشتہ مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری)

روزے کے روحانی و جسمانی فوائد

روزہ کا سب سے بڑا فائدہ اسی عنوان کے تحت میں گذشتہ مولوی میں آپ پڑھ چکے ہیں اب ضرورت تو کچھ نہیں کہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ فائدے بتلائیں جائیں مگر مسلمانوں کی دینی حِسّی ایسی نہیں ہی جو ایک بات سے ملد ہو جائے اور ان کے مردہ جذبات میں ایک یا دو دلیلوں سے ہیجان بسیا نہیں ہوتا کیونکہ وہ سراسر تخیل پسند بن گئے ہیں اس لئے کچھ اور فائدے بھی بتلائے جاتے ہیں۔

(۱) فرشتے کہانے اور پینے سے پاک ہیں اور ایسا ہی اللہ کھانے پینے سے منزہ اور پاک ہی سو انسان روزہ رکھنے سے ملکی صفات سے متصف اور متخلق باخلاق اللہ ہو جاتا ہے۔

(۲) انسان کا کمال قوت بہیمیہ کے زور کو گھٹانے، شہوانی اور حیوانی قوتوں کو اعتدال پر لانے اور ان کو اخلاق و روحانیت کا رنگ دینے میں ہے اور یہی بات روزہ سے حاصل ہوتی ہے۔

(۳) تکلیفات گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں سو بھوک پیاس کی تکلیف گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

(۴) کبھی کبھی فاقہ کرنے سے معدہ کی زائل شدہ قوت اور صفائی حاصل ہوتی ہے جس سے دماغ صاف جسم ہلکا اور صحت اچھی رہتی ہے اور اگر کبھی معدہ کو ریسٹ ہی نہ دیا جائے تو معدہ کی غلاظت اور خرابی کا سب سے زیادہ اثر دماغ پر ہوتا ہے لہذا روزہ رکھنے سے دماغی قوی کا نشو و ارتقا ہوتا ہے۔

(۵) بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور غربا و فقرا کی امداد دستگیری انسانیت کا فرض ہے اسلام نے اخوت قومی کے علاوہ اخوت انسانی کی پرزور تعلیم دی ہے اور اس پاکیزہ جذبہ کو حد سے زیادہ اہمیت دی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے خیر الناس من ینفع الناس تم میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو مخلوق خدا کو نفع پہنچائے کسی مصیبت زدہ شخص سے سچی ہمدردی اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ اس مصیبت میں وہ خود بھی مبتلا رہ چکا ہو پس روزہ کی بھوک پیاس کی تکلیف غربا کی حالت کا اندازہ کراتی اور ان کا سچا ہمدرد بناتی ہے۔

(۶) صبر و استقلال اور مصائب و شدائد میں قوت برداشت ایسی چیزیں ہیں جو قوموں کو مسابقت اقوام میں بازی لیجانے اور قوت و اقتدار حاصل کرانے میں ممد و معاون ہوتی ہیں۔ سو روزے سے پورے ایک ماہ کی مشق کرنے سے انسان تہذیب و مشقت اور ریاضات کا عادی ہو جاتا ہے۔

(۷) خلوے معدہ سے صفائی قلب اور معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے نور ایمان دل میں چمکتا ہے عبادتوں میں مزہ ملتا ہے نیکیوں کی رغبت اور گناہوں سے نفرت ہوتی ہے اور یہ سب باتیں روزے ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔

(۸) خدائے قدوس اپنے کلام مبارک میں فرماتا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جس نے اللہ سے ڈر کر اپنے نفس کو ہوائے نفسانی سے بچالیا وہ بہشت میں داخل ہو گیا

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنت کا داخلہ دو باتوں پر منحصر ہے خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور اپنے نفس کو ہوائے نفسانی سے بچانا یہ دونوں امر روزے میں پائے جاتے ہیں پس روزہ جنت دلانے کا ضامن ہے۔

صوم کی تعریف

صوم کے لغوی معنے کھانے، کلام کرنے اور چلنے سے رک جانے کے ہیں وھو فی اللغۃ الامساک عن الفعل مطعما کان او کلاما او مشیا وفی الشریعۃ الاکل والشرب بالحرکات والوطی ای کف النفس عن ھذہ الافعال قصداً۔ یعنی لغت میں صوم کے معنے کھانے، کلام کرنے اور چلنے سے رک جانے کے ہیں اور شریعت میں کھانے پینے اور جماع کو ترک کر دینے یعنی نفس کو ان افعال سے قصداً روک رکھنے کے ہیں۔ مراد یہ کہ صوم لغت میں قول و فعل سے رک جانے اور شریعت میں صبح صادق سے تا غروب آفتاب کھانے پینے اور جماع کرنے سے رُکے رہنے کا نام روزہ ہے۔

سبب فرضیت صوم

روزے کی فرضیت کا سبب ماہ رمضان کا ہر دن ہے اور رمضان چاند دیکھنے یا شعبان کے پورے تیس دن ہو جانے سے ثابت ہو جاتا ہے یعنی روزہ بسبب چاند دیکھنے کے لازم آجاتا ہے اور پھر اس کی ادائگی ہر مسلمان بالغ اور عاقل پر بوجوب فرض عین ہے یہ چار شرطیں جس میں جمع ہوں اسے بلا عذر شرعی روزہ ترک کرنا خدا کی نافرمانی ہے اور عبدیت کے دائرے سے نکلنا ہے اس کی ادائیگی کے لئے تین شرطیں ہیں تندرست ہونا حیض و نفاس سے پاک ہونا۔ اور مفسدات صوم سے بچے رہنا۔

مسائل رویت ہلال

شعبان کی ۲۹۔ تاریخ کو رمضان کا چاند دیکھنا مسلمانوں پر واجب کفایہ ہے اگر کسی بستی کے ایک مسلمان نے بھی چاند دیکھنے کی کوشش کی تو چاند دیکھنے کا حکم سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا ۲۹ تاریخ کو اگر گرد و غبار کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو پھر شعبان کے پورے تیس دن گنکر پھر روزہ رکھ لینا چاہیے۔

اگر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو گرد و غبار کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو شعبان کی ۳۰ تاریخ کو شک کی حالت میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے روز شک کا روزہ امام شافعی کے نزدیک ممنوع ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی شک کے روز روزہ رکھیگا وہ میری نافرمانی کرے گا۔ امام احمد کے نزدیک اس روز کا روزہ واجب ہے اور حضرت امام اعظم کے نزدیک [illegible] سے روزہ رکھنا جائز ہے مگر رمضان کی نیت سے ناجائز اس نیت سے بھی جائز نہیں کہ اگر کل رمضان ہے تو روزہ رکھو گا ورنہ نہیں دلیل امام اعظم کی یہ ہے کہ حدیثوں میں رمضان کا چاند دیکھنے اور شعبان کے تیس دن پورے کرنے سے پہلے روزہ [illegible] رکھنے کی ممانعت آئی ہے [illegible] میں ہے کہ قاضی، مفتی اور خاص لوگ شک والے دن نفل کی نیت سے روزہ رکھیں مگر عوام کو روزہ رکھنے کا حکم نہ دیں۔

رویت ہلال کی گواہی

مسلمان پر ابر و غبار کی وجہ سے [illegible]

عادل کی گواہی مقبول ہے عادل کی تعریف بعض فقہار نے یہ کی ہے کہ جو برائیوں کی نسبت نیکیاں زیادہ کرتا ہو وہ عادل ہے اگر آسمان غبار آلود نہ ہو اور مطلع صاف نہ ہو تو رمضان اور شوال دونوں میں بڑی جماعت کی شہادت معتبر ہوگی بڑی جماعت کے لئے پچاس آدمیوں کی تعداد مقرر کی گئی ہو (کنزالدقائق)

اگر کوئی رمضان کا چاند دیکھے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے تو اس کو روزہ رکھنا چاہئیے اگر نہ رکھیگا تو اس پر قضا بلا کفارہ لازم آئیگی۔ کسی جگہ حاکم شرعی نہ ہو تو رویت ہلال کی گواہی مسجد میں لوگوں کے سامنے دینی چاہئیے۔ اور لوگوں کو اس ایک عادل شخص کے قول پر اعتبار کرکے روزہ رکھنا چاہئیے اگر اس کی شہادت قبول کی گئی اور لوگوں نے اس کے کہنے پر روزہ رکھ لیا مگر خود نہ رکھا تو اس پر کفارہ لازم آئے گا۔ (جامع الرموز)

روزہ کی نیت

آٹھ قسمیں ہیں فرض، واجب، سنت، نفل، مکروہ اور حرام ان میں سے فرض اور واجب کی دو دو قسمیں ہیں۔ فرض معین۔ فرض غیر معین۔ رمضان شریف کے روزے فرض معین کہلاتے ہیں اگر کسی شرعی عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو اس کی قضا یعنی ایک روزہ کے بدلہ میں ایک روزہ رکھنے کو فرض غیر معین۔ کسی کام کے پورا ہو جانے پر خاص دن یا خاص تاریخ میں روزہ رکھنے کی منت ماننے کو واجب معین یا نذر معین کہا جاتا ہے اور بلا تعیین تاریخ اور بلا تخصیص دن کسی منت پر روزہ رکھنا واجب غیر معین ہے۔

جو روزے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے اور یا جن کی بابت آپ نے اپنی امت کو ترغیب و تحریص دلائی ان روزوں کو مسنون یا سنت کہا جاتا ہے مثلاً ایام بیض کے روزے۔ عاشورہ اور عرفہ کا روزہ ان کے علاوہ جو روزے ہیں مثلاً دوشنبہ کا روزہ پنجشنبہ کا روزہ اور شوال کے چھ روزے یہ سب نفل روزے کہلاتے ہیں۔

شوہر کی بلا اجازت روزہ رکھنا اور یا بلا افطار دو دن کا روزہ رکھنا یہ روزے مکروہ ہیں اور عیدین کے دو روزے اور ایام تشریق کے تین روزے یہ حرام ہیں۔

ان روزوں میں سے فرض واجب اور نفل روزہ کے لئے رات سے لیکر دوپہر تک اگر نیت کر لی جائے تو درست ہے۔ ان تینوں قسموں کے سوا اور روزوں کے لئے رات سے ہی نیت کرے تو درست ہوں گے۔ امام نجم الدین نسفی فرماتے ہیں کہ رمضان شریف کے ایام میں سحری کھا لینا ہی روزہ کی نیت ہے۔ روزہ کی نیت کا دھیان خواہ دل میں کرے یا زبان سے یہ الفاظ کہے بصوم غد نویت من شهر رمضان یعنی کل کے لئے میں رمضان شریف کا روزہ رکھنے کی نیت کرتا ہوں۔

سحری کھانا

سحری کھانا سنت ہے اور حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے آپ فرماتے ہیں "یہود و نصاریٰ اور ہمارے روزوں میں صرف سحری کا فرق ہے" یعنی یہود و نصاریٰ سحری نہیں کھاتے اور ہم کھاتے ہیں سحری میں تاخیر کرنا بھی سنت ہے حضرت ابن ثابت رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی اور پھر صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے حضرت بلال موذن رسول وقت سے ذرا پہلے ہی اذان دیدیا کرتے تھے تو حضور صلعم فرماتے کہ بلال تو رات رہے ہی اذان دیدیا کرتے ہیں تم ابن ام مکتوم کی اذان تک سحری کھایا کرو یہ نابینا تھے ان سے جب بار بار کہا جاتا تو پھر کہیں اذان دیا کرتے تھے۔

سحری کھانے میں تاخیر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک صبح صادق کا یقین نہو اس وقت تک کھاتے پیتے رہنا چاہئیے اور جب صبح صادق نمودار ہو جائے تو پھر کھانا پینا ترک کر دینا چاہئیے۔ صبح صادق کی پہچان یہ ہے کہ جب صبح صادق نمودار ہوتی ہے تو مشرق میں سیاہی اور روشنی کی دو دھاریاں نمایاں ہوتی ہیں اور پھر روشنی غالب آکر تاریکی مٹ جاتی ہے یہی صبح صادق ہے۔

سحری کھانے کی سنت ادا ہونے کے لئے یہ کچھ ضروری نہیں کہ پیٹ بھر کر کھایا جائے بلکہ اگر ایک دو لقمے یا ایک گھونٹ پانی کا ہی پی لیا جائے تو سنت ادا ہو جاتی ہے۔

اگر سحری کے وقت آنکھ نہ کھلے اور صبح صادق نمودار ہو جائے تو بغیر سحری کھائے ہی روزہ رکھ لینا چاہئیے روزہ میں کچھ حرج واقع نہ ہوگا۔

کسی نے اس خیال سے کہ ابھی رات باقی ہے کچھ کھا پی لیا بعد میں معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی یا اسی طرح سورج غروب ہو جانے کے گمان سے روزہ افطار کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی دن باقی تھا تو ان دونوں صورتوں میں روزہ نہ ہوگا مگر دن بھر کھانے پینے سے بوجہ حرمت رمضان رُکے رہنا چاہئیے اور اس روزہ کی صرف قضا دینی پڑے گی۔

روزے کے آداب

محض منہ بند کر لینے اور جماع سے رُکے رہنے ہی کا نام روزہ نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی بد اخلاقیوں اور لغویات و فضولیات سے کلی طور پر احتراز کیا جائے کیونکہ روزہ کا مقصد اعلیٰ تادیب نفس ہے۔ اگر نفس کھانے پینے کے علاوہ اور دنیاوی جھگڑوں اور برائیوں میں پڑا رہا تو روزہ کا کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا اسلئے لڑائی جھگڑے، غیض و غضب، سب و شتم، غیبت و چغلخوری اور گالم گلوچ سے روزہ دار کو بچے رہنا چاہئیے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فریب کی بات کرنا اور کہنا چھوڑے تو خدا تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے چھوڑ دینے کی کچھ خواہش نہیں نیز بخاری شریف میں ہے فلا یرفث ولا یجهل فان امرء قاتله او شاتمه فليقل انى صائم یعنی روزے کی حالت میں فحش نہ بکے اور جہالت کی باتیں نہ کرے اگر کوئی اس سے لڑائی دنگہ اور گالی گلوچ کرے تو خود بھی انہی باتوں پر نہ اتر آئے بلکہ اس سے کہدے کہ بھائی میں روزہ سے ہوں۔ ان باتوں سے روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے بخاری شریف میں ہے من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة ان يدع طعامه وشرابه یعنی جو شخص باطل باتوں اور برے کاموں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی حاجت نہیں غرض یہ کہ روزے کی حالت میں تمام اعضا و جوارح کو اپنے قابو میں رکھنا چاہئیے خلاف شرع امور سے اجتناب کرنا چاہئیے اور نماز، یاد الٰہی، تلاوت قرآن، نوافل اور نیک کاموں میں ہمہ وقت مشغول رہنا چاہئیے تاکہ روزہ کامل ہو اور اس کا فائدہ مترتب ہو۔

حضرت امام محمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ اس سے کسی بُری چیز کو نہ دیکھے کسی نامحرم پر نظر نہ ڈالے بلکہ قرآن شریف اور دینی کتابیں پڑھتا رہے۔ کانوں کا روزہ یہ ہے کہ ان سے بد اور فحش کلام نہ سنے بلکہ ان سے وعظ و نصیحت اور خدا کے احکام سنتا رہے۔ زبان کا روزہ یہ ہے کہ اس سے گالی اور فحش نہ بکے غیبت اور چغلی نہ کرے بلکہ ذکر الٰہی جاری رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے کلام اللہ کی تلاوت کرے بدگوئی سے زبان کو آلودہ نہ کرے اور فضول باتیں نہ کرے۔ ہاتھوں کا روزہ یہ ہے کہ ان سے کوئی خلاف شرع کام سرزد نہ ہونے دے اور کوئی گناہ کا کام نہ کرے مثلاً کسی کو ناحق مارنا وغیرہ بلکہ ان سے صدقات

وخیرات کرے اور اندھوں یتیموں اور بیواؤں کی امداد واعانت کرے۔ پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ ان سے کسی لہو ولعب اور گناہ کی جگہ نہ جائے بلکہ نماز باجماعت وعظ ونصیحت سننے کے لئے جائے اور کسی بزرگ سے ملنے یا مزار پر جائے یعنی قدم خیر اور نیکی کی طرف اٹھیں نہ کہ شر اور بدی کی طرف اور تمام جسم کا روزہ یہ ہے کہ آپ سے اسکی راہ میں فنا کردے اور اپنے وجود کی علمی وعملی طاقتیں خدا کو سونپ دے۔

جن باتوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا

نہ قریب قریب ۲۴ ہیں جو یہ ہیں۔ بھول کر کچھ کھا پی لینا اور یا جماع کر لینا۔ خواب میں احتلام ہو جانا اور یا شہوت سے دیکھنے کے باعث منی کا اخراج۔ تیل ملنا۔ پچھنے لگوانا۔ سرمہ لگانا۔ بوسہ لینا جبکہ انزال ہونے یا جماع کر بیٹھنے کا اندیشہ نہ ہو۔ روزہ نہ رکھنے کی نیت کر کے پھر رکھ لینا۔ حلق میں دھواں یا غبار یا آٹے کا چلا جانا۔ مکھی کا منہ میں چلے جانا۔ حلق میں دوا کا اثر پہنچ جانا بحالت جنب صبح ہو جانا۔ خواہ سورج ہی نکل آئے۔ سوراخ ذکر میں پانی یا دوا ڈالنا نہر یا حوض میں غوطہ مارنے کے سبب ناک یا کان میں پانی چلا جانا۔ کان کے کھجانے یا لکڑی کرنے سے پیپ نکل آنا۔ ناک میں تنکی ڈال کر چھینک لے۔ قے کا ہو جانا بشرطیکہ منہ بھر کر نہ ہو۔ دانت میں اٹکی ہوئی چیز کا نگل لینا بشرطیکہ گیہوں کے دانہ سے کم ہو۔ ان سب باتوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا (نور الایضاح)

مفسدات صوم

جن سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں قبل یا دبر میں عمداً جماع کرنا فاعل اور مفعول دونوں پر۔ جان بوجھکر کچھ کھانا پینا کچا یا پکا اور یا خشک شدہ گوشت کھا لینا اور یا اپنی زوجہ یا دوست کا تھوک نگل لینا۔ مختصر یہ کہ جو شخص جان بوجھکر کچھ کھا پی لے یا زن و شوہر کے تعلقات پورے کرے تو ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں دینے پڑتے ہیں۔

مفسدات روزہ

جن سے صرف قضا دینی واجب ہوتی ہے (۱) زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈالی گئی اور وہ حلق سے اتر گئی (۲) روزہ یاد تھا مگر کلی کرتے وقت بلا قصد حلق میں پانی چلا گیا (۳) آئی ہوئی قے قصداً حلق میں لوٹا لی (۴) قصداً منہ بھر کے قے کر ڈالی (۵) کنکری یا پتھر یا مٹی یا کاغذ قصداً نگل گیا (۶) دانتوں میں اٹکی ہوئی چنے کی برابر کوئی چیز نگل گیا (۷) کان میں تیل ڈالنے یا عمل پچکاری سے دوا پیٹ میں پہنچ گئی (۸) نسوار سونگھ لی (۹) دانتوں سے نکلے ہوئے خون کو نگل گیا (۱۰) بھولے سے کچھ کھا پی گیا اور یہ سمجھکر کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً کچھ کھایا پیا (۱۱) یہ سمجھکر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی (۱۲) ابر وغبار کی وجہ سے یہ سمجھکر کہ آفتاب غروب ہو گیا روزہ افطار کر لیا پھر معلوم ہوا کہ ابھی دن باقی تھا تو ان سب صورتوں میں قضا دینی پڑے گی۔ (تعلیم الاسلام)

قضا اور کفارہ کی تعریف

جس شخص کا روزہ کسی مجبوری یا غلطی یا کسی کی زبردستی سے رہ گیا یا ٹوٹ گیا تو اسے صرف ایک روزہ کے بدلے میں ایک ہی روزہ دینا پڑے گا اسی کو قضا کہتے ہیں یہ قضا روزے پورے کرنے میں اختیار ہے جب چاہے اور جس طرح چاہے اپنے قضیہ روزے پورے کرے پے در پے اور لگاتار رکھنے کی کوئی شرط نہیں۔

روزہ کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اگر اتنی استطاعت نہ ہو تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے درمیان میں ترک کر دے گا تو پھر نئے سرے سے رکھنے پڑیں گے اگر اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلا دینا چاہیئے۔ یا ہر فقیر کو نصف صاع گیہوں کا آٹا یا ستو دیدے۔

مریض اور مسافر کیلئے رخصت

ہے کہ وہ حالت سفر اور مرض میں روزہ نہ رکھیں کیونکہ اگر ایسی حالت میں بھی ان کو روزہ کا حکم دیا جاتا تو یہ ان پر سخت مشقت تھی اور اللہ پاک اپنے بندوں کو ان کی طاقت سے زیادہ کوئی حکم دینا نہیں چاہتے لہذا ان کو رخصت دی قوله تعالیٰ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ط اور جو کوئی تم میں سے مریض یا مسافر ہو تو چاہیئے کہ روزہ نہ رکھے۔ دوسرے دنوں میں قضا کر کے ان کا شمار پورا کر لے اور جن کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو وہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دیدیں۔

اس آیت میں مریض سے مراد ایسا مریض ہے جس کو روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جانے کا یقین ہو یا مسلم ڈاکٹروں اور حکیموں نے مشورہ دیا ہو کہ اگر تم نے روزہ رکھا تو مرض بڑھ جائے گا اور مسافر سے مراد ایسا مسافر ہے جس کے سفر کی مقدار مسافت نماز قصر یعنی قریباً ۴۶ میل کے برابر ہو اور پیدل یا کسی سواری پر ہو جس میں مشقت اور تکلیف ہو پس معمولی مرض کی حالت میں اور بلا یقینی خطرہ کے روزہ نہ رکھنا جائز نہیں۔ اسی طرح ریل میں سفر کرنا اس رخصت سے فائدہ اٹھانے کا سبب نہیں بن سکتا کیونکہ ریل کے سفر میں چنداں تکلیف اور دقت نہیں ہوتی لہذا ریل میں سفر کرنے والوں کے لئے بہتر اور افضل ہے کہ وہ روزہ رکھیں۔ البتہ اگر سخت گرمیوں کی وجہ سے یا سفر کی طوالت اور بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے تکلیف کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں رخصت ہے۔ حضرت امام اعظم فرماتے ہیں کہ سفر خود مشقت ہے لہذا روزہ نہ رکھنا بھی جائز ہے۔

اس آیت سے مسافر اور مریض کو جہد وتعب کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ مسافر اور مریض پر بحالت افطار فدیہ مع قضا کے واجب ہے یا نہیں سو ہمارے امام ابو حنیفہ فرماتے کہ ان دونوں پر فدیہ مع قضا کے واجب نہیں یعنی جب مسافر مقیم ہو گیا اور مرض جاتا رہا تو وہ صرف بقیہ روزوں کی قضا دیں گے چونکہ مریض کے مرض جاتے رہنے اور مسافر کے مقیم ہو جانے سے سفر اور مرض کی مشقت زائل ہو جاتی ہے اس لئے ان کو قضا کا حکم ملا لیکن شیخ فانی اور بوڑھوں کے لئے یہ رعایت اور اجازت ہو کہ وہ ایک روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

اب اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ بوڑھا شخص جو روزے رکھنے سے معذور ہے اس پر فدیہ واجب ہے یا نہیں حضرت امام شافعی کا قول ہے کہ اس پر فدیہ واجب نہیں مگر حضرت امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور یہی صحیح ہے کہ وہ فدیہ دے حضرت امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ حضرت انس نے بعد بوڑھے ہو جانے کے ایک یا دو سال ہر روزے کے عوض مسکین کو گوشت روٹی کا کھانا دیا تھا۔

ابتدا اسلام میں مریض اور مسافر کو بھی فدیہ دینے کا اختیار تھا لیکن جس وقت یہ آیت فمن شهد منكم الشهر فليصمه نازل ہوئی تو یہ اختیار ان سے سلب ہو گیا صرف روزہ رکھنے یا قضا کرنے کا حکم باقی رہا یعنی اس آیت سے پہلے

مسافر اور مریض کو تین امور کا اختیار تھا چاہے روزہ رکھیں چاہے نہ رکھیں یا چاہیں تو فدیہ دیدیں مگر اس آیت میں صرف دو امور کا اختیار باقی رہ گیا خواہ روزہ رکھیں خواہ قضا کریں مگر صرف بوڑھے کو فدیہ دینے کا اختیار باقی ہے (تفسیر مظہری)

حاملہ اور دودھ پلانیوالی عورتوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

حاملہ اور مرضعہ عورتیں بھی اس رخصت میں بوڑھے کے حکم میں ہیں یعنی جب ان دونوں کو اپنی یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو تو ان کو اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں فقہا میں اس بات پر اختلاف ہے کہ اگر یہ دونوں روزہ نہ رکھیں تو فدیہ دیدیں یا قضا کریں بعضوں نے کہا ہے کہ صرف فدیہ دیں قضا نہ کریں اور بعض کہتے ہیں کہ صرف قضا کریں فدیہ نہ دیں علمائے حنفیہ کا بھی یہی قول اور مسلک ہے۔

مکروہات صوم

جن باتوں سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں کسی چیز کا ذائقہ چکھنا کسی چیز کا مثلاً مصطگی وغیرہ بلا مجبوری کے چبانا بوسہ لینا اور اختلاط کرنا جبکہ نفس پر پوری طرح قدرت حاصل نہ ہو اور انزال ہو جانے یا جماع کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو۔ اور تھوک کا منہ میں جمع کر کے نگل جانا۔ روزہ دار کو مذکورہ بالا باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے تاکہ روزہ مکروہ نہو۔

ان باتوں سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا

نفس پر قابو ہونیکی حالت میں بوسہ لینا اور اختلاط کرنا تیل ملنا۔ سرمہ ڈالنا۔ پچھنے لگوانا۔ ظہر کے بعد مسواک کرنا خواہ تر ہو خواہ خشک وضو کے علاوہ کلی کرنا نہانا اور بدن پر بھیگا ہوا کپڑا لپیٹنا۔

تنبیہ

بعض لوگ روزہ ٹوٹ جانے کی وجہ سے یہ سمجھکر کہ اب ہمارا روزہ تو رہا ہی نہیں کھاتے پیتے رہتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ جس کا روزہ ٹوٹ جائے یا وہ عورت جس کو حیض آ جائے اور یا مسافر مقیم ہو جائے تو ان سب صورتوں میں حرمت رمضان کی وجہ سے تمام دن کھانے پینے سے رکے رہنا چاہیئے

افطار کے مسائل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے اور افطار میں جلدی کرنے والے بندے خدا کو بہت پیارے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب تک مسلمان روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے دین کو غلبہ رہے گا۔

افطار میں جلدی کرنے کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ دن بھی نہ چھپنے دیا جائے اور روزہ افطار کر لیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب کا غروب ہو جانا متحقق اور یقینی ہو جائے تو پھر افطار میں دیر نہ کرنی چاہیئے۔ روزہ کھولنے کی دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ یعنی اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا۔ تجھی پر ایمان لایا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

افطار کرنے میں حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچے صرف اپنی کمائی کی حلال روزی سے افطار کرے۔ چھوہارے یا کھجور سے روزہ افطار کرنا سنت اور باعث ثواب ہے اگر یہ میسر نہ آئیں تو پھر پانی ہی بہتر ہے اگر دودھ۔ شربت یا اور کسی چیز سے روزہ افطار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور نہ ہی روزہ کا ثواب کم ہوتا ہے۔

نمک کی کنکری سے روزہ افطار کرنے کو ثواب سمجھنا یہ خود ساختہ اور غلط عقیدہ ہے بعض جاہلوں کا گمان ہے کہ اگر کسی کی دی ہوئی چیز سے روزہ کھولا جائے تو ثواب کم ہو جاتا ہے بلکہ بعضے تو کہدیا کرتے ہیں کہ روزہ کھلوانے والے ہی کو ثواب مل جاتا ہے یہ عقیدہ بھی بالکل غلط اور گمراہ کن ہے۔

روزہ کھلوانے کا ثواب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اس کے صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے اور اسکو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا روزہ دار کو روزہ رکھنے کا اس پر مزید لطف اور خدا تعالیٰ کا احسان یہ ہے کہ روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔

صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ حضور اگر کسی میں روزہ افطار کرانے کی گنجائش نہ ہو تو وہ کیسے اس ثواب کو حاصل کرے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دودھ کے ایک گھونٹ یا چھوہارے کے ایک ٹکڑے یا پانی کے ایک گھونٹ سے بھی کسی کا روزہ کھلوا دیگا تو اللہ تعالےٰ اس کو بھی وہی ثواب عطا فرمائے گا اور اگر کوئی ہمت اور گنجائش والا پیٹ بھر کر روزہ دار کو کھانا کھلا دیگا تو اللہ تعالیٰ اس کو خاص میرے حوض سے پانی پلائے گا جس کی ایک ادنیٰ تاثیر یہ ہوگی کہ پھر اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی یہانتک کہ جنت میں جا داخل ہو۔

دعوتِ عمل

مسلمانو! تم عبادت روزہ کی تمام تفصیلات اور اہمیت سے واقف ہو چکے اب اگر تمہارے دلوں کی گہرائیوں میں ایمان و عرفان اور احکام خداوندی کی تعمیل و تکمیل کا کوئی ولولہ باقی ہے تو اس عبادت کو کما حقہ بجا لاؤ تمہارے دلوں پر سستی چھائی ہوئی ہے اور تم شیطان و نفس کے پھندوں میں پھنسے ہوئے ہو اگر ان دونوں دشمنوں سے چھٹکارا چاہتے ہو اور تزکیہ باطن حاصل کرنا چاہتے ہو تو روزے رکھو اور ماہ رمضان کو ذکر الٰہی میں گذارو۔ یا اللہ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے احکام کی تعمیل اور اسوہ نبی کی پیروی میں فنا ہو جائیں آمین یارب آمین۔

بہترین استاد معلم موٹر

اس میں موٹر کار مشین کے تمام پرزوں کی تصویریں یا دیگر مشین کے میکنزم کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا امداد غیرے آسانی سے سمجھ جاتے اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں۔ قیمت عہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

اتالیق موٹر

اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص بتلا کر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص مشین کے تمام نقائص کو سمجھکر ان کے درست کرنے کی قابلیت آجاتی ہے قیمت صرف عہ علاوہ محصولڈاک اگر معلم موٹر اور اتالیق موٹر ایک ساتھ طلب کریں تو محصول نہیں لگایا جائے گا۔

پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

اسلامی روزہ کی فلاسفی

(از جناب مولانا محمد ریاست علی صاحب قادری قدوائی خیرآبادی)

قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن القدیم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ

برادران اسلام! اس میں کچھ شک وشبہ نہیں کہ خدائی حکم کے سامنے سر نیاز خم کر دینا ایک ایسی بے نظیر عبادت تھی جسے انسان جیسے اسیر ہوا و ہوس کو انجام دینا بہت ہی مشکل تھا لیکن اس استاد ازل کی کیا داد دیجیے جس کے علم سرمدی میں درس کی دشواریاں اور بندہ کا ضعف دونوں موجود تھے اس لئے اس نے سمجھایا اور ایسے دلنشیں انداز میں سمجھایا کہ پست طبائع عالی ہمت بن گئیں انحراف تسلیم سے بدل گیا اور تکلیف عروس اشتیاق بنکر مومن کے محمل قلب میں جا بیٹھی یا تو وہ زمانہ تھا جبکہ رمضان المبارک کی آمد پیام موت تھی اس کا ایک ایک دن پہاڑ تھا یا اب وہ وقت ہے جبکہ اس ماہ مقدس کے انتظار میں گیارہ ماہ گیارہ برس معلوم ہوتے ہیں اور اس کے تیس دن تیس گھڑیاں ہی نظر نہیں آتیں۔

چونکہ انسان اپنی فطرت سے ہر اس بار کا متحمل ہو جاتا ہے جو ہمیشہ سے اس کے باپ دادا کی گردنوں پر رہتا چلا آیا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی وہ اپنے نفس کو ایسی جدید قیود اور ذمہ داریوں کا پابند دیکھنا پسند نہیں کرتا جو ابتداءً اس پر عاید کی گئی ہوں اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کے اس فطری تقاضا کا لحاظ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ (اے مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کئے گئے تھے اسی طرح تم پر بھی فرض کئے گئے ہیں) یہ فرضیت صوم کوئی نئی بات نہیں ہے کہ تم اس کے ادا کرنے میں گھبرا جاؤ اور اس کے فرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تم گناہوں سے بچو یعنی متقی ہو جاؤ اور وہ بھی گنتی کے چند دن ہیں زیادہ دن بھی تو نہیں ہیں یعنی صرف ایک مہینہ جس میں کبھی ۲۹ دن ہوتے ہیں اور کبھی پورے تیس دن پھر کوئی وجہ نہیں کہ تمہیں اس فریضہ خداوندی کے ادا کرنے میں کسی قسم کا انحراف یا پریشانی ہو۔ پارہ ۲ سورہ بقر۔

صاحب تفسیر خازن نے اپنی اسی تفسیر میں اس آیت کے تحت میں لکھا ہے کہ:۔

"روزہ ایک پرانی عبادت ہے خدا نے کوئی امت ایسی نہیں چھوڑی کہ جس پر یہ عبادت (روزہ) فرض نہ کی ہو جیسا کہ (اے مسلمانو!) تم پر فرض کی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ روزہ ایک مشکل عبادت تھی لیکن مشکل چیز بھی جب عام ہو جاتی ہے تو آسان ہو جاتی ہے۔"

برادران ملت! یہ وہ بات ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو مانوس کرنے کے واسطے پہلے ہی ان کے سامنے پیش کیا پھر آگے چل کر لعلکم تتقون سے اس کی حکمت کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ تم روزے رکھو تاکہ گناہوں سے بچتے رہو اور اس طرح پر تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ ظاہر ہے کہ انسان اسی وقت متقی اور پرہیزگار بن سکتا ہے کہ جب وہ سراپا اطاعت اور انقیاد کا مجسمہ بنجائے اور خدائی فرامین وارشادات کے تابع کر دے۔

برادران اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا تھا کہ میں تقوی نیز متقین کی حقیقت اور اوصاف کا اظہار کرتا مگر بخوف طوالت آیات ذیل پر اکتفا کرتا ہوں جو ایک حد تک ارباب تقوی کے اوصاف کو جامع ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک کی سورۃ بقر کے بالکل شروع میں ارشاد فرماتا ہے ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون۔ یعنی یہ قرآن پاک متقین کے واسطے مشعل ہدایت ہے جو بغیر دیکھے ہوئے اپنے معبود برحق اور اس کی بتائی ہوئی تمام چیزوں مثلاً ملائکہ جنت و دوزخ پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے رہتے ہیں اور ہماری عطا کی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے (یعنی زکوٰۃ و صدقات دیتے رہتے) ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو اس وحی پر جو (اے ہمارے رسول ہماری طرف سے) آپ پر اتاری گئی ہے اور اس وحی پر بھی جو آپ سے پہلے پیغمبروں پر نازل کی گئی ہے ایمان لاتے ہیں اور قیامت (کے دن) کا (جس دن تمام مردے حساب کتاب کے واسطے زندہ کئے جائینگے) یقین رکھتے ہیں۔

ان اوصاف کے حاصل کرنے کے لئے صفت بہیمیت کا جو ہر ایک انسان کے اندر موجود ہے مغلوب کرنا عقلاً اور شرعاً ضروری سمجھا گیا ہے بس اسی کی تکمیل کے لئے مولائے کریم نے روزہ فرض کیا ہے اور یہی "لعلکم تتقون" کا اصل مطلب ومفہوم ہے۔

تفسیر خازن میں ہے کہ وہ جو چیزیں روزہ کی حالت میں تم پر حرام کر دی گئی ہیں وہ اس لئے حرام کی گئی ہیں کہ روزہ تقوی کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے کیونکہ اس میں نفس کو کمزور کرنا اور شہوات کو ترک کرنا پڑتا ہے۔

یہ تو سب ظاہری اور کھلی ہوئی باتیں ہیں اس کے علاوہ خدائے قدوس حکیم کی اس اندرونی حکمت کو بھی ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ اگر اس نے ایک طرف قوت بہیمیت کو شکست دینے کے لئے آپ پر روزے فرض کئے ہیں تو دوسری طرف آپ کی امداد کے لئے چند اندرونی اعانتوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے جسکے متعلق بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب رمضان المبارک کی پہلی شب ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش اجنہ قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں یہانتک کہ کوئی بھی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اے طالب خیر جلدی کر (بھلائی حاصل کرنے میں) اور اے طالب شر (اپنی شرارتوں سے) باز آ۔ اور خدا کے لئے بہت سے لوگ دوزخ کے عذاب سے آزاد ہوتے ہیں اور یہی رباتیں شروع ماہ یعنی پہلی شب سے آخر ماہ تک ہر شب میں رہتی ہیں۔

پھر جب رمضان شریف کے دو عشرے (یعنی بیس دن) گذر جاتے ہیں تو روزہ داروں کی فطرت ملائکہ سے ایک قسم کی مشابہت پیدا کر لیتی ہے اس وقت ملائکہ میں ان کی مقبولیت کا ایک غلغلہ اور ملاقات کا ایک خاص جذبہ پیدا ہوتا ہے یہانتک کہ اسی اشتیاق میں وہ تیسرے عشرہ کی ایک مقررہ شب میں جس کو کہ شب قدر کے نام سے موسوم کرتے ہیں آسمان سے اترتے ہیں اور صبح تک ارواح انسانی سے ان کا اتصال رہتا ہے اور اس اتصال کا ہی یہ ثمرہ ہے کہ اس ایک شب کی عبادت ہزار ما

شب کی عبادات سے زیادہ قدر رغبت رکھتی ہو کیونکہ جس قدر ملکیت ترقی کرے گی اسی قدر بارگاہ قدس میں قرب نصیب ہوگا اور اعمال و عبادات میں قبولیت نمودار ہوگی بس یہی وہ صفت ہے جس کا اشارہ "لعلکم تتقون" میں کیا گیا ہے۔

مگر برادران اسلام! ایک سطحی نظر رکھنے والے شخص کے لئے یہ امر یقیناً تعجب خیز ہے کہ روزہ رکھنے سے تقوی اور طہارت حاصل ہوتی ہے لیکن حقیقت بیں نظریں دیکھتی ہیں اور کنہ رس دماغ جانتے ہیں کہ روزہ کی بھوک و پیاس اور سختی و تعب ہی میں عرفان اور غفران اور تقوی اور طہارت کا کبھی نہ فراموش ہونے والا درس موجود ہے۔

اور سنئے! دنیا کے تمام فلسفی یہ بات مانے ہوئے ہیں اور اب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ انسان کو بقائے شخصی کے واسطے کھانا پینا اور بقائے خلفت انسانی کے لئے جماع کی ایسی سخت ضرورت ہو کہ جسے کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا مگر کیسے لطف اور مزے کی بات ہو کہ اصطلاح شریعت اسلام میں روزہ انھیں تینوں چیزوں یعنی کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام ہے مطلب یہ کہ جو شخص لذات نفسانی سے تمام دن یعنی طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تک رکا رہے وہی صائم یا روزہ دار کہا جاتا ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! جہانتک میں سمجھتا ہوں یہ ممانعت محض اس لئے ہے کہ جب انسان اپنے نفس کو ایسی چیزوں سے روک سکیگا جن کی ایسی شدید حاجت بھی ہے اور وہ اس کے واسطے قطعاً جائز اور حلال بھی ہیں تو پھر وہ شخص نہایت ہی آسانی کے ساتھ ان تمام چیزوں سے بھی بچ جائے گا جو اس کے واسطے حرام اور مذموم ہیں۔ اصطلاح شرع میں منہیات سے بچے اور رکے رہنے ہی کو تقوی سے تعبیر کیا گیا ہے اس تقوی کا حصول جس خوبی اور آسانی کے ساتھ روزہ ہی سے ہو سکتا ہے کسی دوسرے ذرائع سے ممکن ہی نہیں انقیاد و اطاعت کی تکمیل کا اگر کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے تو وہ صرف روزہ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں۔

انسان کی تخلیق کا جو مقصد ہے اس کے متعلق حکمار کا یہ قول ہے کہ انسان کو مرضیات الٰہی پر اپنی ہستی قربان کر دینا چاہیئے اور عبودیت و بندگی کا حق ادا کرتے رہنا چاہیئے خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کے پیدا کرنے کی غرض جو قرآن پاک میں بیان فرمائی ہو اس کا بھی یہی مطلب ہو اور اس کا بھی یہی مطلب ہے وہ ارشاد خداوندی یہ ہے کہ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" یعنی جن اور انسان کو ہم نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری اطاعت و عبادت میں اپنی ہستی کو فنا کر دیں۔

یہ ہے وہ اصل حکمت فرضیت روزہ کی جس کے واسطے ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے ہیں لیکن اے برادران من حکمار نے روزہ کی اور بھی بہتسی جزوی حکمتیں بیان کی ہیں مثلاً روزہ رکھنے سے قوائے شہوانی اور غضبی اعتدال پر آجاتے ہیں جس کا اثر اخلاقیات پر بہت ہی اچھا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جب جہاد اور غزوات میں شرکت کی وجہ سے اپنے اہل و عیال سے زیادہ عرصہ تک جدا رہتے یا غیر شادی شدہ ہوتے تو قوت شہوانی کے دبانے کے واسطے اکثر روزہ رکھا کرتے تھے اسی عمل کا یہ بہترین نتیجہ تھا کہ وہ اخلاق فاضلہ کے مجسمے اور تقوی و طہارت کے پیکر تھے۔

چونکہ روزہ دار مصائب اور تکالیف کے برداشت کرنیکا عادی ہو جاتا ہو اسلئے اس میں صبر و ضبط کے گراں بہا جوہر پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ نزول حوادث کے وقت پورے عزم و ثبات کا مظاہرہ کرتا ہے یہ کتنی اچھی صفت روزہ رکھنے سے انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ برادران اسلام یہ امر مسلمہ ہے کہ انسان جب تک خود کسی تکلیف اور مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتا اسے دوسروں کی مصیبت اور تکلیف کا بھی احساس نہیں ہوتا روزہ ایک دولتمند خوشحال اور صاحب ثروت مسلمان میں یہ جذبہ پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اپنے غریب اور محتاج بھائیوں پر رحم کرے اور ان کی تنگدستی اور مصیبت کے وقت مدد کرے کیونکہ روزہ رکھنے کی وجہ سے اسے بھوک و پیاس کی شدت اور تکلیف کا اندازہ ہو جاتا ہے چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ مسلمان خاصکر متمول مسلمان رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں معمول سے کہیں زیادہ غربار و مساکین کی امداد کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ روزہ سینکڑوں امراض کے دفعیہ کا واحد علاج ہے جسم انسانی میں جس قدر رطوبات ردیہ پیدا ہوتی ہیں روزہ ان سب کا قلع قمع کر دیتا ہے روزہ رکھنے والے کی بھوک معتدل ہو جاتی ہے قوت ہضم درست رہتی ہے جو کھانا کھایا جاتا ہو خوب انگ لگتا ہو اور تمام قوائے جسمانی اپنا فعل ٹھیک انجام دیتے ہیں اور اب تو یورپ کے بڑے بڑے ڈاکٹر صاحبان بھی بہت سی تحقیق و تدقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ روزہ بہت سے امراض کا بہترین علاج ہو۔

معزز برادران ملت! روزہ کی مختصر فلاسفی تو آپ سن چکے اب ذرا ان انعامات اور اکرام کا ذکر بھی سن لیجئے جن کا وعدہ بزبان حضرت مخبر صادق القول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنایا گیا ہے انسان کو نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے اور حج کرنے کے بدلہ میں جنت الفردوس کی خوشخبری اور دوزخ سے نجات کا مژدہ سنایا گیا ہے لیکن یہ مرتبہ صرف رمضان المبارک کے روزوں ہی کو حاصل ہو کہ ان کا بدلا الصوم لی وانا اجزی بہ ہو۔

بخاری شریف میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہو کہ ہر مومن کے ہر نیک عمل کا ثواب دس گنے سے لیکر سات سو گنے تک بڑھا دیا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ روزہ کے متعلق فرماتا ہے چونکہ روزہ خاص میرے لئے ہوتا ہے (اسلئے) میں خود ہی اس کا ثواب عطا کرتا ہوں کیونکہ روزہ دار روزہ میں میری وجہ سے اپنی خواہشات شہوانی اور کھانے پینے کو مطلق چھوڑ دیتا ہے۔

اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں جن میں سے ایک تو روزہ کھولنے کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسرے قیامت کے دن خدائے رحمٰن کے دیدار سے بہرہ اندوز ہونے کے وقت حاصل ہوگی۔ ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک و زعفران کی خوشبو سے بدرجہا اولیٰ اور پسندیدہ ہے"

برادران اسلام! روزہ کو یہ عظمت اور بزرگی کیوں حاصل ہوئی اس کی وجہ کے متعلق میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ اس میں جہاں انقیاد و اطاعت کی تکمیل ہے وہیں عشق و محبت وارفتگی و شیفتگی کی ایک نہایت خوبصورت اور پاکیزہ تصویر بھی نظر آتی ہو یعنی جس طرح ایک عاشق صادق بھوک و پیاس سے آزاد اور بیخبر ہو کر اپنے ایک مجازی معشوق کی طلب میں از خود رفتہ رہتا ہے بالکل اسی طرح بلکہ اس سے بھی کچھ بڑھ کر چڑھ کر ایک سچا روزہ دار اپنے حقیقی محبوب یعنی خدائے قدوس کی رضا جوئی میں علائق و اسباب سے بیخبر اور خواہشات نفسانیہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقی محبوب چاہتا ہے کہ بھوک و پیاس کی شدت سے تمہارے ہونٹوں پر خشکی ہو تمہاری قوت شہوانیہ و جسمانیہ مضمحل ہو جائے تاکہ تمہاری روح میں نور عرفان کے ذرات جگمگا اٹھیں اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ روزے رکھکر اس بابرکت مہینے میں نور عرفان حاصل کریں۔

تہجدؒ

(از جناب مولوی فاضل محمد عبد الرب صاحب کوکب حیدرآباد دکن)

نماز تہجد ان نمازوں میں سے ہے جو نفل ہیں لیکن یہ ایسی نفل نماز ہے کہ فرض نمازوں کے بعد اگر کسی نماز کو فضیلت کا درجہ حاصل ہو تو وہ یہی ہے اگر یہ رعایت پیش نظر نہ ہوتی کہ امت پر اس نماز کی پابندی بہت گراں گزرے گی اور مشقت سے خالی نہ ہوگی تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام دوسری فرض اور واجب نمازوں کی طرح اس کو بھی ضروری قرار دیتے۔ لیکن یہ رحمۃ للعالمین کی رحمت کا اقتضا تھا کہ اس نماز کو فرض نہیں قرار دیا گیا۔ نفس نماز ایسی چیز ہے کہ جس وقت بھی پڑھی جائے خدا کو مقبول ہے جو بندہ نماز میں ہوتا ہے وہ اپنے کو کچھ وقت کے لئے بالکل خدا سے وابستہ کر دیتا ہے۔ انسان جن چیزوں پر قابض ہو یا جن چیزوں سے وہ لطف اندوز ہوتا ہے وہ یہی حواس خمسہ ظاہریہ و خمسہ باطنیہ ہیں لیکن جب ایک مصلی اپنی نماز کے لئے تکبیر کہہ چکتا ہے تو خدا کی راہ میں وہ اپنے تمام حواس کو لٹا دیتا ہے وہ کسی کی سنتا نہیں یعنی اگرچہ آواز اس کے کانوں میں گونجتی ہے لیکن وہ اس طرف اپنے کان نہیں لگاتا اور دھیان نہیں رکھتا۔ نماز میں اس سے کبھی نہیں ہو سکیگا کہ وہ کسی سے بات کرے یا کچھ کھائے پیے یا چکھے۔ نماز میں اس کی آنکھیں اگرچہ کھلی رہتی ہیں لیکن گویا ساری دنیا کی طرف سے وہ اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے ہے اس کی نظر کو نظر گاہ جو رخ مل گیا ہے پس اس سے ہٹتی نہیں نہ اس میں نظر کسی قسم کا تکلف کرتی ہے اس لئے کہ تکلف خواہ وہ کتنا ہی تھوڑا کیوں نہ ہو توجہ کو ہٹا دینے کا سبب بنتا ہے چنانچہ جب مصلی کھڑا ہوتا ہے تو اس کی نظر کا اقتضا یہ ہے کہ سامنے کی طرف میں اس جگہ پر گرے جو سجدہ کی جگہ بن سکتی ہے۔ رکوع میں نظر تا تا رنظر پاؤں میں کرے گا اس لئے اس وقت نظر کا یہی فعل ہے بیٹھنے کے وقت اگر آغوش کے سوا کسی جگہ پر نظر قائم رکھنے کا حکم ہوتا تو نظر کے لئے یہ تکلف سے خالی نہیں ہوتا سلام پھیرنے کے وقت شانوں پر مصلی کی نظر رہنا بھی از یں قبیل ہے ارشاد باری تعالیٰ وَالَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ کا یہی اقتضا ہے کہ ہر حال میں نظر نیچی رہے ادھر ادھر نہ دیکھے غرض کسی بات میں تکلف و تصنع کو بار پانے نہیں دیا گیا نماز میں مصلی نہ قوت شامہ سے فائدہ اٹھاتا ہے نہ اپنی قوت لامسہ سے کیونکہ نہ وہ لیٹا ہوا ہے نہ آرام سے بیٹھا ہوا ہے نہ نرم نرم گدیلوں سے اس کے جسم اور قوت لامسہ کو راحت پہنچ رہی ہے غرض بوقت نماز اس راہ میں اس نے سب کچھ قربان کر دیا یہ پانچ چیزیں کہ صرف انھیں کے ذریعہ لطف اٹھایا جا سکتا ہے جب یاد خدا میں نثار کر دی گئیں تو بتلائیے کہ انسان کے لئے کونسی جسمانی ذاتی راحت باقی رہی اور جب ہر قسم کی راحت اور ہر قوت سے استفادہ کی نفی ہو گئی تو ایسا شخص کیوں خدا کی راہ میں وقف شدہ نہ سمجھا جائے گا۔ یعنی ایک نمازی سر سے پا تک توجہ الی اللہ کی ایک مثال بنا ہوا ہے۔ رمضان میں اکثر آپ حضرات کو اعتکاف کرنے کا موقع ملا ہوگا اعتکاف کی فضیلت آپ جانتے ہیں اعتکاف کس قدر ثواب کی چیز ہے لیکن اعتکاف کی تعریف اور اس کی خصوصیت اس سے بڑھکر نہیں ہے کہ مسلمان اپنے وقت کو خدا کی راہ میں وقف کر دیتا ہے وہ اپنے پر لازم کر لیتا ہے کہ وہ مقام خود کو مسجد (مرد کیلئے) یا گھر کا ایک حجرہ (عورت کے لئے) کتنے دن وہاں ایک وقت مقررہ

کے لئے اپنا ٹھکانا کرے اور اپنی وقت گزاری وہیں کرے۔ لیکن وہ بات کرنے سے روکا نہیں گیا ہے ہر شخص سے بات کر سکتا ہے کھانے پینے کے لئے گھر نہیں جا سکتا۔ البتہ رفع حاجت کے لئے نکل سکتا ہے۔ اس ضرورت کے لئے مسجد کو چھوڑ سکتا ہے بیع و شرٰی کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیز وہاں نہ لائی جا سکے اعتکاف میں کوئی ایسی رکاوٹ نہیں کہ کوئی کام نہ کرنے سے اس کا کوئی حرج ہو باوجود اس کے وہ اس وقت صرف اس لئے خدا کا مقبول اور برگزیدہ بندہ بنجاتا ہے کہ اس نے اپنے وقت کو خدا کی راہ میں بیچ دیا اس نے کہہ دیا کہ میرا وقت اب خدا کی راہ میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اعتکاف کی بڑی فضیلت ہے حتیٰ کہ وہ رمضان شریف کے عشرۂ اخیر میں سنت کفایہ قرار دیا دیا گیا کہ اگر شہر کی مسجد میں ماہ رمضان میں ایک شخص ہی اعتکاف کر لے تو یہ سنت سب کی طرف سے ادا ہو گئی لیکن اگر کوئی مسلمان اعتکاف نہ کرے تو شہر کے سارے مسلمان ترک سنت کے الزام میں گرفتار ہوں گے اور اس کی جوابدہی سب کے ذمے ہوگی اعتکاف کو یہ فضیلت اور سنت کفایہ بننے کا شرف کس چیز نے دیا؟ صرف اس بات نے کہ اس میں انسان اپنے وقت کو اللہ کی راہ میں وقف کر دیتا ہے جو لوازم انسانیت سے ایک چیز ہے لیکن وہ شئے ہے کہ اس میں مصلی نہ صرف اپنی ایک چیز یعنی وقت کو راہ خدا میں وقف کر دیتا ہے جو لوازم انسانیت سے ایک چیز ہے۔ لیکن نماز وہ شئے ہے کہ اس میں مصلی نہ صرف اپنی ایک چیز یعنی وقت کو راہ خدا میں وقف کرتا ہے بلکہ اللہ نے اس کو جتنی چیزوں کا بھی مالک بنایا ہے ان سب وہ حالت نماز میں نذر کر دیتا ہو جاتا ہے اس کو اپنی جان کی پرواہ نہیں ہوتی مال کی اسکو فکر نہیں ہوتی اس کی نماز پر کوئی ہنسی اڑائے تو اس کو اپنی آبرو کی فکر نہیں ہوتی حالت نماز میں خدا کی راہ میں ساری چیزوں کو وقف کر دینا یہی وہ شئے ہے جس نے نماز کو عباد اللہ کا سب بڑا فریضہ قرار دیا اور سب سے زیادہ فضیلت اسی عبادت کی ادائی میں قرار دیگئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایمان کے بعد سب سے پہلے مسلمانوں کو جو کام کرنا چاہئے وہ نماز ہے بچہ پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے ساتھ ہی اس کے ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت کہکے . . . . دعوت نماز دیدی جاتی ہے مسلمانوں کے بچوں کو سب سے پہلے نماز کا حکم دیا جاتا ہے نماز کے لئے تنبیہ کی جاتی ہے اور اخیر تک اس کی اہمیت اور اولیت قائم رہتی ہے حتیٰ کہ سب سے پہلے میدان حشر میں بھی اسی عبادت کی بابت پرسش ہوگی کہ ہاں تم نے سب کیا ہوگا لیکن بتاؤ کیا وہ عبادت بھی کرتے رہے ہو جو سب عبادتوں میں چوٹی کی عبادت ہے اور جس میں ہر طرح سے انسان کا خدا کے لئے وقف ہونا لازم آتا ہے اور جس سے بڑھکر خدا کو اور کوئی عبادت پیاری نہیں . . . . . . حتیٰ کہ معراج المومنین اسی کو قرار دیا گیا ہے۔ غرض یہ اصلی وجہ ہے کہ نماز خواہ وہ کسی وقت بھی پڑھی جائے اللہ پاک کو نہایت پسند ہے بہ نسبت دوسری عبادتوں کے نماز کا خدا کو زیادہ پسند ہونا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوسری عبادتیں عمر میں ایک بار (جیسے حج) یا سال میں ایک بار (جیسے زکوٰۃ اور صیام) رکھی گئی ہیں لیکن نماز سال میں ایک بار یا مہینے میں ایک بار یا دن میں ایک بار نہیں رکھی گئی بلکہ ہر دن میں ایک چھوڑ پانچ مرتبہ ضروری قرار دیگئی ہے یہ نمازیں فرض ہیں واجب نمازیں سنت

نمازیں نفل نمازیں اس کے سوا ہیں مطلب یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ نماز میں رہے چنانچہ ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلوٰتِهِمْ دَآئِمُوْنَ (پرہیزگار) وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ نماز ہی میں رہتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بندہ کا نماز پڑھنا خدا کو کس قدر پسند ہے اور وہ کس قدر چاہتا ہے کہ بندہ جہانتک ہو سکے یہی عبادت کرتا رہے حتیٰ کہ دوسری عبادتوں کو بھی نماز کی وجہ سے فضیلت دیدی گئی تلاوت کلام مجید اگر ویسے کی جاتی ہے تو اس تلاوت کا ثواب دس حصہ قرار دیا گیا ہے یعنی کسی نہ کسی طرح نماز زیادہ پڑھنے کی ترغیب دیگئی تاکہ تلاوت کا ثواب دس حصے زیادہ لینے کے شوق میں بندہ نماز میں مشغول ہو جائے جس سے اصل غرض یہ تھی کہ وہ نماز میں مشغول رہے ورنہ تلاوت تو اس وقت بھی ہو رہی تھی اور اب بھی ہو رہی ہے۔

ہم یہ کہہ رہے تھے کہ نماز ایسی چیز ہے کہ جس وقت بھی پڑھی جائے خدا کو مقبول ہو لیکن اس نماز کا درجہ مقبولیت کس قدر بڑھ جائے گا جو ایسے وقت میں پڑھی جائے جبکہ بالکل خاموشی ہو سارا عالم سوتا ہو سکون طاری ہو، آدمی دن بھر کی محنت و مشقت کے بعد سو کر راحت پا چکا ہو اب وہ تازہ دم ہو اس کے جسم میں توانائی ہو اس کی طبیعت میں فرحت ہو اس کے مزاج میں شگفتگی ہو دنیا کے افکار اس وقت اس کو نہ ستاتے ہوں وہ ساری پریشانیوں سے نجنت اور آزاد ہو ایسے وقت یعنی جبکہ کم و بیش رات کا نصف حصہ گزر جاتا ہو یا ثلث اخیر باقی رہجاتا ہو خدا کی طرف رخ کرنے والا ایک خوش نصیب بندہ ہنستا ہے اور اٹھتا ہے کلمہ تمجید پڑھتا ہوا کھڑا ہوتا ہے وہ رفع حوائج کے لئے جاتا ہے وضو کرتا ہے اس کا ہر فعل عبادت بنجاتا ہے اب وہ مصلے بچھاکر خدا کو پکارتا ہے خدا اس کی آواز کو سنتا ہے اور اس سے مناجات کرتا ہے گھر کے ہی لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں انھیں بھی خبر نہیں سوا خدا کے اس کی عبادت کے راز سے کوئی واقف نہیں بس وہ ہی ہیں، عبد اور معبود کیسی راحت والی عبادت ہے اور عبادت کو کیسی راحت حاصل ہے گرد و غبار سے ایسی پاک عبادت کیوں خدا کو مقبول نہوگی پہلے تو یہ کہ دوسری اور کوئی عبادت نہیں بلکہ نماز اور نماز بھی کسی اور وقت میں نہیں جبکہ شور و شغب ہو اور دنیا کے افکار اور تلاش معاش کی فکریں ستاتی ہوں بلکہ ایسے وقت کے اندر جس میں سکون و خاموشی کی ایک دنیا بسی ہوئی ہے جس نے خشوع و خضوع کے قائم رکھنے میں بڑی مدد پہنچائی ہے جو اس قدر خلوص اور خشوع و خضوع سے پڑھی گئی ہو وہ کیوں مقبول بارگاہ الٰہی ہو جبکہ نماز پڑھنے والے نے نیند سے الجھکر اپنا آرام طاق میں رکھدیا ہو اہل و عیال کا لطف انگیز ساتھ چھوڑ دیا ہو سب سے الگ ہوکر خدا کی طرف آگیا یہ بات دوسری نمازوں میں کہاں دوسری نمازوں کے وقت وہ بیدار رہتا تھا اس کو نماز کا ارادہ کرنے کے لئے کسی خاص راحت سے دست کش ہونیکی ضرورت نہیں تھی حتیٰ کہ صبح کی نماز کے لئے بھی نہیں کیونکہ انسان پر اگر صبح کی نماز فرض بھی نہ ہوتی تو بھی اس کو دنیا کے کاروبار میں سویرے ہی سے لگ جانے کے لئے ہر حالت میں تڑکے اٹھنے کی ضرورت ہے، غرض دوسری نمازوں میں وہ مشقت کہاں جو نماز تہجد میں ہے پھر تہجد کی نماز اللہ پاک کے پاس خصوصیت کے ساتھ . . . مقبولیت کا شرف کیوں نہ رکھے خوب یاد رکھئے کہ کوئی نماز خواہ وہ فرض ہو یا نفل۔ اگر قبول ہوگئی تو کیا کہنے ہیں ایسی فرض نماز سے آپ کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا جس کو آپ نے خدا کی مقبولیت کے قابل نہ بنایا ہو اور جو قبول کی ہی نہ گئی ہو آپ کی وہ نفل نماز ایسی سب دلی سے پڑھی ہوئی فرض نماز سے بہتر ہے جس کو آپ نے جی لگاکر پڑھا ہے خشوع و خضوع کے ساتھ اس کو پڑھا ہے اور خدا کی بارگاہ میں قبول ہونے کے قابل بنادیا ہے نماز کو اس قابل بنانے میں آپ سب سے زیادہ کامیاب تہجد کی نماز کے بارے میں ہو سکتے ہیں کیونکہ اس میں فطرتاً قابلیت قبولیت کی ہے مسلمانوں کو تہجد کی اس قابلیت سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور جہاں فرض نمازیں پڑھتے ہیں وہاں یہ نفل نماز بھی ضرور پڑھنی چاہئیے اس لئے کہ خدا معاف فرمائیے ہماری پنجوقتہ نمازیں جو ہوتی ہیں وہ بے اطمینانی اور وساوس بیدلی اور کسلمندی کے غبار سے عموماً اٹی ہوئی ہوتی ہیں کیونکہ ہمارے تعلقات دنیاوی ہمارے قلب کو بے غل و غش اور مطمئن نہیں رہنے دیتے اب اگر کسی نماز میں انسان اطمینان خاطر حاصل رکھنے کی کامیاب کوشش کرسکتا ہے تو وہ تہجد ہی کی نماز ہے۔

تہجد کا اصل مادہ ہجود ہے، ہجود کے معنے نوم کے ہیں تہجد ترک نوم کو کہتے ہیں ترک نوم یا تہجد سے دن کو سونا مراد نہیں ہے بلکہ سوتے سوتے جاگ اٹھنا اور عمداً نیند کو توڑ کر پوری نہ ہونے دینا مراد ہے۔

قیام لیل نماز تہجد کے معنے میں ہے اس شخص کو قائم اللیل کہتے ہیں جو تہجد گزار ہو جیسے اللہ پاک نے نبی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ يَآ اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ یعنی اے کملی اوڑھے ہوئے نبی رات کو اٹھکر نماز پڑھاکر، دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ یعنی رات کو نماز یا نماز میں قرآن پڑھنے کے لئے بیدار ہو جایا کرو یہ عبادت پانچ وقت کی عبادتوں پر اضافہ ہے۔

تہجد کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرض تھی یا نفل اس میں اختلاف ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری طرح ہی علیہ السلام کے لئے یہ نماز نفل تھی وہ نافلة لک کو نفل سے لیتے ہیں جس کے معنے زیادتی کے ہیں اور جو فرض کہتے ہیں وہ یوں مراد لیتے ہیں کہ اے نبی یہ نماز تہجد پڑھنا خاص تمہارے لئے ایک مزید فرض ہے جو ہمنے تم پر زیادہ کر دیا ہے اس لئے اگر یہ نفل کے معنے میں ہوتا تو نافلة لک کے الفاظ نہ استعمال کئے جاتے یعنی آنحضرت ہی کے ساتھ اس کی تخصیص نہ کی جاتی کیونکہ ظاہر ہے کہ نفل تو ساری امت کے لئے ہے اگر حضرت کے لئے نفل ہو اور ساری امت کے لئے بھی نفل ہو تو تخاطب کا فائدہ ضایع ہو جاتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ نافلة کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اے نبی تمہارے لئے بھی نفل ہے اور عبادت فرض کے علاوہ ایک دوسری قسم کی مزید عبادت ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ یہ نماز تمہارے لئے فرض نمازوں پر ایک مزید فرض ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہاں زیادتی سے مراد زیادتی درجات ہے اس لئے کہ نبی علیہ السلام تو مغفور مطلق اور معصوم برحق تھے آپ پر کوئی مزید عبادت بطور فرض کیونکر قرار دی جاسکتی ہے ایسی عبادت جو امت کے لئے بھی جو نہ معصوم ہے اور نہ مغفور مطلق ہے فرض نہیں قرار دیگئی اس صورت میں نبی معصوم کے لئے کیونکر فرض کی جاسکتی ہے آپ گنا ہگار نہ تھے معصوم تھے اس لئے یہ عبادت آپ کے رفع درجات کی خدمت انجام دیتی تھی اور امت کے لئے یہی عبادت ثواب اور کفارۂ گناہ کا سبب ہے کیونکہ وہ معصوم نہیں لیکن باوجود اس کے نبی علیہ السلام سفر اور حضر کسی حالت میں بھی قیام شب یعنی نماز تہجد کو نہ چھوڑتے اور اگر علالت کی وجہ سے یا اتفاقاً غلبہ خواب کی وجہ سے کسی روز نماز تہجد فوت ہو جاتی تو آپ دن میں اس کی قضا کر لیتے اور زوال آفتاب سے پہلے آٹھ رکعتیں پڑھ لیتے ویسے تو آپ نفل نمازیں بہت پڑھا کرتے فرض نمازوں کے پہلے اور بعد بھی عموماً نفل نمازیں پڑھا کرتے لیکن یہ نفل نمازیں اگر کسی روز پڑھنے کا موقع نہ ہوتا تو دوسرے وقت ان نفلوں کی قضا نہ کرتے لیکن آپ یہ عادت شریف نماز تہجد ہی کے بارے

میں تھی کہ اگر قضا ہو جاتی تو دوسرے وقت اس کی ادا کی جاتی اور اگر امت سے یہ نماز کبھی چھوٹ جاتی تو اس کی قضا پڑھنے کی ہدایت نہ کی جاتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ امت کے حق میں تو اس کو واجب نہیں سمجھتے تھے لیکن اپنے حق میں ضرور واجب جانتے تھے۔

تہجد کی نماز میں آپ قرآن پڑھتے ہوئے اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ایک ہی حالت پر سارے جسم کا بوجھ پڑنے کی وجہ سے پائے مبارک بھاری ہو جاتے ان پر ورم آ جاتا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نماز تہجد میں گھنٹوں کھڑے رہنے کی وجہ سے آپ کے قدم شق ہو جاتے تھے اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ قیام لیل سے نماز تہجد مراد ہے۔ سورہ مزمل میں قیام لیل کی جو ہدایت ہے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے نماز تہجد کا وجوب ثابت ہوتا ہے یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا (ترجمہ) اے چادر لپیٹ کر لیٹے ہوئے پیغمبر اٹھو۔ رات کے وقت نماز میں کھڑے رہا کرو ساری رات نہیں بلکہ ساری رات سے کم یا آدھی رات سے کچھ بڑھا دیا کرو اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو ہم عنقریب تم پر ایک بڑے بھاری حکم یعنی تبلیغ رسالت کا بوجھ ڈالنے والے ہیں اس لئے اپنے کو ریاضت کا خوگر بناؤ رات کا اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور اسی وقت دعا ٹھیک دل سے نکلتی ہے چنانچہ اس حکم کی بنا پر حضرت نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام تہجد کی نماز پابندی سے پڑھا کرتے حتیٰ کہ ایک سال تک یہی عمل رہا پھر جب ذیل آیت شریف نازل ہوئی۔

اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ اللَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَكَ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم اور چند لوگ جو تمہارے ساتھ ہیں کبھی تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہو اور رات دن کا ٹھیک اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے اس کو معلوم ہے کہ تم ٹھیک طور پر نہیں جان سکتے کہ کتنی رات آئی اور کتنی گئی۔ چنانچہ اس نے تمہارے حال پر رحم کیا اور وقت کی قید اٹھا دی تو اب تہجد میں جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔"

یہ آیت گویا ناسخ تھی وجوب تہجد کے لئے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ تہجد کی نماز صرف امت کے لئے منسوخ ہوئی یا آنحضرت علیہ السلام کے لئے بھی اس کا وجوب ساقط ہو گیا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تہجد کی نماز آٹھ رکعت ادا فرماتے تھے یعنی چار دوگانے پڑھتے پھر تین رکعت وتر کے پڑھ لیتے۔ اس طرح گیارہ ہوتے اور کبھی دو رکعت سنت فجر بھی پڑھ لیتے تو تیرہ رکعتیں ہو جاتیں کبھی وتر کی ایک ہی رکعت پڑھتے اور کبھی تین۔ امام شافعی وتر کی ایک رکعت کے قائل ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے پاس وتر کی تین رکعتیں ہیں لیکن درحقیقت دونوں کے پاس تین ہی رکعات ہیں فرق صرف یہ ہے کہ امام شافعی کے پاس ایک رکعت جو پڑھی جاتی ہے اس سے پہلے دو رکعتیں ضرور پڑھی جاتی ہیں، اور سلام پھیرنے کے بعد پھر ایک رکعت اور پڑھی جاتی ہے

اس طرح دو سلاموں میں تین رکعتیں ہوتی ہیں لیکن ہمارے امام صاحب کے پاس بھی تین رکعتیں جنکو امام شافعی بھی ادا کرتے ہیں دو سلاموں کی بجائے ایک سلام میں ادا کی جاتی ہیں۔ نبی علیہ السلام نے نماز بتیرا سے منع فرمایا ہے یعنی ایسی نماز جو دم بریدہ ہو یعنی اکیلی اور تنہا ہو اور یہی وجہ ہے کہ وتر کی نماز جو نماز عشا سے الگ پڑھی جاتی ہے امام شافعی بھی ایک رکعت ادا نہیں کرتے تاآنکہ اس سے پہلے دو رکعتیں ادا کر چکتے ہوں اگر اس سے پہلے دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں اور وتر کی صرف ایک ہی پڑھی ہو تو امام شافعی بھی ایسی وتر نماز کے دم بریدہ ہونے کے قائل ہیں اور اس کی ممانعت فرمائی ہے اختلاف صرف دو سلاموں یا ایک سلام کا ہے مقصود دونوں اماموں کا ایک ہی ہے۔

مختلف احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز جس کو تہجد کہتے ہیں تیرہ رکعتیں تھیں اس کی تقسیم یوں تھی کہ آٹھ رکعت تہجد عام طور پر چار سلاموں کے ساتھ۔ پھر اس کے بعد تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ خواہ دو سلاموں کے ساتھ اس کے بعد دو رکعتیں سنت جو نماز فجر سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ دو رکعتیں بھی بالکل اول وقت اور اپنے گھر میں فجر کی یہ دو رکعتیں بھی پڑھ لیتے تو سیدھے پہلو پر تھوڑی دیر استراحت فرماتے جب بلال رضی اللہ عنہ صبح کی اذان کہہ دیتے تو مسجد میں تشریف لا کر فریضہ صبح ادا فرماتے۔

آپ رات کی نماز (تہجد) کی نماز اکثر کھڑے ہو کر پڑھتے اور بہ نسبت دوسری فرض نمازوں کے اس نماز میں بہت لمبی لمبی سورتیں قرأت فرماتے چنانچہ ایک رکعت تہجد میں سورۂ بقرہ اور دوسری میں سورۂ آل عمران اور تیسری میں نساء اور چوتھی میں مائدہ جن میں سے ہر ایک کم و بیش دو دو پاروں کی سورتیں ہیں پھر اگر کسی آیت میں رحمت کا بیان ہوتا تو آپ اس کے لئے دعا کرتے اور اس کی درخواست فرماتے اور اگر آیت عذاب ہوتی تو اللہ کی پناہ مانگتے اس نماز میں بعض وقت آپ آیتوں کو مکرر پڑھنے لگتے چنانچہ ایک بار آپ اس آیت شریف پر پہنچے جس میں حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعا کی حکایت فرمائی گئی ہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

(ترجمہ) اے اللہ اگر تو ان پر عذاب کرے تو تیری مرضی وہ تو تیرے بندے ہیں ہر طرح تیرے محکوم ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے اور گناہوں کو معاف کر دے تو تو عزت اور غلبہ والا ہے تجھکو اس کی قدرت حاصل ہے یہ تیرے ہاتھ کی بات ہے اور تو حکمت والا ہے" تو بار بار اس کو دہراتے رہتے۔

تہجد کی ہر دوسری رکعت کو جس پر سلام پھیرا جاتا ہے آپ خفیف تر ادا فرماتے۔ اسی طرح ہر دوگانہ کو سابقہ دوگانہ کی بہ نسبت خفیف تر کرتے جاتے پھر یہ بھی عادت شریفہ تھی کہ نماز میں جس قدر آپ کا قیام طویل ہوتا رکوع و سجود بھی اسی مناسبت سے ہوتا چنانچہ ان نمازوں میں رکوع و سجود میں تسبیحات بھی لمبی لمبی پڑھتی جاتی تھیں آخر عمر شریف میں آپ تہجد کی نماز بیٹھکر پڑھنے لگے کیونکہ دو دو چار چار گھڑی تک کھڑے رہکر پڑھنے سے پائے شریف ماؤف و متورم ہونے لگے اور جب آپ نماز بیٹھکر پڑھتے اور جب وہ قریب الختم ہوتی تو ایستادہ ہو جاتے اور چند آیتیں قرآن پاک کی بحالت قیام پڑھتے تاکہ نماز میں قیام کے ثواب سے بھی بہرہ اندوز ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کی آخر عمر شریف میں

جبکہ مشقت آپ بیمار ہو گئی تو آپ کے نوافل اکثر بیٹھکر ہوا کرتے تھے۔ یہ بیٹھنا عموماً اس طرح ہوتا تھا جیسے تشہد پڑھتے وقت بیٹھتے ہیں اور یوں بھی جائز ہوا ہے کہ چار زانو ہی بیٹھتے تھے غرض یہ ہے کہ بحالت عذر جس طرح چاہیں بیٹھ سکتے ہیں لیکن کسی حال میں نماز ناقص نہیں ہوتی تھی آپ کی وہ نفل نماز جو بیٹھکر ہوتی زیادہ دراز ہوتی اور زیادہ ترتیل کے ساتھ ہوتی۔ اس نماز کی بہ نسبت جو قیام کے ساتھ ہوتی تاکہ زیادہ دیر تک پڑھنے اور زیادہ عمدگی کے ساتھ انجام دینے سے اس ثواب کی کمی کی تلافی ہو جائے جو ترک قیام کے سبب لاحق رہی۔

حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وتر کی نماز کبھی اول شب میں ادا فرماتے اور کبھی آخر شب میں۔ لیکن اول شب میں وتر کو آپ نے بہت کم ادا فرمایا ہے عموماً آپ کی عادت شریف یہ تھی کہ عشا کی نماز پڑھکر سو جاتے اور تہجد کی نماز کے ساتھ وتر کی نماز بھی پڑھتے چنانچہ آپ کی وتر کی نماز اکثر آخر شب میں ہوا کرتی۔

مسلم اور ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ آخر شب میں وہ تہجد کی نماز کے لئے نہ اٹھ سکیگا تو اس کو چاہیئے کہ وہ وتر کی نماز کو تہجد کے ساتھ پڑھنے کے لئے اٹھا نہ رکھے بلکہ عشا کی نماز کے بعد وتر بھی پڑھ لیا کرے اور جسکو یہ امید ہو کہ وہ تہجد کے لئے اٹھیگا تو اس کے لئے یہ مناسب ہے کہ وتر کو بھی آخر شب میں تہجد کے ساتھ ادا کرے کیونکہ بعد از نصف شب کی نمازیں بڑی فضیلت رکھتی ہیں اور مقام رفیع اور قرب الٰہی حاصل ہونے کے اسباب ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وتر کو بعد از عشا اول شب میں ادا کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آخر شب میں ادا فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلوم کر کے فرمایا کہ ابوبکر اخذ ھذا بالحزم و عمر اخذ ھذا بالقوۃ یعنی ابوبکر چونکہ نہایت محتاط آدمی ہیں اس لئے امر احتیاط کو اختیار کیا اور عمر چونکہ بڑی قدرت والے ہیں اس لئے وہ امر اختیار کیا جس پر جبر اقادر رہ سکتے ہیں۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غالب احوال یہ تھے کہ وتر کو صبح کے قریب قریب بالکل آخر شب میں ادا فرماتے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھکے ادا فرماتے یعنی ضم سورہ میں "اذا زلزلت الارض" یا "قل یا ایہا الکافرون" پڑھتے اور وتر کی رکعت اولیٰ میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ" اور رکعت دوم میں "قل یا ایہا الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل ھو اللہ احد" تلاوت فرماتے۔ یا آخری رکعت میں تینوں آخری سورتیں تلاوت فرماتے اور جب وتر کے بعد سلام پھیرتے تو تین بار "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ" ضرور فرمایا کرتے تیسری بار کی تسبیح کو ذرا آواز بلند سے اور کشش حروف کے ساتھ ادا فرماتے اور اس کے بعد فرماتے رَبِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہوں نیز یہ معلوم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور بزرگان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ قضا نہ کریں گے۔

نماز کی حقیقت پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ بہوت ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ر

ترغیب نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل وعلا کی طرف سے اور نہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں، ہتی قیمت صرف تین آنے۔ ۳ر

نمازوں کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی دھمکیوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۳ر

اعمال بخشش جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پڑھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کو برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں۔ یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے قیمت ۶ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی قیمت پانچوں کتابیں مجلد ایک روپیہ عہ ر

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ:- **حمیدیہ پریس۔ دہلی**

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ

(از جناب مولوی سید ناصر الحق صاحب قادری)

برادران اسلام! یہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ مبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت انسان کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود کے لئے نازل فرمایا اور وہ کتاب مقدس بھیجی جس کی شان تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہے جس کی پیروی مدارج علیا اور کمالات روحانی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور جو تمام بنی نوع انسان کے لئے قیامت تک حجت ہے۔

اس مہینہ میں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں شیاطین مقید ہو جاتے ہیں جنت کو آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے خدا کی بخشش و رحمت کے خزانے کھل جاتے ہیں اور خدائے کریم کی مغفرت گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتی ہے اور معصیت شعاروں کو مژدہ سناتی ہے کہ جس کو جنت میں داخل ہونا ہو وہ اس کی طرف قدم بڑھائے اگر قدم نہ بڑھا سکے تو ہاتھ بڑھائے ہم اس کی دستگیری کریں گے اور اسے جنت کے دروازے پر لا کھڑا کریں گے۔

اس مہینہ کے فرض دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ہیں اور اس مہینہ کے نوافل دوسرے مہینہ کے فرائض کے برابر ہیں اور اس مہینہ میں خدا تعالیٰ کے ساتھ قربت حاصل ہوتی ہے۔

رمضان شریف میں پندرہ رحمتیں نازل ہوتی ہیں

اول رزق کی فراخی۔ دوسرے زیادتی زر و مال تیسرے کھانا پینا سب عبادت میں لکھا جاتا ہے چوتھے کل نیک اعمال قبول ہو جاتے ہیں پانچویں روزہ دار کے لئے زمین و آسمان کے فرشتے بخشش مانگتے ہیں چھٹے شیاطین بند ہو جاتے ہیں ساتویں رحمت کے دروازے کشادہ ہو جاتے ہیں آٹھویں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے بند کئے جاتے ہیں نویں ہر رات میں سات لاکھ گنہگار دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں دسویں ہر جمعہ کی رات میں اس قدر دوزخی دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں جتنے سات دن میں ہوئے یعنی ۴۹ لاکھ گیارہویں آخر رات میں روزہ داروں کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ بارہویں ہر روز بہشت کو سنوارا جاتا ہے۔ تیرہویں روزہ داروں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ چودہویں روزہ داروں کا تمام بدن گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ پندرہویں روزہ داروں کو اللہ پاک کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

غرض رمضان المبارک کا مہینہ مجموعہ حسنات و برکات ہے جس کا ایک ایک لمحہ سعادت اندوزی کے لئے بیش قیمت اور قابل قدر ہے اس کا اول، اوسط اور آخر سب مبارک و مقدس اور انوار و تجلیات سے معمور ہے دن اور راتیں برکتوں اور سعادتوں سے مالا مال اور بیشمار فوائد رکھتے ہیں اس کا پہلا عشرہ اللہ کی نعمتوں سے معمور ہے درمیانی عشرہ اللہ کی بخشش اور مغفرت سے بھرپور ہے اور آخری عشرہ عذاب جہنم سے آزادی عطا کرنے والا ہے۔ معصیت و شقاوت کے شیطانی جذبات و تخیلات پر موت طاری ہو جاتی ہے گناہوں کی قوت مضمحل ہو جاتی ہے نفس سرکش کے منہ میں تقویٰ کی لگام دیدی جاتی ہے اور نور ہدایت کی فضا میں پھیلنے والی روشنی کائنات کے ہر ذرے اور عالم کی ہر چیز کو منور کر دیتی ہے۔

انسان کے غرور و انانیت کا ایوان یکایک دھم سے گر جاتا ہے بدمستی کا ہنگامہ

فرو ہو جاتا ہے ناپاک روحیں اور بد باطن طبیعتیں بدستور گناہوں میں ملوث رہتی ہیں اور خدا کے نافرمان بندے عبدیت کی قیود سے آزاد رہتے ہیں۔ اکڑتے ہیں غراتے ہیں اور حیوانی خصلتوں کا اظہار کرتے رہتے ہیں لیکن سعید روحیں خدا کی عبادت اور فرمانبرداری سے سکینت و طمانیت پاتی ہیں ان کی عملی قوتیں دن و رات نیک عمل کمانے اور اپنی عاقبت کو سنوارنے میں پہلے سے زیادہ سرگرم رہتی ہیں اور نیک سرشت انسان اپنے جزئی محاسن و اوصاف میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔

مومنوں کو پیغام عمل

رمضان کے مبارک و مسعود مہینہ میں شوقین بصیرت کے سامنے روحانی کمالات و تجلیات کا ایک بہت بڑا میدان ہوتا ہے اور وہ روحانی منافع کا عظیم الشان و عظیم القدر ذخیرہ پاتے ہیں جو ماہ رمضان کی خداوندی رحمتوں اور برکتوں سے دربھانے کمال میں چھلکنے خود ان سے فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو مستفید ہونے کا موقعہ دے جو دروازہ کھلنے گا اس کے لئے کھولا جائے گا جو نیکی کی طرف بڑھے گا بڑھایا جائیگا اور جو باب رحمت و مغفرت کی کنڈی نہ ہلائے گا اس کو سوائے حسرت و حرمان کے اور کچھ نصیب نہوگا۔

جو گوش شنوا، عقل رسا، قلب سلیم، اور اپنے دل کی گہرائیوں میں نیک عمل کی خواہش اور سچی تڑپ رکھتا ہو وہ سن لے کہ اس عظمت و بزرگی والے ماہ کی ہر ساعت مومنوں کو پیغام دیتی ہے اور مژدہ جنت سناتی ہے کہ اگر تمہیں کوئی ثواب حاصل کرنا اور کوئی نیکی کمانا ہے تو اٹھو اور کمربستہ ہو جاؤ کہ ؎

یہ فردوس میں گھر بنانے کے دن ہیں | یہ بگڑا مقدر بنانے کے دن ہیں
یہ ذرہ کو اختر بنانے کے دن ہیں | یہ قطرہ کو گوہر بنانے کے دن ہیں

یہ دن وہ ہیں دنیا کو ہے ناز جن پر
ہے قربان جنت کا ہر ساز جن پر

برادران ذوالاحترام! اس مہینہ کی بے انتہا فضیلتیں اور غیر محدود برکات ہیں اور بیشک یہ مہینہ بڑی برکتوں والا ہے جتنے دن اس مبارک ماہ کے تم نے غفلتوں میں گذارے ہیں اور تم کوئی نیکی نہیں کما سکے ان پر ماتم و افسوس کرو اور جتنے دن باقی رہ گئے ہیں ان کو غنیمت جانو اور تلافی مافات کے لئے مستعد ہو جاؤ کیونکہ ابھی رمضان کا آخری حصہ جس میں ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر و افضل رات باقی ہے۔

شب قدر

رمضان شریف کی جملہ مقدس راتوں میں سے ایک بابرکت رات ہے جو شب قدر اور لیلۃ القدر کے نام سے موسوم ہے اور جو غالباً رمضان کی ستائیسویں شب ہے اس رات کو شام سے لیکر صبح تک تجلی الٰہی کا نزول ہوتا ہے اس رات میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینہ کی عبادت و ریاضت سے افضل ہے اس رات کی بدولت سے جو حلاوت اور کیفیت حاصل ہوتی ہے وہ دوسری راتوں میں حاصل نہیں ہوتی اسی مقدس رات میں فرشتوں کی پیدائش ہوئی اور اسی رات میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مادہ جمع کیا گیا ہے۔

شب قدر میں شب بیداری کا بڑا ثواب ہے اس رات میں جو جاگتا ہے اور عبادت میں مصروف رہتا ہے اس کے پاس فرشتے آنے میں مصافحہ کرتے ہیں اور دعا مانگتے

وقت آمین کہتے ہیں پھر کیوں نہ اس رات میں ہر دعا مقبول ہوگی اور کیوں اس مبارک موقعہ کو غفلت کی نیند میں کھو یا جائے۔

بزرگان دین نے فرشتوں کے مصافحہ کرنے کی یہ علامت لکھی ہے کہ جس وقت فرشتے مصافحہ کرتے ہیں تو یکایک دل میں ایک رقت پیدا ہو جاتی ہے قلب پھڑکنے لگتا ہے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور عابد وہ کیفیت اور لذت و سرور حاصل کرتا ہے جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی لہذا جو شخص شب قدر میں عبادت کرنے سے محروم رہا وہ گویا ہر نیکی سے محروم رہا اور نیکی سے محروم رہنے والا بدنصیب ہوتا ہے۔

شب قدر کی خصوصیات

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ سال آئندہ کے لئے بارش موت زندگی اور رزق وغیرہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسی رات میں مقدر فرماتا ہے نیز لفظ قدر عظمت و بزرگی کے معنے میں بھی مستعمل ہے چونکہ لیلۃ القدر اپنے اندر بے شمار برکات اور شرف و بزرگی رکھتی ہے اس لئے اس کو شب قدر کہا جاتا ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ شب قدر میں بنی نوع انسان کی ہدایت و رہبری کے لئے وہ کتاب مقدس نازل ہوئی جو دینی و دنیاوی فائز المرامیوں و شادکامیوں کی ضامن ہے۔ قولہ تعالیٰ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یعنی ہم نے شب قدر میں قرآن شریف کو نازل کیا سبحان اللہ شب قدر کتنی بڑی خصوصیت اور عظمت و بزرگی ہے اللہ اس رات کو کتنے اعزاز و احترام کا مستحق بنایا ہے۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس رات میں آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔ تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم یعنی اس میں فرشتے اور جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو رب العزت حضرت جبرئیل امین کو حکم دیتا ہے کہ وہ زمین پر جائیں اور فرشتوں کو لیکر ہمارے بندوں کی زیارت کریں سو سدرۃ المنتہیٰ کے ستر ہزار فرشتے نورانی علم لئے ہوئے زمین پر اترتے ہیں اور ان چار متبرک مقامات پر جھنڈے نصب کر دیتے ہیں وہ مقامات یہ ہیں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مسجد بیت المقدس اور مسجد طور سینا پھر جبرئیل امین فرشتوں کو زمین پر منتشر ہو جانے کا حکم دیتے ہیں امت محمدی کا کوئی گھر ایسا نہیں جس میں یہ داخل نہ ہوتے ہوں سوائے ان پانچ گھروں کے اول جس گھر میں کتا ہو۔ دوسرے جس گھر میں سور ہو۔ تیسرے جس گھر میں شراب ہو۔ چوتھے جس گھر میں زانی ہو اور پانچویں جس گھر میں تصاویر ہوں۔

یہ فرشتے کیا کرتے ہیں

مومنوں کے گھروں میں جا کر تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور امت محمدیہ کے لئے دعا و استغفار میں مشغول رہتے ہیں جب صبح ہوتی ہے تو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں آسمان کے دوسرے فرشتے ان کا شاندار استقبال کرتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آج کی رات تم کہاں رہے وہ جواب دیتے ہیں کہ آج کی رات ہم نے امت محمدیہ کے ساتھ بسر کی کیونکہ آج شب قدر تھی پھر آسمان دنیا کے فرشتے سوال کرتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس رات میں عبادت کرنے والوں کی ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کر دیا وہ جواب میں کہتے ہیں کہ خدائے قدوس نے نیک لوگوں کی مغفرت فرمائی اور برے لوگوں کے حق میں نیکوں کی سفارش قبول فرمائی یہ سوال و جواب ہونے کے بعد فرشتے رب العزت کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہیں اور باآواز بلند کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مغفرت اور رضوان عطا فرمایا۔

شب قدر کی چوتھی خصوصیت

شب قدر کو "سلام" کے ساتھ ہی وصف کیا گیا ہے یعنی فرشتے بندوں پر خدا کا سلام پہنچاتے ہیں جیسے آتش نمرود سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ پاک نے محفوظ رکھا تھا اور آتش کو گلزار بنا دیا تھا اسی طرح امت محمدیہ پر اللہ اس رات میں عبادت کرنے والوں پر بھی آتش دوزخ حرام ہوگی اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور مجھے وہ دعا تعلیم فرمائیے جو میں شب قدر میں پڑھوں آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ دعا پڑھا کرو

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ اے اللہ تیرا نام عفو اور کریم ہے تو معافی اور بخشش کو دوست رکھتا ہے سو اپنے کرم سے مجھے بخش دے

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اس رات کی دعا اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے یہ برکت و سلامتی اور امن و امان والی رات ہے نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ جو شخص ثواب کی نیت اور ایمان و احتساب کے خیال سے شب قدر میں بیدار رہے گا تو اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔

لیلۃ القدر اور مسلمانوں کا طرز عمل

مذکورہ بالا تفصیلات سے ناظرین کرام کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس رات کے متعلق ہمارا طرز عمل یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ہم اسکو شب بیداری و عبادت گذاری توبہ و استغفار اور دعاء و مغفرت کے لئے مخصوص کرتے مگر ہوتا یہ ہے کہ عوام الناس کا سارا زور صرف مسجدوں کی آرائش و زیبائش اور مٹھائی کی تقسیم پر صرف ہو جاتا ہے صرف چند متبرک نفوس ہوتے ہیں جو عبادت گذاری میں گذارتے ہیں۔ کاش ہم مسجد کی روشنی و آراستگی کے ساتھ ضیائے قلب اور تنویر قبر کا بھی سامان کرتے آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی کے ساتھ اندرون کو جلا دینے کا بھی اہتمام کرتے اور مٹھائیوں کی لذت و شیرینی کے ساتھ عبادت کے لطف و سرور سے بھی مسرت اندوز ہوتے۔ مسلمانو! تمہیں کیا ہوا کہ تمہارا ہر عمل معیار سنت سے گرا ہوا ہے تمہاری ہر بات منہاج شریعت سے دور ہے تمہاری کوئی کل بھی سیدھی نہیں اور تم ہر عمل کو رسم اور لغویت کا لباس پہنا دیتے ہو تمہارا ہر قول و فعل فہم و دانش کے مطابق کیوں نہیں ہوتا اگر تمہیں عقل و شعور اس روشنی کے زمانہ میں بھی نہیں آتا تو اور کب آئیگا ضروری اور اچھی باتیں تمہارے حافظہ سے کیوں دور ہیں اور تمہارا دماغ نیک باتوں کو کیوں نہیں پکڑتا حالانکہ بیکار اور بری باتیں یاد رکھتے ہو بداخلاقیوں اور گناہوں کے کام کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہو اور دوزخ میں لیجانے والے کاموں کی طرف دیوانہ وار دوڑتے ہو۔ یہ کیا مصیبت ہے کہ تم معنے سے زیادہ لفظ اور روح سے زیادہ جسم کے پرستار ہو پھل پا جانے کے خواہاں ہو مگر تخم تلاش نہیں کرتے یعنی جنت میں جانا اور رضائے خدا حاصل کرنا تو چاہتے ہو مگر جنت کے کاموں اور نیک عملوں پر حریص نہیں ہو تم کو کس طرح اور کس عنوان سے سمجھایا جائے بس اب یہی طریقہ باقی ہے کہ تم کو دوزخ میں جانے کی اجازت دیدی جائے مذہبی کتابیں اور رسائل اس مہینہ اور شب قدر کی فضیلتوں سے لبریز ہو کر ہر سال نہایت شان و تنبیہ کے ساتھ نکلتے ہیں اور دنیا جان جاتی ہے کہ بیشک یہ مہینہ اور لیلۃ القدر کا گرامی عظمت سنہری موقع بڑا نایاب اور برکت والا ہے مگر پھر بھی تمہاری مسجدیں شب قدر میں شب بیداروں اور عبادت گذاروں سے آباد نظر نہیں آتیں۔

مسجد کی زیبائش اور روشنی بیشک ظاہری آبادی اور رونق ہے مگر جیسا اہتمام ظاہری آبادی کا کرتے ہو باطنی آبادی کا بھی تو اہتمام کرو مسجد کی حقیقی آبادی اللہ کے ذکر اور عبادت و ریاضت سے ہے بس رمضان کی ستائیسویں شب کا واقعی احترام کرو شب قدر اس طرح مناؤ کہ ہر مسجد ہر گھر اور ہر حجرہ سے اللہ کے ذکر کی آوازیں بلند ہوں اور فضائے آسمانی لاہوتی نغموں سے گونج اٹھے آسمان سے نور کی بارش ہو اور زمین تمہارے لئے اپنے دفینے اگل دے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

علم اور دین کی معرکہ آرائی

(بسلسلہ گذشتہ)

زراعت

تجارت سے دوسرے نمبر پر زراعت ہے۔ زراعت ایک ایسا فائدہ بخش ذریعہ معاش ہے جسے امیر و غریب اور ہر کس و ناکس کو یکساں واسطہ اور تعلق ہے اگر علم زراعت حاصل کیا جائے نئے نئے تجربات حاصل کئے جائیں نئے نئے آلات کشاورزی ایجاد کئے جائیں اور خداداد عقل و شعور سے کام لیا جائے تو زمین سونا اگل سکتی ہے۔ یورپ کی عقلمند اور سمجھدار قومیں اپنی عقل سے کام لیکر اور نت نئے تجربات حاصل کرکے تھوڑے وقت اور کم محنت میں کثیر منافع حاصل کر رہی ہیں اور مٹی میں ہاتھ ڈال کر لعل و جواہر بٹور رہی ہیں مگر ہمارے ہندوستانی ہیں کہ وہی بابا آدم کے زمانہ کے آلات اور وہی دقیانوسی طریقہ کاشت اس لئے وہ مٹی کے ساتھ مٹی ہوکر بھی بجز ایک گلاس لسی اور ستری دھوتی کے اور کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔

قرآن مجید فن زراعت کی شاندار الفاظ میں تعریف کرتا ہے قولہ تعالیٰ۔

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ "جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اسکو قوی کیا پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی"

علم الارض وہ شریف اور مفید علم ہے جس میں یورپ نے کمال پیدا کرکے دنیا کو ہی اپنے لئے جنت بنالیا ہے اس علم کی طرف قرآن پاک نے مختلف عنوانوں سے توجہ اور ترغیب دلائی ہے اگر قرآن مقدس کے ان اصولی نکتوں پر مزید غور کیا جائے تو علم طبقات الارض مدون ہو سکتا ہے۔

سطح زمین پر جو جسم بھی مرکب ہے وہ زمین کے جاذب و انجذاب سے مرکب ہوتا ہے قدرت کاملہ نے اس میں جاذب کی ایسی قوی قوت رکھی ہے کہ ترکیب کے بغیر کسی چیز کو چھوڑتی ہی نہیں جیسے معدنیات نباتات اور حیوانات زمین کے قطعات مختلف ہیں کوئی نرم ہے اور کوئی سخت کوئی شور ہے اور کوئی میٹھا کوئی ریتیلا ہے اور کوئی چکنا کوئی کنکرینہ ہے تو کوئی صاف جنانچہ اللہ پاک فرماتے ہیں : وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ

صنعت و حرفت

قرآن پاک میں ہر قسم کی صنعت و حرفت کا مختلف عنوانوں سے ذکر آیا ہے کہیں حدادی کا کہیں خیاطی کا اور کہیں کپڑا بننے اور سوت کاتنے کا مثلاً ایک جگہ لوہے کے متعلق فرمایا کہ ہمنے اس میں لوگوں کے لئے بہت سے منافع رکھے ہیں اس میں کیا کلام ہو سکتا ہے ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ آج آہنی سڑکوں، آہنی پلوں، آہنی جہازوں اور دیگر آہنی مشینوں سے نسل انسانی کو کس قدر فائدہ پہنچ رہے ہیں اور اس دھات نے صنعت و حرفت کو کہاں سے کہاں پہنچا رکھا ہے غرض قرآن کریم نے معاش اور وسائل معاش کی تمام چیزوں کو کہیں بالاجمال اور کہیں بالتفصیل بیان کرکے ضروریات انسانی کی طرف رہنمائی کر دی ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ اسلام نے دولت و ثروت کو حاصل کرنے اس کو جمع رکھنے اور ترقی دینے کی تعلیم دی ہے مگر ستیاناس ہو

بے تعلیمی اور نام نہاد رہبروں کی نا سمجھی اور ہٹ دھرمی کا اور کم علم علما اور ریاکار مشائخ نے اس تعلیم کے برخلاف مال و زر اور دنیا کی دیگر چیزوں سے ایسی نفرت دلائی اور اس کی برائی کے اتنے دھواں دھار وعظ و تقریریں کیں کہ مسلمانوں کے دماغوں میں یہ بات کالنقش فی الحجر ہوگئی کہ واقعی دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے اور روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے مگر لطف یہ ہے کہ قوم کو تو روپے پیسے سے نفرت دلائی مگر خود اپنی جیبیں بھرلیں اور اپنے یہاں دنیا کا انبار لگا لیا۔

دنیا کا مفہوم

قرآن پاک میں دنیا اور مال و متاع دنیا کی بیشک مذمت کی گئی ہے اور نہایت سختی و تکرار کے ساتھ نیز بزرگان دین کی تحریروں میں بھی دنیا کی مذمت پائی جاتی ہے سو قرآن پاک اور بزرگان دین کے اقوال پر ادنیٰ غور و فکر کرنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ قرآن پاک نے جہاں کہیں دنیا اور اس کے اسباب کی برائی کی ہے وہ صرف اس صورت میں کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی ہوں غفلت اور تساہل اور فسق و عصیان کا باعث ہوں اور دنیا کے لئے دین کو بھلا دیا جائے یعنی دنیا سونے چاندی روپے پیسے اور دنیا کے مال و متاع کا نام نہیں بلکہ جو چیز قرآن کریم نے جائز قرار دی ہے وہ دین ہے اور جن چیزوں اور جن باتوں سے روکا ہے وہ دنیا ہے مولانا روم فرماتے ہیں ؎

چیست دنیا از خدا غافل بُدن　　نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اسلام نے دولت جمع کرنے کو تو کہا ہے مگر دولت کی اندھی محبت سرمایہ پرستی اور لالچی پن جس نے آج دنیا کو جہنم کدہ بنا رکھا ہے کلی طور پر بیخ کنی اور مذمت کی ہے اسلام کہتا ہے کہ دنیا حاصل کرو مگر دین کے لئے ماديات کی ضرورت روحانیات میں ممد ہونے کیلئے ہے فی نفسہ مادیت مقصود نہیں دنیا کی زندگی اس لئے اختیار کرو کہ دین حاصل ہو اور دین کا پہلو ہمیشہ اور ہر حالت میں غالب رکھو گویا مسلمان کی دنیا بھی سراسر دین ہی ہے پکے دیندار کے لئے دین و دنیا میں خط تمیز کھینچنا ناممکنات سے ہے بانی اسلام صلعم کا ارشاد ہے کہ "دنیا آخرت کی کھیتی ہے" پس روحانیت کے رنگ میں رنگی ہوئی دنیا عین دین ہے اور اس کا حاصل نہ کرنا خدا کی نافرمانی ہے بلکہ زمین پر رہکر زمین کی چیزوں سے فائدہ نہ اٹھانا نادانی اور کفران نعمت ہے اب حکومت و جہانبانی کے متعلق اسلام کی تعلیم ملاحظہ ہو۔

اسلام اپنے متبعین کو حکومت بھی عطا کرتا ہے

حکومت و آزادی ایک ایسی بیش قیمت نعمت ہے جسے مردہ صفت قومیں زندہ ہوتی ہیں صرف معنوی ہی نہیں بلکہ مادی زندگی بھی حاصل ہوتی ہے مذہب و اخلاق کی عملی قوتیں چمکتی ہیں اور جب کوئی قوم اپنی غفلت و بزدلی کی وجہ سے حکومت و آزادی سے محروم ہو جاتی ہے تو ذلت و مسکنت سے اس کے جسمانی و معنوی قوی معطل اور بیکار ہو جاتے ہیں۔

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے پیرووں کو دونوں جہان کی فتح و کامرانی عطا کرتا ہے اور لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ کے شیریں الفاظ ان کے

گوش گذار کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ تحمل اور عقل و شعور سے اس دنیا کی زندگی کو شاندار اور معزز زندگی بناؤ اور اس دنیا کو بھی جنت بناؤ آخرت میں تو جنت تمہارے لئے ہے ہی فرمایا اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ زمین کی وراثت بھی ہم اپنے صالح بندوں کو عطا کرینگے۔

اسلام کا اعلیٰ تخیل حکومت و آزادی کے سایہ میں پرورش پاتا ہے اور ایک مسلمان اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کر سکتا ہے اسلام دنیا میں آیا ہی اسلئے ہے کہ وہ اپنے ماننے والے کو حکومت و جہانبانی عطا کرکے ان کے ذریعہ پسماندہ اور کمزور قوموں کو ابھارے ان کو آزادی دلائے ان کی ہر طرح امداد و دستگیری کرے مسلمان سوائے خدا کے کسی کا غلام نہیں ہو سکتا ؎

ما سوی اللہ را مسلمان بندہ نیست پیش فرعونے سرش افگندہ نیست

قرآن پاک نے حکومت و جہانبانی کے بہترین اصول بتلائے ہیں اور مومنین سے زمین پر بادشاہت دینے کا وعدہ فرمایا ہے قولہ تعالیٰ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ (ترجمہ) اللہ پاک نے وعدہ فرمایا ہے کہ ایمان و یقین والوں اور صالحوں کو خلافت کا منصب حقیقی عطا فرمایا جائیگا۔

غرض اسلام قرآن خالی قوم کے لئے دین و دنیوی وجاہت و ثروت اور قوت استیلا کا قبضہ اختیار میں رکھنا لازمی قرار دیتا ہے اور ملت کے لئے اس چیز کو موت و حیات کا باعث گردانتا ہے۔

قرآن اور علوم و فنون

تیسری چیز جو آج عروج و ارتقا کا معیار اور ذریعہ مانی جاتی ہے وہ علم اور صناعی علم ہی دینی و دنیوی ترقیوں کا ضامن اور کفیل ہے یہ علم ہی کی طاقت کا ادنیٰ کرشمہ ہے کہ انسان اس کی بدولت ندیاں سمندروں ہواؤں اور بجلیوں پر حاکمانہ قبضہ و تصرف رکھتا ہے سو قرآن کریم علوم اولین و آخرین کا مخزن اور رہبر ہے اور انسانی شرف و کرامت کی بنیاد ہی علم پر رکھی ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس پروردگار کے نام پر پڑھیے جو انسان کو علم حاضر (علم بالقلم) اور علوم جدیدہ عالم لیں کے ذریعہ عزت و کرامت اور بزرگی عطا فرمانے والا ہے۔

قرآن مجید میں ہے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا زمین میں جو کچھ ہے اے انسان وہ صرف تیرے ہی لئے پیدا کیا گیا ہے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا زمین میں جو کچھ ہے وہ ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے ان دو آیتوں سے معلوم ہوا کہ مادی کائنات کی ہر چیز انسان کے لئے اور انسان اپنے خدا کے لئے اور منشائے خداوندی اس دنیا میں یہ ہے کہ قرآن کریم کی ماننے والی قوم کارخانہ عالم کی ہر چیز کو مسخر کرے اور ان سے مستفید ہو تمام کائنات معلوم کرے پہاڑوں کے سینے چیر کر ان کا اندوختہ حاصل کرے دریاؤں اور سمندروں کی تہوں کو کھنگال ڈالے آگ اور پانی سے صرف کھانا پکانے اور پیاس بجھانے کا کام نہ لے بلکہ ان کی ماہیتوں اور خواص سے واقفیت بہم پہنچا کر اسٹیم تیار کرے آسمان کی بجلی کو پکڑ کر ایک چھوٹی سی بیٹری میں بند کرے اور ہواؤں کو مسخر کرکے فضائے آسمانی میں پرواز کرے مگر اس شرط کے ساتھ کہ ان کے دل کا کنکشن خدا ہی کے ساتھ رہے اور ہر ہر قدم پر خدا کے سامنے سجدہ ہو کر کے "فتبارک اللہ احسن الخالقین" کے نعرے بلند کرے۔

جہاں خدائے قرآن نے آسمانی اشاروں میں اپنے شکر گذار اور مطیع بندوں کی ارتقا و اکتشاف کی طرف رہنمائی کی ہے اور انسان کے کمالات کا یہ معیار قرار دیا ہے کہ اس کی قوت فکریہ مادے کے نامعلوم اسرار و نوامیس کے ساتھ متعلق رہے نئے نئے اکتشافات و غوامض کا اعلان کرتی رہے آئے دن محیر العقول ایجادات کا غلغلہ بلند کرتی رہے اور ہوا، بادل، آفتاب، اور اس کی گیس اور تمام سیارات کو اپنے منافع کے لئے کارآمد بنانے کی کوشش میں مصروف رہے وہاں ساتھ ہی اشیاء عالم سے مستفید ہونے کا مادہ بھی ازل سے تفویض فرما دیا ہے۔

چونکہ قرآن کریم کائنات ارضی کو مسخر کرنے کی ہدایت کرتا ہے اس لئے حقائق کائنات سے واقفیت بہم پہنچانے ان پر حاکمانہ و متصرفانہ قبضہ و اختیار رکھنے اور ان کو مسخر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے متعلق پہلے ہی سے کچھ معلومات ہوں یہی وہ راز ترقی ہے جس کو یورپ لے اڑا اور قرآن والی قوم تقلید و جمود اور غلط بینی کی تاریک نظری کی کیچڑ میں دھنس کر رہ گئی۔

قصہ آدم اور علم الاشیاء

مسلمانوں کی تمام خرابیوں مصیبتوں اور پسماندگیوں کا واحد سبب یہ ہے کہ وہ قرآن پاک کے معانی و مطالب سے ناواقف ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے اعمال و افعال پر حقیقی اسلامی شان جلوہ گر نہیں آج دنیاوی ترقی کو دنیا پرستی اور بوالہوسی کہا جاتا ہے اور عوام الناس کے دماغوں میں یہ بات جاگزیں ہے کہ اگر ایمان کی دولت محفوظ ہے تو ان کو صرف ذلت و مسکنت اور فقر و فاقہ پر ہی قناعت کئے رہنا چاہیے اگر اور قومیں ترقی کر رہی ہیں تو کیا کریں مسلمان کے لئے تو جنت ہی بس ہے اسے تو صرف ادھر ہی مرتے رہنا چاہیے لیکن مسلمان یہ سنکر حیران ہونگے اور بے بصیرت مولویوں کی آنکھیں کھلیں گی کہ خدا نے انسان کو پیدا ہی ترقی کے لئے کیا ہے اور انسان کو جو فرشتوں کے مقابلہ میں ترجیح دی گئی ہے وہ اس کا سائنداں ہونا ہے۔ اگر مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے قصے پر غور کرتے اور سورہ بقرہ کے اس رکوع کا ہی بغور مطالعہ کرتے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا ہے تو وہ اس حقیقت تک پہنچ جاتے کہ اخلاق و روحانیت کے رنگ میں دنیوی ترقی اسلام کا منتہائے کمال ہے۔

اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ میں آدم کو پیدا کرنے لگا ہوں تو انہوں نے آدم کی پیدائش پر اعتراض کیا قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ اے اللہ تو ایسی مخلوق کو پیدا کرنے لگا ہے جو زمین میں فساد اور خونریزی برپا کرے گی کیا ہم تیری تحمید و تقدیس کے لئے تھوڑے ہیں ان کو جواب ملا اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ تم ہماری مصلحتوں اور حکمتوں کو نہیں جانتے کہ ہم انسان کو علاوہ تحمید و تقدیس کے کس غرض کے لئے پیدا کر رہے ہیں چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ان کو علم حقائق الاشیاء مرحمت فرمایا یعنی انسان کے اندر اشیاء عالم کی ماہیت اور خاصیت جاننے کی صلاحیت رکھدی پھر ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ انسان کی قوت و استعداد ظاہر کرکے اور فرشتوں کو انسان بنانے کی پیدائش کا مقصد جتلانے کے لئے فرمایا کہ تم نے جو آدم کی پیدائش پر اعتراض کیا تھا اور اس کی شان گھٹائی تھی اب اگر تم اپنے

میں سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ جو آدم کو بتائے گئے ہیں بس پھر کیا تھا دم بخود ہو گئے اور تسلیم کر لیا کہ ہمیں حقائق اشیاء کا علم حاصل نہیں اور ان پر روشن ہو گیا کہ خلافت الٰہی کا حامل انسان ہی ہو سکتا ہے اور یہی اس کی پیدائش کی غرض ہے۔

اس قصہ میں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ آدم کے پیدا کرنے کی غرض محض تحمید و تقدیس نہ تھی بلکہ خلافت الٰہیہ کو سونپنا تھا اگر خلیفہ بننے کے لئے صرف تحمید، تقدیس اور تسبیح رہبانہ ہی کافی ہوتا تو پھر فرشتوں کو چھوڑ کر انسان کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی یہی وجہ ہے کہ اس قصہ سے پہلے کہا گیا هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا اس قصہ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا گیا تاکہ مقصد حیات واضح ہو وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ تمہارے لئے زمین میں ایک عرصہ تک ٹھہرنے کی جگہ اور زندگی بسر کرنے کا سامان موجود ہے ساتھ ہی یہ بھی تاکید کر دی کہ اگر تم نے اپنے اس مقصد حیات کو فراموش کر دیا، دنیا اور اسکی متاع سے استفادہ حاصل نہ کیا اور دنیا کی جو نعمتیں تم کو عطا کی گئی ہیں ان کو صحیح استعمال نہ کیا تو قیامت کے روز اس فروگذاشت کی بازپرس ہوگی۔ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ پھر تم سے بازپرس ہوگی کہ تم نے خدا کی نعمتوں کا استعمال کیا یا نہیں۔ ان حقائق قرآنیہ اور آیات بینات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ ہمیں دنیا کی نعمتوں سے تہی دامن اور دنیا سے کنارہ کش رہنا چاہیئے اسلام کے فہم و عمل سے کتنا بعد عظیم اور صریح ظلم ہے۔ دنیاوی ترقی و ترفع میں اس سے بڑھکر اور کیا تعلیم ہو سکتی ہے

مذہب و سائنس

آج معرکۂ مذہب و سائنس کا بازار گرم ہے اور کہا جا رہا ہے کہ چونکہ علوم جدیدہ اور فلسفہ نے مذہب کی بنیاد متزلزل کر دی ہے لہذا سائنس و ایجادات دنیا کی آلائشیں اور قابل ترک نجاستیں ہیں لیکن یہ غلط خیال مذہب اسلام کے تعلیمی حقائق سے ناواقفی کا نتیجہ ہے کہ علمی دنیا میں جس چیز کی بنیاد اسلام نے رکھی اور انسانی قوت فکر کے لئے میدان ارتقاء و انکشاف پیش کیا اس کا انکار کر کے اسلامی فہم و عمل اور قرآن دانی کا مسلمان خود اپنے ہاتھوں بھانڈا پھوڑ رہے ہیں اور اسلام کو بدنام و رسوا کر رہے ہیں بلکہ اس کی شان حقیقی پر پردہ ڈال رہے ہیں کیونکہ علاوہ دیگر دلائل و شواہد کے جو بیان ہوئے اور آئندہ دکھائے جائینگے مذکورہ بالا قصہ آدم اس دعوی کے ثبوت میں کافی ہے جس میں قصہ کے رنگ میں مسلمانوں کو سائنس و ایجادات کی تعلیم دی ہے اور مسلمانوں کو حکیم فلسفی اور سائنسداں بننے کی تائید فرمائی ہے۔

اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مذہب اسلام ایک فطری مذہب ہے کائنات کا ہر ذرہ ایک فطرت اور ایک خاصہ رکھتا ہے اور مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خالق السموات والارض نے فطرت انسانی میں یہ مادہ ازل ہی سے تفویض فرمایا ہے کہ وہ اشیاء کے نام اور ان کے خواص کا پتہ چلائے ان کے فوائد و مضار کو ابنائے جنس کے سامنے عملی طور پر پیش کرے اور اسی کا نام سائنس ہے جس کو قرآن کریم نے حکمت کے نام سے تعبیر کیا ہے ارشاد ہے وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا جس کو حکمت و دانائی دی گئی اس کو خیر کثیر عطا ہوا نیز قرآن پاک نے اس چیز کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ رحمۃ للعالمین باعث ایجاد عالم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی کتاب و حکمت کی تعلیم قرار دیا ہے

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (ترجمہ) "اللہ وہ ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو ان پر قرآن کی آیتیں پڑھتا ہے پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب و حکمت"

اس آیت مقدسہ میں کتاب و حکمت کی تعلیم سے پہلے تزکیہ نفس کو رکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ علوم نقلیہ و عقلیہ کی ضرورت روحانیت کے لئے ہے نہ کہ بالذات، پس کہ جن علوم میں نفسانیت اور بے عملی شریک ہوتی ہے اور اخلاق رذیلہ سے انسان کو پاک نہیں کرتے وہ علم نہیں جہل ہے جیسا کہ یورپ کا علم ہے نیز ایک اور قابل غور امر ہے وہ یہ کہ کتاب کو مقدم کیا ہے حکمت پر کتاب سے مراد علم الٰہیات یا علوم نقلیہ لئے جا سکتے ہیں اور حکمت سے علوم عقلیہ مثلاً سائنس و ایجادات وغیرہ تعبیر کئے جا سکتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ حکمت و دانائی وہی معتبر ہے جو کتاب اللہ کے ماتحت ہو ورنہ ظلوم جہول انسان کے تمام کمالات اور کائنات کے انکشافات گمراہی اور کفر و طغیان کا پیش خیمہ ثابت ہوں گے یا بالفاظ دیگر یہ کہ جو فکر و عمل کی جد و جہد صرف حواس خمسہ کی مدد سے بغیر باطنی قوتوں اور مخفی طاقتوں کی اعانت کے ہوگی وہ کفر و الحاد اور دہریت پر منتج ہوگی لہذا انسان اور کائنات کے کمالات و انکشافات کا مقصد معرفت الٰہی ہونا چاہیئے تاکہ انسان کی قوت فکریہ قدرت قاہرہ جلیلہ فیاضہ کا مظہر اور آئینہ ہو اور دہریت نہ ہو

فرق نیاز فرش زمین پر دھرا ہوا　　ہمت کا پاؤں عرش بریں پر گڑا ہوا

یہ قرآن پاک کی اسی انسانیت و تمدن نواز تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ امی محض مگر تمام دنیا کے حکماء و فضلاء سے فزوں کے رہبر اول آقائے عرب نے بدوؤں کی جنگلی نہج میں کایا پلٹ کر دی

سکھائے معیشت کے آداب ان کو　　بڑھائے تمدن کے سب باب ان کو
کہیں حفظ صحت کے آئیں سکھائے　　سفر کے کہیں شوق ان کو دلائے
مفاد ان کو سوداگری کے سجھائے　　اصول ان کو فرماں دہی کے بتائے
نشان راہ و منزل کا اک اک دکھایا　　بنی نوع کا ان کو رہبر بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھوروں کا گلہ　　گراں کر دیا اس کا عالم سے پلہ

مذہب کی اصلی غرض و غایت یہ ہے کہ مخلوق اپنے خالق کو پہچانے عبد اپنے معبود کو جانے اور انسان معرفت الٰہی سے بہرہ ور ہو اور حصول معرفت کا ذریعہ استدلالی ہی ہو سکتا ہے نہ کہ مشاہدہ، کیونکہ خدائے بیچون و بیچگون کا مشاہدہ ان ظاہری آنکھوں سے محال اور حواس خمسہ کے ادراک کی دسترس سے باہر ہے۔

وجود مسبب علت سے وجود سبب و معلول پر استدلال کرنے کو استدلال لمی کہتے ہیں مثلاً کیچڑ سے بارش اور دھوئیں سے آگ پر استدلال کرنا مخلوق کو دیکھ کر خالق اور صنعت کو دیکھکر صانع کو دریافت کر لینا سو معرفت الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے ہی زمین و آسمان کے پر اسرار عجائبات و غرائب کار رکھے ہیں آسمان کا ہر تارہ زمین کا ہر ذرہ دریا کا ہر قطرہ ہوا کا ہر جھونکا جمادات کا ہر جزو اور نباتات کا ہر ہر پتہ وجود صانع پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ "بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے تغیر و تبدل میں عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں"

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کا مقصود اصلی یہ ہے کہ قلوب و ارواح کی توجہ کو مخلوق کی طرف سے ہٹا کر انھیں خدا کی معرفت میں

مستحق قرار دے۔ پس جب خدا انسانی احکام بیان کر چکا اور اہل باطل کے شبہات کے جواب بھی دے چکا تو اب بلا تخصیص تمام عقلمندوں کو مخاطب کرتے ہوئے اُن چیزوں کا ذکر فرمایا جو اس کی توحید، الوہیت، کبریائی اور عظمت و جلال پر دلالت کرتی ہیں تاکہ اس پر غور کرنے سے دلوں میں نور پیدا ہو۔ مطلب آیت کا ظاہر ہے۔

خلاصہ یہ کہ آسمان و زمین کی پیدائش اور رات دن کے تغیر و تبدل میں عقلمندوں کے لئے ہماری قدرت، الوہیت، وحدانیت، کبریائی، عظمت و جبروت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور ان کے اپنے دعوی میں سچا ہونے کی بہت سی نشانیاں ہیں کیونکہ عالم اور نظام عالم خود زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ لوگو میرا وجود اور نظام بدیں حکمت و ثبات میرے اپنے ارادے اور اختیار سے نہیں اور مجھے اس اسلوب بدیع پر چلانے والا ایک ایسی ذات ہے جو اپنی ذات و صفات اور تمام اوصاف و کمال میں یکتا ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی اس کے حکم کا ٹالنے والا۔ اس سے آگے فرمایا اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ یعنی عقلمند لوگ (جو زمین و آسمان کی پیدائش میں غور کرتے ہیں) وہ ہیں جو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں کے بل ہر وقت خدا کو یاد کرتے ہیں۔

عقل کے ساتھ یادِ الٰہی کی قید کا مطلب

اس آیت میں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ عقل کے ساتھ ذکر الٰہی کی قید لگائی گئی ہے یہ اس لئے کہ جو لوگ اپنے دل میں خدا کا دھیان نہیں رکھتے اور نور نبوت سے مستنیر نہیں ہوتے وہ خواہ کتنے ہی عاقل کیوں نہ ہوں ان پر زمین و آسمان سے خدا کی خالقیت و وحدانیت اور حکمت و قدرت کی نشانیاں کبھی ظاہر نہیں ہوسکتیں بلکہ وہ میدان ضلالت و گمراہی میں ظن و اوہام کا شکار رہتے ہیں۔ دنیا میں ہزاروں اور لاکھوں عالم و فاضل اور عاقل و فرزانہ ایسے گذرے جنہوں نے کواکب و سیارات کے عجائب و غرائب معلوم کرنے میں عمریں بسر کر دیں لیکن باایں ہمہ ان پر خدا کی کمال قدرت و حکمت کی وہ نشانیاں ظاہر نہیں ہوئیں جو مومنین ذاکرین پر ہوئی ہیں بلکہ وہ تو ہر سرے سے خدا کے وجود کے ہی منکر رہے ان کا باعث یہ ہے کہ وہ صرف مجرد عقل سے ان حقائق کائنات کی چھان بین میں لگے رہے اور اپنے نفس کے متبع رہے ان کو عقل و حس سے ہی نہیں بلکہ قلب سلیم سے بھی کام لینا تھا حالانکہ اس راہ میں جس طرح محض ذکر سے ایک مومن آیات الٰہی کے اسرار و غوامض کی طرف راہ نہیں پا سکتا اسی طرح تنہا غور و فکر بھی کافی نہیں۔ ذکر بلا فکر کا نتیجہ تقلید، جمود

تعطل و بیکاری اور ناحقیقت شناسی ہے اور تدبر و تفکر بلا تزکیہ نفس اور روحانیت کا نتیجہ الحاد و زندقہ ہے۔

خدا کی معرفت صرف علم و فہم ہی سے حاصل ہوسکتی ہے

آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی معرفت صرف انہی لوگوں کو حاصل ہوسکتی ہے جو خدا کی یاد میں مشغول اور اس کی مصنوعات میں غور و فکر کرنے میں مصروف رہتے ہیں جو لوگ صرف فطرت اور اس کے خواص معلوم کرنے میں لگے رہتے ہیں اور عالم کے خالق اور اس کی قدرت قاہرہ جلیلہ سے غافل رہتے ہیں وہ اگرچہ انگریزوں کی طرح اس دنیا میں اپنے علم سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن ان کی روحیں خدا کی معرفت سے محروم ہی رہتی ہیں اور آخرت میں ان کا علم انہیں کچھ فائدہ نہ دیگا اسی طرح وہ لوگ بھی جو یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں مگر نشانات کائنات کی قدرت و حکمت کا کھوج نہیں لگاتے ان کا مرتبہ اگرچہ "خالی فکر" سے بڑھا ہوا ہے اور ذکر خدا دین و دنیا دونوں میں مفید اور نجات اخروی کا ذریعہ ہے مگر جب تک ذکر کے ساتھ فکر شامل نہ ہو اس کا فائدہ بھی کامل نہیں خلاصہ یہ کہ سائنس و فلسفہ معرفت الٰہی کا سبب ہے جس سے ایمان و ایقان کی بنیادیں متزلزل نہیں بلکہ مستحکم ہوتی ہیں۔ اب بلا خوف و تردید کہا جاسکتا ہے کہ جو شخص اشیاء عالم کو مسخر کرنے کی جتنی زیادہ صلاحیت و استعداد کا مالک ہوگا اور جس قدر حقائق اشیاء کا صحیح علم رکھتا ہوگا اتنا ہی عارف باللہ ہوگا خالق اشیاء کی ہستی کا معترف ہوگا جیسے ان ظاہری انعامات الٰہی سے متمتع ہوکر اپنے پیدا کرنے والے کا شکر گذار بندہ ہوگا اور یہ وہ چیز ہے جس کو لسان شریعت میں فکری عبادت کہا گیا ہے اس عبادت کی بابت حضرت امام غزالی فرماتے ہیں فکری عبادت میں ایک لمحہ بسر کرنا اب سے بہتر ہے جیسے ایک سال عبادت کی عارف باللہ کی اس تعریف کے مطابق کہا جاسکتا ہے زمین کے طبقات، بجلی کی قوت، نور کی رفتار، ہوا کا وزن، عناصر کی تعداد اور پانی کا مختلف چیزوں سے مرکب ہونا جو عقل کی زور آزمائی کا میدان ہے بظاہر ان کا مذہب کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں لیکن چونکہ قرآن کریم نے انہی چیزوں پر غور و فکر کرنے کے لئے کہا ہے لہذا صاحب بصیرت دیندار کے لئے یہی چیزیں معرفت الٰہی کا مقصود بالذات اور ایجاد و اختراع کا ذریعہ ہیں پس سائنس و مذہب دو جداگانہ چیزیں نہیں ایک ہی ہیں یعنی تدبر و فکر کے ذریعہ کائنات کی چیزوں کے فوائد سے متمتع ہونا سچے دیندار کی عبادت ہے گویا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ قرآن نے نالی نوم کا ہوا پانی بجلی بھاپ جو تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر قطعی اور یقینی ثابت ہوں اور

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ

سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے

تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے۔ قیمت ہر حصہ عمر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شان و شوکت کے اظہار کا دن

(نوشتہ عبدالحمید خاں)

عید منائیں عید
مسلمان
عید منائیں عید

عید خدا کے پیاروں کی ہے	یعنی روزہ داروں کی ہے
بیت گیا رمضان کا مہینہ	بابرکت ذی شان مہینہ
ہر طاعت منظور ہوئی ہے	ہر کوشش مشکور ہوئی ہے
فرض ادا ابرارؤں کے سر سے	داد ملی اللہ کے در سے

بر آئی امید
مسلمان
عید منائیں عید

تمام اقوام میں ایک یا ایک سے زیادہ دن زمانہ قدیم سے ایسے چلے آئے ہیں جن میں حسب استطاعت عمدہ لباس زیب تن کیا جاتا ہے عمدہ سے عمدہ غذائیں فراہم کی جاتی ہیں تمادہ کا سوبار بند دیکھکر تفریحی کھیلوں اور رنگ رلیوں میں سارا دن گذارا جاتا ہے اور اپنی شان و شوکت محبت و یگانگی اور اجتماعی حیثیت کا اظہار کیا جاتا ہے ایسا مسرت اور خوشی کا دن مقرر کرلے ہیں ہر قوم کے تہذیب تمدن اخلاقی، دماغی اور روحانی حیثیت اور استعداد کے مطابق بہت سے وجوہ ہیں بعض قومیں "نزول نعمت" کی وجہ سے عید مناتی ہیں۔ بعض "دفع مصیبت" کے سبب۔ بعض اپنے قومی وقار کو قائم رکھنے کے لئے اور بعض محض تفریحی دلچسپیوں کے لئے۔ بہر حال ہر قوم اپنے یہاں کسی نہ کسی وجہ سے ایک دن ایسا ضرور رکھتی ہے جس میں خوشیاں منائی جاتی ہیں۔

دنیا کی سب سے پہلی عید

اولاد قابیل میں سے ایک شخص بال نامی نے منائی جس نے قوم میں خاص اثر و اقتدار حاصل کر لیا تھا جب سے پہلے فرزند آدم قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کا خون کیا اور زمین کو ایک بے گناہ کے خون سے لالہ زار بنایا تو قابیل اپنے اس وحشیانہ اور سفاکانہ فعل سے نادم اور شرمندہ ہو کر اپنی اولاد کو لیکر حضرت آدم کی دوسری اولاد سے جدا ہو گیا اور یہ لوگ بعد وفات حضرت آدم و شیث علیہما السلام "آگ" کی عزت کرنے لگے بال نے اس بے سری معتوب اور خونی قوم کی قیادت حاصل کرلی۔ اس بدبخت اور گمراہ شخص نے ان کو طرح طرح کی لغویات و خرافات میں منہمک کر دیا۔

قبل بعثت حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدم کی بقیہ اولاد جو اس خونی اور معتوب گروہ سے الگ رہتی تھی اسمیں ایک شخص یارد بن مہلائیل برسر اقتدار آگیا یہ شخص حضرت آدم کا پانچواں وصی اور خلیفہ اور حضرت ادریس علیہ السلام کا والد تھا اس گروہ کو خونی گروہ سے الگ سکونت اختیار کرنے اور علیحدہ رہنے کی بزرگوں کی طرف سے ہدایت تھی اس نصیحت پر کچھ عرصہ تک تو یہ لوگ کاربند رہے لیکن کچھ دنوں کے بعد دونوں خاندانوں کے لوگوں نے اپنے بزرگوں کی وصیت کے خلاف صلح کی کوششیں شروع کر دیں نتیجہ یہ ہوا کہ یارد کی اصلاحی و تبلیغی کوششوں کے باوجود چند نادان لوگ اس خونی گروہ سے جا ملے اور اس ناجائز اجتماع کو خوشی کا دن مقرر کر لیا گیا اس دن ملک بھر کے

خدا کے احکام کی نافرمانی کی گئی زناکاری ہوئی شراب کے دور چلے اور واہیات اور ناشائستہ حرکات سے اخلاق و روحانیت کا خون کیا گیا بس یہ پہلی عید تھی نوع انسان میں جو منائی گئی۔

قوم ابراہیم کی عید

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں بھی مختلف ممالک میں متعدد عیدیں منائی جاتی تھیں چنانچہ حضرت ابراہیم کی بت پرست قوم خوب زور شور سے عید مناتی تھی سارا دن کھیل کود اور باطل پرستیوں میں گذارتی اور سارا زور بت پرستی پر صرف ہوتا تھا آپ کی قوم نے حضرت ابراہیم کو بھی اس عید میں شمولیت کی دعوت دی مگر آپ نے کسی بہانہ سے انکار کیا نیز آپ نے یہ موقعہ پاکر بت شکنی کا وہ جہاد کیا جس کا ذکر قرآن کریم سورہ انبیاء میں آیا ہے یعنی جب آپ کی قوم عید منانے کے لئے شہر سے باہر چلی گئی تو آپ بتخانہ میں پہنچے کسی بت کے ہاتھ کاٹ ڈالے کسی کی ٹانگیں اڑا دیں کسی کی ناک صاف کر دی کسی کے کان قطع کر دیئے اور کسی کا سر قلم کر دیا بتوں کا یہ قتل عام کرکے بڑے بت کے کندھے پر وہ باطل شکن تیشہ رکھ دیا جس سے یہ مجاہدانہ کام سرانجام دیا تھا۔

مصریوں کی عید

مصریوں میں سال میں کئی مرتبہ عیدیں منائی جاتی تھیں لیکن عید نوروز کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا اس کی صورت یہ تھی کہ ایک میلہ لگا کرتا تھا جس میں دور دور سے لوگ آکر جمع ہوتے تھے خصوصاً عورتوں کا بن سنور کر آنا عید نوروز کی خصوصیت تھی عورتیں باریک اور زرق برق لباس پہنکر آتیں اور مردوں کو اپنی طرف مائل کرکے عصمت فروشیاں کرتیں بس مصریوں کی یہی عید ہوتی تھی۔

بنی اسرائیل کی عید

یہودی یوم عاشورا کو جشن مسرت اور عید مناتے تھے جس کی بنیاد حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ نجات سے پڑ چکی تھی اس دن یعنی ماہ محرم کی دس تاریخ کو اللہ جل جلالہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے مقابلہ میں فتح دی تھی اور بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزاد کیا تھا اس وجہ سے یہودیوں کے یہاں اس دن کو خاص اہمیت اور عظمت حاصل تھی اس روز روزہ رکھا کرتے تھے اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری تک یہ عید منائی جاتی تھی۔

ہندوؤں کی عید

ہندوؤں کے یہاں ہولی کو بطور عید منایا جاتا ہے اسکی ابتدا کے متعلق ہندوستان کے مختلف گوشوں اور مذہب کے مختلف فرقوں میں متعدد روایتیں پائی جاتی ہیں اور اس کے متعلق متضاد عقائد ہیں اس میں سے صرف دو مشہور روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔

ایک مشہور روایت اور عقیدہ یہ ہے۔ ہولیکا نامی ایک دیوی تھی اس نے تین آنکھوں والے دیوتا شیوجی کی خوب پوجا پاٹ کی تھی اس عقیدت و پرستش کے سلسلہ میں اس نے شوجی سے یہ بچن لیا تھا کہ اس کو کہیں کسی موسم میں اور کسی ہتھیار سے بھی کوئی نہ مار سکے البتہ ایک خاص مہینہ کے خاص دن میں جب اسے مار سکیں اس دیوی نے اپنی موت کا یہ انتظام کرکے ہر بچہ کو پکڑ پکڑ کر مارنا شروع کیا کہ ہمیں اس کے سبب بیری

مرت واقع نہ ہو جائے۔ لیکن بچوں کی شرارت اور چلبلے پن سے جس سے شیطان بھی کوسوں بھاگتا ہے۔ ایک دن بی دیوی صاحبہ کو دھر پکڑا۔ خوب گت بنائی اور پھر لکڑیوں اور اپلوں میں دھر کر جلا دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ایک راکشس بادشاہ کا لڑکا پر ہلاد بچپن ہی سے کرشن جی مہاراج کا بھگت تھا اور آپ کی پوجا کیا کرتا تھا لڑکے کی یہ حرکت باپ کو بری معلوم ہوتی تھی چنانچہ لڑکے کو اس حرکت سے باز رکھنے کے لیے پہاڑ پر سے لڑھکوا دیا دریا میں ڈلوایا ہاتھی کے پاؤں تلے روندوایا اور بھی طرح طرح کے جتن کئے مگر پر ہلاد کرشن جی کی بھگتی سے کسی طرح باز نہ آیا اور ہر مرتبہ کرشن جی کا نام جپ کر بچ جاتا تھا۔ ایک دن پرہلاد کی پھوپھی نے اُسے مارنے کا بیڑا اٹھایا اور اُسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر آگ کے الاؤ میں ڈالدیا لیکن لوگ حیران رہ گئے کہ لڑکا تو بھلا چنگا رہا اور وہ خود آگ میں جل کر خاک ہوگئی ہولی اسی موقعہ کی یادگار ہے ہولی میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کو معلوم ہے لہذا اس کے بیان کی کوئی ضرورت نہیں۔

عیسائیوں کی عید

عیسائیوں کے یہاں بڑے دلوں میں عید کی خوشیاں منائی جاتی ہیں یہ دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے اعزاز میں منایا جاتا ہے اور سارا زور لہو و لعب اور شراب نوشی پر صرف کیا جاتا ہے ایام کرسمس میں جو جو حرکتیں اور جو جو افعال عیسائی کرتے ہیں اور جس خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔

اسلامی عید

آپ مختلف ممالک اور قوموں کے جشن ہائے مسرت اور عید بن سن چکے ہیں اب اسلامی عید بھی ملاحظہ ہو جو مذکورہ بالا بیہودہ ابتدائی خیالی عید اور فضول و لغو حرکتوں اور عیاشیوں سے پاک اور اخلاقی و روحانی پاکیزگی اور عظمت و برتری کا ایک بہترین منظر ہے۔

عید الفطر کے روز اس بات کی خوشی منائی جاتی ہے کہ رمضان المبارک کو اللہ پاک نے بخیر و خوبی گذار دیا اور مومنین قانتین نے سارا ماہ روزوں میں گزارا۔ غرض عید کی خوشی ایک نہایت بلند پایہ تخیل پر مبنی ہے اسلام کی دیگر خوبیوں اور تفوق و برتریوں کے علاوہ یہ موقعہ بھی دین حقہ کی عظمت و برتری کے اظہار کا موقعہ ہوتا ہے اس جشن مسرت کو مسلمان دیگر اقوام کی طرح لہو و لعب اور لغویات و خرافات میں نہیں گذارتے بلکہ احکام خداوندی کی بجا آوری کے شکریہ میں سارے شہر اور قرب و جوار کے مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو کر اور ایک امام کے پیچھے اپنے معبود حقیقی کے سامنے سر نیاز جھکا دیتے ہیں سب کا ایک ہی رخ ہوتا ہے ایک ہی جذبہ دلوں میں موجزن ہوتا ہے اور سب للہیت و عبدیت کے نشہ سے سرشار ہوتے ہیں۔ حضور علیہ التحیۃ والتسلیم جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو وہاں کے لوگ چھوٹے چھوٹے تہواروں کے علاوہ نوروز اور مہرجان کے تہوار بھی مناتے تھے اور سارا وقت فضولیات و لغویات میں کھوتے تھے آپ نے ان تہواروں کی جگہ عید الفطر اور عید الضحیٰ کا دن مقرر فرمایا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن حضرت ابوبکرؓ آپ کے پاس آئے اور ان کے ہمراہ دو لونڈیاں تھیں جو دف بجا بجا کر اشعار گا رہی تھیں حضرت ابوبکرؓ نے لڑکیوں کو اس حرکت پر ڈانٹا حضور کپڑا اوڑھے ہوئے تھے منہ کھول کر فرمایا۔ اے ابوبکرؓ انھیں چھوڑ دے یہ عید کے دن ہیں تحقیق ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول کریم صلعم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ والے نوروز اور مہرجان

کے دنوں میں خوب کھیلتے اور فضول و لغو حرکتیں کرتے تھے آپ نے پوچھا یہ کیسے دن ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضور ہم خود ایام جاہلیت میں یہی حرکتیں کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے ان سے بہتر تمہیں دو دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے عطا فرمائے ہیں۔

عید کے امتیازی نشان

قرآن کریم نے عید کے امتیازی نشان صرف دو بتلائے ہیں یوم الزینۃ و ان یحشر الناس ضحیٰ یعنی زیب و زینت اور اجتماع۔ یہی دو چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں پائی جاتی ہیں عید کے دن آپ عمدہ لباس پہنکر عیدگاہ میں تشریف لیجایا کرتے تھے اور دوسروں کو عمدہ لباس پہننے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

عہد نبوت میں عید کی ایک خصوصیت

حضور صلعم کے مبارک زمانہ میں بڑے بڑے قومی امور عیدگاہ میں ہی طے کیے جاتے تھے مثلاً جہاد کے لئے کسی گروہ کے بھیجنے کا فیصلہ اسی موقع پر ہوا کرتا تھا اور دیگر اہم کاموں کی ہدایت وہاں دی جاتی تھی عرب کے خاص خاص کھیل جن سے ہمت و شجاعت اور فوجی و جنگی اسپرٹ پیدا ہوتی تھی اسی موقعہ پر ہوتے تھے خود حضور مجاہدانہ کھیل ملاحظہ فرما کر مجاہدین کی ہمتیں بڑھاتے تھے غرض قومی کاموں کی سرانجام دہی اور اصلاح و تربیت کے لئے حضور نے اس اجتماع ملی کو مخصوص فرما لیا تھا۔

ہماری عید

عہد نبوت میں تو عید اس شان و اہتمام سے منائی جاتی تھی مگر ہم بدقسمت اور نااہل مسلمان عید اس طرح مناتے ہیں کہ ہماری عقل و تدبر، عاقبت اندیشی و دور بینی اور پیروی سنت کا دیوالہ نکل جاتا ہے اور عید کا امتیازی نشان صرف حیثیت سے زیادہ زرق برق کپڑوں اور سیویوں کو سمجھ لیا گیا ہے اور ایک مفید اجتماع کو چند رسمیات اور فضولیات میں ضایع کر دیا جاتا ہے عید کے اجتماع کا مقصد دو بڑے بڑے امور ہیں قومی عظمت و شوکت کا اظہار اور نظم و اتحاد دوسرے محبت و یگانگت کے جذبات کی تربیت مگر ہماری کور باطنی اور ناسمجھی ملاحظہ ہو کہ علاوہ ازیں اور کاموں کی سرانجام دہی کے لئے تو کیوں عید کے اجتماع کو غنیمت سمجھنے لگے تھے اور الٹا یوم زینت و اجتماع کو متفرق ضیت کے اظہار کا ذریعہ اور ریم افتراق بنا لیا۔ جہاں ذرا سی سے بات پر ان بن ہوئی جہاں جمی جہاں آیا نماز پڑھ ڈالی اور امامت کر ڈالی۔

عید منانے کا مسنون طریقہ

عیدین کی نماز حضرت امام اعظم کے نزدیک واجب ہے اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جمعہ کے خطبہ کی طرح عید کا خطبہ بھی لازمی ہے اور بعد نماز اس کا سننا ضروری ہے۔ عید الفطر کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز تناول فرمایا کرتے تھے ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے سے واپس آتے تھے یہ اس لئے کہ اس اجتماع کا ایک مقصد دوسری متمدن اور طاقتور قوموں پر اپنی شوکت قائم کرنی اپنی جمعیت اور وسیلن سے مخالفین کو مرعوب کرنا اور اپنی حیثیت کو دیگر اقوام پر واضح کرنا ہے اس لئے آنے جانے کے دو راستے مقرر کئے گئے حضور نے اپنی پیروی کرنے والوں کو اس کی ہدایت کی اور خود وفات تک یہی عمل جاری رکھا پس ہمیں بھی چاہیئے کہ ان دونوں باتوں کی پیروی کریں

حدیث شریف میں آیا ہے کہ روزہ داروں کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک تو روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری دیدار الٰہی کے وقت۔ سو روزہ داروں کو ایک خوشی تو

روزانہ افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے مگر مکمل خوشی اور حقیقی مسرت عید ہی کے روز حاصل ہوتی ہے مگر ان کو جو سنت رسولؐ کے مطابق اس کے تمام آداب و لوازمات بجالاتے ہیں مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی طرف سے صدقہ فطر فی کس پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت غربا اور مساکین کو دیدیں تاکہ غربا کی بھی عید ہو جائے اور وہ بھی اس خوشی میں شامل ہو جائیں پھر نہا دہو کر حسب استطاعت پاکیزہ اور قیمتی لباس پہنیں خوشبو لگائیں اور کوئی میٹھی چیز کھائیں پھر عیدگاہ میں جائیں راستہ میں آہستہ آہستہ تکبیر پڑھتے جائیں بیہودہ مذاق اور لہو لعب سے مجتنب رہیں وہاں پہنچکر بھی اللہ کا ذکر کرتے رہیں جب جماعت کھڑی ہو تو امام کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہو جائیں اور جیسے دیگر نمازیں پڑھتے اسی طرح عید الفطر کی دو رکعت نماز ادا کریں فرق صرف اتنا ہے کہ عیدین کی نمازوں میں چھ تکبیریں زائد ہوتی ہیں پہلی رکعت میں قبل از فاتحہ تین تکبیریں زائد اور دوسری میں بعد از قرات قبل از رکوع تین زائد تکبیریں کہیں ان تکبیروں میں ہاتھ چھوڑے رکھنے چاہئیں نماز سے فارغ ہو کر خطبہ سنیں پھر واپسی میں دوسرے راستہ سے گھر کو واپس جائیں

امرا کی عید

بڑے ناز نخرے اور ٹھاٹ باٹ سے ہوتی ہے اور عید منانے والے زیادہ امرا جن میں زیادہ تعداد "مغرب زدہ" وکلا بیرسٹر، افسر اور طلبہ کی ہوتی ہے اس روز اسلامی آداب و معاشرت اور مشرقی تہذیب سے دوری اور نفرت کا خوب خوب اظہار کرتے ہیں اور انگریزی وضع قطع کا پورا پورا اہتمام کرتے ہیں عید کے کپڑے سینکڑوں روپے کی لاگت کے ہوتے ہیں جب تک پیر میں بوٹ جوتا اور ریشمی موزے کمر میں ریشمی ازاربند اور پورا اوورکوٹ بٹن جیب میں نیوی کٹ سگریٹ اور سول یا ڈیلی میل اخبار سر پر چادر کیپ یا ٹوپ ہاتھ میں خوبصورت اور نازک چھڑی کلائی پر ویلیسٹ اینڈ واچ کمپنی کی ستر روپے والی رسٹ واچ فرانس کے لیونڈر یا سینٹ سے معطر کپڑے اور انگریزوں کی طرح پورے طور پر بوٹ سوٹڈ نہ ہوں اس وقت تک عید کا مزہ ہی نہیں آتا۔ ادھر تو ان امرا کی دولت کی یہ ضدیں اور انگریزیت کے مظاہرے ہوتے ہیں ادھر ان کی وہ عورتیں بھی جن کی شجاعت دلبسالت اور سادگی "فتوح شام" میں بڑے بڑے معرکے سر کرتی تھی کسی طرح اپنے مردوں سے کم نہیں رہتیں ایک مہینہ پہلے ہی عید کے شاہانہ مصارف کا بجٹ تیار ہو جاتا ہے۔ سیاہ پمپ بنارس کی ساڑھی پیرس کے کلپ کلائی کی گھڑی اور تمام اعضا کے لئے زیور کے تقاضے شروع ہو جاتے ہیں اب میاں حیران ہیں کہ کیا کریں مالی حالت اتنی اجازت نہیں دیتی کہ بیوی کا بجٹ پورا کریں تخفیف کی تحریک پیش کی جاتی ہے مگر بی کونسل صاحبہ کیا مجال جو تخفیف کی کوئی تحریک بھی پاس ہونے دیں طرح طرح کے حیلے بہانے کئے جاتے ہیں اور بہلایا پھسلایا جاتا ہے مگر "زمین جنبد نہ جنبد گل محمد" والی ذہنیت کچھ پیش نہیں جانے دیتی بالآخر بیوی کے مطالبات پورے ہی کرنے پڑے ہیں اور ریشم و اطلس کے تھانوں اور زیب و زینت کے دیگر سامان پر بے دریغ دولت صرف کی جاتی ہے۔ یہ تو عید کی تیاری اور ٹھسے کا حال تھا اب یہ بھی سن لیجئے کہ عیدگاہ کیسے جاتے ہیں۔

نماز کے لئے پیدل جانا اور سنت رسولؐ کی پیروی کرنا تو اولڈ فیشن والے مولویوں اور غریب جہلا کا کام ہے اس لئے یہ کسی شاندار سواری پر عیدگاہ جاتے ہیں جو اکثر لمبا فیٹن ہوتی ہے یا موٹر عیدگاہ جانے کا تو یہ کر و فر ہوتا ہے گویا خدا کے سامنے روزہ کے فرض سے سبکدوش ہو کر سرخرو ہوتے جا رہے ہیں مگر حالت یہ ہوتی ہے کہ رمضان میں تمام دن کی پارٹیوں یا تاش و چوسر وغیرہ کھیلوں میں گذارتے ہیں اور ایک بھی روزہ نہیں رکھتے مگر عیدگاہ میں سب سے آگے جگہ حاصل کرتے ہیں یا دی جاتی ہے اور یا دلوائی جاتی ہے۔

راستے میں قوم کے بھیک منگوں اور غریب افراد کے پھٹے پرانے کپڑوں کو حقارت و نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ایسے گذر جاتے ہیں جیسے ان کی آنکھوں نے کچھ دیکھا ہی نہیں یا اگر دیکھا ہے تو ان کا کچھ فرض ہی نہیں اور یا ان کے دلوں میں غربا کی ہمدردی اور امداد و دستگیری کا کوئی جذبہ ہی نہیں ان کا بس نہیں چلتا ورنہ اپنی عیدگاہ بھی غریبوں کی عیدگاہ سے الگ بنا ڈالیں مگر برا ہو اس اسلامی تعلیم اور اخوت و مساوات کا کہ ان کو چار و ناچار غریبوں کی صف میں لا ہی کھڑا کرتی ہے۔

جب تک نماز نہیں ہو چکتی جب تک یہ کوٹ پتلون والے اور دولت کے نشہ میں چور ہندوستانی اپنی حیثیت کے دوستوں کلاس فیلوں اور افسروں سے ملنے اور پرجوش معانقہ کرنے اور میز پر دھرے ہوئے قینچی کے سگریٹ کے کش اور اخبار "پانیر" و "سول" کے مطالعہ کا شوق انھیں دریشہ خطمی بنائے رکھتا ہے خدا خدا کر کے جب نماز ختم ہوتی ہے تو فوراً بلا مزید انتظار کے عیدگاہ سے "نو دو گیارہ" ہو جانے کی ٹھہراتے ہیں واپسی اس شان اور اکڑ سے ہوتی ہے کہ کیا مجال جو ذرا اسلامی انکسار و تواضع اور خوش خلقی پیدا ہو جائے۔

گھر آتے ہی انگریزی وضع کے برتنوں میں میز کرسیوں پر کھلانا شروع کر دیتے ہیں خوشی سلام حضرت سلامت کے دروازے غربا و فقرا کی اللہ سلامت رکھے آوازیں دوستوں ملازموں اور عہدہ داروں کی گرماگرم ملاقاتیں شروع ہو جاتی ہیں مگر ان ملاقاتوں معانقوں اور سلاموں میں اس بات کا محکمہ جنگی کی طرح خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ کہیں ان کی حیثیت کم اور غریب مسلمان کا سلام اور ملاقات نہ ہو جائے اور اس تہذیب سوسائٹی کا سارا لطف ہی کرکرا ہو جائے ملاحظہ فرمائی آپ نے ہمارے علماء کی عید جبھی تو ہمارے شیخ جی کہا کرتے تھے کہ بھائی اب اس نئی روشنی کے زمانہ میں شرعی باتوں اور مشرقی آداب میں دھرا ہی کیا ہے یہ تو سب شہر بازاری ملانوں کے دوزخ سے ڈرانے کے ڈھکوسلے ہیں اور اہی کیا ہے ذرا ان مغربی اثر سے ماؤف دماغوں کو حضرت قبلہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب اور حکیم الامۃ مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ العالی وغیرہ کی ڈانٹ سے خوف اور ان کے اثر و اقتدار سے آزاد ہو جانے دو پھر دیکھنا اگر مسلمانوں کے تمدن و معاشرت میں ایک بھی مشرقی بات رہ گئی تو ہمارا ذمہ انہی لوگوں کی شان میں تو کہا تھا حضرت اکبر الہ آبادی نے ؎

شیخ صاحب چل بسے کالج کے لوگ ابھرے ہیں اب
اونٹ رخصت ہو گئے پورب کے گھوڑے رہ گئے

ادھر تو ہمارے یہ مغرب زدہ امرا ہیں جن کی مشرقیت کیا معنے کہ اسلامیت عید سے خالص اسلامی جشن میں بھی ظاہر نہیں ہوتی اور غربا و مساکین کی ہمدردی و امداد و دستگیری کے جذبات بیدار نہیں ہوتے ادھر یہ ہمارے لنگوٹ بند مہاتما گاندھی جی ہیں کہ ان کی مشرقیت عرف مہاتمائیت لندن کی کایا پلٹ آب و ہوا اور قوم و وطن کو بھول جانے والی سرزمین میں بھی تبدیل نہیں ہوتی اور وہاں کے شاہانہ استقبال میں بھی اپنے وطن کے بھوکے ننگوں کو نہیں بھولتے اسی طرح پنڈت مالوی کی پختہ زناری ملاحظہ ہو کہ انگلستان میں بھی دریائے گنگا کا پانی منگا کر پیتے ہیں اور لنگوٹی باندھ کر ماتھے پر قشقہ لگا کر ہی بنا تا پکا کھانا کھاتے ہیں مگر ہماری قوم کے روشن خیال کہلانے والوں اور افسروں کا یہ حال ہے کہ عید کے اجتماع اور خوشی میں بھی اسلامی آداب کی

پاسداری کرتے اور سنت رسولؐ کی پیروی کرتے ہوئے شرم آتی ہے خدایا کیوں نہ پیدا کر دیا تو نے ان کو لندن ہی میں کہ تیرے احکام اور تیرے رسولؐ کے طریقہ کی پیروی سے ان کا پیچھا چھوٹ جاتا سچ کہا ہے کسی ہم جیسے کہنے والے نے ؎

میں ہوا بندر تو وہ میمون انسان ہو گیا

مسلمانو! اور خاص کر امیرو! کان کھول کر سن لو کہ اگر تم عید کے موقعہ پر بھی انسانی خلوص، محبت، یگانگت مساوات و رواداری اور اسلامی احکام کی تعمیل و تعظیم کا ثبوت نہ دو تو تمہاری عید کی خوشی اور تمام مسرت فریب اور فضول ہے۔

غربا کی عید

اگر آج اس دور آزادی میں اسلامی احکام کی تعمیل و تعظیم کچھ باقی ہے تو ان غربا میں جن سے ہاتھ ملانا اور اظہار ہمدردی کرنا امرا کی تہذیب و سوسائٹی کے قانون میں ایک بہت بڑا جرم ہے عید پر ان کی اسلامیت تو ظاہر ہوتی ہے مگر اس کے ساتھ یہ تیغ لگی ہوئی ہے کہ عید انکو مقروض اور پریشان کر جاتی ہے عید کیا آتی ہے ان غریبوں پر اچھی خاصی مصیبت آجاتی ہے کیونکہ عید کے لوازمات ہی کچھ اس قسم کے سمجھ لئے گئے ہیں جن سے عید کا لطف کرکرا ہو جاتا ہے۔

جب تک بیوی بچوں اور اپنے کپڑے حیثیت سے زیادہ قیمتی نہ ہوں عید ہی نہیں ہوتی خواہ مہاجن کا قرض ہو جائے سود در سود کا چکر ان کی عقل کو چرخ کرنے اور گھر تک نیلام ہو جائے مگر عید کے کپڑے قیمتی اور ولایتی ضرور ہوں اللہ سلامت رکھے ان مانچسٹر اور لنکا شائر والے جولاہوں کو جن کے طفیل غریب مسلمانوں کو فوق البھڑک اور قیمتی کپڑے میسر آجاتے ہیں اور ان کی ولایتی عید من جاتی ہے ورنہ ان کی عید ہی ٹھنڈی رہتی اگر کہیں کانگریس والوں کی چیخ و پکار سے آزادی مل گئی تو سب سے بڑی پریشانی یہ درپیش ہوگی کہ ان کو ریشم اور ململ کے کپڑے پہننے کو کہاں سے ملیں گے اور عید کیسے منائی جایا کرے گی۔

عید آتی ہے مگر غریبوں کے یہاں سوگ چھا جاتا ہے کبھی بیوی کے پاس اچھے کپڑے اور زیور از یورنہ ہونے کا خیال اندر ہی اندر گھن کی طرح کھاتا ہے کبھی بچوں کے پاس معمولی اور سادے کپڑے ہونے کا غم کھائے جاتا ہے کبھی بہنوں اور بھائیوں کے پاس زیور اور بوٹ جوتا نہ ہونے پر خون کے آنسو بہائے جاتے ہیں اور کبھی بی اماں کے پرانے کپڑوں پر جی بھر آتا ہے اور یہ سارا غم و تردد اس لئے ہوتا ہے کہ زندہ نہ تیل مونہ سادہ ناچے والی ذہنیت چین نہیں لینے دیتی یہ سب نتیجہ ہے حد سے اور حیثیت سے زیادہ بڑھے ہوئے اخراجات نام و نمود کی جھوٹی خواہش اور سرتا نہ رسم و رواج کی جکڑ بندیوں اور محلہ کی مسجد کے پیش اماموں اور مولویوں کی قوم کی اصلاح و تربیت سے تغافل اور قصے کہانیوں والے وعظوں کا اگر یہ لوگ ذرا اول کو اکر کے اور روٹی کا فکر نہ کر کے اپنے محلہ کے لوگوں سے یہ کہدیتے کہ اگر عید قرض لیکر منائی اور سرتا نہ اخراجات برداشت کئے تو شیطان کے بھائی بنجاؤ گے اور پھر ہم تمہیں مسجدوں میں نہ گھسنے دیں گے یہ نہ رہاں شیطانوں کا کیا کام تو مسلمانوں کی عید صحیح معنوں میں عید ہو جاتی ان کی ٹانگوں میں قرض کی کیل نہ ہوتی اور وہ اس درجہ مفلس اور غریب نہ ہوتے مگر ان کو فاتحہ درود اور مولود کے قیام پر جھگڑنے سے اتنی فرصت ہی کہاں جو قوم کی اصلاح کے لئے وقت نکالیں۔

غم تو یہ ہے کہ مسلمان حقیقی خوشی حاصل کرنا اور سادہ زندگی بسر کرنا ہی نہیں جانتے ہر دینی اور دنیوی کام اور مذہبی تہوار کو واجد علی شاہی دماغ اور رنگیلے شاہ کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اگر ان کا بڑا ہوا ذوق اسراف اور شاہانہ ٹھاٹ باٹ ذرا اجازت دے اور فتاویٰ عالمگیری کی طرح آج بھی کوئی فقہ کی کتاب مدون ہونے لگے تو یہ نام و نمود کے بھوکے مسلمان اپنے علماء پر زور ڈال کر کم از کم اس شرط کا تو ضرور ہی اضافہ کرا دیں کہ ولایتی اور قیمتی کپڑوں اور خاطر خواہ زیوروں کے بغیر عید ہی نہ ہو۔

مسلمانو! عید پر ضرور خوشی کرو اس کو شان و شوکت کے اظہار کا دن بناؤ اور حیثیت کے مطابق زیب و زینت کو ختم کر دو مگر اس کا خیال رکھو کہ جو کچھ سامان میسر ہو اسی میں عید مناؤ پیر اتنے ہی پسارو جتنی چادر ہو یہ نہ ہو کہ چادر تو بمبئی تک ہو اور تم پیر پسارو لنکا شائر اور مانچسٹر تک یعنی طبیعت میں نمود و نمائش اور تصنع و تکلف کو داخل نہ ہونے دو۔

عید اور غربا کی ہمدردی کا سبق

انسانوں کے آپس کے برتاؤ کے متعلق اسلام کی تعلیم کا سب لباب اور خلاصہ یہ ہے کہ امیروں کے دل میں غریبوں کی ہمدردی کا خیال پیدا ہو انھیں اپنے ہی جیسا انسان سمجھیں ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں ان کی خوشی کو اپنی خوشی تصور کریں اور ہر خوشی کے موقع پر ان کی خوشی ضرور حاصل کریں اور امیروں کو معلوم ہو کہ اللہ کی نگاہ میں امیر و غریب سب برابر ہیں اور سرمایہ داروں کو مزدوروں پر کوئی فوقیت حاصل نہیں یہی وجہ ہے کہ رمضان شریف کے مہینہ میں روزہ رکھنے کا حکم دیکر غریبوں کی بھوک پیاس کی تکلیف کا احساس کرایا اور صدقہ فطر واجب کر کے غریبوں کو بھی عید کی خوشی کا موقعہ دیا کاش ہم اس راز کو سمجھ لیں اور اس تعلیم پر کاربند ہوں۔

اسلام تمام قوموں میں مساوات قائم کرنا چاہتا ہے اور امیروں کو غریبوں کا ہمدرد بنانا چاہتا ہے مگر امرا کی یہ حالت ہے کہ وہ اچھا کھاتے پیتے ہیں عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں عید پر سینکڑوں روپے کی لاگت کے کپڑے تیار کرتے ہیں اور اپنی دولت خوب دل کھول کر لٹاتے ہیں مگر ان کو یہ خبر تک نہیں ہوتی کہ ان کے پڑوس میں اور خاص ان کی دیوار کے تلے بیوائیں اور بہت سے یتیم بچے ایسے پڑے ہیں جنھیں پہننے کو ایک چیتھڑا اور کھانے کو ایک لقمہ تک میسر نہیں آتا ان کی حالت کا مطلق احساس نہیں ہوتا اور ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی دولت میں ان غریبوں کا بھی کچھ حصہ ہے وہ اپنے دوستوں کی دعوتوں اور ملاقاتوں پر تو بیدریغ روپیہ صرف کرتے ہیں اور ملازموں کو انعام سے مالامال کرتے ہیں لیکن اگر ان کے دروازے پر کوئی بھوکا ننگا آکر سوال کرے تو اُسے غصہ سے دھتکار دیتے ہیں اور اگر زیادہ تاؤ میں آگئے تو اپنے نوکروں سے دھکے دیکر نکلوا دیتے ہیں۔

آہ قوم کے امیروں کو کون بتلائے کہ ہماری قوم کے نصف افراد کو پیٹ بھر کر ایک وقت ہی روٹی نصیب نہیں ہوتی نئے نئے خاندان تباہی اور افلاس کے غار میں گرتے چلے جارہے ہیں زمینیں اور جائدادیں اُن کے ہاتھوں سے نکل نکل کر مہاجنوں کے یہاں چلی جارہی ہیں اور روز بروز بھیک منگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے مگر ہماری قوم کی یہ حالت ہے کہ ہر شخص اپنی ہستی اور ذات سے ہی تعلق رکھتا ہے دوسروں سے کوئی واسطہ ہی نہیں سنا ہو کہ قیامت میں نفسی نفسی ہوگی مگر یہاں تو قیامت سے پہلے ہی نفسی نفسی شروع ہوگئی یاد رکھئے زندگی اور خوش حالی اس کا نام ہے کہ ہماری قوم زندہ اور خوش حال ہو اگر قوم تباہ و برباد اور ذلیل ہو چکی ہے تو اس میں کوئی شخص بادشاہ بنکر بھی عزت و وقعت حاصل نہیں کر سکتا زندہ اور عقلمند

قومیں وہی ہیں جو قوم کو زندہ رکھنے اور خوش حال بنانے کے لیے سب کچھ قربان کر دیتی ہیں پس ہمیں چاہیے کہ عید کے موقعہ پر پڑوسیوں رشتہ داروں اور غریبوں کی ہمدردی اور خوشی بھی حاصل کر لیا کریں اور اپنا دسترخوان وسیع اور جیبیں فراخ کر دیا کریں۔

عید منانے والوں سے خطاب

محترم برادران السلام علیکم آپ کو خوب معلوم ہے کہ قوم دن بدن تباہ اور برباد ہو رہی ہے اور غلامی و محکومی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے قرض کے پھندوں میں پھنسی ہوئی ہے اور جہالت و فلاکت کے وہ کیڑے مسلم قوم کے جسم پر لگے ہوئے ہیں جو اندر ہی اندر قوم کی اساسی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں کیا ایسی حالت میں ہم غلاموں کو عید کی حقیقی خوشی حاصل ہو سکتی ہے ہرگز نہیں جب تک قوم آزاد اور خوش حال نہ ہو ہماری تمام خوشیاں ہیچ ہیں آزادی ہی ایک ایسی نعمت ہے جو قوموں کو زندہ اور ہر طرح خوش حال و فارغ البال کرتی ہے مگر افسوس کہ ہمیں آزادی کی کچھ قدر معلوم نہیں اس کے حصول کی کوئی تڑپ نہیں اور ایثار و قربانی کے ولولے نہیں۔

محترم بھائیو کیا ہمارے لیے یہ شرم کا مقام نہیں کہ ہمارے ہندو بھائی آزادی کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں اور ایثار و فداکاری کا ثبوت دیں حتیٰ کہ ہماری ہندو بہنیں تک سروں پر ہونٹی سے لاٹھیاں کھائیں اور زبان سے اُف تک نہ کریں قومی جھنڈا ہاتھ سے اس وقت تک نہ چھوڑیں جب تک لاٹھیاں کھاتے کھاتے بیہوش نہ ہو جائیں اور بڑے بڑے گھرانوں کی معزز عورتیں جو قیمتی سے قیمتی کپڑا پہنتی تھیں اپنے ملکی بھائیوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے موٹا کھدر پہنیں مگر ہم مسلمان کہلا کر ودیسی کپڑے کا استعمال کر کے اپنی بے غیرتی اور وطن دشمنی کا ثبوت دیں جب ہمارے ملکی بھائی قوم اور وطن کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کریں اور ان کی عورتیں تک سخت سے سخت مصائب برداشت کریں تو کیا آپ اپنے ملک اور اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے کے لیے کھدر تک کا استعمال نہیں کر سکتے جس سے خدا بھی خوش ہو اسلام کی سادگی کی شان بھی ظاہر ہو سنت رسول بھی ادا ہو۔ قرض کی زیر باری بھی نہ ہو اور قوم کی خدمت بھی ہو۔

خدارا کچھ تو غور کیجیے اور اپنی عقل و شعور سے کام لیجیے کہ عید پر آرائش و زیبائش کے سامان اور کپڑوں پر جو روپیہ آپ صرف کرتے ہیں وہ آپ کی غریب قوم کی جیب سے نکل کر بیرونی سرمایہ داروں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے کیا اچھا ہو کہ یہ کروڑوں روپے تمہارے مسلمان جولاہوں کے گھر پہنچے جس سے ان کے فاقہ مست بچوں اور کنبے کی پرورش ہو اور سینکڑوں مسلمانوں کے ویران گھر آباد ہوں تمہاری دولت تمہاری ہی قوم کے کام آئے یہی اصلی عید ہے کہ تمہاری دولت غیروں کو سامان راحت بہم پہنچائے مگر اپنے بھوکے ہی مرتے رہیں کیا غضب ہے کہ تم اپنے دشمنوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے تو رستم اور حاتم ہو مگر اپنی قوم کے لیے کنجوس۔ کیا یہی تمہاری اسلامیت ہے جس پر یہ غرہ اور ناز کہ بس ہمیں جنت میں جائیں گے یہ اسلامیت تو کیا انسانیت بھی نہیں۔ تمہیں ہندوؤں سے ہی سبق حاصل کرنا چاہیے کہ وہ کیسے اپنے ملک اور قوم پرور ہیں خلاصہ کلام یہ کہ ہماری اسلامیت اور انسانیت کا تقاضا ہے کہ عید کے موقعہ پر اپنا ہر ہر پیسہ اپنی ملکی مصنوعات پر خرچ کریں اور خصوصاً عید کے تمام کپڑے کھدر کے بنوائیں تاکہ دین و دنیا میں سرخرو ہوں۔

(وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب)

کلامِ خُدا کا اثر دیکھ لینا ✝ وہ آئینگے تھامے جگر دیکھ لینا

محبت کے عمل

عمل نمبر ۱ سفلی سر زہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لیے مناسب نہیں عمل نمبر ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر مو خطا نہیں گیا جسے تلاش میں ہزاروں روپے برباد کیے اب میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور گواہ بنا کر منجملہ کا سنت قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ بے امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔

عمل نمبر ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لیے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد انشاء اللہ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھ کر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے ہدیہ رعایتی تین روپے۔

عمل نمبر ۲ یہ ایک آیت قرآنی با موکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں اور ہر مرچ جلتی ہیں اور محبوب کے دل میں آتش محبت بھڑک اٹھتی ہے سات دن میں انشاء اللہ محبوب آپ کے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ دو روپے ۔

عمل نمبر ۳ برائے ترقی روزگار یہ عمل ترقی تجارت و ترقی معاش و ملازمت اور اس کی ترقی کے لیے عجیب و غریب ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے یومی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنہ نذرانہ ہے عمر میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف و خطر نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہ کسی قسم کا پرہیز جو صاحب عمل نمبر ۱ و نمبر ۲ ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائے گا اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف عمل لفافہ میں روانہ کیے جاتے ہیں۔ عمل عداوت یہ عمل دو شخصوں کے درمیان عداوت و دشمنی ڈلوانے کے لیے نہایت مجرب ہے صرف پندرہ منٹ کی پڑھائی سات یوم یکا میابی ہوتی ہے جائز ضرورت کے لیے طلب کیا جائے ورنہ گناہگار رہوں گے نذرانہ عہ عمل تباہی دشمن یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لیے بہترین عمل ہے آدھ گھنٹہ یومیہ محنت کی پڑھائی ہے جائز ضرورت کے لیے طلب کیا جائے ہدیہ ایک روپیہ چار آنہ عہ

سب عملوں کے ملنے کا پتہ ہے۔ فضل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۲۴۵ دہلی

زکوٰۃ

(از جناب سید محمد احمد صاحب اندر)

مذہب اسلام کے عظیم الشان ارکان میں سے زکوٰۃ نہایت ہی دقیق مسئلہ ہے اس کی خوبیاں کچھ انہیں حضرات کو نظر آسکتی ہیں جو چشم حقیقت بیں و ذہن رسا رکھتے ہیں۔ ہم جیسے کج فہم اس پر ہرگز ہرگز لب کشائی نہیں کر سکتے لیکن چونکہ اس قادر مطلق نے فرمایا لیس للانسان الا ما سعیٰ اس لئے کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔

مذہب اسلام نے مساوات قائم کر دی ہے لیکن الحق ایام کی نیرنگی مساوات کو قائم نہیں رکھ سکتی وہ کسی کو مالدار بناتی ہے کسی کو غریب نفس پرست و خود غرض امرا کو غریبوں کی مطلق پروا نہیں رہتی۔ ان کو اپنی عشرت پرستیوں سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے بھی غریبوں کی دردناک حالت کا اندازہ کر سکیں۔ لیکن اسلام نے اس واسطے کہ امرا اپنی عشرت پرستیوں میں مبتلا ہو کر غریبی کی مصیبت کو نہ بھول جائیں زکوٰۃ کا حکم دیا اور امراء پر فرض کر دیا کہ وہ سو روپے پر ڈھائی روپیہ سالانہ خیرات کر دیا کریں اسی طرح کی ایک اور تعداد سونے چاندی پر اور جانوروں کے گلوں پر بھی مقرر کی گئی ہے یہ زکوٰۃ کی ماہیت ہے اب اس کے دوسرے پہلو پر نظر ڈالتے ہیں۔

زکوٰۃ کے مستحق علاوہ دیگر محتاجوں کے زکوٰۃ دینے والے کے نادار رشتہ دار بھی ہیں یتیموں کی پرورش تعلیم و تربیت کرنا بھوکوں کو کھانا کھلانا قرض داروں کو قرض سے رہائی دلانا غلاموں کو آزاد کرانا سب زکوٰۃ میں داخل ہے زکوٰۃ دو طرح سے دی جا سکتی ہے ایک تو یہ کہ خود زکوٰۃ دینے والا جس کسی کو مستحق پائے دیدے اور دوسرے یہ کہ اگر اسلامی حکومت ہو تو عمال حکومت کو جو اس کام کے لئے مقرر کر دیئے گئے ہوں دیدے۔ زکوٰۃ کا مقصد اولیٰ غریبوں کی امداد ہے ان کی مدد کرنا کہ جن کو گردش زمانہ نے قعر مصیبت کے گڑھے میں لا ڈالا ہے اپنے لئے بہشت میں جگہ کرنا ہے ایسے طبقہ کی مدد کرنا جن کی دردناک آہیں جب کبھی سینے سے نکلکر پرواز کرتی ہیں تو اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید دین و دنیا میں فلاح و بہبود کا باعث ہو سکتا ہے لیکن کم عقل انسان بذات خود کبھی اس طرف مائل نہیں ہو سکتا اس لئے اس قادر مطلق نے زکوٰۃ کا حکم دیدیا تاکہ انسان اگر بذات خود غریبوں کی امداد پر آمادہ نہ ہو تو اس کو احکام ربانی سے مجبور ہو کر ہونا پڑے لیکن زکوٰۃ سے جو غریبوں کی امداد مدنظر ہے اس میں بھی ایک بہت بڑا فائدہ پنہاں ہے جو کہ اس قیوم واعلیٰ کی حکمت بالغہ کا ایک بین ثبوت ہے۔

تاریخ داں حضرات جانتے ہوں گے کہ خانہ جنگی کیسی بری چیز ہے اور اس کے مہلک نتائج سے بھی بخوبی آگاہ ہوں گے کہ اس نے کیسی کیسی زبردست سلطنتیں آن واحد میں مٹا دیں اور ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رکھا لیکن بیشتر خانہ جنگیاں محض امیروں اور غریبوں کی باہم کشیدگی سے عالم ظہور میں آتی ہیں جب امیروں کی بے اعتدالیاں غریبوں کی کشت صبر پر برق بنکر گرتی ہیں جب امرا بجائے دلدہی و دستگیری کے غربا کی دل آزاری و دل شکنی کرتے ہیں جب ان کے زخم دل پر بجائے مرہم رکھنے کے وہ نمک پاشی کرتے ہیں تو ان کا پیمانہ صبر چھلک جاتا ہے اور وہ ان کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اس وقت ان کے سامنے سوائے زندگی و موت کے کچھ نہیں ہوتا اور اس کا نتیجہ امیروں کی اور ان کے مال و زر کی تباہی کی صورت میں نکلتا ہے تھوڑے ہی عرصہ کا واقعہ ہے روس کو دیکھئے کتنی بڑی سلطنت تھی مگر آج کیا حالت ہے وہ بڑے بڑے امرا جو غریبوں کو حقیر سمجھتے تھے آج کہاں ہیں اس کا وہ زبردست تاجدار جس کا سکہ تمام دول یورپ پر بیٹھا ہوا تھا آج کہاں ہے؟ ہاں یہ اور وہ سب خانہ جنگی کی نذر ہو گئے اور وہی لوگ جو حقیر سمجھے جاتے تھے آج ملک پر قابض ہیں آپ نے دیکھ لیا کہ زکوٰۃ نہ ہونے کی وجہ سے کتنی بڑی مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا ہے حکم زکوٰۃ نہ ہونے کی صورت میں اسلام پر بھی ایسی ہی مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا ہے حکم زکوٰۃ نہ ہونے کی صورت میں اسلام پر بھی ایسی ہی مصیبت آسکتی تھی لیکن اس خالق دو جہان نے اپنے محبوب کی امت کو زکوٰۃ کا حکم دیکر ایک بہت بڑی آفت سے بچا لیا۔

پیروان اسلام کو خدائے اسلام نے یہ حکم تو دے دیا کہ اپنی ضرورت سے زیادہ جو کچھ تمہارے پاس ہو وہ سب خدا کی راہ میں صرف کر ڈالو یعنی خیرات کر دو لیکن زکوٰۃ کی اہمیت اور زیادہ کرنے کے لئے صاف طور سے فرما دیا کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی تم اس وقت تک نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک کہ اپنی محبوب چیزوں میں سے خدا کی راہ میں صرف نہ کرو اس ارشاد باری تعالیٰ نے زکوٰۃ کی قدر و منزلت کو بہت بڑھا دیا ہے کیونکہ دنیا میں اگر کوئی محبوب چیز انسان کی ہے تو وہ زر ہے انسان کو دنیا میں عیش و آرام کے لئے غرض کہ ہر چیز کے لئے روپیہ ضروری ہے اور جب وہ ایسی محبوب ترین چیزوں میں سے خدا کی راہ میں کچھ صرف کرے گا تو اس کا اجر اظہر من الشمس ہے لہٰذا میں بلا تامل کہتا ہوں کہ زکوٰۃ رضا جوئی الٰہی کے لئے ایک ذریعہ ہے مبارک ہے وہ شخص جو کہ خدا کے حکم سے زکوٰۃ دیتا ہے۔

روپیہ چونکہ انسان کی محبوب ترین چیز ہے وہ بسا اوقات اسی محبوب کے ہاتھوں گمراہ ہو کر آلودۂ دنیا ہو جاتا ہے وہ اپنی افزائش مال و زر پر نازاں ہو کر منعم حقیقی کو بھی بھول جاتا ہے اور عیش و رندانہ پر ایسا خوش ہو جاتا ہے کہ اسے روز قیامت تک کا بھی خیال نہیں رہتا دنیا کی دلچسپیاں اس کو اپنی طرف ایسا محو کر لیتی ہیں کہ کبھی اس کو خیال کی بھی فرصت نہیں دیتیں لیکن ایک زکوٰۃ دینے والا شخص کبھی ان خرافات میں مبتلا نہیں ہو سکتا جب وہ اپنا روپیہ بلا دریغ خیرات کرے گا تو اس کو روپے سے مطلق محبت نہیں رہے گی اور روپے سے محبت نہ ہونے سے وہ آلودۂ دنیا بھی نہ ہو سکیگا اور ہر وقت خدا سے ڈرتا رہے گا زکوٰۃ انسان کو گمراہ ہونے سے بھی بچاتی ہے۔

زکوٰۃ سے ایک چھوٹا سا فائدہ اور بھی ہے وہ یہ کہ حضرت انسان جو بعض اوقات اپنی بیجا فیاضیوں سے اخوان الشیاطین کا لقب حاصل کر لیتے ہیں کسی وقت ایسے کفایت شعار ہو جاتے ہیں کہ ایک پیسہ خرچ کرنا حرام سمجھتے ہیں لیکن زکوٰۃ ان کو اس تکلیف سے رہائی دلا سکتی ہے بشرطیکہ وہ اسے اختیار کریں اور ان کی کفایت شعاری پر جو خلق طعنہ زنی کرتی ہے وہ بھی پھر نہ ہونے پائے گی۔

لرزہ خیز پیغام

از جناب محمد اسرائیل خان صاحب مولوی

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اللہ تبارک و تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا یہانتک کہ قوم خود اپنی حالت کو بدلدے

یہ امر مسلم ہے اور تاریخ بھی اس پر شاہد ہے کہ دنیا میں ہر ایک قوم اسی وقت زندہ اور برسر اقتدار رہی جب تک اپنے اصول کی پابندی اور مذہبی شعار کو احترام کی نگاہ سے دیکھنا اس کا نصب العین رہا اسی کی اشاعت نفوس انسانی کی اصلاح اور مقاصد تخلیق عالم کے اظہار کے لئے انبیاء کرام کی بعثت ہوتی رہی اور جب تک یہ محرم اسرار لوگ اس دنیا میں رہے ان رموز کو برملا کہتے رہے سولی پر چڑھا چڑھا کر رسوا بھی ہو کر آلام و مصائب کے لئے نشانہ بن بن کر خلق خدا کو آمادہ عمل کرتے رہے۔

لیکن جب کبھی امتداد زمانہ یا سرکشی کے باعث لوگ اس سے برگشتہ اور اصول و قوانین کی قیود سے آزاد ہو کر شتر بے مہار ہوئے جبار حقیقی کی گرفت نے اپنے حصار میں لیا۔

بنی اسرائیل کو یوم شنبہ میں شکار کی ممانعت ہو اس کے بعض مفسد اور ناعاقبت اندیش افراد کی سرگردانی اور اس پر قہر ربانی کا متحرک ہونا اور كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ذلیل دھتکارے ہوئے بندر ہو جاؤ، کا مستحکم اور لا اٹل حکم اسی کا نمونہ ہے۔

موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم دیا جاتا ہے کہ قوم عمالقہ سے جنگ کرو حسب الحکم قوم کو لیکر روانہ ہوتے ہیں جب قوم ان کی قدامت اور قوت سے باخبر ہوتی ہے صاف انکار کر دیتی ہے اور کہتی ہے فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ یعنی اے موسیٰ ہم ان سے جنگ کرنے کی قوت نہیں رکھتے اگر یہ امر ربی ہے، تو تم اور تمہارا خدا جاکر لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں۔

غرض قوم صاف جواب دیدیتی ہے موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام مع برادر ہارون علیہ السلام جنگ کرکے ظفرمند واپس ہوتے ہیں اور اس ناسپاس اور نافرمان قوم پر عتاب ہوتا ہے کہ چالیس سال تک اس لق و دق میدان تیہ میں بھٹکتے رہیں۔

کیا اس قہر ربانی کا باعث انحراف احکام الٰہی نہ تھا علاوہ ازیں قوم لوط پر پتھر برسانے میں کیا رموز تھے۔ قوم ہود کی بربادی کن وجوہ سے ہوئی کس جرم کی پاداش میں نعمت دارین سے محروم رکھے گئے۔ نمرود شداد فرعون وغیرہ ہم کو تاج و تخت سے محروم اور نیست و نابود کرنے والے اسباب کیا تھے وہی خالق اکبر کے لرزہ خیز اور ہیبت انگیز احکام کی مخالفت۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم اللہ تبارک و تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا یہانتک کہ قوم خود اپنی حالت بدلڈالے اور اپنے اندر اس قسم کے اسباب پیدا کرے۔

ایک حقیقت شناس اور نتیجہ رس طبیعت معمولی غور و تامل کے بعد بآسانی اس نظریہ کو حل کر سکتی ہے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے اس کو کن خدمات کے انجام دہی کی غرض سے دنیا میں بھیجا گیا کیا لفظ اسلام کا حقیقی موضوع موجودہ عام حالت اسلامی ہے کیا مسلمانوں کو اسی ذلت و مسکنت نکبت و افلاس کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں اسلام عالم کائنات کیلئے آخری مکمل دستور رب العالمین کا فرمان عالیشان ان الدین عند اللہ الاسلام در اگر اللہ رب العزت کے نزدیک کوئی سچا دین ہے تو مذہب اسلام ہے اسلام وہ ہے جس کے لئے رب کا آخری اولوالعزم پیغمبر بول اٹھا کہ اگر سورج میرے ایک ہاتھ میں اور چاند دوسرے ہاتھ میں رکھدیا جائے تو میں اپنی بات سے باز نہ آؤں گا اسلام عالم کی رہنمائی اور عالمگیر ظلمت و تاریکی سے نکال کر شریعت غرہ کا راستہ بتانے کو آیا مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا أَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ تمہیں بلند و برتر رہو گے تمہارے لئے غلبہ و نصرت ہوگی بشرطیکہ تم مومن رہے۔ اصول ملت کے پابند ریا و تصنع کج روی و خود پسندی سے ہٹ کر صفات اسلامی کے امین رہے تمہیں تو تھے انتم الاعلون کے سرمایہ داروں میں تمہاری اس ریا کا جام گردش نہ ہوتا چنانچہ جب تک مسلمان اپنے صفات سے متصف رہے اکرام الٰہی سے بہرہ اندوز تھے ان کی سطوت و جلالت اور عظمت و ہیبت کے ناقابل انکار واقعات شرمندہ بیان نہیں شاہان جہاں کے تاج ان کے پیروں سے ٹھکراتے تھے بڑے بڑے جبروت والے بادشاہوں کے تخت الٹ دیئے قیصر و کسریٰ کے محل میں انہیں کے نعرہائے تکبیر نے زلزلہ ڈالدیا جدھر رخ کرتے تھے فتح و نصرت ساتھ تھی۔

لیکن لبعد آہ اگر آج تیرہ سو سال کے بعد اسلام کا لہلہاتا ہوا چمن باد مخالف اور سموم اختلاف بیجا سے پژمردہ ہو رہا ہے اگر اس کی پرورش بربادی کے سپرد اور ہر گوشہ مایوسی اور شکست سماں کی ماتم بن گیا ہے۔

اگر آج اس کی بربادی اور خستہ حالی کے افسانے دشمنوں کے قلوب کو مسرور کر رہے ہیں، اگر آج اس کی عبرت خیز اور عبرت انگیز خانہ ویرانی اور بے حرمتی اس کے متبعین کے جذبات کو برانگیختہ نہیں کرتیں اگر ان کے بیگانہ سجدے اور دعائیں غیر متاثر ثابت ہو رہی ہیں۔ ان کی جگر سوز اور دلفگار آہیں خداوند کریم کی غیرت اور شان عفو کو متحرک نہیں کر سکتیں، اگر ان کے بخت خوابیدہ رحمت رحمۃ للعالمین سے محروم ہو رہے ہیں اگر سماوی اور ارضی بلائیں ہر طرف سے ان کے اجڑے ہوئے جھونپڑوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ویران کر رہی ہیں۔ تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ مسلمان اصول ملت بیضا سے ناآشنا اور احکام شریعت غرہ سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔

شرطیہ ڈھائی مہینے میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق سمجھکر روزانہ پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تیس ہزار فروخت ہو گئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریباً ۳۰۰ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۶ رکل ۱۲ر

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

بنیاد کار

(از جناب مولوی عبد الماجد صاحب دریا آبادی)

اصلاح کی آوازیں مدت سے ہر طرف سے آرہی ہیں لیکن یہ گتھی ابھی تک نہیں سلجھ سکی ہے کہ اصلاح کیونکر ہو؟ کوئی کہتا ہے کہ اصلاح کا اصلی ذریعہ انگریزی تعلیم ہے کسی کی رائے ہے کہ تجارت و حرفت، کسی کا کہنا ہے کہ مغربی تمدن کا اختیار کر لینا اور کسی کا خیال ہے کہ وطنی جذبہ کو ترقی دینا غرض جتنے منہ اتنی باتیں ہیں اور کوئی دو انسانی دماغ، طریق کار اور طریقہ اصلاح کے بارے میں ایک نقطہ پر جمع ہونے والے مشکل ہی سے ملیں گے۔

الجھاؤ اور پیچیدگی انسانی دماغ اور بشری عقل کا لازمی خاصہ ہے جس بات کو چند انسان محض اپنی عقل کے سہارے پر سوچیں گے اس میں ضروری ہے کہ الیسی ہی الجھنیں پڑتی رہیں صفائی اور سلجھاؤ صرف خدائی کلام کے ساتھ مخصوص ہے ہر قوم کی اصلاح جیسا اہم مسئلہ ہے سب پر ظاہر ہے ناممکن تھا کہ اتنی بڑی اور اتنی ضروری چیز کے لئے کوئی صاف اور کھلی ہوئی ہدایت مسلمانوں کو اپنے خدائی ہدایت نامہ میں نہ ملے مسلمان رہنماؤں کی اب تک بڑی بھول یہی رہی ہے کہ اصلاح کی صاف اور سیدھی راہ کو اس ہدایت نامہ میں تلاش کرنے کے بجائے اپنی عقل اور قیاس سے اب تک کام لیتے رہے ہیں

خدائے پاک کے کلام پاک کا ایک ہی مجموعہ اس وقت تک محفوظ حالت میں ہے جس میں کوئی انسان کوئی ہلکی سی تبدیلی بھی نہیں کر سکا ہے اور اس کا نام قرآن ہے اس میں نیک بندوں کے بہت سے طبقے قرار دیے ہیں صالحین اولیا، عابدین، شہدا، متقین صادقین، مومنین، مہتدین، صدیقین، محسنین وغیرہ اور سب کی شناختوں اور سب کے الگ الگ درجوں کو کھول کر بیان کیا ہے ان سب گروہوں کے علاوہ ایک خاص گروہ کا نام اس نے مصلحین یعنی اصلاح کرنے والے رکھا ہے اور اس طبقہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے والذین یمسکون بالکتاب واقاموا الصلوٰۃ انا لا نضیع اجر المصلحین "اور جو لوگ کتاب الٰہی کو مضبوط تھامے رہتے ہیں، ہم مصلحوں کے ثواب کو ضائع نہیں کریں گے۔"

بعض مفسرین نے مصلحین سے مراد محض نیک کاروں سے لی ہے لیکن ظاہر ہے کہ محض نیک کاری کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے عربی میں بہت سے دوسرے الفاظ ہیں اور قرآن میں بار بار وہی استعمال ہوئے ہیں "مصلحین" سے کھلی ہوئی بشارت ان لوگوں کے لئے نکلتی ہے جو اپنی ذاتی نیک کرداری و نیکی کے علاوہ دوسروں کی فلاح و بہبود ترقی و اصلاح کی فکر میں بھی رہتے ہیں اور ان کی دو شناختیں یہاں بیان فرما دی ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ یہ لوگ تمسک بالکتاب کرتے رہتے ہیں یعنی اپنے ہر قول و عمل کے لئے سند کتاب الٰہی سے تلاش کرتے ہیں قرآن ہی سے ہدایت و بصیرت حاصل کرتے ہیں اور اپنی ساری زندگی کا رشتہ قرآن ہی سے جوڑے رہتے ہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ یہ لوگ نہ صرف نماز پڑھتے ہیں بلکہ اقامت صلوٰۃ کرتے رہتے ہیں یعنی نماز کو کبھی کبھی اور بلا قید جماعت اور غیر اہم سمجھ کر نہیں پڑھ ڈالتے بلکہ ذوق و شوق سے اسے اپنا سب سے بڑا اور پہلا فرض سمجھ کر وقت و جماعت و صحت ارکان کے شرائط و قیود کے ساتھ بہ اہتمام ادا کرتے رہتے ہیں۔ اب مسئلہ بالکل صاف ہو گیا خدا کی بتائی ہوئی سیدھی سیدھی اور بے خطر شاہراہ مل گئی اس کو چھوڑ کر انسانی وہم و قیاس، ظن و گمان اٹکل اور انداز کی بنائی ہوئی پگڈنڈیوں پر چلنا کسی مسلمان، کسی ہوشمند و صاحب دانش انسان کا کام نہیں ہو سکتا ہے۔

ترقی و اصلاح کا ہنگامہ ایک مدت سے برپا ہے لیکن اب تک جو اسے عملی کامیابی نہیں ہوئی ہے اس کا سبب یہی اور شاید صرف یہی ہے کہ ہم بنیاد کار کی طرف سے غافل و بے پرواہ ہو کر ساری توجہ دیواروں کے نقش و نگار اور چھت کی کڑیوں اور شہتیروں پر صرف کرتے رہے ہیں ہمارے انگریزی تعلیم یافتہ بھائی اس دھن میں پڑے رہتے ہیں کہ قوم کے سامنے مغرب کی ترقی یافتہ قوموں کا نمونہ رکھیں اور انگلستان و فرانس و جرمنی و امریکہ کی دولت و ثروت علم و تعلیم و تہذیب و شائستگی کو اپنے لئے دلیل راہ بنائیں گروہ علما و صوفیہ و مشائخ نے اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق کسی بزرگ یا شیخ وقت کے بعض عملی یا فرضی طریقوں کو سختی کے ساتھ پکڑ رکھا ہے اور اسی پر قائم رہنا شاید وسیلہ نجات اخروی و فلاح دنیوی سمجھے ہوئے ہیں عام مسلمانوں کے سامنے راستہ اور بھی دھندلا اور منزل مقصود گم ہے وہ بیچارے ہر قسم کے غیر اسلامی خیالات و اوہام کا شکار رہتے ہیں۔

ان سب گروہوں میں جو مخلص اور نیک نیت اشخاص ہیں انھیں اپنی نیک نیتی کا اجر یقیناً ملیگا لیکن اس سوال کی جوابدہی ہم سب کو کرنا ہوگی کہ ہم نے خدا کی بتائی ہوئی شاہراہ یعنی تمسک بالکتاب ہی ہمارے ہر جھگڑے کو چکانے والی ہمارے ہر اختلاف کا فیصلہ کرنے والی ہمیں ہر معاملہ میں راہ ہدایت دکھلانے والی ہمارے ہر اختلاف کا فیصلہ کرنے والی صرف کتاب الٰہی ہونی چاہیے قانون سرکاری کی دفعات مغربی سائنس کی تحقیقات ارسطو اور افلاطون کی عقل آرائی اسپنسر و برگساں کی فلسفہ طرازی ہمارے لئے سب بیکار ہے کسی فقیہ اور کسی صوفی کا قال یا حال ہمارے لئے ہر صورت میں دلیل قطعی کا حکم نہیں رکھ سکتا ہمارا اصلی حاکم حقیقی ہادی اکیلا رہبر ہر حال میں اور ہر صورت میں ہر موقع اور ہر محل پر ہر ملک اور ہر زمانہ میں صرف کلام ربانی ہے۔

اس عقیدہ صحیح کے حصول اور سرچشمہ ہدایت کی شناخت کے بعد عملی زندگی میں ہمارا سب سے پہلا اور سب سے بڑا فرض نماز اور اس کی اقامت ہے نماز اگر اپنے شرائط و قیود کے ساتھ ٹھیک وقت پر جماعت کے ساتھ مسجدوں کے اندر طہارت جسم و طہارت قلب کے لحاظ رکھ کر نیک نفس اماموں کے پیچھے ادا کی جانے لگی تو دیکھتے دیکھتے ساری قوم کی کایا پلٹ ہو سکتی ہے وقت کی پابندی خیال مساوات فرزتی صفائی جسم آپس میں ہمدردی یکجہتی ایک دوسرے کی ضروریات سے باخبری وغیرہ بیشمار فائدوں اور برکتوں کا ظہور اسی دنیا میں نمایاں طور پر ہو سکتا ہے اور وہ کام جو سالہا سال کی کمیٹیوں اور جلسوں تقریروں اور لکچروں، چندوں اور رزولیوشنوں سے انجام نہ پا سکا بہت ہی تھوڑی مدت میں پورا ہو سکتا ہے

حضرات صحابہ کے حالات پڑھ پڑھ کر ہم آپ نہیں بیگانہ اور اغیار بھی دنگ رہ جاتے اور جس تیزی کے ساتھ انہوں نے ہر شعبہ میں کامیابی حاصل کر لی تھی اس پر خود اہل مغرب بھی حیرت کرتے ہیں ان کی اس حیرت انگیز کامیابی کا سارا راز یہی تھا کہ علم قرآن کی زبان سے سن کر اور اس کے فیض صحبت سے کامہ اٹھا کر انہوں نے قرآن کو اپنا تن و من اور حال دونوں بنا لیا تھا ان کا علم ان کی شائستگی ان کا تمدن ان کا اخلاق ان کا فلسفہ ان کی فقہ ان کا تصوف جو کچھ تھا قرآن ہی تھا اور نماز کے وہ عاشقوں میں تھے جس شمع کے وہ پروانے

[illegible]

[illegible]

بڑا دھوکا

(از جناب مولوی عبدالماجد صاحب دریاآبادی)

کہا جاتا ہے کہ زمانہ بدل گیا ہے زمانہ کے حالات بدل گئے ہیں جن طریقوں سے رسول خدا اور ان کے صحابیوں نے اپنے وقت میں کامیابی حاصل کی تھی وہ اس موجودہ زمانہ کے لئے (نعوذ باللہ) ناکافی، ناموزوں، بلکہ مضر ہیں اس لئے انھیں چھوڑ کر ہمیں انگلستان امریکہ کی روش پر چلنا چاہیے جاپان کا نمونہ پیش نظر رکھنا چاہیے یا ہندوستان کی دوسری قوموں کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

یہی وہ بڑا دھوکا ہے جس میں پڑ کر ہمارے لاکھوں کروڑوں بھائی راہِ راست سے دور جا پڑے ہیں انگریزی خوانوں کا ذکر نہیں بہت سے خاندانی مولوی مشائخ اور پیرزادے بھی یہی بولی بولنے لگے ہیں لیکن ذرا سمجھ سے کام لیا جائے تو یہ دھوکہ کھل کر رہتا ہے۔

کہتے ہیں کہ زمانہ بدل گیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ زمانہ کس حیثیت سے اور کس معنی میں بدل گیا ہے؟ اور اس تبدیلی کی شہادتیں آخر کون سی ہیں اور کہاں ہیں؟ کیا اشیاء کے خواص طبعی وکیمیاوی کچھ سے کچھ ہو گئے؟ کیا پہلے آگ جلاتی تھی اور اب نہیں جلاتی کیا پہلے پانی ڈبوتا تھا اور اب نہیں ڈبوتا۔ کیا اب آفتاب روشن ہو گیا ہے اس وقت نہ تھا؟ کیا قدرتی تقسیم سال، مہینہ، ہفتہ دن اور رات میں پہلے نہ تھی کیا دواؤں اور غذاؤں کی تاثیریں اب بدل گئی ہیں، گرمی سردی خشکی تری خاک اور پانی، ہوا اور آگ، وزن و مسافت، روشنی و کشش غرض کائنات مادی جسمانی کے جو اصول، قانون اور ضابطے آج سے تیرہ چودہ سو برس ادھر تھے کیا ان میں سے کسی میں ایک ذرہ بھی فرق ہوا ہے؟

پھر کیا کوئی فرق اخلاق، نفسیات وروحانیات کی دنیا کے آئین و انتظام میں واقع ہو گیا ہے؟ کیا غصہ، رنج اور خوشی کے جذبات سے اس زمانہ کے لوگ ناآشنا ہوتے تھے کیا نفاق وعداوت کا وجود اس زمانہ میں نہ تھا؟ کیا جھوٹ اور مکر سے اخلاقی مفسدے اس وقت پیدا نہیں ہوتی تھیں کیا دکھ سکھ لذات والم کا احساس اس وقت نفس انسان کو نہ تھا کیا بدی کے انجام بد اور نیکی کے انجام نیک کا جو دستور فطرت آج ہے وہ پیشتر نہ تھا کیا جزا وسزا و مکافات عمل کے قانون اس وقت معطل تھے غرض روحانی وجسمانی اخلاقی و مادی نفسی وطبعی ہر حیثیت سے موجودات کا سارا انتظام اور سارا آئین ٹھیک انھیں قاعدوں اور ضابطوں کے ماتحت چل رہا ہے جن کے ماتحت ہمیشہ سے چلا آرہا ہے فرق جو کچھ ہوا ہے وہ جزئیات وتفصیلات میں ہوا ہے پہلے ایک قسم کی غذا پسند کی جاتی تھی اب دوسری پسند کی جانے لگی ہے پہلے مسافت بہت دیر میں طے ہوتی تھی اب اس کے لئے نہایت تیز سواریاں نکل آئی ہیں پیشتر باہمی میل جول کے جو آداب وطریقے تھے اب ان سے بدلے ہوئے نظر آتے ہیں وقس علی ہذا۔

لیکن اس قسم کی تبدیلیاں تو ایک ہی وقت میں دنیا کے مختلف ملکوں، بلکہ ایک ہی ملک کے مختلف حصوں اور ایک ہی آبادی کے مختلف ٹکڑوں اور گروہوں بلکہ ایک ہی خاندان کے مختلف فردوں میں نظر آتی رہتی ہیں تفصیلات وجزئیات کی یہ گوناگونی لازمہ بشریت ہے اور ان حدود کے اندر انسان کو اس کے ہمہ داں پروردگار نے آزاد وخود مختار چھوڑ دیا ہے لیکن جہاں تک عام اصول اور کلیوں کا تعلق ہے دنیا آج ہر حیثیت سے ٹھیک اسی نقطہ پر ہے جہاں اپنے آغاز سے قائم رہی ہے اور جہاں اپنے انجام تک قائم رہے گی۔

بس اس لئے لازمی ہے کہ سچا مذہب اپنے احکام وتعلیمات کے دو مختلف حصے کردے ایک وہ جو دائمی صداقتوں، ابدی حقیقتوں اور نہ بدلنے والی سچائیوں پر مشتمل ہو اور دوسرا وہ جو گردوپیش کے جزئی حالات کے ساتھ ملک، جماعت وفرد کے لئے برابر بدلتا رہتا ہے چنانچہ اسلام نے بھی کیا پہلا جزو وہ ہے جسکی لفظی تعلیم رسول نے دی ان تعلیمات کے مجموعہ کا نام کتاب اللہ وسنت رسول ہے جس کا ہر ہر حرف ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے ہے دوسرے جزو کا کام فقہ و دیگر علوم مذہبی ہے جو اسلام میں بطور اصل کے نہیں بلکہ بطور فرع کے ہے اور جس میں ضروریات وقت وملک کے مطابق قیاس، اجماع وغیرہ کے ذریعہ سے تبدیلی ہر وقت ممکن ہے۔

کلام پاک کی بعض آیات میں اس تفریق کو بالکل صاف کر دیا ہے مثلاً آیہ ذیل:۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول

کہنا مانو خدا کا اور رسول کا اور اپنے میں سے حاکم کا لیکن اگر اس سے کسی بات میں اختلاف ہو تو خدا اور رسول کے احکام اصلی کی طرف رجوع کرو۔

اولی الامر سے خواہ مسلمان حکام مراد لئے جائیں خواہ علماء، خواہ مرشدان طریقت غرض جو کوئی بھی ہوں انسان ہی ہوں گے ان کے احکام سے عام مسلمانوں کا اختلاف اسلام بالکل جائز رکھتا ہے اور ایسی صورت میں تدبیر یہ بتاتا ہے کہ اصل اصول یعنی خدا ورسول کی جانب رجوع کرنا چاہیے جن کے احکام قطعیت کا مرتبہ رکھتے ہیں۔

آج مسلمان تبلیغ وخلافت، علیگڈھ و دیوبند، کانگرس و لیگ، جمعیۃ العلماء و بزم صوفیہ کے قضیوں میں الجھے ہوئے ہیں اور اس کو بھولے ہوئے ہیں کہ زندگی صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ اپنا رشتہ حیات حی وقیوم سے جوڑ لیا جائے خطرات سے حفاظت صرف اسی حالت میں ممکن ہے کہ محافظ حقیقی کے دامن میں پناہ لی جائے علم وتعلیم میں ترقی صرف اسی وقت ممکن ہے جب عالم الغیب والشہادۃ کی درسگاہ میں زانوئے شاگردی تہ کیا جائے کہ بجز اس ایک ملجا وماویٰ کے کہیں امن و پناہ نصیب نہیں ہو سکتی ۔ ہیچ کنجے بے دد و

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک اجودھیا کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت کو متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزار ہا مصائب برداشت کر کے اور باوجودیکہ لوہے سے داغی جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ سلطنت ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور معاصر معارف اعظم گڑھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس فسانہ کو تبلیغ کے مقاصد کے لئے منگانا چاہیں اور ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ساوتری کی ۲۵ جلدیں ۴ر فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائینگی صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنی چاہیے ایک جلد کے خریدار کے لئے قیمت ۸ر محصول ۵ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مُصلح اور مُفسد کی پہچان

(از مولوی عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی)

گذشتہ تیس سال سے یہ جملہ اس قدر بولا جا رہا ہے کہ سنتے سنتے کان پک گئے مگر عملاً ذرا بھی اصلاح نہ ہوئی مسلمان جیسے گرے ہوئے کل تھے آج بھی ہیں آخر اس کی وجہ؟ وجہ یہ ہے کہ اکثر "اصلاح، اصلاح" چلانے والے اصلاح سے ناآشنا ہیں بہت سے لوگ یہ لفظ تقلیداً بولتے ہیں لوگوں کو کہتے سنا خود بھی کہنے لگے بہت سے فیشن کے طور پر بولتے اور سمجھتے ہیں یہ پڑھے لکھے آدمی کے لئے اس لفظ کی تکرار ضروری ہے اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو اپنے فساد کی گولیاں اس شکر میں لپیٹ کر مسلمانوں کو کھلاتے ہیں اور اس خوشنما ٹٹی کی آڑ میں کامیاب شکار کھیلتے ہیں غریب مسلمان ان جاہل مقلدوں، نمائشیوں اور فسادیوں کے ہاتھ میں گیند ہو رہے ہیں جسے ہر ایک اچھالتا اور کوٹتا ہے۔

ناظرین سوال کریں گے کہ جب حالت یہ ہے تو ہم کھرے کو کھوٹے سے مصلح کو مفسد سے کیونکر پہچانیں؟ سوال معقول ہے جواب ذیل میں ملاحظہ ہو:-

سب سے پہلے "اصلاح" کے معنی سمجھ لینا چاہئے جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ خرابی موجود ہے جسے دور کرنا ہے ساتھ ہی خرابی کی جگہ اچھائی قائم کرنا ہے پس مسلمانوں کی اصلاح کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں میں خرابی آگئی ہے جسے دور کرکے ان میں اچھائی پیدا کرنا ہے یہ بات سمجھ لینے کے بعد کھرے کھوٹے کی پرکھ آسان ہو جاتی ہے جب کوئی اصلاح کا دعویٰ لیکر سامنے آئے تو اس سے پوچھو تم ہمارے لئے کیا کرنا چاہتے ہو؟ پہلے ہماری بیماری ہمیں بتاؤ پھر وہ دوا بتاؤ جو ہمیں پلاؤ گے اس سوال ہی سے پتہ چل جائیگا کہ یہ طبیب واقعی حکیم ہے یا خطرۂ جان۔

اس وقت اصلاح کے مدعی بہت ہیں مگر وہ قوم میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتے ایک طرف وہ بیمار سے کہتے ہیں "تو بیمار ہے" دوسری طرف اسے ہر طرح کی دوائیوں کے استعمال اور تبدیل آب و ہوا سے منع کرتے ہی نہیں بلکہ وہی پرانا نسخہ زہر کے پیالے پلائے جاتے ہیں جنہوں نے بیمار کو اس حالت پر پہنچا دیا ہے زیادہ صاف لفظوں میں یہ کہ وہ مسلمانوں کے نقص اور خرابی کے تو قائل ہیں مگر ان کی موجودہ مذہبی، اخلاقی، اجتماعی، سیاسی حالتوں میں ذرا بھی تبدیلی گوارا نہیں کرتے بلکہ اور زیادہ جمود اور موجودہ حالت کو اور زیادہ بدتر بنانے کی دعوت دیتے ہیں ظاہر ہے کہ ایسے لوگ مصلح نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر مصلح ہوتے اور اصلاح کے حامی ہوتے تو موجودہ خراب حالت کی تبدیلی کے ضرور خواہاں ہوتے ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو کہنا اور صاف کہدینا چاہیئے کہ تم مصلح نہیں جامد ہو اگر موجودہ حالت درست ہے اس کی تبدیلی ضروری نہیں ہے تو پھر اصلاح کس چیز کی چاہتے ہو؟ مبہم اور گول لفظوں میں نہیں صاف صاف بتاؤ ہم کیا کریں؟ گن کر ایک، دو، تین میں کہو تم کیا چاہتے ہو اگر یہی موجودہ تنگ خیالی زید، عمرو، بکر، کی پیروی، شعبدے، ٹوٹکے خرافات خزعبلات تمہاری جھولی میں پڑے ہیں تو ہمیں ان سے معاف رکھو کیونکہ انھیں چیزوں نے ہمیں مارا ہے انھیں زہر کی بجھائی ہوئی چھریوں سے تمہارے اگلوں نے ہمیں ذبح کیا ہے۔

ہم جانتے ہیں یہ مدعیان اصلاح ان باتوں کا کیا جواب دیں گے وہ کہیں گے دیکھو انگریزیت تمہاری بیماری ہے مغربی تمدن نے جال ڈال کر تمھیں پھانس اور پھر اندھا کر دیا ہے تم پھڑپھڑا کر اس جال سے نکل آؤ اور اپنے مذہب کا سرمہ پھر سے لیکر لگاؤ آنکھوں میں نور دل میں سرور پیدا ہوگا دلیل میں یہ مسلمانوں کے پچھلے کارنامے پیش کرکے کہیں گے کہ مسلمانوں کو یہ عروج اپنے مذہب کی پیروی سے حاصل ہوا تھا اور یہ پستی صرف مذہب سے دوری کا نتیجہ ہے۔

یہ جواب بہت عام اور مسلمانان ہند میں حد درجہ مقبول ہو رہا ہے ہر کوئی اصلاح کا جعلی جھنڈا لے کر اٹھتا ہے اور یہ خوشنما جملے بول کر مسلمانوں کی توجہ اور ہمدردی حاصل کر لیتا ہے لیکن اس کی تہ میں بھی ایک نہیں دو بڑے دھوکے موجود ہیں جن کی پردہ دری نہ کی گئی تو مسلمان یوں ہی ہمیشہ اصلاح، اصلاح پکارتے رہیں گے اور اصلاح کبھی بھی نہ ہوگی وہ دھوکے کیا ہیں؟

پہلا دھوکہ یہ ہے کہ انگریزیت یا مغربیت ہماری بیماری نہیں ہے بلاشبہ وہ اپنی جگہ پر ایک مہلک طاعون ہے مگر ان نیم حکیموں نے ہمارے جسموں میں اس کی موجودگی کی غلط تشخیص کی ہے کیونکہ اس وبا کے شروع ہونے سے بہت پہلے ہم بیمار ہو چکے تھے اگر اس کے جراثیم کہیں کہیں دکھائی دیتے ہیں تو اس وجہ سے نہیں کہ ہم اس طاعون میں مبتلا ہیں بلکہ اس وجہ سے ہیں کہ ہم پہلے سے بیمار تھے بیشمار امراض ہمیں لاحق تھے جسم میں مقابلہ کی قوت باقی نہ رہی تھی اس لئے چند جراثیم اس بیماری کے بھی آ گئے ہیں مگر ہماری اصلی بیماری مغربیت نہیں ہے بلکہ کوئی اور ہی ہے جو اسی مشرق کی پیداوار ہے۔

دوسرا دھوکہ زیادہ باریک اور ذرا غور سے نظر آئے گا۔ ہمیں اس سے اختلاف نہیں کہ ہمارا عروج مذہب سے ہوا تھا اور زوال ترک مذہب سے ہوا ہے نیز یہ بھی مسلم ہے کہ دوبارہ ترقی مذہب کی پیروی سے ہوگی بظاہر معلوم ہوتا ہے اس باب میں ہمارے اور مدعیان اصلاح کے درمیان کوئی اختلاف نہیں لیکن نہیں اس اجمالی اتفاق کے بعد ہی اختلاف شروع ہوتا ہے بلکہ ہماری اور ان کی راہیں بالکل الگ الگ ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کا بڑا دھوکہ اسی جگہ چھپا ہوا ہے ہمارا ان سے سوال ہے کہ مذہب سے تمہاری کیا مراد ہے؟ کس مذہب نے مسلمانوں کو دنیا و آخرت کی سعادتیں بخشی تھیں۔ کس مذہب نے ان کو اس بلندی سے گرا کر اس پستی میں ڈھکیلا ہے مدعیان اصلاح کو ان باتوں کا جواب دینا چاہیئے اپنے جواب ہی سے وہ پرکھے جائیں گے۔

اگر وہ کہیں وہ مذہب یہی موجودہ مذہب ہے جو عوام میں مقبول ہے تو فوراً سمجھ لینا چاہئے کہ وہ مصلح نہیں جاہل یا مفسد ہیں اور ان سے بیدھڑک کہدینا چاہیئے کہ ہمیں اس مذہب کی ضرورت نہیں کیونکہ صدیوں سے ہم اس مذہب پر قائم ہیں مگر ترقی کے بجائے برابر گر رہے ہیں اگر یہ مذہب ترقی کا ذریعہ ہوتا تو ہم کیوں گرتے ترقی کیوں نہ کرتے؟ ایک ہی چیز دو مختلف نتیجے پیدا نہیں کر سکتی اگر ہمارے اور پرانے مسلمانوں کا مذہب یہی مذہب تھا جو آج ہمارا ہے تو ان کی وہ حالت

اور ہماری یہ حالت نہ ہوتی ضرور ہے ان کا مذہب کچھ اور ہوگا جس نے انھیں اس بلندی پر پہنچایا تھا اور ہمارا یہ مذہب کچھ اور ہے جس نے ہمیں اس گڑھے میں گرایا ہے اگر تم وہ پرانا مذہب جانتے ہو تو ہمیں بتاؤ۔

مسلمانوں نے مذہب سے ترقی کی تھی اور مذہب ہی سے تنزل کیا ہے اس کے کیا معنی ہیں کہ جب مسلمان اس مذہب پر قائم تھے جو اللہ کا دین خالص تھا جو کتاب اللہ کا دین تھا جو رسول اللہ کا دین تھا تو برابر اُٹھتے اور بلند ہوتے رہے مگر جب انہوں نے اس دین الٰہی سے منہ پھیر لیا اور بدعات و خرافات کو دین ٹھیرا لیا کتاب اللہ کو پس پشت ڈالا سنت رسول اللہ کو نظر انداز کر دیا زید، عمر، بکر کو ارباباً من دون اللہ بنا لیا حبل المتین کو چھوڑ دیا، عروۃ الوثقیٰ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ ظنون داد ہام کو اپنا قبلہ بنایا تو گرے اور ایسے گرے کہ اب تک اٹھنے کا نام نہ لیا اور اس وقت تک ہرگز نہ اٹھیں گے جب تک کہ اپنی موجودہ کجروی پر قائم اور اس لیکھ پر گامزن ہیں جو شیطان نے اپنی نحوس انگلی سے ہلاکت کے اندھیرے گھپ غار تک کھینچ دی ہے۔ مسلمانوں کا دین صرف وہ دین ہے جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ میں موجود ہے اس کے علاوہ ان کا اور کوئی دین نہیں کیونکہ جو دین اس کے علاوہ ہے خدا کی نظر میں ضلالت ہے گمراہی ہے زیغ ہے اتباع طاغوت ہے۔

اس روشن نکتہ کے سمجھ لینے کے بعد اصلاح و افساد مصلح و مفسد کی شناخت آسان ہو جاتی ہے جو موجودہ دین سے بیزار ہو کر کتاب اللہ و سنت رسول اللہؐ کی طرف بلائے، مصلح ہے جو موجودہ مذہب ہی کو درست اور کتاب و سنت رسول اللہؐ کے مطابق بتائے سمجھ لو جاہل ہے یا مفسد۔ کیا مسلمان اس بے خطا کسوٹی پر اپنے موجودہ پیشواؤں کو پرکھیں گے؟ اگر ایسا کریں گے تو آدھے فتنوں سے بچ جائیں گے اور اصلاح کا مبارک دروازہ کھل جائے گا۔

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے ورنہ ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں رمالوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنس کر اپنے ایمان کو خراب نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے ہر کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیا سکندر اعظم فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ و دیگر فالنامے ایسے اعلیٰ اور مستند شامل کر دیئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شایع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائٹل رنگین قیمت ۸؎

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

لیلۃ القدر کی دُعا

(از جناب مولانا عارف صاحب ہسوی)

اے کائنات عالم کے خالق۔ اے دن رات کے مالک اور اے چاند سورج تاریکی و روشنی کے پروردگار اور اے وہ ذات مقدس جو ظلمت کو نور سے تاریکی کو اجالے سے خزاں کو بہار سے اور یاس کو امید سے بدلنے پر قادر و مختار ہے ایک عاجز و درماندہ بندہ دل کی شکستگی اور روح کی افتادگی کے ساتھ تیرے حضور میں حاضر ہوا ہے تاکہ اپنی درماندگی در دمندی کا مداوا تیرے فضل و احسان کے خزانہ عام سے طلب کرے۔

اے عاجز نواز بے نیاز تیری مقدس ذات بے نواؤں کا سہارا اور تیری مقدس ہستی دکھیاروں کی جائے پناہ ہے۔ تو سب کی سنتا اور سب کی مرادیں بر لاتا ہے۔ تو تو ہر ایک پر واہ اور بے پر کا رازق و محافظ و روزی رساں ہے اور ہر ایک کے درد و دکھ کا مداوا تیرے ہی پاس ہے جب طوفانی سمندروں میں شکستہ اور بوسیدہ کشتیاں گھر جاتی ہیں اور ایک ایک لہر موج اجل بنکر مسافروں کو گھیر لیتی ہے۔ جب پانی پہاڑ بنکر ان کے سروں پر ٹوٹ پڑتا ہے اور جب کشتی اور جہاز کے تختے مسافروں کے خلاف سازش کر کے متفرق اور منتشر ہو جاتے ہیں اور جب مخالف ہوائیں باد اجل کے جھونکے بن جاتے ہیں اس وقت اے خالق بحر امواج تو ہی ہوتا ہے جو ان مصیبت کے مارے مسافروں کو طوفان خیز سمندر کی تہ اور موجوں سے نکال کر ان کو ساحل مراد پر لاتا اور پھر از سر نو دوبارہ زندگی بخشتا ہے۔ اور اے قادر ذوالجلال تو ہی ہے جو بھٹکے ہوئے مسافروں کو راہ دکھاتا اور مریضوں کو صحت بخشتا اور گم کردہ راہ قافلوں کو منزل پر پہنچاتا ہے تو نا امیدی کو امید سے اور نامرادی کو مراد سے اور مایوسی کو آس سے بدل دیتا ہے تو ناممکن کو ممکن اور محال کو آسان کر دیتا ہے وہ جو خشک زمین سے ہرے بھرے پودے اگاتا ریتیلے میدانوں میں دریا بہاتا اور پتھروں سے ٹھنڈے پانی کے چشمے جاری کرتا ہے وہ تیری ہی قادر قدیم ذات ہے تو سوکھے کھیتوں کو پل میں ہرا اور خشک ڈالیوں کو دم میں سرسبز کرتا ہے تیرے پاس کسی چیز کی کمی نہیں سب تیرے محتاج اور تو سب کا حاجت روا ہے تو بے آسوں کی آس ہے اور سوتے جاگتے سب کے پاس ہے تو نیک اور بد اچھے اور برے متقی و بدکار غرضکہ اے میرے پروردگار سب کا غمخوار اور سارے سنسار کا والی و مددگار ہے میں بھی تیرا ایک گنہگار بندہ ہوں اور سوا تیرے در کے کوئی دوسرا سہارا نہیں رکھتا تیری ہی ذات پر بھروسہ اور تیری ہی رحمت کا آسرا ہے اگرچہ میں بالکل خالی ہاتھ اور حسن عمل سے تہی دامن ہوں بلکہ دامن ہستی کا ایک ایک تار گناہ اور معصیت کی گندگی میں لپا ہوا ہے اور سارے ایام زندگی تیرے احکام سے سرتابی اور تجھ سے سرکشی میں گذری مگر اے غفور و رحیم خدا تیری بندہ نوازی اور ستاری و غفاری کے بھروسے سے میرا دل کبھی خالی نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ میری معصیت شعاری اور گناہ کی جرأت گنہگار شستہ تیری اجابت پذیری و عفو و درگذری کے ساتھ جکڑی رہا ہے میں نے تجھ سے خوف ہو کر معصیت پر کبھی اصرار نہیں کیا اور رنج و راحت غم و خوشی اور دکھ اور سکھ ہر حال میں تیرا دھیان رہا اور تیرے ہی نام کا پاس مجھے ڈھارس بندھاتی رہی اور تیری شان ستاری میرے عیبوں پر پردہ ڈالتی

رہی اب بھی تیرے سوا نہ کسی پر بھروسہ ہے نہ کسی کا سہارا اور آسرا تیری ہی چوکھٹ اور تیرا ہی دروازہ ہے جس پر پہنچکر بالآخر سہارا ملتا ہے اور ہر پھر کر تیرے ہی آستانۂ مغفرت پر داغ معصیت کے مٹنے کی امید بندھتی ہے کیونکہ تو عاجزنواز اور فتادگی و نیاز کو پسند کرتا ہے اور تیری سرکار میں دردمندی و مسکینی کو ٹھکرایا نہیں جاتا بلکہ انھیں دلوں کو تو پیار کرتا ہے جو سوز شکستگی و درماندگی سے معمور ہوتے ہیں پھر اے میرے مولا میرا دامن اگرچہ حسن عمل سے خالی ہے مگر دل دولت عجز و فتادگی سے مالامال ہے اور گو آج میں تیرے حضور میں تقویٰ و طہارت سے خالی ہاتھ آیا ہوں مگر پیشانی عرق آلود ندامت، آنکھیں خونبار خجالت اور دل درد آگین حسرت ہے یہ سچ ہے کہ میری جھولی متاع نیک سے خالی ہے مگر میرا دردمند دل تیرے خوف اور تیری رحمت و رافت کی امید سے خالی نہیں ہے دل شکستہ دلی کی پونجی لیکر تیری بارگاہ مغفرت پناہ میں آیا ہوں اور جانتا ہوں کہ جو مسکین اور غم کا مارا عجز و نیاز کے ساتھ تیرے آستان مغفرت پر حاضر ہوتا ہے تو اس کو دھتکارتا نہیں ہے جس دل میں تیرا خوف ہوتا ہے اور جو آنکھیں اپنی ناہنجاری پر اشکبار ہوتی ہیں اور جو روحیں اپنی بداعمالی سے مضطر اور بیچین ہوتی ہیں تو انھیں آغوش عفو و درگذر میں جگہ دیتا ہے تو مضطرب اور دردمند دلوں کی پکار کو سنتا اور ان کو شرف قبولیت عطا کرتا ہے تو خود ہی فرما چکا ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوٓء پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تیرے حضور میں کوئی درماندہ حاضر ہو، تیری درگاہ میں کوئی بیچین روح آئے اور تو اُسے نامراد و مایوس واپس کر دے تیرا تو ارشاد یہ ہے کہ من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا جو تیری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو اس کی طرف ایک گز بڑھتا ہے کیا میں ہی ایسا بدنصیب اور قسمت کا کھوٹا ہوں کہ تیری مسکین نوازی و مغفرت پناہی سے محروم رہوں گا خصوصاً اس ماہ رحمت و مغفرت میں جس کو تو نے اپنا مہینہ فرمایا ہے اور علی الخصوص اس ماہ مقدس کی اس مبارک و مقدس رات میں جس کی نسبت تیرا ارشاد خیر من الف شہر ہے۔ بارالٰہا میں اگرچہ گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوا ہوں مگر میرا دل مایوس نہیں ہے مجھے غفور و رحیم یقین کرتا ہوں اور تیری ذرہ نوازی پر میرا ایمان ہے اور جانتا ہوں کہ جو کوئی شرم و ندامت کے آنسو لیکر آتا ہے تو اس کو اپنے در سے نا امید نہیں پھیرتا اور اگر تو ہی اپنے گنہگار بندوں سے منہ موڑ لے تو پھر وہ کدھر جائیں اور کہاں کس آستانہ سے اپنا سر ٹکرائیں تیری رحمت ہمارے کام نہ آئی تو کیا وہ متقیوں ہی کے لئے ہے۔ خداوندا تو اپنے نیک بندوں ہی کا خدا نہیں ہو بلکہ گنہگاروں کا بھی۔ تجھی کو اپنا پروردگار اور اپنے جرموں کا آمرزگار سمجھتے ہیں۔

رب العالمین تو نے آدم کی توبہ قبول کر لی تو نے یونس کی فریاد سن لی تو نے نوح کو طوفان سے نجات دی تو نے ابراہیم پر آگ گلزار کر دی مگر یہ سب تیرے پیارے اور محبوب بندے تھے لیکن تو نے برے بندوں کی فریادوں کو بھی سنا ہے تو نے بدکاروں کی پکار کو بھی پیار کیا ہے اور تو اچھے اور برے سب کے بڑے پارنگا، سب کی سنتا اور ہر ایک کے درد دل کا مداوا کرتا ہے پھر مجھے کیوں مایوسی و نامرادی کا غم سہنا پڑے کیا تو صرف نیکوں کا ہی خدا ہے؟ اے معبود گو میری عمر درد و غم میں گذری اور رنج و الم نے کبھی ساتھ نہ چھوڑا مگر تجھ سے دولت کے انبار، تخت و تاج کا کر و فر امارت و ریاست کا خدم و حشم طلب نہیں کرتا اگرچہ تیرے ہاں کسی بات کی کمی نہیں اور تو گدائے بے نوا کو بھی دم میں تخت شہنشاہی دیدیتا ہے لیکن میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے دل کی بیکلی اور میری روح کی بے چینی کو دور کرکے سکون و اطمینان عطا فرما دے ایسا سکون اور ایسا اطمینان جس میں نہ افلاس و تنگدستی سے خلل پڑے و بیماری و علالت سے نہ کسی کی دشمنی و عداوت اس کو زائل کرے نہ دوستی و محبت اور ایسا سکون اور ایسا اطمینان صرف اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب تو اپنے ذکر کی توفیق عطا کرے کیونکہ تیرا ہی ذکر ہے جو انسانی قلوب کو ابدی اطمینان بخشتا ہے جس کے بعد دنیا کی کوئی سختی کسی قسم کی مصیبت اور کسی طرح کے آفات اس اطمینان کو بے اطمینانی و آشفتہ خاطری سے بدل نہیں سکتے نہ سمندروں کا طوفان دل کی اس کشتی کو ڈبو سکتا ہو نہ آگ کے شعلے اس کے تختوں کو جلا سکتے ہیں نہ ہوا کے تند و تیز جھونکے اس کو زیر و بالا کر سکتے ہیں بس ایسے ہی اطمینان اور اسی قسم کے سکون کا میں طلبگار ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے بُرے اثرات سے بچایئے اور قاعدہ نو ایجاد

اسہل القرآن

پڑھایئے یہ قاعدہ مولانا علاءالدین صاحب نیرنگ انبھی بھوپالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اُردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے بجائے اشیاء کی رنگین تصاویر ہیں اس کے بعد الف بائے اُردو اور عربی دونوں میں لکھے گئے ہیں تاکہ دونوں زبانیں بچوں کو آ سکیں اس کے بعد ترتیب وار مفرد اور مرکب الفاظ اردو عربی دونوں خطوں میں ہیں تاکہ دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ پر عبور ہو جائے پھر دو حرفی اور سہ حرفی عربی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معنی بھی معلوم ہو جائیں اور اس طرح سے تقریباً تین ہزار الفاظ جمع ہو گئے ہیں جن میں حروف شناسی کے ساتھ ساتھ ان کے معنی بھی معلوم ہوتے جائیں اور عربی دونوں میں اچھی خاصی مہارت ہو جائے۔

آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں اور معانی ہیں اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے پھر بالکل آخر میں گنتی اور گنتی حروف کے اخراج یعنی قرات کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں الغرض یہ قاعدہ نہ صرف یہ کہ نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے ضخامت ۴۸ صفحات قیمت چار آنے ایک روپے کی پانچ جلدیں اور پانچ روپے کی ۲۴ جلدیں محصول ڈاک ایک قاعدہ پر ۱ پانچ جلدوں پر ۸ آنے ہے اور تیس جلدوں پر ۱۲

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

ماہِ مُبارک کا سب سے بہتر کام

یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو، اپنے بھائیوں کو خدا اور اس کے رسول کے احکام پہنچایئے، اگر یقین کیجئے کہ ایک مسلمان کا سب سے بہتر کام اور سب سے مقدس نیکی تبلیغ اسلام ہی ہے، اور یہ وہ اسوۂ حسنہ ہے جو نبی کریم نے اپنے پیروؤں کے لئے خاص طور سے متعین فرمایا ہے، اور یہ ایا بے فرد بے خرچ ثواب کا کام ہے جو ہر مسلمان آسانی سے کرسکتا ہے۔

اگر آپ ملی امداد غربا و یتامٰی کی نہیں کرسکتے تو نہ کیجئے، اگر قرآن مجید مکاتب کو نہیں دے سکتے تو نہ دیجئے، لیکن جو کام آپ کرسکتے ہیں وہ تو کردیجئے، ایسا کام بتاتا ہوں جس میں محنت کم، خرچ کچھ نہیں اور ثواب سب سے زیادہ، بشرطیکہ آپ اسی یقین اور ایسی مستعدی سے کریں جس کا وہ مستوجب ہو،

آپ میں سے کون نہیں جانتا، کہ مولوی رسالہ ہندوستان کا تنہا مذہبی جریدہ ہے جو تبلیغ اسلام کا سب سے بڑا علم بردار ہے، جس کی افادت دینی سے آج ہندوستان کا چپہ چپہ مستفید ہے، اس کی ترقی اشاعت، قرآن کی اشاعت ہے، خدا کے فرمان کی اشاعت ہے، رسول کے اخلاق کی اشاعت ہے اوامر دین کی اشاعت ہے، مقالات اولیا کی اشاعت ہے اور مسلمانوں کو دنیا میں زندہ اور باعزت رہنے کے درس کی اشاعت ہے، اور یہی وہ چیزیں ہیں جنکو مسلمانوں تک پہنچانا، اسلام کا، دین کا، دنیا سب سے اہم کام ہے پھر کتنے ایسے بھائی ہیں جنہوں نے اس اہم فریضہ کو ادا کیا، آمین تو پیسہ کا بھی خرچ نہیں ہے جو دنیا کی محبوب ترچیز ہے، اور یہ تو وہ سہل کام ہے چند قدم چلنے اور چند ترغیبی جملوں کا پہنچا کرآتا ہو اور ثواب اس قدر بلند و اہم ہے کہ اس پایہ کا دوسرا اجر ہی نہیں،

یقین کیجئے کہ آپ کے ذریعہ سے بنا ہوا ایک خریدار بھی اگر اوامر و احکام اسلام سے متاثر ہو کر ان پر کاربند ہوگیا، تو آپ کے لئے جنت کی ضمانت ہوگئی، رضاء الٰہی حاصل ہوگئی، رضائے حبیبؐ مل گئی ہے، کتنا سستا اور کتنا اہم نفع ہے،

رمضان کا مہینہ صدقات و خیرات کا مہینہ، حسنات و خیرات کا خزینہ ہے، نفل کا ثواب فرائض کے برابر اور فرائض کا اجر ستر گنا ہو جاتا ہے، اس مہینہ کی سب سے بڑی خیرات یہی ہے، کہ جہانتک ہوسکے آپ مولوی کے خریدار بڑھایئے اور روپیہ خرچ کرسکتے ہوں تو اپنے پاس سے مساجد کے ائمہ کے نام اس کا اجرا کرایئے تاکہ ایک ہی پرچہ سے بیسیوں بھائی مستفید ہوسکیں

برکت و سعادت کے چند دن رہ گئے، ان میں جو کچھ سمیٹنا ہے سمیٹ لیجئے اور پندرہ ہزار بھائی اگر صرف دو دو مزید خریدار بھی بنادیں یا دو ائمہ مساجد کے نام مولوی اپنے نام سے جاری کرادیں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ دین کا اجر تو درکنار وہ دنیا میں ہی اس کا بدلہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، ان کے دل مسرتوں سے معمور ہوجائیں گے ان کی اٹری ہوئی مصیبتیں دفع ہوجائیں گی، ان کے رزق میں فراخی ہوگی، ان کے مدارج میں ترقی ہوگی، ان کے نام کی ہندوستان کے چپہ چپہ میں عزت ہوگی، اب کے رمضان میں اس کا تجربہ کرلیں، اگر ان کو مذکورہ چیزوں میں سے کوئی نعمت بھی نہ ملے تو آیندہ کوشش نہ کریں، اس سے زیادہ اور کیا ضمانت ہوسکتی ہے

۵۰ ہزار اشاعت ہوجانے کے بعد مولوی کی موجودہ پوزیشن میں کیا ترقی ہوگی اسکا جواب مجھ سے نہ لیجئے، آپ خود ہی بتادیجئے کہ دو ہزار اشاعت تھی تو ۲۴ صفحہ کا پرچہ تھا، جب ۴ ہزار ہوئی تو ۳۲ صفحہ کا ہوا جب ۸ ہزار ہوئی تو ۴۰ صفحہ کا ہوا اور دس ہزار ہوئی تو ۴۸ صفحہ کا ہوا جب بارہ ہزار ہوئی تو ۶۰ صفحہ کا ہوا اور اب ساڑھے پندرہ ہزار ہے تو ۷۲ صفحہ کا ہے اور چندہ وہی جو ۲۴ صفحہ کی حالت میں ایک روپیہ تھا آج بھی وہی ایک روپیہ ہے، روپیہ جب بھی ۱۶ آنہ کا تھا، اور آج بھی سولہ آنے کا ہے، اب جب آپ اس کی اشاعت ۵۰ ہزار کردیں گے تو پھر اس کو کچھ اور ہی پائیں گے، میں غلط اور دور از قیاس وعدے نہیں کرتا، جو کہتا تھا کرنا چاہتا ہوں اور خدا کے فضل سے اب تک کرتا ہی رہا ہوں، اور خدا کا فضل شامل حال ہے تو آپ دیکھیں گے کہ ترقی اشاعت کے ساتھ مولوی کی صوری اور معنوی خوبیاں کہاں سے کہاں پہنچجاتی ہیں،

جو نیک کام کرتے ہیں وہ نام آوری نہیں چاہتے

لیکن دنیا ان کا نام جپتی ہے، قدرت ان کا نام بلند کرتی ہے، سوسائٹی ان کے نام عزت سے لیتی ہے اور ہم جنسوں میں ان کی وجاہت بڑھتی ہے یہ ثمرہ ہے خاموش حسنات کا ذیل کے بھائیوں کو دیکھ لیجئے، کہ جب انہوں نے مولوی کی اشاعت کی کوشش فرمائی ان کے ذہن میں بھی یہ چیز نہیں تھی کہ ان کا نام ہندوستان کے ہر قریہ ہر بلدہ ہر صوبہ میں روشن ہوجائیگا، اور مولوی کے پندرہ ساڑھے پندرہ ہزار بھائی ان کا نام عزت سے لیں گے اور مسرت سے پڑھیں گے، اس مہینہ میں ان لوگوں نے مولوی کی ترقی اشاعت میں کوشش فرمائی، جزاہم اللہ خیر الجزاء اللہم نور قلوبہم، اللہم حصل مرادہم بالخیر

نام خریدار دینے والوں کے	تعداد	اسماء معطیان	تعداد
جناب محمد کفیل صاحب سندیلہ	۱	حبیب خاں صاحب نڈیاڈ	۱
" شیخ علی خاں صاحب رائے بریلی	۲	سید سردار علی صاحب دہرم پور	۱
" خاوند ڈینہ صاحب مرتوڈیرہ	۲	" مولوی عبد اللہ صاحب اورنگ آباد	۴
" احمد محمد ڈکروت صاحب سورت	۲	" احمد علی صاحب جھدنی پور	۱
" مفتی محمد مشتاق صاحب بہاولپور	۲	" مولوی علی محمد صاحب ہاشمی جامپور	۱
" عبد الرحمن صاحب ساگر سی پی	۱	" کمال الدین صاحب بھاگل پور	۱
" شیخ علی اکبر صاحب انصاری غازیپور	۳	" محمد خادم علی صاحب جہانسی	۲
" شیخ عبد الوہاب صاحب کتا	۲	" مولوی محمد حسن صاحب شیروان	۲
" محمد ابراہیم صاحب پراکی میڈ	۲	" عبد الستار صاحب پوران پور	۱
" محمد صدیق صاحب ریوا	۲	" سید اختر حسین صاحب پیلی بھیت	۱
" محمد امانت اللہ صاحب بستی	۲	" سید حسین ولد سید عبد القادر سونگیری	۳
" سید رفاقت حسین صاحب اترا باندہ	۲	" فہیم الدین صاحب ڈرائیو بھوپال	۱
" مہدی حسن صاحب غازی پور	۴	" جمعدار محمد شاہ صاحب بڈبیڑ	۲
" محمد ضیاء الدین صاحب مونگیر	۲	" عبد الستار صاحب جھبنا	۲
" نجم الدین صاحب اسمٰعیلین سورت	۲	" محمد صفی الدین صاحب ٹاٹانگر	۱
" محمد صدیق صاحب مجسٹریٹ آگرہ	۳	" امیر الدین صاحب ہیڈکلرک بڈول	۲
" ایم غلام نبی صاحب کاشمیری گوجرانوالہ	۲	" قاضی محمد نعیم صاحب کنبڑوہ	۲
" ایم عبد الرب صاحب پشاور	۴	" مولوی غلام نبی صاحب پیٹوکی	۱
" محی الدین صاحب گریڈیہ	۱	" ایم انوار الحق صاحب قریشی	۲
" خدا بخش صاحب دیوریا	۱	" شیخ بالا بھائی صاحب ستارہ	۲
" بی بی یاتمہ بیگ صاحب رائل ٹنیم	۳	" ڈاکٹر مقصود عالم صاحب نگرنہر	۲
سید افضل صاحب نظامی نوان شہر	۱	" احمد علی صاحب دیواس	۲
محمد احسان صاحب نوان شہر	۱	ڈاکٹر امداد حسین صاحب کلکتہ	۲

جناب ایم ظہیرالدین صاحب	۲
″ ابوالبشیر عبدالقیوم صاحب ڈل ٹاؤن	۴
″ عبدالرحمٰن صاحب مروت بی اے	۳
″ احمد علی صاحب حلقہ چوہڑ کہتری	۲
″ ولی محمد صاحب ناشر دہرمیری	۱
″ چودھری رحمت علی صاحب کیریان	۲
″ شیخ غلام محی الدین زرگر سہنڈ واڑہ	۴
″ ٹی جی سید قاسم صاحب منڈدیگ	۲
″ یوسف محی الدین صاحب کیل	۲
″ محمد بشیرالدین صاحب بنارس	۲
″ فضل کریم صاحب ٹھیکہ دار سندرہ	۲
″ میرخاں کالو خاں صاحب	۱
″ مسعود الزمان صاحب جوناگڑھ	۳
″ مولوی تاج محمد صاحب ستارا	۲
″ محمد اسمٰعیل صاحب لکھنؤ	۲
″ شیخ حبیب الٰہی صاحب جالندھر	۲
″ شیخ لال محمد صاحب قریشی اجمیر	۱
″ عبدالعزیز عنوان اللہ صاحب احمدآباد	۵
″ حاجی احمد اسمٰعیل بمبئی	۱
″ ایس ظہورالحق صاحب آرہ	۴
″ حکیم انور خاں صاحب کاٹھیاواڑ	۲
″ سید ظہور محمد صاحب نہنکاڈو	۲
″ حکیم سراج الدین صاحب امرتسر	۳
″ سردار محمد خاں صاحب شیخوپورہ	۴
″ محمد عظیم علی صاحب تحصیلدار خیگیر	۲
″ ایس عبدالرحمٰن صاحب حیدرآباد	۳
″ محمد یعقوب صاحب صراف کڈپہ	۱
″ سید عبدالرؤف صاحب	۱
″ معصوم علی صاحب حصار	۱
″ محمد حنیف صاحب ٹاٹانگر	۱
″ علی شیرخاں صاحب تھانہ کیلیا	۳
″ محمد اسحاق علی صاحب بونڈی	۱۰
″ ڈاکٹر صبغۃ اللہ صاحب بنگلور	۲
″ وصی رضا صاحب اناؤ	۱
″ شمس اللہ صاحب سکرٹری دربھنگہ	۲
″ معرفت شاہ صاحب نوشہرہ کلاں	۲
″ محمد خاں صاحب حوالدار گونہ	۱
″ محمد شفیع صاحب بھوانی ضلع حصار	۲
″ مولوی غلام محی الدین قریشی مرگ ڈھیر	۲

جناب مولوی حسین علی صاحب نواب گنج	۲
″ حبیب اللہ صاحب ادیبی صالح گڑھ	۱
″ منشی عبدالغفار صاحب سیوہارا بجنور	۳
″ حاجی میاں محمد صاحب پشاور	۳
″ کفایت اللہ خاں صاحب آگرہ	۳
″ اسداللہ صاحب جہرنی	۲
″ مولوی محمد عمر صاحب چوک لکھنؤ	۱
″ عبدالقیوم صاحب قریشی جہلم	۲
″ عبدالاحد صاحب برہنی الٰہ آباد	۲
″ نذر حسین صاحب راجہ سانسی	۲
″ عبداللہ بانکی صاحب بمبئی	۲
″ ڈاکٹر احمد علی صاحب رنگون	۲
″ محمد اشرف صاحب خانپور سیداں	۳
″ حاجی حقداد صاحب موہن پور	۲
″ نیاز احمد صاحب ملاکنڈ	۲
″ مولوی فضل حق صاحب رانچی	۶
″ خواجہ عبدالرحمان صاحب نیاز بیگ	۲
″ ایم اے رشید صاحب ردولی	۲
″ حافظ سعید اللہ صاحب بمبئی	۳
″ مولوی عبداللہ صاحب صدر مجلس اورنگ آباد	۲۱
″ جناب سید نذیر احمد صاحب منٹگمری	۲
″ جناب میرزا محمد صاحب پنج پیر	۲
″ شیخ ممن صاحب بنارس	۲
″ عبدالقیوم خاں صاحب بھوپال	۲
″ ایم افتخار علی صاحب لہر لنگنم	۲
″ محمد ادریس صاحب سب انسپکٹر ڈاک	۲
″ مولوی مختار احمد صاحب گھاٹم پور	۳
″ صوبیدار بادل خان صاحب سلطانپور	۳
″ محمد بخش صاحب وزیر احمد صاحب کانگنج	۲
″ شمس الدین صاحب مہوری گیا	۲
″ جمعدار ایاز محمد صاحب جوناگڑھ	۴
″ شیخ احمد علی صاحب برہنی	۱
″ اے خلیل صاحب مظفرپور	۲
″ الٰہی بخش صاحب کہنائی بلوچستان	۳
″ محمد عزیز خاں صاحب ستیاسو	۲
″ حفیظ اللہ صاحب ٹانڈگڑہ	۳
″ حاجی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ	۱
″ محمد اصغر صاحب کپورتھلہ ہاؤس لاہور	۲
″ محمد شاہ صاحب میرزا آباد	۲

مولوی نصیر علی صاحب موضع ستوان	۲
″ عبدالقدیر صاحب گوراوہ	ایک
″ دراز میرخاں صاحب لورالائی	۱
″ شیخ محمد یعقوب صاحب سکندرآباد	۳
″ پیرشاہ صاحب نقشہ نویس مظفرگڑھ	۲
″ شیخ عبدالحلیم صاحب قاضی پل اکیاب	۱
″ خیرالنساء بیگم صاحبہ حیدرآباد دکن	۴
″ مولوی عبداللطیف صاحب مصنف غازی...	۳
″ عزیزالرحمٰن صاحب اندور	۱
″ صلاح الدین صاحب فاروقی نیم کا تھانہ	۱
″ نظیر محمد محمد یوسف صاحب زرگران ...	۲
″ حکیم عبدالقادر صاحب صدیقی بروڈ...	۳
″ خریدار نمبر ۵۹۴۸ بھوپال	۱
″ عبدالغنی صاحب ریوار نیٹ پونہ	۲
″ نوازش کریم صاحب بھوتی مظفرپور	۱
″ غلام محی الدین صاحب کھیری	۲
″ سید عبدالمجید صاحب ریواڑی	۱
″ تقی محمد صاحب مجگاؤں بمبئی	۲
″ غوث محمد صاحب گوموہ	۲
″ مولوی محمد بخش صاحب تونسہ شریف	۳
″ ماسٹر عبدالجبار صاحب مظفرپور	۲
″ عبدالخالق صاحب تحصیل بیدر	۱
″ حکیم میر محمد امین صاحب انتی پورہ	۳
″ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب بلارم	۲
″ ملک فضل الرحمٰن صاحب ڈھکی سرجانی	۳
″ مولوی عبدالشکور صاحب مجسٹریٹ بنارس	۴
″ خانصاحب صوبہ خان صاحب کوٹ دہلی	۲
″ مولوی اکبر علی صاحب وکیل پٹن	۱
″ شجاعت حسین صاحب آگرہ	۱
″ شیخ عبداللہ بن ابوبکر صاحب ٹانڈیکل	۱
زبدۃ الحکماء مولوی حکیم نور احمد صاحب ...	۵
عبدالرزاق صاحب بنگلور	۲
″ معرفت شاہ صاحب نوشہرہ کلاں	۲
″ محمد حنیف صاحب بکیہ دربھنگہ	۱
″ مولوی بادر الحسن صاحب حیدرآباد	۲
″ محمد فتح حسین صاحب اجین	۲
″ محمد اسمٰعیل شریف صاحب جام نیٹھ	۱۰
″ سربلند خاں صاحب ہوشیارپور	۳
″ حکیم نظام الدین صاحب امرتسر	۲

جناب حکیم مسیح الدین صاحب ملیح آباد	۳
″ بابو حبیب اللہ صاحب بروا ساگر	۲
″ بابو بشیر احمد صاحب کھیوڑہ	۴
″ ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب احمد پور	۱
″ حسن محمد نور محمد صاحب ہوشیارپور	۱
″ میرزا محمد اول صاحب پنج پیر	۱
″ حافظ محمد یوسف صاحب خیرآباد	۹
″ انتظام علی صاحب ترلوکیہ پلیا	۵
″ اعظم علی خاں صاحب منول	۲
″ قاضی بدیع الدین صاحب مدنیرہ	۱
″ منشی عبدالرزاق صاحب حیدرآباد	۱
″ فتح خاں صاحب سبازو	۲
″ اوصاف علی صاحب اندور	۱
″ ماسٹر محمد عمر صاحب دراول	۲
″ ابوالحسن صاحب مختارگنج پٹیالہ	۱
نذر قریشی صاحب راجہ سانسی	۱
″ عبدالرحمٰن صاحب احمدنگر	۳
″ محمد قاسم صاحب رائچور دکن	۳
″ محمد عبدالسلام صاحب قرولی کیپ	۲
ایچ ایم ذاکر حسین صاحب کلکتہ	۱
اکبر حسین صاحب ٹاٹا	۱
حاجی محمد برکت علی صاحب پشاور	۵
محترمہ حسن آرا بیگم صاحبہ جادرہ	۱
″ مولوی شریف الدین گنگاپور	۴
″ عبدالغفور صاحب دارجیلنگ	۲
″ علیم الدین صاحب جہلم	۲
″ ڈاکٹر عزیزالرحمٰن صاحب اندور	۴
″ دادا بھائی حاجی محمد سعید بمبئی	۴
″ ایس کے آدم صاحب جمشید پور	۱
سید فضل احمد صاحب گوتی	۱
″ غلام محمد صاحب سندھ گجرات	۲
″ ننھے خاں صاحب لکھنؤ	۱
″ ہدایت النبی خانصاحب رینی	۲
″ میرزا اکرم علی صاحب حیدرآباد	۱
″ چنگیری سید پیر بادشاہ صاحب	۱
″ محمد زماں خانصاحب فرخ آباد	۱
قائم خانصاحب بڈبیر پشاور	۲
″ حسین علی صاحب فیتر اگرام	۱

باقی یہ نام ۱۵ دسمبر تک کے آئے ہیں

۷۸۶

منھ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اُترتی ہے اور معدہ کو خراب کردیتی ہے اور تم نے جاہل دیہاتیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دور کردیتا ہے۔ مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں۔ پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا۔ منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم **محمد اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا سنہ ۱۹۱۲ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائیریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اسے ملکر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرلیں۔ اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انہیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اٹھانی پڑیگی۔ لیکن یہ زحمت اُن کی اپنی بے پرواہی کا نتیجہ ہے اور اسے انہیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے۔ ورنہ مزید بے پرواہی ایسی سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کردیگی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کرلینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائیریا نہیں ہوا ہے۔ یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو اُن کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہوکر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے۔ باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہوجائیں گے جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہوجاتی ہے۔ مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کرسکتے ہیں اور جنہیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہے کہ کبھی انہیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں۔ خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھاکر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھاکر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں۔ حقیقتاً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جز بھی مضر نہیں ہے۔ ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہے۔ یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھاکر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانیوالے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائیگی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے قیمت فی شیشی صرف ۸/ (آٹھ آنے) علاوہ محصولڈاک۔ محصول ایک شیشی پر ۵/ لگتا ہے اور دو شیشیوں پر ۷/

ملنے کا پتہ:- احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

جو فقط بادشاہوں کے لئے تھا

وہ اب غریبوں

کے لئے ہے

طبی کمپنی دہلی نے خلیفہ ہارون رشید عباسی کے پینے کی **نبیذ** کا جو اصلی نسخہ حاصل کر کے نبیذ تیار کی ہے وہ ایسا شربت ہے جو صرف بادشاہوں کیلئے مخصوص تھا مگر فقط دو روپے خرچ کر سکنے والے غریب بھی اس کو روزمرہ استعمال کر سکتے ہیں نبیذ مقوی اعصاب ہے مقوی دماغ ہے مفرح قلب ہے۔ نیند لانیوالی ہے اسکے اثر سے انسان چوگنا کام کرنے لگتا ہے۔ امتحاناً صرف ایک بوتل آپ خریدئے اور استعمال کیجئے آپکو معلوم ہو جائیگا کہ اشتہار میں مبالغہ ہے یا سچائی نبیذ کے نسخہ کے اجزا حسب ذیل ہیں:- فولاد۔ کشتہ طلا۔ فاسفورس۔ مشک۔ عنبر۔ عرق انگور۔ انار۔ بہی۔ پالک۔ لیموں۔

قیمت دو روپے محصول ایک روپیہ

طبی کمپنی دہلی سے خریدئیے

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشغول رہتے ہیں مگر آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اور لاکھوں میں سے ایک آدہ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر لیکر خواہ مخواہ تشویش بڑہتی ہے اب اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھئے جس میں اس کے مؤلف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کا خواب کو مفصل بیان کر کے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کو قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ عہ محصول ٦ ر ۱ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

گھر کا مولوی

مناد اور واعظین کو بغارت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقع پر اس معاملہ میں ہی پیچھے رہتے ہیں اس اہم ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے **حضرت مولانا مولوی احمد سعید** صاحب نے **آثار سعید** کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلدیں شایع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ انھیں آسانی ہو اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کر لینے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید و احادیث میں مذکور ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے اور جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں پہلی جلد کے بڑے ۸۰ صفحات دوسری جلد کے ۸۴ صفحات قیمت ہر دو مجلد عـ محصول ڈاک ۹ ر کل عـ۹ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ بیمار و مجبور جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے اگر ان حالات الم ناک کو صحیح الفاظ میں پڑہنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک **شہید کربلا** منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسین کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے جگہ بجگہ میر انیس کے مرثیے بھی دئے گئے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر الم ناک ہیں کہ ہچکی بندہ جاتی ہے دور حاضرہ کی سب سے موثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک ادنی سا واقعہ بھی غیر مستند یا موضوع نہیں۔ قیمت ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

میاں بیوی کے فرائض

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے باحسن پورے کرنے لگیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی ہیں تو مساوات کی علمبردار ہر بات میں اور ہر انداز میں اپنا تفوق جتانے والی یہی وجہ ہے ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے اسی چیز کو مد نظر رکھکر حمیدیہ پریس نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شائع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میاں اور بیوی دونوں کو بتلائے ہیں بہت سلیس اردو میں عورت کو سمجھایا گیا ہے کہ انھیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہیئے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ عورتوں کی دلشکنی کس طرح گھر کو خراب اور رسول کریم کو ناخوش کرتی ہے فرمان رسالت ہے خیرکم خیرکم لاہلی یہ کتاب میاں بیوی دونوں کو محبت کی شاہراہ پر لیجائیگی یہ کتاب آدرہ اور کبیدہ دلوں کو یکجان کر دے گی قیمت ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑہنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھیں تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے کیفیت ہو جائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں۔

نزول قرآن، قرآن کی تاریخی حکمتیں، وحی کی قسمیں (۴) ناسخ آیات (۵) منسوخات قرآنی (٦) جمع و ترتیب قرآن (۷) سورۃ اور آیات کی ترتیب (۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت (۹) رسم الخط قرآن (۱۰) علامات قرآنی (۱۱) اوقاف قرآن (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں (۱۳) اختلاف قرأت (۱۴) قرا کا بیان (۱۵) سات قرأت کی تحقیق (۱٦) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) قرآن مجید کے فضائل (۱۹) سورتوں کے فضائل (۲۰) فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۲۱) آداب تلاوت (۲۲) قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ۔

یہ وہ کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ۱۴۴ صفحہ کی ضخامت قیمت صرف ۸ ر محصول ڈاک ۵ ر کل ۱۳ ر

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل

آپ کو عملیات کی کتابوں میں نہیں ملیگا کیونکہ مرد کو مسخر کرنے کے لئے سب سے مجرب عمل کفایت شعاری سلیقہ مندی گھر کی درستی اور اچھا کھانا پکانا ہے اور یہ سب باتیں بااحسن وجوہ آپ کو کتاب

دہلی کا باورچی خانہ

منگانے سے حاصل ہو سکتی ہیں اس کتاب میں گھر داری کے اصول اور سلیقہ مندی کی ہدایات اور صاف ستھرا گھر رکھنے کے علاوہ ہزار ہا قسم کے کھانوں کے پکانے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور ہر چیز کے لئے ایسے مناسب اجزا تجویز ہوئے ہیں کہ وہ تھوڑے صرف سے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا ہو سکے ہر عورت اس کتاب کے ذریعہ اپنے گھر والے کو موہ سکتی ہے اور ہر خاوند اس کتاب کی عامل بیوی کا غلام ہو سکتا ہے کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جو مرد کی کمائی کو بہترین طریقہ پر صرف کرنا سکھاتی ہے ضخامت ۱۴۴ صفحات رعایتی قیمت ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہوجائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہو جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھکر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہوجائینگے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو سے زائد رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی ہیں تقریباً ایک سو کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت دو روپے محصول ۷ / کل (۲؍)

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سر درہے جس پر دنیا کی بقا کا دارومدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہوسکتا ہے کیف مواصلت مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید سردار علی صاحب صابری ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے اور انقاش نقش ثانی بہتر کشد زاول کی مصداق ہے ۲۰۷ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد قلمی تصاویر اندرونی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت عہ محصول ۶/ کل عہ/

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے جہانبانی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب ہنر نے لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے ایسے انداز میں پیش کیا کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کرسکتا ہے شاید وہ اس کے پاسنگ بھی نہوں جوان ارباب تفتیش نے عورت کے روئیں روئیں سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بباطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہے جو ذرا سی ترکیب اور جنبش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کردیتا ہے اور ایک دو نہیں صدہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کرسکتا ہے چٹکلے سے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں نفتشیں اور ارباب کمال نے اپنی مجربہ وہ نہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ صدہا عجوبین ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انسائیکلوپیڈیا ہے ۲۵۰ صفحات قیمت عہ محصول ۷/ کل ۱۵؍/

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پرکیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور رازوروں کو نہایت وضاحت اور متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہوجائے ہندوستانی گھروں میں بانصیب لڑکیاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب بن کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آیندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھکر یہ کتاب صدہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک ہندوستان کی کسی زبان میں شایع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۶۴ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۶/ کل (عہ/)

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرتے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران بنگال اودھ اور رامپور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول صدری مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہوسکتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً پونے دو سو صفحات آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم کیجئے محصول ۶/ کل عہ/

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

طلوع شباب

پیکر حسن کا جب شباب طلوع ہوتا ہے وہ کیفیات ازلی کس قدر ستم آفریں ہوتی ہیں کہ مردان کے خیال ہی سے محو لذت ہوجاتا ہے اور جب کبھی یہ شباب بھرا جوڑا یکجا ہوجاتا ہے تو فطرت کی رنگینیاں داغ و دل میں وہ وہ پر بہار گلکاریاں کرتی ہے کہ عمر آیندہ ان لذتوں کو یاد کرتی اور روتی ہے۔

یہاں اس کی ضرورت ہے کہ سیلاب چمنستان بہار آئیں آفرینش سے واقف ہو یہ کیفیت شادی سے قبل یا بعد ہی ہوتی ہے طلوع شباب مستان شباب کی روداد کیف ہے۔ طلوع شباب مواصلت کا آئینہ ہے۔ طلوع شباب گلچینی باغ نسوانیت کی کلید ہے۔ طلوع شباب فطرت کی اس مجسمہ رعنائی کی کنہ ہے طلوع شباب بستانی ہے مشاطہ ہے دلالہ ہے، طبیب ہے دایہ ہے اور آخر بچوں کی آیا بھی ہے غرضکہ طلوع شباب میں وہ سب کچھ ہے جو ایسی کتاب میں ہونا چاہیئے

قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۰/ محصول ۶/ کل عہ/

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

قرانی دعائیں

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے ہو اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ ابتک آپکی دعائیں بے اثر رہیں لہذا ضرورت ہو کہ بعد آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے از خدا اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہوجائینگے اور اگر مفلس ہیں تو زردار ہوجائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہوجائینگے اور آپکی ہر پریشانی رفع ہو جائے گی غرض کہ آپکی ہر مراد کی کنجی **قرانی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرانی دعائیں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے بتوجہ خدا سے مانگو گے وہ دیگا لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل ۵ حصے ہیں

صلوٰۃ الرسول اس کے ترتیب پنجاہ والی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرفعلی صاحب کا ہے **مناجات مقبول** دیباچہ مولوی اشرفعلی صاحب کا ہے بہت ہی مؤثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے **ہفت احزاب** از حضرت مولانا اشرفعلی صاحب اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں ہے جس کیلئے دعا نہ ہو اور مولانا نے **تتمہ دعائے مقبول** اس کے مانگنے کا طریقہ نہ بتلایا ہو ہفت احزاب میں مولانا روم کی لکھی ہوئی ہفت روزہ بہت مؤثر مناجاتیں ہیں۔

حزب البحر دعائے مترجم معہ اعمال از حضرت مولوی اشرفعلی صاحب کامل پانچواں جز مجلد حناشدہ قیمت عہ محصول ڈاک ۶ر کل ۱۴ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پراثر وظائف لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک ہوا نہ ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسول اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین فرمائیں خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پہنچے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان کے خاص وظائف اپنے اندر اثر جتنا ہی رکھیں تھوڑا ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ فضیلت دعا۔ آداب دعا۔ حضور کی دعائیں عائشہ صدیقہ فاطمۃ الزہرا۔ ابوبکر صدیق۔ بریدہ سلمہ قبیصہ ابو درداء ابراہیم خلیل اللہ عیسیٰ خضر معروف کرخی عتبہ آدم۔ علی وغیرہ ہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث و عربی دعاؤں پر صحیح اعراب ہیں ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

(منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۱۶ دہلی)

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں خواہ وہ کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو یا بڑے کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلیں گے اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگاکر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو مسخر کرنا، زن و مرد کو مطیع کرنا، آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا اعمال وا وراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق یہ سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام ہوا۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہوگیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر کیسکتی ہو اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہوجاتی ہے اور اس کا عامل **جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے** یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج کیا۔ تو نقد فائدہ ہیں اب قرض کے فائدے سن لیجئے۔ اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے الٰہی سے سرفراز ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہوجاتا یہ سورۃ آیت الکرسی کی تفسیر ہی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہو جو شیدا نہ ہوگا بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو زیارت حبیب اللہ سے بہرہ ور ہوچکے ہوں گے خوش نصیب وہ ہے طابع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول رسول کا طریقہ عام کردیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب اللہ لازمی ہوجاتی ہے۔

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی حضرت ممدوح کا یہ بہت ہی بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہوگئی اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی۔

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی ہمت و دل مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو یہ انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیا دی تہن کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں بھولے انسان و شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم کو ملا اس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا صلحا کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کی اشاعت و مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام ہوا انسانی میں انسانی ضرورت ایک بھی ایسی نہیں چھوڑی ہے جس کے لئے نیز بہ ادف لطیفہ یا نقش نہ ہو دور حاضرہ میں اس سے مستند اور مجرب اور زود اثر ایک کتاب بھی نہیں ہے قیمت دس آنے محصول ۴ر کل ۱۴ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا ہے بلکہ بہت لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی ان کو اپنے مریدین کے لئے مخصوص فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

اعمال سورہ **فاتحہ** یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ بونی حقی شاذلی کے مجرب ہیں معہ زکوٰۃ و موکل ۴ر

اعمال **آیۃ الکرسی** معہ اسناد و خواص و اعمال آیۃ الکرسی کے صدہا مجرب اعمال اس میں درج ہیں معہ موکل و زکوٰۃ ۴ر

اعمال سورہ **مزمل** معہ موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ جس میں سورہ مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں۔ قیمت ۶ر

اعمال سورہ **یاسین** معہ موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ فقراء کے ہاں اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے بہت مجرب ہے قیمت ۸ر

اعمال **سورہ اخلاص** با موکل و طریقہائے زکوٰۃ و خواص از حضرت عبد القادر جیلانی ہر عمل مجرب اور حب کا خاص عمل ہے ۳ر

اعمال **سورہ والشمس** با موکل معہ طریقہ زکوٰۃ حب و بغض کے صدہا جلالی و جمالی نقوش اوراد و وظائف مجرب ۶ر

ہر کتاب پر علیحدہ علیحدہ پانچ آنے محصول خرچ ہوتا ہے اور سب پر صرف ۷ر خرچ ہوں گے۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کیلئے آپ بیری کو جا ہے تعویذ کر کے بنا دیں لیکن بغیر قربت ہر تعویذ بیکار رہے گا ان لوگوں کے لئے جو فقط پیروں کے عمل پر رہ کر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں طیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کی طیار کردہ ہیں اگر آپ ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے تو انشاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا ان کا نام دوائیں اور دعائیں اور دافع الامراض ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک بیماریوں کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور یہ یقین سے دعوی ہے کہ ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو دوا سے آرام نہ ہوگا دعا سے ہوگا دعا سے نہ ہوگا نقوش سے ہوگا یا سب کو ملا کر ہوگا۔

قیمت کامل ۱۰ر محصول ۵ر کل ۱۵ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تعزیرات دوزخ

مرنا ضرور ہی پڑے گا اور مرنے کے بعد جرمات کا حساب دینا ہوگا اس کا یقین ہو تو تعزیرات دوزخ پڑھو تاکہ ہر گناہ کرنے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ میں یہ سزا ملیگی حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا بے حساب جنت میں پہنچائے اور رہا اس کی عمر دراز کرے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنا دی ہے ہر گناہ کی پاداش بھی بتلا دی ہے تعزیرات دوزخ میں حسب ذیل گناہوں کی تفصیلی سزا ہے شرک ریا سوء ظن غیبت کینہ حسد تکبر جھوٹ بدعت علم بے عمل تقدیر کا انکار اہل بیت سے عداوت اور صحابہ سے بغض بدعہدی اور امانت میں خیانت فحش اور لغو کلام کی کثرت قرآن و حدیث سے استغنا بول و براز سے غفلت وضو غسل حیض کی فروگذاشتیں نماز بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی سفر اور رمضان غیر شرعی زینت زکوٰۃ نہ دینا سود قبروں کا احترام زکوٰۃ صدقہ لغو سوال اور بخل روزہ کی فروگذاشتیں حج اور اس کے متعلقات حاجت سے بے رحمی وغیرہ اس طرح ۷۲ مضامین ہیں آخر میں توبہ کا بیان ہے قیمت ۸ر محصول ۲ر کل ۱۰ر

پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آئندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق اب تک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے ہی نام سے شایع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں:۔

توبہ کے معنے از روئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب سرور دو عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ دکایات توبہ ترک گناہ حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن میں گناہوں کی لذت گناہ کا خیال معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بنجاتا ہے گناہوں سے بچنے کا مؤثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں سوالاکی بندہ نوازی پڑھو استغفار عبادت ذلیل امیدیں ہم عبد و معبود میں ناز و نیاز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی فوری مواخذہ سب فکری گناہوں سے نقصانات نسخہ دافع مرض گناہ اس کے علاوہ بہت مضامین ہیں۔

قیمت ۱۰ر محصول ۶ر کل ۱۶ر

ملنے کا پتہ

پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کیلئے ہر ایک انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ روح انسانی روح کا دخول عہد میثاق روح حیوانی روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت عبادت سکرات موت تلقین جسم سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات دیگر رسولوں کی وفات ایمان و کفر نیک روحیں علیین ابرار مقربین برا خاتمہ بری روحیں سجین کفار کی ارواح سوال و جواب منکرین عالم برزخ عذاب و ثواب کا فلسفہ قبر کا عذاب تجہیز و تکفین نماز جنازہ جنازہ کے تمام مسائل دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ درود و تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان زیارت قبور تعزیت و تسلی کھانا کھلانا نجات اخروی مردوں کو کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام اولیائے عظام مجددیائے صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے حب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲ر

پتہ:۔ حمیدیہ پریس۔ دہلی

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ نماز کے فرائض واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے کی جرأت نہ کرینگے کتابیں حسب ذیل ہیں :-

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ ؍

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور نہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھیئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب منکر دیکھئے کلیجے دہل جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۲ ؍

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھائیے بیبیوں کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر گھر نمازی ہو جائے قیمت ۳ ؍

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اسکے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس سے کہ بعض دفعات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ ؍

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اسکے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں انکی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدہ اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ ؍

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد عہ ؍

یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بالکل آسان اُردو میں وعظ کی بے نظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر پیر و نجات کے وعظ بمشکل فراہم کیے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں باسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصہ اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں :-

پہلی مجلس ہستی باریتعالیٰ کا ثبوت۔ یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً "توبوا آمنا باللہ" ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی۔ یہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہوسکتا ہے اہرمن یزدان باپ بیٹا روح القدس اور تیس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس شمع توحید کے پروانے یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور ہمارے اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس نبوت و رسالت۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت۔ اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا الیوم اکملت لکم کی تفسیر یہی ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس اسوہ حسنہ رسول محترم۔ بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہدایت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی عجب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کیلئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق وہ مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا۔ یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کیساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا۔

جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لئے مخصوص رعایت ہے کتاب ۲۰۰ صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف ساتھ عہ محصول ۸ ؍ علاوہ

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلامی عقائد کی روشنی میں۔ ملائکہ اور جنات، انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ صداقت رسول، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، خدا پر بھروسہ، زمانہ گذشتہ کے علما اور صوفیہ کا اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ۔ قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار و معارف۔ وحدت و محبت کی تعلیم، آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار، اسلام کا مقصد اولین، تمنائیں، کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب، باقی اصل کتاب میں دیکھیے قیمت دس آنے محصول ۵؍ کل ۱۵؍

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے، یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پر نور بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گذری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸؍ ہے محصولڈاک ۵ کل (۱۳)

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

تفسیر حقانی اردو

آٹھ جلدوں میں کامل و مکمل

از شمس المحدثین والعلماء حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث پچاس روپے اور پچاس روپے تک ہدیہ ہوگئی اب نیا اڈیشن چھپ کر طیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتا ہے باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت دو روپے اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہے محصولڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لئے پانچ روپے کی کفایت ہے یعنی ۲۵ روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں۔

پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

نماز کے پورے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگائے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار بکتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصلی عہ رعایتی ۱۰؍ محصول ڈاک ۶؍ کل ایک روپیہ عہ

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کی مکمل نصاب ہے اس کے بعد اور دس حصے ہیں حصہ اول۔ الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان حصہ دوم۔ وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز مسائل حصہ سوم۔ روزہ حج زکوٰۃ قربانی حج منت وغیرہ کے مسائل حصہ چہارم۔ طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے مسائل حصہ پنجم۔ معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید حصہ ششم۔ اصلاح باطن و تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت حصہ ہفتم۔ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد وغیرہ حصہ ہشتم۔ نیک بیویوں کی حکایتیں و سیرت اخلاق نبوی حصہ نہم۔ ضروری اور مفید علاج و معالجے اور نسخے بچوں اور عورتوں کے حصہ دہم۔ دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ گیارھواں حصہ خاص مردوں کے لئے مسائل معالجات اور نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵؍ ہے اور گیارھویں حصہ کی ۱۲؍ لیکن کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی کامل گیارہ حصے صرف دو روپے محصول ۱۲؍ کل ۱۲؍؍

پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

معجز نما پنج سورہ مجلد

جدید اڈیشن معہ ہفت احزاب چشت

یہ نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۲۴۰ صفحہ کا تھا لیکن اب ۳۴۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب وظیفے دعائیں شامل ہوئی ہیں۔ ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل اعمال سورتہائے قرآن و شان نزول و ربط آیات و تفسیر کامل از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے نقل ہے چھپائی کاغذ بہت اعلیٰ اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں۔

سورہ یاسین سورہ رحمٰن، سورہ فتح، سورہ واقعہ، سورہ ملک سورہ مزمل، سورہ جن، سورہ کہف، سورہ فلق سورہ ناس اس کے علاوہ ہفت ہیکل معہ اسناد معہ شش قفل معہ اسناد دعائے گنج العرش مع اسمائے حسنیٰ ۹۹ م اسمائے رسول معہ اسناد شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ درود کبیر از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی رجسٹرڈ ہیں جو اس پنجسورہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت اب ۱۲؍ رہی ہے محصولڈاک ۵؍ کل ۱۷؍

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

میری رائے مانیں تو اس رمضان شریف میں ایک یہ قرآن شریف ضرور ہی منگا لیں!

نورانی قرآن شریف

میں وہ سب خوبیاں موجود ہیں جو ایک اچھے مترجم قرآن میں ہونی چاہئیں اول کتابت یہ قرآن شریف کی سب سے بڑی خوبی ہے اس کی کتابت اس شخص نے کی ہے جس کا ثانی حد یہ ہے کہ مصر میں بھی ابھی نہیں ہے عیاں را چہ بیان نیچے کے نمونہ سے اندازہ فرمائیے۔

دوسری خوبی ترجمہ کی ہے، ترجمہ باعتبار کتابت ایسا ہو کہ ٹھیک حروف کے نیچے ہو جس سے عربی الفاظ کے معنی معلوم ہوتے رہیں، محاورہ کے لحاظ سے ایسا ہو کہ گویا صاف عام فہم اردو میں قرآن شریف پڑھا جا رہا ہے اور ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے مطلب براریٔ متن ذرا بھی الجھاؤ ہو، پھر چھپائی ایسی صاف ہو کہ بے تامل پڑھا جائے، چونکہ ترجمہ عربی سے زیادہ جگہ چاہتا ہے اس لیے اس کی سطر متن سے بڑی ہو، خدا کے فضل سے یہ سب باتیں اس قرآن شریف میں موجود ہیں، ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہے جو اپنے عام فہم ہونے کے لحاظ سے ہندوستان میں سب سے زیادہ مقبول ہے۔ ترجمہ کی کتابت دیکھیے کیسی اعلیٰ ہے۔ تیسری خوبی یہ ہونی چاہئے کہ بہت صحیح ہو صحت کے لیے کتابت کی کشادگی بہت لازمی ہے اس قرآن شریف کا انداز تحریر بہت فراخ ہے اس لیے اعراب ٹھیک حروف پر لگے ہوئے ہیں، اور ایسی کتابت میں غلطی کا ویسے ہی بہت کم امکان باقی رہ جاتا ہے اور چار پانچ بار مستند حافظوں قاریوں اور مصححین نے اس کی تصحیح کی ہو تو ظاہر ہے کہ صحت کتنی بلند پایہ ہوگی، چوتھی خوبی چھپائی ہے، اس قرآن شریف کے متعلق عام شہرت ہے کہ اس کی چھپائی ۱۹۲۱ء کے تمام قرآنوں سے افضل ہے، اور یہ بات اس نمونہ سے کیونکر معلوم ہو سکتی ہے، جب تک کہ پورا قرآن شریف پیش نظر نہ ہو، اس قرآن شریف کی چھپائی کی خصوصیت یہ ہے کہ اول سے آخر تک بالکل یکساں چھپا ہوا ہے یہ بات نہیں ہے کہ کوئی صفحہ خوب روشن ہو اور کوئی صفحہ کم صاف، اخباری اور اشتہاری مبالغہ اس درجہ پہنچ گیا ہے کہ اگر بلا مبالغہ اشتہار کیا جائے تو وہ مقبول نہیں ہوتا، اس مرتبہ آپ بلا مبالغہ اشتہار کا مزہ بے حد مبالغہ کے یقین فرمائیے اسی سے آپ کو حمیدیہ پریس کے اشتہارات کا اندازہ ہی ہو جائے گا، سب سے زیادہ حیرت انگیز تو اس کا ہدیہ ہے یعنی مجلد چرمی پشتہ اعلیٰ مجلد صرف سوا دو روپے محصول ڈاک پندرہ آنے کل ۳ روپے میں گھر بیٹھے منگا لیجیے، ۵ جلد منگانے میں ۱۲ کا فائدہ ہے، ۵ جلد کا ہدیہ دس روپے ہے ۵ جلدیں ریل کے ذریعہ منگائیے تو ڈاک خرچ سے بچ جائیں ورنہ محصول ڈاک پر تین روپے اور خرچ ہوں گے، ریل کے پارسل پر ۱۲ علاوہ کرایہ ریل یہاں فی مد خرچ ہوتے ہیں۔ **مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

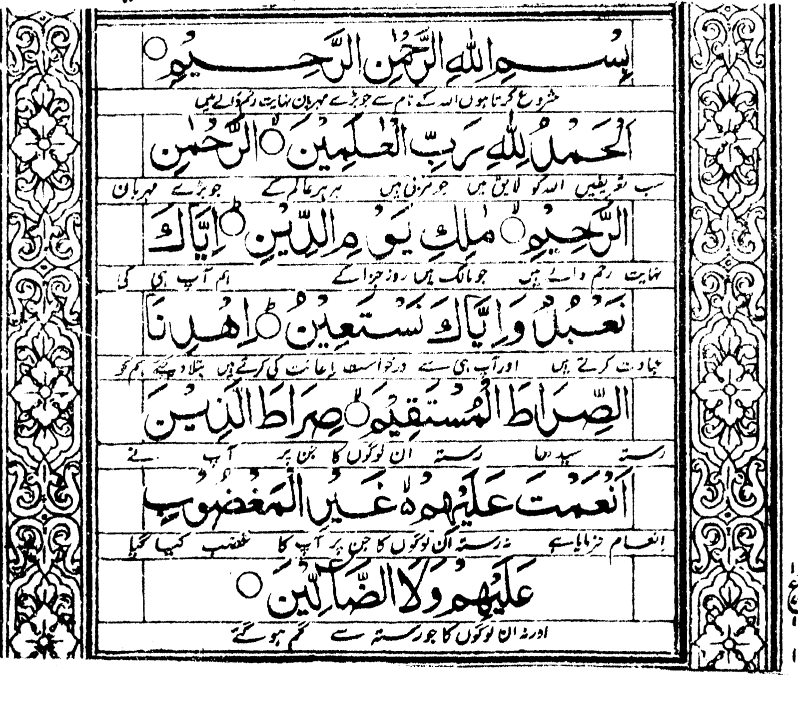
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ
سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان
الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ
نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی
نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا
عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجیے ہم کو
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝
اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

منزل

اردو لٹریچر میں حیرت انگیز اضافہ

ایک زبردست اسلامی انسائیکلوپیڈیا

جسمیں دس ہزار سے زائد وہ تمام باتیں ہیں جن کی ہر متمدن انسان کو ضرورت ہے جسمیں ایک دنیادار اور ایک دیندار کی دنیاوی اور دینی ضرورت کی کوئی ایسی معلومات نہیں ہے جو موجود نہ ہو

یہ کتاب پورے ایک اسلامی کتب خانہ کی برابر ہے

ہر اس شخص کے لیئے جو دین دار ہے اور ہر اس شخص کے لیئے جو دنیادار ہے اور ہر اس شخص کے لیئے جو دینی اور دنیاوی ترقی چاہتا ہے

فلاح دین و دنیا

[illegible] مطالعہ اتنا ہی ضروری ہے جتنی کہ انسان کے لیئے ہوا اور غذا کی ضرورت ہے [illegible] ایک ہزار سال پیشتر کی [illegible] کتابوں سے کراوقت [illegible] کی تمام [illegible] کتابوں کی روح ہے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے [illegible] ہندوستان جیسے غریب ملک میں [illegible] ہزار روپیہ کی فروخت ہوئی ہے اسمیں نہایت مکمل دینی اور دنیاوی معلومات ہیں اسمیں اخلاق کی تعلیم ہے اسمیں معاشرت کا درس ہے اسمیں موت اور زندگی کی [illegible] کا حل ہے اسمیں [illegible] کے اصول ہیں [illegible] صحت کے طریقے ہیں اسمیں تمام [illegible] کا مکمل [illegible] علاج ہے۔ غرضکہ اسمیں وہ سب کچھ ہے جس کی ایک مسلمان کو [illegible] انسان کو ضرورت ہے جس گھر میں یہ کتاب ہے اس گھر میں گویا ایک زبردست [illegible] ایک زبردست دنیادار [illegible] ایک بہترین مشیر ہے ایک طبیب حاذق ہے اور ایک ایسا جہاندیدہ شخص ہے جسکو ہزار سال کے تجربات حاصل ہیں یہ کتاب درحقیقت ایک [illegible] اسلامی لائبریری ہے۔ اس کتاب کی فہرست مضامین چونکہ بہت طویل ہے اس لیے اس میں سے چند عنوانات اختصار کے ساتھ درج کیے جاتے ہیں تاکہ کتاب کا خاکہ ذہن نشین ہو سکے قیمت اصلی مجلد رعایتی [illegible]

تین روپے آٹھ آنے محصولڈاک ملاکر کل چار روپے میں گھر بیٹھے منگالیجیے۔ **مختصر فہرست مضامین فلاح دین و دنیا**

باب اول
عقائد
ذات و صفات الٰہی [illegible]
وحی و قلم، آسمان
زمین، فرشتے، احکام
قرآن، قبر کے حالات
علیین و سجین، نکیرین
تمہیدات سوال
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible] نزول
یاجوج ماجوج
خسف و دخان
[illegible]
دابۃ الارض
علامات صغریٰ
علامات کبریٰ
شفاعت، حساب کتاب
جنت میں جانے والے جانور
امت محمدی کا حساب

حور اور میدان حشر
کتاب، پل صراط، حوض
کوثر، دوزخ اور آسمان
کے ساتوں طبقے
جنتیوں کے حالات
آنحضرت کی شفاعت
معجزہ، کرامت
[illegible] زندہ ہیں
حضور صلعم کی زندگی
کے حالات زمانہ طفلی
صحابہ کرام، اولیاء کے
حالات، بیعت اور پیر
طریقت، ایصال ثواب
انبیاء و صلحین سے استعانت
میلاد مبارک کا جواز
باب دوم
عبادات
وضو کا مکمل بیان
غسل کے طریقے
پانی کے مسائل

تیمم، مسح و موزہ
پانی سے [illegible]
اذان و نماز [illegible]
نماز کے اوقات و مسائل
مفسدات نماز
مکروہات نماز
قضا نماز [illegible]
[illegible]
جمعہ کی نماز
جنازہ کی نماز
نماز عیدین
صدقہ فطر اور [illegible]
عیدین کے خطبے
احکام عید اضحیٰ
قربانی
سورج گہن کی نماز
نماز [illegible] نماز خوف
صلوٰۃ التسبیح

نماز اشراق
نماز چاشت
نماز زوال
[illegible]
نماز تہجد، تراویح
[illegible] استخارہ
فضائل ماہ رمضان
[illegible] روزہ کا بیان
مسائل روزہ [illegible]
زکوٰۃ کا بیان
[illegible] زکوٰۃ
[illegible] واجب ہے
حج اور اس کی شرطیں
حج کے واجبات
باب سوم
[illegible] مہینوں کی وجہ تسمیہ
اور ان کے وظائف
فضائل ماہ محرم

[illegible] وجہ تسمیہ
اعمال و فضائل ماہ محرم
ماہ صفر کی وجہ تسمیہ
فضائل ماہ صفر
اعمال و فضائل [illegible]
اعمال [illegible]
[illegible]
اعمال و فضائل [illegible]
تمام مہینوں کی وجہ تسمیہ
اعمال و فضائل اور ان
بزرگان دین کے حالات
اس باب میں درج ہیں
جنہوں نے اس ماہ میں
ولادت یا وفات پائی
باب چہارم
حلال و حرام جانور
ذبح و شکار
شکار کا مفصل بیان

مذہب حنفیہ کی تقلید
[illegible]
باب پنجم
حقوق
حقوق اللہ
حقوق آنحضرت صلعم
حقوق صحابہ و اہل بیت
حقوق فقہا علما مجتہدین
حقوق استاد و پیر
[illegible] حقوق اولیا
حقوق الوالدین
حقوق اقربا
خاوند کے حقوق عورت پر
آقا کے حقوق ملازم پر
زوجہ کے حقوق شوہر پر
غلام کے حقوق آقا پر
ہمسایہ، مسافر [illegible]
[illegible] کے حقوق

عام مسلمانوں کے حقوق
[illegible]
بیان [illegible]
[illegible]
[illegible]
باب ششم
معاشرت
کھانا کھانے کے آداب
پانی پینے کے آداب
سونے کے آداب
آداب لباس
کیسا لباس پہننا [illegible]
دستار اور شملہ کی تحقیق
سفید لباس کی حقیقت
حضور کے لباس مبارک
حضور کا عمامہ مبارک
حضور کا حلیہ مبارک
کپڑا حلال و حرام [illegible]
پہننا چاہئے [illegible]
عبادت قبول نہیں ہوتی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
باب ہفتم
[illegible]
[illegible]
[illegible]
باب ہشتم
[illegible]
باب نہم
اصول حفظان صحت
غرضکہ
یہ کتاب اس وقت کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مدیر مسئول۔ عبدالحمید خان

ساڑھے چار ہزار خریدار اور درکار ہیں

آج کل مولوی ساڑھے پندرہ ہزار چھپتا ہے، جس قدر اشاعت بڑھتی ہے اتنا ہی پرچہ بہتر ہو رہا ہے۔ پہلے یہ پرچہ ۲۴ صفحہ کا تھا اور اب ۴۰ صفحہ کا ہے۔ چندہ سالانہ پہلے بھی ایک روپیہ تھا اور اب بھی ایک روپیہ ہے۔ ۴۵۰۰ خریدار اور ہو جائیں تو بیس ہزار اشاعت ہو جائے گی اسوقت انشاء اللہ [illegible] کی ظاہری و معنوی خوبیوں میں اور اضافہ ہوگا، یا تو کاغذ چکنا لگایا جائے گا یا مقامات مقدسہ کے فوٹو ہر ماہ کے پرچہ کے ساتھ بھیجے جائیں گے۔ ایک خریدار آپ صرف اور دیجئے [illegible]

رسالہ مولوی پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

نوٹ:- آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکی تو نہ ہو گی۔ منیجر

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ شب عروسی کا دوسرا حصہ **عورت** پڑھیں
اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے۔ عورت جنس نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضا کا جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی
غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً **عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا** ہے اس کتاب کو پڑھ کر آپ ہر قسم کے کوکشاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے
اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین اور فوٹو بلاک کی تصویریں ہیں کاغذ لکھائی چھپائی آپ اپنی نظیر ہے ضخامت [illegible] صفحات سے زائد قیمت عہ

فہرست تصاویر فوٹو بلاک
اس میں حسب ذیل رنگین تصاویر
فوٹو بلاک کی ہیں
(۱) [illegible] (دوشیزہ)
(۲) دوشیزہ کشمیر
(۳) [illegible] کی عورت
(۴) [illegible] کی عورت
(۵) [illegible] کی عورت
(۶) [illegible] کی عورت
(۷) [illegible] کی عورت
(۸) حبشی عورت
(۹) مصر کی عورت
(۱۰) ایتھوپیا کی عورت
(۱۱) منچوریا کی عورت
(۱۲) مڈغاسکر کی عورت
(۱۳) منگولیا کی عورت
(۱۴) یونان کی عورت
(۱۵) [illegible] کی عورت
(۱۶) سیام کی عورت
(۱۷) فارس کی عورت
(۱۸) البانیہ کی عورت
(۱۹) [illegible] کی عورت
(۲۰) گرین لینڈ کی عورت
(۲۱) روما کی عورت
(۲۲) جزائر غرب الہند کی عورت
(۲۳) [illegible] کی عورت
(۲۴) ہالینڈ کی عورت
(۲۵) سویڈن کی عورت
(۲۶) چین کی عورت
(۲۶) ملایا کی عورت
(۲۷) پرتگال کی عورت
(۲۸) [illegible] کی عورت
(۲۹) [illegible] کی عورت
(۳۰) عرب کی عورت
(۳۱) اسپین کی عورت
(۳۲) [illegible] کی عورت
(۳۳) شام کی عورت
(۳۴) [illegible]
(۳۵) مارواڑ کی عورت
(۳۶) [illegible] کی عورت
(۳۷) نیپال کی عورت
(۳۸) لیپ لینڈ کی عورت
(۳۹) [illegible] کی عورت
(۴۰) برنیو کی عورت
(۴۱) یوگنڈا کی عورت
(۴۲) فرانس کی رقاصہ
(۴۳) انگریز خواتین ساحل سمندر پر
(۴۴) [illegible] کی رقاصہ
(۴۵) [illegible]
(۴۶) لندن میں مقابلہ حسن
(۴۷) مصر کی رقاصہ
(۴۸) مصری رقص
(۴۹) ہندوستانی رقص
(۵۰) [illegible] کی ٹانگیں
(۵۱) سالوی
(۵۲) [illegible]
[illegible] رقص
(۵۳) دوشیزہ کوہستان
(۵۴) ریاست [illegible] کی عورت
(۵۵) ترکی عورت [illegible] تصویریں
(۵۶) کوہستانی عورت
(۵۷) لمبے بالوں والی عورت
(۵۸) [illegible]
(۵۹) عالم [illegible]
(۶۰) [illegible]
(۶۱) [illegible]

فہرست قلمی تصاویر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہندوستانی ورزش کی تصویریں
عورت کی [illegible] تصویریں
عورت کی [illegible] تصویریں
مغربی فیشن کی عورت کی تصویریں
مغربی ورزش کی تصویریں

فہرست مضامین
[illegible] کے متعلق تاریخی معلومات
[illegible]
عورت کیا ہے
عورت کی تربیت
عورت کے توہمات
مغربی عورت
عورت کی [illegible] شادی
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے؟
عورت کی ذمہ داریاں
کوکشاستروں میں کیا ہوتا ہے
سنسکرت کا کوک شاستر

پہلا باب
[illegible] عورت کی [illegible]
[illegible] عورت کی [illegible] زندگی
[illegible]
عورت [illegible]
[illegible] ترقی کا انحصار عورت پر
شوہر کی [illegible] کا عجب عمل
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
عورت کی [illegible] کا جوہر
[illegible]
خوش مزاجی [illegible]
خوش مزاجی سب سے بڑی [illegible]
ناکام ازدواجی زندگی
[illegible] کی [illegible] عورت
[illegible] تعلیم میں عورت [illegible]
[illegible] چہرہ پر [illegible] نقاب
شان خودداری کا [illegible]
اخلاقی تربیت [illegible]

دوسرا باب
[illegible] زندگی کا سانچہ
[illegible] عورت سے دشمنی
عورت کی معصومیت
عورت عورت کی [illegible]
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
کوکشاستر کی چار عورتیں
[illegible] کی اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کا [illegible]
عورت کی [illegible] فطرت
عورت کے قدموں پر [illegible]
[illegible]
[illegible] کی ضرورت
عورت [illegible]
جاذبیت [illegible] کا نمونہ عورت ہے
[illegible] محبت کی بیداری
[illegible] کی [illegible]
[illegible] کے چلتے [illegible]
خانہ بربادی کا [illegible]
[illegible] ناکامی
[illegible] چاند
ایک [illegible] فلاسفر کا زاویہ نگاہ
یہی شرم اور جھوٹی شرم
قبل از وقت اخلاقی نشو و نما
عورتوں کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا فوری
نظام آفرینش کا انحصار
لڑکیوں کے لئے ورزش
ورزش کے لئے بہترین زمانہ
[illegible] کی عادت
[illegible] کی بے خبری

تیسرا باب
[illegible] دوشیزہ [illegible] شباب میں
[illegible] شباب کی [illegible] منزل شباب
[illegible]
[illegible]
عاقبت اندیشی کا فرض [illegible]
قانون کامیاب زندگی

چوتھا باب
[illegible] مواصلت کا مقصد
اظہار محبت [illegible]
عضو نسوانی سے ناواقفیت
جنس مخالف کی [illegible] خوشی
محراب جمال کی صفائی

اس کتاب میں [illegible] مضامین [illegible] عورت سے
لطف اندوزی [illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت صرف دو روپے

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۲۸ دہلی

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۴ | بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۵۰ہجری | نمبر ۴

خُطبہ

الحمد للہ ذی الملک والملکوت والعزۃ والھیبۃ والجبروت واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شھادۃ من امن باللہ وکفر بالجبت والطاغوت واشھد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ نبی بمکارم الاخلاق موصوف وبکمال الاوصاف منعوت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم قال اللہ تعالےٰ وتبارک فی القران المبارک اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○ وقال النبی صلی اللہ وسلم ان اللہ لا یستجیب الدعاء عن قلب لاہٍ

فرزندان اسلام! خدائے حی وقیوم اپنے کلام معجز نظام میں اپنے بندوں کی غفلت کو دور کرنے اور جس غرض وغایت کے لئے ان کو پیدا کیا ہے اس کی طرف متوجہ کرنے کے لئے بندوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے اور اسی غفلت کو دور کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ غافل قلب کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

آیت اور حدیث دونوں سے ازالہ غفلت انسانی کا مفہوم مستفاد ہوتا ہے کمال ربانی میں کمال بلاغت واعجاز کے انداز میں خود بندوں سے دریافت کیا گیا ہے کہ کیا تم کو یونہی بیکار اور عبث پیدا کر دیا گیا ہے یعنی کیا تمہارے پیدا کرنے کا کوئی مقصود نہیں ہے اور تم دوبارہ لوٹ کر اپنے پروردگار کے حضور میں نہ جاؤ گے اور تم سے تمہارے اعمال وافعال کا کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائے گا مطلب یہ ہے کہ تم بیکار اور عبث نہیں پیدا کئے گئے اور تمہیں ضرور خدا کے حضور میں حاضر ہو کر اپنی زندگی کے اعمال کا حساب دینا پڑے گا تم اس دھوکہ میں نہ ہو کہ تمہارے پیدا کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہے اور تم سے کوئی بازپرس نہ ہوگی تمہیں بازپرس ضرور ہوگی اور تم سے پوچھا جائے گا کہ جس مقصد سے خدا نے تم کو پیدا کیا تھا کیا تم نے اس کو پورا کیا کس مقصد سے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اس کی تصریح اس آیت میں نہیں کی گئی اگرچہ جو مقدمات اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں ان سے بطور نتیجہ کے انسانی خلقت کی غرض وغایت بھی معلوم ہو جاتی ہے تاہم صاف اور واضح الفاظ میں دوسرے مقامات پر انسان کے پیدا کرنے کی غایت بھی بیان کر دی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ:۔

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی جن وانس سب کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور جن وانس پر کیا موقوف ہے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ خدا کی حمد وثنا اور تسبیح وتہلیل میں مصروف ومشغول ہے جس کا ثبوت قرآن اور احادیث سے بکثرت ملتا ہے

ہر گیاہے کہ از زمیں روید	وحدہ لاشریک لہ گوید

بہرحال اس آیہ کریمہ میں خدا نے اپنے بندوں کو متنبہ فرمایا ہے کہ تم کو ایک خاص غرض اور خاص مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کی طرف سے غافل اور بے پرواہ نہ ہو اور یہ نہ سمجھو کہ یونہی بلاوجہ اور بلاسبب تم کو پیدا کر دیا گیا ہے اور تمہارے پیدا کرنے کا کوئی مقصد نہیں مقصد یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اس دھوکہ میں نہ رہو کہ اب یہاں سے لوٹ کر خدا کے پاس نہیں جانا نہیں اس کے پاس ضرور جانا پڑے گا اس لئے غفلت اور اعراض کے پردے اپنی آنکھوں سے ہٹا دو اور جس غرض کے لئے پیدا کئے گئے ہو اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا بھی منشا یہی ہے کہ غفلت کو ترک کر دو کیونکہ غفلت اس مقصد کو پورا نہیں ہونے دیتی جس کے لئے خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے یعنی خدا غافل قلب کی دعا قبول نہیں کرتا اب جب دعا ہی قبول نہ ہوئی تو عبادت کس طرح قبول ہو سکتی ہے کیونکہ دعا تو عبادت کا مغز ہے حدیث میں آیا ہے الدعاء مخ العبادۃ یعنی دعا مغز عبادت ہے اور مغز عبادت کا یہ حال ہے تو پوست کا درجہ تو بعد میں آتا ہے اس کے علاوہ خود لفظ دعا قرآن میں متعدد مقامات پر عبادت کے معنے میں استعمال ہوا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں بھی دعا کے معنے عبادت کے ہوں اس وقت حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ خدا غافل قلب کی عبادت قبول نہیں کرتا اور عبادت ہی قبول نہ ہوئی تو انسان کی پیدائش کا مقصد فوت ہو گیا۔

برادران اسلام! اب آیت اور حدیث کا مطلب اچھی طرح آپ کے ذہن نشین ہو گیا ہوگا اور معلوم ہو گیا ہوگا کہ آیت اور حدیث دونوں کے اندر ازالہ غفلت کی تاکید کی گئی ہے اور متنبہ کیا گیا ہے کہ غفلت کو ترک کرکے اپنی آفرینش کی غرض وغایت کی طرف متوجہ ہوں۔

اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس آیت وحدیث کے مصداق کہیں ہم ہی تو نہیں ہیں اور جس غفلت واعراض کی طرف آیت میں اشارہ کیا گیا ہے اور جس کا یہ نتیجہ بتلایا گیا ہے کہ غافل دل کی دعا اور عبادت قبول نہیں ہوتی اس غفلت واعراض میں ہم تو مبتلا نہیں ہیں ہمیں اپنے ظاہر کو دیکھنا اور اپنے باطن کو ٹٹولنا چاہیئے اگر کہیں اس موذی مرض غفلت کا سراغ ملے اور پتہ چلے تو فوراً اس کا علاج کرنا چاہیئے کیونکہ یہ کمبخت تو مقصد حیات ہی پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور بندہ کا خدا سے تعلق منقطع کر دیتا ہے اس لئے ہر ایک انسان کو عموماً اور ہر ایک مومن ومسلم کو خصوصیت کے ساتھ اس مرض مہلک کی طرف سے ہوشیار رہنا چاہیئے مبادا ہمارے ظاہر یا باطن پر اس کا قبضہ ہو جائے اور ہلاکت وبربادی کی دائمی موت ہم پر طاری ہو جائے

کیونکہ حقیقتاً اگر مقصد زندگی کو ہم بھول جائیں اور زندگی کو عبث سمجھ لیں تو اس سے زیادہ خسارہ اور اس سے زیادہ گھاٹا اور کیا ہو سکتا ہے اس لیے جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہر ایک مومن مسلم کا فرض ہے کہ وہ مرض مزمن کا پتہ چلائے اور پھر اس کا علاج کرے تاکہ اصلی حالت عود کر آئے اور ہماری آفرینش کی جو غرض ہے اس کی تکمیل کی طرف ہم توجہ کر سکیں۔

برادران اسلام جس مرض کی طرف مذکور الصدر آیت و حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے وہ نہایت سخت اور اسی کے ساتھ نہایت مشکل مرض ہے اور تشخیص بھی ذرا مشکل سے ہوتا ہے سخت اور مہلک تو اس لیے ہے کہ تعلق مع اللہ کا قاطع ہے اور مشکل اس لئے ہے کہ تشخیص بہت مشکل سے ہوتا ہے تاہم نہ تشخیص محال ہے اور نہ علاج ناممکن ہے جس ذریعہ سے اس مرض کی تشخیص ہوتی ہے اسی سے اس کا علاج بھی ہو جاتا ہے

برادران اسلام! اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ غفلت کی ضد یاد ہے اگر غفلت آپ پر مسلط اور مستولی ہوگی تو یاد اپنا تعلق منقطع کر لے گی اور یاد آپ کے ساتھ ہے تو غفلت کا کوسوں پتہ نہ ہوگا پس اسی سے آپ کو اور ہم کو اپنے مرض کا پتہ لگانا چاہیئے اگر تعلق مع اللہ قائم ہے اور خدا کی یاد باقی ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ غفلت کا قبضہ نہیں ہوا اور اگر تعلق مع اللہ نہیں رہا اور خدا کی یاد کی جگہ کسی دوسری چیز نے لے رکھی ہے یعنی ماسوا اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہو گیا ہے تو یقین کر لینا چاہیئے کہ غفلت مستولی ہو چکی ہے لیکن تشخیص کا یہی وہ نازک موقع ہے جہاں پر نفس اور شیطان دھوکہ دے جاتا ہے اور ہم غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم پر غفلت کا قبضہ نہیں ہے حالانکہ واقعتہً غفلت مسلط ہوتی ہے دھوکہ یہ ہوتا ہے کہ ہم معمولی امور کو دیکھکر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ہم خدا کی یاد سے غافل نہیں ہیں مثلاً ظاہری شکل و صورت مسلمانوں کی سی بنا لی نماز روزہ بھی ترک نہیں کیا حالانکہ غفلت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ظاہری آداب کو بھی ترک کر دیا جائے یعنی یہ ممکن ہے کہ ایک انسان نماز وغیرہ بھی پڑھ لیتا ہو روزہ بھی رکھ لیتا ہو وضع قطع بھی مسلمانوں کی سی بنائے رکھتا ہو مگر اس کے باوجود اس کو تعلق مع اللہ نہ ہو اور غفلت اس پر مسلط اور مستولی ہو چنانچہ ان اللہ لا یستجیب الدعاء عن قلب لاہ ارشاد نبوی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قلب غافل میں بھی انسان دعا و عبادت کر سکتا ہے جو قبول نہیں ہوتی اصل یہ ہے کہ جس طرح یاد فعل قلب ہے اسی طرح غفلت بھی محل قلب ہے اس لئے دیکھنا چاہیئے کہ قلب خدا کی یاد سے غافل ہے یا نہیں اگر قلب غافل ہے تو نماز روزہ حج زکوٰۃ سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ غافل قلب کی دعا اور عبادت قبول ہی نہیں ہوتی۔

برادران اسلام آپ سوال کریں گے کہ جب ہم نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ ادا کرتے ہیں تو پھر یاد الٰہی اور ذکر اللہ کی اور کیا تعریف ہے سو قلب کی غفلت کا اندازہ اس طرح کرنا چاہیئے کہ تمام بیداری میں زیادہ وقت قلب کا کس شغل میں گذرتا ہے یعنی ان اوقات کو چھوڑ کر جن میں ہم کسی ضروری دنیاوی کام میں مشغول رہتے ہیں بقیہ اوقات میں ہمارا دل کس شغل میں رہتا ہے اور خود نماز روزہ ادا کرتے وقت کس قسم کے خیالات بھرے ہوتے اور دل و دماغ میں چکر لگاتے رہتے ہیں اگر آپ غور کریں گے تو ماننا پڑے گا کہ بیداری کا تقریباً سارا وقت غیر اللہ اور ماسوی اللہ کے ذکر و فکر اور خیال میں گذرتا ہے اور اللہ کی یاد کبھی بھول کر بھی نہیں آتی بلکہ ظاہری عبادت کے اوقات میں بھی غیر اللہ کے خیالات سے دل و دماغ معمور رہتا ہے بس اسی کا نام غفلت ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ دنیاوی کاموں کے وقت بھی دل ذکر الٰہی میں مصروف ہوتا اور دل بیار و دست بکار کے مصداق زندگی گذرتی مگر یہاں کیفیت اس کے برعکس ہے یعنی وہ وقت جو بالکل خالی گذر رہا ہے اور کسی کام میں ہم مشغول نہیں ہوتے اس وقت بھی سودائے خام سے دل خالی نہیں ہوتا اور یاد الٰہی کے لئے گنجائش نہیں نکلتی یہ غفلت تمام خرابیوں اور جملہ برائیوں کی جڑ ہے کیونکہ یہ تعلق مع اللہ کے راستہ میں مانع اور سنگ گراں ہے اور جملہ محاسن کا منبع تعلق مع اللہ ہے جب تعلق مع اللہ میں کمی واقع ہوئی تو اخلاق فاضلہ اور مکارم و محاسن حسنات کا رشتہ رفتہ رفتہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ دل کی موت ہے اور روح کے لئے برق اجل کا کام دیتی ہے

برادران اسلام غور کیجئے اگر آپ کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو آپ کا سارا وقت اسی کی یاد میں صرف ہوتا ہے اور خواہ آپ کوئی سا کام کرتے ہوں مگر دل آپ کا آپ کے محبوب ہی کے پاس ہوگا جب مخلوق کے ساتھ آپ کا یہ حال ہے تو خالق کے ساتھ اس سے بھی زیادہ ہونا چاہیئے مگر معاملہ اس کے برعکس ہے۔ معاملہ برعکس کیوں ہے اس کی وجہ وہی غفلت ہے اور یہ غفلت ہماری خود پیدا کردہ ہے اور اگر ہم کوشش کریں تو یہ دور ہو سکتی ہے شاید آپ میں سے کوئی اعتراض کرے کہ دل و دماغ جو لغو اور فضول خیالات میں غلطاں و پیچاں رہتا ہے اس کے دور کرنے اور ایسے خیال نہ آنے دینے پر کوئی قادر نہیں ہے اور جس پر قدرت ہی نہ ہو اس سے منع کرنا یا اس کو جرم قرار دینا تکلیف مالا یطاق ہے اور خدا کا صاف فرمان موجود ہے کہ "لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا" یعنی وسعت و اختیار سے باہر انسان کو خدا نے مکلف نہیں بنایا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ہم خود فضول اور لغو خیالات اور باطل توہمات کی چاٹ دل کو لگاتے ہیں اور سودائے خام پکانے میں دل کو مشغول دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خود قلب کو ایسے فضول مشاغل میں ایک قسم کی لذت ملنے لگتی ہے اور دل کے اندر ایسے خیالات کی چاہ پیدا ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ دل اس مشغلہ کا ایسا عادی اور خوگر ہو جاتا ہے کہ بغیر اس مشغلہ کے ایک لحہ بھی بسر نہیں کر سکتا۔ اور گرد و پیش سے تلاش کر کے ایسے خیالات اپنے اندر جمع کر لیتا ہے جو تعلق مع اللہ کے لئے سد سکندری بنجاتے ہیں برادران اسلام اب یہ امر محقق ہو گیا ہے کہ تعلق مع اللہ کے مانع وہ فاسد اور فضول خیالات ہیں جو بلا وجہ ہمارے دل کی غذا بن گئے ہیں اور جنہوں نے ہمارے دل کو غافل کر دیا ہے۔

اس کے بعد ہمیں اس کی اصلاح اور علاج کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور علاج بالضد ہوا کرتا ہے یعنی اگر مرض گرمی سے ہوا ہے تو ٹھنڈی دوائیں استعمال کرائی جاتی ہیں اگر سردی سے ہوا ہے تو گرم دوائیں استعمال کرانی چاہئیں اسی طرح قلبی اور روحانی امراض کا حال ہے چونکہ غفلت تعلق مع اللہ کے لئے مانع ہی ہے اس لئے اس کی ضد یعنی یاد ہی کے ذریعہ اس کا علاج ہو سکتا ہے اور اسی ذریعہ سے اس مرض کی اصلاح ہو سکتی ہے یعنی جس وقت غفلت کے اسباب یعنی فاسد و باطل خیالات ہجوم کر کے آئیں اور دل پر چھاپا ماریں اسی وقت یاد الٰہی کے پاسبان کے ذریعہ ان کے روکنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیئے ابتدا میں بڑی سخت کشمکش ہوگی اور زیادہ تر غلبہ اور ظاہرہ فتح اس جنگ میں فاسد خیالات ہی کو ہوگی لیکن اگر ہم نے ہمت نہ ہاری اور ہر وقت اور ہر موقع اس حربہ کو استعمال کر کے ان کو دل کے اندر گھسنے سے روکنے کی سعی کی تو رفتہ رفتہ ان کا زور ٹوٹ جائے گا اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی کی حملہ آوری میں کمی واقع ہو جائے گی اور اگر مزاحمت کا یہ سلسلہ جاری رہا تو بالآخر یاد الٰہی کو غلبہ حاصل ہو جائے گا اور کمال آسانی کے ساتھ ان کی غفلت دور ہو جائے گی۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جونہی نفس شیطان دل کو اپنی طرف مشغول کرے فوراً تصور کی قوت سے دل کو اس مصیبت سے چھڑا کر تصور ہی کے قلم سے دل کے چاروں طرف

اسم اللہ الصمد بنا چاہیئے اور یہ خیال قائم کرنا چاہیئے کہ دل کے قلعہ پر چاروں طرف توپیں چڑھا دی گئی ہیں اور اب دشمن حملہ نہ کر سکے گا اگر پھر فاسد خیالات حملہ اور ہجوم کر کے آئیں تو پھر اسی طرح عمل کرنا چاہیئے اس عمل کی مداومت غفلت کو دور کرنے میں بہت مدد دے سکتی ہے۔

پھر غفلت کا علاج مقصود ہے اور یہ اسی وقت دور ہو گی جب اس کے اسباب کا قلع قمع کر دیا جائے اور ازالہ غفلت کے بعد لازمی طور پر تعلق مع اللہ قائم ہو جائے گا اور اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہونے کے معنے مقصد حیات میں کامیابی حاصل ہونے کے ہیں مگر جب تک غفلت ہم پر مستولی رہے گی اس وقت تک نہ تو ہمارے ظاہر کا تعلق اللہ سے قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہمارے باطن کا تعلق استوار ہو سکتا ہے اور اصلاح ظاہر سے مقدم باطن کی اصلاح ہے ورنہ "برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر" سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا اصل کی اصلاح سے فرع کی اصلاح خود بخود ہو جاتی ہے جڑ کو پانی دینے سے شاخیں اور پتیاں سب سرسبز و شاداب ہو جاتی ہیں اور بنیاد اگر مستحکم ہو جائے تو در و دیوار بھی مضبوط ہوتے ہیں اسی واسطے خداوند حکیم نے افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون کے تنبیہی ارشاد میں ہماری توجہ ازالہ غفلت کی طرف مبذول فرمائی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غفلت کو ایسا سخت و شدید مرض فرمایا ہے کہ اس کی موجودگی میں تمام اعمال اکارت جاتے ہیں اس لئے اے برادران اسلام ہم سب کا فرض مقدم یہ ہے کہ اس غفلت کے پنجہ سے آزادی حاصل کریں اور اس ہلاکت آفریں اور مقصد حیات سے دور و تباہ کرنے والے مرض سے چھٹکارا پانے کی سعی کریں تاکہ ہماری دنیا اور دین دونوں درست ہوں اور خدا سے ہمارا تعلق قائم ہو جائے جس کے بعد دین کی سرفرازیاں اور دنیا کی سربلندیاں ہماری کنیزیں بن جائیں گی۔

عباد اللہ من اراد الاخرۃ وسعی لہا سعیہا وہو مومن فاولئك كان سعيہم مشكورا اللہم اغفر ذنوبنا واکتم عیوبنا وکن لنا معینا وظہیرا

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد۔ برادران اسلام! درود و سلام بھیجو سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ پر جن کے صدقہ اور طفیل میں ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ خدا نے ہمیں کس غرض و غایت کیلئے پیدا کیا ہے اور اس دنیا میں ہمیں کیسی زندگی بسر کرنی چاہیئے اور جنہوں نے ہمیں اس حقیقت سے آگاہ فرما دیا کہ غافل قلب کی دعا اور عبادت کچھ بھی قبول نہیں ہوتی تاکہ ہم غفلت کو دور کریں اور مقصد حیات کی تکمیل کی سعی کریں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل۔ اصحاب اور صلحائے امت خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی شیر خدا اور دیگر اصحاب عشرہ مبشرہ حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت سعد حضرت سعید حضرت عبدالرحمن اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح پر جو سب حق آگاہ تھے اور جن کے دل غفلت سے پاک اور یاد الٰہی سے منور تھے اور جو مقصد حیات سے پوری طرح واقف تھے اور سارا وقت اسی کے حاصل کرنے میں صرف کرتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسن امام حسین اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا پر جن کے قلوب ظلمت و غفلت سے ناآشنا اور یاد الٰہی کے نور سے روشن تھے اور وہ

سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر جو اپنے دلوں کو غفلت کی کدورت سے پاک رکھتی تھیں اور یاد الٰہی سے معمور۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے محترم چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر جن کے پہلو میں غافل دل نہ تھے بلکہ یاد الٰہی سے آباد تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرات ائمہ اہلبیت امام زین العابدین امام محمد باقر امام جعفر صادق امام موسیٰ کاظم امام علی رضا امام علی التقی امام محمد نقی امام حسن عسکری پر جو غفلت کو کبھی اپنے دلوں کے پاس ہی نہ آنے دیتے تھے اور جن کے دل ذکر الٰہی اور یاد الٰہی سے معمور و منور رہتے تھے اور جو انسانی زندگی کے مقصد یعنی عبادت خداوندی سے آگاہ تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد حنبل پر جو قرآن اور حدیث اور شریعت کے اسرار و احکام کی وضاحت کر گئے ہیں یہ بتلا گئے کہ خدا نے کیوں اور کس غرض سے ہمیں پیدا کیا ہے اور یہ کہ غفلت ایسی بری چیز ہے کہ اس مقصد کے حصول سے انسان باز رہتا ہے جو خود بھی غافل دل کے مالک نہ تھے بلکہ خدا آگاہ قلب پہلو میں رکھتے تھے۔

اور سلام بھیجو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین اجمیری پر جو اسی وجہ سے خدا کا تقرب حاصل کر سکے کہ غفلت کو ایک لمحہ کے لئے اپنے دل میں جگہ نہیں دی اور یاد الٰہی سے ایک لحظہ کے لئے غافل نہیں ہوئے

اور اے اللہ رحمت نازل کر فاتحین ہند خصوصاً محمد بن قاسم سلطان محمود غزنوی سلطان شہاب الدین غوری اور شہنشاہ اورنگ زیب غازی پر جو اللہ کی یاد سے غافل نہ رہتے تھے اور ان کے دل پر غفلت مستولی نہ ہوتی تھی بلکہ معرکہ ہائے جہاد میں بھی دل اور زبان ذکر حق سے غافل نہ رہتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ ہر اک معرکہ کفر و اسلام میں غالب رہتے تھے۔

اور اے اللہ مدد کر حضرت سلطان غازی امیر نادر خاں کی جو تیری یاد سے غافل نہیں رہتے اور تیرے حکم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے ساتھ اپنی عبودیت کا رشتہ جوڑ لیں اور اپنے دلوں سے زنگ غفلت کو دور کر کے تیری عبادت اور تیرے ذکر سے اپنے قلوب کو آراستہ اور منور کر لیں۔

عباد اللہ رحمکم اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واہم واعظم واکبر۔

سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں یہ چار رنگین کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے حال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطور سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں قیمت ۸؍ علاوہ محصولڈاک در کل ۱۲؍
(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

شذرات

افق کشمیر کی خونابہ فشانی

اس وقت کشمیر میں قیامت صغرا قائم ہے اور اس کی ساری فضا مظلومیت کی آہوں اور بیکسوں کی فریادوں سے لبریز نظر آرہی ہے مسلمانوں پر جو قیامت خیز مظالم برپا کئے جا رہے ہیں انھیں سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور جسم میں خون کھولنے لگتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ڈوگرہ درندوں کو آزادی دیدی گئی ہے کہ وہ فرزندان توحید پر جس قدر مظالم چاہیں توڑیں اور جتنا دل چاہے ستائیں مسلمان راجوری میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مجتمع ہوئے ابھی انہوں نے ادائے نماز کے لئے میدان میں صفیں باندھیں تھیں کہ عین حالت نماز میں ڈوگروں نے ان پر گھوڑے دوڑائے اور اس کے بعد بلا قصور و بلا اشتعال ان پر گولیاں چلادیں معلوم ہوا ہے کہ بیشمار مسلمان شہید ہوئے صحیح تعداد تو ہنوز معلوم نہیں ہوئی لیکن اتنا علم ہو سکا ہے کہ سات مسلمانوں کے جنازے کی نماز سرکاری طور پر ادا کی گئی۔ تھانہ سیدی میں بھی دو مسلمان شہید کر دیئے گئے سکھ. چین پور میں آگ لگادی گئی کوٹلی میں مسلمانوں کا ایک محلہ جلاکر خاکستر کر دیا گیا ایک مسجد بھی شعلوں کی لپیٹ میں آگئی۔ کوٹلی میں دوبارہ بھی گولی چلی۔

یہ تو تھی صوبہ جموں کی حالت اب کشمیر کی سنئے بارہ مولا میں جو مسلمان نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے ان پر بھی جامع مسجد کے اندر گولیاں چلائی گئیں ایک طرف تو یہ حشر انگیزیاں ہورہی ہیں اور دوسری طرف شدت و تواتر کے ساتھ یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ راجوری کوٹلی اور میرپور میں مسلمانوں نے بغاوت کر دی وہ ہندوؤں اور سکھوں کے گھر جلا رہے ہیں بارہ گاؤں انہوں نے جلاکر راکھ کے ڈھیر کر دیئے بارہ گوردوارے جلا دیئے پانچ پولیس والوں کو ہلاک کر ڈالا کئی تھانوں کو آگ لگادی اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ انہوں نے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنانا بھی شروع کر رکھا ہے نہ کسی ہندو کی عزت محفوظ ہے اور نہ مال : ہم حیران تھے کہ آلہی یہ کیا ماجرا ہے جو مسلمان صدیوں سے پنجہ استبداد کی گرفت میں تڑپ رہے ہیں اور جنہوں نے نازک سے نازک اوقات میں بھی دامن ضبط و تحمل ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے ان پر یکایک کونسا جنون سوار ہوگیا اور کونسا عفریت ان کے جسموں میں حلول کر گیا ہے کہ وہ یک بیک جامۂ انسانیت کو تار تار کرکے برادرکشی پر اتر آئے حالانکہ ان کی جنگ ہندوؤں اور رعایائے ریاست سے نہیں بلکہ نظام حکومت کے خلاف تھی لیکن ہماری اس حیرت کا دامن اسٹیٹسمین کے نامہ نگار خصوصی نے تار تار کر دیا اس نے صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں لکھا ہے کہ کشمیر کے متعلق جو اطلاعات تواتر و تسلسل کے ساتھ موصول وصول ہو رہی ہے وہ ننانوے فیصدی غلط اور بے بنیاد ہیں بارہ گوردوارہ میں صرف ایک گوردوارہ جلا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ یہ ایک جلنے والے مکان کے قریب ہی واقع تھا پولیس والوں کو جلانے کی خبریں بھی بے بنیاد ہیں حقیقت یہ ہے کہ حکام کشمیر جن میں غالب عنصر خود غرض اور متعصب کیش ہندوؤں کا ہے وہ مسلمانوں کے حقوق طلبی کے داعیہ کو دیکھکر انگاروں پر لوٹ رہے تھے مگر حوادث و واقعات کی بے پناہ رو نے انھیں گلینسی کمیشن کے تقرر پر مجبور کر دیا تھا لیکن وہ درپردہ ان اصلاحی اور امن پسندانہ مساعی کو بے اثر کرنے میں سرگرمی کے ساتھ مصروف تھے ایک طرف انہوں نے ہندوؤں کو اس سے بے تعلق رکھا اور دوسری طرف اپنی ریشہ دوانیوں سے نازک حالات پیدا کرکے آرڈیننس نافذ کرا دیئے

ہم تسلیم کئے لیتے ہیں کہ میرپور اور راجوری میں سول نافرمانی اور عدم ادائے محاصل کی تحریک شروع ہوگئی تھیں لیکن انہوں نے بغاوت کی صورت کیوں اختیار کر لی یہ سمجھ نہیں آتا یا کیا تھا اور ہنگامے پیدا کرانا کون مشکل ہے دس بیس ہندوؤں کو شہ دیدی ان کا مقابلہ ہوا تو فوج پہنچ گئی اور تمام دنیا میں محکمہ نشر و اشاعت نے ڈھنڈورا پیٹ دیا اچھا یہ بھی سہی کشمیر کے صوبہ میں تو کوئی تحریک نہ تھی : ہاں شیخ عبداللہ وغیرہ کی گرفتاریاں کیوں معرض عمل میں آئیں بارہ مولا میں گولیاں کیوں چلیں اور یہاں آرڈیننس کا نفاذ کیوں کیا گیا محض اس لئے کہ گلینسی کمیشن ناکام ہو مسلمانوں کو ان کے حقوق نہ ملنے پائیں ان کی تمام جدوجہد بغاوت کے ہنگاموں میں ڈوب کر رہ جائے اور اس طرح مسلمانوں کے کلی استیصال کا موقع مل جائے لیکن ہم اس برخود غلط اور عواقب ناشناس حکومت کو متنبہ کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر وہ اسی طرح اپنی مشیری کو حرکت میں لاتی رہی تو اسے بہت جلد اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا بلکہ وہ دنیا بھر میں نااہل ہی مشہور ہوکر رسوا ہوگی اور یہ موجودہ اقتدار بھی قائم نہ رہے گا۔

مظلومین کشمیر کے خلاف خوفناک پروپیگنڈا

اندرونی حالات کی تباہی خیزیوں کا تو یہ عالم ہے۔ بیرونی صورت یہ ہے کہ مہاسبھا عفریت بھی پوری طرح خونخواری پر آمادہ ہوگیا ہے ۸ار فروری کو ہندوستان بھر میں یوم کشمیر منایا جارہا ہے ایک ہندو اور سکھ وفد والسرائے سے ملاقات کرنے والا ہے اور اس سبھا کی طرف سے نہ صرف یہ کہ رضاکاروں کے دستے بھیجے جانیکا اہتمام ہو رہا ہے بلکہ مہاراجہ صاحب بہادر کو مزید تشدد پر ابھارا جارہا ہے اور صاف طور پر کہا جارہا ہے کہ یہ سب کچھ مہاراجہ صاحب کے ترحم و نرمی کا ثمرہ ہے اس کی اور اس کے مؤید جرائد و صحافت کی طرف سے کشمیریوں کی بغاوت کا خوفناک پروپیگنڈا کیا جارہا ہے اور تمام مسلمانوں کو پولیس اور فوج سے نکال کر ان کی جگہ ہی راجپوتوں اور ڈوگروں کو بھرتی کرنے کے مشورے شدت کے ساتھ دیئے جا رہے ہیں مقصد وہی ہے کہ کشمیر کے مسلمان سانس نہ لینے پائیں اور ہندو اقتدار وہاں اپنی پوری ستم آرائیوں اور استبداد و تشدد آرائیوں کے ساتھ قائم رہے کشمیر کے فسادات اگر ان کی کچھ اہلیت ہے دنیا میں کوئی نئی چیز نہیں لیکن چونکہ کشمیر اس وقت ہندو کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے اور حقوق طلب کرنے والے مسلمان ہیں اس لئے ان کے مقابلہ میں ہر تشدد اور ہر سختی جائز ہے۔

ہندوستان میں اگر آرڈیننس نافذ ہوتے ہیں تو پورا ہندوستان اس کے خلاف سراپا اضطراب بن جاتا ہے یہاں سول نافرمانی اور عدم ادائے محاصل کی تحریک جاری ہوتی ہے تو بڑے بڑے مدبر اور امن پسند لوگ اسے حق بجانب سمجھتے ہیں بمبئی میں منظم تشدد کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور اس وسیع و عریض ملک میں اگر رضاکاروں کی پولیس سے کہیں مڈبھیڑ ہوجاتی ہے تو اسے خفیہ پولیس والوں کی ریشہ دوانی یا چند کانگریسی ناعاقبت اندیشوں کی وقتی شرارت یا سرکاری اشتعال کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے لارڈ ولنگڈن سول نافرمانی کی تحریک کے مقابلہ کے لئے کمربستہ ہوتے ہیں تو تمام جرائد پیکر احتجاج بنجاتے ہیں۔

جسے دیکھو وہ حکومت کے تشدد کی مذمت کرتا نظر آتا ہے حالانکہ اس شدت سے یہاں

نہ ابھی تشدد ہوا ہے اور نہ گولیاں چلی ہیں ابھی یہاں کسی مقدس جگہ گولیاں چل جائیں اور کسی بہت بڑے پرامن اجتماع پر بلا اشتعال گولیاں چلا دی جائیں تو ایک محشر برپا ہو جاتا لیکن جو کچھ ہندوستان میں متفقہ طور پر ناجائز ہے وہ ارض کشمیر میں بالکل درست اور حق بجانب ہے اس لئے کہ یہاں غیر کی حکومت ہے اور وہاں اپنی اس وقت کشمیر میں جتنی مرتبہ اور جس کثرت سے گولیاں چلیں اور جس طرح اور جن مواقع پر چلیں دنیا کے کسی حصہ پر بھی چلتیں تو ایک حشر برپا ہو گیا ہوتا لیکن خدا معلوم ان مہاسبھائیوں کے سینے میں گوشت اور خون کے دل ہیں یا پتھر کے ٹکڑے کہ کشمیریوں کے مصائب پر ان کے اندر ہمدردی کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا بلکہ پورے زور کے ساتھ مزید تشدد کے مطالبے کئے جا رہے ہیں حوادث روزگار کسی قوم کا خاص حصہ نہیں ممکن ہے کہ آج جو سیاست مسلمانوں پر گذر رہی ہے کل یہی حشر ہندوؤں پر گذرے مظلوموں کی فریادوں پر سنگدلی کا اظہار اور سرد مہری کے مظاہر نے اس تنگ ذہنیت کو بے نقاب کر دیا ہے اور مسلمانوں کے دل خون ہو کر رہ گئے ہیں یاد رکھئے کہ مہاراجہ صاحب کشمیر کے ساتھ جس رنگ میں اظہار ہمدردی و معاونت کیا جا رہا ہے یہ ہمدردی نہیں بلکہ کھلی ہوئی معاندت ہے اس لغاوت کے پروپیگنڈا سے اور حکام و مہاراجہ صاحب کی کمزوری کے اظہار کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مہاراجہ صاحب کی حکومت انگریزوں کی نگاہوں میں نااہل ثابت ہوگی وہاں انگریز حکام بھیج دیئے جائیں گے اور مہاراجہ صاحب بے اختیار زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیئے جائیں گے مسلمانوں سے ہماری استدعا یہ ہے کہ مسلمانان کشمیر کے کلی استیصال کی مساعی پوری شدت کے ساتھ شروع کر دیگئی ہیں پروپیگنڈے اور تشدد کا سیلاب امنڈ رہا ہے ضرورت ہے کہ اس وقت مسلمان پورے اتحاد و اتفاق و ہوشمندی سے کام لیں اور کشمیریوں کی حمایت میں وہ جو کچھ کر سکتے ہیں کریں اور اسی وقت کریں۔

صوبہ سرحد میں تشویشناک صورت حالات

وہ سرحد میں آرڈینینس

وقت آرڈیننسوں کی حکومت ہے اور وہاں اس وقت جس عافیت سوز تشدد اور جبر و ستم کے جن بے پناہ حربوں سے کام لیا گیا ہے اس پر تمام ملک میں اضطراب کی برقی لہریں دوڑ رہی ہیں اور ہر ملک کے ہر طبقہ و خیال کے افراد اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں لیکن خدا معلوم وہاں کے حکام کی عقل و فرزانگی کو کس کی نظر لگ گئی ہے کہ ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا اور وہ وہاں برابر ہنگامہ دار و گیر قائم کئے ہوئے ہیں اس سے زیادہ بے دانشی کا مظاہرہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ حکومت کے بڑے بڑے وفادار اور کمن سال کاسہ لیس تک اس پر چیخ اٹھے ہیں لیکن حکومت اپنے رعب و وقار کی قسم کھا کر تمام مشوروں سے بے نیاز اور نرمی و اصلاح کے ہر طریقہ سے بے نیاز و مستغنی ہو گئی ہے پھر یہ کتنی غیر مدبرانہ اور خرد سوز حکمت عملی ہے کہ ایک طرف تو اس صوبہ کے باشندوں کے لئے اصلاحات کا خاکہ عجلت و سرعت کے ساتھ تیار کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف حکومت کے برق و عتاب کی بجلیاں کوند رہی ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ ایسی مکدر فضا میں کہ پورے صوبے کے اندر مصائب و نوائب کے شعلے بھڑک رہے ہوں اور فضا مکدر ہو رہی ہو اصلاحات کامیاب ہو سکتی ہیں اگر اصلاحات کا عطا اس لئے کیا جا رہا ہے کہ باشندے مطمئن ہو جائیں تو ہمیں بتایا جائے کہ وہ کونسا محیر العقول طریقہ ہے کہ یہ مظلوم و مصیبت زدہ یک بیک اپنے نوائب و تکالیف کو بھول کر حکومت سے تعاون کے لئے تیار ہو جائیں گے آرڈیننس کوئی ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ان کے بل پر کب تک لوگوں کو مرعوب اور مبتلائے اذیت بنایا جاتا رہے گا اور اس تشدد کی تلخ یاد کو بھولنے کے لئے کتنا عرصہ درکار ہوگا ہمیں سب سے زیادہ حیرت اس امر پر ہے کہ حکام سرحد غیظ و غضب میں اپنا توازن دماغی اور عقل بھی کھو بیٹھے ہیں اور انہوں نے وہ حرکتیں شروع کر دی ہیں جو حکومت ہند ہی نہیں بلکہ حکومت برطانیہ کے لئے بھی رسوائی عام کا باعث ثابت ہوں گی۔ اس سے زیادہ اور کیا ہے کہ مولانا شفیع داؤدی جیسے وفادار سرکاری کو بھی اسمبلی میں یہ کہدینا پڑا کہ سرحد میں جو سلوک لوگوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے وہ وحشیانہ سلوک ہے مسلمان آرڈیننسوں اور وقتی اقتضا کی رعایت سے پہلے پہلے خاموش رہے لیکن جب پیہم عافیت سوز اور جگر خراش اطلاعات موصول ہوئیں تو بلا استثنا سب کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور طول و عرض ہند میں یوم سرحد پورے جوش کے ساتھ منایا گیا اگر حکومت نے اپنے اس بے پناہ تشدد کی رو کو جلد نہ روکا اور ذمہ دار حکام کو جنہوں نے ہزارہا فرزندان توحید کو چند دنوں میں جیل کے اندر ٹھونس دیا فوراً تبدیل نہ کیا گیا تو بہت ممکن ہے کہ یہ آگ دور تک پھیل جائے اور حکومت کو اپنے حکام کی بے اعتدالی کی بدولت گوناگون دشواریوں سے واسطہ پڑے۔ آرڈیننس بہر حال ختم ہو گئے کیا اچھا ہو کہ حکومت وقت سے پہلے ان کو واپس لیلے اور مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرے

اصلاحات سرحد کی حقیقت

وزیر اعظم کے اعلان کے مطابق صوبہ سرحد کو

جو اصلاحات دی جا رہی ہیں ان کی حیثیت ایک کھلونے سے زیادہ نہیں یہ اصلاحات مسٹر ہالیگو کی مرتب کردہ اسکیم کے مطابق عطا کی گئی ہیں لیکن یہ اسکیم وہی اسکیم ہے جس کی مذمت وہ پرانی سائمن کمیشن اور حکومت ہند کے علاوہ ہندوستان کے تمام مدبر اور اہل الرائے کر چکے ہیں ایسی اسکیم جس کی مذمت اس درجہ عالمگیر نوعیت کی ہو ظاہر ہے کہ سرحدیوں کے نزدیک کبھی مقبول نہیں ہو سکتی اور نہ ہونی چاہئے سائمن کمیشن کے سامنے جن بزرگوں نے . . . . اس اسکیم کی مذمت میں شہادتیں دیں آخر وہ بھی تو تعاون پسند ہی تھے کچھ کانگریسی نہ تھے ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت وہ جرائد بھی جو حکومت کے ہر عطیہ کو تحفہ آسمانی سمجھ کر آنکھوں پر رکھتے ہیں وہ بھی اس کی مذمت کسی نہ کسی ضمن میں برابر کر رہے ہیں ستم ظریفی یہ ہے کہ جس اسکیم کی بنا پر سرحدی اصلاحات کا خاکہ مرتب کیا جا رہا ہے یہ اصلاحات اس سے بھی کم ہیں اور امپیریل حقوق خصوصی کے علاوہ ان میں "خاص حالات" کی بھی پخ لگی ہوئی ہے جو ان کی ناکامی کی ضامن ہے۔ تفصیلات میں بھی صدہا خامیاں ہیں تمام صوبجات ہند کے آئین خصوصی کے علی الرغم یہاں کی کونسل کا صدر بھی امپیریل اغراض کا ایک آلہ کار خصوصی ہوگا اس لئے کہ وہ کونسل کا منتخب کردہ نہ ہوگا بلکہ اسے حکومت مقرر کرے گی اور کوئی تجویز ملامت اس دلشاہی چٹان کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے گی۔

بظاہر یہ ایک معمولی چیز معلوم ہوتی ہے لیکن اس کے اندر پوری "فرزانہ وار ہوشیاریاں" ہیں بہت سے بہتر قوانین و آئین صرف صدر کی ایک للکار پر رد ہو کر رہ جایا کریں گے گورنر حق استرداد و تصدیق کی بدنامی سے بچ جائیں گے ممبروں کی تعداد مقابلتہً کم تو نہیں اور اہلیت رائے دہندگی بھی قابل اعتراض نظر نہیں آتی لیکن تماشا یہ ہے کہ ۴۰ ممبروں میں انتخابی عنصر صرف ۲۸ ہوگا اور پھر یہ اٹھائیس بھی کچھ عجیب معجون مرکب ہوں گے۔ بیس نشستیں مسلمانوں کو دو زمینداروں کو پانچ ہندوؤں کو اور ایک سکھوں کو دیگئی ہیں اور مسلم اکثریت کو محض اعدادی اکثریت

دی گئی ہے تاکہ ان کا کوئی اقتدار قائم نہ ہوسکے اور حکومت آئینی طور پر ہر ناپسند تحریک کو سترد کرا سکے ۹۵ فیصدی آبادی کو اتنی قلیل اکثریت میں رکھنا ایک مضحکہ خیز امر نہیں تو اور کیا ہے بہرکیف ہمارے نزدیک یہ اصلاحات محض ایک ڈھونگ ہیں اور ہم اس اقدام عمل پر حکومت کو ہرگز مبارکباد نہیں دے سکتے۔

سندھ کی مالی کمیٹی کی رپورٹ

ہم کسی فرقہ وار بنا پر نہیں بلکہ جغرافیائی اور لسانی اصول پر سندھ کے زبردست حامی رہے ہیں اور نہرو رپورٹ ہی میں اس مسلم مطالبہ کی صداقت کو تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ کانگریس بعد کو بھی اسے تسلیم کرچکے ہیں لیکن یہ امر افسوسناک ہے کہ سندھ کی علیحدگی کا معاملہ اصولاً تسلیم ہوکر بھی مالی الجھنوں میں پھنس گیا ہے اور اس کا دوٹوک جواب تو یہی ہوسکتا ہے کہ جب اس وقت صوبہ بمبئی کے گلے میں اس پتھر کا بندھے رہنا قابل اعتراض نہیں تو مرکزی حکومت پر اس کے بار کا پڑ جانا کیوں موجب اعتراض قرار دیا جائے اگر ہندوستان کا یہ ایک ٹکڑا غریب ہے تو بمبئی ہی نے کون تصور کیا ہو کہ وہ دائماً اس کا بار برداشت کرتا رہے سارا ہندوستان مل کر کیوں اس کا متحمل ہو آخر بمبئی ہی کا یہ کوئی جزء لاینفک تو نہیں ہو لیکن اسے مذہبی مانا جائے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب سندھ غریب ہو تو اس کے مصارف بھی غریبانہ نہ رکھے جائیں پاؤں چادر دیکھ کر کیوں نہ پھیلائے جائیں عام طور پر کہا جارہا ہے کہ سندھ اپنے مصارف آپ برداشت نہیں کرسکتا یہ ایک عیارانہ مغالطہ ہے جس میں آجتک بڑے بڑے مدبر پھنسے ہوئے ہیں اور یہ مغالطہ مہاسبھائی عناصر کا دیا ہوا ہے انہوں نے اسے ایک خالص مسلم مطالبہ سمجھا اور اس کی علیحدگی کے سوال کو معرض تاخیر میں ڈالنے کے لئے مختلف عذرات تراشنے لگے حالانکہ علیحدگی کی حمایت میں سب سے پہلی آواز جو بلند ہوئی تھی وہ ہندو آواز تھی۔

عام طور پر جو یہ کہا جارہا ہے اور مالی کمیٹی بھی رپورٹ کرچکی ہے کہ سندھ اپنے مصارف خود برداشت نہیں کرسکتا دیکھنا یہ ہے کہ اس میں صداقت کہانتک ہے ذیل میں ہم ایک نقشہ پیش کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوسکے گا کہ سندھ کے مصارف دوسرے صوبوں کے مصارف سے کہانتک مطابقت رکھتے ہیں۔

نام صوبہ	عام نظم ونسق	عدالت	پولیس	طبابت	تعلیم
بمبئی	۱۱۵۲ روپیہ	۶۲۷ روپیہ	۴۶۸	۳۶۷	۱۰۵۰
صوبجات متوسط	۳۴۷	۳۰۲	۴۲۴	۱۳۷	۳۰۲
مدراس	۵۳۹	۳۰۳	۴۴۲	۲۵۳	۵۱۰
پنجاب	۵۳۱	۴۳۹	۵۳۷	۳۲۷	۷۵۲
صوبہ متحدہ	۲۸۷	۲۳۴	۴۱۴	۱۳۲	۳۷۷
بنگال	۲۴	۳۱۵	۴۱۳	۲۰۷	۳۰۷
آسام	۳۸۱	۱۸۴	۴۱۶	۳۱۶	۳۸۸
بہار	۳۱۳	۱۷۰	۱۴۴	۱۳۲	۲۵۵

یہ مصارف فی کس نہیں فی ہزار ہیں اس نقشہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ صوبہ بمبئی کا نظام ہندوستان کے تمام صوبوں سے گرانبار ہے اور رپورٹ کرنے والے جب رپورٹ کرتے اور سوچتے ہیں تو وہ بمبئی کے نظام مصارف کو سامنے رکھتے ہیں اب اگر بہار عام نظم ونسق ۳۱۳ روپے میں چلا سکتا ہے تو سندھ کو کیسی مصیبت پڑی کہ اسے ۱۱۵۲ ہی روپیہ خرچ کرنے پر مجبور کیا جائے ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ بہار وآسام نہ سہی اگر پنجاب کے نظام کا معیار مصارف بھی اختیار کیا جائے تو سندھ بآسانی اپنے مصارف پورے کرسکتا ہے اسے بمبئی کے گرانبار مصارف کی پیروی کی ہرگز ضرورت نہیں چونکہ مالی کمیٹی نے اپنی سفارشات اور اخذ نتائج کی بنیاد بمبئی کے مصارف کے مطابق رکھی ہے اسلئے اسے خسارہ نظر آیا مسلم زعماء کا فرض ہے کہ وہ ان حقائق پر حکومت کو متوجہ کریں اگر اس پہلو پر نظر ڈالی گئی تو یہ معاملہ بھی سلجھ جائے گا اور ایک بڑی دشواری بھی دور ہوجائیگی۔

ہندوؤں کے دھارمک آئین کی خامیاں

مسٹر ہربلاس شاردا نے اسمبلی میں ہندو بیواؤں کے مصائب دور کرنے کیلئے جو مسودہ قانون پیش کیا ہے اور جس کا منشا یہ ہے کہ ہندو بیوہ کو بھی خاندان کی مشترکہ جائداد سے اس کے خاوند کا حصہ ضرور ملنا چاہیئے اس پر دیگر ہندو جرائد نے جو تبصرے کئے وہ تو کئے ہی ہیں لیکن "ملاپ" کو اس پر بہت ندامت ہوئی اور اس نے لکھا "میں شرمندہ ہوں کہ یہ ہندو گھروں کی شامت گھریلو زندگی کی نہایت سیاہ تصویر ہے جو اسمبلی میں پیش ہورہی ہے اگر ہندو بیواؤں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تو آج اسمبلی میں ان کے دھارمک قانون کی دھجیاں اڑانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی" آگے چل کر مہاشے خرسند نے یہ بھی لکھا ہے کہ مجھے حکومت کے رویہ کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ وہ کس طرح ضروری اور مبنی بر انصاف بل کی حمایت کرنے سے کترا رہی ہے" ذرا یہ منطق تو ملاحظہ فرمائیے کہ خود ہی اُسے "مسودہ قانون کو ہندوؤں کے دھارمک قانون کی دھجیاں اڑانے" سے موسوم کیا جارہا ہے اور خود ہی اس بات کے لئے عتاب نازل ہورہا ہے کہ وہ ہندوؤں کے "دھارمک قانون" کی دھجیاں اڑانے سے کیوں کترا رہی ہے۔

ہندو آئے دن اپنے مذہبی قانون کی خامیاں محسوس کرتے اور قدم قدم پر مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں بیواؤں کے عقد ثانی طلاق کی اجازت، سمندری سفر، بیواؤں کے حقوق کی تسلیم کے قانون برابر منظور کرائے جاتے ہیں اور اپنے دھرم کے قانون کی دھجیاں اڑائی اور اڑوائی جاتی ہیں پھر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ اسلام اور فقط اسلام ہی فطری مذہب ہے جس کے آئین دوام ہر دور اور ہر زمانہ میں بنی نوع انسان کی ہر ضرورت کے ضامن رہے اور غیر اقوام بھی باوجود مذہبی اختلافات کے انھیں اسلام سے اخذ کرنے پر مجبور ہیں اگر ہم لکھ دیتے کہ ہندوؤں کی گھریلو زندگی کی تصویر نہایت سیاہ ہے اور ان کے دھارمک قانون کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑا کر رکھ دینے کے قابل ہیں یا خود حکومت کی طرف سے کوئی ایسا اقدام ہوتا تو پوری ہندو دنیا ایک محشر احتجاج بن جاتی لیکن آج خود اپنی زبان سے اپنے دھرم کی خامیوں کا اقرار ہورہا ہے اور نہ صرف اقرار ہورہا ہے بلکہ حکومت تک کو پرزور طریقہ دعوت دی جارہی ہے کہ ہمارے مذہبی قوانین میں مداخلت کرو اور اس کی دھجیاں اڑا کر پھینکدو افسوس کہ مسلمانوں نے تبلیغی جدوجہد ترک کردی اگر وہ اس کے لئے مصروف عمل رہتے تو آج عیسائیت یہودیت اور ہندویت سب اسلام کے سامنے اپنا سر جھکا دیتیں۔

وفد سرحد کا پول

مسلم کانگریسیوں کو تعصب کیش مہاسبھائیوں کا آلہ کار بنکر ان کی ضمانت کا انکشاف

پوری ڈھٹائی کے ساتھ کر دیا جاتا ہے لیکن یہ کیا ہے کہ نام نہاد اور مزعومہ زعماء جو مسلم ہمدردی و دلسوزی کے عنوم وانکار میں اپنے دعاوی کے مطابق انگاروں کے بستر پر لوٹتے ہیں اور بہی خواہی ملت میں رات کی نیند اور دن کا آرام حرام کئے ہونے کے مدعی ہیں وہاں بھی جہاں خالص اسلامی مسائل اور اسلامی معاملات کا تعلق ہے اول درجہ کے غرضمند اور پرستار شہرت ثابت ہوتے ہیں ہم نے ابتدا ہی میں ظاہر کیا تھا کہ دہلی سے مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کی اجازت کے سایہ میں جو نام نہاد وفد "آزاد تحقیقات" کے لئے آزادی کے ادعار کے ساتھ سرحد جا رہا ہے اسکی حیثیت ایک سرکاری وفد سے زیادہ نہیں ہے اور ارکان وفد کے قلوب میں مسلم بھائیوں کے درد کی کوئی تڑپ نہیں بلکہ وفاداری سرکار کا داعیہ اور سیر و سیاحت کا رنگین جذبہ بخود بنا کمان لوگوں کو سرحد لیجا رہا ہے ملت اسلامیہ کے بلند بانگ ہمدرد الامان نے بڑے بڑے دعاوی کئے طویل و عریض اعلانات کئے گئے کہ آزاد رو ارکان کی "آزاد رپورٹ" مرتب ہو رہی ہے بلاشبہ یہ رپورٹ مرتب ہو کر پیش ہوئی لیکن سرحد کے غیر نمایندوں نے بھرے اجلاس میں اس کی شدت کے ساتھ مخالفت کی جس پر یہ مسترد ہوگئی۔ مولانا شفیع داؤدی کی مستمند انہ نگاہوں کی استدعا اور مولانا مظہر الدین کی ملتجی نظروں کے التماس پر کارروائی سے رپورٹ کا لفظ اڑا دیا گیا اور صرف بیانات رہ گئے چونکہ اس رپورٹ کے واقعات اس درجہ مبتذل اور اس قدر گرے درجہ کے تھے کہ کوئی سرکاری بیان بھی آنا بکطرفہ نہیں ہو سکتا اس لئے اس نحوست بار رپورٹ کا ذکر بھی مجلس عاملہ نے اپنی کارروائی میں نہ رکھا اب سوال یہ ہے کہ اگر دفد چیف کمشنر صاحب کا دعوکردہ نہیں تھا اور آزاد تھا تو اس کی اشاعت سے کیوں گریز کیا گیا اور اب تک اس کے حواشی و متن پردہ خفا میں کیوں روپوش ہیں خدائے قدوس فرزندان توحید کے ایسے ہمدردان ملت کے گوشہ چشم التفات کی صید افگنیوں سے محفوظ و مامون رکھے جو اپنے بھائیوں کو تباہ کرنے کے درپے ہیں اور جن کے پیش نظر مفاد ملت نہیں، مفاد ذاتی ہے ان بزرگوں نے آزاد تحقیقات کا فریب دیکر مسلمانوں کے جذبات سے شرمناک کھیل کیا اور یہ بھی نہ سوچا کہ بھائیوں کے خون سے تو ہمیں اپنی شہرت کا قصر تعمیر نہیں کرنا چاہیئے یہ ہیں ملت بیضائے اسلامیہ کے سردار اور آزادگان اسلام کے رہنما اگر دوستی و مودت اسی کا نام ہے تو خدا جانے معاندت اور اسلام دشمنی کسے کہتے ہیں۔

لکھنؤ کا ملی اجتماع

سلیم پور ہاؤس لکھنؤ میں گذشتہ دنوں مسلمانوں کا جو اجتماع ہوا وہ بلاشبہ مسلمانوں کا سب سے زیادہ نمایندہ اجتماع تھا جس میں ہر طبقہ خیال کے کانگریسی اور غیر کانگریسی مسلمان شریک تھے جہاں مولانا ابوالکلام آزاد مولانا ظفر علی خاں، چودھری خلیق الزماں مولانا قطب الدین عبدالوالی حضرت مفتی کفایت اللہ مولانا حسرت موہانی نواب اسمٰعیل خاں مولوی شاہ مسعود الحسن راجہ صاحب سلیم پور جیسے ارباب ملت مجتمع ہوں کوئی سلیم العقل اور صحیح الدماغ انسان بہ ثبات عقل و ہوش اسے غیر نمایندہ یا کانگریسی خیال کے مسلمانوں کا اجتماع نہیں کہہ سکتا۔ بلاشبہ جناب نون اور حضرت مولانا مظہر الدین نے اس اجلاس کی اہمیت کے استخفاف پر حد سے زیادہ زور لگایا لیکن چند دیوانگان ملت کے متحدہ طور پر چاند کی طرف دھول اچھالنے سے چاند کا چہرہ مکدر نہیں ہو سکتا اس اجلاس میں ایک کمیٹی مسلمانوں کے مختلف الخیال عناصر کو ایک مرکز پر لانے کے ذرائع و تدابیر سوچنے کے لئے مرتب ہوگئی ہے اس کے علاوہ اس میں سرحدی مسلمانوں کے ارتفاع مصائب کے لئے جو تدابیر سوچی گئیں اور سوانح سرحد پر مسلم غم و اضطراب کا جو اظہار کیا گیا وہ مسلم جذبات کی ترجمانی کا صحیح مظاہرہ تھا وقت کی سب سے اہم ضرورت یہی ہے کہ اس وقت ملت اسلامیہ کے مختلف عناصر ایک مرکز پر آجائیں اور ان میں اتحاد و اشتراک عمل کی حقیقی روح پیدا ہو جائے سب سے بڑی مصیبت تو یہی ہے کہ برادران وطن کی طرح مختلف خیال کے مسلم زعماء مل کر باہم تبادلہ خیالات نہیں کرتے اور ان کا اختلاف عناد کی صورت اختیار کر جاتا ہے یہی وہ چیز ہے جو جسم ملت کے لئے گھن بنی ہوئی ہے اگر مسلمان نیک دلی اور نیک نیتی کے ساتھ باہم تبادلہ خیالات کریں تو اختلافات کے سنگ راہ کا درمیان سے اٹھ جانا کوئی مستبعد نہیں۔

سول نافرمانی کی جنگ

راعی و رعایا کی جنگ اس وقت پورے زور پر ہے اور اب تک کسی سمت بھی کوئی کمزوری و ضعف کے آثار نمایاں نظر نہیں آتے کانگریسیوں نے زندان بھرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور حکومت اس تحریک کو کچل کر رکھدینے کا فیصلہ کئے ہوئے معلوم ہوتی ہے۔ آرڈیننس پر آرڈی ننس نافذ ہو رہا ہے اور سختیوں پر سختیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں انتہا یہ ہے کہ اس مختصر وقفہ مدت ہی میں باسٹھ ہزار افراد قوم جیلوں کو آباد کر چکے ہیں۔ مختلف اکابر ملک نے مصالحت کی مساعی بھی کیں لیکن ان کا کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوا۔ حکومت کا پارہ عتاب برابر چڑھتا ہی چلا جاتا ہے ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے جو تقریر ارشاد فرمائی اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اس وقت تک کوئی گفتگوئے مصالحت شروع کرنے پر آمادہ نہیں جب تک کانگریس اپنی ہزیمت کے اعتراف پر تحریک سول نافرمانی کے بند کرنے کا اعلان نہ کر دیں اسی طرح سر سیموئیل ہورنے بھی اپنی آشبار تقریر میں کانگریسیوں کو للکارا ہے بلکہ آپ تو فرط جوش میں بعض ایسے الفاظ بھی کہہ گئے ہیں جن پر "لک برجراحت" کا مقولہ صادق آتا ہے آپنے غیر مشتبہ الفاظ میں فرمایا کہ:-

"کتے بھونکتے ہی رہتے ہیں اور کارواں گذر جاتا ہے"

جس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ کانگریس یا بالفاظ دیگر اہل ملک کے ہیں یہ کتنے ہی چلائیں، حکومت ذرہ برابر پرواہ نہیں کرے گی اور تحریک کو کچلنے کی مہم برابر جاری رکھے گی۔ بلاشبہ یہ الفاظ سر سیموئیل ہور یا آپ کی قوم کے لئے ہرگز قابل فخر نہیں ہو سکتے اور دنیا کی ایک بہت بڑی قوم کے لئے جو اتفاق سے اس وقت ان کی محکوم و اسیر ہی کیوں نہیں ایسے رکیک الفاظ کا استعمال بہت قابل اعتراض ہے۔ ان دونوں ذمہ دار افسروں نے ساتھ ہی میں یہ بھی یقین دلایا ہے کہ ہم آئین دستور کی ترتیب میں بھی مصروف ہیں لیکن ظاہر ہے کہ اس زمانہ دارو گیر میں آئین سازی کے لئے کتنی ہی مخلصانہ مساعی کیوں نہ کی جائیں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتیں سختی مرض کا علاج ہرگز نہیں اور نہ اس طرح یہ تحریک دبے گی اور دب بھی گئی تو یہ محض عارضی سکون ہوگا گذشتہ ماہ میں اسمبلی کے انتہا پسندوں نے نہیں اعتدال پسندوں نے حکومت کی تشدد دانہ پالیسی کی مذمت میں جو تقریریں کیں ان سے حکومت کو متنبہ ہونا چاہیئے تھا ہمارے نزدیک مناسب یہی ہے کہ حکومت اس تشدد کی بے پناہ رو کو روکے اور آئندہ دستور کی کامیابی کے لئے وہ کانگریسیوں سے گفت و شنید مصالحت شروع کر دے کہ وقت و عقل کا اقتضا یہی ہے۔

ذخیرۂ طلا کی برآمد

عالمگیر کساد بازاری نے اس وقت دنیا کے توازن مالی کو درہم برہم کر دیا ہے اور ہر ملک اپنی جگہ پریشان و سراسیمہ ہے محاربۂ عظیم میں برطانیہ کروڑوں روپیہ امریکہ سے قرض لیکر اتحادیوں کو فراخدلی سے تقسیم کیا اس کی مالی حالت گرتے دیکھکر لوگوں نے بھی بنکوں سے روپیہ نکلوانا شروع کیا۔ حکومت نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ ذخیرہ طلاء کی نکاسی کو روکا لیکن اب ایک اور مصیبت پیش آئی کہ امریکہ کی طرف سے شدت کے ساتھ اپنے قرض کا مطالبہ پیش ہوا اور حکومت نے اپنی ساکھ کے قیام کے لئے اسے فوراً ادا کرنے کا تہیہ کر لیا سونے کی کمی اور اس پر پابندی نے اس کی قیمت بڑھادی اور حکومت نے اس صورت حالات سے فائدہ اٹھاکر ہندوستان کے ذخیرہ طلاء پر دستبرد شروع کر دی سونے کے تاجروں کو پانچ روپے فی تولہ نفع کا سبز باغ دکھایا گیا ان کی آنکھوں میں سرسوں پھول گئی اور انہوں نے اس گرانقدر نفع کی امید میں نہ صرف اپنے ذخائر فروخت کرنے شروع کر دیئے بلکہ اپنے ایجنٹ چھوڑ کر گردونواح سے بھی سونے کی خریداری شروع کر دی اور تین ماہ کے اندر ۲۸ کروڑ کا سونا فروخت کر کے اس کے عوض میں کاغذ لے لیا ولایت کا انگریزی جریدہ ڈیلی ٹیلیگراف لکھتا ہے کہ ہندوستان سے اتنی مقدار میں سونا فروخت کیا جارہا ہے جتنا دنیا بھر کی کانوں سے سال بھر میں نکلتا ہے سونے کی سالانہ پیداوار دو کروڑ اونس ہے اسی سونے کو خرید کر برطانیہ اپنا قرضہ ادا کر رہا ہے افسوس کہ ملک دیوالیہ ہو رہا ہے اور اب سونے کے بجائے ملک میں نوٹ رہ گئے ہیں اب ملک کو کچھ کچھ ہوش آیا ہے لیکن اسے مشتے بعد از جنگ کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

شہریار دکن کا ورود مسعود

اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ پورے تزک و احتشام

کے ساتھ دہلی تشریف لے آئے اور قصر شاہی میں فروکش ہوئے۔ یمین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر صدر اعظم نواب عثمان یار الدولہ بہادر کمانڈر انچیف نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام سیاسیات نواب سر امین جنگ بہادر چیف سکرٹری اور نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام مالیات وغیرہ امرائے دکن شہزادہ اعظم جاہ بہادر ولیعہد شاہزادہ معظم جاہ بہادر شہزادی شہوار شہزادی نیلوفر اور عساکر آصفجاہی کا ایک دستہ بھی ساتھ آیا ہے جس وقت آپ کا اسپیشل نئی دہلی کے اسٹیشن پر آیا ہے قلعہ سے ۲۳ توپوں کی سلامی دیگئی اعلیٰ حکام کی طرف سے پرجوش استقبال کیا گیا سڑک کے دورویہ مشتاقان زیارت کا بڑا ہجوم تھا آپ کی تشریف آوری سے قصر شاہی اور اس کے اطراف میں بڑی رونق اور چہل پہل شروع ہوگئی ہے اس کے چاروں طرف عساکر آصفجاہی کے سپاہی مسلح کھڑے رہتے ہیں جن کی وردیاں اور دکھنی چہرے خواص و عوام کے دلوں کو کھینچتے رہتے ہیں انگریزی پولیس کا بھی کافی انتظام ہے معلوم ہوا ہے کہ لارڈ ولنگڈن سے آپ کی ملاقات بہت دوستانہ رہی اور قدیم مراسم محبت کی تجدید ہوئی۔

مسلمانوں میں آپ کی تشریف آوری پر عقیدت و محبت کے جذبات شدت کے ساتھ پیدا ہو رہے ہیں اور قصر شاہی کے گرد ایک ہجوم لگا رہتا ہے یہ دہلی کی خوش قسمتی ہے کہ اس وقت یہاں فرمانروائے دکن کے علاوہ وہ تمام محتشم امیر اور ترکی شہزادیاں بھی فروکش ہیں جن کی شادیاں حال ہی میں شاہزادگان نظام کے ساتھ ہوئی ہیں ان میں سے شہزادہ اعظم جاہ بہادر کی رفیقۂ حیات شاہزادی درشہوار علم و فضل صورت و سیرت اور نیکی میں بڑا شہرہ رکھتی ہیں آپ ۲۲ زبانوں کی ماہر ہیں

اور قرآن کریم کے سانچے میں ڈھلی ہیں ہم دست بدعا ہیں کہ خدائے قدوس ان نہال اور محترم ہستیوں کو عمر نوح عطا فرمائے اور یہ اپنے مقاصد میں کامیاب و فائز المرام ہوں۔

سر شاہ محمد سلیمان چیف جج مقرر ہوئے

یہ خبر طول و عرض ہند میں انتہائی مسرت و ابتہاج کے ساتھ سنی گئی کہ ملک معظم نے آنریبل سر شاہ محمد سلیمان جیسی عدل گستر روشنخیال اور بیدار مغز ہستی کو الہ آباد ہائیکورٹ کا مستقل چیف جج مقرر فرمایا یہ انتخاب واقعی بہت بہتر اور مناسب ہوا آپ سے زیادہ اس عہدہ کا اس صوبہ میں اور کوئی اہل نہ تھا اس لئے آپ کے تبحر علمی و انصاف پسندی اور رواداری و مسلمہ قانون دانی کا ہر کہہ و مہ کو اعتراف تھا آپ کے ذہن و ذکا اور قابلیت و دانشمندی کا شہرہ آپ کی طالب علمی نا انصاف پسندی اور رواداری و مسلمہ قانون دانی کا ہر کہہ و مہ کو اعتراف تھا آپ کے ذہن و ذکا اور قابلیت دانشمندی کا شہرہ آپ کی طالبعلمی ہی کے زمانہ سے ہو چکا تھا انٹرنس میں آپ چوتھے نمبر پر پاس ہوئے۔ ایف اے کے امتحان میں دوئم نمبر رہے اور بی اے کے امتحان میں ساری یونیورسٹی میں اول نمبر رہے اس کے بعد ولایت سے بیرسٹری پاس کر کے الہ آباد میں وکالت شروع کر دی چونکہ قدرت نے آپ کو ایک نکتہ رس اور دقیقہ شناس دماغ عطا فرمایا تھا اور پوری محنت و سرگرمی سے کام کرتے تھے اس لئے آپ کو بہت جلد عظیم شہرت نصیب ہوگئی اور دس برس کی مدت منقضی ہونے کے بعد ہی آپ کو ہائیکورٹ کی ججی میسر ہوگئی چیف جج صاحب کے رخصت پر جانے کے زمانہ میں آپ تین مرتبہ عارضی طور پر چیف جج بھی رہ چکے تھے یہ آپ کی لیاقت و کارفرمائی ہی کا شاندار مظاہرہ ہے کہ آپ اس عمر میں چیف ججی کے اعلےٰ عہدہ سے پرفائز ہوگئے۔

ملک کی کسی ہائیکورٹ میں آپ کی عمر کا کوئی چیف جج موجود نہیں آپ گوناگوں محاسن و خصائص کے بزرگ ہیں آپ کے عادلانہ و فاضلانہ فیصلوں نے صوبہ متحدہ کے ہندو و مسلمانوں دونوں کے قلوب میں آپ کی عزت و احترام کے گہرے نقوش قائم کر دیئے ہیں اور سرکاری و غیر سرکاری حلقوں میں آپ کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے آپ کے دل میں ملت کا بھی درد ہے اور مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی دور کرنے کے لئے آپ نے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں علیگڑھ یونیورسٹی کو بھی آپ کی ذات سے بجد فائدہ پہنچ رہا ہے۔ علاوہ ازیں آپ بیحد منکسر المزاج خلیق نیک سیرت۔ متواضع اور صاحب ذوق انسان ہیں۔ ذوق کی ساحری پر آپ نے ایک جامع اور مفید کتاب تصنیف کی ہے۔ انگریزی، عربی۔ اور فارسی تینوں زبانوں پر درجہ تبحر رکھتے ہیں ان حسنات و صفات کے بزرگ کے تقرر سے مسلمانوں کو جو مسرت ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے ہم سر موصوف کو اس تقرر پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتے ہیں

حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا ہوا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کر کے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا کتاب کو پڑھنے سے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی کے وہ سین آپ کی آنکھوں میں آجائینگے جن سے آپ کا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد ہو چکا ہے فی الفور گرم ہو جائے گا شروع میں سلطان کا فوٹو بھی دیا گیا ہے قیمت صرف ۱۲ر محصولڈاک ۳ر کل ۱۵ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

سجدۂ تلاوت

اور قرآن مجید کی پوری سورت پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور سامعین اگر کسی کام میں مشغول نہ ہوں اور سجدۂ تلاوت کے لئے آمادہ ہوں تو سجدے کی آیت کو بلند آواز سے پڑھنا بہتر ہے ورنہ آہستہ پڑھنا مناسب ہے۔" اور اگر کسی جگہ سجدہ کی آیت پڑھی گئی اور کوئی شخص کام میں مشغول ہو اس مشغولیت کی وجہ سے اس نے نہیں سنی تو امام اعظم کا قول یہ ہے کہ اس پر سجدہ واجب نہیں اور بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ اس نے آواز نہ سنی ہو مگر اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو گیا۔

مسافر کی نماز

حق سبحانہ وتعالےٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس کا کچھ گناہ نہیں کہ نماز میں قصر کرو اگرچہ یہ خوف ہو کہ کافر تمھیں فتنہ میں ڈالیں گے۔" اس آیت سے سفر کی حالت میں قصر کی اجازت ثابت ہے۔

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ جس زمانہ میں آیہ کریمہ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوۃِ نازل ہوئی تھی وہ ایک ہولناک وقت تھا ہر طرف ظلمت وتاریکی کی گھٹا چھا رہی تھی مخالفت کے شرارے بلند تھے بت پرستی کو ایک عظیم الشان سعادت خیال کیا جاتا تھا پتھر کے ٹکڑوں کی نسبت لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ ان میں غیر معمولی طاقتیں ہیں خدا کے کارخانے میں ان کو کچھ خاص اختیارات حاصل ہوتے ہیں اور جزا و سزا میں ان کو دخل ہوتا ہے اور قسمتوں کے فیصلے ان کی رائے اور مرضی سے بدلتے ہیں اور نفع وضرر پر ان کا اقتدار ہوتا ہے اور خیر وشر کے وہ مالک ہوتے ہیں اور کائنات کی تمام قوتیں ان کے تابع ہیں ان خیالات کی بنا پر وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے لیکن حضور سرور عالم نے جلوہ افروز ہو کر ان عقائد فاسدہ میں سے ایک ایک کی تردید کر دی اور صاف طور پر اعلان کیا کہ بتوں کا خدائی طاقتوں اور خدائی کاموں میں ذرہ برابر کوئی اختیار نہیں ہے اس اعلان کو سن کر اہل کفر ناراض ہو گئے اور انہوں نے مخالفت کا طوفان برپا کیا غرض وہ نہایت ہی ہولناک وقت تھا اور اس زمانہ میں اطمینان کے ساتھ نماز پڑھنا اگر محال نہیں تو دشوار ضرور تھا لیکن اب وہ حال نہیں ہے اور اب اطمینان وسکون ہے کیا اب بھی قصر کی ضرورت ہے کیا اس تقریر کو سنکر حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ اے نعمان تمہاری طرح مجھے بھی ایک دفعہ شک ہوا تھا اور میں نے اپنا یہ شک حضور سرور عالم پر ظاہر کیا تو حضور نے فرمایا کہ سفر کی حالت میں قصر کی اجازت حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک مہربانی اور آسانی اور رعایت ہے بس تمہیں چاہئے کہ اس مہربانی کا شکریہ ادا کرو اور اس رعایت سے فائدہ حاصل کرو، جب تم سفر میں جاؤ تو قصر نماز پڑھو۔

اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اکثر سفر و حضر میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچوں وقت کی نمازیں پڑھی ہیں مجھے خوب یاد ہے کہ جب حضور اقدس سفر میں جاتے تھے اور سفر تین منزل کا ہوتا تھا تو قصر پڑھا کرتے تھے یعنی ظہر اور عصر اور عشا کی نماز میں بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھتے تھے اور فجر و مغرب کی نماز پوری پڑھتے تھے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ جب آیت قصر نازل ہوئی تھی تو وہ خطرناک وقت تھا اس وقت مسلمان پریشان تھے کافروں کا غلبہ تھا ہر طرف آتش فساد کے شرارے بلند تھے ہم ایک وقت کی نماز بھی اطمینان سے نہیں پڑھ سکتے تھے اسی وجہ سے شاید ہمارے پروردگار نے ہم پر رحم کیا اور سفر کی حالت میں ہمیں قصر کی اجازت مرحمت فرمائی لیکن اب وہ حال نہیں ہے آج خدا کی مہربانی سے امن و امان ہے کافر درماندہ اور پریشان ہیں اور اسلام غالب ہو گیا آج بھی ہم سفر میں قصر پڑھ سکتے ہیں اس کے جواب میں حضور نے فرمایا یہ قصر کی اجازت تمہارے رب کی طرف سے ایک رعایت اور احسان ہے تم اس کا شکر ادا کرو اور فائدہ حاصل کرو اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک ایسا زمانہ بھی دیکھا ہے جب خدا کی زمین پر فتنہ وفساد کا طوفان برپا تھا اخلاقی اور تمدنی نظامات درہم برہم ہو گئے تھے بے حیائی اور بے انصافی کا زور تھا نسل انسانی حق پرستی سے محروم ہو گئی تھی ظالموں کی تلواریں خدا پرستوں کو مٹانے کے لئے وقف تھیں عرب کے رہنے والے عدل وانصاف اور رحم وکرم سے ناآشنا تھے قتل وخونریزی ان کا دلچسپ مشغلہ تھا ہمارے جاہل بھائیوں نے خدا پرستی کو فراموش کر دیا تھا اور وہ پتھر کے ٹکڑوں کو پوج رہے تھے اس نازک وقت میں خدا کا نام لینا اور خدا کی عبادت کرنا ایک جرم سمجھا جاتا تھا ہم نماز پڑھتے تھے لیکن کافروں سے چھپ کر ان حالات میں ہمارے رب نے ہمارے لئے آسانیاں پیدا کیں اور ہمیں یہ حکم ملا کہ جب تم سفر اختیار کرو تو قصر پڑھ سکتے ہو ہمارا یہ خیال تھا کہ جب امن و امان قائم ہو جائے گا تو یہ حکم منسوخ ہو جائے گا لیکن ہمارے رب نے یہ رعایت قائم رکھی اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضور سرور عالم کی زبانی حضر میں ہم پر چار رکعتیں فرض کیں اور سفر میں دو اور ایک روایت میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سفر کی حالت میں ہمارے لئے دو رکعتیں مقرر کیں اور ان میں اجر وثواب کامل ہے یعنی بظاہر یہ دو رکعتیں کم معلوم ہوتی ہیں مگر ثواب میں یہ چار رکعتوں کی برابر ہیں اور یہ امت محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کے ساتھ رعایتیں کیں اور اس کے قلیل اعمال کو کثیر کا درجہ مرحمت فرمایا۔

—— (+) ——

مسافر کون ہے؟

شرعی نقطۂ نظر سے مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے بستی سے باہر جائے اور دن سے مراد سال کا سب سے چھوٹا دن ہے اور تین دن کی راہ سے یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی شخص صبح سے شام تک چلے بلکہ اس میں کھانے پینے اور نماز پڑھنے اور دیگر ضروریات کا وقت شامل ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسافر وہ ہے جو صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلتا رہا پھر کسی جگہ مقیم ہوا پھر دوسرے اور تیسرے دن اسی طرح سفر کرتا رہا ایسا شخص شرعی حیثیت سے مسافر ہے۔

اور شرعی مسائل کے نفاذ میں کوس کا اعتبار نہیں اس لئے کہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں بڑے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور اگر بری میل کے حساب سے اس کی مقدار ۴۸ میل ہے۔ اگر کوئی شخص تین دن کے راستے کو کسی تیز سواری پر دو دن میں یا اس سے بھی کم وقت میں طے کرے تو وہ مسافر ہی ہے۔ اور محض سفر کا ارادہ کرنے سے کوئی شخص مسافر نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ مسافر اس وقت ہے جبکہ وہ شہر سے باہر ہو جائے اور شہر سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ آبادی .... سے دور نکل جائے اگر ریلوے اسٹیشن آبادی سے دور ہے تو وہاں پہنچنے کے بعد وہ شخص مسافر ہو جائے گا اور اگر نماز کا وقت ہے تو قصر پڑھے گا۔ اور سفر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جہاں سے روانہ ہوا ہے وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص دو دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا اور وہاں پہنچنے کے بعد اس نے پھر دوسری جگہ کا ارادہ کیا اور جہاں کا ارادہ کیا ہے وہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے تو وہ مسافر نہیں سمجھا جائے گا اگرچہ وہ ساری دنیا کے سفر سے فارغ ہو جائے۔

مسافر کیلئے قصر ضروری ہے

شروع میں جو حدیثیں بیان کی گئی ہیں ان سے یہ ثابت ہے کہ سفر کی حالت میں قصر کی اجازت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ایک احسان ہے پس ہر شخص کے لئے احسان شناسی ضروری ہے اور اسی لئے فقہائے کرام نے کہا ہے کہ تین منزل کا سفر اختیار کرنے والے پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض دو پڑھے مسافر کے لئے ان دو رکعتوں کا ثواب چار رکعتوں کی برابر ہے اور اگر تین منزل کا سفر اختیار کرنے کے بعد کسی نے قصداً چار رکعتیں پڑھیں اور دو رکعت کے بعد قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر وہ گنہگار ہوا کیونکہ اس نے ایک احسان کو ٹھکرایا اور واجب کو ترک کیا لہذا اسے توبہ کرنی چاہیے اور اگر سفر کی حالت میں اسے قصر کا خیال نہیں رہا اور چار رکعتیں پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

اور اگر غیر مسلم تین دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا اور دو دن کے بعد مسلمان ہو گیا تو اس کے لئے قصر کی اجازت ہے اور سنتوں میں قصر کی اجازت نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں اور اگر راستے میں کوئی خوف ہو یا بے اطمینانی ہو تو معاف ہیں۔

اور سفر کرنے والا اس وقت تک مسافر ہے جب تک وہ اپنی بستی میں نہ پہنچ جائے یا آبادی میں پورے پندرہ دن تک ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یہ حکم اس وقت ہے جبکہ تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پر پہنچنے سے پیشتر واپسی کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہیں رہا اور اقامت کی نیت صحیح ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں سفر کرنے والا چلنا ترک کرے اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں ہو سکتا اور جس جگہ قیام کا ارادہ ہو وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو اگر جنگل میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں سمجھا جائے گا اور پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو اگر اس سے کم ٹھہرنے کی نیت کی تو مقیم نہیں سمجھا جائے گا اور یہ بھی لازمی ہے کہ یہ نیت ایک ہی مقام پر ٹھہرنے کی ہو اگر دو شہروں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا مثلاً ایک شہر میں دس دن اور دوسرے شہر میں پانچ دن تو اس صورت میں مقیم نہیں سمجھا جائے گا اور جو لوگ کہ عام طور پر جنگل میں خیمے نصب کر کے رہتے ہیں وہ اگر کسی جنگل میں پندرہ دن کی نیت سے ٹھہریں تو مقیم سمجھے جائیں گے اور اگر کسی شخص نے اقامت کی نیت کی مگر اس کی حالت سے ظاہر ہے کہ وہ پندرہ دن قیام نہیں کر سکتا تو اس کی نیت صحیح نہیں مثلاً ایک شخص حج کے ارادہ سے شروع ذوالحجہ میں مکہ معظمہ پہنچا اور وہاں پہنچ کر اس نے پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو یہ نیت بیکار ہے اس لئے کہ جب وہ حج کے ارادہ سے گیا ہے تو عرفات اور منیٰ میں جانا ضروری ہے پھر دو ہفتہ تک کیونکر مکہ معظمہ میں کس طرح ٹھہر سکتا ہے۔ اسی لئے فقہا کہتے ہیں کہ جو شخص حج کے ارادہ سے شروع ذوالحجہ میں مکہ معظمہ جائے وہ قیام کا ارادہ نہ کرے بلکہ عرفات اور منیٰ کے سفر سے فارغ ہو کر ارادہ کرے تاکہ وہ مقیم سمجھا جائے۔

اور اگر کوئی شخص کسی مقام پر گیا اور وہاں پندرہ دن قیام کرنے کا ارادہ نہیں لیکن قافلہ کے ساتھ جانے کا قصد ہے اور یہ معلوم ہے کہ قافلہ پندرہ دن کے بعد جائیگا تو وہ مقیم ہے اگرچہ اس نے اقامت کی نیت نہیں کی۔

اور اگر کوئی مسافر کسی مقام پر دو چار دن یا دس بارہ دن کے لئے قیام پذیر ہوا اور کسی کام کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکا اور اسی طرح اسے بہت دن گذر گئے (یعنی اس نے کسی وقت پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہیں کیا) تب بھی وہ مسافر ہے اسے قصر پڑھنی چاہیے۔

کیا مسافر امام یا مقتدی ہو سکتا ہے

ادا اور قضا دونوں طرح کی نمازوں میں مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پوری کر سکتا ہے ان باقی دو رکعتوں میں قرأت کی ضرورت نہیں بلکہ جتنی دیر میں فاتحہ پڑھی جاتی ہے اتنی دیر خاموش کھڑا رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایکدفعہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں گیا وہ سفر تین منزل کا تھا میں نے یہ دیکھا کہ ایک مقام پر حضور نے نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ مقیم آدمیوں نے بھی پڑھی جب حضور دو رکعت پڑھ چکے تو آپ نے سلام پھیر دیا اور مقتدیوں نے اپنی باقی دو رکعتیں پوری کیں۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بھی ایک دفعہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا اور یہ سفر تین منزل سے کچھ زیادہ تھا میں اور حضور اقدس قصر پڑھتے تھے ایک مقام پر حضور نے عصر کی

نماز پڑھی اور وہاں کے آدمیوں نے اقتدا کی حضور نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور مقتدیوں نے اپنی باقی نماز پوری کرکے سلام پھیرا۔

اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں بیت المقدس گیا تو سفر کی وجہ سے قصر پڑھتا تھا خدا کی مہربانی سے وہاں کچھ آدمی اسلام میں داخل ہوئے اور وہ میری اقتدا میں نماز پڑھتے تھے میرا یہ معمول تھا کہ میں جب چار رکعت کی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا تو یہ اعلان کرتا تھا کہ میں مسافر ہوں۔ قصر پڑھوں گا تمہیں چاہیئے کہ جب میں دو رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیر دوں تو تم کھڑے ہو جاؤ اور اپنی باقی دو رکعتیں پوری کرو اور ان رکعتوں میں قرات نہ کرو بلکہ جتنی دیر میں فاتحہ پڑھتے ہیں اتنی دیر خاموش کھڑے رہو اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دو۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں شام کے علاقہ میں تھا تو اکثر آدمی مسائل دریافت کرنے کے لئے میرے پاس آتے تھے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ تین منزل کا سفر طے کرنے کے بعد قصر پڑھنا کیوں واجب ہے میں نے کہا یہ تمہارے رب کی طرف سے مہربانی ہے تمہیں چاہیئے کہ شکریہ ادا کرو اور ایک شخص نے پوچھا کہ کیا کوئی مقیم کسی مسافر کی اقتدا کرسکتا ہے تو میں نے جواب دیا کہ ہاں مقیم مسافر کی اقتدا کرسکتا ہے اور جب کوئی مقیم کسی مسافر کی اقتدا میں نماز پڑھے تو اسے چاہیئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پوری کرے اور ان دو رکعتوں میں قرات نہ کرے اور بقدر فاتحہ پڑھنے کے خاموش کھڑا رہے۔

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسافر نماز پڑھائے تو اسے چاہیئے کہ نماز شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کردے اور شروع میں اس نے اعلان نہیں کیا تو نماز کے بعد یہ کہدے کہ میں مسافر ہوں تم اپنی نماز پوری کرلو۔ اور اگر مسافر نے مقیم کے پیچھے نماز شروع کی اور وہ فاسد ہوگئی تو اب اسے دو ہی پڑھنی چاہئیں یعنی جبکہ تنہا پڑھے یا کسی مسافر کی اقتدا کرے اور اگر پھر مقیم کی اقتدا کی تو چار پڑھے۔

عارضی وطن اور مستقل وطن کا فرق

وطن کی دو قسمیں ہیں ایک اصلی وطن اور دوسرا عارضی وطن اصلی وطن وہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے آدمی رہتے ہیں یا وہاں مستقل سکونت اختیار کرلی ہے اور یہ ارادہ کرلیا ہے کہ اب یہاں سے نہیں جائینگے۔ اور وطن اقامت وہ ہے جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھیرنے کا ارادہ کیا ہے۔

اور اگر مسافر نے کسی جگہ شادی کرلی اور وہاں پندرہ دن ٹھیرنے کا ارادہ نہیں ہے تب بھی وہ مقیم ہوگیا اور اگر دو شہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہیں تو دونوں جگہ پہنچتے ہی مقیم ہوجائے گا۔

اور ایک جگہ آدمی کا اصلی وطن ہے اور دوسری جگہ اس نے مستقل صورت اختیار کی تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہیں تو دونوں مقامات وطن ہیں ورنہ پہلا مقام وطن نہیں رہا۔

اور اگر بالغ اور سمجھدار آدمی کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ شہر اس کی جائے ولادت نہیں اور نہ وہاں اس کے بال بچے رہتے ہیں تو وہ جگہ اس کے لئے وطن نہیں۔

اور جس وقت کوئی مسافر اپنے وطن کو پہنچ جاتا ہے خواہ وہ اقامت کی نیت کرے یا نہ کرے وہ مقیم سمجھا جائے گا اب وہ چار رکعت کی بجائے دو رکعت نہیں پڑھ سکتا۔

اور اگر کوئی عورت شادی ہونے کے بعد سسرال گئی اور وہاں مستقل طور پر رہنے لگی تو اس کا میکا اس کے لئے اصلی وطن نہیں رہا مطلب یہ ہے کہ اگر سسرال تین منزل پر ہے اور وہ وہاں سے میکے آئی اور اس نے پندرہ دن ٹھیرنے کی نیت نہیں کی تو قصر پڑھے اور اگر شادی ہونے کے بعد اس نے میکے میں رہنا نہیں چھوڑا اور وہ کبھی کبھی سسرال جاتی ہے تو اپنے میکے میں پوری نماز پڑھے۔

اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ میرا اصلی وطن مدینہ طیبہ سے تین منزل پر تھا اور میرے شوہر مدینے کے رہنے والے تھے جب میری شادی ہوئی تو میں نے مستقل طور پر مدینہ میں رہنا اختیار کیا۔ ایک دن میں نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا حضرت جب سے میری شادی ہوئی ہے میں نے مستقل طور پر مدینہ میں رہنا اختیار کیا ہے تو اب میرا میکہ اصلی وطن ہے یا نہیں۔ ارشاد ہوا کہ جب کوئی عورت شادی ہونے کے بعد سسرال جائے اور وہیں مستقل طور پر رہنے لگے تو اس کا میکا اس کے لئے اصلی وطن نہیں رہا جب وہ اپنے میکے جائے اور اس کا میکہ سسرال سے تین منزل پر ہو اور وہاں پہنچنے کے بعد وہ پندرہ دن ٹھیرنے کا ارادہ نہ کرے تو اسے چاہیئے کہ قصر پڑھے اور اگر پندرہ دن ٹھیرنے کا ارادہ ہو تو قصر نہ پڑھے۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہوگیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ

سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے

تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کرسکتا ہے

قیمت سہ حصص ۱۲؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معارف القرآن

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ
يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۗ
وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

(ترجمہ) اور ہمت مت ہارو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں اگر تم الم رسیدہ ہو تو وہ بھی الم رسیدہ ہیں جیسے تم الم رسیدہ ہو اور تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی امید رکھتے ہو کہ وہ نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں۔

تفسیر:- جب مجاہدین اسلام جنگ احد سے واپس ہوئے اور ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے مکہ کو چل دیا تو ان کے تعاقب کے لئے حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کا ایک دستہ روانہ کرنا چاہا اس پر بعض لوگوں نے زخموں کی تکالیف اور جنگ کی وجہ سے تھک جانے کا عذر پیش کیا اور جانے میں کچھ تامل کیا اس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی مطلب کا خلاصہ یہ ہے کہ تم کو جہاد کے ثواب کی خداوند تعالیٰ سے امید ہے اور کفار کو جنگ میں مقتول ہونے سے جزا کی امید بالکل نہیں ہے رہا احساس تکلیف تو اس میں تم اور کفار دونوں برابر کے شریک ہو پھر تم کفار کے مقابلہ سے کیوں ہمت ہارتے ہو تم کو جہاد میں سستی نہ کرنی چاہیئے اور تکالیف جہاد بخوشی اور بامید ثواب برداشت کرنی چاہئیں۔

مقصود بیان:- مسلمانوں کو کفار کے تعاقب پر برانگیختہ کرنا۔ جہاد کی فضیلت بادلائل عقلی بیان کرنا۔ مسلمانوں کو ثواب کا امیدوار کرنا۔ حق و باطل میں بظاہر مساوات اور درحقیقت باطل پر حق کی ترجیح وغیرہ۔

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَن يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَيْءٍ ۚ وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

(ترجمہ) بیشک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق تاکہ آپ ان لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا ہے اور آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجئے اور آپ استغفار فرمائیے بیشک بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے بڑے رحمت والے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجئے جو کہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں چاہتے جو بڑا خیانت کرنے والا بڑا گناہ کرنے والا ہو جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ اس وقت ان کے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سب اعمال کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہیں ہاں تم ایسے ہو کہ تم نے دنیوی زندگی میں تو ان کی طرف سے جوابدہی کی باتیں کرلیں سو خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز ان کی طرف سے کون جوابدہی کریگا یا وہ کون شخص ہوگا جو ان کا کام بنانے والا ہوگا۔ اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی رحمت والا اور بڑی مغفرت والا پاوے گا اور جو شخص گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اس کا اثر پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگادے سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر لادا اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہو تو ان لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو آپ کو غلطی میں ڈال دینے کا ارادہ کر دیا تھا اور غلطی میں نہیں ڈال سکتے مگر اپنی جانوں کو اور آپ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

تفسیر: ماہ جمادی الثانی سنہ [illegible] میں بشیر نامی منافق نے قتادہ بن نعمان انصاری کے چچا رفاعہ بن زید کے گھر نقب لگایا اور دو زرہیں اور کچھ آٹا چرا کر لے گیا اور زید بن سمین یہودی کے پاس جا کر رکھدیں لیکن زرہ کا ایک کنارہ پھٹا ہوا تھا آٹا جو زرہ کے اندر بھرا ہوا تھا اس پھٹے ہوئے کنارہ سے گرتا گیا اور یہودی کے مکان تک برابر اس کا نشان بن گیا حضرت رفاعہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر تمام قصہ بیان کیا حضور نے بشیر کو بلاکر دریافت فرمایا بشیر صاف انکار کر گیا

اور قسم کھا گیا اور حضرت لبید بن سہل پر اس چوری کی تہمت لگائی لبید اپنی قوم میں نہایت باوقعت اور شریف آدمی تھے اس جھوٹے الزام سے ان کی بڑی توہین ہوئی لیکن صبر کرکے چپ ہو رہے اس کے بعد بشیر کی قوم والے یعنی بنو ابیرق حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور رفاعہ اور اس کے بھتیجے قتادہ نے ہماری قوم کے ایک آدمی پر خواہ مخواہ چوری کی تہمت لگائی اور بلا گواہ و ثبوت کسی پر چوری کی تہمت لگانی ٹھیک نہیں ہے اس سے غرض یہ تھی کہ آنحضرت ان کے طرفدار بنجائیں اور بشیر چوری کے الزام سے بری ہو جائے حضور نے ان کی طرفداری تو نہ کی لیکن صرف اتنا کیا کہ جب قتادہ خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا قتادہ تم ایسے لوگوں پر کیوں تہمت لگاتے ہو حضرت قتادہ نے کوئی جواب نہیں دیا اور اپنے چچا حضرت رفاعہ سے کل ماجرا اور حضور کا فرمان جاکر عرض کر دیا حضرت رفاعہ یہ سنکر خاموش ہو گئے اور خدا کے بھروسہ پر صبر کر لیا اس وقت یہ آیات دو رکوع کے قریب تک نازل ہوئیں اور ان میں بشیر کی تکذیب اور رفاعہ کی برات کا اظہار کیا گیا جب بشیر کی چوری کھل گئی اور مال مسروقہ برآمد کرکے اصل مالک کو دلوایا اور اسی پر حد سرقہ جاری کرنے کا حکم ہوا تو بشیر بھاگ کر مکہ چلا گیا اور مرتد ہو گیا اور مکہ میں سلافہ بنت سعد کے پاس پناہ گزین ہو کر رہنے لگا۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ محمد تم کو بشیر اور اس کی قوم کا طرفدار نہ بننا چاہیے یہ دغاباز اور غدار ہیں لوگوں سے شرماکر اور چھپکر نقب لگاتے ہیں مگر خدا سے نہیں شرماتے حالانکہ خدا سے چھپنا ممکن ہی نہیں ہے خدا کو ان کی تمام شبینہ تدابیر کا بخوبی علم ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بنو ابیرق نے تمہارے سامنے بشیر کو بری ثابت کرنے کے لئے رات کو کیا کیا جھوٹے مشورے کئے تھے اور کیسی کیسی باتیں گانٹھی تھیں اس کے بعد بشیر کے قوم والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ دنیا میں تو تم بشیر کی حمایت کرنے کے لئے جمع ہو کر آ گئے اور اس کی طرفداری بھی کر لی لیکن جب خدا تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن اس خائن کا مقدمہ پیش ہوگا تو وہاں کون حمایت کرے گا اور کس میں ہمت ہے کہ وہاں وکالت کر سکے۔ بعض مفسرین آیات بالا کی شان نزول اس طرح بیان کرتے ہیں کہ طعمہ بن ابیرق نے حضرت رفاعہ کے گھر میں نقب لگاکر کچھ آٹا چرایا تھا اور زید بن سمین یہودی کے پاس گرو رکھا تھا اور چونکہ آٹے کے گرنے کا نشان یہودی کے مکان تک برابر راستہ میں موجود تھا اس لئے اس چوری میں یہودی کو ماخوذ کیا گیا یہودی نے کہا کہ طعمہ نے میرے پاس گرو رکھا ہے مگر چونکہ ثبوت شرعی نہ تھا اس لئے حضور نے یہودی کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں اور ان میں یہودی کی طرفداری کی گئی حضور کو یہودی پر حد سرقہ جاری کرنے سے روکا گیا اور چونکہ حضور نے اس پر حد سرقہ جاری کرنے کا تہیہ پہلے ہی کر لیا تھا اس لئے عتاب آمیز خطاب کیا گیا اور استغفار کا حکم دیا گیا۔ طعمہ کی چوری جب آیات سے واضح ہو گئی تو وہ مرتد ہو کر مکہ چلا گیا اور وہاں حجاج بن علاط کے مکان میں نقب لگاکر کچھ مال چرایا جب صبح ہوئی اور لوگوں کو اطلاع ہوئی اور طعمہ پر سرقہ ثابت ہو گیا تو اہل مکہ نے اس کو خارج البلد کر دیا یہ راستہ میں ادھر ادھر بہک رہا تھا اتفاقاً سواروں کا ایک دستہ آتا ہوا ملا سواروں نے دریافت کیا تم کون ہو کہاں جانا چاہتے ہو اس ریگستان میں پاپیادہ کیوں پھر رہے ہو طعمہ نے کہا مسافر ہوں مجبور ہوں سواری نہیں ہے پیادہ چل رہا ہوں سواروں نے رحم کھاکر طعمہ کو اپنے ساتھ اونٹ پر سوار کر لیا دن بھر چلکر جب شام کو ایک جگہ منزل کی اور سب لوگ سو گئے تو طعمہ اٹھا اور ان کا مال چراکر چلدیا لوگ صبح کو سوار ہو کر طعمہ کے تعاقب میں چلے ایک جگہ راستے میں گرفتار کر لیا اور اتنے پتھر مارے کہ طعمہ مر گیا بہرحال آیات طعمہ کے بارہ میں نازل ہوئیں یا بشیر کے متعلق مذکورہ بالا آیات میں ذیل کے مقاصد کا بیان ہے

مقصود بیان مساوات انسانی کی تعلیم عدل و انصاف پر کاربند رہنے کا حکم معاملہ باہم مسلمانوں کا ہو یا مشرکین داخل اسلام کا بہرصورت انصاف کو پیش نظر رکھنا اور کسی کی جنبہ داری نہ کرنا ظاہر کی طرح چھپکر گناہ کرنے سے بھی لوگوں کو روکنا گناہگاروں کو توبہ کی ترغیب اور معافی کا امیدوار بنانا وما یضرونک من شئی سے نبی کی عصمت اور پاکدامنی کی تصریح قرآن کا تمام لوگوں کے واسطے سوشل پولیٹکل اور نظامی قانون ہونا اور سب لوگوں کو اس پر وجوبی عمل کرنے کی تعلیم وغیرہ۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

(ترجمہ) عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے کہ خیرات کی اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے گا حق تعالیٰ کی رضاجوئی کے واسطے سو ہم اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرمائینگے

تفسیر یہ آیت درحقیقت سابقہ آیات کا تکملہ ہے جب بشیر یا طعمہ کی قوم والوں نے رات کو بیٹھکر مشورہ کیا کہ صبح کو حضور کی خدمت میں جاکر یہ عرض کریں گے اور یہ عرض کرینگے اور اپنے آدمی کی برات کی بہرصورت کوشش کرینگے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس آیت میں باہمی مشورہ اور سرگوشیوں کی دو قسمیں قرار دی گئی ہیں ایک خیر کا مشورہ دوسرا شر کا مشورہ اول مشورہ کی تین قسمیں بیان کی ہیں خیرات اور صدقات وہ امور جو شرعاً واجب العمل ہیں اور عقل بھی ان کے خلاف نہیں ہے لوگوں میں باہم ملاپ اور اصلاح کرانا اور فساد و نفاق کو دور کرنا اس کے بعد یہ حکم ہوا ہے کہ یہ تمام چیزیں اگر دکھاوٹ کے واسطے ہیں اور ان سے مقصود صرف ریاکاری ہے تو بالکل بے سود ہے ہاں اگر ان سے خداوند تعالیٰ کی رضاجوئی مطلوب ہے تو خداوند تعالیٰ ان کا ضرور اجر عظیم عطا فرمادیگا گویا پہلی آیات میں نفاق و ظلم سے ترہیب تھی اور یہاں عدل و مساوات و اتحاد کی طرف ترغیب ہے۔ معروف صدقہ سے عام ہے تازع میں یہ باہمی اتحاد و اتفاق قائم کرلے کی مختلف صورتیں ہیں ۱ مال خرچ کرکے یتیموں اور مسکینوں کی ہمدردی کرلی۔

۲ صرف زبان اور دیگر امکانی کوششوں سے ان کی ہمدردی کرنی ۳ اگر لوگوں میں فساد ہوتا ہو یا کوئی باہمی اختلاف ہو تو اس کو عمدگی کے ساتھ دفع کرنا۔

مقصود بیان فساد پیدا کرنے سے ممانعت اور رفع فساد کی کوشش کرنے کی طرف ترغیب غریبوں اور فقیروں کو کچھ دینا دلانا ہر نیک کام میں نیت کی ضرورت تمام عبادات اور معاملات میں مرضی مولیٰ کی طلب وغیرہ۔

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

ترجمہ:- اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اسکو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی

تفسیر یہ بھی آیات بالا کا تتمہ ہے جب لبشیر کی چوری اور حضرت لبید کی برات گذشتہ آیات سے ظاہر ہو گئی اور حضرت رفاعہ کا مال دلوا دیا گیا اور لبشیر بھاگ کر مکہ چلا گیا تو وہاں بیٹھکر لبشیر نے حضور اکرم صلعم اور صحابہ کی ہجو شروع کی اور مکہ میں بیٹھکر بھی اپنی ریشہ دوانیوں سے باز نہیں آیا اور ہر طرح مسلمانوں کو بدنام کرنا اور ان کی عیب جینی کرنی شروع کی تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی حضرت حسان بن ثابت رض نے لبشیر کی ہجو کے جوابات خوب دیئے ہیں جو ان کے دیوان میں موجود ہیں خلاصہ آیت یہ ہے کہ بشیر کو راہِ راست مل گئی مگر اس نے کجروی اختیار کی راہ اسلام چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلنا شروع کیا اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گیا لہذا اب ہم بھی اس کو اسی راستہ پر چلائے جائیں گے اور آخر میں اس کو جہنم میں جھونک دیں گے۔

مقصود بیان اگر کوئی شخص دیدہ ودانستہ حکم خدا اور فرمان رسول سے سرتابی کرے تو خدا اس کو ہدایت نہیں کرتا ہے کیونکہ یہ شخص دیدہ ودانستہ اسلام کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کرتا ہے لامحالہ دوزخ میں جائے گا اور خدا اس کو کبھی ہدایت نصیب نہیں کرے گا اس آیت سے ایک بات یہ بھی نکلتی ہے کہ شق درشق ہو جانا یعنی باہم تفرقہ کرنا سخت گناہ ہے پہلی آیات میں مساوات اتحاد کی تعلیم۔ اتفاق کی طرف رغبت اور باہم ملاپ کرانیکی درج تھی اس آیت میں مخالفت ونفاق کی مذمت ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخشدیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

تفسیر ایک بوڑھے شخص بروایت ضعیف حضرت ابو بکر رض تھے انہوں نے حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ساری عمر گناہوں میں برباد کی لیکن شرک کبھی نہیں کیا اب گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں دیکھئے میرا کیا حال ہوگا نہ صورت نجات ہو نہ جانے ذرا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس سے پہلے کی آیات میں عدل وانصاف اور مساوات اسلامی کا بیان تھا یہ آیت اسی کی تکمیل ہے چونکہ اتحاد افراد و اتفاق اقوام بغیر اتحاد اغراض ومقاصد کے نہیں ہو سکتا اور اتحاد اغراض کا دارومدار اتحاد آراء وعقائد پر ہے مقاصد میں یگانگت بغیر وحدت عقیدہ کے ناممکن ہے اس لئے فرمان ہوتا ہے کہ مشرک کی مغفرت نہیں ہو سکتی باقی دیگر اشخاص قابل مغفرت ہیں خدا جس کو چاہے گا بخشدیگا کیونکہ عقیدہ بنیاد ہے بنیاد گر جانے سے تعمیر گر جاتی ہے اور تعمیر کے کسی حصہ کے گر جانے سے چنداں نقصان نہیں ہوتا اس لئے اعمالی غلطیاں معاف ہو سکتی ہیں اور شرک فی العقیدہ کسی طرح معاف نہیں کیا جا سکتا

مقصود بیان مسلمانوں کے آراء وعقائد کا اتحاد۔ درس اخوت کی تعلیم۔ مشرکین کی عدم مغفرت کا اٹل حکم جس کی طرف ضلالًا بعیدًا سے اشارہ ہے غیر مشرک کو امیدوار بنانا وغیرہ۔

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض وسنن یاد نہوں نیز یہ معلوم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاءاللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ قضا نہ کریں گے۔

نماز کی حقیقت پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل وعلاء کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کیلئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کا

نمازوں کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائیگا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھائیے۔ بیوی کو پڑھائیے بڑوں کو پڑھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے۔ قیمت ۳ر

اعمال بخشش جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں نماز تو پڑھنے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا ہے لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کو برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں۔ یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی۔ قیمت پانچوں کتابیں مجلد ایک روپیہ عہ محصول ۷ر کل عہ

سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلۂ گذشتہ)

(نوشتہ حضرت مولانا سید حامد بخاری)

۴۲۸۔ باب مسجد (کی تعمیر) اور ممبر کی لکڑیوں (کو لصورت ممبر کرنے) میں (طرھئی) اور دیگر کاریگروں کی مدد حاصل کرنا (ناجائز نہیں)

سہل ابن سعد ساعدی، فرماتے ہیں کہ خدا کے رسول (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) (ایک مرتبہ) ایک عورت کے پاس (ایک آدمی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اپنے غلام کو جو بڑھئی ہے حکم دے کہ میرے لئے (چند) لکڑیاں (لصورت ممبر تیار کر دے تاکہ میں (خطبہ پڑھنے کے وقت) ان پر بیٹھوں

۴۲۹ نیز جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا اے خدا کے رسول (خطبہ و وعظ کے وقت حضور کو کھڑا رہنا پڑتا ہے) کیا میں آپ کے لئے کوئی ایسی چیز نہ تیار کرا دوں کہ جس پر آپ بیٹھ سکیں (مجھے اس میں کچھ وقت نہ ہوگی) کیونکہ میرا ایک غلام ہے جو بڑھئی ہے (اس پر، آپ نے فرمایا (اور کہلا کر بھیجا تھا) کہ اگر تو چاہے تو میرے لئے ایک، منبر بنوا دے۔

۴۲۹۔ باب جو مسجد بنائے (اسے بڑا ثواب ہوگا)

عبیداللہ خولانی سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو (تعمیر) مسجد کے بارہ میں لوگوں کی چہ میگوئی کے وقت فرماتے سنا ہے (یعنی) جبکہ آپ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو (از سر نو) تعمیر کرایا (اور) لوگ طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرنے لگے تو اس وقت آپ نے ان سے کہا بھائیو! تم نے (تعمیر مسجد کی مخالفت میں) بہت زیادتی سے کام لیا حالانکہ میں نے (اپنے کانوں سے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو (مسلمان) خالص اللہ کی رضا جوئی کے لئے (اس دنیا میں) ایک مسجد بنائے گا تو اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایسا ہی (ایک محل) آراستہ کرے گا۔

۴۳۱۔ باب جب کوئی شخص مسجد میں سے گذرے (اور اس کے پاس تیر ہوں، تو وہ تیروں (کو ان) کے پھل (کی طرف سے) پکڑے۔

جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) مسجد میں سے ایک شخص گذرا اس کے پاس کچھ تیر تھے اس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ان کو) ان کے پھل (کی طرف سے پکڑو اور اچھی طرح) قبضہ میں کر (تاکہ آس پاس کے گذرنے والے محفوظ رہیں۔

۴۳۲۔ باب مسجد میں سے گذرنا (کیسا ہے)

ابو بردہ اپنے والد (عبداللہ بن قیس یعنی ابو موسیٰ اشعری کے حوالہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص تیر لیکر کسی رہ گذر (عام و خاص) سے گذرے خواہ ہماری مسجدیں ہوں یا بازار تو اسے ان کے پھل اچھی طرح سے گرفت میں کر لینے چاہئیں۔

۴۳۳۔ باب (کیا) مسجد میں شعر خوانی جائز ہے؟!

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ میں نے حسان بن ثابت کو ابو ہریرہ سے (ایک) گواہی طلب کرتے ہوئے (یعنی یہ فرماتے ہوئے) سنا ہے کہ (اے ابو ہریرہ) میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں (اور بحلف تم سے دریافت کرتا ہوں) کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (مجھ سے یہ) ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا؟ اے حسان خدا کے رسول کی طرف سے (ان کفار کی ہجویات کا) جواب دے (اور پھر حضور کو میرے حق میں یہ دعا کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟) خداوندا! روح القدس (یعنی جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعہ اس کی مدد فرما (اس پر حضرت) ابوہریرہ نے فرمایا ہاں (میں نے یہ فرماتے ہوئے بھی سنا ہے اور یہ دعا کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے)[1]

۴۳۴۔ باب ہتھیار رکھنے (والے (ہتھیار سمیت) مسجد میں (داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟)

(حضرت) عائشہ فرماتی ہیں ایک دن میں نے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرہ کے دروازہ پر دیکھا اس حال میں کہ (چند) حبشی مسجد میں (اپنے ہتھیاروں کے طرح طرح کے کھیل دکھا رہے تھے (وہ حبشی کھیل دکھا رہے تھے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی چادر اڑھا رکھی تھی (اس لئے کہ رسول اللہ کے ساتھ میں بھی ان کا کھیل دیکھ رہی تھی۔

۴۳۵۔ باب۔ منبر پر (مسجد میں خرید و فروخت (اور اس کے متعلق ضروری ہدایات) کا بیان کرنا (ناجائز نہیں)

(حضرت) عائشہ فرماتی ہیں میرے پاس بریرہ (لونڈی) آئی جو مجھ سے (زر) مکاتبت کا سوال کر رہی تھی۔ میں نے اس سوال کے جواب میں اس سے کہا (اگر) تو چاہے تو میں تیرے مالکوں کو (تیری درخواست کے مطابق تیرا زر مکاتبت) ادا کر دوں اور (تجھے آزاد کرا دوں لیکن) میراث (کا حق) میرا ہوگا اس کے مالکوں نے (آپ سے) کہا اگر آپ چاہیں تو جو (زر) بقیہ اس کی آزادی کی شرط کو پورا کرنے کے لئے اس کے ذمے، باقی ہے آپ اسے عطا فرما دیں (تاکہ یہ ہمیں ادا کر دے) اور (آزادی حاصل کرے لیکن اس کی) میراث ہمارا حق ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تم اسے خرید لو اور اسے آزاد کرا لو (لونڈی غلام کی) میراث صرف اسی کا حق ہے جو آزاد کرائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا ان لوگوں (کی عقلوں) کا کیا حال ہے جو (معاملات میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں (مسلمانو یاد رکھو) جو شخص (کسی معاملہ میں) ایسی شرط لگائے جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ کچھ نہیں (اس کا عدم وجود برابر) خواہ وہ (صاحب معاملہ) سو دفعہ (ایسی لغو) شرط کیوں نہ لگائے۔

---

[1] عنوان بالا کے ذیل میں اس روایت کا واقع ہونا نہ صرف جائز قرار دیتا ہے بلکہ ایک امر مستحسن بتاتا ہے اور امر مستحسن بھی ایسا جو خوشنودی خاطر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا موجب ہو لیکن واضح رہے کہ حضرت حسان بن ثابت صرف نعت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ عہد جاہلیت وغیرہ کی حسن و عشق کی فضول شاعری سے آپ کی ذات گرامی کا مطلق تعلق نہ تھا حسن و عشق کے فضول و لغو اشعار کا پڑھنا مسجد میں جائز ہے نہ کسی اور مقام پر جس حدیث میں شعر خوانی کی ممانعت ہے اس میں اسی قسم کے اشعار کا پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

۴۳۶۔ باب مسجد میں (کسی مقروض پر) تقاضا کرنا اور (اس کا) پیچھے پڑجانا (کیسا ہے)

کعب (بن) مالک انصاری سے مروی ہے کہ (ایک دفعہ) میں نے (عبداللہ) ابن ابی حدرد پر (اپنے) قرض کا جو میرا ان کے ذمہ (واجب) تھا مسجد میں تقاضا کیا (اس جھگڑے میں ہم) دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سن لیا اور آپ (اس وقت) اپنے حجرہ میں (تشریف فرما) تھے تو آپ (ہم) دونوں کی جانب (متوجہ ہوئے اور حجرۂ اقدس سے) باہر آئے یہاں تک کہ اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور آواز بلند فرمایا اے کعب! (میں نے) عرض کیا یا رسول اللہ حاضر (فرمایا) اپنے قرض میں سے آنا کم کردو اور آپ انگلی کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی (بتایا کہ) نصف (قرض چھوڑ دو) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بخدا میں نے (ایسا) کردیا (یعنی ارشاد والا کی تعمیل میں اپنا نصف قرض معاف کردیا) فرمایا (ابن ابی حدرد) کھڑے ہو اور (کعب کا باقی ماندہ قرض) ادا کردو۔

۴۳۷۔ باب مسجد میں جھاڑو دینا (مسجد میں سے کوڑے کرکٹ کا صاف کرنا) (دھجیوں، تنکوں اور لکڑیوں وغیرہ) کا (جو وہاں پڑی ہوں) اٹھالینا اور تمام غیر ضروری اور خراب چیزوں سے مساجد کو پاک صاف رکھنا ثواب کا کام ہے

(حضرت) ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا سیاہ فام عورت مسجد (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) میں جھاڑو دیتی تھی اس کا انتقال ہوگیا (بعد انتقال) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دریافت کیا لوگوں نے عرض کیا (حضور) اس کا تو انتقال ہوگیا۔ فرمایا تم نے مجھے اس (کے انتقال) کی اطلاع نہ دی! (اچھا) مجھے اس کی قبر بتادو پھر آپ اس کی قبر پر آئے اور اس پر آپ نے نماز پڑھی۔

۴۳۸۔ باب مسجد میں شراب کی تجارت کو حرام قرار دینا۔

(حضرت) عائشہ فرماتی ہیں جب سورہ بقر کی ان آیات کا نزول ہوا جو سود کے متعلق ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے اور لوگوں کے سامنے ان کی تلاوت فرمائی پھر آپ نے شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا:۔

۴۳۹۔ باب خدمت مسجد کے لئے خادم (کی ضرورت) حضرت (ابن عباس نے (آیہ کریمہ) نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا[1] (کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ (یہاں محررا) کے معنے یہ ہیں کہ آزاد (مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کے لئے کیا تاکہ وہ امور دنیا سے فارغ ہو اور صرف (خدمت مسجد (اقصیٰ) انجام دے

۴۳۹ (حضرت) ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک عورت یا ایک مرد مسجد کی جھاڑو دیا کرتا تھا (راوی کا قول ہے) مجھے خیال ہے کہ مرد نہ تھا عورت ہی تھی جو جھاڑو دیا کرتی تھی (اس کے بعد حضرت) ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (پوری) حدیث (جس کی تشریح مذکورہ بالا تشریح سے قبل مذکور ہوئی) بیان کی (اور فرمایا) کہ پھر آپ نے اس کی قبر پر جاکر نماز پڑھی۔

۴۴۰۔ باب قیدی یا قرضدار کا مسجد میں باندھنا (جائز ہے یا نہیں)

(حضرت) ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنوں) میں سے ایک جن گزشتہ رات کو پھیرتا رہا (راوی کا قول ہے آنحضرت نے لفظ لغلت فرمایا یا اس قسم کا کوئی اور لفظ مجھے یاد نہیں تاکہ میری نماز توڑ دے لیکن اللہ نے مجھے اس پر غلبہ دیا میں نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون میں باندھنا چاہا تاکہ تم صبح کرو اور سب کے سب اسے دیکھو مگر مجھے اپنے (پیغمبر) بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آگئی کہ اے میرے پروردگار! مجھے (ایسی (مضبوط) سلطنت عطا فرما جو میرے بعد بھی کسی کو (دنیا میں) نہ میسر ہو۔ (راوی حدیث) روح (بن عبادہ) نے بیان کیا کہ آپ نے اس (جن) کو ذلیل کرکے چھوڑ دیا۔

۴۴۱۔ باب اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا اور قیدی کا مسجد میں باندھنا کیسا ہے، (اور) کوفہ کے، قاضی شریح (جو) قیدی کو مسجد کے ستون سے باندھنے کا حکم دیا کرتے تھے (یہ جائز تھا یا ناجائز)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف (چند سواروں کو بھیجا وہ بنی حنیفہ (کے قبیلہ) کے ایک آدمی کو جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا پکڑ لائے اور مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے اسے (لاکر) باندھ دیا۔ اسی اثنا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ ثمامہ (رہا ہوکر) مسجد کے قریب جو کھجور کے درخت تھے وہاں آئے اور غسل کیا پھر مسجد میں داخل ہوئے اور (حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور صدق دل سے) کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود (پوجنے کے قابل) نہیں اور یہ بھی (گواہی دیتا ہوں) کہ محمد اللہ کے (سچے نبی اور سچے) رسول ہیں

۴۴۲۔ باب مسجد میں مریضوں وغیرہ کے لئے خیمہ نصب کرنا (کیسا ہے)

(حضرت) عائشہ فرماتی ہیں (کہ غزوۂ) خندق کے دن (حضرت) سعد کی (رگ) اکحل میں (جسے رگ حیات بھی کہتے ہیں) ضرب آئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب سے ان کی عیادت کرنے کے لئے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرایا لوگوں کو ان (کی جان) کا اندیشہ نہ ہوا (اور بنی غفار (کے قبیلہ کے کسی شخص کا خیمہ بھی وہاں نصب تھا) مگر اس وقت جبکہ خون ان کے خیمہ سے (بہتا ہوا) بنی غفار کی جانب آگیا اور انہوں نے کہا اے خیمہ والو! یہ کیا ہے جو تمہارے پاس سے ہمارے پاس (بہ کر) آرہا ہے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ خون سعد کے زخم سے بہ رہا ہے۔ سعد نے اسی (زخم) سے وفات پائی۔

۴۴۳۔ باب مسجد میں اونٹ کا کسی خاص غرض سے داخل کرنا (جائز ہے) ابن عباس فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر (بیٹھے بیٹھے) طواف فرمایا۔

(حضرت) ام سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے (موسم حج میں) اپنی بیماری کے متعلق عرض کیا آپ نے کہا تم (اونٹ پر) سوار ہوکر لوگوں (کی بھیڑ) کے پیچھے سے طواف کرلو تو میں نے (اونٹ) پر سوار ہوکر طواف کیا۔ اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کی ایک جانب نماز پڑھ رہے تھے اور وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ کی تلاوت کررہے تھے۔

۴۴۴۔ باب۔

(حضرت) انس سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے دو آدمی شب تاریک میں (آنحضرت کے ساتھ نماز عشا پڑھ کر) مسجد سے باہر آئے ان دو میں سے ایک عباد بن بشیر بھی تھے اور میرا گمان ہے دوسرے اسید بن حضیر ان دونوں کے آگے دو چراغوں کے مانند دو نور تھے جو (اس تاریکی میں) روشنی دے رہے تھے اور جب یہ پھر (علیحدہ) الگ الگ ہوگئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک (نوری) چراغ بھی الگ الگ ہوگیا (اور ان کے ساتھ رہا) یہاں تک کہ (ان بزرگوں میں سے ہر ایک اپنے

---

[1] ترجمہ:۔ اے میرے پروردگار میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ میں نے تیرے لئے آزاد کردیا یہ نذر حضرت مریم کی والدہ زوجہ حضرت عمران نے اس وقت مانی تھی جبکہ حضرت مریم ان کے پیٹ میں تھیں۔

مقالات غوث الاعظم

بسلسلہ گزشتہ

المقالۃ السابعۃ عشر

(فی کیفیۃ الوصول الی اللہ تعالیٰ)

یسمی فی قضیۃ العقل عدیم العقل والادراک مجنونًا بہیمۃ غیر انسان فنعوذ باللہ من العمی بعد البصیرۃ والقطیعۃ بعد الوصول والصد بعد الدنو والقرب والضلالۃ بعد الہدایۃ والکفر بعد الایمان فالدنیا کالنہر العظیم الجاری الذی ذکرناہ کل یوم فی زیادۃ مآءہا وہی شہوات بنی آدم ولذاتہم فیہا التی تصیبہم منہا اما لسہام والنواع السلاح فالبلایا التی تجری بہا التی تجری بہا الاقدار الیہم فالغالب علی بنی آدم فی الدنیا البلایا والنغض والامر المحن وما یجدون من النعیم واللذات فمشوبۃ بالآفات اذا اعتبرہا کل عاقل ادرک ان لا حیات لہ الا فی الآخرۃ ان کان مومنًا کما قال النبی لا عیش الا عیش الآخرۃ خصوصًا ذلک فی حق المومن کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام التقی ملجم ومع ہذہ الاخبار والعیان کیف یدعی طیب عیش فی الدنیا فالراحۃ کل الراحۃ فی الانقطاع الی اللہ عز وجل وموافقتہ والاستطراح بین یدیہ فتکون بذلک خارجًا من الدنیا فح یکون الدلال والراحۃ واللطف والصدقۃ والفضل

مقالہ سترہواں

(وصول الی اللہ کے معنے)

دیکھنے والے کے لئے جائز ہو سکتا ہو کہ ایسے بادشاہ کی طرف نظر کرنا چھوڑ دے اور اس سے خوف نہ کرے اور اس سے امید نہ رکھے بلکہ صلیب یافتہ شخص سے ڈرے اور اس سے رکوئی امید رکھے جس کا یہ فعل ہو ایسے شخص کا نام از روئے عقل، عقل و ادراک سے خالی مجنون، حیوان، اور غیر انسان ہی ہوگا پس اللہ سے پناہ، مانگ بصیرت کے بعد اندھا ہونے سے اور قرب کے بعد بعد ہونے سے اور ہدایت کے بعد ضلالت سے اور ایمان کے بعد کفر سے پس دنیا جیسا ہم نے بیان کیا ایک بڑی جاری نہر کے مانند ہے اور ہر روز اس کے پانی میں زیادتی ہے اور یہ پانی بنی آدم کے شہوات و لذات ہیں جو لذات و شہوات کہ دنیا میں انہیں پہنچتے رہتے ہیں اور وہ سہام و تیر اور انواع سلاح کیا ہیں وہ بلائیں ہیں جو قضا و قدر سے ان پر آتی رہتی ہیں پس غالب ہیں دنیا میں بنی آدم پر بلائیں اور سختیاں اور نامرادی اور محنتیں اور بنی آدم، نعمۃ و لذات سے جو کچھ پاتے ہیں وہ (نعمتیں اور لذتیں) آفتوں سے بھری ہوئی ہیں جب کوئی دانشمند اور عاقل نظر بصیرت سے دنیا کی لذتوں کو آخرت کی نعمتوں کے ساتھ دیکھیگا تو وہ اگر صاحب یقین ہے تو جان لیگا کہ کوئی حیات آخرت کی زندگی کے سوا نہیں ہے جیسا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، عیش آخرت کے سوا کوئی عیش نہیں ہے یہ عیش خصوصًا مومن کے لئے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت اور یہ بھی فرمایا متقی (بندہ پرہیزگار) لگام چڑھایا ہوا ہے اب ان اخبار و مشاہدات کے باوجود دنیا کا عیش کیونکر طلب کیا جائے پس راحت تمام راحتوں میں یہ ہے کہ (مخلوق) سے انقطاع کرے اور اللہ عز وجل کی طرف آئے اس کیساتھ موافقت کرے اور اس کے ارادہ کے سامنے اپنے آپ کو عاجزانہ (بے اختیارانہ) ڈالدے پھر تو اس حالت میں دنیا سے آزاد ہوگا اور اس وقت تجھ میں اس (سلطان حقیقی) کے لطف و مہر اور عطا و فضل سے ناز و دلار پایا جائیگا!

المقالۃ الثامنۃ عشر

(فی النہی عن الشکوی)

قال رضی اللہ عنہ الوصیۃ لا تشکون الی احد مما نزل بک من ضر کائنًا من کان صدیقًا کان او عدوا ولا تتہم الرب فیما فعل فیک وانزل بک من البلاء بل اظہر الخیر والشکر فکذبک باظہار الشکر من غیر نعمۃ عندک خیر من صدقک فی اخبارک جلیۃ الحال بالشکوی من الذی خلا من نعمۃ اللہ قال اللہ عز وجل وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا فکم من نعمۃ عندک وانت لا تعرفہا لا تسکن الی احد من الخلق ولا تستانس ولا تطلع احدًا علی ما انت فیہ بل یکون انسک باللہ عز وجل وسکونک الیہ وشکواک منہ الیہ لا ترثانیا فانہ لیس الی احد ضر ولا نفع ولا جلب ولا دفع ولا عز ولا ذل ولا رفع ولا خفض ولا فقر ولا غناء و تحریک ولا تسکین الاشیاء کلہا خلق اللہ وبید اللہ بامرہ واذنہ جریانہا کل یجری لاجل مسمی عندہ وکل شیء عندہ بمقدار

مقالہ اٹھارہواں

(نزول بلا پر شکایت نہ کرنیکی تاکید)

ہماری وصیت ہے کہ تجھپر جو نقصان نازل ہو اس کی شکایت کسی سے نہ کر یہ شکایت صدیقیا (دوست) سے بھی نہ کر اور دشمن سے بھی نہ کر اور اپنے پروردگار کو متہم نہ کر اس کے اس فعل کی وجہ سے جو اس نے تیرے ساتھ کیا اور تجھپر بلا نازل کی بلکہ خیر و شکر کا اظہار کر بس نعمت کے بغیر شکر کا اظہار کرنا اگر تیرے نزدیک جھوٹ ہے تو یہ جھوٹ، اپنے ظاہر حال کی خبریں دینے اور شکوے کرنے کے تیرے سچ سے بہتر ہے اللہ عز وجل کی نعمت سے کون خالی ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم اللہ کی نعمت کا شمار کرو تو تم ان کا احاطہ اور شمار نہ کر سکوگے، بس بہت نعمتیں تیرے پاس ہیں جن کو تو نہیں پہچانتا تو اب تو مخلوق میں سے کسی سے بھی تسکین و آرام نہ لے مخلوق میں سے کسی سے الفت نہ کر اور نہ اپنی حالت سے کسی کو اطلاع دے بلکہ تیری محبت تیرا آرام تیرا شکوہ اسی سے ہو کسی دوسرے کو نہ دیکھ اس لئے کہ نقصان اور نفع عزت و ذلت لینا اور دینا۔ بلندی اور پستی محتاجی اور تونگری حرکت اور سکون کسی دوسرے سے نہیں ہو یہ سب چیزیں خدا کی مخلوق ہیں اور اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں اور اسی کے حکم و اذن یا اجازت سے متحرک ہیں ہر چیز اللہ کے اندازہ کے مطابق رہی، جاری ہو ہر شئے اللہ کے نزدیک اندازہ پر ہے جس چیز کو اللہ نے موخر و آخر کیا اس کو مقدم اول کرنے والا کوئی بھی نہیں۔

تاریخ اسلام

(بسلسلۂ گذشتہ)

خدا کی راہ میں سب سے پہلی تلوار

شروع میں قریش نے تحریک اسلام کو کچھ زیادہ اہمیت نہ دی اور نہ کچھ خطرہ محسوس کیا صرف تمسخر و استہزا اور زبانی ایذا رسانی کو کافی سمجھتے تھے البتہ بعض ظالم و جابر قریش ایسے ضرور تھے جو موقع پاکر قابو یافتہ مسلمانوں کو ایذائے جسمانی دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ مسلمان کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے چند مشرکین بھی آنکلے اور مسلمانوں کو اس نئی عبادت سے سختی و درشتی کے ساتھ روکنا چاہا اس پر سعد وقاص کو جوش آگیا اور آپ نے تلوار سے ان کا مقابلہ کیا اور ایک کافر ان کی تلوار سے ہلاک ہوا۔

اسلام غریبوں سے شروع ہوا

اب تک جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے تھے ان میں سے سوائے حضرت ابوبکرؓ کے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو قریش کے مناصب اعظم میں سے کوئی منصب رکھتا ہو اور دنیاوی دولت و جاہ نہیں رکھتے تھے اور یہ افلاس کفار کے نزدیک ان کی تحقیر کا سبب اور نفرت و حقارت کا باعث تھا جب آنحضرت صلعم ان دولت اسلام سے مالامال غربا کو ساتھ لیکر حرم میں جاتے تو دولت و جاہ کے پجاری قریش ہنس کر کہتے اھولاء من اللہ علیھم من بیننا یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم لوگوں کو چھوڑ کر احسان کیا ہے۔

انبیا کے پیرو ہمیشہ نادار اور مفلس کیوں ہوئے

تمام انبیاء کرام جو وقتاً فوقتاً ہمارے نبی صلعم سے پہلے دنیا کی ہدایت کے لئے آتے رہے ان کے متبعین خاص ہمیشہ مفلس اور نادار ہوئے ہیں قرآن کریم میں جہاں جہاں انبیا اور ان کی امتوں کا ذکر ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سرمایہ پرست اور مالدار لوگ انبیا کا تمسخر اڑاتے رہے اور حق سے اعراض کرتے رہے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ہم تو بظاہر یہ دیکھتے ہیں کہ تیری پیروی انھیں لوگوں نے کی جو بظاہر رذیل ہیں اور ہم تو تم میں کوئی برتری نہیں پاتے بلکہ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو۔

غرض سرمایہ داروں کی لعنت ہمیشہ حق پرست غریبوں پر مسلط رہی اپنے دولت کے نشہ میں اخلاق و روحانیت کا تمسخر اڑاتی رہی دنیاوی مال و منال کو کفار فخر و غرور کا باعث سمجھتے رہے اور حق و صداقت سے اعراض کرتے رہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دولت کی حد سے زیادہ محبت دل کو سیاہ کر دیتی ہے اور اخلاق و روحانیت کو بھسم کر دیتی ہے اور قبولیت حق کا مادہ ہی کھو دیتی ہے انقیاد حق کے راستہ میں سب سے بھاری روک یہی دولت ہے فتنہ و فساد کی جڑ دولت ہے غرض تمام برائیوں بداخلاقیوں اور فتنوں کا منبع دولتمندی ہے۔

دولتمندوں اور جاہ پسندوں کو ڈر رہتا ہے کہ اگر ہم کسی کی راستی اور سچائی کی بات مان لیں گے تو ہمارا کوئی منصب جاتا رہے گا اسی ڈر سے تو وہ سب مکہ کے بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی اختیار نہ کرتے تھے کہ ہمارے منصب و اقتدار نہ جاتے رہیں غرض اسلام سرمایہ داری اور جاہ پسندی کا ہرگز متحمل نہیں اور اسلام کی پہلی ٹکر سرمایہ داری ہی سے ہوئی اس کا یہ مطلب ہی نہیں کہ وہ سرے سے حصول دولت ہی سے باز رکھتا ہے اور دولتمندی کے برخلاف ہے۔ بلکہ وہ تو صرف دولت کی اس اندھی محبت سے منع کرتا ہے جو اخلاق و روحانیت کی تباہی کا باعث ہو اور راستی و سچائی کی دشمنی پر آمادہ کرے اسلام دولت کو جمع رکھنے اور اس کی قوت و اقتدار کے بل بوتے پر غربا پر ظلم کرنے ان کا خون چوسنے اور ان پر حکومت کرنے سے روکتا ہے اور تقسیم دولت کے وہ اصول و ضوابط بتلاتا ہے جن سے دولت کی محبت کم ہو روپیہ پیسہ پڑا پڑا سڑتا نہ رہے بلکہ مستحق غریبوں پر اس کا کچھ حصہ خرچ ہوتا رہے تاکہ مزدور اور سرمایہ دار کی جنگ کا موقعہ نہ رہے اور انسانی سوسائٹی کامل اطمینان و سکون کے ساتھ اپنی اپنی حدود پر قائم رہے۔

کوہِ صفا پر آفتاب رسالت کی ضیا ریزی

جب اسلام کی چھوٹی سی مگر سرفروش جماعت میں ایثار و استقلال کا مادہ پیدا ہو گیا اسلام کی محبت عشق کے درجہ میں پہنچ گئی اور خدا کی حکمت بالغہ کو منظور ہوا تو صاف حکم آیا فاصدع بما تؤمر یعنی اور جو کچھ تجھ کو حکم دیا گیا ہے صاف صاف کہدے نیز حکم آیا۔ وانذر عشیرتک الاقربین اور اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو خدا سے ڈرا آپ نے ان احکام کی تعمیل اس طرح کی کہ ایک دن آپ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور پہلا وعظ بقول علامہ حالی مرحوم یوں شروع کیا ؎

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر | تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور | سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر

یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا | کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا | تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا

کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمھیں گھات پاکر

کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے | کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر میری بات یہ دلنشیں ہے | تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

یعنی آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے صادق القول اور امین سمجھتے ہو تو میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے اس پر ایمان لاؤ تاکہ عذاب الٰہی سے بچ جاؤ یہ سنتے ہی مغرور اور منکر قریش ہنس پڑے کیونکہ ان کے نزدیک یہ ایک نامانوس صدا اور معمولی دیکھی بھالی آواز تھی ابولہب کو سخت طیش آیا اور کہا کہ تجھ پر ہلاکت ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا'' لوگ منتشر ہو گئے اور ابولہب کے جاتے ہی تبت یدا نازل ہوئی حضور کی یہ پہلی باطل سوز آواز

دیا تھی اک آگ اور بجلی کا کڑکا تھا جس نے انسان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگا دیا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

ایک تبلیغی دعوت

چند روز کے بعد آپ نے حضرت علی سے کہا کہ وہ دعوت کا سامان کریں یہ درحقیقت تبلیغ اسلام کا ایک ذریعہ اور پہلا موقعہ تھا غرض تمام خاندان عبدالمطلب مدعو کیا گیا حاضرین کی تعداد تقریباً چالیس تھی جب سب لوگ کھانا کھا چکے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا "میں تمہارے پاس وہ چیز لیکر آیا ہوں جو دین و دنیا دونوں کی کفیل اور رہبر ہے اس بار گراں کو اٹھانے میں کون میرا ساتھ دیگا۔" آپ کے اس پیغام حق سے ساری مجلس پر سناٹا چھا گیا مگر حضرت علی جو اس وقت آشوب چشم میں مبتلا تھے وہ اٹھے اور فرمایا کہ "گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور گو میں سب سے نوعمر ہوں تاہم میں آپ کا ساتھ دوں گا"، سب نے یہ حقیقت آموز اور حیرت انگیز منظر دیکھا اور ہنسی مذاق اڑا کر چلتے بنے۔

اسلام کی راہ میں پہلا خون

اب صدائے حق سے قریش برافروختہ اور تحریک اسلام کو دبانے کے لئے ہر طرح آمادہ و مستعد ہو چکے تھے ادہر رسول خدا صلعم نے عام طور پر علی الاعلان لوگوں کو توحید اور اسلام کی طرف لانا شروع کر دیا آپ لوگوں کے گھر جا جا کر ان کو توحید کی خوبیاں بتوں کی مذمت کرتے اور ان کی پوجا سے منع کرتے مجلسوں میں صحبتوں میں، میلوں میں بازاروں میں اور گلی کوچوں میں آپ توحید کا وعظ کرتے ہوئے نظر آتے۔ زناکاری، قمار بازی، دروغگوئی، قتل و غارت اور چوری ڈاکہ زنی سے روکتے۔ بھلا یہ ایسی باتیں تھیں کہ عرب کے سر پھرے وحشی بخوشی سن لیتے لہذا اس علانیہ سعی تبلیغ سے مسلمانوں کی مقدس اور قلیل جماعت پر مصائب و شدائد کا عام نزول شروع ہو گیا۔

آنحضرت صلعم نے ایک دن حرم کعبہ میں جاکر توحید کا اعلان کر دیا اب کیا تھا قریش کی خونخوار کیل اور جفاکاریوں کو دعوت سفاکی و ستم شعاری دینے کے لئے بس اتنی بات کافی تھی کیونکہ ان کے نزدیک حرم کی یہ سب سے بڑی توہین تھی۔ دفعتہ ہنگامہ برپا ہو گیا بھاگ دوڑ پڑ گئی اور ہر طرف سے لوگ آپ پر ٹوٹ پڑے حضور اکرم صلعم حارث بن ابی ہالہ کے گھر میں تھے ان کو خبر ہوئی دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کو بچانا چاہا مگر چاروں طرف سے ان پر بھی تلواریں پڑیں اور وہ وہیں جاں بحق ہو گئے۔

قریش کی مخالفت

اس موقع پر انسب اور اولیٰ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اس باب میں اپنے ناچیز خیالات اور تحقیق پیش کریں علامہ شبلی مرحوم کی سیرۃ النبی کے صفحہ ۱۹۹ سے ۲۰۳ تک لفظاً بلفظہ عبارت نقل کر دیں جو اس ضمن میں نہایت ہی جامع مانع تحقیق ہے:۔

پہلا سبب

ناتربیت یافتہ اور تند خو قوموں کا خاصہ ہے کہ کوئی تحریک جو ان کے آبائی رسم و عقائد کے خلاف ہو ان کو سخت برہم کر دیتی ہے اس کے ساتھ ان کی مخالفت محض زبانی مخالفت نہیں ہوتی اور ان کی تشنگی انتقام خون کے سوا کوئی چیز بجھا نہیں سکتی آج ہندوستان اس قدر مہذب ہو گیا ہے لیکن اب بھی کسی عام مسئلہ کی مذہبی مخالفت کی جائے تو اس زمین پر بارہا خون کا بادل برس چکا تھا۔

عرب مدت سے بت پرستی میں مبتلا تھا خلیل بت شکن کی یادگار کعبہ تین سو ساٹھ معبودوں سے مزین تھی جن میں ہبل خدائے اعظم تھا یہی بت ہر قسم کے خیر و شر کے مالک تھے پانی برساتے تھے۔ اولادیں دیتے تھے معرکہائے جنگ میں فتح دلاتے تھے خدا تو سرے سے نہ تھا یا تھا تو وجود معطل تھا۔

اسلام کا اصل غرض اس طلسم کو دفعۃً برباد کر دینا تھا لیکن اس کے ساتھ قریش کی عظمت و اقتدار اور عالمگیر اثر کا بھی خاتمہ تھا اس لئے قریش نے شدت سے مخالفت کی اور ان میں جن لوگوں کو جس قدر زیادہ نقصان پہنچنے کا احتمال تھا اسی قدر مخالفت میں زیادہ سرگرم تھے۔

قریش کا رئیس اعظم حرب بن امیہ تھا چنانچہ حرب فجار میں وہی سپہ سالار اعظم تھا لیکن حرب کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابوسفیان اس منصب عظیم کے حاصل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا تھا اس لئے ولید بن المغیرہ نے اپنی لیاقت اور اثر سے ریاست حاصل کی۔ ابوجہل اس کا بھتیجا تھا اور وہ بھی قریش میں امتیاز رکھتا تھا۔ ابوسفیان گو اپنے باپ کا منصب نہ حاصل کر سکا لیکن بنو امیہ کے خاندان کا سردار یہی تھا خاندان ہاشم میں سب سے زیادہ کبیر السن ابولہب تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا۔

قبیلہ سہم میں سب سے زیادہ با اثر عاص بن وائل تھا جو نہایت دولتمند اور کثیر الاولاد تھا۔ قریش کی عنان حکومت انہیں رؤسا کے ہاتھ میں تھی اور یہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی قریش اور اکابر مثلاً اسود بن مطلب۔ اسود بن عبد یغوث۔ نضر بن الحارث۔ امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط انہیں لوگوں کے زیر اثر تھے اور اس وجہ سے اعدائے اسلام میں ان کے نام ہر جگہ نمایاں نظر آتے ہیں۔

قریش کا یہ خیال تھا کہ نبوت کا منصب اعظم اگر کسی کو ملتا تو مکہ یا طائف کے کسی رئیس کو ملتا۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ

وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر قرآن کو اترنا تھا تو ان دو شہروں مکہ و طائف میں سے کسی رئیس اعظم پر اترتا (یعنی ولید بن ربیعہ یا ابو مسعود ثقفی)

عرب میں ریاست کے لئے دولت اور اولاد سب سے زیادہ اور سب سے پہلی اور ضروری شرط تھی اولاد کی نسبت اکثر وحشی قوموں میں (ہندوستان میں بھی) یہ خیال رہا ہے کہ جو شخص صاحب اولاد نہ ہو وہ عالم آخرت کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

ہندوؤں میں بھی یہ خیال ہے کہ اولاد کے بغیر انسان کو پوری نجات نہیں مل سکتی۔ قریش میں اوصاف مذکورہ کے لحاظ سے جو لوگ ریاست کا استحقاق رکھتے تھے وہ ولید بن المغیرہ۔ امیہ بن خلف۔ عاص بن وائل سہمی اور ابو مسعود ثقفی تھے۔ رسول اللہ ان اوصاف سے بالکل خالی تھے دولت کے اعتبار سے آپ کا دامن پاک تھا اور اولاد ذکور سال دو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہی۔

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

اعزا و اقارب سے برتاؤ

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین واتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب"

نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ پر آخرت پر فرشتوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور اپنا مال خدا کی محبت میں اپنے رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو دو اور لوگوں کی گردنیں غلامی کے عذاب سے چھڑاؤ"

دوسری جگہ خدائے قدوس فرماتا ہے یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل اے پیغمبر لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ خدا کے راہ میں کیا خرچ کریں تم انھیں بتا دو کہ نیکی اور نیکوکاری کے طور پر تم جو کچھ بھی خرچ کرو وہ تمہارے والدین رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے۔

قرآن کریم میں اسی مضمون و مطلب کی ایک اور آیت بھی موجود ہے:۔ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم اے لوگو اللہ ہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک اور سہیم نہ ٹھیراؤ اور ماں باپ رشتہ داروں یتیموں محتاجوں قریب و دور کے پڑوسیوں پاس کے بیٹھنے والوں مسافروں اور اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہو۔

غور کیجئے اور ان آیات کے فلسفہ کو سمجھئے کس شدت اور کس تواتر سے بنی نوع انسان کے ساتھ سلوک کرنے اور ان کی مصیبتوں میں کام آنے اور ان کی مدد کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے ساتھ ہی نہایت خوبی اور پوری حکمت و فطرت شناسی کے ساتھ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ خیرات کے طور پر روپیہ کس کس کو دینا چاہیے اور کس درجہ اور ترتیب کے ساتھ دینا چاہیے انسان کا سب سے پہلا اور سب سے اولیٰ تعلق ماں باپ کے ساتھ ہوتا ہے جو اُسے پرورش کرتے اور کمانے کے قابل بناتے ہیں ان کے بعد اعزہ کا درجہ ہوتا ہے کوئی چچا ہے کوئی ماموں کوئی باپ کا بھائی ہے اور کوئی ماں کا کوئی خالہ ہے اور کوئی پھوپھی اسی طرح بھائی بھتیجے بہن بھانجے اور ان سے ہٹ کر اور بہت سے رشتہ دار ہیں جن سے انسان کو یہی نہیں کہ تعلق ہوتا ہے بلکہ یہ ہم کے درد و دکھ میں بھی شریک ہوتے ہیں اور اسے ان کے ساتھ اور انھیں ان کے ساتھ محبت بھی ہوتی ہے اور وہ اس کا درد بھی محسوس کرتے ہیں اور نہ ان کا

ان کے بعد یتیمی کا درجہ رکھا ہے اور یہ رکھنا چاہیے اس لئے کہ گو یہ غیر ہوتے ہیں لیکن باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے باعث ان کا کوئی مالی وارث اور کوئی ذریعہ پرورش باقی نہیں رہتا عزیزوں کے بعد ہی ان کا درجہ رکھنے کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ یہ بالعموم کم عمر اور نابالغ ہوتے ہیں ان کی طرف سے بے توجہی برتی جائے تو ان کے بگڑ جانے اور سوسائٹی کے نظام میں نقص آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے دوسرے ذرا سی توجہ سے ان کے پڑھ لکھ کر ترقی کر جانے اور سوسائٹی کے ایک قابل قدر فرد ہونے کا بھی امکان اور قوی امکان ہے اس لئے اسلام نے ان کی امداد کو محتاجوں مسکینوں مسافروں، ناداروں بلکہ قید غلامی میں پھنسے ہوؤں کی امداد سے بھی اہم و اقدم رکھا ہے غیروں میں اولین توجہ کا مرکز انھیں ہی قرار دیا ہے کیونکہ موخر الذکر کی امداد پھر ایک انفرادی اور شخصی امداد کی حیثیت رکھتی ہے مقدم الذکر کی بڑی حد تک قومی امداد کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

رشتہ داروں سے انسان کو قدرتی طور پر ہمدردی ہوتی ہے اور یتامیٰ کی امداد سے قوم کو فائدہ پہنچتا ہے اس کے بعد محتاجوں کا درجہ ہے جن کے پاس خود رشتہ کا سامان ہی نہیں ہوتا اور کسی نہ کسی وجہ سے وہ سوسائٹی کی امداد و رعایت کے مستحق ہوتے ہیں ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو مسافر ہوں اور پاس کچھ نہ رہا ہو ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ یہ کما سکتے ہیں مگر محض اتفاقات کے شکار ہوتے ہیں نہ امداد انھیں اٹھا کر کھڑا کر دیتی ہے آخر میں وہ لوگ ہیں جو نادار ہیں مگر کسی کی گرفت میں گرفتار ہو گئے ہوں یا جنگی قیدی ہوں انھیں اگر روپیہ خرچ کر کے رہا کرا دیا جائے تو مصیبت و عذاب سے نجات مل جاتی ہے اور انسان کو ثواب ہوتا ہے۔

اسلام نے یہی نہیں کیا کہ وہ محض سرسری طور پر مستحقین کے درجے بتا کر خاموش ہو گیا ہو بلکہ اس نے صاف الفاظ میں تصریح کی ہے کہ نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کو منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ یعنی نماز پڑھ لو اور سمجھ لو کہ ہم اپنے فریضۂ عمل سے فارغ ہو گئے بلکہ یہ بھی ہے اور یہ نہایت اہم ہے کہ تم مستحقین کی امداد بھی کرو اور ان کی مصیبتوں میں کام آؤ اگر ایک انسان بھوک سے تڑپ رہا ہے چار پیسے خرچ کر کے اُسے مصیبت سے نجات دلا سکتے ہو تو یہ نہایت بےرحمی اور سنگدلی ہے کہ تم خاموش رہو اور اس کے تڑپنے کا تماشا دیکھتے رہو یہ ضرور ہے کہ آجکل دولت میں ایک قسم کی سنگدلی اور بےرحمی و قساوت پیدا ہو گئی ہے اور دولتمند غریب عزیزوں سے ملنے جلنے اور تعلق رکھنے کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں لیکن اسلامی انسانیت کا یہ اقتضا نہیں یہ کتنی بڑی شقاوت و سخت دلی ہو کہ جو دولت خدا نے دی ہے ہم اُسے ذاتی عیش اور اسراف و تبذیر میں اڑا دیں اور اپنے ہی جیسے انسانوں کے درد اور دکھ کی چنداں پرواہ نہ کریں جانوروں میں بھی تھوڑی بہت حس اور درد ہوتا ہے اس انسان اور پتھر میں کیا فرق ہے جو کسی کے درد اور دکھ کو اپنے قلب میں بالکل محسوس نہ کرے۔

اسلام نے یہ ہرگز نہیں کہا اور نہ مجبور کیا کہ تم اپنی دولت لا کر تقسیم کر کے

اسلام نے انسان کو اپنی دولت سے جائز استفادہ کی پوری اجازت دی ہے صرف یہ حکم دیا ہے کہ جائز مصارف کے بعد سال بھر میں جو روپیہ بچ رہے اس میں سے ڈھائی فیصدی کے حساب سے زکوٰۃ دیا کرو اور اس زکوٰۃ میں مندرجہ بالا ترتیب کو ہر وقت پیش نظر رکھو والدین کا ضرور استثنا ہے ان کو زکوٰۃ کے نام سے کچھ دینا مناسب نہیں اس لئے کہ وہ بہرکیف بزرگ ہیں اور ان کی امداد ہر حالت میں فرض ہے اس لئے جو کچھ صدقات و خیرات کے نام سے تم دینا چاہو اس میں بھی اس درجہ بندی اور اس ترتیب کو مد نظر رکھو آخر انسان کو ایک دن مرجانا ہے اور یہ جمع کی ہوئی دولت اس کے کسی کام آنے والی نہیں لیکن اگر اس کے مستحقین اور غرباء کی امداد میں خرچ کیا جاتا رہا تو دنیا میں بھی عزت و آرام سے رہو گے اور آخرت میں بھی سرخروئی حاصل ہوگی۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ اگر استطاعت نہیں ہے اور ضروریات سے کچھ باقی نہیں بچتا تو ایک چھوارہ ہی اللہ کے نام پر دو "کہ یہی تمہاری قبر کو روشن کرنے کے لئے کافی ہے ہم چند ثانیوں کے لئے خیرات و انفاق کے مذہبی پہلو کو نظر انداز کر کے اس کے محض دنیوی پہلو اور فلسفہ پر نظر ڈالتے ہیں تاکہ غیر مذاہب والے غور کر سکیں کہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی احکام کن حکمتوں اور کن مصلحتوں اور مفاد کے حامل ہیں۔ انسان مدنی الطبع ہے اور اسے جانوروں اور حیوانوں پر صرف اتنی ہی وجہ فضیلت حاصل ہے کہ یہ عقلی اعتبار سے ترقی کر سکتا اور مل جل کر رہ سکتا ہے جانور تنہائی میں گذارہ کر سکتے ہیں لیکن انسان کا کام دوسرے انسانوں کی امداد کے بغیر ہرگز نہیں چل سکتا۔ وہ کتنا ہی قوی دست، تنومند اور متمول ہو اُسے ہر قدم پر دوسروں کی امداد کی ضرورت لاحق ہوتی ہے ایک انسان بیمار ہوتا ہے یا اس کے چوٹ آتی ہے کہیں گر پڑتا ہے درد ہوتا ہے یا کسی مقدمہ میں پھنستا ہے تو اس کی امداد و اعانت کا خیال سب سے پہلے جن قلوب میں پیدا ہوتا ہے وہ اس کے عزیز ہی ہوتے ہیں۔ خیال کسی کو ہو یا نہ ہو لیکن درد عزیزوں ہی قلب میں پیدا ہوتا ہے اس کی مصیبت و علالت اور اس کے درد و کرب سے تڑپنے والے اور اس کی ہمت و قوت کو بڑھانے والے یہی عزیز ہوتے ہیں موت ہوتی ہے تو یہی اس کے غم کو بٹاتے اور اس کے آنسوؤں کے شریک بنتے ہیں اور خوشی ہوتی ہے تو یہی اُسکی خوشی میں اضافہ کرتے اور اُسے مبارکباد دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ اس درجہ ضروری اور مصیبت و درد میں شریک ہونے والے اور اس کے رنج و راحت میں اس کے کام آنے والے ہوں کیا ناشکری نہ ہوگی کہ یہ ان کے رنج و راحت سے بیگانہ رہے۔ وہ اگر ہاتھ پاؤں سے اس کی امداد کرتے ہیں تو یہ روپے پیسہ سے اس کے کام نہ آئے دوسرے اگر اس کے عزیز غریب ہوں گے تو اس کی اور اس کے خاندان کی سُبکی کا باعث ہوگا یہ کسی اور کے آگے ہاتھ پھیلائینگے تو اس میں اس کی بے وقری ہوگی اگر یہ روپیہ پیسہ سے ان کی امداد کرتا رہے گا تو وہ بھی درد اور ممنونیت دونوں جذبوں سے ہیک وقت مجبور ہو کر اس کی امداد و خدمت کے لئے تیار رہیں گے خاندان بڑا اور وسیع رہے گا اور دوسروں کو اُسے نقصان پہنچانے کی جرأت نہ ہوگی۔

پھر انسان کی حقیقی ضروریات اس دور میں کتنی ہی وسیع ہو جائیں پھر بھی زیادہ سے زیادہ ہزار روپیہ ایک انسان کی امیرانہ زندگی کے لئے ہر طرح کافی ہے لیکن جس کو نو ہزار روپیہ کا اور آمدنی ہو پانچہزار کی تو ڈیڑھ ہزار زکوٰۃ بھی نکال کر ایک سال میں اُس کے پاس اٹھاون ہزار سے زیادہ روپیہ بچ جاتا ہے آخر اتنی بڑی رقم سے اُسے سوائے اس کے کہ وہ اُسے فراہم کرتا رہے اور ایک دن اس خزانہ کو چھوڑ کر چلدے کیا فائدہ پہنچتا ہے مانا کہ اسکی اولاد دولتمند رہے گی لیکن اولاد کے لئے دولت چھوڑنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ وہ خود اُسے دولت پیدا کرنے اور روپیہ بنانے کا اہل چھوڑ کر مرے بہرکیف اسلام اس سے بھی نہیں روکتا مگر وہ یہ ضرور چاہتا ہے کہ اتنی بڑی دولت بیکار اور مقفل نہ پڑی رہے بلکہ اس میں سے کم از کم ایک مناسب حصہ ضرور ضرورتمندوں اور مستحقوں کے کام آتا رہا۔ چونکہ اپنی دولت سب کو پیاری ہوتی ہے اس لئے اسلام حکم دیتا ہے کہ البتہ اسے پیاروں ہی سے کرو اور سب سے پہلے انہی لوگوں کو دو جن سے تمہارا اخوت کا رشتہ ہے جنھیں تمہارا اندر دہے اور تمھیں ان کا تمہاری اس امداد سے تمہارے عزیز اور تمہارے خاندان والے بھی سنبھلے رہیں جو ترقی کر سکتے ہیں وہ تمہاری جزوی اعانت اور تمہارے سہارے سے ترقی کر جائیں اور اپنی حالت درست کر لیں اور جو کسی قابل نہیں ہیں ان کی زندگی تمہاری امداد کی بدولت آرام و سکون سے بسر ہو جائے اور کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ فلاں امیر کے عزیز فاقے کر رہے ہیں اور مصیبت میں گرفتار ہیں۔

ان کی ضروریات سے بچے تو یتیموں کی امداد کرو تمہارے قوم کی ترقی ہو اور یہ تمہارا سہارا لیکر عزت کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں پھر محتاجوں، مسافروں، سائلوں اور مصیبت زدوں کی امداد کرو اس سے تمہارے بغیر چاہے تمہاری شہرت بھی بڑھے گی تمہارے اعزاز میں بھی اضافہ ہوگا ان کی مصیبت کٹ جائیگی اور آخرت میں بے انتہا ثواب کے مستحق ہو گے جو لوگ اس ربانی ترتیب اور خدائی تعلیم کو فراموش کر کے اصراف و انفاق ان جائز منافذ کو بند کر دیتے ہیں وہاں دوسرے ناجائز منافذ سامنے آجاتے ہیں کہیں عیاشیوں میں روپیہ اڑتا ہے کہیں شراب و کباب پر ہزاروں ضایع ہوتے ہیں کہیں ناچ رنگ میں بکھیر ہوتا ہے کہیں حکام کے ڈنر اور بڑے بڑے لوگوں کی ضیافتیں ہوتی ہیں اور کبھی انتخابات میں ہزار ہا روپیہ میں آگ لگ جاتی ہے اور اگر جمع ہی رکھا جائے تو باپ نہیں تو بیٹے اُس سے ہی گلچھرے اڑاتے اور بہی کو تنگ کرتے ہیں خرچ ہوتا اور بہرحال ہوتا ہے اب یہ انسان کی سعادت کہ وہ انھیں کاموں میں خرچ کرے یا اسراف و تبذیر اور عیاشیوں اور لہو و لعب میں اڑائے جائز طریق سے خرچ ہوتا رہتا ہے تو دنیا میں بھی عزت بنی رہتی ہے اور اخروی سعادت بھی نصیب ہوتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ مسرت و شادمانی کے لطف بھی حاصل ہوتے رہتے ہیں اور ناجائز طریق پر خرچ ہوتا ہے تو افکار بھی بڑھتے ہیں پریشانیاں بھی انتہائی بڑھتی ہیں اور صحت بھی برباد ہوتی ہے اور آخرت کا عذاب بھی سہنا پڑتا ہے۔

انسان نیک کاموں میں اپنی دولت خرچ کرتا ہے تو اُسے ایک ایسی لازوال مسرت حاصل ہوتی ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی مسرت نہیں کر سکتی۔ راک فیلر اور فورڈ اور ایڈیسن جو لاکھوں روپیہ نہیں کروڑوں روپیہ اپنی زندگی میں خیرات کر گئے اور کرتے رہتے ہیں اس کی لذتیں اور مسرتیں تجربہ انھیں کا دل جانتا ہے ایک مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے اور کسی ضرورت مند کی ضرورت رفع کر دینے میں جو مسرت ہے اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی مسرت و سعادت بھی نہیں کر سکتی اعماق قلب سے مسرت و انبساط کے چشمے ابلتے ہیں اور

انسان پر ایک وجدانی کیف طاری رہتا ہے ہر انسان غور کر سکتا ہے اور غور کر سکتا ہے کیا اب غور کر رہا ہے کہ یہ سرمایہ داری اور قوم کے چند اشخاص کے پاس لاکھوں کروڑوں روپے کا اجتماع دنیا کے لئے سب سے بڑی لعنت ہے۔ ہزاروں اشخاص تو ایسے ہیں کہ ان کے پاس ان کی ضروریات زندگی کے لئے بھی سامان نہیں وہ جسم و جان کی بحالی کے لئے بھی چار پیسے کو ترستے ہیں اور چند کے پاس کروڑوں روپیہ بیکار پڑا ہے جوں جوں دنیا میں بیداری پیدا ہوتی جاتی ہے دولتمندوں اور سرمایہ داروں کے خلاف انسانی جذبات بھڑکتے جاتے ہیں اور اشتراکیت کا دور سرعت کے ساتھ قدم بڑھاتا چلا آتا ہے۔

یہ نتیجہ ہے اس کا کہ انسان دولتمند ہو کر خدا اور اس کے احکام سے غفلت برت رہا ہے اپنے غریب اور نادار بھائیوں کی عسرت اور مصیبت کی کوئی پروا نہیں کرتا انتہا یہ ہے کہ انھیں حقیر سمجھا جاتا ہے اور بوڑھے ماں باپ کی امداد اور حاجتمند مریضوں کی امداد کے لئے بھی تیار نہیں ہوتا آپ مہذب دنیا اور مہذب مغرب میں یہ عالم دیکھیں گے کہ ایک امیر لڑکا اپنے ضعیف باپ اور غریب بھائی کی امداد کو ضروری نہیں سمجھتا۔ کسی کی معذوری و مصیبت کسی مغربی امیر کو اس کی امداد پر ہرگز آمادہ نہیں کرتی بلکہ وہ امداد کرنے کے بجائے الٹا یہ فلسفہ چھانٹنے بیٹھ جاتا ہے کہ ایسے لوگوں کے زندہ رہنے ہی کی آخر کیا ضرورت ہے جو سوسائٹی پر بار ہوں اور دوسروں کی کمائی پر جن کی زندگی کا انحصار ہو۔ ایسے لوگوں، کمزوروں، ضعیفوں، معذوروں اور محتاجوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں مناسب یہی ہے کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے اور سوسائٹی کو ان کے سوالات اور ان کی امداد کے بار سے نجات دلائی جائے۔ شخصی امداد کا رواج کم سے کمتر ہوتا چلا جاتا ہے خیراتی اداروں اور انجمنوں کو شہرت اور نمود و نمائش کے لئے لاکھوں دیدیا جاتا ہے مگر ویسے کسی کی امداد نہیں کی جاتی۔

مغرب میں اپنے عزیزوں کی کوئی امداد بھی کرتا ہے تو حق سمجھکر ہرگز نہیں کرتا نہ اسے وہ اپنا فرض سمجھتا ہے بلکہ جو دیتا ہے وہ خیرات سمجھکر دیتا ہے پھر اگر کوئی اپنے عزیز تو رہے ایک طرف اپنے بوڑھے والدین کی بھی دستگیری نہ کرے تو وہ قابل الزام نہیں یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ کسی کو کچھ دے یا نہ دے خیال کرے یا نہ کرے لطف یہ ہے کہ اب بھائی بہن اور چچا ماموں کے سوا کسی کو کوئی اپنا عزیز ہی نہیں سمجھتا اور انھیں بھی عزیز صرف اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ وہاں کی لغت میں اس رشتہ کے الفاظ موجود ہیں۔ ایک ہی محلہ میں آپ کو بہنوئی سالا، بھتیجہ، بھانجا، اور دیگر رشتہ دار رہتے ہوئے ملیں گے لیکن اسے پتہ بھی نہ ہوگا کہ وہ کہاں ہیں کون ہے اور کس طرح ان کی زندگی بسر ہوتی ہے نہ انھیں اس کا پتہ ہوگا اور نہ اسے ان کا گویا باہم کوئی تعلق ہی نہیں نہ آنا اور نہ جانا نہ ملنا نہ جلنا۔ بالکل غیروں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں کسی پر نہ کسی کا حق اور نہ کسی کی خدمت و دستگیری فرض بالکل جانوروں جیسی زندگی ہے بچے پیدا کر دیئے اور الگ ہو گئے اس کے بعد کسی سے کوئی سروکار نہیں باہم ایک دوسرے سے سلام بھی نہیں لین دین تو بڑی بات ہے ایک دوسرے کو پہچانتا بھی نہیں بلکہ وہ لوگ مشرق والوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے دے دلا کر لوگوں میں کاہلی کا مادہ پیدا کر دیا ہے اور قوم میں سست اور نکمے آدمیوں کی تعداد بڑھا دی ہے

اسی بیگانگی اور بے درد تفرق نے ناخنوں سے گوشت جدا کر دیے ہیں

وہاں احباب ہی سب کچھ ہیں عزیزوں کی کوئی اہمیت نہیں جنھیں درد ہوتا ہے جن کا خون مصیبت دیکھکر انھیں جوش مارتا ہے وہ غیر ہیں اور جو کوئی تعلق نہیں رکھتے اور جنھیں نمائشی اور لفظی محبت ہے وہ سب کچھ ہیں جب حالت یہ ہے تو کیسی امداد اور اس کا حق! اب تو حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بیٹے جوان ہوئے اور ماں باپ سے بے تعلق ہو گئے اپنا پیسہ اور اپنا عیش کسی کو کسی کی محبت سے غرض نہیں کسی کو کسی کا درد نہیں عزیزوں کو کیا چھوڑا پورے حیوان بن گئے ہر شخص اپنی جگہ یوسف بے کارواں بنا ہوا ہے درد اور دردمندی سے کوئی سروکار نہیں آپ کنواں کھودنا ہو آپ پانی پینا جب عمر میں مستحقین ہی سے سلوک کرنے کی نوبت نہ آئے تو دوسروں کا درد کیا ہو سکتا ہے درد کی عادت ہی رفتہ رفتہ جاتی رہی ہے اور کسی مصیبت زدہ اور درد رسیدہ کو دیکھکر ان کے دل میں کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا ہمارے یہاں کے بنیوں کو بھی چونکہ کبھی کسی کے ساتھ سلوک کرنے کا موقعہ نہیں ہوتا اور بخل انھیں ایک پیسہ بھی کسی کو دینے کی اجازت نہیں دیتا اس لئے انھیں بھی دردمندی کی عادت نہیں ہوتی اور بے رحمی و شقاوت ان کے قلوب میں بھی جاگزیں ہو جاتی ہے۔

مغرب کی یہی ہوائیں ہندوستان پہنچ رہی ہیں اور یہاں کے امراء بھی غرباء اور نادار اعزہ کی ضرورتمندیوں سے غافل ہوتے چلے جا رہے ہیں یہ اسی کا ثمرہ ہے کہ جہاں پہلے امراء غریبوں کی مصیبت میں شریک رہتے ان کی ضرورتیں پوری کرتے اور ان کے رنج و دکھ کے شریک رہتے تھے امیر زادیاں اپنے محلہ کی غریب عورتوں اور بیواؤں کا خیال رکھتیں اور عسرت زدہ ماؤں کی بیٹیوں کی شادی پر چپکے سے سو پچاس نکال کر دیدیتی تھیں وہاں اب یہ حالت ہے کہ امیر و غریب دونوں دو اجنبی قوموں کی صورت اختیار کر چکے ہیں ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رہا امیروں میں جذبہ رحم سے کام نہ لینے کے باعث بیرحمی، سرد مہری شقاوت اور سنگدلی بڑھ گئی ہے انھیں کسی غریب سے کوئی سروکار نہیں رہا زیر دیوار کوئی غریب مر جائے کوئی رات دن تڑپے فاقوں سے ایڑیاں رگڑتا رہے لیکن انہیں خیال بھی نہیں ہوتا غریب لوگ بھی انھیں اپنے سے ایک علیحدہ ہستی خیال کرتے اور ان سے بالکل جدا رہتے ہیں کسی ظاہری رعب سے ڈرنا اور بات ہے لیکن جو اثر غریبوں پر پہلے امیروں کا ہوتا تھا وہ اب کہیں دکھائی نہیں دیتا نہ وہ ہمدردی ہے اور نہ درد اور ہو بھی کیوں۔

جب باہم تعلق ہی نہیں رہا رشتے ہی ٹوٹ چکے ملنا جلنا ہی نہیں رہا تو اب ہمدردی کا ذکر کیا! اس بیرحمی اور سنگدلی نے نظام عالم کی بنیادیں ہلا کر رکھدی ہیں اور دونوں اپنی اپنی جگہ تبدیلی کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہیں نہ ضرورت کے وقت امیر کو غریب رشتہ داروں کے ہاتھ پاؤں کی امداد ملتی ہے اور نہ غریبوں کو ان سے روپیہ پیسہ کا کوئی سہارا ہے مادیت کا دور ہے الحاد کی ہوائیں چل رہی ہیں اور ایک کے خلاف ایک اپنے دانت تیز کر رہا ہے اور شرف انسانیت کا گلشن پڑا اجڑ رہا ہے غریب امیروں کے خلاف منظم ہو رہے ہیں اور دولت کی مساوی تقسیم اور بالشویزم کی تحریک زور پکڑتی چلی جا رہی ہے اور پکڑنا چاہیے آخر دولت اس لئے تو نہیں ہے کہ وہ چند امیروں کے خزانوں میں مقفل ہو کر رہ جائے چار آدمی کروڑوں کے مالک ہوں اور عیاشیوں میں لاکھوں روپیہ اڑائیں اور لاکھوں آدمی روٹیوں کو ترستے رہیں اسلام نے ہرگز ایسا نہیں کیا اس نے فطرت انسانی

کو سمجھا اور اس قسم کے جھگڑوں کے سد باب کے لئے ایسے قواعد وضوابط مرتب کئے کہ امراء کی دولت مستحقین میں تقسیم ہوتی رہے اور کسی کو کسی کے خلاف شکایت کا موقع نہ ملے۔ اسلام انسانی آسائش قومی امن ملکی مقتضیات اور انسانیت کے شرف کا لحاظ برابر رکھتا چلا گیا ہے وہ چاہتا ہے کہ انسان امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کرے سب مل جل کر رہیں ایک دوسرے کی امداد کرتا رہے اور جو جس کی استطاعت میں موجود کرے وہ اولین مستحق امداد اسی کو قرار دیتا ہے جو خون کے رشتہ کی رو سے اس کا سب سے قریبی رشتہ دار ہے اور جس کی فارغ البالی سے اسے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے ہر موقعہ اور ہر حکم میں آپ کو انسانی اور قومی مصلحتیں جلوہ فرما نظر آئینگی اس نے اس وحشت کو کبھی گوارا نہیں کیا کہ انسان انسان ہو کر اپنے مصیبت زدہ اور ضرورتمند عزیزوں کی امداد سے محروم ہو جائے اور یہ تو "ہل جزاء الاحسان الا الاحسان" کا معاملہ ہے کوئی کسی طرح امداد کرتا ہے اور کوئی کسی طرح۔

یہ بھی محض اتفاق ہے کہ آج ایک انسان مالدار ہے اور دوسروں کی مالی امداد کی ذمہ داریاں اس پر عائد ہو رہی ہیں بخلاف ازیں یہ غریب اور دوسرا مالدار ہوتا تو اس پر بھی یہی ذمہ داریاں عائد ہوتیں اسلام نے دولت کو بیکار رکھنے کے لئے نہیں عطا کیا اور صاف طور پر حکم دیا کہ اسے مستحقین پر خرچ کرو خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ اپنی جائز ضرورتوں پر ضرور روپیہ خرچ کرو عیش کرو آرام کرو مگر جو کچھ بھی کرو وہ نمود و نمائش اور فخر و تکبر کے لئے نہ ہو بلکہ ذاتی آرام و آسائش کے لئے ہو جو انسان صرف اپنی ہی ضروریات کا خیال رکھے اور اپنی دولت سے کسی کو فائدہ نہ پہنچائے اس کے لئے سخت وعید آئی ہے۔ یورپ میں سرمایہ پرستی اور دنیا میں موجودہ تاجروں کے خلاف جو جذبہ پیدا ہو رہا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ لوگ دیکھتے ہیں کہ ہم تو شبانہ روز محنت کر کے بھی فراغت و اطمینان کی زندگی بسر کرنے سے محروم ہیں لیکن یہ سرمایہ دار ہیں کہ دن بھر پڑے اینڈتے رہتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ روپیہ لئے بیٹھے ہیں جو نہ ان کے کام آتا ہے نہ دوسروں کے اگر اسلامی احکام کے مطابق زکوٰۃ صدقات اور صدقات کے مناسب ذریعہ یہ روپیہ اپنے خزانوں سے نکلتا اور غرباء کو تقسیم ہوتا رہتا تو کبھی ان کے قلوب میں ان کے خلاف جذبہ غضب پیدا نہ ہوتا بلکہ الٹی ممنونیت کی نگاہیں ان کی طرف اٹھتیں۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کا بھی یہی مدعا ہے نماز روزے سے خدائے قدوس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اس سے مقصد محض یہ ہے کہ انسان کے دل و دماغ کی تربیت ہوتی رہے وہ اپنے خالق اکبر کی تسبیح و تہلیل سے اپنے نفس کو پاک کرے اس کا شکریہ ادا کرے اور اس کے سامنے سجدے میں گرے اس طرح اس کے دل میں کسی برتر و اعلیٰ ہستی کی بازپرس کا خیال راسخ رہے گا اور اس خوف سے وہ خود بھی صراط مستقیم سے نہ ہٹ سکے گا اور دوسروں کی مصیبتوں کا بھی خیال رکھیگا اور اس طرح سب کو فائدہ پہنچتا رہے گا بعض لوگ صرف صوم و صلوٰۃ ہی کو بہت بڑا اور واحد نیک کام تصور کر کے نیک ہو جاتے ہیں لیکن خدائے قدوس انھیں بتاتا اور ان پر واضح کرتا ہے کہ تم اس وقت تک نیک نہیں ہو سکتے جب تک اپنی محبوبات کو خدا کی راہ میں نہ صرف کرو روپیہ کلید عیش ہے اس لئے انسان کو اس سے محبت ہوتی ہے اور اسی کے خرچ پر نیکی کی تکمیل منحصر ہوتی ہے۔

صوم وصلوٰۃ کی پابندی میں ہاتھ سے کوئی چیز نہیں جاتی لیکن محنت کی کمائی خرچ کرتے سب کو درد آتا ہے اسی لئے حکم ہے کہ روپیہ خرچ کرو اور اسے سب سے بڑی نیکی سمجھو کیونکہ اس سے دوسروں کے مصائب ونوائب بھی دور ہوں گے تمہارے اندر انسانیت کا جذبہ بھی ترقی کرے گا اور جب خدا کی خوشنودی کے لئے تم اسے خرچ کرو گے اس کی عظمت بھی تمہارے قلوب میں راسخ ہو گی نیز دنیا و آخرت کی نعماء تمہارے حصہ میں آئینگی۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ روپیہ اور دولت کے خیرات کرنے کا حکم موجود ہے اور ہر جگہ یہ تصریح موجود ہے کہ پہلے اپنے رشتہ داروں کو دو کہ رشتہ داروں کے دینے سے تمھیں بھی فائدہ پہنچے گا اور تم سمجھو گے کہ تمہارا مال تمہارے گھر ہی میں رہا تمہارے عزیزوں ہی کو ملا ان کے بعد دوسروں کے دینے کا حکم آیا ہے۔ وات ذی القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا "اے پیغمبر رشتہ داروں غریبوں اور مسافروں کو ان کا حق پہنچاتے رہو اور دولت کو بیجا خرچ نہ کرو۔"

ایک اور جگہ حکم ہے وات ذی القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ذلک خیر للذین یریدون وجہ اللہ واولئک ہم المفلحون "اے پیغمبر اپنے رشتہ داروں کو ان کا حق دیتے رہو اور محتاج اور غریبوں کو بھی جو لوگ خدا کی خوشنودی اور رضاجوئی کے آرزومند ہیں ان کے لئے یہی بہتر ہے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"

ان آیات میں تخاطب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف ضرور ہے لیکن تخصیص نہیں جس کے ثبوت میں وہ آیات بینات موجود ہیں جو ہم ابتدائے باب میں پیش کر چکے ہیں ان آخری آیات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ امیروں کے مال میں غریبوں کا حق معلوم ہے دوسرے یہ کہ خیرات اور نیکی کا مرادف ہیں بیجا خرچ نہ کرنے کا حکم ہے یعنی اتنا ہی دو جتنی کہ استطاعت ہو بعض لوگ خدا پرستی کے جذبے میں اتنے سرشار ہو جاتے ہیں کہ وہ گھربار تک اللہ کی راہ میں لٹا بیٹھتے ہیں یہ درجہ عشق ہے اور یہ لوگ خدائے قدوس کے عاشق ہیں ان کا یہ جذبہ ہر طرح قابل تعریف ہے لیکن خدا چاہتا ہے کہ تم بھی آرام کرو اور دوسروں کی مصیبتیں بھی رفع ہوتی رہیں اس لئے منشاء یہ ہے کہ دینے میں جہاں تک ہو سکے استطاعت کا خیال رکھو۔

انسانیت کا شرف یہی ہے کہ اس کے مال میں کم و بیش سب کا حصہ ہو صرف اپنا ہی پیٹ بھرنا اور اپنی ہی ضروریات کی نگہداشت کرنا تو جانوروں کو بھی آتا ہے کمال نیکی یہی ہے کہ انسان خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے آپ بھی آرام سے رہے اور اپنے ابنائے جنس کے آرام کا بھی خیال رکھے پھر اس انفاق و اصراف کو خوشنودی معبود کا خاص ذریعہ اور حصول فلاح کا خاص طریقہ بتایا جب ہم اس کے بندوں اور مجبوروں اور معذوروں کا خیال رکھیں گے تو ضرور وہ خوش ہو گا اور اس کا ثواب بھی ہمیں لازماً ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رشتہ داروں اور اعزا و اقربا کے ساتھ سلوک کرنیکی بہم اور تواتر کے ساتھ ہدایت فرمائی ہے چنانچہ بخاری و مسلم میں ایک حدیث ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسألہ فی اثرہ فلیصل رحمہ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ خدائے قدوس اس کی روزی اور اسکی عمر میں برکت و ترقی عطا کرے تو اسے لازم ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرتا رہے۔

حضرت عیاض بن حمار سے یہ حدیث مروی ہے اہل الجنۃ ثلثۃ ذو سلطان مقسط متصدق موفق ورجل رحیم رفیق القلب لکل ذی قربیٰ و مسلم وعفیف متعفف ذو عیال "جنتی تین قسم کے ہونگے

عمل پیرا ہو، بادشاہ لوگوں کے ساتھ احسان نیکی اور بھلائی کرنے والے دوسرے نرم دل اور مہربان آدمی جو ہر رشتہ دار اور ہر مسلمان کے ساتھ خلق و کرم سے پیش آتے ہوں، تیسرے وہ بال بچوں والا آدمی جو حرام سے بچتا ہو اور اپنے اظہار فقر سے شرم کرتا ہو۔

اس سے بھی زیادہ زور اور شدت ملاحظہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدفعہ صاف طور پر فرمادیا کہ لا یدخل الجنۃ قاطع رحم (جو شخص قرابتداروں سے تعلق ترک کرے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا) ان احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اسلام نے اپنے قرابتداروں رشتہ داروں اور کنبہ والوں کے ساتھ حسن سلوک کی شدت کے ساتھ تلقین کی ہے اور کتنا زور دیا ہے اسی کو فلاح دارین اسی کو خوشنودی رب قدیر اور اسی کو روزی اور عمر میں برکت و ترقی کا ذریعہ بتایا ہے اور یہ بات عقلاً بھی درست معلوم ہوتی ہے جب ہم عزیزوں اور غریبوں کا خیال رکھتے ہیں تو ہمارا خیال بھی ضرور رکھا جائے گا۔ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہم دنیا میں جن کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں وہ ہماری بہی خواہی کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ غدر کی مصیبت میں حکومت کا ساتھ جن لوگوں نے دیا حکومت کی طرف سے انھیں بڑی بڑی جاگیریں عطا ہوئیں جب دنیوی بادشاہوں کا یہ اصول عمل ہے تو وہ دین و دنیا کا شہنشاہ ہمارے ساتھ جتنا بھی کرم کرے اور جس طرح بھی ہمیں نوازے مختار ہے نہ بدلہ دیگا اور ضرور دیگا۔

بعض خدا ناترس اور خدا ناشناس کہدیا کرتے ہیں کہ دولت ہماری ہے روپیہ ہمارا ہے ہمیں اختیار ہے کہ ہم اسے جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ اور جہاں چاہیں لٹائیں لیکن اگر انسان بالکل بے لگام ہو جائے اور ہر معاملہ میں اور ہر معاملہ میں اسی کی منشا کے مطابق عمل ہونے لگے تو دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو کر رہجائے اور نیکی و بدی میں کوئی امتیاز ہی قائم نہ رہے۔ لواطت۔ زنا۔ خودکشی۔ عیاشی ہر چیز جائز ہوجائے وہ کہے کہ صاحب آپ کون ہیں میرا گھر ہے میں تو بیٹھکر شراب بناتا ہوں۔ میری اولاد آپ روکنے والے ہوتے کون ہیں میں تو اس کے گلے پر چھری پھیرتا ہوں۔ میری بیوی ہے میں تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کئے ڈالتا ہوں میرا جسم ہے مجھے اختیار ہے میں تو برہنہ پھرتا ہوں۔ میری زبان ہے میں تو کھڑے ہو کر ہزار گالیاں روزانہ دیتا رہوں گا۔ میرا گھر ہے میں تو اس میں آگ لگائے دیتا ہوں غالبًا اس کے ان دلائل کو کوئی بھی تسلیم نہ کریگا اور خودکشی یا اپنے بچہ کو آپ قتل کر ڈالنے کی سعی کے جرم میں فوراً اس کے ہاتھ ہتھکڑیاں ڈالدی جائینگی وہاں "میری اپنی جان" "میرے اپنے بچہ کا عذر" مسموع نہ ہوگا دل تو کہتا جائے گا کہ جب ہر انسان آپ ہی اپنی مرضی کا مالک بن بیٹھا پھر ہمارے حکمرانی کی ضرورت ہی کیا رہی تو میں، قومیں اس طرح لڑ کر ختم ہو جائینگی اور دنیا میں ایک طوفان برپا ہو جائے گا جب تک تم راہ راست پر ہو جب تک خود تمہاری مرضی کو بھی کچھ دخل ہے اور جب تم اس راہ سے ہٹے اور سارے قانون کی زد میں آئے تو سیدھے سیدھے بڑے گھر بھیجدیئے جاؤ گے۔

اسی طرح دین اور دنیا دونوں کا بادشاہ ہے وہ تمہارے لئے آئین بناتا ہے اگر تم ان آئین کی خلاف ورزی کروگے تو ضرور سزا پاؤگے اسی طرح جس طرح کہ دنیا میں تمھیں تمہاری غلطیوں پر سزائیں دی جاتی ہیں جس طرح دنیا میں افراد کی جان اور افراد کا مال درحقیقت ملکیت ہے قوم کی اور قوم کے حکمران افراد کے قوائین ملک یا ہند کا اس پر لازم ہے اسی طرح ہماری جان اور ہمارے مال کا مالک حقیقی ہے خدائے واحد و خلاق کے

اس کے قوانین و احکام کی پابندی ہم پر لازم ہے ملک میں قحط پڑتا ہے یا سیلاب سے مصائب نازل ہوتے ہیں یا جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں تو بادشاہ وقت اپنی رعایا کے مالداروں اور جوانوں کو امداد کے لئے مجبور کرتا ہے اور سب کو روپیہ اور جان سے سلطنت و ملک کی خدمت کرنی اور بلا عذر کرنی ہی پڑتی ہے اس وقت یہ عذر کام نہیں دیا کرتا کہ آپ ہیں کون ہماری دولت ہے ہم نہیں دیتے ہماری اپنی جان ہے ہم اسے ضایع کرنے پر آمادہ نہیں آپ آمادہ ہوں یا نہ ہوں لیکن آپ کو سلطنت کی مرضی کے آگے سر جھکانا ہی پڑے گا۔

یہی اور بالکل یہی صورت خدائے قدیر و توانا کی ہے وہ ہمارا اور ہماری ہر چیز کا مالک ہے اگر وہ حکم دیتا ہے کہ تم رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرو میرے غریب بندوں کی دستگیری کرو اور مصیبت زدوں کی امداد کرتے رہو تو پھر تمھیں انکار و اعتراض اور چہ میگوئی کا کوئی حق حاصل نہیں اور اگر کروگے تو خود خسارے میں ہی رہوگے اور اس گستاخی و انکار کی سزا بھی پاؤگے آخر انسان ہے جب یہ دیگر امور میں دوسروں کی امداد کا محتاج ہے تو یہ کیوں دوسروں کی امداد نہ کرے اور ان کے کام نہ آئے جب ہمارے پاس ہماری ضرورت سے زیادہ دولت موجود ہے تو اسے خزانوں میں بند رکھنا اور ابنائے جنس پر خرچ نہ کرنا ایک قومی جرم ہے ہم آج ایک لاکھ روپیہ قمار بازی کی نذر کردیتے ہیں۔ بادی النظر میں تو یہ ہمارا روپیہ تھا ہم نے اڑا دیا اور کسی کو اس پر معترض ہونے کی ضرورت نہیں لیکن کیا اس سے قومی دولت کو نقصان نہ پہنچا اگر یہی روپیہ تعلیم پر خرچ ہوتا تو قوم کو کتنا فائدہ پہنچتا۔ ہماری دولت کا بہترین مصرف یہی ہے کہ وہ ہمارے کام آئے اور ہم اپنے بعد اسے اپنے رشتہ داروں پر خرچ کریں اگر اسلامی احکام کی اتباع میں ہر شخص اپنے محتاج اور معذور رشتہ داروں کی امداد کو اپنا شعار عمل بنالے تو قوم و حکومت لاکھوں یتیموں اور محتاجوں کی پرورش کے بارسے نجات حاصل کرسکتی ہے اور انتظام میں بھی سہولت پیدا ہوسکتی ہے قوم میں سکون اور اطمینان کے جذبات بھی ترقی پذیر ہوسکتے ہیں اسلام بحالت صحت و فراغت کسی کی دستگیری کی حمایت نہیں کرتا اور وہ یہ کہتا ہے کہ ہٹے کٹے اور کماتے کھاتے لوگوں کو دیکر انھیں سست اور نکما بنایا جائے البتہ وہ ضرور اس کی تاکید کرتا ہے اور شدت کے ساتھ کرتا ہے کہ اپنے محتاجوں اور غریب رشتہ داروں کی جائز ضروریات کو ضرور پیش نظر رکھو اور انھیں بھوکا نہ سونے دو۔

اسلام کی تمام تعلیم بنی نوع انسان کے مفاد اور انسانیت کی اعلیٰ تر قیوں پر مبنی ہے غریبوں مصیبت زدوں، دردمندوں، محتاجوں، یتیموں اور غریب عزیزوں کی امداد و اعانت کی جتنی اصلی اور اصولی تعلیم اسلام میں دی گئی ہے ایسی کسی مذہب میں نہیں ملیگی عزیزوں اور قرابتداروں کے سلوک پر بھی بے انتہا زور دیا گیا ہے ایک حدیث قدسی کا مضمون ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا نام اللہ ہے میرا نام رحمٰن ہے میں نے رحم کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے جو اسے ملائیگا میں اسے ملاؤنگا اور جو اسے قطع کریگا میں اسے قطع کرونگا" طبرانی میں ہے کہ جن لوگوں میں کوئی شخص قاطع رحم موجود ہے وہاں رحمت کے فرشتے کا گذر نہیں ہوتا اور دیکھئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کوئی گناہ ایسا نہیں جسکی سزا دنیا اور آخرت میں جلد از جلد دی جائے البتہ سرکشی اور قطع رحم کی سزا دونوں جگہ جلد از جلد ملتی ہے۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نیکی اور صلہ رحمی کا ثواب بہت جلد عنایت کیا جاتا ہے اور سرکشی اور قطع رحمی کی سزا بھی بہت جلد ملتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ اگر احکام اسلام کا اتباع کیا جائے تو ثواب بھی

جائیگی یہاں قدم قدم پر عظیم مصالح اور وسیع فوائد کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہ راز بتائے گئے ہیں جنھیں کرکے انسان دنیا و آخرت دونوں جگہ فوز و فلاح کی زندگی بسر کرسکتا ہے۔

تمام ازجانب عطا سزا ہو اور دنیا ہی میں اس کا بدلہ مل جاتا ہو اور اگر ان سے اعراض کیا جائے تو سزا بھی دنیا ہی میں مل جاتی ہے اسلامی تعلیم کا مقابلہ دوسرے مذاہب کی تعلیم سے کرنا ہو تو دیکھو تو اتمام ...

علم اور دین کی معرکہ آرائی

(نوشتہ علامہ سید نذیر الحق صاحب قادری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

باوجود ایجاد و اختراع کے یورپ عارف باللہ کیوں نہیں

یہانتک جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذہب و سائنس ایک ہی چیز ہے اور یہ کہ سائنس اور فلسفہ معرفت الٰہی کا ذریعہ نہیں مگر یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ بات ہے تو یورپ کے ملحد اور دہریئے کیوں خدا کی ہستی کے منکر اور ننگ انسانیت ہیں اگرچہ میں سوال پر شروع ہی سے روشنی ڈالتا اور جواب دیتا چلا آیا ہوں اس لئے علیحدہ اس عنوان کی ضرورت نہ تھی لیکن میں اس عنوان کے ماتحت مزید اہتمام کے ساتھ ایک بدیہی نقص دکھانا چاہتا ہوں جس سے مسلمانوں کو بھی ایک اعلیٰ سبق ملتا ہے اس لئے اس عنوان کی ضرورت پیش آئی وھو ھذا۔

انسان کی تکوین میں قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ نے دو متناقض قوٰی شامل کئے ہیں عقل اور نفس عقل کا کام ہر بھلی بری چیز کی برائی بھلائی دریافت کرنا ہے جو حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہو سکتی اس کا محل قلب اور بعض محققین کے نزدیک دماغ ہے۔ نفس کا کام خواہش اور ان چیزوں کی لذت حاصل کرنا ہے جس سے زندگی قائم رہتی ہے جیسے کھانا پینا اور اس کا محل جگر ہے ایک تیسری چیز جو اصل ہے جس کو قلب کہا جاتا ہے اس کا کام محبت کرنا۔ دشمنی کرنا اور ارادہ کرنا ہے ان تینوں کے کام بدون ایک دوسرے کے پورے نہیں ہوتے جس کی عقل نفس پر غالب ہوا اس کے سب کام درست ہوتے ہیں جس کا نفس غالب ہوا اس کے سب کام بگڑ جاتے ہیں اور جس کا قلب ان دونوں پر غالب ہوا تو اگر خیر کی طرف جھکا تو سبحان اللہ کیا کہنا دین و دنیا دونوں کی کامیابیوں اور فائز المرامیوں سے شاد کام ہوا اور اگر کہیں شر کی طرف جھک پڑا تو آخرت کی تمام سعادتیں گئیں غرض قلب کی بھلائی اور برائی عقل و نفس کے سبب ہوتی ہے اس لئے قلب کی حفاظت سعادت مند انسان کا سب سے پہلا اور اہم فرض ہے۔

اگر انسان عقل و نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دے تو یہ اس کی تباہی کا باعث ہوگا اسی طرح ان دونوں کا مقید کر دینا بھی اسے برباد کر دیگا۔ اگر عقل کو آزاد چھوڑ دیا جائے اور نفس پر مذہب کی پابندیاں عائد کر دی جائیں تو اس سے کمال انسانیت کا ظہور ہوتا ہے لیکن جب ان دونوں کو آزاد کر دیا جائے تو دونوں کا تصادم انسانی زندگی کو حیوانی اور شہوانی کشمکش کی رزمگاہ بنا دیتا ہے۔ نفس عقل پر غالب آ کر انسانیت کے شرف و امتیاز کو خاک میں ملا دیتا ہے اور انسان سراسر حیوانوں کی طرح نفس کا محکوم ہو جاتا ہے۔ انسانی لذت و سرور میں منہمک ہو کر اپنی عاقبت کو برباد کر لیتا ہے۔

اسلام نفس کو ایک حد کے اندر مقید کرتا ہے اور عقل کو آزاد رکھکر اس کے نشو و نما کی حمایت کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ نفس انسانی تخمیر میں اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ انسان کے لئے وجہ نشاط ہو اور عقل اس لئے ودیعت کی گئی ہے کہ اسے نفسانیت کے اندھے کنوئیں اور کیف نشاط کی خود کشانہ حرکات سے بچائے گویا عقل نفس کا محافظ ہے عقل کی نفس پر نگرانی اور حفاظت کی حیثیت ایک غیر مسلح رہنما ہادی کی ہے جب نفس سرکش عقل کی بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے تو عقل اس کے راستے سے الگ ہٹ جاتی ہے۔ یورپ نے عقل و نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے اس لئے انکی قوت فکریہ ترقی معکوس کر رہی ہے اور اس کی "تفکیر" پر وہ نتیجہ مرتب نہیں ہوتا جو ایک مومن متفکر کو ہونا چاہیئے یہی وجہ ہے کہ مغربی تمدن قوموں کی زندگی کے ساتھ موت لئے ہوئے ہے اور اس کی "سمیت" سے انسانیت کے اعضا مسموم ہو رہے ہیں۔

عقل اور نفس کے تصادم کے نتائج

مغرب کے تمدن حاضرہ نے چونکہ عقل اور نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے اس لئے مغرب کی سرزمین پر مذہب اور اخلاق دونوں کا قتل عام ہو رہا ہے مغرب کی طرف سے جہاں عقل کی بدولت مفید ایجادات و انکشافات کی مدنیت نواز رو چلی آ رہی ہے وہاں ساتھ ہی آزاد نفس کے عالم آشوب دہانے سے حیوانیت و شہوانیت کا وہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بھی چلا آ رہا ہے جس کی موجیں قصر اخلاق کی بنیادیں ہلا ہلا دے رہی ہے اور جس میں امن عالم کا بیڑا ڈوبتا دکھائی دے رہا ہے روح مذہب و اخلاق دنیا کو صحیح معنوں میں دار عمل بنا دینے پر مصر ہے مگر آزاد نفس اسے ایک ایسے عشرتکدہ میں تبدیل کر رہا ہے جس میں نفس کا عریاں رقص ہر متنفس کو دعوت طرب دے رہا ہے۔

موجودہ مدنیت کے عالم افروز حسنات جہاں جہل و اوہام کی تاریکی دنیا سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر دور کر رہی ہے وہاں اس کی ظلمت آمیز روشنی کے ساتھ ساتھ اس کے سیئات بھی انسانیت کا منہ کالا کر رہے ہیں اگر موجودہ اخلاق سوز تمدن اسی سرعت کے ساتھ ترقی کرتا رہا اور دنیا کی قومیں اندھا دھند اس کا خیر مقدم کرتی رہیں تو غالباً ایک صدی کے بعد دنیا میں ایک بھی ایسا حیوان ناطق دستیاب نہ ہوگا کہ اسکو صحیح معنوں میں انسان کہا جا سکے۔

مغربی تمدن کی تباہ کاریاں

جن سحر خوردہ مسلمانوں کی آنکھیں موجودہ تہذیب و تمدن کی ظاہری چمک دمک اور ٹیپ ٹاپ سے نور بصارت و بصیرت کھو چکی ہیں جو دن رات انگریزی طرز معاشرت کے گیت گایا کرتے ہیں اور اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں اور جو یورپ کے آتشدانوں سے نکلی ہوئی ناری روشنی کے سامنے یثرب کی قلوب و ارواح کو منور کرنے والی نوری روشنی کو بھول بیٹھے ہیں ان کو یہ عنوان ذرا آنکھیں کھول کر پڑھنا چاہیئے۔

نفس نے جو عقل پر ادھار کیا ہے اس سے دنیا چیخ اٹھی ہے انسانیت مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہی ہے مغربی تمدن نے دنیا کو شر و فساد سے بھر کر ایک جہنم کدہ بنا دیا ہے مفاسد و نواحش کا مادہ طبیعتوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے جدید اسلحہ کی ایجاد نے دلوں سے نیکی اور رحم کی جڑیں کاٹ دی ہیں یورپ کا تمدن زرد مریض

فرطِ انبساط اور سرور و نشاط سے اندھا ہوگیا ہے اور کیف غنودگی نے اسے بھیڑیا صفت انسان بنا دیا ہے اطراف عالم میں حسد، بغض، خود غرضی و خود نمائی، ظلم و ناانصافی اور فسق و فجور کے آتشین ذخائر میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور ایک انسان دوسرے انسان کے خون کا پیاسا بن رہا ہے یہ اس لئے کہ آزاد نفس عیش و عشرت کا اس قدر دلدادہ ہوگیا ہے کہ مدنی زندگی حد سے زیادہ گراں بار ہوگئی ہے اور ضروریات زندگی کے دفتر کو طویل اور عمر و عیار کی زنبیل بنا دیا ہے اگر ایک تمدن زدہ مریض کو تمام دنیا جہان کی دولت اور اسباب راحت مل جائے تو یہ بندۂ زر کبھی بس نہ کرے۔ تو چونکہ ضروریات زندگی میں اضافہ ہوگیا اور ہو رہا ہے اس لئے نفس کی تسکین اور ضروریات زندگی فراہم کرنے کے لئے تہذیب و تمدن کے بیوپاریوں کو اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا کہ ابنائے جنس کی آزادی سلب کرکے ان کی جائداد و املاک پر قبضہ کریں دنیا کی کمزور اور ضعیف قوموں کے پیدائشی حقوق غصب کرکے ان کی دولت اور ذرائع دولت پر ڈاکہ ڈالیں اور اپنی زندگی کے لئے درماندوں کو فنا کر دیں یا ان کو زندہ درگور رکھ کر ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیں مگر اپنا دہنِ آز اور شکم دوزخ بھر لیں لیکن پھر بھی "ہل من مزید" ہی کا نعرہ مارتے رہیں۔

تمدن جدید کی سب سے زیادہ خطرناک پیداوار عورت ہیں یعنی "مغرب کی عریاں عورتیں" ہیں جنہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مردوں کے جذبات رقیق کرکے ساری دنیا کو "مخنث آباد" بنا کر ابن نسل انسانی کو فسق و فجور کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں غرق کرکے رہینگی۔

مغربی تمدن نے ہر بےحیائی کو ایک آرٹ بنا دیا ہے ہر برائی کو جائز اور مباح کر دیا ہے اور ہر بداخلاقی و بےشرمی کو تہذیب کا جزو قرار دیدیا ہے ہر تمدن زدہ مریض اپنی بقا اور تسکین نفس کے لئے دوسروں کے حقوق غصب کر لینے کو بہادری سمجھتا ہے۔ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے دوسروں کی روزی چھیننے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا اور ہر طرف خانہ جنگی، غدر و بغاوت، قتل و غارت، دھوکہ فریب، چوری ڈکیتی کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے یہ سب مغربی تمدن کے ہی برکات اور فیوض ہیں لطف یہ ہے کہ ہر بدترین اخلاقی جرم کے لئے ایک تہذیب تمدنی نام تجویز کر لیا ہے یعنی نفس سرکش اصول اخلاق کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے اور عقل نمک کاری میں مصروف ہے۔

دنیا کی نعمتیں اور ساری دلچسپیاں چند سرمایہ دار افراد نے اپنے لئے مخصوص کر لی ہیں جو حریت و مساوات اور ہمدردی و دلنوازی کی چمک دار اور نظر فریب نقاب اپنے مکروہ چہرے پر ڈالے ہوئے دوسروں کے اسباب راحت پر ڈاکہ ڈال کر اپنے لئے سامان خوش عیشی جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور جہاں کوئی قوت اس امر میں مزاحم ہوتی ہے تو جھٹ اس کے سینہ میں اپنے تمدن کا چمکدار خنجر پیوست کر دیتے ہیں اور اس طرح اجتماعی زندگی فنا ہو رہی ہے۔

عقل و نفس کے ان ہولناک اثرات و نتائج اور مذہب و اخلاق کی تباہی و بربادی کا تقاضا تھا کہ موجودہ تمدن کی فلک بوس عمارتیں دھڑام سے زمین پر آ رہتیں اور معمورۂ عالم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کھنڈروں میں تبدیل ہو جاتا مگر چونکہ ابھی بجنسہٖ کار اور خیر و شر میں امتیاز کرنے والی عقل کارفرما ہے اور نفس کو پوری طرح اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیا ہے اور تہذیب کی رقص گاہوں سے نکلنے والے سرمستانہ نغموں کے ساتھ ابھی اعماق قلب سے نکلنے والے مرثئے بھی سنائی دیتے ہیں

اس لئے قدرت قاہرہ جلیلہ نے معمورۂ عالم کو فنا ہونے سے بچا رکھا ہے غرض پہلا سبب تو یورپ کی گمراہی اور بیدینی کا یہ ہے کہ اس نے عقل و نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ اس نے دین سے دنیا کو علیحدہ سمجھ رکھا ہے اور مذہب کو سائنس کا دشمن سمجھ رکھا ہے اس لئے سائنس کے بڑھتے ہوئے اقتدار نے مذہب سے نفرت و دشمنی دلا کر اخلاق و روحانیت کا دشمن بنا دیا ہے اور یوں وہ عارف باللہ نہیں۔ اب قرآنی علوم بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔

قرآنی علوم

حسب تصریح قرآن مجید متاع زندگی اور سامان ترقی اسی دنیا میں ہے اور انسان کو کائنات کی مختلف چیزوں کو مسخر کرنا ہے اس لئے قرآن کریم نے ان تمام علوم پر بالاجمال روشنی ڈالی ہے جو انسانی پیدائش کے مقصد کی تکمیل میں ممد و معاون ہو سکتے ہیں سو اس غرض کی تکمیل میں خلیفۂ الٰہی بننے والی قوم کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے علم انسان یعنی علم النفس سے واقفیت بہم پہنچائے کیونکہ جو قوم انسانی فطرت سے عالم نہیں رکھتی وہ انسانوں پر حکومت بھی نہیں کر سکتی دوسری ضرورت علم طبعیات کی ہے تاکہ انسان اشیاء عالم کی ماہیتوں اور خاصیتوں سے واقفیت بہم پہنچا کر خدا کی عطا کردہ نعمتوں کا استعمال کر سکے اور متاع زندگی سے فیضیاب ہو۔

سلسلہ موجودات میں مواد کا اجمالی ذخیرہ

اس جسم واستخوانی ہیکل کی تربیت و پرورش کے لئے خدائے قدوس کی حکمت بالغہ اور خالق القوی و القدر نے محض اپنے لطف کریم اور فضل عظیم سے انسان کے سامنے مواد کا اتنا عظیم الشان ذخیرہ پھیلا دیا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اس جسم کی بقا و صحت اور نشو و نما کے لئے ہر طرح کے سامان ہی ہمارے اردگرد پھیلا دیئے گئے ہیں اور اس فیاض ہستی نے اس دنیا میں انسان کی تمام ضرورتوں کا سامان وافر رکھ دیا ہے قرآن حکیم کا اعلان ہے وقدر فیھا اقواتھا سواء للسائلین اور ہم نے زمین میں تمام ذخیرے ناپ تول کر رکھ دیئے ہیں جو ہر ایک جستجو کرنے والے کے لئے برابر ہے یعنی جو ڈھونڈھ ہوگا پائیگا اور جو دروازہ کھٹکھٹائیگا اس کے لئے کھولا جائیگا اسی کتاب میں کا ایک دوسری جگہ اعلان ہے ھو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبھا وکلوا من رزقہ اس نے تمہارے فائدہ کے لئے زمین کو تمہارے لئے بالکل رام کر دیا ہے پس اس کے کندھوں پر چلو پھرو اسی کی پیداوار کھاؤ لیکن قدرت نے ہم کو جو کچھ بھی دیا ہے محض مجمل طور پر باقی اس کی تشریح و تفصیل انسانی کوشش کے ساتھ وابستہ ہے۔

کون جانتا تھا کہ اسی زمین میں دودھ اور گھی کی نہریں بہہ رہی ہیں اس میں لڈو پیڑے اور بالوشاہی شکر پارے رلے ملے ہیں اسی میں مرچ کی تلخی بھی ہے اور شکر کی شیرینی بھی اطلس و کمخواب اور دیبا و حریر کے تھان بھی اور تیلوں کے سرچشمے بھی ہیں اور مغزیات و مقویات بھی۔

لیکن انسان عقل و تدبیر ہوش و حواس اور ادراک و احساس کے آلات لیکر اسی زمین میں ٹٹولا اور ان تمام چیزوں کو گرد و غبار سے چھان بین کر نکال لایا گو انسان زمین کی ودیعت شدہ تمام پوشیدہ اور مستور نعمتوں اور ضرورتوں سے اس وقت مستفید ہو سکا جبکہ اس نے غور و فکر سے کام لیا اور اپنی ادراکی و تفتیشی قوتوں کو اس کے اندر غرق کر دیا۔

بدبخت۔ کم عقل، کاہل اور نہ سوچنے والی قوموں کو اگر جسم کے ڈھانکنے کے لئے خاطر خواہ اور زرق برق لباس نہیں ملتا، پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا اور بیماری کی حالت میں دوا میسر نہیں آتی تو تقدیر اور قدرت کو الزام دینا سراسر نادانی اور عظیم غلطی ہے ان کو اپنی عملی قوتوں کی بیکاری فہم و ادراک کی ناداری اور جمود کی طاقتوں پر رونا چاہیے اپنی نا اہلی پر ماتم کرنا چاہیے اور اپنی عقل و شعور کو الزام دینا چاہیے خزائن السموات والارض میں انسانی ضرورت کی کونسی چیز نہیں سب کچھ ہے اور قیامت تک نہ ختم ہونے والا لیکن اس خزانہ سے حاصل کرنے کے لئے جس سعی اور کوشش کی ضرورت ہے وہ اگر کسی میں نہ ہو تو یہ قصور تقدیر کا نہیں بلکہ خود بیوقوف اور جاہل و کاہل انسان کا ہے یہی مطلب ہے لیس للانسان الا ما سعی کا جسکو قرآن آج سے تیرہ سو سال پہلے مسلمانوں کے ذہن نشین کر چکا تھا مگر آہ ان بدبختوں نے اس دین و دنیا کے رہبر اور دارین کی فائز المرامی کے دستور العمل کو ریشمین اور خوبصورت جزدانوں میں لپیٹ طاق نسیاں پر دھر دیا۔

جہاں فیاض قدرت نے زمین میں انسان کی ضرورت کی تمام چیزوں کو ناپ تول کر رکھدیا ہے وہاں ساتھ ہی ایسی قوتیں بھی ودیعت فرما دی ہیں جن کی رہنمائی سے انسان ان تمام چیزوں پر تسلط و اقتدار حاصل کر سکتا ہے نیز ان تمام علوم کا بھی بالاجمال علم و فہم عطا فرما دیا ہے جو ہمارے اندر ادراکی اور عملی قوتوں کو ابھارتے ہیں ان علوم کو بالتفصیل بیان کرنے کی تو اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں مختصراً چند علوم بیان کئے جاتے ہیں۔

علم النفس سے مراد یہ ہے کہ انسانی عادات و خصائل، واردات ذہنی، تصورات و خیالات اور جبلتوں کی حال معلوم کیا جائے بالفاظ دیگر علم النفس سے مراد انسانی فطرت کا علم اللہ پاک فرماتے ہیں فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا یعنی انسان ایک خاص فطرت کا حامل ہے انسانی جذبات و ہیجانات اور فکر و عمل پر جبلت کی حکمرانی ہے ذہن کی ساری سرگرمیوں کا دارومدار جبلت پر مشہور نفسیات داں پروفیسر میگڈوگل کے قول کے مطابق انسان اور حیوان میں جو جبلتیں پائی جاتی ہیں ان کو بارہ مجموعوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو یہ ہیں۔ مدافعت۔ مزاحمت۔ اطاعت۔ ادعا۔ تحصیل۔ تعمیر حصول غذا۔ رفاقت جنس بچاؤ۔ تجسس اور انقباض ان پر قرآن پاک نے کافی روشنی ڈالی ہے فائدہ اس علم کا یہ ہے کہ انسان فطری اور معقول زندگی بسر کرکے دین و دنیوی فلاح اور سکھ چین حاصل کرے فطرت کا علم حاصل کرنے سے بیشمار دارین کی ترقیات کی راہیں کھلتی ہیں سو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کارخانۂ عالم ایک قانون اور نظام کے ماتحت چل رہا ہے اس قانون اور نظام کو معلوم کرنا علم و بصیرت کا سب بڑا کمال ہے۔

آفتاب سے لیکر ایک ایک ذرہ تک تمام ذرات عالم ایک قانون کے مطابق چل رہے ہیں اور ایک ہی راہ عمل رکھتے ہیں ہر ذرہ کی طبیعت کے اندر موجود حقیقی نے ایک اصول کو ودیعت فرمایا ہے اور وہ اصول اصول اطاعت ہے جس کو موجودہ فلسفہ کی زبان میں "لا آف یونیفورمٹی آف نیچر" کہتے ہیں اسی کے مطابق کتاب مبین کا ارشاد ہے افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا والیہ ترجعون۔

"کیا انسان خدا کے قائم کردہ اصولوں سے الگ ہوکر جو فطرت اور نیچر کے اندر پائے جاتے ہیں جن کا مجموعہ تمام کائنات کا حقیقی راہ عمل یا فطرت ہے کسی اور اصول کی پیروی کر سکتا ہے حالانکہ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ فطری حیثیت سے اسی کی اطاعت کرتا ہے اور بالآخر سب کا رخ اپنے اسی ہی کی طرف ہونیوالا ہے"۔

یہ آیت کریمہ اس حقیقت پر روشنی ڈالتی ہے کہ اسلام ہی آفتاب سے لیکر ایک ایک ذرہ تک تمام ذرات عالم کی حقیقی راہ عمل اور فطرت ہے اسلام کا نام ہی دین فطرت ہے کائنات کا ہر ذرہ اسی قانون اطاعت کے ماتحت ہے فطرت کا ہر موجود اسی قانون کے سامنے سرنیاز خم کئے ہوئے ہیں اگر ذرات عالم اس قانون سے گریز کریں تو عالم کا شیرازہ بکھر جائے غرض جمیع موجودات کے اندر یہی قانون جاری و ساری ہے۔

یہ قانون اطاعت بتلانے کے بعد انسان کے پیدا ہونے کی یہ غرض بتلائی ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یعنی اس دار عمل دنیا میں فوز و کامرانی اسی کے حصہ میں آئیگی جو فطرت صحیحہ کے مطابق زندگی بسر کرے گا اور عبدیت کے دائرہ سے باہر نہ نکلے گا۔

انسان کی قوتوں اور عادات و خصائل کے متعلق فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنہ اسفل سافلین۔ ہم نے آدمی کو ایک اچھی ترکیب اور اعلیٰ قویٰ کے ساتھ پیدا کیا اور پھر سب سے نچلے درجہ میں ہم نے اس کو لوٹا دیا یعنی خالق القوی والقدر نے انسان کو اچھی ترکیب کے ساتھ پیدا کیا ہے اس کو کائنات کی ہر چیز سے مستفید ہونے کا مادہ اور صلاحیت دیگئی ہے لیکن ساتھ ہی ایک ایسا مواد بھی انسانی فطرت میں ہے کہ اس کو اشرف المخلوقات اور "احسن تقویم" کے اعلیٰ درجہ سے گر کر تنزل و تسفل کی انتہائی گہرائیوں میں جا گرتا ہے انسان کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انسانی افراد افراد میں ایک ایسا مادہ مشترک طور پر موجود ہے جس کے بننے بگڑنے پر انسان کے کمال اور زوال کا انحصار ہے اور وہ مادہ "جوہر عقل" ہے

اگر انسان نے اپنے اعمال و افعال کو عقل و فطرت کی روشنی میں اخلاق فاضلہ کا لباس پہنایا تو انسان آسمانوں کی اور ملائکہ کے تقرب سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے اور اگر علم و بصیرت اور عقل و فکر کی آنکھیں بند کرکے نفس کا غلام بنجاتا ہے اور افعال رذیلہ اختیار کر لیتا ہے تو وہی اشرف المخلوق انسان تسفل و دناءت کے سب سے نچلے درجہ میں جا گرتا ہے۔

جوہر عقل کی وجہ سے انسان پر مسؤلیت کا بار رکھا گیا ہے اس کو جمیع مخلوقات پر شرف بخشتا ہے وہ اپنے خدا کے سامنے جوابدہ ہے اور اپنے فائدہ و نقصان کو سمجھتا ہے جسم و روح کے تعلق کی نسبت جو علم النفس کا ایک عجیب اور اہم مسئلہ ہے قرآن مجید نے بہترین مواد جمع کر دیا ہے اور یہیں اکل اسلامی تعلیم کے جوہر کھلے ہیں روح کی ماہیت کے متعلق جو لطیف خدائی راز ہے اس کے متعلق نہ قرآن پاک نے بتلایا اور نہ ہی قیامت تک دنیا کے عقلا اور فلاسفر اس کی ماہیت معلوم کر سکیں گے البتہ ارباب علم و فن وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کے دائرہ کے اندر ضرور ہاتھ پیر مارتے رہیں گے۔

اگر اسلام دنیا میں اور علمی دنیا میں "احسن تقویم" کا نظریہ قائم نہ کرتا اور قانون

اطاعت و تبلاتا تو بخدا موجودہ تمدن اور ترقی کا نشان تک نہ ہوتا۔ انسان جو صلیب کے سامنے پتھر کی مورتوں کے آگے اور درختوں جانوروں کے سر بسجود تھا کیا خاک ہواؤں دریاؤں اور آگ بھاپ بجلی وغیرہ کو مسخر کرتا آج دنیا میں جس قدر بھی علمی ترقی ہے یہ سب نتیجہ قرآن پاک کی تعلیم کا ہے۔

علم الابدان

علم الابدان یا فن تشریح ایک مفید اور ضروری علم ہی نہیں بلکہ اصل شناسی کا ذریعہ ہے جیسی تو ارشاد ہے۔ وفی انفسکم افلا تبصرون ہم تو تمہارے نفسوں میں ہیں تم کہاں ڈھونڈھ رہے ہو اپنی فطرت کے آئینہ ہی میں ہمارے جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کر سکتے ہو۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان قدرت کی ایک عجیب و غریب مشنری اور حیرت انگیز طور پر خدا کی قدرتوں اور صناعیوں کا مظہر ہے قرآن مقدس نے اصولی طور پر اس کے متعلق بھی کچھ بتایا ہے فرمایا تعالیٰ فانا خلقنٰکم من تراب ثم من نطفۃ ثم علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الیٰ اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الیٰ ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا (ترجمہ) ہم نے تم کو مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے اور رسدول سبدول بوٹی سے پیدا کیا تاکہ تم پر اپنی قدرت ظاہر کریں بشکل اور میں ہم جس نطفہ کو چاہتے ہیں ایک وقت مقرر تک ٹھیرا رہنے دیتے ہیں پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں تاکہ تم بڑے ہو کر اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کوئی تو عمر طبعی سے پہلے مرجاتا ہے اور کوئی سب سے زیادہ عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے

(۲) لقد خلقنا الانسان من صلصال من حمإ مسنون ہم نے انسان کو متغیر مٹی سے پیدا کیا۔ مٹی سے ایسا کامل اور محرم مزاج انسان بنا دینا قدرت آئیہ کا عجب حیرت انگیز کام ہے کہاں سڑی ہوئی مٹی اور کہاں یہ حیوان عقیل انسان۔ مذکورہ بالا آیت نمبر ایک ہیں جو تخلیق انسانی کے نو انقلاب بیان ہوئے ہیں یہی فن تشریح کے وہ اصولی نکتے ہیں جن سے یہ علم مشتق ہوا ہے اور وہ یہ ہیں (۱) پہلی حالت یہ کہ انسان مٹی سے بنا (۲) کچھ مدت نطفہ رہا (۳) پھر خون کی حالت میں رہا (۴) پھر گوشت کا مضغہ ہوا (۵) کامل پیدا ہوا یا ناقص (۶) رحم میں محفوظ رہا (۷) بچہ ہو کر نکلا (۸) جوانی کو پہنچا یا درمیان میں مرا۔ (۹) بڑھاپا پایا!

(۳) الذی احسن کل شی خلقہ وبدا خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلٰلۃ من ماء مھین ثم سواہ و نفخ فیہ من روحہ اللہ پاک وہ ذات ہے جس نے سب چیزوں کو خوبصورت اور مستعمل بنایا اور انسانوں کو مٹی سے پیدا کیا پھر اسکی اولاد کو خلاصہ پانی حقیر سے بنایا پھر اس کو درست کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی۔

انسان کے ہر ہر عضو۔ رگ و ریشہ ہڈی پٹھے اور ورید غرض بال بال میں خدا کی قدرت کے عظیم الشان جلوے موجود ہیں،

(۴) خلق الانسان من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین۔

ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا اور اب وہ پیدا ہو کر جھگڑنے والا بن گیا یعنی اپنی اصل معلوم نہیں کرتا اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں پہچانتا اور خدا کی حکمت اور قدرتوں میں فضول جھگڑتا ہے۔

(۵) واللہ اخرجکم من بطون امھٰتکم لا تعلمون شیئا اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اور تم کچھ نہ جانتے تھے یعنی تم گوشت پوست کی حالت میں شکم مادر کے اندر بے علم پڑے تھے مگر اس کی قدرت سے تم ذی روح اور عالم و دانا بن گئے پس مجاد کو عالم بنا دینے والے خدائے حکیم و بصیر کے سامنے جھک جاؤ اور علم و دانائی حاصل کرو۔

علم الاخلاق

اخلاقی زندگی نہ صرف انسانیت کا تقاضا ہے بلکہ انسانیت اور حیوانیت میں مابہ الامتیاز ہے اگر انسان اپنی حیوانی اور شہوانی قوتوں کا غلام ہے تو اس میں اور حیوان مطلق میں کوئی ذریعہ امتیاز نہیں اخلاق کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے اقوال و افعال کا صدور موقعہ اور محل پر ہو اور اس کے تمام حرکات و سکنات اور عادات و خصائل انسانیت کے دائرے میں ہوں اور عقل و فطرت کی ترازو میں پورے اترتے ہوں قرآن مجید نے اخلاقی زندگی پر حد سے زیادہ زور دیا ہے حتیٰ کہ اخلاق کو عین ایمان قرار دیا ہے قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی امنوا کا خطاب آیا ہے وہاں ساتھ ہی وعملوا الصلحت کو بھی بلا فصل لازمی طور پر بیان فرمایا ہے قرآن میں ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں صرف "امنو" آیا ہو اس تلازم کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کا ثمرہ اور نتیجہ "عمل صالح" ہونا چاہیئے ایمان اور عمل صالح دونوں لازم و ملزوم ہیں عمل صالح ایک ایسا جامع و مانع لفظ ہے جو اخلاق کے ہر جز کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے چونکہ انسان نفسہٗ اور اس کا شرف وجود قائم رکھنے کے لئے اخلاق فاضلہ لازمی ہیں اس لئے قرآن نے اس کو حد سے زیادہ اہمیت دی ہے چنانچہ ارشاد باری ہے

(۱) والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا و عملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔

(ترجمہ) زمانہ کی قسم بیشک سارے انسان خسارے میں ہیں مگر وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ایک دوسرے کو دین حق کی ہدایت کرتے رہے اور ایکدوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔

اس آیت میں ایک امر قابل غور یہ ہے کہ تواصی بالحق یعنی امر معروف یا تبلیغ سے پہلے عمل صالح کو رکھا ہے یہ اس طرف اشارہ ہے کہ مبلغ اسلام کے لئے شرط اول یہ ہے کہ وہ پہلے اخلاق فاضلہ سے مزین اور آراستہ ہو پھر بندگان خدا کو دین حق اور نیکی کی طرف بلائے۔ آج ہماری تبلیغی کوششیں اسی لئے بے اثر ہیں کہ ہماری تبلیغ کے ساتھ اخلاقی نمونہ نہیں سب سے بڑی تبلیغ عملی نمونہ ہے جس کے بعد یہ ہو اسے زبان ہلانے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ وہ خود بخود اس کی طرف کھنچیں گے۔

(۲) وھو الذی خلق الموت والحیوٰۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا اللہ وہ ذات ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ یہ معلوم کرے کہ تم میں اچھے عمل کون کرتا ہے" اس آیت مقدسہ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ حسن عمل، زندگی ہے اور بد اخلاقی و دناءت موت ہے۔ گویا معیار زندگی نیک عمل ہے

علم الحیوانات

علم الانسان سے دوسرے درجہ پر علم الحیوانات ہے انسان کو حیوانات کی جس قدر ضرورت ہے اور حیوانات کو مدنیت میں جو دخل ہے وہ محتاج بیان نہیں ہر شخص جانتا ہے کہ زراعت میں حیوان کتنے کام آتے ہیں اور بار برداری کے فرائض بھی پورے کرتے ہیں علاوہ ازیں کسی کا گوشت کھایا جاتا ہے کسی کی ہڈی کام آتی ہے کسی کی کھال استعمال ہوتی ہے اور کوئی سواری کے کام آتے ہیں قرآن کریم نے حیوانات کی تمام قسموں حیوانی

اور دریائی ہوا میں اڑنے والے اور زمین میں بسنے والے اور رینگنے والے اور چلنے والے غرض ہر قسم کے متعلق مکمل علم دیا ہے اور ان کے مصرف و فائدے بتلائے ہیں

(۱) وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ ثم الی ربهم یحشرون

اور جو حیوانات زمین پر چلنے والے اور اپنے دو بازو سے اڑنے والے پرندے ہیں وہ بھی تمہاری طرح قومیں ہیں ہم نے کتاب میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا پھر وہ سب اپنے رب کی طرف جمع کئے جائینگے۔

(۲) الم یروا الی الطیر مسخرات فی جو السماء ما یمسکهن الا الله ان فی ذلک لآیات لقوم یؤمنون والله جعل لکم من بیوتکم سکنا وجعل لکم من جلود الانعام بیوتا تستخفونها یوم ظعنکم ویوم اقامتکم ومن اصوافها واوبارها واشعارها اثاثا ومتاعا الی حین

کیا لوگوں نے پرندوں پر نظر نہیں کی جو آسمان کے درمیان ٹھیرے ہوئے ہیں اور اس سے باہر نہیں جا سکتے اور ان کو اڑتے وقت خدا ہی سنبھالتا ہے اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور اللہ ہی نے تمہارے لئے گھروں کو ٹھکانا بنایا اور چوپاؤں کی کھالوں سے تمہارے لئے خیمہ وغیرہ بنائے کہ تم انھیں اپنے کوچ اور مقام کے وقت ہلکا پھلکا پاتے ہو اور ان کے بالوں سے تمہارے لئے بہت سے سامان اور کارآمد چیزیں بنائیں۔

خط کشیدہ عبارت قابل غور ہے اس آیت میں اللہ پاک نے مومنوں کا فرض منصبی بتلایا ہے کہ وہ علم الحیوانات حاصل کریں ان سے فائدہ اٹھائیں ان میں خدا کی حکمتوں اور قدرتوں کی نشانیاں تلاش کریں اس آیت مبارکہ کی تفہیم و تعمیل میں کتنے مولوی ہیں جنہوں نے اپنے درس میں علم الحیوانات کے متعلق کچھ معلومات حاصل کی ہوں اور عوام الناس کو اس کے فوائد بتلائے ہوں یہی ناسمجھی ہے جس نے مسلمانوں کو یہ روز بد دکھایا۔

(۳) والانعام خلقها لکم فیها دفء ومنافع ومنها تاکلون ولکم فیها جمال حین تریحون وحین تسرحون وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیه الا بشق الانفس ان ربکم لرؤف رحیم والخیل والبغال والحمیر لترکبوها وزینة ویخلق ما لا تعلمون۔

تمہارے چارپایوں کو پیدا کیا ان کی اون کے کپڑوں سے گرمی حاصل کرتے ہو ان میں اور بھی کئی فائدے ہیں بعض کا گوشت کھاتے ہو اور تمہارے لئے ان میں زینت اور وجاہت ہے جب صبح و شام جنگل چگانے لیجاتے ہو لے آتے ہو اور اپنے بوجھوں کو ان پر لاد کر ایک شہر سے دوسرے شہر لیجاتے ہو اُن بوجھوں کو اگر خود اٹھا کر لیجاؤ تو بڑی مصیبت میں پڑ جاؤ مگر اللہ تعالی تم پر بڑا مہربان ہے کہ تم کو مصیبتوں سے بچاتا ہے اور تمہاری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور گھوڑے خچر اور گدھے کہ تمہاری سواری اور زینت کے لئے بنایا اور علاوہ ازیں بہتیری ایسی مخلوق بھی ہے جسکو تم نہیں جانتے"

اس آیت مقدسہ میں چار قسم کے حیوانوں کا ذکر ہوا ہے ایک تو وہ جن کی اون سے گرم کپڑے بنائے جاتے ہیں دوسرے وہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے تیسرے وہ جن سے زینت اور وجاہت حاصل ہوتی ہے جیسے ہاتھی وغیرہ اور چوتھے وہ جو باربرداری کے کام آتے ہیں یہ چاروں قسمیں اور فوائد بتلانے کے بعد فرمایا کہ ان مذکورہ بالا حیوانات کے علاوہ اور بھی بہت سی مخلوق ہے جسکو تم نہیں جانتے یہ شوق دلایا گیا ہے کہ جن جن حیوانات کو تم نہیں جانتے ان کا علم بھی حاصل کرو۔

جب تک مسلمانوں نے قرآن کے معانی و مطالب کو سمجھا اس پر عمل کیا اور اس کو اپنا رہبر بنایا اس وقت تک وہ برسر اقتدار رہے اور جب اس کے برعکس معاملہ ہوا تو قعر تنزل میں گر گئے ثبوت اس کا یہ ہے کہ اس آیت کی تفہیم و تعمیل کا اب ہمیں کوئی زندہ نمونہ نہیں ملتا کتنے عالم ہیں جو مکمل طور پر علم الحیوانات رکھتے ہوں اور دیگر حیوانوں کا علم حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہوں ایک بھی نہیں الا ماشاء اللہ۔ علامہ دمیری کے علاوہ ایک بھی اس علم کا ایسا ماہر نہیں ہوا جو اس آیت کا عملی مصداق ہو علامہ موصوف نے اپنی کتاب حیوۃ الحیوان میں تمام دنیا جہان کے جانوروں کا مفصل ذکر کیا ہے اور یہ وہ قابل قدر اور لائق فخر بے نظیر تصنیف ہے جس کو ہم فخر آیورپ کے سامنے پیش کر کے اپنے اسلاف کی علمی بلند پروازی اور عروج کمال کا سکہ بٹھا سکتے ہیں اور اس صداقت کا لوہا منوا سکتے ہیں (۴) وان لکم فی الانعام لعبرة نسقیکم مما فی بطونه من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین

تمہارے واسطے چارپایوں میں عبرت ہے کہ ہم تم کو ان کے پیٹوں سے گوبر اور خون سے مصفا دودھ پلاتے ہیں پینے والے مزے سے پیتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں خدا کی قدرت کی عجیب و غریب نشانی اور عبرت یہ ہے کہ خون ان کے اجزائے لطیفہ سے پیدا ہوتا ہے جو غذا اور فضلہ غذا میں ہیں اور دودھ خون کے اجزاء سے بنتا ہے سو غذا سے خون بنانا

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے برے اثرات سے بچایئے اور قاعدہ نو ایجاد

آسہل القرآن

پڑھائیے یہ قاعدہ مولانا علم الدین صاحب نیرنگ ہاشمی بھوپالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر اس کے بعد الف بائے اردو اور عربی دونوں خطوط میں ہیں تاکہ دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ پر عبور ہو جائے پھر دو حرفی اور سہ حرفی عربی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہوتے جائیں اور اس طریقہ سے تقریباً تین ہزار الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہو جاتے ہیں اور اردو عربی دونوں میں اچھی خاصی مہارت ہو جاتی ہے۔

آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں اور معانی ہیں اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔

پھر آخر میں عربی کی گنتی اور اردو کی گنتی اور قرأت کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں الغرض یہ کہ یہ قاعدہ نہ صرف نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے۔ ضخامت ۴۶ صفحے۔ قیمت صرف ۴ر ایک روپے کی پانچ جلدیں۔ محصول ایک قاعدہ پر پانچ آنے ۵ر پانچ جلدوں پر آٹھ آنے ہے۔

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مسلمانوں کا عروج و زوال

(از حضرت مولانا ابو سعید صاحب جوہر کادی)

خورشید اسلام کے طلوع ہونے سے پہلے کی تاریخہائے دنیا کا بلاشبہ ایک نہایت تیرہ اور تاریک باب ہے۔ عموماً جہالت بیشمار مسخ شدہ مذاہب اور ہر مذہب کے ماتحت لاتعداد فرقہ بند جماعتیں اور ان کے متخاصمانہ اختلافات۔ ذات پات کی لعنت، اس کی تفصیل و تحقیر کے جھگڑے نیز قبائل کے متفاخرانہ افتخارات شخصی حکومتیں، طائف الملوکی ان کے استبداد اور ہر قسم کی بدنظمی اور بدانتظامی مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر خصوصاً توہم پرستی بداخلاقی معاشرتی بے اعتدالی اور صحیح معنی میں تمدن کا بالکلیہ فقدان تھا اگر ساری دنیا ان قبیح اوصاف میں کامل تھی تو بلا مبالغہ عرب اس میں اکمل تھا۔ خونریزی، رہزنی، قزاقی، شراب خوری، دختر کشی، جوا بازی اور زناکاری جیسے انگشت بدندان افعال ان کے روزمرہ کے فیشن کے ایک ضروری اعمال تھے۔

اگرچہ سارا کا سارا جزیرہ نمائے عرب اور اس کے کروڑوں باشندے اس وقت کی متمدن دنیا کی نظروں میں ایک بے حیثیت اور بالکل بے حقیقت تھے لیکن جس وقت خاور اسلام کی صبح صادق کوہ فاران کی چوٹیوں پر نمودار ہوئی اور اس کا خوبصورت چہرہ افق عرب سے طلوع ہوا تو ایک نہایت مختصر سی میعاد میں اس کی ضوتابیاں کرنوں سے عرب کا گوشہ گوشہ منور ہو گیا اور اس کی ضیا باری نے وہ معجزانہ منظم انقلاب عرب میں پیدا کیا کہ آج تک ماہرین سیاست اور بڑے بڑے مبصر کی چشم بصیرت کو اس حیرت زا واقعہ نے محو حیرت بنا رکھا ہے۔

اسلام نے توحید الٰہی۔ وحدت قومی اور اتحاد ملل کو اپنی عمارت کا خشت بنیاد قرار دیا اسلام نے تمام قدیم مذاہب اور ان کے ماتحت کل فرقوں کو تہ بالا کر کے ان کی جگہ پر صحیح اور معنی خیز عقائد موثر عبادات معتدل ریاضات۔ عمدہ اخلاق اور حسن معاشرت کے تمام اصول و فروع کو مکمل اور متمم صورت میں استوار کیا۔ اسلام نے ذات پات کی لعنت اور قبائل کے متفاخرانہ جذبات کو فنا کے گھاٹ اتارتے ہوئے نہ صرف ان کو شیر و شکر کر دیا بلکہ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" فرما کر سوائے تقویٰ اور پرہیزگاری کے کسی شئے کو فخر امتیاز نہیں بخشا اسلام نے تمام طائف الملوکی اور ہر بھولی بری شخصی اور مستبد حکومتوں کے خس و خاشاک پر پھونک مار کر ان کے بوسیدہ کھنڈرات پر ایک نئی الٰہی جمہوریت اور بہر صورت مکمل تمدن کی بنیاد رکھی جسکو آج تک متمدن سے متمدن دنیا نہایت احترام سے "اسلامی تمدن" جیسے پر معنی اور ستائش خیز لفظوں سے تعبیر کرتی ہے۔

مسلمانوں کا عروج

ممکن ہے کہ نور نبوت کے ظہور سے پہلے منتشر طور پر ظلمت کدہ عرب میں کچھ ایسی صاف ضمیر ہستیاں موجود ہوں جو اپنے آبائی اوہام باطلہ اور ہر قسم کے قبائلی اور ملکی افتخارات اور تشدد سے اکتائی ہوئی ایک پاک مذہب کی خواہشمند اور بہتر زندگی کی دل سے متمنی ہوں مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کا آغاز قطعی طور ایک ایسے قلیل آباد خطہ ریگستان میں ہوا جہاں کے لوگ کمانہ بود و باش اور تاریخ کے غیر ممتاز ترین طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ عین اس تاریکی کے زمانہ تموج میں ربوبیت کا ظہور اور وحی الٰہی کا نزول ہوتے ہوئے صدائے اسلام فضائے عربستان کے ایک گوشہ سے گونجی۔ داعی اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھے سادے دین حنیف کی تعلیم دی جو کلیت اور دیگر مذاہب کی رہبانیت اور احبار پرستی پیچیدگیوں سے بالکل معرا تھی اور مذہبی جوش کے ان تمام پنہاں اور بند چشموں کو جاری کیا جو انسانی فطرت کے رگ و ریشے میں قدرت کی جانب سے ودیعۃً مرکوز تھی اس فطرت الٰہیہ یعنی دستور الٰہی نے جسکو دین قیم کہتے ہیں ایسی برقی لہریں دوڑائیں کہ چشم زدن میں عقائد اور خیالات عبادات اور اخلاقیات، دستور معاشرت اور اصول تمدن میں ایسا حیرت انگیز اور منظم انقلاب رونما کر دیا کہ طرفۃ العین میں سارا کا سارا عرب اپنی مذہبی قومی اور ہر قسم کی دائمی عداوتوں اور رقابتوں کو بھول کر اسلام کے نورانی تاروں یعنی توحید الٰہی، وحدت قومی، اور اتحاد ملل میں منسلک ہو گیا۔

اشاعت اسلام

آغاز اسلام پر جس قدر غور کیا جائے حیرت انگیزی کا بین ثبوت ملتا ہے کیونکہ تمام دنیا کے چھوٹے بڑے مذاہب کا وجود اور ان کی ترقی اپنے اپنے عہود کے بڑے بڑے مقتدر سلاطین اور فرمانروایان ملک کی اعانت اور صیانت کے زیر بار احسان نظر آتے ہیں اور انہی سلاطین کی پاسداری کا نتیجہ ہے جو اس کے باعث ہم ان مذاہب کے نام لیواؤں کو دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلا ہوا پاتے ہیں مگر اسلام در صرف مذہب اسلام ہی ایک ایسا واحد سلسلہ روحانیت ہے جو محض اپنے سیدھے سادے مگر قانون قدرت اور دستور فطرت کے عجیب و غریب اصولوں کے بل پر دنیا میں کامیاب ہوا۔

اسلامی سد جب خطہ عرب سے بیرونی دنیا کی طرف باد صحرا کی طرح چلی اور مسلمانوں کی ایک مختصر سی جماعت نے نور اسلام کی مشعل ہاتھ میں لیکر تسخیر عالم کا قصد کیا تو ایسے وقت میں ان کا معین و معاون کوئی بھی نہ تھا بلکہ معاملہ برعکس ایک دنیا ان کی بیخکنی پر تلی ہوئی تھی۔

عرب کے شمال مغربی ہمسایہ بازنطینی اور مشرقی پر شوکت سلطنتیں جو اپنی پر ہیبت ماضی کی یادگاریں تھیں ان کے مذاہب بے معنی اور مضحکہ انگیز توہمات کے تودے تھے ایران کا قدیم مذہب زرتشتی باطل پرستوں کا ایک بے معنی مجموعہ رہ گیا تھا اور عیسائیت تثلیث فی الوحدت اور وحدت فی التثلیث کی پیچیدگیوں اور صلیب پرستی کی زنجیروں میں نہ صرف جکڑی ہوئی بلکہ یونانی پادریوں کے ناسد عقائد کی مخلوط شکل بنکر مسیح کی سچی تعلیم کا ایک مسخ شدہ بدل رہ گئی تھی۔

اس کے علاوہ ان دونوں مذاہب کا شیرازہ آئے دن کی ملحدانہ بدعادات اور فرقہ بندیوں کی باہمی نزاعات سے بالکل منتشر ہو گیا تھا اس پر طرفہ یہ کہ دونوں حکومتوں کا نظام عمل نہایت درجہ کے استبداد پر مبنی تھا جس نے رعایا کے تمام قوی روحانی کو بالکل ناکارہ اور ان کے ہر قسم کے جذبات کو برباد کر دیا تھا اس لئے روم سلطنت کے منظم فوجی دستے اور سلطنت ایران کے زرہ پوش مبارز صحرائے عرب اسلامی فہرادوں کے جب مقابل آئے تو ان کا صدیوں کا نظام اور تدریجی تربیت ایک آن کی آن میں خاک میں مل گئی۔

الغرض اسلامی فتح مندی کے اس اسی سالہ قلیل مدت میں نہ صرف ہلال نور کی

شعاعیں سلسلہ کوہ پینیز سے تا بہ ہمالہ اور ریگستان وسط ایشیا سے فضاء صحرار اعظم تک پڑنے لگیں بلکہ وہ تمام قومیں جو ان اقطاع ارضی پر قابو میں تھوڑے ہی عرصہ کیں حلقہ بگوش اسلام ہوگئیں کیونکہ ان کو اپنے مسخ شدہ مذاہب اور باطل خیالات سے اسلام کے سیدھے سادے اور عقل کے موافق عام فہم گر قانون قدرت اور دستور فطرت کے مطابق اصول نہایت عمدہ معلوم ہونے لگے۔

رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے عرب مسلمان ایک تازہ دم اور عالی حوصلہ قوم تھے ان کی طبیعت میں اسلامی حمیت پورا پورا گھر کر چکی تھی لیکن وہ تنگدل نہ تھے وہ اپنے مذہب کے بلاشبہ پر جوش حامی تھے گر پرستاران غیر مذاہب اور معتقدان غیر عقائد کے تحمل ہی ضرور تھے وہ اسلام کے شریعت سے پابند تھے جس کا سمجھنا ان کے لئے یا کسی دیگر انسان کے لئے کوئی مشکل امر نہ تھا کیونکہ اسلامی تعلیم کا مرکز ثقل توحید الوہیت وحدت قومی اور اتحاد دلل نیز چند ایسے عقائد پر مبنی ہے جو تمام اقوام عالم اور کل مذاہب دنیا سے صلح کے پر زور معاون اور مددگار ہیں فرائض اسلام ہیں مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اخلاق میں خلاق حسنہ اور معاملات میں حسن معاشرت اور سیاست مدن کے مختصر گر جامع اور نافع اصول ہیں جبکہ اسلام کا جسم و جان کہنا اس کی حقیقت کو صحیح معنی میں واضح کرتا ہے بہرحال یہی وہ اسلام ہے جو دنیا کے فاتح عرب کا دین و مذہب تھا۔

مسلمانوں کی علم پروری

سب سے پہلے طبقہ اولیٰ کے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رسول اسلام کے کاتب وحی اور حافظ قرآن تھے پہلے قرآن مجید کو بصورت مکتوب اور اسلامی فتوحات کی وسعت کے ساتھ ساتھ اس مکتوب کے نسخوں اور اسکی تعلیم کی توسیع میں بہت زیادہ حصہ لیا۔

چونکہ وہ وقت ابتدار اسلام کا تھا اس لئے تمام امت اسلامیہ نے عمل کو علم پر مقدم رکھتے ہوئے اصلاح حال بلاد اور اصلاح عباد کو ہر طرح ترجیح دی تھی لیکن خلافت شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے عہد رشد میں جبکہ تمام حجاز عرب عراق عرب، عراق عجم شام، فلسطین یورشلم یرموک مصر اور ایران وغیرہ فتح ہوئے تو اسی وقت سے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک طبقہ نے علم کی طرف اپنی توجہ کو مبذول کرنا شروع کر دیا تھا کیونکہ قرآن مجید کی آیات مبارکہ دو قسموں میں منقسم ہے۔

(۱) ایک آیات محکمات یعنی وہ حکم و احکام بیان کرنے والی آیتیں جن پر عقائد عبادات، اخلاقیات معاملات اور سیاست مدن اسلامیہ کا دار و مدار ہے۔

(۲) دوم آیات متشابہات جو وہ غیر احکامی آیتیں جو بطور تمہید، تاکید، تائید، تمثیل، تردید، تعریض، توضیح، تشریح، تنقید، وعدہ، وعید، ترغیب اور ترہیب وغیرہ یا بطریق حجت کے یعنی دلیل برہانی، دلیل جدلی اور دلیل خطابی پیرایہ شعریہ میں نازل ہوئی ہیں جن کا تعلق ایک طرف آیا محکمات سے اور دوسری طرف تمام ان غیر مذاہب سے جو بوقت نزول احکام قرآن مجید کے مخاطب تھے ان سب میں تمیز اور ان کی تفسیر نہایت ضروری ہوئی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے سامنے آیات قرآنیہ کا نزول ہو رہا تھا وہ ضرور ان کے مواقع اور محل نیز مخاطبین کے مسلمات اور ذہنیات سے کما حقہ ناواقف تھے اس لئے ان تمام آیات میں بخوبی تمیز کرتے ہوئے ان کو کسی مزید تفسیر کی ضرورت نہ تھی مگر باقی لوگوں کو چاہے وہ صحابی کیوں نہ ہوں آیات محکمات اور آیات متشابہات کے مابین تمیز اور ان کی تفسیر کی ضرورت تھی اور تا قیامت اس کی ضرورت باقی رہے گی۔

اور چونکہ کلام الٰہی کی دو قسموں کی آیات میں ان کل علوم و فنون ضروریہ کے دقیق نتائج مذکور ہیں جو تمام دنیا کے تمدن کے بلا واسطہ یا با واسطہ لابد اور ضروری ہیں اس لئے راسخین فی العلم علمائے اسلام نے اپنے فرض منصبی کو جو ان پر عائد ہوتا تھا ان کو خود ہی محسوس کر لیا تھا کہ ان نتائج دقیقہ کے تمام مبادیات اور مقدمات کا سراغ لگانا چاہیے جن پر ان کی تشریح اور توضیح موقوف ہے

علمار اسلام کے اقسام

(۱) ایک قسم کے وہ علمار اسلام ہیں جنہوں نے اوائل میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قولی، حدیث فعلی اور حدیث تقریری کو روایت بالمعنی اور بے سند یعنی بغیر سلسلہ روایت کے جمع کیا تھا مگر بعد ازاں نقاد حدیث کی جماعت نے ایک بے نظیر فن یعنی اسماء الرجال میں اور راویوں کی بلا کسی رو رعایت کے جرح اور تعدیل کے اصول الروایت اور اصول الدرایت مرتب کئے اور اس امر کا اہتمام کیا کہ تا بقدر احادیث کی روایت باللفظ کی جائے۔

اس فن کی بنیاد حضرت ابوبکر صدیق کے عہد مبارک میں پڑی تھی کیونکہ جناب خلیفہ اول نے اپنی ایک کتاب جس میں انہوں نے کچھ احادیث رسول اللہ جمع کی تھیں جب آپ نے اس کو ان اصولوں کے معیار پر ٹھیک نہیں پایا تو حضرت عائشہ سے لیکر اس کو جلا دیا تھا اسی تمام صحابہ کرام حدیث کے بیان کرنے اور ان کے ماخوذ کرنے میں زبردست احتیاط کا پہلو اختیار کرتے رہے تا آنکہ تابعین اور تبع تابعین کے عہد میں اس فن خاص کے معتد بہ آثار قائم ہو گئے۔

مگر اس کی تکمیل میں حضرت امام احمد بن حنبل اور امام ابن معین وغیرہ ہم کا بہت بڑا حصہ ہے چنانچہ امام احمد کے پاس کچھ اوپر سات لاکھ حدیثیں موجود تھیں لیکن انہوں نے ان اصولوں کی بنا پر جب ان کی جانچ پرتال کی تو کل اٹھارہ ہزار ایسی حدیثیں باقی رہیں جو قابل قبول ہو سکتی تھیں اور باقی تمام روایات نامقبول ثابت ہوئیں۔

اس کے بعد ان کے شاگردوں نے اس فن کو بہت زیادہ وسعت دی اور اس وقت جو اس فن کی بنا پر اعلیٰ درجہ کی کتب احادیث تالیف ہوئیں وہ صحیحین یعنی بخاری و مسلم ہیں۔

(۲) دوسرے قسم کے وہ علمار تھے جنہوں نے حضرت عمر فاروق کے عہد میں علوم مبادیات کی طرف اپنی طبیعتوں کو متوجہ کیا یعنی علم الصرف علم النحو، علم معانی علم بیان علم بدیع، علم لغات علم تاریخ امم علم حساب، علم جغرافیہ، علم طب، علم منطق اور بعد ازاں وہ تمام شعبہائے طبعیات، فلکیات، الہیات وغیرہ جن کے مجموعے کو فلسفہ کہتے ہیں

اگرچہ ان بعض علوم و فنون کی کتابیں یونان اور ایران کے مصنفین کی ان کو دستیاب ہوئیں مگر وہ درحقیقت مکمل نہ تھیں ان علمار اسلام نے ان علوم کے مردہ جسموں اور بوسیدہ ہڈیوں میں نئے سرے سے جان ڈالدی۔

(۳) تیسری قسم کے وہ علمار اسلام ہیں جنہوں نے ان مذکورہ بالا علوم مبادیات سے بقدر ضرورت متمتع ہو کر آیات محکمات کی طرف توجہ کی اور ان آیات اور احادیث

احکامیہ سے تفریع احکام کے اصول اور فروع مرتب کئے یعنی کتاب اللہ سنت رسول اللہ اجماع امت اور قیاس ان کے الفاظ میں حقیقت مجاز۔ صریح اور کنایہ پھر خاص، عام، اول اور مشترک پھر ظاہر، نص مفسر اور محکم پھر خفی مشکل مجمل اور متشابہ بعد ازاں عبارات میں عبارت النص اشارۃ النص دلالۃ النص اور اقتضاء النص اور ان کے ماتحت بہت بہت سے مباحث مقرر کئے اسی طرح سنت، اجماع اور قیاس کے بھی بہت سے اقسام ہیں جن سے ایک مجتہد جو مجلس آئین سازی کا ممبر ہوتا تھا انہی اصولوں کی بنا پر اسلامی احکام کی تفریع کرتا تھا اور تمام فقہ اسلام کا مدار انہی اصولوں پر مبنی اور موقوف ہیں۔

یہ امر بھی مخفی نہ رہے کہ اس فن خاص کی بنیاد حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم کے عہد میں پڑی تھی مگر رفتہ رفتہ بتدریج اس کی تکمیل میں حضرت امام ابوحنیفہ امام مالک اور ان کے شاگردوں کے شاگردوں نے بہت زیادہ حصہ لیا ہے۔

(۴) چوتھی قسم کے علمائے اسلام نے ایک اور فن کی طرف توجہ کی یعنی عموماً دیگر مقابل مذاہب اور خصوصاً فلاسفہ کے وہ اصول و فروع مسلمہ جو اسلامی مسائل کے مخالف تھے اس میں انہوں نے تین پہلو اختیار کئے

(ا) سب سے پہلے ان علمائے کرام نے خود اپنے مسائل کو اصول و قواعد اور دلیل و برہان پر جانچا اگر ان میں کچھ کمزوری پائی تو ان کو خارج کر دیا اور جو قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ یا کم از کم ظنی الثبوت اور ظنی الدلالت تھے ان کو برقرار رکھا۔

(ب) پھر دوسرا پہلو یہ اختیار کیا کہ تا بمقدور جائز اور درست تاویل سے دونوں میں تطبیق دینے کی کوشش کی (ج) تیسرا طریقہ یہ اختیار کیا کہ چونکہ اسلامی مسائل قانون قدرت، انسانی فطرت اور عقل کے سرمو مخالف نہ تھے اس لئے ضروری کہ مقابل مذاہب اور فلاسفہ کے اصول و فروع ہی میں وہ نقص تھا جس کے باعث تطبیق ممکن نہ تھی لہٰذا ان علما نے نہایت ہوشمندی سے ان مخالفین اسلام کے اصول و فروع مسلمہ کا مدلل طریق سے ابطال کیا اور اس طرح رفتہ رفتہ علم کلام کی بنیاد پڑ گئی۔

(۵) پانچویں قسم کے علمائے اسلام نے ایک دوسرے فن کی بنیاد ڈالی یعنی بذریعہ ریاضات مجاہدات اور مکاشفات کے اسلامی حقائق حق کے اثبات کا طریقہ اختیار کیا ان واجب الاحترام بزرگوں نے بلاشبہ اسلام کے سربستہ رموز اور اسرار شریعت کا جو طریقہ اختیار کیا وہ مسلک فی الاسلام کے اطمینان قلب کا ایک نہایت بےنظیر طریقہ تھا کیونکہ عقل اور استدلال کا راستہ جو اس کے راستوں کا منتہا ہے یعنی جو بات عقل سے دریافت نہ ہو سکے اور اضطراب اور تردد طبیعتوں سے نہ جائے تو اس طریق سے غالب بہت زیادہ محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں سب سے زیادہ تقویٰ اور طہارت ان بنیادوں کو مضبوط اور زہد اور ترک لذات دنیا کو خیرباد کرنا ہوتا ہے اس لئے تقویٰ کی وجہ سے نفس پاک اور زہد کی وجہ سے دل صاف ہو جاتا ہے اور جب دل سے کدورت دنیا فنا ہو جاتی ہے تو باطن کے وہ مسامات کھل جاتے ہیں جو حواسوں کی طرح عقل کے دیگر معاون و مددگار ہیں پس اس طرح سے دل کے کان سننے اور قلب کی آنکھیں دیکھنے لگتی ہیں اسی طریق عمل کو علم تصوف کہا جاتا ہے۔

الغرض یہ تمام مذکورۃ الصدر علمائے اسلام گو باہم بہت کچھ اختلاف رکھتے تھے مگر اس اختلاف الرائے کا مدار صرف تحقیقات علمیہ تک محدود تھا زمانہ سعادت تک تمام مسلمانوں کا صرف ایک ہی مذہب اسلام تھا اور چونکہ ان کے سینے عناد و حسد اور ہر قسم کی نفاوت سے پاک و صاف تھے لہٰذا اس اختلاف الرائے کو مذہبی تفریق سے کچھ علاقہ نہ تھا۔

الحاصل یہی فطرت اللہ جو قانون قدرت اور فطرت انسانی کے مطابق عام فہم اسلامی اصول و فروع اور تمام متمدن سے متمدن دنیا کے علوم و فنون کے نتائج دقیقہ ہیں انہوں نے حریت پسند عربوں کے احساسات کو چشم زدن میں بیدار کر دیا تھا اور وہ صحرائے عرب بنجر اور سنگلاخ فضا سے باہر نکل کر ایک طرف تو وہ شمالی افریقہ سے یلغار کرتے ہوئے ہسپانیہ پہنچے جہاں اسلام کے قدم مضبوطی سے جم چکے تھے مسلمانوں کا ہسپانیہ قرطبہ مرکز تھا جہاں مسلمانوں نے ترقی علوم اور تمدن کے تمام مدارج حاصل کئے اسی طرح مشرق اور شمال کی جانب بھی متوجہ ہوئے اور بغداد کو اپنا مرکز قرار دیا یہی وہ مبارک زمانہ تھا کہ عربوں نے قدیم تمدنوں کے نام لیواؤں کو طرفۃ العین میں تسخیر کر لیا مگر ان کے سامان عشرت کو برباد نہیں کیا بلکہ اس کا بنظر غور و تحقیق مطالعہ کیا اور ان کی مفید باتوں کو قبول کیا اور بکار آمد اسباب معیشت کی پوری تائید کی اور قدیم علوم و فنون اور ادب سے پوری طرح متمتع ہوئے عربی ذہانت اور دماغی تجسس اور ان نادرات مدنیت کے باوجود نے بے بہا مادی اور روحانی جوہر دکھائے جس کے باعث آج تمدن اسلام ایک پرمعنی اور ستائش خیز جملہ ہے۔

بلاشبہ مسلمانوں کا عروج چوتھی صدی کا وہ شاندار اور درخشندہ زمانہ ہے کہ اسپین سے خلیج تاتار اور فلپائن سے مراقش تک اس کے گوشے گوشے پر مسلمانوں کا عروج آفتاب نصف النہار پر کھڑا ضیا باری کر رہا تھا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

استعماریت کے پجاری اور جوع الارض کے بیمار یورپ کی شاطرانہ تعلیمی نگاہوں میں ہمیشہ یہ خیال رقص کناں اور اس کے ساز تعلیم کے ہر تار سے یہی ترنم سنائی دیتا ہے کہ "فاتح عرب مسلمان محض ایک بے اصول جذباتی جنگجو سپاہ تھے جو بنجر اور سنگلاخ سرزمین عرب سے قتل و غارت، لوٹ مار اور بزور شمشیر مذہب اسلام پھیلانے کے لئے نکلے تھے"

اگرچہ ہم اس کا کیسے ہی ناطرفدارانہ حیثیت سے جواب دیں مگر مخالف کے اس الزام کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں کہ ہم مسلمان ہیں اس لئے اس کا جواب ہم پروفیسر تھارپ سٹاڈرڈ کے الفاظ میں دینا مناسب خیال کرتے ہیں جو ایک نہایت جہاں دیدہ مستشرق انگریز ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

ہرگز نہیں عرب ان فتوحات سے پورا پورا اور جائز فائدہ اٹھانے کا قصد کر چکے تھے اور ان کی فیاض اور ارفع اسلامی خلقت میں نہ صرف ملک گیری بلکہ ملکداری کے تمام خصائل مضمر تھے عربوں نے اپنے مفتوحہ علاقوں میں اپنے گھروں کی بنائیں ڈالیں۔ اسلامی مساوات کی پاک تعلیم کے مطابق ان قوموں سے شادی بیاہ اور بھائی چارہ کا سلسلہ قائم کیا اور اس معاشرتی اور سیاسی اتحاد سے ایک مخلوط اور بالکل جدید تمدن کا آغاز کیا جس کا نام اسلامی تمدن ہوا اس تمدن میں نہ صرف روم و یونان کی بوسیدہ ہڈیوں میں جان ڈالدی بلکہ ایران اور شام کی روایات علم و فن بلکہ اسلامی اور عربی قومی حریت اور مستعدی کی روح پھونکدی اور اسلام کی پہلی تین صدیاں یعنی ساڑھے چھ صدی عیسوی سے اوائل دسویں صدی تک اس وقت کی دنیا کا ایک نہایت درخشاں زمانہ تھا جس میں مسلمانوں نے خوبصورت اور دلفریب عمارات شاندار مساجد اور عظیم الشان یونیورسٹیاں قائم کیں جہاں قرون وسطی کے مسیحیت پرست جہالت آب یورپ کے مقابلہ میں علوم قدیمہ و جدیدہ کا چرچا

عصریت اسلام

از آنریبل سید امیر علی مرحوم

(ترجمہ جناب ایم عبدالقادر صاحب متعلم پہلا جماعت ہائی اسکول میسور)

معتقدات مذہبی کی شکست و ریخت اور رسمیات اخلاقی کے عام زوال پر نظر کرتے ہوئے یہ حرکت مذبوحی لگے ان معتقدات کے بعض اجزا کو لیکر ایک انتخابی مذہب کی طرح ڈالی جائے کیسی حسرتناک تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کرتی ہے تاریخ مذاہب کے مبصر کی نظر بطلیموس کی کامیابی پر جا پڑتی ہے اسے نظر آتا ہے کہ کرشناسی عقیدے نے یونان و مصر کو ایک عرصہ دراز تک ایک رشتۂ اتحاد میں منسلک کر دیا تھا اور صدیوں تک حاضرات البحر المتوسط کے ساحل پر متسلط رہا۔

بطلیموس لیجوس کو تو اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل ہوئی مگر اکبر اعظم ناکام رہا بابر کے پوتے نے یہی کوشش کی کہ مشترکہ عقائد کے التصاق سے .... دو اجنبی دنیاؤں کی شیرازہ بندی کی جائے مگر درسیات قرآنی و تعلیمات ویدانتی میں مصالحت ممکن نہیں میل نہ ہو سکا یہی وجہ تھی کہ اکبر کو اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی۔

معتقدات قدیمہ کی شکستہ باقیات کی ترتیب و ترکیب سے ایک ایسا قصر نظام تعمیر کیا جائے جو عصر جدید کے دلوں کو اپنی طرف جذب کرنے کا میاب ہوگی؟ ہمیں ڈر ہے کہ نہیں ایک وجہ تو اس کی یہ ہے کہ وہ ایک آمیزش ہوگی جو ان کیمیائی عناصر سے خالی ہوگی جو عامۃ الناس کے مردہ حسن مذہبی کو گرما کر مذہبی اشتعال پیدا کر دے دوسری وجہ تو اس کی یہ ہے کہ موجودہ دنیا کے تخیلات سے اُسے کوئی مناسبت ہی نہ ہوگا

بس ایک ہی مذہب ہے جو دنیا کو ضلالت کی تاریکی اور مادیت کی لپیٹ میں آجانے سے بچا سکتا ہے اور ساحل نجات پر پہنچا سکتا ہے آج بھی اس کے ہاتھ وہ مشعل ہدایت بلند ہے جو بنی نوع انسان کو شاہراہ روحانیت پر دلالت کرسکتی ہے جب ہم موجودہ زمانہ کی اخلاقی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ آج بھی وہی حالت ہے جو نبی آخر الزمان روحنا فداہ کے بعثت کے زمانہ میں تھی پیروان افلاطون اور علمائے اسکندریین کی ایک طرف تو ساری سعی ان مسائل کے حل کرنے میں مصروف تھی کہ اس عالم کا خالق کون ہے اور علت العلل نہ کیا چیز یا مادی عقائد کے سامنے نبی ناصرہ کی تعلیمات کی تصویر صرف ایک نقطۂ موہوم بن چکی تھی اور دنیا مادیت و باطل پرستی کا شکار ہو رہی تھی اور روحانی تعلیم کا سرچشمہ جو جناب مسیح کے سینہ سے ابلا تھا خشک ہو چلا تھا اور بنی آدم ایک ایسے مذہب کی جستجو میں تھے جو از سر نو ان میں حیاتِ روحانی کو تازہ کرتا اور حیوانات کے ساتھ بھی انسانی ذمہ داریوں کے احساس کا اعتراف کراتا رسول عربی نے نہ کبھی اپنے فوق البشر ہونے کا استحقاق ظاہر کیا اور نہ کبھی ایسا دعویٰ کیا جو عقل انسانی کے منافی ہوتا اور نہ کبھی آپ نے انا المعبود کا اعلان کیا ہمیشہ آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ میں تم جیسا ایک انسان ہوں اور مقصد رسالت دعوت الی الحق ہے آپ کی تاریخی زندگی کو آپ کے پیرودں نے کبھی جن و پری کا افسانہ نہیں بنایا اور نہ یہ کیا کہ آپ کی ذات کو ذات باری سے جا ملایا ہو آپ کی دعوت ان گردہ لا ادرئین کے لئے جو آپ کے زمانہ میں بکثرت موجود تھے اور ان مشرکین کے لئے جو دوسرے خداؤں مثلاً آفتاب اور ماہتاب نجوم اور دیگر اکب کو اور اپنے ہی ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کو پوجتے تھے یکساں تھی آپ کے بہت سارے معاصر موجودہ زمانہ کے مفکرین کی طرح اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ کائنات عالم ایک بے مقصد چیز ہے اور اس کا وجود خود بخود ہوگیا ہے اس میں نہ کوئی نظام ہے نہ کوئی ترتیب آپ نے متشککین سے ارشاد فرمایا کہ اس عجیب و حیرت انگیز ارتباط پر غور کریں جو موجوداتِ عالم میں پایا جاتا ہے اپنے ہی جسمانی اور روحانی نظام کو دیکھیں اور پھر غور کریں کہ آیا اس قدرت کے پیچھے کوئی عقل کل کارفرما ہے اس معلم اعظم نے معمولی مظاہر قدرت میں اس باطنی ربط کو دیکھا جو قطعی طور پر اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ تخلیق عالم کا ایک خاص مقصد ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں رات دن کے رد و بدل میں اور مال تجارت سے لدی ہوئی کشتیوں کے سمندروں میں چلنے اور مینہ کے آسمانوں سے برسنے میں جو مردہ زمین کو پھر تازگی بخشتا ہے اور ہر طرح کی حیوانی مخلوق کے جو زمین پر چلتی ہے پیدا کرنے میں اور ہوا کے چلنے میں اور بادلوں کے آسمان اور زمین کے درمیان مسخر رہنے میں خدا کی نشانیاں ہیں دیدۂ بینا اور دلِ دانا کے لئے۔ وہ رات کا پردہ دن پر ڈالتا ہے جو اس کے تعاقب میں ہے اس نے پیدا کیا آفتاب کو ماہتاب کو اور نجوم کو جو اس کے حکم کے قانون کے تابع ہیں کیا یہ ساری کائنات اور سلطنت اسی کی نہیں ہے؟ سبحان اللہ رب العالمین کہدے اے پیغمبر وہی خدا ہے وہی سرمدی ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ قسم ہے جان کی اور ذات کی جس نے تعادل قائم کیا اور آگاہ کیا نیک و بد سے رحمت ہے اس پر جس نے اسے پاک رکھا اور مفسد ہے وہ جس نے اُسے بگاڑا اس رحمان و رحیم کی خلقت میں تم کوئی نقص نہ پاسکو گے۔

آپ کے تمام مواعظ میں اپنی قوم کے بھٹکے ہوئے اور برگشتہ دلوں اس قادر خدا کی اور عقل کل کی معرفت کی طرف لانے کے لئے جو مدبر عالم ہے داعی اسلام نے کبھی ان خاندانی فرائض سے چشم پوشی نہیں کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ والدین پر واجب ہے کہ اولاد کی پرورش اور تربیت اس طرح سے کریں کہ وہ قانون پسند بہترین شہری ہوں آپ نے اس بات کی تعلیم دی کہ اولاد پر بھی والدین کے حقوق ہیں آپ کے مواعظ میں آپ نے اس بات کی تاکید کی کہ وہ ہرگز ہرگز اپنے والدین کے احسان کو نہ بھولیں اور خاص کر اپنی ماں کے جس نے اس کی پرورش محبت و نرمی کے ساتھ عہد طفلی سے لیکر بڑے ہونے تک کی ہے فرائض جو آپ نے دلوں پر نقش کئے وہ بالکل صاف الفاظ میں یہ ہیں وہ اپنے رشتہ داروں خدمت گاروں، یتیموں اور مفلسوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں خاکساری اور نرمی کے ساتھ ان کے لئے دعا مانگو کہ بار الہا ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے میری پرورش کی جبکہ میں بے بس تھا قدیم بربریت کو خون کا بدلہ لینے کو اور قتل اولاد کو ترک کرو اور آپس میں شیر و شکر ہو جاؤ کیا تمہیں عہد پورا ... پر چلایا جائے گا، اسیروں کا فدیہ ادا کرو بھوکوں کو روٹی دو اپنے رشتہ داروں یتیموں

اور ان کو بھی جو خاکسار ہیں ان میں سے ہو جاؤ جو استقلال کا حکم دیتے ہیں اور دوسروں پر رحم کرتے ہیں عفو اور لطف آمیز الفاظ اُن عنایتوں سے بہتر ہوتے ہیں جو دل کو دکھاتے ہیں انصاف اور سچائی کے ساتھ لوگوں پر حکم لگاؤ جذبات کے تابع نہ ہو جاؤ تاکہ وہ تمہیں راہ مولا سے برگشتہ کردیں۔

اس عزیز الحکیم کے موہبات دوسروں کو ملیں تو ان پر نہ للچاؤ یتیم کے مال پر دست درازی نہ کرو اپنے عہد و میثاق کو پورا کرو اور زمین پر اکڑ اکڑ کر نہ چلو اور اپنی بی بیوں کے ساتھ لطف و محبت سے پیش آؤ آپ نے بار بار یہی ارشاد فرمایا کہ والدین کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرو بلکہ ان کے ساتھ تلطف و خلوص اور محبت سے بات چیت کرو اور اپنے رشتہ داروں کا حق ادا کرو اور مساکین و ابن السبیل کی خبر لو برائی کا بدلہ نیکی سے کرو پھر ارشاد ہوتا ہے کہدے رسول اے میرے بندو تم نے جو عدول حکمی کی اس میں اپنا ہی نقصان ہے اپنے رب کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ کیونکہ تمام گناہوں کا بخشنے والا وہی ہے نیک الفاظ اس کی طرف اٹھتے ہیں اور عمل نیک اسی سے سرفراز ہوتا ہے پھر آپ نے اعلان فرمایا کہ گندہ عمل منع کئے گئے ہیں چاہے وہ بظاہر کئے جائیں یا خفیہ اور یہی حال ناانصافی اور غیر واجبی تشدد کا ہے۔

آپ نے حیات بعد الممات کے متعلق ارشاد فرمایا کہ خدا کسی پر بھی اس کی طاقت سے بڑھکر بوجھ نہ ڈالیگا نیکی کا بدلہ جو اس نے کی ہے اسے ملیگا اور بدی کا بھی۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس دشت نژاد رسول کی تعلیمات ایک وسیع تر دنیا اند سابق القدم بنی آدم کے لئے اپنی رفعت محبت کے اعتبار سے اپنی تمام جذبات اور طالب صادق میں خدائے قدوس و طاہر کے بھیجے کسی ایک معلم بشین کی تنبیہات سے کسی طرح قاصر ہیں

مسکین اور یتیم اور مٹی پر رہنے والا خاک بسر وہ نامراد جس کے ابتدائے زندگی ہی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا ہو آپ کی عنایت اور توجہ کے مرجع ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو یتیم کی مدد کرتا ہے جو مسکینوں کی مصیبت کو دور کرتا ہے قیدیوں اور اسیروں کو آزادی دلاتا ہے وہ راہ خدا میں چلتا ہے آپ کی ہمدردی اور محبت بنی نوع انسان تک ہی محدود نہ تھی بلکہ بہائم بھی آپ کی اس ہمدردی اور محبت سے مستفیض ہوتے تھے یہانتک کہ آپ کے نزدیک پرندے اور حیوانات بلکہ شجر بھی عام نظام کائنات میں برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔

آپ نے ایک معقول حد کے اندر اس وقت کی تمدنی حالت کا لحاظ کر کے تکثیر الازدواج کی رسم قبیح پر جو اس وقت عرب اور اطراف عرب میں رائج تھی قیود لگائیں۔ اس وقت مستورات کے لئے ذرائع معاش نہ تھے نہ تو ٹائپ رائٹنگ تھی نہ محتصونویسی نہ محرری کا عملہ تھا نہ دکانوں میں انھیں کوئی خدمت ملتی تھی نہ خانقاہیں تھیں نہ راہبہ خانے جو ان تراکم سوسائٹی کو امن کی کام دیتے۔

قبائلی جنگ انتقام خون جنہیں رسول عربی نے موقوف کرادیا آبادی کا ایک بڑا حصہ ضایع کر دیتے تھے مشرکین عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر کے اس رسم قبیح کو جاری رکھکر آبادی میں یوں ہی سے ایک گونہ تعادل قائم کر لیا تھا مگر رسول عربی نے اس رسم قبیح کو یک لخت موقوف کرادی نکاح ہی ایک ایسی چیز تھی جو مستورات کے لئے حفاظت اور معاش کی صورت پیدا کر دیتی تھی رسول اللہ نے تعدد ازدواج کی ایک مقید اجازت دی آپ نے اس اجازت پر ایسے شرائط عائد کئے کہ اقتصاداً ترقی یافتہ قوموں میں اجازت بمنزلہ نفی کے ہو گئی قرآن مجید ایک، دو تین، یا چار بیبیاں کرنے کی اجازت دیتا ہے مگر جب ان کے درمیان عدل نہ کرسکو تو فرماتا ہے کہ صرف ایک پر اکتفا کرو عدل کے یہاں معنے صرف نان و نمک، ملبوس و رہائش ہی کے نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ میل و محبت بھی شامل ہے لہذا قیود جو عائد کئے گئے ہیں بہترین مفکرین اسلام کی نظروں میں ان لوگوں کے لئے جو اس وقت کی تمدنی و اقتصادی منازل سے آگے نکل چکے ہیں ناسخ کا حکم رکھتے ہیں

اسلام میں نکاح ایک سرد بنی ہے جو انسان کو دنیا دی گناہوں سے ہٹا کر اپنے معبود کی طرف لوٹا کا نیکی مشق محبت بہم پہنچاتا ہے۔

دنیا کی اقتصادی حالت غلاموں کی آزادی کی اجازت نہیں دیتی اس زمانہ میں غلامی قتل عام کو روکنے کے لئے جو فتح کا تتمہ ہوتا تھا ضروری تھی اس لئے آپ نے غلامی پر قیود لگا دیئے صرف جائز جنگ کے قیدی غلام شمار ہوسکتے تھے مگر ان کے ساتھ سلوک بالکل رواداری انہ انسانیت پر مبنی ہوتا تھا انہیں روٹی اور ملبوس ویسا ہی ملتا تھا جیسا کہ ان کے مالکوں کا ہوتا تھا اور انہیں اجازت تھی کہ جب کبھی میسر آئے فدیہ ادا کر کے آزادی حاصل کرسکیں جبکہ امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں غلاموں کی اولاد کو کسی وقت میں بھی آزادی نصیب نہیں ہوسکتی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیبہ یا مملوکہ کی اپنے آقا سے اولاد ہو تو وہ غلامی کے دھبے سے آزاد ہوگی اور ماں کو اسی وقت آزادی نصیب ہو جائے گی پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ دائمی جہد بقائے انسانی کے لئے ایک ضروری شرط ہے اور جب تک انسان ترقی کرنے کے لئے جہد نہ کرے گا بنی آدم کا خاتمہ ہو جائے گا آپ نے ہدایت کی کہ علم حاصل کرو اس لئے کہ جو کوئی علم حاصل کرتا ہے راہ خدا میں عمل نیک اختیار کرتا ہے اور جو اس کا تذکرہ کرتا ہے خدا کی حمد کرتا ہے اور جو اس کی تلاش کرتا ہے خدا کی عبادت کرتا ہے اور جو تعلیم دیتا ہے خیرات کرتا ہے اور جو شخص اُسے اس کے صحیح مصرف پر لگاتا ہے وہ خدا کی بندگی بجا لاتا ہے علم اس کے حامل کو ممنوعات اور غیر ممنوعات میں تمیز کرنے کی قوت بخشتا ہے اور راہ جنت کو روشن کرتا ہے وہ ہمارا رفیق ہے صحرا میں ہمارا جلیس ہے تنہائی میں اور ساتھی ہے ہمارا جب ہمارے دوست نہوں وہ ہماری حقیقی سعادت کی طرف رہبری کرتا ہے ہماری مصیبت میں کام آتا ہے وہ ہمارا زیور ہے

. . . .

ہمارے دوستوں کی انجمن میں۔ دشمن کے مقابلہ میں ہمیں زرہ بکتر کا کام دیتا ہے علم کی وجہ سے خدا کا بندہ نیکی کی بلندی اور مقام شرافت پر پہنچتا ہے دنیا میں شاہوں کے ہمنشین رہتا ہے اور آخرت میں توفیق خداوندی سے کامل سعادت حاصل کرتا ہے۔

آپ کا جود و سخا اور آپ کی ہمدردی آپ کی امت تک ہی محدود نہ تھی آپ رحمۃ للعالمین تھے ایک ایسے زمانہ میں جبکہ دنیا باطل پرستی کی گہرائیوں میں ڈوب چکی تھی آپ نے کھلے الفاظ میں سحر و طلسم اور کہانت کی سخت مذمت کی اور یہ نہیں فرمایا کہ ان جادوگروں اور ساحروں و کاہنوں کو جو اس خبیث فن کی مشق کرتے تھے اور جہلا کی بیہودہ ضلالت اور التباس کی ذوق داری کرتے تھے جو اس زمانہ میں اب کی طرح ہر ملک میں موجود تھے زندہ جلا دیا جائے یا غرقاب کر دیا جائے عیسائی ملکوں میں حال ہی کے زمانہ تک ان بدنصیب انسانوں کو جو اس عمل شیطانی میں مشتبہ

سمجھے جاتے تھے جو عقوبتیں دی جاتی تھیں وہ چھپایا نہ ہوتی تھیں آپ نے رائج الوقت قصصیت کو جو اپنی قوم میں جاری تھی بطور تماثیل کے استعمال کیا تاکہ ان کے اخلاقی حس میں حیات تازہ آجائے مگر آپ نے کبھی عقل کے مطالبات سے چشم پوشی نہیں کی جب آپ سے پوچھا گیا کہ شیطان کہاں رہتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ انسان کے دل میں آپ کا نظریہ تکوین عالم کے متعلق یہ تھا کہ عالم متعدد ہیں آپ کا اس پر یقین نہ تھا کہ زمین جس پر انسان بود و باش کرتا ہے مرکز خلقت ہے ہمیشہ آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ خدا رب العالمین ہے آپ کی نظر میں ساری خلقتوں میں ایک باطنی ربط پایا جاتا ہے مسئلہ ارتقا پر آپ نے جو روشنی ڈالی ہے اس کی تشریح آپ کے ایک پیرو نے کس خوبصورتی کے ساتھ کی ہے حالت جمادی سے ہم نے حالت نباتی میں ترقی کی اور نباتی سے آگے بڑھے تو شکل حیوانی میں پہنچے اور جب حالت حیوانی سے بلند ہوئے تو انسان کی صورت اختیار کی اب ہمیں کیا ڈر ہے کہ موت ہمیں اسفل کی طرح کھینچ لے جائیگی ہمارا آیندہ سفر تو ہمیں ملائکہ سے جا ملادیگا اور ملائکہ سے بلند تر ہو گئے تو کیا ہوں گے کوئی بتا نہیں سکتا ہم اسی کلیت میں جا ملیں گے جس میں کہ ہم پہلے تھے کیا ہمیں نہیں بتایا گیا کہ ہم اسی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

بنی آدم کے درمیان آپ نے بے لاگ انصاف کی تعلیم دی قبل اس کے کہ عیسائی دنیا اس لفظ کے صحیح مفہوم سے آشنا ہوئی اور جبکہ بذریعہ جنگ اور امتحان آتش عام تھے قضایا کے فیصلے منظم محکموں کے ذریعہ سنائے جاتے تھے جو آج بھی جدید یورپ کے عدالتی فیصلوں کے ساتھ برابری کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

قانونی دعاوی فقہائے اسلام کا جنہیں آجکل مغربی دنیا غیر تربیت یافتہ کہتی ہے کم نظر یا فقہا کہتی ہے حالت موجودہ پر منطبق کرنے کے لئے کم ضرورت اصلاح و تعدیل کی پائی جاتی ہے۔

عالم اسلام کے عام جمود کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس معلم اعظم اور آقائے نامدار کی تعلیمات کی غلط تفسیر کرلی ہے پیرو اِن اسلام نے صرف لفظوں کو لے لیا ہے اور معنوں کو چھوڑ دیا ہے اور غیر ضروری باتوں کو لیکر آپس میں جنگ و جدل میں مشغول ہیں ضروریات کو ہم نے ترک کر دیا ہے۔

ہمارے رسول نے محنت کی فضیلت کو سراہا تھا آج ہم نے اسے ذلیل سمجھ رکھا ہے آپ نے کفایت شعاری کا خیرات کا مصیبت زدوں اور تکلیف زدوں کو مصیبت اور تکلیف سے چھڑانے کا سبق دیا تھا آج ہم اسراف کے عادی ہیں مصیبت زدوں کے کراہنے کی آواز کو سنتے ہیں تو کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم سیکھو اگر اس کے لئے چین بھی جانا پڑے آج ہمیں اس کے سیکھنے سے انکار ہے حالانکہ وہ ہمارے دروازہ پر موجود ہے اسلام زندہ ہے مگر اس کے پیرو اس کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں اسلام اس وقت صرف اس روح کی احیاء چاہتا ہے جو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں پائی جاتی تھی عیسائی دنیا اپنے کلیساؤں میں تجدید و اصلاح کی تمنی ہے اعلاعوت کرتی جا رہی ہے مگر یورپ میں باقی ہر بعضوں کے دلوں دماغ کی خواہشوں اور شوق طلب کو تسکین و تشفی بخشتی ہے مگر بہترین مفکرین اس خالق دارض و سما اور اس عقل کل کی معرفت کا شعور چاہتے ہیں مقصد تخلیق کی تصدیق کے طالب ہیں یا کائنات میں قانون نظم و ترتیب کا اعتراف کرنا چاہتے ہیں حضرت مسیح کی تعلیم کے عزل و ابطال سے نہیں بلکہ اسی کی اتباع میں کہ حیات رحانی[۴]

۴ پھر سے دنیا میں جلوہ گر ہو جائے اور دلالت کرے اس قانون پابندی کی طرف کہ خدمت بنی آدم بہترین عبادت ہے جو مقبول بارگاہ خداوندی ہے۔

کلام خدا کا اثر دیکھ لینا ؛ وہ آئینگے تھامے جگر دیکھ لینا

محبت، عداوت، دشمن کی تباہی، ترقی روزگار کا عمل

عمل ۱ سفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کیلئے مناسب نہیں۔ **عمل ۲** علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر خطا نہیں گے جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر بے کم و کاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد انشاء اللہ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابع ارہنایا جاسکتا ہے ہدیہ ڈھائی تین روپے

عمل ۲ علوی یہ ایک آیت قرآنی باموکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں اور مرچیں جلتی ہیں اور محبوب کے دل میں آتش محبت بھڑکنے لگتی ہے سات دن میں انشاء اللہ محبوب آپکے آگے سرنگوں ہوگا۔ ہدیہ صرف نو روپے **عمل ۳ برائے ترقی روزگار** یہ عمل ترقی تجارت و ترقی معاش و ملازمت اور اس کی ترقی کے لئے عجیب و غریب ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنہ نذرانہ ہے ۵؍ میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔

عمل عداوت یہ عمل دو شخصوں کے درمیان عداوت و دشمنی ڈلوانے کے لئے نہایت مجرب ہے صرف پندرہ منٹ کی پڑھائی سات یوم میں کامیابی ہوتی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گناہگار ہوں گے۔ نذرانہ ۱۲؍ **عمل تباہی دشمن** یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے بہترین عمل ہے آدھ گھنٹہ یومیہ خفت کی پڑھائی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گناہگار ہوں گے ہدیہ ایک روپیہ چار آنے ۱۲؍ ان تمام عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف و خطر نہ وقت نہ پرہیز نہ اپنے مکان سے باہر جانے کی ضرورت جو صاحب عمل ۱ و ۲ و ۳ ایک ساتھ طلب فرمائینگے تو ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائیگا

اگر روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں تو محصولڈاک معاف۔ عمل لفافہ میں بذریعہ رجسٹری یا وی پی بھیجے جاتے ہیں

پتہ: فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۴۵ دہلی

اتباع

(از جناب مولوی محمد الدین صاحب ڈسکہ)

اتباع یعنی تابعداری کرنا انسانی صفات میں سے ایک ہے جو ہر فرد بشر میں پائی جاتی ہے خواہ وہ اپنے محل یا وقوع سے غلط ہو یا درست. فطرتاً ضعیف البنیان انسان بفحوائے خلق الانسان ضعیفا بوجہ اپنی کمزوری اور اپنی محتاجی کے اس پر مجبور کیا گیا ہے دنیا میں انسان کی اعلیٰ سے اعلیٰ حالت بزعم باطل خود مصنوعی خدا بننا اور اپنے آپ کو خدا کہلانا ہے مگر اس میں انسان بوجہ اپنی جبلی کمزوری کے چونکہ دوسرے کا محتاج ہے اس لئے کسی نہ کسی پہلو میں وہ بوجہ اپنے وزرا امرا وغیرہ وغیرہ کے حسب مرضی کام کرنے کے جن کے بل پر اس کی خدائی کا مدار ہے تابعدار ہے. کبریائی یا ناتابعداری صرف ذات ربانی یعنی پروردگار عالم کا حق ہے اور اسی کو سجتا ہے دنیا میں خداوند کریم نے ہر ایک انسان کو آپس میں ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے اور کل مخلوقات عالم نوع انسانی کی منافع پیدا کی گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ انسان موجودات عالم کو اپنے بس میں یا اپنے قابو میں کرسکتا ہے اور ان کو اپنا تابعدار بنا سکتا ہے اور اپنے اتباع پر انھیں مجبور کرسکتا ہے اسی طرح سے موجودات عالم میں انسانی ہستی ہے جو اپنی مختلف حیثیتوں اور مختلف مدارج کے لحاظ سے ایک دوسرے کے محتاج اور ایک دوسرے کا ماتحت ہے اور جس قدر کوئی شخص اپنے اخلاق و عادات اور خو بو کے لحاظ سے دوسرے انسانوں سے فائق ہوتا ہے اس لحاظ سے وہ صدارت کی گدی پر بیٹھا ہوا دوسروں کا متبع ہوتا ہے اور ان پر حکمران بھی یہی وہ مقام ہے جہاں سید القوم خادمہم کے معنی کھلتے ہیں اور خادم اور مخدوم کے معنوں کا بھید ظاہر ہوتا ہے.

اگرچہ ہر طرف اتباع اتباع کی پکار ہے مگر درحقیقت اتباع میں پورا اتر کر ہی انسان سید القوم کے خطاب سے مخاطب ہونے کے لائق ہوتا ہے دنیا میں جدھر دیکھو یہی چرچا ہے اور یہی دھوم دھام ہے. ہر ایک شخص بظاہر نہیں تو درحقیقت ایک دوسرے کی خدمت کا جوا اٹھائے ہوئے ہے اگرچہ نیت ٹھیک نہ رکھنے کی وجہ سے وہ اس کے ثواب سے محروم ہے. کسان نے سارے جہان کے خورد و نوش اور پوشش کے متعلق جوا اپنی گردن پر رکھا ہوا ہے دنکا ادنیٰ سے اعلیٰ اشیا دوسرے بھائیوں کے آرام و آسائش کے واسطے جمع رکھتا ہے معلم تعلیم دیتا ہے ہنرور ہنر سکھاتا ہے وغیرہ وغیرہ مگر ان کی نیت چونکہ صرف اپنے پیٹ پالنے کے لئے کام کرنا اور روپیہ کمانا ہوتی ہے اور دنیا میں عزت و مرتبہ حاصل کرنا اور نفس کو موٹا کرنا اور عیش و عشرت دنیا حاصل کرنا اور ایک دوسرے سے مال و املاک سونے چاندی وغیرہ میں بڑھ جانا ہوتی ہے جیسا کہ خداوند کریم کلام مجید میں فرماتے ہیں انما الحیوۃ الدنیا لعب و لهو و زینة و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد ..... الخ اور ایک جگہ سونے چاندی کے بیان کے بعد والخیل المسومة والانعام والحرث ذلك متاع الحیوۃ الدنیا ..... الخ آتا ہے وغیرہ اس لئے ان کا یہ کام کرنا اور دوسرے بھائی کی خدمت کرنا ثواب دارین اور سعادت دارین حاصل کرنا اور خوشنودی خدا کا باعث نہیں ہوتا بلکہ جو نیت ان کی ہوتی ہے وہیں تک ان کا ثواب یا عذاب محدود رہتا ہے اور نہ اس میں کسی کی اتباع یا تابعداری پائی جاتی ہے کیونکہ نیت کے بدلنے سے ان کے بدلے ثواب کا کچھ حصہ بھی باقی نہیں رہتا تا اور اگر یہی سب کام خلق خدا کی خدمت کی نیت سے کئے جائیں اور خالص خوشنودی خدا ان کے کرنے میں مدنظر ہو تو یہ کام ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہوں اور دوسرے بھائی کی خدمت اور تابعداری سب کچھ اس میں آجائے. اتباع کے مفہوم کو اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو چونکہ اتباع میں تابعداری اور معیت اور خدمت سب کچھ شامل ہے اس لئے اتباع کا لفظ ان سب امور پر حاوی ہے جو قبل ازیں بیان ہو چکا ہے پھر یہ کہ اگرچہ دنیا میں درحقیقت ہر ایک شخص دوسرے کا ظاہر اور پوشیدہ میں محتاج ہے اور محتاجی تابعداری کو چاہتی ہے مگر پھر بھی اگر حکماً دوسرے کو اپنے اتباع کے لئے مجبور کیا جائے تو دوسرے کو سوائے اکراہ بدول اور انکار تابعداری کے کوئی بات حاصل نہیں ہوتی اس صورت میں کسی کا کسی کو تابعدار ہونا یا اسکی اتباع میں رہنا پسند نہیں کرتا سوائے بادشاہ وقت یا اس کے مقرر کردہ اہلکاروں کے جو گاؤں کے چوکیدار سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ گورنر یا گورنر جنرل وغیرہ تک ہوتے ہیں چونکہ ان لوگوں کو ملک کا انتظام کرنا ہوتا ہے اس لئے بعض بخوشی ان کی حکومت کے حامی و مددگار بنکر اور بعض طوعاً و کرہاً اتباع اختیار کرتے ہیں اور چونکہ مرضی خداوندی یہی ہے کہ دنیا کا انتظام بظاہر الگ الگ ٹکڑے زمین میں بادشاہوں کے متعلق ہو اس لئے خداوند کریم کی عین مرضی کے مطابق ابتدائے دنیا سے قریب قریب ایسا ہی انتظام چلا آتا ہے اگرچہ گردش زمانہ میں کبھی ایک کو بٹھاتی ہے اور اس کے بجائے دوسرے کو بٹھا دیتی ہے. مگر یہ سب حکماً اتباع ہے جس کا دنیا میں رواج ہے اور اس کے نہ ہونے اور قانون کی پیروی جو بادشاہ وقت نے جاری کیا ہو نہ کرنے والے کے لئے ہر وقت اور ہر آن تشدد بادشاہی جو پولیس خواہ فوج کے ذریعہ سے ہو تیار ہے قرآن شریف میں بھی اس کے لئے سخت تاکید آئی ہے. چنانچہ حکم ہے یا ایها الذین آمنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم. اے ایماندارو تابعداری کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو تم میں سے صاحب حکم ہو. اب اس عام تابعداری کے بعد خواہ حکماً ہو یا بغیر ترشیِ حکم کے آپس میں برادرانہ اتباع ہو. اب خاص تابعداری شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

پادشاہ پاسبان درویش است — گرچہ نعمت بفر دولت اوست
گوسفند از برائے چوپان است — بلکہ چوپان برائے خدمت اوست

توجہ کیجئے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ انسان حاکم و محکوم دونوں حالتوں میں دنیا میں زندگی بسر کر رہا ہے مگر جس اتباع کا میں اب ذکر کرنے لگا ہوں حاکم و محکوم سب کے لئے واجب بلکہ فرض ہے دنیا کا کوئی فرد بشر اس اتباع سے آزاد نہیں ہر ایک کی گردن پر یہ جوا ہے اور اس جوئے کے گردن پر رکھنے اور صدق دل سے اس کو نباہنے اور اس میں پورے اترنے کا نام ہی انسانیت ہے اگرچہ بعض نافرمانبردار بننا پسند کرتے ہیں آزاد ہو کر اس جوئے کو اتار پھینکتے ہیں مگر یہ ان کا نالائق پن ہے وہ دین و دنیا میں خواری اور ذلت اٹھاتے ہیں اس اتباع کا نام اللہ اور اللہ کے رسول کا اتباع ہے جس کی

ذیل میں مقبولان خدا عاشقان رسول فدایان ملت محمدیہ بھی شامل ہیں کیونکہ اس سلسلہ میں علمائے دین محمدی جس کے بارے میں حدیث رسول ہے علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کے اتباع اور بہر رسول کے اتباع سب اتباع اور تابعداری خداوند کریم ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے تابعداری کی رسول کی پس تحقیق تابعداری کی اس نے اللہ کی اور اللہ کی تابعداری کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ مرقوم ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون نہیں پیدا کیا میں نے انسانوں کو اور جنوں کو مگر واسطے عبادت کے جو عین تابعداری ہے کیونکہ بدون خلوص نیت کے عبادت کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے لئے سب سے ضروری اتباع اتباع خدا و رسول ہے مگر یہ اتباع بجز محبت دلی ناممکن ہے خداوند کریم قرآن مجید میں فرماتے ہیں قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم یعنی کہدے اے اللہ کے رسول اگر تم اللہ کے ساتھ محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہو تو میرا اتباع کرو میرے قدم بقدم چلو میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اور ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا پر عمل کرو اس کے صلہ میں خداوند کریم تمہارے ساتھ محبت کریں گے اور تمہارے بن جائینگے اور تمہارے گناہوں کو بخشدیں گے دیکھئے اس آیت شریف میں خداوند کریم نے اتباع کو محبت حاصل ہونے کا ذریعہ ٹھیرایا ہے اور محبت ہونے کا ثبوت بھی اتباع ہی سے لیا یعنی اگر تم اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کے پورے پورے متبع رہو اور دل وجان سے ان احکام پر فدا ہو اور ان پر عامل بھی ہو تو تمہاری محبت کا دعویٰ بھی سچا ورنہ سب کچھ جھوٹا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اتباع کرنے سے خداوند کریم بھی ہمیں پیار کی نظر سے دیکھنے لگ جاتے ہیں اگرچہ پہلے بھی ہماری پرورش وغیرہ امور سب انھیں کے متعلق ہیں اگرچہ جیسا کہ ایک شخص کی اولاد زیادہ ہو ان میں سے ان کی پرورش کا کفیل تو سب کا ہوتا ہے مگر پیار سب کے ساتھ ہونا ضروری نہیں جیسا کہ حضرت یعقوب اپنے بارہ لڑکوں میں سے حضرت یوسف کے ساتھ زیادہ پیار رکھتے تھے اسی طرح سے خداوند کریم اتباع کرنے والے انسانوں کے ساتھ زیادہ پیار کرنے لگتا ہے اور ان کا بن جاتا ہے کیونکہ اتباع کرنے والے محسنین کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور اللہ جل شانہ بحکم واللہ یحب المحسنین نیکی کرنے والوں اتباع کرنے والوں کا دوست ہے اور ان سے محبت رکھتا ہے۔ اب یہ سنو کہ خدا و رسول کی پوری اتباع حاصل ہونے کے ذرائع کیا ہیں ان میں سب سے اعلیٰ ذریعہ اپنے بدکاموں سے توبہ کرنا اور علائق دنیاوی جو گناہ یا نافرمانی خدا میں باعث کرنے والے ہیں ان سب سے ہٹ کر خدا کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے اور ہر وقت پاک وصاف رہنا اور ظاہری پاکیزگی کے ساتھ دل کی پاکیزگی روحانی پاکیزگی کا بھی خیال رکھنا علاوہ ازیں اوامر و نواہی خدا تعالیٰ کا خیال رکھنا اور ان پر دل وجان سے عمل کرنا اتباع میں شامل ہے بغیر اوامر و نواہی کی پوری طرح خیال رکھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے اتباع کا دعویٰ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے اور صرف زبانی جمع خرچ ہے جس میں کوئی مغز نہیں کوئی اثر نہیں کوئی فائدہ نہیں مناسب تو یہ تھا کہ نفس اتباع میں سلف صالحین کے نمونے دیتا اور ان کے اتباع کی مثالیں بیان کرتا آپ لوگوں کے سامنے اتباع کی پوری شکل من وعن رکھدی جاتی افسوس کہ مضمون طویل ہوگیا اور اس کی گنجائش نہیں۔

کام شروع کرنے سے پہلے

انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کرلیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے ورنہ ترک کردیا جائے۔ بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں رمالوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو خراب نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے ہر کام کا انجام معلوم ہوسکتا ہے۔

ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہوسکتا ہے۔ ہم نے اس کا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ و دیگر فالنامے ایسے اعلیٰ اور مستند شامل کردیئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہوسکتا ہے۔ اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسے اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی لیکن چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائٹل رنگین قیمت آٹھ آنے (۸/)

پتہ حمیدیہ پریس۔ دہلی

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ

جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک اجودھیا کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہوکر کس طرح مسلمان ہوگیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصیبتیں برداشت کرکے اور باوجودیکہ ہر ہے سے داغے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہوچکا ہے اور ہمعصر معارف اعظم گڈھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں۔

ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس فسانہ کو تبلیغی مقاصد کے لئے منگانا چاہیں اور ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کرکے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کو

ساوتری

کی ۲۵ جلدیں چار آنے فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائینگی۔ صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ ایک جلد کے خریدار کے لئے قیمت آٹھ آنے اور محصول ۵/

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

حسن ظن

(از جناب محمد عبد البصیر عشرتی آزاد سیوہاروی "مولوی فاضل" رکن ندوۃ اشاعت عربی حیدرآباد دکن)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید ان بعض الظن اثم. بیشک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔

آپ نے بہت سوں کو کہتے ہوئے سنا ہوگا کہ فلاں شخص کو فلاں شخص سے بہت حسن ظن ہے اور فلاں شخص فلاں شخص کی جانب سے بہت بدظن ہے مگر کبھی آپ نے اس پر بھی غور کیا کہ یہ حسن ظن اور سوء ظنی کیا چیز ہے اور اس کے کیا کیا منافع ہیں اور کیا کیا نقصان آؤ آج ہم اس فرصت میں اس پر کلام کریں دیکھو حسن ظن میں دو لفظ ہیں ایک حُسن جس کے معنے اچھا دوسرا ظن جس کے معنے گمان یعنی اچھا گمان اچھا خیال اسی طرح سوء ظن میں دو لفظ ہیں ایک سوء جسکے معنے برا دوسرا ظن جس کے معنے گمان یعنی برا خیال برا گمان۔

نیز اخلاق و عادات بھی ایسی اشیاء ہیں جن کی اچھائی برائی پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم فلاں کی جانب سے حسن ظن رکھتے ہیں اور فلاں کی جانب سے سوء ظنی یہی وجہ ہے کہ اگر ہم کسی کو شراب یا ایسی چیز جو کہ نشہ لاتی ہو (مثلاً سیندھی۔ تاڑی۔ افیون۔ گانجہ چرس وغیرہ وغیرہ) پیتے ہوئے دیکھتے ہیں یا مرغ۔ بٹیر۔ مینڈھے لڑاتے اور کوڑیاں۔ شطرنج۔ گنجفہ کھیلتے یا کسی امر مکروہ یا حرام میں مبتلا پاتے ہیں تو ہمارا وہ حسن ظن جو ایک زمانہ سے اس کے ساتھ وابستہ تھا فوراً رخصت ہو جاتا ہے اور ہم اسکی طرف سے اس درجہ بدظن ہو جاتے ہیں کہ اس کی صورت تو دیکھنا درکنار اپنی محفل میں اس کا ذکر تک آنا گوارا نہیں کرتے اور اپنے بال بچے اور عزیز و اقارب دوست و احباب کو انتہائی تاکید کر دیتے ہیں کہ اس کی صحبت سے بچیں غور کریکا مقام ہے کہ جس شخص کی تعریف کے ابھی ہم پل باندھ رہے تھے جس کی جانب ہمارا حسن ظن اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ہم اس کو اپنا مخلص دوست سمجھتے تھے جس کی محبت سے ہمارا گوشہ دل لبریز تھا آج کس چیز نے ہم کو اس درجہ بیزار اور نفرت کرنے والا بنا دیا کیا وہ اس کے اخلاق و عادات کا خراب ہو جانا نہیں۔

الغرض اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ ہمارے حسن ظن و سوء ظنی کا تعلق دوسروں کے اخلاق و عادات سے ہے پس اگر کسی کی یہ تمنا ہے کہ اس کی جانب لوگ حسن ظن سے پیش آئیں اور اسکی قدر و منزلت کریں تو اس کا فرض اولین ہے کہ وہ اپنے اخلاق و عادات کو اچھا رکھے اور شریعت کے دائرے سے باہر قدم نہ نکالے تلك حدود اللہ فلا تقربوھا یہ اللہ تعالےٰ کے حدود ہیں اس کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی ان کی حد نہ توڑو ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ یہ اللہ کی قرار دی ہوئی حدیں ہیں جو شخص ان سے باہر قدم نکالیگا وہ اپنے اوپر ظلم کریگا۔

ہاں سوء ظنی کا ایک سبب اور ہے اور وہ خود ہمارے اخلاق و عادات و اطوار کا شریعت کے خلاف ہونا ہے جیسا کہ حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف بدگمانی نہیں کرتا مگر وہ اپنی حالت کا خود اس طرح اظہار کرتا ہے دیکھی اپنی طرح دوسروں کے بھی۔ زانی۔ شرابی۔ جواری۔ جھوٹا۔ دغاباز۔ فریبی خیال کرتا ہے، حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص نے دوسروں کی طرف بدگمانی کی گویا کہ اس نے اس امر کو ظاہر کر دیا کہ میں خود ایسا ہی ہوں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے المومن مراۃ المومن ایک مومن دوسرے مومن کے لئے مثل آئینہ کے ہے اگر آئینہ اچھا ہے تو اس میں صورت بھی اچھی نظر آئیگی اور اگر آئینہ کی پالش خراب ہے تو اس میں اچھی خاصی بھلی صورت بھی نہایت بھدی اور بری معلوم ہوگی اس میں صورت کا کچھ قصور نہیں بلکہ آئینہ کا قصور ہے پس اگر ہماری تمنا ہے کہ سوء ظنی جیسی بری چیز سے بچیں تو ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم اپنے اخلاق و عادات و اطوار و طرز عمل کو بالکل شرع شریف کے موافق کرلیں اور اس درجہ منہیات سے اپنے آپکو بچائیں کہ معمولی سے معمولی منکر شئے (جس کو شرع شریف نے ناپسند قرار دیا ہو) کے بھی مرتکب نہوں اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جبکہ ہم ریاضت مع مجاہدہ نفس کے کریں یعنی فرائض خمسہ روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد کے علاوہ عبادات نفلیہ مثلاً صلوٰۃ چاشت و اشراق و اوابین و تہجد وغیرہ وغیرہ کو پابندی سے پڑھیں اور اسی طرح ذکر خفی و جلی اور مراقبہ کریں اور صوم نوافل کو رکھتے ہوئے ہر سانس پر موت کا دھیان رکھیں اور علوم دینیہ (یعنی فقہ اصول فقہ حدیث۔ اصول حدیث۔ تفسیر تجوید علم کلام تاریخ اسلام و کتب تصوف وغیرہ وغیرہ) سے اپنے آپ کو مزین کریں اور اخیار (یعنی علماء و صلحاء) کی صحبت کو لازم گردانیں کیونکہ اس سے حسن ظنی کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے صحبۃ الاخیار تورث حسن الظن بالاشرار (صلحاء) کی صحبت اس درجہ حسن ظن کو پیدا کرتی ہے کہ اشرار کے متعلق بھی حسن ظن ہی ہونے لگتا ہے اور صحبت اشرار (یعنی شرابخور، سینہ زور، سود خوار، رشوت خور، زانی۔ جھوٹا۔ تارک صلوٰۃ وغیرہ وغیرہ) سے قطعی اجتناب کریں کیونکہ اس سے سوء ظنی کا مادہ انتہا درجہ تک عروج کر جاتا ہے یہانتک کہ بڑے بڑے علماء و صلحاء و صوفیائے کرام کی جانب سے سوء ظنی پیدا ہونے لگتی ہے صحبۃ الاشرار تورث سوء الظن بالاخیار برے آدمیوں کی صحبت حسن ظن کے مادہ کو اس درجہ فنا کر دیتی ہے کہ بڑے بڑے متقی و پرہیزگار اصحاب کی جانب سے سوء ظنی ہونے لگتی ہے بلکہ یہ سوء ظنی ترقی کرتے کرتے انسان کو اللہ و رسول کی جانب سے بھی (معاذ اللہ) بدظن کر دیتی ہے جیسا کہ منافقین و مشرکین کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے سوء ظنی پیدا ہو گئی تھی جس کے متعلق یہ وعید آئی۔

ویعذب المنفقین والمنفقت والمشرکین والمشرکت الظانین باللہ ظن السوء علیھم دائرۃ السوء غضب اللہ علیھم ولعنھم واعد لھم جھنم وساءت مصیرا۔

اور تاکہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب کرے جو اللہ سے بدگمانی کرتے ہیں انہی پر بری گردش ہو اور ان پر اللہ کا غصہ ہوا اور ان پر لعنت کی اور ان کے لئے جہنم تیار کی۔

بل ظننتم ان لن ینقلب الرسول والمومنون الی اھلیھم ابدا و زین ذلک فی قلوبکم وظننتم ظن السوء وکنتم

بلکہ تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ پیغمبر اور ایمان والے کبھی پھر کر اپنے گھر کی طرف نہ آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلمیں بھلی معلوم ہوتی ہے اور تم نے بدگمانی کی اور

تو مٹا بو س ا۔ غارت ہو جانے والے لوگ ہو

یہی سوء ظنی وہ چیز ہے جو انسان کے دل میں کبر، عجب، حسد، طلب الریاستہ علو فی الناس اور ریا کو پیدا کرتی ہے اسی سوء ظنی کا طفیل ہے کہ آج بہت سے انسان اپنے خون کے پیاسے نظر آتے ہیں اور بہت سے خاوند اپنی پیاری بیویوں کے جان لیوا دکھائی دیتے ہیں اور بہت سے باپ بیٹے اور بھائی بہن ایک دوسرے کے خون کے پیاسے معلوم ہوتے ہیں اسی سوء ظنی کا صدقہ ہے کہ بڑی بڑی سلطنتوں میں وہ وہ خونخوار لڑائیاں اور خونریزیاں ہوئیں کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے خون کی ندیاں بہ گئیں ہزارہا عورتیں بیوہ ہو گئیں لکھوکھا بچے یتیم ہو گئے بہت سے گھروں کے دروازے بند ہو گئے اور لکھوکھا بستیاں ویران ہو گئیں اسی سوء ظنی کی برکات ہیں کہ پچاسوں امرا تجار مقدمات لڑا لڑا کے دیوالیہ اور بھیک مانگنے کے قابل ہو گئے حالانکہ اگر تحقیقات کی جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ حقیقت حال کچھ بھی نہیں کاش ہم حسن ظن جیسی پیاری تعلیم پر عمل پیرا ہوتے جس کی تعلیم ہم کو ان پیارے الفاظ میں دی گئی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ عمدہ عبادات میں ایک عبادت حسن ظن ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ انسان کی عمدہ عبادات میں سے اچھی عبادت حسن ظن ہے۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس امر کو محبوب رکھتا ہو کہ اس کا خاتمہ اچھا ہو تب اس پر ضروری ہے کہ وہ آدمیوں کے ساتھ حسن ظن سے پیش آئے۔ ابو النصر بشر الحافی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس شخص کی یہ خوشی ہو کہ وہ آفات سے محفوظ رہے اس پر لازم ہے کہ خاموشی کو اختیار کرے اور مخلوق خدا کے ساتھ حسن ظن سے پیش آئے۔ حضرات صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ اپنے بھائیوں کے روبرو اپنی طاقت کے موافق ان کے اخلاق و عادات پر خوش اسلوبی سے تنقید کرو اور جس قدر تم سے ان کے ساتھ مجادلہ کیا جائے کرو مگر غیبت میں ان پر حملہ نہ کرو بلکہ ان کے اقوال و افعال کو حسن ظنی پر محمول کرو۔

شیخ ابو المواہب الشاذلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تمہارے سامنے اپنی قوم کی تعریف کرے تم اس کے انکار میں جلدی نہ کرو کیونکہ یہ علامت جہل اور سوء ظنی کی ہے بلکہ حسن ظن کو کام میں لاؤ اور گمان کرو کہ واقعی اس قوم کے افعال و اقوال عمدہ ہوں گے جب تو یہ تعریف کرتا ہے اور اس کا اپنی قوم کی تعریف کرنے سے یہ مقصد ہے کہ ہماری قوم بھی (عمدہ افعال کرنے میں) اس کی قوم کی اقتدا کرے تاکہ وہ بھی تعریف کی مستحق بنے۔ ظن المومنین خیرا......

تو آج ہماری یہ خستہ حالت نہ ہوتی اور اس طرح آج ہم دینی و دنیوی اعتبار سے خسارہ میں نہ ہوتے مگر ابھی وقت نہیں گیا اگر اب بھی ہم خواب غفلت سے جاگ گئے تو سمجھ لو کہ بیڑا پار ہے والسلام علی من اتبع الہدی۔

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر حضرات اس خیال میں کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرماکر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیتہ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔

تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی سکولوں کے کورس میں داخل کر لیا گیا ہے۔ برما، بنگال، یوپی، پنجاب، گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جارہا ہے ان رسالوں کی گجراتی، بنگالی، برہمی، اردو، مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے۔ یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے طہارت، نماز، روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت نماز روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد ہیں۔ توحید، کتب آسمانی ملائکہ جنت، دوزخ، عذاب و ثواب اور معجزات رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مکمل و مفصل بیان بشتہ ذکر صحابہ کرام اور اولیاء اللہ اور کرامات اولیاء اللہ کا ذکر اور اس کا ثبوت قیامت کے متعلق علامات معلومات کا ذخیرہ اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن میں جلد آسکے نہایت خوش اسلوب طریقہ سے بیان کیا گیا ہے نیز اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک بدعات وغیرہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی

کامل سٹ پانچ حصے ایک روپیہ مجلد عہ محصول ۷ کل عہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

میں کیوں مسلمان ہوا

(ایک نوجوان عیسائی مسٹر ڈورے کا اظہار خیال)

میں پیدائشی عیسائی ہوں میرے والدین ایک معزز خاندان کے ارکان تھے۔ میں ابھی بچہ ہی تھا جبکہ انھوں نے رنگون میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی جب میں گیارہ سال کا ہوا تو ہمارے ایک امیر مسلمان ہمسایہ نے میرے باپ سے مجھے اپنا متبنیٰ بنانے کی درخواست کی لیکن میرے باپ نے منظور نہ کیا شاید اس مسلمان کی دور رس نگاہوں نے میری آیندہ زندگی کا صحیح اندازہ لگا لیا تھا۔

مجھے بچپن ہی میں مذہب سے بہت وابستگی تھی بزرگوں کا ادب کرنا میرا بڑا فرض اولین خیال کرتا تھا اسی وجہ سے میں اپنے خاندان میں ایک ہونہار نوجوان تسلیم کیا جاتا تھا میں اپنی برادری کی ہر شادی اور غمی کی تقریب میں شامل ہوتا تھا ایک روز میرے ایک دوست کا بچہ گذر گیا میں اس کے جنازے کے ہمراہ گیا قبرستان میں بچہ کی تدفین کے وقت بہت جھگڑا ہوا اس لئے کہ بچہ کو ابھی تک بپتسمہ نہیں دیا گیا تھا پادری صاحب نے بچے کو قبرستان کی حدود میں دفنانے کی اجازت نہ دی۔

یہ واقعہ بظاہر بہت معمولی ہے لیکن اس کا اثر میرے دل پر بہت گہرا ہوا میں اس مذہبی تنگ نظری سے حیران رہ گیا میں نے اپنے بزرگوں سے اس کے متعلق کئی سوالات کئے لیکن مجھے یہی جواب ملتا رہا کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے مجھے اس میں دخل نہیں دینا چاہیئے اگرچہ اس جواب نے میری گفتگو کا سلسلہ ختم کردیا لیکن میرے خیالات میں ایک تلاطم پیدا ہوگیا اور طبیعت افسردہ ہوکر رہ گئی تھوڑے عرصہ کے بعد مسئلہ تثلیث کے متعلق میرے دل میں شکوک پیدا ہونے لگے اور میں ان کے ازالہ کے لئے مذہبی مجالس میں شریک ہونے لگا میں نے پادریوں سے مل کر خوب تحقیق کی لیکن کوئی بھی مجھے اس مسئلہ کا قائل نہ کرسکا ان کے نا تسلی بخش جوابات سے دن بدن میرے شکوک بڑھتے گئے یہ مسئلہ کسی طرح بھی میری سمجھ میں نہ آتا تھا میں نے اپنی مذہبی کتابوں کا بنظر تعمق مطالعہ کیا لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا اب میں نے اس بات کو بھول جانے کی کوشش کی لیکن اس کوشش سے اور الٹے نتائج پیدا ہوئے مجھے ہر وقت اسی کا خیال رہنے لگا میری عقل میرا مطالعہ میری مشکلات میں کئی اضافے کردیئے اب میرے لئے اسکے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا کہ میں اپنی بے قراریوں کو دوسرے مذاہب کے سامنے پیش کردوں اور ان سے مرض کی شفا طلب کروں۔

سب سے پہلے میں نے ہندو مذہب کی طرف توجہ کی اس میں مجھے چھوت چھات بت پرستی اور شادی بیوگان اور طلاق کے متعلق کئی غیر فطری مسائل نظر آئے اور دل برداشتہ ہوگیا یہاں سے ہٹکر بدھ مذہب کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے پیرؤوں سے راہ و رسم پیدا کی مذہبی علما سے ملا ان کے عبادت گاہوں اور مذہبی مجالس میں شریک ہوا ان کی کتابیں پڑھیں اس مذہب میں رحم و محبت کا جذبہ ضرور کسی حد تک پایا جاتا تھا مگر اس کے عام اصول اور احکام ناقابل عمل تھے جس مذہب کے اصولوں پر انسان عمل نہ کرسکے وہ مذہب حقیقتاً سچا مذہب کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

اس قدر پریشانی اور بیقراری کے باوجود میں اس وقت تک عیسائی تھا اور اپنے مذہب (عیسائیت) کے احکام کا پورے طور پر پابند تھا ہر اتوار کو عبادت کے لئے گرجا جاتا تھا لیکن میرے دل کی گہرائیوں سے تحقیق حق کے بے تابانہ ولولے اٹھ رہے تھے۔ اب آخری چارہ کار کے طور پر میں نے اسلام کی طرف رجوع کیا اگرچہ ابتدائی تعلیم اور ماحول کے اثر سے میرا دل اسلام سے سخت متنفر تھا۔ میں متعدد بار اسلامی تعلیمات کے خلاف عام جلسوں میں پر زور تقریریں کرچکا تھا اس وقت میرے مخالفانہ خیالات کی عجیب حالت تھی اگرچہ میں اس سے پہلے ہی متعصبانہ نظروں سے ایک دو اسلامی کتب کا مطالعہ کرچکا تھا لیکن اب سچائی کی تلاش نے مجھے پھر اسی راستہ پر لا ڈالا اور میں نے ایک مسلمان دوست سے جس کے ساتھ میں کئی دفعہ پرجوش مذہبی مباحثے کرچکا تھا امداد کی درخواست کی آپ نے میرے کئی سوالوں کا تسلی بخش جواب دیا اور ساتھ ہی یہ واضح کردیا کہ ایسا مذہبی مطالعہ کافی نہیں ہے، مسلمان دوست نے میرے لئے کئی کتابیں اور رسائل مہیا کئے ان رسائل (اسلامک ریویو اور اسلامک ورلڈ) جو میری کامیابی کا پہلا زینہ ثابت ہوئے ان رسائل و کتب کے پڑھنے سے مجھے اسلام اپنے اصلی لباس میں نظر آنے لگا میرے دل سے برے اور بیہودہ خیالات زائل ہوگئے جب میرے دوست نے میرے خیالات کی رفتار پر نظر کی تو انہی تمام اسلامی کتب کی لائبریری مطالعہ کے لئے میرے حوالہ کردی یہاں میں نے پوری دلچسپی سے اسلام کے متعلق مسلمان اور عیسائی مصنفین کی کتابیں پڑھیں اور مولانا محمد علی اور پادری سیل کے تراجم قرآن کا بغور مطالعہ کیا۔

میں نے دیکھا کہ اسلام اپنے اصولوں کی صداقت کے باعث ترقی پذیر ہے اور عیسائیت روز بروز گھٹتی چلی جارہی ہے خاص طور پر اس لئے کہ اس میں حضرت عیسیٰ کی تعلیم کا جز بہت کم باقی رہ گیا ہے اور اس کی پاکیزگی ہمدردی خوف خدا اور سادگی برائی اور دنیاوی جاہ و جلال کی حرص و طمع سے بدل گئی ہے اور اس تبدیلی کے باعث مسیحی دنیا روز بروز روحانیت سے بھٹک رہی ہے اور تباہی کے غار میں گر رہی ہے اور عیسائیت کے اراکین دنیاوی خیالات کو روحانی خیالات پر ترجیح دینے لگے ہیں لیکن اسکے برخلاف اسلام ایک زندہ اور عالمگیر دین ہے اسکی عظمت کا محل چند سادہ اصول پر کھڑا ہے مثلاً نماز پنجگانہ۔ حج، روزے، زکوٰۃ امت مسلمہ بڑی باقاعدگی کے ساتھ ان اصولوں پر عمل پیرا ہے اور یہ اصول فی نفسہ اس قدر آسان ہیں کہ ایک معمولی فہم و فراست کا آدمی بھی انہیں بخوبی سمجھ سکتا ہے اور عمل پیرا ہوسکتا ہے یہ اصول خوف خدا کا سرچشمہ ہیں یہاں عیسائیت کی سی حالت نہیں کہ ہفتہ میں ایکدن بیدلی کے ساتھ گرجے گئے اور پادری کا وعظ سنا اور آخر تک دنیوی خیالات کی آلودگی میں مستغرق رہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے اصول فطرت کے مطابق ہیں یہ عظیم الشان مذہب اخوت، مساوات، انصاف اور آزادی کے ستونوں پر قائم ہے عیسائیت مادی ترقی کے خیالات میں غرق ہے اور روحانیت کے فضائل سے عاری ہے۔

میں نے مطالعہ اسلام اور غور و فکر میں کئی سال صرف کئے جب مجھے اسلام کی صداقت اور اس کی عیسائیت پر فوقیت کا یقین ہوگیا تو میں عیسائیت سے دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ایک مسلمان دوست ڈاکٹر طبی کی ہدایت پر مسلمان ہوگیا۔

ایک دفعہ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا شوکت علی رنگون تشریف لائے میں نے آپ سے ملاقات کی اور انہوں نے میرے متعدد سوالات کے شافی جوابات دیئے یہ حیرت انگیز بات ہے کہ میرے خیالات کے رجحان کے باوجود انہوں نے مجھے مسلمان ہونے کو نہیں کہا اور مجھ پر یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ عیسائیوں کا یہ بے سر و پا افسانہ کہ مسلمان دوسروں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور

دنیاداری کی حرص

(از جناب مولانا شریف احمد صاحب مراد آبادی)

یہ زمانہ نہایت نازک زمانہ ہے اور مسلمانوں کے لئے اس عہد پر آشوب میں سلامتی ایمان اور پختگی عمل نہایت مشکل و محال ہو کر رہ گئی ہے ہر طرف شر و فتن کے اژدہے منہ کھولے کھڑے ہیں ہر سمت ایمان و عمل کی جراحتوں کے سامان موجود ہیں مذہبیت و عقیدت کے خرمن پر ہولناک بجلیاں کوند رہی ہیں اخلاص و عمل اور ایثار کا زمانہ نہیں رہا اب تو صرف اپنا فائدہ دیکھا جاتا ہے بڑے سے بڑے نیکوکار اور متمول انسان کو اگر ایک پائی اور ایک پیسہ کا فائدہ نظر آئیگا تو نہ اس کے لئے ایک لاکھ روپیہ بھی خرچ کر ڈالنے سے دریغ نہ کرے گا، نام ہوتا ہوگا عزت بڑھنے کا امکان نظر آتا ہو اپنی تعریف و توصیف کا مرقعہ دکھائی دیگا تو ہزاروں روپیہ بلا تامل اڑا دیا جائے گا لیکن خوشنودی رب قدیر اور ارتفاع تکلیف مخلوق کے لئے وہ پائی بھی خرچ کرتے ہوئے دل دکھیگا۔

سنا کرتے تھے کہ قیامت میں نفسی نفسی کا عالم ہوگا اور ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی لیکن قیامت سے پیشتر ہی ہم نے نفسی نفسی کا عالم دیکھ لیا اور اپنی آنکھوں یہ مناظر مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہر شخص اپنے فائدہ اور اپنے فانی نفع کے لئے مر رہا ہے اور کسی نئی مصیبت اور کسی کی تکلیف کی کسی کو پرواہ نہیں "غرض کی محبت" ہے اور غرض کی مدارات۔ ایک زمانہ تھا کہ خیرات اس طرح کی جاتی تھی کہ دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی تھی اور خدائے قدوس کے سوا کوئی نہ جانتا تھا کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا مگر آج نماز ہو یا روزہ زکوٰۃ ہو یا حج سب دکھانے کے لئے کی جاتی ہے سب کچھ جانتے ہوئے بھی پہلا خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا ہمارے تقدس ہمارے تقوی اور ہمارے ایثار و سخاوت اور دریادلی کی تعریف کرے اور اس سے ہمارے نفس کو تقویت حاصل ہو۔

زمانہ حاضر کے متعلق مخبر صادق کا انتباہ

اسی زمانہ کے متعلق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ایک حدیث موجود ہے جس سے مسلمانوں کو متنبہ ہو جانا چاہیے لیکن آج تو مسلمانوں کا بیشتر حصہ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی ابصارھم غشاوہ کا مصداق بنا ہوا ہے آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں اور قلوب مومنین نے ابنائے جنس کی غمزدگیوں اور مصیبتوں پر کڑھنا ترک کر دیا ہے واقعی یہ زمانہ بڑی ابتلا کا زمانہ ہے بہر مذکورہ بالا حدیث یہ ہے:۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے ..... روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ بیقین آئندہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کسی دین والے کا دین سلامت و محفوظ نہ رہے گا وہ اپنے دین کو بچانے کے لئے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو بھاگے گا ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف دوڑے گا اور لومڑی کی طرح ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف فرار کرے گا لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ زمانہ کب آئے گا آپ نے فرمایا یہ زمانہ اس وقت آئیگا جب حلال کے ذریعہ روزی کا پہنچنا ہی محال ہو جائے گا اور معاش بلا معصیت حاصل نہ ہو سکے گی جب یہ زمانہ آئے گا اس وقت عزوبت یعنی بغیر نکاح کے رہنا حلال ہو جائے گا لوگوں نے پھر پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نکاح کرنے کا تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے یہ کیونکر کیا جا سکتا ہے فرمایا کہ اس زمانہ میں مرد کی موت والدین کے ہاتھوں ہوگی اور اگر والدین زندہ نہ ہوں گے تو بیوی اور بچوں کے ہاتھ ہوگی اور بیوی اور بچے نہ ہوں گے تو قرابتداروں کے ہاتھوں ہوگی لوگوں نے پھر دریافت کیا کہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا کیا مطلب؟ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ معیشت اور روزگار کی قلت ہوگی حلال کے ذریعہ روزی کمانے کے امکانات نابود ہو جائینگے لیکن والدین یا بیوی بچے یا قرابتدار اس کی اور زمانہ کی مجبوریوں کو نظر انداز کر کے اسے غیرت دلائیں گے کہ تو کچھ نہیں کرتا کچھ نہیں کماتا تو وہ اس کام پر مجبور ہو جائے گا جو اسے کرنا نہ چاہئیے تھا اور وہ کرے گا جو جائز نہ ہوگا یہانتک کہ یہ سعی اسے معرض ہلاکت میں ڈالدیگی۔

اکل حلال سے بے نیازی

نظر عبرت وا کرو اور نگاہ بصیرت سے دیکھو اور سوچو کہ حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زمانہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ زمانہ کیا یہی زمانہ نہیں جنہیں اللہ نے دے رکھا ہے وہ شہرت اور نمود کے جوش میں اپنے عمل کو کھو رہے ہیں اور جنہیں کچھ میسر نہیں وہ گھر والوں کی غیرت دہیوں کی بنا پر ان امور پر مجبور ہو گئے ہیں جو انہیں خود معیوب و مذموم نظر آتے ہیں تنہا ہوں تو پیسے کے چنے چاب کر بھی پڑ رہیں اور ہفتہ میں ایک مرتبہ بھی ڈھونے کی مزدوری مل جائے تو اس سے اپنا گذارہ کر لیں لیکن کسی پر والدین کا بوجھ ہے کسی کو بیوی غیرت دلا رہی ہے کہ خدا نے ہاتھ پیر دیئے ہیں پھر بھی کچھ کمایا نہیں جاتا کچھ کرد نہیں جاتا ہمارے لئے کما کر لا، کسی جگہ عزیز و اقربا ہیں کہ بار بار کہتے ہیں کہ میاں ہٹے کٹے ہو اور کچھ کمایا نہیں جاتا۔

کوئی ایک مرتبہ سنکر صبر کرے دو مرتبہ خوف خدا سے لرزے لیکن جب چاروں طرف معصیت کے سامان اکٹھے ہوں ہر طرف ایمان آشوبی کے فتنے کھڑے ہوں تو انسان پھر ضعیف الخلقت انسان ہے متاثر ہو ہی جاتا ہے اور جب وہ اپنی مختصر آمدنی میں گذر کی صورت نہیں دیکھتا تو رشوتیں لیتا ہے، جوا کھیلتا ہے سٹہ لگاتا ہے لاٹری ڈالتا ہے برا مال اچھا بتا کر فروخت کرتا ہے غرض کمائی و محنت میں اسے جائز و ناجائز کے امتیاز کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اس کے پیش نظر روپیہ ہوتا ہے جہاں سے اور جس طرح سے ملتا ہے وہ اسے حاصل کرتا ہے آخر وہ ورطۂ ہلاکت میں پڑ جاتا ہے اور اس کی جائداد جو اس کے لئے سم قاتل بنجاتی ہے کسی کو سود ہلاک کر ڈالتا ہے کوئی فریب کی نذر ہوتا ہے کسی کو اس کی سنگدلی فنا کر دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو امنیت و برکت حلال کی روزی میں ہوتی ہے وہ ناجائز روزی میں کہاں؟ رشوت استحصال بالجبر فریب اور سود وغیرہ پھر دنیا اور دین دونوں میں کسی نہج پر نقصان رساں ہی ثابت ہوتے رہے ہیں۔

جب تک خلوص سے کوئی کام نہ کیا جائے اس وقت تک اس میں برکت نہ ہوگی اور نہ اس سے کوئی معتد بہ فائدہ حاصل ہوگا۔ اس زمانہ میں ہر طرف ریا و نمود کا دور دورہ

ہے اور ہر شخص اپنے فائدہ پر مرتا ہے انتہا یہ ہے کہ ہماری عبادت بھی اس سے خالی نہیں اور جہاں اپنی دولت کی نمائش کے لئے صدہا کام کئے جاتے ہیں وہاں اپنے تقاریر اپنے علم اور اپنی خداپرستی کا پروپیگنڈا بھی پورے زور شور کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ ایک دفعہ مسجد میں گئے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت معاذؓ بیٹھے رو رہے ہیں آپ نے اس طرح رونے اور مصروف گریہ وزاری ہونے کا سبب پوچھا تو حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ذرا سا ریا بھی شرک ہے۔ اور خدائے قدوس پوشیدہ پرہیزگاروں کو بہت دوست رکھتا ہے جو اگر غائب ہو جائیں تو انھیں کوئی نہ ڈھونڈے اور اگر موجود رہیں تو کوئی نہ پہچانے۔ دکیمیائے سعادت اذرا آپ اس روشنی میں زمانہ کی حالت کا اندازہ کریں کتنے لوگ ایسے ملیں گے جو ریا سے بچتے ہوں اور خلوص وایثار عامل ہوں۔ ہمارا محدود تجربہ تو یہی ہے کہ نیک سے نیک کام بھی حصول عزت وشہرت کے لئے ہی کئے جاتے ہیں اور کسی کو یہ خیال بھی نہیں آتا کہ یہ باعث ثواب نہیں بلکہ موجب گناہ ہیں جب ریا ونمود شرک کے مترادف قرار پاگیا تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں پر اس کا وبال پڑ گیا اور ان کے اعمال میں برکت باقی نہ رہے گی۔

اس قدر برا زمانہ ہے کہ خیرات وصدقات شادی وغمی اور غرباء ومساکین کی امداد میں بھی ریاء ونمود کا پہلو نمایاں رہتا ہے اور دل میں خدائے قدوس کی خوشنودی کے خیال سے کہیں زیادہ بندوں کے سراہنے اور اپنی تعریف کئے جانے کی خواہش وآرزو مرکوز ہوتی ہے خدائے ذوالجلال نے قرآن کریم میں فرمایا ہے یاایھا الذین امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخاسرون اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اسکی یاد سے تمہیں غافل نہ بنادیں جو ایسا کرینگے وہی خسارہ میں رہیں گے۔" کتنا صاف وصریح حکم ہے۔ واقعی اس عہد میں مال والوں کو مال نے خدا کی یاد سے غافل ہی بنا دیا ہے یہ غفلت نہیں تو اور کیا ہے کہ مال کے حصول کے لئے جو ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں ان میں جائز وسائل کا ہرگز خیال نہیں کیا جاتا اور جو کچھ خرچ بھی کیا جاتا ہے وہ خوشنودی رب قدیر کے لئے نہیں بلکہ حصول شہرت وعزت کے لئے خرچ کیا جاتا ہے یہ درحقیقت اتباع شیطانی ہے حالانکہ خدائے قدوس صاف طور پر حکم دے چکا ہے لا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین شیطان کے قدموں پر نہ چلو اس لئے کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے لیکن اس حکم کے باوجود شیطان کا اتباع کیا جاتا ہے شیطان کا مقصد خاص انسان کو گمراہ کرنا ہے وہ ہمیشہ دنیاوی شہرت وعزت کی طرف انسان کو مائل کرتا ہے اور جب انسان ان چیزوں کی طرف مائل ہوتا ہے تو اخلاص کی دولت اس سے چھن جاتی ہے اور عبادت وعمل میں یکسوئی باقی نہیں رہتی مسلمانوں کو قل متاع الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقٰی کے حکم کو پیش نظر رکھنا چاہیے واقعی دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور متقیوں کے لئے آخرت ہی کا ذریعہ بہتر ہے اگر آخرت کا خیال ہر وقت پیش نظر رکھا جائے تو اخلاص وایثار کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور یہی تمام اعمال کی روح ہے۔

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے بعد ساتھ ہی میں تاریخ القرآن پڑھ لیں تاکہ قرآن شریف اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہوجائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں۔

نزول القرآن۔ قرآن کی تاریخیں حکمتیں۔ وحی کی قسمیں۔ نسخ آیات۔ منسوخات قرآنی۔ جمع وترتیب قرآن۔ سورہ وآیات کی ترتیب۔ صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت رسم الخط قرآن۔ علامات قرآنی۔ اوقاف قرآن۔ وصل اور وقف کی علامتیں اختلاف قرأت قراء کا بیان۔ سات قراتوں کی تحقیق قرآن پاک کا اعجاز۔ قرآن مجید کے فضائل فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے آداب تلاوت قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ۔

یہ وہ بیش بہا نعمت ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے اور ہر مسلمان کا علم ناممکل کہلائے گا جب تک اس کو اپنی الہامی کتاب کی تاریخ سے واقفیت نہ ہوگی

ضخامت تقریباً ۷۰ صفحات

قیمت صرف آٹھ آنے محصولڈاک ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

بغیر استاد کے فارسی سکھلانیوالی کتاب

فارسی بول چال

جس کی مدد سے آپ چند ہی دنوں میں فارسی زبان کی پوری مہارت اور لیاقت پیدا کرسکیں گے ہر قسم کی بول چال کے فقرے اور ہر قسم کی خط وکتابت اور کاروباری رقعہ جات کے نمونے گفتگو کے طریقے ہزاروں اور لاکھوں ایسے الفاظ جو پرانی فارسی میں غیر زبانوں کے شامل ہوگئے ہیں ان سب کی تشریح اور ساتھ ہی ایک فرہنگ غرضکہ فارسی خواں طلباء کے لئے بہتر اور عمدہ کتاب ہے۔ قیمت صرف عہ محصولڈاک ۶ر کل عہ

شرطیہ ڈھائی ماہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ سمجھکر پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں یہی وہ کتاب ہے جو دوسال میں تین ہزار فروخت ہوگئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریباً ۲۳۲ صفحات۔ قیمت صرف عہ محصول ۳ر کل عہ

دونوں کتابوں کے ملنے کا پتہ | منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بہترین استاد

معلم موٹر

اس میں موٹر کار مشین کے تمام پرزوں کی تصویر دیگر مشین کے ہیگز میکر کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا امداد غیر آسانی سے سمجھ جاتے اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں قیمت عہ علاوہ محصولڈاک

اتالیق موٹر

اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص بتلاکر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص مشین کے تمام نقائص کو سمجھکر ان کے درست کرنے کی قابلیت آجاتی ہے قیمت صرف عہ علاوہ محصولڈاک

اگر دونوں ساتھ منگائیں تو آٹھ آنے محصول معاف

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تلوار اور اخلاق کی جلوہ باریاں

(از حضرت مولانا قریشی مدیر الایمان)

مسلمانوں کی تلوار میں بجلی کی سی چمک موجود تھی لیکن اس چمک کا حقیقی سرچشمہ ان کے اخلاق تھے۔ صحابہ کرام نے دنیا میں جب قدیم جنگ کے میدان گرم کئے ہیں وہاں تلوار سے زیادہ ان کے نیک اخلاق کی روشنی موجود نظر آتی ہے ہم تلوار اور اخلاق کی اس ہم آہنگی کے متعلق فتوحات مصر کے واقعات کا اعادہ کرنا چاہتے ہیں۔

فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص

حضرت رضہ کے زمانہ میں مصر کا فرمانروا مقوقس تھا یہ قیصر روم کا باجگزار تھا جب عراق اور شام کے میدانوں میں قیصر روم کا خاتمہ ہو گیا تو مسلمان رومی سلطنت کے دوسرے بڑے مرکز مصر کی طرف متوجہ ہوئے مصر پر فوج کشی کرنے کا خیال سب سے پہلے حضرت عمرو بن العاص نے بہت زیادہ اصرار فرمایا تو آپ رضامند ہو گئے۔

فاتح مصر کے اصرار کا سبب

مولانا شرر مرحوم نے حضرت عمرو بن العاص کے اصرار کے متعلق ایک عجیب روایت جلال الدین سیوطی کی کتاب حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ" کے حوالہ سے بیان کی ہے آپ لکھتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص کے اصرار کا ایک خاص سبب تھا اور وہ یہ کہ آپ ایک مرتبہ قریش کے بعض لوگوں کے ساتھ تجارت کی غرض سے بیت المقدس کی جانب گئے تھے اتفاق سے انھیں دنوں اسکندریہ کا ایک رومی راہب زیارت کی غرض سے وہاں آیا ہوا تھا اور بیت المقدس کے گرد پہاڑوں میں پھر رہا تھا حضرت عمروؓ بھی یہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اونٹ چرا رہے تھے وہ راہب پہاڑوں میں آپ کو ملا اس وقت وہ شدت پیاس سے جاں بلب ہو رہا تھا حضرت عمرو رضہ نے اپنے مشکیزہ سے اسے پانی پلایا اور وہ ایک درخت کے سایہ میں سو گیا اسی اثنار میں اس کے قریب ایک سوراخ میں سے ایک زہریلا سانپ نکلا اور اس راہب کی طرف چلا حضرت عمرو بن عاص کی نظر اس پر پڑ گئی اور آپ نے تیر کے نشانہ سے اسے ہلاک کر دیا۔ دیر کے بعد جب راہب بیدار ہوا تو وہ اپنے قریب مرا ہوا سانپ دیکھکر بہت گھبرایا اور حضرت عمرو بن عاص سے اس کا حال پوچھا اور تمام سرگذشت سنکر حضرت عمروؓ کی پیشانی چومی اور بولا تم نے دو دفعہ میری جان بچائی ہے ایک اس وقت جبکہ میں پیاس سے جان بلب ہو رہا تھا اور دوسری دفعہ اس وقت جبکہ موذی سانپ میری ہلاکت کے درپے تھا اب تم یہ بتاؤ کہ یہاں کیسے آئے۔

عمرو بن عاص۔ تجارت کی غرض سے۔

راہب۔ تمہیں اس دفعہ کتنے نفع کی امید ہے؟

حضرت عمرو۔ اتنے نفع کی کہ میں ایک اونٹ خرید سکوں۔

راہب۔ تمہارے ملک میں انسان کی ایک جان کا بدلہ کیا ہے؟

عمرو۔ سو اونٹ۔

راہب۔ ہمارے یہاں اونٹ نہیں ہیں مگر روپیہ بہت ہے۔

حضرت عمرو۔ اگر روپیہ ہے تو سو اونٹ کی قیمت ایک ہزار دینار ہوتی ہے۔

راہب۔ تم جانتے ہو کہ میں مسافر ہوں۔ اور بیت المقدس کے گرجے میں عبادت . . . . . کی غرض سے آیا ہوں یہاں میرے پاس روپیہ نہیں ہے مگر تم میرے ساتھ میرے وطن چلو تو میں تمھیں دو جانوں کا معاوضہ دوں گا۔

حضرت عمروؓ۔ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

راہب۔ ملک مصر میں اسکندریہ نام ایک شہر ہے اور وہی میرا وطن ہے۔

حضرت عمروؓ۔ میں نہیں جانتا کہ اسکندریہ کہاں اور کتنی دور ہے۔ میں کبھی وہاں نہیں گیا ہوں۔

راہب۔ تم میرے ساتھ چلو وہاں پہنچ کے تمہاری آنکھیں کھل جائینگی۔

حضرت عمروؓ۔ تم وہاں پہنچ اپنا وعدہ ضرور پورا کرو گے؟

راہب۔ میں خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا اور تمھیں بحفاظت تمام تمہارے ساتھیوں کے پاس واپس بھیجدوں گا۔

عمروؓ۔ اسکندریہ جانے آنے میں مجھے کتنے دن لگیں گے؟

راہب۔ دس دن جانے کے اور دس دن واپسی کے اور دس دن وہاں ٹھہرنے کے۔

حضرت عمرو رضہ ایک رفیق کے ساتھ راہب کے ہمراہ مصر کی جانب روانہ ہوئے مصر کے علاقہ میں داخل ہوئے تو انھیں وہاں کی عالیشان عمارتیں، آبادی کی کثرت اور لوگوں کا تمول دیکھکر بڑا تعجب ہوا اور بول اٹھے کہ بیشک میں نے مصر جیسا متمول اور نامدار ملک آجتک نہیں دیکھا۔

حضرت عمروؓ جس دن اسکندریہ میں پہنچے اتفاقاً وہاں ایک بہت بڑی عید تھی جس میں سب سے بڑا سردار رؤسا اور شرفا جمع ہوا کرتے تھے اور اسی دن سونے کا ایک مرصع گیند اچھالا جاتا تھا اور سب لوگ اسے اپنی آستینوں میں لینا چاہتے تھے قدیم زمانے سے یہ عقیدہ چلا آتا تھا کہ جس کسی کی آستین میں وہ گیند چلا جائے وہ اپنی عمر میں ایک مرتبہ مصر کا بادشاہ ضرور ہوگا۔

اسکندریہ میں پہنچکر راہب نے عمروؓ کی بہت خاطر مدارات کی نہایت قیمتی ریشمی کپڑے پہناکر ان کو اپنے ساتھ اسی عید کے جلسہ میں لے گیا جہاں گیند پھینکا جا رہا تھا اور وہ لوگ اسے آستینوں میں لینے کی کوشش کر رہے تھے اتنے میں گیند پھینکا گیا اور وہ سیدھا عمروؓ کی آستین میں داخل ہوگیا اس پر تمام لوگ حیران رہ گئے۔

حضرت عمرو رضہ چند دن وہاں رہے راہب نے اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ واپس چلے آئے اس وقت سے لیکر حضرت عمرو رضہ کے دل میں فتح مصر کا خیال جگہ لے رہا تھا۔

مصر پر فوج کشی

سنہ ۲۰ھ میں حضرت عمر رضہ نے ۴ ہزار فوج کے ساتھ آپ کو کوچ کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر مصر کی عملداری میں داخل ہونے سے پہلے میری طرف سے واپسی کا حکم پہنچے تو لوٹ آنا چونکہ حضرت عمر رضہ کا حکم آنے کا امکان تھا اس واسطے فاتح مصر نے آدھی رات کے وقت کوچ کر دیا اور نہایت تیزی سے حدود مصر میں داخل ہو گئے عرش میں آپ کو حضرت عمر رضہ کا خط پہنچا کہ واپس چلے آؤ لیکن آپ نے فرمایا کہ اب ہم حدود مصر میں داخل ہو چکے ہیں ا

امیر المومنین کی پہلی شرط کے مطابق ہمیں اب پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔

ابتدائی لڑائیاں

حضرت عمرو جب چار ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھے تو سب کو ان کی دلیری اور بہادری پر تعجب ہوا بہت سے لوگ بولے مٹھی بھر فوج موت کے منہ میں جا رہی ہے ایک قبطی نے یہ سنکر جواب دیا کہ یہ لوگ جدھر رخ کرتے ہیں غالب آتے ہیں۔

اسلامی فوج نے سب سے پہلے بلبیس پر حملہ کیا، ایک مہینے کی جنگ کے بعد یہ شہر فتح ہوا۔ دوسرا حملہ قلعہ باب الیون تھا، یہ قلعہ اس قدر مضبوط تھا کہ حضرت عمرو کو کمک طلب کرنی پڑی حضرت عمر رض نے دس ہزار آدمی بھیجے برابر سات مہینے تک میدان کارزار گرم رہا لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا ایک دن حضرت زبیر نے جوش دلاوری میں اعلان کیا آج میں اللہ کی راہ میں فدا ہوتا ہوں اور ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے چند صحابہ کے ساتھ فصیل پر سیڑھی رکھکر قلعہ میں داخل ہو گئے اور اس قوت سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ قلعہ کے در و دیوار ہل گئے بیرون قلعہ سے مسلمانوں نے نعرے لگائے عیسائی بے حواس ہو کر بھاگے اور مسلمانوں پر از خود قلعے کا دروازہ کھول دیا۔

فریقین کی اخلاقی حالت

اس وقت جبکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا مقابلہ ہو رہا تھا دونوں قوموں کے حالات پر غور کرنا چاہیئے سب سے پہلی چیز غذا ہے مسلمانوں نے رومیوں کی دعوت کی حضرت عمرو رض صرف سرداروں کو ساتھ لے گئے رومیوں سے جس قدر بھی تکلف بن پڑا انہوں نے کیا دوسرے دن مسلمانوں نے ان کی دعوت کی صرف روٹی اور شوربا ان کے سامنے رکھدیا" اور فوجی سپاہیوں کو ان کے ساتھ بٹھایا بدوی فوج کے سپاہی جب روٹی شوربے میں ڈبو کر توڑتے تھے تو چھینٹیں اڑکر رومیوں کے ریشمی اور طلسمی لباسوں پر پڑتی ہیں لیکن عرب کے سپاہی بے پرواہی کے عالم میں اسی طرح روٹی کھائے جا رہے تھے انھیں پرواہ تک نہ تھی کہ ان کے ساتھ کون بیٹھا ہے۔

مصالحت کا پیغام

مقوقس نے حضرت عمرو بن عاص کے پاس پیام بھیجا کہ تم تھوڑے ہو ایک مدت دراز سے ہمارے ملک میں پڑے ہوئے ہو اب رومی لشکر آ پہنچا ہے جو تعداد اور اسلحہ میں تم سے بہت بڑھا ہوا ہے تم دریائے نیل میں گھر چکے ہو اور اپنے آپ کو ہمارے محاصرے میں دے چکے ہو لہذا تمہارے لئے بہتر ہے کہ مصالحت کر لو اور واپس چلے جاؤ اور اس غرض کے لئے اپنے کچھ آدمی ہمارے پاس بھیجو ورنہ رومی لشکر کے پہنچنے کے بعد گفتگو سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

حضرت عمرو رض کے پاس جب مقوقس کے سفیر یہ خط لائے تو آپ نے دو دن کے لئے ان کو اپنے پڑاؤ میں روک لیا اور مقوقس کو یہ خیال ہوا کہ شاید قاصد قتل کر ڈالے گئے ہیں وہ اپنے لوگوں سے کہنے لگا دیکھتے ہو یہ لوگ سفیروں کو بھی قتل کر ڈالتے یا قید کر لیتے ہیں شاید ان کے ملک اور مذہب میں یہ جائز ہے؛ حضرت عمرو رض نے ان قاصدوں کو محض اس لئے روک لیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی حالت کو اچھی طرح دیکھ لیں دو روز کے بعد آپ نے سفیروں کو واپس کیا اور خط کے جواب میں لکھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان صرف تین صورتیں ہیں:-

(۱) تم مسلمان ہو جاؤ اس وقت تم ہمارے بھائی ہو گے۔

(۲) اگر تم کو اس سے انکار ہے تو جزیہ دو اور اس ذلت کی صورت کو قبول کرو

(۳) آخری صورت یہ ہے کہ ہم تم پر جہاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق ہمارا اور تمہارا فیصلہ کر دے۔

مسلمان کیا تھے

مقوقس نے قاصدوں سے مسلمانوں کے حالات پوچھے انہوں نے کہا کہ وہ ایک ایسی قوم ہے جس کو زندگی سے موت زیادہ پیاری ہے تواضع شان و شوکت سے زیادہ عزیز ہے ان کو دنیا کی طرف سے ذرہ برابر رغبت نہیں یہ لوگ خاک پر بیٹھتے ہیں اور سواریوں کی پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے کھانا کھا لیتے ہیں ان کے سردار اور عامی میں کوئی تمیز نہیں ان کے ہاں اس امر کا مطلق پتہ نہیں چلتا کہ ان میں کون بڑا ہے کون چھوٹا کون آقا ہے اور کون غلام نماز کا وقت آتا ہے تو کوئی شخص ایسا نہیں ہوتا جو ہاتھ منہ دھو کر عبادت الٰہی کے لئے مستعد نہ ہو جائے۔

مقوقس نے جواب دیا قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے ایسے لوگ اگر پہاڑ سے بھی ٹکرائیں گے تو اسے بھی اپنی جگہ سے ہٹا دیں گے کوئی قوت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اگر تم لوگوں نے اس وقت جبکہ وہ نیل میں محصور ہیں، ان کی صلح کو غنیمت نہ سمجھا تو وہ راستہ پاکر پھر کبھی ہماری درخواست قبول نہ کرینگے۔

صلح کی گفتگو

مقوقس نے مسلمانوں سے صلح کے لئے چند امراء بھیجے حضرت عمرو بن عاص نے بھی اس کے لئے دس آدمیوں کا وفد روانہ کیا حضرت عبادہ بن صامت رئیس وفد تھے آپ بہت سیاہ فام تھے دس بالشت لمبا قد تھا مقوقس نے ان کی کالی رنگت دیکھی تو وہ ڈر گیا کہنے لگا کہ اس کالے آدمی کو میرے سامنے سے ہٹاؤ کوئی اور شخص مجھ سے گفتگو کرے، مسلمانوں نے کہا یہ کالا آدمی علم اور عقل میں ہم سب سے بڑھا ہوا ہے یہ ہمارا سردار ہے ہم سب سے افضل ہے ہمارا افسر ہے ہم سب اسی کی رائے پر چلتے ہیں مقوقس نے عبادہ سے کہا خیر تم ہی آگے بڑھو لیکن مجھ سے نرمی اور سہولت سے باتیں کرنا کیونکہ میں تمہاری کالی رنگت سے ڈرتا ہوں۔

مسلمان کیسے تھے

حضرت عبادہ نے فرمایا میں نے تمہاری باتیں سنیں۔ سنو! جن لوگوں کے پاس سے میں آیا ہوں ان میں ایک ہزار اور کالے آدمی موجود ہیں جن کا رنگ مجھ سے زیادہ کالا ہے اور صورت مجھ سے زیادہ مہیب ہے اگر تم ان کو دیکھو گے تو کیا حال ہوگا؟ باوجودیکہ میں بوڑھا ہوں اور میرا شباب رخصت ہو چکا ہے لیکن الحمدللہ کہ اب بھی تنہا سو دشمنوں سے بھی نہیں ڈرتا یہی حال میرے اور ساتھیوں کا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ہمارا مقصد اصلی اور ہماری مرغوب ترین چیز خدا کی راہ میں جہاد کرنا اور اس کی رضامندی حاصل کرنا ہے ہم دشمنوں سے کسی دنیوی خواہش یا غلبہ کے لئے جنگ نہیں کرتے ہم احکام الٰہی کے ماتحت جہاد کرتے ہیں اس نے مال غنیمت ہمارے لئے حلال کیا ہے ہمیں دنیوی تمول کی کوئی پرواہ نہیں ہمارے پاس لاکھوں درہم ہوں لیکن صرف ایک درہم دونوں حالتیں برابر ہیں ہمیں دنیا میں زیادہ سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ اتنی غذا ہے جس سے بھوک رک جائے لباس میں ایک چادر ہمارے لئے بس ہے لہذا اگر ہمارے پاس کچھ نہ ہو تو ہمیں اس کی پرواہ نہ ہوگی اور اگر لاکھوں روپے ہوں تو ہم اسے خدا کی خوشنودی میں صرف کر ڈالیں گے ہمارے لئے دنیا کی نعمتیں اور راحتیں کچھ وقعت نہیں رکھتیں ہماری اصلی نعمت اور راحت آخرت ہے ہمارے رسول نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہمارے پاس مال دنیا سے اسی قدر ہوگا کہ ہم بھوک کو روک سکیں اور ستر کو چھپا سکیں اس کے بعد ہماری ساری ہمت اور کل کوششیں خدا کی رضامندی حاصل کرنے اور اس کے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے

وقف رہے گی۔

مقوقس کی تقریر

یہ خیالات سنکر مقوقس نے ان لوگوں کی طرف جو اس کے اردگرد بیٹھے تھے دیکھا اور پوچھا تم نے کبھی ایسی تقریر سنی ہے میں تو اس شخص کی صورت سے ڈرا ہتا مگر اس کی تقریر میرے نزدیک اس کی صورت سے بھی زیادہ خوفناک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ خدا نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو فقط شہروں کو تباہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔"

اس کے بعد مقوقس حضرت عبادہ کی طرف متوجہ ہوا اور بولا تم نے جو کچھ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے متعلق کہا میں نے سن لیا میں اپنی جان کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اس درجے کو تم فقط ان ہی وجوہ سے پہنچے ہو جن کو تم نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے۔ جن لوگوں پر تم غالب آئے ہو وہ بھی محض اس وجہ سے مغلوب ہوئے کہ ان کو دنیا کی طرف رغبت اور اس سے محبت تھی لیکن فی الحال تم سے مقابلہ کرنے کے لئے میرے پاس کس قدر رومی فوج جمع ہو چکی ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا یہ لوگ شجاعت اور دلیری میں مشہور ہیں دشمن اور مقابل کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ تم ان پر غالب نہ آسکو گے تم تھوڑے سے ہو کر مہینہ بھر سے یہاں پڑے ہوئے ہو بھوک اور تکلیف میں مبتلا ہو ہم تم سے ہر شخص کو دو دینار تمہارے سردار کو ایک سو دینار اور تمہارے خلیفہ کے لئے ایکہزار دینار دیدیں گے بہتر ہے کہ رقوم لو اور اپنے گھر واپس چلے جاؤ۔

حضرت عبادہ کی تقریر

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اور تمہارے ساتھی دہوکے میں نہ رہیں تم ہمیں رومیوں کی ٹڈی دل فوج کی دہمکی دے رہے ہو مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ ہمیں اسکی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے بلکہ تمہاری گفتگو نے ہمارے جذبہ جنگ کو بڑھا دیا ہے اب ہم یہاں دو برکتوں میں سے ایک برکت ضرور حاصل کر کے رہیں گے ہم فتحیاب ہوئے تو کثرت سے دنیوی مال غنیمت ہمارے ہاتھ آئیگا اور اگر تم غالب آئے تو ہم شہید ہونگے اور ہمارے لئے آخرت کی دولت بڑھ جائیگی ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو صبح و شام خدا سے شہادت کی دعا نہ کرتا ہو ہم میں سے کوئی شخص اہل و عیال میں جانے کا مشتاق نہیں ہے ہم سب نے اپنے اہل و عیال کو خدا کے حوالہ کر دیا ہے تمہارا کہنا کہ ہم تنگی میں ہیں محض غلط ہے ہم نہایت آرام میں ہیں اگر ہم کو ساری دنیا بھی مل جاتی تو ہم اس میں سے اپنے لئے صرف اسی قدر لیتے ہیں جس قدر اس وقت ہمارے پاس موجود ہے تمہیں صاف صاف اپنا ارادہ بیان کر دینا چاہیے ہم تینوں صورتیں تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں تم اسلام قبول کرو اس لئے کہ وہ پاک دین ہے جس کے سوا کوئی دین خدا کے نزدیک مقبول نہیں یہ خدا کے نبیوں، رسولوں اور فرشتوں کا دین ہے جو شخص اس کی مخالفت کرے اور اس سے اعراض کرے ہم اس کا مقابلہ کرینگے اگر وہ اس دین میں داخل ہو جائے تو اس کا نقصان ہمارا نقصان اور ہمارا مال اس کا مال ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تم ذلت کے ساتھ جزیہ دو لیکن اس صورت میں تمہارا وہ اعزاز نہ ہوگا۔ لیکن ہم تمہارے ساتھ ہمیشہ ایسا برتاؤ کرینگے جس کو ہم بھی پسند کرتے ہوں اور تم بھی اس سے راضی ہو، جو تم پر حملہ کریگا ہم اس سے لڑیں گے تمہارے ملک تمہاری جانوں کی اس وقت تک حفاظت کرینگے جب تک تمہاری ذمہ داری ہم پر ہوگی لیکن اگر تم کو اس سے بھی انکار ہے تو پھر تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کرے گی یہاں تک کہ ہم سب کے سب مر جائیں یا جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ حاصل کرینگے۔

گفتگو کا انقطاع

مقوقس نے کہا یہ تو اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک تم ہمیشہ کے لئے ہم کو اپنا غلام نہ بنا لو۔ حضرت عبادہؓ نے کہا یہ خیال ہے تو جو صورت چاہو اختیار کرو۔ مقوقس نے کہا کیا ان تین صورتوں کے علاوہ کوئی اور بات نہ سنی جائے گی؟ حضرت عبادہ نے ہاتھ اٹھا کر کہا نہیں قسم ہے اس ذات باری کی جو آسمان کا رب ہے ان تین صورتوں کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی اب مقوقس اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور بولا گفتگو ختم ہو گئی اب بتاؤ تم کیا کہتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہم میں سے کوئی شخص بھی اس ذلت کو گوارا نہیں کر سکتا اس سے موت بہتر ہے۔

اس گفتگو کے بعد فریقین نے جنگ کی تیاری کی اور مقوقس نے فسطاط اور جزیرہ کے درمیان کا پل توڑوا دیا۔

رومی فوج کی آمد

رومیوں کی مخالفت کے باوجود مقوقس نے قبطیوں کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ صلح کرلی اور جزیہ دینے کا اقرار کیا اسی اثناء میں رومی فوج پہنچ چکی تھی اور اسکندریہ میں بڑے زور سے جنگ کی تیاریاں شروع تھیں۔

اسلامی اخلاق

فسطاط کی فتح کے بعد مسلمانوں نے یہاں قیام کیا اسی اثناء میں حضرت عمرؓ کا حکم پہنچا کہ اسکندریہ پر حملہ کر دیا جائے جب کوچ کا وقت آیا اور حضرت عمروؓ کا خیمہ اکھاڑنے لگے تو حضرت کی نگاہ ایک کبوتر پر پڑی جس نے خیمہ میں اپنا گھونسلا بنا رکھا تھا حضرت عمروؓ نے فرمایا خیمے کو یہیں لگا رہنے دو تاکہ ہمارے مہمان کو تکلیف نہ ہو کبوتر کے آرام کی خاطر خیمے کو اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا اور اسلامی فوج اسکندریہ کی طرف بڑھی اور جنگ کا میدان گرم ہو گیا مسلمانوں نے اس قوت اور جوش سے حملہ کیا کہ دور تک رومی فوج کو دباتے ہوئے قلعہ کے اندر تک گھسے چلے گئے اس وقت رومیوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا عجیب اتفاق یہ ہوا کہ اسلامی لشکر تو قلعہ کی دیواروں کے ساتھ کھڑا رہ گیا اور حضرت عمرو بن عاصؓ صرف چند آدمیوں کے ساتھ قلعہ کے اندر رہ گئے رومیوں نے چاہا کہ انھیں زندہ گرفتار کرلیں لیکن جب اسلام کے بہادر سپاہی ہزارہا دشمنوں کے بالمقابل جان دینے پر آمادہ ہو گئے تو رومیوں نے کہا کہ دو دو آدمی باہم مقابلہ کریں اگر رومی سپاہی مارا گیا تو ہم تمہیں قلعہ سے نکل جانے دیں گے اگر مسلمان مارا گیا تو تم سب ہتھیار رکھ دینا حضرت عمرو بن العاص نے خود مقابلہ کے لئے بڑھنا چاہا مگر حضرت مسلمہ نے کہا تم فوج کے سپہ سالار ہو اگر کوئی ناگوار صورت پیش آگئی تو مشکل ہو جائے گی یہ کہکر خود رومی سپاہی پر حملہ آور ہو گئے اور لگاتار کئی وار کے بعد اسے کاٹ کر رکھدیا قلعہ کھل گیا اور مسلمان فتح و کامرانی کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے اپنے لشکرگاہ میں آپہنچے۔

اخلاق درست کرو

جب محاصرے نے بہت طول کھینچا تو حضرت عمرؓ نے ایک مکتوب بھیجا اور لکھا کہ اس قدر طویل عرصہ تک فتح نہ حاصل ہونے سے مجھے شبہ ہوتا ہے کہ شاید تم عیسائیوں کی طرح عیش پرست ہو گئے ہو ورنہ ممکن نہ تھا کہ اتنا عرصہ گذر جائے اور مسلمان فتح مند نہ ہوں جس دن میرا یہ خط پہنچے فوج کو جمع کر کے جہاد پر تقریر کرو اور متحدہ قوت سے دشمن پر حملہ کر دو۔

حضرت امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کی گئی حضرت عمرو بن العاص نے اپنا عمامہ اتارا اور نیزے کے سرے سے باندھ دیا یہ علم حضرت عبادہ بن صامت کے سپرد

کیا گیا جو رسول اللہ کے صحبت یافتہ اور ایک بزرگ صحابی تھے اس دن مسلمانوں نے اس ولولہ اور جوش کے ساتھ رومیوں پر حملہ کیا کہ ان کے قدم اکھڑ گئے اور اسکندریہ کی بلند ترین چوٹیوں پر صداقت اسلام کا علم لہرانے لگا۔

احساس ذمہ داری

حضرت عمرؓ کو یہ خبر پہنچی تو آپ سجدے میں گر پڑے اور قاصد کو گھر لائے اور پوچھا کہ آتے کے ساتھ ہی تم میرے پاس سیدھے کیوں نہ چلے آئے قاصد نے کہا میں سمجھا کہ شاید آپ اس وقت سوتے ہوں گے فرمایا افسوس کہ میرے متعلق تمہارا یہ خیال ہوا اگر میں دن کو سو رہتا تو خلافت کا بوجھ کون سنبھالے گا۔

فاتح اور مفتوح میں مساوات

اسکندریہ کی فتح میں بیشمار قبطی اور رومی گرفتار ہوئے تھے حضرت عمرؓ نے ان کے متعلق حکم دیا تھا کہ کسی پر جبر نہ کیا جائے ان کو اختیار ہے کہ خواہ اسلام قبول کریں یا نہ کریں اس پر حضرت عمرو بن العاص نے ایک دربار آراستہ کیا سنی اور مسلمان آمنے سامنے بیٹھ گئے اور دونوں صفوں کے درمیان اسیروں کو لاکر کھڑا کر دیا گیا اور فرمان خلافت پڑھا گیا کہ ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ عیسائی رہے یا مسلمان ہو جائے اس کے بعد ہر ایک قیدی اپنے نیصلہ کا اعلان کرتا ہے جب کوئی شخص قبول اسلام کا اعلان کرتا ہے تو مسلمان اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے اور بیحد مسرور ہوتے جب کوئی شخص عیسائیت کا اقرار کرتا تو عیسائیت کی صفوں سے مبارکباد کا غل اٹھتا اور مسلمان اس قدر غمزدہ ہوتے کہ ان کے آنسو نکل آتے۔

آج مصر اسلامی ملک ہے وہاں مسلمانوں کو بہت بڑی اکثریت حاصل ہے یہ اکثریت انہی اخلاق کریمہ کا نتیجہ ہے۔

بالکل آسان اُردو میں وعظ کی جامع اور مکمل بینظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال ہی میں حمیدیہ پریس دہلی نے شایع کی ہے اور یہ دعوی ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر ہر جگہ کے واعظ بمشکل فراہم کیے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بآسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصہ اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں۔

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت۔ یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً تو آمنا باللہ ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہوکر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی۔ یہ ہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی و دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اہرمن و یزدان۔ باپ بیٹا۔ روح القدس اور تیس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس توحید کے پروانے۔ یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں۔

چوتھی مجلس نبوت و رسالت۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا "الیوم اکملت لکم" کی تفسیر ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول۔ اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"۔

ساتویں مجلس اسوۂ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی محبت و اطاعت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق۔ اور حسن معاشرت اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی عجب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کے لئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت ہی موثر اور لطیف پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق وہ مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا۔ یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کے ساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطر بھی نہیں پڑھ سکتا۔ جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لئے خصوصی رعایت ہے کتاب دو سو صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف رعایتی ایک روپیہ محصول ۸ کل عہ

مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی سے منگائیے۔

زنانہ بستہ

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے لیکر پچیس سال کی عمر تک پڑھے اور اس کے مضامین پر عمل کرنے سے تمام عمر عیش و آرام سے زندگی گذار سکتی ہے یہ دس علمی پھولوں کا گجرا ہے جسکو گلدستہ بہار زندگی بھی کہتے ہیں اس میں بچوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدے بنائے گئے ہیں کہ الف بے تے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد آ جاتا ہے شادی بیاہ تک تمام قاعدے جہیز کی تیاری ساس نندوں کے برتاؤ بتائے گئے ہیں اب یہ تیسری مرتبہ چھپی ہو بسم اللہ کی کتاب۔ کہانیوں کی کتاب۔ کھیل کی کتاب۔ لکھنے کی کتاب نماز کی کتاب کھانا پکانے کی کتاب۔ تندرستی کی کتاب۔ تہذیب کی کتاب۔ پردے کی کتاب دلہن کا اصلی جہیز جو مضمون شروع کیا ہو مکمل کر دیا گیا ہے اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کام مثلاً کھانا پکانا سینا پرونا اور لکھنے پڑھنے کے متعلق پوری واقفیت حاصل کر لیں قیمت مجموعہ مجلد عہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

اصلاح بواسطۂ مساجد

ہمارا مذہب اسلام نے ہمارے سامنے ایسے اصول پیش کئے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے انسانی زندگی کی تکمیل ہو جاتی ہے اسلامی اصولوں کی پیروی کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ہمارے اخلاق نہایت بلند ہوتے ہمارے جسم خوبصورت ہوتے ہماری عادات پاکیزہ ہوتیں ہمارے حالات و معاملات بے لوث ہوتے اور ہمارے تمدن میں اس قدر دلکشی اور آسودگی موجود ہوتی کہ غیر مسلم لوگ ہماری بے لوث اور عالی منزلت زندگی اور صورت و سیرت کی اقبالمندی کو دیکھتے اور دیا بننے کے لئے ہمارے مقدس اصولوں کی پیروی کرنے پر مجبور ہو جاتے لیکن افسوس کہ اب یہ حالت نہیں ہے۔

ہماری حالت مسلمان اصول سے گر گئے اور ان کے اعمال و اخلاق صورت و سیرت اقتصادی اور تعلیمی حالت اس درجہ پست ہو رہی ہے کہ وہ اکثر حلقات میں اچھوتوں سے بھی زیادہ حقیر ذلیل اور قابل نفرت خیال کئے جاتے ہیں۔

تشخیص مقاصد اس حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہماری تمام قومی مشینری کو دو مقاصد کیلئے حرکت کرنی چاہیئے ایک یہ کہ قوم موجودہ کمزوریوں اور بیماریوں کے پنجے سے نکلے اور دوسرے یہ کہ ہم اپنی زندگی کو اس درجہ بلندی تک لیجائیں کہ ہم کو اپنا کھویا ہوا منصب مل سکے یعنے غیر مسلم دنیا ہماری زندگی کو اپنا نصب العین سمجھے اور دنیا کے دکھ اور کمزوریاں ہماری طبابت اور رہنمائی سے دور ہوا کریں۔

سعی ناکام قابل غور امر یہ ہے کہ اس وقت جس طریق پر ہماری قومی مشینری حرکت کر رہی ہے اس سے یہ دونوں مقصد پورے ہو رہے ہیں یا نہیں میرا خیال ہے کہ تبلیغ و تنظیم اور اصلاح و اشاعت کی موجودہ سرگرمیاں ہمارے مقاصد کو اور بھی زیادہ خراب کرنے والی ہیں طبیبان امت تشخیص کے بغیر نسخہ تجویز فرما رہے ہیں انھیں مریض کے درد کا احساس تو ہے لیکن نہ درد کی نوعیت معلوم ہے اور نہ درد کا مقام وہ پیٹ کے درد کے لئے مرہم بنا رہے ہیں اور پھر یہ مرہم بھی پیٹ کی بجائے گھٹنے پر لگائی جا رہی ہے۔

گمراہی کے اسباب۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارا تبلیغی سفر صحیح نقطے سے شروع نہیں ہوا اصل یہ ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

ہم تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے مطلق تیار نہ تھے کہ فتنۂ ارتداد ایک ناگہانی مصیبت کی طرح نمودار ہوا اور اس نے ہمیں جبراً تبلیغ کے میدان میں لا کھڑا کر دیا اس وقت مسلمانوں کے پاس قواعد دان سپاہ موجود نہ تھی لہذا "بے گاری" پکڑ لئے گئے خزانہ نہ تھا گداگری کر لی گئی توپ خانہ اور بندوقیں نہ تھیں لاٹھی اور چھری چاقو سے کام لیا گیا لیکن یہ تبلیغ نہ تھی دشمن کا مقابلہ تھا اب تبلیغ کے میدان میں مسلمانوں سے پہلی غلطی یہ ہو رہی ہے کہ جن تجاویز و وسائل کو انہوں نے انسداد ارتداد کے لئے محض ہنگامی طور پر اختیار کیا تھا اب انھیں حقیقی تبلیغ قرار دے رہے ہیں اگر میرا اختیار ہو تو میں ان تمام انجمنوں کے ناموں کو جو جمعیۃ اشاعت الاسلام کے نام سے مشہور ہیں جمعیۃ انسداد فتنۂ ارتداد کے نام سے بدل دوں تاکہ مسلمان اس دھوکہ میں نہ رہیں کہ وہ تبلیغ کر رہے ہیں۔"

انسداد اصلاح اور تبلیغ۔ آپ انسداد ارتداد۔ اصلاح اور تبلیغ اسلام کے بنیادی فرق پر گہرائی کے ساتھ غور فرمائیں۔

ارتداد کا رو کنے والا شخص ایک تیغ بکف سپاہی ہے جب دشمن اس کی قوم پر حملہ آور ہوتا ہے تو وہ ممکن وسائل سے دشمن کو ذلیل کرتا ہے بدنام کرتا ہے انتقام پر آمادہ ہو جاتا ہے عدالتی کارروائی کرتا ہے کبھی صلح کے ڈورے ڈالتا ہے کبھی جنگ کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ مسلمان داعیان ارتداد سے سخت نفرت کریں اور مایوس و ناکام ہو کر اسلامی بستیوں سے ہمیشہ کے لئے کنارہ کش ہو جائیں مبلغ کی زندگی فتنۂ ارتداد کی روک تھام کرنے والے کے بالکل خلاف ہے مبلغ امن و سلامتی اور ہمدردی و پاکبازی کا دلکش ترین پیغام ہوتا ہے اس کے دلنواز نغمے دلوں کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچتے ہیں اس کی فیاضیاں دشمنوں کو زیر کرتی ہیں اور اس کے اخلاق و فضائل خون آشام تلواروں کو پگھلا دیتے ہیں وہ تعصب و عداوت کے جنگلوں میں جب اپنے خدا کو پکارتا ہے اور خلق خدا کی بہبودی کے لئے دلسوزی اور بے غرضی کے آنسو بہاتا ہے تو اس کے دشمنوں کے دل بھی خون ہو جاتے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ ایسی بابرکت زندگی کفر و باطل کے لئے ہزارہا تلواروں اور توپ خانوں سے بہت زیادہ مہلک اور تباہ کن نہیں ہوتی۔

مصلح کا کام مندکرہ صدر دونوں جماعتوں کے بین بین ہے یا یہ کہو کہ اصلاح کا کام انسداد فتنۂ ارتداد اور اشاعت اسلام دونوں میدانوں پر حاوی ہے اگر مسلمانوں کی اصلاح ہو جائے تو اس سے ایک طرف ارتداد کے اسباب زائل ہو جاتے ہیں اور قوم خطرے سے نکل جاتی ہے اور دوسری طرف یہی اصلاح یافتہ لوگ اشاعت اسلام کا ذریعہ بنتے ہیں اور اپنے اعمال و اخلاق کی آراستگی سے لوگوں کو نا معلوم طور پر اسلام کی طرف کشش کرنے لگتے ہیں

نتائج بحث گذشتہ تصریحات سے چند امور بالکل واضح ہو جاتے ہیں ایک یہ کہ قوم کی اصلاح ہی وہ اصل ہے جس سے ایک طرف ارتداد کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور دوسری طرف اشاعت اسلام کا دروازہ کھلتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو لوگ مبلغ کی حیثیت سے جا بجا دیدوں کی تضحیک اور ہندو رہنماؤں کی توہین اور اسی قسم کی دل آزار تقریریں کرتے پھرتے ہیں تبلیغ اسلام کے منشا کے بالکل برعکس غیر مسلموں کو اسلام سے دور ہٹا رہے ہیں اور ایسی پر تعصب فضا پیدا کر رہے ہیں جس میں اسلام کی قدرتی قبولیت کے لئے اپنا درجہ حاصل کرنے کا کوئی موقع موجود نہیں۔

مصلحین کی اصلاح فتنۂ ارتداد کے وقت جو کچھ مجبوراً کیا گیا اس کو نظر انداز کرنے کے بعد صحیح بنیادوں پر کام کرنے والے اپنی اصلاح کریں موجودہ حالت یہ ہے کہ ہمارے اکثر کام لیڈری کے لئے ہیں پبلک کو ارادتاً دھوکہ دیتے ہیں جھوٹے وعدہ کرتے ہیں لوگوں کے حقیقی حالات سے بیخبر رکھنے کے لئے بالکل بے حقیقت پروپیگنڈے کا ایک طومار باندھ دیتے ہیں کہ اصل حقیقت بالکل چھپ جاتی ہے ہم ایک مقصد کیلئے روپیہ جمع کرتے ہیں اور چپکے سے دوسرے مقاصد پر خرچ کر دیتے ہیں دنیا میں کوئی سادہ واقعہ ظہور پذیر کیوں نہ ہو ہمارا فرض ہو چکا ہے کہ ہم اس کو چندہ بٹورنے کے لئے استعمال کریں ہمیں انجمن سازی اور عہدہ داری کی لت پڑ چکی ہے ہمارے لیڈر اپنے حامیوں کی غیر صحیح تعریف اور اپنے مخالفوں کی غیر صالح مذمت میں مبتلا ہیں ہمارے واعظ تفریح و مقبولیت کے لئے اپنی تقریریں بیچتے ہیں ہمارے اخبار نویسوں کا ایک ایک فقرہ اور ایک ایک شعر اخبار کی توسیع اشاعت کا تازیانہ ہوتا ہے ہمارے دردناک اعلان پر جوش کانفرنسیں اور پرشکوہ وفود اکثر اسلئے ہوتے ہیں کہ قوم اور حکومت کو ہماری موجودگی کا علم ہو جائے ہم وفود کے لئے بڑے بڑے ذی شان مشاہیر اور لیکچرار جمع کرتے ہیں مشاہیر اسلئے کہ جلوس کامیاب ہو اور سا اس لئے تاکہ ان کے

اثر و رسوخ کے نام پر چندہ جمع کیا جائے اور لیکچر اس لئے کہ دردناک اپیلوں کے ذریعہ عوام کے جذبات کو مشتعل کر کے ایک دھوم مچا دیں ہم بڑے اعتماد سے چندہ جمع کرتے ہیں مگر اسے پرتکلف دعوتوں ٹرسٹ اور سیکنڈ کرایوں، بنگلوں، قرض حسنوں اور پروپیگنڈا کے تاروں پر اڑا دیتے ہیں کاش ہماری سرگرمیاں ریا نمائش اور حب جاہ کی آلائش سے پاک ہوتیں اور کاش ہم لوگ جنھیں سات کروڑ مسلمانوں کی رہنمائی کا فخر حاصل ہے خلوت و خدا ترسی کے گوشے میں بھی اپنی نیت اور اپنے ضمیر کے ساتھ انصاف کر سکتے۔

ہماری زندگی کا حقیقی مسئلہ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد آٹھ کروڑ ہے جن میں ۹۰ فیصدی دیہاتی ہیں اور ۱۰ فیصدی شہری اور تقریباً پچاس لاکھ خواندہ ہیں اور ساڑھے سات کروڑ ناخواندہ یہ ۹۰ فیصدی آبادی اور یہ ساڑھے سات کروڑ ناخواندہ افراد ایسے ہیں جن کے پاس دین ہے نہ دنیا اور انہی میں سے وہ لوگ ہیں جو ساہوکاروں کے ہاتھ سے تباہ و برباد اور خانہ بردوش ہو گئے انہی لوگوں پر ارتداد کا حملہ ہے انہی میں سے صدہا قومیں بغیر کسی خارجی تحریک کے ارتداد کا دروازہ کھٹکھٹا رہی ہیں انہیں میں سب سے زیادہ محتاجی اور فاقہ مستی ہے اور انھیں پر عدالت اور پولیس اور دوسرے حکام کی تشدد کی تلوار چل رہی ہے۔ ان لوگوں کی اصلاح حفاظت ہماری قومی سرگرمیوں کا مرکز ہے اور میرے نزدیک یہی مسئلہ ہماری زندگی کا حقیقی مسئلہ ہے لیکن افسوس کہ اس مسئلے کے لئے ہمارے قومی پروگرام میں کوئی جگہ موجود نہیں۔

موجودہ جماعتوں کے وظائف موجودہ جماعتوں میں کوئی جماعت ایسی نہیں جو دیہاتی آبادی کی اصلاح و حفاظت اور دینی تعلیم اور اقتصادی بہبودی کے لئے کام کر رہی ہو مجلس خلافت، مسلم لیگ اور ایجوکیشنل کانفرنس مہمات امور اور سیاسیات عالیہ کے لئے وقف ہیں مسلم یونیورسٹی اسلامیہ کالج اور ہائی سکول انگریزی دفتروں کے لئے انگریز دیٹ مہیا کر رہے ہیں ندوۃ العلماء بالغ نظر محقق اور مصنف پیدا کرنے میں مشغول ہے دیوبند اور دوسرے عربی مدارس درس نظامیہ کی غیر عملی تعلیم سے ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں جو مساجد میں پہنچ کر رفع یدین اور آمین بالجہر کے جھگڑوں اور مذہبی اور منطقی مناظروں اور فرقہ بندی کی کشمکش کی نذر ہو جاتے ہیں اب رہیں تبلیغی جماعتیں ان کے پاس کوئی مستقل سرمایہ موجود نہیں روپیہ مل گیا تو چند مبلغ نہیں بلکہ نوکر رکھ لئے گئے اور ختم ہو گیا تو برخاست کر دئیے گئے یہ نوکر دیہات میں بھی گھوم آتے ہیں لیکن چونکہ مقامی طور پر کام کا کچھ انتظام نہیں ہوتا اس لئے گاؤں والے ان کی رسمی تقریروں سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے میرے نزدیک گشتی کارکنوں کے فرائض انسپکٹر آف سکولز کے فرائض کے مشابہ ہیں بھلا اگر دیہات و قصبات میں مکاتب مدارس موجود نہ ہوں تو انسپکٹر آف سکولز کا رہنمائی اور معائنے کے لئے نکلنا کیا سودمند ہو سکتا ہے۔

شاہراہ مخلصی اگر مسلمان ان تمام مصائب سے نکلنا چاہتے ہیں تو انھیں مساجد کی طرف رجوع کرنا ہوگا مسجدیں اگر دیہاتی مسلمانوں کے لئے آج بھی اصلاح و تنظیم کا بہترین ذریعہ ہیں جنگل کے کسی دور گوشے میں جہاں مسلمانوں کے چار ہی گھر آباد ہوں ایک سجدہ گاہ ضرور پائی جاتی ہے ہمیں صرف تربیت یافتہ اور صحیح الخیال ائمہ مساجد کی بہم رسانی کا انتظام کرنا چاہیئے اگر یہ انتظام ہو گیا تو آپ دیکھیں گے کہ اسلامی ہندوستان میں انقلاب، اتحاد، خوشحالی، دینداری کے دریا بہ جائیں گے۔

اماموں کے لئے ٹریننگ سکول۔ یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ ہمیں موجودہ دینی درسگاہوں سے مطلب کے موافق امام نہیں مل سکتے اس لئے ان کا نصاب تعلیم نہایت طویل غیر ضروری حالات و ضروریات کے ناموافق غیر عملی اور فرقہ بندی کے اثرات سے ملوث اس کے علاوہ طریق تعلیم بھی ناقص ہے اور طریقہ تربیت بھی اور ساتھ ہی ان مدارس کی فضا بھی تدامت وجمود سے اٹی ہوئی ہے اس لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ اماموں کے لئے جداگانہ "ٹریننگ سکول" قائم کئے جائیں یہ سکول بالکل نورمل سکولوں اور ٹریننگ کالجوں کی طرح ہونے چاہئیں ان سکولوں کے قیام سے پہلے ہمیں ایک نصاب تعلیم تیار کرنا ہوگا جو جامع ہو ضروریات پر حاوی ہو اور نورمل سکول والوں کی طرح ایک سال میں ختم ہو سکے

نصاب تعلیم کا سرسری خاکہ عربی اور انگریزی سکول کے تعلیم یافتہ مسلمان ہزارہا کی تعداد میں گلی کوچوں میں بھٹک رہے ہیں ان میں سے قابل زیرک مستعد اور وجیہہ طلباء کو ائمہ کی جماعت کے لئے منتخب کر سکتے ہیں ممکن ہے کہ بیکاری کے باعث انھیں کچھ دقت ہو لیکن فی الواقع جیسے الم ہم چاہتے ہیں ان کے لئے کسی قصبہ میں پہنچ کر دفتر کے کلرکوں اور معلموں سے ہزار گنا زیادہ عزت و وقار کی زندگی بسر کرنا ممکن ہوگا ایسے نوجوان چونکہ ضروری حساب نوشت و خواند تاریخ اور جغرافیہ وغیرہ سے واقف ہوں گے اس لئے انھیں دینیات، فن تعلیم، مقابلہ مذاہب اور مختصر طب و حفظان صحت اصلاحی اور تبلیغی مضامین اور معلومات عامہ کے چند ضروری مسائل پڑھانے ہوں گے۔

دینیات ضروری سورتیں حفظ کرائی جائینگی قرآن کی بعض سورتوں اور اہم آیات کا ترجمہ اور سادہ تفسیر احادیث کی کتابوں میں خلق عظیم حضور کی سوانح عمری اسلامی تاریخ کی منتخب حکایات اور ضروری فقہی مسائل۔

فن تعلیم اس قدر کہ تختہ سیاہ وغیرہ کی مدد سے نورمل پاس مدرسین کی طرح وہ مکتب یا نائٹ سکول کے بچوں کو سبق پڑھا سکیں وہ معصوم بچوں کے نفس کی اہمیت کو سمجھیں

حفظان صحت جس قدر ایک عیالدار کو ضرورت ہوتی ہے حفظان صحت کے ابتدائی اصول تربیت اولاد اور موٹی موٹی عام بیماریں اور ان کے علاج بہتر ایک چھوٹا سا رسالہ پڑھایا جا سکتا ہے

مقابلہ مذاہب آریہ سماج سکھ دھرم عیسائی مذہب کے اصول نجات اور بنیادی مسائل پر ایک مختصر رسالہ لکھا جائے جس میں بہت موٹے موٹے اعتراض اور ان کے مسکت جواب ہوں یہ زیر نصاب ہو۔

اصلاحی و تبلیغی مضامین نہایت ضروری مضامین پر صحیح اعداد و شمار اور حالات حاضرہ کی روشنی میں سادہ و آسان اور پر از معلومات خطبات جمعہ کی ایک کتاب مرتب کرائی جائے تاکہ وہ اپنے وعظوں کو اس کے مطابق ڈھال سکیں۔

معلومات عامہ اس ضمن میں قومی تحریکات، بنک سسٹم، نظام تجارت عدالت ریلوے اور دیگر مادی ترقیوں اور بیرونی حکومتوں وغیرہ پر ضروری مضامین کی تعلیم شامل ہوگی۔

تربیت کے اصول ان سے حنفیت، وہابیت اور احمدیت بالکل چھڑا دی جائے وہ مسلمان کہلائیں اور اسلام کے سوا فرقہ بندی کے مفہوم ہی کو ذلیل سمجھیں ان سے فرقہ بندی کے خلاف تقریریں کرائی جائیں انھیں بالکل سادگی کے ساتھ بے خوف تقریریں کرنے کی مشق کرائی جائے وہ شعر خوانی اور لطیفہ گوئی کو ذلیل سمجھیں انھیں مہذب اور سادہ لباس پہننا سکھایا جائے وہ خواہ بازاروں میں تسبیح اور عصا نہ لئے پھریں انھیں چست و چالاک ورزش کرائی جائے تاکہ ملاؤں کی طرح ان کے اعضاء زنگ خوردہ نہ ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ اس تمام نظام کے لئے ایک کافی عرصہ اور تدبر درکار ہے اس لئے اماموں کے تقرر کے سلسلہ میں ایسے بھائیوں کا انتخاب ہو جن کا ذہن مذکورہ نصاب کی طرف مائل ہے اور وہ آسانی سے عوام پر اپنی اچھی اور مخلصانہ پوزیشن کا اثر ڈال سکیں ہر چند کہ یہ ابتدائی خاکہ عوام کے لئے ضرور اجنبی ہوگا لیکن اس کے فوائد سے مستفید ہونے کے بعد ناخواندہ اور غیر تربیت یافتہ عوام کی اصلاح کما حقہ ہو سکے گی اور رفتہ رفتہ دیہاتی زندگی اچھے مسلمانوں کے کریکٹر کا مظاہرہ کر سکے گی واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم مساجد میں ائمہ کے تقرر کا انتخاب اچھا کر لیں تو ہماری قومی ترقی بہت جلد عود کر آئے گی۔

بچپن کی شادی پر ایک نظر

(جناب مولوی عبدالاحد صاحب پٹنہ)

ایک فاضل پروفیسر کا مضمون بچپن کی شادی پر ستمبر ۱۹۳۰ء کے رسالہ "عصمت" میں اتفاقیہ نظر سے گذرا یورپ کی پیدا کردہ موجودہ ذہنیتوں کے اعتبار سے یہ مضمون چنداں قابل شکایت نہیں لیکن عصمت ایسے مذہبی رسالہ میں اس طرح کے مضامین کا شایع ہونا بہت سی غلط فہمیوں کا سبب ہو سکتا ہے اس لیے چند باتیں عرض کر دینی ضروری ہیں امید ہے کہ قارئین بنظر انصاف ملاحظہ فرمائینگے۔

جناب پروفیسر صاحب نے اپنے مضمون کی ابتدا اپنے ایک ذاتی تجربہ سے فرمائی ہے کہ کوئی مولوی صاحب آپ کے بڑے بھائی کے حسب خواہش فتوی نویسی پر تیار تھے مجھے افسوس ہے کہ کیا اس روشن زمانہ میں بھی اس طرح کے فسانہ نگاری سے کسی محترم جماعت پر عمومی حملہ کیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ بخوبی ممکن نہیں کہ اسی طرح کسی شخص کے چھوٹے بھائی کے حسب مطلب بعض یورپ کے تعلیم یافتہ اپنی مذہبی بے حسی کا مظاہرہ کرنے پر تیار ہو گئے ہوں تو کیا تمام تعلیم یافتگان یورپ کو بے حس کہدیجئےگا؟ ہرگز نہیں۔

افسوس کیا جا رہا ہے کہ علمار نے شرع اسلامی کو کھیل بنا رکھا ہے اور کھیل بنانے کا کیا خوبصورت ثبوت پیش فرمایا ہے کہ "ایک فریق ایک مسئلہ کے متعلق خاص رائے رکھتا ہے تو دوسرا فریق علمار اس کے بالکل مخالف رائے"۔ تعجب ہے کہ اجتہادی مسائل میں علمار کا مختلف الخیال ہونا افسوسناک طریقہ پر کھٹک رہا ہے لیکن آج مجموعہ قوانین کے ایک ایک دفعہ کے متعلق وکلا و بیرسٹر بلکہ خود حکام وقت باہمی متناقض رائے رکھتے ہیں ایک ایک مرض کے اسباب و علامات و طریق علاج میں اکثر دو ڈاکٹر دو طبیب مختلف الرائے ہوتے ہیں اور دنیا کی زندگی کا کوئی شعبہ اس طرح کے اختلاف آرار سے خالی نظر نہیں آتا۔

بایں ہمہ اختلاف کسی فریق سے کوئی شکایت نہیں لیکن اگر ایک مسئلہ میں دو عالم مختلف الرائے ہوں تو پڑھے لکھے مسلمان بے دین ہوتے جارہے ہیں حضرت کون پڑھے لکھے مسلمان وہ جو اپنے مذہب سے بالکل کورے ناپاک سادہ لوح یورپ پہنچ جائے اور ضمیر کے پاک و صاف لوح پر جا بدست استادان یورپ سے نقاشی کرالاتے ہیں آپ ہی انصاف فرمائیے کہ ایسے حضرات بے دین نہ ہوں گے تو کیا دیندار ہو جائینگے اور ان کی یہ بیدینی اختلاف علمار کے زیر اثر ہو گی یا قلم یورپ کی مرہون منت دینداری اور مذہبی احساس موقوف ہے دین کے جاننے اور دینی تربیت پر یہ ضرور نہیں کہ باقاعدہ سند فراغ بھی حاصل کی جائے لیکن یہ ضرور ہے کہ کسی اچھے واقفکار عالم سے مذہبی واقفیت حاصل کر لی جائے اور کچھ دنوں دیندار لوگوں کی صحبتیاں میسر بھی کی جائیں اور ان سے تربیت حاصل کی جائے۔

اگر فی الواقع آپ حضرات یورپ میں اسلام کو فطری دین ثابت کرنے کی سعی کر رہے ہیں تو قابل مبارکباد ہیں لیکن اگر مولوی صاحبان نے سارداایکٹ کی مخالفت کی تو اس مخالفت سے وہ اسلام کو غیر فطری ثابت کرنے کے مجرم نہیں بن گئے ہیں۔

جن یورپ کے اخباروں نے اس مخالفت کو شایع کیا ہے کاش ان سے وجوہ مخالفت بھی دریافت کر لئے جاتے لیکن ان اخباروں کو کیا پڑی تھی کہ وہ وجوہ بھی ظاہر کر دیتے ان کو تو ایسی خبروں کو اس سانچے میں ڈھال کر پیش کرنا ہے کہ جن سے حامیان مذہب سے ایک عام بدظنی پیدا ہو جائے ذالك بانهم كرهوا ما انزل الله (قتال)

میں عرض کروں علمار نے جو ساردا ایکٹ کی مخالفت کی ہے تو اس بناپر نہیں کہ وہ بچپن کی شادی کو پسند کرتے ہیں بلکہ اس مخالفت کی بنا یہ ہے کہ وہ اسلام کو ایک فطری دین، جامع اور مکمل دین سمجھتے ہیں اور فطری دین کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے مختلف حالات و حاجات کا پورا پورا لحاظ رکھے اور کوئی حکم ایسا نہ دے جو بعض مواقع پر ناقابل قبول ہو جائے۔ بچپن کی شادی کوئی پسندیدہ چیز نہیں لیکن بعض مواقع اور بعض حالات میں انسان مجبور ہو جاتا ہے کہ اپنی جائداد کے آئندہ استحفاظ یا موجودہ بار کے ہلکا کرنے یا مخالف خاندانوں میں رسم مودت پیدا کرنے کے لئے اپنے کمسن بچوں کو بیاہ دے ایسے ضرورت کے مواقع پر شریعت محمدیہ نے اولیار کو پورا حق دیا ہے کہ وہ اپنے حق ولایت کا استعمال کریں۔ خدارا ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے کہ یہ اختیار فطرتی اور قدرتی ضرورتوں کے کتنا مطابق ہے لیکن یکایک ساردا ایکٹ سامنے آتا ہے اور جبریہ حکم دیتا ہے کہ کسی حال میں بھی تم اپنے اس حق کا استعمال نہیں کر سکتے۔ ۔ ۔ کرو گے تو مجرم رہے نشو ونما اور صحت کے اصول کچھ تو یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام و علمار نے ایسے مواقع پر صرف نکاح و کفالت کی اجازت دی ہو۔ رخصتی یا باہمی تواصل کی ہرگز اجازت نہیں دی علما کی تجویزوں اور تحریروں میں اس کی صاف صراحت موجود ہے جسکو شوق ہو علمار سے اس قانون کے متعلق تحریروں کو طلب کر کے دیکھ سکتا ہے۔

ایک مہاراجہ ایک چیف جج خدائی قانون کے مقابلہ میں دنیاوی قانون سے اگر مرعوب ہو گیا اور اس مرعوبیت میں اپنے کمسن بچوں کو بیاہ دیا تو اس میں تعجب کیا ہے ان قوانین کا تو یہی مقصد ہے کہ اللہ کی حکومت کو اٹھا کر انسانوں اور یا مرضیوں کی حکومت قائم کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر اس مقصد کی تکمیل ایک مہاراجہ اور ایک حلیف جج سے بڑھکر دوسرا کون کر سکتا ہے یہ تعجب بجائے خود ایک تعجب انگیز چیز ہے۔

جمعیہ علمار کے صدر یا رہبران قوم نے اگر صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے ایسے قوانین کی خلاف ورزی کی اور اپنے ایک فطری اور خدائی دیئے ہوئے حق کو بچانے کے لئے اپنے کو خطرات میں ڈال دیا تو بعض حضرات کے ہوش براں ہیں اور آج اس یورپ میں اپنے مصنوعی حقوق کے مطالبہ میں آئے دن قانون کی خلاف ورزیاں کی جارہی ہیں لوگوں کے جان و مال غیر محفوظ بنائے جاتے ہیں تو انہی حضرات کے ہوش بجا ہیں شاید اسی کو یک بام و دو ہوا کہتے ہیں۔

زمانہ رسالت میں لڑکیوں کی کمسنی کی شادی کی ایک آدھ مثال نہیں

بلکہ اسلامی تاریخ کے مطالعہ فرمانیکی فرصت نکالی جا سکتی ہے تو بیسیوں مثالیں مل جائینگی لیکن کم عمر لڑکے کی شادی کی مثال نہیں ملسکتی تو اس سے کیا نقصان ہوا لڑکی کی شادی کم عمری میں ہوسکتی ہو تو لڑکے نے کیا خطا کی ہے؟ اگر لڑکے کی شادی نہیں ہوسکتی تو پھر لڑکی کی کیوں ہو؟ شادی دراصل ایک معاہدہ ہے اور معاہدہ کرنے کا حق فقط عاقل بالغ مسلمان کو ہوسکتا ہے،، تو پھر اس خیر القرون میں ایک نابالغ لڑکی نے یہ معاہدہ کیسے کرلیا اس کو سوچئے جب اس کو تسلیم کیا جا رہا ہے کہ زمانہ رسالت میں لڑکی کی شادی کم عمری میں ہوئی تو اب اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ یہ فرمایا جائے کہ یہ معاہدہ لڑکی کے اولیار نے لڑکی کی طرف سے کیا تو پھر لڑکے کے اولیا یہ معاہدہ کیوں نہیں کرسکتے انصاف شرط ہے۔

جس طرح شادی بڑی بھاری ذمہ داری ہے اسی طرح جائدادوں کی خرید و فروخت بھی بڑی بھاری ذمہ داری کا کام ہے کسی ریاست یا سلطنت کی حکومت بھی بڑی بھاری ذمہ داری ہے جب سارڈا ایکٹ کے قانون جاری کرنے والی حکومت ہی کے قوانین کی رو سے اولیا کو یہ حق حاصل ہے کہ بڑی سے بڑی جائداد اپنے بچوں کی خرید و فروخت کرسکتے ہیں جب راجہ مہاراجہ اپنے کم سن بچوں کو گدی نشینی کی بھاری ذمہ داری سونپ سکتے ہیں تو پھر اولیا اپنے بچوں کی شادی کی ساری ذمہ داری کیوں نہیں اٹھا سکتے؟

قرآن پاک، حدیث شریف، سنن خلفاء سے نابالغ مرد کے شادی کے جواز کی مثال تلاش کی جارہی ہے کاش یہ معمولی سی بات معلوم رہتی کہ قوانین شریعت یا قوانین حکومت میں جواز کی مثالیں نہیں ہوتیں بلکہ عام جوازکی ہوتی ہے دنیا کی ہر چیز انسان کا ہر کام قانوناً اور شرعاً جائز ہے ان چیزوں اور ان کاموں کے سوا جن سے ان قوانین نے بند کردیا ہے پھر مجھے بتائیے کہ مرد کی نابالغی کی شادی کے عدم جواز کی کوئی مثال آپ کو ملی؟ اگر نہیں ملی اور ہرگز نہیں ملی تو پھر ایسے کمزور مغالطے کم از کم ایک جرمن کے پروفیسر کو ہرگز زیب نہیں دیتے۔

جب لڑکی کے لئے ولی ہونا ضروری ہے یہ آپ کو تسلیم ہے تو پھر اگر لڑکی کے ولی لڑکی کے مرضی بغیر کسی حالت میں ہی شادی نہیں کرسکتے تو ولی کس کام کے لئے بنے یہ عجب حیرت انگیز بات فرمائی گئی ہے مذہب یا حکومت نے اگر اولیا کی ولایت تسلیم کی ہے تو صرف اسی لئے کہ وہ اپنے بچوں کے نفع نقصان کا پورا لحاظ و خیال رکھیں اور جن کاموں کو بچے اپنی کم عقلی کی وجہ سے نہیں کرسکتے ان کاموں کو یہ اولیا بحسن وخوبی انجام دیں بیشک کمسن بچے اپنی شادی کے متعلق کوئی رائے نہیں دے سکتے لیکن ان کے والدین ضرور رائے دے سکتے ہیں اور اس کے نفع و نقصان کو سمجھ سکتے ہیں تو اگر وہ کمسنی میں اپنے بچوں کی شادی میں ان کا فائدہ دیکھتے ہیں تو ان کو اس حق کے استعمال سے کسی انسان کی مجال ہے کہ روکدے خاصکر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے بھی یہ حق ان اولیا کو دیدیا ہے تو اب کسی کو مجال دم زدن نہیں ہونا چاہیئے اور یہ سن لینا چاہیئے کہ من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون (مائدہ)

مبسوط سے خنساء بنت خزام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اگر اصل مخزن کتب حدیث و رجال کو مطالعہ فرمایا جاتا تو معلوم ہوجاتا کہ یہ عاقلہ بالغہ بلکہ بیوہ تھیں استیعاب ملاحظہ ہو اور گفتگو ہے نابالغہ میں بالغ مرد یا عورت کو اولیا مجبور نہیں کرسکتے اسی لئے دربار رسالت میں ان کو حق فسخ عنایت ہوا۔

یہ ہے فطرتی دین کی شان کہ نکاح کی سب سے بڑی شرط صرف طرفین کی رضامندی نہیں ہے بلکہ اگر طرفین نابالغ وغیرہ عاقل ہوں تو ان کے اولیاء کی رضامندی اور دکالتاً ایجاب و قبول بڑی ضروری شرط ہے اور بغیر اولیار کی رضامندی کے ایسے طرفین کا نکاح درست نہیں۔

یقین فرمایئے کہ اس مضمون سے ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ جناب پروفیسر صاحب کی تنقیص کی جائے یا بچپن کی شادی پسندیدہ کی جائے بلکہ جناب پروفیسر صاحب کے مضمون سے یہ شبہ ہوا کہ ناظرین ایک مذہبی مسئلہ کے متعلق غلطفہمی میں مبتلا ہو جائینگے اس لئے میں نے اصل حقیقت کا اظہار ضروری سمجھا۔

(+)

تفسیر حقانی اردو کامل آٹھ جلد

(مصنفہ فاضل اجل علامہ مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب حقانی محدث دہلوی)

یہ تفسیر آٹھ جلدوں تک پوری ہوئی ہے جس میں مذاہب کے حالات اور عالم آخرت کے اسرار اور قرآن شریف کی مصطلحات کے متعلق محققانہ بحث کی گئی ہے۔

یہ تفسیر مع اصل متن و مستند اور معرکۃ الآرا مشہور تفسیر ہے جو پچاس سال سے اسلامی دنیا میں مقبول خلائق ہے اس تفسیر کی مختصر خوبیاں یہ ہیں کہ مخالفین اسلام کے جملہ اعتراضوں کا محققانہ مدلل پیرایہ میں جواب دیا گیا ہے اس تفسیر سے معمولی اردو داں سے لیکر متبحر عالم تک مستفید ہوتے اور بچے بوڑھے جوان مرد و عورت سب لوگ پڑھ سکتے ہیں طلبا اور علما کے لئے اس تفسیر میں علمی مباحث کے وہ دریا بہائے گئے ہیں جن کی شناوری ہر مباحث و مناظر کے لئے ضروری ہے علم تصوف اور مسائل روحانیت کو ایسا کشف فرمایا ہے کہ ذوق سلیم رکھنے والا صوفی منش انسان بیتاب ہو جاتا ہے اصل کا اصلی متن جلی قلم اعراب صحیح تفسیر اردو عام فہم نہایت سلیس بامحاورہ روایات صحیح ربط آیات۔ ترتیب و شان نزول ساتھ ساتھ قصص و واقعات جملہ مسائل وغیرہ سب باتیں اس تفسیر میں درج ہیں اگر آپ واقعی عالم، واعظ، محقق و مناظر بننا چاہتے ہیں تو تفسیر حقانی ملاحظہ فرمایئے جس کی مجموعی قیمت پچیس ۲۵ روپے علاوہ محصول ہے اور ہر جلد کی علیحدہ علیحدہ قیمت یہ ہے پہلی جلد ڈیڑھ روپے باقی دوسے آٹھ جلد تک فی جلد چار روپے علاوہ محصولڈاک کے۔ اگر ڈاک کے ذریعہ منگاتے ہیں تو بلا محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے اس لئے ریل کے ذریعہ منگایئے ریل کا پارسل بغیر روپے پیشگی آنے کے روانہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

قول یا عمل

(از جناب مولوی امین احسن صاحب)

اسلام کی تاریخ تقریباً ساڑھے تیرہ سو برس کے حالات وواقعات کا مجموعہ ہے آپ نے اس میں بہت کچھ پڑھا ہوگا لیکن کیا آپ اس وسیع تاریخ میں کسی ایسے عہد کا پتہ دے سکتے ہیں جس میں تقریباً نصف ارب اسلام کے پرستاروں نے بیک وقت اسلام اور مسلمانوں کی بدحالی پر اب پر درد نوحہ کیا ہو؟ ہمیں یقین ہے کہ آپ اس تاریخ کسی ایسے زمانہ کا پتہ نہیں دے سکتے کسی زمانہ میں چند لاکھ یا لکھوں نے اسلام کے غم میں آنسو بہائے تو کیا کیا! آج اس سرزمین پر کروروں انسان خدا کے دین کی رسوائی پر ماتم کر رہے ہیں یہ ماتم صرف آنسو بہانے والی آنکھوں ہی سے نہیں بلکہ نئے تمدن کے بخشے ہوئے ان تمام سامانوں کے ساتھ ہے جو آج ماتم اور نوحہ خوانی کے لئے ایجاد کر لئے گئے ہیں انجمنیں اور جلسے اخبارات ورسائل پیغامات واعلانات تصنیفات وتالیفات اور اس قسم کی تمام چیزیں جو آج موجود ہیں اسلام اور مسلمانوں کے لٹے ہوئے اقبال کا مرثیہ پڑھ رہی ہے یہ سب دردمند ہیں کہ مسلمان دنیا میں ذلیل ہوگئے ہیں یہ سب غمگین ہیں کہ خدا کا دین رسوا ہوا ہے یہ سب جستجو میں ہیں کہ مسلمانوں کے زخم کا مرہم ہاتھ آئے لیکن کیا اس ساری مرثیہ خوانی سے بدبخت مسلمانوں اور خستہ حال اسلام کا ذرہ برابر بھی بھلا ہوا! اگر نہیں ہوا تو کیوں!

اس سوال کی مخاطب وہ بے عقل وادراک بھیڑ نہیں ہے جو صرف پیروی اور تقلید کرنا جانتی ہے بلکہ ہماری گذارش ان حضرات سے ہے جو اس گلہ کے نگہبان اس ریوڑ کے محافظ اس رعیت کے راعی ہیں اور بجا طور پر اپنے کو اس کی ہدایت وگمراہی کا ذمہ دار سمجھتے ہیں کہ۔

كلكم راع وكلكم مسئول۔

یہ لوگ جواب دیتے ہیں کہ رعیت بیزار ہوگئی ہے سننے سے اعراض اور ماننے سے انکار کرتی ہے اب اس کے اندر پرانی تسلیم ورضا اور قدیم اطاعت کیشی وارادتمندی باقی نہیں رہی اس لئے اصلاح حالات ناممکن اور مانا ئے عذر محال ہے لیکن ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ جواب کیونکر صحیح ہو سکتا ہے تعجب ہے کہ جو لوگ اُن کے ہاتھوں سے زہر کا پیالہ پیکر مرگئے وہ آبحیات کا حیات بخش جام پیکر دوبارہ جی اٹھنے کے لئے کیوں طیار نہیں ہیں اگر وہ ان کی رہنمائی کے مطابق گناہوں کے جنگل میں کھو سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ ان کو نیکیوں کی جنت کی راہ بتائیں اور وہ ان سے اعراض کریں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ سرکش ہیں گنوار ہیں ضدی ہیں لیکن کیا ان کی ضد سرکشی اور جہالت عرب کے ان بدوؤں اور حبشیوں کی جہالت سے بھی زیادہ ہے جن کو اسی ملک کے ایک یتیم (روحی فداہ) نے چند سال کے اندر حیوان سے فرشتہ بنا دیا پھر آج کیا ہے کہ اسی یتیم کے لاکھوں دعویان خلافت چند کروڑ مسلمانوں کی جھکی ہوئی گردنوں کو بلند کرنے سے عاجز ہیں!

یہ نہایت عجیب بات ہے کہ ہماری خوش بختی وبدبختی کی ذمہ دار جماعت گمراہ کرنے کے لئے آج بھی مسلمانوں کو نہایت مستعد وطیار اور مطیع وفرمانبردار پاتی ہے لیکن جب ان کو ہدایت اور نیکی کا سبق پڑھانے بیٹھتی ہے تو یک بیک وہ ایسے کاہل اور سست سرکش اور ضدی بنجاتے ہیں کہ انھیں خدا کے حوالہ کرنا پڑتا ہے اس دلچسپ صورت حالات کی لوگ مختلف توجیہیں کرتے ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی ایسا باریک نکتہ نہیں ہے جو تلاش کے بعد ہاتھ آئے بات بالکل صاف ہے ہر چیز اپنے اندر ایک قدرتی اثر رکھتی ہے برائی کا اثر برا اور اچھائی کا اثر اچھا ہوتا ہے۔ جس طرح یہ ناممکن ہے کہ آگ اپنے قدرتی اثر کے برعکس جلانے اور خاک سیاہ بنانے کی جگہ ٹھنڈک اور شادابی کا باعث ہو اسی طرح یہ قطعی محال ہے کہ ایک بے عمل شخص اپنی تحریروں تقریروں سے دوسروں کو باعمل بنا سکے واقعات اور اشیاء کی تاثیریں ہمیشہ باقی رہتی ہیں ایک فاسق وبدکار قرآن کا جامہ پہنکر گر لاکھوں برس تقوے وطہارت کا وعظ کہے تو ایک دل بھی نرم نہیں کر سکتا لیکن ایک نیک صالح بندہ لبوں کی جنبش اور آنکھوں کے اشاروں سے اس زمین کو آسمان بنا سکتا ہے۔

ہماری موجودہ پستی اور ذلت خود اس بات کی شاہد ہے کہ آج جو جماعت ہمارے سروں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے اس کے پاس نیک نیتی اور عمل کی برکت نہیں ہے یہ بے عمل واعظوں کی طرح ہمارے دل ودماغ کو عمل کے وعظ سے تھکا دینا چاہتی ہے لیکن اپنی راحت کی زندگی کا ایک لمحہ بھی عمل کی خاطر قربان کرنے کے لئے طیار نہیں ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ان کے لبوں کی جنبش سے لوگوں کے دلوں میں لرزہ نہ پیدا ہوتا قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے خدا کام کرنے والوں کے کام اور اجر کو ضائع نہیں کرتا مسیح نے فرمایا ہے:-

"اے کم اعتقاد و اگر تمہارے اندر رائی برابر بھی ایمان ہو اور تم سامنے کے پہاڑ سے کہو کہ تو اپنی جگہ سے سرک کر سمندر میں جا پڑ تو وہ سمندر میں جا پڑے گا اور وہی ہوگا جو تم چاہتے ہو"

صحیح اعتقاد اور صحیح عمل لازم وملزوم ہیں وہ فریب دیتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ان کا رشتہ ٹوٹ سکتا ہے آج صحیح اعتقاد اور صحیح عمل دونوں کا قحط ہے اور اسی قحط کا اثر ذلت کی وہ عالمگیر موت ہے جو آج کروروں مسلمانوں پر چھائی ہوئی ہے کہنے والوں کا یہ حال ہے کہ يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم وہ اپنی زبانوں سے ایسی بات کہتے ہیں جس کا اثر ان کے دلوں پر نہیں ہے اور سننے والوں کا یہ عالم ہے کہ فلم يزدهم دعائی الا فرارا ان کو جتنا ہی بلایا جاتا ہے وہ اتنا ہی بھاگتے ہیں قرآن پاک نے دلوں اور زبانوں کے اسی بعد وبیگانگی اور قول وعمل کی اسی دوری وبیزاری کو رفع کرنے کے لئے مسلمانوں کو ٹوکا تھا کہ لم تقولون ما لا تفعلون تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسكم کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو۔

عمل کا یہ قحط کیسا افسوسناک ہے سال میں ہزاروں کانفرنسیں ہوتی ہیں لاکھوں مضامین نکلتے ہیں کروروں تقریریں کی جاتی ہیں لیکن بیسود جس قالب کے اندر یقین کی روح اور اعتقاد وعمل کا پرجوش خون نہیں ہے وہ مسلمانوں کے لئے ایک سوکھی لکڑی سے زیادہ بے اثر ہے عزت، کامیابی، زندگی، خدا کی رحمت ہے جسکے حصول کی پہلی شرط عمل ہے لیکن آجکل کے نادان لوگ خدا کی رحمت کو باتوں کے دام میں شکار کرنا چاہتے ہیں حضرت مسیح نے اپنے شاگردوں کو نصیحت فرمائی تھی کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں سب جو کچھ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں وہ ایسے بھاری بوجھ جن کا اٹھانا مشکل ہے باندھ کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں مگر آپ انھیں انگلی سے بھی ہلانا نہیں چاہتے وہ ضیافتوں میں صدر نشینی عبادتخانوں میں اعلیٰ درجہ کی کرسیاں بازاروں میں سلام کہلانا پسند کرتے ہیں کیا آج مسلمانوں کی صلاح وفلاح کے ذمہ دار اس آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھکر یہ فیصلہ کرینگے کہ اصلی چیز قول ہے یا عمل؟

اس پاپ کی دنیا سے دور

(ازجناب سید بدرالحسن صاحب ایم اے)

ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ زمین کی وہ کشش کہ جسے کشش ثقل کہتے ہیں اور جس کی وجہ سے ہر چیز ہر وقت زمین کی طرف کو کھنچی رہتی ہے بالکل مفقود ہو گئی تھی میرا جسم بالکل ہلکا پھلکا اور اس درجہ لطیف و سبک ہو گیا تھا کہ میری انتہائی کوشش کے باوجود کسی طرح زمین پر رکتا ہی نہ تھا اور خود بخود دوش ہوا پر سوار ہو کر فضائے آسمانی میں بلند ہوتا چلا جا رہا تھا میں نے دیکھا اور گھبرا کر دیکھا کہ کہیں کسی اتفاق کی وجہ سے میں اس ہوائی جہاز میں تو سوار نہیں ہو گیا جو ہر ہفتہ کراچی سے ڈاک لیکر لندن جایا کرتا ہے مگر معلوم ہوا کہ میں قطعاً کسی چیز پر سوار نہیں ہوں اور نہ کوئی آواز ہی ایسی آرہی تھی جسے مشین کے پرزوں کی حرکت کی آواز کہا جا سکے ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا اور خدا جانے میری اپنی نگاہ میں کوئی غیر معمولی تیزی آگئی تھی یا تمام دنیا پر کوئی ایسا نور چھایا ہوا تھا کہ جس نے ہر چیز کو روشن اور منور کر دیا تھا اور رات کی تاریکی اور فاصلہ کی زیادتی کسی شئی کو بھی میری نظروں سے پوشیدہ نہ کر سکتی تھی میں آہستہ آہستہ بلند ہوتا چلا جا رہا تھا اور بلندی کے ساتھ برابر میری حد نگاہ میں وسعت پیدا ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اپنے گھر کی چھت، آس پاس کے گھروں کی چھتیں محلہ کی گلیاں اور سڑکیں قریب کے بازار نزدیک نزدیک کے محلے پھر سارا شہر پھر شہر کے مضافات پھر کمشنری پھر پورا صوبہ اور بالآخر تمام جزیرہ نمائے ہندوستان میری نظروں کے سامنے تھا اور میں بہت ہی بلند اس سے بھی زیادہ بلند کہ جتنے وہ کبوتر ہوتے ہیں کہ جو اڑتے ہوتے ہوتے بالکل آسمان میں ڈوب جائیں بلکہ فی الحقیقت کوہ ہمالہ کی اس سر بفلک چوٹی سے بھی زیادہ بلند ہو کر جس پر پہنچنے کی آرزو میں بہت سے جانباز محققین اپنی جانیں کھو چکے ہیں میں اس عظیم الشان انسانی بستی کا طائرانہ نظارہ کر رہا تھا کہ جہاں دو چار، دس بیس یا سو پچاس نہیں بلکہ پورے پینتیس کروڑ انسان آباد ہیں سطح زمین اس وقت سینما یا بائیسکوپ کا پردہ تھی جس پر ہزاروں بلکہ لاکھوں قسم کے تماشے دکھائے جا رہے تھے اللہ کی کروڑ در کروڑ مخلوق کی تصویریں آتی تھیں اور اپنا کھیل دکھاتی ہوئی چلی جاتی تھیں۔

میں اب کرہ زمین سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر تھا کشش ثقل کا اثر پہلے ہی زائل ہو چکا تھا چاند کی ٹھنڈی اور خوشگوار روشنی روح کو مسرور کر رہی تھی اور میں لطیف اور پاکیزہ ہوا کے بحر ذخار میں بالکل اسی طرح تیرتا پھرتا تھا کہ جس طرح پانی کے ان تھاہ اور ناپیدا کنار سمندر میں مچھلیاں تیرا کرتی ہیں میرے تیرنے یا اڑنے کی رفتار کچھ بھی نہیں تو کئی ہزار میل فی لمحہ تھی لیکن اس قدر تیز پری کے باوجود یہ کچھ عجیب بات تھی کہ میں نہ تو پریشان اور بدحواس تھا اور نہ یہی ہوتا تھا کہ کوئی چیز میرے دیکھنے سے رہ جائے خدا جانے کس طرح میری نگاہوں میں یہ طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ عکس ریز شعاعوں کی طرح ہر چیز کے پار ہو جاتی تھیں اور نہ جھونپڑیوں کے چھپر اور کھپریل میری نظر کو مانع تھیں اور نہ بڑے سے بڑے عالیشان محلوں کی چھتیں ایک طرف میری آنکھوں کے سامنے انسانی تباہی اور بربادی کا یہ دردناک نظارہ تھا کہ ہزاروں نہیں لاکھوں لاکھوں ہی نہیں بلکہ کروڑوں جانور نہیں بلکہ مجھ جیسے انسان نہیں انسان کہ جنھیں اشرف المخلوقات کا لقب ملا ہے فاقہ کشی سے تنگ آکر دم توڑ رہے ہیں۔ بڑے بڑے کڑیل جوان کہ جن کے طاقتور اور مضبوط بازوؤں نے سخت سے سخت سنگلاخ زمینوں کو کھود کھود نرم اور قابل زراعت بنا دیا تھا گھل گھل کر اور سوکھ سوکھ کر اب ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گئے ہیں اور ان بازوؤں میں اب اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ ہاتھ ہلا کر پانی بھی پی سکیں قحط اور افلاس اور وبا اور امراض نے جسم میں کھال اور ہڈیوں کے سوا کچھ نہیں چھوڑا ہے زندگی کی تمناؤں میں موجود ہے دنیا کی دلچسپیاں انھیں اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں ہمت اور گمشدہ طاقت کے بھروسہ پر بدن میں ایک پھریری سی آتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اٹھ بیٹھیں اور موت کے اس بھیانک اور مہیب دیو کو جو ان کے سینے پر سوار ہے دھکا دیکر گرا دیں لیکن افسوس کہ ہاتھ پاؤں کام نہیں دیتے اور وہ ایک حسرت بھری نگاہ اس دنیا کی چیزوں پر ڈال کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور راضی برضا ہو کر مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

چھوٹے چھوٹے بچے جن کے ننھے ننھے دلوں میں بڑے ہونے اور پھولنے پھلنے کے ارمان بھرے پڑے ہیں تپ لرزہ اور طاعون یا دق اور ورم جگر کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر امید بھری نگاہوں سے اپنی ان مجبور و معذور ماؤں کی طرف دیکھتے ہیں کہ جنھوں نے کئی راتیں ان کے سرہانے بیٹھ کر کاٹی ہیں لیکن جب ان کی نگاہ ان آنسوؤں پر پڑتی ہے جو ماں کے خشک اور زرد گالوں پر بہہ رہے ہیں تو وہ اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ جاتے ہیں اور پھر اس خیال سے کہ ان کی ماں کا دل نہ دکھے جبر اور خاموشی کے ساتھ اپنی تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے کوئی پوشیدہ آواز ان کے کان میں کہتی ہے کہ غریب مزدوروں اور کسانوں کے بچوں کے لئے اس دنیا میں نہ روٹی ہے اور نہ دوا وہ اسی لئے اس دنیا میں آتے ہیں کہ تکلیف اور مصیبت میں مبتلا رہیں اور فاقہ کشی اور آسمان کی بیماریوں سے جی ہی بچیں تو مدت العمر دوسروں کی خدمت اور دوسروں کی غلامی کر کے اپنا پیٹ پالا کریں۔

حسین اور نوجوان لڑکیاں جو اگر تندرست ہوتیں تو مخلوق کی زینت بننے کے لائق تھیں افلاس اور ناداری کے ہاتھوں بھیک مانگنے اور ایک ایک کے آگے دست سوال پھیلانے پر مجبور ہیں۔ بدطینت اور کمینے لوگ ان کی اس بیکسی اور مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انھیں چھیڑتے ہیں اور وہ یہ دیکھ کر کہ ہم بے بس اور ناطاقت ہیں اپنی اس توہین کو صبر کے ساتھ برداشت کرتی ہیں اور غصہ کو شربت کے گھونٹ کی طرح پی جاتی ہیں سردی کا موسم ہے لیکن ان غریبوں کے پاس اوڑھنے کے لئے رضائی کمبل کی تو ذکر ہی کیا اپنا تن ڈھکنے کے لئے کپڑا تک نہیں ہے میلے اور غلیظ دو چار چیتھڑے ہیں جن سے وہ اپنا ستر چھپانے کی کوشش کرتی ہیں لیکن گلے ہوئے کپڑے کو ہر مرتبہ جب وہ ایک طرف سے کھینچ کر دوسری طرف لانا چاہتی ہیں تو وہ تھوڑا سا اور پھٹ جاتا ہے ایک افلاس ہزار گناہوں کا باپ ہوتا ہے اور ضرورتمندی اور احتیاج انسان کو برے سے برے کاموں پر آمادہ کر دیتی ہے اشرف المخلوقات انسان کی یہ بیٹیاں بھی بھوک کی تکلیف سے مجبور ہیں اور آہ ان میں سے بہت سی اپنی عصمت کے اس جوہر عالی کو بھی فروخت کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں کہ جو انھیں جان سے زیادہ عزیز تھا معصیت اور گناہ کے اثرات

ان کے چہروں سے ظاہر ہونے لگتے ہیں غیرت اور حیا کی جگہ بے شرمی اور ڈھٹائی لے لیتی ہے اور بسا اوقات عصمت فروشی کے لازمی نتیجے پھوٹ پھوٹ کر ان کے بدن سے نکلنے لگتے ہیں انسانی تباہی اور بربادی کے اس دردناک منظر کی میں کسی طرح تاب نہ لاسکا اور بے اختیار ہو کر میں نے ادھر سے منہ پھیر لیا منہ پھیرتے ہی گویا دنیا بدل گئی بجلی کی روشنی سے شہر کے شہر نور کے سمندر بنے ہوئے تھے موٹروں کے شور اور ٹرامیوں کی کھڑکھڑاہٹ میں کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی چاندی اور سونے کے سکے کنکروں اور پتھروں کی طرح پھینکے جا رہے تھے اچھے سے اچھے بارونق قہوہ خانے نفیس سے نفیس ہوٹل اور پھر ان میں ریشم اور زربفت کی جھولوں سے لدے ہوئے مردوں اور عورتوں کا ہجوم خوش ذائقہ غذاؤں کی بوباس لذیذ اور مفرح مشروبات کے خوشنما رنگ اور صاف ستھرے اور باسلیقہ خدام کی قطاریں جو مشینوں کی طرح اشاروں پر کام کرتے پھرتے تھے تھیٹر اور سینما، قمار خانے اور رقص گاہیں اور سرکس اور نمائشیں جن سے لوگوں کی لپٹیں بلند ہو ہو کر مجھ تک پہنچ رہی تھیں یہ سب مقامات بدمست شراب مردوں اور نیم برہنہ عورتوں سے کھچا کھچ بھرے پڑے تھے عطر اور لیونڈر کی خوشبوؤں کے ساتھ سگار اور سگریٹ کے دھوئیں نے مل کر تمام فضا کو غلیظ اور گندہ بنا رکھا تھا بیش قیمت اور ہوش ربا شرابوں کے کنستر کے کنستر خالی ہوتے چلے جا رہے تھے اور سوڈے کی کروڑوں بوتلیں کھلنے کی آوازیں ایک تسلسل کے ساتھ کان میں پہنچ کر ایسا شبہ پیدا کر دیتی تھیں کہ کہیں دو رشین گنیں چل رہی ہیں عیش تھا اور لطف و مسرت دولت تھی اور اسراف اور فارغ البالی تھی اور سیہ کاری جس و جمال تھا

مگر آلودہ معصیت فضل و کمال تھا لیکن آغشتہ کبر و نخوت اور سینوں کے اندر دل تھے مگر پتھر اور فولاد کے بنے ہوئے اور دماغوں میں عقل تھی لیکن صرف اپنے فائدہ کی باتیں سوچنے والی اس مختصر دنیا کا تقریباً ہر فرد بچہ عورت مرد فرعون بے سامان بنا ہوا تھا اور ان میں سے بہت سوں کا یہ خیال تھا کہ اگر آج خدا بھی ہوتا تو ہمارے آگے سجدہ کرتا مسجدیں اور مندر اور گرجا اور خانقاہیں سونی اور ویران پڑی تھیں بجلی کا قمقمہ تو بڑی چیز ہے اکثر میں معمولی کڑوے تیل کا ایک دیا تک نہ تھا اور ان مقدس اور متبرک عمارتوں میں سے کچھ اگر آباد تھیں بھی تو آہ خدا پرستوں سے نہیں بلکہ حسن پرستوں اور شکم پرستوں سے......!!

ان شہروں پر اس طرح من برستے اور ان زمینوں پر اس طرح سونے کے دریا بہتے دیکھ کر خیال آیا کہ اس سنہری دریا کا سرچشمہ تلاش کروں اور دیکھوں کہ آخر یہ نکلتا کہاں سے ہے اور اگر ممکن ہو تو بین الاقوامی انجمن میں ایک تجویز پیش کرا دوں کہ بہت بڑی نہ سہی ایک چھوٹی ہی سی نہر اس طلائی دریا سے اس دنیا کی سمت بھی نکال دی جائے کہ جہاں اس سے دس گنی زیادہ انسانی آبادی بھوکی مر رہی ہے اور جہاں تانبے کا ایک پیسہ اس دنیا کے سونے کے سکے سے کم قیمتی نہیں ہے۔

اس خیال کا آنا تھا کہ ایک حجاب سا ہو گیا ہر غیر شفاف چیز جو درمیان میں حائل تھی شفاف ہو گئی اور اب میں نے دیکھا کہ اس قلزم طلائی کا مخرج اس دنیا میں نہیں بلکہ اسی فقیر اور فاقہ کشوں کی دنیا میں تھا کہ جس کی سیر میں ابھی ابھی کر چکا تھا میں نے دیکھا اور رنگ آلود آنکھوں سے دیکھا کہ ہر بھوکے ننگے کمزور اور مریض انسان کے خون بھرے پسینہ کی کمائی کے طلائی

خوشنما سولہ سطری لاجواب قرآن مجید معری

جو صرف ۶ مہینے کے اندر ہندوستان کے تقریباً ہر مکتب میں پڑھایا جانے لگا اور مقبول عام ہو گیا

دعویٰ ہے کہ ایسا قرآن مجید آپ نے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی ممتاز علی صاحب لکھنؤ خوشنویس مہاجر مکی کے صحیح جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں دکھایا ہے بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھکر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور اوراق کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں کہ بچہ بلا قصد غلط پڑھ ہی نہیں سکتا اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کے لئے ذرا بھی توقف نہیں کرنا پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ت۔ ن۔ ی۔ ب وغیرہ میں ہوتی ہیں اور چونکہ حروف کی گنجائش اور جدولوں کی درآوردگی کی وجہ سے مکررہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اس لئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے قابل حفاظ طلبہ تو شواری ملحوظ رکھکر کتابت کی ہے تجربہ نہیں دعویٰ ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ بھر میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کرے گا۔ اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ استاد کو اس قرآن پاک کا ایک دفعہ کا پڑھایا ہوا سبق بچہ کے ذہن نشین کرنے کے لئے اتنا موثر ہوگا جتنا دوسرے قرآن شریف میں چار دفعہ پڑھایا ہوا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حرف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو بآسانی پڑھ لیں گے ہر صفحہ گرداگرد نقش و نگار سے مرصع ہے اور ہر پارہ کے شروع و آخر اور پر کے نقوش سے آراستہ ہے ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے قاریوں کے لئے آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرات جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلا دی ہے ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند میں سولہ مستند حفاظ صحیح قرآن شریف کی ضمانت کی مہریں ہیں اس لئے ذرا سے نقطہ کی غلطی کا بھی امکان نہیں۔

چھپائی دعوے ہے اور شدید دعویٰ کہ مصری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر کوئی قرآن شریف نہیں چھپا واللہ یہ اشتہاری ترغیب نہیں اور اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد مجھ ہی پر نہیں انشاء اللہ آپ پر بھی یہی اثر ہوگا اور میں نے تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پاتا ہوں اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی اہم ہو جاتا ہے کہ اس کا ہدیہ بھی بہت سستا ہے ایک جلد مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ مجلد پارچہ فی جلد صرف ایک روپیہ پانچ جلد مجلد چرمی سات روپے مجلد پارچہ چار روپے آٹھ آنے دس جلد مجلد چرمی ساڑھے تیرہ روپے اب محصولڈاک بڑھ گیا ہے اس لئے ایک جلد خواہ چرمی ہو یا پارچہ ۱۰ ر۔ پانچ جلد کا ۱۲ ر اور دس جلد کا پانچ روپے اس لئے پانچ جلد اور دس جلد بذریعہ ریل منگانا بہتر ہے ریل کے پارسل پر علاوہ کرایہ ریل ۲ ر آنے یہاں ضرور خرچ آتا ہے۔

ریل کے اسٹیشن اردو انگریزی دونوں میں لکھئے اور لائن بھی۔ ریلوے پارسل کے روپے پیشگی آنے ضروری ہیں ورنہ تعمیل نہ ہو گی | **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

ہندو نوازی

(ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا ایک خط اپنے ایک دوست کے نام)

میرے پرچہ کے متعلق آپ نے جو الفاظ تحسین وستائش کے استعمال کئے ہیں وہ فی الحقیقت اس محبت کی بنا پر ہیں جو انھیں مجھ سے ہے اور "سعید" کی خوبیوں کے نہیں بلکہ خود ان کے حسن ظن کا ثبوت ہیں میری دلی تمنا ہے کہ میں "سعید" کو اس قابل بنا سکوں کہ وہ ان تمام تعریفوں کا صحیح معنوں میں مستحق بن جائے۔

سعید کی پالیسی کے متعلق آپ کا خیال ہے کہ وہ ضرورت سے زیادہ ہند نواز ہے اور وہ صرف اس لئے کہ میں نے مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا ہے اور دیتا رہتا ہوں کہ ہندو مسلم سمجھوتہ کے متعلق مسلمانوں کو اپنی شرطوں پر زور نہ دینا چاہئیے اور جن شرائط پر بھی ہو سکے صلح واتحاد کر لینا چاہئیے اس کے معنے یہ لئے گئے ہیں کہ میں مسلمانوں سے اس بات کا طالب ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ہندوؤں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیں اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے کسی مسلمان کو اتفاق نہیں ہو سکتا۔

میں حکیم صاحب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں کٹر اور پکا مسلمان ہوں اور میری زبان یا قلم سے آجتک کبھی ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا ہے جو اصول اسلام کے خلاف یا مفاد اسلام کے منافی ہو۔

اس سے تو کسی مسلمان کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ ہر ضرورت کے موقع پر ہم پہلے تو اس خاص چیز کے متعلق خدا اور اس کے رسول کے احکام معلوم کریں اور اگر کوئی صاف اور صریح حکم اس موقع کے متعلق موجود نہ ہو تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس قسم کے واقعات کی تلاش کریں اور دیکھیں کہ اس موقع پر حضور انور نے کیا طرز عمل اختیار کیا تھا اگر آپ کی حیات طیبہ میں کوئی مثال اس قسم کی موجود ہے تو وہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہمیں اسی کے مطابق عمل پیرا ہونا چاہئیے۔

ہندوستان میں جہانتک ہندو مسلم تعلقات کا سوال ہے میں تو اگرچہ اس رائے کا قائل نہیں ہوں کہ تمام ہندو تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں لیکن بحث کی آسانی کی خاطر میں بھی فرض کئے لیتا ہوں کہ ہم ہر چہار طرف سے اپنے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں اور اس ملک کا بچہ بچہ ہمارا دشمن ہے۔ دوسری بات جو مسلم ہے اور کسی ثبوت کی محتاج نہیں ہے یہ ہے کہ ہماری تعداد اس ملک میں ہندوؤں سے بہت کم ہے۔

یہ دونوں باتیں معلوم ہو جانے کے بعد آیئے اب ہم ذرا اپنے ہادی برحق کے واقعات زندگی پر ایک نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ کیا آپ کو بھی کبھی اسی قسم کی صورت حالات سے سابقہ پڑا تھا حضور کی سیرت کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ جب کوہ فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر آپ نے اہل مکہ کو مخاطب کیا ہے تو آپ کی جماعت کی تعداد صرف اتنی تھی کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اس کے گن لینے کے لئے کافی ہیں جب تک آپ مکہ میں قیام پذیر رہے آپ کے متبعین کی تعداد کبھی اتنی بھی نہ ہوئی کہ آپ کفار قریش کی ایذا رسانیوں سے محفوظ ہو جاتے آپ کے اہل وطن ہی نہیں بلکہ اہل خاندان آپ کی جان کے دشمن تھے اور انھیں کی رات دن کی دشمنی سے تنگ آ کر آپ نے بالآخر وطن مالوف کو خیرباد کہا اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے جہاں آپ کو نسبتاً امن وسکون زیادہ حاصل تھا۔

آپ کی ہجرت کے بعد اہل قریش کے دل سے بغض و کینہ دور نہیں ہوا اور وہ اب بھی ہر ممکن موقع پر مسلمانوں کو ستاتے اور عرب کے دوسرے قبیلوں کو ان کے برخلاف بھڑکاتے رہے اور پھر یہ دیکھکر کہ مسلمانوں کی تعداد چند صد سے زائد نہیں ہے انہوں نے یہ ارادہ کر لیا کہ ان سب کا ایک دفعہ کلی طور پر خاتمہ کر دیا جائے انہوں نے ایک لشکر جرار فراہم کیا اور مدینہ پر چڑھ دوڑے مسلمان بہت ہی تھوڑے تھے اور اس پر دوسری مصیبت یہ تھی کہ ان کے پاس سامان جنگ بھی نہ تھا ٹوٹی پھوٹی اور زنگ آلود تلواریں، پرانی دہرانی کمانیں اور شکستہ وگستہ نیزے سو پچاس جو کچھ بھی جمع ہو سکے لیکر کوئی تین سا تین سو آدمی اللہ کا نام لیکر ایک ہزار سے زیادہ مجمع کا مقابلہ کرنے نکل کھڑے ہوئے ان ایک ہزار میں بہت سے سوار بھی تھے اور جو پیادہ تھے ان کے پاس بھی کافی سامان حرب موجود تھا جس کے معنے یہ ہیں کہ بظاہر حالات یہ بات کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ آسکتی تھی کہ مسلمانوں کو فتح ونصرت تو بڑی چیز ہے اپنی جان بچا کر بھاگ جانا بھی میسر آجائے گا لیکن دنیا کی کوئی طاقت آجتک حق وصداقت کو نہیں مٹا سکی ہے اور نہتے اور خستہ حال مسلمانوں کے پاس اس چیز کی کمی نہ تھی کہ جس نے انھیں شیر بنا یا ان کا ایمان تھا کہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله (اللہ کے حکم سے بعض چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آجایا کرتی ہیں) انھیں یقین کامل تھا کہ وہ حق پر ہیں اور حق کبھی فنا نہیں ہو سکتا وہ شیروں کی طرح بڑھے اور دلیروں کی طرح لڑے اور کفار قریش کو ذرا سی دیر میں محسوس کرا دیا کہ تعداد کوئی چیز نہیں ہوتی لڑائی میں فتح وشکست دلوں کی مضبوطی پر منحصر ہے اور دل وہی مضبوط رہ سکتے ہیں کہ جن میں حق وصداقت کا نور جلوہ گر ہو۔

یہ واقعات غزوہ بدر میں پیش آئے تھے کفار قریش کو جو ذلت اس موقع پر نصیب ہوئی اس نے انھیں اور بھی برافروختہ کر دیا اور اب دوسری مرتبہ انہوں نے اور بھی زیادہ زور شور سے تیاریاں کر کے حملہ کیا اب مسلمانوں کی تعداد اتنی کم نہ تھی اور ایک ہزار کے لگ بھگ پہنچ گئی تھی بدر میں غیر متوقع طور پر فتح پا کر انھیں اپنی قوت وشجاعت پر ناز بھی ہو گیا تھا وہ بڑے جوش وخروش سے بالکل خوش اور مطمئن میدان جنگ میں نکلے اور پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی تھوڑی ہی دیر کے مقابلہ میں دشمن کی فوجوں کو پسپا کر دیا لیکن مصلحت خداوندی یہ تھی کہ مسلمانوں کو یہ سبق دیدیا جائے کہ اپنی جس کثرت پر تمہیں ناز ہے وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہوا کرتا ہے دشمنوں کو میدان سے بھاگتے اور مسلمانوں کو ان کا تعاقب کرتے دیکھکر مسلمان تیر اندازوں کا وہ دستہ جو مسلمانوں کی پشت پر درہ کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا تھا لوٹ مار میں شرکت کے لئے اپنی جگہ سے ہٹ آیا دشمن کے موقع شناس سپہ سالار نے یہ دیکھتے ہی جلدی جلدی اپنی ہزیمت خوردہ فوج کو جمع کیا اور چپکے سے اس درہ میں داخل ہو کر مسلمانوں کی پشت پر حملہ کر دیا اور اس طرح یہ فتح شکست میں تبدیل ہو گئی اور بہت کچھ نقصان اٹھا لے کے بعد مسلمانوں کو بمشکل اتنا موقع ملا کہ احد کی پہاڑی پر چڑھ کر پناہ لیں اسی لڑائی کا جواب

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک بھی شہید ہوا تھا۔

ملک عرب میں مسلمانوں کی تعداد اس قدر کم تھی کہ اگر مردم شماری کی جاتی تو کفار کے مقابلہ میں ان کا اوسط ایک فیصدی کا بھی شاید ہی نکلتا ان کی مالی حالت بھی نہایت ہی خراب تھی کیونکہ ہمسایہ اور ہموطن کفار نے ان کا بائیکاٹ کر رکھا تھا اگر بیرون عرب سے تجارت کرتے تو ان کے لئے راستے محفوظ نہ تھے اس لئے مالی حالت کو ترقی دینے کے وسائل سے وہ بڑی حد تک محروم ہو گئے تھے لیکن حق و صداقت کا آفتاب آہستہ آہستہ افق سے اونچا ہوتا جا رہا تھا اور مذہب حقہ پر ایمان لانے والوں کی تعداد یوماً فیوماً بڑی آہستگی کے ساتھ بڑھ رہی تھی ملک میں مشرکین عرب کے علاوہ عیسائی اور یہودی بھی آباد تھے اور انھیں بھی مسلمانوں سے خدا واسطے کی دشمنی تھی گویا مسلمان بالکل صحیح معنوں میں بتیس دانتوں میں ایک زبان بنکر زندگی بسر کر رہے تھے ان حالات میں مسلمانوں کے ہادی و مرشد کو کعبۃ اللہ کے حج کا خیال آیا اور احباب و اصحاب سے مشورہ کرکے آپ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ عمرہ کے لئے چل پڑے اہل مکہ کو یقین دلانے کے لئے کہ آپ صرف حج کی نیت سے جا رہے ہیں اور کسی سے لڑنا جھگڑنا مقصود نہیں ہے آپ نے قربانی کے اونٹ یہیں سے اپنے ساتھ لے لئے اور بجز ایک تلوار کے اور کوئی ہتھیار اپنے ہمراہ نہ لیا۔

مکہ والوں کو ان حالات کی اطلاع ہوئی اور ابھی یہ قافلہ دور ہی تھا کہ انھوں نے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں اور ارادہ کر لیا کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے نہ دیں گے اور نہ حج کرنے دیں گے حدیبیہ تک پہنچے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے اس ارادہ کی اطلاع ملی اگر آپ کا عمل موجودہ زمانے کے مسلم رہنماؤں کی سیاست پر ہوتا تو لازمی طور پر آپ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے لئے تیار ہو جاتے اکثریت کھلے طور پر اقلیت کے اوپر ظلم و ستم کرنے کو تیار ہو گئی تھی اقلیت کو معمولی شہری حقوق سے جو ہر کتے بلی اور گائے بکری کو حاصل رہتے ہیں محروم کیا جا رہا تھا اور اسی پر بس نہ کرکے اقلیت کو مذہبی عبادات کے ادا کرنے سے بھی باز رکھنے کی کوشش ہو رہی تھی لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہمارے گول میزی نمائندوں اور نامخلوطی انتخاب پسندوں سے کہیں ارفع و اعلیٰ تھی اور آپ نے سیاسیات کا سبق اس ذات باری سے لیا تھا کہ جس نے لاکھوں اسپنسر اور مکالے پیدا کئے اور فنا کر ڈالے۔

وہی بدر و احد کا ہیرو جو ضرورت کے وقت صرف تین سو ساتھیوں کو لیکر تیرہ سو کے مقابلہ میں نکل کھڑا ہوا تھا اس موقع پر طرح دے گیا اور خود اپنی طرف سے صلح کی گفتگو کی ابتدا کی۔

مسلمانوں کی حالت اب سے پہلے بہت بہتر اور ان کی قوت بیشتر کی بہ نسبت اب بہت زیادہ تھی الحمد للہ یہ کہ اس زمانہ میں بھی ضیغموں اور احرارون کی کوئی کمی نہ تھی انھیں یہ توہین بری معلوم ہوئی اور رسول اللہ کے اس طرح جھک جانے کو انھوں نے پسند نہ کیا لیکن مسلمانوں کا یہ قاعد اولین عوام کے پیچھے پیچھے چلنے کی نسبت عوام کو اپنے پیچھے چلانا زیادہ اچھا سمجھتا تھا۔

صلح کی بات چیت ہونے لگی اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ قریش کی طرف سے ایک نمائندہ صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے خدمت اقدس میں آگیا۔

مل اور اسپنسر کے شاگرد تو یقیناً یہی کرتے کہ اقلیت کے حقوق کی حفاظت کا ایک ضمانت نامہ پہلے اکثریت سے لکھا لیتے اور اس کے بعد صلح کی گفت و شنید کرتے لیکن اس امی لقب سیاست داں نے کہ جو اپنے ہر فعل اور ہر عمل کو دنیا کے لئے نمونہ بنانے کی خاطر آیا تھا کیا کیا؟ اس نے ابوجندل اور ابوسفیان کے دشمنوں پر چیزوں پر بھروسہ کرنے اور اس طرح اپنی جماعت کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑنے کی بجائے اپنی جوش ایمانی پر اپنی قوت بازو پر اور سب سے زیادہ اپنے خدا پر بھروسہ کرنے کو پسند کیا اور قریش کے نمائندہ سے کہہ دیا کہ یہ سادہ کاغذ موجود ہے جس قدر رعایتیں مانگتے ہو مانگ لو اور جو شرطیں چاہتے ہو لکھ لو مجھے سب منظور ہیں۔

شرطیں لکھی جانے لگیں حضرت علی کاتب بنے اور دستور اسلامی کے مطابق انھوں نے سب سے پہلے بسم اللہ لکھی ابوجندل نے جو قریش کا نمائندہ تھا فوراً اعتراض کیا کہ ہمیں یہ پسند نہیں ہے کہ دستاویز اسلامی دستور کے مطابق مرتب ہو اس بسم اللہ کو کاٹ دیجئے حضور انور کے پاس آپ کے صحابہ موجود تھے اسلام کی یہ توہین دیکھکر ان کی رگوں میں خون جوش مارنے لگا لیکن سردار کے پاس ادب نے انھیں خاموش رکھا حضرت رسول مقبول نے نہایت خنداں پیشانی کے ساتھ حضرت علی کو حکم دیا کہ بسم اللہ کاٹ دو۔

اس کے بعد پھر حضرت علی نے جب یہ لکھا کہ یہ شرطیں محمد رسول اللہ کی طرف سے ہیں تو ابوجندل نے پھر اعتراض جڑ دیا اور کہا کہ جناب اگر ہم آپ کو رسول اللہ تسلیم کر لیں تو پھر ہمارا اور آپ کا جھگڑا ہی کیا رہ جاتا ہے اس "رسول اللہ" کے لفظ کو کاٹ دیجئے اب موقع بہت ہی نازک تھا بسم اللہ کے کاٹے جانے پر تو لوگ کسی نہ کسی طرح خاموش ہو رہے تھے لیکن اپنے رسول کی توہین کسی طرح برداشت نہ ہو سکی غصہ سے لوگوں کے چہرے سرخ ہو گئے آنکھوں میں خون اتر آیا تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ پہنچنے لگے لیکن خود جناب رسول اللہ نے پھر ویسی ہی شگفتہ روئی کے ساتھ حضرت علی کو حکم دیا کہ رسول اللہ کاٹ دو حضرت علی خاموش سے ہو گئے اور پھر ادب اور لحاظ سب کچھ بالائے طاق رکھکر بولے کہ مجھ سے تو آپ کی شان میں یہ گستاخی ہرگز نہ ہو سکے گی میں اس لفظ کو نہیں کاٹ سکتا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر قلم اپنے دست مبارک میں لے لیا اور خود ان الفاظ کو کاٹ دیا۔

اس کے بعد ابوجندل نے اپنی شرطیں تحریر کرائیں اور وہ یہ تھیں کہ مسلمان اس سال بغیر حج کئے یونہی واپس چلے جائیں اور اگلے سال جب آئیں تو کسی کے پاس ایک تلوار کے سوا کوئی اور ہتھیار نہ ہو اگر کفار میں سے کوئی شخص مسلمانوں کے پاس آجائے تو مسلمان اسے واپس کر دیں لیکن اگر مسلمانوں کے پاس سے کوئی شخص کفار کے پاس پہنچ جائے تو وہ واپس نہ کیا جائے۔

یہ شرط لکھائی جا چکی تھی کہ اتفاق سے اسی وقت خود ابوجندل کا بیٹا جو مسلمان ہو چکا تھا بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگیا ابوجندل نے فوراً مطالبہ کیا کہ اسے واپس کیا جائے آپ نے پہلے تو یہ عذر پیش کیا کہ ابھی عہدنامہ مکمل نہیں ہوا ہے لیکن جب ابوجندل نے یہ کہا کہ واپسی کی شرط آپ منظور کر چکے ہیں اور وہ لکھی جا چکی ہے تو آپ نے بیٹے کو باپ کے حوالہ کر دیا۔

اس واقعہ سے اکثر مسلمان بددل ہو گئے اور حضرت عمر کو اس قدر غصہ آگیا کہ انھوں نے کسی قدر سختی سے حضور انور سے سوال کیا کہ کیا آپ خدا کے سچے رسول نہیں ہیں اور کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں اور جب یہ جواب ملا کہ ہیں تو پوچھا کہ پھر کیوں ہم کفار سے اس قدر دب کے چلے جائیں۔

اس صلح کا جو بظاہر اس قدر ذلت آمیز تھی نتیجہ یہ نکلا کہ کفار کے ساتھ مسلمانوں کا ملنا جلنا بڑھ گیا دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہر وقت اٹھنے بیٹھنے لگے اور اب کفار کو معلوم

میں اسلام نے مسلمانوں میں کیسی کیسی خوبیاں پیدا کر دی ہیں اور وہ ہزار ہا کی تعداد میں آآکر اسلام قبول کرنے لگے۔ کلام مجید میں اس دب کر صلح کرنے کا نام فتح مبین رکھا گیا ہے۔

ہم بھی اس ملک میں اقلیت میں ہیں بقول اکثر مسلمانوں کے ہندو ہمارے دشمن بھی ہو گئے ہیں ہم سے بہت بڑی بڑی نہ سہی لیکن چھوٹی موٹی لڑائیاں بھی بہت سے مقامات پر ہو چکی ہیں اور اب صلح کی گفت و شنید بھی ایک مدت سے جاری ہے ایسی حالت میں اب مجھے بتا دیا جائے کہ ہمارے لیڈروں کا طرز عمل اسوۂ حسنہ کے مطابق ہے کیا کونسل کی ایک ایک نشست اور سرکاری ملازمت کی ایک ایک کرسی کے لئے اس طرح رہنا کہ جس طرح لنگر خانے کے سامنے فقیر لڑتے ہیں مسلمانوں کی شایان شان ہے کیا خود مصیبتیں جھیل کر خلق اللہ کو آرام پہنچانے اور اللہ کے بندوں کو بہتر انسان بنانے سے گزر کر اب ہماری زندگی کا مقصد صرف دس بیس روپے کی محرری حاصل کر لینے تک محدود ہو گیا ہے اور کیا ہم اب اس قدر پست و ذلیل ہو گئے ہیں کہ ہمیں اپنے زندہ رہنے کے لئے مالوی جی اور ڈاکٹر مونجے کے پروانہ راہداری یا پروانہ عمر گذاری کی ضرورت ہے ہر شخص یہ کہنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے کہ مناسب تحفظات کے بغیر ہمیں ہندوؤں سے سمجھوتہ نہ کرنا چاہیے لیکن خدا کے لئے یہ بھی تو بتا دیجیے کہ اس بات کی ضمانت کے لئے کہ ہندو اپنے عہد پر قائم رہیں گے ہم اور کس سے دستخط کرائیں؟ سوچئے اور غور کیجیے کہ اگر ہندو تھوڑی سی فریب کاری پر اتر آئیں اور اس وقت ہمارے تمام مطالبات مان کر عہدنامہ پر دستخط کر دیں لیکن کل جب ہندوستان کو حکومت خود اختیاری حاصل ہو جائے تو وہ اس معاہدہ کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں اس وقت ہم کیا کریں گے؟

کیا ہم مجبور ہو کر پھر اپنی ہی قوت بازو اپنی ہی حقانیت و صداقت اور اپنے ہی حی و لاشریک لہ خدا پر بھروسہ نہ کرنا پڑے گا اگر ایسا ہے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ مسلمان آج ہی اپنے خدا اور اپنی قوت حیات پر کیوں بھروسہ نہیں کرتے؟ آج کیوں انھیں خدا پر اعتماد نہیں رہا آج کیوں انھیں حق و صداقت پر اعتبار نہیں آتا آج وہ اپنے خدا کے اس وعدہ کو کیوں بھول گئے کہ ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین تم بزدل نہیں اور رنجیدہ نہو اگر تم ایمان والے ہو تو تمھیں سب پر فائق رہو گے۔ میرا قصور اگر ہے تو صرف اس قدر کہ مجھے اپنے خدا پر بھروسہ اور اس کے وعدوں پر کامل اعتماد ہے اور میرا دل کسی طرح اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ خدا کے وعدے کو چھوڑ کر ڈاکٹر مونجے کے وعدوں پر اعتبار کروں میں نے کبھی مسلمانوں سے یہ نہیں کہا کہ وہ اپنے آپ کو ہندوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں میں نے جب کبھی زبان کھولی ہے تو صرف اتنا کہا ہے کہ مسلمان اس موقع پر وہی طرز عمل اختیار کریں جو ان کے ہادی برحق نے اختیار کیا تھا اگر یہ بھی گناہ ہے تو مجھے سچے دل سے اپنے اس گناہ کا اعتراف ہے۔

ہر شخص حیرت میں ہے کہ عمدہ مترجم اور مجلد (پشتہ) چرمی قرآن کیونکر ملسکتا ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا تفسیر بھی بیان القرآن کی کاغذ بھی سفید اور گلیزڈ اور ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو

دیکھا نہ سنا

یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید کارنامہ ہے

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً نہ خرید سکتے تھے حمیدیہ پریس دہلی ہی کی اولیت ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ تا اللہی ہو اور سستا بھی ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب کا اخذ تقطیع بھی کلاں ہو غرضکہ تمام وہ سامان ہو جس کا ایک مسلمان والہ و خواہاں ہو سکتا ہے اور لطف یہ کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید ضروریات کا حل ہو اور مجلد بھی چمڑے کا ہو **تیار ہے اور اس کام ۲۸ خوبیوں والہ بیا غریبوں کا مترجم قرآن ہزاروں صد ہا روز جا رہا ہے** اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں:—

(۱) تعداد سورہ ہا (۲) قرآن شریف در ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت معہ ترجمہ کی برتری (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا اور جبرئیل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے احادیث صحیحہ سے اقتباس (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ مثلاً نماز میں تراویح میں مسجد میں رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی پر (۹) اعوذ باللہ کے فضائل ایمان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقرہ (۱۲) فضائل سورہ انعام معہ قبولیت (۱۳) بیان آیۃ الکرسی معہ فضائل و اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا اثر معہ قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین شریف کے فضائل و اعمال (۱۶) فضائل سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۸) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورہ اخلاص اور اس کے اعمال (۲۰) سورہ واقعہ مع اعمال رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورہ عم یتساءلون کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے بہت تھوڑی سی محنت کے بعد (۲۴) درود شریف کے فضائل (۲۵) رموز اوقاف (۲۶) سوانح عمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعائے ختم القرآن مع فضائل **ضخامت ۷۴۰ صفحے** معہ مقدمہ۔

کاغذ سفید دبیز ولایتی ساخت چھپائی خوب روشن سیاہ مجلد چرمی پشتہ **کتابت** وغیرہ کا اندازہ رمضان المبارک کے مولوی صفحہ ۸ پر کیجیے۔ **یہ مجلد ڈیڑھ روپیہ** محصول ڈاک اب بڑھ گیا ہے اس لئے ۱۵ر تک عام میں جہاں چاہے منگا لیجیے ایک منگائیے یا سو رعایت مطلق نہیں ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگا لیجیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی یہ بھی نوٹ کر لیجیے کہ ہر اس پارسل پر جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ر تو یہاں ہی خرچ ہو جاتے ہیں اب کی مرتبہ جلدیں بہت ہی اعلیٰ درجہ کی خاص طور سے بنوائی ہیں **منیجر رسالہ مولوی کوچہ چیلاں دہلی** ہی سے طلب فرمائیے کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام نقصانات کی تلافی اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی ہی آمدنی سے ہوتی ہے۔

میری بیوی

(از جناب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی)

میں امیر میرا باپ امیر میرا دادا امیر غرض سات پشت سے ہم میں امیری چلی آرہی ہے اس سے پہلے کی خبر نہیں کہ ہم کیا تھے اور اس کے بعد کی خبر نہیں کہ کیا ہوں گے۔ میں خوبصورت میری ماں خوبصورت میرا باپ خوبصورت میرا سارا خاندان خوبصورت اور خوبصورت بھی ایسے کہ لوگ دیکھا کریں ہم سپاہی پیشہ ہیں اور بقول غالب ع سو پشت سے ہے پیشہ آبا سپہ گری۔ اس لئے میں جاہل میرا باپ جاہل میرا دادا جاہل اپنی ماں کا میں ہی اکلوتا بیٹا ہوں والد صاحب قبلہ نے بہت کچھ یار باشی کی ہے بہت کچھ روپیہ اڑا اڑا ہے غیروں سے بھی صاحب اولاد ہوئے ہوں گے مگر ان کی قانونی اولاد بس میں ہی ہوں گھر میں اللہ کا دیا سب کچھ ہے روپیہ پیسہ ہے۔ نوکر چاکر ہیں لونڈیاں مامائیں ہیں مگر وارث نہ ہونے سے ہمارا گھر بھی دیکھنے کے قابل ہے اندر گھسو تو بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی سرائے میں آگئے کہنا نا پکتا ہے تو سبحان اللہ اور گھرداری ہوتی ہے تو ما شاء اللہ ہم پڑھے لکھے تو خاک نہیں لیکن چاہتے ہیں کہ بیوی آئے تو تعلیم یافتہ آئے خوش سلیقہ ہیں مگر جی چاہتا ہے کہ بیوی آئے تو سلیقہ مند آئے اب رہی شکل و صورت تو ظاہر ہے کہ کون خوبصورت شخص بدصورت بیوی پسند کریگا خیر اپنی بیوی تو اپنی بیوی ہے میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ میرے دشمن کی بیوی بھی بدصورت آئے اور سچ پوچھو تو میری یہ رائے ہے کہ بدصورت عورت میں بیوی بننے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی یہ دوسری بات ہے کہ کوئی بیوقوفی سے اور کوئی روپے پیسے کے پھیر میں کالی کلوٹی بیوی لے آتا ہے خدا مسبب الاسباب ہے اس طرح ان بیچاریوں بدصورتوں کا بھی کہیں نہ کہیں نصیبہ کھل جاتا ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ہر بھلے مانس کو ایک نہ ایک دن دولھا بننا ضرور ہے آخر ہم کہاں بچتے ہماری شادی ٹھیر ہی گئی اور ٹھیری کہاں کہ مولویوں کے خاندان میں اب ہم کو کرید شروع ہوئی کہ اپنی بیوی کے حالات معلوم کریں ادھر پوچھا ادھر پوچھا کسی سے ٹھیک پتہ نہ چلا سوچے کہ چلو والدہ صاحبہ ہی سے دریافت کریں۔ ایک دن بہت منقطع صورت بنا ان کے پاس پہنچے سب آدمیوں کو ادھر ادھر کردیا اب مشکل یہ پڑی کہ بات شروع کریں تو کیونکر کریں اور گفتگو کا سلسلہ چھیڑیں تو کس طرح چھیڑیں آخر بہت سوچ سوچ کر ہم نے کہا "اچھی بی اماں کیا ہماری شادی ٹھیر گئی" والدہ صاحبہ نے مسکرا کر کہا "کیا اب بھی شک ہے یہ چترا چترا کر باتیں کرنے سے فائدہ جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کیوں نہیں کہتے" میں نے کہا "یہ بتائیے کہ ہماری دلہن کچھ پڑھی لکھی بھی ہیں" جواب ملا کہ "ہاں" ہم نے کہا "کچھ سلیقہ مند بھی ہیں" کہا "ہاں" پھر پوچھا کہ "شکل و صورت کیسی ہے" بی اماں بولیں "ماشاء اللہ آدمی کا بچہ ہے" یہ جواب کچھ عجیب گول مول تھا ہم آدمی تھے۔ اگر آدمی کے بچے یا آدمی کی بچی سے شادی نہ ہوتی تو کیا کسی جانور کے بچے یا بچی سے ہوتی ہم نے ذرا بگڑ کر کہا کہ "دیکھئے اماں ذرا صاف صاف بتائیے آپ کو معلوم ہے کہ مجھے عورت سے نفرت ہے اگر بیوی صاحبہ کی صورت ذرا خراب ہوئی تو مجھ سے نبھنی مشکل ہے" یہ سنکر والدہ صاحبہ تو بگڑ ہی گئیں کہ اور ابے آپ ہی اس قابل ہیں کہ میں بہو لیکر آؤں اور آپ پسند نہ کریں چل رے لڑکے چل مجھے تیری یہ باتیں پسند نہیں اب میں شادی کررہی ہوں یا تو کر رہا ہے تیرے لئے جنت سے کوئی حور آنے سے تو رہی شریف لوگ صورت شکل تھوڑی دیکھتے ہیں ہڈی دیکھتے ہیں اب کے تونے مجھ سے ایسی باتیں کیں تو اچھا نہ ہوگا"

یعنی ساری محنت اکارت گئی جب ماں ہی کو ہمارا خیال نہیں تو اور کسی کو کیا ہوگا خیر جی کچھ ہرج نہیں اماں ہماری بیوی کی مالک ہیں ہم تو اپنے مالک ہیں اللہ کا دیا گھر ہے سب کچھ ہے کسی نہ کسی طرح گذر ہی جائیگی ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست۔

رجب کی ستائیسویں تاریخ میرے لئے ایک یادگار تاریخ ہے اس روز ہم دولھا بنے بڑی دھوم دھام سے برات گئی شہر کے بڑے بڑے رئیس اور ساہوکار نکاح میں شریک ہوئے لیکن ایجاب و قبول کے وقت جب مہر کی مقدار سنی تو میں تو کیا ساری مجلس والے اچھل پڑے ایک نواب زادے کی شادی اور بتیس روپے مہر پہلے تو میں سمجھا کہ شاید بتیس لاکھ ہوگا مگر جب دوسری اور تیسری مرتبہ بتیس ہی روپے کہے گئے تو میں چکرایا پھر سوچا چلو یہ تو بہت اچھا ہوا جب چاہیں گے بیوی صاحبہ کے ہاتھ میں بتیس روپے رکھ چلتا کرینگے نہایت اطمینان سے "قبول" کہا اور اس لفظ کے کہتے ہی ہم مجرد سے متاہل یا بھلے چنگے آدمی سے دولھا میاں ہوگئے۔

ہمارے خسر صاحب اپنے آپ کو مولوی کہتے ہیں اس لئے مہر کی حد تک ان کی شرع خوب چلی مگر آگے چل کر عورتوں کے مقابلہ میں وہ بری طرح پسپا ہوئے اور یہ سمجھ کر کہا "محتسب را درون خانہ چہ کار" چپ ہو رہے اندر رو والیوں نے الف سے لے کر ی تک سارے رسم پورے کئے آرسی مصحف کے لئے ہم کو بھی اندر بلایا گیا ہماری بیوی بھی گود میں لدی ہوئی آئیں ہم دونوں کے بیچ میں آئینہ اور کلام مجید رکھا گیا اوپر سے دوشالہ اڑھایا گیا ہم کو حکم ہوا کہ سورہ اخلاص پڑھ کر آئینہ میں بیوی کا منہ دیکھو ہم نے بیوی کی صورت دیکھنے کی خوشی میں الٹی سیدھی سورہ اخلاص پڑھ کر آئینہ پر جو نظر ڈالی تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا یا اللہ یہ عورت ہے یا "بن مانس" والدہ صاحبہ نے ان کی تعریف "آدمی کے بچہ" سے کی تھی لیکن مجھے تو ان کے آدمی کا بچہ ہونے میں بھی شبہ ہے بس اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ڈومنی نے کہا "میاں کہو بیوی میں تیرا غلام ذرا آنکھیں کھولو" میں نے اس پر "دہشت" اس زور سے کہا کہ ڈومنی بیچاری تو گھبرا کر پرے سرک گئی اور ہماری والدہ صاحبہ نے اس کی جگہ لیکر وہی فقرہ کہا ایک دفعہ کہا دو دفعہ کہا جب تیسری دفعہ کہا تو میں نے جواب دیا "سنئے صاحب میں ایسی خوبصورت بیوی کا غلام بننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں چاہے آپ بھلا مانیں یا برا مانیں"

میرا یہ کہنا تھا کہ ساری مجلس "دھم" سے کر رہ گئی میں دوشالہ پھینک باہر نکل آیا اور وہاں گڑبڑ شروع ہوئی ہماری ساس الگ تن تن کہ میں بیٹی کو رخصت ہی نہیں کرنے کی ہمارے خسر اپنی شرع الگ بگھار رہے تھے کہ ایسی خلاف شرع باتوں سے ایسے ہی نتیجے نکلتے ہیں جہاں خواہ مخواہ ان دونوں کو بہر کیا ہے

مجھے مزا تو جب آیا کہ ہماری بیوی صاحبہ نے اپنے کمرے میں اپنی ماں کو بلا کر کہا کہ "اب آپ میرے سے بھیجنے نہ بھیجنے کے متعلق کچھ نہ فرمایئے میں جانوں میرا خاوند جانے اس نے برا کہا تو مجھے کہا آپ لوگوں کو برا ماننے کی کیا ضرورت ہے بہر حال کچھ بھی ہو ہماری بیگم صاحبہ کسی نہ کسی طرح لد لدا کر ہمارے گھر آ ہی گئیں خدا محفوظ رکھے ایسی لپٹن بیوی کسی کو ملی ہو تو ملی ہو ہم نے تو نہ ایسی بیوی سنی اور نہ دیکھی معاف کیجئے گا میں نے غلط کہا۔ دیکھ تو لی۔

گھر آ کر میاں بیوی کو اوپر کا کوٹھا رہنے کو ملا رات کو کوئی دس گیارہ بجے جو ہم اوپر جاتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ بیوی سے بھی زیادہ بد ہیئت شکل کی ایک ماما کمرے کے دروازے پر بیٹھی ہے لاحول پڑھ کر اندر گئے خیال تھا کہ بیوی صاحبہ دوشالہ تانے پلنگ پر پڑی ہونگی وہاں جا کر دوسرا ہی رنگ دیکھا کہ وہ منہ سے گھونگھٹ اٹھائے کسنا کھولے کھٹا کھٹ چھالیا کتر رہی ہیں مجھ کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں شرماشرمی ذرا سا گھونگھٹ بھی نکال لیا میں نے جلانے کو کہا کہ "معاف کیجئے میں نے آج آپ کی شان میں گستاخی کی ہے آپ نے برا تو نہ مانا ہوگا" نہایت دبی آواز میں جواب ملا کہ اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے آپ مالک ہیں اپنی جس چیز کو چاہے اچھا کہیں جس چیز کو چاہیں برا کہیں اس منطقی فقرہ کا جواب دینا ہماری عقل سے باہر تھا اس لئے چپ ہو جانا ہی بہتر سمجھا گیا اب مصیبت یہ تھی کہ ہم کو پاؤں دبوائے بغیر نیند نہ آتی تھی ایک جوان اچھی شکل کی ماما اسی کام پر نوکر تھی ہم نے آواز دی اما من اما من بیوی صاحبہ نے پوچھا کہ آخر اما من کو آپ کیوں بلاتے ہیں کوئی کام ہو تو فرمایئے میں کئے دیتی ہوں ہم نے کہا کیا کروں پاؤں دبوائے بغیر مجھے نیند نہیں آتی اور یہ کام بھلا تم کیوں کرو گی" کہنے لگیں "بھلا آپ کا کوئی کام ہے جس کے کرنے میں مجھے عار ہو آپ شوق سے آرام کیجئے میں پاؤں دباتی ہوں" ہم نے بھی سوچا کہ چلو اس کو یہ بھی سناؤ تھوڑی دیر میں تھک کر خود ہی ہاتھ روک لیگی اس وقت ایسے طعنے دوں گا کہ یاد ہی کریگی" خیر ہم نے مسہری میں لیٹ کر پیر پھیلا ہی دیئے اور ہماری بیگم صاحبہ پیر دبانے لگیں۔ ذرا سی دیر میں ہماری آنکھ لگ گئی اور ایسے سوئے کہ صبح کے پونے پانچ بجے آنکھ کھلی۔ قسم خدا کی میں تو گھبرا گیا جب دیکھا کہ وہ اللہ کی بندی اسی طرح بیٹھی پاؤں دبا رہی ہے پہلی رات کی دلہن اور اس طرح ساری رات پاؤں دبائے اگر کوئی سنیگا تو یا کہیگا لعنت ہے ہم پر اور ہماری شرافت پر میں نے کہا "دلہن خدا کے لئے یہ تم نے کیا غضب کیا کہ ساری رات پیر دباتے گذار دی پیر دبانا نہ ہوا بلائے جان ہو گیا اور جو کہیں اماں بی کو خبر ہو گئی تو نہ کیا کہیں گی؟"

انہوں نے جواب دیا کہ "مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ کتنی دیر پاؤں دبواتے ہیں میں سمجھی ساری رات پاؤں دبائے جاتے ہیں اس لئے بیٹھی رہی خیر اس میں کیا حرج ہے میری وجہ سے اگر آپ کو آرام پہنچا تو اس سے زیادہ میری خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے اب رہا اماں بی کو خبر ہونا تو اس کمرے میں میرے اور آپ کے سوا کون تھا جو ان سے جا کر کہیگا اب بسم اللہ کہکر اٹھیئے پانی تیار ہے منہ ہاتھ دھو لیجئے میں بھی نماز پڑھ کر آپ کے ناشتہ کا انتظام کرتی ہوں" پلنگ پر سے اٹھکر جو غسل خانہ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بیگم صاحبہ کی کھوسٹ ماما نے تو اس کا رنگ ہی بدل دیا ہے نہانے کو پانی بھرا ہوا موجود ہے گرم پانی کے لوٹے الگ قطار سے لگے رکھے ہیں صابن دانیاں منجن۔ تولئے غرض ہر چیز سلیقہ سے جمی ہے خدا بہتر جانتا ہے کہ یہ پہلا موقعہ تھا کہ گرم پانی سے میں نے ہاتھ منہ دھویا گھر میں مامائیں اور چھوکریاں بھری پڑی تھیں مگر اللہ کے فضل سے نل ہی پر بیٹھکر منہ دھونا پڑتا تھا اب رہا منجن تو ہمیشہ انگلیوں کے رگڑ دوں ہی سے منجن کا کام نکلتا تھا بہر حال ہم ہاتھ منہ دھو کنگھی چوٹی کر کے صاف ستھرے میاں بن کمرے میں آئے اتنی دیر میں بیوی صاحبہ نے نماز سے فارغ ہو اپنی ماما کو نیچے بھیجا کہ وہ ناشتہ کا سامان اوپر لے آئی دستر خوان بچھا اور ہم نے اطمینان کے ساتھ پیٹ بھر کر ناشتہ کیا میں نے ان سے بھی کہا کہ آؤ شریک ہو جاؤ جواب ملا پہلے آپ کیجئے میں آپ فارغ ہو لیجئے میں بھی کھا لوں گی کھانے کے بعد پوچھا آپ پان کھاتے ہیں میں نے کہا ہاں کھاتا ہوں اور بہت کھاتا ہوں انہوں نے پٹاری کھول پان بنا کر مجھے دیا میں نے کہا ذرا میری جیب میں سے سگریٹ کی ڈبیا تو نکال دینا" اس بیچاری نے اٹھ ڈبیا نکال اس طرح ادب سے میرے سامنے پیش کی کہ مجھے بے ختیار اس پر رحم آگیا اور میں نے ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا اس کے بعد سوچا دیکھوں تو اسکی شکل و صورت کیسی ہے آرسی مصحف کے وقت صرف چلتی ہوئی نظر ڈالی تھی ممکن ہے کہ نگاہ نے کچھ غلطی کی ہو میں نے کہا "بیگم ذرا گھونگھٹ تو اٹھاؤ" اس بیچاری نے شرماتے شرماتے گھونگھٹ اونچا کیا اب جو میں نے ذرا غور سے نقشہ ناک دیکھنی شروع کی تو لاحول ولا قوۃ اس کی تو کوئی چیز بھی اچھی نہیں ناک ہے تو موٹی آنکھیں ہیں تو چیاں ریزی پیشانی ہے تو نہی سہی دہانہ ہے تو یہ بڑا اب رہا رنگ تو وہ کالا کوئلہ نہ سہی مٹیالا تو ضرور ہے اور مزا یہ ہے کہ اس رنگ میں بھی کہیں کہیں سبزی جھلک رہی ہے یہ دیکھکر میں نے کہا کہ اللہ رکھے بیگم صاحبہ کے ماشاء اللہ داڑھی مونچھیں بھی ہیں" میں تو یہ فقرہ مذاق مذاق میں کہا تھا مگر ان کی جی ہاں نے میرے حواس باختہ کر دیئے استرے کی قینچیوں میں پہلے ہی دو روپے چہرہ آنے خرچ ہوتے تھے لیجئے اب دوگنا ہو گیا۔ اللہ اماں بی نے بھی ہمارا جوڑا سارے شہر میں سے چھانٹ کر نکالا ہے شکل و صورت تھی کیا چندے آفتاب چندے ماہتاب تھی جس کی رونق بڑھانے کو یہ داڑھی مونچھیں شکل میں مولوی صاحب کی بیٹی ہونے کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ مولوی صاحب کی سی داڑھی بھی ضرور ہو بہر حال شکل و صورت کے متعلق جو تھوڑی بہت امید تھی وہ بھی جاتی رہی میں نے جل کر کہا "بیوی جیسی تمہاری سیرت ہے کاش تمہاری صورت بھی ایسی ہی ہوتی" مسکرا کر جواب دیا "صورت بنانا خدا کے اختیار میں ہے اور سیرت درست کرنا خود بندہ کا کام" لیجئے اب میں بھی دیکھوں کہ کون افلاطون اس فقرہ کا جواب دیتا ہے خیر جتنی دیر تک میں وہاں بیٹھا رہا برابر طعنے ہی دیتا رہا مگر اس اللہ کی بندی نے ذرا برا نہیں مانا نہ آنکھ پر میل آیا اور نہ ماتھے پر شکن۔ آخر تھک تھکا کر باہر چلا آیا کئی روز تک میرے طعنے اور اس کی خدمت گذاری یونہی چلتی رہی اور اس عرصہ میں میاں بیوی کے تعلقات بھی قائم ہو گئے۔

جب بیگم صاحبہ ہم کو سیدھی راہ پر لا چکیں تو اس کے بعد اپنی حکومت بڑھانی شروع کی کوٹھے کے انتظام سے بڑھکر اب ان کے اختیارات گھر میں بھی پھیلنے لگے یہ ماما برطرف ہوئی وہ نوکر الگ ہوا۔ بی اما من نکالی گئیں نئے نوکر رکھے گئے آدمیوں کے بدلنے کے ساتھ ہی گھر کا رنگ بھی بدلنے لگا ٹوٹے پھوٹے سامان کی مرمت ہوئی ناکارہ سامان نکالا گیا فرش فروش درست ہوا سامان قرینے سے جمایا گیا اور جنیا

لہ کوئی زمانہ تھا جب ہم دہلی میں پڑھتے تھے تو اپنی ایک خاص کلب بنائی تھی ہم ۹ ممبر تھے اس کلب کی زبان بھی نئی بنائی گئی تھی چنانچہ یہ لفظ بھی اسی کلب کی ایجاد ہے جو لوگ خواہ مخواہ چپٹتے ہیں اور جن کو اردو میں "چیم چچڑ" کہا جاتا ہے ان کی اس صفت کے ہمارے ہاں تین درجے تھے لپٹیکس، لیبس، ڈبلیکس۔ لپٹن۔

کا انتظام سنبھالا گیا دالان ٹھیک ٹھاک ہوئے باہر کا کمرہ سجایا گیا غرض تھوڑے ہی دنوں میں سارے گھر کی حالت بدل گئی اور معلوم ہونے لگا کہ واقعی یہ گھر کسی بھلے آدمی کا گھر ہے یا تو یہ ہوتا تھا کہ گھنٹوں پکارو اور کوئی آواز نہ دے یا یہ حالت ہو گئی کہ گھنٹی پر کام ہونے لگا یا تو یہ حال تھا کہ پان منگواؤ اور صبر کرکے بیٹھ جاؤ یا ادھر ہاتھوں کو کہا اور خاصدان آگیا دوست احباب بیٹھے ہیں میں نے گھنٹی بجائی فوراً ہی کوئی نہ کوئی نوکر آیا میں نے کہا "چاء لاؤ" اس نے دروازہ پر جاکر آواز دی چاء کو کہا پانچ منٹ میں دو کشتیاں آگئیں ایک میں چاء کے برتن ہیں دوسرے میں توس ہیں بسکٹ ہیں ایک آدھ طشتری میں میوہ ہے چھوٹی میز سامنے لاکر لگا دی گئی میز پہ دونوں کشتیاں رکھدی گئیں مزے سے یار دوستوں نے چاء پی کشتیاں اٹھ گئیں اندر جاتے ہی بچا ہوا سامان الگ کیا گیا پیالیاں دھلیں اور اپنی اپنی جگہ جمادی گئیں کھانا ایسا پکنے لگا کہ دیکھکر رغبت آئے اور پیٹ بھرکر کھایا جائے بی اماں ہیں کہ گھر میں ملکہ بنی بیٹھی ہیں نہ باورچیخانہ میں خلل ہے نہ گھر میں کوئی گڑبڑ سارا کام مشین کی طرح چل رہا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ اس انتظام سے گھر کا خرچ بڑھتا وہاں اور الٹا کم ہو گیا نوکر چاکر آدھے رہ گئے تھے مگر کام پہلے سے کہیں زیادہ ہونے لگا اب وہ رنگ ہی باقی نہیں رہا کہ چاء منگوائی اور گھنٹہ بھر بعد کوئی نوکر سڑے کپڑے پہنے چاء کی ایک پیالی لیکر آیا اور ہاتھ میں دیدی بسکٹ منگوائے تو جواب ملا کہ نہیں ہیں دعوت کا تو کیا ذکر ہے خود ہی گھر والوں کو کب پیٹ بھر کر کھانا ملتا تھا جب سنو یہی سنو کہ کھانا تھڑ گیا گھر میں جاؤ تو یہ معلوم ہو کہ برات اتری ہوئی ہے باورچیخانہ میں جنگ ہے دالان میں تو تکار ہو رہی ہے ایک ماما دوسری ماما کو کھائے جاتی ہے ایک نوکر دوسرے نوکر کو دیکھ نہیں سکتا ہر ماما کے ساتھ دو دو تین تین دم چھلے لگے ہیں ہر نوکر کے ساتھ ایک نہ ایک چھٹو موجود ہے خیر میاں ہماری بیوی شکل و صورت میں کیسی ہی ہوں انہوں نے ہمارے گھر کو گھر تو بنا دیا۔

شادی کو کوئی تین ہی مہینے ہوئے ہوں گے کہ میں بیمار پڑا پہلے تو خیال تھا کہ موسمی بخار ہے اتر جائیگا لیکن جب میعادی بخار تجویز ہوا تو سب کو وحشت ہونے لگی میں خود بھی پریشان ہوا کیونکہ میعادی بخار سے بچے تو جھیل جاتے ہیں ہاں جوانوں کے حق میں یہ اکثر مہلک ہوتا ہے اس زمانہ میں ہماری بیوی میکے گئی ہوئی تھیں دو تین روز تو ان کو اطلاع نہیں کی گئی آخر اڑتی اڑتی خبر ان کو بھی پہنچ گئی اسی وقت آئیں آکر میرا حال دیکھا کوٹھے پر جاکر کمرے کو ٹھیک ٹھاک کیا اور مجھے بھی اوپر لے گئیں اوپر جاکر کیا دیکھتا ہوں کہ کمرہ خاصا اسپتال بن گیا ہے ایک طرف مسہری بچھی ہے سامنے دو کرسیاں پڑی ہیں پہلو میں میز پر دوا کی ساری شیشیاں جمی ہیں نعمت خانہ میں دودھ آش جو اور میوے رکھے ہیں۔ میں نے کہا بیوی معلوم ہوتا ہے کہ تم کوئی لیڈی ڈاکٹرنی ہو اور ڈاکٹرنی نہیں تو نرس ضرور ہو" کہنے لگیں اس میں کیا شک ہے مجھے معلوم تھا کہ گھرداری میں کیا کیا کرنا پڑتا ہے دکھ درد سب کے ساتھ ہے گھر والی بیوی اگر تھوڑی بہت تیمارداری کے طریقے نہ جانے تو یہ سمجھو کہ ادھوری ہے بیوی کے یہ معنے تھوڑے ہیں کہ اچھے اچھے کپڑے پہنے اور بن سنور کر گاؤ تکیہ سے لگ بیٹھے گھرداری کرنے میں چوٹی کا پسینہ ایڑی کو آتا ہے میاں بننا آسان ہے بیوی بننا بہت مشکل ہے اچھا ان باتوں کو تو رہنے دیجئے" وہ یہ باتیں کر ہی رہی تھیں کہ ڈاکٹر صاحب آگئے بیوی نے مجھ سے کہا کہ "اگر آپ اجازت دیں تو برقعہ اوڑھکر میں یہیں بیٹھی رہوں اور ڈاکٹر صاحب سے دو تین باتیں پوچھ لوں" میں نے کہا کیا حرج ہے

خیر ڈاکٹر صاحب آئے اور آتے ہی کہنے لگے "ارے بھئی یہ تو تم نے اچھا کیا کہ اوپر آگئے ہوا کا انتظام بہت خوب ہے گڑبڑ بھی نہیں ہے کیا کوئی نرس رکھ لی ہے جو سارا سامان ایسے سلیقہ سے جما ہے" میں نے اپنی بیوی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ ساری کرامات ان کی ہے" ڈاکٹر صاحب پرانے زمانہ کے آدمی انہوں نے جو دیکھا کہ ہماری بیوی چادر نصف اوڑھے ایک کرسی پر ڈٹی ہیں تو کچھ گھبرا سے گئے اس کے بعد جب بیوی نے مرض کے متعلق ان سے سوالات کئے تو اور بھی سٹپٹائے کہنے لگے کہ کیا اچھا ہو اگر آپ سول سرجن صاحب کو بھی مشورہ میں شریک کرلیں"

ہماری بیوی نے کہا "ضرور آپ کل صبح ان کو لیتے آئیے ایک سے دو کی رائے اچھی ہوتی ہے" ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد میں نے کہا۔

"ارے واہ رے میری بیوی بھئی کیا زور دار عورت ہے مارے سوالوں کے ڈاکٹر صاحب کو بھی چکر دیا اچھا ہوا کہ تم نے سول سرجن کو لانے کو کہدیا اب مجھے اطمینان ہو گیا۔ کہنے لگیں کہ "میں نے ڈاکٹری واکٹری تو پڑھی نہیں ہاں یہ کیا کہ جب کوئی گھر میں بیمار ہوا تو اس کے مرض اور مرض کے علاج کو غور سے دیکھتی رہی۔ دنیا میں کونسا گھر ہے جس میں کوئی بیمار نہ پڑتا ہو اگر ذرا کوئی خیال رکھے تو تھوڑے دنوں میں خود بخود ہر طرح کے مرضوں اور ان کے علاج سے واقفیت ہو جاتی ہے مگر اب آپ باتیں نہ کیجئے میں کتاب پڑھتی ہوں آپ سنئے اور مرض کا خیال چھوڑ دیجئے اللہ شفا دیگا انسان کو ہمت سے کام لینا چاہیے"

دوسرے روز سول سرجن صاحب آئے انہوں نے میعادی بخار تجویز کیا ہماری بیوی صاحبہ نے ان سے بھی وہ ڈاکٹری چھانٹی کہ وہ بھی حیران رہ گئے میری طرف دیکھکر کہنے لگے مسٹر آپ کی بیگم صاحبہ بہت ہوشیار آدمی ہیں آپ گھبرائیے مت اچھا ہو جائیگا" میں نے کہا کسی نرس کو بلوا بھیجئے صاحب نے کہا نرس کی ضرورت نہیں آپ کی بیگم صاحب کافی ہیں" غرض سول سرجن صاحب کا علاج شروع ہوا دوسرے ہفتہ میں بخار بڑھا اور اتنا بڑھا کہ مجھے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا بیہوشی پر بیہوشی طاری ہے اگر میری بیوی جس طرح ممکن ہوا مسکرا کر پہلے باتیں کیا کرتی تھی اسی طرح اس بیماری کی زیادتی میں بھی کرتی رہی یہ معلوم ہوتا ہی نہیں تھا کہ ان کو ذرا سی بھی پریشانی ہے اماں بی اور ابا کی تو یہ حالت تھی کہ بیمار سے مردوں سے بدتر ہو گئے تھے مگر ان غریبوں کو پوچھنے پر آنے ہی کون دیتا تھا ہاں وہ ایک عورت تھی کہ دن و رات جاگتی اور میری خدمت کرتی تھی میں نے کہا کہ بیوی خدا کے لئے کسی نرس کو بلوا لو تم محنت کرتے کرتے اور جاگتے جاگتے بیمار پڑ جاؤگی" کہنے لگیں آپ ان باتوں کا خیال نہ کیجئے جب تک میرے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں اس وقت تک تو میں چاہے مروں تو بھی مختصر یہ کہ وہ اللہ کی بندی جو میری پٹی پکڑ کر بیٹھی تو اس وقت اٹھی جب میں تندرست ہوکر پلنگ سے اٹھا ایکدن میں نے کہا کہ بیوی ایک بات پوچھتا ہوں سچ بتانا کہنے لگیں فرمایئے" میں نے کہا ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ ہندوستانی بیویوں میں شرم و لحاظ بہت ہوتا ہے لیکن تمہارا رنگ بالکل جدا ہے اللہ کے فضل سے تم نے دلہنا پا ایکدن بھی نہیں کیا" کہنے لگیں جی ہاں اگر میں دو ہاتھ کا گھونگھٹ نکال کر بیٹھتی تو آپ ہی دوسرے دن سے گھر میں آنا چھوڑ دیتے آپکا رنگ تو آرسی مصحف ہی کے وقت ہی معلوم ہو گیا تھا اس پر بھی اگر اپنی اس بھونڈی صورت پر یہ چونچلے کرتی تو ضرور آپ مجھے منہ لگاتے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری اس صورت کی جو ہمیانی کام آگئی جو آج لالوں کی لال بنی بیٹھی ہوں چلو جاؤ جی اس نوکر چھوکرو اور ہاں استرے کے بلیڈ ختم ہو گئے ہیں کسی سے کہکر آج ضرور منگوا لینا تمہاری ڈاڑھی بڑھ گئی ہے" یہ سنکر مجھے ہنسی آگئی اور ہم دونوں بڑی دیر تک ہنستے رہے خیر میں اچھے ہو گئے اسکے فضل سے طاقت بھی آگئی باہر بھی آنے جانے لگے اب تو ہمارا یہ کام ہے کہ گئی نئی جو ہندوستان میں پرچار کرتے پھرتے ہیں کہ بیوی کا ایک نوجوان ایک صورت سے کام نہ لیں گے اس وقت تک سعادت نہیں مل سکتا اور ہم یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ جب تک بدصورت عورت سے شادی نہ کی جائے اسی وقت تک کسی کو گھر میں آرام نہیں مل سکتا اور خوبصورتی بے سود تھی اگر ڈاڑھی مونچھوں والی بیوی مل گئی تو دیکھنا

خونی کاروبار

(از حضرت مولانا سید ظہور احمد صاحب رضا چشتی)

(۱)

ایک صاحب جو لب گور ہونے کے باوجود ایسے غریق حرص و ہوس ہیں کہ گویا ابھی ہزار سال اور جینا ہے میری شرافت اور مروت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر خواہ مخواہ مجھے اپنا مقروض بنا لیا اور جب میں اپنی سادہ لوحی اور نیکی سے مقروض بن چکا تو انہوں نے روپے کے مطالبہ کے لئے اپنے مسلمہ اور آزمودہ وسائل تیغ مجھ پر رواں کرنے شروع کئے اور چند روز میں جب میری پوزیشن اس شاہ شطرنج کی طرح ہوگئی جسے ہر طرف سے شہ پڑ رہی ہو تو میں مجبور ہوا کہ کسی نہ کسی طرح قرض لیکر اس زبردستی کے قرض سے نجات حاصل کر لوں اور ابھی آبرو کو زیادہ عرصہ تک معرض خطر میں نہ رہنے دوں۔ "قرض" اور چودہویں صدی کے بچاسویں سال میں؟ گویا لعل شب چراغ اور کبریت احمر کی تلاش مسلمانوں کے پاس روپے کا وجود نہیں اور روپے سے بڑھکر ہمدردی باہمی اور ایثار و مروت کا فقدان ہے غرض اس کے سوا چارہ کار نہ تھا کہ سود پر روپیہ حاصل کر کے "حاتم طائی کے حلقہ" سے جو صرف ایک دفعہ نہیں بلکہ شب و روز مجھے ستا رہا تھا خلاصی حاصل کر لوں۔ میں نے تمام عمر کبھی قرض نہیں لیا کسی مہاجن سے جو سودی لین دین کرتا ہو میری شناسائی نہ تھی آخر میں نے ایک دوست سے جو دنیا کے نشیب و فراز کا مجھ سے زیادہ تجربہ رکھتے تھے اپنی مصیبت کا تذکرہ کیا اور ان سے خواہش کی کہ اگر وہ کسی مہاجن سے واقف ہوں تو مجھے پانچسو روپے قرض دلا دیں۔

(۲)

سعید خاں میرے دوست نے کہا کہ میں لالہ جواہر لال سے واقف ہوں اور دو چار دفعہ ان سے لین دین کا بھی اتفاق ہوا ہے یوں تو وہ روپیہ نہ دیں گے اگر سونے کا زیور ہو تو ایک روپیہ سینکڑہ ماہانہ سود پر روپیہ مل جائے گا سعید خاں نے یہ بات معلوم کر کے میں نے معاملہ کو دوسرے دن کے لئے اٹھا رکھا اور بیوی کے زیورات میں سے خالص سونے کا زیور جس کا مجموعی وزن تیس تولہ تھا انتخاب کر کے رکھا دوسرے دن سعید خاں وقت مقررہ پر آگئے اور مجھے اپنے ہمراہ لالہ جواہر لال کے مکان پر لے چلے زیورات کی پوٹلی جو رسوا کن گناہوں کے بوجھ سے کسی طرح کم نہ تھی میرے ہاتھ میں تھی جسے میں نے ایک ریشمی رومال میں محفوظ کر لیا تھا غنیمت یہ تھا کہ سعید خاں کی گفتگو میری توجہ کو مائل کر رہی تھی ورنہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت میرا دل بہت افسردہ تھا اور جب وہ خاموش ہو جاتے تھے میرے تخیلات کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا یعنی افسوس ایک وہ دن تھا کہ میں خوش خوش ان زیورات کو بازار سے خرید کر لایا تھا ایک وہ لمحہ تھا کہ میری بیوی ان کی ملکیت سے خوش ہو رہی تھی اور ایک وہ وقت تھا جبکہ یہ چیزیں اس کے دست و گلو کی آرائش کا ذریعہ تھیں اور آج میں ان کو ہاں ناخوشگوار دل سے واپس لیکر ایک نامعلوم مدت کے لئے قعر تباہی میں پھینکنے کے لئے جا رہا ہوں کیونکر کہہ سکتا ہوں کہ میری بیوی کی یہ چیزیں مسرت ہی ان زیورات کے ساتھ نہ آگئی ہوں۔ افسوس! کیسے ناپاک مقصد کے لئے میرے قدم اٹھ رہے ہیں؟ افسوس میں آٹھ سو روپے کا مال رکھکر پانچسو روپے

اور پھر افسوس یہ ہے ہر لمحہ کا سود ادا کروں گا لیکن پھر بھی میری حالت اور روپے دینے والے کی حالت میں فاتح و مفتوح کا فرق ہوگا میرا قرض لینا یہ معنی رکھتا ہے کہ میرے مالی دیوالیہ نے قرض خواہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے میں نے اقرار کر لیا کہ میں دیوالیہ ہوں اور میں نے زبان حال سے کہدیا کہ میری آبرو لالہ جی کے رحم و کرم پر ہے۔

(۳)

انہی خیالات میں مستغرق میں سعید خاں کے ہمراہ لالہ جی کے مکان پر پہنچا لالہ جی کا مکان کیا تھا ایک قلعہ تھا جس میں فوج کی بجائے کرایہ دار آباد تھے بیچ میں لالہ جی کا شاندار محل تھا اور چاروں طرف ایک سو اسی مکانات تھے جس میں کرایہ دار رہتے تھے اور اس کرایہ کی مجموعی تعداد پانچہزار روپے ماہوار تھی۔ اس دولت سرا کے پھاٹک میں داخل ہو کر میں نے سعید خاں سے کہا کہ لالہ جی کا مکان تو بہت وسیع اور شاندار ہے مجھے یہ سنکر انہوں نے ایک اسلامی آہ کھینچی اور مجھ سے آہستہ کہا کہ آپکو اس مکان کی حقیقت معلوم نہیں؟ میں نے کہا کہ جناب نہ مجھے مکان کی حقیقت معلوم ہے اور نہ ملنے کی اگر آپ کچھ جانتے ہیں تو مجھے بھی آگاہ کیجئے۔ سعید خاں نے کہا کہ لالہ جواہر لال کے والد لالہ اشرفی لال چالیس سال پہلے رڑکی سے یہاں تشریف لائے بہت غریب آدمی تھے کچھ دنوں ایک دوکان پر ملازم رہے اور پھر چالیس پچاس روپے کی پونجی سے انہوں نے پرچونی کی ایک دوکان کھولی اپنی کم خرچی شب و روز کی محنت اور دو پیسے سے دو آنے روپے تک سود لینے کی بدولت تین چار سال میں وہ ہزاروں کے آدمی ہوگئے اب انہوں نے سودی لین دین شروع کیا سب سے پہلے مرزا راحت بیگ سے ان کا وسیلہ ہوا مرزا صاحب کے پاس دو تین ہزار ماہانہ کی جائداد تھی لیکن خرچ اس سے بھی زیادہ تھا ہر وقت قرض کے حاجتمند رہتے تھے اور ان سے بڑھکر ان کی اولاد لاابالی اور ناعاقبت اندیش تھی لالہ جی کے دوشانہ سے انھیں یہ فائدہ تھا کہ قرض لینے کی رسوائی سے بچتے تھے اور لالہ جی کا یہ فائدہ تھا کہ آئندہ امارت اور ساہوکاری کی بنیادیں ڈال رہے تھے چنانچہ وہ لڑکوں کو پانچسو روپے دیکر دو ہزار کا رقعہ لکھوا لیتے تھے جانتے تھے کہ مرزا صاحب کے بعد ان کو وارث ہونا ہے لالہ اشرفی لال کا حوصلہ اور صبر رائیگاں نہیں گیا پانچ سال گذرے تھے کہ مرزا صاحب فالج میں مبتلا ہو کر راہی ملک بقا ہوئے ادھر ان کا انتقال ہوا اور ادھر لالہ جی نے جو اب تک مرزا صاحب کے برادر حقیقی اور ان کی اولاد کے چھوٹے چچا بنے ہوئے تھے اپنے بہی کھاتہ کی جانچ شروع کی اور تین دن کی محنت میں انہوں نے حساب بنایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی جائداد پر ان کا مطالبہ ایک لاکھ بیس ہزار تھا سعید خاں نے کہا کہ یہ تفصیلات کہاں تک بیان کروں لالہ اشرفی لال نے دعوی کیا ڈگری ہوئی اور مرزا صاحب مرحوم کی تمام جائداد نیلام ہو گئی جو لالہ جی کے قبضہ میں آگئی اتنی بڑی جائداد ملنے کے بعد لالہ جی کی حیثیت پبلک اور گورنمنٹ میں مسلمہ ہوگئی اور ان کا شمار چوٹی کے ساہوکاروں میں ہونے لگا اتنی جد و جہد کے بعد لالہ اشرفی لال بوڑھے ہوگئے تھے اب کاروبار لالہ جواہر لال نے سنبھالا لالہ جواہر لال عروج و ترقی کی تدابیر پر عمل کرنے میں اپنے باپ کے بیٹے

ثابت ہوتے سودی روپے کے جوہر سے ان کی ہستی قرار پائی تھی سودی روپے سے انہوں نے نشو ونما پایا تھا سودی روپے کا خون ان کی رگوں میں گردش کرتا تھا وہ سراپا سود تھے اور اس لئے ان کی ذات سے سود ہی کی توقع ہوسکتی تھی انہوں نے گدی سنبھال کر بڑے بڑے کارنمایاں کئے شہر میں کنور کرن زادوں کا جو خاندان ہے اس کی دولت کا بڑا حصہ اصل و سود کی صورت میں ان کی طرف منتقل ہوا نواب شفیع الزماں کا نام تو آپ نے سنا ہوگا مسلمانوں میں جو تین چار متمول خاندان تھے ان میں سے ایک وہ بھی تھے رفتہ رفتہ لالہ جواہر لال کے تعلقات نواب صاحب سے بڑھے قرض کا سلسلہ شروع ہوا پہلے معمولی رقعوں پر روپیہ دیا گیا پھر ہنڈیوں کی نوبت آئی اور آخر کار یہ مکان جس میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں باقاعدہ رہن رکھا گیا۔

(۵)

نواب صاحب نے مکان اس لئے رہن رکھا تھا کہ ریاست کی شان میں فرق نہ آئے اور جائداد بدستور اپنے حال پر باقی رہے اتنا بڑا قرض جس کا سود ایک روپیہ سینکڑہ ماہوار جس میں یہ شرط کہ ادا نہ ہونے کی صورت میں ہر سال کا سود شامل اصل ہو کر سود در سود شمار ہوگا ادا کرنا ایک مسلمان کا کام نہیں خواہ وہ دس ہزار ماہوار کی آمدنی رکھتا ہو بیچارے اس قرض سے سبکدوشی حاصل کرنے کی بجائے اپنی بدقسمتی اور بیوقوفی سے جا اور بہی قرض لے بیٹھے کیونکہ چھوٹی چھوٹی ہنڈیاں بہت سی واجب الادا ہوگئی تھیں اور بڑے صاحبزادے کی شادی جسے عرصہ سے ٹالا جا رہا تھا اب ناگزیر تھی قرض کے اس غیر معمولی بار سے نواب صاحب کی عزت میں فرق آگیا۔ شہر میں ان کا نام اگر کہیں آجاتا تو ابنائے زمان اپنی چہ میگوئیوں سے باز نہیں آتے تھے اور کم از کم اتنا ضرور کہہ دیتے تھے کہ جہاز کنارے آلگا ہے آفتاب لب بام ہے چراغ سحر ہیں وغیرہ بہرحال پانچ سال کا زمانہ لالہ جواہر لال نے ایک کروٹ سے بسر کر دیا جب ان کے منیب نے حساب کی فرد بنا کر ان کو یقین دلایا کہ اب نواب صاحب کا دم حلق سے اوپر آگیا ہے تو وہ انگڑائی لیکر اٹھ بیٹھے نواب صاحب کی سرکار میں پہلے تو زبانی عرض معروض کی گئی پھر نوٹس دیا گیا پھر نالش ہوئی پھر ڈگری ہوئی پھر نیلام ہوا لیکن غنیمت ہے کہ ان تباہیوں کو دیکھنے کے لئے نواب صاحب گھر میں موجود نہیں رہے اور خاموشی کے ساتھ تن تنہا جلاوطن ہوگئے بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے مستقل طور پر بلاد اسلامیہ کی طرف ہجرت کی اور تارک الدنیا ہوگئے۔

(۶)

یہ خوبصورت ہال جس میں آپ بیٹھے ہیں اور جس میں کھار رے کے گدوں پر اجلی چادریں لپٹی ہوئی سامنے صندوقچے اور صندوقچوں پر بہیاں رکھی ہیں اسی میں نواب صاحب کی مردانہ نشست تھی اور یہ ہال ایسا سجا ہوا تھا کہ ہر گوشہ سے آنیوالے کی توجہ جذب کرتا تھا غالباً پانچ سال کا عرصہ ہوا کہ یہ جائداد لالہ جواہر لال کے قبضہ میں آئی ہے سعید خاں کی زبان سے یہ دلدوز واقعات سنکر میرا کلیجہ پاش پاش ہوگیا پھر ایسی بیخودی طاری تھی کہ میں جدھر نظر اٹھاتا تھا مجھے نواب شفیع الزماں کی مظلوم تصویر نظر آتی تھی مجھے اپنے گردو پیش خون کا ایک دریا نظر آرہا تھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ سود خوار مہاجن ناعاقبت اندیش فضول خرچ جھوٹی عزت اور جھوٹی شیخی پر مرنیوالے مسلمانوں کو ذبح کر رہے ہیں اور انہیں کے خون سے یہ دریا بہہ رہا ہے ہاں میں یہ کہنا بھول گیا کہ جب ہم اس ہال میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ لالہ جی کچہری تشریف لے گئے ہیں اور تھوڑی دیر میں آنے والے ہیں ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد ہم لوگ مایوس ہوکر واپس ہوگئے لیکن راستہ میں لالہ جی موٹر پر آتے ہوئے ملے اور اسی وقت کرلیں کہ وہ موٹر رات سے ان کے متعلق۔ ذبح یا سلخ یا دولتکدہ کو واپس ہوئے میں یہ کہتا کتنی ہی دشواریاں یہ معلوم ہوا کہ جس موٹر میں لالہ جی اڑے ہوئے جا رہے ہیں اس میں پٹرول نہیں جلتا سو گئے پٹرول کی جگہ مسلمانوں کا خالص خون استعمال ہو رہا ہے۔

(۷)

مجھے ایسا کیوں معلوم ہوا؟ اس لئے کہ لالہ جواہر لال میری رائے میں موٹر پر بیٹھنے کے قابل نہیں تھے نہ خوبصورت نہ تھے لکھے پڑھے قابل نہ تھے انہوں نے یا ان کے والد نے محنت مشقت کے ذریعہ سے دولت حاصل نہیں کی تھی ان کا باغ ناعاقبت اندیش اور مذہبی احکام پر نہ چلنے والے اور اس لئے قعر تباہی میں گرنے والے مسلمانوں نے اپنے خون سے سینچا تھا اور موٹر بھی اسی باغ کا ایک پھل تھا خدا جانے لالہ جی نے موٹر کس مصلحت سے رکھ چھوڑا تھا کیونکہ ان کے مکان پر پہنچکر جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کا لباس بہت معمولی تھا اگرچہ وہ اس وقت عدالت سے آرہے تھے وہ کھدر کی ایک دھوتی اس طرح باندھے ہوئے تھے کہ ادنی جنبش میں ان کی ایک ٹانگ آخری حدود تک کھل جاتی تھی ان کا کرتا بھی کھدر کا تھا اور یہ کپڑے آجکل کے لیڈری کھدر کی طرح صاف دھلے ہوئے بھی نہ تھے سر پر سیاہ کھدر کی فلٹ کیپ تھی جس کے پیچھے سے ان کی چوٹی بقدر نصف کشمیری ترکاری کچھی کی طرح نمایاں ہو رہی تھی لالہ جی کا رنگ سانولا تھا داڑھی منڈی ہوئی مونچھیں برش نما ہو رہی تھی لالہ جی کی ناک میں بڑے بڑے بال تھے جو رطوبت میں آلودہ ہو رہے تھے پلکیں بہت کم تھیں اس لئے آنکھیں بے رونق بلکہ کسی قدر مہیب معلوم ہوتی تھیں لالہ جی کی عمر پچاس سال کے قریب معلوم ہوتی تھی لالہ جی نے اپنے گدے پر نشست کی گاؤ تکیہ سے کمر اور پیٹھ کو راحت پہنچائی پھر ایک دو پہلو بدل کر پوری فراخدلی اور سیرچشمی کے ساتھ اخراج ریح فرمایا میں ان حالات و سکنات کو دیکھ رہا تھا اور اپنے دل سے کہہ رہا تھا کہ محسن او مسلمان کے دل من! یہ وہ شخص ہے جس کی آمدنی نو ہزار روپے روزانہ ہے۔

(۸)

ہاں یہ سیدھا سادہ دہقان نما انسان جسے بات کرنے کا بھی شعور نہیں اور جو شرفا اور مہذب سوسائٹی کی کلفش برداری کی بھی قابلیت نہیں رکھتا ایک ایسی طاقت کا مالک ہے جو اپنا جواب نہیں رکھتی وہ طاقت کیا ہے! سود کی چھری ہے جب یہ چھری تیز کر کے بیٹھتا ہے بدنصیب سادہ لوح ناعاقبت اندیش مسلمان آگے بڑھتے ہیں اور اپنی رگ گلو پیش کر دیتے ہیں اور ذبح ہو جاتے ہیں ہاں ہاں عبرت کی نگاہ سے دیکھو صرف یہی نہیں کہ اس کی موٹر میں پٹرول کی جگہ مسلمانوں کا خون جلتا ہے اس مکان میں بجلی کے جو لیمپ آویزاں ہیں ان میں بجلی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی ہڈیوں کا فاسفورس روشن ہوتا ہے اگر مسلمان امرا فضول خرچ ناعاقبت اندیش اور نفس پرست نہ ہوتے تو لالہ جواہر لال اس شاندار محل اور دو ہزار روزانہ کی آمدنی کے مالک ہونے کے بجائے کسی تنگ و تاریک دوکان میں نمک مرچ اور دھنیا تولتے ہوتے اور اس کی دہانس آنے والی چھینکیں ہر لمحہ ان کے عصفوری دماغ سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہوتیں یہ خیالات میرے دل میں طوفان برپا کر رہے تھے میری آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے جنہوں نے میری نبض تیز کر دی تھی اور سچ یہ ہے کہ میں اس وقت سراپا اندوہ ہو رہا تھا۔

(۹)

دیا مجھے لالہ جی سے عرض معروض کا موقع نہیں ملا تھا کہ ایک
ب لالہ جی کی طرف بڑھے یہ اپنا زیور رہن رکھ گئے تھے اور اب گے
کے لئے روپیہ لیکر آئے تھے لالہ جی نے منیب کو اشارہ کیا حساب دیکھا
یا ۱۹۱ نمبر کی پوٹلی سیف سے نکالی گئی۔ ان بیچاروں نے تین سو روپے قرض
لئے تھے اور دو سو نو روپے سود کے ہوئے کل پانچسو نو روپے ادا کر کے انہوں نے اپنا
زیور حاصل کیا ان کی بہت خواہش تھی کہ انگریزی مہینے کے حساب سے سود کی رقم
لگائی جائے لیکن لالہ جی اور لالہ جی سے زیادہ منیب جی نے انکار کیا۔ پھر انہوں نے
یہ مرحم کی اپیل پیش کی کہ نو روپے چھوڑ دیئے جائیں لیکن یہ اپیل بھی لالہ جی کی توند سے
باہر نہ آسکی ان کے بعد ایک اور مسلمان صاحب آگے بڑھے ان صاحب کو کچھ روپے
کی ضرورت تھی، یہ کہکر انہوں نے بیوی کا زیور جس سے ابھی پسینہ بھی نہیں خشک ہوا تھا
سامنے رکھ دیا اس منظر سے میرا دل تڑپ گیا لالہ جی نے زیور کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔
خالص سونا چمک رہا تھا لیکن لالہ جی نے رام بھروسے کہکر آواز دی اور ایک ادھیڑ آدمی
کانٹا اور کسوٹی لئے ہوئے حاضر ہوا اس نے سو سو جگہ سے ہر زیور کو کسوٹی پر گھسا
ہر کس پر ناک اور پیشانی سمیٹ کر اظہار حقارت کیا پھر لالہ جی سے کہا کہ دو دو ماشہ
کا کھوٹ ہے۔ کل وزن ۳۵ تولہ تھا لالہ جی نے کہا کہ دو سو روپے مل سکتے ہیں میں
یہ بیدردی دیکھکر حیران رہ گیا حاجتمند نے بڑی لجاجت سے کہا کہ لالہ جی مجھے تو پانچسو
کی بڑی سخت ضرورت ہے لیکن لالہ جی کسی طرح رضامند نہ ہوئے آخر بڑی منت
سماجت کے ساتھ ڈھائی سو پر معاملہ ہوا ڈیڑھ روپیہ سیکڑہ سود اور ایک ماہ کا سود پیشگی
کاٹ لیا گیا اس کے بعد ایک اور صاحب کا معاملہ پیش ہوا یہ سنا ظر آنکھوں کے سامنے
تھے اور مجھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ سود کی برچھیاں مسلمانوں کے سینے پر چل رہی ہیں
اور ان سے خون کے فوارے چھوٹ رہے ہیں اور میرے دامن کو بھی ناغدار کر رہے ہیں

(۱۰)

اس قدر معلومات حاصل کر کے میں ایسا مضطرب ہوا کہ میں نے اپنے دوست سعید
خاں سے کہا کہ اب آپ چلیئے میں نے سودی روپیہ لینے کی رائے بدل دی ہے چنانچہ
ہم دونوں لالہ جی کو سلام کر کے رخصت ہوئے میں وہاں سے اٹھکر صرافہ پہنچا دو چار دکانوں
پر مال دکھایا اور ۲۶ تولہ سونا پانچسو روپے میں فروخت کر کے اپنے گھر آگیا مجھے دوبارہ
اس زیور کے بنوانے میں بظاہر چار روپے تولہ کا خسارہ تھا جس کے یہ معنے ہیں کہ سو روپے
دیکر میں نے یہ قرض حاصل کیا۔ لیکن اگر مجھے اتفاق سے بنا ہوا مستعمل زیور مل جائے تو
اس خسارہ کا بھی احتمال نہیں میں نے یہ روپیہ اپنے قرضخواہ کو دیکر دل کی طمانیت حاصل
کی اور خدا کا شکر ادا کیا کہ سود دینے کے مذہبی اور قلبی عذاب سے بچا مسلمانوں کی تباہی
اور ان کی جائداؤں کی بربادی کا راز مجھے معلوم ہو گیا تھا لہذا میں نے اپنی طبیعت کو کم خرچی
اور کفایت شعاری کی طرف مائل کیا اور ساتھ ہی دست و پا کو آمادہ محنت بنایا جس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ تھوڑے عرصہ ہی میں میں اس زخم کو بھرنے کے قابل ہو گیا میں نے کھوئے ہوئے زیور سے
زیادہ مال حاصل کر لیا اور خدا کے فضل سے اب میں کسی کا مقروض نہیں ہوں (رسالہ تجلی دہلی)

منھ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑے اب مسوڑے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھئے یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اترتی ہے اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے جاہل دیہاتیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے **واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان** اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے اور خدا کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں پیپ نکلنے نکلتے دانت ہلنے لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان انھیں جمادے گا۔ منجن اکسیر دندان کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد **اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا ۱۹۱۴ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔ جو لوگ پائیریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل پان وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اسے ملکر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرلیں اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انھیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اٹھانی پڑے گی لیکن یہ زحمت ان کی اپنی بے پروائی کا نتیجہ ہے اور اسے انھیں برداشت کرنا چاہیئے اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے ورنہ مزید بے پروائی اس سے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کر دیگی کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی جن لوگوں کو ابھی پائیریا نہیں ہوا ہے جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو ان کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان صرف صبح بیدار ہو کر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائینگے جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے مثلاً بادی سے مسوڑے پھول گئے ہیں دانتوں میں درد رہنے لگا ہو تو وہ تب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنھیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کو نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اور اللہ سے امید ہے کہ کبھی انہیں دانتوں کی تکلیف ہوگی ہی نہیں ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں حقیقتہً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جزو مضر نہیں ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضایع ہوتا ہے یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھا کر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانے والے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائے گی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان شیشی میں بھیجا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی صرف آٹھ آنے (۸/) ہے علاوہ محصول ڈاک محصول ایک شیشی پر ۴/ لگتا ہے دو شیشیوں پر ۶/

ملنے کا پتہ:۔ احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ کوچہ چیلاں نمبر ۱۷ دہلی

ایک قدم اور آگے

ابھی مولوی کے ہزاروں خریدار ایسے ہونگے، جو ابتدائے اشاعت سے آجتک مولوی کو ملاحظہ فرماتے رہے ہیں، خدا کا ہزار ہزار احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل خاص سے مولوی کو ایسے معاونین بخشے جنہوں نے ہر موقعہ پر اپنے پرچہ کا پروپگنڈا کیا اور آج اسکی اشاعت ہندوستان کے ہر پرچہ سے زیادہ ہے، لیکن اُنہوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہی مولوی جو محرم سنہ ۱۳۴۴ ہجری میں ۴۴ صفحہ معہ ٹائیٹل کے ایک روپیہ سالانہ چندہ میں قبول کیا تھا، آج وہی مولوی اس سے سہ گنی ضخامت اس سے بہت بلند پایہ مضامین کے ساتھ اسی ایک روپیہ سالانہ چندہ میں آج بھی مل رہا ہے، جبکہ کاغذ اس زمانہ سے آج تقریباً ڈیوڑھا گران ہے اور ڈاکخانہ کا محصول بھی بے تحاشا بڑھ گیا ہے،

پھر کیا آپ حضرات کی دلچسپیاں اور کوششیں بارور نہیں ہیں، الحمد للہ کہ خدا نے آپ کی اور میری سعی کو بارور کیا۔ لیکن مولوی کے خریدار سالانہ ہوتے ہیں دہ سالہ یا پنجسالہ نہیں ہوتے، جو آپ ایک دفعہ محنت کرکے خاموش ہوجائیں، یہاں تو ہمیشہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے، پندرہ ہزار میں سے سابقہ خریدار ایک سال میں کم از کم ۲ ہزار اعانت چھوڑ دیتے ہیں، تو ۲ ہزار تو یہ پورے کرنے ہوتے ہیں اور جس قدر اور بڑھیں اس سے مولوی کی ظاہری و معنوی خوبیوں میں اضافہ کی راہیں پیدا ہوتی ہیں، اجی یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح آیندہ محرم کا پرچہ **بیس ہزار** چھپ جائے، میری یہ خواہش شیخ چلی کی بڑھ بھی، لیکن خدا کے لیئے کیا مشکل ہے اگر آپ حضرات کے قلوب اسطرف متوجہ کردے اور آپ میں سے ہر شخص اس مہینے میں لازماً ایک خریدار مہیا کردے، بلکہ محرم کیا معنی ذیقعدہ ہی کا پرچہ بیس ہزار چھپنے لگے۔

میں نے کبھی ناظرین مولوی کو غلط توقعات دلاکر آمادۂ اعانت نہیں کیا ہے، ہاں خواہش یہ ہوتی ہے کہ جسقدر بھی مبالغہ کے ساتھ ترقی کے ذرایع حاصل ہوسکیں ان پر قابو پالوں اور جو زیادہ سے زیادہ مولوی کی خوبیوں میں اضافہ ہوسکے وہ کردوں، چنانچہ مولوی کی موجودہ شان اس کی شاہد ہے،

ابتک اعلیٰ قسم کے پرچوں کا معیار کاغذ اور تصاویر رہا ہے، جی یہ چاہتا ہے کہ مولوی میں یہ کمی بھی نہ رہے اور یا تو محرم سنہ ۱۳۵۱ سے کاغذ اعلیٰ ہوجائے یا تصاویر کا اضافہ ہوجائے اور یہ دونوں مرحلے بہت سخت ہیں کاغذ کا تفاوت ۲۰ ہزار اشاعت میں تین سو روپے ماہوار بڑھا دیتا ہے، اور تصاویر میں بھی یہ دقت ہے کہ مولوی جاندار ہستیوں کی تصاویر تو چھاپ نہیں سکتا، وہ صرف مقامات مقدسہ یا تاریخی مقامات یا عجائبات عالم کے فوٹو لے سکیگا اور اس کے بلاک بنوانے اور فوٹو مہیا کرنے اور چھپوانے میں بھی بہت کافی روپیہ خرچ کرنا ہوگا، ورنہ عام تصاویر تو دہلی کے ریاست اخبار جیسے تقریباً بہت سے ماہوار رسالے لیٹ پٹ کو مصور کرلیتے ہیں، اور تھوڑی سی چھپائی اور کاغذ کے خرچ سے قطع نظر کرکے مفت میں باتصویر یا آلسٹریٹیڈ بنا لیئے جاتے ہیں، یہ صورت ہوتی تو ہر وقت ممکن تھا کہ مولوی بھی باتصویر ہوجاتے، بہرحال خواہشات تو خدا معلوم کیا کیا ہیں جو جو بھی خدا پوری کرادے

اب بتلائیے کیا آپ بھی میرے ہمنوا ہیں، اور آپ کی خواہش بھی ہے کہ مولوی کی یہ کمی پوری ہوجائے، اگر ہے تو آپ مزید بار اُٹھانے کو تیار ہیں، میری کوئی حیثیت نہیں میں تو قلی ہوں محنت کئے جاؤنگا، ذمہ داری سب آپ پر ہے، چندہ میں اضافہ کا ہرگز خیال نہ فرمائیگا، صرف اسوقت تو ساڑھے **چار ہزار** اور بڑھا دیجیے

تاکہ مولوی بیس ہزار چھپنے لگے، اور مولوی کے موجودہ خریدار یہ عہد کرلیں کہ وہ مولوی کا ایک روپیہ سالانہ ادا کرنے میں کبھی پس و پیش نہ کرینگے خواہ ان کو کتنی ہی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے، اگر آپ نے اس کی قسم کھالی اور بیس ہزار خریدار بھی پورے ہوگئے تو پھر انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ مولوی ہر اعتبار سے بے نظیر پرچہ ہوگا،

ہر شخص کو یہ ہمت کرنی چاہئے کہ جو کچھ کرنا ہے مجھے ہی کرنا ہے، ورنہ دوسروں پر انحصار رکھنے سے ہر شخص ناکام رہے گا، ایک دو۔ دس پانچ جیسا جسکا اثر ہو خریدار مہیا کرنے میں کمی نہ کرے، یہ سمجھ لیجے کہ دنیا میں ہی آپ کا نام نہیں ہوگا، چونکہ آپکی نیت ادائے امر اسلام کی اشاعت ہے اس لیئے انشاء اللہ ہر ساعی قیامت میں مبلغ اسلام بن کر اُٹھیگا،

ان کو بھی دیکھئے یہ وہ ہیں جنہوں نے اس مہینے

خدا کے پسندیدہ دین کی خدمت کی، اور اللہ کے بندوں تک اس کا پیغام پہنچایا، مولوی کے خریدار بڑھائے اور تبلیغ اسلام کا ثواب پایا اللھم حصل مرادھم بالخیر

اللھم نور قلوبھم بنور معرفتك ومحبتك ابداً ۰

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

نام خریدار	تعداد	نام خریدار	تعداد
جناب صادق حسین صاحب پولس باندھ	۱	محمد یوسف صاحب پٹواری جوگل	۳
،، محمد اظہرالدین صاحب صیغہ دار حیدرآباد	۳	محمد شفیع صاحب گنگوہ	۲
،، سید عمر علی صاحب سلہٹ	۱	،، غلام محمد صاحب مدار	۲
،، محمد احمد خاں صاحب گارڈ میتراسٹو	۴	،، صادق علی صاحب پٹواری دوبٹہ	۳
،، شیخ چاند صاحب سکندرآباد دکن	۱	،، محمد اسلام صاحب ماسٹر میک ۴۹	۲
،، حاجی عبدالرحیم صاحب پربھنی	۲	،، محمد اسماعیل صاحب ہیلسیر	۱
،، مولوی عبدالغفور صاحب بھوپال	۱	،، یعقوب علی خانصاحب سرسہ	۱
،، اسماعیل صاحب جہانسی	۱	،، علی محمد صاحب لارڈ شملہ	۱
،، حبیب احمد صاحب ذکریا بازار کراچی	۲	،، محمد عبدالکریم صاحب کشتگی	۲
،، فریق اللہ صاحب پٹواری چارسدہ	۴	،، مولوی شیخ غلام محمد صاحب گلبرگہ	۱
،، عبدالواحد صاحب سوداگر دہار	۱	،، ڈاکٹر جبار خاں صاحب پونہ	۱
،، مولوی محمد شریف صاحب تھوہا خالصہ	۱	،، حاجی ایم بدرالدین صاحب کلکتہ	۱
،، مشتاق حسین صاحب گڑھی	۱	،، ایم شریف خاں صاحب گورد	۳
،، حکیم محمد اسماعیل صاحب گیریدیہ	۴	،، برکت علی صاحب پٹواری سرگودھا	۲
،، بابو محمد حسین صاحب سلوکی	۱	،، بشیر احمد صاحب محرر چونگی گوبند	۴
میاں عصمت اللہ صاحب جالندھر	۱	،، بابو شیخ محمد صاحب مہد	۲
،، محمد عثمان صاحب بلوچ کراچی	۱	،، شیخ نورالدین صاحب راجکوٹ	۲
،، مقصود حسین صاحب پوسٹ آفس اناؤ	۱	،، سید محمد نواب صاحب گھاگھر یا بگہر	۳
،، محمد رضا خاں صاحب آفریدی	۲	،، محمد احسان صاحب ہیڈ کانسٹبل سیالہ	۳
،، محمد خواجہ صاحب ڈگور	۲	،، عزیز حسین مرتضیٰ حسین فرخ آباد	۴
،، بی بی صاحب کوسگی	۲	،، چودھری سید محمد احمد صاحب نینی	۳
،، خواجہ حکیم اللہ صاحب فیض آباد	۲	،، محمد جلال الدین صاحب اکتہ	۲
،، شگفتہ والد احمد حسین صاحب دہوری	۲	،، ایس اے شکور صاحب بسرامیتہ	۲
،، محمد فاروق صاحب نوگڈہ بازار	۳	،، سید برکت علی صاحب عمرکوٹ	۲

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب محمد نصیر الدین صاحب احمد آباد	۲	جناب این احمد خاں صاحب مہدپور	۲	جناب شیخ داؤد شیخ کریم صاحب وائیکوڈیگام	۲	جناب عبداللطیف صاحب اکلنی	۲
" میرو میاں جعفر میاں صاحب پٹلاد	۲	" بابو سعید احمد صاحب منڈو الہیا	۱	" خیر النسا بیگم صاحبہ حیدر آباد	۱	" مظہر الحق صاحب کولار	۳
" محمد شفیع صاحب اننت پور	۲	" عبدالکریم صاحب بلاسپور	۱	" محمد عظیم صاحب اسٹیشن ماسٹر گل امام	۲	" ایم نور الحسن صاحب گریڈیہہ	۲
" حافظ محمد شعیب صاحب احمد آباد	۹	" تاج محمد صاحب ستارا	۱	" عبدالحفیظ صاحب کی میو. اسسٹنٹ	۱	" حکیم حافظ احمد صاحب مہتمم مدرسہ لکھنؤ	۵
" غلام رزاق صاحب موہان کانپور	۲	" حافظ انتظام احمد صاحب بریلی	۱	" عبدالمنان صاحب کمار ضلع آرہ	۳	" محمد لطیف صاحب لاہور	۲
" مولا بخش صاحب گنگوہ	۱	" سید آل نبی صاحب مولاباغ آرہ	۲	" محمد حسین صاحب صدیقی رایز سنگیج	۲	" قاضی قمر احمد صاحب مراد آباد	۱
" حسین خاں صاحب صوبہ دار ابجے گڑھ	۲	" حفیظ الحسن صاحب بریلی	۲	" سید شمشیر علی صاحب حیدر آباد دکن	۱	" ظفر الدین صاحب راجن پور	۱
" شاہ محمد صاحب کرلا بمبئی	۱	" دین محمد صاحب راولپنڈی	۱	" ابوالویس صاحب لچھمی گنج	۱	" محمد وحید احمد صاحب بھرت پور	۱
" عبدالعزیز خاں صاحب رادگنج	۱	" کفایت حسین صاحب فدائی بلغ	۲	" رحیم اللہ صاحب سید و شریف	۱	" منشی رشید احمد صاحب کیہری	۲
" سید عبداللہ صاحب ملازم اورنگ آباد	۳	" قاضی بدرالدین صاحب اکولہ برار	۳	" عبدالکریم صاحب دل کشا لکھنو	۱	" بی ایس عبدالوہاب صاحب مدراس	۲
" قاضی نعیم اللہ صاحب اوباڑہ	۳	" وقار حسین صاحب جاود	۴	" حافظ امام الدین صاحب بڑود	۲	" حاجی عبدالرحیم صاحب پربھنی	۵
" مولوی جلیل احمد صاحب بہاولپور	۱	" سید محی الدین صاحب رانڈیہ	۲	" نیاز علی صاحب وکیل شیر پور	۱	" بابو محمد اسلم صاحب کلابہ	۲
" بابو کریم اللہ صاحب ڈونگر گڑھ	۳	" بابو مہتاب علی خاں صاحب سونپور	۳	" عبدالکریم صاحب منصف ناندیڑ	۱	" عبدالکریم صاحب کونڈا بلاسپور	۲
" عبدالغفار صاحب نیرا ذی	۱	" چودہری نقیر محمد صاحب پٹواری	۲	" حافظ عبدالمجید صاحب بڑاکر بردوان	۱	" ایم زیاحق صاحب گوالیار	۱
" عبدالرزاق صاحب شاتی دلوم	۱	" مولوی ریاست علی صاحب قدوائی	۲	" ایم اے سبحان صاحب مانڈلے	۲	" نیاز احمد صاحب ملاکنڈ	۱
" سید ابوالحسن صاحب بھوپال	۲	" محبوب شریف صاحب موہن پلی	۲	" محمد عظمت اللہ صاحب کانپور	۱	" خواجہ غلام نبی صاحب سوپور	۲
" اللہ بخش صاحب اٹک	۲	" قاضی محمد نذیر الدین صاحب شیرکے فورگڑھ	۱	" سید عباس احمد صاحب بمبئی	۱	" عبدالستار صاحب کلرک نہر بارہ بنکی	۱
" غلام جیلانی صاحب چنگانانی والہ	۱	" عبداللہ صاحب کے. آئی ایچ ملز بنگلور	۴	" بابو محمد شفیع صاحب دودھوچک	۱	" اقرار حسن صاحب بھوپال	۲
" بابو تجمل حسین صاحب شملہ پی ڈبلیو	۱	" ایم خادم علی صاحب مالک چوک جہانسی	۱	" مہدی حسن صاحب اجنی ناگپور	۱	" عبدالکریم صاحب جلال آباد	۱
" محمد صدیق صاحب احمد آباد	۲	" ایم کفایت اللہ صاحب تاپارا	۲	" حسن خاں صاحب پوسٹ متورا	۲	" محمد رضا صاحب افریدی نیانان	۱
" سید صاحب علی صاحب ہوشنگ آباد	۲	" مسٹر مہدی حسن صاحب برہان پور	۱	" شیخ محمد عیدو صاحب کڑا الہ آباد	۲	" محمد آفاق صاحب لبی	۲
" ہدایت اللہ صاحب بھنڈارہ	۲	" خادم علی صاحب جگت سنگھ پور	۲	" محمد عاشق صاحب برنالہ	۳	" خواجہ محمد جعفر صاحب بیجادر	۵
" اکرام حسین صاحب کانپور	۱	" قاضی غلام محمود صاحب بیگن پلی	۵	" محمد حامد حسین صاحب بھوپال	۲	" چودہری حیات محمد صاحب نہروآ	۱
" پیر محمد یار محمد صاحب احمد آباد	۴	" محمد یوسف خاں صاحب جیتول	۱	" فرزند علی خاں صاحب سراں بارہ بنکی	۳	" سید محب اللہ صاحب الہ آباد	۱
" کے. ایم اے بندے صاحب لاہور	۲	" ماسٹر عبدالعزیز صاحب رادگنج	۲	" چودہری عبدالغنی صاحب چک لوسٹ	۳	" مولوی سید ضیاء الحق صاحب وکیل	۱
" اللہ دسایا صاحب ٹیلر ملتان	۳	" حافظ محمد کلیم الدین صاحب کابینی نگان	۲	" رعایت اللہ صاحب ڈرائیور مغل سرائے	۱	" راجہ خاں صاحب ٹیلر بارہ بالا	۲
" محمد فاضل صاحب دواخانہ بشیر	۴	" محمد حنیف صاحب پٹواری حلقہ دیول	۲	" محمد معین الدین صاحب جاورہ	۲	" سید قاسم حسین صاحب انسپکٹر سیتاپور	۱
" ایس ایم قطب الدین صاحب ایس آئی	۲	" محمد شفیع صاحب گننگل	۱	" عبدالشکور صاحب شدنی پور	۲	" محمد ناظر حسین صاحب ٹیچر اکیاب	۱
" منشی نور محمد صاحب کیکری	۲	" عبدالقیوم صاحب بھوپال	۱	" مولوی عبدالعزیز صاحب کرنال	۲	" مولوی الٰہی بخش صاحب راولپنڈی	۱
" عبدالستار صاحب ہونگیر	۲	" شفاعت حسین صاحب جہاں آباد	۱	" جعفر علی صاحب جے پور	۳	" قاضی حسین قاضی یوسف ناگدیوی	۲
" حافظ عبدالکریم صاحب وانباڑی	۲	" محمد اسحاق صاحب کوتوالی بھوپال	۱	" نظام الدین صاحب جودہ پور	۳	" مولوی نبی بخش صاحب پرتاب گڑھ	۲
" شیخ نور الہدیٰ صاحب گیا	۲	" احمد علی صاحب کٹ ماسٹر ٹانڈور	۱	" صادق حسین صاحب بھنڈ	۲	" مولوی سید احمد صاحب جگدل پور	۵
" عبدالعزیز صاحب ڈیرہ نواب	۳	" سید محمد صدرالدین صاحب سیم پور	۱	" ملا عبدالغفور صاحب گندھوانی	۳	" عبدالکریم صاحب سیکریالی	۲
" ایم عظمت اللہ صاحب کانپور	۱	" سید فدا علی صاحب تہانہ اداس	۳	" ڈاکٹر رحیم داد خاں صاحب چھندواڑہ	۴	" فتح محمد غلام رسول صاحب کھور	۱
" محمد اسحاق علی صاحب بونڈی	۳	" امام الدین بن سلیمان صاحب وائیکوڈیگا	۴	" فضل الٰہی صاحب لوند خورد	۱	" حسین بن سالم صاحب سمت نگر	۱
" وحید اللہ صاحب گوہد	۱	" محمد اشرف علی صاحب الوحید پریس کراچی	۸	" محمد الدین صاحب رام دیوالی	۵	" مولوی جمال احمد صاحب پرنیڈ	۵
" بابو محمد حسین صاحب سلوکی	۱	" منشی فضل دین صاحب ہیڈ لارنگال گڑھی	۲	" اے ایس پیرانی سولین	۲	" اشرف علی صاحب سائکل ڈیلر گریڈیہہ	۵
" دین محمد صاحب بہیر سید سلطان پور	۲	" ایس ایم نظام الدین صاحب ارجانگ	۳	" منشی امام صاحب نبا محمد منگانور	۳	باقی ۲۹ جنوری تک نام آئے ہیں۔	

نماز کے پورے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

رکن دین

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جسکا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اسی کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب ہی منگائیے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی ۱۰/ محصول ڈاک ۶/ کل ایک روپیہ۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لئے مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اسکے بعد گیارہ حصے ہیں
حصہ اول الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقاید کا بیان
حصہ دوم۔ وضو طہارت حیض نفاس کے احکام نماز کے مسائل
حصہ سوم روزہ زکوٰۃ حج۔ قربانی حج منت وغیرہ کے مسائل
حصہ چہارم طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے احکام
حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید
حصہ ششم اصلاح باطن تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت
حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ
حصہ ہشتم نیک بیویوں کی حکایتیں سیرت اخلاق نبوی
حصہ نہم ضروری اور مفید علاج معالجے اور نسخے بچوں اور عورتوں کے
حصہ دہم دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ
حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ گیارہواں حصہ خاص مردوں کے لئے ہے مسائل اور معالجات اور نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵/ ہے اور گیارہویں حصے کی ۱۲/ لیکن مکمل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی کامل ۱۱ حصے صرف عہ/ محصول ۱۲/ کل عہ/۱۲

قرآنی دعائیں

آپکی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپکو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپکو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ ابتک آپکی دعائیں بے اثر ہیں۔ لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونیکے طریقے معلوم کیجئے اور خدا و رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائیں گے اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہو جائینگے غرض آپکی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں جنہیں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے۔ لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ قیمت ۸/ محصول ۵/ کل ۱۳/

زیارت رسول صلعم

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی جو شیدا نہ ہوگا۔ پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہونگے۔ خوشا نصیب وہ ہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول صلعم کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب لازمی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی یہ کتاب شایع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں۔ اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی مصنف ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہوگئی اب کوئی بھی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی قیمت ۸/ محصول ۵/ کل ۱۳/

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

صحیفۂ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے، جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت ظلموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج کیا۔ یہ تو نقد فائدے ہیں اب قرض کے فائدے سن لیجئے، اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے الٰہی کا مستحق ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہوتا ہے سورۃ آیۃ الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے قیمت ۸/ محصول ۶/ (۱۴/)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ کوئی دل کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو یا بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کریں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں، احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا آقا اور افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کیلئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کیلئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا اعمال و اوراد کا ہے جس میں بیسیوں مجرب اعمال و وظائف ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام رہا ہو قیمت ۸/ محصول ۵/ کل (۱۳/)

حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ اسپین

ملک کے سب سے بڑے تاریخ نویس مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کی کتاب ہے، جس میں اموی سلطنت کے سپہ سالار عبدالرحمن کا اسپین میں حکومت قائم کرنا، اسلامی شان و عظمت کا مظاہرہ انصاف کی حکومت تعمیرات کا بہترین شکوہ اسی حکومت میں دنیا نے دیکھا آج بھی غرناطہ کے در و دیوار اسلام کی اولوالعزمی کے شاہد ہیں۔

یہ تاریخ بتلائیگی کہ مسلمانوں کے آپس کے افتراق نے کیونکر اتنی مستحکم و پرشکوہ سلطنت کو خاک میں ملادیا۔ اور گو اسپین میں اب ایک بھی پرعظمت مسلمان نہیں ہے لیکن ان کی داستان پارینہ مسلمانان ہند کے لئے صحیح معنوں میں درس عبرت ہیں۔

ہندوستان کے مسلمان اس کتاب کو پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح آپس کے افتراق نے ان کو اسپین کے مسلمانوں کی سی نظرت پیدا کردی ہے اور اس خانہ جنگی نے مسلمانان ہند کی حالت کو اسپین کی حالت سے کہاں تک مطابق کردیا ہے اور وہ عمل کریں قیمت عہ رعایتی ۱۲ر محصول ۴ر (عہ) حمیدیہ پریس دہلی

شاہان مغلیہ کی بیویاں

شاہان ہند کی خواتین جہاں حسن صورت کی مہر درخشاں تھیں وہاں اپنے نسب شجاعت اور اولوالعزمی کے لحاظ سے بھی اپنی آپ نظیر تھیں یہ وہ عورتیں ہیں جنکا جواب اب تک مادر گیتی پیدا نہ کرسکی اور جنہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا میں تہلکہ ڈالدیا۔ اس میں آسمان حسن کی چاند بھی ہیں اور میدان شجاعت کی جان بھی شاعرہ بھی ہیں اور مغنیہ بھی ہندو دیویاں بھی ہیں اور بیگمات بھی جنکے نام یہ ہیں:

حمیدہ بانو، فخرالنسا، عظمت النسا، آرام دل، آسابش بانو، آغا بیگی، رزم بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہاں آرا، رانی پاربتی، رانی تارا دیوی، رانی تلسی بائی، ارہم بائی، اکبرآبادی بیگم، اورنگ محل، آتی بیگم، بخت النسا، ہما بانو، بائی اور دے پوری بائی بھگوت دیئی، لچھمی دیوی، سلطان بائی بائی لاڈ ملک رضیہ سلطانہ بدرالنسا، جاناں بیگم جانی بیگم، جودھا بائی، حمیدہ بانو، حاجی بیگم، خانہ زاد بیگم۔ شہزادہ خانم، دلپذیر بانو، درس بانو، روشن آرا، روپ متی، رحمت بانو، رضیہ غرض کہ سو سے زائد بیگمات کے حالات ہیں قیمت عہ رعایتی قیمت مجلد ۱۲ر محصول کل (عہ)

نادر خواتین

جنہوں نے اپنے حسن عالمتاب سے بادشاہوں کی سلطنت تہ و بالا کردی جنہوں نے بہادر و شجیع جوانوں کی تلواریں کند کرڈالیں جنہوں نے ملک التجار دارفتہ حسن جوانوں کے جہانکے جہاز اپنی چاندسی صورت پر قربان کردیئے یہ وہ خواتین ہیں جو اپنے اپنے وقت کی ملکہ حسن بھی تھیں اور جری و شجاع بھی رقاصہ بھی تھیں اور مغنیہ بھی ان سب کے قلمی اور عکسی فوٹو اس کتاب میں ایسے نظر آتے ہیں کہ بال بال اور رواں رواں ذہن نظر آتا ہے کیونکہ حضرت شرر لکھنوی کے لکھے ہوئے فسانہائے حسن ہیں اور جس لذت خیز پیرایہ میں شرر صاحب نے ان کو لکھا ہے وہ ایسا دل آویز ہے کہ نوجوان تو ہونٹ چاٹنے لگیں اور ادھیڑوں کے باچھیں کھل جائیں اور بڈھے جھنجھری لیکر ہائے جوانی پکاراٹھیں۔ لطف یہ ہے کہ ان میں سے کوئی خاتون فرضی نہیں ہے اور کسی کے حالات فرضی نہیں بلکہ سب تاریخی حیثیت رکھتی ہیں ضخامت ۲۵۰ صفحات قیمت عہ رعایتی صرف ۱۲ر محصول ۶ر (عہ)

تمام کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی تاریخ نگاری میں مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے اور تحریر میں دلنشینی کو جو آپکو نصیب ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو۔ اس کتاب میں ذیل کے نامورں کے حالات ہیں۔

محمود و ایاز، سلطان محمود غزنوی، اور غلام ایاز کے حالات

علی بیگ مصر کا ایک نامور حاکم جس نے عجیب طرح مصر فتح کیا۔

عوج بن عنق:۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کا ایک عجیب آدمی۔

قوم جیلڈیا۔ نمرود اور حضرت ابراہیم کا تاریخی قصہ۔

ہرقل۔ روم کا شہنشاہ جو حضرت رسول کریم کے زمانہ میں تھا۔

ابوالکنا ہیہ:۔ ہارون رشید کے دربار کا ایک مشہور شاعر

ابن حنبر:۔ ایک جادو بیان مقرر جس نے حکومت کا تختہ الٹ دیا

حسان بن ثابت:۔ دربار نبوی کا شاعر جو کفار کی ہجو بھی کہتا تھا

افلاطون:۔ یونان کا سب سے بڑا فلاسفر اور سیاضی کا استاد

سکندر اعظم:۔ یونان کا سب سے بڑا سپہ سالار اور لڑائیوں کے حالات

ابن سعود سلطان سلجوقیوں کا مورث اعلیٰ مع حالات سلطنت

امیر علی شیر حیناں:۔ شاہ بابر کا نامور وزیر۔ اصلی قیمت مجلد (عہ) رعایتی ۱۲ر محصول ۶ر (عہ) حمیدیہ پریس دہلی

مقالات شرر

یعنی مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کے مضامین کا مجموعہ اسکا دوسرا نام جذبات شرر بھی ہے یہ مجموعہ نیچرل مضامین نہیں بلکہ انشایانہ معجزات و معجز نگاری کی کرامتیں ہیں جنہیں انشاء پردازی کا شوق اور اردو زبان کا باکمال نمونہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو ضرور دیکھیں اور ضرور دیکھیں انہی مضامین کی بدولت ہندوستان میں بیسیوں جادو نگار بن گئے مولانا شرر کے شرارے ہندوستان میں روشنی لے آئے ہیں لانا سے پہلے ہندوستان میں نیچرل مضامین لکھنے والا کوئی نہ تھا مولانا کی شہرت اور زور قلم بھی نیچرل مضامین ہیں ہم نے ۲۵ سال کے مضامین جمع کرکے شائع کئے ہیں مولانا نے ہر خیال کو نیا لباس پہنایا ہے اور ایک نیا نتیجہ اخذ کیا ہے اس مجموعہ میں تقریباً ۵۰ مضامین ہیں چند عنوان یہ ہیں دنیا کی عمر دو روزہ، آدھی رات، آنیوالی گھڑی، خود پسندی، خاموش آسمان، دیہات کی شام، سرمایہ حسن، لالہ خود رو، زمانہ بیکسی، شادی و غم، عالم خیال وغیرہ قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲ر محصول ۶ر (عہ)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

فلورا فلورنڈا

علامہ شرر لکھنوی کا لکھا ہوا تاریخی ناول جو دس بار چھپ چکا ہے، رہبانیت کے جامہ میں حسن کے ڈاکوؤں کا نظارہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو پڑھیئے گرجاؤں کے پوشیدہ راز کو معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو پڑھیئے عالم تنہائی میں پادریوں کے سامنے عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کے خفیہ گناہوں کے اعتراف و معافی کے دلچسپ مناظر دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے مسلمانوں کی مذہبی رواداری اور غیر اقوام کے ساتھ حسن سلوک کے حالات دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے سلطان محمد خان فاتح قسطنطنیہ کے عہد کی لڑائیاں دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب پڑھیئے۔

حسن عالم آشوب کی سحر کاریاں اس کتاب میں ہیں حسن و عشق کے راز و نیاز اسمیں ہیں۔ حسن کے ڈاکوؤں کے عیب اخلاق سوز عصمت دریوں کے حالات اس کتاب میں ہیں۔ غرضکہ عبرت ہے نصیحت ہے دلچسپی ہے گدگداہٹ ہے سب کچھ اس کتاب میں ہے قیمت ع رعایتی صرف ۱۴ر محصول ۵ر کل (عہ) ۲۲۵ صفحات

ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی رُوح مقدسہ کا کیا ہوگا حب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سروپا برہنہ۔ بے یارومددگار جانوروں کی طرح گھسیٹے جارہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑہنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک شہید کربلا منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا نرگس رحمن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا، اہلبیت پر مظالم یہ کتاب سب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے جگہ بہ جگہ میر انیس کے مرثیے بھی لے گئے ہیں اور آخر میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر المناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے دور حاضرہ کی سب سے موثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ کہ ایک ادنی سا واقعہ بھی غیر مستند نہیں قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

محبوبہ کربلا

ریگستان عرب میں بیگناہوں کا خون کس طرح بہایا گیا کس طرح بچوں کو ذبح کیا گیا اور کیونکر عورتوں کو عالم بیکسی میں تڑپایا گیا یہ دل تڑپا دینے والی سرگذشت اگر پڑھنی ہو تو ظلم یزید یا محبوبہ کربلا پڑھیے اسمیں ظلم یزید نے جس بیدردی سے آل رسول کا خون بہایا ہے اس کی داستان بھی ہے اور مظلوموں کی دُکھ بھری داستان کیسا تھ یزید کے عشرت کے حالات بھی درج ہیں جو لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں سب کی دلچسپیاں اس بات سے بہت بڑھ گئی ہیں کہ تاریخی واقعات کیساتھ ساتھ حسن و عشق کی داستان بھی ہے الغرض یہ کتاب اسلام کی خونی تاریخ بھی ہے اور حسن و عشق کی داستان بھی اور طرح طرح کی دلچسپیوں کا قابلقدر مجموعہ مصر کے مشہور مصنف جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال کی مشہور کتاب کا ترجمہ ہے جس کی قیمت ہے ہے لیکن ترجمہ کی رعایتی قیمت صرف ہے ضخامت ..۲ صفحات کاغذ عمدہ یہی وہ کتاب ہے جس کے دو ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ اسکی قیمت بھی عہ ہی محصول ۶ر کل [illegible] حمیدیہ پریس دہلی

حضرت علی کی شہادت

کہاں ہوئی اور کیونکر ہوئی اس کا جواب جرجی زیدان کی مشہور کتاب ۔ ارمغان میں ملیگا جس میں بتایا گیا ہے کہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کے قتل کی سازش میں کون کون شریک تھے خارجی کون لوگ ہیں اور انہوں نے کیا کیا فتنہ و فساد برپا کئے عبداللہ اموی شیر خدا کے کیوں خلاف تھے اور پھر کس طرح راستی پر آئے اور قطام ایک خارجی عورت جو حضرت علی کے خون کی پیاسی تھی اس پر عاشق ہوکر بدکاران شیر خدا کے قتل کی جستجو میں فسطاط کے افسوسناک واقعات خولہ بنت شخہ سے عشق و محبت کی داستان غلام کی وفاداری معاویہ اور عمرو بن عاص کا قتل سے بچ جانا حضرت علی کی شہادت کے دردناک واقعات ابن ملجم وغیرہ کا عبرتناک انجام قطام کے فسادات اور اس کا قتل تاریخی اور علمی تحقیقات سوز و ساز ہجر و وصل کے حیرت انگیز کارنامے فسانہ کی صورت میں ایک مبسوط تاریخ ہے۔ ہر مسلمان کو واقف ہونا چاہیئے ضخامت ..۴ صفحات دو حصے ہر دو حصہ عہ محصول ۸ر کل [illegible] حمیدیہ پریس دہلی

انجام یزید پلید

کربلا کے خونین واقعات پڑہنے کے بعد فطرتاً ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ ایسے ظالم و جابر بادشاہ اور اس کے ایسے خونی کارپردازوں کی بوٹیاں چیل کوے کھائیں اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

منصف حقیقی کا عدل ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائے بغیر نہ رہا۔ اور آل نبی کے دلگداز ابتلا آخر رنگ لائے اور قاتلان حسین کا جو عبرتناک انجام ہوا اس نے بتلا دیا ہے کہ دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔

ان ملعونین روزگار کے حالات کہیں کہیں تاریخ میں ملتے ہیں اور چونکہ کتوں کی موت کی طرح انکو کوئی اہمیت نہیں دیگئی اس لئے وہ کتاب کی صورت میں نہیں آئیں۔

انجام یزید کتاب کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوگا کہ وصال حسین کے بعد اس ظالم کی نسل غارت ہوگئی اور ایسا برنجیدہ ریختہ کر مرا ہے کہ الحفیظ الامان۔ اس موضوع پر شاید یہ سب سے پہلی کتاب ہے قیمت ۶ر محصول ۵ر کل ۱۱ر

ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

ہندوستان کا شہید اکبر

کون ہے وہ جس نے اپنی صحت کو قوم پر قربان کیا، اور قوم کی خاطر غریب الوطن ہوکر واصل بحق ہوا، یہ وہ عظیم الشان ہستی ہے جس کو دنیا رئیس الاحرار محمد علی کہتی تھی اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپکی قوم کو محمد علی کی ضرورت تھی اور ضرورت ہے اور رہیگی تو محمد علی کے عزم محمد علی کے جوش اور محمد علی کی خدمات ملی کی اتباع کیجئے آپ میں سے ہر شخص کو

محمد علی کو زندہ کرلینا ممکن ہے

بشرطیکہ وہ للہیت کے ساتھ محمد علی کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہو انکا راستہ اور نصب العین کیا تھا یہ آپکو کتاب:-

حیات جوہر

بتلائے گی اسمیں مولانا کے ہموطن مولانا عشرت رسولی نے آپکی ابتدائے زندگی سے لیکر وفات تک کے حالات شائع کئے ہیں ان میں نمایاں طور پر مولانا کی تعلیمات اور ان کے سیاسی مسلک کی تصریحات ہیں اگر آپ کو اپنے اس شہید ملت سے محبت ہے تو اسکی لائف سے بھی محبت ہونی چاہیئے۔ ضخامت ۲۶۴ صفحات متعدد فوٹو مع خاکہ قیمت ۱۱ر محصول ۶ر کل عہ حمیدیہ پریس دہلی

ساوتری

سعید روحیں خواہ کسی چولہ میں ہوں بالآخر اپنی سعادت سے دنیا کو حیرت میں ڈالتی ہیں اور اسلام کے سادہ اصول اور حقانیت بالآخر زنگ آلود قلوب کو منور کرہی دیتی ہے بشرطیکہ کوئی اس کا خواہشمند بھی ہو۔

ساوتری ایک ہندو خاندان کی چشم و چراغ مطالعہ اور کوشش حق کے بعد آخر صراط مستقیم تک پہنچ ہی گئی، روپیہ کے لالچ سے نہیں عزت کی خاطر نہیں صرف اپنے شکوک اور ابہام کے رفع کرنے کیلئے اس نے ہر دور کی خاک چھانی ہر الہامی کتاب کا مطالعہ کیا لیکن ہدایت کا سرچشمہ اس کو وہاں ہی ملا جہاں آجتک دنیا ٹھوکریں کھاکر بالآخر آتی ہے۔ یہ تبلیغی فسانہ ہی نہیں ہے بلکہ واقعات سے لبریز تاریخی مقالہ ہے، اسلام کے تفوق کی داستان ہے ادیانہ باطلہ کیلئے ملک الموت ہے اپنے ہندو بھائیوں کو مفت دیجئے قیمت ۸ر محصول ۵ر (۱۳ر) مفت تقسیم کرنے کیلئے دس جلد ستے محصول ۱۲ر

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

عملیاتِ باقی

بگڑی ہوئی قسمت بن گئی۔ دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے تھے کوئی مونس دیا ور نظر نہ آتا تھا، کام بن بن کر بگڑ جاتے تھے لیکن جب خادمانِ خدا کا توسل ڈھونڈا تو بگڑی ہوئی بن گئی، خدانخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں، فکر معاش میں سرگرداں ہیں دشمنوں کی یورش ہے کوئی پیارا عزیز بیمار ہے، تو **عملیاتِ باقی** منگائیے اسمیں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر و مرشد حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مجرب اعمال درج ہیں جنکی مدد سے آپ کی مراد دلی پوری ہوگی، یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کتنی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ کیگئی ہے اور بعض تو بہ مشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائی ہیں اسمیں وہ وہ اعمال و اوراد نہانی عوام پر ظاہر کئے ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس بطور حرز جاں رہتے یہ کتاب اپنی ظاہری خوبی اور طباعت کی عمدگی کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳ ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہان گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہوجائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہوجائیں انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہوجائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیاوی نجات کا آخری زینہ ہے یہیں وہ شاہراہ ملتی ہے جسمیں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں، فقراء کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں انہیں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپنے ایک عالم کا جگر بناکر یہ خزانہ مہیا کیا ہے یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم کو ملا اس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا صلحا کا آزمودہ اور مجرب ہے، اس کتاب کے اثر اور مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام ہوا ایک ورق بھی حشو نہیں ہر ایک حرف جس کے لئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ ہو دورِ حاضرہ میں اس سے مستند مجرب اور دل آویز ایک کتاب بھی نہیں ہے قیمت ۱۰ محصول ۶ کل ۱ عہ حمیدیہ پریس دہلی

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جبتک بیرونی موذی اسباب دفع نہ کیا جائے اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ کوئی بیماری ہے آپ بیوی کو چاہتے ہیں تعویذ کردہ ہزار بار اگر قربت ہر تعویذ بیکار رہیگا، ان لوگوں کیلئے جو فقط پیروں کے عمل پر کر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہوجاتے تھے اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کیگئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کی تیار کردہ ہیں اگر آپ ایک کی ہدایتوں سے کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے تو انشاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا۔ ان کا نام دوائیں اور دعائیں اور دافع الامراض ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک کی بیماریوں کے نسخے اور تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور یقین سے دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو دواسے آرام نہ ہوگا دعا سے ہوگا دعا سے نہ ہوگا نقوش سے ہوگا قیمت کل ۱۰ محصول ۵ (۱۵)

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جنکو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا ہے بلکہ بہت لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی ان کو اپنے مریدین کیلئے مخصوص فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں اعمال **سورہ فاتحہ** یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ یونی حقی شاذلی کے مجربہ ہیں مع زکوٰۃ موکل

اعمال **آیۃ الکرسی** مع اسناد و خواص اعمال آیۃ الکرسی کے صدہا مجرب اعمال اسمیں درج ہیں مع موکل زکوٰۃ ۴ر

اعمال **سورہ مزمل** مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ جسمیں سورہ مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں قیمت ۶ر

اعمال **سورہ یاسین** مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ فقراء کے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے بہت مجرب ہے قیمت ۵ر

اعمال **سورہ اخلاص** با موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ و خواص از حضرت عبدالقادر جیلانی ہر عمل مجرب جسکا خاص عمل ہے ۴ر

اعمال سورہ **والشمس** با موکل و طریقہ زکوٰۃ حب و بغض کے صدہا جلالی جمالی نقوش اوراد و وظائف مجرب قیمت ۶ر

ہر کتاب پر علیحدہ علیحدہ محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے اور سب صرف ۸ ہر کتاب۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مجلد دعہ جاتی ۱۲ محصول ۲ر (عہ) حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جسکا حل معلوم کرنے کے لئے ہر انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہے اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے :۔ فلسفہ روح انسانی، روح کا دخول، عہد میثاق، روح حیوانی، روح انسانی، تناسخ، آواگون، حقیقت موت، عبادت، سکرات موت، تلقین جسم سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات، دیگر رسولوں کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں، علیین، ابرار و مقربین، برا خاتمہ، بری روحیں، سجین کفار کی ارواح، سوال و جواب، منکر نکیر، عالم برزخ، عذاب و ثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ و درود، تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان، زیارت قبور، تعزیت، تسلی، کھانا کھلانا، نجات یا خروج مردوں کو کیا کیا چیز پہونچتی ہے، دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام و اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوزخ سے نجات

پانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آیندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے، توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے نام ہی سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں توبہ کے معنی از روئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب سرورِ عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے۔ تائب اور صابر مقبولیت توبہ حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں گناہوں کی لعنت۔ گناہ کا خیال معافی کے ذرائع، صغیرہ گناہ بھی کبیرہ گناہ بن جاتا ہے گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں مولا کی بندہ نوازی، پرہیز استغفار عبادت دلی۔ امید و بیم عبد و معبود میں راز و نیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی فوری مواخذہ سے بے فکری، گناہوں سے نقصانات نسخہ دافع مرض گناہ۔ اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں قیمت ۱۰ محصول ۶ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عورت

پھولوں کی سیج پر حُسن کی عنائیاں

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب **عورت** پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ وامریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل نوٹ ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم، عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپکو عورت میں نہ مل سکے، یہ کتاب حقیقتًا عورتوں کی انسائیکلو پیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھکر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو نمبر بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی سو کے قریب ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہت عمدہ ضخامت ۰۰ صفحات قیمت دو روپے محصول ۷ کل (عار) حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پرکیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں کو نہایت وضاحت ومتانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو اپنی شادی سے پیشتر آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھہ کر یہ کتاب عمدہ مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کیلئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی ومعلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیا فوٹو بلاک کی تصویریں رنگین ہیں لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۶۴ صفحات قیمت عہ محصول ۶ (عہ)

طلوع شباب

پیکر حُسن کا جب شباب طلوع ہوتا ہے، وہ کیفیات ازلی کس درجہ ستم آفریں ہوتی ہیں کہ مردان کے خیال ہی سے محو لذت ہو جاتا ہے اور جب کبھی یہ شباب بھرا جوڑا کبھی یکجا ہو جاتا ہے تو فطرت کی رنگینیاں دماغ و دل میں وہ وہ پربہار گلکاریاں کرتی ہے کہ عمر آئندہ ان لذتوں کو یاد کرتی ہے اور روتی ہے۔

یہاں اس کی ضرورت ہے کہ سیاح چمنستان بہار آئین تفریح سے واقف ہو اور اس بہارستان کے پتہ پتہ سے واقف ہو، یہ کیفیت شادی سے قبل یا بعد ہوتی ہے طلوع شباب ستان شباب روداد کیف ہے طلوع شباب مواصلت کا آئین ہے، طلوع شباب گلچینی باغ نسائیت کی کلید ہے طلوع شباب فطرت کی اس مجسمہ رعنائی کی کنہ ہے طلوع شباب استانی ہے مشاط ہے دلالہ ہے طبیب دایہ ہے، اور آخر بچوں کی آیا بھی ہے غرضکہ طلوع شباب میں سب کچھ ہے جو ایسی کتاب میں ہونا چاہیئے قیمت (عہ) رعایتی ۱۰ محصول ۶ (عہ) حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بو علی سینا باتصویر یہ کتاب

جس میں شیخ الرئیس بو علی سینا کے وہ زود اثر اور ٹوٹکے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش وجستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں) اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے ثانی سے لطف ومسرت زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپکے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے۔ زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔

اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی رنگین ہیں ضخامت ۳۰۰ صفحات ہیں۔

قیمت عہ محصول ۷ کل (عار)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپکو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھہ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حُسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت سے مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں، لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کیلئے تاجداران بنگال اودھ اور رامپور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول صدری مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریبًا پونے دو سو صفحات ۸ نہایت بہترین بلاک کی تصویریں اور قیمت صرف (عہ) محصول ڈاک ۶ (عہ)

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

انگریزی کوک شاستر

یعنی نقد دم لطف اٹھائیے اور مآل لطف یعنی بچوں کے جھنجٹ سے رستگاری پائیے اسی لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب آفرینیاں اسوقت حاصل ہو سکتی ہیں جبکہ تم اس کے حُسن وجمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے انکی پرورش جان رنج ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو جاتا ہے **برتھ کنٹرول** ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جسکو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تمکو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا پرشباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھکر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی جب چاہوگے اولاد ہوگی اور جب چاہوگے اولاد نہ ہوگی پھر لطف یہ کہ اس کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش بیٹا یا بیٹی پیدا کر سکتے ہو برتھ کنٹرول یورپ وامریکہ کی بہترین کتابوں کا جوہر ہے قیمت عہ محصول ۶ کل (عہ) ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

محافظ الصبیان

بچوں کی حفاظت، بچوں کی تندرستی اور صحت کے لئے ہرماں باپ ہروقت جویاں رہتا ہے لیکن اپنی نااہلی اور عدم واقفیت کیوجہ سے بچوں کی بیماریوں کا اکثر خود موجب ہوجاتا ہے۔ جب ہر شخص کی یہ دلی تمنا ہے کہ اس کا بچہ تندرست رہے اور مضبوط بنے تو پھر ہر گھر میں یہ کتاب

محافظ الصبیان بھی ضرور ہونی چاہیئے یہ

کتاب انشاء اللہ ایسا موقعہ ہی نہ آنے دیگی کہ آپ کا پیارا بچہ کسی موذی یا شدید مرض میں مبتلا ہو اس لئے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بچے کی ابتدائے حیات سے جوانی تک کے ہونیوالے امراض کی تشریح، اسباب علل اور حفظ ماتقدم کا پروگرام ہے اور ایسی آسان اور سہل شناختیں بتلائی ہیں کہ ہر شخص اس کے ذریعہ سے اپنے بچے کی حفاظت کرسکتا ہے ہر چھوٹے بڑے مرض کا دیسی یونانی انگریزی علاج ہے اور ساتھ ہی بہت ہی آسان آسان ٹٹکے بھی ہیں اکثر تو کوڑیوں کے نسخے ہیں قیمت عہ رعایتی ۸ محصول ۷ (۱۵) حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

صحت النساء

عورتیں جہاں اپنے شباب میں مردوں کے لئے لذت کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان حظائظ کے لئے ہروقت آلہ کار بنی رہتی ہیں اس کا کچھ نہ کچھ صلہ مردوں سے ملنا تو چاہیئے لیکن مرد کی خود غرضیاں سوائے اپنے لطف کے دوسری طرف نگاہ ہی نہیں کرتیں اور ابتدائی افراط و تفریط کے سلسلہ میں غریب عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہوجاتی ہیں کہ بالآخر انہیں موت سے دوچار ہونا پڑتا ہے نیز جب چار بچے ہوجاتے ہیں تو پھر مردوں کیطرف سے جو لاپرواہی ہوتی ہے اس سے ایک دنیا واقف ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی عورتیں موذی امراض کا شکار نہ ہوں تو آپ کتاب

صحت النساء کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیے یہ عورتوں کے ہر چھوٹے بڑے مرض کے لئے طبیب اعظم ہے آپ خواہ کسی مقام پر ہوں اپنی بیویوں کو آنیوالے خطرات سے ہروقت محفوظ رکھ سکتے ہیں اس میں ہر مرض کی انگریزی یونانی دیسی دوائیاں ہیں اور ہر مرض کے حفظ ماتقدم کی بسیط ہدایات ہیں ۲۰۰ صفحہ قیمت عہ رعایتی ۸ محصول ۷ (۱۵)

محبت کے خطوط

دل میں خدا جانے کیا کیا تھا، جذبات امنڈ رہے تھے، کیفیات قلبی آنکھوں کے ذریعہ رواں تھے، دلدادہ سے در لیکن مدعائے دلی کا اظہار ضرور قلم نے جذبات کی مدد نہ کی لکھا مگر نہ لکھا گیا اور دل کا مطلب ادا نہ ہوا، ایسے وقت میں جتنی بھی حسرت ہو درست ہو ایسے وقت میں کتاب

محبت کے خطوط ہوتی تو دل کا ہر لفظ ایک تیر ہوتا جو ناوک قلب دلربا کا نشانہ بن جاتا۔

یہ وہ کتاب ہے جو جذبات کے ذریعہ الفاظ کو پیدا نہیں کرتی بلکہ الفاظ کے ذریعہ جذبات پیدا کرتی ہے ایک ایک خط حب کا عمل تسخیر کا نقش ہے من موہنی ہر نامن صنعت نے اس انداز سے ان کو رقم کیا ہے کہ ہر خط آپ بیتی معلوم ہوتا ہے۔ اثر پذیری کی ضمانت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ ایک خاتون کی نازک انگلیوں سے لطیف جذبات صفحہ قرطاس سے امنڈ رہے ہیں۔

قیمت رعایتی صرف ۸ محصول ۵ (۱۳)

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر حقانی اردو

آٹھ جلدوں میں کامل

از شمس المحدثین والعلماء حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی، یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث چالیس روپے اور پچاس روپے تک ہدیہ ہوگئی، اب نیا اڈیشن چھپ کر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہوجاتے ہیں باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت عا/ اور باقی سات کی فیجلد چار روپیہ ہے گویا اس طرح کامل تیس روپیے کی ہوئی محصول ڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنیوالوں کیلئے پانچ روپے کی کفایت ہے یعنی پچیس روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانیوالے ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھ لیں تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہوجائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں نزول القرآن، قرآن کی تاریخی حکمتیں، وحی کی قسمیں (۴) نسخ آیات (۵) منسوخات قرآنی (۶) جمع و ترتیب قرآن (۷) سورۃ اور آیات کی ترتیب (۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت (۹) رسم الخط قرآن (۱۰) علامات قرآنی (۱۱) اوقات قرآن (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں (۱۳) اختلاف قرات (۱۴) قرا کا بیان (۱۵) امرات قرات کی تحقیق (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) قرآن مجید کے فضائل (۱۸) سورتوں کے فضائل (۱۹) فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ (۲۰) آداب تلاوت (۲۱) قرآن پاک کے آداب و مسائل ضروریہ یہ وہ کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ۱۴۰ صفحہ کی ضخامت قیمت ۸ محصول ۵ (۱۳)

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جناب انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر، خدا پر بھروسہ زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیا، اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار و معارف، وحدت و محبت کی تعلیم آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار، اسلام کا مقصد و دین تمناؤں کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھیئے قیمت ۱۰ محصول ۵ کل (۱۵) ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

رجوع الشیخ الی صباہ فی القوۃ علی الباہ از حکیم احمد بن سلیمان معروف بابن کمال پاشا

چونکہ تمام خواہشات کا مرکز باہ ہے اور تمام دنیا کے موجودہ اور گزشتہ متمول انسان ہمیشہ عورتوں سے مانوس اور ان کی معاشرت اور صحبت کے دلدادہ رہے ہیں اس لئے اس کتاب کو تصنیف کرنے کا منشا یہی تھا کہ اسے عیاش طبع نوجوانوں کی توجہ بازاری حسن کے جانستاں نظاروں سے ہٹا کر خدا کی سب سے بڑی نعمت بیوی کی طرف منعطف کر دی جائے اور وہ اصلیت کی وہ لذتیں جو انسان ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے بازاری تفریح گاہوں میں حاصل کرتا تھا چند آسان نسخوں چند اور چند سہل نکلوں کے ذریعہ اپنے گھر میں ہی سب کچھ حاصل کرے اور گزشتہ کام لوگ اپنے گھروں میں ہی اس طرح سیراب ہو سکیں نیز یہ صورت جب ہی ممکن تھی جب ان کی توجہات کے مرکز کو تبدیل کرنے کے معقول وجوہ اور دلائل بھی بیان کئے ہیں اس کتاب نے بازاری گٹھ وہ سازیوں اور مکر دیوں کی خوب قلعی کھول دی ہے اور دنیا کے ہر حصہ میں جہاں جہاں اس حسن فروش طبقہ نے اپنے دام بچھائے ہیں ان سب کے تار بکھیر دئے ہیں۔

اس کتاب کے دو حصے ہیں اور دونوں ساتھ ہی ایک جلد میں ہیں پہلا حصہ مردوں کے متعلق ہے اور دوسرا حصہ عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے اس میں وہ تمام امور مندرج ہیں جن سے عورت ایک عورت میں ایک عجیب جاذبیت اور حیرت خیز دلکشی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ حکایات ہیں جن سے عورتوں کی شہوانی حیات مرد کا حقہ آگاہ ہو جاتا ہے اور بہت جلد وہ اپنی حکمت عملیوں سے اس کی تسکین کر سکتا ہے اس کا کچھ حصہ مخرب اخلاق اور حیا سوز تھا وہ علیحدہ کر دیا گیا ہے لیکن اس میں چونکہ نسخے بھی تھے اس لئے ناظرین اس میں سے نسخہ لیکر باقی ردی کر دیں یا کاٹ کے علیحدہ ردی شدہ سمجھیں ضخامت دو سو صفحہ قیمت صرف عہ محصولڈاک ۲ر کل تیہر کتاب کی خوبیوں کا اندازہ اس کی مختصر فہرست مضامین سے کیجئے۔

پہلا باب — تعلیل یعنی تغلیب۔ اقسام رحم
دوسرا باب — جنین کا بیان۔ جنین کا مرنا
تیسرا باب — کثرت جماع۔ کثرت مباشرت۔ فوائد جماع۔ جماع سے پرہیز
چوتھا باب — اصلاح تمیز۔ کثرت جماع و ترک مباشرت۔ نفسانی بیماریاں۔ ضرر مباشرت۔ ترک جماع کا نقصان
پانچواں باب — فوائد جماع
چھٹا باب — اصول مباشرت۔ مباشرت کا طریقہ
ساتواں باب — جماع کی ضرورت
آٹھواں باب — مقوی دماغ دوائیں
نواں باب — مقوی غذائیں
دسواں باب — پتلی منی کو گاڑھا کرنے والی دوائیں

گیارھواں باب — نفخ قضیب مع نسخہ جات
بارھواں باب — مقوی دل دماغ اور ضعف شہوت
تیرھواں باب — روغن مقوی باہ۔ استرخاء ذکر
چودھواں باب — مقوی باہ مرہمیں
پندرھواں باب — شہوت میں جوش پیدا کرنے والی مقوی باہ غذائیں
سولھواں باب — حقنے اور پچکاریاں
سترھواں باب — مقوی باہ شیافے اور حمول
اٹھارھواں باب — مقوی باہ گولیاں۔ حبوب پر کیف طلائی مقوی امساک نادر اور قوت کی بے نظیر گولیاں بنانے کے نسخے
انیسواں باب — سونگھنے کی مقوی باہ دوائیں
بیسواں باب — مصالحہ دار غذائیں جو بیحد مقوی باہ ہیں اس میں صدہا قسم کے سستے اور قیمتی کھانے ہیں

اکیسواں باب — تقصیب یعنی نمازی اور فربہی پیدا کرنے والی دوائیں اس باب میں صدہا سستے اور آزمودہ کے مول کے نسخے ہیں
بائیسواں باب — لذت پیدا کرنے والی دوائیں اور کیف افزا دوائیں۔ لذت پیدا کرنے کے نسخے ہیں۔ احساس کے ہوا احساس کے طریقے عام قاعدہ۔ عورت کی لذت کی ایک عجیب رنگ۔ ایک خاص روایت۔ عورت کے انزال کی علامت
تیئیسواں باب — باہ کو قطع کرنے والی دوائیں۔ چند مختلف اور پیٹ کی شہوات۔ سو چھوٹے چھوٹے نسخے جن سے شہوت کو ترقی ہوتی ہے
چوبیسواں باب — معین حمل دوائیں
پچیسواں باب — مانع حمل دوائیں۔ مردہ بچہ کے نکالنے کی تدبیر
چھبیسواں باب — طلسم نیرنگ یعنی تعویذ
درعمل اور ٹوٹکے

ستائیسواں
عشق و محبت کا معیار

حصہ دوم

باب ۱ — مقناطیس انوانی کا توازن
باب ۲ — شہوت زنانی کی قدرت اور شناخت۔ اندام نہانی۔ شہوت کے اقسام۔ عورتوں کے اقسام باعتبار ملک۔ اقسام باعتبار عمر۔ اقسام باعتبار خواہش جماع۔ مختلف حالات خواہش۔ اقسام باعتبار قامت۔ اقسام اندام نہانی۔ عورت کے عاشق ہونے کی علامت۔ تیبہ کی علامت۔ باکرہ کی علامت
باب ۳ — چہرہ کو نکھیں اور چمکدار بنانے والی دوائیں
باب ۴ — بالوں کو اگانے والی دوائیں۔ بالوں کو بڑھانے والی دوائیں۔ کرنے والی دوائیں۔ بالوں کو رد کنے والی دوائیں۔ بالوں کو خوشرنگ بنانے والے مجرب خضاب
دانتوں کو سفید اور چمکدار بنانے والے منجن۔ گندہ دہنی دور کر کے منہ کو معطر کرنے والی دوائیں
باب ۵ — بدن کو فربہ اور قوی کرنے والی دوائیں اور غذائیں
باب ۶ — ہتھیلیاں اور انگلیاں رنگنے کے مختلف خضاب
باب ۷ — گندہ بغل اور سینہ کی بدبو دور کرنے والی دوائیں
باب ۸ — عورت کے رحم کو قوت پہنچانے والی دوائیں
باب ۹ — رحم کی گردن کو سیدھا رکھنے والی دوائیں اور طریقے
باب ۱۰ — عورتوں کی پشت کو مضبوط اور ان کی کمر کو گداز کرنے والی دوائیں
باب ۱۱ — شہوت میں ہیجان پیدا کرنے والی دوائیں جن سے عورت از خود رفتہ ہو جائے
باب ۱۲ — فرج کو تنگ کرنے والی دوائیں

باب ۱۳ — اندام نہانی کو دلکش اور کیف بخش بنانے والی دوائیں
باب ۱۴ — عورت کی شہوت میں آگ لگا دینے والی اور اس کو مستی سے دیوانہ بنا دینے والی اور خسرمن شہوت میں آگ لگا کر وجد بخو بیجا کرنے والی دوائیں
باب ۱۵ — موئے زہار کو پیدا ہونے سے روکنے والی دوائیں
باب ۱۶ — کبھی بال نہ اگنے والی دوائیں
باب ۱۷ — کیف اندوزی کے طریقے
باب ۱۸ — سرعت انزال دفع کرنے کی تدبیریں
باب ۱۹ — شہوت انگیز اور کیف افزا قصص و حکایات یہ باب خصوصیت سے ردی کر دیا گیا ہے اس کو پڑھا نہ جائے۔ دو برہنہ آدمیوں سے
عبرت انگیز حالات اور اس کے قبائح
صنف یعنی کم قدر نطفہ سے بچنے کا طریقہ
باب ۲۰ — مرد کثرت الشہوت ہوتے ہیں یا عورت اس کے متعلق صدہا حکایات
باب ۲۱ — جماع کے بہترین حالات کوائف اور متعلقات
باب ۲۲ — مردوں کے وہ اخلاق جو عورتیں پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہیں
باب ۲۳ — خط و کتابت
باب ۲۴ — آداب و قواعد اصول جماع
باب ۲۵ — بات چیت ہنسی مذاق۔ بوسہ بازی عورتوں کی اپنے اطوار کو نصیحت عورتوں کا ناز و انداز
باب ۲۶ — عورتوں کا مقام شہوت اور اختلاف مزاج
باب ۲۷ — خضاب آور نفع بخش دوائیں

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

باغ وصال کی کلیاں دامن شوق میں

چننے کا اگر اشتیاق ہو۔ اگر تمہارا لبریز شباب دل بادۂ محبت کے چھلکتے ہوئے ساغر اڑانا چاہتا ہے۔ اگر تمہاری مخمور نگاہیں کسی مہ جبین کے رخ رنگین پر قربان ہونا چاہتی ہیں اگر تمہارے بازو کسی نازک گردن میں حائل ہونے کے لئے بیتاب ہیں تو آج ہی **کیف مواصلت** خرید لو۔ یہ کتاب کیا ہے، ازدواجی زندگی کی وہ پرکیف داستان ہے جس کا ایک ایک حرف رنگینیوں کی دنیا اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہے اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ازدواجی زندگی کے وہ پوشیدہ راز ظاہر ہو جائیں گے جن کی تلاش میں رہ نوردان شباب "بہار عیش" اور "لذت النساء" کے کانٹوں سے اپنے پاؤں چھلنی کر لیتے ہیں لیکن گوہر مقصود حاصل نہیں ہوتا دنیا کے تمام فرضی کوک شاستر کو کیف مواصلت سے کوئی نسبت نہیں کیف مواصلت ہندوستان کے نامور ترین ماہر جنسیات اور مخصوص البیلے رنگ کے انشاپرداز جناب صابری کا نہیں بلکہ وہ تازہ ترین اور حیرت انگیز شاہکار ہے جس نے صنفی دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر دیا ہے "کیف مواصلت" میں مشرق و مغرب کی ہزار ہا کتابوں کی روح کھینچ گئی ہے اور لطیف ترین ادبی رنگ میں مجامعت کے وہ پوشیدہ سے پوشیدہ راز ظاہر کر دئیے گئے ہیں جن سے ایک نئی نویلی دلہن اور سرمست شباب دولہا کو دو چار ہونا پڑتا ہے کیف مواصلت، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے آپکو بتائیگی کہ عورت کے باغ حسن کی کلچینی کس طرح کی جاتی ہے عورت کے جسم نازنین کا پوشیدہ نظام کیا ہے۔ بیوی سے محبوبہ کا لطف کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے عورت کی تسخیر کا بہترین عمل کیا ہے نسائیت کے پوشیدہ جذبات میں کس قدر تلاطم برپا ہوتا ہے اس کی آتش شوق کو کس طرح بجھایا جاسکتا ہے مجسمہ حسن کی تسکین کس طرح ہوتی ہے اور عیش و مسرت کی گھڑیوں کو کس طرح طول دیا جاتا ہے "کیف مواصلت" کے مطالعہ سے آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اولاد کس طرح پیدا ہوتی ہے اور اولاد کی پیدائش خوشنما حسین حسن کے باوجود کس طرح روکی جاسکتی ہے اور حسب مرضی بیٹے یا بیٹی کی پیدائش کس طرح ممکن ہے **دنیا میں سب سے بدنصیب شوہر** وہ ہے جس نے "کیف مواصلت" کا ابتک مطالعہ نہیں کیا صرف اسی کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ عورت سے زندگی کا لطف کس طرح اٹھایا جاسکتا ہے کتاب عمدہ چکنے کاغذ پر باہتمام کے ساتھ شایع ہوئی ہے اعضائے مخصوص کے نقشوں کے علاوہ فوٹو بلاک کی متعدد کیف آور اور جذبات پرور تصویریں ہیں ضخامت ۱۷۷ صفحات ہے۔ قیمت صرف عہ

کتاب کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ ہو۔

باب ۱
حسن کی ہمہ گیریاں
حسن پرستی کا فطری جذبہ
ستان عشق کے دل تاثرات
عشق کی خرمن سوز بجلی
شہنشاہ جہانگیر کا تحیر خیز مشاہدہ۔
موسم برشگال کی نازآفرینی
نسیم شباب کی اٹھکیلیاں
جسمانی اختلاف کا راز
چشم سرمگین میں محبت کا اثر

باب ۲
مواصلت کا فطری جذبہ
باہمی لطف اندوزیوں کی بہترین صورت۔
جسمانی لذتوں کا حصول
گل مسرت کی استمیازی مہک
حسن بیدار کی سحر کاریاں
جرعہ کشی وصال کا مقصد لذیذ
حسن عریاں کا نظارہ
نہال آرزو کی بارآوری

باب ۳
کلید قفل عصمت کے موتی
کلید عصمت کی استواری
ماہی سیمیں کا جسم۔
کلید در عصمت کی سرا
الماس شباب کی ساخت
ایوان شباب کے در تکرے

ارتعاش جذبات کا پہلا سگنل
لطف اندوزی حسن کا طریقہ
اعضائے نسوانی کی پیچیدگیاں
درج عصمت کا سربمہر قفل
باغ عصمت کا دروازہ
شمع عصمت کا فانوس
حجاب عصمت کی سختی
درنا سفتہ کی ظاہری تابش

باب ۴
شمع حسن کی تہ دامن ارزش
منزل حسن کا رنگین راستہ
نئی ہستی کے معصہ شہود پر آنے کا راستہ
مجسمہ حسن اور تقاضائے فطرت
شجر حیات کا باریک راستہ
جسم نازنین کی نازک جھالر۔
معمولات نسوانی کا راز
معمولات کی بدنظمی
گل عصمت کی رنگین پنکھڑیاں

باب ۵
محبت کی متوالی پری
امنگوں کی تجلیاں
سمند شوق میدان جمال میں
فطرت نسوانی کا راز
عروس نو کے قلبی تاثرات

پیکر ناز حجلۂ مسرت میں
محبت کی پہلی غلطی
محبوبہ سے ہم آغوش کنار اور شوق ہمکناری
ہم آغوشیوں کا بدترین طریقہ
حجلۂ عیش میں محبت کی گرمی
جذبات نسوانی کی تسکین
حسن عریاں کو بیجا بی کا احساس
عیش و سرور کی مختصر گھڑیاں

باب ۶
زیر دست بستر
رتی شاستر اور جذبات نسوانی کا ارتعاش
معمولات نسوانی اور بد شکل ہمبستر
جذبات نسوانی کے مختلف مدارج۔
پیکر نسائیت اور جذبات نسوانی
رتی شاستر اور کوک شاستر
ماہ قمری کا پہلا ہفتہ
جذبات شوق کا انحطاط
ڈاکٹر میری اسٹوپس کا نظریہ
گیرک تحقیقات
مردانہ اور نسوانی جذبات کا فرق

پروفیسر ہرش فیلڈ کی رائے
میری اسٹوپس کے تحریر کردہ تجربات۔
امریکن خاتون کی صنفی آپ بیتی

باب ۷
تشنۂ شوق چشمۂ شباب کے کنارے
جرمن پروفیسر کی رائے
حصار عصمت پر یورش
تمناؤں کی کلیاں عیش کی سہری پر
مواصلت کا بہترین طریقہ
اوقات مواصلت
لطف اندوزیوں کا صحیح وقت
صدف عصمت کی گہرائی اور الماس شباب
ہنگامۂ عیش کی دار و گیر
بادۂ مواصلت ساغر تکمیل میں
جذبات تعیش کی تسکین
سمند شوق کی بے عنانی
طالب و مطلوب ایک بستر پر

باب ۸
خوشنما حسین جمال کے ممنوع اوقات۔
جسم ناز سے چشمۂ لذت کی تلاش۔
نہال امید کی بارآوری

رنگور محبوبہ بستر عیش پر
بوستان عصمت کی کچی کلیاں
ہندوستانی دنیا سے درس عبرت
دامن عصمت پر خون شباب کی چھینٹیں
حکمائے ہند کی مصلحت
نسوانی معمولات کی افسوسناک بدنظمی۔
ازدواجی مسرتوں کا راز
خوشنما حسین حسن کی ممنوع گھڑیاں۔
بار آور سرور والی ہم آغوشی
استقرار حمل کا ایک بڑا راز
وضع حمل کے بعد ہم آغوشیاں

باب ۹
عورت کی فطری خواہش
الماس شباب کی طہارت
چشمۂ نازنین کی صفائی
حریم شباب کا آستانہ
دو مواصلتوں کا درمیانی وقفہ

باب ۱۰
جذبات نہانی کا سیلاب
کشتی میں بوسہ خواب کی لذت
جرمن ڈاکٹر کا تجربہ
قبل از وقت ارتعاش کے نتائج۔ رہ نورد شباب کا پہلا قدم

امریکہ کی عشقیہ طریقہ
مغربی مالک کی مثال
غیر فطری عادات کے اسباب

باب ۱۱
غیر فطری خواہشات کا باد تند
غیر فطری جرائم
غیر فطری جذبات کی رجحانات لوری صدر کا مشہور قصہ
فرانسیسی شہزادی کا انجام
نوجوانوں کے لئے درس عبرت
مردانہ شکاریوں کی دسیسہ کاریاں
ہاتھوں سے سرچشمۂ شباب کی موج
گلشن شباب اور بازاری طلا بیجا اکسیر
حسن مردانہ کی پرستش
الماس شباب چشمۂ حسن کی گہرائیوں میں
غیر فطری پرستش حسن کا نتیجہ

باب ۱۲
جنس لطیف کی لغزش مستانہ
جرعہ کشی وصال اور نسوانی قوت
نازک قدم جادۂ عصمت پر
عورت کی بے نقاب فطرت
جنس لطیف کی باہم لطف اندوزیاں
خواہش نفسانی کے نئے کرشمے
ہوسرانی کے نت نئے طریقے
قفل عصمت اور بدری کلید شباب
مغربی خاندان کی داستان حقیقت

شباب کی جھکیاں
نسوانی مسرت عربی مکاؤ سے

باب ۱۳
مواصلت کا نخل بے بہار
ارتعاش جذبات کی خزانہ
اثمار شباب کی حفاظت
ہنگامہ عیش کی لبریز اصد
عربی نظریہ پر ایک نظر
مختلف تاریخوں کی مواصلت
پیکر نسوانی میں ابھرت
بار آوری سرور دل کے بعد
جذبات نسوانی کی تسکین
مسک دوائیں کا استعمال
امساک سائنٹفک نسخہ

باب ۱۴
اولاد کی بیش بہا نعمت
پیدائش اولاد کی قدرتی نظام
حکمائے ہند کا پہلا نظریہ
حکمائے ہند کا دوسرا نظریہ
جرمن ڈاکٹر دلیا کی بیٹا یا بیٹی
نسوانی مہبض کی قیمص
آزمائش کا آسان طریقہ۔
سہولت کے لئے ایک مثال۔
ہندوستان اور جنسیات کا اہم شعبہ۔ اس قسم کے ہزاروں مضامین آپ کو اس کتاب میں ملیں گے۔

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس، دہلی

Printed & Published by A. Hamid at Mahboobul Mutaba Delhi

مدیر مسئول۔ عبد الحمید خان

کیا مولوی سے بہتر کوئی پرچہ آپ نے دیکھا یا سنا ہے

نہیں! یقیناً نہیں، پھر آپ اسکی معاونت کیوں ترک کر دیتے ہیں، کیا ایک روپیہ سالانہ میں اتنا ضخیم اتنا شاندار اتنا مفید ہندوستان کیا معنی دنیا کے کسی حصہ میں بھی شائع ہوتے سنا ہے، کیا اب بھی یہ حقدار نہیں ہے کہ آپ اپنے حلقہ تعارف میں ہر ہر شخص کو اسکا خریدار بنا دیں چار ہزار خریدار اور بڑھ جائیں اور آپ سب لوگ یہ قسم کھالیں مولوی کی خریداری انتہائی مجبوری کے بغیر نہ چھوڑینگے تو پھر ہر مہینے اسمیں مقامات مقدسہ کے فوٹو بھی چھپنے لگیں گے، آپکے پچھلے مہینے کوئی خریدار نہیں دیا تو اس مہینے سعی فرمایئے

منیجر رسالہ "مولوی" پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

SAM/.30

اِنتباہ:۔ آپکا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہوگی: منیجر

دینی تعلیم

صفحات ۲۵۰ صفحات
مجلد نقرئی ۲ء
بیلدار عمدہ

اس وقت تک صحیح معنوں میں موثر نہیں ہو سکتی جب تک کہ بچے کی گھٹی میں نہ پلائی جائے اس لئے کہ بچپنے کی بات گھٹ میں اتر جاتی ہے آج کل کے نوجوان جن سے اسلام کی صدہا توقعات وابستہ ہیں افسوس کہ مذہبی معلومات سے کوسوں دور ہیں، انہیں ان کا قصور نہیں بلکہ ان کے ماں باپ کا قصور ہے یا رواجی تعلیم کا، اگر ان کو شروع ہی میں دینی معلومات کی آسان کتابیں پڑھا دی جاتیں، تو ان کے قلوب اسلامی نور سے منور ہوتے،

ابتدائی مذہبی تعلیم کے لیئے کوئی بہتر سلسلہ ایسا چھپا ہوا ہی نہیں تھا جس کے متعلق یہ کہا جا سکتا کہ بچوں کی ذہنیت کا لحاظ کرکے صحیح اور مستند اسلامی تعلیم کہا جا سکتا ہے خداوند جزائے خیر عطا فرمائے ان بااثر لوگوں کو جنھوں نے

علامہ وسیدنا حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

صدر اعظم جمعیۃ عالیہ علمائے ہند سے باوجود حضور کی ہزار در ہزار مصروفیتوں کے بچوں کی اسلامی معلومات کے لیئے ایک سلسلہ کتب لکھوا ہی لیا، اور حضرت ممدوح کا یہ لطف عمیم ہزاروں والدین کے لیئے وسیلہ نجات بن گیا،

اب وہ بچے جو سرکاری مدارس میں شروع ہی سے تعلیم پاتے ہیں پرائیویٹ طور پر ان رسائل کے ذریعہ دینی انعام لوٹ رہے، اور ہندوستان کے ہزارہا مکاتب میں یہ مجموعہ بطور نصاب شامل ہے اور اب تک یہ تین لاکھ کی تعداد میں چھپ چکے ہیں اس سلسلہ کا نام سلسلہ

تعلیم الاسلام ہے اور اس کے پانچ حصے ہیں،

۱۔ قاعدہ۔ اس میں حروف تہجی کے ساتھ ساتھ مفردات، مرکبات، پھر چھوٹے چھوٹے جملے ہیں جو محض اسلامی تعلیم سے بہرہ ور کرتے ہیں، آخر میں اسلامی کلمے حفظ کرنے کے لیئے درج ہیں، یہ گویا اسلامی تعلیم کی الف بے ہے،

۲۔ حصہ اول اس کے دو جزو ہیں، اول عقائد، دوم عبادت، عقائد کے جزو میں بطور سوال وجواب ہیں، اسلام، ایمان، اور کافر، انبیا، ملائکہ، اور قیامت کا آسان بیان ہے عبادت کے جزو میں، نماز، اذان، وضو وغیرہ کا آسان سا بیان ہے

۳۔ حصہ دوم جزو عقائد میں اسلام کے بنیادی اصول، فرشتے، کتابیں، رسول، قیامت تقدیر، حشر کا ذرا اور واضح بیان ہے، جزو عبادت میں، نماز، نماز کی شرطیں، وضو، غسل، مسح، نجاست حقیقیہ، استنجا، پاک پانی، کنویں کا تھوڑا تھوڑا واضح بیان ہے

۴۔ حصہ سوم جزو عقائد میں، توحید، ملائکہ، کتب الہی، رسالت، صحابہ کرام، اولیاء اللہ، معجزہ وکرامت تک کا ذکر ہے ذرا زیادہ واضح اور مدلل جزو عبادت میں، وضو کے مسائل یعنی فرائض، واجبات، سنن، نواقض غسل کے پورے مسائل، پانی اور کنویں کے مسائل، تیمم کا بیان شرائط نماز، اذان کا بیان، ارکان نماز، واجبات نماز، نماز کے مستحبات اور ترکیب نماز تک

۵۔ حصہ چہارم جزو عقائد میں توحید کامل، دلائل کتب الہامی، دلائل رسالت، اعمال صالحہ معصیت، کفر، شرک، بدعت اور متفرق گناہوں کا بیان وضاحت سے، جزو عبادت میں قرات کا بیان، امامت، مفسدات نماز، مکروہات نماز، نماز وتر، سنت اور نفل، قضا نمازیں مدرک مسبوق لاحق، سجدہ سہو، سجدہ تلاوت، مسافر کی نماز، جمعہ کی نماز، عید کی نماز، روزہ اور اس کے تقریباً ضروری مسائل، اعتکاف، زکوٰۃ کے موٹے موٹے مسائل اور صدقہ فطر تک،

غرضکہ ایک بچے کو تادم مرگ مسلمان بنانے اور مسلمان رہنے کے لیئے، یہ کتاب کافی ہے اور مسلمان

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ایک نادر کتاب

تاریخ مدینہ منورہ

معہ فوٹو شہر مدینہ و روضہ رسول و نقشہ غلاف روضہ و نقشہ مسجد نبوی

کون ہے مسلمان جسے آقائے نامدار حبیب کردگار حضرت محمد مصطفیٰ کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو، یقیناً ہر مسلمان جس کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا بھی شوق ہوگا، لہٰذا ہم نے بصرف زر کثیر اس کتاب کو برادران اسلام کے لیئے تیار کیا ہے بیشمار تاریخ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد صحیح صحیح حالات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جو واقعات پیش آئے ہیں ان کا مفصل ذکر موجود ہے غرضکہ آج تک کے تمام حالات درج ہیں عاشقان رسول کے لیئے یہ ایک بے بہا تحفہ ہے، قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۸ر کل ۱ہ۸ر

فہرست مضامین (مختصر) تاریخ مدینہ منورہ

قرآن شریف میں ذکر یثرب
احادیث نبوی اور فضائل مدینہ
مدینہ منورہ کی خصوصیات
مکہ افضل ہے یا مدینہ
مدینہ منورہ کی قدیم تاریخ
یثرب میں آفتاب رسالت
حضور کی ہجرت مدینہ کو
راستہ کے مشہور مقامات
مدینۃ النبی کا شرف
قیام نبوی کے اہم واقعات
مواخاۃ مہاجرین وانصار
تحویل قبلہ، اذان اور نماز
غزوہ بدر و سویق، غزوہ
احد، بیر معونہ، مریسیع،
احزاب، بنوقریظہ کا خاتمہ
نکاح حضرت فاطمہ، نکاح حفصہ
زینب، صلح حدیبیہ، بیعت
رضوان، بادشاہوں کو دعوت
اسلام، خالد بن ولید کا اسلام
فتح خیبر، فتح مکہ، جنگ حنین
فرضیت حج، وفود کی آمد
دعوت، غیر مذاہب سے
رواداری، حج الوداع
خطبہ حجۃ الوداع
مفارقت رسول
حضور کی آخری دعا
نماز جنازہ اور
مصیبت کا بیان
خلیفہ اول کا انتخاب
خلیفہ اول کی کامیابی
مدینۃ النبی دارالخلافہ
فاروق اعظم مدینہ میں
مدینہ میں خلیفہ دوم کی لیاقت
مدینہ کی حیثیت مرکزی ختم
بلوائیوں کے ہاتھوں
مدینہ منورہ عہد علی میں
حضرت حسین مدینہ میں
حسین کی روانگی کربلا
زین العابدین مدینہ میں
مسجد نبوی کی تعریف
ایک غیر مسلم سیاح کے
قلم سے، یوروپین
سیاحوں کے بیانات
مدینہ منورہ کا محل وقوع
آب و ہوا مدینہ
مدینہ کے باشندے
مدینہ کے بازار
آب رسانی، مدینہ کے اطراف
مکہ سے مدینہ کو راستے
مدینہ منورہ کے مشہور نام
شہر مدینہ اور ملک الحجاز
حدود حجاز، محل وقوع
دروازے، فصیل و برج
نقشہ مسجد نبوی صلعم
مسجد نبوی عہد نبوی میں
مسجد نبوی عہد خلفاء میں
محراب عثمانی، خلافت بنی
امیہ میں مسجد کی حالت
خلافت عباسیہ میں مسجد
کی حالت، مسجد کے ستون
ابواب، منارے اور
قابل زیارت مقامات
مہبط جبریل، مزار فاطمہ
بنت النبی، باغ فاطمہ، روضہ
جنت، قبہ نبوی، مصحف
عثمانی، مقام اصحاب صفہ
نقشہ ملازمان مسجد نبوی
شبیہ غلاف حجرہ اطہر
تعمیر مسجد و حجرہ منورہ
نبی کے جسم مطہر نکالنے والوں
کی بربادی
جنت البقیع، ترک سلاطین
کی خدمت حضرت صدیق
و حضرت عمر کے روضہ
جواز زیارت روضہ نبوی
حضور کے والد ماجد کا مزار
امام حسین کا سر مبارک
اور ان کے مدفن میں اختلاف
مکان حضرت ابو ایوب
شہید سیدنا عثمان غنی
پانچ متبرک مساجد
مدینہ کی مشہور مسجدیں
اہل مدینہ کی خوبصورتی
مدینہ کی عورتوں کا پردہ
بدوی بچہ کی بے باکی
مدینہ میں مہدی آبادی
مدینہ کے پر رونق مکتبے
مدینہ میں حنفی مذہب کا غلبہ
مدینہ کی مروجہ زبان
شاہ حجاز کی غداری
ترکوں کے قبضہ سے مدینہ
کا نکلنا، غدار شریف
کی عملداری، اور بدانتظامی
ابن سعود کی آمد اور
قبہ جات کا انہدام،
دعا اور خاتمہ

قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۸ر کل ایک روپیہ آٹھ آنے ۸ر

رعایتی قیمت مجلد نقرئی کا سیٹ صرف ایک روپیہ محصول، کل ۸ر یہ کتابیں بھی... منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۰ ہجری | نمبر ۵

خطبہ

الحمد للہ الذی خلق الانس والجان وجعل لھم الدین الاسلام خیر الادیان فمن یسلک فیہ یدخلہ اللہ تعالی الجنۃ بالفضل والاحسان اشھد ان لا الہ الا اللہ واحد احد صمد غافر الذنب قابل التوب بالعفو والغفران واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ المبعوث للخلقۃ الاکوان صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ واصحابہ الفائزین بالایمان قال اللہ تعالی ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتھا الانھار ومن یتول یعذبہ عذابا الیما اما بعد اعلموا ایھا الناس من اطاع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعص اللہ ورسولہ فقد غوی وکل محدث بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار

برادران اسلام اللہ کی حمد وثنا کرو اور رسول اللہ پر درود وسلام بھیجنے کے بعد اللہ تعالی کے اس فرمان واجب الاذعان پر غور کرو جس میں بتلایا گیا ہے کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ پر فضا اور پر بہار بہشت میں داخل کیا جائے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ موڑا وہ سخت عذاب میں ڈال دیا جائے گا۔

برادران اسلام! خدائے وحدہ لا شریک نے اس آیت کریمہ میں اس زندگی کے بعد جو دوسری زندگی پیش ہونے والی ہے اس کے متعلق غایت شفقت سے اپنے بندوں کو آگاہ کیا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ دوسری دنیا میں تم عذاب دردناک میں نہ پڑو بلکہ رضائے الٰہی کی جنت میں داخل ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اس کے احکام اور فرامین پر عمل کرو اور اسکے حکموں کی خلاف ورزی نہ کرو ورنہ خدا تمہارے غضب کی جہنم کا ایندھن بنا دیئے جاؤ گے اور بتلایا گیا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا وہ ہدایت یاب ہوگا اور جو نافرمانی وسرکشی کریگا وہ گمراہ ہو جائیگا اور گمراہی کا پہلا سرچشمہ دین میں نئی باتوں کا اختیار کرنا ہے جن کا کوئی وجود کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نہیں ملتا ہر ایک ایسی نئی بات داخل بدعت ہے اور بدعت ضلالت وگمراہی ہے اور گمراہی کا آخری ٹھکانا جہنم ہے۔

پس برادران اسلام! اچھی طرح سمجھ لو کہ راستے دو ہی ہیں ایک رشد وہدایت کا راستہ ہے جو اطاعت خدا ورسول سے مشروط ہے اور دوسرا راستہ ضلالت وگمراہی کا ہے جو اعراض وسرکشی اور بدعت پروری سے شروع ہو کر جہنم تک پہنچتا ہے۔

اس لئے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے قدم راہ ہدایت پر گامزن ہوں اور صراط مستقیم سے کبھی نہ ڈگمگائیں تو سب سے پہلے ہمیں اپنے دل سے یہ مستحکم عہد کرنا چاہیئے کہ اطاعت خدا ورسول سے کبھی سر مو تجاوز نہ کرینگے صرف وہی کام کریں گے جو خدا اور اس کے رسول نے ہمیں حکم دیا ہے اور ان کاموں کے کبھی قریب بھی نہ جائینگے جن سے منع کیا گیا ہے اور روکا گیا ہے اور ساتھ ہی کوئی نئی بات اپنی طرف سے دین میں داخل نہ کرینگے خواہ ہزارہا سال سے ہمارے باپ دادا کرتے چلے آتے ہوں اگر خدا اور اس کے رسول نے اس کا حکم نہیں دیا اور اسلام کے بنیادی اصول اس کے خلاف ہیں تو اس کا شمار محدثات اور بدعات ہی میں ہوگا کوئی پرانی اور جدید بات اس لئے اچھی نہیں ہو سکتی کہ وہ پرانی اور قدیم ہے بلکہ اس کی خوبی اور حسن کا معیار اللہ اور اس کے رسول کا فرمان اور اسوۂ حسنہ ہے یہی وہ باتیں ہمیں اپنی زندگیوں کے لئے بطور اساس حیات وبنیاد زندگی کے اختیار کر لینی چاہیئے یعنی جو قدم بھی ہم اٹھائیں پہلے یہ سوچ لیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے اس قدم کے اٹھانے کا ہمیں حکم دیا ہے یا نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے اس قدم کے اٹھانے کی تائید کرتا ہے یا نہیں اگر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے تائید ہوتی ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارا یہ قدم خیر وفلاح کے لئے اٹھ رہا ہے اور بالآخر ہم کو یہ رضا الٰہی کی بہشت میں پہنچا دیگا اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اس گام فرسائی کی اجازت نہیں دیتا اور اس کے باوجود ہم یہ قدم اٹھائینگے تو ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے ہمارا انتظار کر رہے ہیں اور غضب الٰہی کی دوزخ ہمیں اپنے آتشیں دامن میں لپیٹ لینے کے لئے بیقرار ہے۔

برادران اسلام! اطاعت خدا ورسول اور اجتناب محدثات وبدعات کی روشنی میں ہمیں اپنی زندگی کے ہر ایک عمل اور ہر ایک فعل کا جائزہ لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ہماری زندگی کس قدر اسکے پسند کئے ہوئے دین مبین کے مطابق ہے اور کس درجہ اس صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی ہے اور نہ صرف ہمیں انفرادی طور پر اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیئے بلکہ اجتماعی حیثیت سے بھی ہمیں اپنی ملت اور قوم کے اعمال وافعال کو احتسابی نقطۂ نظر سے دیکھنا اور جانچنا چاہیئے کہ کہاں تک ہم انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے اطاعت خدا ورسول اور اجتناب بدعات ومنکرات کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔

برادران اسلام! ممکن ہے کہ ہم میں بہت سے لوگ نماز روزہ کے پابند ہوں اور بہت سے حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہو چکے ہوں مگر صرف اسی قدر کافی نہیں ہے بلکہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی

پاک ہدایت کے ماتحت گذرے اس لئے اگر ہم نمازی روزہ دار اور حاجی ہیں تو صرف اسی پر اکتفا کرکے ہمیں یہ فیصلہ نہ کرنا چاہیئے کہ ہماری زندگی بہمہ وجوہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں گذر رہی ہے بلکہ اہم چیز جائزہ اور احتساب کرنے کی یہ ہے کہ بدعات و محدثات سے ہمارا دامن کس حد تک آلودہ اور کس درجہ تک پاک ہے اور اللہ کے دین میں ہم نے اپنی طرف سے ہمسایوں یا آباؤ اجداد کی تقلید میں کتنا اضافہ کر دیا ہے۔

فرزندان اسلام! آج ہماری بدبختی کا ایک بہت بڑا سبب ہماری مبتدعانہ زندگی ہے ہم نے اپنے دین اور دنیا دونوں میں نئی نئی باتیں تراش لی ہیں خصوصاً دین کے اندر جو من مانا اضافہ ہم نے کیا ہے اس نے ہماری انفرادی اور اجتماعی ہر دو قسم کی زندگی کو تباہی و بربادی کے شاہراہ پر لگا دیا ہے اور ہم بغیر محسوس کئے اور بن جانے بوجھے غار ہلاکت کی طرف قدم بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔

برادران اسلام! اس اضافہ فی الدین سے میری مراد ان مراسم مشرکانہ اور ان رسوم مسرفانہ سے ہے جن کو پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک بلکہ مرنے کے بعد تک ہم نے اپنی زندگی کا ایک اہم مذہبی عنصر بنا لیا ہے حالانکہ خدا اور اس کے رسول نے نہیں ان کا نہ کوئی حکم دیا ہے نہ اجازت بلکہ یہ اکثر و بیشتر صورتوں میں اسلام کے بنیادی اصول اور اسلامی رواج کے سراسر خلاف ہیں اور بعض صورتوں میں صریحاً مشرکانہ ہیں اور ان مراسم کی پابندی سے ہم نے اپنے اسلام کی صورت زیبا کو بالکل مسخ کر دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ روز بروز ہمارے اندر غیر اسلامی پن بڑھتا جاتا ہے اور ہم اسلام سے بعید ہوتے اور کفر سے قریب ہوتے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس قدر اسلام سے بعد اور کفر سے قرب بڑھتا جائے گا اسی قدر اسلام کی زرّیں خصوصیات ہمارے اندر گھٹتی جائینگی اور کفر کی ہلاکت آفریں تاریکی ہم پر مسلط ہوتی جائیگی۔

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اسلام کی خصوصیات کو چھوڑ کر کفر کے مراسم میں ہم پھنستے جاتے ہیں اور جو کفر آباد بت پرستی سے نکل کر اقلیم توحید میں داخل ہوئے تھے ان کو کفر کی رسوم اور شرک کی مراسم کی گندگی سے پاک کرنے کی ہم نے کوئی کوشش نہ کی نہ ہی اور نہ حسنات اسلام کا پابند ان کو بنایا تھا اس غفلت کا آج یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ باغ اسلام کے وہ پودے جو آب حیات اسلامی سے اچھی طرح سیراب نہ ہونے کے باعث کمزور رہ گئے تھے فتنہ ارتداد کی آندھی ان کی ... جڑیں کھود رہی ہے اس لئے اے فرزندان اسلام ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنا اور اپنی ملت کے ایک ایک فرد کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کا کتنا اور کون کون سا حصہ غیر اسلامی رسوم اور مشرکانہ فرسودہ مراسم کی آلودگیوں سے ملوث ہو چکا ہے اور اس علم کے بعد فوراً اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اب آپ کو ان غیر اسلامی اور بعض صورتوں میں مشرکانہ مراسم کی حدود بیان دینا چاہیئے جن کے اندر ہم میں سے اکثر مبتلا ہیں اور اس طرح اپنا دین اور اپنی دنیا دونوں کو تباہ کر رہے ہیں دین کی تباہی تو ظاہر ہے کہ غیر دین کو دین کے اندر داخل کر لینا احکام الٰہی اور فرمان حضرت رسالت پناہی کی صریح خلاف ورزی ہے اور اسی خلاف ورزی کے متعلق وعید نازل ہوئی ہے اور دنیا کی ہلاکت و بربادی بھی کھلی ہوئی ہے کیونکہ ان مراسم پر بیشمار روپیہ خرچ ہوتا ہے اور مراسم اس قدر ضروری سمجھی جاتی ہیں کہ خواہ اپنے پاس روپیہ ہو یا نہ ہو اور خواہ سودی قرض دام لینا پڑے اور اس قرض کی ادائیگی کی کوئی سبیل اس کے سوا نہ ہو کر جائداد یا زیور اونے پونے بیچنا پڑے مگر اس کے باوجود ان مراسم کو ادا کرنا اہم فرض سمجھا جاتا ہے اور اس کے لئے مہاجن سے سودی قرض بلا تکلف لے لیا جاتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمان روز بروز ہندوؤں کے مقروض ہوتے جاتے اور افلاس کے دام کفر نواز میں گرفتار ہوتے جاتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ایسی کوئی رسم اختیار نہ کریں جو بلا وجہ ان کو سود در سود کے چکر میں پھنسا دے۔

فرزندان اسلام! یہ مذموم اور ہلاکت آفریں مراسم مسلمان بچہ کے پیدا ہونے سے قبل ہی شروع ہو جاتی ہیں یعنی بچہ ابھی ماں کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے کہ ان کی آپا اور دوسرے اعزہ فضول رسموں کا آغاز کر دیتے ہیں مثلاً گود وغیرہ بھرنا اس سلسلہ میں خدا معلوم کیا کیا ہوتا ہے لیکن اتنا معلوم ہے کہ خاصی رقم صرف کر دی جاتی ہے اب اس رسم کا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور قطعی طور پر یہ ہندوؤں کے یہاں سے ہم نے تقلیداً اختیار کی ہے بظاہر اس رسم میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ خاندانی اعزہ کے اجتماع اور اظہار خوشی کا موقع ملتا ہے اور تعلقات میں یگانگت و مودت پیدا ہوتی ہے لیکن اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ برائیوں اور قباحتوں کا چشمہ اسی جگہ سے پھوٹتا ہے اس لئے کہ غیر اسلامی رواج کے اختیار کرنے کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے اور فضول خرچی کی بنیاد بھی یہیں سے پڑتی ہے اگر دین یا دنیا کا کوئی فائدہ اس رسم کے ادا کرنے سے حاصل ہوتا تو قابل چشم پوشی تھا لیکن واقعتاً کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ اس رسم کے اختیار کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا اور اجتماع کا جو فائدہ ہے وہ اس رسم کے بغیر بھی حدود شرعی کے اندر رہکر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ گود بھرائی کے بعد بچہ کے پیدا ہوتے ہی چھٹی چلہ وغیرہ کی رسمیں اور کرتہ ٹوپی بھیجنے کا رواج پھر چالی کی رسم گھوڑی چڑھانے کا رواج یہ اور اسی قسم کی بیسیوں دوسری رسمیں اس لحاظ سے قطعاً غیر اسلامی ہیں کہ نہ قرآن و حدیث میں ان کا کوئی ذکر ہے اور نہ عہد رسالت و عہد خلافت میں ان کا کوئی وجود تھا اگر بفرض محال کچھ فوائد اور محاسن ان مراسم کے بتلائے بھی جا سکیں تو وہ اس قدر کم ہوں گے کہ ان کے مقابلہ پر ان کی مضرتیں کہیں زیادہ ہوں گی سب سے بڑی مضرت تو فضول خرچی اور اسراف کی ہے اور اسراف و فضول خرچی دولتمندی کے زمانہ میں بھی ایک فعل منکر و شیطانی ہے چہ جائیکہ فقر و افلاس کی حالت میں ممکن ہے جس زمانہ میں ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور دولت و ثروت ان کے گھر کی کنیز تھی اس وقت ان مراسم سے مسلمانوں کو کوئی سخت و شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو بلکہ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کا یہ بھی ذریعہ ہو اور اسی خیال سے اس زمانہ کے مسلمانوں نے ان مراسم کو اختیار کر لیا ہو لیکن آج یہ کفریہ مراسم بجائے اس کے کہ تبلیغ اسلام میں ممد و معاون ہوں الٹے نقصان رساں ہیں اسی قسم کی بیسیوں رسمیں مسلمانوں میں رائج ہیں اور مسلمان بیشمار روپیہ ہر سال ان رسموں پر خرچ کرتے ہیں جن میں بیشتر حصہ سودی قرض کا ہوتا ہے اور اس سودی قرض کا اکثر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمانوں کی جائدادیں ہندو مہاجنوں کے قبضہ میں چلی جاتی ہیں اور مسلمان مفلس و نادار ہو کر ہندوؤں کے دست نگر ہو جاتے ہیں مفلس ہونے کے بعد انسانی غیرت میں کمی آ جاتی ہے اس لئے کہ ایسے غیور اور خود دار اور مضبوط سیرت کے انسان بہت کم ہوتے ہیں جو افلاس کی وجہ سے خصائص غیرت کو ترک نہ کریں اور افلاس ان پر اثر ڈال کر انھیں ان امور کے سامنے جھکنے پر مجبور نہ کرے جن کے سامنے اگر افلاس نہ ہوتا تو وہ کبھی نہ جھکتے اور جب انسان افلاس کی وجہ سے گرتا ہے تو بہت ہی بری طرح سے گرتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات کفر کو اختیار کر لیتا ہے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کاد الفقر ان یکون کفرا قریب ہے کہ افلاس کفر تک پہنچا دے ارتداد ہرگز اس قدر ترقی نہ کرتا اگر مسلمانوں میں افلاس نہ ہوتا اس لئے ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسی تمام رسموں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں جو فضول خرچی کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور جن کا نتیجہ بالآخر مہاجن کے سود در سود کے

قرض کی وجہ سے مفلسی و ناداری کی صورت میں نکلتا ہے۔

برادران اسلام! گو ہم محسوس نہ کریں مگر ان مراسم مذمومہ نے ہماری جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں اور ہم نامعلوم اور غیر محسوس طریقہ پر اسلام کی حقیقی اور اصلی روح سے جدا ہو گئے ہیں جن چند رسموں کے نام لئے گئے ہیں صرف انہیں کا یہ اثر نہیں ہے بلکہ مقصد ان تمام مراسم سے ہے جو ابھی بچہ بطن مادر سے عالم وجود میں نہیں آنے پاتا کہ ان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور مرنے کے بعد تک جاری رہتا ہے بیشک ان میں بعض رسمیں ایسی بھی ہیں جو بظاہر کسی حیثیت سے مضرت رساں نہیں معلوم ہوتیں لیکن ایسی رسموں کا بھی مجموعی اثر یہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ ایک غیر اسلامی تہذیب کی طرف ہمارے اندر میلان پیدا کر دیتی ہیں سمجھدار اور تعلیم یافتہ لوگوں پر ان رسموں کا ممکن ہے کوئی برا اثر نہ پڑے مگر جہلا انہی رسموں کے ذریعہ صاف صریح اعمال کفریہ تک پہنچتے ہیں مثلاً ابھی بنگال کے موضع میں چیچک کی وبا پھیل گئی تو وہاں کے جاہل مسلمانوں نے چندہ کر کے ہندوؤں سے درخواست کی کہ وہ سیتلا مائی کی خفگی کو پوجا پاٹ کر کے دور کر دیں بہت سے جاہل مسلمان ایسے ہیں جو اس سے بھی زیادہ سخت قسم کے کفریہ اعمال میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کو اس ابتلا سے بچانے کے لئے ہمارا فرض ہو کہ ہم ان مراسم کے بھی قریب نہ جائیں جن سے کسی نقصان کے پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض جائز اور مباح امور کا ترک بھی ان اوقات میں واجب ہو جاتا ہے جب ان کے ذریعہ عوام کے گمراہ ہو جانے کا اندیشہ ہو مثلاً ایک عالم اور مبلغ کے لئے جائز ہے کہ وہ بتخانہ میں جا کر بت پرستوں کی رسموں اور بت پرستی کے طور طریقوں سے آگاہی حاصل کرے تاکہ اس کی برائیاں بیان کر کے بت پرستوں کو بت پرستی سے روک کر اسلام کی طرف لائے مگر جب یہ خوف ہو کہ ایک عالم کو بتخانہ میں آتا دیکھ کر جہلا غلط فہمیوں میں مبتلا ہوں گے اور اس دھوکہ میں پڑ کر کہ ایک عالم بتخانہ میں جاتا اور بتوں کی پوجا کرتا اور ان سے مرادیں مانگتا ہے اس لئے ہم بھی کیوں نہ کالی دیوی یا کسی ایسے ہی دوسرے دیوتا سے مراد مانگیں جب اس قسم کی گمراہی پھیلنے کا اندیشہ ہو تو خواص پر فرض ہو جاتا ہے کہ نہ ان امور سے بھی کنارہ کش اور محترز ہو جائیں جو جائز اور مباح ہیں ایک دولتمند مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی شادی پر جائز مدات پر ہزار ہا روپیہ صرف کر دے لیکن اگر اس کا یہ فعل غریب مسلمانوں پر یہ اثر ڈالتا ہے کہ وہ باوجود مقدرت نہ رکھنے کے اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور اس کے لئے وہ سودی قرض تک لینے سے احتراز نہیں کرتا تو ایسے متمول اصحاب پر واجب ہو جاتا ہے کہ نہ باوجود وسعت کے زیادہ روپیہ صرف نہ کریں تاکہ دوسرے غریب مسلمان افلاس میں گرفتار نہ ہوں۔

بہر حال جو مراسم اور جو رسم و رواج آج مسلمانوں کے اندر دائر و سائر ہیں ان میں پچھتر اور اسی فی صدی غیر اسلامی اور ساتھ ہی مضرت رساں بھی ہیں ان کا ترک کر دینا نہایت ضروری ہے ان کے ترک کر دینے سے ہمیں دین کا بھی فائدہ ہے اور دنیا کا بھی۔ دین کا فائدہ یہ ہے کہ یہ رسمیں غیر اسلامی ہیں اور ان کے ترک سے ہم خالص اور حقیقی اسلام سے قریب ہو جاتے ہیں اور کفر سے جو رشتہ ہم نے جوڑ لیا تھا وہ منقطع ہو جائے گا۔ دنیا کا فائدہ بالکل واضح ہے کہ ان کے ترک کے ساتھ ہی فضول خرچی اور اسراف کے منکر اور شیطانی فعل سے نجات ملتی ہے اور مسلمانوں کے روز افزوں افلاس کا ایک گہرا سبب دور ہو جاتا ہے اوپر جن رسموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان میں وہ مراسم شامل نہیں ہیں جن کے متعلق علما میں اختلاف ہے اور بعض ان کو جائز بتلاتے ہیں اور بعض ناجائز بلکہ یہ ان رسموں کا ذکر ہے جو سب کے نزدیک متفق علیہ طور پر ناجائز اور غیر اسلامی ہیں اور سب کے نزدیک واجب الترک ہیں ان قبیح و مسرفانہ رسموں پر جس قدر مسلمانوں کی دولت صرف ہوتی ہے اس کا اندازہ حسب ذیل کیا گیا ہے بچوں کی پیدائش کے سلسلہ میں جو رسمیں رائج ہیں ان پر اٹھارہ کروڑ سالانہ شادیوں کی رسموں پر ۴۷ کروڑ سالانہ موت کی رسموں پر دس کروڑ سالانہ محرم کے موقع پر تین کروڑ سالانہ گویا صرف ان چند رسموں پر مسلمانوں کا ہر سال تقریباً ۷۸ کروڑ روپیہ صرف ہو جاتا ہے۔ پس اے برادران اسلام اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا شمار اس گروہ اور اس جماعت میں کیا جائے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت شعار ہے اور رشد و ہدایت کا راستہ اختیار کرتا اور ضلالت و گمراہی سے بچنا چاہتی ہو اور اگر تمہاری یہ دلی خواہش ہو کہ مسلمانوں کے اندر خالص اسلامی روح پیدا ہو اور کفر کا ایک تار بھی ان کے ملبوس حیات میں باقی نہ رہے اور مسلمانوں کا ایک ایک فرد فتنہ ارتداد کی دست برد سے محفوظ ہو جائے اور ان کا فقر و افلاس دولت و ثروت سے بدل جائے اور مسلمان غیر مسلم سود خواروں کی گرفت سے نجات پا جائیں تو تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ تم ان تمام رسوم و رواج کو یکقلم چھوڑ دو جو غیر اسلامی اور فضول خرچی کی حامل ہیں۔

اللھم وفقنا ما تحب و ترضی بارک اللہ لنا ولکم فی القران العظیم ونفعنا وایاکم بالایات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ حمداً کثیرا و نصلی علی رسولہ و الہ و اصحابہ اجمعین

اما بعد برادران اسلام! درود و سلام بھیجو حضرت محمد رسول اللہ پر جو افضل الرسل اور خاتم الانبیا ہیں جن کے صدقہ میں ہمیں رشد و ہدایت کا راستہ ملا اور جن کا اسوۂ حسنہ صراط مستقیم کا ضامن ہے اور جن کے نقش قدم کی پیروی دین اور دنیا کی فلاح و بہبود کی کفیل ہے اور جن کا ارشاد ہے کہ مراسم کفر کے پاس بھی نہ جاؤ اور دین میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہ کرو۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آل و اصحاب تابعین و تبع تابعین پر خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ اور ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس اور آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا اور آنحضرت کے پیارے اور محبوب نواسے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم پر جو سب کے سب کبھی مراسم کفر کے پاس بھی نہیں گئے اور بدعات کے قلع قمع کرنے والے تھے اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے دائرہ سے کبھی ایک قدم بھی باہر نہیں رکھا۔

اور اے اللہ مدد کر سلطان غازی بادشاہ نادر خاں کی جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت خود بھی کرتے ہیں اور اپنی رعایا کو بھی اطاعت رب اور اطاعت رسول کی تلقین کرتے ہیں اور کفر و شرک کے مراسم سے خود بھی محترز رہتے اور اپنی رعایا کو بھی محترز رہنے کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔

اور اے اللہ تمام امرائے اسلام اور اقوام اسلامی کو اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق دے اور ان کو مشرکانہ و غیر مسلمانہ مراسم سے بچا۔

عباد اللہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ تعالیٰ اعلی واولی واکبر۔

شذرات

ڈلٹن کمیٹی کی رپورٹ

ڈلٹن کمیٹی کے "طبل بلند بانگ" دربامن بھیج کی پرشکوہ رپورٹ بڑے طمطراق کے ساتھ شایع ہوگئی اور اس نے یک گردش قلم ان تمام مظالم کو غلط اور بے بنیاد ثابت کرنے کی پوری سعی کی جنھوں نے طول و عرض ہند کے مسلمانوں میں ایک ہیجان عظیم پیدا کر رکھا تھا صدود کشمیر میں فرزندان توحید کے خرمن کا دانہ دانہ بکھر گیا ان کے صبر و قرار، ہوش و حواس اور آرام و عیش تباہ کرکے رکھدیے گئے ان کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی بنایا گیا ان کے پشت و سرین پر تازیانوں کی کھلی اور بیٹر کر رکھنے والی ضربات ماری گئیں اور ریاست کے جیلوں کی تمام کوٹھریاں اور ذخیرہ خانے کی تمام ہتھکڑیاں ان کے لئے وقف ہوگئیں لیکن مسٹر ڈلٹن بیانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ یہ سب کچھ ضروری تھا لازمی تھا، لابدی تھا اور کسی اہمیت اور کسی احتجاج کے لائق نہ تھا جتنے ہندو شاہد اور ہندو افسر شہادت کے لئے پیش ہوئے وہ سچے تھے صادق القول تھے اور انہوں نے جو کچھ کہا بالکل صحیح اور درست کہا اور جتنے مسلمان گواہ پیش ہوئے ان میں بہت بڑا حصہ لغو گو تھا دروغ باف تھا اور محض اس خیال سے مسٹر ڈلٹن کے سامنے آیا تھا کہ حکام پر اندھا دھند کیچڑ پھینکدی جائے اس کا کوئی حصہ تو کہیں جا کر چپک ہی جائے گا مسٹر ڈلٹن کی اعماق قلب میں اتر جانے والی نگاہوں نے اندر گھس کر دیکھ لیا کہ مسلمان شاہد کذب و افترا سے کام لے رہے ہیں اتنا کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کی صداقت پر خود انھیں اعتماد اور یقین نہیں ہے۔

جو شخص ایسی دل اڑانے والی نگاہ اور اتنا زبردست قیافہ رکھتا ہو ظاہر ہے کہ اس کی رپورٹ بیحد بلند اور بیحد اعلیٰ ہوگی اس لئے کہ کوئی شاہد اس کے سامنے دروغ بافی و غلط بیانی سے کام لے ہی نہیں سکتا ہمیں افسوس ہے تو اتنا کہ پوری رپورٹ ابتک ہمارے سامنے نہ آسکی اور ہم ابھی تک اپنی معلومات اور مسٹر ڈلٹن کی خداداد ذہانت اور قابلیت کا اندازہ ایسوشی ایٹڈ پریس کے خلاصہ سے کر سکے ہیں پوری رپورٹ ہمارے سامنے ہوتی تو ہم ان کے ہمارا آفریں قلم کی گلکاریوں اور ان کی تصریحات و تنقیحات سے کماحقہ لطف اٹھا سکتے اور اسے اساس بنا کر کچھ لکھتے فی الوقت تو ہم صرف اتنا لکھکر آگے بڑھتے ہیں کہ فضائے کشمیر، ماحول کے اقتضا اور آئندہ توقعات نے خوب کار فرمائی کی اور نہال سرسبز کے بجائے کلک خشک سے برنے چھال برستے دیکھے ہیں مسٹر ڈلٹن شوپیان کے متعلق تو بالکل مطمئن ہیں کہ یہاں گولی کا چلایا جانا ہر نوع ضروری تھا، لاٹھی سمہ کا فشباری بھی لازمی تھی مگر غالبا چند فائر بے ضرورت ہوگئے۔ اننت ناگ میں گولی چلنے کے متعلق ارشاد ہے کہ وہاں گولی چلنے کے متعلق ارشاد ہے کہ وہاں گولی چلانا تو ضروری ہو گیا تھا مگر بہ ضرورت حکام کی سخت بد انتظامی نے پیدا کی اور بہر ضرورت نہ رہنے پر بھی گولیاں چلتی رہیں اس پر آپ نے انتہائی نوازش سے کام لیکر حکام کو ہلکی سی ملامت بھی کردی پھر کچھ خیال آگیا تو اس غلطی کی بڑی ذمہ داری الٹی بد حواسی کو بناکر قصہ پاک کردیا گیا لیکن کوئی ان صاحب بہادر سے پوچھے کہ حضرت یہ سب کچھ سہی لیکن آپ نے یہ بھی خیال کیا اور سوچا کہ ان غیر ضروری فائروں اور حکام کی اس بدحواسی و بدانتظامی نے کتنے نفوس کو خاک و خون میں تڑپا دیا اور اس کے تابع کیا ہوئے آپ نے تو بزعم خود یہ سمجھ لیا کہ حکام کو ہلکی سی ملامت مسلمانوں کو خوش کردے گی لیکن کیا یہ ملامت ان گہرے زخموں کے اندمال کا سامان بہم پہنچا سکتی ہے جو قلوب میں پڑ گئے اور کیا مسلمان محض آپ کی اس نوازش بے پایاں" سے مطمئن ہو سکتے ہیں انتہا یہ ہے کہ آپ اس دور مدنیت و تہذیب میں کوڑوں اور تازیانوں کی سزا کو بھی قابل ملامت تصور نہیں کرتے بلکہ ایک طعن آمیز قہقہہ کی گونج میں مسلمانوں کی چیخوں کو گم کردیتے ہیں آپ مفاہمت کی خلاف ورزی کے الزام سے بھی حکومت کو بری کر رہے ہیں اور اس کا ملزم بھی مسلمانوں ہی کو گردانتے ہیں حقیقت پھر حقیقت ہے اور لاکھ پردوں میں بھی اس کا چہرہ چھپا نہیں رہ سکتا مسٹر ڈلٹن کی حمایت اور پردہ پوشی میں بھی تنقیص و مذمت کے عدہا پہلو بیاختہ نمایاں ہو جاتے ہیں علی الخصوص یہ کہ کشمیر کا ایجی ٹیشن کسی خاص قوم یا فرقہ کے خلاف نہ تھا بلکہ نظام حکومت کے خلاف تھا جو لوگ کم و بیش چند ماہ سے مسلمانوں کو فرقہ پرستی کے اتہام سے متہم کرتے چلے آرہے ہیں انھیں ایک پردہ پوش انگریز کی اس رائے پر کم از کم ایک منٹ غور کرکے تو ضرور شرمانا چاہیئے۔

مملکت آصفیہ کی ملازمتوں میں ہندوؤں کا حصہ

کشمیری مجاہرہ کے انتقام میں مسلم ریاستوں کے خلاف مہاسبھا نے جس شورش کا بیڑا اٹھایا ہے اس کی پہلی کڑی وہ تین پمفلٹ تھے جو اعلیٰحضرت حضور نظام کے تشریف فرمائے دہلی ہونے پر تقسیم کئے گئے اور جن میں آصفیہ حکومت کے نظام میں ہندوؤں کے ساتھ بے انصافی کا رونا بولے فخرت کے ساتھ رویا گیا تھا آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ حیدرآباد میں تحقیق حال کے لئے جو شخص بھیجا گیا وہ وہی تھا جسے توہین انبیاء کے جرم میں دہلی ہی کی عدالت سے سزا ہوئی تھی اور جس کا نام چندا ناد ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے دل و دماغ کا شخص مسلمانوں کے خلاف پورا زہر اگلنے اور واقعات کو مسخ صورت میں پیش کرنے میں نہ کوئی باک کرسکتا ہے اور نہ کرتا ہے۔ بہر نہج اعلیٰحضرت کی حکومت نے ایک اعلان میں ان پمفلٹوں کے مندرجہ اعلانات و الزامات کا پول کھول کر رکھدیا ہے اور اعداد و شمار کی بناء سے یہ ثابت کر دیا کہ اس مملکت میں برادران وطن کے ساتھ پوری رواداری کا سلوک کیا جا رہا ہے اس بیان میں مرقوم ہے کہ ان پمفلٹوں کے مصنف نے انتہائی شرارت سے آدی ہندوؤں کو ہندوؤں میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہ ایک سے زیادہ بار اپنی قطعی علیحدگی کا اعلان کر چکے ہیں ان کی تعداد مملکت میں ۲۴۷۶۰۰۰ ہے۔

پھر لکھا ہے کہ حیدرآباد ایک زرعی ملک ہے جس کی آبادی کا کثیر حصہ زرعی مشاغل میں مصروف ہے اعداد و شمار میں آدی ہندوؤں اور ان مزارعین کی تعداد کو شامل کرکے مجتمعاً نتیجہ اخذ کرنا ایک کھلا ہوا فریب ہے حیدرآباد کی ملازمتوں میں دیہاتی آبادی سے نہیں بلکہ شہری آبادی سے لوگ بھرتی کئے جاتے ہیں اس لئے شہری آبادی کے تناسب کے پیش نظر بحث کرنی چاہیئے تھی سرکاری بیان میں غیر مشتبہ طور پر بتایا اور واضح کیا گیا ہے کہ اچھوتوں کو علیحدہ کرنے کے بعد مسلمانوں اور ہندوؤں کا تناسب (۱) اور (۲ء۶۳) دیہاتی حلقوں میں (۱) اور (۲ء۸) اور شہری علاقوں میں (۱) اور (۱ء۲۶) یعنے ڈیوڑھا ہے ہندو جب بحث کرتے ہیں تو ساری آبادی کو خلط ملط کر لیتے ہیں حالانکہ صحیح

طریقہ یہی ہے کہ وہ انہی حلقوں کے تناسب کے پیش نظر بحث کریں جن سے ملازمتوں کے لئے لوگ بھرتی ہوتے ہیں اور پھر دیکھیں کہ حیدرآباد میں ہندوؤں کے ساتھ انصاف ہو رہا ہے یا ناانصافی آگے چل کر بیان مذکور میں ظاہر کیا ہے کہ حیدرآباد میں مسلمان (۱۵۲۴۰۰۰) عیسائی (۱۵۱۳۸۲) اچھوت (۲۴۴۷۰۳۳۲) پسماندہ اقوام (۷۲۰۰۰۰) اصل باشندے (۶۱۶۶۸۸) ہیں جن کی مجموعی (۱۱۹۳۹۴۹۳) ہوئی کل آبادی ہے (۱۴۴۰۰۱۴۸) انہیں منہا کرکے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی آبادی (۲۴۷۰۶۵۵) رہ جاتی ہے اور یہی تعلیم یافتہ اور شہری کہلاتے ہیں اور انہی میں سے ملازمتوں کے لئے امیدوار بھرتی ہوتے ہیں غور کیا جائے تو ان کی آبادی کا تناسب ۲۵ فی صدی سے بھی کم رہ جاتا ہے مگر دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے اونچی ذات والے اپنا تناسب بتلاتے ہیں ۸۰ فی صدی!

یہ تو تھی تناسب کی بحث اب اعلیٰ عہدوں پر مسلمانوں کے فائز ہونے کے الزام کا جواب سرکاری بیان میں تو یہ دیا گیا ہے کہ شہری مسلمان اپنی تاریخی روایات کی بنا پر ملازمتوں کی جانب زیادہ رجوع ہوتے ہیں وہ سرمایہ دار نہیں ان کی گذر اوقات کا ذریعہ ہی ملازمت ہے سول سروس کے امتحان داخلہ کے اعداد و شمار بھی دیئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

سنہ	عرضی گذار ہندو	مسلمان	کامیاب ہندو	مسلمان
۱۹۲۷	۲۰	۱۶۴	۱۶	۲۲۰
۱۹۲۷	۱۶	۹۲	۵	۴۷
۱۹۲۸	۴	۵۵	۴	۳۴
۱۹۳۱	۱۲	۳۱	۵	۳۰
۱۹۳۲	۹	۳۹	۶	۲۳

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہندو خود ہی مقابلہ پر قلیل تعداد میں آتے ہیں اور آنے چاہئیں اس لئے کہ وہ دیگر منفعت بخش اور پرسکون پیشوں میں مصروف ہیں تاہم ان اعداد و شمار سے واضح ہے کہ ان کے ساتھ پورا انصاف ہوتا ہے پھر آگے بڑھیئے (۲۲۰۰۰) دیہات ہیں بہت بڑی تعداد ہندو افسروں کی ہے جو مالی پٹیل، پولیس پٹیل اور پٹواری کہلاتے ہیں۔ پربھنی کے ضلع میں ۱۲ فیصدی مسلمان ہیں مگر ملازمتوں میں ہندوؤں کا حصہ ۹۹ فیصدی ہے اگر دیگر محکموں میں مسلمان زیادہ ہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ تمام دیہاتی انتظام ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے اس کے ہندو وظیفہ داروں جاگیرداروں اور روزینہ پانے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے ویسے بھی وہ بہت خوشحال ہیں تمام ساہوکارہ تجارت اور زراعت پر انہی کا قبضہ ہے اور یہ عام طور پر مسلمانوں سے کہیں زیادہ خوشحال ہیں اس سے واضح ہو گیا کہ مہاسبھائی پروپیگنڈے کی کوئی اصلیت نہیں اور محض ریاست کو بدنام کرنے کے لئے شور مچا رہے ہیں۔

تحریک کشمیر پر فرقہ پرستی کا الزام

کشمیری مسلمانوں نے حصول اصلاحات وحقوق کے لئے اسی طرح آواز اٹھائی جس طرح کہ برطانوی ہند کے باشندے اٹھا رہے ہیں تو بجائے اس کے کہ ان کے اس داعیہ آزادی سے ہمدردی کا اظہار کیا جاتا تھا مہاسبھائی جماعت و عناصر کی طرف سے اس کی بہ شدت مخالفت شروع کر دی گئی اور اسے رسوا کرنے کے لئے اس پر فرقہ پرستی کا الزام پورے زور و شور کے ساتھ عائد کیا جانے لگا اس بارہ میں معاصر بندے ماترم کا رویہ سب سے زیادہ دلچسپ ہے لکھتا ہے کہ ہم مسلمانوں کے حقوق کے مخالف ہیں نہ جمہوریت کے لیکن جمہوریت کی تحریک کو یا ریاستی رعایا کے حقوق کی تحریک کو فرقہ پرستی کا رنگ نہیں دینا چاہتے احرار نے اس تحریک میں فرقہ پرستی کا زہر داخل کر کے جمہور ہند کے خلاف ایک سنگین جرم کیا ہے“ اب قارئین کرام ہی بتائیں کہ اس ارشاد گرامی کے متعلق کیا عرض کیا جائے ایک مدت مدید اور عرصہ طویل سے ۹۵ فیصدی مسلمانوں کے حقوق قلیل التعداد ڈوگرے ضبط کئے بیٹھے تھے انھیں تحریر و تقریر تک کی آزادی حاصل نہ تھی نظام حکومت میں ان کی کوئی آواز نہ تھی اور ترقی کے تمام دروازے ان پر بند ہو چکے تھے ان کے ان بھائیوں اور ہموطنوں نے جنھوں نے کشمیر میں اپنے اوپر ترقی کے تمام دروازے بند پا کر پنجاب کو اپنا وطن بنا لیا تھا بارہا اپنے ان منکوب و مغلوب بھائیوں کو حقوق دلانے کی سعی کی لیکن نہ ڈوگرہ حکومت کے کانوں پر کوئی جوں رینگی اور نہ بندے ماترم اور اس کے بھائیوں نے یہ کہا کہ ان مظلوموں کے ساتھ انصاف ہونا چاہیئے اور جب وہ خود انصاف کی طلب کے لئے کھڑے ہوئے اور صرف نظام حکومت میں تغیر و اصلاح کا مطالبہ کیا تو انھیں ہر ممکن طریقہ سے دبایا گیا پنجاب کے مسلمانوں نے یہ دیکھ کر کہ یہ کمزور ہیں ان پر بے پناہ تشدد شروع کر دیا گیا ہے ان کا مطالبہ بھی حق بجانب ہے ان کی تائید شروع کر دی۔ بتایئے اس میں فرقہ پرستی کی کونسی چیز تھی اب تک یہ محض راعی اور رعایا کی جنگ تھی جس میں ایک دوسرے خطہ کی رعایا محض ان کے مطالبہ حق کو تقویت پہنچانے کے لئے شریک ہوئی تھی انجو مڈلٹن کمیٹی نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ یہ جنگ واقعی نظام حکومت کے خلاف تھی کسی فرقہ کے خلاف نہ تھی ان مسلمات و حقائق کے باوجود اس تحریک کو فرقہ پرستی کے زہر سے آلودہ بتانا زبردستی نہیں تو اور کیا ہے آخر بندے ماترم ہی ہمیں بتائے کہ اس تحریک کو اور کس طرح چلایا جاتا اور حقوق و اصلاحات کے حاصل کرنے کے لئے اور کونسی صورت اختیار کی جاتی ان دو صورتوں کے سوا اور کیا صورت تھی کہ یا تو مسلمان ایک مستبد نظام کے شکنجوں میں کسے رہتے جو اس دور ارتقا میں غیر ممکن تھا یا وہ اسے بدلنے کی سعی کرتے انہوں نے مؤخر الذکر طریقہ اختیار کیا اور اسی طرح اختیار کیا جس طرح کانگریس ہندوستان میں اختیار کر چکی تھی لیکن اسے جھٹ فرقہ پرستی بنا دیا گیا۔ ہندو مسلم سوال مسلمانوں کا بنایا ہوا نہیں بلکہ ہندوؤں کا ہے اگر اس منطق کو درست سمجھ لیا جائے تو انگریز بھی ہندوستانیوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ یہ جنگ حقوق و آزادی کی جنگ نہیں بلکہ نسلی جنگ ہے ہم آزادی و جمہوریت کے مخالف نہیں بلکہ اس زہر کے مخالف ہیں جو نسل و رنگ کے اختلاف نے اس میں پیدا کر دیا ہے لیکن جس طرح انگریزوں کی یہ توجیہ درست نہیں قرار دی جا سکتی تھی اسی طرح مہاسبھائی توجیہ بھی درست نہیں یہ محض ایک اتفاق تھا کہ راعی ہندو اور رعایا مسلمان تھی آزادی تو ایسی چیز ہے کہ اپنے نسل و مذہب کے افراد سے بھی طلب کی جاتی ہے چنانچہ آئرلینڈ اور امریکہ کی مثالیں موجود ہیں۔

اگر ہندو بھائی اس مطالبہ حق میں مسلمانوں کے حامی بن جاتے تو راعی اور رعایا کا یہ تنازعہ بآسانی ختم ہو جاتا مسلمانوں کو اصلاحات مل جاتیں اور مہاراجہ بہادر کا اقتدار جوں کا توں قائم رہتا لیکن مہاسبھائیوں کی بد اندیشی اور حمایت نے معاملہ کو بڑھا دیا اور یہ افسوسناک صورت پیدا کر دی کہ مہاراجہ بہادر کا تخت ڈگمگا گیا اختیارات پرائمیر ملی ہی چلی اور کالون، گلینسی، مڈلٹن، جارڈین اور لاتھر ریاست کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیتے نظر آئے مسلمان ہرگز یہ نہیں چاہتے تھے کہ ریاست پر انگریز قابض ہوں وہ محض اصلاحات و حقوق کے طلبگار تھے ”نادان کی دوستی“ اسی کو

کہتے ہیں کہ بیٹھے بٹھائے مہاراجہ بہادر کی حمایت کرکے ریاست کو انگریز حکام کے ہاتھوں میں پہنچوادیا اگر وہ فرقہ پرستی کا شور نہ مچاتے حکومت کشمیر کی حمایت نہ کرتے اور اپنے گمراہ کن مشورات تشدد سے فضا کو مکدر نہ بناتے تو آج یہ افسوسناک صورت پیدا نہ ہوتی شکایات کو رفع کرنے کے بجائے تشدد کے مشورے دینے کا انجام جو ہونا تھا وہ ہوا۔

سر سموئیل ہور کا شوق تقریر و تعزیر

آجکل سر سموئیل ہور وزیر ہند کو تقریر کرنے اور ہندوستان کے محبان وطن کو دھمکیاں دینے کا بہت شوق ہے ہفتہ عشرہ میں ایک تقریر ہو جاتی ہے اور اس میں آپ کانگریسیوں اور حریت پرستوں کو دو چار جلی کٹی سنا جاتے ہیں پارلیمنٹ میں آپ پر سوالات کی بوچھار ہوتی ہے تو آپ مبہم جوابات دیکر اور یہ بتا کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ ہم قیام امن و امان کے لئے ہر ممکن پالیسی سے کام لیں گے اور ان آرڈیننسوں کا نفاذ ضروری تھا پولیس ضرورت سے زیادہ طاقت کا استعمال نہیں کر رہی اور اگر ہم ایک طرف کانگریس کی تحریک کو کچلنے کے درپے ہیں اور اس وقت تک دم نہ لیں گے جب تک ان کے دماغ درست نہ ہوجائیں تو دوسری طرف ہم ہندوستان کے لئے جدید دستور آئین کی تکمیل میں بھی سرگرمی سے کام لے رہے ہیں خیر یہ تو ہیں امپریل رموز ممکن ہے کہ کسی غیبی فرشتہ نے آپ کے کان میں یہ کہدیا ہو کہ کم از کم ہندوستان میں فطرت انسانی ضرور تبدیل ہو جائیگی اور سینوں میں حریت و استقلال کے بھڑکتے ہوئے شعلے برطانوی تشدد سے ایک مدت غیر محدود کے لئے ٹھنڈے پڑ جائینگے اور اسی خیال و گمان کے مطابق آپ حکام ہند کی پشت پر تھپکیاں دے رہے ہوں لیکن اب آپ نے مسلمانوں پر بھی گوشۂ چشم التفات مبذول کرنا شروع کردیا ہے اور تازہ ترین تقریر میں آپ نے انھیں یقین دلایا ہے کہ ہم احسان فراموش نہیں اپنے وعدوں کو بھی نہیں بھولے ہیں آپ لوگ تحریک سے علیحدہ رہے ہیں ہم اس کا صلہ آپ کو ضرور دیں گے ہم اقلیتوں کے حقوق کے امین ہیں اور مسلمانوں کے مطالبات ہمارے پیش نظر ہیں ہم ضرور انھیں پورا کرینگے مگر جلدی نہ کرو اور صبر و ضبط سے کام لو لیکن کوئی آپ سے پوچھے کہ جب آپ کو اپنے مواعید و مواثیق یاد ہیں اور مسلمانوں کو ان کے حقوق دینے پر آمادہ ہیں تو پھر اعلان حقوق میں تاخیر و تعویق کیوں ہے اور صبر و انتظار کی یہ تلقین بار بار کیوں کی جارہی ہے ہندوستان کے کسی گوشہ میں کہیں مفاہمت کی گفتگو بھی نہیں رہی باہم میثاق کی ترتیب کی کوئی توقع باقی نہیں رہی حکومت وعدے کرچکی پھر اب انتظار کس بات کا ہے اور دیر کیوں کی جارہی ہے اس کی یہ وجہ تو نہیں کہ آپ تحریک کی رفتار دیکھ رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کانگریس سے مفاہمت کی کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جس سے کانگریس کی مغلوبیت کا پہلو نکلتا ہو اور اس وقت آپ ان کے اطمینان و خوشنودی کے لئے ایک جداگانہ اعلان کرکے خاموش ہو جائیں۔ ابھی تو آپ ہندوؤں کے شور و اختلاف سے بھی ڈر رہے ہیں اور مسلمانوں کی امیدیں بھی قائم رکھنا چاہتے ہیں مسلمان اس سیاسی چال کو سمجھ گئے ہیں اور ان کی تشویش و مایوسی روز بروز بڑھ رہی ہے اور ان کا ترقی یافتہ طبقہ مسلمانوں کو دوسری راہ پر ڈالنے کی فکر و سعی میں لگا ہوا ہے اور وہ خوب سمجھتا ہے کہ حکومت کے وعدوں پر اعتبار محض فضول ہے حکومت کو کچھ دینا ہوتا تو اس کے اعلان میں کوئی چیز مانع نہ تھی سر ہور ہندوستانیوں اور مسلمانوں کو بیوقوف سمجھتے ہوں لیکن ان کے حوصلے نہ ان کی دھمکیوں سے پست ہوتے ہیں اور نہ ان کے وعدے کرنے سے ان کے قلوب میں اعتماد کی کوئی لہر پیدا ہوتی ہے لیکن ایک طرف آپ تقریریں کر رہے ہیں اور دوسری طرف اپنی فلاح کے لئے تدبیریں سوچی جارہی ہیں کامیابی خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے کامیاب کرنا چاہے گا فتحمندی کا تاج اس کے سر پر جگمگائے گا۔

کانگریس اور حکومت میں مصالحت کی ضرورت

روز بروز کی جنگ اور گرفتاری و ہنگامہ خیزی سے ہندوستان ہی نہیں دنیا تنگ آچکی ہے لیکن عہد حکومتوں پر وقار کے قیام کا بھوت ایسا سوار ہے کہ وہ کسی صائب مشورہ پر عمل کرنے پر تیار نہیں ہوتیں ہندوستان کی غربت و افلاس ضرب المثل ہے اور وہ بھی ان نئے دن کی جنگوں سے تھک گیا ہے وہ نئی حکومت تو اس کے عمال خواہ زبان سے کچھ ہی کہتے پھریں لیکن ظاہر ہے کہ آرام و اطمینان انھیں بھی میسر نہیں اور وہ کب تک قید و بند اور لاٹھی اور سنگین کے اس کھیل کو جاری رکھ سکتے ہیں اور ۳۵ کروڑ باشندوں کے جذبات کو کب تک بندوق کے کندوں اور پولیس کے ڈنڈوں سے دبایا جا سکتا ہے تین ماہ گذر چکے ہیں اب تک کسی فریق کے جھکنے کے آثار نمایاں نہیں ہیں حکومت و ملک دونوں پریشان ہیں ایسی صورت میں حکومت کے لئے صوبہ متحدہ کی وہ قرارداد مستقل ہدایت ہونی چاہیئے جس میں حکومت ہند سے کونسل کے ذریعہ مصالحت کی طرف قدم بڑھانے اور ملک کی تمام جماعتوں کی ایک مجلس مشورت مفاہمت کے لئے طلب کرنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے اس قرارداد میں اور جماعتوں کے ساتھ کانگریس کی شرکت پر بھی زور دیا گیا ہے اور دیا جانا چاہیئے تھا اس پر حکومت کا کتنا ہی عتاب کیوں نہ ہو کانگریس کی اہمیت اور حیثیت نمائندگی سے وہ بھی جرأت انکار نہیں کرسکتی اور نہ کوئی ایسی مصالحت وسیع ہو سکتی ہے جس میں کانگریس شریک نہ ہو ہم حکومت سے استدعا کرینگے کہ وہ اب دنیا کے بت [illegible] سے دستکش ہو دونوں طرف سے طاقت کی کافی نمائش ہوچکی اب دونوں کو ہتھیار رکھکر صلح کی گفتگو شروع کرنی چاہیئے۔ انگلستان کے متعدد مدبروں کی بھی یہی رائے ہے اور صلح تو ہو کر رہے گی لیکن دو طرفہ بربادیوں کے بعد صلح ہوئی تو اس میں کیا لطف ہے۔

مولانا شوکت کا مرض مزمن

آجکل مولانا شوکت علی کو "اتحاد" کا مرض لاحق ہوگیا ہے اور دنیا کو مبتلائے فریب کرتے کرتے اب آپ اپنے نفس کو بھی فریب دینے میں مصروف ہیں ایک زمانہ تھا آپ کی حریت پرستی کی قسم ملک کے در و دیوار کھاتے نظر آتے تھے اور آپ ملک کے جس گوشے اور جس حصہ میں پہنچتے تھے آپ پر پھول برستے تھے اور اللہ اکبر اور بندے ماترم کے فلک شگاف نعروں سے آپ کا استقبال کیا جاتا تھا لیکن ہماری انہی دونوں کھلی آنکھوں نے جنہوں نے وہ پرشکوہ مظاہر حریت و احترام دیکھے تھے آج یہ منظر بھی دیکھا کہ آپ جس طرف جاتے ہیں شوکت واپس جاؤ کے نعروں اور سیاہ جھنڈیوں سے آپکا خیر مقدم کیا جاتا ہے اور سرحد کے غیور و جری فرزندان توحید آپ کو کہیں ٹکنے نہیں دیتے جب سے آپ انگلستان سے واپس آئے ہیں اس وقت سے تو آپ کی بالکل کایا پلٹ ہی ہوگئی ہے اور آپ ہر جگہ حکومت سے تعاون اور اس کی نیک نیتی کا ڈھول بجاتے پھرتے ہیں اسی نیلگوں آسمان کے نیچے اور اسی ہندوستان میں تعلق پسند بھی ہیں اور حکومت کے وفادار بھی لیکن کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ علانیہ حکومت سے تعاون کا سبق پڑھائے لیکن مولانا ہیں کہ جا بجا محل و بے محل اور شہر بہ شہر یہی کہتے پھرتے ہیں کہ دنیائے اسلام کے متعلق انگریزوں کا نقطۂ نگاہ تبدیل ہوچکا ہے اور اب وہ ہر جگہ

مسلمانوں کے ساتھ انصاف اور تعاون کرنے کے لئے تیار ہے کاش ایسا ہی ہوتا۔ لیکن تو یہ ہے حکومت اور مسلمانوں کے ساتھ تعاون اسے تو اپنے مفاد سے غرض ہے اور مولانا اس کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں بگو تقریبًا ہر جگہ ہی آپ کی اس تلقین تعاون پر دے ہوئی اور تمام اسلامی پریس نے اس پر سختی کے ساتھ اعتراض کئے لیکن رجعت و تعاون کا یہ مجنون پھر بھی اپنی سرگرمیوں سے باز نہیں آتا اور حکومت کی زلف گرہ گیر کا اسیر بنکر یہ کو اور دشت بدشت تعاون کے نعرے لگاتا پھرتا ہے۔

پھر تماشا یہ ہے کہ آپ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو میری زعامت و قیادت پر پورا اعتماد ہے کیوں نہ ہو آخر مسلمان اتنے بیوقوف ہیں جتنا کہ آپنے انھیں سمجھ رکھا ہے اور وہ آپ کے نصائح کو برابر آویزۂ گوش ہوش بناتے چلے جاتے ہیں بھلا جو شخص اسٹیج پر کھڑا ہو کر علانیہ یہ کہدیتا ہے کہ مسلمانانِ کشمیر کو ذمہ دار حکومت کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے اور جو مسلمانوں کو آغوش اغیار میں لا ڈالنے کے لئے اپنی تمام سرگرمیاں اور تمام طاقتیں وقف کئے ہوئے ہے اس پر مسلمان اعتماد نہ کریں تو کس پر کریں آپ اپنی قیادت ہی کے زعم میں تحقیقات مظالم سرحد کے لئے بھی تشریف لے گئے لیکن مسلمان نہ آپکی تحقیقات کو تحقیقات سمجھنے پر تیار ہیں اور نہ آپ کی سعد جانا اہل سرحد کے لئے کسی طرح بھی سود مند ہو سکتا ہے ہم مسلمانوں سے استدعا کریں گے کہ وہ مولانا شوکت علی کی تلقینات سے ہرگز گمراہ نہ ہوں جو حکومت اب تک مسلم حقوق کے متعلق متعدد مواعید کے باوجود اعلان نہ کر سکی جس نے سرحدیوں کے ساتھ بڑا کر مفرمایانہ سلوک روا رکھا اور جو ہر معاملہ میں مسلمانوں کی جانب سے برابر بے پرواہی برتتی چلی آرہی ہے اس سے تعاون تو محض شوکت علی ہی کر سکتے ہیں مسلمانوں میں ابھی غیرت و عقل باقی ہے۔

ریلوے میں مزید تخفیف

حکومتیں اور فرمانروائیاں رعایا کی فلاح و بہبود اور راحت آسانی کے لئے ہوا کرتی ہیں نہ کہ انھیں ستانے اور ان کی تکالیف میں اضافہ کرنے کے لئے اس وقت ملک میں ایک عام پریشانی پھیلی ہوئی ہے اور بیروزگاری اور کساد بازاری نے فرزندان ملک کو اضطراب و تشویش کے انگاروں پر لٹا رکھا ہے ضرورت تھی کہ اس وقت حکومت ملک کے اس پھیلے ہوئے اضطراب کو رفع کرنے کے متعلق کوئی قدم اٹھاتی اور ہندوستان سے بیروزگاری اور بیکاری کے بھوت کو نکالنے کے لئے دلیرانہ مساعی کرتی لیکن اس قسم کی کوئی مفید سعی کرنے کی بجائے اس کی طرف سے جو قدم بھی اٹھتا ہے وہ اضطراب و اذیت کو کم کرنے کی بجائے اس میں اور اضافہ کا باعث ہوتا ہے دنیا کی اور حکومتیں تو بیکاروں کو کام مہیا کرنے اور بیکاری کے زمانہ میں ان کے لئے جسم و جان کی یکجائی کے سامان بہم پہنچانے کی فکر کرتی ہیں ... ...

... ... اور ایام بیکاری میں انہیں برابر خزانہ حکومت سے وظائف ملتے رہتے ہیں اگر یہ حکومتیں ایسا نہ کریں تو رعایا چار دن بھی انھیں قائم نہ رہنے دے لیکن ہندوستان کا باوا آدم ہی نرالا ہے یہاں ہر سال ہزارہا انسان فاقہ کشی کی اذیتوں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں اور حکومت کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ مکھیاں مریں یا مچھر! اگر حکومت بیروزگاروں کے لئے روزگار کی سبیل نہیں پیدا کر سکتی اور ہم غلام ملک کے غلام اس قابل نہیں کہ حکومت کا گوشۂ چشم ہماری طرف مبذول ہو تو وہ اتنا تو کرے کہ جو غریب و بیکس روزگار سے لگے ہوئے ہیں وہ انھیں تو بے روزگاری کے جہنم میں نہ جھونکے ہم اس کے اتنے ہی کرم کو بڑا کرم سمجھیں گے لیکن نہیں حکومت کے سامنے محض اپنے اور اپنی حکومت کے مفاد ہیں اسے اپنی آسائشوں اور اپنی مصلحتوں سے غرض ہے رعایا کی پریشانیوں اور مصیبتوں کا چنداں احساس نہیں اس مصیبت خیز اور محبت فرسا زمانہ میں تخفیف کا کلہاڑا ہے کہ ہر محکمہ اور ہر شعبہ میں پوری تیزی کے ساتھ چل رہا ہے اور ملک کے بیکاروں میں کمی ہونے کے بجائے اور اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

صرف ریلوے کے دفاتر اور کارخانوں سے تقریبًا ستر ہزار ملازم نکالے جا چکے ہیں اور ان کی فریاد و فغاں کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی خیال تھا کہ اب اس کلہاڑے کی برش معدوم ہو گئی ہوگی اور مزید تخفیف نہ کی جائیگی لیکن ہمیں معلوم ہوا ہے ۲۴،۰۰۰ اور ملازم عنقریب تخفیف میں آنے والے ہیں آل انڈیا ریلوے فیڈریشن نے اس مزید تخفیف کے خلاف پرزور صدائے احتجاج بلند کی ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ تخفیف کی یہ چھری کب تک ہمارے ہموطنوں کے گلے پر چلتی رہے گی اور ان کے مصائب کی شب تاریک کب سپیدۂ سحری سے مبدل ہوگی حکومت اپنے داخل و مصارف کے توازن کے بندوبست اور اہتمام میں تو مصروف ہے لیکن یہ خیال نہیں کرتی کہ بیکاروں کا یہ انبوہ کہاں جائیگا اور اس کی یہ روز افزوں پریشان حکومت کے لئے کن مصائب و نوائب کا باعث ثابت ہوگی رعایا مطمئن ہوتی ہے تو راعی بھی سکھ کی نیند سوتا ہے حکومت نے انقلاب پرستوں کی شورشوں اور سرگرمیوں کے سلسلہ میں ایک سے زیادہ بار اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کی بیروزگاری کو اس تحریک کی تقویت میں بڑا دخل حاصل ہے لیکن اس اعتراف کے باوجود وہ اس مصیبت کو کم کرنے کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتی بلکہ اس آگ پر اور تیل چھڑکتی چلی جاتی ہے ہم حکومت کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ تخفیف کے اس بیدردانہ عمل کو جلد سے جلد روکے اور اپنے بجٹ کے توازن کے لئے دوسرے معقول ذرائع اختیار کرے ورنہ انجام میں اسے کیسی دشواریوں سے دوچار ہونا پڑے گا اور اس وقت تلافی کی صورتیں بھی بہت مشکل ہو جائینگی۔

ترکی زبان میں اذان و تلاوت

ریوٹر نے ترکوں کی بیدینی اور الحاد کا بدو بیگنڈا کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی سب سے زیادہ بہی خواہ یہی ایجنسی ہے پچھلے دنوں اس ایجنسی نے دنیا کے مسلمانوں میں یہ خبر پھیلا کر اضطراب و تشویش کی برقی لہریں دوڑا دی تھیں کہ جمہوریہ ترکیہ نے نمازوں اور قرآن کریم کو ترکی زبان میں پڑھنا لازمی کر دیا ہے اور عربی میں سورتوں کی تلاوت کی ممانعت کر دی گئی ہے اب تازہ ترکی اور عربی ڈاک سے اس کی حقیقت بے نقاب ہوئی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ حافظ بشار بک نے نہایت فصیح و بلیغ ترکی میں قرآن کا ترجمہ کیا اور نماز جمعہ کے بعد خطبہ کا ترجمہ نہایت خوش الحانی سے پڑھکر سنایا اسی طرح آپ نے ممبر پر چڑھکر پہلے سورہ یاسین شریف کی تلاوت کی اور پھر اس کا ترجمہ پڑھکر سنایا جس کا حاضرین پر بیحد اثر ہوا۔

قسطنطنیہ میں ہر نماز کے بعد قاری خوش الحانی سے ترکی ترجمہ لوگوں کو سناتا ہے اور مسجدیں نمازیوں سے لبریز ہوتی ہیں اس معاملہ میں حکومت کے احکام کا کوئی دخل نہیں اور نہ اس سے زیادہ اس واقعہ کی اور حقیقت۔

اخبار جمہوریت نے ایک مقالہ میں لکھا ہے کہ "خدائے قدوس ہر زبان میں عبادت

کو قبول کرتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ہم عربی زبان ہی میں عبادت کریں عبادت ایسی زبان میں ہونی چاہیئے جسے لوگ سمجھ بھی سکیں اور اس کا اثر بھی وہ اپنے قلوب میں محسوس کریں۔ اسی طرح شیخ فرید وجدی نے جو مصر کے ایک جید اور مشہور عالم ہیں اور جنہوں نے حقانیت اسلام اور اسلامی انسائیکلو پیڈیا لکھکر اتنا بڑا کام کیا ہے جس کی نظیر کئی سو سال پہلے کی تاریخ میں بھی نہیں مل سکتی الاہرام میں ایک مضمون لکھکر ترکوں کی تجدد پسندی کو بہت سراہا ہے آپ نے ترکی ہیٹ لاطینی خط کے اجرا اور قرآن مجید کے ترکی ترجمہ کی بھی مدلل طریقہ پر حمایت کی ہے اور ترکی ترجمہ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ ترکوں نے یہ کوئی نئی بدعت نہیں کی بلکہ ہندوستان اور ایران میں بہت پہلے قرآن کے ترجمے ہو چکے ہیں ہمیں ترکی ترجمہ پر اعتراض نہیں اور جہانتک خطبات کے ملکی زبان میں پڑھے جانے کا تعلق ہے ہم اس کے زبردست حامی ہیں اور مفاد عامہ کے لئے اسے ضروری سمجھتے ہیں۔ رہی نماز اول تو یہ بالکل غلط ہے کہ ترکی میں نماز بھی ترکی زبان میں شروع کر دی ہے لیکن جدت پسند طبقہ اگر اس میں تحریف کے لئے آمادہ ہو گیا ہے تو ظاہر ہے کہ دنیائے اسلام کا یہ متفق علیہ مسئلہ کبھی متزلزل نہیں ہو سکتا اور دنیا کا ایک مسلمان بھی اس تحریف کو ماننے یا عمل کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوگا اس لئے ہم کو اس سلسلہ میں ترکوں سے بدظن نہ ہونا چاہیئے اور ترکوں کے رفیق انگریزی اخبار رسال کمپنی کی تصانیف سے متاثر ہونے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے۔

گول میز کانفرنس کی کمیٹیاں

گول میز کانفرنس کی مقرر کردہ کمیٹیاں برابر مصروف عمل ہیں لیکن نہ کانگریس کو اس سے کوئی تعلق ہے اور نہ مسلمانوں کی کوئی جماعت ان کی موید ہے البتہ ملک کا اعتدال پسند طبقہ ضرور اس میں حصہ لے رہا ہے ہمیں یہاں اعتدال پسندوں کے رویہ سے کوئی بحث نہیں البتہ ہم چودھری ظفر اللہ خاں، ڈاکٹر شفاعت احمد خاں اور مسٹر غزنوی سے یہ استفسار کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ آپ کس جماعت کے اصول کے مطابق یہ اشتراک عمل کئے ہوئے ہیں اور اس سے آپ نے ملت کا کونسا فائدہ سوچ رکھا ہے آپ لوگ مسلم کانفرنس کے ممبر اور متبع ہیں لیکن جہانتک ہمارا حافظہ کام دے سکتا ہے ہم یقین کر سکتے ہیں کہ مسلم کانفرنس نے کبھی اس اشتراک عمل کی اجازت دی وہ یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ جب تک اعلان حقوق نہ کیا جائے اس وقت تک ان کمیٹیوں کی شرکت سے قطعی احتراز برتا جائے لیکن یہ حضرات بھی عجیب ذہنیت کے لوگ ہیں کہ سوائے اپنے نفس اور غرض کے کسی کے پیرو اور مقلد نہیں بنتے پھر لطف یہ ہے کہ اپنی صفائیاں پیش کرتے اور اپنے رویہ کے جواز کی مختلف توجیہیں کرتے رہتے ہیں اب بھی حضرات فرمائیں کہ ہم انھیں جاہ طلب اور غرض پرست نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔

مسلم کانفرنس کے اجلاس میں کھڑے ہوں گے تو مسلم حقوق کے متعلق پرزور تقریریں کریں گے اور یہ معلوم ہوگا کہ ان سے زیادہ مسلمانوں کا کوئی ہمدرد نہیں لیکن جب کسی بے حقیقت سے بے حقیقت قربانی کا بھی موقعہ آتا ہے تو یہ لوگ دور جا کھڑے ہوتے ہیں غور کیجئے جو افراد کمیٹیوں کی ممبری تک کی عزت کی قربانی نہ کر سکیں ان کی ذات سے مسلمان کیا توقعات وابستہ کر سکتے ہیں پھر یہی نہیں انھیں قدم قدم پر ذلتوں کا سامنا ہوتا ہے ہندو ممبران کی تجاویز کا مذاق اڑاتے ہیں انھیں مورد اعتراض بناتے ہیں اور بات بات پر زبان پکڑتے ہیں لیکن پھر بھی انھیں احساس نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ قوم جن کی پشت پر نہیں ہوتی اور جو افراد اپنی جماعتوں کے مسلمہ فیصلوں کے خلاف چلتے ہیں ان کی کہیں عزت نہیں ہوتی حقیقی عزت وہ نہیں جو حکومت کی بارگاہ رفیع سے عطا ہو بلکہ وہ ہے جو قوم عطا کرے ہم حکومت کو بھی متنبہ کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کے نمایندے ہرگز نہیں ہر طبقہ و خیال کے مسلمان ان سے اور ان کے فعل و عمل سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کر چکے ہیں ان کی مدد سے جو فیصلہ بھی کئے جائیں گے مسلمان ان کے ہرگز ذمہ دار نہوں گے ان حضرات سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ یہ اب بھی قوم کی حالت پر رحم کریں ملت کے فیصلہ کو وقعت دیں اور ان کمیٹیوں کی رکنیت سے استعفےٰ دیدیں ورنہ قوم ان سے ان کے اس رویہ پر شدید بازپرس کریگی۔

مسلم کانفرنس اور حقوق مسلمین

مسلم کانفرنس کے ارباب کار بہت مسرور اور خوش تھے کہ آستان حکومت سے ۲۲ فروری کی صبح کو آفتاب حقوق طلوع ہوگا اور ملت کے ظلمت کدوں میں درخشاں روشنی پھیل جائیگی۔ روزہ داروں کے اضطراب شوق کی طرح یہ لوگ اس طلوع صبح کے منتظر تھے لیکن یہ تاریخ حسب معمول آئی اور گذر گئی اور اعلان حقوق نہ ہونا تھا نہ ہوا کانفرنسی حلقوں میں اس خاموشی پر عام مایوسی و اضطراب کی تاریکیاں چھا گئیں اور مخالفین نے خوب قہقہے لگائے چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ لوگ اس جھٹکے سے تنبیہ اور عبرت حاصل کرتے اور اعلان حقوق کرانے کے لئے کوئی اور موثر ذرائع اختیار کرتے لیکن یہ تمام کرسیوں پر دراز رہنے والے قائم قربانیوں سے تو ایسے ہی ندرہیں جیسے گناہ سے بھی جی آستانہ حکومت پر سر جھکانے کے بھی کیا سکتے تھے وہ .... دو ٹھنڈی سانسیں لیں کچھ بڑبڑائے کچھ قسمت کو کوسا اور خاموش ہو گئے حکومت بھی ان کی ذہنیت اور افتاد طبع سے خوب واقف ہے وہ جانتی ہے کہ ان لوگوں میں باہر نکل کر میدان میں آنے اور ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی تو طاقت ہے نہیں ایک دھمکی اور ایک نگاہ خشمگیں ان کے مزاج درست کرنے کو کافی ہے اس لئے ان کی پرواہ کیوں کی جائے اور ان کی پاسداری خاطر کے لئے کیوں اس قوم سے بگاڑی جائے جو قربانیوں کی مجسمہ اور ایثار کا پیکر ہے اور جس کے فرزندوں کو نہ جیل کی کوٹھریاں ڈرا سکتی ہیں اور نہ پھانسی کے تختے خوفزدہ کر سکتے ہیں۔

ان "بزرگان ملت" کے قلوب میں اگر ملت کے لئے کوئی تڑپ ہوتی اور اپنے مخصوص عقائد کے مطابق یہ واقعی مسلمانوں کے لئے طلبی حقوق کا داعیہ رکھتے تو آج یہ اپنے کاشانہ ہائے عیش میں پڑے وند مسرت سے نہ بسر کرتے بلکہ یہ حکومت کے خلاف اس وقت ایک محاذ قائم کر دیتے اور اس وقت تک دم نہ لیتے جب تک کہ حکومت حقوق کا اعلان نہ کرا دیتی لیکن غریب اتنی جراءت کہاں سے لائیں اور حکومت کا مقابلہ کس طرح کریں جن کے دل کمزور کلی ہے وہ ممبد ان میں کودے ہوئے ہیں اور قید و بند کے مصائب ان کی ہمتوں کو پست نہیں کرتے۔ مگر ان مسلم کانفرنس والوں کو تو حب جاہ اور ذاتی عزت سے کام ہے غرض و معروض سے کچھ مل جائے تو فبہا ورنہ ان سے یہ توقع رکھنا کہ یہ کوئی دلیرانہ اقدام کریں گے بالکل فضول ہے یہ تو سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی نہ ٹوٹے کے اصول پر عمل پیرا ہیں حکومت کو ناخوش بھی نہ ہونے دیں گے اور مسلمانوں کو بھی بیوقوف بناتے رہیں گے۔

—— (۱) ——

کتاب الاسلام

باب الجنائز

(بسلسلہ گذشتہ)

عیادت کا ثواب

اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت یعنی بیمار پرسی کے لئے ضرور جانا چاہیئے اول تو مریض کے دل میں آنے والے کی محبت پیدا ہوتی ہے اس کے عزیز و اقارب کو بھی یہ خیال ہوتا ہے کہ ان کو ہم سے محبت ہے جو ہمارے عزیز کی خیریت کے لئے آئے دوسرے سرکار دو عالم کے فرمانے پر عمل ہوتا ہے جو باعث نجات اور زندگی کے لئے بہترین عمل ہے۔ عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطعموا الجائع وعودوا المریض وفکوا العانی رواہ البخاری۔ حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بھوکے کو کھانا کھلایا کرو اور قیدی کو آزاد کرایا کرو اور مریض کی عیادت کیا کرو۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادۃ المریض واتباع الجنائز واجابۃ الدعوۃ وتشمیت العاطس متفق علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں سلام کا جواب دینا۔ بیمار کی عیادت کرنا۔ جنازہ کے ساتھ جانا اس کے بلانے پر جواب دینا بشرطیکہ وہ کسی امر قبیح کی طرف نہ بلاتا ہو، چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے

وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المسلم اذا عاد اخاہ المسلم لم یزل فی خرفۃ الجنۃ حتی یرجع رواہ مسلم حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان جب کسی مسلمان بیمار کی عیادت کے لئے جاتا ہے جب تک وہاں رہتا ہے جنت کی ہوائیں لیتا رہتا ہے یعنی مستحق جنت ہوتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیامۃ یا ابن ادم مرضت فلم تعدنی قال یا رب کیف اعودک وانت رب العالمین قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعدہ اما علمت انک لو عدتہ لوجدتنی عندہ یا ابن ادم استطعمتک فلم تطعمنی قال یا رب کیف اطعمک وانت رب العالمین قال اما علمت انہ استطعمک عبدی فلان فلم تطعمہ اما علمت انک لو اطعمتہ لوجدت ذالک عندی یا ابن ادم استسقیتک فلم تسقنی قال یا رب کیف اسقیک وانت رب العالمین قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقہ اما انک لو سقیتہ وجدت ذلک۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن فرمائے گا کہ اے ابن آدم میں بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت نہیں کی بندہ عرض کرے گا کہ اے مولا آپ کی عیادت آپ تو ساری دنیا کے پالنے والے ہیں ارشاد ہوگا تو نہیں جانتا میرا فلانا بندہ بیمار ہوا تھا اگر تو اسکی عیادت کرتا تو تو مجھکو اس کے پاس پاتا (مراد یہ ہے کہ میں تجھ سے خوش ہو جاتا) پھر ارشاد ہوگا کہ اے ابن آدم ہم بھوکے رہے تو نے ہم کو کھانا نہیں کھلایا بندہ عرض کرے گا کہ جناب آپ کو کیونکر کھلاتا آپ تو ساری دنیا کے کھلانے والے ہیں ارشاد ہوگا تو نہیں جانتا کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا طلب کیا تھا اگر تو اس کو کھلا دیتا تو میں تجھ سے رضامند ہو جاتا پھر ارشاد ہوگا کہ اے ابن آدم ہم پیاسے رہے تو نے ہم کو پانی نہیں پلایا بندہ عرض کرے گا کہ اے مولا آپکی ذات تو ان باتوں سے مبرا و منزہ ہے ارشاد باری ہوگا کہ تجھ سے ہمارے فلاں بندہ نے پانی مانگا تھا اگر تو اسکو پانی پلا دیتا تو مجھکو اس کے پاس پاتا یعنی میں تجھ سے خوش ہو جاتا مسلم نے روایت کی ہے۔

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم ست قیل ماھن یا رسول اللہ قال اذا لقیتہ فسلم علیہ واذا دعاک فاجبہ واذا استنصحک فانصح واذا عطس فحمد اللہ فشمتہ واذا مرض فعدہ واذا مات فاتبعہ رواہ مسلم

حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر سات حق ہیں جب ایک دوسرے سے ملاقات ہو تو اسکو سلام کرے اور جب وہ کسی کام کے لئے بلائے تو جائے اور جب وہ نصیحت چاہے تو اسکو نصیحت کرے اور جب وہ چھینکے تو الحمد للہ پڑھے اور جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے اور جب مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جائے۔

عیادت کے سلسلہ میں اور بہی سی احادیث موجود ہیں جن کی اس جگہ گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے نہیں لکھا گیا مذکرہ بالا احادیث کے پڑھنے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ مریض کی عیادت کو جانا ایک نہایت ضروری امر ہے۔

نئی روشنی کے دلدادہ تو یہ کہکر جان بچا جاتے ہیں کہ فلاں مرض دق میں مبتلا ہے اس کی عیادت کو جانا درست نہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مرض متعدی ہم کو بھی لگ جائے یہ کہنا درست نہیں حضور نے اس کی ممانعت فرمائی ہے ایک مرتبہ اونٹوں کو خارش ہو گئی تھی ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فلاں جگہ سے جو قافلہ آیا تھا ان میں ایک اونٹ کو خارش ہو رہی تھی معلوم ہوتا ہے کہ ان اونٹوں کی خارش ان کو لگ گئی حضور نے فرمایا کہ اس کو کہاں سے لگی وہ صحابی خاموش ہوئے آپ نے فرمایا یہ نہ کہا کرو جب اور جسکو اللہ تعالیٰ کسی مرض میں مبتلا کرنا چاہتا ہے وہ مبتلا ہو جاتا ہے۔

غیر مسلم کی عیادت بھی درست ہے

جس طرح ایک مسلمان ایک مسلمان کی عیادت کے لئے جا سکتا ہے اسی طرح غیر مسلم کی عیادت کو بھی جانا درست ہے اگرچہ ذیل کی حدیث سے حضور کا ایک یہودی غلام کی عیادت کو جانا ثابت ہوتا ہے لیکن بعض حضرات علما متقدمین نے لکھا ہے کہ نصرانی اور مجوسی اور فاسق کی عیادت کو بھی جانے میں کوئی

حرج نہیں اس لئے سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم اور خلق کا اس پر اثر پڑے گا اور اخلاق محمدی ایک ایسا جادو ہے جو لوگوں کے قلوب کو مسخر کر لیتا ہے

عن انس قال کان غلام یہودی یخدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمرض فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعودہ فقعد عند رأسہ فقال لہ اسلم فنظر الی ابیہ وھو عندہ فقال اطع ابا القاسم فاسلم فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول الحمد للہ الذی انقذہ من النار۔ رواہ البخاری

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی غلام حضور کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوگیا حضور اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور آپ نے اس سے کہا کہ مسلمان ہوجا اس نے حضور کا فرمان سنکر باپ کی طرف دیکھا اس نے کہا کہ اطاعت کر ابو القاسم کی یعنی حضور کی اور مسلمان ہوجا وہ مسلمان ہوگیا حضور اس کے گھر سے نکلے اور آپ یہ فرمارہے تھے تمام حمد اس اللہ کے لئے سزاوار ہے جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔

دیکھیے اس حدیث سے مسلمان تو مسلمان یہودی کی عیادت کے لئے حضور تشریف لے گئے اور آپ کے تشریف لیجانے کا یہ اثر ہوا کہ اللہ نے اس کو مشرف باسلام کیا ہم کو لازم ہے کہ جہانتک ہوسکے آپ کی سنت مبارکہ پر عمل کرکے اپنے آپکو کامل مسلمان بنائیں۔

بیماری بھی کفارۂ گناہ ہے

بعض ناعاقبت اندیش مسلمان بیماری کو خدا کے عذاب سے تعبیر کرتے ہیں اور مبتلا ہوکر کلمات کفریہ استعمال کرنے لگتے ہیں شریعت میں اس قسم کے کلمات کے استعمال کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ بیماری بھی گناہوں کا کفارہ ہے۔

عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما یصیب من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللہ بھا من خطایاہ متفق علیہ ابی سعید روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف اور مصیبت اور نہ رنج اور نہ حزن اور نہ تکلیف اور غم یہانتک کا نٹا بھی نہیں لگتا مگر اللہ تعالیٰ اس بندہ کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں (بخاری مسلم)

عن جابر قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ام السائب فقال مالک تزفزفین قالت الحمی لا بارک اللہ فیھا فقال لا تسبی الحمی فانھا تذھب خطایا بنی ادم کما یذھب الکیر خبث الحدید

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب کے پاس تشریف لائے وہ بخار میں گھبرا رہی تھی ارشاد فرمایا کیوں گھبرا رہی ہے انہوں نے کہا مجھکو بخار ہے اللہ اس کو غارت کرے حضور نے فرمایا بخار کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ بخار بنی آدم کے گناہوں کو دور کردیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کردیتی ہے۔

عن انس قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ سبحانہ وتعالی اذا ابتلیت عبدی بحبیبتیہ ثم صبر عوضتہ منھما الجنۃ یرید عینیہ رواہ البخاری)

حضرت انس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی بندہ کو نابینا کرتا ہوں اور پھر وہ بندہ صبر کرتا ہے تو اس بندہ کو اس کے بدلے جنت عطا کروں گا - اور حبیبتیہ سے مراد آنکھیں ہیں۔

عن زید عن امیۃ انھا سألت عائشۃ عن قول اللہ عز وجل ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ وعن قولہ من یعمل سوء یجز بہ فقالت ما سألنی منذ سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ھذہ معاتبۃ اللہ العبد بما یصیبہ من الحمی والنکبۃ حتی البضاعۃ یضعھا فی قمیصہ فیفقدھا فیفزع لھا حتی ان العبد لیخرج من ذنوبہ کما یخرج التبر الاحمر من الکیر (رواہ ترمذی)

حضرت زید امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سوال کیا حضرت عائشہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہ جو کچھ تم ہم سے ظاہر کرتے ہو اپنے نفسوں میں اور جو کچھ تم پوشیدہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب پر مواخذہ کرے گا اور اس قول کے بارہ میں کہ بندہ جو کچھ برے عمل کرتا ہے اس کی اسکو جزا دی جائیگی حضرت عائشہ نے فرمایا انہیں سوال کیا مجھ سے ان آیات کے متعلق جب کہ میں نے حضور نبی کریم سے دریافت کیا ہے فرمایا یہ عتاب ہے اللہ کی جانب سے بندہ پر جو کچھ کہ اس کو پہنچتا ہے دنیا میں بخار کی قسم اور تکالیف یہانتک کہ اپنے ہاتھ کی آستین کو جب گم کرتا ہے اور گھبراتا ہے اس ادنی تکلیف کی وجہ سے بھی بندہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے سونا بھٹی میں سے صاف ہوجاتا ہے روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے۔

عن سعد قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس اشد بلاء قال الانبیاء ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علی حسب دینہ فان کان فی دینہ صلبا اشتد بلاءہ وان کان فی دینہ رقۃ ھون علیہ فما زال کذلک حتی یمشی علی الارض ما لہ ذنب رواہ الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح۔

حضرت سعد سے روایت ہے کہ حضور سے سوال کیا گیا کہ کن کو زیادہ مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے حضور نے فرمایا کہ انبیاء علیہ السلام کو پھر ان سے جو کم درجہ رکھتے ہوں اسی طرح علی سبیل التنزل جس مرتبہ کا آدمی ہوتا ہے اسی طرح کا اس کا امتحان لیا جاتا ہے اگر اس کے دین میں کسی قسم کی کمزوری ہوتی ہے تو اس کو تکلیف دی جاتی ہے اور وہ اس وقت تک مبتلا رہتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ نے اسے گناہوں سے پاک نہ کردے اور وہ زمین پر چلے پھرے اور اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو اس کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد اللہ بعبدہ الخیر عجل لہ العقوبۃ فی الدنیا واذا اراد اللہ بعبدہ الشر امسک عنہ بذنبہ حتی یوافیہ یوم القیامۃ رواہ الترمذی حضرت انس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے ساتھ بہتری کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اس کے گناہوں کی سزا دنیا ہی میں دیدیتے ہیں اور جب کسی بندہ کو معذب کرنا چاہتے ہیں تو اس کو گناہوں کی حالت میں مبتلا چھوڑ دیتے ہیں تاکہ قیامت میں اس کو سزا دیں (رواہ ترمذی)

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۙ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۙ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ۙ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۙ أُولٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۙ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا ۙ

(ترجمہ) یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو کہ حکم سے باہر ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور ڈال رکھا ہے اور جس نے یوں کہا تھا کہ میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لوں گا اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ چارپایوں کے کانوں کو تراشا کرینگے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنلوے گا وہ صریح نقصان میں واقع ہوگا۔ شیطان ان لوگوں سے وعدے کیا کرتا ہے اور ان کو ہوسیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پاویں گے اور جو لوگ ایمان لے آئے اور اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے خدا تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا۔

تفسیر:- یہ آیت مشرکین مکہ کے بارہ میں نازل ہوئی جنھوں نے اپنے اپنے علیحدہ علیحدہ عورتوں کی شکل پر بت بنا رکھے تھے اور عورتوں ہی کے سے نام ان کے رکھ چھوڑے تھے ایک کا نام لات (اللہ کا مونث) دوسرے کا نام عزیٰ (اعز کا مونث) اور تیسرے کا نام مناۃ (منان کا مونث) تھا یہ لوگ ان کی پرستش کرتے تھے یہ آیت پہلی آیت کی موید ہے پہلی آیت میں اخوت اور وحدۃ عقیدہ کا بیان تھا اور حکم ہوا تھا کہ مشرکین بہت گمراہ ہیں ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ اب یہاں یہ ارشاد ہے کہ مشرکین کے بہت گمراہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے وحدت انسانیہ کا وجود وحدۃ عقیدہ سے پیدا ہوتی ہے) قطع کر دیا ہے ہر ایک اپنے معبود کی طرف مائل ہے لات کا پجاری عزیٰ سے متنفر ہے اور عزیٰ کا پرستار مناۃ سے اور اس سے باہمی تفرقہ پیدا ہو گیا ہے اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عورتوں کی پرستش کرتے ہیں (حالانکہ مونث میں اثر پذیری کی قوت ہوتی ہے قوت تاثیر نہیں ہوتی پھر عورتیں کس طرح قابل عبادت ہو سکتی ہیں) در حقیقت یہ پرستش اصنام نہیں پرستش شیطان ہے اور شیطان کہہ چکا ہے کہ میں ان کو ہر طریقہ سے گمراہ کروں گا ان کو مختلف خواہشات کا آرزومند کروں گا اور ان سے ہر قسم کے وعدے کروں گا حالانکہ شیطان کے وعدہ کی حقیقت دھوکہ کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے ہاں نیکوکار مسلمانوں کو بہشت ملیگی خدا نے اُن سے سچا وعدہ کر لیا ہے اور خدا کا وعدہ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے جس میں ذرہ بھر خلاف کی گنجائش نہیں ہے۔

تغیر خلق اللہ کی دو قسمیں ہیں اور دونوں کی ممانعت کر دی گئی ہے (۱) جسمانی (۲) اخلاقی جسمانی تغیر کے عرب کے نزدیک مختلف طریقے تھے (۱) جب اونٹنی کا پانچواں بچہ نر ہوتا اس کے کان چیر کر نر بنا کر چھوڑ دیتے تھے اور پھر اس سے کسی کو انتفاع کا حق نہ ہوتا تھا (۲) عورتیں مصنوعی بال لگاتی تھیں جن کو واصلات کہا جاتا تھا (۳) عورتیں بدن گودوانی تھیں ان کو واشمات کہتے تھے اور یہ فعل ان کے نزدیک سبب زینت جمالی خیال کیا جاتا تھا (۴) غلاموں کو اور نیز بعض جانوروں کو خصی کر دیتے تھے (۵) بعض اونٹوں کے کان کاٹ کر ان کو کانا کر دیتے تھے (۶) مخنث بنتے تھے وغیرہ ان سب کی ممانعت فرما دی گئی۔

(۲) اخلاقی تغیر میں فطری تغیر اور قانون فطرت کی خلاف ورزی یہی داخل ہے مثلاً ستارہ پرستی آتش پرستی ہوا پرستی نفس پرستی دریا پرستی فرشتہ پرستی اور اعتدال فطری سے کم یا زیادہ قوت شہوانیہ و غضبیہ کا استعمال مصارف اعتدالی سے خلاف ورزی کر کے فضول خرچی کرنا یا کنجوس ہو جانا وغیرہ بہرحال یہ آیت تمام عبادات اور معاملات مذہبی قومی وطنی اور دیگر قوانین فطرت کو جامع ہے۔

مقصود بیان وحدۃ عقیدہ کا دلائل اثبات شرک فی العقیدہ اور شرک فی العبادۃ کی مکمل مع دلائل تردید شیطانی مکروں کی توضیح اور ان سے بچنے کی ترہیب نماز قانون فطرت پر کاربند رہنے کا حکم جو سوائے اسلام کے کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا خلاف ورزی فطرت کی سزا۔ ایمان اور نیک اعمال کی جزا یقینی وعدہ وغیرہ۔

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۙ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۙ

(ترجمہ) نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے جو شخص کوئی برا کام کرے گا وہ اس کے عوض میں سزا دیا جاویگا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملیگا نہ مددگار ملیگا۔ اور جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

تفسیر۔ چند عیسائی اور کچھ یہودی اور بعض مسلمان ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے بحث مباحثہ میں مشغول تھے یہودی کہہ رہا تھا ہم انبیاء کی اولاد ہیں ہمارا مذہب تمہارے مذہبوں سے پرانا ہے ہمارے نبی تمہارے پیشواؤں سے پہلے ہیں ہماری مذہبی کتاب تمہاری کتابوں سے قدیم اور مکمل ہے اس لئے ہم ہی جنت میں جائینگے تم ہرگز نہ جاؤ گے۔ عیسائی کہتا تھا ہماری کتاب تمہاری مذہبی کتاب کی ناسخ ہے خداوند یسوع کی ایلیا نے بشارت دی تھی خداوند یسوع خدا کے بیٹے تھے ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوکر سولی پر چڑھ گئے اور اب ہم تمام گناہوں سے پاک ہو گئے اور ہماری تمام خطائیں پہلے ہی سے معاف کردی گئیں لہٰذا ہم ہی بہشت میں جائینگے تم لوگ نہ جاؤ گے۔ مسلمان کہتے تھے کہ ہمارے نبی محمد صلعم خاتم الانبیاء ہیں سید المرسلین ہیں اور رحمۃ للعالمین ہیں ہماری کتاب تمام ہدایات کو جامع ہے لہٰذا ہم ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ تفاخر خداوند تعالیٰ کو پسند نہ آیا اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کا حاصل یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونا نہ تمہاری آرزو اور خواہش سے ہو سکتا ہے اور نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے کہنے سے جس شخص کے برے اعمال ہوں گے اس کو ان کی سزا ملیگی خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی یا یہودی نبی زادہ ہو یا معمولی انسان کا بیٹا خدا کے عذاب سے کوئی چھڑا نہیں سکتا اور نہ خدا کے سامنے کوئی حمایتی بن سکتا ہے ہاں جو مومن اور نیک اعمال ہو اس کی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اس کو ضرور جنت ملیگی۔

مقصود بیان ۔ مذہب نام کا نہیں بلکہ کام کا ہونا چاہیئے صرف زبانی دعووں سے کچھ کام نہیں نکل سکتا اقرار اور دعوی کے ساتھ عمل لازم ہے تفاخر نسبی بغیر عمل کے ناجائز ہے۔ شرافت نسب یا کرامت حسب خدا کے سامنے بدون اعمال کے بے سود ہے نیک اعمال بغیر ایمان کے مقبول نہیں ہیں وغیرہ

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطًا ۝ ع

(ترجمہ) اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اسکی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے جس میں کجی کا نام نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو احاطہ فرمائے ہوئے ہیں"

تفسیر۔ جبکہ آیت بالا نازل ہوئی اور مسلمانوں کو خطاب کرکے فرمایا گیا کہ فلاح آخرت نہ تو تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی من مانی امیدوں پر بلکہ جزاء خداوندی کا وہی مستحق ہوگا جو مومن اور نیکوکار ہو تو اہل کتاب کہنے لگے کہ مسلمانو اب تو ہم اور تم دونوں تمہارے قرآنی فیصلہ کے بموجب برابر ہو گئے اس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا سر خدا کے سامنے جھکادے اور نیک اعمال رکھتا ہو مذہب ابراہیمی کا پیروکار ہو گمراہی چھوڑ کر صرف ایک خدا کا ہو رہے اس سے زیادہ اچھا مذہب کس کا ہوسکتا ہے یعنی عیسائی اور یہودی دین ابراہیم کے متبع نہیں ہیں للہیت ان میں نہیں ہے ذات یکتا کے سامنے سر تسلیم یہ خم نہیں کرتے کوئی عزیر کو خدا کا بیٹا کہتا ہے تو کوئی مسیح کو تو پھر یہ کیونکر نجات کے امیدوار ہو سکتے ہیں اور کیوں ان کو جنت کے ٹھیکیدار ہونے کا دعوی ہے ہاں مسلمان جو ملت ابراہیمی کے پیرو ہیں اگر نیکوکار رہیں اور اپنا سر خدا کے سامنے جھکا دیں تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوں گے کیونکہ یہ لوگ دین ابراہیم کے سچے مقلد ہیں اور ابراہیم خدا کے دوست تھے اور ایک ہی خدا کے ہو رہے تھے لہٰذا مسلمان بھی خدا کے دوست ہیں اور ایک ہی خدا کے پرستار ہیں خدا ہی انھیں ان کے اعمال کا ثواب اپنی رحمت سے عطا فرما دے گا کیونکہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور کسی طرح اس کے قبضہ اقتدار سے خارج نہیں ہے جنت بھی خدا کی ہے اس کو اختیار ہے جس کو چاہے عطا کرے کسی کو اس کے انعام میں چون وچرا کی گنجائش نہیں ہے۔

مقصود بیان دین ابراہیمی حق ہے اسی پر مسلمانوں کو چلنا چاہیئے دین ابراہیمی پر چلنے والے یعنے مسلمان بشرطیکہ نیکوکار رہیں خدا کے دوست ہیں اور جنت میں جائینگے۔ ہر عمل میں خلوص نیت ضروری ہے خدا کی رضا جوئی ہر شخص پر لازم ہے کوئی چیز خدا کے قبضہ سے خارج نہیں ہے وغیرہ۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِىْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝

(ترجمہ) اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی جو کہ قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جایا کرتی ہیں جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں ہیں جن کو جو ان کا حق مقرر ہے نہیں دیتے اور ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو اور کمزور بچوں کے باب میں اور اس باب میں کہ یتیموں کی کارگزاری انصاف کے ساتھ کرو اور جو نیک کام کرو گے سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں"

تفسیر۔ قرآن پاک میں یہ عجیب پراثر بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ کچھ احکام بیان فرما کر اس کے بعد ترغیب وترہیب وعدہ ووعید اور جلال کبریائی کی آیات نازل ہوتی ہیں تاکہ مخاطب کو ان کے احکام کا نیک نتیجہ اور دنیا وآخرت میں تعمیل کا عمدہ ثمرہ معلوم ہو کر رغبت ہو اور نیز اس حکم دینے والے کی عظمت وشان بھی دل پر چھا جائے اسی لئے اس سورۃ کے ابتدا میں چند احکام بیان فرمائے تھے پھر ان کے بعد ترغیب وترہیب اور نیز کفار ومشرکین کی عدول حکمی کا بد نتیجہ عالم آخرت کی خوبیاں اور ذات وصفات خداوندی کا ذکر فرمایا تھا اب پھر یہاں چند احکام کا بیان ہے اس آیت کے نازل ہونے کا یہ سبب ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کا دستور تھا کہ اگر یتیم لڑکیاں ان کی سرپرستی میں آجاتی تھیں اور دولتمند ہونے کے علاوہ حسین وجمیل بھی ہوتی تھیں تو خود ان کے ساتھ نکاح کرلیا کرتے تھے اور ان کا مال کھا جاتے تھے اور اگر حسین وجمیل نہ ہوتی تھیں تو نہ خود ان کے ساتھ اپنا نکاح کرتے تھے نہ ان لوگوں سے ان کا رشتہ عقد قائم ہونے دیتے تھے جن کی طرف ان کو رغبت

ہوتی تھی بلکہ ان کا مال خود ہضم کر جاتے تھے چنانچہ آیت کے نزول سے پہلے ایک واقعہ ہوا حضرت جابر کی چچازاد بہن یتیم ہوگئیں تھیں اور باپ کی میراث میں بہت سا مال ان کو ملا تھا حضرت جابر بدصورت ہونے کی وجہ سے ان سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور کسی دوسرے شخص سے بھی نکاح کرنا اس وجہ سے پسند نہیں کرتے تھے کہ اجنبی شخص مال کے ترکہ میں شریک ہو جائے گا اسی خیالی کشمکش میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت واقعہ کے متعلق اس امید پر سوال کیا کہ شاید پہلا حکم منسوخ ہو جائے یا کچھ تخفیف کی گنجائش نکل آئے اس کے علاوہ عیینہ بن حصین نے بھی حضور اکرم سے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ اس سے قبل تو ہم ان لوگوں کو حصہ دیا کرتے تھے جو لڑائی میں شریک ہوتے تھے عورتیں لڑائی میں شریک نہیں ہوتی ہیں اس لئے ان کو حصہ نہیں دیتے تھے اب عورتوں اور کمزور بچوں کے متعلق کیا حکم ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی خلاصہ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ تمہارے سوال کا جواب تو پہلے (اسی سورہ نساء میں) دیا جا چکا وہی جواب اب بھی دیا جاتا ہے کہ عورتوں کو ان کا حصہ دو اور یتیموں کے حق میں عدل و انصاف کو کام میں لاؤ ان کی حق تلفی نہ کرو اس نیکی کا اجر تم کو خداوند تعالیٰ عطا فرمائیگا تمہاری یہ کوشش خیر رائیگاں نہ جائیگی۔ ایک روایت میں اس آیت کی شان نزول اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جب اس سورہ نساء میں اس سے قبل یتیمہ عورتوں کے متعلق حکم نازل ہوا تو مسلمانوں نے یہاں تک احتیاط کی کہ ولی و سرپرست ہونے کے باوجود یتیمہ کا نکاح اپنے ساتھ کرنا خطرناک خیال کیا مگر بعض جگہ یہی قرین مصلحت تھا کہ ولی . . . . اپنے ساتھ خود ہی نکاح کرے کیونکہ یتیم بچی کے حقوق کی رعایت اور پاسداری جس طرح ولی کر سکتا ہے دوسرا نہیں کر سکتا اس خیال کو مدنظر رکھکر حضور اکرم سے دریافت کیا جس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

مقصود بیان۔ عورتوں کو میراث میں حصہ دار بنانا، یتیموں اور ضعیف بچوں کے حقوق کی رعایت و نگہداشت کا حکم۔ حق تلفی اور غبن مال سے ممانعت اسلامی مساوات کی طرف اشارہ وغیرہ۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝

(ترجمہ) اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بددماغی یا بے پروائی کا ہو سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کرلیں اور یہ صلح بہتر ہے اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ جس سے اس کو ایسا کردو جیسے کوئی ادھر میں لٹکی ہو اور اگر اصلاح کرلو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں۔ اور اگر دونوں میاں بیوی جدا ہو جاویں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے احتیاج کرے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے اور بڑی حکمت والے ہیں۔"

تفسیر: جب ام المومنین حضرت سودہ کو حضور اکرم صلعم نے کسی وجہ سے طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں قیامت کے دن اپنے لئے زوجیت نبی کا افتخار حاصل کرنا چاہتی ہوں آپ مجھکو طلاق نہ دیں میں سوا نان نفقہ کے اور تمام حقوق زوجیت سے دست بردار ہوتی ہوں اس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی اس سے پہلے کی آیات میں عورتوں کے حقوق کا ذکر آچکا ہے اس لئے یہاں بھی ان کے بعض معاملات کو بیان کیا جاتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرد بدمزاج اور سخت گیر ہوتا ہے اور غالباً یہ سخت گیری اور بدمزگی اس سے پیدا ہوتی ہے کہ عورت اپنے حقوق اور مہر کا مطالبہ کرتی ہے اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بدمزاجی اور بے اعتنائی کا خوف ہو تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ باہم کچھ حقوق چھوڑ کر مصالحت کرلی جائے اور باہم کشیدگی دور ہو جائے کیونکہ انسانی طبیعت عموماً بخل کی طرف مائل ہوتی ہے اس لئے مرد حقوق کا مہر دینے سے اعراض کرتا ہے لیکن جب عورت اپنے بعض حقوق سے دست بردار ہو جائے گی اور حق ضروری میں تخفیف کردیگی تو باہم صلح ہو جانا ممکن ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ مردوں کو بھی احسان و نیکی کرنے اور حق تلفی نہ کرنے کا حکم ہے ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیئے کہ تخفیف حقوق کے باوجود بھی پہلی بدمزاجی اور اعراض برقرار رکھیں۔ دوسری صورت باہمی رنجش اور بدمزگی کی یہ بھی ہوتی ہے کہ عورت کی صورت یا زیادہ مسن ہو جانیکی وجہ سے مرد کو اس سے نفرت اور بے رغبتی ہو جائے اور اس کے دل میں دوسری عورت سے لگاؤ کرنے کا خیال پیدا ہو جائے مگر پہلی بیوی کو چھوڑنا جس نے مدت تک خانہ داری کی خدمت انجام دی ہے اور اس کے بال بچے بھی ہیں بڑی خرابی اور بے لطفی بھی ہے اس لئے بضرورت تعدد ازدواج کی ضمناً یہاں اجازت دیگئی مگر اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ دو عورتوں کے حقوق میں مساوات لازم ہے ایسا نہ ہو کہ پہلی بیوی کو ادھر میں لٹکا ہوا چھوڑ دو نہ تو اس کو طلاق ہی دو نہ حقوق ادا کرو اور دوسری طرف بالکل جھک پڑو حقوق میں برابری ضروری ہے اور تم ایسا کر نہیں سکتے لہذا یہی بہتر ہے کہ پہلی بیوی سے مصالحت کرلو اور حق تلفی کرنے سے ڈرو اور جو کچھ حق تلفیاں تم سے پہلے ہو چکی ہیں ان کو خداوند تعالیٰ معاف فرمادیگا۔ . . . . خداوند تعالیٰ مہربان ہے اس کو بیچاری عورتوں اور ان کے بچوں پر رحم آتا ہے اس لئے تم کو مصالحت کا حکم دیا ہے خیر اگر پہلی بیوی سے کسی وجہ سے بحسن سلوک پیش ہی نہیں آسکتے تو ہر روزہ تکرار اور باہمی حق تلفی سے تو یہی بہتر ہے کہ بمجبوری طلاق ہو جائے۔ خدا ہر ایک کا کارساز ہے مرد و عورت دونوں کو اپنے فضل و کرم سے کارسازی فرمادیگا خدا کے ہاں بڑی گنجائش ہے وہ صاحب حکمت ہے اس طلاق میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت موجود ہے شاید مرد کو اس سے بہتر مل جائے اور عورت کو اس سے بہتر مرد نصیب ہو جائے۔ **مقصود بیان**: معاشرت باہمی کا بیان، حق تلفی کی ممانعت، عورتوں کی پاسداری اور دلجوئی کا بیان۔ تعدد ازدواج کی خرابی۔ طلاق کی برائی کی طرف اشارہ اور پھر بکراہیت اجازت۔ طلاق کی اجازت اگرچہ بکراہت ہے لیکن پھر بھی اس کے اندر بعض مصالح کے

صحیح بخاری شریف اردو

پارہ دوسرا

کتاب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

باب مسجد میں کھڑکی اور گذرگاہ دکا رکھنا جائز ہے)

(۴۴۲) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) خطبہ پڑھا تو فرمایا کہ بیشک اللہ سبحانہ نے ایک بندہ کو دنیا کے اور اس چیز کے درمیان میں جو اللہ کے ہاں ہے اختیار دیا کہ جا ہے جسکو پسند کرلے) تو اس نے اس چیز کو اختیار کرلیا جو اللہ کے ہاں ہے تو ابو بکر (یہ سنکر) رونے لگے میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس شیخ کو کونسی چیز رلا رہی ہے اگر اللہ نے کسی بندہ کو دنیا کے اور اس عالم کے درمیان میں جو اللہ کے ہاں ہے اختیار دیا اور اس نے اس عالم کو اختیار کرلیا جو اللہ کے ہاں ہے تو اس میں رونے کی کیا بات ہے گر آخر میں معلوم ہوا کہ) وہ بندہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابو بکر ہم سب میں زیادہ علم رکھتے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر تم نہ رؤو بیشک سب لوگوں سے زیادہ مجھپر احسان کرنے والے اپنی صحبت اور اپنے مال میں ابو بکر ہیں اور اگر میں اپنی امت میں سے (کسی کو) خلیل بناتا تو یقیناً ابو بکر کو بناتا ولیکن اسلام کی اخوت اور اس کی محبت لکافی ہو دیکھو مسجد میں ابو بکر کے دروازہ کے سوا کسی کا دروازہ بے بند کئے نہ چھوڑا جائے۔

۴۴۳ - ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ہے اپنا سر ایک پٹی سے باندھے ہوئے باہر نکلے اور منبر پر بیٹھ گئے پھر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ لوگوں ابو بکر سے زیادہ اپنی جان اور اپنے مال سے مجھپر احسان کرنے والا کوئی نہیں اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو یقینا ابو بکر کو خلیل بناتا ولیکن اسلام کی خلت افضل ہے میری طرف سے ہر کھڑکی کو جو اس مسجد میں ہے بند کر دو سوا ابو بکر کی کھڑکی کے۔

باب - کعبہ اور مسجدوں میں دروازے رکھنا، اور ان کا بند کرلینا (درست ہے)

ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبد اللہ ابن محمد نے کہا وہ کہتے ہیں مجھ سے سفیان نے ابن جریج سے نقل کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ اے عبد الملک اگر تم ابن عباس کی مسجدوں کو دیکھتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ اس میں کس قدر دروازے تھے اور وہ کس طرح بند کئے جاتے تھے،

۴۴۴ - ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو عثمان بن طلحہ کو بلایا انہوں نے دروازہ کھول دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ اندر گئے بعد اس کے دروازہ بند کرلیا گیا پھر آپ اس میں تھوڑی دیر رہے بعد اس کے سب لوگ نکلے ابن عمر کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ بات رہ گئی کہ ان سے پوچھتا کہ آپ نے کس قدر نماز پڑھی۔

باب مشرک کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے

۴۴۵ - ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص جسے ثمامہ بن اثال کہتے تھے لے آئے پھر اسے مسجد کے ستونوں میں باندھ دیا۔

باب مسجد میں آواز بلند کرنا (نہ چاہیئے)

۴۴۶ - سائب بن یزید کہتے ہیں میں مسجد میں کھڑا تھا ایک شخص نے مجھے کنکری ماری میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ عمر ابن خطاب تھے پس انہوں نے مجھ سے کہا کہ ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ میں ان دونوں کو ان کے پاس لے آیا عمرؓ نے ان سے کہا کہ تم کس قبیلہ میں سے ہو یا (یہ کہا کہ) تم کس مقام کے رہنے والے ہو انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والوں میں سے (ہیں) عمرؓ نے کہا کہ اگر تم اس شہر کے رہنے والوں میں ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔

۴۴۷ - کعب بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن ابی حدرد سے اپنے ایک قرض کا جو ان پر تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر تقاضا کیا اور ان دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں یہانتک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنا حالانکہ آپ اپنے گھر میں تھے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے یہانتک کہ آپ نے اپنے حجرہ کا پردہ کھول دیا اور کعب بن مالک کو پکارا کہ اے کعب انہوں نے کہا کہ لبیک یا رسول اللہ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنا آدھا قرض معاف کردو کعب نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے معاف کیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد سے، فرمایا کہ اٹھو اور قرض ادا کردو۔

باب - مسجد میں حلقہ باندھنا اور بیٹھنا (درست ہے)

۴۴۸ - ابن عمر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور آپ اس وقت منبر پر تھے کہ نماز شب کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ دو دو رکعت (پڑھنی چاہیئے) پھر جب تم میں سے کوئی صبح (ہو جانے) کا خوف کرے تو ایک رکعت (اور) پڑھ لے پس وہ ایک رکعت اس کے لئے جس قدر پڑھ چکا ہے (سب کو) وتر کردیگی اور ابن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ رات کو اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے

۴۴۹ - ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ (اس وقت) خطبہ پڑھ رہے تھے تو اس نے کہا کہ نماز شب کس طرح (پڑھی جاتی) ہے آپ نے فرمایا کہ دو دو رکعت اور جس وقت تمہیں صبح ہو جانے کا خوف ہو تو ایک رکعت اور پڑھ لو وہ تمہارے لئے جس قدر پڑھ چکے ہو (سب کو) وتر کردیگی (اور) ولید بن کثیر نے کہا ہے کہ مجھ سے عبید اللہ ابن عبد اللہ نے کہا کہ ابن عمر نے ان سے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور آپ مسجد میں تھے۔

۴۵۰۔ ابو واقد لیثی کہتے ہیں کہ اس حالت میں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے تین آدمی آئے تو (اُن میں سے) دو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گئے اور ایک چلا گیا پھر اُن دو میں سے ایک نے حلقہ کے اندر گنجائش دیکھی اور وہ (حلقہ کے اندر) بیٹھ گیا اور دوسرا سب کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا تو الٹا پھر گیا پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں تین آدمیوں کے حال سے خبر نہ دوں کہ ایک ان میں سے اللہ کی طرف آیا اور اللہ نے اسے جگہ دی اور دوسرے نے حیا کی تو اللہ نے (بھی) اس سے حیا کی اور تیسرے نے اعراض کیا اور اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔

باب۔ مسجد میں چت لیٹنا درست ہے

۴۵۱۔ عباد بن تمیم اپنے چچا (عبد اللہ بن زید بن عاصم) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنا ایک پیر دوسرے پیر پر رکھے ہوئے تھے اور ابن شہاب سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر اور عثمان (بھی) یہ کیا کرتے تھے

باب۔ مسجد راستہ میں (بنا دینی) ہو بغیر اس کے کہ لوگوں کا اس میں نقصان ہو (تو کچھ حرج نہیں) اور حسن (بصری) اور ایوب اور (امام) مالک اسی کے قائل ہیں۔

۴۵۲۔ حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے ہوش میں اپنے ماں باپ کو اسی حالت میں دیکھا کہ وہ دین کی پیروی کرتے تھے اور کوئی دن ہم پر نہ گذرتا تھا مگر یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دن کے دونوں وقت صبح اور شام ہمارے پاس آتے تھے پھر ابوبکر کو خیال آیا اور انہوں نے اپنے مکان کے احاطہ میں مسجد بنائی اور وہ اس میں نماز پڑھا کرتے تھے اور قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے تو مشرکوں کی عورتیں اور ان کے لڑکے ان کے پاس کھڑے ہوتے تھے اور وہ اُن کے (پڑھنے) سے خوش ہوتے اور ان کی طرف دیکھا کرتے تھے اور ابوبکر بہت رونے والے آدمی تھے اور یہاں تک کہ جب وہ قرآن پڑھتے تھے تو وہ اپنی آنکھوں پر اختیار نہ رکھتے تھے پس اس بات نے اشراف قریش کو خوف میں ڈال دیا۔

باب۔ بازار کے مقام میں نماز پڑھنا درست ہے اور ابن عون نے ایک گھر کی مسجد میں نماز پڑھی جن کا دروازہ ان لوگوں پر بند کر لیا جاتا تھا۔

۴۵۳۔ ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جماعت کی نماز اپنے گھر کی نماز اور اپنے بازار کی نماز پر پچیس درجے (ثواب میں) زیادتی رکھتی ہے اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور مسجد میں محض نماز ہی کا ارادہ کر کے آئے تو وہ جو قدم رکھتا ہے اس پر اللہ ایک درجہ اس کا بلند کرتا ہے یا ایک گناہ اس کا معاف کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے اور جب مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو نماز میں سمجھا جاتا ہے جب تک کہ نماز اسے روکے اور فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اس مقام میں رہے جہاں نماز پڑھتا ہے (فرشتے یوں دعا کرتے ہیں) کہ اے اللہ اسے بخش دے اے اللہ اس پر رحم کر (یہ دعا اس وقت تک رہتی ہے) جب تک وہ نجاست نہ کرے یعنی وہاں حدث نہ کرے

باب مسجد میں انگلیوں کا تشبیک[1] کرنا درست ہے۔

۴۵۴۔ ابن عمر سے یا ابن عمرو سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں میں تشبیک فرمائی اور عاصم بن علی نے کہا ہے کہ ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث اپنے باپ سے سنی تھی مگر مجھے یاد نہ رہی پھر اسی واقد نے اپنے باپ سے نقل کر کے میرے لئے ٹھیک کر دیا وہ کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبد اللہ بن عمر بھلا کیا حال ہوگا جب تم خراب لوگوں میں رہ جاؤ گے۔

۴۵۵۔ ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ... مومن کے لئے مثل عمارت کے ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت دیتا ہے اور آپ نے اپنی انگلیوں میں تشبیک فرمائی۔

۴۵۶۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زوال کے بعد کی دو نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی (ابن سیرین کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے اس کا نام لیا تھا مگر میں بھول گیا۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر آپ ایک لکڑی کے پاس کھڑے ہو گئے جو عرضاً مسجد میں رکھی ہوئی تھی اور اس پر آپ نے تکیہ لگا لیا جیسے آپ غضبناک ہوں اور آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ لیا اور اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک فرمائی اور اپنا داہنا رخسارہ اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ لیا اور جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے نکل گئے تو صحابہ نے عرض کیا کہ کیا نماز کم کر دی گئی اور لوگوں میں ابوبکر و عمر تھے مگر وہ دونوں آپ سے کہتے ہوئے ڈرے اور لوگوں میں ایک شخص تھا جس کے ہاتھوں میں کچھ درازی تھی اس کو ذوالیدین کہتے تھے اس نے کہا کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھول گئے یا نماز کم کر دی گئی آپ نے فرمایا کہ میں (اپنے خیال میں) نہ بھولا ہوں اور نہ نماز کم کر دی گئی پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ کیا ایسا ہی ہے جیسا ذوالیدین کہتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں پس آپ آگے بڑھ گئے اور جس قدر نماز چھوڑ دی تھی پڑھ لی بعد اس کے سلام پھیر کر تکبیر کہی اور مثل اپنے سجدوں کے سجدہ کیا (یا نہ سجدہ) کچھ زیادہ طویل (تھا) پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور مثل اپنے سجدوں کے یا اس سے کچھ زیادہ طویل سجدہ کیا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر اکثر ابن سیرین سے لوگوں نے پوچھا کہ بعد اس کے حضرت نے سلام پھیرا تو وہ کہہ دیتے تھے کہ ہاں مجھے خبر دی گئی ہے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ پھر آپ نے سلام پھیرا۔

باب۔ وہ مسجدیں جو مدینہ کے راستوں پر ہیں اور وہ مقامات جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی (کون کون ہیں)

۴۵۷۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ وہ راستے میں کچھ مقامات کی تلاش کرتے تھے اور وہیں نماز پڑھا کرتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ ان کے باپ وہیں نماز پڑھتے تھے اور انہوں نے ان مقامات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تھا موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نافع نے ابن عمر سے نقل کیا کہ وہ انھیں مقامات میں نماز پڑھا کرتے تھے اور میں نے سالم سے پوچھا تو میں جانتا ہوں کہ انہوں نے بھی ان تمام مقامات میں نافع کی موافقت کی سوا اس کے کہ اس مسجد کے بارہ میں جو روحاء کی بلندی پر ہے اس میں دونوں نے اختلاف کیا ہے۔

حمیدیہ پریس دہلی سے ہر قسم کی کتابیں اور قرآن شریف منگایا کیجئے کیونکہ ایک تو ہندوستان بھر سے کم نرخ پر ملتے ہیں دوسرے ثواب بھی مفت میں ملتا ہے اسلئے کہ کتابوں کا نفع دینی رسالہ پر

---

[1] تشبیک کے معنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالنا ۱۲

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

لامقدم لما اخر ولا موخر
لما قدم ان یمسسک اللہ بضر
فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک
بخیر فلا راد لفضلہ فان شکوت
منہ وانت معافی وعندک نعمۃ
ما طلبا للزیادۃ وتعامیا عما
لہ عندک نعمۃ ما طلبا للزیادۃ
وللزیادۃ وتعامیا عما لہ عندک
من النعمۃ والعافیۃ استھزاء
بھما غضب علیک وازالھما عنک
وحقق شکواک وضاعف بلاءک
وشدد عقوبتک ومقتک و
قلاک واسقطک من عینہ
واحذر الشکوی جدا ولو قطعت
وقرض لحمک بمقاریض ایاک و
ایاک ثم ایاک اللہ اللہ ثم
اللہ النجا النجا الحذر الحذر
فان اکثر ما ینزل بابن ادم
من انواع البلاء لشکواہ من
ربہ کیف یشکی منہ وھو
ارحم الراحمین وخیر الحاکمین
حلیم خبیر رؤف رحیم لطیف
لعبادہ لیس بظلام للعبید
کطبیب حلیم حبیب شفیق
لطیف قریب ھل یتھم الوالد
الشفیق او الوالدۃ الشفیقۃ
الرحیمۃ قال النبی صلعم
اللہ ارحم لعبدہ من الوالدۃ
علی ولدھا احسن الادب
یا مسکین تصبر عند البلاء
ان ضعفت عن الصبر ثم
اصبر ان ضعفت عن الرضا
والموافقۃ ثم ارض ووافق
ان وجدت ثم افن اذ فقدت
ایھا الکبریت الاحمر این انت

اور جس چیز کو اس نے مقدم پہلے کیا اور اسے موخر
(پیچھے) کرنے والا کوئی نہیں ہے (اللہ نے فرمایا اگر
اللہ تجھے نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں
کہ اسے (تجھ سے) ہٹائے اور اگر اللہ تیرے
ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی نہیں کہ
اس کے فضل کو (تجھ سے) رد کرے اور اگر تو نعمت
و عافیت میں ہوتے ہوئے اللہ سے شکوہ کرے
اور زیادت نعمت کو طلب کرے تو نعمت و
عافیت (موجودہ) کو (گویا) بے بصری سے تو نے
حقیر سمجھا پس تجھ پر اللہ کا غضب ہوگا اور موجودہ
عافیت اور نعمت (دونوں کو تجھ سے) دور کردے
گا اور تیری شکایت کو سچ کر دیگا اور تیری بلا کو
دگنا کر دیگا اور تجھ پہ عقوبت شدید اور غصہ اور
دشمنی کرے گا اور تجھے (اپنی) نظر رحمت سے
گرا دیگا (پس) شکایت سے ضرور پرہیز کر
اگرچہ تیرے گوشت کو قینچیوں سے ٹکڑے ٹکڑے
کر دیا جائے بچا اپنے آپ کو بچا پھر بچا اللہ سے
ڈر اللہ سے ڈر پھر اللہ سے ڈر اپھاگ جلدی
بھاگ پرہیز کر شکایت سے پرہیز کر کیونکہ انواع
بلا میں سے بلا بنی آدم پر اکثر اپنے پروردگار کی
شکایت کی وجہ سے ہی نازل کی جاتی ہے
کس طرح تو (تو) ایسے پروردگار کی شکایت کرتا
ہے جو ارحم الراحمین ہے خیر الحاکمین ہو حلیم ہے
خبیر (خبردار) ہے زیادہ مہربان اور نرمی اور
رحمت فرمانے والا ہے اور وہ اپنے بندوں پر
ظلم نہیں کرتا جو (ایک) طبیب کے مانند حلیم (بردبار)
حبیب اور شفیق اور لطف فرما اور بہت قریب
ہے۔ کیا تہمت لگائی جاتی ہے شفیق والد یا
مشفقہ اور مہربان والدہ پر؟ حضرت نبی صلعم نے
فرمایا اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان
ہے جس قدر کہ ماں اپنے بیٹے پر مہربان ہے
اے مسکین ادب احسن اختیار کر ابلا پر صبر کر
اگرچہ تو صبر کرتے کرتے ضعیف ہو جائے پھر
صبر کر اگرچہ تو رضا اور موافقت (مرضی مولی)
سے ضعیف ہو جائے اور پھر بھی تو خوشنود ی

این توجد وتری ما تسمع
الی قولہ کتب علیکم القتال وھو
کرہ لکم وعسی ان تکرھوا
شیئا وھو خیر لکم وعسی ان
تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ
یعلم وانتم لا تعلمون طوی
عنک علم حقیقۃ الاشیاء
وحجبک عنہ فلا تسئی الادب
فتکرہ بک او تحب بک بل
اتبع الشرع فی جمیع ما ینزل
بک ان کنت فی حالۃ التقوی
التی ھی القدم الاولی واتبع
الامر فی حالۃ الولایۃ وخمود
وجود الھوی ولا تتجاوزہ
وھی القدم الثانیۃ وارض
بالفعل ووافق وافن فی حالۃ
البدلیۃ والغوثیۃ والصدیقیۃ
وھی المنتھی تنح عن طریق
القدر حل عن سبیلہ رد
نفسک وھواک وکف لسانک
عن الشکوی فاذا فعلت ذلک
ان کان خیرا زادک المولی
حیاۃ طیبۃ ولذۃ وسرورا
وان کان شرا حفظک اللہ فی
طاعتہ فیہ وازال عنک
اللائمۃ افھلک فیہ حتی یتجاوز
عنک ویرحل عند القضاء
اجلہ کما ینقضی اللیل فیسفر
عن النھار والبرد فی الشتاء
فیسفر عن الصیف ذلک
انموذج عندک فاعتبر
بہ ثم فی نفسہ ذنوب و
اثام واجرام وتلوثت بانواع
المعاصی والخطیات ولا یصلح
لمجالسۃ الکریم الا الطاھر

اور موافقت مولی کی خواستگاری کر اگر
تیرا وجود باقی ہے تو تو نیست ہو جا فنا ہو جا
(یہاں تک کہ تو اپنے آپ سے گم کر دیا جائے
اے کبریت احمر (یعنی اے مقام فنا کہ تو اکسیر ہے
تو کہاں ہے تو کہاں پایا جائے؟ تو کہاں دیکھا
جائے کیا تو نے اللہ کا قول نہیں سنا تم پر جہاد
فرض کیا گیا حالانکہ تم اسے مکروہ طبعی سمجھتے ہو
قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور
وہ تمہارے حق میں بھلائی ہو اور قریب ہے کہ
کسی شئے کو تم پسند کرتے ہو اور وہ تمہارے
لیے برائی ہو اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے
تجھ سے اللہ نے حقیقت اشیا کا علم سمیٹ
لیا اور تجھے اس علم سے محجوب کر دیا پس کسی شئے
کو برا جان کر یا بھلا سمجھ کر سوء ادب نہ کر ہر چیز
میں جو تجھ پر آئے شرع کی پیروی کر اگر تو
حالت تقوی میں ہو کیونکہ تقوی پہلا قدم ہے
اور خواہشات کے وجود کو مارنے اور نابود کردینے
میں تو امر باطن کی پیروی کر اگر تو حالت ولایت
میں ہے (یعنی امر باطن کی ہی پیروی کر) اور
اس امر باطن سے تجاوز نہ کر اور یہ دوسرا قدم
ہے اور فعل الہیہ کے ساتھ رضا مندرہ اور
موافقت کر اور فنا ہو جا حالت ابدالیت اور
غوثیت اور صدیقیت میں اور یہ انتہائی
مرتبہ ہے اور قدر کے راستہ سے ہٹ جا اور
اس کا راستہ چھوڑ دے اور اپنے نفس اور ہوا
کو پھیر لے اور شکوہ (شکایت کرنے) سے
زبان کو بند کر لے جب تو ایسا کرے گا (تو)
اگر وہ قدر خیر ہے تو اللہ تیری حیات کو پاکیزہ
اور تیری لذت و سرور کو زیادہ کرنے لگا اور
اگر وہ قضا و قدر شر ہے تو اللہ اس حال
میں اپنی طاعت پر تیری حفاظت کرے گا
اور تجھ سے ملامت کو دور کرے گا اور
تجھے اپنی قضا و قدر میں گم کر دیگا یہاں
تک کہ تجھ پر اسی قدر کا یہ دورہ گذر جائے
اور وقت کے پورا ہو جانے پر کوچ کر جائے

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

تیسرا سبب

قریش کو عیسائیوں سے بالطبع نفرت تھی جس کی وجہ یہ تھی ابرہتہ الاشرم (بادشاہ حبش) جو کعبہ کو ڈھانے آیا تھا عیسائی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ قریش عیسائیوں کے مقابلہ میں پارسیوں کو زیادہ پسند کرتے تھے ایران اور روم کی جنگ میں ایرانیوں نے فتح پائی تھی تو قریش نے نہایت خوشی کا اظہار کیا تھا اور مسلمان شکستہ ہوئے چنانچہ یہ آیت اتری۔

غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ (روم)

قریب کے ملک میں رومی مغلوب ہو گئے یہ لوگ مغلوب ہونے کے بعد چند سال میں پھر غالب آجائینگے خدا ہی کو اختیار ہے پہلے بھی اور پیچھے بھی اور تب مسلمان اللہ کی مدد سے خوشی منائینگے"۔

اسلام اور نصرانیت میں بہت سی باتیں مشترک تھیں سب سے بڑھکر یہ کہ . . . . . . اس زمانہ میں اسلام کا قبلہ بیت المقدس تھا اور مدینہ منورہ میں بھی ایک مدت تک یہی قبلہ رہا ان اسباب سے قریش کو خیال ہوا کہ آنحضرت صلعم عیسائیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

چوتھا سبب

ایک بڑا سبب قبائل کی خاندانی رقابت تھی قریش میں دو قبیلے نہایت ممتاز اور حریف یکدگر تھے بنو ہاشم و بنو امیہ عبد المطلب نے اپنے زور اثر سے بنو ہاشم کا پلہ بھاری کر دیا تھا لیکن ان کے بعد اس خاندان میں کوئی صاحب اثر پیدا نہیں ہوا۔ ابو طالب دولتمند نہ تھے عباس دولتمند تھے لیکن فیاض نہ تھے ابو لہب بدچلن تھا اس پر بنو امیہ کا اقتدار بڑھتا جاتا تھا آنحضرت صلعم کی نبوت کو خاندان بنی امیہ اپنے رقیب ہاشم کی فتح خیال کرتا تھا اس لئے سب سے زیادہ اسی قبیلہ نے آنحضرت صلعم کی مخالفت کی بدر کے سوا باقی تمام لڑائیاں ابو سفیان ہی نے برپا کیں اور وہی ان لڑائیوں میں رئیس لشکر رہا۔ عقبہ بن معیط جو سب سے زیادہ آنحضرت صلعم کا دشمن تھا اور جس نے نماز پڑھنے کی حالت میں آپ کے دوش مبارک پر اوجھ لاکر ڈالی تھی اموی تھا۔ بنو امیہ کے بعد جس قبیلہ کو بنو ہاشم کی برابری کا دعوی تھا وہ بنو مخزوم تھے ولید بن المغیرہ اسی خاندان کا رئیس تھا اس لئے اس قبیلہ نے بھی آنحضرت صلعم کی سخت مخالفت کی ابو جہل کی ایک تقریر سے اس بیان کی پوری تصدیق ہوتی ہے ایک دفعہ اخنس بن شریق ابو جہل کے پاس گیا اور کہا کہ محمد صلعم کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے ابو جہل نے کہا کہ ہم اور بنو عبد مناف (یعنی آل ہاشم) ہمیشہ حریف مقابل رہے انہوں نے مہمانداریاں کیں تو ہم نے بھی کیں انہوں نے خونبہا دیئے تو ہم نے بھی دیئے انہوں نے فیاضیاں کیں تو ہم نے ان سے بڑھکر کیں یہانتک کہ جب ہم نے ان کے کاندھے سے کاندھا ملا یا تو اب بنو ہاشم پیغمبری کے دعویدار ہیں خدا کی قسم ہم اس پیغمبر پر کبھی ایمان نہیں لا سکتے۔

—— ۰ ——

پانچواں سبب

ایک بڑا سبب یہ تھا کہ قریش میں سخت بداخلاقیاں پھیلی ہوئی تھیں بڑے بڑے ارباب اقتدار نہایت ذلیل بداخلاقیوں کے مرتکب تھے ابو لہب جو خاندان ہاشم میں سب سے زیادہ ممتاز تھا اس نے حرم محترم کے خزانہ سے غزال زرین چرا کر بیچ ڈالا تھا۔ اخنس بن شریق جو بنو زہرہ کا حلیف اور رؤسائے عرب میں شمار کیا جاتا تھا نمام اور کذاب تھا نضر بن حارث کو جھوٹ بولنے کی سخت عادت تھی اسی طرح اکثر ارباب جاہ مختلف قسم کے اعمال شنیعہ میں گرفتار تھے۔ آنحضرت صلعم ایک طرف بت پرستی کی برائیاں بیان فرماتے تھے دوسری طرف ان بداخلاقیوں پر سخت داروگیر کرتے تھے جس سے ان کی عظمت اقتدار کی شاہنشاہی متنزل ہوتی جاتی تھی قرآن مجید میں بہم علانیہ ان بدکاروں کی شان میں آیتیں نازل ہوتی تھیں اور گو طریقہ بیان عام تھا لیکن لوگ جانتے تھے کہ روئے سخن کس کی طرف ہے۔

ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم ان کان ذا مال و بنین ۔

"اور کسی شخص کے کہنے میں نہ آنا جو بات بات میں قسم کھاتا ہے آبرو باختہ ہے طاعن ہے چغلیاں لگاتا ہے لوگوں کو اچھے کاموں سے روکتا ہے حد سے بڑھ گیا ہے۔ بد ہے۔ تندخو ہے اور ان سب باتوں کے ساتھ جھوٹا النسب بناتا ہے اس لئے کہ وہ مالدار اور لڑکوں والا ہے"۔

کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ

"دیکھو سن رکھے کہ اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹینگے جو کہ جھوٹی اور خطاکار ہے"۔

ممکن تھا کہ وعظ و پند کا نرم طریقہ اختیار کیا جاتا لیکن مدت کی عربی نخوت واستبداد کا فخر ریاست کا زعم ان جبیروں کے ہوتے ہوئے جب تک ضرب نہایت سخت نہ ہوتی وہ جنبش نہ ہوتے اس لئے بڑے بڑے جبار اس طرح مخاطب کئے جاتے تھے۔

ذرنی ومن خلقت وحیدا وجعلت لہ مالا ممدودا وبنین شھودا ومھدت لہ تمھیدا ثم یطمع ان ازید کلا انہ کان لآیاتنا عنیدا

"ہم کو اور اس کو تنہا چھوڑ دو میں نے اس کو پیدا کیا پھر بہت سا مال دیا بیٹے دیئے سامان دیا پھر چاہتا ہے کہ ہم اس کو اور دیں ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا دشمن ہے"۔

یہ خطاب ولید بن مغیرہ کے ساتھ ہے جو قریش کا سرتاج تھا اور یہ الفاظ اس شخص کی زبان سے ادا ہوتے تھے جسکو ظاہری جاہ و اقتدار حاصل نہ تھا لیکن سب سے بڑی وجہ تھی اور جس کا اثر تمام قریش بلکہ تمام عرب پر یکساں تھا یہ تھا کہ جو معبود سینکڑوں برس سے عرب کے حاجت روائے عام تھے اور جن کے آگے وہ ہر روز پیشانی رگڑتے تھے اسلام ان کا نام و نشان مٹاتا تھا اور ان کی شان میں کہتا تھا انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم تم اور جن جیزوں کو

تم پر بھیجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہوں گے۔

قریش کے تحمل کے اسباب

ان اسباب کے ساتھ جن میں سے ہر ایک قریش کو سخت مشتعل کر دینے کے لئے کافی تھا توقع یہ تھی کہ اعلان دعوت کیساتھ سخت خونریزیاں شروع ہو جاتیں لیکن قریش نے تحمل سے کام لیا اور اس کے ناگزیر اسباب تھے قریش خانہ جنگیوں میں تباہ ہو چکے تھے اور حرب فجار کے بعد اس قدر عاجز آ گئے تھے کہ لڑائی کے نام سے ڈرتے تھے قبیلہ پرستی کی وجہ سے لڑائی صرف اتنی سی بات پر شروع ہو جاتی تھی کہ کسی قبیلہ کا کوئی آدمی قتل کر دیا جائے مقتول کا قبیلہ بغیر کسی تحقیق کے انتقام کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اور جب تک بدلا نہ لے لیا جائے یہ آگ بجھ نہیں سکتی تھی۔ رسول اللہ صلعم کے قتل پر آمادہ ہونا قریش کے لئے نہایت آسان تھا لیکن وہ جانتے تھے کہ بنو ہاشم خون کا انتقام نہ چھوڑیں گے اور پھر سلسلہ بہ سلسلہ تمام مکہ جنگ میں مبتلا ہو جائے گا بہت سے لوگ اسلام لا چکے تھے اور قریبًا کوئی قبیلہ ایسا باقی نہ تھا جس میں دو ایک شخص اسلام نہ لا چکے ہوں اس لئے اسلام اگر جرم تھا تو صرف ایک شخص اس کا مجرم نہ تھا بلکہ سینکڑوں تھے اور سب کا استیصال کرنا ممکن نہ تھا۔

اسلامی درسگاہ

تین سال تک تو آنحضرت صلعم خفیہ طور پر تبلیغ اسلام کرتے رہے مگر چوتھے سال جب علانیہ تبلیغ شروع کی تو کفر و اسلام کی سخت کشمکش بھی اسی سال سے شروع ہو گئی اور کفار کہ پوری قوت و خونخواری کے ساتھ اسلام کی مخالفت اور اس کے استیصال پر کمربستہ ہو گئے۔

ضرورت تھی کہ کفر و فسق کے کالے توون کے مقابلہ میں ایمان و ایقان کے آبگینے رکھے جائیں اعواق و انصار کی رگ و پے میں سچے خلوص جان نثاری وفاداری عقیدت و نیاز مندی اور کمالات انسانی کے درخشندہ آئینے رکھے جائیں اخلاقی و روحانی کمالات کے بیش بہا جواہر ریزے بلا ادسر میں لٹے جائیں عقیدت کی سچی تصویریں ارادت کی اصلی مورتیں۔ ایمان کے کامل مجسمے اور یقین و اعتقاد کے پیکر تیار کئے جائیں اور کفار کے جور و ظلم اور شدائد و مصائب کے سامنے صبر و رضا اور استقامت کی وہ تعجبناک اور حیرت انگیز تصویریں کھینچی جائیں جن کا نظیر چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی اور سنی ہوں اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آقائے دوجہان صلعم نے کوہ صفا کے دامن میں ارقم بن ارقم کے مکان کو بطور اسلامی درسگاہ کے استعمال کرنا شروع کیا جو لوگ اسلام میں داخل ہوتے وہ اسی مکان میں آتے اور یہیں ان کو اسلامی تعلیم دی جاتی یہیں سب مل کر نماز باجماعت ادا کرتے اور یہیں مجسمہ صفات بشر کے صحابہ ... ہوتے تھے۔

قریش کا ایک وفد

جب حضور سرورکائنات صلعم نے علانیہ تبلیغ شروع کر دی اور بتوں کی ... مذمت شروع کر دی تو قریش کے چند معزز بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ... شکایت کی مگر ابو طالب نے نرمی سے سمجھا کر ان کو واپس کر دیا لیکن حضور ... کسی حالت میں بھی باز نہیں رہ سکتے تھے آپ برابر اپنے کام میں مشغول رہے اس لئے دوبارہ ایک جماعت آئی جس میں تمام سرداران قریش عتبہ بن ربیعہ شیبہ۔ ابو سفیان۔ عاص بن ہشام۔ ابو جہل۔ ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ شریک تھے۔ ان لوگوں نے ابو طالب سے کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ بتلاتا ہے۔ ہم کو احمق اور بیوقوف ٹھہراتا ہے اس لئے یا تو تم درمیان سے ہٹ جاؤ۔ محمد (صلعم) کی حمایت و حفاظت سے ہاتھ اٹھاؤ اور یا تم بھی میدان میں آؤ تاکہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے ابو طالب نے دیکھا کہ اب حالت نازک ہو چکی ہے قریش اب صبر و تحمل نہیں کر سکتے اور میں تنہا قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لئے آنحضرت صلعم سے کہا کہ:۔

جان عم میرے اوپر اتنا بوجھ نہ ڈال کہ میں اٹھا نہ سکوں" جب حضور نے دیکھا کہ میری ظاہری پشت پناہ ابو طالب کے پائے ثبات میں لغزش آ گئی ہے تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ "خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لا کر بھی دیدیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا یا تو خدا اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا" آپ کی پر اثر اور درد بھری آواز نے ابو طالب کو سخت متاثر کیا اور آپ سے کہا کہ جا کوئی شخص تیرا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کی حمایت میں آ گئے اور بدستور دعوت اسلام میں مصروف ہو گئے ابو طالب کی حفاظت و نگرانی کی وجہ سے قریش کا کچھ بس نہ چلتا تھا دانت پیس پیس کر رہ جاتے قابو نہ پا سکتے تھے اور من مانی کارروائی کا موقعہ نہ ملتا تھا تاہم اگرچہ ان کو قتل کا موقعہ نہ مل سکتا تھا لیکن پھر بھی اذیت دینے اور تکالیف پہنچانے کا موقع ضرور مل جاتا تھا ہر قسم کی بدزبانیاں کرتے تمسخر اڑاتے ڈراتے دھمکاتے۔ آپ کو شاعر اور مجنون کہا جاتا اور کبھی ساحر و کاہن کہہ کر پکارا جاتا۔ آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے۔ ایک مرتبہ صحن کعبہ میں قریش نے آپ کو گھیر لیا اور آپ کی شان میں گستاخی و دست درازی شروع کی حارث بن ابی ہالہ کو خبر ہوئی تو آپ آئے اور آپ کی حفاظت میں خود جان دیدی

آنحضرت صلعم کو دنیاوی ترغیبات

جب کفار مکہ اپنی ایذا رسانی اور وحشت و خونخواری میں حضور کے صبر و تحمل کے سامنے بیدست و پا ہو گئے تو اب انہوں نے دوسرا پہلو اختیار کیا عتبہ بن ربیعہ قریش کی طرف سے رسول خدا صلعم کے پاس آیا اور کہا کہ محمد اگر آپ مکہ کی ریاست چاہتے ہیں تو آپکو اپنا سردار ماننے کیلئے تیار ہیں اگر کسی بڑے گھرانے میں کسی حسین عورت سے شادی کی خواہش ہو تو آپ جس دولتمند اور حسین و جمیل عورت سے چاہیں شادی کر سکتے ہیں اور اگر آپ مکہ کی حکومت چاہتے ہیں تو ہم اس بات پر بھی رضامند ہیں کہ تمام اہل مکہ آپکے زیر فرمان ہوں مگر آپ ہمیں بیوقوف و احمق بتانے اور ہمارے بتوں کی مخالفت و مذمت سے باز آ جائیں آپ نے ان ترغیبات کو سنا اور جواب میں سورہ حم السجدہ کی چند آیتیں پڑھیں قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ ... قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین و تجعلون لہ اندادا ذالک رب العالمین "اے محمد کہدے میں تمہارے ہی جیسا آدمی ہوں مگر ... خدا کی طرف سے میرے پاس وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی ہے سیدھا اس کی طرف جاؤ اور اس سے معافی مانگو۔ کہدے کیا تم لوگ خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کی اور تم خدا کے شریک قرار دیتے ہو سارے جہان کا پروردگار ہے"

عتبہ پر ان آیتوں کا بڑا اثر ہوا اور قریش سے جا کر کہا کہ محمد (صلعم) جو کلام پیش کرتا ہے وہ شاعری نہیں بلکہ کوئی اور ہی چیز ہے میری یہ رائے ہے کہ تم ان کو ان کے حال پر

جو نہایت ذی عقل ... کم بہا ہے ہو کر عرب پر غالب آ جائیگے تو یہ تمہاری عزت ہے ورنہ عرب خود ان کو فنا کر دیگا قریش نے ... یہ رائے سنکر کہا کہ شاید محمد صلعم نے تم پر بھی جادو کر دیا ہے

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو مولوی کے لئے لکھوائی جارہی ہے

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

ہمسائے کے ساتھ برتاؤ

اہل وعیال اور عزیزوں کے بعد ہمیں جن لوگوں سے سب سے زیادہ اور ہمہ وقت سابقہ پڑتا ہے وہ ہمارے ہمسائے اور پڑوسی ہیں ان سے اگر تعلقات اچھے ہیں تو ان میں اور عزیزوں میں کوئی فرق نہیں محسوس ہوتا اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمارے خاندان کے ہیں عزیزوں اور رشتہ داروں ہی کی طرح پڑوسی بھی ہمارے رنج وغم اور خوشی ومسرت کے شریک رہتے ہیں ہماری امداد واعانت اور ہماری حمایت وجنبہ داری میں بھی پیش پیش رہتے ہیں ساتھ رہنے سے کچھ عرصہ بعد دوئی کا پردہ بھی اُٹھ جاتا ہے اور پھر یہ بالکل رشتہ داروں کی طرح رہتے اور ملتے جلتے ہیں مثل مشہور ہے کہ پڑوسی دکھ سکھ کا شریک ہوتا ہے جس چیز کی ضرورت ہوئی دوڑے اور پڑوس سے لے آئے جس امداد کی ضرورت ہوئی پڑوسی تیار ہیں۔

دن رات کا اٹھنا بیٹھنا اور ملنا جلنا رہتا ہے بچے علیحدہ مانوس ہو جاتے ہیں مردوں مردوں میں یگانگت بڑھتی ہے وہ علیحدہ، رہی عورتیں تو بالکل بہنیں بنجاتی ہیں غرض ان میں اور رشتہ داروں میں نمایاں تفاوت نظر نہیں آتا اور اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ پڑوسیوں کی اہمیت اپنے رشتہ داروں سے بھی بڑھ جاتی ہے اور ہر وقت کا میل جول دونوں کو باہم ملا کر ایک کر دیتا ہے۔

ہندوؤں میں چھوت چھات نے قوموں ہی کو علیحدہ کر دیا ہے پڑوسیوں کا کہنا ہی کیا ہے پھر مذاہب نے بھی باہمی بعد پیدا کر دیا ہے ہندو ہندو تو پھر بھی کسی نہ کسی حد تک مل رہتے ہیں لیکن اگر ہندوؤں کا پڑوسی کوئی مسلمان یہودی پارسی یا انگریز ہے تو معاشرت کی ایک دیوار درمیان میں حائل ہو جاتی ہے ایک دوسرے کے گھر میں بے تکلف نہ آجا سکتا ہے اور نہ پاس بیٹھ سکتا ہے اس لئے تعلقات میں وہ استواری پیدا نہیں ہونے پاتی جو عرصہ تک برابر اور زیر دیوار رہنے سے پیدا ہو جانی چاہیئے پھر ان پر ان کے دھرم کے اعتبار سے پڑوسی کے متعلق کوئی اہم تاکید اور کوئی اہم ذمہ داری بھی عائد نہیں کی گئی سالہا سال ساتھ رہیں گے پھر بھی غیریت کا پردہ حائل رہے گا۔ قومی نسلی اور رسمی صدہا موانع ان کے شیر وشکر ہونے میں حائل رہیں گے اور دوستی کے تعلقات بھی شیرینی پیدا نہ ہونے دیں گے یہ تو ہے امن کی حالت اور اگر کہیں مخالفت ومعاندت پیدا ہو گئی تو پڑوسی کا اجاڑ دینا گویا فرض ہو جائے گا قومی اعتبار سے ایک دوسرے سے اعلیٰ ضرور ہوگا ایک کے دل میں غرور وتکبر کے جذبات پیدا ہوں گے اور دوسرا اپنی تحقیر پر جلے گا دھرم رہنمائی کے لئے موجود نہ ہوگا نتیجہ یہی ہوگا کہ دونوں کی پرسکون زندگی ہمیشہ کے لئے خطرے میں پڑ جائیگی۔

متمدن اور مہذب مغرب کے یہاں بھی ان کی رہنمائی کے لئے کوئی تعلیم اور کوئی ہدایت نامہ موجود نہیں پھر مادیت پرستی نے ان کے قلب کو پتھر بنا دیا ہے جب وہاں ماں باپ اور اعزہ واقارب ہی کو کوئی نہیں پوچھتا تو تا بہ ہمسایہ چہ رسد، صدیاں ساتھ ساتھ رہتے گذر جاتی ہیں اور ایک دوسرے کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ہمارے مشرق ومغرب میں کون آباد ہے زیادہ سے زیادہ آشنا ہی ہوسکتا کہ دروازہ کا بورڈ دیکھکر ایک دوسرے کے نام سے آشنا ہو جائے گا اور بس۔ گھروں میں ملنے جلنے کا کوئی رواج نہیں وہاں کی نشستگاہیں وہاں کے کلب ہیں کسی کے گھر کسی کے جانے کا رواج ہی نہیں کوئی بڑا ہی اہم اور ضروری کام نکل ہی آیا تو یہ کون پوچھے کہ تم کیا ہو اور کہاں سے ہو معاملہ کے متعلق دو باتیں کیں اور گڈ مارننگ کہکر چلتے بنے۔

کلبوں میں بھی جب تک کوئی تعارف نہ کرائے سب گونگے کا گڑ کھائے بیٹھے رہتے ہیں سینما ٹرین اسٹیشن اور کلب کہیں مغربی افراد جمع ہوں باہم گفتگو کا رواج ہی نہیں جب تک کوئی کسی سے تعارف نہ کرائے گا گفتگو ہی شروع نہ ہوگی عجیب بے تعلق اور بے کیف زندگی ہے کسی کے یہاں چور آجائیں ڈاکہ پڑ جائے ان کی بلا سے اگر گھروں سے نکلیں گے بھی تو اس وقت جب سمجھ لیں گے کہ اس نکلنے اور اس وقت پڑوسی کی امداد کرنے میں ہمارا کوئی ذاتی فائدہ ذاتی تحفظ یا کم از کم شہرت ہی حاصل ہونے کا امکان ہے یہ بات نہیں تو کوئی مر جائے یا قتل ہو جائے خون کے دریا بہہ جائیں انھیں کوئی سروکار نہیں ان کے یہاں تو ہر چیز تجارت بن گئی ہے ایثار ان کے لئے ایک بے معنی چیز ہے اگر آپ سے ملنے پڑوسی کے پاس جانے یا کسی کی امداد کرنے میں ان کا کوئی فائدہ ہے انھیں کچھ ملتا ہے ان کی نفسی شہرت قائم ہوتی ہے تو فوراً ایک پیکر ایثار اور مجسمہ اخلاق بنکر آپ کے سامنے آئینگے پڑوسیوں سے ملیں گے اور حاجتمندوں کی امداد بھی کرینگے اور اگر یہ نہیں تو انھیں کسی سے تعلق بھی نہ ہوگا بلکہ وہ بے فائدہ گفتگو اور ملنے جلنے کو بھی تضیع اوقات سمجھیں گے اور اس پر ناک بھوں چڑھائینگے۔

یہی صورت اب ہندوستان میں قائم ہوتی چلی جارہی ہے مغربی الحاد اور خود پرستی کی آندھیوں کے جھونکے برابر ہندوستان پہنچ رہے ہیں اور یہاں بھی خود پرستی کی حکومت قائم ہوتی چلی جاتی ہے پہلے زمانہ اور اگلی تعلیم سے آراستہ بزرگ تو اپنے ہمسایوں سے خواہ وہ غریب ہوں ان سے ملتے بھی رہیں گے ان کا خیال بھی رکھیں گے عام مسلمانوں کا بھی اب تک یہی مسلک ہے لیکن جنھیں مغربی ہوا لگ چلی ہے اور جن پر یورپ کے الحاد پرور رنگ کی چھینٹیں پڑ گئی ہیں ان میں وہی رنگین ذہنیت اور وہی مغربی تنگ کلامی اور بے تعلقی کی شان نظر آئے گی بڑوں سے فخر ونمائش کے طور پر بڑھ بڑھ کر ہاتھ ملائینگے ان کی ملاقاتوں کے لئے وہ میل جول کرجائینگے رہیں گے کوچہ چیلاں میں اور ان کے دوست ہوں گے قرول باغ میں یا بارہ ہندو راؤ میں گھر ہوگا کشمیری دروازہ اور نشست ہوگی سرائے روح اللہ خاں۔

محلہ کے لوگوں اور غریب دوستوں اور عزیزوں سے ملنا جلنا اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ان کے لئے موجب عار ہوگا آپ مغرب زدہ لوگوں کی معاشرت کا بغور معائنہ کریں محلہ والوں میں چند لوگوں سے بمشکل دوستی ہوگی انھیں یہ علم بھی نہ ہوگا کہ اس محلہ میں کون کون کہاں کہاں آباد ہیں اور ان کی کس طرح بسر ہوتی ہے مالی حالت کیا ہے کسی امداد کا دینا تو

ہوگا تو ساتھ ہولیں گے اور غریب خواہ زیر دیوار ہی دم توڑ دے پروا بھی نہ ہوگی امیر کی تیمارداری کے لئے میرٹھ تک پہنچ جائیں گے اور کوئی غریب دروازہ ہی کے سامنے پڑا کراہتا رہے لیکن انھیں ذرہ برابر بھی احساس نہ ہوگا آپ کسی ایسے بزرگ سے ذرا دریافت کرکے دیکھئے کہ آپ کے قرب میں کون لوگ رہتے ہیں دروازہ کے دونوں جانب کن لوگوں کی دکانیں ہیں اور برابر ہی بیٹھنے والے سوداگر کا کیا نام ہے ووٹ اور انتخاب کے سلسلہ میں کچھ علم ہوگیا تو اور بات ہے ورنہ انھیں ہمسایوں اور پڑوسیوں کے مرگ و زیست سے کوئی سروکار اور کوئی تعلق نہ ہوگا بیگانہ وار رہیں گے بیگانہ وار آئیں جائیں گے اور بیگانہ وار بات کریں گے۔

نہ انھیں پڑوسیوں سے ہمدردی ہوگی اور نہ پڑوسیوں کو ان سے ہم تو آپ کو بتا چکے ہیں کہ مغربی طریقوں نے ہمارے نظام معاشرت کو تباہ کرکے رکھدیا اور کم از کم اتنا اثر ضرور ہوا کہ انسان اس وقت دو مختلف اور بالکل جداگانہ اور بیگانہ طبقوں میں تقسیم ہوکر رہ گئے ایک امیر اور دوسرے غریب۔ غریب خواہ عزیز ہو خواہ ہمسایہ کوئی ہو امیر ہمسایہ کو اس سے پورا بعد ہوگا یہ غریبوں کو بد معاش سمجھتے اور انھیں برے ناموں سے یاد کرتے رہیں گے اور غریب انھیں کسی اور دنیا کی مخلوق سمجھکر ان کی طرف سے بالکل غافل رہیں گے وہی یوروپین ذہنیت کارفرما ہوگی۔ انتخاب کا موقعہ ہو ووٹ لینا ہو تو آپ ان کے عزیز بھی ہیں ہمسائے بھی ہیں اہل محلہ بھی ہیں کہئے تو آپ کو باپ بھی بنالیں گے ورنہ بھائی اور چچا تو سب ہی کو اس موقع پر کہکر پکاریں گے لیکن جب وقت کام نکل گیا اس وقت تو کون اور میں کون وہی بعد اور وہی افتراق!

اسلام اس لعنت کو ہرگز پسند نہیں کرتا اس کے نزدیک امیر و غریب سب برابر ہیں وہ دولت کو نہیں امارت کو نہیں نسب اور خاندان کو نہیں صرف تقوی اور اعمال کو وجہ فضیلت سمجھتا ہے یہاں غریبوں کی عزیزوں کی پڑوسیوں کی اور ضرورتمندوں کی خدمت ہی بڑی چیز ہے یہاں جو قوم کا خادم ہے وہی مخدوم ہے جو جتنی اپنے ابنائے جنس کی خدمت کرتا اور دنیا کو فائدہ پہنچاتا اور اخلاق عظیمہ سے کام لیتا ہے اتنا ہی اچھا اور اتنا ہی اعلیٰ سمجھا جاتا ہے یہاں خود پرستی و خود مطلبی کی نہیں اخلاق و ایثار کی حکمرانی ہے یہاں انہیں کاموں انہی عملوں اور انھیں خدمتوں کی عظمت ہے جو خالصتہً للہ کی جائیں اور جن میں ریا و نمائش کا کوئی شائبہ بھی نہ پایا جائے یہاں ایثار اور محض ایثار کا سکہ چلتا ہے اسلام کا سچا پیرو ذاتی غرض ذاتی مفاد اور ذاتی اعزاز کے لئے کوئی کام نہیں کرتا اور نیکی کر اور دریا میں ڈال کے اصول پر عامل ہے وہ دنیا میں اپنی خدمت اور اپنے کام کا بدلہ نہیں چاہتا اور نہ بدلہ اور شہرت کے لئے کوئی کام کرتا ہے اس کی خدمتوں سرگرمیوں غربا نوازیوں ایثار کیشیوں فیض رسانیوں اور دماغ سوزیوں کا جو صلہ ملیگا وہ عقبی میں ملیگا وہ سمجھتا ہے کہ حقیقی انعام وہی ہے جو خدا کی طرف سے عطا ہو حقیقی شہرت وہی ہے جو مخلصانہ کارناموں پر از خود حاصل ہو جائے حقیقی ایثار وہی ہے جو محض ابنائے جنس کی فلاح و بہبود کے خیال سے کیا جائے اسلام نے امت کو یہی تعلیم دی ہے اور وہ اسی پر ہے اور ہمیشہ اسی پر عمل کرنا اپنے لئے موجب سعادت سمجھتا ہے۔

اسی اصول کی بنا پر وہ اپنے پڑوسیوں سے سلوک کرتا ہے اور وہ اس سلسلہ میں مسلمان اور غیر مسلمان کی کوئی تمیز روا نہیں رکھتا ہے اس کے نزدیک مسلم ہندو عیسائی یہودی پارسی اور بدھ مت پڑوسی یکساں ہیں وہ سب کو اپنا عزیز سمجھتا سب کی خدمت کو سعادت جانتا اور سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے اور اس لئے کرتا ہے کہ اسلام نے اسے یہی سکھایا ہے اور یہی حکم دیا ہے اور یہی کہا ہے قرآن کریم میں خدائے قدوس ارشاد فرماتا ہے

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم۔ لوگو اللہ ہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیراؤ اور ماں باپ رشتہ داروں یتیموں، محتاجوں رشتہ دار پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں پاس بیٹھنے والوں مسافروں اور اپنے لونڈی غلاموں سب کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو، یہ کسی بندہ اور کسی بزرگ کا حکم نہیں رب قدیر کا حکم ہے غور کیجئے کہ حسن ترتیب اور تفصیلی درجہ بندی کے ساتھ دنیا والوں سے وہ حسن سلوک کی تعلیم دینا چلا جا رہا ہے محض ایک اس آیت ہی سے اسلامی شان کے رنگا رنگ جلوے اور اسلامی تعلیم اخلاق کے پرشکوہ مناظر کی تصویر نگاہوں میں پھر جاتی لونڈی غلاموں اور اجنبی پڑوسیوں تک سے پوری ہمدردی اور نیکی کے سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ تو محض حسن سلوک ہی کا سوال ہے دیکھئے ان کی ایذا رسانی کتنی شدید معصیت کا باعث ہے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رجل یا رسول اللہ ان فلانۃ تذکر من کثرۃ صلوتھا وصیامھا وصدقتھا غیر انھا توذی جیرانھا بلسانھا قال ھی فی النار قال یا رسول اللہ ان فلانۃ تذکر من قلۃ صیامھا وصدقتھا وصلوتھا ولا توذی جیرانھا بلسانھا قال ھی فی الجنۃ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فلاں عورت کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ وہ نماز بہت پڑھتی ہے روزے بکثرت رکھتی ہے اور بہت کچھ صدقہ وخیرات کرتی ہے لیکن اپنے ہمسایہ کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچایا کرتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں جائے گی پھر اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فلاں عورت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ نماز کم پڑھتی ہے اور خیر خیرات بھی برائے نام کرتی ہے لیکن اس کی زبان سے ہمسایہ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی تو آپ نے فرمایا کہ وہ جنت میں جائے گی۔

ایک اور جگہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسائے سے بدسلوکی کو فقدان ایمان کے مترادف بتایا ہے چنانچہ ارشاد ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل یا رسول اللہ قال الذی لا یامن جارہ بوائقہ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ ایماندار نہیں خدا کی قسم وہ ایماندار نہیں خدا کی قسم وہ ایماندار نہیں کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ کون ایماندار نہیں آپ نے فرمایا وہ شخص جس کے پڑوسی اس کی ایذا رسانی سے محفوظ نہ ہوں۔

پڑوس کی عورت سے حرام کرنے کو بھی حضرت سرور عالم نے سب سے بڑا گناہ بتایا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے آپ نے فرمایا کہ شرک! اس نے پوچھا کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اولاد کو اس خوف سے قتل کر دینا کہ وہ بڑے ہوکر تیرے ساتھ کھائیں گے اس نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد تو آپ نے فرمایا کہ تیرا تیرے پڑوسی کی عورت سے حرام کرنا۔

نہ صرف حرام بلکہ یہ زنا دس گنے جرم کا باعث ہے اور کسی عورت سے زنا تو جرم ہے ہی مگر ہمسائے کی عورت سے زنا کرنا دس عورت سے زنا کرنے کے برابر ہے امام احمد کی

مسند میں ایک حدیث مندرج ہے کہ ایک دفعہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے پوچھا کہ تم زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ حرام ہے خدا و رسول نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد کا دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنا اتنا سخت نہیں ہے جتنا ہمسائے کی ایک عورت سے زنا کرنا، پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ تم چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو اصحاب نے عرض کیا کہ حرام ہے خدا و رسول نے چوری کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دس گھروں میں چوری کرے تو یہ اس کے لئے اتنا سخت نہیں جتنا کہ ہمسایہ کے گھر میں چوری کرنا۔

کیا کوئی مذہب ہمسائے کے اتنے احترام اور اتنے پاس و لحاظ کی کوئی نظیر پیش کر سکتا ہے نہیں اور ہرگز نہیں چونکہ پڑوسیوں سے ہر وقت کا تعلق رہتا ہے اس لئے اسلام نے جزئیات تک کی تصریح کر دی ہے تاکہ جزوی اور معمولی امور میں بھی کوئی وجہ نزاع پیدا نہ ہو بخاری شریف کی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے۔

حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے بلکہ اس کے ساتھ سلوک کرے اگرچہ ایک بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو بخاری شریف میں ایک اور حدیث مذکور ہے کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے کسے تحفہ بھیجوں آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تمہارے گھر سے قریب ہو۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑوسی کا ستانا میرے ستانے کی برابر ہے۔

جو شخص خود شکم سیر ہو کر سویا اور اس کا پڑوسی بھوکا پڑا رہا وہ گویا مجھ پر ایمان نہ لایا۔ جب تک کوئی مسلمان پڑوسی کے لئے بھی وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اس وقت تک وہ مسلمان نہیں۔

ایک حدیث شریف میں مذکور ہے کہ آپ ایک مرتبہ جہاد کو نکلے تو اعلان کیا کہ جس شخص نے اپنے پڑوسی کو ستایا ہے وہ ہمارے ساتھ نہیں چل سکتا۔"

کتنی شدید تاکیدات ہیں پھر کہیں مسلم و غیر مسلم کا امتیاز نہیں بلکہ صرف پڑوسی کا نام لیا گیا ہے اور صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ مسلمان وہی ہے جو اپنے پڑوسی سے بہتر سلوک کرتا ہے۔

ایک دفعہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ:۔

"تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر وہ تم سے امداد کی درخواست کرے تو اسے امداد دو قرض مانگے تو قرض دو وہ محتاج ہو تو اس کے ساتھ سلوک کرو وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو خوشی کا موقع ہو تو اسے مبارکباد دو اور غم کا موقع آئے تو اس کی تعزیت کرو اپنے گھر کی دیوار اتنی بلند نہ اٹھاؤ کہ اس سے اس کے گھر کی ہوا رکے نئے پھل خریدو تو اسے پھل بھی بھیجو اور اگر نہ بھیجو تو انھیں پوشیدہ رکھو اور اپنے بچوں کو پھل ہاتھ میں باہر لئے نہ بھیجو تاکہ اس کے بچے دیکھ کر انھیں مانگیں اور وہ کڑھے اور اس سے اس کے دل کو رنج پہنچے۔"

افسوس صد افسوس آج مسلمان اپنے مذہب اور مذہبی تعلیمات کو بالکل بھول بیٹھے ہیں اور بھولتا گیا انہیں یہ علم ہی نہیں کہ اسلام نے انھیں مختلف شعبہ ہائے حیات کے متعلق کیا حکم دئیے ہیں اور اُن کے سامنے کونسی راہ عمل پیش کی ہے۔

ہمارے علمائے کرام جب اٹھتے ہیں تو روزہ نماز کے مسائل بنا کر اپنے فرائض سے گویا سبکدوش ہو جاتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے بھی یہ سمجھ لیا ہے کہ اسلام صرف روزہ اور نماز کا نام ہے حالانکہ یہ غلط ہے اسلام کے ہر حکم کا اتباع عبادت ہے حتیٰ کہ بال بچوں کے لئے چار پیسے کمانا اور پڑوسی کی امداد کرنا بھی عبادت میں داخل ہے مذہب ہرگز چند مسائل اور رکوع و سجود کا نام نہیں بلکہ مذہب نام ہے تفسیر حیات کا۔ زندگی دستور العمل کا معاملات، اخلاقیات، دیانات، سیاسیات سب مذہب کا ایسا ہی جز ہیں جیسی کہ عبادت ایک جز ہے اگر ہمارے علماء اور مذہبی پیشوا مسلمانوں کو یہ بتاتے والدین اپنے بچوں کو یہ باتیں سکھاتے اور ہمارے مذہبی نصاب کا یہ چیزیں جز ہوتیں تو مسلمانوں کے انحطاط و زوال کی یہ حالت نہ ہوتی جو آج ہمیں نظر آ رہی ہے۔

کیا یہ افسوسناک امر نہیں کہ آج اسلام والوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہمیں غیر مسلموں کو نہیں بلکہ اسلام ہی کے نام لیواؤں کو یہ بتانے کی ضرورت لاحق ہو رہی ہے کہ ان کی امتیازی معاشرت کیا ہے اور اسلام نے ان کے لئے منزلی معاشری اور تمدنی اصول کیا مقرر کئے ہیں اور زندگی بسر کرنے کے لئے ان کے سامنے کون ربانی نظام عمل پیش کیا ہے جو باتیں اسلام کے فرزندوں کو از بر ہونی چاہئیں تھیں اب یہ نوبت پہنچ چکی ہے کہ ہم انھیں لکھ لکھ کر بتا رہے ہیں کہ اے فرزندان اسلام۔ اسلام نے تمہارے لئے یہ اصول مقرر کئے ہیں سیزدہ صد سالہ اسلامیت کے بعد بھی مسلمانوں کو اوامر مذہب کی تلقین کی ضرورت دامن گیر ہونا اگر ایک المناک حقیقت نہیں تو کیا ہے ذرا آپ اپنے گرد و پیش نگاہ ڈال کر دیکھئے آج کتنے مسلمان ایسے موجود ہیں جو اپنے دینی اوامر و مناہی اور ملی شعائر سے واقف ہوں حالانکہ انھیں گہوارے میں یہ باتیں سیکھ لینی چاہئے تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ باتیں کتابوں میں لکھی ہونے کے بجائے ان کے صحیفہ زندگی پر مرقوم ہوتیں اور لوگ انھیں کتب اسلامی میں دیکھنے کے بجائے مسلمانوں کی زندگی میں دیکھتے اور فرزندان توحید خود اس اسلامی تعلیم کا نمونہ بنکر دنیا کے سامنے آتے تو آج پوری دنیا ان کے اس ربانی قانون کو تسلیم کر چکی ہوتی اور ان کی زبانیں اور ان کی کتابیں نہیں ان کی زندگیاں ایک موثر تبلیغ کا ذریعہ بنی ہوتیں اور یہ خاموش تبلیغ اس دور کی صد ہزار غلغلہ انداز تبلیغوں سے زیادہ موثر اور کارگر ثابت ہوتی لوگ کتابوں کو نہیں اعمال کو دیکھتے ہیں جتنا اثر ان چلتی پھرتی کتابوں اور زندہ نمونوں کا پڑتا ہے اس کا ہزارواں اثر بھی کتابیں پیدا نہیں کر سکتیں

اگر مسلمان اچھے انسان، اچھے پڑوسی، اچھے دوست، اچھے باپ، اچھے بھائی اور اچھے شہری ہوتے اور ان کا ہر عمل قرآن و حدیث کے احکام و مناہی کا نمونہ ہوتا تو یہی غیر مسلم جو آج ہر حصہ عالم پر ان کے لئے دانت تیز کرتے رہتے ہیں ان پر اپنی جانیں نثار کرتے ان پر جانیں قربان کرتے اور ان کے پاؤں وجود ہو کر رہتے یہ شمع ہوتے اور وہ پروانے ابتدائی قرنوں میں اسلام کو جو ترقی و عظمت نصیب ہوئی وہ مسلمانوں کے زندہ نمونوں اور اسلامی اعمال کے نتائج حسنہ تھے جب غیر مسلموں کو مسلمانوں کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوتا ان سے سابقہ پڑتا اور وہ ان کے

و اعمال و اخلاق کا مشاہدہ کرتے تو عظمت اسلام کے سامنے ان کے سر بیساختہ خم ہو جاتے ان کی گردنیں جھک جاتیں انھیں اپنے مذہب اور اپنے آئین سے نفرت ہو جاتی اور وہ فوراً کلمہ شہادت پڑھکر اسلام کے حلقہ بگوش بنجاتے۔

یہی نہیں اسلام کے زوال و انحطاط کا باعث بھی یہی ہے کہ مسلمان اپنی دینی تعلیمات اور مذہبی ہدایات کو بھول بیٹھے اور صراط مستقیم سے بھٹک کر گمراہی میں پڑ گئے اور ذلیل ہوئے اب بھی جب تک مسلمان اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں نہ ڈھالیں گے ان کا ہر عمل اسلامی تعلیم کے مطابق نہ ہوگا اور وہ اسلام ہی کی روشنی میں آگے قدم نہ بڑھائینگے نہ اس وقت تک ان کے مصائب و نوائب کا خاتمہ ہوگا اور نہ اس دنیا میں ترقی کر سکیں گے آپ ہزار کہیں کہ ہمارا مذہب ایسا ہے ہمارے دین کی تعلیم اتنی شاندار ہے اور ہم دنیا کے بہترین منہاج پر گامزن ہیں لیکن اس کا کوئی اثر نہ ہوگا کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوگا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی فرصت میں اپنی حالت اور اپنی ناکامیوں کے اسباب پر غور کریں اور جس قدر جلد ممکن ہو وہ اسلامی تعلیم کا نمونہ اور زندہ پیکر بننے کی سعی کریں کہ ان کی ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ آج حق شفیع جو آپ کو قانونی صورتوں میں مرتب اور متشکل نظر آرہا ہے یہ بھی اسلام ہی کی برکت ہے دنیا کو اس میں کچھ ایسی خوبیاں مضمر نظر آئیں کہ ہر سلطنت نے خفیف سے تغیر و تبدل کے بعد اسے اپنا قانون بنا لیا ہے افسوس کہ مسلمان بستر غفلت پر پڑے انٹاڑ رہے ہیں اگر وہ اپنے ہر قانون اور ہر تعلیم کا نمونہ بنجاتے تو دنیا کا قانون نبی کا قانون ہوتا اور پوری دنیا ان کی عظمت تسلیم کرنے پر مجبور ہوتی۔ لہذا آپ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے اس فلسفہ کی اہمیت اور وسیع سود مندی پر تو غور کیجیئے اگر ہر مسلمان اپنے پڑوسی ہی کے ساتھ حسن سلوک کو خدائے قدوس کا حکم ٹھہرا اپنا شعار عمل بنالے اس کی ضروریات کا خیال رکھے اس کی عزت و آبرو کو اپنی عزت و آبرو سمجھے اس کی خوشی و غم میں شرکت کرے اسے بھوکا نہ سونے دے اور سمجھ لے کہ تکمیل ایمان اور خوشنودی خالق کا راز پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک ہی میں مضمر ہے اور اس سے لڑنا جھگڑنا یا اس کا برا چاہنا غضب الٰہی کو بھڑکانے کے مترادف ہے تو محض ایک یہی تعلیم اسلامی تمدن کو فلک الافلاک پر پہنچا سکتی ہے محلوں اور بستیوں شہروں میں باہمی تعلقات اس قدر خوشگوار ہو جائیں کہ نزاع و فساد کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہے اور ہر طرف امن و امان کی خوشگوار ہوائیں چلتی نظر آئیں نہ مقدموں کی ذمہ داریاں ہوں اور نہ جھگڑوں کا امکان۔

پھر جب ہر پڑوسی یہ احتیاط رکھے کہ میرا پڑوسی بھوکا نہ سونے پائے اور اسے کسی غیر معمولی مصیبت سے سابقہ نہ پڑے تو گویا مصیبت اور ناداری کا بوجھ ہلکا ہو گیا غریب امیر سے خوش رہیں اور امیر غریب کی مفلسانہ حرکات کے نتائج سے تمام امید کے جذبہ سے آسودہ رہیں اور باہمی محبتیں برابر بڑھتی اور ترقی کرتی چلی جائیں پڑوسی کی عورت سے زنا کو دس غیر عورتوں سے زنا کے گناہ کے برابر سمجھے اور پڑوسی کے گھر چوری کو دس گھروں کی چوری کے برابر گناہ جان لینے سے نقصانات اور ناداری کا بھی انسداد ہو جائے اور جب سب کو روٹی ملتی رہے گی کسی کے بال بچوں کے بھوکا سونے کا امکان تک نہ رہے گا تو کون ہے جو مفت میں چوری کا الزام لیکر کے دنیوی اور دینی نقصانات و تکالیف اٹھانے پر آمادہ ہو پورے شہر میں کوئی نہ کوئی کسی کا پڑوسی ضرور ہوگا اور سب اس ایک ہی ریشمی رسن میں بندھے رہیں گے گرتوں کو سنبھالا دیا کرینگے بڑھتوں کو بڑھائینگے اور حاجتمندوں کی پوری فیاضی سے امداد کرینگے۔

یہ تو رہا انفرادی معاملہ پھر قوموں پر یہ قانون اور یہ سلوک حاوی ہوگا اور قوموں، جماعتوں اور شہروں میں امن و محبت کا دریا بہتا اور سیراب کرتا چلا جائے گا ہر طرف امن و محبت، صلح اور آشتی کا دور دورہ ہوگا سب عزیزوں اور بھائیوں کی طرح رہیں گے، اور مساوات و میل و جول کے امکانات بڑھتے اور سب شیر و شکر ہوتے چلے جائینگے ان باہمی تعلقات اور اس میل و جول سے سوسائٹی کو تقویت پہنچیگی اس کی قوت اور طاقت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اس سے لوگوں کو جرم و گناہ کے ارتکاب سے شرم ہی پیدا نہ ہوگی بلکہ سوسائٹی کا خوف بھی دلوں میں قائم ہو جائے گا اگر کوئی برا کرے گا تو سوا انسان اسے سمجھانے بجھانے اور راہ راست پر ڈالنے کی سعی کریں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ کھٹک کر وہ بھی بیٹھ رہے گا اور اصلاح کے سامان خود بخود فراہم ہوتے چلے جائینگے۔

غیر مسلم مسلمانوں کو جب اس شکوہ امن اور اس عظمت آشتی کے ساتھ رہتے دیکھیں گے اور ان کے ساتھ بھی بالکل عزیزوں اور بھائیوں جیسا سلوک روا رکھا جائے گا اور ان کی عزت و آبرو کا بھی مسلمانوں کی عزت و آبرو کی طرح خیال رکھا جائیگا تو ان کے قلب کے اعماق سے بھی انس و موافقت کے چشمے ابلیں گے اور وہ بھی مسحور و متاثر ہوکر اپنے مسلمان پڑوسیوں کے ساتھ جوابًا ویسا ہی سلوک کرنے اور اسی محبت و آشتی کے ساتھ رہنا شروع کریں گے اسلامی عظمت کے نقوش ان کے لوح قلب پر منقوش ہو جائینگے اور جماعتی اتحاد بین الجماعتی اور بین الاقوامی اتحاد کی صورت اختیار کر جائے گا اور فطرت کا وہ منشا پورا ہوگا جس کے لئے اس نے اس دین کو مکمل کرکے دنیا میں بھیجا تھا خدا کے بندے امن و خوشحالی کی زندگی بسر کرینگے اور ہر گوشہ مسرت و انبساط کی بہشتیں سے معمور نظر آئیگا اسلام کا اولین مقصد حیات بھی تھا اور یہی ہے کہ وہ انسان کو حقیقی معنوں میں انسان بنائے سب کو امن و آشتی سے رہنے کا سبق پڑھائے اور سب آرام و مسرت کی زندگی بسر کریں تمدن کو ترقی نصیب ہو انسانیت کا دور دورہ ہو اور نزاع و منافرت کا سد باب ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتم سے کہا تھا۔ عدی تو سمجھتا کیا ہے اور کس وہم و گمان میں پڑا ہوا ہے کچھ دن کی بات ہے یہی اسلامی تعلیم اور اسی اسلام کا اتباع مسلمانوں میں دولت اور زر و جواہر کی وہ بہتات پیدا کردیگا کہ ایک شخص اپنی دونوں مٹھیوں میں بھر بھر کر نہیں اشرفیاں نہیں زر و جواہر بھر بھر کر نکلیگا اور نہ محتاج اور کسی لینے والے کی تلاش کریگا لیکن شہر بھر میں کوئی ایک انسان بھی اس کے لینے پر رضا مند ہونا تو بجا اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیگا اس لئے کہ دولت و ثروت کی پہلے ہی فراوانی ہوگی اور برکات اسلام ہر انسان کو اس درجہ فارغ البال اور خوشحال بنا دیں گی کہ کسی کو ان جواہرات کے لینے کی ضرورت ہی باقی نہ رہیگی۔ امن و امان کی یہ حالت ہو جائیگی کہ ایک عرب خاتون تنہا اونٹنی پر سوار مدینہ منورہ سے حیرہ کا سفر کرے گی اور اس طویل راہ میں کسی ایک جگہ بھی اسے کوئی چور، کوئی بدمعاش اور کوئی ڈاکو ستانے اور لوٹنے کے لئے نہیں ملیگا اس لئے کہ سب مطمئن ہوں گے سب پاس کھانے کو ہوگا اور سب امن و امان اور نیکو کاری کی اہمیت سمجھتے ہوں گے۔ عدی بولا کہ حضور راہ میں فلاں قبیلہ کے ڈاکو بہت خطرناک ہیں ان سے یہ کیونکر بچ سکے گی ان کی تو فطرت اور عادت یہی ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں درست ہے لیکن اسلام ان کی اس فطرت میں انقلاب پیدا کردیگا اور وہ امن و امان کی برکات حسنات کو سمجھ کر اپنے اس ذلیل اور خوفناک پیشے سے تائب ہو جائینگے دوسرے جائز ذرائع ہی ان کی آمدنی کے نکل آئینگے کہ وہ ڈکیتی اور غارتگری کو ترک کر دیں گے۔ تو دیکھیگا کہ کسریٰ کے جواہرات مسلمانوں کے خزانہ میں ہوں گے اس کے کنگن اسلامی خزانہ میں جائینگے اور اس کی دولت کا رخ مدینہ کی

حلیف ہونگی کیونکہ اسلامی جوش اور اسلامی ایمان مسلمانوں کی ہمتوں کو کہیں سے کہیں پہنچا دیگا“ چنانچہ یہی ہوا اور اسلامی تعلیم نے عرب کے باشندوں کو وہ شیر خستہ خوردہ دماغ“ سے مدتاج کیاں“

قلبی مسرت

(از جناب مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب وکیل ضلع نظام آباد)

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَاَعْنَابًا وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۔ بیشک پرہیزگاروں کے لئے خوب حصہ ہے، باغ ہیں انگور ہیں، نوجوان نو خیز حوریں ہیں اور چھلکتے ہوئے پیالے ہیں۔"

پرہیزگاروں نیکوکاروں کا اجراخروی اس آیت کریمہ میں نہایت ترغیبی پہلو میں دکھایا گیا ہے جس طرح آجکل عام طور پر دینی افعال عبادات پنجگانہ میں منحصر کر دیئے گئے ہیں اسی طرح متقیوں کے مفہوم میں عابدوں اور زاہدوں ہی کو داخل کیا جاتا ہے اور ان کے تقوے وطہارت کو صرف ان ہی امور سے متعلق کیا جاتا ہے جو براہ راست خدا کی عظمت و پرستش کے اظہار میں انجام پاتے ہیں۔ بیشک حق اللہ کی نگہداشت کرنے والے متقی ہیں مگر اس کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے کہ حق العباد کی نگہداشت بھی اس لفظ متقی کے ہمہ گیر مفہوم سے خارج نہیں ہے اس خصوصیت نے جو اعمال نیک کو حق اللہ سے محدود کرتی ہے مسلمانوں کی اخلاقی حالت گرتی جاتی ہے انسان مذہبی رنگ میں بہت سی نیکیوں کو حاصل کرتا ہے یا کم از کم اس دائرہ سے علیحدہ نہیں ہوتا اور جو اثر مذہب کا اس کے جذبات کو متحرک کرتا ہے مذہب کے باہر وہ کشش اس میں پیدا نہیں ہوتی مسلمانوں نے اپنے مذہب کے اثر کو محدود کر کے بہت سی نیکیوں کو مذہبی جذبات کے جوش سے خالی کر لیا ہے اور اس سے بڑی خامی پیدا ہو گئی ہے اور ان کے اعتقاد و عمل میں بڑا فرق محسوس ہو رہا ہے مذہبی تعلیم سے ہم مسلمانوں کے کردار کو ملا کر دیکھا جائے تو کوئی غیر مذہب والا یہ رائے نہیں لگا سکتا کہ ہم لوگ اسی مذہب حقہ کے پیرو ہیں جو اسلام کہلاتا ہے۔ ہماری ذہنیت کی تبدیلی نے ہم کو اسلام کے سچے پیروؤں کے دائرہ سے کوسوں دور کر دیا ہے ہمارے اخلاق پست ہو گئے ہیں اور ہماری عادتیں مذہبی ہدایات کے تحت برسرکار نہیں رہیں اس تنگ تفرقہ سے حقوق العباد کے جذبات کو بری طرح ٹھیس لگی حقوق العباد کی کوتاہی کا نام مذہبی غلطی نہ رہا اور مذہب کا ہاتھ درمیان سے اٹھ جانیکی وجہ سے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں رہی یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مذہب حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی نگہداشت کرنے پر برابر آمادہ کرتا ہے اور حقوق العباد کی اہمیت اس لئے اور بھی بڑھ گئی ہے کہ حقوق العباد کا تعلق ہمارے جیسے تنگ نظر اور کوتاہ خیال والوں سے ہے جن سے درگذر اور معافی کی توقعات بہت کم ہوتی ہیں پروردگار غفور و رحیم نے اپنے حقوق سے درگذر کر سکتا ہے اور اس کے رحم و کرم سے زیادہ توقع وابستہ ہے کہ وہ ہماری خطاؤں قصوروں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما دیگا۔ مگر بندگان خدا میں ایسے افراد بہت کم ہیں جو اپنے حق سے درگذر کریں اگرچہ تخلقوا باخلاق اللہ کی ہدایت انسان کو سبق دیتی ہے کہ خدا کی صفتوں سے اپنی عادات کو درست کرے مگر اس صفت سے متصف ہونا کوئی آسان بات نہیں ہے نفس کی سرکشی اس راستہ سے بہلکاتی رہتی ہے اور ایسی ہستیاں جن سے ہم اپنی غلطی کی معافی کی امید لگائیں بہت کم ہوتی ہیں اسلئے ہماری عافیت اور خوشی و اطمینان کے لئے ہم کو بہت ضرور ہے کہ ہم حقوق العباد کا بہت خیال رکھیں اور اپنے کسی فعل سے یا کسی قول سے حقوق العباد پر اثر نہ ڈالیں اس کے لئے ہم کو باہر سے کچھ لینا نہیں پڑتا کسی سے مدد لینے کی ضرورت نہیں پڑتی ہم کو کرنا صرف یہی ہوتا ہے کہ ہم اپنے نفس کو ایسے راستے پر لے چلیں جس میں اس کو کوئی نقصان اٹھانا نہ پڑے اور اس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی خیال رہے کہ کسی دوسرے کو بھی ہم سے نقصان نہ پہنچے اس کا اہتمام اس طرح ہونا چاہیئے کہ صرف ہمارے افعال و اقوال ہی نہیں بلکہ ہمارے خیالات بھی دوسرے کے نقصان کی طرف مائل نہ ہونے پائیں جب ہمارے کسی عمل میں کسی بات میں اور ہمارے کسی خیال میں دوسرے کی برائی نہ پائی جائے تو دوسرا بھی ہماری برائی کا درپے نہ ہوگا اور ہم کو کسی کی جانب سے نقصان رسانی اور ایذا دہی کا خیال نہ آئے گا اور اس سے ایک اطمینان ہمارے دل کو حاصل ہوگا جو ہماری خرابی نیت کی صورت میں کبھی نصیب نہیں ہو سکتا ورنہ چاہے کوئی ہماری برائی کی فکر میں ہو یا نہو ہمارا دل بے چین اور ہمارا گمان خیالی برائیوں سے متاثر ہوتا رہیگا یہ کسی خارجی عمل کا اثر نہیں ہوتا ہے محض ہمارے خیال فاسد کا پرتو ہوتا ہے اَلْمَرْءُ يَقِيْسُ عَلٰى نَفْسِهٖ یہ بدگمانی صرف ہمارے اپنے خیالات بد کا عکس ہوتی ہے جس طرح ہم دوسروں کی بدخواہی میں رہتے ہیں وہی تصور ہم کو پریشان کرتا ہے کہ فلاں ہم سے برسر پرخاش ہوگا فلاں ہماری بدخواہی کرتا ہوگا۔ فلاں ہمارے نقصان کا درپے ہے اگر ہم اپنا دل صاف رکھیں تو یہ ناحق کے برے خیال سے ہمارا اطمینان خطرے میں مبتلا نہ ہو اس لئے ان خیالات فاسد سے پرہیز کرنا چاہیئے کسی کی برائی چاہنے سے اس کو نقصان نہیں پہنچتا ہے مگر کس قدر بیفائدہ بات ہو کہ اس بدخواہی سے مفت میں ہم اپنے کو پریشان کر لیتے ہیں جو لوگ نیک خیال ہوتے ہیں اور کسی کی بھلائی برائی میں نہیں ہوتے غلط فہمی سے کوئی شخص ان کی بدخواہی کرتا بھی ہے تو اس شخص کے دل پر اس کا مطلق اثر نہیں ہوتا کوئی کہتا بھی ہے تو اس کا اپنا دل صاف ہونے کے سبب اس کو یقین نہیں آتا وہ بار بار اپنے دل کو الٹ پلٹ کر دیکھتا ہے اپنے خیالات کا جائزہ لیتا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ میں نے اس کے ساتھ کوئی برائی نہیں کی نہ مجھے اس سے کسی قسم کی بدخواہی ہے پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ میری برائی کا درپے ہو اس طرح نیک خیال آدمی کو اطمینان قلب کی دولت سے سکون و آرام حاصل ہوتا ہے انسان اپنی قوت کے نشیب و فراز سے آگاہ نہو تو وہ اپنے عمل کی تجزی نہیں کر سکتا اور اعتدال کے ساتھ انجام پائے ہوئے اعمال کو افراط و تفریط کی سرحد میں داخل ہونے والے افعال سے تمیز کرنے نہیں پاتا اور دھوکے میں پڑ جاتا ہے جرات و دلیری جو برمحل ظہور میں آتی ہے اُسکو شجاعت کہتے ہیں اور یہ ایک محمود صفت ہے مگر وہ بھی جرات و دلیری ہی ہے جو بے محل وقوع میں آئے لیکن اسکو شجاعت نہیں کہتے نہ وہ صفات حمیدہ انسانی سے ہے وہ ایک عیب ہے جس کا اثر انسان کی دانشمندی پر بُرا اثر پڑتا ہے دیکھئے ایک ہی قوت ہے مگر برمحل ہو تو اس کا نام اور ہے اور بے محل ہو تو اس کا نام اور ہے بے محل جرات کو تہور کہتے ہیں جو خلاف دانشمندی ہے اور برمحل جرأت ہو تو وہ شجاعت ہے جس کا سرچشمہ دانشمندی ہے . . . . اسی طرح ہر عمل میں اعتدال کی کمی زیادتی سے نتائج بدل جاتے ہیں اور اس کی تمیز میں غلطی

ہونے سے اخلاق پر بڑا اثر پڑتا ہے ان کا سختی سے محاسبہ کرنا اور ان نشیب و فراز سے جو ہماری عادتوں کو مذموم و معیوب کر دیتے ہیں احتراز کرنا ہم کو فوز عظیم پر پہنچاتا ہے اور اسی کے پیش نظر رکھنے میں ہماری دارین کی فلاح و بہبود ہے اور آرام و آسائش دونوں کی بہارے اس تقوے میں پوشیدہ ہے ان للمتقین مفازا کی خوشخبری متقیوں کے لئے آخرت میں مختص نہیں ہے بلکہ یہ فوز عظیم متقیوں کے لئے دین اور دنیا دونوں میں حاصل ہوتا ہے مسرت کسی خاص چیز میں محدود نہیں ہے مسرت ایک ایسی کیفیت ہے جو خارج میں محسوس نہیں کرائی جا سکتی اور جن چیزوں کو اسباب مسرت سمجھا جاتا ہے وہ ان کی محض صورتیں ہیں جو لوازم مسرت سمجھی جاتی ہیں اس کو ذہن نشین کرنے کے لئے بطور مثال کے یوں سمجھ سکتے ہیں کہ کسی کی نسبت اگر یہ کہا جائے کہ وہ باغوں کے گل بوٹوں اور انگوروں کے تختوں میں خوشگوار شربتوں کے پیالے خوبصورت اور نوخیز ساقیوں کے ہاتھوں سے پی رہا ہے تو آپ کا خیال فوراً اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ بڑا خوش نصیب ہے اور بڑے عیش کی زندگی بسر کر رہا ہے گویا خوشی و آرام کی صورتوں میں یہ صورتیں ہیں باغ کی تازگی انگوروں کا منظر کیف و سرور پیدا کرنے والا شربت خوبصورت ہم صحبت اپنی اپنی جگہ ایسی چیزیں ہیں جن سے مسرت حاصل ہوتی ہے مگر یہ خود مسرت نہیں ہیں مسرت چیز ہی دوسری ہے البتہ ظاہر بینوں کے لئے یہ اسباب مسرت ہیں مگر حقیقت میں مسرت ان کے سوائے بھی حاصل ہوتی ہے اور حقیقت بین نظریں ان مادی کیفیتوں سے اتنی مسرور نہیں ہوتیں ان کی مسرت کی سامان اور ہی ہوتا ہے جس کو ظاہر بین محسوس نہیں کر سکتے اور ہمیشہ وہ چیزیں جو مسرت کی محسوس صورتیں نہیں ہیں زیادہ پائیدار ہوتی ہیں مادیات کو تغیر و زوال ہے مگر غیر مادی مسرت کو زوال نہیں ہوتا جن نیکو کاروں کو ان کی نیکو کاری کا صلہ مسرت دوام سے دینا ہے ان پر اس کا اظہار بجز ان مادی چیزوں کی بہترین صورت کو پیش کرنے کے ممکن نہیں ہے اس لئے خداوند کریم نے نیکو کاروں کو جو کیف و سرور ان کی نیکو کاری کے بدلے میں دیا جانے والا ہے اس کو ان سب سے بہتر اور موثر لذتوں میں دکھا دیا ہے جو اس دنیا میں نظر فریب اور دلکش ہیں ورنہ جو کیف و سرور دوسری دنیا میں جنت اور اس کی نعمتوں سے حاصل ہوگا اس کی ہو بہو تصویر یہ نہیں ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ ہماری قوت فہم اور قوت نظر کی حد تک جنت کی نعمتوں اور دلکشیوں کی ایک مختصر تصویر ہے جو نعمتیں وہاں یعنی جنت میں ہوں گی اس کو نہ ہمارا حس محسوس کر سکتا ہے نہ ہماری نظر اس کو دیکھ سکتی ہے ہم جس شش جہت کے اندر بند ہیں اس نے ہماری نظر کو اور ہماری سمجھ کو اس قدر محدود کر دیا ہے کہ ہم عالم خیال میں جا کر یہاں اس کی قید سے آزادی حاصل کر سکتے اور اس شش جہت سے باہر بھی ہم کو اپنے کیف و سرور کی بہتر سے بہتر صورت وہی دکھائی دیتی ہے جو ہم کو اس شش جہت میں سُندر بنائے رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور وہ یہی ہے کہ سرسبز و شاداب مقام ہو خوشنما اور خوبصورت پودے ہوں نہریں صاف و شفاف پانی کی بہتی ہوں کہیں رنگ برنگ کے پھول مہک رہے ہوں کہیں انگور کے خوشے لٹک رہے ہوں شراب کا دور مومنوں کا مہنسا ہو یہی اس دنیا میں اسباب مسرت سمجھے جاتے ہیں جنت کی خوبیوں کی حکایت میں ان خوبیوں کا ایک نمونہ دکھایا گیا ہے حقیقت میں متقیوں کے لئے جو نعمتیں آخرت میں رکھی گئی ہیں اور جو لذتیں جنت میں ان کو ملیں گی ان لذتوں سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہوں گی دنیوی لذتوں اور نعمتوں سے آخروی نعمتوں اور لذتوں کو مطابق کرکے دیکھنا جنت کی خوبیوں کو کم سے کمتر کرنا ہے بہرحال

خدائے کریم نے ہماری سمجھ میں آنے کے لئے دنیا کے بہترین اسباب مسرت کی مثال دیکر آخرت کی نعمتوں اور وہاں کے اسباب مسرت کو بتایا ہے اور یہ خوشخبری دی ہے کہ یہ اسباب مسرت ان لوگوں کے لئے ہیں جو متقی ہیں اور فوز عظیم انہی کا حصہ ہے جو پرہیزگار ہیں مسرت ان ہی صورتوں میں محدود نہیں ہے بہت سی صورتیں ہیں جو باعث مسرت ہوتی ہیں مگر جو چیزیں خاص خاص مذاق والوں کے لئے قابل مسرت ہوتی ہیں ان کا ذکر عام طبائع پر اثر نہیں کرتا چونکہ نیکو کاری کے صلہ میں وہی صورتیں جو عام طبائع کے لئے ترغیب کا باعث ہو سکتی ہیں دکھانا موثر ہو سکتا ہے اس لئے خدا نے جنت کا تصور اور اس کے اسباب مسرت کے ذکر میں انہیں صورتوں کو منتخب کر لیا ایک شاعر کو کسی اچھے مضمون کے اچھے لفظوں اور بہترین طرز ادا میں موزوں ہو جانے سے مسرت ہوتی ہے اور جب ایک مجمع اس کی پسندیدگی کا اظہار کرتا ہے اور اس شعر سے متاثر ہو کر پھڑک اٹھتا ہے تو شاعر کی مسرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی مگر ایسی شاعرانہ طبیعت ہزار میں ایک کی ہی نہیں ہوتی جنت کی مسرتوں کو ظاہر کرنے کے لئے اس مسرت کی کوئی تمثیل یا تشبیہ دیجاتی تو ظاہر ہے کہ عام طبائع اس سے کوئی لطف محسوس نہ کر سکتے ایک موجد اپنی تحقیقات علمی یا فنی اختراع میں کامیاب ہوتا ہے تو اس کی مسرت کا اندازہ نہیں ہو سکتا مگر اس قسم کی مسرتوں کا جنت کو مجموعہ بتایا جاتا تو عام طور پر کیا اثر ہوتا بہرحال نیکو کاروں کو جو مسرت جنت میں حاصل ہوگی اس کا صحیح طور پر اندازہ نہیں کرایا جا سکتا وہ مسرت کامل و مکمل ہوگی اور ایسی ہوگی جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی یہ نہ سمجھو کہ اس کا نمونہ جو بتایا گیا ہے اسی نمونہ کی بہتر و اعلیٰ صورت ہے بلکہ جاننا چاہیے کہ اس سے بدرجہا اعلیٰ اور بکثرت اور بحد و حصر اسباب مسرت جنت میں ہیں اور اس کی کمیت اور کیفیت پر ہماری سمجھ حاوی نہیں ہو سکتی اور یہی نہیں کہ نیکو کاروں کو جنت ہی میں مسرت کے سامان ملیں گے بلکہ جو نیکو کار ہے اور پرہیزگاری کرتا ہے اس کو دنیا میں بھی ایسی مسرت رہتی ہے جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا تم جن چیزوں کو مسرت کا سبب سمجھتے ہو تحریر بالا سے تو یہ معلوم کر چکے ہو کہ مسرت انہی میں محدود نہیں ہے پس ایسی حالت میں تم کسی نیکو کار کو نہ پاؤ جو تمہاری نظر میں مسرت کا محل ہے تو یہ نہ سمجھو کہ وہ مسرت سے خالی ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ ایسی مسرت میں ہے جسکو تم محسوس نہیں کر سکتے نفس کی میانہ روی سے جو اعلیٰ جذبہ پیدا ہوتا ہے اس کے مناسب حال مسرت کی کیفیت بھی اعلیٰ صورت میں نمایاں ہوتی ہے جو ہر شخص میں خوشی کی حالت کا احساس پیدا نہیں کر سکتی اور خیال بھی ہوتا ہے کہ پرہیزگاری اور نیکو کاری میں نفس کشی کرنی پڑتی ہے اور تمام حظوظ نفس سے علیحدگی کا یہی معنی ہے کہ آج کی مسرتوں کو کل کی مسرتوں کے لئے چھوڑ دیا جائے اور آج غم و الم اور تکلیف میں گذار ا جائے بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں نفس کی میانہ روی سے جو لطف ملتا ہے وہ عام طبائع کی حس سے بہت بالاتر ہے اور اس کی لطف وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کو وہ حاصل ہے دوسری بات جو سمجھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اسباب مسرت بذاتہ مسرت پیدا نہیں کر سکتے ان سے مسرت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے ہی جذبہ کی ضرورت ہے اگر وہ نہو تو تمام اسباب مسرت بیکار اور ہیچ ہو جاتے ہیں اور ان سے مسرت حاصل ہونیکی بجائے کوفت پیدا ہوتی ہے یہ کیفیت روزمرہ انسان کے دل پر گذرتی ہے جس دل میں اطمینان و سکون نہیں ہے اس کو باغ و بہار بھی شگفتہ نہیں کر سکتا مسرت ایک دوسری ہی چیز ہے اس کا جذبہ انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور جب تک وہ جذبہ دل میں نہو کوئی

چیز مسرت کا باعث نہیں ہو سکتی بلکہ ان اسباب مسرت کا الٹا اثر ہوتا ہے خوشی کے بجائے غمی اور شگفتگی کے بدلے انقباض خاطر میں ان چیزوں سے اور زیادتی ہوتی ہے اس تفصیل سے غرض یہ ہے کہ آپ لوگوں کے دل میں اچھی طرح یہ بات جم جائے کہ حقیقی مسرت ان تمام چیزوں میں نہیں ہے وہ کیفیت جس کو ہم کیف و سرور کہتے ہیں وہ اور ہی ہے اور ہم اس اصلی سرور کے حصول کی فکر میں نہیں رہتے بلکہ ایسی چیزوں کی دھن میں لگے ہوئے ہیں اور انہی کو اصلی مسرت کا سامان سمجھ رہے ہیں جن کو اصلی مسرت سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے اصلی مسرت اطمینان قلب سے حاصل ہوتی ہے اور ہم اسی سے بے پرواہ ہیں اور جن باتوں کے حصول میں کوشش کرتے ہیں وہ ہم کو حاصل بھی ہو جاتے ہیں تو ہم کو اس سے وہ لطف نہیں حاصل ہو سکتا گویا ہم اپنی نافہمی سے یا کجرائی سے سعی لاحاصل میں مبتلا رہتے ہیں اور نتیجہ سوائے اسکے کچھ نہیں یا دبست رہیں کسی نے خوب کہا ہے اور بہت عمدہ طریقہ سے سمجھایا ہے کہ شیرینی کس چیز میں ہے مثال کے طور پر شکر ہی کو لے لو کہ یہ میٹھی ہوتی ہے اب سوچو کہ شکر کیوں میٹھی ہے اس لئے کہ جب وہ زبان پر رکھی جاتی ہے تو مٹھاس محسوس ہوتی ہے تو اس کی تردید یوں ہو جاتی ہے کہ شکر میٹھی ہے تو ناک میں ڈالو اور دیکھو کہ اس کی مٹھاس کا کوئی اثر محسوس ہوتا ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ ناک میں شکر ڈالنے سے اس کی شیرینی کا ذائقہ کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا اسی طرح جب زبان کا ذائقہ بدلا ہوا ہو تو اس وقت بھی شکر تلخ معلوم ہوتی ہے پس لامحالہ یہ کہنا پڑے گا کہ زبان میں شیرینی ہے مگر یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ زبان پر کوئی دوسری چیز رکھی جائے تو وہ میٹھی نہیں معلوم ہوتی بلکہ بعض چیزیں کھٹی اور بعض کڑوی اور بعض پھیکی معلوم ہوتی ہیں معلوم ہوا کہ زبان کی قوت اور شکر کی کیفیت باہم مل کر ایک کیفیت پیدا کرتے ہیں نہ تنہا یہ اپنی شیرینی بتا سکتی ہے نہ صرف وہ اس لطف کو پا سکتی ہے اسی طرح جب تک دل میں ایک خاص کیفیت نہ ہو کوئی چیز اس کو مسرور نہیں کر سکتی ہم کو خوش ہونے کے لئے اس جذبہ کو پیدا کرنا چاہیئے جو ہم کو مسرور کر سکے اس جذبہ سے بے پروائی کریں اور اس کی پرورش و پرداخت میں حصہ نہ لیں اور باغوں کی بہار اور حسینوں کی قطار اور پھولوں کی مہک سے سرور حاصل کرنے کے لئے مضطرب و سراسیمہ تگ و دو کرتے پھریں تو جذبات مسرت سے خالی دل ان چیزوں کو پا کر بھی مسرور نہیں ہو سکتا تگاپو کی تھکن یا ذرائع حصول کے خطرات و ترددات ان اسباب مسرت کے ساتھ بھی اس کو ملول اور محزون رکھیں گے اور وہ مسرت سے لطف اندوز نہ ہو سکیگا دل میں اطمینان و سکون ہو تو ایک جنگل بیابان اپنی تازہ ہواؤں سے آپ کو اس قدر سرور بخش سکتا ہے کہ سارے تکلفات مسرت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور حقیقت حال یہی ہے کہ یہ اسباب مسرت تکلفات مسرت ہیں مسرت نہیں ہیں نہ مسرت بخش ہیں مسرت کا منبع سکون خاطر ہے اگر خوشی حاصل کرنا ہے اور سچی خوشی چاہتے ہو تو وہ طریقے اختیار کرو جن سے سکون خاطر نصیب ہو سکتا ہے پھر دیکھو کہ اصلی مسرت تمہارے دل میں کیا کیفیت پیدا کرتی ہے وہ لازوال مسرت ہے کہ کسی حال میں بھی کم نہیں ہوتی باغ کی تازگی نظروں سے اوجھل ہو جائے کیف و سرور پیدا کرنے والے جام خالی ہوں سبزہ خطوں کے نازو انداز تمہارے جذبات کو حرکت نہ دیں تمہارا دل سرور سے معمور اور تمہاری نظر مسرت بار ہوگی اکثر لوگ یہی خیال کرتے ہیں کہ مسرت دولت سے حاصل ہوتی ہے اور اس خیال کو پورا کرنے کی کوشش میں اپنی عمر صرف کر دیتے ہیں ایک خیالی مسرت کے لئے واقعی اقسام کی تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور دل کو ڈھارس دیتے دیتے کہ اب ہم مسرت کے سرچشمہ تک پہنچے جاتے ہیں اپنی عمر برباد کرتے ہیں اس تگ و دو میں کوئی دولت تک پہنچ بھی جاتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس کو حقیقی مسرت حاصل ہوتی ہے دولت ضرور ایک ذریعہ اسباب مسرت کی فراہمی کا ہے مگر خود اس کا وجود بھی اقسام کے ترددات اور افکار کا باعث ہو جاتا ہے اس کی سنبھال اور اس کے عدم زوال کی سعی میں انسان کبھی اطمینان نہیں حاصل کر سکتا اور اس بے اطمینانی اور تردد میں اصلی مسرت کی صورت دیکھنا اس کو کیونکر نصیب ہو سکتا ہے ایک خیالی دور میں آگے بڑھ آئیے اور مسرت کا ایک خیالی سبب ہاتھ آگیا مگر خیال کو واقعہ سے کیا نسبت واقع میں دولت مسرت کا سبب نہیں ہے یہ بناوٹ کی بات نہیں ہے کتنے دولتمند ہیں جن کو مسرت نام کو نہیں ہے کیا آپ اس دعوے کی تکذیب یا تردید کر سکتے ہیں کہ دولتمند بھی ناخوش اور کبیدہ خاطر رہتے ہیں جب دولت سبب مسرت ہے پھر ان کے رنج و ملال کا کیا سبب ہے اس پر آپ نے کبھی غور کیا ہے یہ کہدینا تو صحیح نہ ہوگا کہ کسی اور سبب سے وہ رنجیدہ رہتے ہیں کیونکہ ہم نے دولت کو مسرت کا سبب قرار دیا تو پھر کسی دوسرے سبب سے اس پر اثر نہ پڑنا چاہیئے ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ مسرت کا سبب دولت نہیں ہے بلکہ اور بھی چیزیں ہیں اور سب مل کر مسرت پیدا کرتے ہیں اس صورت میں تو آپ بڑی مشکل میں پڑ جائیں گے جب تک تمام چیزیں فراہم نہ ہوں مسرت حاصل نہ ہو سکیگی اور بہت سی چیزیں ایسی بھی ہوں گی جو آپ کے اختیار میں نہ ہوں گی جیسے اولاد یہ انسان کی کوشش سے باہر ہے کہ وہ خاص طریقوں سے اور خاص سعی کر کے اس کو حاصل کر سکے ان حالات میں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ ہم کسب و سعی سے کسی حال میں مسرت حاصل نہیں کر سکتے۔

خواہ ہم کو اسباب مسرت حاصل ہو جائیں پھر بھی بعض امور جو ہماری سعی سے نتیجہ بخش نہیں ہوتے وہ ہم کو مسرت سے دور ہی رکھیں گے اس صورت میں ہماری تمام کوششیں اور ہمارے تمام ارادے اور ہمارے تمام خیالات پادر ہوا ہو جاتے ہیں اور ہم ایک سعی لاحاصل میں سرگرداں و پریشان نظر آتے ہیں مگر نہیں ایسا نہیں ہے ہم ایک منزل میں ہیں جہاں ہماری کوشش سعی لاحاصل نہیں ہو سکتی ہم جو کرینگے اس کا ثمرہ ہم کو ملیگا مسرت سے جو ہم کم آشنا ہوتے ہیں اور جو کچھ مسرت ہم کو ملتی بھی ہے وہ نقلی اور ناپائدار ہوتی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ ہم غلط فہمی میں پڑ گئے ہیں جو مسرت ہے اس کو ہم نے سمجھا نہیں اور جن طریقوں سے وہ حاصل ہوتی ہے وہ طریقے ہم نے اختیار نہیں کئے اس لئے ہم اصلی مسرت تک پہنچیں تو کس طرح پہنچیں وہ طریقہ جس سے تم اصلی مسرت پا سکتے ہو نہ دولت ہے نہ حکومت نہ جاہ و منصب نہ یہ نہ وہ اس کو پانا چاہتے ہو تو سکون قلب اور اطمینان خاطر حاصل کرو اور وہ ذکر الٰہی سے حاصل ہوگا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔

اطمینان قلب حاصل کرو پھر دیکھو کہ تمہاری کوئی کوشش کس طرح ضائع جاتی ہے اور اس دار العمل میں کیونکر تمہاری محنت سعی لاحاصل بنتی ہے جہاں تم نے اپنے قلب کو مطمئن کر لیا پھر ایک پائدار مسرت اور دائمی سرور تمہاری زندگی کا جزو بن جائے گا جہاں رہو گے جنت کا مزہ پاؤ گے اور یہ اطمینان اسی وقت ملیگا جبکہ تم ہر کام میں تقویٰ اختیار کرو گے اور اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا کی شان دیکھو گے۔

اسلام کوئی نیا مذہب نہیں

(از جناب مولوی عنایت اللہ صاحب وارثی)

آج سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں خدا کے خالص بندوں نے اس دنیا کی بستی میں غفلت کی میٹھی نیند سونے والوں کو جگایا محبت و پریم کے گیت گا کر جگایا عشق و جذب میں ڈوبے ہوئے نعروں سے جگایا آخر مجنوں جیسی ضدی طبیعت رکھنے والوں کو اس وقت جبکہ آسمانی نور کا سورج نصف النہار پر جلوہ گر تھا مودبانہ شفقت کے ساتھ جھنجھوڑ کر جگایا

لیکن عموماً ہر ایک جاگنے والے نے جگانے والے کی آواز کو غیر مانوس اور ایک نئی آواز سمجھا اور جواب میں کہا۔

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ — ہم نے اپنے پہلے باپ دادوں سے نہیں سنا

نوح علیہ السلام نے جب قوم کو پکار کر کہا:۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ — اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوائے تمہارا کوئی معبود نہیں۔

تو قوم کو پہلی بدگمانی یہی ہوئی بلکہ قوم کے بااثر لوگوں نے اصرار کیا اور اپنے زیر اثر لوگوں سے کہا:۔

لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا — اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ود اور سواع اور یغوث اور یعوق کو ہرگز ترک نہ کرنا۔

حضرت عاد علیہ السلام کو اسی اعلان کا جواب ملتا ہے:۔

مَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ — ہم تیری باتوں سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے کے نہیں اور نہ ہم تجھ پر ایمان لانے والے ہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کہتی ہے۔

اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ — کیا تم ہم کو ان چیزوں کی پرستش سے منع کرتے ہو جن کو ہمارے بزرگ پوجتے آئے ہیں اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں بہت بڑا شبہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے تو اس حد تک جحود و انکار کیا کہ

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً — ہم تجھ پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک خدا کو سامنے نہ دیکھ لیں۔

مسیح علیہ السلام کے کلام کو اچنبا اور نیا خیال کرنا تو ایک طرف رہا خود آپ کے وجود کو انتہائی تعجب اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

حضرت مریم کو لوگوں نے مخاطب کر کے کہا:۔

لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا — یہ تو نے برا کام کیا۔

پیغمبر آخر الزماں جناب سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان حق فرمایا تو یہی آواز آئی

اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ — بیشک یہ تو عجیب شے ہے

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ — یہ پچھلے مذہب میں ہم نے کبھی سنی ہی نہیں

انسان ہر اس شئے سے جس سے وہ ناواقف ہوتا ہے فطرتاً کھٹک اور وحشت رکھتا ہے متذکرہ بالا شواہد واقعات اور حقیقی خیرخواہوں اور رہنماؤں کی رشد و ہدایت سے گھبراہٹ و انکار اسی فطرت انسانی کا تقاضا ہے ورنہ کسی نبی نے کوئی نئی چیز پیش نہیں کی۔

خدا کی الوہیت کا اقرار اور ہر حالت میں اسی کو حقیقی مددگار سمجھنا ہر ایک چیز کا مالک خالق اسی کو یقین کرنا اپنے اوپر اس کی عبادت کو لازم تصور کرنا اور اسے ہر عیب و نقص سے پاک جاننا موت کے بعد زندہ ہونا سزا و جزا۔ جھوٹ اور ظلم کو برا سمجھنا۔ انصاف کو پسند کرنا۔ زنا چوری کی قباحت محسوس کرنا وغیرہ ان سب اصول پر ہر مذہب و ملت کا اتفاق ہے۔ البتہ طریقوں کے مقرر کرنے میں ضرور فرق ہوتا ہے۔

اس کی مثال کو یوں سمجھو کہ ایک طبیب مختلف حالات میں مختلف علاج تجویز کرتا ہے جن دواؤں کو گرمی کے موسم میں بھگا کر دینا مناسب خیال کرتا ہے سردیوں میں جوشاندے کی صورت میں دیتا ہے ایک دن کوئی دوا تجویز کرتا ہے دوسرے دن کوئی اور مرض کے مطابق نسخہ تبدیل کرتا چلا جاتا ہے بچے جوان بوڑھے کے علاج میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے ملک و علاقہ کی آب و ہوا کے اختلاف سے ایک ہی مرض میں مختلف دوائیں استعمال کراتا ہے غرض بیماروں کو ایسے ایسے امور پر مجبور کرتا ہے جن سے وہ بالکل ناواقف ہوتے ہیں اور ان کے ظاہری حالات سے اندرونی حالات پر ایسی رائیں قائم کرتا ہے جو خود بیمار بھی محسوس نہیں کر سکتے زبان کی زردی کو غلبہ صفرا قرار دیتا ہے چہرے کی زردی کو جگر کی خرابی کی شہادت سمجھتا ہے آنکھوں کی سرخی غلبہ خون کے قائم مقام خیال کرتا ہے۔

لیکن اس تمام اختلاف رائے اور اختلاف عمل میں چونکہ غرض محض ایک ہے اور وہ یہ کہ مریض صحیح و تندرست ہو جائے اس لئے ان تبدیلیوں پر نہ مریض کی طبیعت میں کھٹک پیدا ہوتی ہے اور نہ ان اختلافات سے وحشت و تعجب ہوتا ہے۔

ایسے ہی مذہبی رہنما مختلف اوقات میں روحانی طبیب کی حیثیت سے تشریف لائے اور موجودہ طبائع کے مطابق ان کو انہیں مشترکہ اصول پر کاربند کرنے کی کوشش کی گو پابندی کے طریقوں میں اختلاف رہا غرض چونکہ ایک ہی تھی کہ بداخلاقیوں کے روحانی امراض سے انسان صحت کلی حاصل کر کے صحیح و تندرست ہو جائے اور نیکی اور بدی کے مزے کو اپنی اصلی حالت میں محسوس کرے۔ صفراوی تپ کے بیمار کی طرح شہد کو کڑوا محسوس نہ کرے بلکہ میٹھے کو میٹھا اور کڑوے کو کڑوا سمجھنے کی تمیز حاصل کرے اس لئے مذہبی رہنماؤں کا بھی مختلف وقتوں میں دنیا کو علیحدہ علیحدہ طریقوں پر کاربند کرنا کسی قسم کی گھبراہٹ اور پریشانی کا باعث نہیں ہونا چاہیے۔

ملک کی تمدنی حالت پر غور کرو کہ موسموں، وقتوں اور علاقوں کے مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ وہ قانون بھی علیحدہ علیحدہ صورت اختیار کرتا چلا جاتا ہے جو ان تمام علاقوں میں مشترک حیثیت سے رائج ہوتا ہے۔

کپڑا پہننا تمام مہذب شہروں میں ایک مشترک قانون ہے لیکن جو کپڑا گرمی کے موسم

میں پہنا جاتا ہے سردیوں میں نہیں پہنا جاتا ہے کچہری میں کام کرنے والے مزدوروں کے لباس کی ساخت اور دفتر کے کلرکوں کے سوٹ میں زمین آسمان کا فرق ہے ایک بادشاہ کا فوجی اور سواری کا لباس اور منصب عدالت پر بیٹھکر بیٹھنے والا لباس اور ہوتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ شریعت نبوت کا ایک لباس ہے جس کے خفیف رد و بدل سے اصل مذہب میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ایک بچے کے پیدا ہونے سے لیکر بوڑھا ہونے تک اس کی ضروریات زندگی کو دیکھو بلکہ جنین سے چل کر اس کے حالات پر غور کرو ماں کے پیٹ میں غلیظ خون سے غذا حاصل کی پیدا ہوکر دودھ کی شکل میں غذا ملی مدت رضاعت کے بعد ایسے ہی غذا میں تبدیلی ہوتی چلی گئی بچپن کے زمانہ میں آرام کرنے کے لئے چھوٹا سا بستر اور ایک گہوارہ ملا پہننے کو بالشت بھر لمبی قمیص اور چھہ گرہ پاجامہ علی ہذا القیاس درجہ بدرجہ ضروریات میں تبدیلی ہوتی چلی جاتی ہے حتی کہ جب وہ بچہ نمو کے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو لباس کی ترقی بھی ایک حد معین پر جاکر ٹھیر جاتی ہے وہی چار گرہ لمبی قمیص اور چھہ گرہ کپڑے کا پاجامہ پہننے والا جوان ہوکر ساڑھے چار گز کا پاجامہ اور ۸ اگرہ لمبی قمیص پہنتا ہے اور باقی عمر نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔

بعینہ یہی مثال اسلام کی سمجھیے کہ تخلیق آدمؑ کے ساتھ ہی پیدا ہوا اور رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ ترقی کرتا چلا آیا حسب ضرورت اوقات مختلف لباس پہنتا رہا اور اپنی وقتی ضروریات کو پورا کرتا رہا۔ کبھی نوحؑ کی شریعت کی صورت میں نمود ار ہوا کبھی ابراہیمی شریعت کے لباس میں ملبوس کبھی موسیٰؑ کے ید بیضا سے جلوہ گر ہوا اور کبھی مسیحؑ کی قوت گویائی میں ظاہر ہوا۔

عبارتنا شتی وحسنک واحد ہمارے مضامین مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہے۔

آخر سرور کائنات مفخر موجودات پیغمبر آخر الزمان محمد کریم علیہ الصلوۃ و السلام کے لباس میں عین تکمیل وعروج کی حد کو پہنچکر جلوہ گر ہوا۔

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ	ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد	دیر آمدہ زراہ دور آمدۂ

الیوم اکملت لکم دینکم	ہم نے آج تمہارا دین کمل کر دیا اور اپنی
واتممت علیکم نعمتی ورضیت	نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لئے
لکم الاسلام دینا	دین اسلام کو پسند کیا۔

جس طرح لباس کی کمی بیشی کے سبب سے اس بچے کے نام ولدیت اور شخصیت میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا اسی طرح مختلف وقتوں میں احکام شریعت کی تبدیلی کر اسلام کے نام اور اصلیت میں بھی کوئی تغیر واقع نہیں ہوا آج بھی وہی اسلام ہے جو آدم اور نوحؑ کے وقت تھا۔

شرع لکم من الدین ما وصی	اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ
به نوحا والذی اوحینا الیک	مقرر کیا جس کے اختیار کرنے کا نوحؑ کو
وما وصینا به ابراهیم وموسی	حکم دیا تھا اور جس کی اے محمدؐ ہم نے تمہاری
وعیسی ان اقیموا الدین ولا	طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیمؑ اور
تتفرقوا	موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا وہ یہ کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا

جس طرح آج اس بچے کو جوان ہونے کے بعد اپنے بچپن کے کپڑے بدن پر پورے نہیں آتے خواہ وہ دو سال کی عمر کے بنے ہوئے ہوں خواہ دس سال کی عمر کے ویسے ہی اسلام کے لئے شریعت کے وہ طریقے جو موسیٰؑ و مسیحؑ کے زمانہ میں قائم کئے تھے ناکافی ہیں لیکن آج وہی طریق قابل عمل ہیں جو اسلام نے اپنے عین تکمیل کے زمانہ میں دنیا کے سامنے پیش کئے اور وہی قابل عمل رہیں گے۔

افلت شموس الاولین وشمسنا	ابدا علی افق البقا لا تغرب

پہلوں کے سورج چھپ گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ ہستی کے کناروں پر روشن رہیگا۔

مسلمان تمام مذاہب کو اپنے اپنے وقت میں صحیح اور قابل عمل مانتے ہیں۔

وان من امة الا خلا فیها نذیر	کوئی امت ایسی نہیں جس میں عذاب خدا سے ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔

بلکہ دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی شان میں گستاخی تو بجائے خود بتوں تک کو برا کہنا نامناسب اور اخلاقی جرم سمجھتے ہیں۔

ولا تسبوا الذین یدعون من	اور جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے
دون الله فیسبوا الله عدوا بغیر	ہیں انکو برا نہ کہنا کہ یہ بھی خدا کو بے ادبی
علم۔	سے بے سمجھے برا نہ کہہ بیٹھیں۔

یہی وجہ ہے کہ ایک مسلمان سینہ اس قدر فراخ ہے کہ دنیا و مافیہا اس کے سامنے ہیچ ہے اور اس کے معتقدات میں اس قدر روحانی ذخیرہ موجود ہے جتنا کسی دوسرے اہل مذہب میں ہونا ناممکن ہے۔

ایک موسیٰؑ کے ماننے والے کے دل میں اگر بالفرض ۹۸ خدا کے بندوں کی ارادت نا دعان موجود ہے اور ایک عیسوی دین کے پیرو کا دل اگر ۹۹ قدوسیوں کی عقیدت سے لبریز ہے تو ایک "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنے والے کا قلب سلیم سو برگزیدہ ہستیوں کی محبت و انقیاد سے معمور ہے لا نفرق بین احد من رسله

نام احمد نام جملہ انبیاست	چونکہ صد آمد نود ہم نزد ماست
احمد کا نام تمام انبیاء کے ناموں کا مجموعہ ہے	جب سو کا نام لیا تو ننانوے بھی صاف ہوگئے

ذیل میں ہم چند حوالہ جات نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ انبیاء کرام کی آمد سے یکے بعد دیگرے احکام دین کی کس طرح تکمیل ہوتی چلی گئی۔

حضرت آدمؑ کے وقت حلال چرند پرند کا خون اور چربی حلال تھی (پیدائش ب ۹ آیت ۳) حضرت نوحؑ کے وقت حرام ہوا (استثنا ب ۱۲ و ب ۱۱ آیت ۸)

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی سوتیلی بہن سے نکاح کیا جس سے تمام انبیائے بنی اسرائیل پیدا ہوئے (پیدائش ب ۲۰ آیت ۱۲) حضرت موسیٰؑ نے ایسے نکاح کو بالکل حرام قرار دیا (احبار ب ۱۸ آیت ۹۔ استثنا ب ۲۷ آیت ۲۲)

حضرت یعقوبؑ نے دو بہنوں کو ایک وقت نکاح میں رکھا (پیدائش ب ۲۹ آیت ۲۸) حضرت موسیٰؑ نے اس کو حرام فرمایا۔

حضرت مسیحؑ صاف اقرار کرتے ہیں کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ توریت کے احکام پر عمل کرنے کی تاکید کرتے ہیں اور نیک بننے کے لئے توریت کے احکام کی تعمیل کو شرط قرار دیتے ہیں۔ اس سے بڑھکر یہ کہ فریسیوں اور فقیہوں کی تعمیل ارشاد کی بھی تاکید فرماتے ہیں۔

"جو کچھ فریسی اور فقیہی جو موسیٰؑ کی گدی پر بیٹھے ہیں تم کو کہیں اور حکم کریں وہ یاد کرو

اور ریہی حسد کرو" (متی ۲۳ ب)

تاہم طلاق دینا اور طلاق نامہ لکھدینا جو حضرت موسیٰ کے وقت جائز تھا استثنا ب۲۴ مسیح اس کو یا تو مطلق منع کرتے ہیں (مرقس ب ۱۱) یا زنا کی شرط پر جواز کا فتوی دیتے ہیں (متی ب ۳۱)

جیسے ختنہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ابدی رسم تھی (پیدائش ب ۱۴) اور حضرت مسیح نے خود بھی ختنہ کرایا (لوقا ب ۱۲)

مگر اعمال ب۱۵ میں منسوخ کیا گیا بلکہ پولوس ختنہ کی نہایت سختی سے مخالفت کرتا ہے۔ فرماتا ہے:۔

"اگر تم ختنہ کراؤ تو تم کو مسیحؑ سے کچھ فائدہ نہیں جس نے ختنہ کرایا اسے شریعت پر عمل واجب ہے اور جس نے شریعت سے راستبازی چاہی اُسے مسیحؑ سے جدائی ہوئی (نامہ گلتیان ب۵ و ب۶)

حضرت مسیحؑ نے ایک وقت میں فرمایا:۔

"یہ باتیں میں نے تمثیلوں میں کہی ہیں پر وہ وقت آتا ہے کہ میں تمھیں تمثیلوں میں پھر نہ کہوں گا، بلکہ بات کی صاف صاف خبر تمہیں دوں گا (یوحنا ب۱۶، ۲۵)

پھر فرمایا:۔

میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں پر اب تم برداشت نہیں کرسکتے (یوحنا ب۱۶)

ان دو آیتوں سے دوپہر کے سورج سے بھی بڑھ کر روشن اور واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وقت کی تبدیلی پر احکام میں کیسے تبدیلی واقع ہو جاتی ہے جو بات مسیح علیہ السلام ایک وقت تمثیل میں بیان کرنا ضروری اور مناسب خیال کرتے ہیں دوسرے وقت میں ان شرائط کو اٹھا دیتے ہیں اور جن باتوں کو اپنے پیرو میں اب برداشت نہیں پاتے ان کے لئے برداشت کی انتظار کرتے ہیں۔

مسیحؑ کے بعد رسولوں نے تو انتہا ہی کردی صاف صاف کہہ دیا۔

"پس اگلا قانون اس لئے کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھ گیا (عبرانیان ب ۱۸)

ایک مذہب کے پیرو کے دل میں دوسرے مذہب کی نسبت جس قدر بدگمانیاں ہوتی ہیں وہ محض اس پردے اور حجاب کے پیچھے چھپی رہتی ہیں کہ وہ اس مذہب کو ایک نیا اور اجنبی مذہب خیال کرتا ہے اس لئے ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں اور مسلمان ہر ایک مذہب کا دلی خیر خواہ اور تمام مذاہب کے رہنماؤں کی عزت کرنے والا ہے بلکہ ان کی عزت کو ایمان کا جزو سمجھتا ہے۔

پیغمبر خدا نے نہایت محبت کے ساتھ اہل کتاب کی طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا:۔

یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة	اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے
سوآء بیننا و بینکم الا نعبد	درمیان یکساں ہے اس کی طرف آؤ یہ کہ
الا الله ولا نشرك به شیئا	خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور
ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا	اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور
من دون الله۔	ہم میں کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے

عقلمند اور سنجیدہ افراد جس طرح ہر اس بات کو جس سے وہ ناواقف ہوتے ہیں پوری جانچ پڑتال کے بغیر قابل محبت نہیں سمجھتے اسی طرح ہر ایک بات کو نفرت کی نگاہ سے بھی نہیں دیکھتے جب تک کہ اس کی کماحقہ واقفیت نہ حاصل کرلیں، بلکہ سعید فطرت اور بلند حوصلہ طبیعتیں ہر سامنے آنے والی شے کو سب سے پہلے بھانپ لیتی ہیں۔

قاعدہ ہے کہ جب صبح ہوتی ہے اور سورج کا طلوع قریب ہوتا ہے تو سب سے پہلے اونچے اونچے مینار اور بلند مکانوں کے منڈیر سنہری شعاعوں سے مزین ہوتے ہیں اور جوں جوں سورج بلند ہوتا جاتا ہے اوسط درجہ بلند اور پست مکان روشن ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حتی کہ جب آفتاب عالمتاب اپنی کامل روشنی کے ساتھ سمت الراس پر جلوہ افروز ہوتا ہے تو وہ تنگ و تاریک مکان اور روزن بھی چمک اٹھتے ہیں جو اس وقت تک ظلمت و تاریکی کے تہ بر تہ پردوں میں دبے ہوئے تھے۔

عبداللہ بن سلام جو علمائے یہود میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور قلب سلیم اور بلند فطرت کے مالک تھے جب پیغمبر خدا صلعم کو پہلی مرتبہ دور سے آتے دیکھتے ہیں تو بیاختہ پکار اٹھتے ہیں

لیس هذا الوجه کاذب   یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں۔

ابی سفیان عین اس وقت جبکہ فتح مکہ کے دن وہ نورانی پیکر (صلعم) دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ کوہ فاران سے جلوہ گر ہو ارات کے وقت لشکر کا جائزہ لینے کے لئے پھر رہا تھا گرفتار ہو کر آپ کے سامنے پیش ہوتا ہے آپ دریافت فرماتے ہیں:۔

کیوں ابوسفیان کیا اب بھی تم کو یقین نہیں آیا کہ خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں!

ابوسفیان۔ کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہمارے کام آتا۔

رسول اللہ (صلعم) کیا اس میں شک ہے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔

ابوسفیان۔ بلی فی نفسی شئ ہاں اس میں تو شبہ ہے۔

لیکن آخر جب مکہ فتح ہوا۔ اور اسلام کا سورج سمت الراس پر چمکا تو ابوسفیان کا دل بھی ان نورانی شعاعوں سے محروم نہ رہا۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله۔ اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

خدایا حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی نصیب کر اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے پرہیز قسمت کر۔

شرطیہ دو ہی مہینے میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ مریمن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ پڑھ لیں تو صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تیس ہزار فروخت ہوگئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریبا ۲۰۰ صفحات

قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۲ ر کل ۱ عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سلسلہ خلفائے اسلام

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان حضرت علی کی مقدس زندگیوں دوران کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں بچوں اور لڑکیوں کو صحابہ کرام کے حالات پڑھنے کے لئے نہایت مفید کتابیں ہیں قیمت ۴ نسخوں کی کل ۱ عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

اسلام کی شاندار تعلیم عدل

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد)

اسلام میں مساوات رواداری اور عدل وانصاف کی جیسی شاندار تعلیم دیگئی ہے اور حق پژوہی اور معدلت شعاری کے جو پرشکوہ مظاہر اس مذہب مقدسہ نے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں اس کی نظیر کرہ عالم کے کسی مذہب کسی قوم اور کسی طبقہ میں نہیں مل سکتی یہاں جب انصاف کا سوال ہوتا ہے تو شاہ وگدا امیر وغریب عربی وعجمی برابر کھڑے نظر آتے ہیں اور کسی کو محض ذاتی علو نسبی افتخار صلبی عظمت مالی وجاہت اور سرمایہ دارانہ اقتدار کی بنا پر پاداش جرم سے نجات نہیں مل سکتی یہ بھی غلط ہے واقعیات کچھ کہہ رہے تھے کہ یہ شاندار تعلیم محض زینت اوراق اور تزئین کتاب آئین ہوکر رہجاتی لیکن نہیں یہاں تو جو کچھ ہے وہ جلوہ گاہ عمل بنا ہوا ہے اسلام کے دربار میں کوئی فرمانروا ہو یا مسکین گدا کوئی آل رسول ہو یا غریب نومسلم کوئی سید ہو یا پٹھان آقا ہو یا غلام سب پہلو بہ پہلو کھڑے ہوئے ہیں جس طرح مساجد وعبادتگاہیں سجدہ گاہ عوام وخواص ہیں اسی طرح اسلام کی عدالتیں بھی دنیاوی تخصیص وامتیاز سے پاک ہیں اللہ کے گھر میں جسے عرف عام میں مسجد کہا جاتا ہے ایک ہی صف میں اسلام کے "محمود وایاز" کھڑے ہو جاتے ہیں۔ غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا آقائے رضا شاہ، سلطان ابن سعود شاہ نادر خاں کتنے ہی مقتدر اور ذی جاہ ہوں تخت وبخت کے حامل ہوں لیکن جب وہ مسجد میں سجدہ عبودیت کے لئے آئینگے تو ان کے لئے کوئی جگہ اور کوئی مقام مخصوص نہ کیا جائے گا اور اگر دنیاوی نخوت وکبر سے سرشار ہوکر اپنے لیے کوئی امتیازی جگہ مقرر بھی کرلے تو اس کی نماز ہی نہ ہوگی اور وہ مجبور ہے کہ عوام کے دوش بدوش کھڑے ہوکر رکوع وسجود میں مصروف ہو پھر اسلام میں وہ نماز ۲۷ درجہ زیادہ مدارج ثواب کی سرمایہ دار ہے جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے اب جسے خدائے ذوالجلال کو منہ دکھانا اور مرنا ہے وہ ہرگز محض دنیاوی شان کے قیام وبقا کے لئے اس ثواب کو نہ چھوڑینگے اور چھوڑیں گے بھی تو عوام یہاں نہیں تو آخرت میں ان سے ضرور فوق حاصل کر جائینگے۔

ہندو دھرم کی تعلیم

حکومت برطانیہ ہو یا جمہوریہ امریکہ آپ ان کے فرمانرواؤں کو عدالت میں نہیں بلا سکتے اور نہ ان کے زن وفرزند کسی جرم میں بھی عدالتی حکم سے کچہری حاضر کئے جا سکتے ہیں انہیں شہادت میں کوئی طلب نہیں کرسکتا لیکن اسلام کے شاندار حکم "ولا تابی الشهداء اذا ما دعوا" میں اذن عام ہے کہ جب شہادت میں بلایا جائے تو انکار نہ کرو اسی نیلگوں آسمان اور اسی ہر صبح وشام طلوع وغروب ہونے والے آفتاب نے حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کو فرمانروائی کے زمانہ میں قاضیوں (مجسٹریٹوں) کے حکم سے طلب ہوتے اور مدعیوں اور مستغیثوں کے دوش بدوش کھڑے ہوکر جوابدہی کرتے دیکھا ہے دیگر مذاہب کی تعلیمات سے اسلامی تعلیم کا مقابلہ کیا جائے اور مقابلہ میں دوسری قوموں کے مذہبی آئین پیش کئے جائیں تو مسرت افزو حیرت اور انبساط پرور استعجاب کی ایک دنیا نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے اور قلب وروح پر ایک وجدانی کیف طاری ہو جاتا ہے۔

اس وقت ہم دنیائے ہندوستان کے ایک بہت قدیم اور بہت بڑے دھرم سے اسلام کا موازنہ کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ عدل ومساوات کے معاملہ میں ہندو دھرم سے اسلامیت کس درجہ فوقیت لئے ہوئے ہے۔ یہ دھرم چار ذاتوں برہمن چھتری ویش اور شودروں پر مشتمل ہے کسی معمولی کتاب میں نہیں کسی مشہور مصنف کی تصنیف میں نہیں بلکہ ان کی مذہبی مجلدات پرانوں میں لکھا ہے کہ "برہمن پرمیشور کے منہ سے، چھتری اس کے بازوؤں سے، ویش اس کی رانوں سے اور شودر اس کے پاؤں سے پیدا ہوئے ہیں۔" ظاہر ہے کہ منہ کو پاؤں پر بہت نمایاں فوقیت حاصل ہے پھر منہ بھی پرمیشور کا منہ اسی لئے جتنی جس عضو کو برتری ہونی چاہیئے اتنی ہی رفعت ان ذاتوں کو ہر معاملہ میں دیدی گئی ہے اور اسی اعتبار ان کے تمدنی ومذہبی فرائض مقرر کرکے اس پر سوسائٹی کی بنائیں استوار کر دی گئیں ہیں۔

منو کی کتاب آئین اٹھاکر دیکھ لو ویدوں کو پڑھ ڈالو، ہندو عظمت وفرمانروائی کے عہد کے اوراق کا مطالعہ کرلو ذاتوں کے ساتھ آئین کے نفاذ کی نوعیت بھی بدلتی چلی گئی ہے عام دستور تھا کہ شودروں کو محض پاؤں کے ہونے کے غیر اختیاری جرم معمولی "جرائم" کی پاداش میں خوفناک سزائیں دیدی جاتی تھیں اور برہمنوں کو پرمیشور کے منہ سے پیدا ہونے کی ابدی شرافت کی بنا پر سنگین جرائم میں بھی کم سزائیں۔ شودر کا محض جنیو پہن لینا گرانبار جرمانہ کا مستوجب سمجھا جاتا تھا وہ برہمن کو صرف زیادہ تکلیف دینے کے جرم میں قتل کر دیا جاتا تھا وہ کسی برہمن کی مسند پر بیٹھ جاتا تو حکم تھا کہ اس کے چوتڑوں پر داغ دیئے جائیں کسی برہمن پر کوئی شودر تھوک دے تو اس کے ہونٹ کاٹ دیئے جائیں یہ تو پھر ایسے جرائم تھے جن کا امکان ہی ان قوانین نے معدوم کر دیا تھا لیکن اس نوع بھی نہیں ہیں اب عام جرائم کی سزا سنئے اگر شودر کسی برہمن کو گالی دے اور شودر گالی دینا تو ایک طرف اگر کسی برہمن کو کسی برہمن ہی کے گالی دینے کی آواز شودر کے کانوں میں پڑ جائے تو لکھا ہے کہ اس شودر کو فوراً پکڑ کر اس کے گوش شنوا میں سیسہ پگھلا کر ڈالدیا جائے اگر وہ کسی برہمنی سے زنا کر بیٹھے تو اس کی عضو کاٹ کر اور اسے گرم لوہے سے باندھکر جلا دیا جائے برہمن صاحب کسی مجسٹریٹ پر ہاتھ چھوڑدیں تو ان پر تھوڑا سا جرمانہ کر دینا کافی سمجھا جاتا تھا اور اگر کسی شودر سے یہی جرم سرزد ہو تو اس کے جسم سے لوہے کی گرم سلاخ نکال کر اسی پر اس کے کباب کر لئے جاتے تھے۔ وید کے الفاظ سن لینے کی بھی سخت سزا تھی۔

شودروں کے لئے زیادہ دولت جمع کرنے کی بھی ممانعت تھی برہمنوں کے لئے حکم تھا کہ وہ شودروں کو کسی مذہبی معاملہ میں کوئی ہدایت نہ کریں کوئی مذہبی رسوم ادا نہ کرنے دیں مندروں میں نہ گھسنے دیں لطف یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے اور راز کھل جائے تو برہمنوں سے کوئی باز پرس نہ تھی البتہ شودروں کی کمبختی آجاتی تھی اور انھیں سنگین سزائیں دیدی جاتی تھیں اور سنئے جرم کے صدور کی بھی کوئی خاص ضرورت نہ تھی محض یہ معلوم ہو جانا کافی رہتا کہ فلاں شخص بدخصلت ہے

حکم تھا کہ اس کا سر پھوڑ دو۔ دیکھ دید ۲۲/۵ شودروں کے لئے فلاح و اصلاح کا محض ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ عمر بھر برہمنوں کی خدمت کرتے رہیں یہ شودر بھی آخر برہمن ہی جیسے انسان تھے اور انھیں بھی خدا ہی نے پیدا کیا تھا لیکن ان کی انسانیت کی علانیہ تذلیل ہوتی تھی۔

تہذیب جدید کا نظام عدل

تہذیب جدید کا نظام عدل ہم نے درمیانی ذاتوں کے ساتھ سلوک کے طریقہ ہائے کار کو عمدًا نظر انداز کر دیا ہے اور صرف ان دو ذاتوں کو لیا ہے جو اشرف المخلوقات اور ارزل الکائنات قرار دی گئی ہیں دونوں خدا کے بندوں اور ایک جیسے انسانوں پر مشتمل ہیں لیکن سلوک و انصاف کے معاملہ میں دونوں کے مابین بعد المشرقین رکھ دیا گیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شودروں کا خدا ہی نہیں خدا تو سب کا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مذہب اور اس کے آئین خدا کے وضع کردہ نہیں بلکہ غرض مند ہاتھ یا کسی عقل انسانی کی کم بینی اور کوتاہ نظری مصروف کارفرمائی ہے ورنہ یہ بھی کوئی آئین ہے کہ برہمن کسی کے مواشی کو مار کر کاٹ دے کچھ نہیں اور شودر یہی کرے تو اس کا پاؤں کاٹ دیا جائے برہمن جو معمولی قید کی سزا پائے اور شودر جو قتل کر دیا جائے۔

یہ امر کچھ ہندو دھرم ہی کے لئے مخصوص نہیں جن جن مذاہب میں انسانی ہاتھ نے دخل کیا ہے وہاں یہی ناانصافیاں نظر آتی ہیں روم و یونان کی تہذیب کی شہرت آج تک گنبد افلاک میں گونج پیدا کئے ہوئے ہے ان کا مذہب عیسویت تھا تاریخ اٹھا کر دیکھئے رعایا دو طبقوں پر مشتمل ہو کر رہ گئی تھی خواص کو کوئی نہ پوچھتا تھا اور وہ خوفناک جرائم کے ارتکاب پر بھی لبا اوقات تو بری ہو جاتے تھے سزا بھی ہوتی تھی تو نوبت کم لیکن نچلے طبقوں پر آئین قیاستیں توڑتا رہتا تھا اقتدار والے لوگ ہر مذہب میں پاداش جرم میں نمایاں مراعات کے مستحق تھے اور غیر مقتدر اور عوام پر ہمیشہ ہی قہر کی بجلیاں تڑپتی رہتی۔ معدنہ جاتے یہ دور تو تہذیب و مدنیت کا دور ہے لیکن کیا آپ نے اس "شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پینے" والی تہذیب میں ایک انگریز کے خون کے ایک قطرہ کی قیمت پورا ایران" کی صدا نہیں سنی ایرانیوں کے صدہا مجتہدین طرابلس کے ہزارہا مجاہدین شام کے سینکڑوں سرفروشوں کے دریا سے خون کی ہوا تک بھی کسی کو نہ لگی کوئی قیمت نہیں لیکن یورپ کے "دو سفید بال" کی قیمت میں چین جیسے ملک کو تول دیا جاتا ہے افریقہ میں دو تولہ ربڑ کی چوری میں وہاں کے کالے شکاری کتوں سے پھڑوا ڈالے جاتے ہیں لیکن دوسری طرف کرمیلا آؤ۔ یا نجات مصر ہی کی چوری نہیں بلکہ فیض آباد کی بہو بیگم کے کروڑوں روپیہ اڑانے پر بھی وارن ہسٹنگز صاحب خوفناک مقدمہ سے بری ہو جاتے ہیں خدا پھر خدا ہے اپنے بندوں کی لاش اور اپنی پیدا کردہ مخلوق کا خیال ہو سکتا ہے تو اسی کو جو آئین خدا سے برتر و توانا کا آئین ہو اس میں آپ کو انصاف مساوات کے چشمے ابلتے نظر آئیں گے اور انسان کے وضع کردہ قانون میں قہر و غضب کی بجلیاں تڑپتی دکھائی دیں گی دنیا کے اور جتنے مذاہب ہیں وہ یا تو دست برد انسانی کا شکار ہوئے یا یہ کہ وہ خدا کی طرف سے تھے ہی نہیں اس لئے ان میں آپ کو جابجا عدل سوزی اور عدم امتیاز کے شعلے بھڑکتے نظر آتے ہیں۔

معیار شرف امتیاز

معیار شرف امتیاز اسلام بعونہ دستبرد انسانی سے محفوظ ہے اور چونکہ خود خدائے پاک اس کی تعلیمات کے تحفظ و صیانت کا عہدہ کر چکا ہے اس لئے تا قیام قیامت یہ اسی طرح محفوظ و مصئون رہے گا اور حقیقی انصاف و عدل کی روشنیاں آپ کو یہیں ضیا بار و ضیا بیز نظر آئیں گی اسلام میں ہندو دھرم یا دیگر مذاہب کی طرح دولت نسب یا دنیوی عز و جاہ ہرگز باعث شرف نہیں نہ یہاں ذاتوں کی تمیز ہے اور نہ بڑائی چھوٹائی کا کوئی غیر قدرتی معیار یہاں تو ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کی فرمانروائی ہے جس کا اتقا و پرہیزگاری مسلم ہے وہی بڑا اور وہی معزز ہے لیکن اس تو قیر و تعزز کے بل پر بھی وہ اسلام کے تعمیمی آئین کی زد سے بالا نہیں قرار دیا گیا عبادات دیانات معاملات، وغیرہ میں متقی اور غیر متقی سے یکساں سلوک روا رکھا جاتا ہے جو کچھ امتیاز ہے وہ یہی ہے کہ لوگ اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور خدائے قدوس کا یہ محبوب بن کر جیتا ہے عام معاملات میں یہ متقی اور ایک عامی مسلمان اسی طرح برابر ہیں جس طرح اسلام میں شاہ و گدا کا درجہ ایک ہے یہاں کوئی تخصیص کوئی امتیاز اور کوئی رعایت نہیں سید اور کمہار سب بندے ہیں متقی سید ہو یا جلاہا مسلمانوں کے نزدیک یکساں موقر اور قابل عزت ہے اور مجرم شریف و امیر ہو یا رذیل و غریب ایک ہی تلوار کے نیچے دونوں کے سر رکھے ہوئے ہیں صاف حکم ربی ہے کہ مقابلہ پر خواہ تمہارا عزیز و قریب ہی ہو مگر انصاف کرو اور انصاف ہی کی کہو پھر آگے چل کر جذبات انسانی کے تلون و ضعف کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بھی اعلان کر دیا گیا ہے کہ دیکھو خبردار رہو کہیں کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس کے ساتھ بھی ناانصافی پر آمادہ نہ کر دے خدا اسے پسند نہیں کرتا یہاں یہ نہیں کہ مس ایکس خطرے میں ہو تو زمین کی دھول آسمان کو پہنچا دی جائے اور سو خانم خطرے میں آ جائیں کیا ذبح بھی کر دی جائیں تو پرواہ نہیں دوست ہو وفادار ہے تو عزت اور رعایت کا مستحق ہے اور دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہے تو جائز ہے کہ اس کی نعش قبر سے نکلوا کر اس کی ہڈیاں چکی میں پسوائی جائیں اور دریا میں بہائی جائیں اسلام میں دوست و دشمن کے ساتھ جرم کے اعتبار سے یکساں سلوک کیا جائے گا۔

رسول کریم کا مظاہرۂ انصاف

رسول کریم کا مظاہرۂ انصاف احادیث میں مرقوم ہے کہ عہد نبوی میں ایک اعلیٰ خاندان کی عورت پر چوری کا الزام پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا بعض صحابہ نے اس کی خاندانی وجاہت کی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نرمی کی سفارش کی اتنا سننا تھا کہ آپ کا چہرہ فرط غضب سے سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ ازمنہ قدیم کے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں کوئی بڑا جرم (چوری) کرتا تو اسے معمولی سزا دی جاتی اور چھوٹا کرتا تو پوری سزا کا مستحق قرار پاتا خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں دیکھا آپ نے یہ ہے مذہب اسلام اور اس کا امتیازی وصف عدل ازمنہ قدیم کی باتیں تو لکھی پڑی ملتی ہیں ہم تو نبی اکرم کے دن اپنے زمانہ ہی میں باتیں دیکھتے ہیں اور ہر شخص اپنے گردوپیش کے واقعات پر نظر ڈال کر ان کی تصدیق کر سکتا ہے ایام جاہلیت میں خود عرب کے اندر دستور تھا کہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ خاندان اور گھرانوں میں نمایاں امتیاز روا رکھا جاتا تھا کسی اعلیٰ خاندان کا کوئی فرد ادنیٰ خاندان کے کسی فرد کو قتل کر دیتا تو اس کا انتقام نہیں لیا جاتا تھا لیکن برعکس صورت میں بدلہ لازمی خیال کیا جاتا تھا اعلیٰ اور ادنیٰ خاندان کی خوشحال اور آزاد اور غلاموں کے معاملہ میں بھی اسی قسم کا امتیازی سلوک روا رکھا جاتا تھا اسلام نے اس نخوت امتیاز کی جڑیں اکھاڑ کر پھینک دیں اور الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی کا حکم چلنے لگا یعنی آزاد کے بدلے میں آزاد غلام کے بدلے میں غلام اور عورت کے بدلے عورت سے قصاص لو اور کسی امتیاز کو روا نہ رکھو جبلہ بن ایہم ایک مقتدر شامی سردار مسلمان ہو کر مدینہ منورہ میں رہنے لگا اس نے ایک دفعہ ایک مسلمان کے منہ پر تھپڑ رسید کیا حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ یہ غریب مسلمان بھی اس سردار کے منہ پر تھپڑ مارے یہ حکم سن کر وہ حیران رہ گیا اور کوئی

مفر نہ دیکھ کر راہ فرار اختیار کی یہ تھا نتیجۂ اسلام اس فیصلے کا عدل پرور لہاظ سے ہر حیثیت اسلام کی یہ شان ذا علیہ اور یہ برگشتہ اصول اس درجہ ممتاز ہیں کہ کوئی دوسرا مذہب اس کے مقابلہ پر کھڑا نہیں ہو سکتا اور

ادیان عالم اور طلاق

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد)

مرد و عورت کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور قدرت کا منشاء یہ وحید یہی ہے کہ یہ دونوں مل کر زندگی بسر کریں اور باہم ایک دوسرے کی آسائش کا خیال رکھیں قرآن کریم نے بھی شادی کا مقصد یہی قرار دیا ہے اور "لتسکنوا الیہا" کے بلیغ الفاظ میں تبدل پر یہ واضح کر دیا ہے کہ عورت کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ وہ چیز ہے جس سے تمہیں تسکین و راحت نصیب ہوتی ہے اور جس کی معیت میں تم عیش و آسائش حاصل کر سکتے ہو دنیا میں بہت سی اہم نعماتے الٰہی ہیں جو انسان کی راحت کی کفیل ہو سکتی ہیں لیکن جو سکون جو قلبی آسائش جو روحانی تسکین مرد کو اپنی رفیق حیات سے حاصل ہوتی ہے وہ کسی اور ذریعہ سے حاصل ہونی مشکل محال ہے دولت وغیرہ فی الواقع بہت بڑی چیز ہے اور اسے کلید عیش کہا جا سکتا ہے لیکن محض دولت ہرگز راحت انسانی کی ضامن نہیں بن سکتی یقیناً دولت کے ذریعہ اچھی سے اچھی شادی ہو سکتی ہے حسین سے حسین اور متمول سے متمول بیوی نصیب ہو سکتی ہے لیکن خوب سمجھ لیجئے دولت سب کچھ خرید سکتی ہے مگر محبت کو نہیں خرید سکتی یہ ضرور نہیں ہے کہ دولت کی شادی کامیاب ہی ہو۔

بسا اوقات ایسی شادیاں جو محض دولت و حسن کے لئے کی گئی ہیں وہ بری طرح ناکام رہی ہیں وہی شادی ناکام نہیں کہی جا سکتی جو طلاق پر منتج ہو ہزارہا مثالیں ایسی شادیوں کی موجود ہیں جن میں طلاق تو کیا ہی نہیں ہوئیں نااتفاقی کے اعلان کی بھی نوبت نہیں آئی کسی نے زوجین کو جھگڑتے بھی نہیں دیکھا اور اولاد بھی ہوئی لیکن پھر بھی اس سے وہ مقصد حقیقی جو شادی کا منشائے خاص ہے یعنی دلوں کا سکون اور حقیقی راحت وہ عنقا ہی رہا دونوں نے بے پروائی کی زندگی بسر کی اور دونوں ناکام زندگی بسر کر کے موت کی آغوش میں آسودہ ہو گئے شادیاں بھی کئی قسم کی ہوتی ہیں رسمی شادیاں معمولی شادیاں خاص شادیاں اور ناکام شادیاں۔ رسمی شادیاں وہ ہیں کہ دونوں جوان ہوئے اور ماں باپ نے انھیں سلک تاہل میں منسلک کر دیا دنیا نے انھیں میاں بیوی سمجھ لیا اور ماں گاڑی کی عام رفتار شروع ہو گئی یہ شادی بس اتنی ہی شادی ہے کہ دو مرد و عورت ایک ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن کسی کے دل میں کسی کی طرف سے کوئی تڑپ نہیں اور نہ کسی کا آرام کسی پر منحصر ہے مرد اپنی تفریحات بیرونی دنیا میں ڈھونڈھتا ہے اس کی تفریح و آسائش بیوی کی معیت میں نہیں بلکہ ملنے والوں اور دوستوں کی صحبت میں ہے معمولی شادی وہ ہے جس میں رسم مناکحت تو رسمی ہی طریق سے انجام پاتی ہے لیکن دونوں کی یکجائی دونوں میں تھوڑی بہت محبت پیدا کر دیتی ہے اور زمانہ کے اقتضا کے مطابق دونوں کا دکھ سکھ بھی ایک حد تک ایک دوسرے پر موقوف ہوتا ہے ان میں کبھی کبھی بشریت کے ضعف کی بنا پر کھٹ پٹ بھی ہو جاتی ہے اور پھر صلح ہو جاتی ہے اور پھر صلح ہو جاتی ہے یہ شادی محض دنیا داری ہوتی ہے اور کوئی لطف خاص اس سے کسی فریق کو حاصل نہیں ہوتا۔

خاص شادیاں وہ ہیں جن میں زن و مرد اور بیوی میاں یک روح اور دو قالب ہو کر زندگی بسر کریں ایک کو دوسرے کے بغیر چین اور سکون میسر ہو ایک دوسرے کی تکلیف دیکھ کر تڑپ جائے دونوں میں خود نمائی سلیم ہو محبت ہو اور محبت بھی وہ جو عشق کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہو ایک دوسرے کی رضا جوئی کے لئے اپنی عمر وقف کر دے اور ان میں کبھی اختلاف آرائی کی نوبت نہ آئے زندگی کا حقیقی لطف انہی شادیوں میں مرکوز ہوتا ہے اور حیات دنیوی کی تاریکیاں اور افسردگیاں اس میں فنا و معدوم ہو کر رہ جاتی ہیں زندگی حقیقت میں انہی کی ہے اور دنیا کا لطف اور لذات حیات اٹھانے والی بھی خوش نصیب ہستیاں ہوتی ہیں رہیں ناکام شادیاں یہ بدبختی کی انتہا ہوتی ہیں اختلاف زوجین اختلاف مزاج اور اختلاف طبائع ایک دوسرے کو حقیقی عیش سے کبھی دوچار نہیں ہونے دیتا بات بات پر جھگڑے اور قدم قدم پر باہم آویزیاں ہوتی ہیں اور یہ بڑھتے بڑھتے اس قدر بڑھ جاتی ہیں کہ زندگی کی تمام رنگینیاں اگل ہو جاتی ہیں اور دو اچھی خاصی زندگیاں تباہ ہو کر رہ جاتی ہیں نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اگر رشتہ قائم رہتا ہے تو زندگی موت سے بدتر بن جاتی ہے اور نہیں رہتا تو اثرات پشیز کی باریکیاں بالکل چھپا چھوڑتی ہیں۔

میاں بیوی کے تعلقات

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے اس نے انسانی حیات کے تمام نشیب و فراز کا پورا خیال رکھا ہے اور جذبات کے ہر مد و جزر اور ہر لہر کی پوری رعایت رکھی ہے اگر زن و مرد دونوں اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں روشن کریں اور مشعل کی زیر ہدایت وہ اپنا سفر حیات جاری رکھیں تو غیر ممکن ہے کہ انھیں راہ کی دشواریوں اور سفر کی زحمتوں سے ٹکرانا اور دوچار ہونا پڑے اسلام نے اس ضمن میں عورت و مرد کے جذبات کا پورا لحاظ رکھا ہے اور دونوں کو ایسی گرانقدر اور گراں بہا نصائح کی ہیں اور احکام دئے ہیں کہ ان پر کاربند ہونے سے وہ اپنے گلہائے مسرت کو ہمیشہ شگفتہ و شاداب رکھ سکتے ہیں اگر عورت سے یہ کہا گیا ہے کہ شوہر تیرا مجازی خدا ہے اس کی اطاعت تجھ پر فرض ہے اور اس کی اطاعت تیرے لئے لابدی ہے نیز شوہر ہی کی خوشنودی پر تیری بخشش و مغفرت کا انحصار ہے تو شوہر کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ تیری اچھائی برائی بیوی کے ساتھ سلوک پر منحصر ہے عورتیں مثل نازک شیشوں کے ہیں انھیں ٹھیس بھی نہ لگاؤ جو آپ کھاؤ وہ انھیں کھلاؤ جو آپ پہنو وہ انھیں پہناؤ ان کے جذبات و عواطف کا پورا خیال رکھو۔ ظاہر ہے کہ جب ان ہدایات کی روشنی میں دونوں کی زندگی بسر ہوگی تو کبھی باہم آویزی اور باہمی تفریق کی معرکہ پیش نہ آئے گا لیکن انسان بہرانسان ہے بعض اوقات اختلاف شدید تر صورت اختیار کر جاتا ہے اور اشتراک جہات اور نباہ کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی اگر اسلام اس صورت حالات کی رعایت نہ رکھتا تو یہ ایک بڑی خامی ہوتی اس لئے اسلام نے ایسے مواقع پر مردوں کو طلاق دینے کی اجازت دی لیکن ظاہر ہے کہ طلاق ایسی صورت میں حق بجانب قرار دی جا سکتی ہے جب زیادتی عورت کی طرف سے ہو لیکن اگر زیادتی کا ارتکاب مرد کی طرف سے ہو تو کیا کیا جائے اس عالم میں دنیا کے تمام مذاہب خاموش ہیں الا اسلام کہ اس نے عورت کو بھی نازک حالات میں خلع کی اجازت عطا کر دی ہے۔

یہودیوں میں طلاق

صدیوں تک اسلامی حکم طلاق پر دیگر مذاہب کی طرف سے شدومد کے ساتھ اعتراض کئے جاتے رہے لیکن آخر وہ وقت بھی آگیا کہ حوادث زمانہ کے تھپیڑوں نے انھیں معترضین

اس کی اہمیت و ضرورت کے اعتراف پر مجبور کر دیا دنیا میں جب سے سلسلہ مناکحت جاری ہے اسی وقت سے کسی نہ کسی صورت میں طلاق کا بھی ثبوت ملتا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ اسلام سے پیشتر اس کا طریقہ نہایت ناقص تھا اتنا ناقص کہ اس سے غلامی کی بو آتی تھی اسلام نے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو کر دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی اہم اصلاحات کیں اور اسے نقائص سے بالکل مبرا کر دیا موسوی شریعت میں طلاق کا جواز ملتا ہے لیکن عجیب پر پیچ اور مبہم طریق پر چنانچہ استثناء باب ۲۴ آیت ۱ میں مرقوم ہے "اگر عورت و مرد کی شادی ہو جائے اور اس کے بعد عورت مرد کی نگاہ میں عزیز نہ رہے اس وجہ سے کہ اس میں کوئی پلید بات پائی جائے تو وہ طلاق نامہ لکھ کر اس کے حوالہ کر دے اور اسے اپنے گھر سے باہر کر دے" دیکھئے یہاں محض "پلید بات" پر طلاق کا حکم دیا گیا ہے اب اس کے جو معنی چاہیں سمجھ لئے جائیں یہی وجہ ہے کہ خود یہودیوں میں بھی اس کے مفاہیم کے سمجھنے میں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اختلاف قائم رہا اور ان کے بعض فرقے معمولی اخلاقی کمزوریوں پر بھی عورتوں کو طلاق دینے لگے ساتھ ہی لطف یہ ہے کہ عورتوں کو تو معمولی بات پر "گھر نکالا" مل سکتا ہے لیکن عورتوں کے لئے کوئی راہ مفر نہیں یہ کتنا ناقص قانون ہے بھلا عورتوں کے دل میں کبھی ایسے قانون کی عزت ہو سکتی ہے یا اس مذہب کو وہ اپنے لئے باعث رحمت سمجھ سکتی ہیں جو مردوں کے معاملہ میں تو پورا "میگن چارٹا" ہو لیکن عورتوں کی ضروریات کی تکمیل اور ان کی مشکلات کے حل کی کوئی صورت کسی حالت میں پیش کرنے کی طرف مائل و راغب نہ نظر آئے۔

رومیوں کا مسئلہ طلاق

رومی تواریخ کے مطالعہ کے بعد اتنا تو واضح ہو جاتا ہے کہ وہ بھی طلاق کی ضرورت کو تسلیم کرتے تھے گبن نے اپنی مشہور تاریخ میں اس کی صراحت بھی کی ہے لیکن اس کے متعلق خیالات ان کے بھی پر پیچ اور مبہم تھے ابتدا میں ان کے یہاں رواج یہ تھا کہ عورت مرد کے لئے ایک مقبوضہ مال کی حیثیت رکھتی تھی اور وہ جب چاہتا تھا اسے اپنے سے الگ کر دیتا بڑی دشواریوں اور دقتوں کے بعد اور ایک مدت کے بعد ایک قانون مرتب کیا گیا جس کی رو سے بیوی کو چھوڑنے کے لئے لازمی ہو گیا کہ ایک طلاق نامہ لکھ کر اس پر سات گواہوں کی شہادت لکھانا لازمی قرار دیا گیا اسی کے ساتھ عورت کو بھی خاص اور شاذ حالات میں طلاق لینے کی اجازت دیدی گئی۔

عیسائیوں میں طلاق

طلاق کی اجازت عیسویت میں بھی ہے مگر یہاں بھی اس اہم معاملہ میں وہی ابہام موجود ہے اس ابہام نے گوناگوں اختلافات پیدا کر دئے اور مشتبہ پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں ذیل کے الفاظ حضرت عیسےٰ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔

"یہ بھی لکھا گیا ہے کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ لکھ دے پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے وہ اس سے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے خود زنا کرتا ہے"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ عیسائیت میں زنا کے سوا کسی اور جرم اور کسی اہم لغزش کی بنا پر طلاق جائز نہیں لیکن یہاں بھی الفاظ کے اختصار نے عیسائیوں کو الجھن میں ڈالا اور ان کے مختلف فرقوں میں ان کے مفاہیم و مطالب کے سلسلہ میں شدید اختلافات برپا ہو گئے اور اب تک برپا ہیں۔

رومن کیتھولک عیسائی اس وقت بھی دنیا میں کثیر تعداد کے حامل ہیں اتنے کہ یورپ انہی پر مشتمل ہے یہ فرقہ ان الفاظ کا یہ مفہوم سمجھے ہوئے ہے کہ اس زنا سے وہ زنا مراد ہے جو شادی سے پیشتر کیا جائے اور شادی کے وقت مرد سے اسے مخفی رکھا جائے شادی کے بعد کا زنا طلاق کے لئے وجہ جواز نہیں بن سکتا ساتھ ہی ان کا یہ عقیدہ بھی ہے نکاح کے وقت جو معاہدہ کیا جاتا ہے وہ کسی حالت میں ٹوٹ نہیں سکتا جب ایک دفعہ معاہدہ کر لیا گیا پھر کچھ بھی ہو اس پر کسی امر کا کوئی اثر مترتب نہیں ہوگا یہ ضرور ہے کہ اگر معاہدہ نکاح سے پیشتر عورت زنا کا ارتکاب کر چکی ہو تو اس صورت میں یہ معاہدہ کالعدم ہوگا اور یہی سمجھا جائے گا کہ معاہدہ ہوا ہی نہیں اور نہ نکاح تسلیم شدہ سمجھا جائے گا۔

عیسائیوں کے وجہ طلاق میں اختلاف

اب عیسائیوں کے دوسرے مقتدر طبقہ پروٹسٹنٹوں کی سنئے ان کا مذہبی عقیدہ کیتھولک طبقہ کے معتقدات کے قطعی خلاف ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ متی کے باب پنجم میں زنا کے متعلق جو الفاظ مرقوم ہیں ان کا مفہوم زنا بعد از نکاح ہے اور شادی کے بعد زنا کرنے والی عورت کو بھی طلاق دی جا سکتی ہے پھر عیسائیوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں اور ان کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ہے جو لفظ زنا سے صرف زنا ہی نہیں بلکہ ہر ایسا اخلاقی نقص مراد لیتے ہیں جو زن و شوہر کے تعلقات باہمی پر اثر ڈالنے والا ہو انگلستان کے مشہور آفاق شاعر اور فلاسفر ملٹن کا خود یہی خیال تھا۔

یہ تو بحث محض مذہبی بحث تھی اور اس کا تعلق عیسائی مذہب کے احکام تا تمام سے تھا اس پر عمل کہیں بھی نہیں ہوتا بلکہ تمام عیسائی ممالک نے ضرورت کا احساس کر کے اپنی اپنی احتیاج کے مطابق جداگانہ قوانین بنائے ہیں اور انہی کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے جہاں مذہب کے حکم کی روشنی موجود نہ ہو وہاں یہی صورتیں پیش آتی ہیں اور ایسی ہی پیچیدگیاں حائل ہوا کرتی ہیں انگلستان میں اس وقت جو طلاق کا قانون مروج ہے اس میں مذہبی تعلیم کے خلاف عورت کو بھی طلاق حاصل کرنے کی اجازت دیگئی ہے اگر عورت عدالت میں یہ ثابت کر دے کہ اس کا خاوند زنا کا مرتکب ہوا ہے اور اس کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھتا ہے تو وہ اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔

"انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا" کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یورپ اور دنیا میں جتنے عیسائی ممالک ہیں وہاں طلاق کے متعلق اتنے ہی قانون نافذ ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی عیسائیت کے قانون مذہبی پر کاربند نہیں رہا۔ ان اختلافات کی بھی اجمالی تفصیل سن لیجئے ہالینڈ میں مروجہ وجوہ کے علاوہ خلاف وضع فطری جرم کے ارتکاب یا مرد کے کسی جرم میں عمر قید ہو جانے سے بھی طلاق حاصل کی جا سکتی ہے سویڈن میں مزاج کی ناموافقت بھی طلاق کے لئے قوی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ فرانس کا قانون یہ ہے کہ مرد تو عورت پر زناکاری ثابت کر کے اس سے علیحدہ ہو سکتا ہے لیکن عورت صرف اسی صورت میں مرد سے علیحدہ ہونے کا حق رکھتی ہے کہ اس کے خاوند نے کسی اور عورت کو گھر میں ڈال لیا ہو اگر وہ گھر سے باہر زنا کر آئے اور عورت پر ثابت بھی ہو جائے تو عورت اس کا کچھ نہیں کر سکتی۔ اسکاٹلینڈ میں فریقین میں سے کسی ایک کی درخواست پر طلاق ہو سکتی ہے بشرطیکہ زنا ثابت ہو عورت پر یا مرد پر علاوہ ازیں اگر عورت عدالت کو

اس کا ثبوت بہم پہنچا دے کہ اس نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اس کی خبر گیری نہیں کرتا طلاق کے بعد جس سے چاہیں شادی کر سکتے ہیں البتہ اس عورت سے شادی نہیں ہو سکتی جس سے زنا ثابت ہو چکا ہو۔ برخلاف ازیں ہسپانیہ اور اٹلی میں کسی صورت میں بھی طلاق نہیں ہو سکتی صرف چند استثنا ایسے ہیں جو زن و شوہر کی قانونًا علیحدگی کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن یہ الشاذ کالمعدوم کی برابر ہیں ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بہت سی ریاستیں ہیں جن کے قوانین ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں اور ہر ریاست میں طلاق کا قانون بھی جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔

ہندوؤں کے ہاں طلاق کی صورت

ہندوؤں میں سرے سے طلاق کا رواج ہی نہیں اور جب ایک دفعہ مرد عورت کا نکاح ہو جاتا ہے تو پھر موت ہی کا ہاتھ اس رشتہ کو توڑ سکے۔ مرد خواہ کتنا ہی ظالم و زانی ہو عورت کتنی ہی بدکار و بدمزاج ہو ہندو دھرم ہرگز قطع تعلق کی اجازت نہیں دیتا اگر شوہر عمر بھر کے لئے بھی اپنی عورت کو چھوڑ دے اس پر کتنا ہی ظلم کرے نکاح کا معاہدہ اٹل ہے یہ کسی حالت اور کسی صورت میں نہیں ٹوٹے گا اور ناموافقت کی صورت میں دونوں کے لئے یہی چارہ کار رہے گا کہ وہ عمر دراز تک یونہی سہہ سہہ کر مریں مرد تو پھر دوسری شادی کر سکتا ہے لیکن عورت کے لئے غم و حزن میں گھل گھل کر مر جانے یا پھر بری صحبت کی شکار ہو کر خاندانی ناموس کو کلنک کا ٹیکہ لگانے کے سوا اور کوئی راہ عمل ہے ہی نہیں۔ آریہ سماجیوں نے ایک اور نیوگ کی شاخ لگا دی ہے ان کے ہاں عورت کو اجازت ہے کہ وہ مخصوص حالات میں ایک خاوند کے گھر رہتے ہوئے بھی دوسرے مرد کو بلا کر اس سے ہمبستری کر سکتی ہے فطرت تو پھر فطرت ہے یہ کہیں بھی مبدل نہیں ہو سکتی آخر طبع انسانی کی خواہشات جلیل اور ضرورت زمانہ نے انھیں طلاق کی اہمیت و احتیاج کی تسلیم پر آمادہ کیا اور برطانی ہند میں تو محض اس کا مطالبہ ہی کیا جا رہا ہے لیکن بڑودہ اور میسور کی قانونی مجالس طلاق کو کتاب آئین میں شامل کر چکی ہیں۔

فطری مذہب اور مسئلہ طلاق

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس نے جذبات انسانی اور ضروریات دنیاوی کے پیش نظر اپنے پیروؤں کے لئے آج سے تیرہ سو سال پیشتر ہی ایسے آئین وضع کر دیے اور انھیں ایک ایسا کامل و اکمل نظام عمل عطا کیا کہ وہ قیامت تک کسی قانون یا کسی دوسرے مذہب کے آئین سے استفادہ کے ضرورتمند نہیں رہے اور زن و شوہر دونوں کی تکالیف و ضروریات کے ارتفاع وحل کا پورا بندوبست کر دیا مسلمانوں کے پاس ایک قرآن ایک خدائی دستور العمل ہی ایسا موجود ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے وہ کسی دنیاوی آئین کے رہین منت نہیں بن سکتے اسلام میں عام اجازت ہے کہ ناموافقت مزاج اور نااتفاقی کی صورت میں خواہ وہ کسی وجہ سے ہو نباہ کی کوئی شکل نہ دیکھ کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو سکتے ہیں عورت پر ظلم بھی وجہ طلاق بن سکتا ہے ایک طرف تو یہ عام اجازت ہے لیکن خدائے قدوس بندوں کے رجحانات سے اچھی طرح واقف ہے اس نے اس خیال کے پیش نظر کہ وہ کہیں یہودیوں کی طرح طلاق کو محض نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ نہ بنا لیں یا آج یورپ و امریکہ کی طرح بات بات پر طلاق شروع نہ ہو جائے اس لئے عام اجازت کے حکم کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ تمام جائز چیزوں میں خدا کے نزدیک طلاق دینا اور لینا سب سے زیادہ مبغوض چیز ہے اسلامی عدالتیں بھی ایک ساتھ طلاق نہیں منظور کرتی تھیں بلکہ مصالحت کی ہر ممکن سعی کے بعد احکام قطعی نافذ کئے جاتے تھے پھر یہ بھی حکم ہے کہ طلاق کا سلسلہ تین ماہ میں جا کر ختم ہو اور ہر ماہ کے اختتام پر ایک ایک طلاق دی جائے اس دوران میں صورت اصلاح پیدا ہو جائے تو رجعت کر لی جائے۔ یہ ہے اسلام کی وہ شاندار تعلیم جس کے سامنے ساری دنیا سر نیاز جھکانے پر مجبور ہے۔

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات سنن یاد نہوں نیز یہ علم نہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیں انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا نہ کرینگے۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہو اس پر مزید تائید حق جل و علا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۵ر نمبر ۳ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے۔

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اسلئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہی ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کو برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزار ہا فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۲ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی۔ قیمت پانچوں کتابیں مجلد ایک روپیہ عہ

یہ تمام کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اذان کا بھید

(از جناب مولنا محمد محفوظ الرحمن صاحب نامی)

چند برسوں سے ہندوستان کے رہنے والوں میں آزادی کا جوش و خروش ہے وہ بدیشی حکومت کے جوئے کو اپنی گردن سے نکال ڈالنے کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دے رہے ہیں اور کوششیں کر رہے ہیں لیکن ابھی تک ان کا مقصد پورا ہوتا ہوا نظر نہیں آتا جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں مختلف مذاہب جاری ہیں اور مختلف قومیں آباد ہیں جن کی زبانیں جدا جدا ہیں اور رسم و رواج اور تہذیبیں جدا جدا ہیں ان میں سے بعض کے افراد کی تعداد لاکھوں سے گذر کر کروڑوں تک پہنچتی ہے لیکن ان میں تعلیم عام نہیں ہے سارا ملک جہالت کا جنگل ہے ہر سو آدمیوں میں سے مشکل سے دس آدمی ایسے ملیں گے جن کو تعلیم یافتہ کہا جا سکتا ہے اس وجہ سے ان میں رواداری بہت کم ہوتی ہے ذرا سے معاملہ میں بھڑک اٹھتے ہیں جس کا نتیجہ بڑے بڑے فساد کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور چونکہ ہندوستان ایشیا میں واقع ہے اور ایشیا دنیا کے سارے مذہبوں کا گہوارہ ہے اس لئے یہاں کے رہنے والوں میں مذہبی ولولہ ہونا فطرتی بات ہے ایسی صورت میں یہ فساد اکثر مذہبی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور ایک معمولی مقام کے جھگڑے کا آہستہ آہستہ ملک کے اکثر حصہ کو زہریلا بنا دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپس میں سر پھٹول ہوتی ہے پڑوسیوں کے برسوں کے تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور اکثر جانیں نذر فساد ہو جاتی ہیں پھر مقدمہ بازی ہوتی ہے جس میں طرفین کی دولت بے تحاشا خرچ ہو کر تباہ ہوتی ہے اور پھر بھی جیلخانہ کی ہوا کھانی پڑتی ہے اور کسی کسی کو پھانسی کی رسی میں بھی لٹکا دیا جاتا ہے ایسے مواقع پر خود غرض لوگ معاملہ کو اور چمکا کر چندوں کے ذریعہ غریبوں کی پونجی لوٹ لیتے ہیں ایسے جھگڑے کے ہوتے ہوئے بھلا ہندوستان کامل آزادی (پورن سوراج) کیسے حاصل کر سکتا ہے اور یہاں کے رہنے والے بدیشی حکومت کے آہنی پنجہ سے کیسے نجات حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ ملک میں ایسے جھگڑوں کے ہونے سے پردیسی حکومت کا پاؤں اور مضبوطی سے جمتا جاتا ہے ملک کے سچے لیڈر گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال جی مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا شوکت علی وغیرہ ایسے فسادوں کو بہت برا سمجھتے ہیں اور جو لوگ ایسے فساد کرتے ہیں ان کو ملک کا دشمن سمجھتے ہیں کیونکہ ایسے فسادوں کے ہونے سے ان کے کامل آزادی حاصل کرنے کی تحریک میں بندش پیدا ہو جاتی ہے اور حکومت کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا ہے کہ ملک میں اتفاق نہیں ہے ایسی صورت میں سوراج دینا ہندوستانیوں کو آپس میں لڑا کر تباہ کر دینا ہے۔

اسلام اور امن

اے ہندوستان کے رہنے والو! ذرا غور کرو کہ تمہاری ناسمجھی سے ملک کو کتنا بڑا نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور ایسے فسادوں کے کرنے سے تم ملک کے دشمن قرار پاتے ہو اور تم پر نیکی برباد گناہ لازم کی مثال بالکل صحیح اترتی ہے گو ملک میں آجکل اسی طرح کا ایک معاملہ در پیش ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا کے فضل سے آجکل نماز پڑھنے کا چرچا بڑھ رہا ہے اور شہروں سے لیکر دیہات تک کے مسلمانوں میں نماز پڑھنے کی تحریک بہت تیزی سے پھیل رہی ہے مسلمانوں کے اس ولولے سے ہمارے ہندو بھائیوں کو خوش

ہونا چاہئے تھا کیونکہ مذہب کی پابندی پر مسلمانوں سے کسی نامناسب جھگڑے میں شریک ہونے یا نامناسب جھگڑے کرنے کا احتمال نہیں ہو سکتا تھا اس لئے کہ مذہب اسلام دنیا میں فتنہ و فساد کی تعلیم نہیں دیتا پھر مذہبی مسلمان کسی فتنہ میں جو نامناسب ہو کیسے حصہ لے سکتا ہے درانحالیکہ ان کی مذہبی کتاب (قرآن) خود ان کو تعلیم دیتی ہے کہ الفتنۃ اشد من القتل کہ بلا سبب شرعی جھگڑا کرنا آدمی کے مار ڈالنے سے بھی زیادہ برا ہے اور اسلام تو اپنے پڑوسیوں کے ساتھ خواہ وہ کسی مذہب و ملت کے ہوں اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اسی پیاری تعلیم کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب مسلمان اپنے مذہب کے پورے پابند ہو جاویں تو دنیا کے تمام اور لوگوں کو ان کی جانب سے بالکل مطمئن ہو کر رہنا چاہئے کیونکہ اب وہ بلا وجہ شرعی فتنہ و فساد نہیں کر سکتے۔

اذان پر فساد

لیکن نہایت افسوس معلوم ہوتا ہے کہ بعض جگہ کے ہندو دل کو مسلمانوں کی یہ مذہبی پابندی اچھی نہیں معلوم ہوئی چنانچہ ہمارے قصبہ کے حوالی کے بعض دیہاتوں میں فروری ۱۹۳۲ء میں جہاں غریب اور تھوڑی تعداد میں مسلمان رہتے تھے اور یہ گاؤں ہندو زمینداروں کی زمینداری میں تھے مسلمانوں کو اذان کہنے اور باجماعت نماز پڑھنے سے انتہائی سختی کے ساتھ روکا گیا اور جب مسلمانوں نے اس ممانعت پر اذان اور نماز باجماعت بند نہ کیا تو ان کو نہایت بیدردی سے مارا گیا اور اس مار دھاڑ میں مسلمان مرد عورت اور بوڑھے بچہ میں کچھ فرق نہ کیا گیا ان پر بے دریغ ڈھیلے اینٹ اور پتھر اور لکڑیاں برسائی گئیں ہم کو اس کا یقین ہے کہ ان فسادی ہندوؤں کے نامناسب حرکت اور ظلم پر ایسے ہندو کا دل رنجیدہ ہوگا جو ملک کا سچا بہی خواہ ہے اور جس کا دل تعصب کی ناپاکی سے پاک ہے اور جو بات اچھی طرح سمجھ چکا ہے کہ ہندوستان کے لئے کامل آزادی حاصل کرنے کی تدبیر ہندو اور مسلمان کا سچا اور بے لوث میل ہی ہے مجھے اس کا بھی یقین ہے کہ ملک میں پورے طور سے علم نہ پھیلنے کی وجہ سے ہمارے ہندو بھائیوں نے اس فائدہ کو ہرگز نہیں جانا جو اذان دیکر نماز باجماعت پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں ورنہ شاید ایسی ناگوار صورت نہ پیدا ہوتی اس سے ہم اپنی اگلی تحریر میں اپنے بھائیوں کو اذان کے اور مسلمانوں کے ایک جگہ نماز اکٹھے ہو کر پڑھنے کے فائدوں کو بتائیں گے اس لئے ہماری اپنے بھائیوں سے یہ التجا ہے کہ آپ ہماری گذارش کو ذرا غور کر کے سنئے اور دل کو بیجا تعصب سے پاک کر کے اور ہندوستان کی خیر خواہی اور بھلائی کے خیال کو مد نظر رکھکر ہماری گذارش پر متوجہ ہو جئے گا۔

ضرورت اذان

اے ہندو بھائیو مذہب اسلام دنیا کے سارے آدمیوں میں سچی مساوات (برابری) اور بھائی چارہ قائم کرنے اور ہر ایک کام کو ایک اچھے قانون کے ماتحت کرنے کی تعلیم دینے کے لئے آیا ہے اس لئے اس نے عبادت الٰہی تک میں جماعت بندی کا حکم دیا ہے پھر اسی اصول کے ماتحت نماز میں بھی اس کا حکم ہے کہ نماز کے وقت کا اعلان ہوتے

چھوٹے بڑے امیر و غریب سب ایک ساتھ اپنے مالک کے حضور میں حاضر ہو جائیں لیکن چونکہ کبھی کبھی آدمی کو سفر وغیرہ کی وجہ سے میدانوں اور جنگلوں میں گزرنا پڑتا ہے اور بسا اوقات وہ اس سفر میں تنہا ہوتا ہے یا بیماری کی وجہ سے وہ مسجد تک نہیں جا سکتا اس لئے ایسی مجبوریوں میں تنہا نماز پڑھ لینے کی بھی اجازت ہے لیکن بلاضرورت جماعت کے چھوڑنے کو سخت گناہ قرار دیا ہے اور اب جبکہ مسلمانوں کو اپنے مذہب کے حکم کے موافق سب کا ایک ساتھ نماز پڑھنا ضروری ٹھیرا تو اس کی بھی ضرورت ہوئی کہ کوئی طریقہ ایسا ہو جس سے سب مسلمان معلوم کر سکیں کہ اب سب کے اکٹھے ہو کر نماز پڑھنے کا وقت آگیا یہ ممکن تھا کہ مسلمانوں کو ایک ساتھ نماز پڑھنے کے لئے اکٹھا کرنے میں اذان کے علاوہ کوئی اور تدبیر اختیار کی جاتی مثلاً نماز سے پہلے گھنٹہ بجا دیا جاتا یا سنکھ پھونک دیا جاتا یا کسی اونچی جگہ آگ جلا دی جاتی جسکو دیکھکر مسلمان سمجھ جاتے کہ اب ہمارے نماز پڑھنے کے لئے اکٹھا ہونے کا وقت آگیا ہے مگر اسلام نے ان صورتوں کو پسند نہیں کیا اور اس اطلاع دہی کے لئے اذان کہنا تجویز کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام خالق اور مخلوق اور عابد اور معبود کے درمیان ایک نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم کرنے والا مذہب ہے اور ہر ممکن موقع پر مسلمانوں کو ایسی ہی تعلیم دیتا ہے جس سے خدا کی عظمت اور بزرگی کا سکہ مخلوق کے دل پر جمتا جاوے مذکورہ بالا صورتوں میں نماز کے وقت آجانے کی اطلاع ہو سکتی تھی لیکن ان میں خدا کی عظمت و بزرگی کی تعلیم نہ تھی اور نہ خدا کی توحید اور قابل پرستش ہونے کا اظہار ہی تھا لیکن اسلام کی مجوزہ صورت اطلاع دہی میں یعنی اذان میں اطلاع کے ساتھ خدا کی بڑائی اور صرف اسی کے لائق پرستش ہونے کا اور اس کی یکتائی کا کامل اظہار ہے اس لئے باجماعت نماز کے لئے اذان دینے کا حکم دیا۔

اذان کے معنی

جب معلوم ہوگیا کہ مسلمانوں کے لئے اذان دینا نماز کی وجہ سے ضروری ہے تو اب تم کو ہم اذان کے معنے بتاتے ہیں سنو اذان دینے والا اذان دیتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی کو دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈال لیتا ہے تاکہ اذان پکارنے میں آواز اونچی اور بلند ہو سکے اور دور تک کے مسلمان خدا کی عظمت اور بزرگی اور اس کے قابل پرستش ہونے کو معلوم کر سکیں اور یہ معلوم کر کے کہ اس یکتا خدا کی عبادت کے لئے انہیں جلد یکجا ہو جانا چاہیے نماز پڑھنے کی جگہ کی طرف نماز پڑھنے کے لئے چل پڑیں اس کے بعد اذان دینے والا کہتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے یعنی اس کا مرتبہ بہت بلند ہے پھر اس کے بعد اذان دینے والا کہتا ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں (یعنی یقین کرتا ہوں) کہ اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے قابل نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ اے لوگو اللہ کے سوا کسی اور کو ہرگز ہرگز نہ پوجو اس کے بعد اذان دینے والا کہتا ہے اشھد ان محمدا رسول اللہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم گواہی دیتے ہیں (یعنی یقین کرتے ہیں) کہ حضرت محمد رسول اللہ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اس کے بعد اذان دینے والا کہتا ہے حی علی الصلوۃ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ آؤ نماز کے لئے۔ اس کے بعد اذان دینے والا کہتا ہے حی علی الفلاح اس کا ترجمہ یہ ہے کہ آؤ نفع کے لئے جس میں سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے اس کے بعد پھر اذان دینے والا کہتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے اس کے بعد پھر اذان دینے والا کہتا ہے لا الہ الا اللہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے قابل نہیں اور صبح کی اذان دینے والا حی علی الفلاح کے بعد کہتا ہے الصلوۃ خیر من النوم اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے سونے والے اٹھ سونے سے نماز اچھی ہے آؤ پڑھو یہ ہے اذان اور اس کا ترجمہ۔

برادران وطن غور فرمائیں

اے ہندو بھائیو غور کرو کہ اس اذان میں کسی کی برائی نہیں کی جاتی کسی مذہب پر حملہ نہیں ہوتا کسی انسان کا دل نہیں دکھایا جاتا صرف خدا کی عظمت اور بزرگی اور یکتائی اور اسی کا قابل پرستش ہونا ظاہر کیا جاتا ہے خدا کی اس عظمت اور بزرگی پر اور یکتائی پر دنیا کے سارے مذہبوں کا اتفاق ہے اور ہر شخص کا جو خدا پرست ہے ان تمام باتوں پر یقین ہے خصوصاً ہر ہندو کا یہ بشواس ہے یعنی عقیدہ ضرور ہے کہ پرم آتما ہی پوجنیہ ہے تعجب ہے کہ اس کا یقین رکھتے ہوئے ہمارے ہندو بھائی مسلمانوں کو خدا کی بڑائی اور عظمت ظاہر کرنے سے روکیں اور نہ ماننے پر ان کی اس خدا پرستی کو جرم ٹھیراتے ہوئے ان پر لاٹھیاں چلیں اور پتھر برسائیں کیا اس فعل سے ہندوستانیوں کی جہالت نہیں ظاہر ہوتی؟ اور کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہندوستانی ابھی آزادی پانے کے قابل نہیں ہیں؟ اے بھائیو تم سوراجیہ تو چاہتے ہو لیکن شاید سوراجیہ کے معنے سے بیخبر ہو سنو! سوراجیہ کے معنے ہیں اپنا راج تو اب سوراجیہ ملنے کا یہ مطلب ہوا کہ ہر ایک آدمی جو ہندوستان میں بستا ہے اپنے تمام ایسے کاموں میں آزاد ہے جن میں کسی دوسرے کی توہین یا دل آزاری نہ ہو ہم نے تم کو اذان مع اس کے ترجمہ کے سنا دیا دیکھو اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے تمہارے مذہب کی برائی ہوتی ہو پھر مسلمانوں کو اذان دینے سے روکنا اور ان کے اکٹھا ہو کر نماز پڑھنے کی حالت میں ان پر اینٹ پتھر برسانا کہاں کا انصاف ہے؟ یارو ایسے فتنوں سے اپنے کو بچاؤ اور ناسمجھی سے وہ کام نہ کرو جس سے دانشمند لوگوں کے نزدیک تم ملک اور قوم کے دشمن سمجھے جاؤ ہماری خدا سے دعا ہے کہ وہ تمام ہندو مسلمان بھائیوں کو ایسی سمجھ عطا کرے کہ وہ اپنے کو اس کلنک کے ٹیکہ سے بچاویں۔

خود غرض ہنماؤں سے بچو

یہ بات یاد رکھنا کہ اس قسم کے فتنے ہر ہندو یا مسلمان نہیں کیا کرتے بلکہ وہ لوگ کرتے ہیں جو یا تو ان جھگڑوں کے ذریعہ اپنی شہرت چاہتے ہیں یا فتنہ اٹھا کر ایک جماعت اپنے ہمنیالوں کی قائم کر کے اس کی پیشوائی حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ دوسرے لوگوں پر ان کی جتھہ بندی کا اثر قائم ہو جائے یا یہ غرض ہوتا ہے کہ فتنہ ہو جانے پر مقدمہ بازی کے لئے چندہ کرینگے اور اس طرح اپنا پیٹ پالیں گے یہ لوگ ہمیشہ اپنی غرضوں اور مقصدوں کو چھپا کر اور دو قوموں کو لڑا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں اور اس فتنہ اٹھانے کے لئے عوام میں بے سر و پا لیکن مشتعل کر دینے والی باتیں پھیلایا کرتے ہیں جیسا کہ اسی اذان کے متعلق یہ فتنہ پسند لوگ ہمارے بھولے بھالے دیہاتی ہندو بھائیوں کو سمجھاتے ہیں کہ جہاں اذان دی جاتی ہے وہاں ہندو ناش ہو جاتے ہیں اور کہیں یہ فتنہ برپا کرتے ہیں کہ اذان سنکر ہندوؤں کے دیوتا بھاگ جاتے ہیں بھائیو! یہ دونوں باتیں بالکل جھوٹ اور لغو ہیں اور محض ہندو مسلمانوں کو لڑانے کے لئے پھیلائی جاتی ہیں تم خود دیکھو شہر اور قصبوں میں مسجدوں کے اردگرد ہندوؤں کے مکانات ہوتے ہیں جو ہر روز دن میں پانچ مرتبہ اذان سنا کرتے ہیں اور آل اولاد اور مال دولت سے مالا مال رہتے ہیں پس غور کرنیکی بات ہے کہ اگر اذان سننے سے ہندوؤں کا ناش ہو جاتا تو شہروں میں یہ بڑے بڑے مہاجن کیسے نظر آتے اور اگر مسلمان کی اذان سے ہندوؤں کے دیوتا بھاگ جاتے ہیں تو اس سے ہندو دھرم کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے پس ایسا کہنے والا اکیلا خود غرض نہیں ہے بلکہ وہ ہندو دھرم کا دشمن بھی ہے وہ یہ کہکر کہ مسلمانوں کی اذان سے ہندوؤں کے دیوتا بھاگ جاتے ہیں ہندو مذہب کی برائی کرتا ہے عقلمند آدمی کا کام ہے کہ وہ ایسی لغو باتوں کو نہ سنے ہندو مسلمان دوستو دشمنوں کی غلط اور ناجائز پھیلائی ہوئی باتوں کے فریب میں نہ آؤ اور آپس میں امن قائم کرو۔

مسلمانوں کا عروج و زوال

(بسلسلہ گذشتہ)

مسلمانوں کا زوال

آفتاب اسلام کا طلوع فی الحقیقت اس عالم تاریکی کو جو نہ صرف دنیائے عرب بلکہ ساری دنیا سے متمدن میں ہر طرف چھائی ہوئی تھی اس کو روشن کرنے کے لئے ہوا تھا اسلام نے اپنے سیدھے سادے قانون قدرت، انسانی فطرت اور عقل و فہم کے موافق اصولوں نیز توحید الٰہی، وحدت قومی اتحاد ملل اور ان کے لوازم نتائج یعنی اخوت ایمانی حریت اور مساوات پسندی کا جو اعلان کیا تھا اس نے ان تازہ دم عالی حوصلہ قوم کو جو کسی شخص کی مطلق العنانی کی سر مو پابند نہ ہو سکتی تھی اپنا سچا حلقہ بگوش بنا لیا خاصکر ان کی اس جبلی حریت پسندی اور مساوات پرستی کو جبکہ رسول اسلام کی تعلیم اخوت نے اور بھی قوی کر دیا ہو نیز خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کو انہوں نے خود مع عوام الناس کے مشورہ سے انتخاب کیا ہو اور پھر وہ حضرات اپنی قوم کے سامنے اپنے تمام افعال کے مطابق شریعت قرآن جواب دہ ہوں تو اس قوم کی حریت اور مساوات پسندی کا کیا عالم ہوگا۔

بلاشبہ تئیس سالہ مبارک عہد نبوی اور تیرہ سالہ خلافت شیخین کے عہد سعادت کی یہ چھتیس سالہ متفقہ مسلمانوں کی شیرازہ بندی اور ان کی جد و جہد کا وہ نشہ زور رہا تھا کہ کچھ اوپر تین سو سال تک مسلمانوں کا اقبال برابر عروج کی طرف حرکت کرتا ہوا برابر صعود کرتا رہا۔

مگر حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں جبکہ نو مسلم اور عرب، نیم عرب نو مسلم یہود عیسائی اور دیگر عجمی لوگ جو جذبات نسلی اور سیاست کے دلدادگان تھے معاملات سیاست میں داخل ہوئے تو انہوں نے حصول تفوق کے لئے اس متحدہ اور مضبوط عمارت اسلام کے ایوان میں کچھ دانستہ اور کچھ نادانستہ نا محسوس شکست کی پولیٹکل سرنگیں لگا دیں جن کے نتائج یہ پیدا ہوئے کہ حضرت عثمان غنی کی شہادت، جنگ جمل اور جنگ صفین کے واقعات حضرت معاویہ کا مرکزی خلافت سے اپنی امارت کا علیحدہ کرنا حضرت علی کی شہادت حضرت حسن کا خلع خلافت کرنا اور پھر ان کا زہر دیا جانا۔ حضرت معاویہ کا اپنے بیٹے کو جانشین مقرر کرنا واقعہ کربلا، حضرت عبد اللہ بن زبیر کا جداگانہ خلافت کا اعلان کرنا اور پھر ان کا سولی پر لٹکانا نیز اسی قسم کی اور دیگر شکر رنجیاں ہیں کہ جن کا وقتاً فوقتاً ظہور ہوا اگرچہ اس وقت تک اسلامی توحید الٰہی کی مضبوط اور وسیع سطح اپنی جگہ پر استوار تھی مگر اس کے تحت میں جو توحید اور ہیئت کی غایت تھی یعنی اتحاد بین المسلمین اور وحدت ملل کا شیرازہ اپنے نقش مرکز سے ضرور ہٹ چکا تھا کیونکہ خلافت شیخین کے بعد یکے بعد دیگرے مذکورہ بالا ایک ایک حادثے نے مسلمانوں میں تین تین گروہ پیدا کر دیئے ایک اس حادثے کا حامی ہوتا دوسرا اس کے بالمقابل مخالف اور ایک فیصلہ گروہ بھی بنجاتا جو ان دونوں متخاصمین فریق سے اپنے آپ کو ناطرفدار رکھتا تھا۔

مذکورہ بالا دونوں متخاصمین فریق کا یہ دستور رہا کہ ان حوادثات حالیہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے نئی مجلسیں اور ان مجالس میں عجیب و غریب پیرایہ میں اختلاف کن اور اشتعال انگیز اخبارات اور ادلہ تراشتے نیز ان کو منہا منہا در جعلی تحریر دل میں شایع کرتے جو آجتک بدقسمتی سے کتبہائے مروجہ میں بہت کچھ موجود ہیں اور ان پر ہمیشہ حاشیہ سازی ہوتی ہے۔

افسوس! وہ تمام کتبہائے متداولہ جو ان تمام واقعات اور حادثات سے مدت ہائے مدیدہ کے بعد تدوین ہوئی ہیں بلا اصول الروایت اور اصول الدرایت کی جانچ پڑتال کے بھری پڑی ہیں۔

معہذا بعض اخبارات اور واقعات نے تو اپنی شہرت کا ایسا دامن دراز کیا کہ اچھے اچھے محقق بھی ان کے دامن تشہیر میں آکر ان شہر کے برکاتوں کو نور کا بقعہ تصور کرتے ہوئے اپنی اپنی بیش بہا تالیفات میں رقم کر بیٹھے اور آجتک وہ تمام روایات مذہبی اور اسلامی روایات تصور ہوتی ہیں نیز آئے دن ان روایات کی بدولت اسلام میں نئے نئے فرقے رونما ہوتے رہتے ہیں جن کے باعث وحدت قومی اور اتحاد ملل کا شیرازہ اس طرح بکھر چکا ہے کہ آج ان تمام فرقوں کا کسی ایک امر پر متحد یا متفق کرنا ایک امر ناممکن ہو گیا ہے۔

خلافت میں انتشار

عموماً خلافت مدنیہ اور خصوصاً خلافت شیخین ٹھیک الٰہی جمہوریہ خلافت تھی جس کا اساس حریت اور مساوات پر مبنی تھا مگر خلفائے اربعہ جیسی پرعظمت شخصیتوں کی جگہ جب ایسے لوگوں نے لیلی جن کے ہاتھوں میں منصب خلافت ان کی پرانی لعنت یعنی فرقہ پرستی، عصبیت قومی اور استبداد کا آلہ کار بن گئی تو ایسی خلافت کا قیام ریگستان کے جنگ جو حریت اور مساوات کے دلدادگان خالص قدیم وضع کے عرب جن کو اسلامی اخوت کی تعلیم نے بہت زیادہ آزاد اور قوی کر دیا تھا ان کے درمیان کیسے قائم رہ سکتی تھی اس لئے پہلے اسکو دمشق میں منتقل کیا جہاں شہزادہ عرب نیم عرب شامی اور عجمی مسلمانوں کا بہت زیادہ انبوہ تھا گو کچھ نہ کچھ یہاں قدیم وضع کے خالص عرب بھی نظر آتے تھے۔ علاوہ خالص عرب کے مذکورۃ الصدر مسلمانوں کا کثیر انبوہ بلاشبہ استبدادی روایات کا قدرے خوگر اور امراء و دولت کے سامنے طوعاً و کرہاً گردن خم کرنے کا ضرور عادی تھا جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ امراء و دولت کا اعلان زیادہ تر انہی لوگوں کی طرف ہو گیا اب وزیر دزراء اور مصاحبین حتی کہ عساکر کا انتخاب انہی لوگوں میں سے ہونے لگا۔

ان بدعات سے متنفر ہو کر قدیم وضع کے باقی ماندہ خشمگیں عرب نے پھر اپنا بوریہ بستر سنبھال فضا صحرا آزادی کی راہ لی اور خلافت اب مشرقی قدیم کی شخصی اور مطلق العنانی حکومت کے ہم شکل ہونے لگی۔

الغرض اس خلفشار میں جبکہ خلفاء اربعہ کا دور ختم ہو گیا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے بھی خلع خلافت کر دیا تو اب مستقل طریق سے خلافت خاندان بنی امیہ کے زیر نگین ہو گئی فرقہ پرستی عصبیت قومی اور پھر اس کی امداد میں جبکہ استبداد حکومت بھی شامل ہو جائے تو قطعی طور پر نوع کے اخیار جبریہ کے یہ معاملات پیش خیمہ ہو جاتے ہیں اس لئے قدرتاً اس بنی امیہ خاندان کے لوگ جو وراثتاً منصب خلافت اور اس کے عہدہ ہائے جلیلہ کا جبکہ اپنے آپ کو بلا شرکت غیرے مالک سمجھنے لگے تو ان کے منصوبو کو برباد کرنے کے لئے بنو ہاشم اور بنو فاطمہ کی دعوے داری کرنے والی جماعت نے اپنے اس مخفی

افسون کے ذریعہ از سر نو خلافت حاصل کرنے کا جوش پیدا کر دیا بالآخر یہ لوگ بڑی جد و جہد کے بعد فی الحقیقت بڑے بڑے اکابرین کو اس معرکہ میں شریک کر لینے اندر کامیاب اور اچھی طرح کامیاب ہو گئے۔

افسوس اسلام کے جان فرسا گورنر ممالک اسلامی کی وسعت حدود کے ساتھ ساتھ اسلام کو بھی نہایت حسن و خوبی سے وسعت دے رہے تھے ابھی ابھی یک جہتی کے ساتھ ساتھ اسلام کو بھی نہایت حسن و خوبی سے وسعت دے رہے تھے اور مسلمان ابھی ابھی یک جہتی کے ساتھ صلیب کا مقابلہ کرنے میں مصروف اور اسکے باعث اسلام کا ستارہ افق اعلیٰ پر نہایت سرعت کے ساتھ صعود کر رہا تھا کہ یکایک آپس کی خانہ جنگی کا ان بیداری کے آتش فشاں بگلہ خون فشاں آثار نمودار ہو گئے اور صد ہزار افسوس!! کہ اس پولیٹکل سرنگ نے بے وقت کربلا کا نہایت افسوسناک حادثہ پیدا کر دیا جس نے اسلام کی ارتقائی حرکت کو فوراً اسکون سے بدل دیا۔

چنانچہ اب وہ زمانہ آ گیا کہ مسلمانوں کو سلطنت بنی امیہ تہ و بالا اور زیر و زبر کرنے کے لئے کسی منافق یا خارجی تحریک کی چنداں ضرورت اور احتیاج نہ رہی کیونکہ ابھی اس خونی دریا کی موجوں کا طوفان اسلامی دنیا میں تمام سرد نہ ہوا تھا کہ سیاسی اعتبار سے ایک اسلام میں پانچ گروہ پیدا ہو گئے۔

(۱) بنی امیہ اور ان کے طرفدار چونکہ برسر اقتدار حکومت تھے اس لئے ان کو استحکام سلطنت اور اسکی محافظت میں حتمی طاقت کا صرف کرنا لازمی ہو گیا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن زبیر اور ان کے طرفداروں نے بنی امیہ کے خلاف عوام الناس کے سامنے نہایت عجیب و غریب واقعات اور اسی قسم کی بہت سی روایات پیش کرتے ہوئے ان کے ذریعہ سے عراق حجاز یمن اور بصرہ وغیرہ پر اقتدار حاصل کر لیا۔

(۳) بنی امیہ اور ان کے طرفدار اگرچہ اب تک نہ برسر حکومت تھے اور نہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرح ان کو اقتدار حاصل تھا لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی اسکیم عقیدۂ مہدی پر نہایت زور دار موضوع ہو رہی تھی۔

(۴) بنو فاطمہ اور ان کے طرفدار اگرچہ حادثہ کربلا سے بظاہر ہمیشہ کے لئے سرنگوں کر دیئے گئے تھے لیکن نہ اس قدر جتنا کہ خیال کیا جاتا تھا چنانچہ اس خاندان کے طرفداروں نے بھی عقیدہ امام کا زور اثر اکہ ایجاد کیا اور اسی موضوع پر ان کی اسکیم طیار ہو رہی تھی۔

(۵) پانچواں گروہ بلاشبہ وہ تھا جو فی الحقیقت ان مذکورہ بالا کسی ایک گروہ کا بھی طرفدار نہ تھا۔

الغرض سب سے پہلا کام بنی امیہ اور ان کے طرفداروں کو جو بلحاظ استحکام سلطنت پیش آیا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے اقتدار کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹانا تھا لہٰذا عبدالملک بن مروان اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے حضرت عبداللہ اور ان کے کل منصوبوں کو صولی پر چڑھا کر دنیا سے مٹا دیا۔

اللہ اللہ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مغربی دنیا میں طارق بن زیاد اور مشرقی دنیا میں حجاج بن یوسف اور اس کا بھتیجہ ایک سلطنت کے زیر نگین یورپ اور ہندوستان کی حدود میں داخل ہو چکے تھے کہ یکایک بنو عباس ایک انقلاب عظیم برپا کرنے والی طاقت حاصل کرنے میں بحد کمال کامیاب ہو گئے کیونکہ ابو مسلم خراسانی نے ان مہدی والی عجیب و غریب روایات کے ذریعہ سے بنی امیہ کا رنگ پھیکا کرتے ہوئے بنو عباس کا جوانب خراسان میں اچھی طرح لوگوں کے دلوں میں سلطنت بنی امیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی زمانہ اور اس کا رنگ بدل گیا اور بنو ہاشم یعنی بنو عباس جب سلطنت

پر پورے قابض ہو گئے تو بنو فاطمہ کے طرفداروں کی یہاں دال نہیں گلی اور انہوں نے مصر پر جا قدم جمائے۔ اور وہاں ان کی امارت کی بڑ یہ کام آ گئی اور ادھر بنی امیہ اندلس پر جا کر نہایت کوششوں کے بعد قابض ہو گئے الغرض اس طرح پر بغداد مصر اور اندلس میں ایک خلافت تین ٹکڑوں میں پراگندہ اور منتشر ہو گئی

مذہب میں افتراق

اگر میں اپنے خیال میں غلطی نہ کرتا ہوں تو میرا خیال ہے کہ روز آفرینش سے تمام انسان کیا متمدن اور کیا وحشی بلکہ کیا عالم اور کیا عامی ہر قوم ہر ملک اور ہر زمانہ میں دو قسم کی طبیعتیں ہمیشہ موجود رہی ہیں ایک حامیان عقل اور دوسرے حامیان نقل۔

اگر زیادہ دور نہ جایا جائے اور صرف اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ کی عہد عتیق اور عہد جدید پر غور کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ ان دونوں قسم کی جماعتوں کا وجود ان زمانوں میں بھی نہایت آب و تاب کے ساتھ موجود رہا ہے۔

اسی طرح جب ہم قرآن مجید پر سرسری نظریں ڈالتے ہیں تو ایک جگہ یہ موجود ہے ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون یعنی بلاشبہ اللہ کے نزدیک زمین پر چلنے پھرنے والوں میں بدترین وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے بے بہرہ ہیں۔

پھر دوسری جگہ اس طرح موجود ہے کہ ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یومنون "یعنی بیشک خدا کے نزدیک زمین پر چلنے والوں میں بدترین وہ بہرے گونگے ہیں جو نقل پر ایمان رکھنے سے عاری ہیں۔

علاوہ ان کتب ہائے الٰہیہ کے تمام اولوالالباب اور صاحب بصیرت انسانوں کا متفقہ اور مسلم الثبوت فیصلہ ہے کہ عقل و نقل کی پیروی ہر سلیم الطبع انسان کے لئے ایسے اولین فرائض ہیں کہ انہی دونوں کی اطاعت پر انسان کے کل برگزیدہ کمالات اور ہر قسم کی حقیقی کامیابیوں کے دارومدار ہے

خلاصہ مافی الباب ٹھیٹ اسلام اور جب تک زمانہ سعادت مسلمانوں پر سایہ افگن رہا تو ہوشمند علماء اسلام عقل و نقل کو انسانی بصیرت کی دو چشمہائے روشن تسلیم کرتے رہے اگرچہ ایک خفیف سا یہ اختلاف رہ گیا تھا کہ ایک جماعت عقل کو راست اور نقل کو چپ اور دوسری جماعت اس کے برعکس تسلیم کرتی رہی لیکن کسی نے دونوں میں سے کسی ایک سے انکار نہیں کیا تھا۔

فلسفۂ عرب

اسلام سے کچھ زمانہ بعید پہلے اہل عرب کو علوم فلسفہ میں اچھا خاصہ دخل تھا مگر آخری عصر جاہلیت میں بلاشبہ بہت کم رہ گیا تھا لیکن وہ معدوم نہیں ہوا تھا کیونکہ قرآن مجید کی وہ تمام آیات متشابہات عرش، کرسی، سبع سماوات بروج فلکی اور اس کے منازل شمس، قمر، ستارے اور سیارے اور ان کی گردشیں خاک، باد آتش، آب، جمادات، نباتات حیوانات اور انسانی جسم کی تشریح اور روح کے احوال نیز قوموں اور جماعتوں کے مد و جزر اور ان کے عروج و زوال حیات بعد الممات یعنی قبر حشر، نشر حساب میزان صراط جنت اور نار کا بیان ہے بلاشبہ ان میں سے تمام علوم و فنون فلسفیہ کے وہ تمام نتائج و دقائق مذکور ہیں کہ جن کو قرآن مجید اپنی آیات محکمات کی تائید اور نبوت من اللہ کی برہان و حجت اور کبھی دلیل جدلی اور خطابی کے اپنے مخالفین کے سامنے پیش کر رہا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جن کو قرآن مجید راسخون فی العلم اور لقوم یعلمون اور لقوم یعقلون کے لفظوں سے تعبیر کر رہا ہے وہ ان تمام متشابہات و دقائق کو آسانی سے

سمجھ کر ایمان لائے تھے اور اسی بنا پر ایک جماعت مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ فیثاغورث نے جہاں جہاں فلسفہ ارسطو سے اختلاف کیا ہے وہ کل فلسفہ عرب کی بنا پر تھا جس نے اسکو عرب سے اور بالخصوص عرب سے حاصل کیا تھا۔

اسی طرح جہاں جہاں بوقت نزول آیات قرآن مجید اس کے مخالفین دہریے عناصری، مجوسی، اور صابی جماعتیں موجود تھیں جن کے مسلک کا مدار اکثر کسی نہ کسی شعبہ ہائے فلسفہ پر جاکر ختم ہوتا ہے وہاں ابراہیمی یہودی عیسائی اور دیگر انبیاء سابقین کی نام لیوا جماعتیں بھی بکثرت موجود تھیں جن کے سامنے قرآن مجید اپنی آیات محکمات کی تائید اور ثبوت میں ان کے تسلیم کردہ انبیا اور ان انبیاء کے اقوال مسلمہ مشہورہ اور تمام منقولہ اور معقولہ کو پیش کر رہا ہے اور اہل کتاب ان اپنی روایات کو آسانی سے سمجھکر اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

الغرض یہی وہ عرب البادیہ، عرب الحاریہ اور عرب المستعاربہ کے افراد میں دونوں قسم کی ذہنیت پائی جاتی ہے جن کے باعث اہل عرب علماء اسلام میں اول الذکر حضرات کا رجحان عقل کی جانب اور ثانی الذکر اہل کتاب کا میلان نقل کی طرف ہو گیا ان وجوہ کی بنا پر اول الذکر جماعت اہل علم اپنی طبع رجحان کے مطابق اس امر کے حامی ہوئے کہ اسلام کی اپنی اور سچی تعلیم کو قائم رکھتے ہوئے تمام عقائد و عبادات اور کل معاملات اور سیاسات کا طریق استدلال دلیل اور برہان پر استوار کیا جائے۔

اسی راہ پر چلنے والے سالکین کی آگے چل کر ابو نصر فارابی ابو علی حسین بن سینا احمد بن مسکویہ، ابو سلیمان محمد بن نصر البستی ابو الحسن علی بن ہارون الزنجانی ابو احمد مہر جوری اور زید بن رفاعہ وغیرہ مشرق میں اور ابن صائغ ابن طفیل، ابو بکر محمد بن عبد الملک القیسی، حافظ ابن حزم اور قاضی ابو الولید ابن رشد وغیرہ مغرب میں ایک جم غفیر جماعت پیدا ہو گئی۔

ثانی الذکر ان کے بالمقابل وہ جماعت ہو گئی جنہوں نے اصول مذہب کی بنیاد نظیر پر اس طرح رکھنی مناسب سمجھی کہ جس طرف استدلال پر قرون وسطیٰ کی مسیحیت کی آسائش، لٹائی گئی تھی کیونکہ یہ لوگ عموماً قبل از اسلام اہل کتاب سے تعلق رکھتے تھے اور اس وقت بھی اس گروہ میں وہ نومسلم عیسائی موجود تھے جو باضنطینی مشنری کے نہایت لائق اور فائق اہل علم تھے۔

اگرچہ ان دونوں جماعتوں میں سوائے تحقیقات علمیہ کے اور کوئی کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا جاتا ہے مگر قدیم الایام سے یہ انسانی عادت جاری ہے کہ جب اس قسم کی وہ مختلف جماعتوں میں ایسے لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں جو طبع کی سلامتی سے محروم ہوتے ہیں اور ان کا دماغ لطائف اور باریک بینی سے معری ہوتا ہے تو وہ میل کو بیل اور رائی کو پہاڑ آگے چل کر بنا دیتے ہیں اور اس کے بعد اس قسم ظرفی کے مرتکب ہوتے ہیں کہ جو صاحب اپنی عقل کے ایسے دلدادہ اور خیالات کے ایسے محکوم کہ جو چیز ان کی شخصی عقل کوتاہ فہمی اور ناقص ادراک سے خارج ہوتی ہے تو وہ اس شے ہی کو پوری رسوخیت کے ساتھ واقع میں بھی معدوم محض خیال کرتے ہیں اگر حامیان نقل اسی شے کے وجود یا اس کو کسی خاص کم و کیف کے ساتھ کیسے سے کیسے ہی پختہ منقولی دلیل سے تسلیم کرتے ہیں تو وہ حامیان عقل ان لوگوں کو نہ صرف سادہ لوح، بے عقل، احمق، اور متعصب خیال کرتے بلکہ جب کبھی ان کا قدم کسی مضبوط چٹان پر جم جاتا ہے تو وہ حامیان نقل کے بیکار اور معطل قرار دینے کے استیصال کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔

یہی حال اس جماعت کا بھی ہوتا ہے جو نقل کے پرزور حامی ہوتے ہیں ان کی یہ مستمرہ خصوصیت ہے کہ جب وہ اپنے کسی مذہبی پیشوا یا کسی ایسے نسبی بزرگ سے کوئی بات سن لیتے ہیں یا ان کی طرف وہ بات منسوب ہوتی ہے جس کے مقتدا ہونے پر ان کو پورا اعتماد حاصل ہوتا ہے تو وہ بلا ثبوت کسی اصول الروایت والدرایت کے اور بغیر کسی دلیل و برہان کے بلا چون و چرا اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ اگر اتفاقاً کسی مدعی عقل نے اس کے تسلیم کرنے میں کسی قسم کی چون و چرا یا اپنے اطمینان قلب کے لئے کچھ منکرانہ لب و لہجہ میں استفسار کیا تو وہ حامیان نقل آتش زیر پا ہو کر نہ صرف ان کو بے ادب معترض، ملحد، کافر اور انبیا و اولیاء کا منکر قرار دیتے بلکہ جب کبھی ان کا آفتاب عروج پر آتا ہے تو وہ بھی ان کے حق میں سر قلم کرنے یا آگ میں جھونکنے سے کم کبھی کوئی سزا تجویز ہی نہیں کرتے۔

الغرض پہلے تو رفتہ رفتہ ان دونوں جماعتوں میں کینہ بغض، طعن اور تشنیع کی آگ مشتعل ہوتی اور بعد ازاں دل، زبان اور قلم سے گذر کر اٹھا پالی کی خون چکاں جنگ و جدل میں قطعات ارضی کو لالہ زار بنانے کے لئے عقل و نقل کے علم تمام اقطار عالم میں لہرانا شروع کر دیتے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ملکوں ملکوں ہر قوم کے تمام اعلیٰ اور ادنیٰ طبقوں میں اس عقل و نقل کی مہیب نزاع کے ہاتھوں نہ صرف سینکڑوں ہزاروں دانشمند بلکہ لا تعداد بے قصور انسانوں کی قربانیاں ان کے مذبحوں میں بے دریغ ذبح ہو جاتے ہیں۔

مسلمان بھی اس زد سے نہ بچے اور خیر قرون یعنی خلافت شیخین کے بعد سے کچھ اوپر چھ سو سال تک ان میں بھی اس عقل و نقل کی مہیب جنگ و جدل کے خونفشاں شرر انگیز شرارے مشتعل ہوتے رہے ایک طرف اصحاب نقل قرآن مجید اور تمام بے سروپا عامیانہ مطالب کے ساتھ مرصع ہو کر اور دوسری اصحاب عقل نے علوم عقلیہ کے ساتھ مرصع ہو کر اور دوسری طرف اصحاب عقل نے علوم عقلیہ اور خصوصاً یونانی ارسطو کا فلسفہ جو فلسفہ عرب کا بھی مخالف تھا اس سے اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہوئے دونوں جانب سے جنگل کا بگل بج گیا اب کیا تھا دونوں جماعتیں اپنے اپنے علم کے نیچے باضابطہ سر بکف و زبان عقل و نقل اسلامی سرزمین کو لہولہان کرنے کے لئے صف آرا ہو گئیں آہ یہ وہ وقت تھا کہ جب اسلامی بحر کی سیلانی نہریں تمام کرہ ارضی کو سیراب کرنے کے لئے بیتابانہ موجزن ہو رہی تھیں دیکھا یک بے وقت عقل و نقل کے مجادلہ اور مقاتلہ نے اس امنڈتے ہوئے سیلاب کو رجعت قہقری سے مبدل کر دیا

بے اعتدال جماعتوں پر ایک نظر

جب شومی قسمت مسلمانوں کی دل کھول کر دامنگیر ہوئی تو انہوں نے ایک تو ان تمام ناگہانی واقعات اور جانگداز حوادثات حاملہ کو آگے رکھ لیا جن کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں، دوم تمام مبالغہ آمیز رنگین وضع کردہ روایات اور ہر قسم کی مجروح اور اصول الروایت و اصول الدرایت سے گری ہوئی احادیث نیز آیات متشابہات سے استدلال کرنے میں سر مو کمی نہیں کی سوم علوم و فنون ہمادیات کے علماء، محدثین، مجتہدین، فقہا، متکلمین اور صوفیہ کرام کے ان تمام مختلفہ امدادات سے جن کا دائرہ محض تحقیقات علمیہ تک محدود اور اثر انکا مذہبی سے ان کو کسی طرح کوئی علاقہ اور سروکار نہ تھا ان حضرات نے ان سے بھی ناجائز فائدہ اٹھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ چہارم سب سے بڑھکر جو عوام میں اشتعال

انگریزی کا پہلو اختیار کیا نہ یہ تھا کہ جس عقیدہ کے وہ معتقد، جس خیال کے وہ حامی اور جن اعمال کے وہ عامل ہوئے ان کو ضروری، فرض، واجب اور انہی کو آئین ایمان اور شعائر اسلام قرار دیتے ہوئے انہی پر نجات جاودانی اور انہی کو خلد بریں کا موقوف علیہ قرار دیا۔

اور پھر یہ ستم ظریفی یہیں تک ختم نہیں ہوئی بلکہ اس پر شعلہ فشانی اور شرر باری یہ کی گئی کہ اپنے مخالفین کے عقائد، خیالات اور اعمال و اشغال کو فسق و فجور اور عین کفر و شرک اور شعائر ارتداد قرار دیتے ہوئے انہی کو خلدین فی النار کا مستحق قرار دیا۔

الغرض اس طرح سے ان طالبان تفوق نے پہلے تو عوام مسلمانوں پر اپنا اقتدار کا سکہ جماتے ہوئے اپنے موافقین کو ان شرر انگیز ناموں سے شیرازہ بندی کی اور بعد ازاں ان کے ذریعہ سے ان اہل علم زعماء اور اہل ثروت لیڈروں نے وحدت قومی اور اتحاد ملل کو پارہ پارہ کرتے ہوئے اس مقصد میں دست درازی کی جو ان کا مطلوب و مقصود یا بالفاظ دیگر حقیقی محبوب اور معبود تھا۔

یا صاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا انتم و آباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطان ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذالک دین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

بے اعتدالی کے نتائج

جب تک مسلمانوں پر توحید الٰہی، وحدت قومی، اتحاد ملل اور اخوت ایمانی کی سعادت سایہ ریز رہی اس وقت تک تمام حلقہ بگوش اسلام کا صرف ایک مذہب، اسلام رہا اور کسی شخص نے نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے بالمقابل مخالف کے لئے بھی کسی دوسرے نام کے ساتھ کوئی نسبت امتیازی قائم کرتے ہوئے خلیج افتراق نہیں پیدا کی تھی لیکن افسوس کچھ زمانہ بعد یہ توحید الٰہی، وحدت قومی، اتحاد ملل اور اخوت ایمانی بیسیوں اوراق میں منتشر اور پراگندہ ہو گئی جن کو ہم ذیل میں نمبروار بیان کرتے ہیں۔

(۱) پہلی جماعت کا سنگ بنیاد حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول کی اس بیعت کے وقت میں رکھا گیا کہ جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہونے کے باعث شریک نہ ہو سکے جونہی آپ کی اس عدم شرکت کی شہرت ہوئی تو ان لوگوں نے جو ایسے موقعوں کے تاک میں رہتے ہیں انہوں نے اپنی اپنی جگہ پر تفضیل، تحقیر اور وصی کی روایات وضع کرنی شروع کیں مگر خلافت ثلاثہ کے عہد میں جناب علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ اسلامی مہموں میں برابر تہ دل سے مصروف کار رہے اس لئے یہ آگ افترا ان لب نادانوں کے سینوں ہی میں محفوظ رہ گئی حضرت عثمان غنی کے عہد میں کچھ کچھ اس کا اظہار ہوتا رہا۔

اس معاملہ میں بھی کچھ لوگ اعتدال پسند اور کچھ استبداد پسند تھے موخر الذکر گروہ عموماً بغض شیخین اور خصوصاً حضرت عثمان غنی میں نہایت مبالغہ اور حب علی اور بعد ازاں آپ کے آل و اولاد میں نہایت غلو رکھتے تھے۔

آگے چل کر یہ جماعت خود متحد نہ رہی بلکہ واقعات مابعد اور بہت سے فروعی معاملات مثلاً اصولی اور اخباری بناپر بیس فرقوں میں متفرق ہوگئی۔

فرقہ باطنیہ، فرقہ اسماعیلیہ، فرقہ سبعیہ، فرقہ محمرہ، فرقہ قرامطہ، فرقہ خرمیہ اور فرقہ تعلیمیہ بھی اپنے آپ کو اسی جماعت سے وابستہ کرتا ہے۔

ان موخر الذکر گروہوں کے بعض متشددین میں سے کوئی حضرت علی کو نبی کوئی تمام انبیاء سے افضل ترین اور بعض تو ان کی الوہیت تک کے قائل تھے نیز بعض ان بزرگان دین کو جو ان کے عقیدے میں مفہوم امام کے مصداق تھے ان میں بعض مظہر نبوت اور بعض مظہر الوہیت کے قائل تھے۔

معہذا ان کے بعض فرقے احکام شرع کی تعمیل کو غیر ضروری اور اپنے پیر و مرشد کے اقوال اور اوراد کو نہایت ضروری مگر اپنے خیالات اور عقیدوں کا اخفا رکھنا فرض اور واجب سے بھی زیادہ ضروری جانتے تھے۔

یہ تمام مختلف فرقے اپنے آپ کو شیعان علی اور ان کے مخالف ان کو روافض کہنے لگے ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعاً کل حزب بما لدیہم فرحون۔

(۲) دوسری جماعت کا آغاز حضرت عثمان غنی کی عہد خلافت میں ہوا اگرچہ ظاہری طور پر آپ کی شہادت پر اس کا خروج ہوا یہ لوگ بغض شیخین بلکہ خلفائے ثلاثہ میں مبالغہ اور حضرت علی اور آپ کی اولاد کے بغض میں نہایت غلو کرتے مگر احکام شرع کی پابندی اور عبادات مثلاً نماز روزہ وغیرہ میں ان کا نہایت انہماک تھا باوجود اس پابندی شرع کے اپنے مقابلہ والے اور دیگر ناطرفداروں کے خون اطفال تک کو ناجائز اور حلال جانتے تھے یہ جماعت بھی آگے چل کر بھی متحد نہ رہی بلکہ اپنے اندرونی واقعات اور فروعی مسائل کی بنا پر رفتہ رفتہ بیس فرقوں میں متفرق ہو گئی اور ان جملہ فرقوں کو ان کے مخالفین خوارج اور نواصب کہتے ہیں۔

(۳) اس تیسری جماعت کا آغاز بھی آخیر زمانہ صحابہ میں ہوا ہے یہ لوگ خدا اور اس کے صفات، ملائکہ اور ان کی صفات، کتاب اللہ اور اس کی صفات، نبوت اور اس کی صفات، یوم الآخرت اور اس کے متعلق قبر، حشر، نشر، حساب و کتاب، میزان، صراط اور تمام جزا و سزا اور جنت و نار کے اعتقاد میں عموماً فلسفہ اور خصوصاً جبکہ یونانی فلسفہ عربی زبان میں منتقل ہوا تو اس کے اصولوں کے مطابق جو ہوتا اس کو تسلیم کرتے اور باقی میں یا تو انکار کرتے یا ایسی بعید از عقل و نقل رکیک تاویلیں کرتے کہ درحقیقت اکثر اوقات ان پر تاویل کا صحیح مفہوم بھی ان پر صادق نہیں آتا یہ اہل تاویل کی جماعت بھی آگے چل کر رفتہ رفتہ بیس فرقوں میں منفرق ہو گئی اور ان جملہ فرقوں کو ان کے مخالفین معتزلہ کہتے تھے۔

(۴) یہ چوتھی جماعت معتزلہ کی ضد میں تھی یہ لوگ قرآن مجید کے تمام الفاظ میں سوائے حقیقی معنی کے مجاز اور دیگر علم معانی کی رعایت کو ہرگز جائز قرار نہیں دیتے تھے روایات اور اخبارات کے بارے میں اس قدر اس جماعت کو غلو کہ اجتہاد صحیحہ اور علمی تحقیقات بدیہیہ کے بالمقابل روایات ضعیفہ بلکہ اخبارات موضوعہ کو بھی ترجیح دیتے تھے قرآن مجید کی آیات محکمات اور متشابہات کے تمام علمی مضامین کی ضعیف سے ضعیف روایات کی بنا پر بالکل عامیانہ تفسیر اور ایسی تفسیر کہ جس میں اسلامی خیالات تصور کرتی ہے اور خدا سے لیکر جنت اور نار تک بالکل عامیانہ خیالات کا اظہار کرتی ہے اس جماعت میں بھی اتحاد نہیں رہا بلکہ سات فرقوں میں یہ بھی منتفرق ہو گئے ان کے مقابلہ والے ان کو مشبہ، اور مجسمہ اور اہل ظواہر کہتے ہیں۔

(۵) اس پانچویں جماعت کی ابتدا بھی آخیر صحابہ کے عہد کے اندر عالم شہود میں ہوئی ہے اس جماعت کا عقیدہ زیادہ تر انسان کی اسباب قدرت پر تھا اس کا خیال تھا کہ جو کچھ انسان چاہتا ہے اپنے اختیار اور قدرت سے کر سکتا ہے کیونکہ اس کو ہر کام پر ہر طرح قدرت حاصل ہے۔ تقدیر اور مشیت وغیرہ کوئی شے اس کے کام

میں حائل نہیں ہوسکتی اس جماعت کے مقابلہ والے اس کو قدریہ کہتے ہیں۔

(۶) یہ چھٹی جماعت اس کے بالمقابل پیدا ہوگئی جو اس کے بالکل ضد تھی یعنی ان کو انسان کی نفی استطاعت میں غلو تھا یہ لوگ انسانی اختیارات اور اکتساب عمل جو انسان اپنے اختیار سے کرسکتا ہے اس کے بالکل منکر تھے آخرش یہ جماعت بھی متحد نہ رہی اور آگے چل کر تین فرقوں میں متفرق ہوگئی ان کے مخالف ان کو مجبرہ اور جبریہ کہتے ہیں۔

(۷) یہ ساتویں جماعت وہ ہے کہ جن کا یہ عقیدہ تھا کہ ایمان صرف تصدیق قلب کا نام ہے اور ایمان کے ہمراہ کوئی معصیت اسی طرح ضرر نہیں کرتی ہے جس طرح کفر کے ساتھ اطاعت بکار آمد نہیں ہوتی اس جماعت کی اصلیت یہ ہے کہ ان کو اثبات وعدے میں نہایت غلو ہے اور وعید کو محض انتباہاً وہ خبریں تصور کرتے ہیں۔ آخرش یہ جماعت بھی متحد نہ رہی اور تین فرقوں میں متفرق ہوگی ان کے مخالفین ان کو مرجیہ کہتے ہیں۔

(۸) یہ آٹھویں جماعت ان کے مقابلہ والی ہے جو بالکل ان کی ضد ہے یعنی ان کو وعید وعوق میں نہایت غلو ہے چنانچہ اس جماعت کا خیال ہے کہ باوجود ایمان اور ادائے فرائض کے بھی اور گناہوں کے سبب انسان ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ان کے مخالف ان کو حروریہ کہتے ہیں۔

(۹) اس نویں جماعت کو عدم رویت خدا، نفی صفات اور قرآن مجید کے مخلوق ہونے میں نہایت غلو تھا ان کے مخالفین ان کو جہمیہ کہتے ہیں۔

(۱۰) ان کے بالمقابل حسین نجار کے پیرو تھے ان میں بھی آگے چل کر اتحاد نہ رہا اور یہ تین فرقوں میں متفرق ہوگئے ان کو ان کے مقابل والے نجاریہ کہتے ہیں۔ الغرض تمام ممالک اسلامیہ کیا بلاد مغربیہ یعنی اندلس اور کیا افریقہ و مصر بلکہ بلاد مشرقیہ عراق، حجاز، شام، خراسان ماوراء النہر، بحرین، یمن، کوفہ اور بصرہ وغیرہا ہر ایک ملک میں ان مذکورہ بالا فرقوں نے افتراق اختلاف اور انتشار کی اشتعال انگیز شعلہ باری اور خاصکر ۲۹۰ھ میں تو فرقہ باطنیہ اور ان کے رفقار کار نے تمام اسلامی ممالک کو نہایت شعلہ زن آتش سے تشتت کا کرہ نار بنا دیا تھا۔

ان فرقوں میں سے بعض فرقہائے متشد دین کے زعما بلا شبہ گویا تھیائے حربیہ کے ایجنٹ بھی تھے جو عین جنگ کے موقعوں پر اندرون اسلامی مملکت میں نہایت خلفشار پیدا کرتے رہتے تھے اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ وہ توحید الٰہی وحدت قومی اور اتحاد ملی کو ایک آنکھ دیکھنا گوارا نہیں رکھتے تھے ان کو خود سالک وحدت میں منسلک رہنا ایسا ناگوار معلوم ہوتا تھا کہ اس سے زیادہ کسی شئے کو اپنے اوپر گراں نہیں تصور کرتے تھے۔ شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی اوحینا الیك وما وصینا به ابراهیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا کبر علی المشرکین ما تدعوهم الیه الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب۔

عقائد الاسلام اُردو

(مصنفہ علامہ مولینا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب مفسر و محدث تفسیر حقانی اردو دہلوی)

اس کتاب میں عقائد اہل سنت والجماعت صاف اور سلیس اُردو میں بیان کئے گئے ہیں ظاہر ہے کہ انسان کی نجات کا دارومدار اور سعادت اُخروی محض عقائد کی پختگی پر موقوف ہے اگر عقائد درست نہ ہوں گے تو پھر کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے عقائد کو سنت نبوی کے موافق بنا کر اعمال صالحہ کی کوشش کرے اور صحیح معنی میں اس کا اجر و ثواب حاصل کرے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کتاب

عقائد الاسلام اُردو

جس کے مطالعہ سے جملہ اسلامی عقاید و معتقدات کی بابت صحیح علم حاصل ہو سکتا ہے یہ کتاب ہر ایک کے گھر میں رہنی ضروری ہے اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمانوں کا ہر طبقہ علما اور غیر علما اردو داں استفادہ حاصل کرسکتے ہیں یہ کتاب نہایت مقبول و مشہور ہے بارہا چھپ چکی ہے اس میں ہر قسم کے مسائل کے متعلق دلائل عقلیہ و نقلیہ سلیس اردو میں درج ہیں آجکل مذاہب باطلہ کے اثرات سے بچانے کے لئے بچوں اور انگریزی مدارس کے طلباء کو یہ کتاب ضرور پڑھانی چاہیئے اس کے مطالعہ سے ان کے عقائد پختہ ہو جائینگے تو پھر کبھی متزلزل نہ ہوں گے اس کتاب کی تعریف حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمۃ نے فرمائی ہے جو بطور تقریظ سرورق صفحہ (ب) پر درج ہے اسی طرح صدارۃ العالیہ ملک سرکار عالی حیدر آباد دکن کے دار الافتا کے نائب مفتی مولوی محمد رحیم الدین صاحب کی تقریظ سرورق (د) پر درج ہے اس کتاب کی ضخامت علاوہ ٹائیٹل خوشنما اور تقاریظ کے ۲۵۶ صفحات تقطیع ۲۰×۲۶ ہے قیمت علاوہ محصولڈاک عـہ رعایتی خاص عـہ پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے۔

ترکوں کی عظیم الشان سلطنت کی تاریخ

کا مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح سلطان عثمان خاں اول نے اپنی بیکسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ بہادری سے جھلی پھولی عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کی مقابلہ کیا عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیامیٹ کردینے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری اور استقلال سے ان دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا وہ ان کا حیرت انگیز کارنامہ تھا ایک طرف تمام دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین اسلام آخرش حق کو فتح ہوئی اور باطل مغلوب ہوا۔ ترکوں کا وہ عروج ہوا کہ بڑی بڑی سلطنت کے تاجداروں نے ترکوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرکے اپنے آپ کو محفوظ کیا غرضکہ اس کتاب میں ترکوں کے ۲۷ بادشاہوں کے حالات نہایت تفصیل سے بیان کرکے آخر میں ترکان احرار غازی انور پاشا مصطفےٰ کمال پاشا کے حالات اور خلافت کی منسوخی اور خلیفہ کے حالات بھی درج ہیں کتاب میں چالیس کے قریب تصاویر ہیں کتاب کا نام "تاریخ سلاطین آل عثمان" ہے جس کی قیمت عـہ ہے محصول ڈاک ۷ر کل ۱۲ر

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے)

بیت اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم - مکہ کو اولیت و افضلیت اس لئے حاصل ہے کہ یہاں حضرت آدم علیہ السلام نے ایک عمارت بیت المعمور نامی تعمیر کی تھی اور بعض کا قول ہے کہ بیت المعمور ملائکہ کی مسجد ہے جو ساتویں آسمان پر واقع ہے آدم نے جو عمارت زمین پر بنائی تھی وہ بیت المعمور کے بالمقابل تھی مفسرین نے محل آیہ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل سے استنباط کیا ہے طوفان نوح نے اس عمارت کو منہدم کر دیا اور حجر اسود بہ کر جبل ابو قبیس پر جا پڑا بیان کیا جاتا ہے کہ حجر اسود بہ کر جبل ابو قبیس پر جا پڑا بیان کیا جاتا ہے کہ حجر اسود حضرت آدم جنت سے اپنے ساتھ لائے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جبرئیل نے پہنچایا۔

ہم یعنی مسلمان بیت اللہ کو حضرت خلیل اللہ کے زمانہ سے جانتے ہیں جو سرزمین مکہ پر آئے اور یہاں ان کے اور ان کی بیوی سارا کے درمیان چند مشہور واقعات ہاجرہ کو جدا کرنے کی نسبت پیش آئے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ابراہیم کو حکم دیا کہ اسمٰعیل اور اس کی ماں ہاجرہ کو اس بیابان میں چھوڑ دیں۔ پس حضرت نے ان دونوں کو اسی مقام پر چھوڑا جہاں اب بیت الحرام تعمیر ہے۔

حضرت اسمٰعیل شیر خوار تھے - حرارت اور تابش آفتاب کی شدت سے بی بی ہاجرہ کا دودھ خشک ہو گیا حضرت اسمٰعیل مارے گرمی کے اور بقول بعض پیاس کی شدت سے فرش ریگ پر تڑپنے لگے ماں بیچاری مامتا کی ماری فرزند کی بیقراری کو دیکھکر بے صبر ہو گئیں محبت کے جوش میں پانی کی تلاش کے لئے ادھر ادھر دوڑنے لگیں کہ کہیں سے پانی مل جائے تو چند قطرے اس جاں بلب معصوم کے حلق میں ٹپکا دوں مکہ میں صفا اور مروہ دو پہاڑ قریب قریب واقع ہیں ہاجرہ نے انہی دونوں پہاڑوں پر پانی کی تلاش میں سات چکر اس طرح لگائے تھے کہ ہر چکر پر اپنے بچے کے اکیلے ہونے کی وجہ سے واپس آجاتی تھیں اور معصوم کے اضطراب کا معائنہ کر کے پھر چل کھڑی ہوتی تھیں اس کے بعد وہیں کی ہموار زمین میں اللہ نے ان کو پانی جوش کرتا ہوا دکھائی دیا اور بعض مورخین کا قول ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شدت تشنگی میں زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے وہاں ایک چشمہ جوشاں ابلوا دیا بہر صورت سات چکر کے بعد جو حضرت بی بی ہاجرہ مایوس پلٹ کر اپنے فرزند کو دیکھنے آئیں تو فرزند کے قریب ایک چشمہ ابلتا پایا اس وقت تک پانی بہ نکلا تھا آپ نے ریت کا ایک آڑا کٹھ بنا کر اس پانی کو روکا اور عین گھبراہٹ کے عالم میں آپ کے منھ سے نکلا "زم زم" سریانی زبان میں زم صیغہ امر ہے اس کے معنی ٹھیر اور زم زم کے معنی ٹھیر ٹھیر کے ہیں بی بی ہاجرہ نے وہ پانی حضرت اسمٰعیل کو پلایا اور خود بھی تسکین حاصل کی

جب ہاجرہ پانی سے آسودہ ہوئیں تو اتفاقاً وہاں ایک قافلہ بنی جرہم کا نکلا چشمۂ زمزم کو ایسے خشک بیابان میں دیکھکر اتر پڑا اور ہاجرہ سے اجازت لیکر اسی چشمہ کے نواحی میں آباد ہو گیا اس کے بعد ہی ایک دوسرا قبیلہ قطورا بھی آکر آباد ہوا یہ دونوں قبیلے یمن کے رہنے والے اور آپس میں بنی عم تھے قوم بنی جرہم نے کنواں بنایا اور اس چشمے کے پانی کو محفوظ کیا جس کو زمزم کہتے ہیں

پس مکہ کی آبادی کا اصلی سبب چشمۂ زمزم ہے۔

چشمۂ زمزم پر تا زیست حضرت بی بی ہاجرہ کا قبضہ رہا ان کے بعد اسمٰعیل علیہ السلام قابض ہوئے ان کی شادی قبیلۂ بنی جرہم کی لڑکی سے ہوئی اور اس سے اولاد ہوئی چنانچہ ثابت بن اسمٰعیل نے خانہ کعبہ کی تولیت لی اور اس کے بعد جرہمی قوم کی حکومت شروع ہوئی۔

تیرہ یا چودہ برس کے بعد حضرت بی بی سارا کے پاس اسحٰق پیدا ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام سارا سے اجازت لیکر اپنے فرزند اول اسمٰعیل کو دیکھنے کے لئے ملک شام سے مکہ میں آئے مگر اسمٰعیل مکان میں نہ ملے اور ابراہیم واپس ہو گئے دوسری بار پھر آئے اس دفعہ بھی اسمٰعیل نہ ملے اور ابراہیم واپس ہوئے تیسری بار ابراہیم اپنی بی بی سارا سے چند روز رہنے کی اجازت لیکر آئے اس مرتبہ اسمٰعیل ملے اور حسب الارشاد خداوندی اسی مقام پر کعبہ تعمیر کیا جہاں ابتک موجود ہے تعمیر اس صورت سے ہوئی کہ اسمٰعیل پتھر لاتے تھے اور ابراہیم چنائی کرتے تھے حضرت اسمٰعیل کو جبل ابو قبیس پر حجر اسود ملا حضرت ابراہیم نے پہچان کر اس کو ایک طاق میں نصب کیا اور لوگوں کو خانہ کعبہ کا حج کرنے کی ترغیب دی اسی زمانہ میں چند واقعات حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرنے کی نسبت پیش آئے مگر جب ابراہیم بالکل آمادہ ہو گئے تو بحکم خدا اسمٰعیل کے معاوضہ میں ایک بکرا قربانی کر دیا گیا۔ واقعہ بہت مشہور ہے اس لئے قلم انداز کیا جاتا ہے۔ الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر خانہ کعبہ کے بعد اپنے وطن ملک شام کو چلے گئے اور تاریخ سے پھر واپس آنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ یہ ثابت ہے کہ بعد تعمیر حضرت ابراہیم نے حج کیا تھا۔

تعمیر خانہ کعبہ کے وقت ابراہیم ایک پتھر پر کھڑے ہو گئے تھے جیسے جیسے دیوار اونچی ہوتی جاتی تھی وہ پتھر بھی ہوا میں معلق ہوتا جاتا تھا اسی پتھر کو اب مقام ابراہیم کہتے ہیں جو اب تک مسجد حرم میں موجود ہے لیکن بیہقی نے روایت کی ہے کہ مقام ابراہیم پہلے خانہ کعبہ کے متصل تھا حضرت فاروق اعظم نے بوجہ تنگی مقام اصلی جگہ سے اٹھوا کر دور رکھوا دیا جہاں ابتک موجود ہے مصنف تاریخ عرب نے بنائے ابراہیمی کی یہ شکل بتائی ہے۔

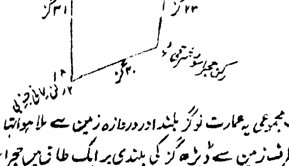

بہ ہیئت مجموعی یہ عمارت نو گز بلند اور دروازہ زمین سے ملا ہوا تھا اور شرقی گوشہ میں باہر کی طرف زمین سے ڈیڑھ گز کی بلندی پر ایک طاق میں حجر اسود لگایا گیا تھا یہ عمارت عرصہ دراز تک قائم رہی لیکن برسات کے زمانہ میں ایک پہاڑی نالہ اس زور سے آیا کہ ساری عمارت کو بہا لے گیا۔

ثابت بن اسمٰعیل کے بعد معلوم نہیں کہ کس وجہ سے تولیت خانہ کعبہ ان کے

نامور مضاض بن عمرو الجرہمی کو ملی اور قوم بنی جرہم کس طرح متولی بیت اللہ قرار پائی پس تیسری بار ایک جرہمی امیر نے انھیں قدیم بنیادوں پر کعبہ کی عمارت تیار کی۔

چوتھے بار قوم عمالیق کہ ایک قبیلہ بنی حمیر کا تھا کہ پر غالب آیا اس زمانہ بھی عمارت گر پڑی اور از سر نو ابراہیمی بنیادوں پر تعمیر ہوئی۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سرزمین حجاز کی حکومت و بادشاہت کے لیے خانہ کعبہ کی تولیت بھی لازمی تھی کیونکہ ایسے خشک اور بے آب و گیاہ ملک میں بہت بڑا ذریعہ آمدنی زائرین بیت اللہ کا نذرانہ قربانی اور ایام حج کا تجارتی فروغ تھا اس لیے جو قوم حجاز پر قابض و متصرف ہوتی تھی خانہ کعبہ کی تولیت بھی اسی کے حصہ میں آتی تھی چنانچہ خانہ کعبہ کے متولی عمالقہ کے بعد تبابعہ یعنی شاہان یمن اور اہل فارس بھی رہے ہیں آخر میں دوبارہ بنو جرہم نے قوت پکڑلی اور متولی بیت اللہ ہوئے مگر اس زمانہ میں قوم جرہم نے ظلم و جور شروع کر دیا محرمات کو حلال اور منکرات کو مباح کر دیا آیندہ روندے سے بدسلوکی اور کعبے کا مال خود ہضم کرنے لگے آخر کار قبائل کنانہ و غبشان و خزاعہ اٹھ کھڑے ہوئے بنو جرہم مقہور و مغلوب ہوئے اور بنو خزاعہ بیت الحرام کے متولی ہوئے۔

اس وقت حجاز میں بت پرستی عام ہو چکی تھی اس کی ابتدائی صورت یوں واقع ہوئی کہ جب مکہ میں اولاد اسمٰعیل کی کثرت ہوگئی اور غیر قوموں کی حکومت کے دباؤ سے انھیں اپنے شہر کو خیرباد کہکر باہر نکلنا پڑا تو انہوں نے ایک ایک پتھر حرم کا اٹھا لیا اور جہاں کسی جگہ کو چلدیے ان لوگوں نے کعبہ کے بجائے اس پتھر کا طواف و حج ادا کرنا اور اس کو اپنا قبلہ بنا کر نماز ادا کرنا شروع کر دی اس کے بعد جو قوم جدید جنگ آزما قوم سے مغلوب ہو کر مکے سے نکلتی تھی وہ حرم کے پتھر اپنے ساتھ لے لیتی تھی اور جہاں جا کر ٹھیرتی ان پتھروں کا طواف حج اور عمرہ کرتی تھی چند صدیوں میں یہ رسم بہت عام ہوگئی اور اس درجہ پر حالت پہنچ گئی کہ زمانہ اس اور عملی میں وہی جو حاجی حج کعبہ کے لیے آتا وہ یہاں کی حرم سے پتھر ساتھ لیکر جاتا اور اپنے گھر میں ان کا حج و طواف کرتا تھا رفتہ رفتہ پتھروں کے بت بن گئے سائبہ وصیلہ بحیرہ اور حامی کے مذہبی طریقے رائج ہوگئے جس کی قرآن کریم میں سخت مذمت اور ممانعت فرمائی گئی ہے کہتے ہیں کہ ان طریقوں کا موجد عمرو بن ربیعہ جرہمی تھا اس سے ثابت ہے کہ ایک طرف مذہب ابراہیمی پھیل رہا تھا تو اسی کے دوش بدوش دوسری طرف بت پرستی بھی پھیلتی جاری تھی جب بنو خزاعہ کا دور دورہ ہوا تو اس قوم کے مشہور و معروف سردار عمرو بن اللحی خزاعی نے خانہ کعبہ کو صنم خانہ بنا دیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک بار سردار مذکور سخت بیمار ہوا اور کسی طرح شفا نہ ہوتی لوگوں نے اس سے کہا کہ شام میں ایک چھوٹا ہوا اونٹ ہے اگر تو اس کو یہاں لائے گا تو مرض سے نجات پائے گا اس نے ایسا ہی کیا اور صحت پائی عمرو بن اللحی اور اس کی قوم نے یہ حال دیکھکر شام کے رائج مذہب کی طرف میل کیا جب اس نے وہاں کے لوگوں کو بت پرستی کرتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم ان سے بارش اور دشمنوں پر غلبہ پانے کی دعا کرتے ہیں اور ان سے امداد لیتے ہیں عمرو بن اللحی نے چند بت ان سے مانگے اور کعبہ کے قریب و جوار میں لاکر نصب کئے نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمرو بن اللحی کاہن تھا اور جن اس کا تابع تھا اس نے کہا کہ جدے میں چند بت تجھے ملیں گے انھیں لا اور اہل عرب کو ان کی عبادت کی دعوت کر چنانچہ عمرو بن اللحی نے ایسا ہی کیا اور ایام حج میں تمام عربوں کو ان بتوں کی عبادت پر مدعو کیا رفتہ رفتہ عبادت عام ہوگئی اور شاخ در شاخ مذاہب پیدا ہوگئے۔

عمرو بن اللحی خزاعی کے چند مشہور بتوں کے نام جو اندرون و بیرون کعبہ اور اطراف مکہ میں نصب تھے۔ اساف۔ نائلہ۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر۔ ود۔ مناۃ۔ لات۔ اور عزیٰ تھے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے بت تھے اور ان بتوں کے متعلق نہایت دلچسپ تاریخیں اور قدیم عقائد کے قصے ہیں جو لبخوف طوالت نظر انداز کیے گئے بت پرستوں کے علاوہ عرب میں ستارہ پرستی آفتاب و قمر پرستی درخت و جبل پرستی اور انسان و حیوان پرستی بھی عام تھی۔

اس وسیع مدت میں اولاد اسمٰعیل کثیر ہوگئی اور اس کی نسل کنانہ و قریش کی دو شاخیں ہوئیں قریش نے خزاعیوں کو مار کر نکال دیا اور خود بیت الحرام کے مالک ہوئے اب جا کر عمارت کعبہ پھر گر پڑی پانچویں دفعہ قصی بن کلاب قریشی نے تعمیر کی گو تنگی کی لکڑی کی چھت بنا کر اطراف درختوں کی باڑ لگا دی اور اس پر سیاہ غلاف ڈالا یہ عمارت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ طفولیت تک ملاحظہ فرمائی سن شریف کوئی دس بارہ سال کا ہوگا کہ ایک عورت پردہ کے پاس بیٹھی ہوئی بخور روشن کر رہی تھی شعلے نے لپک کر پردہ کو جلا لیا اور تمام عمارت جلکر خاکستر ہوگئی بعض کہتے ہیں کہ دیواریں بہت بلند تھیں اس لیے گر پڑیں۔

چھٹی دفعہ قبیلہ قریش نے چندہ کرکے تعمیر کیا مگر قدیم عمارت کے مقابلہ میں کئی تصرفات کر دیئے۔

اول یہ کہ عمارت خانہ کعبہ سے چھ گز زمین چھوڑ کر دیوار غربی درمیان رکن عراقی و شامی اٹھائی وہ بد بے شدہ زمین اب حطیم کے نام سے مشہور ہے اور اس میں سے اسی قدر زمین بطور نصف دائرے کے طواف میں سے لیکر شامل کر دی اس وجہ سے وہ کل زمین بشکل قوس ہوگئی۔ اس کی ضرورت یہ بتائی جاتی ہے کہ بیت المال کے رکھنے کے لیے کوئی پاکیزہ جگہ نہ تھی قریش نے اس زمین کے گرد ایک چھوٹی سی دیوار کھینچ دی اور دو دروازے آمنے سامنے آمد و رفت کے لیے بنا دیے مگر احادیث سے ثابت ہے کہ جب مال حلال پوری تعمیر کے لیے کافی نہیں ہوا تو کچھ زمین باہر کر دی وہ بد بے شدہ زمین ابتدا سے حطیم کہلاتی ہے اور وہ چھوٹی سی دیوار جو اس کے اطراف ہے حجر کہلاتی ہے۔

دوم یہ کہ پہلے دروازہ خانہ کعبہ کا زمین سے ملا ہوا تھا قریش نے دو ڈھائی گز اونچا کرکے نیچے بھرت کر دی یہ دروازہ اس لیے اونچا کیا کہ بارش کا پانی اندر نہ آئے

سوم خانہ کعبہ کے اندر لکڑی کے ستون قائم کر دیئے یعنی وہ پہلے بطور ایک وسیع کمرے کے تھا اور اب دالان در دالان ہوگیا۔

چہارم دیواروں کو دو چند بلند کر دیا گیا مگر صاحب ضبیۃ الاکوان کا بیان ہے کہ پہلے دیوار خانہ کعبہ کی بلندی اٹھارہ گز تھی قریش نے اس میں سات گز ایک بالشت کی کمی کر دی اور یہی قرین قیاس ہے۔

پنجم خانہ کعبہ کے اندر رکن شامی کے قریب چھت پر چڑھنے کے لیے زینہ بنایا

تعمیر قریش کی شکل دوسرے صفحہ پر دیکھیے

ترغیب الحج تاریخ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں حج کی پوری تاریخ اور سلف قدیم کے حجاج کے طریق بیان ہوئے ساتھ موجودہ اسلامی حج کے ارکان ادعیات اور تمام باتیں درج ہیں، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ قیمت ۸ر محصول ۴ر کل ۱۲ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تعمیر قریش کی شکل۔

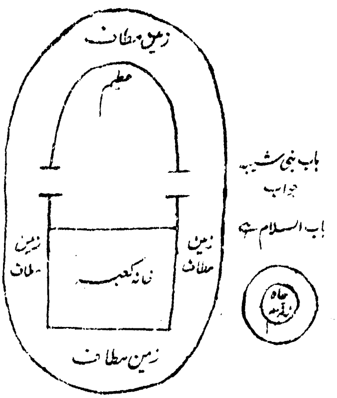

سنہ ہجری میں فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر اور باہر کے تمام بتوں کو نکلوا کر جلوا دیا اور جو بت وہ تھے وہاں مختلف صحابیوں کو روانہ کر کے ان کا قلع قمع کرایا مگر عمارت بدستور قائم رہی اور حضرت صدیق اکبر کے بعد وقتاً فوقتاً اس میں اضافہ ہوتا رہا چنانچہ حضرت عمر کے زمانہ میں سنہ ہجری میں اطراف کے مکانات کو خرید کر مسجد الحرام کے صحن میں اضافہ کیا گیا مگر عمارت خانہ کعبہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

سنہ ہجری میں حضرت عثمان بن عفان نے اطراف کے مکانات کو خرید کر مسمار کیا اور مسجد الحرام کو وسیع کیا صاحب تاریخ عرب نے ۲۶ ہجری لکھا ہے لیکن غلط ہے۔

ساتویں مرتبہ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے اپنے زمانہ خلافت میں کعبہ کو تعمیر کیا اس کی صورت یہ واقع ہوئی کہ جب حضرت ابن زبیر نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کیا تو مدینہ سے شبا شب نکل کر بیت اللہ میں جا بیٹھے اور اس سے غرض یہ تھی کہ بوجہ عظمت کعبہ کوئی شخص حملہ نہ کرے۔ لیکن جب یزید خلیفہ ہوا تو اس نے سنہ ۶۴ میں ایک فوج عظیم مکہ پر بھیجی چونکہ ابن زبیر حرم میں محصور تھے اس لئے فوج مخالف نے ابن زبیر پر منجنیق اور بروایت خبیئۃ الاکوان روغن نفط پھینکنا شروع کیا اتفاق آگ کے شراروں نے استار کعبہ مع سقف و در سب جل اٹھے اور اس حجرے کے وہ سینگ مقفف کعبہ میں لٹکے ہوئے تھے جو حضرت اسماعیل کے معاوضہ میں فدیہ دیا گیا تھا وہ بھی جل گئے لیکن ابھی ابن زبیر عاجز نہیں آئے تھے کہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۶۴ کو یزید بن معاویہ کے مرنے کی خبر آئی۔ ابن زبیر نے اس خبر سے فائدہ اٹھا کر فوراً ہی اپنی خلافت کا اعلان کر دیا فوجیں واپس ہوگئیں اور ابن زبیر نے جنگ سے فرصت پا کر خانہ کعبہ کی تجدید شروع کی۔ اس مرتبہ عمارت پہلے سے زیادہ خوشنما بنائی گئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بہت اختلاف کیا مگر بعضوں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو حجت گردانا جو حضرت بی بی عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ جب تمہاری قوم کے لوگ کفر میں اضافہ کرینگے تو بیت الحرام پھر از سر نو ابراہیمی دیواروں کے آثار پر تعمیر ہوگا اور اس کے دو دروازے شرقی و غربی بنائے جائینگے۔

اس حدیث کی توثیق پر بیت اللہ کی عمارت کو قریش نے منہدم کر ڈالا پہلے پہل بنیاد لکڑیوں پر کھڑی کی گئی اور حجر اسود کو ایک حریر کے تابوت میں رکھا اس کے اوپر قبلہ کی حفاظت کے لئے پردے لگا دیئے گئے کلس کے لئے صنعا یمن سے چاندی منگائی گئی ایک مقام سے پتھر توڑ کر ابراہیمی شکل کی عمارت تیار کی گئی اور دروازے زمین سے متصل تعمیر کر کے دیواروں کو ستائیس گز بلند کیا گیا فرش خانہ اور فرش صحن حرم میں سنگ رخام بچھایا گیا اور دروازوں کی قفل اور کنجیاں سونے کی تیار کرائیں۔ زمین حطیم کو خانہ کعبہ کی عمارت کے اندر لیا اور کعبہ پر دیباج کا غلاف ڈالا۔

آٹھویں مرتبہ حجاج ابن یوسف نائب عبد الملک بن مروان نے بیت اللہ کو تعمیر کیا اس کی صورت یوں واقع ہوئی کہ جب عبد الملک بن مروان خلیفہ ہوا تو اس نے سنہ ۷۲ھ میں ایک لشکر کوہ پیکر چالیس ہزار سپاہیوں کا حضرت ابن زبیر کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا حضرت ابن زبیرؓ نے خانہ کعبہ میں محصور ہو کر کامل ایک ماہ تک فوج مخالف کا مقابلہ کیا لیکن منجنیقوں کی شررانشانی سے شہر مکہ کو اور خانہ کعبہ کو بھی صدمہ پہنچا حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھی ترک رفاقت کر کے حجاج کے ساتھ ہوگئے اور حضرت ابن زبیر گرفتار ہو کر شہید ہوئے عبد الملک نے خانہ کعبہ کے متعلق مشورت کی آخرکار اس کو گرا کر پھر قریش کی بنیادوں پر تیار کیا صرف ایک دروازہ شرقی جانب رکھا اندر سے قد آدم بھرت کر کے اونچی چوکھٹ لگائی چھت چوب ساج کی بنائی اور کواڑ بھی اسی لکڑی کے تختوں کے بنے اور زمین کا وہ طولانی ٹکڑا جو حطیم کے نام سے مشہور ہے اسی طرح عمارت کعبہ سے باہر کر دیا بعض مورخین کہتے ہیں کہ حجاج نے کل تعمیر کو نہیں گرایا بلکہ صرف عبد اللہ بن زبیر کی تعمیر کی اصلاح کی کہتے ہیں کہ عبد الملک نے خانہ کعبہ کو صدمہ پہنچنے کا عمر بھر صدمہ کیا اور کہتا تھا کاش میں بیت الحرام کی خاطر حضرت ابن زبیر کا متحمل رہتا تاریخ الخلفا سیوطی میں درج ہے کہ حجاج کی بنائی ہوئی عمارت آجتک موجود ہے اور اسی کی اتباع خبیئۃ الاکوان کے مصنف نے کی ہے لیکن دراصل اب وہ عمارت باقی نہ رہی بلکہ سنہ ۱۰۳۹ ہجری میں پھر خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر ہوئی جس کا ذکر آگے آئیگا۔

ہارون الرشید نے قصد کیا تھا کہ عمارت کعبہ کو توڑ کر از سر نو حضرت عبد اللہ بن زبیر کی بنیاد پر تعمیر کرے مگر علما نے منع کیا کہ بار بار گرانا اور بنانا بادشاہوں کا کھیل ہو جائے گا۔

خلفائے عباسیہ میں سے ابو جعفر منصور نے دوبارہ صحن حرم کو بڑھایا ایک مرتبہ سنہ ۱۶۰ میں اور دوسری دفعہ سنہ ۱۶۷ میں شروع کر کے سنہ ۱۶۹ میں کام ختم ہوا اس کے بعد معتضد نے صحن حرم کو بڑھایا اور اس نے محلہ دار الندوہ کو مسمار کر کے داخل حدود حرم کیا اور جدا ایزادی پر ایک دروازہ تعمیر کر کے اس کا نام باب الزیادہ رکھا بعد ازاں خلیفہ متوکل عباسی نے خانہ کعبہ میں سنگ رخام کا فرش بچھا کر اس کے درمیان چاندی کی چیک، وغیرہ اور دیواروں اور چھت میں سونے کا کام کرایا اور پھر خلیفہ مقتدر باللہ عباسی کے عہد خلافت میں حدود حرم کی توسیع ہوئی اور باب ابراہیم تعمیر ہوا سنہ ہجری میں فرج ابن برقوق چرکسی نے خانہ کعبہ کے اطراف چار مصلے حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی کے بنائے اور غرض یہ تھی کہ یہ چاروں ہو

کے فقہا، اماموں اور مصلیوں میں جھگڑا نہ ہوا کرے۔
اس کے زمانہ میں بیت الحرام کی یہ شکل ہوئی

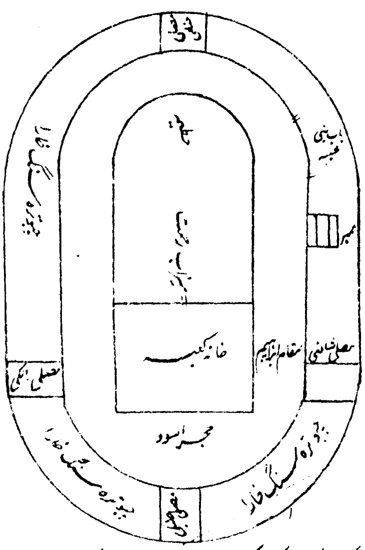

غرضکہ خاصکر خانہ کعبہ کی تعمیر میں حجاج بن یوسف کے زمانہ سے سلطان مراد خاں بن احمد خاں سلطان روم کے عہد تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی صحن حرم کو وسعت ہوتی رہی اور دیوار احاطہ صحن پر مکانات (جن کو رباطات کہتے ہیں، ستون اور سقف ہائے چوبی کے حاشئے بنتے رہے۔

مرتبہ نہم سلطان مراد خاں اول کے زمانہ میں ۱۰۳۹ہجری کے قریب ایک مکان رباط میں آگ لگ گئی اور اتنی بڑھی کہ سارا حرم مع خانہ کعبہ نذر شعلہ ہو گیا سلطان نے از سر نو تعمیر حرم شریف اور خانہ کعبہ کی شروع کی جو ۱۰۴۰ھ میں بعہد سلطان سلیم ختم ہوئی یہ آخری تعمیر ہے جو اس وقت تک ہمارے دیدۂ دل کو روشن کر رہی ہے نقشہ اس لئے نہیں دیا گیا کہ اس چھاپ شدہ تصویریں عام طور پر بک رہی ہیں۔

سلطان نے سوائے اس گوشہ کے جس میں حجر اسود لگا ہوا ہے باقی سب کو گرا کر از سر نو موافق بنیاد حجاج بن یوسف کے خانہ کعبہ کو بنایا اندر فرش سنگ مرمر کا بچھایا اور اندر کی دیواروں پر سنگ مرمر کا استر دیا۔

عظمت بیت اللہ

اللہ تعالیٰ نے جو شرف خانہ کعبہ کو بمقابلہ تمام دنیا کی عبادت گاہوں کے بخشا ہے اس کی تفصیل زیادہ مشہور و معروف ہونیکی وجہ سے قلم انداز کی جاتی ہے صرف اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے اللہ جل شانہ نے خانہ کعبہ کو بوسیلہ وحی مورد ملائکہ اور اپنی عبادت کا خاص مقام قرار دیا ہے وہاں شعائر حج اور مناسک فرض کئے اور مسجد حرام کے ہر گوشے کی تعظیم واجب کی اور جو خصوصیت حرم خانہ کعبہ کو حق سبحانہ نے بخشی وہ دنیا کے کسی مقام کو نصیب نہیں اللہ تعالیٰ نے

مخالفین دین اسلام اور ان مسلمانوں کو جو ننگے ہوں مسجد الحرام میں داخل ہونے سے منع فرمایا اور واجب گردانا کہ بغیر ازار کے جو ستر ڈھانکے کوئی مسلمان داخل بیت نہ ہو وہاں پناہ لینے والے انسانوں اور چرنے والے جانوروں کی جو کسی آفت گاہ سے بھاگ کر پناہ گزیں ہوئے ہوں حمایت کرنے کا حکم ہوا پس کوئی مصیبت زدہ حدود حرم سے نکالا جاتا ہے نہ کوئی جانور وحشی شکار کیا جاتا ہے نہ کوئی درخت کاٹا جاتا ہے اسی طرح ایام حج کو مبارک اور شعائر حج کو عبادت گردانا۔

عرب کی تاریخیں شہادت دیتی ہیں کہ بیت اللہ ہر زمانہ میں بنگاہ عظمت دیکھا جاتا رہا اسمٰعیلؑ کے بعد بنو جرہم بیت اللہ کی حج اور عمرہ ادا کرتے اور بیت اللہ ان کا قبلہ تھا۔ شاہان عمالقہ بھی کعبہ کا حج کرتے تھے اور تبابعہ کا بھی یہی حال تھا چنانچہ ایک بادشاہ تبع نے بیت الحرام پر جامہ ہائے مخطط یمانی کی چادریں اڑھائی تھیں اور عمارت کی درستی کر کے دروازے کو مقفل کیا تھا۔

اہل فارس بھی کعبے کا حج کرتے اور قربت چاہتے تھے ان لوگوں نے کعبے کو مالا مال کر دیا تھا اور سونے کے زیورات جو حضرت عبد المطلب کو چاہ زمزم کی گل براری کے وقت ملے تھے ان کو عامر بن حارث الجرہمی نے دلوایا تھا انہوں نے ان سب کو بیت المال میں جمع کر دیا تھا بیت المال زمین حطیم میں رکھا گیا تھا اور ہر وقت محفوظ رہتا تھا بعض مورخوں نے اس مال کو اہل فارس سے منسوب کیا ہے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ منت مرادوں کے زیورات تلواریں اور دوسری قسم کی چیزیں بھی کعبہ کے بیت المال میں تھیں اور شاہان اولوالعزم مثل کسریٰ وغیرہ بھی اموال و ذخائر بھیجتے رہتے تھے چنانچہ ان تلواروں اور سونے کی اینٹوں کے قصے بہت مشہور ہیں جن کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت فتح مکہ ایک کوئیں میں سے نکلوایا تھا جو وزن میں سات ہزار اوقیہ تھا یہ وہی مال تھا جس کو بادشاہوں اور دوسرے عقیدتمندوں نے بطور نذرانہ چڑھایا تھا حضرت نے اس مال کو صرف نہ فرمایا اور بیت المال میں جمع کر دیا۔

میری غرض اس تفصیل سے یہ ہے کہ علاوہ اس حقیقی عظمت کے جو بیت الحرام کو ہر زمانہ میں حاصل رہی دیار و امصار کے لوگ دولت سی محبوب ترین شئے کو بیت الحرام میں نذر چڑھاتے تھے اس سے ثابت ہے کہ ان کے دلوں میں خانہ کعبہ کی عظمت تھی۔

پہلے خانہ کعبہ کی حج کے ساتھ عبادت خدا بھی اس کی طرف رخ کر کے کیجاتی تھی لیکن اس کے بعد صرف حج وعمرہ خانہ کعبہ کے لئے رہ گیا اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے موحدان عرب قبلہ نماز بیت المقدس کو ماننے لگے ہمارے نبی روحی فداہ نے پھر ملت ابراہیمی کو روشن کیا اور ۲ ہجری میں بحکم خدا کعبہ کی طرف رخ کر کے سجدہ کرنے کی تلقین اپنے امتیوں کو فرمائی اور ۹ھ میں مسلمانوں پر حج فرض ہوا۔

حضرت عبد المطلب کے زمانہ میں ملک یمن کے ایک بادشاہ ابرہہ نے اپنے پاس ایک معبدگاہ بنائی اور اطراف و اکناف کے لوگوں کو اس کے حج کرنے کی دعوت دی اہل مکہ نے انکار کیا اور اس کے سفیر کی توہین کی اس لئے ابرہہ غضبناک ہو کر بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے فوج گراں اور ہاتھیوں کو لیکر چلا مختصر یہ کہ اس نے

بیت الحرام پر حملہ شروع کیا مگر قبل اس کے کہ کوئی نقصان پہنچے افق آسمان پر بے شمار پرندے ہوا پر اڑتے ہوئے ان کی کنکریوں سے ابرہہ کی فوج غارت ہوئی اور بیت الحرام مصئون و مامون رہا اس واقعہ کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے اور عام طور پر مسلمان واقف ہیں۔

حدود حرم

راہ مدینہ میں تین میل مقام تنعیم تک راہ عراق میں سات میل مقام ثنیہ تک جہاں ایک پہاڑ تقاطع کرتا ہے راہ طائف میں سات میل مقام نمرہ تک اور راہ جدہ میں سات میل مقام عشائر تک۔

کل رقبہ حرم کعبہ کا پچاس بیگہ ہے اور حرم کعبہ وسط شہر مکہ میں واقع ہے۔

حرم کی دیوار مثل دیوار قلعہ کنگرے ہیں جو شمار میں ایک ہزار تین سو باون ہیں دروازہ خانہ کعبہ کا طول چھ گز دس انگشت اور عرض چار گز ہے دیوار خانہ کعبہ سے چاہ زمزم تک تینتیس گز کا فاصلہ ہے اور مقام ابراہیم اور چاہ زمزم کے درمیان اکیس گز کی مسافت ہے۔

زمزم کا عمق ستر ہاتھ گز اور عرض چار گز ہے اب سلطان مراد خاں نے تہ آب سے اس کی تعمیر سنگ مرمر سے کی ہے دہانہ زمین سے ایک گز بلند اور تقریباً دو ہاتھ چوڑا ہے کوئیں کے اطراف دو دو گز تک سنگ مرمر بچھا ہوا ہے۔ اور ہر طرف دیواریں اٹھا کر اوپر چھت بنا دی گئی ہے چھت پر ایک کمرہ ہے جس میں سبز جالیاں لگی ہوئی ہیں مذہب شافعی کے مصلے کا مکبر اسی پر کھڑا ہو کر تکبیر پکارتا ہے۔

غلاف

اول من کسا الکعبۃ اسمٰعیل علیہ السلام ثم کساہ رسول اللہ الثیاب الیمانیہ یعنی سب سے پہلے جس نے خانہ کعبہ پر پوشش ڈالی وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے برد یمانی کا غلاف چڑھایا۔

بنو جرہم کے متعلق کوئی تاریخی شہادت نہیں ہے کہ انہوں نے کعبہ پر غلاف چڑھایا یا نہیں اور نہ عمالیق کے متعلق کوئی ثبوت ملتا ہے مگر شاہان تابعہ نے جامہ ہائے مخطط یمانی اڑھائے تھے۔

نیز یہ ثابت ہے کہ بنو جرہم نے خانہ کعبہ زیورات چڑھائے تھے اور کچھ زیورات چاہ زمزم میں ڈال کر محفوظ کئے تھے جن کو حضرت عبد المطلب نے نکلوایا۔ اس سے قیاس چاہتا ہے کہ ضرور غلاف بھی اڑھایا ہوگا۔ اہل فارس نے بھی زیورات چڑھائے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت ان کو ایک کنوئیں سے برآمد کیا یہ بھی دلیل اس بات کی ہے کہ وہ بھی خانہ کعبہ پر غلاف چڑھاتے ہوں گے۔

خزاعیوں کا نصف دور ایسا تھا جس میں خانہ کعبہ کا پورا پورا لحاظ کیا جاتا رہا اور اس کے بعد عمر بن اللحی خزاعی نے بت پرستی عام کر دی معلوم نہیں کہ اس زمانہ میں خانہ کعبہ پر غلاف ڈالا گیا یا نہیں قبیلہ خزاعہ تین سو سال تک نسلاً بعد نسل متولی بیت رہا آخر کار خلیل بن ابی حبشہ ابن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ خزاعی نے اپنی بیٹی کا نکاح قصی بن کلاب سے کر دیا اس کی دختر سے قصی کی اولاد کثیر ہوئی۔ جب خلیل مرا تو اس نے اپنے فرزند مغترش کے لئے تولیت کی وصیت کی کہ وہ بیت الحرام کا خازن اور غبشان الملکانی اس کا شریک رہے کہتے ہیں کہ ایک دن قصی نے شراب پلا کر مغترش کو بیہوش کر دیا اور عالم غفلت میں ایک خم شراب کے معاوضہ میں اس سے بیت الحرام کو خرید لیا اور اس کے بعد جبراً قہراً خزاعیوں کو نکال باہر کیا قصی بن کلاب پہلا قرشی سردار ہے جو ثابت بن اسمٰعیل کے بعد متولی بیت ہوا

اس نے دار الندوہ تعمیر کیا اور کعبہ پر سیاہ غلاف ڈالا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے سعد یمانی نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثیاب الیمانیہ کا غلاف چڑھایا پھر حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان نے پھر یزید بن معاویہ نے دیباج خسروانی کا غلاف اڑھایا اور محارب بن زیاد سے روایت ہے کہ سب سے پہلے خالد بن کلاب نے دیباج کا غلاف اڑھایا زمانہ جاہلیت میں اور پھر ابن زبیر و حجاج اور نتیجہ اسی نے دیباج پہنایا۔

ان دلائل سے یہ ثابت ہو گیا کہ خانہ کعبہ پر غلاف ڈالنے کی رسم نہایت قدیم ہے اور عموماً ازمنہ ماضیہ میں اگر مسلسل نہیں تو بتفاریق بیت اللہ پر غلاف یا مختلف قسم کی چادریں اعزازاً پڑتی رہی ہیں۔

سفید دیباج کی پوشش سب سے پہلے مامون الرشید نے ڈالی اور اس کے بعد سفید دیباج ہی کا غلاف اڑھایا جاتا رہا یہاں تک کہ ناصر عباسی نے سبز دیباج کی پوشش ڈالی۔ محمد بن سبکتگین نے زرد دیباج کا غلاف اڑھایا اور اس کے بعد سیاہ دیباج کی پوشش ڈالی جانے لگی۔

شاہان اسلام پوشش خانہ کعبہ میں ہمیشہ سے بہت اہتمام کرتے رہے چنانچہ صالح بن اسمٰعیل بن ناصر نے ۷۴۳ ہجری میں نواحی قاہرہ سے ایک گاؤں بیسوس نامی خانہ کعبہ کی پوشش کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا تھا بالفعل یہ معلوم نہ ہو سکا کہ خاص کر سیاہ غلاف چڑھانے کی اصلی تاریخ کب سے ہے مگر قیاس چاہتا ہے کہ چونکہ خلفائے بنو عباس قریش تھے اور خاندان قریش کے پہلے سردار نے غلاف سیاہ اڑھایا تھا اس لئے سیاہ غلاف اڑھانے کا دستور ہو گیا جو آج تک جاری ہے۔

بحالت موجودہ غلاف ابریشم سیاہ کا اور اس پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بخط نسخ نہایت خوش خط بہت بڑے بڑے حرفوں میں بنا ہوا ہوتا ہے اور بام کعبہ سے زمین تک چاروں طرف لٹکتا ہے خانہ کعبہ کے دروازے پر ایک سبز مخمل کا پردہ طلائی نقش و نگار سے مشرق پڑا ہوا ہوتا ہے اور تین ڈور یاں کلابتون آمیز جن کے سروں پر مقیش کے گچھے ہوتے ہیں پردے میں آویزاں ہوتی ہیں چونکہ حجر اسود دیوار کعبہ میں باہر کی جانب سے نصب ہے اس لئے اس پر پردہ نہیں ہوتا یہ بالکل کھلا ہوا ہوتا ہے ایک پردہ اور بھی خانہ کعبہ کے اندر زینے کے دروازہ پر آویزاں رہتا ہے اور حاجی لوگ اس کے سامنے کھڑے ہو کر توبہ استغفار کرتے اور کمال گریہ وزاری سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں۔

پہلے غلاف اور پردے منجانب سلطان روم ملک شام سے تیار ہو کر آتے تھے ۱۲۵۰ ہجری میں اس کا انتظام خدیو مصر سے کر دیا گیا اب تک مصر سے آتے ہیں ایام حج میں غلاف پر ایک کمر بند بھی باندھتے ہیں جس پر سنہری حرفوں سے قرآن کی آیتیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ غلاف جو سال بھر کے بعد اترتا ہے حاجی اس کو شیبی سے خرید کر آنکھوں سے لگاتے اور بطور تبرک اپنے وطن کو لیجاتے ہیں۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

جامہ کعبہ را کہ می بوسند — او نہ از کرم پیلہ نامی شد
با عزیزے نشست روزے چند — لاجرم ہم چو او گرامی شد

—(+)—

قربانی

(از حضرت مولانا عبدالماجد صاحب)

فرنگستان کے بڑے بڑے تجربہ کار عالموں اور بڑی سوجھ بوجھ رکھنے والے حکیموں نے بڑے سوچ بچار دیکھ بھال کے بعد یہ رائے ظاہر کی کہ دنیا کی سب قدرتی چیزوں کے درمیان ایک طرح کی جنگ یا کشاکش ہر وقت جاری رہتی ہے۔ ہر ذرہ دوڑ میں دوسرے ذروں سے آگے نکل جانا چاہتا ہے ہر بڑی چیز چھوٹی چیز کو نگلے جاتی ہے ہر طاقتدار اپنے سے کمزور کو نیچے ڈالتا ہے دنیا کی اس رفتار کو ان کی بولی میں کشمکش حیات کارزار زندگی، تنازع للبقا کہتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ رونق و ترقی نظر آتی ہے وہ اسی کشمکش اسی مقابلہ اور اسی تنازع کا نتیجہ ہے جو چیز زیادہ قوی اور مضبوط ہوتی ہے وہ دوسروں پر غالب آکر خود باقی رہجاتی ہے اور دوسروں کو فنا کر دیتی ہے بس اگر ہم اپنی کامیابی و ترقی چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ اسی قاعدہ کی پیروی کریں اور اپنے کو مضبوط اور طاقتور بنائیں تاکہ دوسروں پر نا بود غلبہ پا سکیں۔

یہ بات اس حد تک تو بالکل درست ہے کہ دنیا میں چیزیں مادی ذروں سے بنی ہیں سب ایک دوسرے کی دشمن اور گویا ایک ایک کی ٹکر اور گھات میں لگی ہوئی ہیں آگ برف کو پگھلا دیتی ہے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے مٹی پانی کو خشک کر دیتی ہے پانی مٹی کو گھلا دیتا ہے مرغی چھوٹے کیڑوں کو نگل جاتی ہے بلی مرغی کے تاک میں لگی رہتی ہے کتا بلی کی گھات میں رہتا ہے جنگلی جانور کتے سے دشمنی رکھتے ہیں یہاں تک تو فرنگی عالموں کی بات ٹھیک ہے پر انسان محض مادی ذروں کے مجموعہ کا نام تو ہیں ہے اور اس واسطے ان کی یہ کہنا کہ انسان کو بھی اپنی ترقی و کامیابی کے لئے مقابلہ و کشمکش کی ہی راہ اختیار کرنا چاہیئے ماننے کے قابل نہیں ان کو دھوکا یہ ہوا کہ انسان کو بھی محض ایک مادی جسم سمجھے اور ادھر ان کا خیال نہ گیا کہ دنیا میں مادی جسموں کے علاوہ بھی کچھ اور موجود ہے جس کی زندگی اور جس کی پرورش کے قاعدے یہ ضرور نہیں کہ وہی ہوں جو مادی جسموں کے ہوتے ہیں۔

انسان کی ترکیب میں محض جسم ہی شامل نہیں بلکہ ایک شے اس کے علاوہ بھی ہے جسے روح کہتے ہیں اور جس طرح ایک عالم جسمانیات کا ہے ٹھیک اسی طرح ایک مستقل عالم روحانیات کا بھی ہے اور جس طرح جسم کے پلنے اور بڑھنے تندرست و بیمار ہونے پھیلنے اور سکڑنے کے کچھ اصول اور قاعدے مقرر ہیں ٹھیک اسی طرح روح کی نشو و نما صحت و مرض قبض و بسط کے بھی اصول اور قاعدے ہیں عالم جسم میں ترقی کا دار و مدار کشمکش مقابلہ اور فرد کی قوت خودی پر ہے عالم روح میں اس کے بالکل برعکس ترقی روح کا دار و مدار خدمت اطاعت اور فرد کی قوت انا پر ہے جسم بقا پر حریص ہے روح فنا کی عاشق ہے جسم کو زندگی عزیز ہے روح موت کی طلبگار رہتی ہے جسم کو شہرت و ناموری کی ہوس رہتی ہے روح گمنامی و بے نشانی کی بھوکی ہے جسم کو قبضہ و ذخیرہ میں لذت ملتی ہے روح کو ترک و تبتل ہی میں لطف آتا ہے۔ ارتقاء جسم کا مدار کار تنازع للبقاء ہے ارتقاء روح کا مدار کار اتحاد للبقاء پر ہے۔

مغرب نے جسم کی فضا میں پرورش پاکر ارتقا کا آخری مرتبہ عقل کو خیال کیا شرق نے روح کی تربیت سے فیض پاکر ارتقا کی آخری منزل وحی کو تسلیم کیا عقل و دانش کے بہترین ثمرات ڈارون و نیوٹن آئنسٹائن و برگساں کے نظریات کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں وحی و الہام کی آخری معراج محمد رسول اللہ و ابراہیم خلیل اللہ کے ہاتھ کی صورت میں موجود ہے عقل کی تسلیم ہے کہ جو کچھ ہے سب انسان کا ہے وحی کی ہدایت ہے کہ جو کچھ ہے سب خدا کا ہے یہاں تک کہ انسان خود بھی اپنا نہیں ہے۔ ایک کے سامنے صرف آج ہے دوسرے کے پیش نظر کل ہے۔ ایک کو اس کی فکر ہے کہ تنخواہ میں کتنا وصول ہوا دوسرے کو اس کی فکر ہے کہ خیرات میں کتنا صرف کیا۔

غرض جسم و روح دونوں کی راہیں بالکل جدا گانہ اور دونوں کے قانون ایک دوسرے کے مقابل و مخالف ہیں اسلام نے ایسی راہ پیش کر دی ہے جس پر چلنے سے روح جسم پر غلبہ حاصل کر سکتی ہے اور رفتہ رفتہ جسم پر روح کی تمام خصوصیات طاری ہو سکتی ہیں عبادت قناعت صبر سخاوت ایثار تحمل ضبط خدمت شفقت تعظیم اطاعت وغیرہ سب روح ہی کے خواص ذاتی و صفات ہیں اسلام نے ایسے قاعدے مقرر کر دیئے ہیں کہ انسان اگر ایک عرصہ تک اپنے تئیں ان چیزوں کا پابند رکھے تو رفتہ رفتہ اس کا جسم روح کے حکم میں داخل ہو جائے اور نہ تمام لذتیں اور مسرتیں، وہ تمام راحتیں اور لطافتیں جن سے لطف اندوز ہونے کی وہ بسبب اپنی مادی کثافتوں اور آلائشوں کے صلاحیت نہیں رکھتا سب اس کی ہو جائیں گی۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اور اس کی پیدائش کی مقصود حاصل ہو جائے گا۔

اس درجہ تک پہنچنے اور ارتقاء ہستی کے آخری و انتہائی مراتب طے کرنے کا انسان کے پاس ایک اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور اس کا نام قربانی ہے وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون انسان کے وجود میں آنے کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ وہ اپنے تئیں مٹائے اور مٹاتا رہے تاآنکہ بواسطہ وہ نہ مٹنے والی ہستی بن جائے ع عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا تکلیف و اذیت انتہا میں ہے راحت و سرور اجتماع میں ہے انسان کی خودی اسے روز بروز اس کی اصل سے بیگانہ اور مرکز سے دور کرتی جاتی ہے ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل قربانی اسے روز بروز اس کی اصل سے مانوس اور مرکز سے قریب کرتی جاتی ہے ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل خودی راستہ ہے نفس و جانی تفرقہ و حرمان کی قربانی ذریعہ ہے وصل، رجوع الی الاصل، اجتماع و رضوان کا۔ اسلام کی تعریف یوں بھی کی جا سکتی ہے کہ وہ نام ہے قربانیوں کے ایک باقاعدہ و مرتب نظام کا مسلمان کا کام ہر اس شے کی قربانی کا ہے جسے وہ اپنی سمجھ سکتا ہے مال و زر کی قربانی، دوستیوں اور محبتوں کی قربانی نام و نمود کی قربانی، وقت کی قربانی، خواہشات نفس کی قربانی اور پھر آخر میں جان کی قربانی ان ساری قربانیوں کے لئے ہر بندہ مسلم کو ہر لحظہ اور ہر آن تیار رہنا چاہیئے قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین

اس کی ہر شئے خدا کی ہے وہ خود خدا کا ہے اور اسلام کے معنی خدا کی راہ میں گردن رکھدینے یعنی اپنے تئیں قربان کردینے کے ہیں لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نیکی و نیک بختی پاکیزگی و پاکیزہ سرشتی کے حاصل کرنے کا اس کے سوا کوئی ذریعہ ہی نہیں کہ اپنی ہر عزیز و دلپسند و مرغوب شئے کو اس کی راہ میں دل کھول کر خرچ کیا جائے ؎

ہر چہ داری صرف کن در راہ او
لن تنالوا البر حتی تنفقوا

یہی ایثار یہی اعطاء یہی خود فنائی یہی قربانی جس کا تعلق جسم اور اعضاء ظاہری سے ہے وہ شئے ہے جو قلب میں خدا ترسی پرہیزگاری و صفائی کے جذبات پیدا کرتی ہے اور یہی جذبات تقوی ترقی کرتے کرتے روح کی ناقابل بیان کیفیت تصدیق و تسلیم کو جسم و قلب سب پر حاوی و مسلط کر دیتے ہیں اس کے بعد انسان کے لیے علویت کے انتہائی عروج تک پہنچ جانا اور سرمد سرمدی میں غرق ہو جانا ایک معمولی بات رہجاتی ہے فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری اور جس نے اس قربانی میں بخل کیا اس کی طبیعت میں خلاف مقتضائے عبدیت ایک طرح کی بے نیازی پیدا ہونے لگتی ہے جو آخر کار جحود و انکار و تکذیب پر ختم ہوتی ہے جس کا لازمی نتیجہ شقاوت کے عیق غار میں گرنا اور ہمیشہ کے لیے سرور و راحت سے محروم و بے نصیب ہو جانا ہے واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری قرآن پاک نے کتنی وضاحت کے ساتھ ارتقا کی یہ سب منازل و مراتب بیان فرما دیئے ہیں

غرض نظام روحانی کی بنیاد تمام تر قربانی ہی پر ہے اسلام یوں تو اپنے ہر پیرو کو ہر گھڑی قربانی کی دعوت دیتا ہے لیکن اس کی تاکید ہے کہ روئے زمین کے تمام گوشوں سے اسلام سال بھر میں ایک مرتبہ اس مقام پر جمع ہوں جہاں اُن کے ایک بہترین پیشوا و سردار اور خدا کے بڑے ہی اچھے اور پیارے بندہ نے اشارۂ غیب پاکر اپنے اکلوتے نور نظر تک کو قربانی کے لیے لٹا دیا تھا اور اپنے نزدیک اس کے گلے پر چھری پھیر ہی دی تھی اس اہم اور نہ بھولنے والے واقعہ قربانی کی یادگار قائم رکھیں اور اپنی پاک اور محنت کی کمائی سے خرید کئے ہوئے اچھے اور پاک جانوران کو اپنے ہاتھ سے قربان کریں اور جو لوگ اس مرکز تک نہیں پہنچ سکتے وہ کم از کم اپنے اپنے مقام پر اس رسم کو ادا کریں رسم کو محض اس کی ظاہری حیثیت سے ادا کر دینا قربانی کا ادنی درجہ ہے بڑی اور اعلیٰ قربانی یہ ہے کہ اس کی غایت کو پیش نظر رکھا جائے اس کی روح کو پژمردہ نہ ہونے دیا جائے اور اس کے مقصد و مفہوم پر نظر قائم رہے ماہ ذی الحجہ کی ابتدائی نو تاریخوں کے روزہ کے فضائل احادیث میں بکثرت وارد ہوئے ہیں ان روزوں سے مقصود یہی ہے کہ قربانی کرتے وقت دل میں خشیت و انابت طبیعت میں سوز و گداز اور نیت میں خلوص زیادہ پیدا ہو لے اور پھر قبل قربانی دو رکعت نماز کی پابندی اسی صدق نیت میں اضافہ کی غرض سے ہے۔

ابراہیم خلیل کے وقت سے لیکر آجتک عید اضحی بیشمار بار آچکی ہے اور ہر سال آتی رہے گی اگر ہم سال میں ایک بار بھی اپنے اندر قربانی کا ولولہ پیدا کر لیا کریں تو ہماری زندگی صحیح معنے میں کسی حد تک مسلم کی زندگی ہو سکتی ہے اور ہم انا اول

خوشنما سولہ سطری لاجواب قرآن مجید معری

جو صرف چھ مہینے کے اندر ہندوستان کے تقریباً ہر مکتب میں پڑھایا جانے لگا اور مقبول عام ہو گیا

دعوی ہے کہ ایسا قرآن شریف آپنے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف قاعدہ بغدادی پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی کے صحیح جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں دکھایا ہے اور بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھکر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر صاف رکھے ہیں کہ بچہ بلا قصد غلط پڑھ ہی نہیں سکتا اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کے لئے ذرا بھی توقف نہیں کرنا پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہو اور کونسا بعد میں اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ت۔ ن۔ ی۔ ب وغیرہ میں ہوتی تہیں اور چونکہ حروف کی گنجانی اور جوڑوں کی درآوردگی کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اس لئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہوتا ہے قابل خطاط نے یہ دشواری ملحوظ رکھکر کتابت کی ہے تجربہ نہیں دعوی ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ بھر میں یاد کرتا ہے وہ اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کرلیگا اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا اور یہ بھی دعوی ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حروف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو بآسانی پڑھ لیں گی ہر صفحہ گرداگرد نقش و نگار سے مرصع ہے اور ہر پارہ کے شروع و آخر اور بڑے نقوش سے آراستہ ہے ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے۔

قاریوں کے لئے ایک آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرأت جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلادی ہے ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند میں سولہ مستند حفاظ مصحح قرآن شریف کی ضمانت کی مہریں ہیں اس لئے ذرا سی غلطی کا بھی امکان نہیں

چھپائی۔ دعوی ہے اور شاید دعوی ہے کہ معری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر کوئی قرآن شریف نہیں چھپا

واللہ یہ اشتہاری ترغیب نہیں اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد مجھ ہی پر نہیں آپ پر بھی انشاء اللہ یہی اثر ہوگا اور میں نے تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پاتا ہوں اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی اہم ہو جاتا ہے اس کا ہدیہ بھی بہت سستا ہے

ایک جلد مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ مجلد پارچہ فی جلد صرف ایک روپیہ۔
پانچ جلد مجلد چرمی سات روپے مجلد پارچہ چار روپے آٹھ آنے۔
دس جلد۔ مجلد چرمی ساڑھے تیرہ روپے مجلد پارچہ ساڑھے آٹھ روپے۔

اب محصول ڈاک بڑھ گیا ہے۔ اس لئے ایک جلد خواہ چرمی ہو یا پارچہ اس جلد کا دو روپیہ بارہ آنے اور دس جلد کا پانچ روپے

اس لئے پانچ جلد اور دس جلد بذریعہ ریل منگائیے۔

ریل کے پارسل پر علاوہ کرایہ ریل ۱۲ر آنے یہاں ضرور خرچ آتا ہے

ریل کے اسٹیشن اردو انگریزی دونوں میں لکھئے اور لائن بھی

ریلوے پارسل کے روپے پیشگی آنے ضروری ہیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے

غلط فہمیاں

(از حضرت مولانا عبد الماجد بی اے)

ملکی اخبارات کی عدالت میں مسلمانانِ ہند پر ایک بار پھر یہ فردِ جرم لگی ہے کہ وہ ملکی معاملات میں متعصب و تنگ نظر ہیں اپنے مذہب کو اپنے وطن پر مقدم رکھتے ہیں اور صاف الفاظ میں اپنے تئیں پہلے مسلمان قرار دیتے ہیں اور بعد کو ہندوستانی بعض مشہور مسلمانوں نے اس جرم سے اپنی صفائی یوں پیش کی ہے کہ اپنے تئیں پہلے ہندوستانی قرار دیا ہے اور بعد کو مسلمان۔ ہمارے ان بھائیوں کو شاید اپنے مذہب کے معنے و مفہوم پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا ورنہ ایسی کھلی ہوئی غلط بات زبان سے نکلنی مشکل تھی۔

حکومت، وطن، تعلیم، علم، وغیرہ کی طرح زندگی کے کسی خاص و محدود شعبہ کا نام اسلام نہیں بلکہ جو شے زندگی کے تمام شعبوں میں ربط و نظم ترتیب و تناسب پیدا کرتی ہو اسی کا نام اسلام ہے۔ محمد رسول اللہ کے آخری پیامبر اور قرآن کے آخری پیام ہونے کے معنے اسی قدر ہیں کہ دنیا کے سامنے جملہ ضروریاتِ بشری کے لیے ایک جامع ہدایت نامہ اور ہر صنف زندگی کے لئے ایک مکمل دستور العمل پیش کر دیا گیا ہے جس میں ہر دشواری کا حل ہر گتھی کا سلجھاؤ ہر ضرورت کی تشفی موجود ہے اگر کوئی شعبہ زندگی کا اسلام کے دائرہ ہدایت سے باہر تسلیم کر لیا جائے تو نعوذ باللہ اسلام کی تعلیمات کافۃ للناس ہر ایک اور ہر وقت کے لئے نہیں بلکہ کسی مخصوص وقت و ملک کے ساتھ محدود ہو کر رہ جاتی ہیں۔

انسان کی اصلی حیثیت زمین و جود پر قدم رکھنے کے بعد ایک اور صرف ایک ہوتی ہے یعنی وہ بندہ ہوتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اس کی پیدائش کی غرض و غایت محض بندگی ہے دنیا میں اس کے تعلقات جو کچھ ہوتے ہیں وہ سب اسی اصل کی شاخیں اسی متن کی شرحیں اسی اجمال کی تفصیلات ہوتے ہیں جو اپنے خود کوئی مستقل حیثیت نہیں رکھتے ہر انسان کسی ماں کی اولاد ہوتا ہے کسی باپ کا بیٹا ہوتا ہے کسی خاندان کا جزو ہوتا ہے کسی برادری کا فرد ہوتا ہے کسی مقام کا باشندہ ہوتا ہے کسی کا افسر یا ماتحت ہوتا ہے کسی سے بڑا کسی سے چھوٹا کسی کے برابر ہوتا ہے کوئی ذریعہ معاش رکھتا ہے غرض اس قسم کی سینکڑوں حیثیات ہر انسان رکھتا ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کی مستقل اور اصلی حیثیت نہیں ہوتی سب اسی ایک اصلی حیثیت یعنی بندگی کی مختلف شانیں ہیں۔

اسلام اسی بندگی کی دعوت دینے آیا ہے اس نے جب انسان کو اچھا بندہ بنا دیا تو اس کے معنے ہی یہ ہیں کہ اس نے ایک ہی وقت میں اسے اچھا فرزند اچھا ہمسایہ اچھا شہری اچھا طالبعلم اچھا حاکم اچھا محکوم اچھا بزرگ اچھا خورد اچھا آقا اچھا غلام اچھا تاجر اچھا کاشتکار اچھا پیشہ ور غرض اس کی بیشمار انسانی حیثیتوں میں اسے ہر طرح اچھا ہی بنا دیا جب نسبت حقیقی درست ہو گئی تو اضافی نسبتوں کی تفصیل بیان کرنا بالکل غیر ضروری ہو گیا جب کسی شخص کی بابت یہ کہہ دیا گیا کہ وہ تندرست ہے تو کیا یہ سب کچھ بیان کرنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ اسے طاعون نہیں وہ دق کا مریض نہیں، وہ فالج کا شکار نہیں وہ ہیضہ میں مبتلا نہیں۔

ہمارے بہت سے بھائیوں کا جنہوں نے یا خود انگریزی پڑھی ہے یا کسی اور طرح انگریزی اخبارات کا اثر قبول کیا ہے کہنا یہ ہے کہ مذہب کو امور دنیوی سے کیا واسطہ ان کے لئے خود ہماری عقل اور تجربہ کافی ہے مذہب کا کام صرف اخلاق سکھا دینا ہے نہ کہ دنیا کے ہر معاملہ میں دخل دینا لیکن یہ بات بالکل ناسمجھی کی ہے جب ایک دفعہ یہ طے ہو گیا کہ انسان اپنی زندگی کسی حالت میں بھی ایک لمحہ اور ایک آن کے لئے خدا کی خدائی سے باہر نہیں تو اس کی ہر ہر حرکت بڑی ہو یا چھوٹی لازمی طور پر مذہب کی باز پرس کے دائرہ میں آجاتی ہے اور قرآن کی اس بات کی سچائی بالکل ظاہر ہو جاتی ہے کہ انسان کی تھوڑی سی چھوٹی کوئی بات بھی ایسی نہیں جو اس کے نامۂ اعمال اس کے حساب و کتاب کے رجسٹر میں درج نہ کر لی جاتی ہو دنیا اگر دین کے ماتحت بطور ایک تحتانی شعبہ زندگی کے ہے تو قرآن میں مسلم کو ہدایت ہے کہ اس کے لئے خدا سے برکت چاہے لیکن اگر دنیا دین سے الگ بطور ایک مستقل مقصد کے پیش نظر ہو تو قرآن اس کی مذمت سے بھرپور ہے۔

پس بندۂ مسلم کے لئے وطنیت و قومیت اس کی اسلامی حیثیت سے الگ کوئی معنی ہی نہیں رکھتی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بت کا حکم رکھتی ہے یعنی اگر کوئی مسلمان مذہب سے بالکل قطع تعلق کر کے اپنی وطن پرستی یا قوم پرستی کو بجائے خود ایک مستقل مقصد بنائے ہوئے ہے تو یقیناً وہ مشرک ہے

وہ اسلامی نظر سے ہر اس سخت سے سخت سزا کا مستحق ہے جس کی وعید کلام مجید و احادیث میں مشرکوں کے لئے آچکی ہے مسلمان نے جب کلمہ توحید کا اقرار کر لیا تو اب کسی غیر کی گنجائش اس کے لئے سرے سے رہ ہی نہیں گئی۔ اس کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ پہلے مسلمان ہو اور بعد کو ہندوستانی یا مصری یا عربی یا ترکی مسلمان اول بھی مسلمان ہے اور آخر میں بھی مسلمان ہی ہے اور درمیان میں بھی مسلمان ہی، اسلام کوئی لبادہ نہیں ہے کہ جب جی چاہا پہن لیا اور جب جی چاہا اتار کر رکھ دیا رشتہ عبدیت تو رگِ جان سے بھی قریب تر ہے اور کسی حالت میں اس سے علیحدگی کا امکان ہی نہیں۔

لیکن کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح ہوگا کہ کوئی مسلم سیاسی آزادی کی جد و جہد میں غیر مسلموں سے پیچھے رہے گا؟ نہیں بلکہ برعکس اس کے وہ سب سے آگے ہوگا وہ وفادار صرف اس حکومت کا رہ سکتا ہے جو دنیا پر قانون الٰہی کی نافذ کرنے والی ہو اس کے علاوہ باقی ہر حکومت سے باغی رہنا اس کا جزو مذہب ہے وہ صرف خدا کی غلامی کے لئے دنیا میں آیا ہے رسول کی غلامی بھی اگر ہے تو محض اس حیثیت سے کہ وہ عین قانون خدائی کی غلامی ہے نائبان رسول کی اطاعت بھی اس پر صرف اس حد تک اور اس وقت تک واجب ہے جب تک وہ خدا کی غلامی کی جانب بلاتے رہیں لیکن اگر کسی وقت وہ اپنی غلامی کی دعوت دینے لگیں تو معاً اسی وقت سے اس کی اطاعت و وفاداری کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور وہ بغاوت

مجبور ہو جاتا ہے دنیوی حکومتوں کے قانون اگر خدائی قانون کی نیابت نہیں کر رہے ہیں تو اس کے لئے پتھر کے بتوں سے کہیں زیادہ خطرناک بت ہیں اور ایسی صورت میں اس کا سیاسی جد و جہد اور ملکی آزادی کی کوشش میں حصہ لینا اس کی مرضی و اختیار کی چیز نہیں رہ جاتی بلکہ اس کا مذہبی فرض ہو جاتا ہے دوسری قومیں اس لئے آزادی چاہتی ہیں کہ انھیں نوکریاں زائد ملنے لگیں ان کی دولت میں اضافہ ہونے لگے وغیرہ لیکن مسلمان تو اس لئے آزادی طلب کریگا کہ خدا کی غلامی میں آسکے، اپنی پیدائش کی غرض و غایت (عبدیت) کو پورا کرسکے اور اپنے روحانی نشو و نما کی تکمیل کا ذریعہ پا سکے۔

بہت سے انسانوں کے درمیان یک جہتی و یکدلی کی بنیاد کس شے پر دنیا ہمیشہ بھٹکتی رہی ہے کسی نے اس کی بنیاد ایک ملک کے جغرافی حدود پر رکھی کسی نے ایک نسل کی اولاد ہونے پر اور کسی نے جلد انسانی کے ایک رنگ رکھنے پر قرآن کریم نے اپنی حکمت کاملہ سے کام لیکر وطن، نسل، رنگ وغیرہ کی مادی بنیادوں کو کمزور اور بیکار قرار دیا اور برادری اور بھائی چارہ کی بنا ان کے بجائے ایک خیال یا عقیدہ کے اشتراک پر رکھی اس نے یہ نہیں کہا کہ عرب کے سب باشندے بھائی ہیں یہ نہیں سکھایا کہ گورے رنگ کے سب لوگ بھائی ہیں بلکہ دنیا کو یہ سبق دیا ہے کہ ایک عقیدہ ایک خیال ایک انما المومنون اخوۃ مرکز ایمان پر قائم رہنے والے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ خیال و عقیدہ ہی وہ شے ہے جو انسان کی ساری زندگی پر حکمران اور حاوی رہتا ہے جب اس حیثیت سے دلوں میں رشتہ اتحاد مضبوط ہو گیا تو زندگی کے باقی اعمال میں یکدلی و یکجہتی پیدا ہو جانی لازمی ہے۔

ہمارے بھائی اگر ذرا غور سے کام لیں تو ان پر روشن ہو جائے گا کہ بجائے مادی ادنی و محدود نسبتوں کے اپنے تئیں سب سے وسیع و اعلی نسبت کے ساتھ منسوب کرنا، یعنی بجائے وطن نسل و رنگ کے اپنی جماعتی زندگی کی بنیاد اپنی عبدیت اپنے اسلام اپنے عقیدہ پر رکھنا کوئی ایسی شے نہیں جس پر انھیں شرمندہ ہونے کی ضرورت ہو بلکہ یہ ان کے لئے باعث فخر ہے عیب نہیں ہنر ہے نقص نہیں عین کمال ہے اچھے شہری کے لئے یہ ضرور نہیں کہ وہ اور حیثیات سے بھی اچھا ہو لیکن اچھے بندہ کے لئے لازمی ہے کہ اس کی تمام نسبتیں درست ہوں اور ہر حیثیت سے اس میں خوبیاں جمع ہوں "اچھے بندہ" ہونے کے معنے یہ ہیں کہ وہ اچھا شہری بھی ہے اور اچھا بندہ اور مسلم ہونا بالکل ایک ہی بات ہے۔

محبوب عاشق کے قدموں پر

عمل ۱ سفلی ہر مذہب الاعمال بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں۔ عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کہ نام میں اکثر تجربہ کیا ہے غلط نہیں گئے جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر اور گواہ بنا کر بہ کمال صداقت ان عملیات کا اعلان کرتا ہوں ... میری گذارش پر اعتبار کریں اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ ... ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائیں گے۔ طلب فرمائیں۔ عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں ... عامل ایک سال تک اثر پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کیلئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے عمل پڑھنا ہوتا ہے صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھ کر مطلوب کا بعد ... ہدیہ رعایتی تین روپیہ۔ عمل ۲ یہ ایک آیت قرآنی با موکل عمل ہے ... مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور جیسے آگ میں جلائی جاتی ہیں سات ... مطلوب آپکے زیر نگیں ہوگا ہدیہ صرف دو روپیہ۔ عمل ۳ برائے ترقی روزگار یہ عمل ترقی تجارت و ترقی ملازمت اور ہر قسم کی ترقی کے لئے عجیب و غریب ... ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اسکی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ ... قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنہ نذرانہ ہے تین آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔

ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں کسی قسم کا خوف و خطر، وقت نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانے کی ضرورت جو صاحب عمل ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائے گا، اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔ عمل عداوت یہ عمل دو شخصوں کے درمیان عداوت ڈالنے کیلئے نہایت مجرب ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کریں ورنہ گنہگار ہوں گے ہدیہ ... عمل تباہی دشمن یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے بہترین عمل ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ہدیہ ایک روپیہ چار آنہ۔

ملنے کا پتہ:- متصل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۵ دہلی

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے اور اگر اس کام کی انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں اور جوگیوں وکاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے انسان ہر کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام فالنامہ استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کی انجام قرآن مجید کی آیات سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء، پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ و دیگر فالنامے شامل کر دئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کی انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعوی ہے کہ ایسی اعلی اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شایع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلی ٹائیٹل رنگین

قیمت آٹھ آنے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

فضائل کسب اور شریعت اسلامی

(از جناب مولانا حافظ محمد ادریس صاحب مرحوم)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

اما بعد ظاہر ہے کہ آفرینش انسان سے صرف معرفت پروردگار ہی مقصود ہے علامت معرفت کی محبت خدا ہے اور محبت کی علامت اطاعت محبوب ان المحب لمن یحب یطیع اطاعت سے مراد احکام کا بجا لانا اور ممنوعات سے بچنا ہے آلہ اطاعت دو چیزیں ہیں ایک تو قلب ہے کہ اس سے صرف تصدیق بما جاء من عند اللہ متعلق ہے دوسرا جوارح کہ اُن سے اعمال ظاہری متعلق ہیں پس اپنے جوارح کو خدا کی اطاعت کے لئے تیار و مضبوط رکھنا آلہ اطاعت کو درست رکھنا ہے اور جوارح (اعضائے جسمانی) کا قیام و قوام کھانے پینے کپڑے کا محتاج ہے یہ سب اگر کسب حلال پیدا کئے جائیں اور اس سے جوارح کی حاجتیں پوری کی جائیں تو البتہ جوارح کے اعمال قابل قبول ہوں گے ورنہ بحکم ان اللہ طیب یحب الطیب منکر اور حرام کھانے پینے کپڑے سے جوارح میں خیانت آجاتی ہے اور اس کی وجہ سے اعمال صالحہ کی توفیق نہیں ہوتی اگر ہوتی ہی ہے تو وہ اعمال درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتے۔

حدیث میں وارد ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ پریشان صورت ہو کر خدا کی جناب میں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتے ہیں حالانکہ ان کا کھانا پینا کپڑا حرام سے ہے پس ان کی دعا کیونکر قبول ہو؟ اندریں حالات انسان کو لازم ہے کہ اپنے رزق حلال کے واسطے ذریعہ تحصیل پیدا کرے۔

بیکاری کی قباحت

رزق کی تلاش سے بیٹھ رہنا اور اپنے آپ کو متوکل کہلانا دین والوں کا کام نہیں ہے یہ ضرور ہے کہ ایک جماعت ایسی بھی گذری ہے جس نے اپنی ایک حالت میں اگر کسب معاش کا ہر طرح ترک اور پرہیز کر لیا تھا اور شاذ و نادر اب بھی ایسے لوگ ہوں مگر دو وجہ سے ان کا یہ فعل قابل اعتراض نہ ہوگا اوّل تو خلوص کہ ان کی جان جائے مگر رزق کی تلاش نہ کی بلکہ اور وہ بھی دنیا کے دکھلانے کے واسطے نہیں بلکہ صرف اپنے معبود برحق کے بھروسے اور ناز پر دوم یہ کہ ان کا یہ فعل اس سے افضل نہیں جس نے رزق حلال سے اپنے اہل و عیال کی پرورش بھی کی اور خدا کی اطاعت سے غافل بھی نہیں رہا باہمہ ہمہ جو مرتبہ ہے وہ مخصوص انھیں لوگوں کو ہے جو مشاغل دنیا کے ساتھ خدا کی یاد دل سے نہیں بھولتے ایسے لوگ بڑے مقبول خدا ہیں۔

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله۔

دنیاداری کیا ہے؟

اکثر لوگوں کا یہ گمان ہے کہ جس کسی نے تلاش معاش کیا خواہ اپنے پیٹ کے واسطے خواہ اپنے بچوں کی پرورش کے لئے اور اس کے لئے کوئی شغل تجارت یا صنعت وغیرہ کا اختیار کیا تو وہ دنیا دار ہو جاتا ہے یہ گمان محض بیچ و لچر ہے دنیا نام ہے خدا سے غافل ہو جانے کا اور جو عام ہے چاہے بسبب روپے کے خدا کو بھول جاوے یا دنیا کے دکھلانے کے واسطے نماز و روزہ کرتا ہو دنیا اس کو نہیں کہتے کہ اپنی ذات یا اولاد کے آرام و پرورش کے واسطے کچھ پیدا کرے ست

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کا کوئی عمل و فعل ضایع نہیں جاتا یعنی سب عبادت میں داخل ہے اگر کسی نے اپنی زوجہ سے صحبت کی وہ بھی عبادت ہے پس کسب حلال کیونکر عبادت نہ ہوگا اور اس کا تلاش کرنے والا دنیا دار کیسے کہلاویگا؟

کسب حلال اور قرآن

تحصیل معاش و اکتساب رزق کے لئے تاکیدات وارد ہیں حق جل شانہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے وابتغوا من فضل اللہ جمہور مفسرین کے نزدیک اس کا یہی مطلب ہے کہ تلاش معاش کرنا چاہیئے انفقوا من طیبات ما کسبتم یعنی جو چیز بوجہ نیک تم نے کمایا ہو اسی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارة عن تراض منکم یعنی بطریق باطل مال نہ پیدا کرو بلکہ تجارت سے حاصل کرو

کسب حلال اور احادیث نبوی

سرور انبیاء فرماتے ہیں (۱) ان اطیب ما اکل الرجل من کسبہ (عمدہ تر مرد کی خوراک یہ ہے کہ اپنی کمائی سے کھاوے (۲) ما کسب الرجل کسبا اطیب من عمل یدہ (سب سے بہتر جانور اپنے ہاتھ کا پیدا کیا ہو ہے (۳) التاجر الامین الصدوق المسلم مع الشہداء یوم القیامة (سوداگر امانتدار سچا مسلمان قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہوگا (۴) من طلب الدنیا حلالا استعفافا عن المسئلة وسعیا علی اھلہ وتعطفا علی جارہ لبعثہ اللہ یوم القیامة ووجھہ کالقمر لیلة البدر۔ جو شخص حلال مال حاصل کرے اور اس سے یہ نیت ہو کہ ذلت سوال نہ اٹھانا پڑے اور گھر والوں کا کھانا ملے اور پڑوسی آرام پاویں تو اس کا منہ قیامت کے دن چودہویں رات کے چاند کا سا ہوگا (۵) لان یاخذ احدکم حبلہ فیعمد الی ھذا الوادی فیحتطب فیہ ثم یاتی سوقکم ھذا فیبیعہ بمد من تمر لکان خیرا لہ من ان یسأل الناس اعطوہ او منعوہ (اگر کوئی شخص رسی لیکر جنگل میں لکڑی چنے اور اس کا گٹھا بازار میں لاکر بعوض تھوڑی کھجور کے بیچے تو یہ اچھا ہے سوال سے (۶) ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدہ احدا فیعطیہ او یمنعہ (لکڑی کا گٹھا پیٹھ پر لاد نا سوال کرنے سے اچھا ہے (۷) ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدہ (اپنی کمائی اور ہاتھ کے پیدا کئے ہوئے سے کھانا بہتر ہے) (۸) ان اللہ یحب کل مومن محترف ابا العیال (مسلمان گھربار و پیشہ والا اللہ کا پیارا ہے (۹) اطیب الکسب عمل الرجل بیدہ (عمدہ معاش یہ ہے کہ آدمی اپنی قوت بازو سے کھاوے (۱۰) افضل الاعمال کسب الرجل بیدہ (آدمی کا اپنے ہاتھ سے روزی کمانا سب کاموں سے عمدہ ہے (۱۱) ان من الذنوب ذنوبا لا یکفرھا الصلوٰة ولا الصوم ولا الحج ویکفرھا

لهم فی طلب المعیشة (بعض گناہ ایسے ہیں کہ جو نماز روزہ و حج سے بھی معاف نہیں ہوتے مگر تلاش معاش کی فکر اس گناہ کو مٹا دیتا ہے) (۱۲) ان فی الجنة درجة لا ینالها الا اصحاب الهموم یعنی فی طلب المعیشة (جنت میں ایک درجہ ایسا درجہ ہے کہ اس کو کوئی نہ پاوے گا مگر جو فکر معاش میں مبتلا ہو) (۱۲) من کسب مالا من حلال کان مع اول لقمة یضعها فی فیه یغفر له (جو شخص مال حلال پیدا کرے تو جیسے ہی اس مال سے پہلا لقمہ منہ میں رکھتا ہے بخش دیا جاتا ہے) (۱۳) طلب الحلال جهاد (روزی حلال کی جستجو ایک طرح کی کوشش راہ خدا میں ہے) (۱۴) طلب الحلال فریضة بعد الفریضة (روزی حلال کی تلاش بعد از فرائض اسلامی فرض ہے) (۱۵) کسب الحلال فریضة بعد الفریضة (حلال مال پیدا کرنا فرض ہے بعد فرائض مقررہ کے) (۱۶) طلب الرجل معیشة من الحلال صدقة (رزق پاک کی تلاش خیرات میں داخل ہے) (۱۷) التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء (سچا امانت دار سوداگر نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ہمراہ ہے) (۱۸) ان الله یحب العبد المؤمن المحترف (حق جل وعلا مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے) (۱۹) ان الله یحب ان یری عبده تعبا فی طلب الحلال (اللہ تعالیٰ اس بندہ مسلمان سے خوش ہوتا ہے جو معاش کی تلاش میں تھک جاتا ہے) (۲۰) التاجر الصدوق تحت ظل العرش یوم القیامة (سچا سوداگر قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا) (۲۱) التاجر الصدوق لا یحجب من ابواب الجنة (سچا سوداگر جنت کے کسی دروازہ سے نہ روکا جائے گا) (۲۲) من بات کالا من طلب الحلال بات مغفورا له (جو شخص حلال کی تلاش میں تھک کر سو رہا وہ سوتے کا سوتا بخش دیا جائے گا) (۲۳) ما بعث الله نبیا الا راعی غنم قال له اصحابه وانت یا رسول الله قال وانا کنت ارعاها لاهل مکة بالقراریط (تمامی انبیا علیہم السلام نے بکری چرائی لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے بھی چرایا ہے؟ آنحضرت نے فرمایا کہ میں مکہ والوں کی بکریاں چراتا تھا ایک بکری کی ایک قیراط اجرت لیتا تھا) (۲۴) کان زکریا نجارا (حضرت زکریا بڑھئی کا کام کرتے تھے) (۲۵) علیکم بالبزاز فان اباکم ابراهیم کان بزازا (بزازی کا کام کرو تمہارے باپ ابراہیم بھی یہی کام کرتے تھے) (۲۶) ان داؤد علیه السلام کان لا یاکل الا من عمل یده (حضرت داؤد اپنے ہی ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

روایات سلف

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی عادت تھی کہ اپنا بھیس بدل کر گھومتے تھے اور لوگوں سے دریافت کرتے تھے کہ داؤد کی کیسی عادت ہے ایک مرتبہ حضرت جبرئیل انھیں ملے حسب عادت حضرت داؤد نے ان سے پوچھا کہ داؤد کے حق میں تو کیا کہتا ہے؟ حضرت جبرائیل نے کہا کہ داؤد اچھا آدمی ہے لیکن ایک خصلت رکھتا ہے یعنی بمقابلہ بھلائی کے وہ خصلت اچھی نہیں ہے حضرت داؤد نے پوچھا وہ کونسی خصلت ہے؟ جبرئیل نے کہا کہ وہ بیت المال سے کھاتا ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک اس بندہ سے کوئی پیارا نہیں ہے جو اپنے ہاتھ کی مشقت سے کھاوے حضرت داؤد یہ سنکر روتے ہوئے اپنے محراب میں آئے اور جناب باری میں عرض کرنے لگے کہ خداوندا! مجھے ایسا کام سکھا دے کہ اپنے ہاتھ سے روزی پیدا کروں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانا سکھایا پھر تو آپ کا یہ معمول ہوگیا کہ امور سلطنت و فیصلہ مقدمات سے جب فراغت پاتے زرہ بنا کر بیچتے اور اس کی قیمت سے اپنا گذر کرتے تھے۔

ابی المخارق سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت مع صحابہ رض جلوہ فرما تھے ناگاہ ایک نوجوان بہادر تلاش معاش کے لئے نکلا حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے کہا کہ افسوس اگر یہ اپنی جوانی وطاقت کو راہ خدا میں صرف کرتا تو خوب ہوتا حضرت نے فرمایا اگر یہ شخص اپنے بڈھے ماں باپ کے آرام دینے کے واسطے یا اپنے چھوٹے بچوں کے کھلانے کے واسطے یا اپنے ہی پیٹ کے واسطے نکلا ہے تو یہ سب راہ خدا میں ہے نفقة الرجل علی اهله صدقة یعنی آدمی کا اپنے اہل پر خرچ کرنا صدقہ ہے من سعی علی عیاله ففی سبیل یعنی جو شخص اپنے عیال کے لئے سعی کرتا ہے وہ راہ خدا میں ہے۔

بعض روایات میں وارد ہے۔

الحراث صدیق الله فی الارض وصدیق الملائکة وصدیق الانبیاء ولو کان ذنب الحراث اکثر من رمل عالج غفر الله ذنوبه کلها الدعاء الطیور فان الطیور اذا اکلت من زرع الحراث دعوا له المغفرة فیستجیب الله دعاءهم

کسان خدا کا اور فرشتوں کا اور نبیوں کا دوست ہے اگر اس کے گناہ بالو کے ڈھیر سے بھی زیادہ ہوں تو چڑیوں کی دعا سے خدا اس کو بخش دیتا ہے اس لئے کہ جب چڑیاں کسان کی کھیتی سے چگتا تو وہ چڑیاں اس کے حق میں دعا کرتی ہیں خدا ان کی دعا قبول فرما لیتا ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا:۔

یا معشر الفقراء ارفعوا رؤسکم واتجروا فقد وضح الطریق لا تکونوا عیالا علی الناس (اے محتاجو کماؤ اور تجارت پیشہ ہو راستہ صاف ہے لوگوں پر احتیاج نہ ڈالو)

حدیث میں آیا ہے:۔

ایاکم ان تکونوا عیابین او مداحین او طعانین او متماوتین یعنی ان یجعل نفسه کالمیت لا یشتغل بالکسب

خبردار تم لوگ عیب جو اور حد سے زیادہ تعریف گو اور طعنہ زن نہ ہو کر جیسے مردہ تلاش معاش سے مجبور ہے تم بھی ویسا ہی مجبور رہو۔

ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ عبادت کے دس حصہ ہیں نو حصہ روزی پیدا کرنے میں ہیں اور ایک حصہ اور عبادتوں میں۔

انبیا اور بزرگان کے کاروبار

غرضکہ احادیث و آثار و اقوال سلف طلب معیشت میں بکثرت مروی ہیں تلاش معاش چاہے جس طرح سے ممکن ہو برعایت شرعیہ لازم ہے کسی پیشہ کو حقیر و ذلیل خیال کرنا سخت دلیری ہے دیکھو حضرت آدم نے کپڑا بننے کا کام کیا حضرت ادریس سیتے پروتے تھے حضرت ابراہیم کپڑا فروخت کرتے تھے حضرت داؤد زرہ بنا کر بیچتے تھے حضرت سلیمان کھجور کی پتی سے چیزیں بنا کر بیچا کرتے حضرت نوح و زکریا بڑھئی کا کام کرتے رہے حضرت موسیٰ نے دس برس تک حضرت شعیب کی بکریاں چرائیں ہمارے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل عمر میں بکریاں چرائیں

پھر ابی طالب کے ہمراہ دو دو بغرض تجارت سفر بڑھاتے رہے بازار سے چیزیں خرید کرکے اپنے سر پر لاتے اگر کوئی مانگتا ہرگز نہ دیتے اور فرماتے کہ جس کی چیز ہوتی ہے وہی اس کے اٹھانے کا حق رکھتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ عثمان بن عفانؓ طلحہؓ عبد الرحمن بن عوفؓ بزازی کی دوکان رکھتے تھے حضرت عمرؓ دلالی کا کام کرتے تھے۔ حضرت علیؓ سعد بن مالکؓ۔ عبد اللہ بن مسعودؓ عمر بن عبد العزیزؒ قاسمؒ عروہ بن زبیرؒ آل ابی بکر۔ آکل علی ابن سیرین عبد الرحمن بن اسود عبد الرحمن بن یزید کھیتی کیا کرتے تھے۔ خباب بن ارث لوہاری کا کام کرتے تھے۔ ابو طلیبہ پچھنے لگایا کرتے تھے حضرت زبیر بن عوامؓ عثمان بن طلحہ بھی قیس بن مخرمہ خیاطی کرتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص تیر بنا کر بیچا کرتے تھے۔ سلمان فارسی پانچ ہزار درہم تنخواہ پاتے تھے وہ سب غربا پر تقسیم کر دیتے اور ٹوکرے بنا کر فروخت کرتے عامر بن کریز عمرو بن العاص گوشت بیچنے کی دکان رکھتے تھے ولید بن مغیرہ لوہاری کا کام کرتے تھے ابو سفیان امیر معاویہ کے باپ سالن پکا کر بیچا کرتے ابو طلحہ انصاری بغلی قبر کھودنے کا کام کرتے ابو عبیدہ بن الجراح صندوقی قبر کھودا کرتے۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ کپڑے کی تجارت کرتے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی کمخواب بنتے تھے۔ جنید بغدادی بزازی کرتے تھے ابراہیم خواص زنبیل بنتے تھے۔ ابو علی دقاق آٹا بیچتے تھے فرید الدین عطار عطاری کی دوکان رکھتے تھے احمد بن نصر دالشمس الائمہ حلوا بیچا کرتے تھے امام نووی کے مرشد یاسین نام بال بنانے کا کام کرتے تھے۔

الغرض جتنے بزرگان دین گزرے ہیں وہ اپاہج کی طرح نہیں بیٹھے رہے بلکہ تجارت وصنعت وحرفت سے رزق حلال بہم پہنچاتے رہے صنعت وحرفت اور تجارت نے ان کو حاجات میں کسی کا محتاج نہیں رکھا۔

اب جاننا چاہیے کہ تلاش معاش کے بہت طریقے ہیں تجارت۔ زراعت۔ صنعت وغیرہ۔

تاجروں کیلئے ہدایات شرعی

سوداگری اور بیوپار کا نام تجارت ہے اور اس کی بہت شکلیں ہیں آدمی کو لازم ہے کہ جب اناج کا بیوپار کرے تو یہ نیت نہ رکھے کہ غلہ کا نرخ گراں ہو تول ناپ میں کمی نہ کرے جو باتیں ناجائز ہیں ان سے بچیں مثلاً لوگوں میں اکثر رواج ہے کہ غلہ کے لئے پہلے سے کسان کو نقد روپیہ دے کر اقرار لیتے ہیں کہ جو بھاؤ سب سے (زیادہ) ہوگا اسی بھاؤ کے حساب سے اس روپیہ کا غلہ لیا جائے گا پس ایسا خرید وفروخت ناجائز ہے۔

اس قسم کی خرید وفروخت کے لئے چند شرطیں ضروری ہیں اگر ان میں سے کوئی شرط فوت ہو جائے تو وہ خرید وفروخت مطلقاً نادرست ہے شرائط یہ ہیں وزن و پیمانہ معلوم ہو کہ فلاں پیمانہ یا فلاں باٹ سے غلہ تولا جاوے گا۔ غلہ کی جنس وقسم معلوم ہو کہ فلاں غلہ فلاں قسم کا لیا جائے گا مال کھرا ہوگا یا کھوٹا مدت مقرر ہو جاوے کہ فلاں دن تک غلہ لیا جاوے اس کا مقام غلہ دینے کا معین ہو جاوے حنفیہ کے نزدیک جس چیز کے لئے روپیہ دیا جائے تو روپیہ دینے کے وقت سے اس چیز کے لینے کے وقت تک اس چیز کا موجود رہنا ضروری ہے اگر روپیہ ایسے وقت میں دیا کہ وہ شے ابھی موجود نہیں ہے بعد چند ایام کے موجود ہوگی تو یہ خرید وفروخت ناجائز ہے مثلاً کنوار میں روپیہ اس غرض سے دیا کہ چیت آئندہ میں نئے گیہوں لیگا تو ناجائز ہے ہاں جب نئے گیہوں کٹنے لگیں تو اس پر روپیہ دینا جائز ہے شافعیہ واہل حدیث کے نزدیک یہ شرط ضروری نہیں ہے ان کے نزدیک قبل کٹنے نئے گیہوں کے روپیہ دینا نئے گیہوں کے واسطے جائز ہے۔

چند ضروری مسائل

بیوپار کی ہزار شکلیں ہیں اب چند مسائل ضروریہ جو اہل تجارت کو زیادہ پیش آتے ہیں ذکر کئے جاتے ہیں (۱) جملہ قسم کی شراب اور سور اور آدمی آزاد کا بیچنا مول لینا جائز نہیں۔

(۲) چمڑا مردار جب تک دباغت نہ کیا جاوے بیچنا مول لینا جائز نہیں۔

(۳) تالاب میں مچھلیاں ہوں اور بغیر جال وغیرہ کے وہ نہ مل سکتی ہوں تو اس کا بیچنا مول لینا درست نہیں ہے ہاں اگر تالاب میں پانی کم رہ گیا اور بدون جال وغیرہ کے وہ پکڑلی جاسکتی ہیں تو مضائقہ نہیں ہے۔

(۴) درخت پر پھل کا بیچنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ پھل خوب ظاہر نہ ہو جاویں۔

(۵) صراف کو روپیہ دیکر یہ کرنا کہ کچھ پیسے فوراً لیلے اور باقی کے واسطے یہ کہنا کہ جب ضرورت ہوگی لے جاوینگے ممنوع ہے ہاں سب پیسے لیکر بقدر ضرورت نکال کر باقی اس کے پیسے امانت کے طریق پر رکھا دینا مضائقہ نہیں ہے۔

(۶) بھنگ یا افیون وغیرہ کھانے کے لئے بیچنا حلال نہیں ہے اگرچہ بیع نافذ ہو جاویگی۔

(۷) مہوا یا قند سیاہ شراب بنانے کے لئے کلوار کے ہاتھ بیچنا مکروہ ہے۔

(۸) بیڈا بکرا مرغا بھوانی وغیرہ کے نام پر چڑھانے کے واسطے بیچنا مکروہ ہے۔

(۹) کسی چیز کو بعوض نقد سستا اور ادھار گراں بیچنا اگرچہ جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

(۱۰) ہنڈوی کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنا ممنوع ہے۔

زراعت کی فضیلت

کھیتی کرنا یہ شغل اکثر اصحاب کو پسند تھا اور رزق حلال کا عمدہ وسیلہ ہے کسان کو لازم ہے کہ جیسا یہ شغل عمدہ ہے ویسا ہی عمدہ طریقہ سے برتے مثلاً بیلوں وغیرہ کو آرام سے رکھے ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لے ان کی پرورش میں حتی الوسع کمی نہ کرے جانوروں کو بلا سبب مارنا گالی دینا گناہ سمجھے کھیتی کے کام کے وقت فرائض سے غافل نہ ہو۔ نماز وقت پر ادا کرتا رہے تہبند ایسی نہ باندھے کہ زانو کھلا رہے گوبر وغیرہ سے اپنے بدن کپڑے وغیرہ کو بچائے رکھے کیونکہ اکثر عذاب قبر کا اسی بے احتیاطی سے ہوتا ہے کھیت حتی الامکان اجرت نقد دیکر کٹا دے اس لئے کہ اس کھیت کے غلہ سے مزدوری دینا (جس کو عرف میں لونی کہتے ہیں) موافق قاعدہ فقہ کے خلاف ہے۔

صنعت کی فضیلت

کاریگری اور ہنرمندی ایک ایسی صفت ہے جو تجارت وزراعت سے باعتبار ایک درجہ کے افضل ہے تجارت وزراعت کے مشاغل بدون کسی دوسرے کی مدد کے انجام نہیں پا سکتے اور ہمیشہ ہر وقت آدمی کے ہمراہ نہیں رہ سکتے لیکن ہنر وہ چیز ہے کہ جہاں آدمی گیا وہ اس کے ساتھ ہے مسافر کو سفر میں غریب کو غریبی میں ہنر مدد دے سکتا ہے منزل مقصود تک بھی پہنچا سکتا ہے کاریگری ہنرمندی کی انتہا نہیں۔

بعض صنعتیں

علم یہ ایسا ہنر ہے کہ خدا رسول اور تمام خلائق اس کے فضل کے معترف ہیں اس سے بڑھکر کوئی ہنر مفید دارین نہیں ہے اس کے اقسام وفوائد کا ذکر بڑی بڑی کتابوں میں ہے۔

لکھنے کا کام۔ یہ پیشہ بڑی عزت وآرام کا ہے خوشنویسی وغیرہ اس زمانہ میں

زیادہ بکارآمد ہے اس صنعت کے لوگ گھر بیٹھے آرام سے بسر کرتے ہیں لکھنے والوں کو اتنا خیال رہے کہ کبھی دستاویز سودی نہ لکھیں ورنہ لعنت میں گرفتار ہوں گے۔

قرآن مجید لکھنے کی مزدوری لینا جائز ہے عن ابن عباس انہ سئل عن اجرۃ کتابۃ المصحف فقال لاباس انماھم مصورون و انھم یاکلون من عمل ایدیھم رواہ رزین۔ یعنی کسی نے ابن عباس سے قرآن کی کتابت کی اجرت کے بارہ میں پوچھا آپ نے جواب دیا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے وہ لوگ صرف مصور ہیں اور اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے ہیں۔

درزی کا کام۔ یہ پیشہ بھی آرام کا ہے اور احادیث میں اس کی فضیلت وارد ہے حدیث میں ہے نعم الحرفۃ للرجال امتی الخیاط (میرے مردوں کے لئے سینا اچھا پیشہ ہے عمل الابرار من الرجال الخیاطۃ یعنی سینا اچھے لوگوں کا کام ہے۔ اس پیشہ والے کو لازم ہے کہ اپنی بری عادت چوری کی جو زبان زد خلائق ہے ترک کریں اور بدون اجازت کپڑے کے مالک کے ایک بھی ٹکڑا نہ لیویں۔ اسی ہنر میں چکن سازی و کامدانی وغیرہ کا کام بھی داخل ہے

جولاہے کا کام:۔ اس کام میں بڑا نفع ہے ہزاروں آدمی اس کی بدولت امیرو کبیر ہو گئے ہیں اسی ہنر میں پشمینہ وغیرہ کا کام بھی داخل ہے اور چرخہ کاتنا بھی اس میں داخل ہے حدیث میں وارد ہے نعم العمل للنساء امتی الغزل میری امت کی عورتوں کے لئے چرخہ کاتنا اچھا کام ہے

نعم لھو المرءۃ مغزلھا یعنی عورتوں کے لئے چرخہ کاتنا عمدہ کھیل ہے عمل الابرار من النساء الغزل یعنی چرخہ کاتنا اچھی عورتوں کا کام ہے اسی ہنر میں جراب گلوبند وغیرہ بننا داخل ہے۔

بڑھئی کا کام۔ یہ ہنر ہمیشہ کارآمد اور محتاج الیہ ہے خصوصاً اس زمانہ میں یہ ہنر بہت ہی عمدہ اور موجب ثروت ظاہری ہے

لوہار کا کام:۔ یہ کام بھی ہمیشہ ضروری تھا اب تو اسی کام پر تار ریل ٹریمو ے وغیرہ کا دارمدار ہے اسی ہنر میں گھڑی سازی شامل ہے

سونار کا کام:۔ یہ کام بھی عمدہ اور آرام کا ہے مگر اس میں فریب، و دغا اس زمانہ میں ایسا ہو گیا ہے کہ جس کا حد و احصا نہیں ہے۔

راج گری کا کام:۔ یہ ہنر بھی بہت اچھا ہے مگر محنت و جانبازی کا کام ہے

الغرض ہر فرد بشر پر لازم ہے کہ اپاہج اور ہاتھ پاؤں کاٹ کے بیٹھ نہ رہے کسی نہ کسی وجہ سے طریقہ معاش بشرطیکہ حلال طور پر ہو حاصل کرے۔

بارہ مجالس

بالکل آسان اردو میں وعظ کی بے نظیر تازہ کتاب

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعوےٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب آپ اپنی نظیر ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر بیرونجات کے واعظ بمشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں باسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصا اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں:۔

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت:۔ یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً ہی قولوا آمنا باللہ ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی۔ یہ ہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اہرمن۔ یزدان۔ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس اور تیس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس توحید کے پروانے۔ یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں۔

چوتھی مجلس نبوت و رسالت:۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے

پانچویں مجلس ختم نبوت۔ اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا الیوم اکملت لکم کی تفسیر یہی ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول:۔ اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیا پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس اسوہ حسنہ رسول محترم:۔ بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات بھی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی دلچسپ انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کے لئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات۔ اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلامی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق وہ دعویٰ جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا۔ یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کے ساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں ان کے لئے مخصوص رعایت ہے کتاب دو سو صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف رعایتی عمر محصول ۷ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

عہد عباسیہ کی زبردست شخصیت

ابن سمعون

مولوی عبد الحلیم صاحب شرر مرحوم نے دولت عباسیہ کے ایک عدیم المثال واعظ ابن سمعون کے حالات رقم فرمائے ہیں یہ شخص بلا کا جادو بیان تھا حافظ ابوبکر خطیب بغدادی احمد بن عبد المومن اور جلال الدین ابن جوزی نے اس معجز نما واعظ کی جو تعریفیں لکھی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شائد دنیا بھر میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا۔

ابن سمعون چوتھی صدی کے شروع میں بغداد میں پیدا ہوئے اس وقت بغداد میں علم و فضل کے دریا رواں تھے ابن سمعون بھی انھیں دریاؤں سے سیراب ہوئے آپ نے کسی خاص استاد سے وابستگی نہیں رکھی بلکہ بہت سے استادوں سے پڑھا اور ہر چشمہ سے سیراب ہوئے وعظ بہت سنتے تھے اور بڑے غور سے سنتے تھے۔ شاید اس لئے کہ وہ خود بھی اسی میدان میں منتہی ہونے والے تھے

مرآۃ الجنان میں ابن سمعون کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے یعنی ابن سمعون ابتدائے عہد میں نہایت پریشان حال تھے لہذا وہاں کے محتاج اور غربت زدہ فقراء میں ان کا شمار بھی تھا لیکن اس پریشان حالی کے زمانہ میں یہ لوگوں سے خیرات اور صدقات نہیں لیتے تھے بلکہ کتابت پر بسر اوقات کرتے تھے اکثر کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے اور ان کو بغداد کے علمی بازاروں میں فروخت کر لیا کرتے تھے ایک ضعیف اور فلاکت زدہ ماں زندہ تھی جس کی خدمت گذاری اس طرح کرتے کہ گویا جو کچھ کماتے تھے صرف اسی کے لئے ورنہ اصل میں اپنا پیٹ ہر طرح پال سکتے تھے اس کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ابن سمعون نے صرف ماں کی خدمتگذاری کے لئے اپنے بہت سے طبعی شوقوں کو دبا رکھا تھا بلکہ ذوق علم نے جو ان کا قدم سفر کی منزلوں تک نہ پہنچنے دیا اس کی وجہ شاید وہی ضعیفہ ماں تھی۔

ابن سمعون ایک دن ماں سے باتیں کر رہے تھے باتیں کرتے کرتے کچھ دینی ذوق نے ایسا جوش پیدا کیا کہ ماں سے کہنے لگے کہ اماجان مجھے حج اور زیارت بیت اللہ کا بہت شوق ہے اگر آپ اپنے اس ذلیل بیٹے کو سفر حج کی اجازت دیں تو مجھ سے جس طرح فقر و فاقہ سے بنتا مکہ معظمہ کا عازم ہوتا اور وعدہ کرتا ہوں کہ خانہ کعبہ میں اور نیز ہر مقام مقدس میں جس کی زیارت کی مجھے عزت حاصل ہوتی نہایت آپ کو یاد کرتا اور آپ کی طرف سے مغفرت اور نجات کی دعائیں مانگتا ماں نے یہ خیال سنکر شدت سے انکار کیا اور کہا ابن سمعون بھلا یہ کیونکر ممکن ہے اول تو اس مصیبت و افلاس میں تجھ سے سفر کیونکر کیا جائے گا اور اگر بالفرض تو چلا بھی گیا تو بتا میری زندگی بسر ہونیکی کونسی صورت ہے جب تک تو آئے میرا کام افلاس میں تمام ہو جائیگا ماں کی زبان سے یہ جواب سنکر ابن سمعون خاموش رہے اور ڈر گئے کہ ایسا نہ ہو کہ اماں جان زیادہ خفا ہو جائیں اتفاقاً اسی وقت اور اسی صحبت میں بیٹھے بیٹھے ان کی ماں کی آنکھ لگ گئی تھوڑی ہی دیر میں اس ضعیفہ پر عالم غنودگی طاری رہا ہوگا کہ یک بیک وہ چونک پڑی اور اٹھتے ہی جو پہلا جملہ اس کی زبان سے نکلا یہ تھا کہ:۔ بیٹا سمعون سفر حج کا سامان کر میں ہرگز نہیں روکتی ہوں" ابن سمعون نے پوچھا اماں جان اکیوں کیا ہوا جو آپ نے یوں یک بیک مجھے اجازت دیدی اور نہ میرے مصائب سفر کا خیال کیا اور نہ اپنی تنگدستی کو دیکھا۔ ماں نے جواب دیا کہ بیٹا! ابھی جو میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلعم کی زیارت کی حضور نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے خدا کی بندی اپنے بیٹے کو ایسی دولت سرمدی اور ایسے ارادہ نیک سے کیوں روکتی ہے؟ اسے فوراً اجازت دے اس لئے کہ اس کے لئے دینی اور دنیاوی دونوں بھلائیاں اس سفر پر منحصر ہیں۔ بھلا اب حضرت رسول صلعم کی زبان مبارک سے سن کے میں کیونکر تجھے روک سکتی ہوں۔ بس اب تو سفر کے لئے آمادہ ہو مجھ سے جس طرح بنے گا اپنی بسر کر لوں گی ماں کی زبان سے اس خواب کا حال سنکر ابن سمعون پر عجب حالت طاری ہوئی اور نہایت درجہ خوش ہوئے کہ حضرت رسالت پناہ صلعم کے حکم سے میں سفر حج کروں گا۔ الغرض جوش میں آ کے اسی وقت اللہ کھڑے ہوئے دو چار کتابیں جو لکھی رکھی تھیں ان کو ہاتھ میں لیا اور بازار میں جا کے جس قیمت میں بکیں فوراً بیچ ڈالا اس کی قیمت لا کر ماں کو دی اور کہا جب تک بن سکے آپ اس تھوڑی سی رقم پر اپنی زندگی بسر کیجئے میں جاتا ہوں یہ کہکر گھر کو خیرباد کہا اور حاجیوں کا جو قافلہ مکہ معظمہ جاتا ہے اس کے ہمراہ پاپیادہ روانہ ہوئے۔

راستہ میں بہت بڑی مصیبت یہ پیش آئی کہ صحرائی بدویوں نے قافلہ کو لوٹ لیا ہر مسافر کے پاس جو کچھ مال و اسباب تھا زبردستی چھین لیا یہانتک کہ سب اہل قافلہ سے کپڑے تک اتروا لئے ابن سمعون بیچارے کے پاس کیا تھا لیکن لٹیروں نے انھیں بھی نہ چھوڑا کپڑے اتار لئے اور بالکل برہنہ صحرا میں چھوڑ دیا۔ خود کہتے ہیں کہ میں وہاں ننگا مادرزاد پھر رہا تھا دو انگل کپڑا بھی نہ تھا جس سے پردہ ڈھانپتا اتفاقاً میں نے دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ میں عبا لئے کھڑا ہے میں اس کے قریب گیا اور کہا:۔ آپ میری حالت ملاحظہ فرمائیے اور مجھ پر ترس کھائیے انہوں نے وہ عبا مجھکو دیدی میں نے اس کو پھاڑ کر دو حصوں میں تقسیم کیا ایک کو کمر میں لپیٹ لیا اور ایک کو کندھے پر ڈال لیا خیر لوٹے مارے اہل قافلہ آگے روانہ ہوئے قافلہ میں اور لوگوں کو تو خیر کچھ کھانے پینے کو مل جاتا تھا مگر میرا یہ عالم تھا کہ فاقہ پر فاقہ ہوتے تھے جب زیادہ شدت گرسنگی ہوتی تو اس وقت جبکہ قافلہ کے لوگ کھانا کھانے کو بیٹھتے میں ان کے سامنے جا کے کھڑا ہو جاتا وہ ترس کھا کے ایک آدھ ٹکڑا روٹی کا میری طرف پھینک دیتے میں شکریہ ادا کر کے لے لیتا اور اسی پر زندگی بسر کرتا اس فقیری کے عالم میں بھیک مانگتا ہوا میں اس مقام پر پہنچا جہاں سے اہل بغداد احرام باندھا کرتے تھے انہیں دونوں کپڑوں سے انہیں خوب دھو کے اور پاک و صاف کر کے میں نے احرام کا کام لیا اور حج کر کے خدا کا شکر ادا کیا۔

بنی شیبہ میں سے ایک شخص تھا جس کے قبضہ میں خانہ کعبہ کی کنجیاں تھیں میں ایام قیام مکہ میں ایک روز اس کے پاس گیا اور اپنا حال بیان کیا اس کو میرے حال پر بہت کچھ افسوس معلوم ہوا اس کے متاثر ہونے پر مجھے اتنی

جرأت ہوئی کہ میں نے کہا کہ آپ سے اتنی درخواست کرتا ہوں کہ چونکہ خانہ کعبہ آپ کے اختیار میں ہے لہذا مجھے کوئی ایسا موقع دیجئے کہ تنہا میں ہی اندر جا کر خلوت میں خدا سے دعا مانگوں اس نے وعدہ کیا اور ایک روز جب سب لوگ خانہ کعبہ سے نکل چکے تھے اس نے مجھے اندر داخل کر کے دروازہ بند کر لیا مجھے یہ نہایت عمدہ موقع ملا تھا میں نے نہایت خشوع و خضوع سے درگاہ باری تعالیٰ میں دعا مانگنی شروع کی اور اس عالم بیخودی میں میری زبان سے یہ کلمات نکلے۔ بار الٰہا! تو میرے فقر و فاقہ اور افلاس کا حال بخوبی جانتا ہے کچھ اس کی ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان سے عرض کروں مجھے اپنے خوان کرم سے ایسا کچھ مرحمت کر کہ سوائے تیرے اور کسی کا محتاج نہ رہوں۔"

ادھر میری زبان سے یہ کلمات نکلے۔ ادھر سُنا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے یا اللہ یہ شخص دعا میں غلطی کرتا ہے اس کو ایسی ہی زندگی ملے کہ کبھی معاش کی طرف سے اطمینان نہ ہو یہ آواز سن کے میں چاروں طرف حیرت سے دیکھنے لگا مگر کوئی شخص نظر نہ آیا میں پھر خدا کی طرف متوجہ ہوا اور دعا میں وہی الفاظ کہے اور پھر وہی آواز آئی اور دیکھا تو کوئی نہ تھا تین دفعہ ایسا ہی اتفاق ہوا اس کے بعد میں خانہ کعبہ سے باہر نکل آیا؛

جب میں عراق پہنچا۔ طائع اللہ خاندان حضرت عباسؓ سے خلیفہ بغداد تھا اس نے اتفاقاً اسی زمانہ میں اپنی ایک پری جمال لونڈی کو کسی سبب سے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا لیکن اُسے خوف ہوا کہ اگر لونڈی اپنی گھر سے نکال دی جائے گی تو خوف ہے کہ بے عصمت ہو جائے لہذا بعض مشیروں سے صلاح لی ایک مشیر نے کہا ابن سمعون واعظ عنقریب حج سے واپس آیا چاہتا ہے بہتر ہوگا کہ امیر المومنین اس لونڈی کو اس کے سپرد کر دیں اور شرط کر لیں کہ ابن سمعون اس کے ساتھ نکاح پڑھا لے۔ اس صورت میں لونڈی بھی باعصمت رہے گی اور ابن سمعون بھی خوش ہو جائے گا خلیفہ بغداد نے اس رائے کو پسند کیا الغرض میرے بغداد میں داخل ہوتے ہی آستانِ خلافت میں چند صلاح کار لوگ جمع کئے گئے جنہوں نے میرے ساتھ اس لونڈی کا عقد کر دیا اور بہت سے مال و اسباب اور دولت و سامان کے ساتھ اسے میرے گھر پر بھیج دیا؛

یہی زمانہ ہے جس وقت سے ابن سمعون دولتمند ہو گئے ان کا اعتقاد تھا کہ یہ ان کی والدہ محترمہ کے اس خواب کی تعبیر ہے۔ وعظ کی صحبتوں اور پند و نصائح کی محفلوں میں ہمیشہ اس واقعہ کو موثر الفاظ سے بیان کر کے خدا کا شکر ادا کیا کرتے تھے اور لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ خداوند تعالیٰ کیونکر اپنے بندوں کے ساتھ بہ لطف و محبت پیش آیا کرتا ہے۔ آخر عہد میں ابن سمعون کے زہد و تقدس نے انھیں مرتبہ کمال پر پہنچا دیا تھا کہ یافعی کا بیان ہے کہ اس عصر کے مشہور علماء قاضی ابو بکر اور شیخ ابو بکر حامد جو خود بھی رؤسائے اسلام میں سے تھے اور ناموران بغداد میں تھے ابن سمعون کی خدمت میں بکمال ادب حاضر ہوتے تھے ان کے ہاتھوں کو چومتے تھے اور اس کو اپنی اعلیٰ سعادت خیال کرتے تھے۔

ابو علی ہاشمی کہتے ہیں۔ طائع اللہ کا غصہ خاندان عباس کے سب لوگوں سے بڑھا ہوا تھا اور اس کے غصہ سے کوئی شخص نجات نہ پا سکتا تھا۔

ایک مرتبہ اس نے مجھے حکم دیا کہ ابن سمعون کو لا کے ابھی حاضر کر و چہرے سے غصے کے آثار ظاہر ہوتے تھے جس سے مجھے خوف ہو گیا کہ دیکھئے ابن سمعون پر کیسے گذرتی ہے میں ابن سمعون کے پاس گیا اور انھیں اپنے ہمراہ آستانہ خلافت میں لے گیا اور خلیفہ سے عرض کی کہ ابن سمعون حاضر ہیں۔ خلیفہ نے اپنے سامنے بلایا۔ ابن سمعون جاتے ہی آداب شاہی بجا لائے اور پند و نصائح کا سلسلہ شروع کر دیا زبان کھولتے ہی انہوں نے کہا روی من امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یعنی حضرت علی سے روایت ہے ایک روایت تمام ہوئی تو دوسری روایت بھی حضرت علی ہی کی سند سے شروع کی آخر تک جتنی روایتیں بیان کیں سب کی سند حضرت علی ہی تک پہنچتی تھی اور ان کے مضامین سے دل پر ایسی رقت طاری ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔

طائع کا دل موم ہو گیا اور اس نے رونا شروع کیا یہاں تک کہ رومال جو خلیفہ کے ہاتھ میں تھا بالکل تر ہو گیا۔ اس کے بعد ابن سمعون نے زبان روکی اور خاموش ہو گئے اور ایک مشک کا ڈبہ مجھے دیا اور اشارہ کیا کہ خلیفہ کی خدمت میں بطور نذر پیش کر دو میں نے اس ہدیہ کو خلیفہ کے سامنے رکھ دیا۔ اب ابن سمعون سلام کر کے جانے لگے میں محل خلافت کے دروازے تک ان کو پہنچانے گیا اور نہایت حسن عقیدت سے اس زمانہ پر میں ان کو رخصت کر کے خلیفہ کے حضور میں واپس آیا اب تنہائی میں میں نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ امیر المومنین ابن سمعون کے آنے سے پہلے حضور کے چشم و ابرو سے آثار غضب نمایاں تھے لیکن ان کے آتے ہی وہ سب باتیں جاتی رہیں اور نہایت مہربانی اور رحمدلی سے پیش آئے خلیفہ نے جواب میں فرمایا کہ نالائق چغل خوروں نے مجھ سے کہا تھا کہ ابن سمعون جناب علی مرتضیٰ کی شان میں بے ادبی کے کلمات کہا کرتا ہے اسی وجہ سے غضبناک ہو کے میں نے اسے بلا بھیجا تھا مگر اس وقت وہ جو آیا تو اس نے ابتدا سے آخر تک جتنی روایتیں بیان کیں سب جناب علی مرتضیٰ سے اور ہر موقع پر ان کا نام اسی تعظیم سے لیا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ لوگوں نے جو کچھ کہا جھوٹ تھا اور حسد پر مبنی تھا اور ابن سمعون کے عقائد میں کسی قسم کا فرق نہیں ہے۔

۳۶۷ھ میں عضد الدولہ تخت عراق پر جلوہ افروز ہوا اور اس نے تخت پر بیٹھتے ہی تمام گلی کوچوں میں ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ آیندہ سے کوئی واعظ صحابہ اور یاران رسول خدا کے فضائل علی الاعلان نہ بیان کیا کرے کہ تعریف صحابہ سے تعصب بڑھتا ہے اور آتش فساد بھڑک اٹھتی ہے جو کوئی اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا قتل کر ڈالا جائے گا۔

اس حکم کی وجہ یہ تھی کہ عضد الدولہ کی تخت نشینی سے پہلے ملک عراق میں شیعہ اور سنیوں کے صرف مذہبی بنا پر جھگڑا پیدا ہو گیا تھا اور اس نے یہاں تک طول کھینچا تھا کہ دونوں طرف کے صدہا آدمی جان سے مارے گئے جوار بغداد کے بیسیوں گاؤں میں آگ لگا دی گئی اور رعایا کا اس قدر مال و اسباب لٹ گیا کہ بیان سے باہر ہے۔

ابن سمعون نے یہ حکم سنا اور اس کی پوری پوری مخالفت کر کے جامع بغداد میں نہایت آزادی سے اپنے وعظ میں بہت کچھ فضائل صحابہ کرام بیان کئے۔

جب یہ خبر عضد الدولہ کو پہنچی تو نہایت برہم ہوا اور اپنے مقربان دولت میں سے ابو الفنارس کو حکم دیا کہ ابن سمعون کو لا کے حاضر کرے خود ابو الفنارس کا بیان ہے کہ عضد الدولہ کے حکم کے بموجب میں نے علامہ ابن سمعون کو آدمی بھیج کر اپنے مکان

میں بلایا وہ آئے تو مجھے ان کی صورت پر کچھ ایسا جلال اور ایسی ہیبت نظر آئی کہ بے اختیار میں ان کی تعظیم و تکریم کے لئے اٹھ کھڑا اور ان کو اپنے برابر بلا کے بٹھایا رسم مزاج پرسی کے بعد میں نے کہا جناب والا! بادشاہ عضدالدولہ کو لوگوں نے آپ کی شکایتیں کرکے نہایت برہم کر دیا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ کیسا سخت گیر اور کتنا بڑا سخت دل بادشاہ ہے؟ آپ اس کے دربار میں تشریف لیجائیں تو پہلے جاتے ہی نہایت عاجزی اور ادب سے آستانہ بوسی فرائیے اور شاہی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھئے گا اور پورے حضور دل سے خدا کی طرف متوجہ ہو کے نجات اور عفو کی دعا مانگئے گا شاید خداوند تعالیٰ جل شانہٗ آپ کو ایسے شیر غضب آلود کے پنجۂ ستم سے نجات دلا دے:

ابن سمعون نے کہا سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے یہ سمجھا بجھا کے میں نے ابن سمعون کو اپنے ہمراہ لیا اور دربار کو روانہ ہوا در دولت پر پہنچ کے میں نے ان سے کہا کہ آپ ذرا بھر یہاں ٹھہریئے میں آپ کی اطلاع کرکے حاضری کی اجازت لے آؤں لیکن ہاں دیکھئے میں نے جو کچھ کہا ہے اس کا ضرور خیال رکھئے گا۔ اس بات سے میری غرض یہ تھی کہ ایسے فاضل گراں پایہ اور عالم بے بدل کو عضدالدولہ کے ہاتھ سے کوئی صدمہ نہ پہنچ جائے غرض تمام باتیں علامہ ممدوح کے ذہن نشیں کرکے میں جھپٹا ہوا اندر گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ابن سمعون میرے برابر کھڑے ہوئے ہیں اور جو کچھ میں نے کہا تھا گویا ان سب باتوں کو یا تو لغو خیال کیا یا بھول گئے کیونکہ نہ تو آستان بوسی کی نہ کوئی شاہی تعظیم و تکریم بجا لائے بلکہ بختیار جسکو عضدالدولہ نے قتل کر کے حکومت عراق حاصل کی تھی اس کے مکان کی طرف اشارہ کرکے آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے "وہ گاؤں جن میں ظلم ہوتا تھا جب ان کو خدا کا غضب لے لیتا ہے تو ایسا ہی کرتا ہے خدا کا مواخذہ کرنا دردناک اور سخت ہے" اس کے بعد عضدالدولہ کی طرف متوجہ ہو کے کہا "اور اس کے بعد ہم نے ان کی جگہ تم کو وارث تاج و تخت کیا تاکہ دیکھیں تم کیا کارروائی کرتے ہو؟" اس کے بعد ابن سمعون نے جو پند و نصائح کا دفتر کھولا اور اپنی زبان معجز بیان کے جوہر دکھانا شروع کئے تو یہ عالم تھا کہ کل اہل دربار اور خود عضدالدولہ پر ایک بیہوشی اور از خود رفتگی کا عالم طاری ہو گیا میں نے عضدالدولہ کو کبھی رحم سے کام لیتے نہیں دیکھا تھا اور گویا رقت قلب تو جیسے ہی نہیں گئی تھی لیکن ابن سمعون کے بیان نے یہ اثر کیا کہ اس نے رومال اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور زار زار رونے لگا ابن سمعون دیر تک سب کو اسی عالم میں دیکھ کے یک بیک ہم لوگوں کے درمیان سے غائب ہو گئے اور وہ سارے دربار کو بیخودی کی حالت میں چھوڑ کے بغیر اجازت لئے چلے گئے اور ہم کو خبر ہی نہ ہوئی یہاں سے جا کے وہ میرے مکان میں بیٹھ رہے کچھ دیر کے بعد جب عضدالدولہ اپنے ہوش میں آیا تو اس نے میری طرف متوجہ ہو کے حکم دیا کہ جاؤ خزانہ سے تین ہزار درہم اور دس جوڑے خلعت گرانبہا لو اور ابن سمعون کو میری طرف سے دو اگر وہ لے لیں تو فوراً قتل کر ڈالنا اور انکار کریں تو کہنا اچھا لیجئے ان کو اپنے احباب اور غرباے اسلام پر تقسیم کر دیجئے ابو الثنار کہتے ہیں کہ اس حکم نے مجھے نہایت ہی تشویش میں ڈال دیا اس لئے کہ مجھے خوف معلوم ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو ابن سمعون ان چیزوں کو اپنے نام سے قبول کر لیں اور مجھے اس علامۂ عصر کے قتل کا مرتکب ہونا پڑے الغرض میں درہم اور خلعت ہائے گرانبہا لے کے گیا اور کہنے لگا حضور بادشاہ عضدالدولہ نے یہ سب سامان بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے انہوں نے جواب دیا اے ابو الثنار بھلا تم ہی انصاف کرو میں ان چیزوں کو لیکر کیا کروں گا یہ کپڑے جو میں پہنے ہوئے ہوں ان کو چالیس برس ہوئے والد مرحوم و مغفور نے میرے لئے قطع کرائے تھے میں جب کہیں آتا جاتا ہوں تو ان کو پہن لیتا ہوں اور اپنے گھر جاتے ہی نہایت احتیاط سے انہیں تہ کرکے رکھ دیتا ہوں میری عمر کے لئے یہی جوڑا کافی ہے اور زیادہ ساز و سامان دنیاوی کی مجھے ضرورت نہیں باقی رہے درہم یہ بھی میرے لئے فضول ہیں وہ گھر جو مجھے والد بزرگوار کے ورثہ میں ملا ہے اس کا کرایہ اس قدر کافی ہے کہ میں اطمینان سے اپنے حوائج ضروری پورے کر لیتا ہوں مجھے شاہی انعام کی کوئی حاجت نہیں" یہ سن کے میں نے کہا اچھا تو اگر آپ کو اپنے لئے ضرورت نہیں تو آپ کے احباب میں جن لوگوں کو ضرورت ہو ان کو تقسیم فرما دیجئے خود بادشاہ نے مجھ سے کہدیا ہے کہ اگر وہ نہ لیں تو یہی دے کے کہ دینا کہ اپنے احباب پر تقسیم کر دیجئے" انہوں نے فرمایا اے ابو الثنا میرے دوستوں کو بھی ان چیزوں کی ضرورت نہیں وہ بادشاہ اور ان کے دولت مند احباب کی نسبت اس ساز و سامان کے زیادہ محتاج ہیں"

ابن سمعون کی یہ تقریر سنکر میں نہایت ہی خوش ہوا اور عضدالدولہ کی خدمت میں جا کے ساری داستان بیان کر دی۔ اس کو بھی سن کے بڑی خوشی ہوئی اور شکریہ کے طور پر کہنے لگا

الحمد للہ الذی سلمہ منا وسلمنا منہ یعنی اس خدا کا شکر ہے جس نے ان کو مجھ سے اور مجھ کو ان سے محفوظ رکھا:

انتقال

ابن سمعون نے ~~۳۸۷ھ~~ ۹۹۷ء میں انتقال فرمایا اور تمام بغداد ماتم کدہ بن گیا اس کے چالیس سال بعد پنجشنبہ ۱۱ رجب ۴۲۶ھ ۱۰۲۹ء میں کسی وجہ سے انکو باب الحرب میں دفن کرنے کی تجویز ہوئی اور پہلی قبر کھودی گئی راوی کا بیان ہے کہ ۴۰ برس کے بعد جسم کا گلنا سڑنا تو درکنار کفن کا کپڑا تک ویسا ہی ستھرا اور صاف تھا:

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ **سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے** تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے نہ کچھ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو **چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے**

(قیمت ہر سہ حصص ایک روپیہ آٹھ آنے ۱؎)

پتہ:- **منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔**

بیداری کا انعام

ناا

کبھیجنا مائی اللہ کے نام پر!

یہ تھی وہ آواز جو فضا پر رات کی تاریکی مسلط ہونے پر گلی قاسم جان کے ایک بلند مکان کی ڈیوڑھی پر محمود کے منہ سے پہلی مرتبہ نکلی جب اس کی بھوک اور ضمیر میں برد جنگ ہو رہی تھی۔ بھوک کا تقاضہ تھا کہ جس طرح ہی میسر آئے، تنور شکم کو پر کرو غیرت کہتی تھی کہ دوسرے کے مقابلہ میں دست سوال دراز کرنے کے مقابلے میں مرجانا بہتر ہے آخر پیٹ کی آگ کے شعلوں نے دامن غیرت کو داغدار کر دیا اور محمود۔ اندھیری رات کا سیاہ نقاب چہرے پر ڈال کر ایک شاندار مکان کے سامنے سے گذرا جس کے برآمدے میں چند خوش باش احباب اپنے لمحات فرصت سے اطمینان کے ساتھ فائدہ اٹھا رہے تھے۔

درمیان میں خوبصورت بیضوی میز پڑی ہوئی تھی جس کے چاروں طرف کرسیاں بچھی ہوئی تھیں میز پر سوڈا واٹر کی چند بوتلیں اور بادہ ناب سے بھرے ہوئے متعدد کانچ کے گلاس رکھے ہوئے تھے قہقہے کی مسلسل صدائیں دروازوں کی چقوں کو چیر کر سڑک پر آ رہی تھیں اور بجلی کے قمقمے اپنی پرنور شعاعوں سے راستے کو روشن کر رہے تھے۔ محمود آہستہ آہستہ برآمدے کے سامنے آیا اس نے یہ منظر دیکھا اور اپنی گذشتہ زندگی پر ایک نگاہ غلط انداز ڈال کر سر سے پیر تک لرز گیا۔ کاش نوجوانوں کا بے پروا گروہ جو آئندہ چل کر سینکڑوں نفوس کی بربادی کا باعث ہوگا مجھے دیکھ کر عبرت حاصل کرتا کہ زہر کے یہ خوشرنگ پیالے انسان کو دنیا میں کسی کام کا نہیں رکھتے۔

اس نے چاہا کہ ان کو اپنی شکستہ حالی پر متوجہ کرے اس کے لبوں میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے زبان نے جنبش کرنے کا ارادہ کیا لیکن الفاظ نے ساتھ نہ دیا اور اس کا وہ سوال جو حمیت کے خون کو کھولاتا ہوا لب تک آتا جاتا تھا دل کا دل میں رہ گیا وہ تیزی سے چلنے لگا اور عجلت کے ساتھ پچاس ساٹھ قدم چلنے کے بعد پھر ہمت کر کے وہ ایک دروازہ پر رکا اور چاہا کہ سوال کرے لیکن خاندانی وجاہت باپ دادا کی عزت و شہرت نے اس کے دامن کو جھٹکا دیکر کہا۔ محمود کیا محض ایک روٹی کے لئے باتانبے کے چند سکوں کے معاوضے میں اپنی خاندانی نام و نمود کو فروخت کر دے گا! پیٹ نے کہا کہ ضرورت میں سب کچھ جائز ہے حاجتمندی گناہ کو بھی ثواب کر دیتی ہے لیکن ضمیر نے کہا کہ غیرت مند اشخاص کے لئے وہ موت، دنیا کے تمام آلام کا بہترین علاج ہے مگر زندگی آہ سب سے زیادہ عزیز اور قیمتی چیز! کیا ممکن ہے کہ میں اس کو اپنے ہاتھوں تباہ کر دوں دو منٹ توقف کرنے کے بعد وہ اس دروازہ سے بھی گزر گیا جو خطرہ بار بار پیش آتا ہے انسان اس کا خوگر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس سے کوئی اندیشہ محسوس نہیں کرتا محمود کے سامنے دو مرتبہ غیرت و ضرورت کی کشاکش ہو چکی تھی ضرورت بڑھ رہی تھی اور غیرت اسی اعتبار سے مغلوب ہو کر کمزور ہو رہی تھی جس طرح آگ کی معمولی سی چنگاری پر بہت سی لکڑیاں ڈال دی جاتی ہیں اور وہ ان کے وزن سے دب کر خود ہی بجھ جاتی ہے اسی طرح ضرورت کے بوجھ سے محمود کی غیرت دب گئی تھی اب اس میں تاب نہ تھی کہ وہ ضرورت کے مقابلہ ضعف ادا

رہ سکے۔

محمود پھر ایک دروازہ پر رکا اور ڈیوڑھی میں منہ ڈال کر پوری قوت سے آواز بلند کی "کبھیجنا مائی اللہ کے نام پر!"

گھر میں سے آدمیوں کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں برتنوں کی جھنکار محمود کے کانوں میں پیام امید پہنچا رہی تھی مگر اس کی پہلی صدا بیکار ثابت ہوئی اس نے چاہا کہ اب اس دروازہ کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائے لیکن پھر بھی اسی ناگوار فرض کو انجام دینا تھا پھر یہیں کیوں نہ اس کی تکمیل کر لی جائے اس نے پھر اپنے لہجہ میں سائلانہ لہجہ میں گدایانہ روح پیدا کر کے وہی "صدائے طلب" بلند کی چونکہ اس مرتبہ وہ ذرا دلیر بھی ہو گیا تھا غیرت کا نشہ پہلی آواز کے بعد کچھ کم ہو چکا تھا اس لئے اس مرتبہ اس کے حلق نے خوب کام دیا اگرچہ آواز میں فن سوال کی پوری مہارتیں مجتمع نہ تھیں۔ وہ سوال کرنے کے بعد تھوڑی دیر تک منتظر رہا مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا اس نے ہمت کر کے تیسری مرتبہ پوری قوت سے اسی سوال کو دہرایا مگر اس کا جواب پھر نہایت تلخ اور دلشکن تھا اندر سے کسی نے ڈانٹ کر کہا "چلو آگے بڑھو کیوں کان کھاتے ہو"

محمود کی غیرت و حمیت پر یہ ایسی کاری ضرب تھی کہ اگر امید اس کا ساتھ نہ دیتی تو وہ اس سے زیادہ بے غیرتی پر آمادہ نہ ہوتا وہ دروازہ کی سیڑھیوں کو طے کر کے سڑک پر آیا اور اس نے اپنے دل سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے اسی کے ساتھ اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ دنیا میں جہاں تنگ نظر اور کم ظرف لوگوں کی کثرت ہے وہاں ارباب خیر اور صاحبان ہمت کی بھی کمی نہیں ہے بدقسمتی سے مجھے پہلی مرتبہ نہایت ناپاک نفوس سے واسطہ پڑا کہ انہوں نے مجھے عام سائلوں کی طرح جھڑک دیا اور ان کے بے درد قلوب میری دردبھری آواز سے متاثر نہ ہوئے جو بہت حد تک میری قلبی کشمکش اور داخلی کرفت کی آئینہ دار تھی لیکن بہت ممکن ہے کہ آئندہ اس کی تلافی ہو جائے جب یہ حرکت کی ہے تو مقصد حاصل ہونے سے پہلے اس کو چھوڑ دینا دانشمندی نہیں پھر بھوک بھی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی تھی اور اب یہ عالم تھا کہ شدت گرسنگی سے پاؤں اٹھانا بھی مشکل تھا۔

جہاں تک اس کے پیروں کی قوت نے اجازت دی وہ چلتا رہا دس پندرہ منٹ گزر جانے پر وہ ایک موڑ پر کھڑا ہوا چاروں طرف دیکھ رہا تھا کہ قریب کے دروازہ میں کسی شخص کے داخل ہونے کی آہٹ ہوئی وہ اس دروازہ کے پاس پہنچا اور اس نے پھر ایک مرتبہ وہی آواز بلند کی تقریباً دو منٹ کے بعد ادھیڑ عمر کا آدمی جس کے چہرے سے شرافت و نرم دلی نمایاں تھی ایک ہاتھ میں لالٹین اور دوسرے ہاتھ میں گرما گرم پلاؤ کی پلیٹ لئے ہوئے باہر آیا اس نے سر سے پیر تک محمود کو دیکھا اور ایک خاص شفقت کے ساتھ پلیٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"لو اس کو یہیں بیٹھ کر کھالو"

محمود کا سر چکرانے لگا اس کا دماغ معطل ہو گیا سارے بدن میں آگ سی ملتی ہوئی معلوم ہونے لگی اور اسی حالت میں اس کا ہاتھ پہلی بار اس کھانے کو لینے کی غرض سے اٹھا جو دو گھنٹے کی گداگری کے بعد حاصل ہوا تھا اگرچہ اس کا ضمیر اب بھی اس بزدلی پر ملامت کر رہا تھا مگر اس وقت اس نعمت غیر مترقبہ کو ٹھکرا دینا ادب ہی تھا جیسا گدا

لٹ جانے کے بعد جینے کی آرزو کرنا اس واسطے چار و ناچار اس نے رکابی لیلی اور کھانا شروع کر دیا چار وقت کا فاقہ اور اس پر مزید ارلیا ڈ کے بڑے بڑے لقمے تھوڑی ہی دیر میں اس پر غشی کی سی کیفیت طاری ہوگئی صاحب خانہ حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا دفعتہً پلیٹ اس کے ہاتھ سے گرتے دیکھ کر اس کے حواس پریشان ہوگئے۔

محمود کی گردن ڈھیل ہوکر ایک طرف کو لٹک گئی اگر وہ چوکھٹ کے سہارے نہ بیٹھا ہوتا تو اس کے گر جانے میں کوئی شک نہیں۔

ارے کیا تم بیمار تھے! صاحب خانہ نے نبض پر ہاتھ رکھا کمزوری چہرے ہی سے ظاہر تھی پھر بیہوشی میں نبض کا ساقط ہو جانا کوئی تعجب خیز امر نہ تھا ذرا سی دیر میں محمود کے چاروں طرف گھر کے آدمیوں کا مجمع ہو گیا کوئی منہ پر پانی کے چھینٹے دے رہا تھا کوئی چائے کی پیالی لئے کھڑا تھا کسی کے ہاتھ میں پنکھا تھا کوئی شانہ جھنجھوڑ کر اسے ہوشیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا سب کو یہی خیال تھا کہ اس طرح ان کے دروازہ پر دم توڑ دینا قیامت سے کم نہیں نہ معلوم کیا الزام لگایا جائے۔

محمود کے منہ سے نحیف سی آواز نکلی پانی" فوراً پانی حلق میں ڈالا گیا خدا خدا کر کے محمود اٹھ کر بیٹھا اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔

صاحب خانہ کے سخت اصرار پر اس نے صرف اتنا کہا کہ میں چار وقت کا بھوکا ہوں اس سے زیادہ اپنا کوئی حال ظاہر نہیں کیا یہ معلوم ہو جانے پر کہ محمود کی غشی نتیجہ تھی سخت بھوک میں دفعتہً ثقیل غذا کے معدے میں پہنچ جانے کا اس کے واسطے چائے اور انڈوں کا انتظام کیا گیا۔

(۲)

میرٹھ کے مشہور رئیس اور ممتاز دولتمند قاضی اشفاق حسین" کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ان کی پاک طینتی ان کا بے ریا اخلاق اور ان کی مخلصانہ قومی خدمات ایسی نہ تھیں کہ ہندوستان کا کوئی آدمی ان کے نام کے ساتھ لفظ "مولانا" کا اضافہ نہ کرتا ہو وہ شہر کے سب سے بڑے تاجر اور سربرآوردہ بزرگ تھے ان کا عالیشان محل شاہ پیر دروازے میں مرجع انام تھا روزانہ شام کے وقت ان کے دروازے پر سائلوں کا مجمع ہوتا تھا اور قاضی اشفاق حسین اپنی نورانی ڈاڑھی میں کنگھا کرتے ہوئے گھر سے برآمد ہوتے ہر طرف سے دعاؤں کا شور پیدا ہوتا اور ہر ضرورتمند قاضی صاحب کی فیاضی سے فائز المرام ہو کر واپس جاتا۔

عام طور پر مشہور تھا کہ وہ اپنی آمدنی کا نصف حصہ غربا پر تقسیم کر دیتے ہیں ممکن ہے کہ اس میں تھوڑا بہت مبالغہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کے سینے میں ایک ایسا دردمند دل تھا جو ابنائے جنس کی غربت و افلاس اور بیکسی و بیچارگی پر ہر وقت تڑپتا رہتا تھا اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ وہ نہایت مخیر کریم النفس اور پاک خصلت آدمی تھے۔

قاضی اشفاق حسین کے بہت دن تک کوئی اولاد نہ ہوئی اور وہ دولتمند ہو کر بھی اگر وہ کسی چیز کے لئے بے چین رہتے تھے تو صرف اولاد کے لئے ان کے احباب نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ عقد ثانی کر کے اپنے دامن آرزو کو گوہر مقصود سے پر کر لیں لیکن بیوی سے انھیں غیر معمولی محبت تھی وہ ہرگز یہ نہ چاہتے تھے کہ اپنی وہ سالہ رفیق زندگی کا صدمہ پہنچا کر اپنی تمنا حاصل کریں وہ اس قسم کے مشوروں پر باوجود نیک

طینت اور متحمل مزاج ہونے کے چیں بجبیں ہوئے بغیر نہ رہتے تھے جب ان سے کہا جاتا کہ اولاد کی آرزو اسی وقت پوری ہو سکتی ہو جب دوسری شادی کی جائے تو وہ چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں کر کے کہتے یہ کہاں کی انسانیت ہے کہ میں اپنا دل خوش کرنے کے لئے اس غریب کو ایک دائمی اذیت میں مبتلا کر دوں جو میری ذات پر سب سے زیادہ اعتماد رکھتی ہے اور پھر اس کی کیا ضمانت ہو کہ عقد ثانی کے بعد میں صاحب اولاد ہو جاؤنگا اگر اس وقت بھی قسمت نے ساتھ نہ دیا تو میرے لئے تو دنیا جہنم ہو جائے گی۔

واقعہ یہ ہے کہ قاضی صاحب میں جملہ اوصاف انسانی بدرجہ کمال موجود تھے اور سب خوبیوں کے ساتھ قدرت نے انھیں مستقل مزاجی بھی غضب کی عطا فرمائی تھی اگر ان کی جگہ کوئی دوسرا شخص ہوتا تو اس کا متزلزل ہو جانا یقینی تھا لیکن یہ قاضی صاحب ہی کا دل گردہ تھا کہ انہوں نے اس طرف ذرا توجہ نہ کی اور موجودہ بیوی کے ساتھ اپنے پیمان وفا کو کبھی سست نہ ہونے دیا۔

دنیا میں صرف استقلال ایسی چیز ہے جس سے ہر نوع کی تکالیف کا ازالہ ہو سکتا ہے اگر کوئی شخص حقیقی مسرت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو پہلے مستقل مزاج بننا چاہیئے قاضی صاحب کا اصول زندگی یہی تھا کہ وہ ہر معاملہ میں مستقل اور ثابت قدم رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ اپنی زندگی میں وہ ناکامی سے ہمیشہ ناواقف رہے چنانچہ اس معاملہ خاص میں بھی قدرت نے ان کا ساتھ دیا اور شادی کے پورے چودہ سال بعد ان کی بیوی کے بطن سے ایک نہایت خوبصورت اور تندرست بچہ پیدا ہوا جس کو "محمود حسن" کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اگرچہ قاضی صاحب نے محمود کی تربیت میں نہایت بیدار مغزی اور احتیاط سے کام لیا اور اس میں شک نہیں کہ اگر ان کا سایہ محمود کے سر سے نہ اٹھتا تو وہ دنیا میں بہترین اوصاف کا انسان ہوتا لیکن خدا کو منظور نہ تھا کہ محمود کی زندگی "حیات بعد" کا جواب ہو اور اس طرح ایک بے نظیر چیز کی مثال اس کی قیمت کو کم کر دے۔

محمود ابھی آٹھ ہی سال کا تھا کہ قاضی صاحب کا انتقال ہو گیا اولاد سب سے زیادہ جس عمر میں ماں باپ کے التفات کی محتاج ہوتی ہے حقیقتاً وہی عمر ہے اس عمر میں بچہ کے اخلاق کی تعمیر ہوتی ہے اور اس کا سنگ بنیاد ماں باپ ہی کے ہاتھ سے رکھا جاتا ہے اگر بنیاد کو کافی مستحکم نہ کیا گیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ عمارت پائدار نہ ہوگی جس طرح باغ کا سرسبز پودا جس کی جڑیں زمین میں اچھی طرح پیوست نہیں ہوئیں اور جو اپنی غذا جذب کرنے کی پوری اہلیت نہیں رکھتا مالی کی معمولی غفلت سے خشک ہو جاتا ہے اسی طرح ایک ہونہار بچہ کی اخلاقی حیثیت بالکل تباہ ہو جاتی ہے اگر اس کی ابتدائی تربیت پر کافی توجہ نہ کی جائے۔

قاضی صاحب کے مرتے ہی ان کے گھر کا رنگ بدل گیا گھر میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو ان کی مسند پر بیٹھتا اور ان کا صحیح جانشین ہوتا اس لئے محمود کی ماں نے اپنے بھائی کے لڑکے "بشیر حسن" کو بلا کر اپنے یہاں رکھ لیا اور کاروبار کی نگرانی اس کے سپرد کر دی۔

بشیر ابھی نوجوان تھا اگرچہ اس کی تعلیم بہت اعلیٰ نہ تھی تاہم جس اہلیت کا آدمی اس کام کے واسطے موزوں ہو سکتا تھا وہ اس میں موجود تھی اس لئے آتے ہی تمام کاروبار تجارت پر اپنا اقتدار قائم کر لیا اور نہایت دانشمندی سے جملہ امور کی نگرانی کرتا رہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی میں کسی قسم کی کمی نہ ہوئی بلکہ بحیثیت مجموعی بشیر کی

موجودگی سے قاضی صاحب کی تجارت کو فروغ ہوگیا۔

قاضی صاحب زیادہ تر چمڑے کی تجارت کرتے تھے چمڑے کی شناخت اور اسکی خرید و فروخت میں بشیر کو پہلے سے کافی مہارت حاصل تھی چنانچہ میرٹھ ایسے شہر میں جہاں یہ کاروبار کسی فن کے نقطۂ نگاہ سے نہیں کیا جاتا بشیر بہت زیادہ کامیاب ہوا اس میں شک نہیں کہ بشیر قاضی صاحب کی تجارتی حیثیت کے لحاظ سے ان کا بہترین جانشین تھا لیکن دوسرے اوصاف اس میں بالکل مفقود تھے خصوصاً محمود کی تربیت سے وہ مجرمانہ تغافل برتا رہتا تھا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ بشیر نے شروع ہی سے محمود کو ایک زبردست حریف سمجھا اس لئے ابتدا ہی سے یہ انتظام کیا کہ اس کی دماغی قابلیتوں پر جہالت کا پردہ پڑ جائے تاکہ وہ جوان ہو کر بھی بشیر سے بے نیاز نہ ہو چنانچہ اس نے محمود کو لہو و لعب میں مشغول کر دیا تھیٹر سینما رقص و سرود کی طرف اسے متوجہ کیا یہ چیزیں محمود کے لئے بے انتہا جذب و کشش کا سامان رکھتی تھیں اس کی نگاہوں میں یہ قوت نہ تھی کہ وہ ان کے تاریک پہلو تک پہنچ سکیں وہ صرف ظاہری سطح کو دیکھتا تھا جو ایک زبردست قوت تسخیر کی حامل تھی۔

تھوڑے ہی دنوں میں محمود میرٹھ کی اوباش جماعت کا ایک سرگرم رکن بن گیا اس کی ماں نے بہت کوشش کی کہ محمود کی اصلاح ہو جائے لیکن اس کی ہر کوشش بشیر کی تائید و امداد کی محتاج تھی اور اس کا یہ عالم تھا کہ وہ دانستہ اس معاملۂ خاص میں کوتاہی کرتا تھا اور محمود کی گم کردہ راہی کو اپنے لئے نشان منزل سمجھتا تھا محمود کی ماں جب زیادہ پریشان ہوتی تو وہ کہہ دیتا کہ محمود قاضی صاحب کی نشانی ہے مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں اس پر سختی کروں اور تکلیف پہنچا کر اس کے اخلاق کو درست کروں یہ وہ حربہ تھا جو مخصوص طور پر ایک عورت کے جذبات محبت کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے استعمال کیا جاتا تھا اور اس کی کامیابی یقینی تھی۔

تمام کاروبار پر بشیر حاوی تھا محمود کو مہینے میں بلا کسی محنت و کاوش کے اتنی رقم مل جاتی تھی جو اس کے دلچسپ مشاغل کے لئے کافی ہوتی تھی پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ محمود مفت میں یہ درد سر مول لیتا اس لئے اس طرف کبھی توجہ ہی نہ کی۔

محمود کی عمر کے ساتھ ساتھ بشیر کی حرص بھی بڑھ رہی تھی وہ محسوس کر رہا تھا کہ محمود کا شباب اس کے لئے مایوسی و نامرادی کا وہ پیام لا رہا ہے جو ایک دن اس کو دولتمندی کی اس بلند مسند سے نیچے اتار دے گا اگرچہ وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ محمود کو اتنا ہوش کبھی نہ آئیگا کہ وہ اس کی عیارانہ چالوں سے آگاہ ہو لیکن یہ بھی مقتضائے عقل و دانش کے خلاف تھا کہ بشیر محض اسی خیال کی بنا پر اپنے مستقبل سے غافل رہے۔ بشیر نے دوربینی کے لحاظ سے اپنا سرمایہ محفوظ کرنا شروع کیا تمام نقد روپیہ اس کی تحویل میں رہتا تھا اور مہینے میں دو چار ہزار کی رقم الگ کر لینا کوئی مشکل کام نہ تھا بشیر کی طمع اتنی بڑھ گئی تھی کہ اس نے اعتدال سے کام لینا بھی چھوڑ دیا اور وہ بڑی بڑی رقموں پر غاصبانہ نظریں ڈالنے لگا جس کا انجام یہ ہوا کہ سرمایہ کم ہونے لگا جس کے باعث تجارت میں بھی انحطاط کے آثار نمایاں ہوئے رفتہ رفتہ بشیر کی تجارت بالکل گر گئی اور وہ اپنی ساکھ قائم نہ رکھ سکا بعض مطالبوں میں قاضی صاحب کے چند مکانات بھی قرق ہو گئے آخر میں مجبوراً بشیر نے ایک دیوالئے کی حیثیت سے اپنا کاروبار بند کر دیا اب وقت آگیا تھا کہ بشیر اپنا دامن بچا کر محمود سے جدا ہو جائے چنانچہ اس نے محمود کی ماں سے کہا کہ یہ کام اب میرے بس کا نہیں جب تک ہو سکا میں نے آپ کی خدمت میں کوتاہی نہیں کی اب میں قطعاً مجبور ہوں روپیہ میرے پاس بالکل نہیں ہے قرضخواہ ہر طرف سے مجھ پر تقاضا کر رہے ہیں دوکان کو بند ہوئے آج ایک ہفتہ ہو گیا میں کسی صورت سے آپ کے ہاں قیام نہیں کر سکتا میری رائے میں آپ کے پاس جس قدر نقد سرمایہ ہو اس کو محفوظ کر لیجئے اور غیر منقولہ جائداد کو فروخت کر کے قرض ادا کرنے کی کوشش کیجئے اس کے بعد جو کچھ بچے اس کو اپنے مصارف اور گذر اوقات کی غرض سے اپنے قبضہ میں رکھئے تاکہ محمود کو اس پر دست درازی کا موقع نہ ملے۔

محمود کی شادی ہو چکی تھی مگر اس سے اس کی زندگی میں کوئی خوشگوار انقلاب نہ ہوا تھا بلکہ ناپاک صحبتوں کے اثر سے وہ بادہ ناب کے جرعۂ تلخ کو ہی سرمایۂ نشاط تصور کرنے لگا تھا اس سلسلہ میں اس کی فضول خرچیاں حد سے تجاوز ہو چکی تھیں آتش سیال کی پرستش کے واسطے جس ماحول کی ضرورت ہے وہ محمود نے پیدا کر لیا تھا اس کے گھر میں ہر وقت ایک ہنگامۂ رقص و سرود اور جشن ناو نوش بپا رہتا تھا اس کی ماں نے بہت سعی کی کہ محمود کے سر سے یہ سودا نکل جائے اور وہ اس خطرناک وادی سے نکل کر منزل حیات کے جادۂ مستقیم پر گامزن ہو لیکن جیون مانع ہیں بیابان کا مفہوم چمنستان عشرت" اور بربادی کا ترجمہ نشاط زندگی" ہو اس پیکر جنون و جہالت کا دنیا میں کوئی علاج نہیں اگرچہ وہ غریب اپنے مقصد اصلاح میں کامیاب نہ ہو سکی لیکن اپنی جان اس نے اس کے نذر کر دی۔

ماں کے مرنے پر گھر کے سب اختیارات محمود کو حاصل ہو گئے اس کی بیوی ربیعہ میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہ شوہر کی مجبوری پر زبان اعتراض دراز کر سکے اس کو اب نہ موعظت کی تلخ گفتاریوں کا اندیشہ تھا نہ ناصحانہ جھڑکیوں کا خوف وہ گھر میں بھی آزاد تھا باہر بھی آزاد ربیعہ چونکہ بالکل تنہا رہ گئی تھی اس کی غمگسار ساس باقی نہ تھی کہ اپنی شفقتانہ باتوں سے اس کا غم غلط کرتی رہے اسلئے وہ محمود سے اجازت لیکر اپنے بھائی کے پاس چلی گئی جو پنجاب میں کسی جگہ ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر فائز تھے ربیعہ کے جاتے ہی محمود اور زیادہ بے لگام ہو گیا اگرچہ اس پر بظاہر ربیعہ کا کوئی اثر نہ تھا مگر واقعہ یہ ہے کہ اس کی موجودگی میں وہ بعض چیزوں کو خاص اس کی ملک سمجھتا تھا اب ان سب پر وہ قابض ہو گیا اس میں کچھ چیزیں ایسی تھیں جو اس کے مقصد میں خاص طور پر مفید ثابت ہوئیں رفتہ رفتہ وہ وقت آیا کہ محمود نے باپ دادا کی ہر چیز کو قربانگاہ عیش پر بھینٹ چڑھا دیا پہلے غیر منقولہ جائداد پھر گھر کا قیمتی اسباب اس کے بعد سکونتی مکان اور سب سے آخر میں محمود نے اپنی غیرت و حمیت ان تباہ کاریوں کی نذر کی قرض کی وہ معمولی معمولی رقمیں جو اس نے شراب کے خالی پیالوں کو پر کرنے اور آغوش تہی کو کامیاب وعا بنانے کی غرض سے ساہوکاروں سے حاصل کی تھیں بتدریج بڑھتے بڑھتے ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ گئیں، نتیجہ یہ ہوا کہ محمود گھر سے بے گھر ہوا اور اس کے پاس پہننے کے کپڑے تک نہ رہے۔

ربیعہ جس دن سے گئی تھی محمود نے اس کو پوچھا تک نہ تھا گو کہ وہ محمود کے لئے تڑپ رہی تھی مگر اس کے شبستان عیش میں ربیعہ کے واسطے کوئی گنجائش نہ تھی۔

جب محمود کی جائداد نیلام ہو گئی اس کا سارا سامان فروخت ہو گیا تو اس کے حواس درست ہوئے اور آنکھیں کھل گئیں لیکن اب سوائے منہ چھپا کر فرار ہو جانے کے کوئی چارہ کار نہ تھا ممکن تھا کہ ربیعہ سے اس کو کچھ امداد مل جاتی لیکن جس بیوی کو کبھی محبت کی نظر سے نہ دیکھا تھا مصیبت کے وقت اس کے سامنے ہاتھ پھیلانا اسے گوارا نہ تھا۔

عرصۂ حیات محمود پر تنگ تھا مگر موت کو اس کے وجود سے نفرت تھی وہ مجنوں تک دیوانہ وار جنگلوں میں پھرتا رہا مگر یہاں بھی اس کی سوزشِ قلب کا کوئی علاج نہ تھا بالآخر مجبور ہو کر اس نے ترکِ وطن کا ارادہ کر لیا اس نے دہلی کے راستے پر پیدل چلنا شروع کیا اور جس دن وہ دہلی کی آبادی میں داخل ہوا ہے وہ دو وقت کا بھوکا تھا۔

وہ صبح چار بجے دہلی پہنچ گیا تھا یا وہ وقت تھا جب محمود دہلی کے دوران قیام میں پارسی تھیٹریکل کمپنی میں رات بھر دل بہلانے کے بعد قیمتی موٹر میں سوار ہو کر امپیریل ہوٹل کی طرف روانہ ہوا کرتا تھا جس شہر میں وہ پوری شان امارت کے ساتھ داخل ہونے کا عادی تھا اور جس کے اسٹیشن پر متعدد موٹریں بیسیوں احباب اس کے خیر مقدم کی رسم ادا کرنے جمع ہوا کرتے تھے آج وہ پھٹے پرانے لباس میں نہایت بیکسی کے ساتھ اس میں داخل ہو رہا تھا اور لتوں کی خوفناک آوازیں اس کے استقبال میں بلند ہو رہی تھیں۔

وہ دن بھر شہر کے کم آباد محلوں میں پھرتا رہا شام کو بھوک سے اس کا برا حال ہو گیا پورے چار وقت سے اس کے پیٹ میں کوئی چیز غذا کی قسم سے نہ پہنچی تھی اس کے ہاتھ پیروں کی رگیں کھنچ رہی تھیں معدے سے شعلے بلند ہو رہے تھے جن کی حدت سے زبان بالکل سوکھ گئی تھی انسان ہر تکلیف میں تھوڑا بہت صبر کر لیتا ہے مگر بھوک سے خدا پناہ میں رکھے جو زبردست سے زبردست آدمی کو نہایت ذلیل کارروائیوں پر آمادہ کر دیتی ہے۔

مزدوری سے محمود کو عار نہ تھا کیونکہ اس مشغلے کو وہ اپنی آئندہ زندگی کا سہارا بنا چکا تھا لیکن اس کا وقت تھا نہ طاقت! مجبوراً صرف ایک وقت کی روٹی حاصل کرنے کے لئے اس نے دنیا کے ذلیل ترین پیشے "گداگری" پر اعتماد کیا۔

(۳)

محمود نے صاحب خانہ کے کہنے سننے پر وہ رات وہیں بسر کی لیکن یہ طے کر لیا کہ بہت سویرے کسی کو اطلاع کئے بغیر ہی چلا جاؤں گا اس کا میزبان نفسیات انسانی سے باخبر تھا وہ محمود کی صورت دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ آدمی شریف مگر مصیبت زدہ معلوم ہوتا ہے اب اس کی باتیں سن کر یقین ہو گیا کہ غیرت اجازت نہیں دیتی کہ وہ دن کی روشنی میں اپنے آپ کو ایک معمولی گداگر کی صورت میں ظاہر کرے چنانچہ اس نے محمود کو زیادہ مجبور نہ کیا۔

محمود صبح چار بجے کے قریب بیدار ہوا تو دیکھا کہ پلنگ کی برابر میں ایک چھوٹی سی میز لگی ہوئی ہے جس پر کشتی میں کھانا اور چائے رکھی ہے اس نے دل ہی دل میں میزبان کا شکریہ ادا کیا اور ناشتے سے فارغ ہو کر وہ چلنے پر آمادہ ہوا لیکن اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے اپنی جیب میں غیر معمولی وزن کا احساس کیا دیکھنے پر معلوم ہوا کہ پچاس روپے کاغذ کی ایک پڑیا میں بندھے ہوئے جیب میں پڑے ہیں۔ اب اس کا ارادہ ہوا کہ اپنے مخیر میزبان کا شکریہ ادا کر کے یہ روپیہ اس کو واپس کر دے مگر جس کاغذ میں روپیہ لپٹا ہوا تھا اس پر لکھا تھا۔

"امید ہے کہ یہ روپیہ آپ قبول کریں گے اور اب تو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں کیونکہ اتفاقاً آج میں بھی باہر شب کو رنگون جا رہا ہوں گھر پر ایک فراش کے علاوہ کوئی نہیں ہے جو آپ کے ناشتے کا انتظام کرے گا اس کو روپیہ واپس کرنا ایسا ہے جیسے کنویں میں پھینکنا بہرحال آپ کسی صورت سے روپیہ مجھ تک نہیں بھیج سکتے ایسی حالت میں بہتر ہے کہ آپ اس کو بلا پس و پیش قبول کر لیں"

اگرچہ محمود نے صرف ایک وقت کی روٹی کے لئے فقیرانہ ہیئت اختیار کی تھی اس کی نیت یہ تھی کہ وہ اس پیشے کا پھر کبھی نام نہ لے لیکن اب یہ روپے چار و ناچار اس کو لینا ہی پڑا اس مکان سے نکلتے ہی اس نے اپنے ارادہ میں بلندی محسوس کی اور قلب میں جوش عمل کا امنڈتا ہوا دریا اسے نظر آیا وہ پہلے تو دن نکلنے کے انتظار میں ادھر ادھر پھرتا رہا پھر بازار پہنچ کر اس نے چالیس روپے کے جوتے خریدے اور وہاں سے اسٹیشن گیا جہاں دو گھنٹے قیام کر کے اس نے اپنے لئے ایک مقصد زندگی اور ایک شاہراہ عمل تجویز کی۔

چالیس روپیہ کا سرمایہ بظاہر کچھ بھی نہ تھا مگر قوی ارادہ اور ولولۂ عمل ایک ایسی چیز ہے جو ذرے کو پہاڑ بنا دینے کی زبردست طاقت رکھتی ہے محمود نشۂ عمل سے سرشار تھا ارادے کی شراب کا خمار اس کے دماغ میں قوت پیدا کر رہا تھا اور وہ ان حالات میں کامیابی کے بہت قریب ہوتا جا رہا تھا۔

اس نے طے کر لیا کہ میں یہاں سے بمبئی جاؤں گا اور وہاں پہنچ کر اپنی تجارت کو فروغ دوں گا ہر چند سرمایہ میرے پاس نہیں لیکن جو ارادے بے سروسامانی کے عالم میں قائم کئے جاتے ہیں وہ اکثر کامیاب ہوئے ہیں میں بر گز اس سے فائدہ نہ اٹھا سکا یقیناً بے نوائی اور بے سروسامانی مجھے راس آئے گی۔

بمبئی میں ایک ہفتے کے اندر ہی اس کے سب جوتے فروخت ہو گئے جس کے بعد اس کو نوے روپے وصول ہوئے دہلی میں جس دوکان سے محمود نے جوتے خرید کئے تھے اس سے یہ قرارداد ہو گئی تھی کہ آئندہ اگر ضرورت ہوئی تو اسی نرخ سے وہ جس قدر چاہے گا مال طلب کر سکے گا چنانچہ اس نے یہ روپیہ اس دکان کو بھیج کر استدعا کی کہ مال فوراً بھیج دیا جائے اب اس نے بمبئی کی ایک دکان پر ۸ روپیہ پر مزدوری شروع کر دی بارہ دن کے بعد جب پارسل وصول ہوا تو وہ مزدوری سے چھ روپیہ پیدا کر چکا تھا جس میں سے چار روپے نقد اس کی جیب میں موجود تھے اس نے مزدوری برابر جاری رکھی صرف شام کو تین چار گھنٹے کے لئے وہ کسی اچھی جگہ دوکان لیکر بیٹھ جایا کرتا تھا اتنے وقت میں جو جو فروخت ہوتا تھا اس کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھتا تھا اور مزدوری کے سلسلے میں اپنے کھانے پینے کے مصارف پورے کرتا تھا۔

چونکہ بمبئی میں دہلی کے جوتوں کی یہ پہلی دکان تھی لہٰذا کوئی وجہ نہ تھی کہ محمود کا یہ کاروبار اتنے بڑے شہر میں فروغ نہ پاتا ایک سال کے ہیر پھیر میں محمود نے ہزاروں روپے پیدا کر لئے اس نے شہر کے ایک بڑے بازار میں ایک شاندار دکان کھول دی اور اب کثرت سے دہلی کے جوتے اس کے یہاں موجود رہتے ہیں جن کو وہ ہندوستان کے باہر بھی مصر سوڈان، افریقہ وغیرہ بھیجتا رہتا ہے اس نے اسی کے ساتھ کپڑے کی تجارت بھی شروع کر دی ہے جس میں اس کو کافی منافع ہوتا ہے۔

اگرچہ محمود بظاہر بہت مطمئن ہے اور اس کی حیثیت اب اس قدر مضبوط ہو گئی ہے کہ اس کو اس طرف سے کوئی اندیشہ نہیں ہے مگر باوجود اس کے وہ ہر وقت کسی خیال میں محو رہتا ہے وہ اقتصادی جنگ میں ضمناً کامیاب ہو رہا ہے دماغی کشمکش میں دنیا میں مغلوب ہوتا جا رہا ہے۔

وہ ربیعہ کی مفارقت کو اپنے لئے نہایت تکلیف دہ خیال کرتا ہے اس کے علاوہ اپنے میزبان کا قرض ادا کرنے کی اسے سب سے زیادہ فکر ہے

حقیقتاً ان ہی وجوہ سے وہ ہر وقت پریشان اور مضطرب رہتا ہے بظاہر اس کو جس قدر اطمینان ہے اتنا ہی وہ دل میں بے چین ہے۔

(۴)

محمود کے لئے ربیعہ کا بلا لینا کچھ دشوار نہ تھا وہ اگر معمولی طور پر بھی اُسے یاد کرتا تو ربیعہ ایسی عورت نہ تھی کہ محمود کی بے وفائی کا انتقام لیتی وہ بوئے گل کی طرح اگر محمود کی زندگی کے چمن سے جدا ہوگئی تھی تو "عروسِ بہار" بنکر واپس بھی آسکتی تھی۔

ہر چند پانی کی گستاخ موجیں کنول کے پھول کو ایک لمحہ چین لینے نہیں دیتیں مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ موجوں کے ان تھپیڑوں سے متاثر ہو کر تالاب سے بے وفائی کرے وہ جھیل ہی میں کھلتا ہے اور وہیں سر جھکا کر اپنی شگفتگی سے خوش ہونے والے پانی میں فنا ہو جاتا ہے۔

ربیعہ بھی محمود ہی کو اپنی کشتی کا ناخدا سمجھتی تھی اور محمود کی بے التفاتی کو اپنی موت سے تعبیر کرتی تھی لیکن محمود کے لئے سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ وہ ربیعہ سے بے انتہا شرمندہ تھا اسے اس کے بلانے کی جرأت ہی نہ ہوتی تھی جس زمانہ میں محمود میرٹھ میں مقیم تھا اور اس کے پاس کافی سرمایہ تھا اس کو اطلاع دیگئی تھی کہ ربیعہ کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا ہے آکر دیکھ جاؤ۔ مگر اس نے ادھر کوئی توجہ نہ کی تھی اس کے بعد بیماری کے حیلے سے بھی اُسے بلایا گیا مگر محمود نہ گیا۔

ان حالات میں اُسے ہمت نہ ہوتی تھی کہ وہ اپنی اس بیوی کو جس کا قلب اس کی بے اعتنائی سے مجروح ہے دعوت التفات دے مگر یہ بھی گوارا نہ تھا کہ وہ بیوی اور بچے کو بھول جائے۔

اس نے ایک دن ربیعہ کو اپنے تمام حالات قلمبند کرکے بھیجدیئے یہ بھی لکھدیا کہ میں نے محض شرم کی وجہ سے تمھیں نہیں بلایا اگر تمھیں باوجود میری بداخلاقی کے مجھپر رحم آسکتا ہو تو پچھلی باتوں کو ایک بدقسمت انسان کی بکواس اور بیمار آدمی کا ہذیان سمجھکر بھلادو اور خدا کے لئے میرے نور العین کو لیکر چلی آؤ۔ میرے کاشانہ حیات کا دروازہ تمہارے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے اور صرف تمہاری میرے گھر میں کمی ہے۔ خط لکھنے کے دسویں روز محمود کو تار سے اطلاع دی گئی کہ ربیعہ بمبئی روانہ ہو چکی ہے۔ اسٹیشن پر سواری کا انتظام کرو۔

محمود وقت سے دو گھنٹہ پہلے ہی اسٹیشن پہنچ گیا، پنجاب میل کے بمبئی اسٹیشن پر رکتے ہی ایک ادھیڑ عمر کے آدمی نے کھڑکی سے سر نکال کر زور سے کہا۔ "سلام محمود" اس آواز کی صدائے بازگشت ابھی فضا میں گونج رہی تھی کہ محمود دوڑ کر زنانے ڈبہ کے پاس پہنچ گیا اس کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے ربیعہ کے ساتھ آنے والے آدمی کو غور سے دیکھکر معلوم کیا کہ یہ اس کا وہ محترم میزبان ہے جس کے دروازے پر اس نے اپنا طویل روزہ افطار کیا تھا۔

یہ بھی ایک اتفاقی بات تھی کہ عارف نے معمولی توقف کے بعد محمود کو پہچان لیا ربیعہ نے محمود کو دیکھتے ہی عارف کو اشارہ سے بتایا کہ یہی محمود ہیں تو عارف پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہوگئی ان کے حافظہ میں محمود کی دو سال قبل کی ہیئت اس طرح محفوظ تھی جیسے کوئی ہشیار مصور آئینہ پر تصویر بنا دیتا ہے ممکن تھا کہ عارف اس کو اپنے ذہن و دماغ کا ایک مغالطہ سمجھتے لیکن جب محمود نے بھی ان کو متعارف نگاہوں سے دیکھ کر ان کا خیر مقدم کیا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اپنے خیال کو غلط سمجھتے۔

عارف محمود کے کاروبار کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اس قدر جلد ترقی کرلینے پر انہوں نے بہت تحسین کی جس کا محمود نے ادب کے ساتھ شکریہ ادا کیا اور پھر پچاس روپے کا نوٹ پیش کرکے عارف سے کہا کہ اب اپنا یہ عطیہ واپس کر لیجئے۔

عارف نے کہا میں اس معاملہ میں ربیعہ کی اجازت کا پابند ہوں کیونکہ جس رقم سے یہ روپیہ آپ کو دیا گیا تھا اس میں میرے علاوہ ربیعہ اور ان کے بھائی بھی شریک تھے ہم تینوں کے مشترک سرمایہ سے تجارت ہوتی تھی اور جس روز آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی ہے اسی دن مجھے بھی "نمک" کی تجارت میں پندرہ ہزار کا نفع ہوا تھا اسی منافع سے میں نے اپنی ذمہ داری پر پچاس روپے تم کو دیدیئے تھے لیکن اب یہ روپیہ خیرات کی مد میں درج ہو چکا ہے میں اس کو کسی طرح اپنے اختیار سے واپس نہیں لے سکتا اور نہ ایک سائل کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ دو سال کے بعد کسی کا عطیہ اُسے واپس کرے۔

جب ربیعہ کے سامنے یہ قصہ بیان کیا گیا تو محمود نے اس کی پوری تفصیل بھی اُسے سنادی جس کو سنکر ربیعہ بہت روئی آخر میں یہ روپیہ غربا کو تقسیم کردیا گیا اور اس طرح محمود اپنے سر سے ایک بوجھ ہلکا کرنے میں کامیاب ہوا۔

ربیعہ کے بمبئی آنے کے بعد محمود نے ایک اخبار میں پڑھا کہ جو شخص بشیر حسن ساکن میرٹھ کے ورثا کا پتا بتائے گا ان کو پانچ روپے انعام دیا جائے گا۔

چونکہ اعلان گورنمنٹ کی طرف سے تھا اس لئے محمود نے فوراً بشیر کے ساتھ اپنی قرابت کی اطلاع اس پتے پر دیدی جو اعلان کے نیچے درج تھا وہ حیران تھا کہ بشیر کے ورثا اور اعزہ کو کیوں تلاش کیا جا رہا ہے ایک مہینے کے بعد جواب آیا کہ بشیر حسن نے ایک معقول جائداد اپنی اولاد کے لئے وقف کی تھی لیکن اس کا تمام خاندان زمانۂ طاعون میں تباہ ہوگیا اس لئے جستجو کی جا رہی ہے کہ اس خاندان کا کوئی فرد زندہ موجود ہو تو وقف کی آمدنی اس کے نام منتقل کی جائے ورنہ وقف عامہ میں شامل کردی جائے۔ دو عزیزوں کے نام پہلے دریافت ہو چکے ہیں لیکن آپ بہت قریب کے عزیز ہیں لہذا آپ کو منجملہ پانچسو روپے ماہوار کے تین سو روپے ماہانہ ملا کرینگے دو سو روپے دوسرے عزہ کو دیئے جائینگے بشرطیکہ انہوں نے اپنا حق قرابت کردیا۔

چونکہ آخر میں بعض کارروائیوں سے اور اپنے خیر خواہوں کے کہنے سننے سے محمود پر بشیر کی عیاریاں منکشف ہو چکی تھیں اس لئے اس روپے کو اس نے بشیر کا عطیہ خیال نہ کیا بلکہ ایک مہلک غفلت کے بعد اپنی

"بیداری کا انعام"

سمجھکر قبول کرلیا۔

اسہل القرآن یہ قاعدہ مولانا علم الدین صاحب نیرنگ ہاشمی دیپالپوری کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹہ کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے ضخامت ۴۸ صفحے قیمت ۴ر ایک روپے کی پانچ جلدیں (منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے) محصول ڈاک ایک جلد پر ۲ر

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

انسان جب اپنی غلط قوت پر اعتماد کرلیتا ہے، تو پھر اس کے سامنے دنیا نقطہ "میں" کے اندر پنہاں رہ جاتی ہے، اور وہ اپنے زعم میں یہ سمجھ لیتا ہے، کہ میں جو چاہوں وہ کرسکتا ہوں لیکن خدا کا زبردست ہاتھ ہمیشہ ایسے "میں" کے گلے پر چھری پھیر دیتا ہے، جلب منفعت اور کسب زر میں انسان اندھا ہوکر بعض اوقات یہ چاہنے لگتا ہے کہ سب مرجائیں اور میں ہی یہ سب دولت سمیٹ لوں اور ایسی ایسی رکیک حرکتوں پر اتر آتا ہے کہ اگر وہ خود بھی کبھی اپنے اس جذبہ سے علیحدہ ہوکر غور کرے تو اس کو اپنی صورت وسیرت خود ہی گھناونی اور نفرت زدہ دکھائی دینے لگتی ہے، لیکن اگر خدا کسی کو گمراہ کرنا چاہے تو اس کو کوئی راہ پر نہیں لاسکتا (من یضلله فلا ہادی له) اس کو ڈھیل دی جاتی ہے، اور اس کو اسکی افترا پردازی اس کی خودنمائی، اور دل آزاری بالآخر اس کو ذلت وحقارت کی قبر تک لے جاتی ہے، اور وہ وقت ایسا ہوتا ہے، کہ جب دنیا کی ایک زبان بھی اس کے لئے دعائے خیر نہیں کرتی، اور ایک دل بھی اس کی سود وبہبود کا خواہاں نہیں ہوتا، یہ سب داستان میرے ایک عزیز دوست کی ہے، میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس کو ان آفات سے محفوظ رکھے

اسی سلسلہ میں مجھے اپنے خدا کے کارسازی عطا کی ہوئی نعمتوں کا ذکر کرنا ہے جس نے محض اپنے فضل سے اس حقیر بندے کو نوازا جس میں کسی اعتبار سے کوئی خوبی ہی نہیں جس کی ہستی محض عصیان اور برائیوں کا مجسمہ ہے، لیکن وہ بے پروا جب نوازنا چاہتا ہے تو پھر اس کے لئے استحقاق کی ضرورت نہیں ہوتی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

کل کی بات ہے میں نے درخواست کی تھی کہ مولوی کے ساڑھے چار ہزار خریداروں کی فراہمی ہوجائے تو ۲۰ ہزار کی اشاعت پر مولوی میں مقامات مقدسہ کے عکسی فوٹو ہر مہینے شامل ہوجایا کریں، یہ ایک حقیر آواز اس نااہل بندے کے منہ سے نکلی تھی جس میں کسی قابلیت واثر کا ایک شمہ نہ تھا، لیکن خدا کی نوازنے والی قوت نے اسی کمزور آواز میں اتنا اثر دیدیا کہ یہ پرچہ **بجائے ساڑھے پندرہ ہزار کے سولہ ہزار چھپا ہے**، میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ ہندوستان میں صدہا مذہبی، ادبی، اصلاحی پرچے چھوٹی بڑی سب ہی قیمتوں کے شایع ہورہے ہیں، اور یہ بھی واقعہ ہے کہ ان کے مدیران ہر اعتبار سے قابل اور معزز رہتے ہیں، لیکن باوجود ہزار در ہزار کوششوں کے یہ مقبولیت ان کو حاصل نہیں ہوتی جو آپ کے پرچہ مولوی کو ہے، تو کیا اس کی یہ وجہ ہے کہ یہ سستا پرچہ ہے کیا یہ وجہ ہے کہ اس کے مضامین اچھے ہوتے ہیں، نہیں، بلکہ صرف یہ ہے کہ خدا جس سے چاہے اپنا کام لے لے وہاں قابلیت، نجابت، شرافت، امارت کوئی معیار نہیں ہے، مدینہ میں نجیب سے نجیب، شریف سے شریف، امیر سے امیر رسول کریم کے لئے آنکھیں بچھاتا ہے کہ حضور یہاں فروکش ہوں، لیکن خدا اپنے کمزور سے کمزور بندے کو نوازنا چاہتا ہے اور رسول کریم کا ناقہ ٹھہرتا ہے تو کہاں حضرت ایوب انصاری کے مکان پر، پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ کوئی کسبی عزت تھی، "ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"

ایک روپیہ اپنی گرہ سے دیدینا، مولوی کے سولہ ہزار خریداران میں سے اتنے یا نصف کے لئے ضرور بے حد آسان ہے اس کے مقابلہ میں کہ وہ کسی دوسرے بھائی کو اس کے لئے آمادہ کریں کہ تم مولوی کے خریدار ہو، لیکن وہ یہ سب زحمتیں برداشت کرتے ہیں، دوستوں کے پاس جاتے ہی ہیں، ان سے کہتے ہی ہیں، انکی آمادگی کے لئے اچھے لفظوں میں اپیل ہی کرتے ہیں، اور بعض بعض تو اپنے احباب سے خط وکتابت میں ایک روپے سے زیادہ خرچ کردیتے ہیں، پھر کیا وہ یہ سب کچھ اس دنیا کی ذلیل ترین ہستی عبدالحمید کے خوش کرنے کے لئے کرتے ہیں، نہیں بلکہ وہ اس کے لئے کرتے ہیں جس کا سب کچھ ہے، وہ اس لئے کرتے ہیں کہ خدا کا کام ہے اور خدا ان کا ہوجائے پھر ہے کوئی جو عبدالحمید کی ننگ ہستی کو بے نقاب کرکے خدا کا کام کرنے والوں کو ان کے کاموں سے روک دے، (من یہدی اللہ فلا مضل له)

میرے بزرگ بھائیو! اگر تمہارے نزدیک مولوی کچھ اسلام کی خدمت کررہا ہے تو پھر اس کارخیر میں میرے شریک ہوکر اس کی اشاعت ہندوستان کے چپہ چپہ میں کردو اور اپنے محلہ اور اپنے قصبہ، شہر، محکمہ، مدارس، مساجد غرض کوئی جگہ ایسی باقی رہنے نہ دو جہاں مولوی نہ پہنچ جائے۔

سب جانتے ہیں کہ مولوی کا پہلا پرچہ ۲۴ صفحہ کا تھا، اور اب ۸۰ صفحہ کا ہے اور چندہ وہی ایک روپیہ ہے، اور میں نے اپنی گرہ سے اس پر کچھ بھی نہیں لگایا، تو ظاہر ہے کہ یہ سب خوبیاں محض آپ کی دلچسپیوں کی وجہ سے ہوئیں اور آئندہ بھی جو کچھ ترقی ہوگی وہ بھی آپ ہی حضرات کی کوشش سے ہوگی، میرا فرض تو محنت کرنا اور سلیقہ سے خرچ کرنا ہے، اور خدا کو منظور رہے تو انشاء اللہ آپ مجھے نااہل نہ پائیں گے

ابھی چار ہزار خریدار اور فراہم کرنے ہیں

اور سولہ ہزار میں سے حساب کیا جائے تو چار میں سے ایک آدمی صرف ایک خریدار دیدے تو لیجئے ایک دن میں چار ہزار خریدار ہوجاتے ہیں، لیکن ہر شخص اپنی اپنی جگہ مصروف ہوگا پھر بھی یہ کام تو کرنا ہی ہے، دفاتر، مدارس والے بھائی اس کام کو آسانی سے کرسکتے ہیں کہ اپنے دفتر کے احباب کو اس کی خریداری کے لئے آمادہ کرلیں،

وی پی کی بجائے اگر تنخواہ کے وقت روپیہ وصول کرکے منی آرڈر کردیں تو ۳ر کی بچت ہوسکتی ہے

قدیم خریداروں سے التجا

یہ تو میں جانتا ہوں کہ سولہ ہزار میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو مولوی کو جانکر اور بالقصد نقصان پہنچائے، اس لئے کہ ایک سال تک مولوی پڑھ لینے کے بعد کوئی خریدار بھی اپنے آپ کو اس حدیث کے مصداق نہیں بنائے گا جو رسول کریم نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے تکلیف پہنچانے کے متعلق فرمائی ہے، ہاں ذراسی غفلت، تھوڑی سی بے پروائی انکی طرف سے ہوتی ہے اور تھوڑا سا نقص مولوی کے دفتر کا بھی ہے جو چالیس فی صدی وی پی واپس ہوجاتے ہیں، گو یہ بھی میرے علم میں ہے کہ انہیں سے بہت سے بھائی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پھر خریدار ہوجاتے ہیں لیکن میرے روپے کے ۱۲ رہ جاتے ہیں، بلا اطلاع تو وی پی جاتے نہیں ہیں وہ ایک پیسہ خرچ کئے بغیر اگر وی پی نہ لینا چاہیں تو انکار کرسکتے ہیں وہ اسطرح کہ اطلاعی خط پر "لینے سے انکار" لکھکر واپس کردیں، ہوتا یہ ہے کہ اطلاعی خط پر تو انکا ضرور ارادہ ہوتا ہے کہ وی پی وصول کرلیں گے یا منی آرڈر بھیجدینگے لیکن پھر یا تو بھول جاتے ہیں، یا وی پی کے وصول ہونے پر مجبوری ہوتی ہے۔ یا ڈاکخانہ ان کے گھر پر نہ ہونے کی حالت میں وی پی خود واپس کردیتا ہے،

میرے خیال میں ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ اس کا انتظار نہ کریں کہ سال کب ختم ہوتا ہے، جب بھی موقعہ ہو اور جب بھی ممکن ہو نمبر خریداری کے حوالے سے روپیہ

بھیجیں، یا کتابوں کے منگانے کے وقت اسی کے ساتھ چندہ بھی شامل کرالیا کریں البتہ نمبر خریداری کا حوالہ بے حد ضروری ہے، اگر آپ لوگ یہ کرلیں تو ایک مفت کے نقصان سے حفاظت ہو جائے قیاس تو کیجئے کہ وی پی کی واپسی کا اوسط ۴۰ فیصدی ہے یہ دوسری بات ہے کہ وہ پھر خریدار ہو جاتے ہیں، لیکن وی پی کا نقصان تو ہوتا ہے، ۱۶ ہزار کا سال بھر میں ۴۰ فیصدی ۶۴۰۰ ہوا اور فی وی پی ۴ کا نقصان مع اطلاعی خط کے ہوتا ہے تو سولہ سو روپے سال کا نقصان ہوا یا ۱۳۳ ماہوار کا اگر یہ نقصان نہ ہو تو مولوی کی ظاہری و معنوی صورت میں کس قدر اضافہ ہو، اور اگر اسمیں ہم دونوں میں سے کسی ایک فائدہ ہو تب بھی اچھا ہے یہ تو مفت حرام میں جاتے ہیں،

خدا ان کا حافظ و ناصر ہو

جنہوں نے پچھلے مہینے مولوی کے لئے سعی فرمائی اور اپنی صدہا مصروفیتوں کے باوجود اپنے خدا کی خوشنودی کو مقدم کرلیا۔ اللہ ایسے معاونین اپنی رضا سے مالا مال کرے اور اپنی جنت کا وارث بنائے۔ اللھم حقق مرادھم بالخیر

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب عبداللطیف پیر صاحب کیہری	۲	جناب محمد سعید صاحب غازی پور	ایک
،، عبدالمجید صاحب لاہور	۲	،، شیخ عبدالرزاق صاحب کھنگاؤں	۳
،، عبدالقادر صاحب اکولہ برار	۲	،، عبدالرزاق صاحب گریابیہ	۵
،، سید حفیظ الدین صاحب برہانپور	۳	،، دوست محمد صاحب رجسٹری کلارک ہیڈ	۵
،، متین الدین صاحب کلارک بنگلور	۷	،، محی الدین صاحب موٹرادنر	۲۰
جناب فضل حسین صاحب بھوانی	۲	،، شیخ محرم علی صاحب ہڈ کانسٹبل	۴
،، شیخ عبداللہ صاحب وکٹوریہ ڈوک	۲	،، محمد اکرام الدین صاحب ہیڈ محرر	۱
،، عبدالقیوم صاحب تاسین گنج	۲	،، شیخ عظیم اللہ نصیب اللہ	۲
،، محمود علی خاں صاحب مت سور	۴	پنسل محمد خطیب صاحب ارہلی	۶
،، محمد اسماعیل صاحب ریوا	۲	،، عبدالقدوس صاحب ہانسی	۵
کے ایم اے پانڈے صاحب لاہور	۱	،، محمد حسن صاحب جمعدار نیونگھلا	۲
قطب الدین صاحب گوجرانوالہ	۲	،، عبدالرحیم صاحب انصاری بہرائچ	۳
،، ایم ابراہیم صاحب قاسم صاحب سورت	۲	،، سجاد حسین صاحب بنارس	۱
،، کرم الہی صاحب رائے بریلی	۳	،، ابو محمد عارف صاحب کہونٹی	۲
،، عبدالعزیز صاحب جودھپور	۲	،، منشی یاسین علی صاحب دانی ڈیہہ	۲
،، عبدالمجید صاحب بنہاپڑہ	۲	،، سید محمد جلال الدین صاحب	۲
،، محمد حبیب صاحب پالم	۲	،، مولوی عبداللہ صاحب مجیس اورنگ آباد	۲
،، عبدالرشید صاحب ملسی مئو	۲	،، سید غازی حسین صاحب سجے پور	۱
،، نور محمد خاں صاحب لاڈودہ کرنال	۳	،، محمد عبداللہ حسین صاحب بنگلور	۲
،، محمد ابراہیم صاحب گارڈ بنارس	۲	،، خان بہادر پیرزادہ کلیم اللہ شاہ صاحب	۲
،، غلام جیلانی صاحب کلیان	۲	،، مولانا فخرالدین صاحب تاجر ابریشم	۲
علاء الدین صاحب بگام	۲	،، ماسٹر عبدالحفیظ صاحب کولار	۲
،، حافظ رحیم بخش صاحب	۲	،، خواجہ رسول احمد صاحب یوسف پور	۱
،، کمال الدین صاحب بھاجت	۲	،، شاہ محمد عبداللہ صاحب بردوان	۱
،، مجید اللہ صاحب احمدنگر	۲	منشی محمد ابراہیم صاحب فیروزپور	۲
،، حشمت علی صاحب فتحپور ہسوہ	۲	،، مسعود الزمان صاحب جوناگڑھ	۲

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب بدرالدین صاحب اعظم نگر	۱	جناب ابراہیم خان عبدالرحمان خان	۱
،، محمد محبت صاحب کارک راولپنڈی	۴	،، مولوی کرم الہی صاحب جہلم	۱
،، ملا داود عبداللہ صاحب بمبئی	۱	،، ماسٹر عبدالمجید صاحب یوسف پور	۲
،، جناب ہدایت اللہ شادی پلی	۲	،، بابو مہتاب علی صاحب سون پور	۲
،، لطیف بیگ صاحب بونگ پیٹ	۱	،، جان خان صاحب الہ آباد	۲
،، عبدالرحمن صاحب وون برار	۲	،، فضل حسین صاحب صدیقی بھول پور	۲
،، محمد ایوب صاحب موضع سبہیم	۱	،، مولوی سید نثار علی صاحب	۳
،، میرزا محمد مسیح صاحب رحمانی قنوج	۲	،، مولوی غلام رشید صاحب مظفر گڑھ	۲
،، منشی شاہ عبدالعزیز صاحب کمبھورم	۱	،، نادر شاں صاحب مسجد لانسر میسور	۲
،، سید اصغر علی صاحب جلال نگر	۱	قاضی فیض احمد صاحب اباوڑہ	۱
،، رئیس احمد صاحب راولپنڈی	۱	،، فضل حسین صاحب امین جہلم	۱
،، قائم الدین صاحب تلمبہ	۴	،، سید انوار کریم صاحب	۲
،، عزیز حسن مرتضی حسن صاحب فرخ آباد	۳	،، مولوی سید نصرت اللہ صاحب ذربگام	۲
،، ابو محمد عارف صاحب کہونٹی	۳	،، شیخ منیر الدین صاحب بریلی	۱
،، محمد صدیق صاحب لائن مین خانیوال	۱	،، سید قائم حسین صاحب پلیڈر	۱
،، نظام الدین صاحب خانیوال	۱	،، مستری عبدالعزیز صاحب شاہ دیو گڑھ	۲
،، نظام الدین صاحب دارجیلنگ	۱	،، سلطان الدین صاحب کرہالہ	۱
،، بابو شیر محمد صاحب کلارک بروٹ	۳	،، ممتاز الدین صاحب اندورسی	۳
،، کے خان صاحب بھنڈارہ	۶	،، مولوی مولا یار صاحب سہروا	۲
،، حافظ عنایت علی صاحب پٹنہ	۱	،، بابو غلام محی الدین صاحب چھانکوٹ	۱
،، مولوی سید جعفر علی صاحب حیدرآباد	۵	،، محمد اکرم خاں صاحب ٹائم کیپر	۱
،، محمد شاہ صاحب ہڈ کلارک کہاروڑ	۱	،، شیخ حسین صاحب	۱۷
،، مولوی غلام نبی صاحب کوہیر	۸	،، سید محمد نثار علی صاحب للیان	۱
،، رشید علی صاحب میرن پور کٹرہ	۳	،، مولوی عبدالکریم صاحب سوہادہ	۲
،، مولوی محسن علی صاحب سنڈیلہ	۲	،، ماسٹر محمد علی صاحب بہاولپور	۲
خان بہادر شیخ مہدی حسن صاحب گلاب باڑی	۱	،، چودھری عبدالرحمان صاحب راولپنڈی	۲
جناب عبدالعلی صاحب جالس	۱	،، فیاض علی صاحب تہانہ رام پورہ	۱
،، حافظ سید عثمان صاحب قائم گنج	۱	مولوی غلام قادر صاحب ددھوچک	۲
،، سید محمد حسین صاحب ناگرول	۳	،، غلام حسن صاحب کیفی ڈیرہ نواب	۲
،، رفیق احمد صاحب ملتان	۴	،، غلام محمد صاحب راجپور ہوشیارپور	۲
،، سید جلال الدین صاحب جید رک	۱	،، عبدالغفور صاحب پہلوان فیض آباد	۲
،، سید حامد حسین صاحب رائے بریلی	۲	،، چھوٹے صاحب ٹرنر گوالیار	۲
،، مولوی جلال الدین صاحب عثمان آباد	۴	،، بابو عبداللہ صاحب بمبئی	۳
،، سید حاکم شاہ صاحب چکرد ہرلو	۱	سلیمان عبدالرحیم صاحب بمبئی	۲
،، مولوی محمد سلیمان صاحب ملیک تارو	۱	،، عبداللہ علی محمد صاحب بھنڈی بازار	۲
،، محمد اسماعیل صاحب بلیر	۲	،، فخرالدین صاحب بڑہار	۲
،، محمد طاہر صاحب دہناد	۱	،، سکریٹری مسلم کتب خانہ دہاروجی	۲
،، رفیق احمد صاحب سلطان ملتان	۴	،، حکیم محمد الدین صاحب ہنگالہ	۲

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب ڈاکٹر قادر بخش صاحب داجل	۲	جناب سید محمد حسین صاحب سرپور خاص	۱	جناب سید محمود علی شاہ صاحب فیروزپور	۱	جناب منشی مہدی حسن صاحب کلکتہ	۱
〃 سید عبدالعزیز صاحب وزیگاپٹم	۲	〃 معرفت شاہ صاحب نوشہرہ کلاں	۱	〃 ملک گلزار خاں صاحب دہیال	۱	〃 محمد علیم اللہ صاحب ٹھیکیدار پٹنہ	۲
〃 شیخ غیاث الدین صاحب باندہ	۲	〃 رحیم خاں صاحب نصیر آباد	۲	〃 ایس ایم نظام الدین صاحب دارجیلنگ	۱	〃 سید داؤد عادل صاحب بمبئی	۲
〃 محمد سلیمان صاحب الہ آباد	۵	〃 قاضی نقیر اللہ صاحب کرتارپور	۳	〃 مولوی محمد شریف صاحب گگڑ گل	۲	〃 شیخ گیسو صاحب برکھین جبانسی	۲
〃 سید غازی حسین صاحب جے پور	۱	〃 عبدالقیوم صاحب سری مادھوپور	۱	〃 ایم اے جلیل صاحب نرساپور	۱	〃 محمد صادق سب پوسٹ ماسٹر مرالہ	۱
〃 سید احمد میر صاحب کرنول	۱	〃 محمد حسین صاحب شہداد کوٹ	۲	〃 سید عبدالکریم صاحب چھاونی ملتان	۴	〃 محمد یوسف خاں صاحب بیتول	۳
〃 مولوی محمد زمان صاحب اندارہ	۲	〃 ابوالنصر صابر نظامی نلدرگ	۱	〃 عبداللطیف خاں صاحب کوردائی	۱	محمد حسن صاحب جمشید پور	۱
〃 راجو خان صاحب تلہ گنگ	۱	〃 محمد بشیر الدین صاحب سنگرام پور	۱	〃 عبدالعزیز صاحب صنوان اللہ احمد آباد	۱	〃 مولوی محمد انور علی صاحب وکیل [illegible]	۱
〃 اکبر علی صاحب بھٹنڈہ	۱	〃 مولوی احمد علی صاحب علوی سیلو	۵	〃 غلام حسین صاحب کمشنر کیٹر ٹانک	۱	〃 عبدالرب صاحب پشاور شہر	۱
〃 محمد اکرم خاں صاحب شاہجاپور	۲	〃 محمد شاہ صاحب بنگلہ سالاروالہ	۲	〃 وزیر حسن صاحب مکند روگنج	۲	〃 مولوی محمد سلیمان صاحب ٹھیکے نارو	۱
〃 ایس جی محی الدین صاحب کلکتہ	۲	〃 مولوی احمد جراح صاحب تولسر	۱	〃 مولوی محمد بخش صاحب مدرس محمد پور	۱	〃 محمد رضا خاں صاحب کوتوالی ٹانڈہ	۲
〃 بشیر احمد خاں صاحب نمبر ۹ بمبئی	۳	〃 گل محمد صاحب پٹواری چک نمبر ۵ ملتان	۱	〃 مولوی عزیز احمد صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ	۲	〃 بابو محمد یوسف صاحب کلرک کانپور	۳
〃 مولوی عبدالاول صاحب لاکرپور	۱	〃 محمد بشیر اللہ صاحب ایجنٹ بھوپال	۲	〃 حافظ سید محمد عثمان صاحب قائم گنج	۱	〃 جناب احسن میاں صاحب نمبر نگر	۲
〃 نصرت اللہ صاحب جمعدار احمد نگر	۴	〃 پیر احمد صاحب سرہندی کچھہ سانگھان	۱	〃 اللہ بخش صاحب کوئٹہ شاف کالج	۲	〃 مولوی منظور المحمود صاحب خیر آباد	۱
〃 حاجی آغا بینا صاحب سوداگر فیض آباد	۵	〃 محمد عبداللطیف صاحب ضلع پیپری	۴	〃 انتظام علی صاحب لاکھیری	۱	〃 منشی مرزا یاسین صاحب باڈانہ	۲
〃 عبدالمجید صاحب نگاو چھاونی	۲	〃 مولوی سعید احمد صاحب جگدل پور	۱	مولوی مہر محمد بخش صاحب لودہراں	۹	〃 مولوی سید محمد یحییٰ صاحب ہنڈون	۷
〃 مولوی کفایت علی صاحب سرگ ڈہن	۱	〃 عبدالجلیل صاحب پٹواری گھوڈائی	۱	محمد اسمٰعیل صاحب گوہنہ	۱	〃 شیخ احمد حسن صاحب بلدہ حیدرآباد	۱
〃 سراج الدین صاحب ہندپور	۱	〃 محمد عباس صاحب موڈیگیرہ	۴	〃 عبدالکریم ابراہیم صاحب سیوری	۳	〃 رستم علی خاں صاحب حصار	۲
〃 خان بہادر غلام قادر صاحب ڈیرہ اسمٰعیل	۲	〃 ملکام محی الدین صاحب سرول	۲	〃 کے بی صاحب خان صاحب لگل	۲	〃 منیجر ستار کمپنی راجپیٹ	۱
〃 حکیم محمد محسن صاحب انصاری گورکھپور	۲	〃 پیرزادہ محمد یسین صاحب پلوامہ	۱	〃 نبی بخش صاحب افسر مدرس تنکر گنج	۱	〃 کریم بخش صاحب سکھر	۱
〃 مولوی محمد شفیع صاحب واڑہ عالم	۴	〃 تاج محمد خاں صاحب عان	۲	〃 اللہ رکھو صاحب سیلانی	۱	〃 مرتضیٰ حسین صاحب کاکوری	۲
〃 حاجی ولی اللہ صاحب کانپور	۱	〃 محمد عثمان صاحب سیلو	۱	〃 ایچ ایم مہدی صاحب لسین	۲	محترمہ ریحانہ صاحبہ میرٹھ	۱
〃 شیخ محمد عثمان صاحب تاراپور	۱	〃 قاضی محمد تاج صاحب ماناوادر	۲	〃 مولوی محمد ابراہیم صاحب سمانہ بہاؤ	۲	〃 بابو عبدالرحمن صاحب گارڈ سہارنپور	۱۱
〃 سید جمال الدین صاحب وکیل بیگواڑہ	۷	〃 محمود خاں صاحب مندسور	۱	〃 نور محمد صاحب منور ہوا گہر	۳	〃 میاں جی رحمت علی صاحب چک ۴۸۶	۱
〃 سید جعفر علی صاحب اہلد سانبھہ	۱	〃 عبدالقادر صاحب ڈیرہ غازی خان	۲	〃 ڈاکٹر محمد حسین صاحب خیر آباد	۱	〃 ابن اشرف صاحب مناپور	۲
〃 سراج الدین صاحب ہندپور	۱	〃 اہلیہ سعید الدین صاحب جدید لٹ	۲	〃 ایم اے عزیز خاں صاحب مدراس	۳	〃 سید نور صاحب کاکناڑہ	۲
〃 مولوی کرم الٰہی صاحب ترکی جہلم	۱	〃 مولوی محمد شفیع صاحب مدرس گنیان	۱	〃 احمد خاں صاحب عدن کیمپ	۲	〃 فضل حسین صاحب چکوال	۱
〃 عبدالجبار خاں صاحب محرر تحصیل سہون	۲	〃 غلام حسن صاحب پنجابی گلکوٹ	۱	〃 عبدالشکور خاں صاحب کرنوس ساؤتھ	۱	〃 مسٹر محمد اشرف صاحب راولپنڈی	۲
〃 جناب داؤد قطب الدین صاحب پور لالی	۲	〃 منشی عبدالغفور صاحب جھنگ	۳	〃 خلیل الرحمن صاحب تحصیل للوا	۱	〃 قاضی سیف اللہ صاحب اباوڑہ	۱
〃 سید محی الدین صاحب رحمانی قاضی جکی	۱	〃 مولوی عبدالرزاق صاحب ملک گرم	۱	〃 شیخ داؤد شیخ کریم صاحب مالسکوڈ	۲	〃 ولی داد صاحب کازمہ کالرہ	۲
〃 شیر محمد صاحب سواوہ	۲	〃 سیٹھ غلام رسول صاحب جبل پور	۲	〃 ابوالفضل حسین صاحب گارڈ کنایان	۲	〃 محمد شفیع الدین صاحب صدیقی دہلی	۱
〃 مولوی حبیب حسن صاحب یقی ردولی	۳	〃 مولوی عبدالرحمان صاحب ناگور	۱	〃 غلام معین الدین صاحب بیگو سرائے	۲	〃 منشی ممتاز احمد صاحب غازی پور	۱
〃 محمد بخش صاحب ملتان	۲	〃 عبدالرحمان صاحب دفتر نہر جھنگ	۷	〃 بیگم مرزا محمد حنیف صاحب سیوانی	۲	〃 عبدالرحیم صاحب تیامینگ برما	۱
〃 عظیم الحق صاحب اعظم گڑھ	۱	〃 مولوی علی حسین صاحب جہان آباد	۱	〃 مرزا احمد حنیف بیگ صاحب سیوانی	۱۳	〃 عبدالاول صاحب ڈاکٹر دوبارہ	۲
〃 نور محمد صاحب پراونشل سیلز ٹیکس	۱	〃 خواجو خاں صاحب کوتوالی کوٹہ	۱	〃 سید عبدالرحمن صاحب حیدرآباد دکن	۲	〃 سید حبیب الرحمان صاحب پٹنہ	۱
〃 محمد حسین صاحب لال باغ	۱	〃 محمد اطہر علی صاحب لائن بازار پورنیہ	۲	〃 غلام محمد نور الدین صاحب حیدرآباد	۲	〃 شمس الہدیٰ صاحب ملکی چک	۱
〃 شاہ حسینی صاحب نائب سجادہ تارکیز	۲	〃 مولوی مہدی علی خاں پولس جین جیتو	۴	〃 خواجہ حمید اللہ صاحب نائب دم بنارس	۳	〃 ولی محمد صاحب ستلی آوان	۳
〃 محمد روشن صاحب بمبئی	۲	〃 شیخ فیروز الدین صاحب پشاور	۱	جعفر خاں صاحب فارسٹر پاتور	۲	باقی دارد	

ہر شخص حیرت میں ہے کہ عہ میں متن مترجم اور مُحشّی مجلد چرمی قرآن کیونکر مل سکتا ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا تفسیر بھی بیان القرآن کی کاغذ بھی سفید اور گلیزڈ اور ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو کیا آپ نے

دیکھا　　یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید اور حیرت انگیز کارنامہ ہے　　نہ سُنا

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہندوستان کے بہت سے مسلمان بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے حمیدیہ پریس دہلی کی اولیت ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمۃ الالہی ہو اور جس کا ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب ماخوذ تقطیع بھی کلاں ہو غرض تمام وہ سامان ہو جس کا ایک مسلمان والہ و خواہاں ہو سکتا ہے اور لطف یہ کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید ضروریات کا حل ہو اور مجلد بھی چمڑے کا ہو

تیار ہے اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والا یا عشریوں کا مترجم قرآن ہے صدہا روز جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد ہائے سورہ قرآن شریف و ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت معہ ترجمہ کی برتری (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا اور جبرئیل کیونکر آیات قرآن لاتے تھے احادیث صحیحہ سے اقتباس ہو (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے فوائد و برکات (۶) تلاوت قرآن کی ثواب بصورت مختلف مثلاً نماز میں تراویح میں مسجد میں رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسرے کتب سماوی پر (۹) عوذ باللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقر (۱۲) فضائل سورہ انعام معہ قبولیت (۱۳) بیان آیت الکرسی معہ فضائل اور اس کے اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا اثر معہ قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۸) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورہ اخلاص مع اعمال (۲۰) فضائل سورہ واقعہ مع اعمال رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورہ عم یتساءلون کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقاف (۲۶) سوانح عمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعائے ختم القرآن مع فضائل **ضخامت ۷۶۰ صفحے معہ مقدمہ**

کاغذ سفید و بیز ولایتی ساخت۔ **چھپائی** خوب روشن سیاہ مجلد بڑی پشتہ **کتابت** کا اندازہ بااعتبار خوشخطی اس نمونہ سے نہ کیجئے کیونکہ یہ نمونہ عربی سے ناواقف شخص کا لکھا ہوا ہے بلکہ اس سے خط کے جلی ہونے کا اندازہ کیجئے **ہدیہ مجلد ڈیڑھ روپیہ** مع مقدمہ محصولڈاک اب بڑھ گیا ہے اسلئے ۱۵ ارکل ۴ میں جہاں چاہے منگا لیجئے **ایک منگائیے یا سو** رعایت مطلق نہیں ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ ہر اس پارسل پر جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ ر تو یہاں ہی خرچ پڑ جاتے ہیں **منیجر رسالہ مولوی کوچہ چیلان دہلی** سے ہی طلب فرمائیے کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام نقصانات کی تلافی اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی ہی آمدنی سے ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ جلدیں بہت ہی اعلیٰ درجہ کی خاص طور پر بنوائی گئی ہیں

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

اقصیٰ تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں بیشک اللہ تعالیٰ بڑے

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت

مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا

قرار دو ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا بیشک وہ

ایک روپے کا مال آٹھ آنے میں خریدیئے

رمضان شریف کے غیر معمولی اخراجات اور شوال کے مندے کی وجہ سے ذی قعدہ کا مہینہ کاٹنا دشوار ہو جاتا ہے **اپنی چند ذاتی ضرورتوں** کی بنا پر مندرجہ ذیل کتابیں نصف قیمت پر دیدونگا، اگر آپ آسانی سے اور بغیر تکلیف اُٹھائے مدد فرماسکیں، تو حسب ذیل کتابیں خرید لیجے، عنایت ہوگی، عبدالحمید منیجر رسالہ مولوی دہلی

رجوع الشیخ یہ عربی زبان میں سلطان سلیم خان ترکی کے لیئے لکھی گئی تھی اب اردو میں لیا ہے اس کے دو حصے ہیں، اردو زبان میں یہ بالکل اچھوتی کتاب ہے صدیوں سے نایاب تھی، امرا و رؤسا دکھلانے میں بخل کرتے تھے اور چونکہ عربی میں تھی اس لیئے خاص ذی علم اور صاحب ثروت فضلا ہی اس سے لطف اندوز ہوتے تھے اسکا مطالعہ کمزوروں کے لیئے اکسیر اور بے اولادوں کے لیئے ثمرہ اولاد ہے اور مقوی باہ مجرب نسخوں اور طلسموں کا نادر و نایاب مجموعہ ہے نسخے نہایت آسان اور مجرب ہیں، پہلا حصہ مردوں کے متعلق خاص ہے اور دوسرا حصہ عورتوں کے لیئے اور عورتوں اور مردوں کے لذت یاب ہونے کے طریق میں ہر وہ ترکیب جو کسی زمانہ اور کسی ملک میں ہوسکتی ہے قابل مصنف نے سب کو محیط کیا ہے دواسے، سانس سے، لمس سے، اشاروں سے، گھاتوں سے، زبان سے، شیریں کلامی سے مخصوص حکایات سے مفید ہدایات سے غرضکہ مرد اور عورت ایک دوسرے کو بادنیٰ تکلیف موہ سکتے ہیں گرویدہ کرسکتے ہیں، اور سچ مچ میاں بیوی لیلے مجنوں بن سکتے ہیں، اگر یہ کتاب دلچسپ سکی اور مکتب کے دیدہ تیز کی نذر ہوگئی تو جس کے پاس نہ ہوگی وہی دست حسرت ملے گا، قیمت ۶ عہ رعایتی ہر دو حصہ ایک روپیہ، محصول ڈاک ۶ر کل عہ

دلہن کی ڈائری باتصویر یعنی سہاگ کی آہیں، ایک شوخ و طرار دلہن کی آپ بیتی شب زفاف کا پر کیف سماں، اچھوتے پھول کی مہک، کچھ خوف، کچھ شرم، کچھ ہراس، کچھ گدگداہٹ، دولہا میاں کی ہیبت یا باغبان عشرت کی گل چینی، بے صبری کے جذبات بے تابی کے مظاہرے بے بسی کے آنسو، بےکسی کے پسینے، دامن عصمت کے تار ہائے نازک کا جہیر جہیر ہونا، طلسمی آبگینوں پر سنگباری، ایک ایک واقعہ الامان ہوشربا، توبہ شکن، سخت ہیجان انگیز اور جان لیوا اور لطف یہ کہ لکھا ہوا بھی ایک پیکر حسن کا ایک اہل قلم پر دلہن کا ثبت نامچہ اور اپنی دوشیزہ سہیلی کے نام خطوں کی صورت میں ہے شرارت ہی ٹپکتی ہے اور شوخی بھی، یہ کتاب دولہا دلہن کے لیئے سبق آموز ہے یہ کتاب بے حد مقبول ہے یہ تیسرا اڈیشن ہے قیمت اصلی سوا روپیہ رعایتی ۱۰ر محصول ۶ر کل عہ

بہار عروس یہ دلہن کی ڈائری کا دوسرا حصہ ہے، اسمیں وہی دلہن جن کے البیلی مخاطب سہیلی پہلی کتاب میں تھی جسے وہ اس کتاب میں غنچہ سے پھول یعنی منزل دوشیزگی سے اتر کر عروس نو بن گئی ہیں، اب ان کے حالات عروسی یا شب نامچہ عروسی شروع ہوتا ہے، بہار عروس اپنی لطف انگیزیوں کے لحاظ سے مصور کا نقش ثانی ہے جس کو صحیح طور پر کہا جاتا ہے کہ بہتر کث ز اول، ایک ایک لفظ انشا ذہن ہے، اس کی قیمت بھی سوا روپیہ ہے، رعایتی ۱۰ر محصول ۶ر کل عہ

قانون مواصلت دنیائے کیف و نشاط کی ایک خاص رہنما کتاب ہے کتاب کے نام سے کتاب کے کام کا اندازہ کر لیجئے جوانی و شادی کی سرتیں، عورتوں کو مسخر کرنے کی تدبیریں، تندرستی قائم رکھنے کے اصول و ضعیفی کو جوانی سے بدلنے والی ہدایتیں اور تقریباً بہت سی تصاویر فوٹو بلاک ضخامت ۲۴۸ صفحات، قیمت عہ رعایتی ۱۰ محصول ۶ر کل عہ

لذت نکاح زن و شوہر کے تعلقات پر نہایت مفید، دلچسپ اور پر از معلومات کتاب ہے جس کا مطالعہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد عورتوں اور مردوں دونوں کے لیئے نہایت ضروری ہے اس کتاب میں جو راز بتائے گئے ہیں اس سے واقف ہو کر میاں بیوی عیش و راحت سے زندگی بسر کرسکیں گے اور شادی کا حقیقی لطف آجائے گا، بیوی محبوبہ نظر آئے گی، اور آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر نہیں رہ سکتا قیمت عہ رعایتی ۱۰ر محصول ۶ر کل عہ

طلوع شباب یہ اپنے طرز کی انوکھی کتاب ہے، یا یوں سمجھئے کہ عورت کی دائی ہے اسمیں عورت کی اندرونی اور بیرونی زندگی مردوں کے سامنے عریاں کردی گئی ہے، مرد عورت کے ہر جذبے سے فی الفور ہو جاتا ہے، ساتھ ہی اس کتاب کے پاس رہنے اور اس پر عمل کرنے سے ہمیشہ جوان رہ سکتی اور گویا تمام حسن کے لیئے ایک طبی شیر ہے اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں

حسن کی تعریف، حسن میں اضافہ، تندرستی کا شباب، اگل نورس کی پژمردگی، استحکام شباب زیبا، جلد کا رنگ، توجہ کا مرکز الیعنی مصنوعی رنگ خوبصورت چہرے کی بدنمائی کا سبب آنکھیں اور انکی سحرکاری، بدنما آنکھوں کو دلفریب بنانا، تیر قرگان، بھنی، پیشانی، زلف عنبریں، آرائش گیسو، گیسو بریدہ، بالوں کی صفائی، کان، دہانہ، لب، تبسم کی بجلیاں، لبوں سے تعلق اندرونی مقامات سے، ٹھوڑی، گردن، تلنے، بازو، کلائیاں اور انکی خاص رنگین جن سے کہ مقامات نہاں متاثر ہیں، پستان، اس کی شکل، جذبات کا امنڈنا، پیٹ کا تعلق پستان و اندام نہانی سے، اس کے بعد ازدواجی زندگی کے ہر شعبے پر بحث ہے اور مواصلت کی لذتوں سے لے کر بڑھاپے کی تکلیفوں تک عورت کے ہر شعبہ حیات پر تبصرہ ہے، ضخامت ۲۰۰ صفحات، باتصویر ہے اور بہت عکسی ہیں، قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ر محصول ۶ر (۱۴ر)

کوک شاستر یا عہد شباب، نوجوانوں کی رہبر کامل، ناعاقبت اندیشوں کے لیئے مشیر طبی و آبحیات، قوت رفتہ کی روک تھام اور ازسرنو اس کی واپسی کی تدبیریں، صنفی قوتیں اپنی حالتوں پر باقی ہی نہیں رہتیں بلکہ ان میں اضافہ کی صورتیں نکالی گئی ہیں، طبی ہدایات کے ساتھ ہی بکثرت مجرب نسخے بھی درج ہیں اور مردانہ بیماریوں کے مکمل علاج ہیں بہت کامیاب کتاب ہے قیمت ایک روپیہ رعایتی ۹ر

مجموعہ کربلا کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں حق پرستوں کا خون کس بیدردی سے بہایا گیا، معصوم بچوں اور عورتوں پر مظالم، مجموعہ کربلا میں دردناک داستان بھی ہے اور ظالموں کی ستم آرائیوں کے افسانے بھی، ساتھ ہی یزید کی نفس پرستیاں اور عیاشیاں جن کا عام طور سے لوگوں کو علم نہیں، آخر میں یزید کا عبرتناک انجام کہ اس ظالم کا کیا حشر ہوا، قیمت ۱۲ر رعایتی ۱۲ر محصول ۶ر کل عہ

انجام یزید کربلا کے واقعات کا دردناک ڈرامہ اسٹیج پر لایا گیا ہے، یزید کی خلافت اور خلاف شریعت حرکات، نفس پرستی کے حیا سوز مناظر دکھائے گئے ہیں، یہ ڈراما ملک الکلام نوح ناروی کی یادگار ہے، ایک باعصمت خاتون نے نہایت دلیری سے یزید کا خاتمہ کیا، قیمت فی جلد ۱۰ر رعایتی ۵ر علیحدہ نہیں جاسکتی اور نوٹ کیجئے

تین دلچسپ ہنسنے ہنسانے والی کتابیں اور ایسی عجیب و غریب ادبیت سے معمور ہیں کہ ناممکن جو ایک صفحہ پڑھنے کے بعد کتاب نامکمل چھوڑ دی جائے (۱) بیاری بھرکم کی ڈائری (۲) مشر مجنوں (۳) عورت شیطان ہے، مجموعی قیمت عہ رعایتی ۹ر محصول ۶ر (۱۵)

تین تحریر آموز کتابیں جن سے مضمون نگاری آجاتی ہے اور خط و کتابت میں ادبیت پیدا ہوجاتی ہے (۱) اتالیق مضمون نگاری (۲) جذبات نثر مجلد (۳) مقالات نیاز، ان کتابوں میں مضامین ہر قسم کے ہیں، تاکہ جس قسم کا مضمون چاہو انکو سامنے رکھ کر لکھ لو جس اخبار یا رسالہ میں وہ مضمون جائے شہرت ہوجائے، قیمت تینوں کتابوں کی تین روپے رعایتی ۲ ؏ محصول ۱۰ر (۲؏)

تین سیاسی سوانح عمریاں جن سے مسلمانوں کا جمود فی الفور حرکت میں آجائے اول **الفاروق** یعنی حضرت عمر فاروق کی مکمل سوانح عمری ابتدائے اسلام کے نافذ شدہ وہ قوانین جو آجتک ہر مہذب حکومت کے لئے مشعل راہ ہیں جنگ کے وہ اصول جو تیرہ سو برس سے بہترین ہیں انصاف کے وہ دو حیرت خیز مناظر جو آج دنیا کے جنس میں عنقا ہیں، اور یہ سب باتیں موجود ہونے کے ساتھ خدا کی عبادت ہر چیز سے مقدم ہے، (۲) **الہارون** عباسی خلیفہ ہارون رشید کے حالات دولت کے مظاہرے فنون کے کرشمے، سائنس قدیم کے حیرت زا کارنامے، سطوت اسلامی کے درخشاں جلوے اور پھر بھی مذہبی کیفیات کے نمایاں پہلو عیاں ہیں، یہ عالم اسلامی کا سب سے زیادہ مخیر، علم دوست علم پرور خلیفہ کی سوانح حیات ہے جو آج مسلمانوں کی لٹی ہوئی پونجی سمجھی جاتی ہے (۳) **المامون** یہ سیاسی چالوں اور ڈپلومیٹک شاہکاروں کا حیرت افزا خواب ہے جو خلیفہ مامون کی حیثیت میں جلوہ گر ہوا اسلامی سطوت اور فنون لطیفہ کی یاد اس سے تازہ ہوتی ہے، قیمت فی کتاب علی الترتیب ؏ ؏ ؏ رعایتی ہر سہ کتب ؏ ضخامت ۰۰۰ صفحات محصول ۱۲ر کل ۱۲؏

تین مذہبی سوانح عمریاں جن کو پڑھ کر روح تازہ ہوتی ہے اور مذہبی جمود میں بیداری پیدا ہوتی ہے (۱) **سیرۃ النعمان** فقہ اسلامی کی سب سے بڑی علمبردار حضرت امام ابو حنیفہ کے حالات، زہد، ورع، پیشہ، دنیا کی کامیاب زندگی، مذہبی شغف، مذہبی قوانین کی تدوین، مخالفین فقہ سے مباحثہ، باریک و لطیف نکات، اور حیرت انگیز و دقیق مسائل جو پانی کی طرح حل کئے یہ سب اس کتاب میں ہیں (۲) **الغزالی** تصوف کے سب سے بڑے لیڈر امام محمد غزالی کے حالات زندگی، تصوف کے اسرار و غوامض شریعت کو طریقت پر فضیلت، مذہبی زندگی، سلوک کے منازل، ریاضت کی تعلیم، جو آج کل کے نام نہاد تصوف سے بہت ارفع اور بلند تر ہے، یہ سب اس کتاب میں ہے، سوانح **مولینا روم** مثنوی معنوی کے مصنف حضرت مولانا روم کے حالات زندگی، ہر بات والہانہ، ہر واقعہ وجد میں لانے والا، پھر مثنوی کا اقتباس اور اسکی دلچسپ اور پر معرفت شرح یہ سب کتابیں علامہ شبلی کی لکھی ہوئی ہیں ان تینوں کتابوں کی قیمت للعہ اور رعایتی صرف ؏ محصول ڈاک ۱۲ر کل ؏

تین حفظان صحت جن سے میاں بیوی، بچے تینوں آنے والی بیماریوں سے بچ جائیں اور اپنی صحت محفوظ رکھ سکیں، **مفتاح الصحت** اسمیں مردوں کی تمام بیماریاں اور ان کے ابتدائی صعوبات سے بچنے کی تدبیریں اور خطرے کا بہت پہلے علم اس کتاب کے ذریعہ ہوجاتا ہے اور کوڑیوں کے نسخے ہیں، (۲) **صحت النساء** عورتوں کی تمام بیماریاں اور ایسے پوشیدہ عوارض اور انکی پہچان جو تھوڑی سی غفلت سے موت کے گھاٹ اتار دیتی ہیں ہر بیوی والے گھر میں ضرور ہونی چاہئے ہر مرض کی یونانی اور ڈاکٹری اور ہومیوپیتھی دوائیں، (۳) **حافظ الصبیان** بچوں کے تمام امراض کا علاج اور ابتدائی خطرات کا علم تینوں کی قیمت للعہ، رعایتی ؏ محصول ۱۲ر (؏)

بیگمات خاندان شاہی یعنی شاہان مغلیہ کی بیویاں جو اپنے حسن خداداد کے علاوہ دو دو کروڑ ہزار ہا جواہرات سے مزین تھیں چند کے نام یہ ہیں (۱۵ حمیدہ بانو، فخر النساء، آسایش بانو، آغا بیگی، آرام جان، ممتاز محل، امۃ الحبیب قدسیہ بیگم اعزاز النساء، اورنگ آبادی، دلپذیر بانو، بی بی دود، دلرس بانو، روشن بانو، روشن آرا جہاں آرا، روپ متی، رحمت بانو، رضیۃ النساء، شمرو کی بیگم، بدر النساء، جانا بیگم، جانی بیگم رانی جودہ بائی، خانزادہ بیگم، ثریا بانو، رانی پاریتی، زیب النساء، رابائی تلسی بائی، زبیدۃ النساء سلیمہ بانو، جمیلہ بانو اور بہت سی خواتین کے دلرس حالات ہیں، مصنفہ شرر لکھنوی قیمت ؏ رعایتی ۱۲

پچھتر نامور خواتین ان میں وہ بھی ہیں جو آسمان حسن کی زہرہ و مشتری ہیں انہیں وہ بھی ہیں جو تیر نگاہ اور تیغ ابرو سے گھائل کرنے کے ساتھ جانباز اور شیر نبرد بھی ہیں رقاصہ بھی ہیں اور صف شکن بھی، مغنیہ بھی ہیں اور ولیہ بھی شاعرہ بھی ہیں اور ڈپلومیٹک بھی، صاحب تاج و تخت بھی ہیں اور فقیر زادیاں بھی، غرضکہ چیدہ راتوں کی شب بیداری اور لطف گذاری اس کتاب سے ہوجاتی ہے قیمت ؏ رعایتی ۱۲ر محصول ۱۰ر (؏)

کلام المبین یا حقایق اسلام جو آسمجھ برتیاں ہیں کیونکہ حقایق اسلام کو پڑھ کر آریہ سماجی اسلام کی طرف حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں، حقایق اسلام میں حسب ذیل بیان ہیں، خدا کی ہستی کا ثبوت، سائنس اور خدا، فلسفہ اور خدا، خدا کی ہستی کا عقلی ثبوت، سائنس اور خدا، فلسفہ اور خدا کی ہستی کی ایک ہزار دلیلیں، نبوت رسالت کا مسئلہ، کیا درحقیقت دنیا کو پیغمبروں کی ضرورت، رسول خدا کی سچائی، آفتاب صداقت کی شعاع، محمد الرسول اللہ کی صداقت کے عقلی دلائل، خدا اور رسول کا کلام قرآن مجید کا طرز بیان اور طرز اصلاح، ایک اقرار ہے، کہ قرآن خدا کا نازل کیا ہوا ہے، صداقت قرآن کے متعلق، سو عقلی دلائل، ستیارتھ پرکاش پر ایک نظر، سماج کی موجودہ غلط تعلیمات، سوامی جی کے ترجمہ پر تبصرہ، آریہ سماج کی حقیقت، جنت دوزخ، ہدایت و گمراہی، نماز روزہ حج زکوٰۃ، قربانی اور گوشت خوری، رسول اللہ کی کئی بیویاں، عذاب و ثواب، حساب کتاب حشر و نشر، وحدانیت و دہریت، غرض اس کتاب میں ان تمام اعتراضات کا نہایت مدلل جواب دیا گیا ہے جو آریہ سماج کی پیدائش کے دن سے آجتک اسلام پر کئے گئے ہیں، خود آریہ سماج کو بھی اقرار ہے کہ اس کتاب سے زیادہ مدلل کوئی کتاب ابتک شایع نہیں ہوئی ضخامت ۱۱۲ صفحات قیمت عہ رعایتی ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

اسوۃ النبی رسول کریم کے متعلق عیسائیوں نے جہاں رکیک حملے کئے ہیں وہاں انہی متعصبین نے حضور کے ہزارہا اوصاف بیان کئے ہیں، اور خود اپنی آپ ہی تردید کی ہے یہ کتاب ایسے ہی مضامین کا مجموعہ ہے، ان مضامین کی اشاعت کے بعد انگلس امریکہ، جاپان، اٹلی اور مصر کے عیسائی متفق اللفظ ہو کر پکار اٹھے کہ محمد رسول اللہ دنیا کے مصلح اعظم اور آخری پیغمبر ہیں، قیمت ۸ر رعایتی ۴ر یہ کتاب دوسری کتاب کے ساتھ منگائیے

عقائد الاسلام رسالہ مولوی میں کتاب الاسلام سلسلہ وار چھپ رہی ہے اسکا ایک حصہ باب العقائد چھپ چکا ہے اس لئے اس کو کتابی صورت میں چھاپ لیا جو بھائی جدید خریدار ہیں وہ اس کو ضرور منگا کر پڑھیں اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں ذات و صفات الٰہی، نبوت و رسالت، حضور کے خصائل، انبیائے کرام کے معجزات، انبیا اور لوازمات بشری، نبوت کی ضرورت اور نبی کی اہلیت، ملائکہ، آسمانی کتابیں، وحی کی ضرورت، عالم برزخ، قیامت، حشر، جنت و دوزخ، مسئلہ تقدیر، اقسام قضا، قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی؟

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ واقف نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اب تک زیادہ بے اثر رہیں،

لہٰذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بن جائیں گے، اگر آپ کو افلاس نے گھیر رکھا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائے گا، اگر آپ مقدمات کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانیاں بھی رفع ہو جائینگی، غرضکہ آپکے ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں، جن میں دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں، ہمارا دعوے ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقے کے مطابق دعا مانگیں گے تو آپ کی دعا کی قبولیت یقینی ہے، کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزارہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں، لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی، کاغذ عمدہ سفید،

قیمت صرف آٹھ آنے،

محصولڈاک ۵ ؍ کل ۱۳ ؍

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جو چاہو گے ہو جائے گا

مصیبت سے نہ گھبراؤ، پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو، اس بزرگ ذات سے ناامید نہ ہو ہمت کرو، آگے بڑھو، جو چاہو گے ہو جائے گا، کامیابی کی شاہراہ تمہیں نظر آنے لگے گی، مصیبت راحت سے بدل جائے گی پریشانیاں دور ہو جائیں گی، اور اطمینان قلب نصیب ہو جائے گا، بشرطیکہ آیت الکرسی کا عمل تم پڑھنا جانتے ہو، یہ وہ زبردست عمل ہے کہ اس میں آسمانی قوتیں پوشیدہ ہیں اس کے ذریعہ غریب امیر بن جاتا ہے بیمار تندرست ہو جاتا ہے، اگر مصیبت کے وقت آیۃ الکرسی کا عمل پڑھا جائے، تو یہ عمل ظل رحمت بن کر انسان کے سر پر چھا جاتا ہے۔ اگر تم بھی یہ آیت الکرسی کا عمل پڑھنا چاہتے ہو، تو **صحیفہ قدسی** پڑھو جس میں آیت الکرسی شریف کے نہایت صحیح اور مجرب اعمال ہیں پڑھنے کا طریقہ نہایت آسان ہے، کہ اگر کوئی شخص اس کا معمول کرے تو تمام عمر اطمینان اور آرام سے بسر کرتا ہے۔

قیمت آٹھ آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، محکوم کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں، کہ آپ اسی پر قابو حاصل کر لینگے، اگر آپ ہم سے کتاب

تسخیر القلوب

منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اس کے عامل بن گئے احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع بنانا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے ایک معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں، پہلے حصہ میں تسخیر کا فن سکھایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کامیاب ہوتا ہے اور اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں، دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب در مجرب اعمال و وظائف درج ہیں، انشاء اللہ ہر وظیفہ اور ہر نقش کامیاب ہے، قیمت آٹھ آنے، محصول ۵ ؍ کل ۱۳ ؍

ملنے کا پتہ

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

کیا آپ کو بات کرنی آتی ہے

اگر خدانخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں، اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی، اگر آپ کی گفتگو میں تیزی نہیں ہے، اگر آپ چاہتے ہیں، کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو **کتاب فن خطابت** ملاحظہ فرمائیے، اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے، اور پھر دیکھئے، کہ الفاظ طلسم بن جائیں گے، آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی تاثیر پیدا ہو جائے گی، ہر محفل اور ہر مجلس میں لوگ آپکو آنکھوں پر بٹھائیں گے، آپ کی جادو بیانی احباب اور عزیزوں ہی تک محدود نہیں رہے گی، بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کر سکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے، اسی طرح آپ لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیں گے، قیمت ۸ ؍ محصولڈاک ۵ ؍ کل ۱۳ ؍

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

خدا کے دربار میں رسول خدا

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں، کہ فخر کائنات سید المرسلین کس طرح خدائے قدوس کے دربار میں حاضر ہو کر اپنی مرادیں طلب کیا کرتے تھے اور وہ کیا مبارک الفاظ تھے جو زبان مقدس سے نکلتے ہی تیر بہدف ہوتے تھے تو آپ پیغمبری دعائیں پڑھئے جس میں بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، مشکوٰۃ وغیرہ صحاح ستہ سے وہ ساری دعائیں معہ ترجمہ کے درج ہیں جو سرکار مدینہ نے اپنی حیات طیبہ میں حل مشکلات کے لئے زبان مبارک سے فرمائیں، یہ مبارک دعائیں دنیا کی کسی ایک زبان میں جمع نہیں تھیں مگر اس کتاب میں دعائیں ایک جگہ جمع کردی گئی ہیں، ہر مصیبت ہر مشکل کی دعا مقدس پیغمبری زبان سے نکلے ہوئے الفاظ معہ ترجمہ کے درج کر دیئے ہیں، آپ کی کوئی مشکل ایسی نہ ہوگی جو پیغمبری دعاؤں کے طفیل نہ ہو جائے، ناممکن ہے کہ خدانخواستہ آپ کسی مصیبت میں پھنسیں اور پیغمبری دعاؤں کے طفیل صاف نہ بچ جائیں، پیغمبری دعاؤں کے الفاظ وہ ہیں، جن میں مسلمانوں کے آقا و مولانا نے دعا کی تھی، ضخامت ۸۰ صفحہ قیمت آٹھ آنے محصول ۵ ؍ کل ۱۳ ؍

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

گھر کا مولوی

مناد اور واعظین کو کتابت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے اور ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقعہ پر اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب نے ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلدیں شائع ہوچکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ انھیں آسانی ہو اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہو اس میں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید واحادیث میں مذکور ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے جس سے اور لطف دوبالا ہوگیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں پہلی جلد کے بڑے ۱۸۰ صفحات دوسری جلد کے ۱۱۴ صفحات قیمت ہر دو مجلد عہ محصول ۹ کل ۱۲ـ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھ لیں تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہوسکے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں:۔

نزول قرآن قرآن کی تاریخی حکمتیں وحی کی قسمیں (۴) نسخ آیات (۵) منسوخات قرآنی (۶) جمع و ترتیب قرآن (۷) سورہ اور آیات کی ترتیب (۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت (۹) رسم الخط قرآن (۱۰) علامات قرآنی (۱۱) اوقاف قرآن۔ (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں (۱۳) اختلاف قرأت (۱۴) قراء کا بیان (۱۵) سات قرأت کی تحقیق (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) قرآن مجید کے فضائل (۱۹) سورتوں کے فضائل (۲۰) فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۲۱) آداب تلاوت (۲۲) قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ۔

یہ وہ کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے ۸۴ صفحہ کی ضخامت

قیمت صرف ۸ محصولڈاک ۵ کل ۱۳

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

معجز نما پنجسورہ

جدید ایڈیشن معہ ہفت احزاب چشت

یہ نیا ایڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۹۶ صفحہ کا تھا لیکن اب ۲۴۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب و مفید دعائیں شامل ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول در ربط آیات و تفسیر کامل از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تقطیع مولوی سے نصف ہے چھپائی کاغذ نہایت اعلیٰ اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں:۔

سورہ یاسین۔ سورہ رحمن۔ سورہ فتح۔ سورہ واقعہ۔ سورہ ملک۔ سورہ مزمل۔ سورہ نبا۔ سورہ کہف۔ سورہ فلق سورہ ناس۔ اس کے علاوہ علاوہ ہفت ہیکل مع اسناد معہ شش قفل معہ اسناد دعائے گنج العرش مع اسمائے حسنیٰ ۹۹ نام اسمائے رسول مع اسناد شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ درود کبیر از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی رجسٹرڈ ہیں جو اس پنجسورہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت ۱۲ محصولڈاک ۷ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان اپنے آئندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل واثرات کے متعلق اب تک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** ہی کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں:۔

توبہ کے معنے از روئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت و فضیلت و ثواب، سرور دو عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ حکایات توبہ ترک گناہ حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ۔ توبہ کا ذکر قرآن میں گناہوں کی لذت، گناہ کا خیال معافی کے قابل صغیرہ گناہ ہی کبیرہ بنجاتا ہے گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور شکایتیں، مولا کی بندہ نوازی پڑا مزا استغفار عبادت ولی۔ اسید و بیم عبد و معبود میں راز و نیاز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی خوری مواخذہ سے بے فکری گناہوں سے نقصانات نسخہ دافع مرض گناہ اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں۔ قیمت دس آنے محصول ۱ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لئے ہر ایک انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہے اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے:۔

فلسفہ روح انسانی روح کا دخول۔ عہد میثاق۔ روح حیوانی روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت عبادت سکرات موت تلقین جسم سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات دیگر رسولوں کی وفات ایمان و کفار نیک روحیں کفن کفار کی ارواح سوال و جواب نکیرین عالم برزخ عذاب و ثواب کا فلسفہ قبر کا عذاب تجہیز و تکفین نماز جنازہ نماز جنازہ کے تمام مسائل دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ درود و تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان زیارت قبور تعزیت و تسلی کیا تا لیلانا نجات اخروی مردوں کو کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۳۲ اصحاب کرام اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے۔

قیمت بارہ آنے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ جب ہر طرف سے مایوسی ہوجائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہوجائیں انسانی تگ و دو مجبور ہوکر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہوجائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اور اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیا کی تھکن کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان و شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقراء کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپنے ایک عالم کا چکر لگاکر یہ خزانہ جمع کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ان کو ملا یہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صد ہا صلحاء کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے اثر و مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام رہا اس پر انسانی ضرورت ایک بھی ایسی نہیں چھوڑی ہے جس کے لئے تیر بہدف وظیفے یا نقش نہ ہو دور حاضرہ میں اس سے مستند اور مجرب کوئی کتاب نہیں ہے قیمت دس آنے محصول ۶ کل عہ (منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی۔ تاریخ نگاری میں مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے اور تحریر میں دلنشینی کو جو نصیب ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو۔ اس کتاب میں ذیل کے ناموران کے حالات ہیں:۔

محمود و ایاز۔ سلطان محمود غزنوی اور غلام ایاز کے حالات۔
علی بیگ۔ مصر کا ایک نامور حاکم جس نے عجیب طرح مصر فتح کیا
عوج بن عنق۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ایک عجیب آدمی
قوم چیلڈیا۔ نمرود اور حضرت ابراہیم کا تاریخی قصہ۔
ہرقل۔ روم کا شہنشاہ جو حضرت رسول کریم کے زمانہ میں تھا۔
ابوالعتاہیہ۔ ہارون رشید کے دربار کا ایک مشہور شاعر
ابن معتمر۔ ایک جادو بیان مقرر جس نے حکومت کا تختہ الٹ دیا
حسان بن ثابت۔ دربار نبوی کا شاعر جو کفار کی ہجو بھی لکھتا تھا۔
افلاطون۔ یونان کا سب سے بڑا فلاسفر اور ریاضی کا استاد
ہینی بال۔ یونان کا سب سے بڑا سپہ سالار اور لڑائیوں کے حالات
الپ ارسلان سلجوقیوں کا مورث اعلیٰ معہ حالات سلطنت میر علی شیر چغتائی۔ شاہ بابر کا نامور وزیر۔ اصلی قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲؍ محصول ۴؍ کل ۲؍ عہ (حمیدیہ پریس دہلی)

شوہر کی تسخیر

کا مجرب عمل آپ کو عملیات کی کتابوں میں نہیں ملیگا کیونکہ مرد کو مسخر کرنے کے لئے سب سے مجرب عمل کفایت شعاری سلیقہ مندی گھر کی درستی اور اچھا کھانا پکانا ہے اور یہ سب باتیں باحسن وجوہ آپ کو کتاب

دہلی کا باورچی خانہ

منگانے سے حاصل ہو سکتی ہیں اس کتاب میں گھرداری کے اصول اور سلیقہ مندی کی ہدایات اور صاف ستھرا گھر رکھنے کے علاوہ ہزارہا قسم کے کھانوں کے پکانے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور ہر چیز کے لئے ایسے مناسب اجزا تجویز ہوئے ہیں کہ وہ تھوڑے صرف سے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا ہو سکے ہر عورت اس کتاب کے ذریعہ اپنے شوہر کو موہ سکتی ہے اور ہر خاوند اس کتاب کی عامل بیوی کا غلام ہو سکتا ہے کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جو مرد کی کمائی کو بہترین طریقہ پر صرف کرنا سکھاتی ہے
ضخامت ۱۱۲ صفحات۔ رعایتی قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍

ملنے کا پتہ
منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مدد نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کے آپ بیوی کو چاہے تعویذ گنڈہ بنادیں لیکن بغیر قربت ہو بیکار رہے گا ان لوگوں کے لئے جو فقط پیروں کے عمل خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے تھے اور ان لوگوں لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے ہیں جو دو ماہران فن کی طیار کردہ ہیں اگر آپ ایک ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے نسخے پر عمل کرنے سے تو انشاءاللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا ان دوائیں اور دعائیں ہیں اور دافع الامراض ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک بیماریوں کے نسخے تعویذ اور دعائیں سب درج ہیں اور یقین سے دعویٰ ہے کہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو دعا سے آرام نہ ہو گا دوا سے ہو گا یا دوا سے۔ قیمت کامل ۱۵؍ مع محصول (حمیدیہ پریس دہلی)

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو شیدا نہ ہوگا پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب اللہ سے بہرہ ور ہو چکے ہوں گے خوش نصیب وزارک طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتائے ہیں جن سے زیارت حبیب لازمی ہو جاتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی ہے حضرت ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت سب کے لئے عام ہو گئی ہے اور اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی۔
قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات، انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا اور سائنس آدمی کی حقیقت، نجات کا راستہ صداقت رسل، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر خدا پر بھروسہ، زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ، اسلام اور وحدت جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ بعض اسرار و معارف، وحدت و محبت کی تعلیم، آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار اسلام کا مقصد اولین نماز کا مرکز اسلام ہے۔ مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھئے
قیمت دس آنے محصول ۵؍ کل ۱۵؍
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و[illegible] کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی [illegible] مانگے جاتے ہیں، یہ تفسیر اس لحاظ سے بھی بہت [illegible] ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے، یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے [illegible] کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان [illegible] ہے۔ صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پر زور بحث اور دلچسپ ہے
غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گذری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸؍ محصولڈاک ۵؍ کل ۱۳؍
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے جہانبانی کے مراحل طے کرنے کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب ہنر نے لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے ایسے انداز میں پیش کیا کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کر سکتا ہے شاید وہ اس کے پاسنگ بھی ہوں جوان ارباب مفتش نے عورت کے رد نیں رو ذیں سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بہ باطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہے جو ذرا سی ترکیب جنبش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے اور ایک دو نہیں صدہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے جیسے سے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں مفتشین اور ارباب کمال نے اپنی تجربہ وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ صدہا مجربات ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت و مرد کی مواصلت کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ قیمت مع محصول ڈاک عہ آر

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بو علی سینا با تصویر

یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بو علی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب ٹوٹکے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہوں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر اور لطف و مسرت زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف و مسرت حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔ اس کتاب میں نہایت دلکش تصاویر بھی دیجئی ہیں۔ ضخامت ..۳ صفحات ہیں۔

قیمت عہ محصول ۷ کل ۲ عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

انگریزی کوک شاستر

یعنی نقد و لطف اٹھانا ہے اور مآل لطف یعنی بچوں کے جھنجھٹ سے رستگاری پانا ہے اسی لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب آفریں لذت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اولاد کی کثرت نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غربت و الدین کے لئے ان کی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہاری زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا پر شباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھکر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی جب چاہو گے اولاد ہوگی اور جب چاہو گے اولاد نہ ہوگی پھر لطف یہ کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش بیٹا یا بیٹی پیدا کر سکتے ہو۔ امریکہ و یورپ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا چربہ ہے قیمت عہ محصول ۶ کل عہ (منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے)

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارومدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریقہ پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو کتاب کیف مواصلت، مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف آشنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید سردار علی صاحب صابری ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ناول کی مصداق ہے ۱۷۶ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد قلمی تصاویر اندرونی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت عہ محصول ۶ کل عہ

پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جایئے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت۔ عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورت کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھکر آپ ہر قسم کی کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائینگے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سہ رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی ہیں تقریباً ایک سو کاغذ لکھائی اور چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات

قیمت دو روپے۔ محصول ۷ کل (۲ عہ)

پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پرکیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور راز درونوں کو نہایت وضاحت اور متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیوی کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھکر یہ کتاب صدہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دیگئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۶۴ صفحات

قیمت صرف عہ محصول ۶ کل عہ

پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

مجموعۂ خواب نامۂ صدیقی

اگر آپ کو خواب کی صحیح تعبیر معلوم کرنے کا شوق ہو۔ اگر آپ کو یہ معلوم کرنا ہو کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں۔ یا اگر آپ کو یہ دیکھنے کا شوق ہو کہ آپ کے خواب کی تعبیر جلدی ظاہر ہو گی یا دیر میں۔ یا آپ اگر اپنے فراموش شدہ خواب کو دوبارہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا لیجیے اپنے خواب کی تعبیر دیکھیے اور اپنے عزیزوں دوستوں کو ان کے خواب کی تعبیر بتلایئے۔ ایسا صحیح ایسا مکمل اور ایسا اعلیٰ خواب نامہ ہے کہ اس سے پیشتر ایسا شایع نہیں ہوا۔ کتاب کے آخر میں نامہ دیکھنے کا طریقہ ہے جس کے ذریعہ قسمت کا نیک و بد معلوم کرنا اور ان سے گذشتہ و آیندہ زندگی کے حالات حاصل کرنا۔ اس کے بعد علم قیافہ کے متعلق ایک ایسا لاجواب رسالہ درج ہے کہ جسے مطالعہ کر کے آپ ہر شخص کے چہرے کو دیکھ کر اس کے نیک و بد کا اندازہ لگا لیں گے۔ الغرض نمونہ کے لیے مختصر فہرست مضامین درج کی جاتی ہے تاکہ آپ کو کتاب کی خوبیوں کا اندازہ ہو جائے۔ قیمت باوجود اس قدر خوبیوں کے صرف ڈیڑھ روپیہ ۱؎ محصول ڈاک ۵؎ کل ۱۲؎

مختصر فہرست مضامین			
خواب اور اسکی حقیقت	خدا کے بھیجے خواب	خواب فراموش کی یاد	خطوط پڑھنا یا دیکھنا
حکیموں اور فلسفیوں کا عقیدہ	احادیث و خواب	سب کے لئے ہدایات	[illegible]
خواب طبعی	علمائے شرق کی رائے	عجائبات خواب	امریکہ کی پامسٹری
خواب غیر طبعی	صوفیائے کرام کا خیال	خواب اختیاری طریق	ریکھا شاستر سامدرک ودیا
اسلام اور خواب	دیگر علمائے اسلام	تعبیر نامہ خواب	خال و تل کا قیافہ
علم تعبیر خواب	متکلمین کے خیالات	تقسیم اور ان تمام	اعضا کی ہڈیوں کا قیافہ
خواب سے متاخرین کا اختلاف	[illegible]	خوابوں کی تعبیریں	[illegible]
خواب پریشان	علمائے تعبیر خواب	[illegible] حروف	[illegible]
خواب پریشان کیوں [illegible]	[illegible]	[illegible] کے موافق	کامیابی کے ایام
[illegible]	خواب [illegible]	[illegible]	مبارک [illegible]
باطنی حواس خمسہ	خواب کی قسمیں	[illegible] مشکل [illegible]	چور کی شناخت [illegible]
حس مشترک	فلسفیانہ اقسام	کوئی خواب ایسا ہو	مقدمہ کا [illegible]
قوت خیال	اقسام [illegible]	ہو گا جس کی تعبیر اس	شگون نیک و بد
وہم یا وہمیہ	اصول خواب	کتاب میں موجود نہ ہو	سفر کی مبارک ساعتیں
قوت حافظہ	اقسام اضغاث	[illegible]	بلحاظ سمت اور دنوں
قوت متصرفہ	اقسام خواب صحیح	قیافہ علم قیافہ [illegible]	[illegible] بلحاظ سمت
خواب مرض	چہرے اور [illegible]	نقشہ علم قیافہ مردانہ	سفر کے مبارک ایام اور
خواب بوجہ زیادتی اخلاط	فرق خواب بلحاظ مراتب	انسانی بدن، زنانہ قیافہ	شگون شگون سفر
خواب بے اعتدالی دماغ	اوقات کا اثر خوابوں پر	قیافہ [illegible]	مبارک سفر منحوس ایام
خواب اور بیداری	سچے خوابوں کی تعبیریں	قیافہ انگشت	مبارک آغاز بچے کا نام
رؤیا صادقہ سچے خواب	نقشہ ساعات روز	قیافہ ہتھیلی	بطریق نجوم رکھنا، فال نامہ
نفس انسانی، نفس ناطقہ	نقشہ ساعات نحس و [illegible]	قیافہ ناخن	رسالہ علم قیافہ

قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ محصول ۵؎ کل ۱۲؎

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

اُستادِ روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لیے ہر قسم کے صنعت و حرفت کے کام نہایت ایمانداری سے صحیح صحیح تجربہ کر کے درج کر دیئے ہیں۔ معمولی آدمی بھی اس کتاب کے مطالعے سے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ کر اپنا اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکتا ہے۔ اور اگر چند روز تک استقلال سے کام کرتا رہے تو یقیناً ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپیہ کا مالک بن سکتا ہے۔ اسمیں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے۔ ہر قسم کے شربت۔ ہر قسم کے حلوے۔ ہر قسم کے اچار۔ ہر قسم کے مربے۔ چٹنی کی ترکیبوں کے علاوہ خضاب کے نسخے۔ امرت دھارا کے نسخے۔ بال اڑانے کا پوڈر بنانے کے طریقے۔ ہر قسم کی سیاہیاں کے تیار کرنے اور انکو فروخت کرنے کے لیے مشورہ۔ ڈبل روٹی بسکٹ کیک بنانا۔ نقلی سونا نقلی چاندی۔ نقلی ہیرا بنانا اور فروخت کرنا۔ فوٹوگرافی۔ گھڑی سازی۔ عطاری۔ حکمت غرض کوئی ایسا کام نہیں جس کی سہل ترکیب اس کتاب میں درج نہ ہو۔ مصنف کا دعوےٰ ہے کہ اس سے پیشتر ایسی اعلیٰ ایسی مفید اور ایسی عمدہ کتاب آج تک شایع نہیں ہوئی۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۵؎ کل ۱۲؎

فہرست مضامین			
باب ۱	چاندی کا نمک، ورق	موم بتی بنانا، موم جامہ	شیشہ پر تصویر بنانا
زنانی ترکیب ادویات	دودھ کا سفوف، دودھ	مکھی مار کاغذ، نمک کا پیالہ	باب ۱۱
باب ۲	[illegible] زیادہ کرنا [illegible]	نوشادر کا تیل بنانا	ہر قسم کی ملمع سازی کرنا
[illegible] نسخے	[illegible]	یاقوت بنانا	باب ۱۲
باب ۳	سرخ [illegible] سفید موم بنانا	باب ۵	[illegible] وارنش [illegible]
[illegible] نسخے	[illegible]	انگریزی صابن [illegible]	وارنش، لکڑی کی وارنش
باب ۴	[illegible]	صابن، چربی اور [illegible]	[illegible] برتنوں کا روغن
[illegible] صاف کرنا	[illegible]	صابن، بال اڑانے کا صابن	[illegible] والی وارنش
باب ۵	[illegible]	[illegible]	باب ۱۳
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] رنگ بنانے کی ترکیب
باب ۶	[illegible]	[illegible]	باب ۱۴
[illegible]	[illegible]	[illegible]	ہر قسم کی سیاہیاں بنانا
باب ۷	[illegible]	[illegible]	باب ۱۵
[illegible]	[illegible]	[illegible]	ہر قسم کی شربات کے کھیل
باب ۸	[illegible]	[illegible]	باب ۱۶
پارہ کا گلاس، پیالہ	[illegible]	[illegible]	آتش بازی ہر قسم کی بنانا
پانی، نمک تیل [illegible]	[illegible]	صابن [illegible]	باب ۱۷
[illegible]	[illegible]	باب ۱۰	فوٹوگرافی کے طریقے
نقلی سونا [illegible]	[illegible]	بلور اور بلور کی اشیاء	باب ۱۸
لکھنے کی تختی، سیاہی کی [illegible]	[illegible]	بنانا، دوربین کا شیشہ	لکڑی صاف کرنے اور
نقلی چاندی بنانا	[illegible]	شیشہ پر لکھنے والی سیاہی	اس کے رکھنے کی ترکیبیں
باب ۹	[illegible] کی ترکیب	شیشہ پر قلعی چڑھانا	باقی اصل کتاب میں دیکھیے

قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ محصول ۵؎ کل ۱۲؎

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

غب یونانی کی نادر ترین بیسٹ سیلر مجرب کتاب

مجربات طبی

اب ہر شخص لایق طبیب اور اپنے گھر کا بہترین معالج ہو سکتا ہے

کیونکہ مجربات طبی ایسی کتاب طیار ہو گئی ہے جس کو پنجاب یونیورسٹی سے طب کی ڈگری حاصل کئے ہوئے اور ہندوستان کے مشہور و نامی حکیموں کے علاوہ مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب دہلوی مرحوم و افسر الاطبا حکیم فیر الدین صاحب بھیروی مرحوم کی شاگردی کا فخر حاصل کئے ہوئے ایک فاضل اجل اور لایق طبیب نے سالہا سال کی محنت اور عرق ریزی سے مرتب کیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کے کل امراض کا مفصل حال انکی تشخیص کا طریقہ ان کا علاج ایسے ایسے سہل اور آسان اور مجرب و زود اثر نسخوں سے لکھا ہے کہ جس کے ملاحظہ کرنے سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود بخود اپنا یا اپنے خویش و اقارب اور بال بچوں و عزیزوں و دوستوں کا کماحقہ علاج کر سکتا ہے۔ ہر مرض کی مختلف قسمیں لکھ کر بتایا ہے کہ ہر قسم کے مرض کے لیے ایک نسخہ کارگر ہوگا۔ مردوں اور عورتوں کی خاص بیماریوں کی تشخیص اور ان کا مجرب اور زود اثر صحیح علاج خاص طور پر لکھا گیا ہے۔ غرضکہ یہ کتاب اردو کی تمام طبی کتابوں سے زیادہ آسان سہل اور مفید ہے اور اس کا ہر نسخہ ہر جگہ سے آسانی سے مل جانے والی ادویات سے جو زود اثر اور مجرب ہے لکھا گیا ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت عا

ضرورت ہے — کہ ہر مسجد کے خطیب اور امام صاحبان اس کتاب کو اپنے پاس ضرور رکھیں اور اپنے قصبات کے بیماروں کا علاج اس کتاب کی تجویز کردہ دواؤں اور اپنی دواؤں سے کرکے دنیا اور دین دونو جگہ کا فائدہ حاصل کریں کیونکہ بیماروں کا علاج اور خدمت بھی بہت بڑے درجہ کی نیکی ہے۔ قیمت دو روپے محصول ۸ کل عـ۲

فہرست مضامین مجربات طبی

باب پہلا — امراض سر کے بیان میں۔ درد سر، درد سر حرارتی، درد سر صفراوی، درد سر بلغمی، درد سر سوداوی، درد سر ریحی، آدھا سیسی کا درد، ورم دماغ، مرگی، سکتہ، فالج، لقوہ، رعشہ، نسیان، بے خوابی، کابوس، مالیخولیا، مراق، دیوانگی، جنون، بچوں کا خواب میں ڈرنا، ناک سے خون آنا، زکام، نزلہ

دوسرا باب — امراض چشم کے بیان میں۔ کمزوری نظر، آنکھ دکھنا، گلابی آنکھ، آنکھ کا پھولا، جالا، پھولا، رات کا اندھا، دن کا اندھا، موتیا، آنسو بہنا، آنکھ میں کھجلی، آنکھ کا زخم، پلکوں کا گرنا، ناخونہ، آنکھ کی سرخی، بھینگا پن

تیسرا باب — کان کا درد، کان بہنا، کان میں آواز، بہرا پن

چوتھا باب — ناک کے امراض۔ نکسیر، ناک کی بو، سونگھنے کی قوت جاتی رہنا، ناک کے زخم

پانچواں باب — منہ اور زبان کے امراض۔ منہ پکنا، منہ سے بدبو آنا، زبان کی سوجن، زبان کا پھٹنا، زبان کی لکنت، ہونٹ کی سوجن، ہونٹ پھٹنا، ہونٹوں کی خشکی، ہونٹ کی سفیدی

چھٹا باب — دانتوں کے امراض۔ دانتوں کا درد، دانتوں کا کیڑا، دانت ہلنا، مسوڑھوں کی سوجن، دانتوں سے خون آنا

ساتواں باب — امراض حلق، ہچکی

آٹھواں باب — گلے کے امراض، کھانسی، دمہ، سینے کا درد، سل، دق

نواں باب — امراض معدہ۔ بھوک نہ لگنا، بدہضمی، قے، معدہ کا درد

دسواں باب — امراض جگر، یرقان، استسقا

گیارھواں باب — امراض طحال

بارھواں باب — امراض امعاء۔ دست آنا، پیچش، قولنج، پیٹ کا درد، کیڑے

تیرھواں باب — امراض گردہ و مثانہ۔ گردہ کی پتھری، گردہ کا درد، سوزش مثانہ، پیشاب کا رکنا، ذیابیطس

چودھواں باب — پیشاب میں خون آنا، مثانہ کی خارش

پندرھواں باب — امراض مقعد، بواسیر، خونی بواسیر، مقعد کا باہر نکلنا

سولھواں باب — وجع المفاصل، نقرس، عرق النسا

سترھواں باب — امراض مخصوص مرداں، کمزوری، سرعت انزال، احتلام

اٹھارھواں باب — امراض مخصوص زناں، حیض کا بند ہونا، حیض بہت آنا، سیلان الرحم، بانجھ پن، حمل کا گرنا، رحم کی سوجن، رحم کا درد

انیسواں باب — حاملہ کا ورم، زچگی کے امراض، دودھ کی کمی، نفاس اور استحاضہ

بیسواں باب — بچوں کے امراض

اکیسواں باب — جوڑوں کا درد

بائیسواں باب — بخار، ایک روزہ بخار، باری کا بخار، صفراوی بخار، بلغمی بخار، سوداوی بخار، مرکب بخار، اندرونی بخار، بیرونی گرم بخار، گرم بخار، تپ دق، وبائی بخار

تئیسواں باب — ورم اور پھنسیوں کا بیان، خنازیر، طاعون کی سوجن

چوبیسواں باب — امراض جلد و پوست کے بیان میں مفصل تدابیر، خارش، داد، چنبل، جھائیں، خسرہ، چیچک

پچیسواں باب — بالوں کی بیماریوں کے بیان میں مستند علاج

چھبیسواں باب — چوٹ، زخم، جلنا

ستائیسواں باب — امراض متفرقہ کے بیان میں بہت سہل نسخے

اٹھائیسواں باب — زہریلے جانوروں کے زہر کے بیان میں علاج

انتیسواں باب — بحران کے بیان میں

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

قیمت ۲ روپے

ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر عبدالحمید نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوایا

مدیر مسئول ۔ عبدالحمید خان

محرم ۱۳۵۱ہجری

سے مولوی کا آٹھواں سال شروع ہوگا، اور اسی حیثیت سے اس میں ایک
نہایت مفید کتاب مسلمان اور قرآن بھی شروع ہوگی اس لئے
جو حضرات مولوی اعانت سے سبکدوش ہونے والے ہوں وہ اپنا
فیصلہ بدل دیں کیونکہ ۱۳۵۱ھ میں ایک روپیہ سے بہت زیادہ قیمت کی
تو صرف یہی ایک کتاب ہو جائے گی، چار ہزار خریدار اور ہو جائیں تو پھر ہر
مہینے مقامات مقدسہ کے فوٹو بھی شائع ہونے لگیں کوشش فرمایئے

SAF71.30

اِنتباہ:۔ آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہوگی ۔ منیجر

وَمَنْ يَّقْنُتْ
ف اور جو کوئی فرمانبرداری کرے
اور جو کوئی تم میں سے
مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا
تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور عمل کرے اچھے
اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی

تفسیر صفحہ ہذا ف ومن یقنت منکن للہ ورسولہ۔ اس آیت شریفہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو خطاب فرمایا گیا ہے کہ تمہاری عزت و عظمت اللہ کے نزدیک اور مستورات سے زیادہ ہے تمہیں بھی اسی قدر باعزو وقار رہنا چاہیے کلام میں نرمی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وقار و عظمت و تمکنت اور [illegible] نبی کی عظمت اور وقار قائم کرنے کے [illegible]

ایک لاکھ چھپوں والا حمائل

مترجمہ دو ترجمہ مع تفسیر مصدقہ حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب فیضہ

[illegible] ایمان افزا چھپائی ہے اور اللہ کی ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا چمکنے والا [illegible]

قرآن شریف نہیں [illegible] یقین کیجئے اس کو دیکھنے کے بعد [illegible] قرآن شریف کو آپ جو دل چاہیں گے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف [illegible] کہ ہمارے اشتہار میں بھی [illegible] قرآن شریف [illegible] اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا [illegible] حسب ذیل ایک ون خوبیاں ہیں (۱) مولوی اشرف علی کا ترجمہ [illegible] دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث کا (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن بیان القرآن [illegible] (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ مفتی ریاض الدین شیرازی کا لکھا ہے [illegible] (۹) اس کے علاوہ سات مزید [illegible] اس کی مزید تصحیح کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی ہے [illegible] (۱۱) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے [illegible] (۱۲) ضروری مقامات شان نزول [illegible] ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات ہیں [illegible] (۱۵) [illegible] (۱۸) سورتوں کے خواص اور ان کو پڑھنے کے طریقے (۱۹) ایک آیت کا دوسری آیت کے ربط [illegible] (۲۲) بہشت و حور و غلمان اور دوزخ کے بیانات (۲۳) تخلیق عالم [illegible] قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات [illegible] رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۲۹) غزوات [illegible] قرآن کی تحریر و یکجائی (۳۳) فضائل بسم اللہ و اعوذ (۳۴) قرآن شریف [illegible] قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۷) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۳۸) خواص القرآن (۳۹) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہیے (۴۰) وہ آیتیں اور الفاظ جن کے غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۱) ناس خاص لغویان قرآن شریف (۴۲) تقطیع متوسط [illegible] (۴۳) ہر مرض کی دوا قرآن شریف ہے (۴۴) چھپائی ایسی دیدہ زیب دہلی کے سب سے [illegible] صحت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ باوجود کوشش کے ابتک ایک غلطی نہیں نکلی (۴۸) جلد کا ل چرمی [illegible] (۴۹) [illegible] (۵۱) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ با دو ترجموں اور تفسیر کے اور معہ مقدمہ اور بہترین چھپائی کے ہدیہ صرف **چار روپے** محصولڈاک کل **پانچ روپے** ایں جہاں چاہیں گھر بیٹھے منگالیجئے

غور فرمایئے کتنے اوصاف کے ساتھ کتنے کم ہدیہ کا قرآن پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس فکر میں ہے، آپ کو یہ قرآن شریف ضرور منگانا چاہئے، کیونکہ یہ اڈیشن ختم ہو رہا ہے، اور غالب خیال یہ ہے کہ آئندہ پرچہ میں اگر یہ تہا اڈیشن ختم ہو گیا تو اشتہار ہوگا ورنہ نہیں ہوگا، اپنے احباب سے بھی تذکرہ کر دیجئے، نمونہ علیحدہ ہے، کتابت و تفسیر کا اندازہ اوپر کے نمونہ سے کیجئے، کاغذ چکنا ولایتی گلیز وغیرہ، اور چھپائی تو اس اشتہاری چھپائی سے بہت اعلیٰ ہے، خوب چمکدار سیاہ ہے،

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۵ ہجری | نمبر ۶

خطبہ

سبحان اللہ الجلیل الاکبر من قال والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر فاذکروا اسم اللہ علیھا صواف فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر کذٰلک سخرنٰھا لکم لعلکم تشکرون۔ وقال اللہ تعالیٰ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولٰکن ینالہ التقوٰی منکم کذٰلک سخرھا لکم لتکبروا اللہ علیٰ ما ھدٰکم وبشر المؤمنین۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی مبعوث الی الاسود والاحمر اما بعد۔ ایھا الناس

خدائے ابراہیم و محمد صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو اور اس کی تسبیح و تہلیل اور تشکر و امتنان کے لئے اپنی زبانوں کو وقف کرو جس نے تمہیں سال بھر کے بعد پھر یہ مبارک و مسعود دن دکھایا جسے عید الضحیٰ کہتے ہیں جس کو خداوند حی و قیوم نے اپنے دو برگزیدہ رسولوں کی یادگار سے معظم فرمایا وفدینٰہ بذبح عظیم کے شرف سے مشرف فرما کر ہم کو حکم دیا ہے وترکنا علیہ فی الاٰخرین کہ ہم بھی ان برگزیدہ اور مقدس و محترم ہستیوں کے نقش قدم کو دلیل راہ ہدایت بنائیں جنہوں نے اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے لئے سب کچھ قربان کرنے کی آمادگی ظاہر فرمادی اور اسی راستہ میں ایثار و قربانی کا بھی وہ پاک و قابل پرستش جذبہ صادق تھا جس نے سیدنا ابراہیم کو دربار الٰہی سے خلیل اللہ کا خطاب دلایا اور سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ کے لقب سے مشرف ہوئے اور ان کے اعمال کی تقلید کو قیامت تک کے لئے ہم پر واجب کر دیا تاکہ ہم بھی ان کے انعامات اخروی و برکات سماوی سے بہرہ اندوز ہو سکیں جن سے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند جلیل حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے دامان ہوت بصلہ ایثار و اخلاص فی سبیل اللہ بھر دیے گئے۔

برادران اسلام۔ خداوند حی و قیوم کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ایثار پیشگی کس قدر پسند تھی اس کا اندازہ ان آیات مقدسہ سے ہو سکتا ہے جن میں سیدنا ابراہیم کے اس قصہ کو بیان فرمایا گیا ہے حضرت ابراہیم بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں رب ھب لی من الصالحین ایک نیکوکار فرزند عطا کر فبشرنٰہ بغلٰم حلیم پس ہم نے ان کو ایک حلیم و بردبار فرزند کی بشارت دی فلما بلغ معہ السعی قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ جب وہ بڑے ہو گئے تو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے فرزند دلبند میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تمہاری کیا رائے ہے قال یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین حضرت ابراہیم نے اپنے بزرگ باپ سے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار جو حکم آپ کو ملا ہے اس کی تعمیل کیجئے یعنی مجھے ذبح کر ڈالئے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے فلما اسلما وتلہ للجبین پس حضرت ابراہیم نے اپنے لخت جگر کو راہ خداوندی میں ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل زمین پر لٹا دیا اور قریب تھا کہ چھری پھیر دیں ونادینٰہ ان یٰابراھیم خدائے رحمن و رحیم نے نداء کی کہ اے ابراہیم قد صدقت الرؤیا تم نے اپنے خواب کو پورا کر دکھایا اور جو امتحان ہم نے تمہارا لیا تھا تم اس میں پورے اترے اس امتحان میں پورے اترتے ہی نعمائے غیب کے دروازے خدا نے آپ پر کھول دیئے چنانچہ اسی جزائے بے پایاں کی طرف اشارہ کر کے ارشاد ہوتا ہے انا کذٰلک نجزی المحسنین یعنی ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں کیونکہ یہ ایک کھلی ہوئی آزمائش تھی ان ھٰذا لھو البلٰؤا المبین اور چونکہ ابراہیم علیہ السلام ابتلاء و آزمائش کی منزل میں پورے اترے اس لئے خدا نے حضرت ابراہیم کی اس قربانی کو قبول فرما کر اس کو ذبح عظیم فرما دیا اور یہی نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے اس ذبح عظیم کو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کی یادگار کے طور پر ملت ابراہیمی کے لئے واجب قرار دیا چنانچہ ارشاد ہوا کہ وترکنا علیہ فی الاٰخرین اور صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ رضائے الٰہی کی سند حضرت ابراہیم پر درود و سلام بھیج کر عطا کی اور فرمایا سلٰم علیٰ ابراھیم کذٰلک نجزی المحسنین انہ من عبادنا المؤمنین۔

برادران اسلام آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خداوند رؤف و رحیم نے کیسے ایمان پرور الفاظ میں سیدنا ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے جس کی یادگار عید قربان قرار دی گئی ہے اور ہر سال ہم اس کو مناتے ہیں مگر ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اس مبارک یادگار اور اس مقدس یوم ذبح عظیم کو ہم میں سے کتنے ہیں جو اس طرح مناتے ہوں کہ ان کے قلوب و ارواح پر بھی وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہو جو راہ خداوندی میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا ابراہیم ذبیح اللہ پر طاری ہوئی تھی اور جس کیفیت سے متاثر ہو کر ایک باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا ہو اور ایک بیٹا راہ الٰہی میں ذبح ہونے کے لئے رضامند ہو گیا ہو اگر وہ پوری کیفیت نہیں رہتی تو کیا اس یوم عظیم میں کوئی ایسا لمحہ ہمارے قلوب پر [illegible] گذرتا ہے کہ اس کیفیت ابراہیمی و ذوق اسمٰعیلی کا ایک شمہ پیدا ہوتا ہو [illegible] کی طرح اس یوم ذبح عظیم میں بھی ہمارے دلوں کی بستی اسی طرح اجاڑ اور سونی

بجز اس کے نہیں ہے اور اگر قلب و روح میں کوئی ولولہ للہیت و خلوص اور کوئی جذبہ فدویت و قربانی پیدا نہیں ہوتا تو سمجھ لینا چاہئیے کہ ہم اس روز سعید اور یوم مقدس کی حقیقی برکات سے محروم ہیں اور اس دن کی جو عظمت خدا نے بیان فرمائی ہے اس سے ہم بالکل ناآشنا اور ناواقف ہیں۔

برادران ملت عید قربان کے صرف یہی معنی نہیں ہیں کہ ہم قرض دام کر کے لباس فاخرہ زیب تن کر لیں اور عیش و عشرت میں اس دن کو گذار دیں یا بہت سے بہت بطور ایک رسم کے محض نمائش و نام آوری کے لئے کسی جانور کو ذبح کر دیں قربانی کرنا شعائر اللہ میں سے ہے اور اس کے متعلق خدا کا فرمان ہے والبدن جعلناها لكم من شعائر الله لكم فيها خير قربانی کو ہم نے خدائی شعائر میں سے بنایا ہے اور اس کے اندر تمہارے واسطے بہتری ہے لیکن اگرچہ قربانی شعائر اللہ میں سے ہے مگر اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہئیے کہ قربانی کا گوشت و پوست اللہ تک نہیں پہنچتا اور نہ خدائے قیوم و قادر قربانی کے گوشت کا محتاج ہے بلکہ قربانی کا اصل مقصود تقویٰ ہے لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منکم حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خواب حضرت اسمٰعیل کے ذبح کرنے کا دکھلایا گیا تھا اس کے معنے ہی یہ نہ تھے کہ حضرت ابراہیم اپنے فرزند دلبند کو ذبح کر ڈالیں کیونکہ فرزند کشی کو اسلام جائز ہی نہیں ٹھہراتا پھر بھلا خدائے اسلام سیدنا ابراہیم کو جو "انا اول المسلمين" کا نعرہ لگا چکے تھے ان کو فرزند کشی کا حکم کیونکر دے سکتا تھا اصل یہ ہے کہ مقصد اس ایمار کا یہ تھا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل دونوں کے قلب متقی کو جانچے اور امتحان لے کہ خلت و صدیقیت کے جس مرتبہ بلند و رفیع پر سرفراز فرمانا مشیت ایزدی میں طے پایا ہے اس کی پوری پوری صلاحیت پیدا ہو چکی ہے یا نہیں اور اب کوئی ایسی چیز تو باقی نہیں رہی جس کو ہمارے راستہ میں قربان کرنے سے ابراہیم دریغ کریں چنانچہ دنیا میں اولاد سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتی ہے اور پھر اولاد بھی حضرت ابراہیم کی سی خدائے بے نیاز نے اس سب سے زیادہ محبوب و عزیز شے کے متعلق حضرت ابراہیم کا امتحان لیا اور نہ صرف باپ اس امتحان میں پورا اترا بلکہ اس کا فرزند حلیم و بردبار بھی اس آہنی امتحان سے صحیح و سلامت نکلا یہ امتحان تھا دل اور روح کا کہ وہ کس قدر تقوائی شعار ہیں اور مقصود انقیاد و پرہیزگاری کی جانچ تھی اسی طرح قربانی جو ہمارے لئے شعائر اللہ میں سے قرار دی گئی ہے اور "لكم فيها خير" کے ذریعہ ہمیں بتلایا گیا ہے کہ اس میں ہمارے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے تو اس کا مقصود بھی جانور کشی نہیں ہے بلکہ اصلی مقصد یہ ہے کہ ہماری روح اور دل کی بستیاں اتقا و پرہیزگاری سے آباد ہوں اور تقویٰ کی روشنی دل اور روح کی اس تاریکی کو دور کر دے جو غیر متقیانہ اعمال سے ہمارے ارواح و قلوب پر چھائی ہوئی ہے پس اے برادران ملت عید قربان کے آنے سے پہلے اپنے دل کو ٹٹولو اور اس کے ایک ایک گوشہ کی جستجو اور تلاش کر کے دیکھو کہ اس للہیت و اخلاص اور راہ خدا میں اس ایثار و قربانی کا کتنا حصہ موجود ہے جو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ میں موجود تھا اگر اس کی ایک رمق بھی موجود ہو تو اللہ کا شکر ہو اور اور کوشش کرو کہ اس میں ترقی ہو اور اگر اپنے دل کی بستی کو بالکل سونی پاؤ اور تمہاری روح کی اقلیم اس جنس گرامی سے بالکل معدوم ہو تو اپنی گلیم بدبختی کو ناامیدی و غمگینی کی ندی میں چڑھا دو اور گریہ ہائے سحری سے اس کی سلیا ہی کو

دھو اور کوشش کرو کہ عید قربان میں کم از کم اس ایک لمحہ کے اندر تو خلیل اللہیت پیدا ہو جائے جب تم جانور کے گلے پر چھری پھیر رہے ہو اور اس تقویٰ سے تمہارا دل معمور ہو جائے جو اس قربانی اور ذبح عظیم کے شعار سے مقصود ہے اگر آپ کے دل میں اس یوم جلیل و عظیم کچھ اہمیت ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ محض زیب و زینت عیش و راحت اور اسی قسم کی دوسری تعیشات کے لئے یہ مبارک دن نہیں اور نہ محض جانوں کو ذبح کرنے اور ان کا خون بہانے کے لئے ہے اور اگر خدا کے اس ارشاد پر آپ کا ایمان ہے کہ قربانی کے جانور کا گوشت و پوست اللہ تعالیٰ کے حضور میں نہیں پہنچتا کیونکہ وہ گوشت و پوست کا محتاج نہیں ہے بلکہ صرف تمہارے دل کا تقویٰ اور تمہاری روح کی طہارت و پاکیزگی اور تمہارے قلب کی پرہیزگاری پہنچتی ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اصل مقصود کے حصول کی کوشش کرو۔

برادران ملت اصل مقصود کے حصول کا پہلا ذریعہ یہ ہے کہ خلاف تقویٰ امور سے پرہیز کیا جائے اس لئے عید قربان کے دن صبح سے لیکر ایام تشریق کے خاتمہ تک اپنے تمام اعمال کی نگرانی اپنے تمام حرکات کا جائزہ اور اپنی نیت کا محاسبہ کرتے رہنا چاہئیے خصوصاً نیت کا محاسبہ نہایت چوکسی کے ساتھ کرنا چاہئیے کیونکہ نیت کا ذرا سا کھوٹ اعمال کے حسن کو اس طرح غارت کر دیتا ہے جس طرح بارش اور اولے خربوزوں کی کچی فصل کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں یا جس طرح آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے قیمتی سے قیمتی کاغذ کو جس میں کروڑوں روپے کا حساب و کتاب ہو آناً فاناً جلا کر خاک سیاہ کر ڈالتے ہیں اس لئے ملت ابراہیمی کے ہر ایک فرد کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنی نیت کو ہر قسم کے کھوٹ سے بچائے۔

برادران اسلام! آپ دریافت کرینگے کہ قربانی میں نیت کے کھوٹ کے کیا معنی ہیں اور یہ کیونکر پیدا ہو جاتا ہے سو یاد رکھئے کہ نام و نمود ریا و نمائش ضد اور کسی کی دل آزاری کا خیال حسن نیت کے رخ زیبا کا کھوٹ ہے اس لئے اپنے دل کے ایک ایک گوشہ کا جائزہ لو کہ کہیں تم اس جذبہ سے متاثر ہو کر تو قربانی نہیں کر رہے کہ برادری اور خاندان میں نام آوری ہو اور لوگ یہ سمجھیں کہ یہ بڑے اللہ والے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر یہ دیکھو کہ کسی کی ضد اور کسی کی دل آزاری کے لئے تو تم جانور کی جان نہیں لے رہے ان میں سے ہر ایک صورت غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کے مترادف ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو گے کہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا کھلا ہوا شرک ہے۔

برادران اسلام! ہندوستان کی سرزمین فتنہ و فساد کا مرکز بن گئی ہے اور یہاں کی بسنے والی دو بڑی قوموں میں کشیدگی و منافرت کے جذبات موجود ہیں اور بغض و عداوت نے دلوں کی اس طہارت کو غارت کر کے رکھ دیا ہے جو اللہ کے اس گھر کی خصوصیت ہونی چاہئیے اس میں شک نہیں کہ مذہبی عقائد کی بنا پر ان کو گاؤکشی سے تکلیف ہوتی ہے لیکن سال کے تین سو ساٹھ دنوں میں برابر ہزاروں لاکھوں گائیں ذبح ہوتی رہتی ہیں اور صرف انگریزوں کے لئے چالیس لاکھ کے لگ بھگ سال بھر میں گائیں ذبح کر دی جاتی ہیں مگر اس عظیم و شدید گاؤکشی سے ہندوؤں کو تکلیف نہیں ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو اس سے مشتعل ہو کر آمادہ فساد نہیں ہوتے صرف بقرعید کے دن کی قربانی گاؤ ان کو آمادہ فساد کر دیتی ہے اور گائے کے بدلہ وہ انسانوں کو قتل کرتے ہیں اس صورت میں ہنود کی ضد اور ان کی دل آزاری کا جذبہ دل میں پیدا ہو جانا غیر ممکن نہیں ہے اس لئے بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے دل کو ایسے جذبات سے بچانے کی پوری سعی کرنی چاہیئے

اے فرزندان اسلام! اپنی قربانیوں کے ثواب کو برباد ہونے سے بچانے اور عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ ضد اور دل آزاری کے جذبہ سے اپنے قلوب کو متاثر نہ ہونے دو اور محض اسکی خوشنودی اور رضائے الٰہی کے لئے اس طرح قربانی کرو کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے کسی کی دل آزاری نہ ہو اور فتنہ و فساد کا کسی کو موقع نہ ملے قربانی کی گائے اگر مذبح لیجاؤ تو اُسے ہار پھول سے آراستہ کرکے یا جلوس بنا کر مت لیجاؤ تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ محض ہندوؤں کی دل آزاری کے لئے کیا جارہا ہے مذبح سے گوشت واپس لاؤ تو اُسے بھی ڈھک کر واپس لاؤ کہ ہندوؤں کی نظر نہ پڑے اور اگر گھر پر قربانی کرو تب بھی اس امر کا لحاظ رکھو کہ تمہارے ہمسایہ ہندوؤں کو اذیت و تکلیف نہ پہنچنے پائے۔

برادران اسلام! اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ بہ نسبت گائے کی قربانی کے بھیڑ بکری کی قربانی زیادہ افضل ہے اگر تم کو خدا نے مقدرت دی ہو اور تم آسانی کے ساتھ بھیڑ بکری کی قربانی کر سکتے ہو تو گائے کی قربانی سے پرہیز کرنا تمھیں ثواب کا زیادہ مستحق بنائیگا لیکن اگر بھیڑ بکری کی قربانی کی مقدرت نہ ہو تو پھر گائے کی قربانی اس طرح احتیاط سے کرو کہ ہندوؤں کو تکلیف نہ ہو اور اشتعال انگیز طریقوں سے بالکل بچے رہو تاکہ غیر اللہ کی شرکت سے قربانی کا ثواب بھی برباد نہ ہو اور فتنہ و فساد کا امکان ہی نہ رہے اگر مخالف تقویٰ امور سے بچو گے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب کو نور اتقا سے معمور کردے گا اور اس ذبح عظیم کا اصلی اور حقیقی مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔

برادران اسلام! قربانی کے سلسلہ میں دو باتوں کا اور لحاظ رکھنا ضروری ہے اول یہ کہ بعض لوگ گوشت غرباء میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ صرف اپنے غیر مستحق اعزا اور احباب میں تقسیم کر دینا کافی سمجھتے ہیں اور مستحق غرباء کو محروم کر دیتے ہیں۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ گوشت کی ایک تہائی حصہ غرباء کو تقسیم کرنا واجب ہے بقیہ دو حصوں میں سے ایک حصہ خود اپنے صرف میں لا سکتے ہو اور دوسرا حصہ اعزا و احباب میں تقسیم کرنا چاہیئے قربانی کے گوشت سے غرباء کو محروم کر دینے کے معنے یہ ہیں کہ ہم قربانی کے اصل مقصد تک پہنچنے ہی کی پروا نہیں کرتے اس لئے ایک تہائی گوشت غرباء میں ضرور تقسیم کر دینا چاہیئے۔

دوسری چیز چرم قربانی کا مصرف ہے چرم قربانی کی قیمت بڑے بے ڈھنگے پن سے خرچ کی جاتی ہے بہتر طریقہ یہ ہے کہ قیمت چرم کے بھی تین حصے کرلئے جائیں ایک حصہ غرباء میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک حصہ کسی مقامی مدرسہ یا رفاہ عامہ کے مقصد میں دیدیا جائے اور ایک حصہ کسی اجتماعی مقصد کے لئے بھیجدیا جائے اگر ان سب امور کا لحاظ رکھا جائے تو خدائے رحمٰن و رحیم ہمارے دلوں کو ابراہیمی للہیت و تقویٰ شعاری کے لئے کھول دیگا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ و صلی اللہ تعالیٰ علی محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم ۔ اما بعد

برادران اسلام درود و سلام بھیجو اس نبی برحق و رسول مکرم پر جن کے صدقہ میں ملت ابراہیمی میں ہمارا شمار ہوا اور سنت ابراہیمی کی پیروی ہم میں سے ذی استطاعت پر واجب کرکے ہمارے لئے بھی ابراہیمی نعائم و خلیل اللّٰہی برکات کے دروازے کھول دیئے اور درود و سلام بھیجو خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ پر جو سنت خلیلی کے سچے اور مخلص پیرو تھے اور جن کے قلوب و ارواح اسی کیفیت ایثار و اخلاص سے معمور تھے جس کی کثرت نے حضرت ابراہیم کو راہ الٰہی میں اپنے فرزند دلبند کی قربانی پر آمادہ کردیا تھا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر اور آنحضرت کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ پر اور آنحضرت کے محبوب نواسوں حضرت امام حسن و امام حسین پر اور آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر کہ یہ سب کے سب راہ خداوندی میں ایثار و اخلاص کی اسی مقدس کیفیت کے حصہ دار تھے جس کے سرمایہ دار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تھے۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اربعہ حضرت امام ابوحنیفہ رح امام مالک رح امام شافعی رح اور امام احمد حنبل رح پر جنہوں نے حضرت ابراہیم کی اس سنت اور عید قربان کے اس شعار الٰہی یعنی قربانی کے تمام مسائل قرآن و حدیث سے مستنبط کرکے مرتب کر دیئے اور ہم بلا دقت آن سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو حضرات غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ معین الدین چشتی پر جو بلند مراتب دینی پر اسی وجہ سے فائز ہوئے کہ ان کے قلوب و ارواح بھی ابراہیمی اخلاص فی سبیل اللہ سے معمور تھے۔

اور اے اللہ رحمت نازل کر محمد بن قاسم فاتح سندھ سلطان محمود غزنوی سلطان شہاب الدین، سلطان عالمگیر غازی پر جن کے ساتھ نصرت الٰہی کی فوج اسلئے تھی اور فتح و فیروزمندی اسی لئے ان کے ہمرکاب تھی کہ اللہ کے حضور میں ان کو کامل اخلاص تھا اور حضرت ابراہیم کی طرح ایثار فی سبیل اللہ کی دولت سے کافی حصہ ان کو بھی ملا تھا۔

اور اے اللہ امیر غازی نادر خاں کی تمام دینی و دنیاوی مقاصد میں مدد فرما جو ملت ابراہیمی کے متبع کتاب و سنت امراء میں سے ہیں اور ان کو اور تمام امرائے اسلام اور جملہ مسلمانان عالم کو توفیق عطا فرما کہ وہ سیدنا ابراہیم و سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر دین خالص و للہیت اور خداوندی تعلیم سے وہی عشق و شیفتگی اور قربانی و ایثار پیشگی حاصل کریں۔ عباد اللہ اتقوا اللہ فان التقویٰ شعار المسلمین

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون - اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر۔

شذرات

قرآن حکیم اور مسلمان

"قرآن حکیم اور مسلمان" ایک نہایت مفید اور لبریز معلومات کتاب ہے جو خاص اہتمام اور جد کے ساتھ لکھائی اور مرتب کرائی گئی ہے اس کا سلسلہ اشاعت آیندہ اشاعت سے مولوی میں شروع کر دیا جائے گا اور بہ اقساط شایع ہوتی رہے گی یہ اتنی ضخیم کتاب ہے کہ اس کا سلسلہ اشاعت سال ڈیڑھ سال میں جا کر ختم ہوگا اور اس کی قیمت دو ڈھائی روپے فی جلد رکھی جائے گی اسے پڑھکر نہ صرف یہ کہ آپ کی دینی دلی معلومات میں گرانقدر اضافہ ہوگا بلکہ آپکے ایمان میں پختگی عقیدت میں استواری اور قلب میں ایک نور پیدا ہو جائے گا اور آپ سمجھ سکیں گے کہ قرآن کریم کی عظمتیں کتنی بلند اور اس کی برکات کتنی وسیع ہیں اس کتاب آسمانی نے اس خاکدان ارضی میں نازل ہو کر کیسے کیسے محیر العقول اور غرائب انگیز انقلاب پیدا کئے اور کس طرح ایک قلیل ترین مدت میں اس نے زمانہ کی ملتی اور طوفان بہا کرتی ہوئی ہواؤں کا رخ ادھر سے ادھر پھیر دیا یہ کتاب آپ پر واضح کر دیگی کہ محض اس کے احکام و اوامر پر عمل انسان کو فرمانروائی و خسروی کا اہل اور عقبیٰ کی کامگاریوں کا مستحق بنا دیتا ہے۔

قرون اولیٰ کے فرزندان توحید نے اپنے ہاتھ میں صرف ایک ہی ربانی دستور العمل لیکر دنیا میں فرمانروائی کی اور اسی کے احکام پر پابندی کے باعث سے ارض عالم کے مالک بن گئے غور کیجئے کہ عرب کی حالت نزول قرآن کے وقت کس درجہ زار و سقیم تھی کوئی بھی یہ قیاس کر سکتا تھا کہ خطۂ عرب کے شبانہ روز شر و فساد اور فواحش و فتن میں مبتلا رہنے والے بے علم اور جہالت و ضلالت کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے افراد ہی کسی مستقبل قریب لیکن نہ سہی کسی مستقبل بعید ہی میں مراحل نشو و ارتقا طے کر سکیں گے یورپ میں ہزار وحشت و جہالت کے دیو مسکن گزین رہے ہوں پھر بھی یہاں کوئی نظام تو تھا ایک نسل اور ایک مذہب کے افراد تو آباد تھے لیکن عرب کو تو یہ چیز بھی حاصل نہ تھی ہوائیں تیز و تند موسم گرم و خشک ابر و بارش کے فقدان سے سبزی و شادابی معدوم مختلف مذاہب اور متفرق نسل کے انسانوں کی آبادیاں اس پر جہل و فساد کا جوش جنون تخیل کا طائر بھی تو اپنی پرواز اس فضا میں بھول جاتا تھا اور پوری دنیا اس کی ترقی اور اس کی رستگاری و نجات کے خیال سے مایوس تھی لیکن نزول قرآن کا ابر مطیر جب برسنے پر آیا تو اس نے اپنے سینے کے بند کھول لیئے اور خشک اور چٹیل میدان اور تپتے اور جھلستے ہوئے ریگستان کو رشک گلزار و چمن بنا دیا یہاں کے گدا دنیا کے شاہ یہاں کے فقیر دنیا کے امیر یہاں کے جہلا دنیا کے معلم اور یہاں کے مفسد و شریر دنیا کے فرشتے بنکر دنیا ہی کے اسٹیج پر جلوہ فگن ہوئے اور کچھ ایسی شان استغنا کے ساتھ جلوہ فگن ہوئے کہ دنیا کو اپنی روشنیوں سے منور کر دیا۔

تقریباً ایک صدی تک کی تاریخ اسلام کا ہی دور سب سے ممتاز اور سب سے نمایاں ہے مسلمانوں کی رہبر و رہنما صرف یہی ایک ربانی کتاب تھی اسی سے انہوں نے جہانداری و کشورکشائی و جہانبانی سیکھے اور اس کے بتائے قواعد و ضوابط کے متعلق انہوں نے اپنی انفرادی و ملی و مدنی نظام معاشرت اور نظام حیات مرتب کیا اور وہ [illegible] ہوئے اور [illegible] ایک صحیفہ ربانی کی بدولت یہ جب تک مسلمان اس [illegible] حبل المتین کو تھامے رہے جہانبانی ان کے قدم چومتی رہی اور اقبال ان کا حلقہ بگوش بنا رہا اور جب انہوں نے اسے چھوڑا اقبال و دولت و عزت اور سعادت نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے کہ وہ کون سے اعجوبہ کار اور انقلاب انگیز اصول تھے اور وہ کون ایسی زریں اور زرنگار ہدایات تھیں جنہوں نے آن کی آن میں ذرہ کو آفتاب اور کاہ کو کوہ بنا دیا قرآن حکیم کے متعلق جتنی معلومات دستیاب و فراہم ہو سکتی تھیں ان سب کو اجمالی طور پر اس میں مرکوز کر دیا گیا ہے اور قرآنی اعجاز قرآنی درس قرآنی ہدایات قرآنی برکات قرآنی کمالات قرآنی معجزات قرآنی اسرار قرآنی اثرات قرآنی خوش الحانی قرآنی آداب قرآنی دستور العمل قرآنی احترام قرآنی تعظیم قرآنی بشارت قرآنی دستور العمل قرآنی تلاوت قرآنی پیشینگوئیاں قرآنی اعلانات، قرآنی بشارت، قرآنی نصائح قرآنی تلقین قرآنی کیف و سرور قرآنی فصاحت و بلاغت قرآنی تمثیلات قرآنی معارف، قرآنی فضائل قرآنی ترتیب قرآنی الفاظ قرآنی پیرایہ بیان قرآنی توحید قرآنی جہاد قرآنی اصطلاحات، قرآنی عفو و درگذر قرآنی فلسفہ احسان قرآنی فلسفہ تقدیر و تدبیر، قرآنی تعزیرات قرآنی مکارم قرآنی محاسن، قرآنی صداقت، قرآنی شہادت، قرآنی مفاہیم قرآنی انتباہ قرآنی الکلام قرآنی مواعید قرآنی ایمان قرآنی حیات، قرآنی قرات قرآنی اخلاق، قرآنی توحید قرآنی رسالت قرآنی نیکیاں، قرآنی فلسفہ عروج، قرآنی علوم قرآنی نہائی اور قرآنی اشاعت وغیرہ کے متعلق نہایت مفید اور نہایت دلربا تفاصیل دی گئی ہیں اور قرآن و حدیث کے حوالہ اور سند سے سب کچھ لکھدیا گیا ہے۔

قرآن معمولی کتاب نہیں ایک خزانہ کا معدن اور ایک گنجینہ اسرار ہے یہ اسی کلام پاک ہی کی برکات و معجزہ کاری تھی کہ اس ایک کتاب میں یہ معلومات فراہم ہوگئیں اور ہم اس میں وہ سب کچھ دے اور بتا سکے جو دنیا اور بتانا ضروری تھا عہد حاضر میں مسلمان قرآن اور قرآنی فضائل و محاسن کو بھولے بیٹھے ہیں مگر اس کتاب کے مطالعہ سے اس کی عظمت و شان اور اس کا حسن و کمال آپ کی لوح قلب پر مرتسم ہو جائے گا اور پھر آپ کو احساس ہوگا کہ دنیا کی سب سے ارفع سب سے بلند سب سے اعلیٰ اور سب سے مفید تحفہ اگر کوئی چیز ہے تو وہ قرآن اور محض قرآن ہے اور اگر اب مسلمان ترقی کر سکتے ہیں تو صرف قرآن ہی کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر اور ان کے ابھرنے اور بیدار ہونے کا اگر کوئی امکان ہے تو وہ اسی طرح کہ یہ قرآن کو ہاتھ میں لیں ہم نے اس کتاب میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ عہد حاضر میں جو اقوام عالم عروج و ارتقا کی بلندیوں پر فائز ہیں وہ دانستہ یا غیر دانستہ قرآنی اصول ہی کی پابند بنکر اس شرف و سعادت سے بہرہ مند ہوئی ہیں اس دعوی کو فاضل مغربی فلاسفروں اور حکما و مشاہیر کی شہادت سے مدلل بنایا گیا ہے۔ جابجا توراتی، انجیلی، زبوری زرتشتی اور شاستری احکام بھی مقابلہ پر مختصر رکھدیئے گئے ہیں اور جتایا گیا ہے کہ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں اپنے مذہب کے کس کس اصول کے ترک پر آمادہ ہوئیں اور وہ کون سے اصول تھے جو انہوں نے قرآن حکیم سے اخذ کر کے اپنے بڑھنے اور قدم اٹھانے کے لئے اختیار کر کے اپنا راستہ تیار کیا اور برنارڈ شاہ کے قول کے مطابق کس طرح دنیا قرآن اور اسلام کی طرف کھینچی چلی آ رہی ہے برنارڈ شاہ نے تو پھر اب اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے لیکن قرآن تو تیرہ سو سال

پیشتر اس صراط مستقیم کو دین فطرت بتا کر کہہ چکا تھا کہ تمہیں چار و ناچار یہی راہ اختیار کرنی پڑے گی۔

قرآنی علوم اور قرآنی بصائر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور یورپین مبصرین و محققین کی آراء بھی قرآن کے متعلق ترجمہ کرکے درج کر دیگئی ہیں اور ہندو مشاہیر کے اقوال بھی دیئے گئے ہیں اس مختصر شذرہ میں ہم اس کتاب کے محاسن اور خوبیوں کو پوری طرح نمایاں نہیں کر سکتے اس کی برتری اور سود مندی کا احساس تو آپکو اس کے مطالعہ ہی کے بعد ہوگا اس کے پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے آپ کی روح میں بالیدگی، ایمان کی تازگی عمل میں تیزی اور قلب میں سرور پیدا ہوگا اور اس کا ہر باب دوسرے باب سے بڑھکر اور مفید تر نظر آئیگا ہمیں امید ہے کہ قارئین کرام اس کتاب کو پوری دلچسپی اور غور کے ساتھ پڑھیں گے اور اس سلسلہ کا بالاستیعاب مطالعہ کرتے رہیں گے۔

مسلم کانفرنس کا ڈھونگ

چشم بد دور مسلم کانفرنس کا اجلاس بھی اسی ماہ میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس کے نام سے بڑے طمطراق ... اور بڑے شکوہ و جلال کے قلب پنجاب اقبال ماٰبی لاہور میں منعقد ہوا ارض ہند کے مختلف گوشوں کے عافیت پسند اپنی اپنی آرام کرسیوں اور لوڈ یان عظام اور خطاب یافتہ اپنے اپنے عشرت کدوں سے اٹھکر اس "محفل خاص" اور مجلس آسائش طلب میں آبیٹھے تھے یہی وجہ تو تھی کہ یہاں کانگریسی سادگی اور قومی بے تکلفی کا نام و نشان نہ تھا بلکہ ہر طرف کوٹ سوٹ بوٹ اور ہیٹ کی نمائش عام ہو رہی تھی بالخصوص چند خود فریب اور خود ساختہ رہنماؤں نے اپنی حزیمت مآبی کا رعب جمانے اور دنیا کو یہ دکھانے کے لئے کہ ہمارا شمار بھی پانچویں سواروں میں ہے اور ہم بھی نام خدا حکومت کے ہندی خانوں اور آقایان فرنگ کے زندانوں کی سیر کا دم داعیہ رکھتے ہیں دستوری کمیٹیوں سے بےتعلق رہنے اور حکومت کے سفید فام نظام حکومت کے خلاف زبانی کے ساتھ عدم تعاون کا اظہار کیا اور اپنی رستمی و سنتا میرگی کا زبانی دسانی مظاہرہ کرنے میں دنیا کے نزدیک تو کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور کیوں اٹھا رکھتے جانتے تھے کہ ہم تو ایک مسلم کانفرنس کی مردہ لاش کے جنازہ بردار ہیں نہ اس میں کوئی حرکت و حرارت پیدا ہوگی اور نہ میدان میں نکل کر مقابلہ کرنے اور مولانا کفایت اللہ یا ڈاکٹر انصاری کی طرح جیل کی کوٹھڑیاں سہنی پڑیں گی پھر رعب ہی نہ کیوں گانٹھ لیں اور خون کی ایک بوند جبین نیاز پر چپکا کر "شہید بے شہادت" کیوں کہلائیں۔

ادھر یہ ادعا اور دوسری طرف سے روز شروع ہوا نمائشی طور پر خوب کشاکش اور تناتنی رہی اور آخر ہوا وہی جو ہونا تھا اور جسے اہل بصیرت پہلے سے سمجھتے اور جانتے تھے کجا بلبلان چمن اور کجا کنجشک خانہ! "عدم تعاون" لفظ ایک آہ بنکر رہ گیا اس کے بجائے "براہ راست" کی بے ضرورت ترکیب استعمال کی گئی اور پھر یہ براہ راست عمل بھی اواخر جولائی تک کی طویل وسعتوں میں ڈوب کر رہ گیا دستوری کمیٹیوں سے متعلق برا بھی ہوا اور نامناسب بھی اور حکومت التوا پر التوا ہی کر رہی ہے انتظار اعلان میں آنکھیں بھی پتھرا گئی ہیں لیکن جب اتنا انتظار کیا ہے تین چار ماہ کا اور سہی آخر اس مرتبہ اعلان امید ہوا بھی تو ملک معظم کی طرف سے یا نئی وزیر اعظم ہوا تھا جہیں انقلاب ہمیشہ رامجی مکند اہل کہا کرتا ہے پھر کتنی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہوتی کہ اس کا احترام نہ کیا جاتا اور اپنے کاشانہ ہائے ارمان و آرزو کو امید و تمنا کے

رنگا رنگ قمقموں سے آراستہ نہ کر لیا جاتا اب ان کی بلا جانے کہ اس مدت میں نہ بانس رہے گا نہ بانسری بجے گی۔ نہ کمیٹیاں موجود رہیں گی اور نہ عدم تعاون ہو سکیگا کوئی پوچھے کہ اے قوم کے سردار اور اس مجلس عہد و نشاط کے نیتاؤ یہ تم نے کونسا تیر مار لیا تمھیں معلوم نہ تھا کہ ایک کمیٹی کا عمل تو اوائل اپریل ہی میں ہو رہا ہے دو مئی میں سدھار جائیگی چوتھی کا کام جون میں تمام ہو جائے گا پھر عدم تعاون یا براہ راست کارروائی کس سے کی جائیگی اور کس کے سرہانے کھڑے ہو کر بین و ماتم میں مصروف ہوگے۔

عقل و بصیرت سے بعد اور افتراق کا اگر کوئی المناک مظاہرہ دیکھنا ہو تو مسلم کانفرنس کی اس مفاہمانہ تجویز پر نظر ڈال لیجئے یہ ضرور ہے کہ اپنی بجی کبھی قائم رکھنے اور اپنی طفولت طلبانہ سرگرمیوں کا سکہ بٹھانے کے لئے کشمیر سرحد بلوچستان سرکاری ملازمتوں میں مناسبی حقوق شفیع یادگار اور تعلیمی پستی کے متعلق بھی چلتے چلاتے چند تجاویز منظور کر دیں لیکن ان سے ہوتا کیا ہے اور اس خالی ڈھول کی آواز سے کون پرندا ایسے ہیں جو اڑ جائیں ضرورت ہے مستعدانہ عمل اور مجاہدانہ سرفروشی کی وہی روح نا پید ہے اگر ان قائلین کے شیروں کے قلوب میں واقعی ملت کا درد ہوتا اور حقوق مسلمین کے لئے کوئی تڑپ نظر آتی تو یہ اس التوا کے ضغطے میں نہ پڑتے اور فوراً میدان عمل میں اکھاڑے ہوتے جس میں جرات و حوصلہ ہوتا ہے وہ کہا نہیں کرتے کیا کرتے ہیں جو کہنے والے تھے وہ منزل زندان میں فروکش ہو کر قوم و ملت کے لئے گریاں سر رہے ہیں اور یہ باتیں بنانے والے محفل آرائیوں میں مصروف ہیں۔

عید الضحیٰ اور فریضہ قربانی

عید الضحیٰ کی تقریب سعید ہے بلاشبہ ملت اسلامیہ کا یہ ایک عظیم و جلیل تہوار ہے اور مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ اس پر جس قدر چاہیں جائز مسرت کا اظہار کریں اور قربانی کرکے اپنے اس دینی و مذہبی فریضہ سے سبکدوش ہوں سب سے بڑی اور اہم مصیبت یہ ہے کہ عہد حاضر کے مسلمان ظاہر اعمال پر تو بہت توجہ کرتے ہیں لیکن لطافت احوال و آلات تک ان کی نظریں نہیں پہنچتیں بلاشبہ قربانی ہر صاحب نصاب پر فرض اور باعث اجر عظیم ہے اور جس حد تک ممکن ہوتا ہے مسلمان قربانی کرتے اور اس فریضہ عمل کو ادا کرکے اسعی بھی کرتے ہیں مگر قربانی کے اندر جو روح اور جو سبق موجود ہے اس کی طرف توجہ بہت ہی کم بلکہ اوقات شاذ ہی مبذول ہوتی ہے قربانی کا مقصد و منشا یہ نہ تھا کہ مسلمان اٹھیں اور اس تقریب جلیل اور موقعہ مسرت پر ایک ایک دو دو اور تین جانوروں کے گلے پر چھری پھیر دیں یہ تو محض ایک ظاہری صورت تھی حقیقت یہ تھی کہ مسلمانوں میں اس فعل و عمل اور فرض کی ادا کاری کے جوش میں مدح اتقا پیدا ہو اور وہ اس کے بعد اصلاح اعمال اور اصلاح حالت کی پرشکوہ مساعی شروع کر دیں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میرے بندو جوش و فداکاری کے ساتھ میرے مقرر کردہ فرض کو ادا کرنے والو تم قربانی کرتے ہو بکریاں اور بھیڑیں تو میری خوشنودی اور میری راہ میں میرے نام پر ذبح کرتے ہو لیکن خوب سمجھ لو جان لو اور ذہن نشین کر لو کہ ان جانوروں اور قربان ہونے والی بھیڑ بکریوں کا گوشت و پوست اور خون مجھ تک نہیں پہنچتا نہ مجھ تک۔ اگر پہنچتا ہے تو تمہارا التقویٰ پہنچتا ہے۔

تقویٰ ایک قرآنی اصطلاح ہے جس کے معنے اتنی کیرکٹر کے ہیں اور جس میں خدا ترسی معاصی و معائب سے اجتناب کلی بے ریا عمل، خالص نیت اور پابند

احکام قرآنی میں تمام مفہوم شامل ہیں اجمالی طور پر منتقی وہ ہے جو قرآنی معیار کے مطابق سچا اور پکا مسلمان ہو اس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا کے نزدیک ان قربانیوں میں تمہاری نیت کا خلوص اور تمہارے اعمال کی بے ریائی دیکھتا ہے اگر تم نے خلوص نیت اور صداقت عمل کے ساتھ حکم ربی سمجھکر قربانی کی وہ ضرور مقبول ہوگی اور تم اجر عظیم کے بھی مستحق ہوگے اگر محض ریا یا از زمرہ نمود و امارت قربانی کردی تو یہ محض تضییع زر ہوگا اور ثواب کے بجائے ایک اور گناہ تمہارے سروں پر مسلط ہوجائے گا اس دور میں نمود و ریا کی ایک وبا ہے جو مسلم اعمال کی دنیا میں بری طرح پھیلی ہوئی ہے اور کمبخت بڑھکر کچھ اس طرح مسلمانوں کی رگ و پے تک میں ساری ہوگئی ہے کہ وہ فرائض دین بھی جنہیں ہر حالت میں اور ہر وقت خلوص کا جوہر ہونا چاہیئے تھا وہ بھی اس کی زد اور اس کی گرفت سے محفوظ و مامون نہیں رہے نماز روزے حج زکوٰۃ اور قربانی کتنے اہم کتنے عظیم اور کتنے نتیجہ خیز اساسی و بنیادی فرائض تھے لیکن نمود و ریا نے ان کی روح اور ان کے ثواب کو بھی غارت کردیا اکثر مسلمان ایسے تیرہ بخت ہیں کہ خوشنودی رب قدیر کے علی الرغم انھیں نمازی روزہ دار مخیر اور حاجی کہلانے کا زیادہ شوق اور زیادہ جنون ہوتا ہے بہت سے لوگ قربانیاں بھی اللہ کے حکم کے اتباع اور پرسش یوم جزا و سزا کے خوف سے نہیں بلکہ اس خیال سے کرتے ہیں کہ گویا یہ ایک دنیوی رسم ہے نہ کی جائے گی تو اپنے پرائے نام رکھیں گے چلو بکرے منگا کر ذبح کردو گو نہ رونق بھی ہو جائیگی اظہار تمول و امارت بھی ہوگا اور بڑے مذہب دوست اور خدا پرست بھی کہلائینگے ان لوگوں کی قربانیاں بلا شائبہ ریب ضایع ہوتی ہیں ویسے وہ بندہ نواز ہے نہ اسے قبول کرتے دیر لگتی ہے اور نہ رد کرتے تاخیر۔

بعض از روئے شوق قربانیاں کرتے ہیں اور دنبے اور مینڈھے لیکر سال سال اور چھ چھ ماہ بیشتر سے انھیں پالنا شروع کر دیتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ وہ محض برادران وطن کو چڑانے کے لئے ضد سے قربانی کرتے ہیں گایوں کو سجا بنا کر اور آراستہ کرکے ان کا جلوس نکالتے ہیں یہ سب امور ناجائز اور موجب معاصی ہیں مسلمانوں کو ان سے احتراز کرنا چاہیئے جو چیز نمود و نمائش اور ریا کے طور پر کی جاتی ہے وہ بندوں میں نخوت و غرور کے جذبات کی تولید و پرورش کا باعث ہوتی ہے اور دنیا جانتی ہے کہ سرشاران تکبر و نخوت کی کوئی حقیقی عزت نہیں کرتا اور انہیں کسی نہ کسی صورت میں نقصان پہنچتا ہے اللہ تعالی بندوں کی بھلائی چاہتا ہے اور جب انھیں آتش کبر سے گھیرا دیکھتا ہے تو وہ ناراض ہوجاتا ہے اور جو عمل محض خلوص نیت سے محض خوشنودی خدا کے لئے کیا جاتا ہے اس کی ادا کاری میں بندے کے اندر عجز و انکسار اور خشیت کے تاثرات پیدا ہوتے ہیں اور اس کی آقائی اور اپنی بےبسی کا خیال دل میں شکستگی اور رقت پیدا کرتا ہے اور یہی چیزیں ہیں جو بندوں کے اندر ایک خوشگوار انقلاب بھی پیدا کرتی ہیں اور اللہ تعالی کو بھی پسند ہیں پھر ان جذبات کی تولید انسان کی روح پر غالب ہوکر اسے آقائے دو عالم کے آستانہ عالیہ پر لا ڈالتی ہے اور وہ جتنا اللہ سے قریب تر ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کا درجہ بڑھتا اور اخلاق سنورتے جاتے ہیں اور پھر ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ دنیا کی تحسین و مذمت سے بے نیاز ہوکر جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کے لئے کرتا ہے اور اسی کا ہوکر اللہ بنکر رہتا ہے یہی انتہا ہے قربانی کی روح ہے اور بندوں سے خالق اکبر اسی کا طالب ہے پھر اس قربانی سے مسلمانوں کو خوشنودی رب اور کسی مقصد کے لئے قربانی کا سبق بھی ملتا ہے وہ دیکھتا ہے اور غور کرتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے حکم ربی میں اپنے لخت جگر کی قربانی میں بھی تامل نہ کیا تو میں کیا چیز ہوں اور مجھے بھی اسی جذبہ سے کام چاہیئے ہم مسلمانوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ حسب استطاعت قربانیاں کریں خلوص کے ساتھ کریں قربانی کے فلسفہ کو سمجھکر کریں اور جہانتک ممکن ہو گائے کی قربانی سے احتراز بھی کریں کہ اس سے ہندوستان میں جھگڑے اور فساد کا بھی اندیشہ رہتا ہے اور چنداں فائدہ بھی نہیں پہنچتا۔

حضرت مولینا مفتی کفایت اللہ کی سزایابی

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب

صدر جمعیۃ علمائے ہند مسلمانوں میں بڑا اثر و اقتدار رکھتے ہیں اور اس وقت عامۃ المسلمین آپ کو خاص عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی گرفتاری و اسیری سے مسلمان بہت متاثر ہوئے اور دہلی میں مکمل ہڑتال منائی گئی پھر حکومت نے یہ بھی دیکھ لیا کہ جس روز مفتی صاحب محترم پلیٹ فارم پر آئے اس روز مسلم جذبات میں ہیجان و طوفان کا کیا عالم تھا کیا ایسے مقتدر اور ایسے قدسی نفس بزرگ کو محض ایک اعلان کی اشاعت کے محض ارادہ پر گرفتار کرکے پابند سلاسل کرلینا کوئی بہتر اور نتیجہ خیز پالیسی ہے نہیں اور ہرگز نہیں پھر آپ کے خلاف عدالت میں جو شہادتیں استغاثہ کی طرف سے پیش ہوئیں وہ بہت کمزور تھیں فیصلہ تو اب تک ہمارے سامنے نہیں لیکن جو شہادتیں عدالت میں آپکے خلاف پیش ہوئیں وہ ہم نے پڑھی ہیں اور انہیں کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ اثبات جرم کے لئے ہرگز کافی نہیں سمجھی جا سکتی تھیں لیکن اس کے باوجود آپ کو سزا دیدی گئی اور سزا بھی ایسی جسے ہرگز مناسب اور درست نہیں کہا جا سکتا اعلان کی اشاعت کا محض ارادہ ہرگز اتنا سنگین جرم نہ تھا کہ آپ کو ڈیڑھ سال کے لئے زندان میں بھیج دیا جاتا اور اتنی سخت سزا دیدی جاتی افسوس ہے کہ اعضائے حکومت اس وقت جوش میں سرشار ہیں اور وہ عواقب امور کا قطعاً خیال نہیں کرتے اتنی اتنی بڑی سزاؤں سے عامۃ الناس میں ہیجان پیدا ہونے کے سوا اور نتیجہ کیا مترتب ہو سکتا ہے ہمیں اس کا تو اعتراف ہے کہ حکومت نے مفتی صاحب کو آپکے علم و فضل اثر و اقتدار اور رتبہ و منزلت کے پیش نظر اے کلاس عطا کردی لیکن اس کے بعد آپ کو ملتان جیل میں منتقل کرنا مناسب کارروائی نہیں کہی جا سکتی ملتان ایک بہت ہی گرم مقام ہے جہاں دن بھر شدت کی لو چلتی رہتی ہے اور بہت خرسا گرمی پڑتی ہے مفتی صاحب کی صحت پہلے ہی کمزور ہے بہت نحیف الجثہ بزرگ ہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ ملتان میں آپ کی صحت اچھی نہ رہیگی اور آپ کو شدید تکلیف پہنچے گی اور اے کلاس کی مراعات کا اثر بھی بڑی حد تک ضایع ہوجائے گا اگر انہیں دہلی جیل میں رکھنا کسی وہم و اندیشہ کا باعث تھا تو حکومت انھیں کسی قریبی ضلع میں منتقل کرسکتی تھی ملتان میں رکھنا تو انھیں تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے تاہم ابھی ہے کہ حکومت آپ کو جلد از جلد ملتان سے دہلی یا اور کسی مناسب اور قریبی مقام کو تبدیل کردے۔

مسجد کوچہ رائمان کی بیحرمتی

دہلی کے کوچہ رائمان میں ایک قدیم مسجد واقع ہے

دہلی میں ایک جلسہ پر جو بے تحاشا لاٹھیاں برسائی گئی تو ان کی زد اور پولیس کی ...

بچنے کے لئے کچھ مسلمان اس مسجد میں گھس گئے اور مزید حفاظت و صیانت کے خیال سے انہوں نے دروازہ بند کرلیا اس لئے کہ پولیس والے لاٹھیاں تانے تعاقب دوڑے چلے آرہے تھے پولیس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دروازہ توڑ مسجد کے اندر داخل ہوگئی اس حالت میں کہ پاؤں میں خاک آلود تجس بوٹ تھے ایک تو جوتے پہنے ہوئے اندر گھسنا فرش پر پہنچنا پھر ان داخل شدہ مسلمانوں کو خانہ خدا میں زد و کوب کرنا اور اس کی اندرونی اشیاء کو نقصان پہنچانا واقعی ایک ایسا افسوسناک اور ہیجان افزا اقدام تھا کہ اس کی خبر سنکر ہر مسلمان اپنی جگہ پیچ و تاب کھانے لگا اور اگر امن و امان کی مقتضیات انھیں روک نہ لیتیں تو ایک بڑے فساد اور ہنگامہ کا باعث بنجاتا وہ تو بڑی خیریت ہوگئی اول تو جو لوگ مسجد میں آہی گئے تھے ان کا جرم کوئی ایسا سنگین اور شدید جرم نہ تھا کہ پولیس ان کے تعاقب میں دیوانہ ہوجاتی اور اگر وہ کسی مخفی غرض اور اہم ریل مقصد کے لئے ان کی گرفتاری کو ضروری سمجھتی تھی تو وہ دوسرے جائز اور مناسب طریقے اس کے لئے اختیار کرسکتی تھی اور ذرا صبر سے کام لیکر اہل محلہ کی امداد سے انھیں حراست میں لے سکتی تھی لیکن مسجد کے اندر درآنہ گھس جانا تو کسی طرح بھی مناسب نہ تھا یہ اسی غلط اندیشی کا نتیجہ ہے کہ نہ صرف مسلمانان دہلی بلکہ مسلمانان ہند میں ایک اضطراب پھیلا ہوا ہے اسمبلی میں بھی اس واقعہ پرجوش کا اظہار کیا گیا خلافت کمیٹی نے بھی اپنی رپورٹ میں بہت زجرو غصہ کا مظاہرہ کیا اور عام مسلمان بھی مضطرب و مشتعل ہو رہے ہیں ضرورت ہے کہ مسجد کے اس نقصان کی فوری تلافی کی جائے اور ذمہ دار حکام کو کافی انتباہ کیا جائے۔

مہاراجہ کشمیر کی ضیافت اور مسلم فراخ دلی

مظالم کشمیر نے مسلمانوں کے دل خون کر رکھے ہیں اور انہیں اپنے برادران ملت کے آغشتہ خاک و خون ہونے کا بیحد صدمہ ہے جس فرمانروا کے عہد میں کشمیری فرزندان توحید پر برق عتاب گری اور جس کے دور میں مسلمانوں پر قہر ٹوٹے لازم تو یہ تھا کہ مسلمان ہر اس ضیافت اور مجلس میں شرکت سے احتراز برتیں جو اس کے اعزاز کے طور پر کی جائے لیکن مسلمان فطرتاً فراخ دل اور کشادہ قلب واقع ہوئے ہیں انہوں نے اس موقع پر اپنی تنگدلی کا مظاہرہ نہیں کیا اور وہ دونوں ضیافتوں میں ہندوؤں کے دوش بدوش شریک ہوئے لیکن اس کے مقابلہ میں برادران وطن کی یہ تنگ خیالی اور تنگ نظری ملاحظہ ہو کہ مملکت حیدرآباد کے فرمانروا کے اعزاز میں جو دعوت دیگئی تھی اس میں ہندو بزرگوں نے شرکت سے احتراز برتا حالانکہ ان کے خلاف اب تک کوئی حقیقی شکایت پیدا نہ ہوئی تھی اور اگر شکایت بھی ہوتی تو وہاں ہندوؤں پر گولیاں تو نہیں برسیں اور وہ قہر تو نہ ٹوٹے تھے جو مسلمانان کشمیر پر ٹوٹے تھے جو مسلمانان کشمیر پر ٹوٹے پھر سجاررا تمان کے واقعہ ہائلہ کا ذکر جب اسمبلی میں آیا اور التوائے اجلاس کی تحریک پیش ہوئی تو بھائی پرمانند اور ان کے رفقاء نے مسلمانوں کی حمایت سے صاف انکار کردیا حالانکہ پولیس کے ہاتھوں کسی معابد کی بیحرمتی پر احتجاج کوئی فرقہ وارانہ مسئلہ نہ تھا جو پولیس آج ایک مسجد کی بیحرمتی کرسکتی ہے وہ کل مندر کا کیا خیال کرے گی لیکن پھر بھی تعلق چونکہ مسلمانوں سے تھا اس لئے بھائی جی صاف علیحدہ ہوگئے مسلمان ایسے معاملات میں فراخ دل واقع ہوئے ہیں برادران وطن کو اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے کہ وقت کا اقتضا یہی ہے۔

مسلم حقوق کے ساتھ تلعب

رعایا میں افتراق پیدا کرکے کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرنے کا گر مغربیوں نے خوب سیکھ لیا ہے اور جن بدنصیب اور سوختہ قسمت ممالک پر ان کا پرچم حکومت لہرایا ہے وہاں اسی جدید الحصر حربے سے کام لیا گیا ہے یہی کھیل ٹیونس الجزائر اور مصر میں کھیلے گئے اور یہی اب فلسطین و ہندوستان میں کھیلے جارہے ہیں حکومت اگر عہدوں کی متناسب یا قریب قریب متناسب تقسیم سے کام لیتی اور تمام شعبہ ہائے حکومت میں ہندوستان کے اندر ہر فریق کو واجبی حقوق ملتے ہوتے تو لازماً یکران ہوتا ہندو مسلم اور سکھ ایک ہوتے لیکن اگر ایسا ہوتا تو باہم اتفاق و یکجہتی کی پینگیں بھی بڑھتیں اور پھر جذبہ حریت و استقلال کے قدرتی نشو ونما کے ساتھ یہ اتفاق بھی بڑھکر حکومت وقت کے اقتدار کے لئے ایک خطرہ بنجاتا یا نبتا نہیں تو خیال کیا جاتا اس لئے حکومت نے ایک فریق کو حد سے زیادہ در خور دیا یہ محرومی دوسروں کے قلوب کی گرہ بن گئی لب ہائے شکایات وا ہوئے تو گوشوں اور کمینگاہوں سے آوازیں پیدا ہوئیں کہ داعی متصرف فریق بڑا خود غرض اور حریص ہے یہ عمداً انھیں دخل نہیں پانے دیتا دل کی پڑی ہوئی گرہ اور سخت ہوئی اور اس نے خطرناک صورت اختیار کرلی لیکن کام کرنے والے ہاتھ اپنا کام کرچکے تھے زخم پک چکا تھا نظری طور پر متسلط فریق کے قلب میں اپنے اقتدار سے شیفتگی پیدا ہوچکی تھی اپنا نقصان کرکے اور ملا ہوا ہاتھ سے دیکر کون محبت کرتا ہے جب دوسری طرف سے طلب ہونے لگی اور مطالبے کئے جانے لگے اس کے جواب میں ادھر سے بھی عذرات ہونے اور ایسی تدابیر عمل میں لائی جانے لگیں کہ حاصل شدہ اقتدار بحال رہے اور دوسروں کی محرومی کو ان کی بے عملی یا قلت کے سر تھوپا جائے اس سے کشمکش بڑھی باہمی معاندت شروع ہوگئی اور جو توجہات مغربی حریت پر پہنچنے کی سعی کے لئے وقف ہونی چاہیئیں تھیں وہ باہمی مخالفت کے نذر ہوگئیں اس کے بعد وہ وقت بھی آیا کہ براہ راست حکومت سے فیصلہ کے لئے کہا جائے لیکن جب حکومت سے کہا گیا تو اس نے صاف جواب دیدیا کہ خود ہی فیصلہ کرلو جو تمہارا فیصلہ ہوگا وہ ہمیں منظور ہوگا آخر بڑی ردوکد کے بعد حکومت نے فیصلہ کرنے کی حامی بھری تو اب لیت و لعل کا عمل شروع ہوگیا اور اب نوبت یہ پہنچ گئی ہے کہ ہر ہفتہ سر سیمویل ہور پارلیمنٹ کی شہ نشین پر کھڑے ہوکر اقلیتوں کو عطائے حقوق کے متعلق ایک نیا ترشا یا وعدہ کرلیتے ہیں جس سے اقلیت کچھ مطمئن ہوجاتی ہے اور اکثریت کا غضبناک فریق چیخنے چلانے لگتا ہے اب ہندوستان میں انگلستانی تدبر کا ہوشمند کھلاڑی دونوں کو ایک اشارہ انگشت میں نچا رہا ہے کبھی اقلیتیں چیخنے لگتی ہیں اور کبھی اکثریت بلبلا اٹھتی ہے ایک تماشا ہے جو برابر ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔

اگر معاملہ محض کانگریس کے خیر وطن اکثر اور اقلیتوں کا ہوتا یا پھر کوئی کمانہ یا دلیش بندھو جیسے دل گردہ کا قائد ہوتا تو وہ ۱۹۱۶ء کے میثاق کی طرح ایک نشست میں ایک میثاق تیار کرکے ہندوستانیوں کے ساتھ اس مذہب وبا زیگری کا خاتمہ کردیتا اور سمجھہ لیتا کہ آخر اکثریت و اقلیت دونوں فرزندان ہند ہی پر تو مشتمل ہیں اور کیچڑی پیاروں ہی کے کلیجہ میں تو جارہی ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ کانگریس میں بھی کچھ افتراقی عنصر کسی اشارہ مخفی کا رہین منت ہوکر گھس گیا ہے جس نے اس کے بھی ہاتھ باندھ دیئے ہیں حکومت کا تو مقصد ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں عناصر بٹے رہیں کہ مقاصد حکومت کے لئے اسی کی ضرورت ہے کانگریس کو ان پست مخفی کے اشارہ پر رقص کرنے والی پتلیوں نے مجبور کردیا نتیجہ یہ ہے کہ ہوشمند دماغ بھی

پریشان ہوگئے اور اہم قومی قربانیاں ضائع جارہی ہیں ہمارے نزدیک جبتک ملک میں مہاسبھا اور مسلم کانفرنس کی کوئی آواز بھی رہے گی اور ان کے لگے بندھوں کو کوئی اہمیت بھی دی جائیگی اس وقت تک صورت حالات کی اصلاح مشکل ہے ملک میں ایسی رائے عامہ اور کانگریس میں ایسی قوت پیدا کرنی چاہیئے کہ دو رنگی چالیں چلنے والے بے اہمیت ہو جائیں یہ نہ ہو کہ کانگریس کے پلیٹ فارم پر ہیں تو پورے حر ہیں اور مہاسبھا یا مسلم کانفرنس کے اسٹیج پر آئے تو کٹر فرقہ پرست بن گئے ان فرقہ پرستوں کو تو حقیقی قومیت کا نگریس اور ملک میں بولنے ہی نہ دینا چاہیئے پھر یک سو ہوکر یہ مشترکہ وطنی انجمن جو فیصلہ کردے گی وہی فیصلہ مسئلہ کا حقیقی حل ہوگا یہ مسئلہ نہ وزیر ہند سے حل ہوگا اور نہ مہاسبھا اور مسلم کانفرنس سے فیصلہ کچھ ہوگا تو کانگریسی محب وطن ہی کے ہاتھوں ہوگا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس وقت ہوشمندی سے کام لیں اور اپنے اور پرائے میں تمیز کرنا سیکھیں۔

مالی مسائل کے متعلق گرانقدر نصیحت

لاہور کے اجلاس

یوتھ لیگ میں جو معرکہ آرا خطبہ صدارت سیٹھ عبداللہ ہارون نے ارشاد فرمایا وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کا مطالعہ کرے آپ نے زمانہ کے تقریباً ہر شعبہ عمل میں مسلمانوں کی رہنمائی کی ہے اور مفید نصائح کی ہیں لیکن مسلمانوں کی مالی و اقتصادی اصلاح کے متعلق آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ اس خطبہ صدارت کا مفید ترین حصہ ہے آپ نے فرمایا کہ:۔

"مسلمان کمانے اور محنت کرنے میں ہندوستان کی کسی دوسری قوم سے کم نہیں لیکن اس پر بھی ان کے مفلس رہنے کی وجہ یہ ہے کہ اپنے آمد و خرچ میں توازن قائم نہیں رکھ سکتے اور ان کے مصارف ان کے مداخل سے ہمیشہ بڑھے رہتے ہیں اور یہی ان کے افلاس کا راز ہے ضروری ضروریات اور تقریبات کی انجام دہی کے لئے روپیہ پس انداز ہوتا نہیں مجبوراً قرض لینا پڑتا ہے اور یہ قرض ان کی زندگی کو برباد کردیتا ہے ۔۔۔۔۔ اور اقتصادی حالت اور خوشحالی کو ایک گھن لگ کر رہ جاتا ہے"

قوم کی حالت کی یہ صحیح تشخیص ہے اور آپ نے جو کچھ کہا ہے ملت کی نبض پر انگلی رکھکر کہا ہے واقعی مسلمان محنت و جوش میں کسی سے کم کیا ہیں بہت بڑھے ہوئے ہیں لیکن ان کی محنت بے اصول اور کمائی بیفائدہ ہے غریب عمر بھر کماتے ہیں اور پھر ننگے بھوکے رہتے ہیں آپ نے اسی ضمن میں مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ پیسہ کی قدر کرنا اور رکھنا سیکھیں اور یہ تہیہ کرلیں کہ وہ اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ تو فوری اور ناگہانی ضروریات کے لئے ضرور پس انداز کرینگے اور کسی حالت میں اُسے خرچ نہ کرینگے اور اگر کوئی اچانک ضرورت آہی پڑے اور اُسے خرچ کئے بغیر چارہ نہ رہے تو وہ دوسرے اور تیسرے ماہ میں اسے ضرور جہاں سے لیا ہے اپنی آمدنی سے نکال کر وہیں رکھدینگے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی ضرورت پر خرچ کرنے سے پیشتر پہلے دس مرتبہ غور کرلو کہ آیا اس خرچ کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے یا نہیں اگر چل سکتا ہے تو فوراً ہاتھ روک لو یہ امید ہے کہ مسلمان سیٹھ صاحب کی اس نصیحت کو آویزہ گوش بنائینگے۔

مسلمانوں پر قرض کا بار

آل انڈیا مومن کانفرنس کے صدر نے یہ حقیقت واضح کی کہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس وقت مسلمانان پنجاب پر ایک ارب سے زیادہ قرض ہے اور ۵۰ کروڑ روپیہ رسوم کی ادا کاری اور ۳۰ کروڑ روپیہ مقدمہ بازی پر ہر سال برباد کر رہے ہیں یہ اعداد و شمار کس درجہ خوفناک اور ایک خوشحال صوبہ کی سقیم مالی حالت کا کس قدر المناک نقشہ آنکھوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں پر ایک ارب کا قرضہ بہت کچھ تباہی کا باعث ہوا ہے پھر یہ قرضہ جسم و جان کی یکجائی کی ضرورت کے لئے نہیں لیا گیا بلکہ محض نمود و نمائش شادی و غمی کے غیر ضروری مصارف رسوم قبیحہ کی انجام دہی اور تباہ کن مقدمہ بازی کے لیا گیا۔ ہر پنجاب میں ساہوکارہ کا ایک جال پڑا ہوا ہے آسانی کے ساتھ پاس کے پاس روپیہ مل جاتا ہے اور جب آسانی سے روپیہ مل جاتا ہے اسی آسانی کے ساتھ اُسے اڑا دیا جاتا ہے اور اپنی زندگی تلخ کرلی جاتی ہے۔ صوبہ متحدہ میں ۶۰ سے لیکر ۷۰ فیصدی جاگیریں اور زمینداریاں مسلمانوں کے ہاتھوں نکل چکیں۔ سندھ کے مسلمان چالیس فی صدی اراضی کھو چکے اگر پنجاب میں قانون انتقال اراضی نافذ نہ ہوتا تو کون کہہ سکتا ہے کہ انکی حالت بھی اس سے بہتر ہوتی مسلمانوں اس شاہ خرچی اور عاقبت نااندیشی نے تباہ کردیا آج سے ساٹھ ستر برس پہلے مسلمان اسی ملک کے فرمانروا تھے اور ہندوستان کی سب سے زیادہ متمول اور سب سے زیادہ خوشحال قوم تھے اور آج ان کی یہ حالت ہے کہ وہ ملک کی سب سے زیادہ پسماندہ اور مفلس قوم ہیں اگر مسلمان اب بھی نہ سنبھلے تو انھیں بھیک بھی مانگے نہ ملیگی اور وہی انجام ہوں گے یا تو خدانخواستہ اس سرزمین پر ان کا نام مٹ جائے یا وہ دوسری قوموں میں جذب ہوکر شودروں کی زندگی بسر کریں۔

صنعتی اور حرفتی تعلیم کی ضرورت

ملک میں بیروزگاری کی وبا عام ہے اور

سیلاب قہرناک کی طرح یہ بڑھتی اور پھیلتی چلی جاتی ہے لیکن نہ حکومت اس کے انداع کی طرف مائل ہوتی ہے اور نہ اہل ملک ہی کوئی پرجوش اور مجاہدانہ سعی اس بلا سے نجات حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں ابھی تو پھر وقت ہے جب صورت حالات قابو سے باہر ہوجائیگی اس وقت کچھ بنائے نہ بن سکے گا۔ ہر سال اسکولوں اور کالجوں سے لاکھوں طلبا انٹرنس اور بی اے ہوکر ٹھوکریں کھانے اور حوادث زمانہ کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلتے ہیں اور ان کا نہ کوئی یار و ناصر ہوتا ہے اور نہ ان کے روزگار و معاش کا کوئی بندوبست کیا جاتا ہے حکومت نے جو تعلیم اپنی دفتری ضروریات کے لئے جاری کی تھی اور آج سے تقریباً پون صدی پیشتر جاری کی تھی زمانہ کے تغیر کے ساتھ اس کا ایک ہی نہج پر جاری رہنا باعث نقصان ہی ہوسکتا ہے زمانہ بدل گیا ضرورتیں تبدیل ہوچکیں تو ضروری ہے کہ تعلیم کا رنگ بھی بدلے اور اس نظام کو کلیۃً تبدیل کردیا جائے اب آرٹ کی تعلیم کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ صنعتی تعلیم کی ضرورت داعی ہوئی ہے بہتر اور مناسب طریق یہ ہے کہ طلبا کے رجحانات اور میل خاطر کے مطابق تمام اسکولوں اور کالجوں میں انھیں ایک دو گھنٹہ کسی صنعت کی تعلیم بھی دی جائے اور یہ لازمی ہو۔ جلد سازی، گھڑی سازی، قفل سازی، صابن سازی روغن سازی، دندان سازی کپڑے بننا رنگ بنانا، صابن تیار کرنا اور اس قسم کے صدہا کام ہیں جو آرٹ کی تعلیم کے پہلو بہ پہلو سکھائے جاسکتے ہیں اس طرح طلبا معاش کے لئے تو پریشان نہ رہیں گے اور تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنی روزی تو خود پیدا کرسکیں گے اہل ملک کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں موجودہ نظام تعلیم کو بدلوانے کے لئے انقلاب انگیز سعی کا مجاہدانہ سلسلہ شروع کریں اور قوم کو اس بیروزگاری سے نجات دلائیں۔

کتاب الاسلام

باب الجنائز

(بسلسلۂ گذشتہ)

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعظم الجزاء مع اعظم البلاء و ان اللہ عز وجل اذا احب قوما ابتلاھم فمن رضی فلہ الرضاء و من سخط فلہ السخط رواہ الترمذی و ابن ماجہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اعلیٰ جزاء بڑے امتحان پر موقوف ہے جب اللہ تعالیٰ کسی جماعت کو محبوب فرماتے ہیں تو اُن کو آزمائش میں مبتلا فرماتے ہیں جو خوش رہتا ہے اس سے مولا بھی خوش رہتے ہیں اور جو ناراضگی کا اظہار کرتا ہے اس سے وہ بھی ناراض ہو جاتے ہیں یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ ہر دو میں موجود ہے۔

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال البلاء بالمؤمن او المؤمنۃ فی نفسہ و مالہ وولدہ حتی یلقی اللہ تعالیٰ وما علیہ من خطیئۃ رواہ الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہمیشہ مومن اور مومنہ تکالیف میں مبتلا رہتے ہیں اپنے جانوں اور مال اور اولاد کے معاملہ میں یہانتک کہ اللہ کی ملاقات کا وقت آ جاتا ہے اور اُس کے ذمہ خدا کا کوئی گناہ اور خطا نہیں ہوتی ترمذی نے روایت کی ہے اور امام مالکؒ سے بھی اس قسم کی ایک روایت موجود ہے اور صاحب ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یود اھل العافیۃ یوم القیمۃ حین یعطی اھل البلاء الثواب ان جلودھم کانت قرضت فی الدنیا بالمقاریض رواہ الترمذی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پسند کریں گے عافیت سے زندگی بسر کرنے والے قیامت کے دن جس وقت مصیبت زدوں کو ثواب دیا جائے گا اس بات کو کہ ان کی کھال دنیا میں قینچیوں سے کاٹی جاتی روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

عن شداد ابن اوس والصنابحی انھما دخلا علی رجل مریض یعودانہ فقالا لہ کیف اصبحت بنعمۃ البشر بکفارات السیئات وحط الخطایا فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ عز وجل یقول اذا انا ابتلیت

شداد بن اوس اور صنابحی سے روایت ہے کہ یہ دونوں ایک مریض کے پاس اس کی عیادت کے لئے گئے اور ان دونوں نے اس سے کہا کہ کس حال میں صبح کی نعمت کے ساتھ اس کو خوشخبری دیتے گناہوں کے کفارہ کی اور خطاؤں کے دور ہونے کی میں نے حضورؐ سے سنا ہے

عبدا من عبادی مومنا فحمدنی علی ما ابتلیتہ فانہ یقوم من مضجعہ ذلک کیوم ولدتہ امہ من الخطایا ویقول الرب تبارک وتعالیٰ انا قیدت عبدی وابتلیتہ فاجروا لہ ما کنتم تجرون لہ وھو صحیح رواہ احمد۔

آپ فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جب کسی بندہ کو مبتلا کرتا ہوں اپنے نیک مومن بندوں میں سے اور وہ میری اس ابتلا پر تعریف کرتا ہے تو جب وہ اپنے بستر علالت سے تندرست ہو کر کھڑا ہوتا ہے تو وہ ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے گویا آج ہی اُس کی ماں نے اس کو جنا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں قید کرتا ہوں اپنے بندہ کو میں ہی اُسکو مبتلاء عذاب کرتا ہوں پس میں ہی اس کو اجر دیتا ہوں ایسا اجر کہ تم نہیں دے سکتے ہو۔ احمد نے روایت کی اور یہ حدیث صحیح ہے۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کثرت ذنوب العبد ولم یکن ما یکفرھا من العمل ابتلاہ اللہ بالحزن لیکفرھا عنہ رواہ احمد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا حضور نبی کریمؐ نے کہ جب کسی بندہ کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور وہ بندہ ایسا کوئی عمل نہیں کرتا جو ان کا کفارہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو کسی رنج میں مبتلا کرتا ہے اور وہ رنج اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے روایت کیا اس کو احمد نے۔

وعن ابی ھریرۃ قال ذکرت الحمی عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسبھا رجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبھا فانھا تنفی الذنوب کما تنفی النار خبث الحدید رواہ ابن ماجہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ذکر کیا ایک دن حضورؐ کی خدمت میں اپنے بخار کے متعلق ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اس نے بخار کو گالیاں دینی شروع کیں آپ نے فرمایا بخار کو گالی نہ دے اس وجہ سے کہ یہ انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی کی آگ لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے۔

وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الرب سبحانہ وتعالیٰ یقول وعزتی وجلالی لا اخرج احدا من الدنیا ارید اغفر لہ حتی استوفی کل خطیئۃ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی نہیں نکلے گا کوئی شخص دنیا سے کہ میں اسکے متعلق مغفرت کا ارادہ کروں یہانتک

دور کردوں اس کے تمام گناہ اس کی گردن سے بوجہ اس کی جسم کی بیماری کے اور کمی سے اس کے رزق میں روایت کیا اس کو رزین نے۔

عن ابی ھریرۃ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاد مریضا فقال ابشر فان اللہ تعالیٰ یقول ھی ناری اسلطھا علی عبدی المومن فی الدنیا لتکون حظہ من النار یوم القیامۃ رواہ احمد

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے عیادت فرمائی ایک بیمار کی اور فرمایا خوشخبری ہو تمکو تحقیق اللہ تعالیٰ کہ یہ مرض جہنمی ہے جو مومن پر دنیا میں مسلط ہوتا ہے جتنا کہ حصہ اس کو دوزخ سے ملنے والا ہوتا ہو۔

وعن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد رجلا فقال ما تشتھی قال اشتھی خبز بر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کان عندہ خبز بر فلیبعث الی اخیہ ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتھی مریض احدکم شیئا فلیطعمہ رواہ ابن ماجہ

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے حضورؐ نے دریافت فرمایا تمہارا دل کس چیز کو چاہتا ہے اس نے کہا حضور میرا دل گیہوں کی روٹی کو چاہتا ہے آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے پاس گیہوں کی روٹی ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھیجدے پھر حضورؐ نے فرمایا اگر کوئی بیمار تم سے کسی چیز کے کھانے کی خواہش کرے تو وہ اس کو کھلا دیا کرو روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے۔

تمنائے موت کی ممانعت

موت کی تمنا کرنے کی حدیث میں ممانعت کی گئی ہے بعض لوگ بیماری کی تکلیف سے تنگ آکر اور بعض روزگار کی مصیبت سے مجبور ہو کر اپنی جان کا آرام اس میں سمجھتے ہیں کہ مر جائینگے تو ان مصیبتوں سے آرام مل جائیگا لیکن یہ خیال ان کا غلط ہے اگر اعمال اچھے نہیں ہیں تو مرنے کے بعد ان مصائب دنیا سے بھی زائد مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا اور اعمال اچھے ہیں تو موت انقطاع اعمال کا سبب بن جائیگی یہ بھی نقصان ہے نیز جب سے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جب اللہ کا وعدہ پورا ہوگا اور موت آئیگی تو کسی شخص کو یہ طاقت نہیں کہ اس کو ایک منٹ آگے یا پیچھے کر سکے۔ تو اب اس آیت کے سمجھنے کے بعد کسی شخص کا موت کی آرزو کرنا گویا اس ارشاد کا مقابلہ کرنا ہوا جو بڑی زبردست گستاخی اور نافرمانی کی دلیل ہے اور بزرگان دین نے لکھا ہے کہ موت مانگنے سے موت تو آ نہیں سکتی لیکن اس بندہ کے رزق میں کمی کر دی جاتی ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا مانگتا رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں خیر کی کمی نہیں ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتمنی احدکم الموت اما محسنا

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیئے اگر

فلعلہ ان یزداد خیرا واما مسیا فلعلہ ان یستعتب رواہ البخاری۔

اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے نیکیوں میں اضافہ ہو اور اگر گناہگار ہے تو عذاب میں جلدی ہو (بخاری)

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتمنی احدکم الموت ولا یدع بہ من قبل ان یاتیہ انہ اذا مات انقطع املہ وانہ لا یزید المومن عمرہ الا خیرا رواہ مسلم

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کیا کرے اس سے پہلے کہ وہ خود نہ آئے کیونکہ جب مر گیا تو امید نیکیوں کی منقطع ہوگئی اور نہیں زیادہ کرتی مومن کو درازی عمر اس کی مگر نیکیوں کو نقل کیا اس حدیث کو مسلم نے

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتمنین احدکم الموت من ضر اصابہ فان کان لا بد فاعلا فلیقل اللھم احینی ما کانت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی متفق علیہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ خواہش کرے تم میں سے موت کی کسی مصیبت کی وجہ سے اگر کسی مجبوری کی وجہ سے وہ اس کی خواہش کرنے پر مجبور ہوگیا ہو تو اس کو چاہیئے کہ یوں کہے اے اللہ زندہ رکھ مجکو جب تک میری زندگی بہتری کا باعث رہے اور مار ڈال مجکو اگر میری موت میں بہتری ہو یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔

تشریح

اگرچہ اس باب میں ہم نے وہ حدیثیں جمع کی ہیں جن میں موت کی دعا کو منع کیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ بعض قسم کی موتیں ایسی ہیں جن کی آرزو کرنی جائز ہے اور اکابر صحابہ نے ان کی آرزو کی ہے جیسے شہادت کی سیدنا حضرت عمرؓ نے دعا کی ہے کہ اے رب العزت مجکو شہادت کی موت عطا کیجیو اور حضرت معاذؓ نے تو یہاں تک آرزو ظاہر کی کہ اگر مجھکو وہ شہادت نصیب نہ ہو تو اے اللہ مجکو طاعون کی موت عطا کر جو کہ ادنی درجہ کی شہادت ہے اس سے معلوم ہوا کہ شہادت کی موت طلب کرنی احسن ہے اور مسلم شریف میں ایک اور روایت موجود ہے کہ جس نے شہادت کی شہادت کی دل سے تمنا کی اللہ تعالیٰ اس کو مثل شہید دل کے ثواب عطا فرماتا ہے حضرت عمرؓ نے یہ دعا کی تھی اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک یعنی اے اللہ مجھکو شہادت عطا کر اور اپنے حبیب کے شہر میں مار۔

اس بیان سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اگر موت کی طلب یا خواہش یا دعا ازدیاد مراتب کے لئے کی جائے جن اموات سے ازدیاد مراتب ہوتے ہیں جیسے جہاد کرنے کی حالت میں موت کا واقع ہونا یا طاعون وغیرہ کی بیماری سے موت کا واقع ہونا۔ اس قسم کی موت واقع ہونے کی دعا مانگنا یا اس کی خواہش یا تمنا کرنا ناجائز نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی دنیاوی تکالیف کی وجہ سے موت کی دعا کی جائے تو یہ ناجائز ہے اور اسی کی ممانعت ہے۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّیْنَا
الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ
وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ
وَکَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَکَفٰی بِاللّٰهِ
وَکِیْلًا ۝ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ ؕ
وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِکَ قَدِیْرًا ۝ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا
فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تم کو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اگر ناسپاسی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کے حاجتمند نہیں اور خود اپنی ذات میں محمود ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں اگر ان کو منظور ہو تو تم سب کو فنا کر دے اور دوسروں کو موجود کر دے اور اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ اور جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونوں کا معاوضہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے اور دیکھنے والے ہیں۔

تفسیر:۔ اس سے پہلی آیت میں خداوند تعالیٰ کی وسعت اقتدار کا بیان تھا یہ آیت اس کا تتمہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے قبضہ میں آسمان و زمین کی تمام چیزیں ہیں اور اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں عورت و مرد کو غنی کر دینا بھی اس کے اختیار میں ہے اور وہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا نیز للہ ما فی السموات والارض آیت متصلہ کے لئے دلیل تمہید بھی ہے خداوند تعالیٰ اپنی عظمت و کبریائی کو بیان فرما کر یہ بات بتلاتا ہے کہ کچھ تمہیں کو شریعت اور احکام الٰہی پر چلنے کا حکم نہیں ہوا ہے بلکہ گذشتہ اقوام اور امتوں کو بھی خدا سے ڈرنے کا حکم تھا باقی خدا کو تو اس سے کوئی فائدہ ہے نہیں۔ اتباع شریعت اور خوف خدا کا حکم صرف تمہارے فائدہ کو ہی مدنظر رکھ کر دیا گیا کیونکہ جن چیزوں میں روحانی رذالت اور جسمانی تمدن و ترقی کی مصلحتیں پوشیدہ تھیں ان کو مسلمانوں کے لئے فرض کر دیا گیا اور جن میں دونوں جہان کی ہزاروں خرابیاں مضمر تھیں ان کو حرام کر دیا گیا۔ ورنہ خدا کو نہ اس کی پرواہ ہے کہ تمہاری اطاعت اور اتباع شریعت سے اس کی شوکت حکومت اور جبروتی شان بنی رہے گی کیونکہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں اس کے قبضۂ اقتدار میں ہیں ہر چیز کا مالک ہے جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے اور نہ تمہاری فرمانبرداری میں اس کا کوئی ذاتی نفع و نقصان ہے کیونکہ وہ اپنی ذات و صفات میں کسی کا محتاج نہیں تمام صفات محمودہ اس کو بغیر کسی توسط کے حاصل ہیں پھر وہ تمہاری اطاعت کی کیا پرواہ کر سکتا ہے ہاں اگر تم یہ خیال کرو کہ خدا کی فرمانبرداری اور تسبیح و تقدیس کا ہم پر ہی انحصار ہے اگر ہم اطاعت اور تعمیل حکم نہ کریں گے تو پھر اور کوئی اس کی فرمانبرداری کرنے والا نہ ہو گا یا اس کے اسرار ربوبیت نہوں گے تو تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بڑا قادر و کارساز ہے وہ تم کو نیست و نابود کر کے ایک ایسی قوم پیدا کر سکتا ہے جو ہر طرح اس کی فرمانبرداری کرے گی اور اس کی شریعت پر چلیگی دین الٰہی اور جلال کبریائی ظاہر کرنے کا کسی خاص قوم یا خاص شخص پر انحصار نہیں ہے اگر ایک قوم فنا ہو جائے تو دوسری حلقہ بگوش اور تعمیل حکم کرنے والی قوم خدا پیدا کر دیتا ہے۔

(جب بنی اسرائیل نے بہت زیادہ نافرمانی کی تو خدا نے ان کو تباہ کر کے حضرت عیسیٰ کے حواریوں اور تابعداروں کو سرفراز کیا پھر جب انہوں نے بھی دین الٰہی میں طرح طرح کی بدعتیں داخل کر لیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا شروع کر دیا تو امت اسلامیہ کو پیدا کیا اور اس کمزور قوم سے ایران و روم جیسی عظیم الشان اور باجبروت سلطنتوں کو تباہ کر کے روئے زمین پر آسمانی سلطنت کو قائم کر دیا) اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ اتباع شریعت کا نتیجہ صرف دنیوی بھلائی کو ہی نہ سمجھنا چاہئیے کہ اگر کسی وقت دنیوی کامیابی حاصل نہ ہو تو سرتابی کرنے لگو بلکہ اس کا نتیجہ ثواب آخرت بھی ہے مگر خلوص نیت شرط ہے جس کو خدا جانتا ہے کیونکہ وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔

مقصود بیان۔ اتباع شریعت کی ترغیب نافرمانی سے ترہیب شان جبروتی کا اظہار۔ ذات خداوندی کا تمام صفات و کمالات سے متصف ہونا۔ ہر حکم میں مصالح انسانی کا مضمر ہونا خداوند تعالیٰ کا بغیر کسی ذاتی غرض کے انسان کو قانون شریعت میں تمام سوشل اور پولٹیکل دنیوی اور اخروی کامیابیوں کا پوشیدہ ہونا وغیرہ۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ
لَوْ عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ
فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤی اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ
تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر امیر ہے اور تو غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کی اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ

اور اگر تم کج بیانی کروگے یا پہلو تہی کروگے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں "

تفسیر:۔ اس آیت سے پیشتر بہت سے احکام شریعت کا ذکر کیا گیا تھا اور درمیان میں ان احکام پر عمل کرنے کی تاکید بھی کی گئی تھی اب یہاں وہ باتیں ایسی ذکر کی گئی ہیں جو شریعت پر چلنے کے لئے دو آنکھوں کی طرح ہیں جن کے بغیر راہ شریعت نہیں سوجھ سکتی اور ان دونوں کا ذکر قوت عملیہ کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔

نمبر اول کی طرف "قوامین بالقسط" سے اشارہ ہے اور نمبر دوم کی طرف "شہداء للہ" سے ایما ہے اول کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو عدل و انصاف کو بہت اچھے طریقہ سے قائم رکھو یہ ایک عام حکم ہے جس کے اندر خانہ داری کے معاملات آپس کے برتاوے خویش و بیگانہ کے تعلقات کا فرق مومن حیوان و انسان اور تمام مخلوق کے باہمی معاشرتی اقتصادی اور نظامی قوانین سخاوت شجاعت رضا تسلیم صبر و شکر اور دیگر تمام دینی امور مندرج ہیں اور واقعہ بھی یہ ہے کہ جب انسان میں صفت عدالت آجاتی ہے تو اس کی طبیعت خواہ مخواہ اس کو آسانی قوانین پر چلنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ نمبر دوم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے گواہ بنے رہو دینی اور دنیاوی امور خدا کے لئے شہادت ادا کرو نیک کو نیک اور بد کو بد کہو اور جو سچی بات ہو اس کو بیان کرنے میں کسی کی کچھ پرواہ نہ کرو خواہ اس میں تمہارا ذاتی نقصان ہو یا والدین کا یا کسی قریبی رشتہ دار کا اس میں امیر و غریب کسی کی کچھ رعایت نہ کرو بلکہ عدل کی رعایت ہر وقت پیش رکھو خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کسی ذاتی لالچ سے راہ حق سے اعراض نہ کرو کبھی خیال نہ کرنا کہ خدا کو ہمارے ارادوں کی کیا خبر ہے نہیں ایسا نہیں ہو خدا تمہارے ہر فعل سے بخوبی واقف ہے۔

مقصود بیان۔ انسانی قوت عملیہ کی تکمیل کا حکم۔ شجاعت۔ سخاوت۔ عفت حسن معاشرت خوش خلقی اور دیگر اوصاف حمیدہ اختیار کرنے کا حکم۔ حق کو چھپا رکھنے کی ممانعت۔ خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے سے نہی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا

(ترجمہ) اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا "

تفسیر:۔ عبد اللہ بن سلام اسید بن کعب ثعلبہ بن قیس۔ سلام ابن اخت سلمہ بن اخیہ یامین بن یامین وغیرہ علماء اہل کتاب سے جو مسلمان ہو چکے تھے حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ خود

پر قرآن شریف پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حضرت عزیر پر اور توریت پر تو ایمان لے آئے اس کے علاوہ اور کسی کو نہیں مانتے اس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی اس سے پہلے آیت میں قوت عملیہ اور اس کی تمام شاخوں کی تکمیل کی ہدایت کی تھی اب یہاں قوت نظریہ کو مکمل کرنے کا حکم ہے جس کو مکمل کرنے کا اصل اصول اور سنگ بنیاد اصلاح عقاید ہے جب یہ دونوں قوتیں مکمل ہو جاتی ہیں اور ہر ایک میں روشنی پیدا ہو جاتی ہے تو اس وقت ایمان مکمل ہوتا ہے۔ اس آیت میں تین چیزوں پر ایمان لانے کی تاکید ہے اللہ پر یعنی اس کی ذات و صفات پر دوسرے اس کے رسولوں پر جو اللہ کے سفیر اور انسان و خدا کے درمیان واسطہ ہیں تیسرے قرآن اور گذشتہ آسمانی کتابوں پر اور چونکہ انبیا اور کتب سماوی پر ایمان لانا اس بات کو مستلزم تھا کہ انسان ملائکہ پر بھی ایمان لائے جو خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان قاصد و پیامبر ہیں اور قیامت پر ایمان لانا بھی اسی ذیل میں مندرج ہے کیونکہ قیامت روز جزا ہے اور اسی حسن جزا کے لئے انبیاء و رسل کو بھیجا گیا تھا اس لئے موخر الذکر دونوں چیزوں کا ذکر نہیں کیا اور مذکورہ بالا تین اشیاء کے بیان پر اکتفا کیا مگر احتمال تھا کہ کوئی از دماغ رفتہ انسان تاویل کر کے انکار کر بیٹھے تو دوسرے جملہ (ومن یکفر الخ) میں ہر سہ مذکورہ اشیا کے ساتھ موخر الذکر دونوں چیزوں کا ذکر کر کے فرما دیا گیا کہ جو شخص ان چیزوں کا انکار کریگا وہ بہت زیادہ گمراہ ہوگا۔ حاصل آیت یہ ہے کہ اے ایمان والو خدا پر اس کے رسول پر قرآن پر اور دیگر گذشتہ آسمانی کتابوں پر ایمان لاؤ اور تجدید ایمان کرو کیونکہ جو شخص خدا پر فرشتوں پر خدا کی کتابوں اور رسولوں پر اور روز قیامت پر ایمان نہ لائے وہ گمراہ ہے ادہر ادہر بھٹکتا پھرتا ہے۔

مقصود بیان۔ قرآن اور دیگر صحف آسمانی کی صداقت کی تعلیم فخر المخلوقات یعنی انبیا اور فرشتوں کے حق ہونے کا اعلان، روز جزا کا اقرار یعنی ایمان بالعلانیہ اور ایمان بالغیب ہر دو کی تعلیم

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا

(ترجمہ) بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ انکو منزل مقصود یعنی بہشت کا رستہ دکھائینگے۔

تفسیر۔ یہ آیت آیت سابقہ کا تکملہ ہے مطلب یہ ہے کہ ایمان لا کر اس پر ثابت قدم رہنا چاہیئے ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ کبھی ایمان لے آئے پھر کسی غرض سے کافر ہو گئے پھر کچھ مصلحت معلوم ہوئی تو مسلمانوں میں آکر مل گئے پھر کسی وجہ سے کافر ہو گئے اور کفر میں ترقی کرتے گئے ایسے لوگوں کو خدا ہرگز معاف نہیں فرمائے گا اور نہ ان کو کبھی راہ حق کی ہدایت کرے گا۔

مفسرین کے اس آیت میں مختلف اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ مذکورہ آیت یہود کے بارہ میں نازل ہوئی کہ اول بار توارت اور حضرت موسیٰ پر ایمان لائے پھر کچھ مدت کے بعد ملک کنعان میں غیر قوموں کی صحبت کی وجہ سے بت پرستی اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے پھر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام پر ایمان لائے اور بت پرستی چھوڑ کر دین پر قائم ہوئے پھر حضرت عزیر کے بعد حضرت عیسیٰ

علیہ السلام تک کفر میں پڑے رہے پھر حضرت محمد رسول اللہ فداہ ابی و امی کا انکار کر کے اور بھی زیادہ کفر میں ترقی کر گئے بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس سے منافقوں کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اول ایمان لے آئے پھر دل میں نفاق پیدا کر کے اسلام سے پھر گئے پھر یہاں شوکت اسلام دیکھی ایمان لے آئے پھر جب کوئی شکست یا تکلیف دیکھی تو مرتد ہو گئے بہرحال اس آیت سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جن کے دلوں پر نور ایمان جلوہ افگن نہیں ہوا شک کی اندھیریوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں کبھی مومن بنجاتے ہیں کبھی کافر ایمان و کفر ان کے نزدیک ہلکی سی بات ہے کبھی ادھر کبھی ادھر ایسے لوگوں کی توجہ خداوند تعالیٰ ہرگز قبول نہیں کرتا یعنی ان کو توبہ کی توفیق ہی عطا نہیں کرتا ایسے لوگ ازلی بدبخت ہوتے ہیں جن کا مرنا علم الٰہی میں بغیر توبہ ہی کے لکھا ہوتا ہے یہ مرنے کے وقت بھی خلوص دل سے توبہ نہیں کر سکتے اور کفر کی حالت ہی میں مرتے ہیں۔

مقصود بیان۔ نور ایمان و یقین کی تلاش کرنے کی ہدایت ظلمت کفر اور شک کو دور کرنے کی تعلیم ایمان پر جمے رہنے کا حکم۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝

(ترجمہ) منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے اس امر کی کہ ان کے واسطے بڑی دردناک سزا ہے جن کی یہ حالت ہے کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا خدا کے قبضہ میں ہے۔

تفسیر۔ اس آیت میں بھی منافقوں کی طرف اشارہ ہے جو دنیا کے مقابلہ میں دین کی کچھ پرواہ نہیں کرتے ہیں کبھی بے ایمان ہیں تو کبھی مسلمان کفار و مشرکین کا جاہ و مال دیکھکر ان سے جا ملتے ہیں اور ان کو اس لئے یار بناتے ہیں کہ ہم کو عزت و شوکت حاصل ہوگی۔ مدینہ کے منافق ایسا ہی کیا کرتے تھے یہود کے پاس بیٹھکر مسلمانوں کو چھوڑ کر اسلام سے نفرت اور اس پر تمسخر کرتے تھے اور اس سے مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ ان باتوں سے ہم کو اپنا سچا دوست سمجھکر ہماری عزت کرینگے مگر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام عزت تو خدا کے ہاتھ میں ہے جسکو وہ ذلیل کرنا چاہتا ہے اس کو کون عزت دیسکتا ہے چنانچہ یہود کی نظروں میں بھی منافق ہمیشہ ذلیل ہی رہتے تھے اور ان کو وہاں بھی عزت حاصل نہوتی تھی اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جن کے ہاں یہ عزت تلاش کر رہے ہیں ان کو بھی ذلت ہو جائیگی اور عزت صرف اللہ اور اس کے فرمانبرداروں کے لئے برقرار رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں مخالفوں کی شوکت و عزت خاک میں مل گئی۔

مقصود بیان۔ عزت اسلام ہی حقیقی اور سچی عزت ہے دنیوی عزت کوئی بڑی چیز نہیں خدا کی فرمانبرداری سے عزت اور نافرمانی سے ذلت حاصل ہوتی ہے نافرمانی کی عزت اخیر میں ذلت سے بدل جاتی ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ڮ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝

(ترجمہ) اور اللہ تعالےٰ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہی کے ساتھ استہزا اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات نہ شروع کر دیں کہ اس حالت میں تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے یقیناً اللہ تعالےٰ منافقوں اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کر دیں گے۔

تفسیر۔ مکہ میں ہجرت سے پہلے کفار و مشرکین اپنے جلسوں میں قرآن کے متعلق کفریہ کلمات بکتے اور اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے مسلمانوں کو وہاں جانے کے متعلق یہ حکم ہوا تھا واذا رایت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ پھر جب آنحضرت اور مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں گئے تو یہاں کے یہود و احبار نے بھی وہی جاہلانہ طریقہ اختیار کیا قرآن کی ہنسی اڑاتے اور اس پر قہقہے لگاتے تھے اور منافق یہود کی خوشامد کے لئے اس بات میں ان کے شریک حال ہوتے تھے اس پر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم پہلے ہی تمہیں اس بارہ میں حکم دے چکے ہیں کہ جہاں کہیں خدا کی آیات پر ہنسی ہوتی ہوئی دیکھو تو وہاں سے اٹھ جاؤ ورنہ تم بھی ان کے ساتھ کفر میں شریک ہو جاؤ گے ہاں اگر بے بسی سے نہ اٹھ سکو تو معذور ہو مگر دل میں ناراض ہونا شرط ہے

مقصود بیان۔ شریعت اسلام کی ہنسی اڑانی حرام ہے شریعت پر زبان پر اسلام پر رسول پر خدا پر آوازے کسنے والے پھبتیاں اڑانے والے کافر ہیں ان کے جلسہ میں بیٹھنے کی بھی ممانعت ہے ورنہ شرعاً ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی کافر خیال کیا جائے گا اسلام کے متعلق مذاقیہ بدتہذیبی کے الفاظ کہنا بھی کفر ہے۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے

مرقاۃ العربیہ

اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب سے قائم کی ہے کہ

سمجھدار آدمی اُستاد کی بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے

تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ہیگی جس کے متعلق پہلے نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرض آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے۔

قیمت ہر سہ حصص عمہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

صحیح بخاری شریف اردو

(نوشتہ مولانا سید حامد بخاری)

۸۵۴۔ نافع (حضرت) عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (بقصد ادائے) عمرہ (سفر مکہ اختیار) کرتے اور جب آپ نے حج (الوداع) کیا (جب کبھی آپ مکہ تشریف لیجاتے تھے تو مقام) ذی الحلیفہ میں ایک کیکر کے درخت کے نیچے اس مسجد کی جگہ جو (اب) ذی الحلیفہ میں بن گئی ہے منزل فرماتے تھے نیز آپ کا دستور تھا کہ جب کسی غزوہ۔ حج یا عمرہ سے اس راہ سے واپس ہوتے تو نشیب وادی (عقیق) میں اتر جاتے اور جب نشیب وادی سے گذر کر اوپر آتے تو ناقہ دبا کر اس پتھریلی زمین میں بٹھاتے جو وادی (عقیق) کے مشرقی کنارہ پر واقع ہے اور شب آخر وہیں بسر کرتے حتی کہ صبح وہیں، آپ کو وہیں ہوجاتی (آپ کی) یہ (منزل یا آرامگاہ) نہ تو اس مسجد کے پاس ہے جو پتھروں پر ہے اور نہ اس ٹیلہ پر ہے جہاں مسجد بنی ہوئی ہے (پہلے) وہاں ایک خلیج تھی جس کے نشیب میں ریت کے ٹیلے تھے اس کے پاس ہی (حضرت) عبد اللہ (بن عمر) بھی نماز پڑھتے تھے (اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں نماز پڑھتے تھے پھر سیل (آب باران) نے اس میں سنگریزے بھر دیئے حتی کہ وہ مقام جہاں (حضرت) عبد اللہ بن عمر نماز پڑھتے تھے سنگریزوں نے اسے دبا دیا نیز (حضرت) عبد اللہ بن عمر نے (اپنے فرزند) نافع سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں بھی منزل کی اور نماز پڑھی ہے جہاں وہ چھوٹی سی مسجد ہے جو (مدینہ طیبہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر) اس مسجد (کبیر) کے پاس (واقع) ہے جو (موضع) شرف روحا میں ہے (حضرت) عبد اللہ (بن عمر) اس مقام کا پتہ بتاتے ہوئے جہاں نبی رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی فرماتے تھے کہ اے نافع کہ جب تم اس مسجد (صغیر) میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہو تو یہ مقام تمہارے دائیں جانب پڑے گا اور یہ مسجد (کبیر) جب تم مکہ کی طرف جا رہے ہو تو (تمہیں) راستہ کے داہنی طرف ملیگی اس (چھوٹی) مسجد اور اس بڑی مسجد کے مابین (تقریبا) ایک پتھر کی مار یا اس کے قریب (کی مسافت) ہوگی۔ (حضرت) عبد اللہ بن عمر اس (وادی) عرق الظبیہ کے قریب نماز پڑھتے تھے جو روحا کے آخر میں (پڑتی) ہے اس (وادی) عرق الظبیہ کا کنارہ راستہ کے کنارہ اس مسجد کے قریب ختم ہوتا ہے جو اس کنارہ کے اور آخر روحا کے مابین (واقع) ہے (یہ اس وقت) جبکہ تم مکہ جا رہے ہو اور وہاں (بھی) ایک مسجد بن گئی ہے راوی حدیث کا بیان ہے (عبد اللہ بن عمر اس مسجد میں نماز نہ پڑھتے تھے اسے اپنے بائیں طرف اپنے پیچھے چھوڑ جاتے تھے اور آگے جا کر اسی (وادی) عرق (الظبیہ) میں نماز ادا فرماتے تھے (حضرت) عبد اللہ کا دستور تھا کہ روحا سے چلتے تو نماز ظہر (کہیں) ادا نہ فرماتے تاوقتیکہ اس (مذکورہ بالا) مقام نہ پہنچ جاتے (جب وہاں پہنچ جاتے) تو وہاں نماز ظہر پڑھتے اور جب آپ مکہ سے (واپس) آتے اور صبح (صادق) سے گھڑی بھر پہلے یا سحر کے آخر وقت میں اس مقام پر آپ کا گذر ہوتا تو (باقی ماندہ) شب وہیں گذارتے حتی کہ نماز صبح وہیں ادا کرتے۔ نیز (حضرت) عبد اللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے موٹے (یعنی گھنے) درخت کے نیچے رویثہ (جو مدینہ سے ۱۷ فرسخ یعنی ۵۱ میل اور روحا سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے اس) کے قریب راستہ کی داہنی جانب اور راستہ کے بالمقابل ایک نرم (اور) فراخ جگہ اترتے تاآنکہ اس ٹیلہ کے قریب آپ برآمد ہوتے جو منزل گاہ قاصد رویثہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے (اب) اس درخت کا بالائی حصہ ٹوٹ گیا ہے اور مڑ کر اپنے درمیانی حصہ سے آلگا اور تنے پر کھڑا ہوا ہے اس کے تنے کے اطراف میں ریت کے بہت سے ٹیلے لگے ہوئے ہیں۔ نیز (حضرت) عبد اللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹیلہ کے کنارہ پر بھی نماز پڑھی ہے جو (موضع) عرج کے پیچھے (واقع ہوتا) ہے اس وقت جبکہ تم (کوہ) ہضبہ جا رہے ہو۔ اس مسجد کے درمیان دو یا تین قبریں ہیں ان قبور پر بڑے بڑے پتھر ہیں اور ان پتھروں کے بیچ میں راستہ کے درمیان راستہ کے پتھروں کے قریب (بھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے (حضرت) عبد اللہ (بن عمر) دوپہر کے وقت (سخت گرمی میں) سورج ڈھلنے کے بعد (موضع) عرج سے (جو مدینہ سے ۷۸ میل دور ہے) چلتے تھے اور اس سجدہ گاہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) میں نماز ظہر ادا فرماتے تھے نیز (حضرت) عبد اللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بڑے درختوں کے پاس بھی منزل فرماتے تھے جو راستہ کے بائیں طرف (کوہ) ہرشی سے نیچے نالہ میں (کھڑے) ہیں یہ نالہ (کوہ) ہرشی کے کنارہ سے ملا ہوا ہے اس کے اور راستہ کے مابین تقریبا ایک تیر کی مسافت ہے (حضرت) عبد اللہ بن عمر اس بڑے درخت کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے جو راستہ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور سب (درختوں) سے زیادہ لمبا ہے۔ نیز (حضرت) عبد اللہ بن عمر نے (اپنے فرزند) نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نالہ میں بھی منزل کرتے تھے جو (مکہ سے سولہ میل پرے وادی) مر الظہران (جس کا نام بطن مرو بھی ہے اس) کے نیچے نیچے مدینہ کی طرف چلا گیا ہے جب تم (مکہ جاتے ہوئے) صفراوات سے اترو گے تو دیکھو گے کہ آپ اس نالہ کے نشیب میں (اور) راستہ کے مابین صرف ایک پتھر کی مار کی مسافت (رہتی) تھی۔ نیز (حضرت) عبد اللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مقام) ذی طوی میں (جو باب مکہ کے پاس ہی ایک موضع ہے وہاں) بھی منزل فرماتے تھے اور رات وہیں گذارتے تھے یہانتک کہ آپ کو صبح کا وقت آجاتا تھا (تو) نماز صبح بھی وہیں ادا کرتے اس وقت جبکہ آپ مکہ (کے اندر) تشریف لانے کا ارادہ کر رہے ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام نماز (مقام ذی طوی میں) ایک سخت ٹیلہ پر (واقع) تھا اس مسجد میں نہیں جو وہاں اب بنائی گئی ہے بلکہ اس سے نیچے ایک سخت ٹیلہ پر نیز (حضرت) عبد اللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کی دونوں جدیلوں کی طرف منہ (کرکے بھی فریضہ نماز ادا کیا) جو آپ کے اور ایک طویل پہاڑ کے مابین کعبہ

کی جانب (چلا گیا) ہے پس حضرت عبد اللہ بن عمر کا جب کبھی وہاں گذر ہوا تو آپ نے اس مسجد کو جو وہاں بنائی گئی ہے اس مسجد کے بائیں طرف کیا جو ایک ٹیلہ پر واقع ہے اور (نماز ادا کی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام نماز اس سے نیچے ایک کالے ٹیلہ پر ہے (نافع!) تمھیں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مصلی دیکھنا ہے تو) تم اس ٹیلہ سے دس ہاتھ یا اس کے قریب (زمین) چھوڑ دو (اور اس پہاڑ کی) دونوں چوٹیوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو جو تمہارے اور کعبہ کے مابین دہ پڑتا ہے۔

باب۔ امام کا سترہ (یعنی وہ لکڑی وغیرہ جو نماز کا آگا روکنے کے لئے نماز پڑھتے وقت آگے کھڑی کرلی جاتی ہے) ان (مقتدیوں) کا بھی سترہ ہے جو اس کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) ہوں

۴۵۹۔ حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور اس زمانہ میں میں زمانہ بلوغ کے قریب تھا اور (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی میں نماز پڑھا رہے تھے دیوار کے علاوہ (کسی لکڑی وغیرہ) کی طرف (آپ کا رخ تھا یعنی آپ کے آگے کوئی لکڑی وغیرہ بطور سترہ نصب تھی) میں ایک آدھ صف کے آگے سے نکل گیا اور (سواری سے نیچے) اتر پڑا اور گدھی کو چرتا ہوا چھوڑ دیا اور ایک صف میں شامل ہو گیا (نماز کے بعد) مجھے کسی نے بھی اس بات کی ممانعت نہیں کی (کہ میں صف کے آگے سے کیوں گیا)[1]

۴۶۰۔ (حضرت عبد اللہ) ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن (نماز کے ارادہ سے بیرون مدینہ) نکلتے تو برچھے (کے ساتھ لے چلنے) کا حکم دیتے وہ برچھا آپ کے آگے نصب کر دیا جاتا تھا اور آپ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھاتے تھے اور لوگ آپ کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) ہوتے تھے اور سفر میں آپ کا یہی دستور تھا۔ امراء نے یہ برچھا آگے رکھنے کا قاعدہ

[1] گوکہ حدیث مذکورہ بالا میں صراحتہً سترہ کے لئے کوئی لفظ بیان نہیں ہوا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عام دستور تھا کہ آپ بوقت نماز اپنے سامنے عصا نیزہ یا برچھا نصب کرالیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حدیث آئندہ میں الفاظ ہیں اور سفر میں آپ کا یہی دستور تھا کہ آپ نماز پڑھاتے وقت اپنے آگے کوئی نہ کوئی چیز بطور سترہ کے ضرور نصب کر لیا کرتے تھے۔

سترہ کی غرض یہ ہے کہ نمازی کے بالکل پاس سے کوئی نہ گذر سکے تاکہ اس کی توجہ خدا کی طرف سے ہٹ کر کسی اور طرف نہ مبذول ہو جائے اور نمازی کے دل میں خلجان واقع ہو۔

یہ تمام تفصیلات ان منازل کی ہیں جو مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمائیں اور وقت نماز وہاں نماز ادا کی اور آپ کی سنت کے عشق میں حضرت عبد اللہ بن عمر نے بھی انھیں اپنے لئے مخصوص کیا مکہ اور مدینہ کے مابین ۲۷۰ میل کا بعد ہے اور یہ کل آٹھ دس منزلیں جو مذکور ہوئیں اس تمام مسافت میں معرض وقوع میں آتی ہیں ان میں سے ہر ایک کا پتہ روایت مذکورہ نے بایں الفاظ دیا اور حضرت عبد اللہ بن عمر سے نافع نے یہ بھی بیان کیا اب ان تمام منازل میں سوائے مسجد ذوالحلیفہ کے اور کوئی شناخت میں نہیں آتی۔

آنحضرت کے) اسی (دستور) سے لیا ہے۔

۴۶۱۔ عون بن ابی جحیفہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو (زمین) بطحا میں نماز پڑھائی دو رکعتیں ظہر کی اور دو رکعتیں عصر کی (اور) حالت نماز میں آپ کے آگے ایک نیزہ (نصب) تھا اور عورتیں اور گدھے آپ کے سامنے سے نکل رہے تھے۔

باب نمازی اور سترہ میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیئے۔

سہل بن سعد کا بیان ہے کہ (نماز میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیوار کے مابین اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ ایک بکری گزر جائے۔

۴۶۳۔ سلمہ (بن اکوع) فرماتے ہیں کہ مسجد کی (وہ) دیوار (جو قبلہ کی طرف تھی) منبر کے پاس تھی (منبر کے بدلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اس کے اور دیوار قبلہ کے مابین اتنا کم فاصلہ تھا کہ) کر اس کے آگے سے بکری دباسانی نہیں گذر سکتی تھی۔

باب۔ برچھے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی کیسی ہے۔

۴۶۴۔ عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (جب آپ نماز پڑھاتے تھے تو) برچھا نصب کیا جاتا تھا اور آپ اسی کی طرف (رخ کر کے) نماز پڑھاتے تھے۔

باب۔ نیزہ کی طرف (رخ کر کے) نماز جائز ہے یا نہیں!

۴۶۵۔ ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے (ظہر کا وقت جب ہو گیا) تو آپ کے وضو کے لئے پانی حاضر کیا گیا آپ نے وضو کیا اور ہمیں ظہر (کے وقت ظہر) کی نماز پڑھائی (اور عصر کے وقت عصر) کی نماز پڑھائی وقت نماز آپ کے آگے ایک نیزہ نصب تھا اور عورت اور گدھے (یعنی انسان و حیوان) دونوں اس کے آگے سے نکل رہے تھے۔

(۴۶۶) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کی غرض سے تشریف لیجاتے تھے تو میں اور ایک غلام آپ کی معیت میں آپ (کے پیچھے) پیچھے جاتے تھے ہمارے ساتھ ایک لاٹھی یا ایک نیزہ ہوتا تھا نیز ہمارے پاس ایک پانی کا برتن بھی ہوتا تھا جب آپ (حاجت سے) فراغت پاتے تو ہم اس پانی کے برتن کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔

باب۔ سترہ مکہ وغیرہ میں (ہر مقام پر نصب کرنا درست ہے)

۴۶۷۔ ابو جحیفہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت دوپہر ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے اور (زمین) بطحا میں آپ نے ظہر و عصر کی دو دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ وقت نماز ایک نیزہ آپ کے سامنے نصب کر دیا گیا) تھا اور آپ نے (جب اس نماز کے لئے) وضو کیا تھا تو لوگوں نے آپ کا آب وضو زمین پر نہیں گرنے دیا تھا بطور تبرک اپنے چہروں پر مل لیا تھا۔

باب الف ستون کی طرف (رخ کر کے) نماز (پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

۴۶۸۔ ایک مرتبہ حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ نماز پڑھنے والے باتیں کرنے والوں سے زیادہ ستونوں کے مستحق ہیں (اس لئے کہ یہ کمر لگاتے ہیں اور وہ اسے بطور سترہ استعمال میں لاتے ہیں تاکہ توجہ منتشر نہ ہو) ابن عمر نے ایک دفعہ کسی کو دو ستونوں کے مابین نماز پڑھتے دیکھا تو اسے ایک (ستون) کے

قریب (اور بالمقابل) کر دیا اور (اس کو) ہدایت کی کہ اس (کی) طرف (منہ کرکے) نماز پڑھو۔

۴۶۸ ۔ یزید بن ابی عبید کا بیان ہے کہ میں سلمہ بن اکوعؓ کے ساتھ (مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے) آیا کرتا تھا جو ستون مصحف (عثمانی کے صندوق) کے قریب تھا وہ اس کے قریب (اور بالمقابل) نماز پڑھا کرتے تھے ایک دفعہ میں نے ان سے پوچھا اے ابو مسلم (یعنی سلمہ) میں دیکھتا ہوں کہ تم اکثر اسی ستون کے مقابلہ میں (کھڑے ہوکر) نماز پڑھا کرتے ہو انہوں نے جواب دیا (اس لئے کہ) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قصد کرکے اسی کے قریب نماز پڑھتے دیکھا ہے

۴۶۹ ۔ (حضرت) انس بن مالک فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار سے ملاقات کی ہے وہ اکثر بوقت مغرب ستونوں کے حاصل کرنے میں عجلت کو کام میں لاتے تھے۔

باب۔ ستونوں کے درمیان بغیر جماعت کے نماز (جائز ہے یا نہیں؟

۴۷۰ ۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں (ایک بار) نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے آپ کے ہمراہ اسامہ بن زید عثمان بن طلحہ اور بلال (بھی تھے) آپ وہاں کچھ دیر قیام کرکے باہر تشریف لائے سب سے پہلے میں نے بلال سے پوچھا کہ آنحضرت نے کہاں نماز پڑھی فرمایا اگلے دونوں ستونوں کے درمیان۔

۴۷۱ ۔ (حضرت) ابن عمر فرماتے ہیں کہ (ایک بار) نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اسامہ بن زید) عثمان بن طلحہ اور بلال خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے عثمان بن طلحہ حجبی نے اسے بند کر دیا آپ کچھ دیر وہاں ٹھیرے پھر باہر آئے تو سب سے پہلے میں نے بلال سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر کیا کیا انہوں نے فرمایا آنحضرت نے ایک ستون کو اپنی بائیں طرف کیا ایک کو دائیں طرف تین ستونوں کو اپنے پیچھے (اور اس زمانہ میں کعبہ چھ ستونوں پر قائم تھا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔

۴۷۲ باب (حضرت) نافع سے مروی ہے کہ (میرے والد) عبد اللہ (بن عمرؓ) کا دستور تھا کہ آپ (جب کعبہ کے اندر) داخل ہوتے تو آپ بوقت داخلہ (سیدھے) اپنے منہ کے سامنے چلتے اور دروازہ کو اپنے (پیٹھ) پیچھے کر لیتے تا آنکہ آپ کے اور اس دیوار کے مابین جو آپ کے سامنے ہوتی تھی تقریباً تین ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا تو نماز پڑھتے (ان کی عادت تھی کہ) نماز اسی جگہ پڑھنے کی جستجو کرتے تھے کہ جس (جگہ) کے متعلق (حضرت) بلال نے انھیں مطلع کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز پڑھی تھی۔

حضرت ابن عمر کا بیان ہے ہم (طلباء) میں سے کسی کے لئے (سمت کی) قید نہ تھی کعبہ کی جس سمت ہم چاہتے اٹھکے نماز پڑھتے تھے

۴۷۳ ۔ **باب** (کیا) اونٹنی۔ اونٹ اور (اونٹ کے) کجاوہ کی طرف (رخ کرکے) نماز (جائز ہے؟)

حضرت ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ اپنی سواری کو اپنے سامنے عرض میں بٹھاتے تھے اور پھر اس کی طرف (منہ کرکے) نماز ادا فرماتے تھے (نافع فرماتے ہیں) میں نے دریافت کیا کہ یہ صورت تو اس وقت تھی کہ جب اونٹ چلے بیٹھ جائیں لیکن جب اونٹ بدکنے لگیں (اور مستی میں آرہے ہوں) فرمایا (اس وقت) آپ کجاوہ پکڑ کر اپنے سامنے کر لیتے تھے اور اس کے اگلے یا پچھلے حصہ کی طرف منہ کرکے نماز ادا فرماتے تھے اور حضرت عبد اللہ ابن عمر بھی (بقول راوی ان مواقع پر) یونہی نماز ادا کرتے تھے۔

۴۷۴ ۔ **باب** چار پائی کی طرف (منہ کرکے) نماز (پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(حضرت) اسود (بن یزید نخعی) سے روایت ہے کہ (حضرت) عائشہ نے (بعض) لوگوں کے اس خیال کی کہ عورت کتے۔ اور گدھے کے سامنے سے گذر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تردید کی اور) فرمایا (لوگو!) کیا تم نے ہمیں کتے اور گدھے کے مساوی کر دیا۔ بخدا میں نے آپ کو چار پائی پر لیٹا ہوا دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (ایسے موقع پر) تشریف لاتے (اور آپ کو نماز پڑھنی ہوتی) تو چار پائی کو وسط لیں کرکے آپ نماز ادا فرما لیتے تھے یہ بات بری معلوم ہوتی کہ میں (نماز میں) آپ کے سامنے رہوں (اور آپ کی توجہ الی اللہ میں فرق ڈالنے کا باعث بنوں) اس لئے میں پائنتی کی طرف سرک جاتی حتی کہ اپنے لحاف سے باہر ہو جاتی۔

۴۷۵ ۔ **باب** نمازی کو چاہئیے کہ اس کے آگے سے (نماز پڑھنے میں انسان انسان یا حیوان) جو بھی گذرے اسے (نہ گذرنے دے) واپس کر دے۔ ابن عمر نے تشہد (پڑھتے) میں جبکہ آپ کعبہ میں تھے ایک شخص (نہ گذرنے دیا اور) لوٹا دیا تھا (حضرت) ابن عمر کا قول ہے کہ اگر گذرنے والا انکار کرنے والا اور بغیر مزاحمت کے نہ باز آئے تو اس سے مزاحمت کرے۔

۴۷۶ ۔ (حضرت) ابو صالح سمان کا بیان ہے کہ میں نے جمعہ کے دن ابو سعید خدری کو کسی ایسی چیز کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے دیکھا جس نے انھیں لوگوں (کی نظروں) سے اوجھل کر رکھا تھا تو بنی ابی معیط کے ایک جوان نے ان کے آگے سے گذرنے کا ارادہ کیا تو ابو سعید نے اس کے سینہ پر (ہاتھ مارا اور) اسے واپس کر دیا لیکن اس جوان نے ان کے سامنے سے گذرنے کے علاوہ کوئی راہ (جانیکی) نہ دیکھی تو پھر اس نے (ان کے آگے سے) نکلنا چاہا تو ابو سعید نے پہلے سے زیادہ سختی سے (اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اور) اسے روک دیا اس پر اس (جوان) نے ابو سعید کو سخت سست کلمات کہے اور مروان بن حکم سے اس جھگڑے کی شکایت جو ابو سعید سے ہوا تھا اس کے پیچھے (پیچھے) ابو سعید بھی مروان کے پاس جا پہنچے۔ مروان نے دریافت کیا کہ تمہارا اور تمہارے اس بھتیجے کا کیا جھگڑا ہو گیا۔ ابو سعید نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی چیز کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے جو اسے لوگوں (کی نظروں) سے اوجھل کر دے اور کوئی شخص اس کے آگے سے گذرنے کا ارادہ کرے تو نمازی کو چاہئیے کہ (اسے نہ گذرنے دے) لوٹا دے اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے مزاحمت کرے اس لئے کہ وہ شیطان (ہے جو نمازی کی توجہ اس کے خدا کی طرف سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے)

آپ کو جب کبھی کسی قرآن شریف یا کتاب کی ضرورت ہو تو منیجر حمیدیہ پریس سے طلب کیجئے۔ دوسری جگہ سے ارزاں بھی ملیں گی اور آپ کو ثواب بھی ہوگا اسلئے کہ کتابوں کا نفع مولوی کی اشاعت پر صرف کیا جاتا ہے جو تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ پتہ صرف یہ کافی ہے۔ (منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

عن انجاس الذنوب والزلات ولا یقبل سدته الا الطیب من درن الدعاوی والهوس کما لا یصلح لمجالسة الملوك الا الطاهر من الانجاس وانواع النتن والاوساخ فالبلایا مکفرات مطهرات قال النبی صلی الله علیه وسلم حمی یوم کفارة سنة۔

جیسے کہ رات کا گذرنا دن کو روشن کرتا ہے اور جیسے کہ جاڑے کا سفر کرنا اجاڑ اور گرمی کا موسم پیدا کرتا ہے یہ تیرے پاس ایک نمونہ ہے پس اس سے عبرت حاصل کر پھر نفس انسان میں ذنوب (گناہ) آثام وجرائم ہیں اور نہ انواع معاصی و خطیات سے آلودہ ہو اور اس رخدا وند کریم کی مجلس میں بار حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر وہ کہ جو گناہوں اور لغزشوں کی نجاست سے پاک وطاہر ہو اور جو اب تک بھی دعا وی کے میل سے پاک و طاہر نہیں ہوا وہ اس کے آستانہ قدس کو ہرگز نہیں دے سکتا جس طرح کہ بادشاہوں کی مجالست و ہم نشینی کی صلاحیت اکوئی نہیں رکھتا مگر وہ شخص جو مختلف قسم کی نجاستوں اور بدبوؤں اور میلوں سے پاک وطاہر ہو پس بلائیں (گناہوں کا) کفارہ ہیں اور میلوں سے پاک کرنے والی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دن کا بخار سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

المقالة التاسعة عشر

فی ضعف الایمان وقوته

قال اذا کنت ضعیف الایمان والیقین ووعدت بوعد فی بوعدك ولا یخلف لئلا یزول ایمانك ویذهب یقینك واذا قوی ذلك فی قلبك وتمکنت و خوطبت بقوله انك الیوم لدینا مکین امین وتکرر هذا الخطاب لك حالا بعد حال فکنت من الخواص بل من خاص الخاص ولم یبق لك ارادة ولا مطلب ولا عمل تعجب به ولا قربة تراها ولا منزلة تلمحها فتسمو همتك الیك فصرت کاناء منثلم الذی لا یثبت فیه مائع فلا یثبت فیك ارادة ولا خلق ولا همة الی شیء من الاشیاء دنیا واخری وطهرت مما سوی الله تعالی عز وجل واعطیت الرضا منك عن الله ووعدت برضوان الله تعالی عنك ولذذت ونعمت بافعال الله اجمع ثم توعد بوعد فاذا اطمانت الیه ووجدت فیك امارة الارادة ما نقلت عن ذلك الوعد الی ما هو اعلی منه وصرفت الی اشرف منه وعوضت عن الاول بالغناء عنه وفتحت لك ابواب المعارف والعلوم واطلعت علی غوامض الامور وحقائق الحکمة والمصالح المدفونة فی الانتقال من الاول الی ما یلیه ویزاد فی مکانتك فی حفظ الحال ثم المقال وفی امانتك فی حفظ الاسرار وشرح الصدر وتنویر القلب وفصاحة اللسان والحکمة البالغة وفی القاء المحبة علیك فجعلت محبوب الخلیقة اجمع والثقلین وما سواهما دنیا واخری اذ صرت محبوب الحق والخلق تابع للحق ومحبتهم مندرجة فی محبته کما ان بغضهم مندرجة فی بغضه وکذلك اذ بلغت هذا المقام الذی لیس لك فیه ارادة شیء البتة جعلت لك ارادة شیء من الاشیاء فاذا تحققت ارادتك لذلك الشیء ازیل الشیء واعدم وصرفت عنه

مقالہ انیسواں

(ایمان کی قوت وضعف کا بیان)

فرمایا جبکہ تو ضعیف الایمان اور ضعیف الیقین ہو اور کسی وعدہ کے ساتھ تجھ سے وعدہ کیا جائے، تو تیرا وعدہ پورا کیا جائے گا خلاف نہ کیا جائے گا تاکہ تیرا ایمان نہ گھٹے اور تیرا یقین نہ ہٹے اور جب تیرے قلب میں ایمان و یقین قوی ہو گیا، اور تو مضبوط تب خدا کے اس قول کا تو مخاطب ہو گا آج کے دن سے، تو ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور پھر تو بندگان خاص بلکہ بندگان خاص الخاص سے ہو جائیگا۔ اور (اب) تجھ میں مطلب وارادہ باقی نہ رہے گا نہ کوئی عمل کہ تو اس (عمل) کو پسند کرے اور نہ کوئی عبادت اور نہ کوئی مرتبہ کہ اسے دیکھکر تو خوش ہو سکے اور تیری ہمت اس کی طرف بلند ہو گی پھر (اس وقت) تو ایک ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہو گا جس میں کوئی بہنے والی چیز نہ ٹھیرے پھر تجھ میں کوئی ارادہ کوئی خصلت اور دنیا وآخرت کی کسی شے کی طرف (کوئی) قصد (اور رغبت) ثابت نہیں رہے گی اور (اب) تو اسکے سوا ہر چیز سے پاک ہوا اب تجھے اسکی طرف سے رتبہ رضا عطا ہوگا اور وعدہ کیا جائے گا تجھ سے خدا کے راضی ہونے کا اور (تو) خدائے پاک کے تمام افعال سے لذت و نعمت یافتہ ہوگا پھر اس وقت تجھے وعدہ دیا جائے گا اور جب تو اس وعدہ پر مطمئن ہو گا اور تجھ میں کسی ارادہ کی علامت پائی جائے گی تو تو اس وعدہ سے ایسے وعدہ کی طرف پھرایا جائے گا جو اس موجودہ وعدہ سے بھی اعلیٰ ہو اور اس موجودہ وعدہ سے مستغنی ہونے کے سبب اس سے اشرف وعدہ کا بدلہ تجھے دیا جائے گا اور تجھپر ابواب معارف وعلوم کا فتح (بھی) کیا جائے گا اور غوامض امور اور حقائق حکمت اور وعدہ اول سے وعدہ ثانی کی طرف منتقل ہونے میں جو مدفون مصلحتیں ہیں ان (سب) پر تجھے آگاہی دی جائیگی اور تیرے حال کے اس مرتبہ کی حفاظت میں زیادتی کی جائیگی اور پھر اس حال کے ساتھ ساتھ تیرے مقال کی حفاظت بھی دیدی جائے گی اور اس مقام میں تیرے لئے حفظ اسرار کی امانت اور زیادتی شرح صدر اور تنویر قلب اور فصاحت کلام اور حکمت بالغہ اور القائے محبت میں زیادتی کی جائے گی پھر تجھے تمام مخلوق جن اور انس اور اس کے سوا سب (کا دنیا وآخرت میں محبوب بنایا جائیگا اس لئے کہ تو خدا کا محبوب ہوا اور مخلوقات خدا کے تابع ہیں اور مخلوق کی محبت خدا کی محبت میں داخل ہے جیسے کہ ان کا بغض خدا کے بغض میں داخل ہے اسی طرح جب تو اس مقام پر پہنچا یا جائے گا جس مقام میں تیرے لئے

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

حضرت حمزہ کا اسلام

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلعم کے چچا تھے حضور سے خاص محبت تھی نہ آپ سے صرف دو تین برس بڑے تھے اور چونکہ حضرت حمزہ رضہ نے ثوبیہ لونڈی کا دودھ پیا تھا اس لئے آپ کے دودھ شریکی بھائی بھی تھے ان کا معمول تھا کہ صبح سے شکار کے لئے باہر نکل جاتے اور شام کو واپس آتے تمام روسائے قریش سے آپ کا یارانہ اور صحبت تھی۔

سرور اکرم صلعم پر کفار مکہ کی طرف سے جو ہولناک مظالم توڑے جاتے تھے وہ انتہائی سخت تھے کفار کی بے رحمی اور جفا کی دیکھکر اپنے تو اپنے بیگانوں کے دل بھی پانی پانی ہو جاتا تھا در اصل یہ جا ظلم اور نا روا سلوک ہی ایسی بری چیز ہے جس سے ہر شخص کے دل میں ظالم سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے ایک دن صحن کعبہ میں ظالم ابوجہل نے آپ کی شان میں حد سے زیادہ گستاخیاں کیں یہاں تک کہ آپ ابدیدہ ہو گئے یہ حالت ایک کنیز دیکھ رہی تھی جب حضرت حمزہ رضہ شام کو شکار سے واپس آئے تو اس نے تمام ماجرا آپ سے کہا اور قرابت نبی کی غیرت دلائی حضرت حمزہ رضہ یہ سنکر غصہ سے بیتاب ہو گئے اور تیر و کمان لئے حرم میں آئے اور ابوجہل سے کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اگرچہ انہوں نے جوش حمایت اور فوری جذبہ سے متاثر ہو کر اپنے اسلام کا اعلان تو کر دیا تھا مگر آپ تمام رات کفر یا اسلام اختیار کرنے کی نسبت سوچتے رہے بالآخر بعد غور و فکر اور سوچ کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ دین حق اسلام ہی ہے اور خواہ کچھ بھی ہو مجھے اسلام ہی قبول کرنا چاہیئے غرض اس طرح آپ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کا اسلام

حضرت عمر فاروق رضہ عرب کے مشہور پہلوان اور نامور بہادروں میں سے تھے جب آفتاب رسالت طلوع ہوا تو اس وقت آپ کی ستائیس سال کی عمر تھی آپ بحالت کفر بھی اس درجہ سخت اور ظالم تھے کہ آپ کے نام سے ہر شخص لرزتا تھا۔ لبینہ ان کے خاندان کی ایک کنیز تھی جو اسلام کے آغوش میں آچکی تھی اس کو بے تحاشہ اس قدر مارتے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ ذرا دم لے لوں تو پھر ماروں گا علاوہ اس کے جس جس پر بس چلتا تو خوب زد و کوب کرتے اور غریب مسلمانوں کو اپنی پہلوانی کا تختہ مشق بنا لیتے غرض یہ مسلمانوں کو ایذا دینے اور حضور کے جانی دشمنوں میں پیش پیش تھے۔

خدا کی شان ہے کہ حضرت عمر جس قدر توحید کی آواز سے نامانوس دین الٰہی سے برگشتہ حبیب خدا کے جانی دشمن اور سختی کے ساتھ تحریک اسلام کی راہ میں سدِّ راہ مخالفت کرتے تھے اسی قدر سرعت اور پختگی کے ساتھ ان کے گھرانے میں اسلام پھیلتا جاتا تھا چنانچہ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے زید رضہ کے بیٹے سعید اسلام لائے جو حضرت عمر رضہ کی بہن فاطمہ کے شوہر تھے حضرت سعید کے اسلام کا یہ اثر ہوا کہ فاطمہ رضہ بھی مسلمان ہو گئیں نیز اسی خاندان کے ایک معزز شخص نعیم بن عبد اللہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔

قریش مکہ جب تحریک اسلام اور آواز حق سے بہت ہی برافروختہ ہو گئے تو اس کے دفعیہ کے لئے سب نے مل کر پنچائت کی اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی تجویزیں ہونے لگیں اس تجویز میں حضرت عمر رضہ بھی موجود تھے بھانت بھانت کی بولیاں سنکر آپ بھی اسلام کی دشمنی اور بغض و عناد کے نشہ سے سرشار ہو کر بول اٹھے کہ لاؤ میں اس فتنہ کا ہی گلا گھونٹے دیتا ہوں یعنی محمد (صلعم) کو قتل کئے دیتا ہوں تاکہ یہ روز روز کا جھگڑا ہمیشہ ختم ہو اور ہم سب اس بلائے بے درمان سے مامون و مصئون ہو جائیں۔ ابوجہل نے یہ مطلب کی بات سنکر کہا کہ اگر تم نے محمد کا کام تمام کر دیا تو میں سو اونٹ اور ہزار اوقیہ چاندی نذر کروں گا چنانچہ حضرت عمر رضہ مسلح اور شمشیر بدست ہو کر نکلے راستہ میں اتفاقاً سعد بن ابی وقاص مل گئے اور آپ کے تیور دیکھکر کہا خیر تو ہے آج اس آن بان سے کدھر چلے آج تو بڑے بپھرے ہوئے نظر آتے ہو فرمایا ہاں دوست آج میں محمد (صلعم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں تاکہ قریش کی مصیبت ختم ہو جائے۔ سعد رضہ نے کہا ماشاء اللہ ارادہ تو خوب ہے اور بہت دور کی سوجھی مگر اس کے نتیجہ سے بھی واقف ہو محمد صلعم کا قتل کوئی آسان کام نہیں بنی ہاشم کے انتقام سے نہیں ڈرتے آپ نے فرمایا کہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے مجھے کسی کا بھی ڈر نہیں مگر تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید تم بھی محمد (صلعم) کے حمایتی ہو اور ان کا جادو تم پر بھی چل گیا ہے اس لئے لاؤ پہلے تم سے ہی نبٹ لوں۔ سعد رضہ نے کہا کہ مجھے اور محمد صلعم کو تو بعد میں قتل کرنا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو خود تمہارے بہنوئی اور بہن اسلام لا چکے ہیں اور کلام الٰہی کی صدائے کفر شکن ظلمت پاش سے تمہارے گھر کے در و دیوار گونج رہے ہیں۔

جب یہ تیکھی بات سنی کہ "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" تو آگ بگولا ہو کر فوراً پلٹے بہن کے ہاں پہنچے اس وقت ان کی بہن قرأت کی تلاوت فرما رہی تھیں آہٹ پا کر چپ ہو گئیں مگر حضرت عمر رضہ آواز سن چکے تھے بہن سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز تھی بولیں کہ کچھ نہیں انہوں نے کہا کہ میں سن چکا ہوں تم دونوں مرتد ہو چکے ہو اور تم نے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے یہ کہکر پہلے اپنے بہنوئی سے دست و گریبان ہوئے اور جب بہن بچانے آئیں تو ان کی بھی خوب خبر لی یہاں تک کہ جسم لہولہان ہو گیا لیکن "یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے" اسلام کی محبت ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی اور اسلام کی محبت و محویت کا وہ بلند و بالا مقام پا چکے تھے جہاں کے تمام رنج و محن اور تکالیف و شدائد کی پر درد و کرب گھڑیاں مسرور کن اور پر کیف لمحے بنجاتی ہیں اور جس کی راہ کے کانٹے بھی پھول بنجاتے ہیں نہایت اطمینان و سکون اور بے پروائی سے بولیں کہ عمر جو جی چاہے سو کرو خواہ مارو یا چھوڑ دو مگر اسلام کی محبت اب دل سے نہیں نکل سکتی یہ ولولہ انگیز اور جوشِ صداقت میں ڈوبے ہوئے الفاظ حضرت عمر رضہ کے دل و جگر میں اتر گئے ادھر بہن کی طرف دیکھا تو چہرے سے خون جاری تھا یہ دیکھکر رقت پیدا ہوئی فرمایا کہ اچھا جو کچھ تم پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ بہن نے

قرآن کے اجزا سامنے لاکر رکھدیے اور آپ کی نظر سورۂ حدید کی ان آیتوں پر پڑی
قولہ تعالے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ	زمین و آسمان میں جو کچھ ہے خدا کی تسبیح پڑھتا ہے اور خدا ہی غالب اور حکمت والا ہے۔
اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

ایک ایک لفظ پر آپ کا دل مرعوب ہوتا جاتا تھا اور کلام الٰہی تاثیر قلب و جگر میں اثر کرتی جاتی تھی آخر بے اختیار پکار اٹھے

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ محمد خدا کے پیغمبر ہیں

اگرچہ کلام الٰہی نے آپ کو مسحور کرلیا مگر ابھی وہ ارادہ نہ بدلا جس کے لئے کمربستہ ہوکر آئے تھے۔ چنانچہ آستانۂ مبارک پر پہنچکر دستک دی۔ صحابہ کو تردد ہوا کہ خدا خیر کرے آج یہ بپھرا ہوا شیر کدھر آ نکلا۔ حضرت امیر حمزہ نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں آنے دو اگر وہ ارادہ خیر سے آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا۔ ادھر حضرت عمر رض نے اندر قدم رکھا ادھر قلب ماہیت کی مجسم تصویر یعنے رسول خدا صلعم خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کے فرمایا "کیوں عمر کس ارادہ سے آئے ہو" نبوت کی اس موثر اور پر جلال آواز نے جو آیندہ قیصر و کسریٰ کو تھرانے والی تھی کپکپا دیا اور نبوت کے رعب و داب نے ایک لمحہ میں مجسمۂ عقیدت بنا دیا مودبانہ عرض کیا کہ ایمان لانے کے لئے سرور کائنات صلعم اللہ اکبر پکار اٹھے اور ساتھ ہی صحابہ نے بھی فلک شگاف نعرہ لگایا جس سے مکہ کی وادیاں گونج اٹھیں۔

اللہ اللہ نہ معلوم کلمۂ شہادت میں کونسی ایسی کایا پلٹ چیز تھی جو چند منٹوں میں انسان کو کچھ کا کچھ بنا دیتی تھی اوائل اسلام میں جو لوگ اسلام کی دشمنی میں جتنے زیادہ سرگرم ہوتے تھے اتنے ہی اسلام لانے کے بعد اسلام کے شیدا اور محمد رسول اللہ کے عاشق بنجاتے تھے۔ حضرت عمر رض گئے تھے محمد صلعم کا سر اتارنے مگر وہاں اپنا ہی سر دے بیٹھے اور آئے تھے اسلام کا استیصال کرنے مگر خود مبلغ اعظم بن گئے۔

حضرت عمر رض کے ایمان لانے کا یہ عظیم الشان تاریخی واقعہ ہے جس نے اشاعت اسلام کی تاریخ میں ایک نیا دور پیدا کردیا اسلامی جماعت میں ایک نئی روح پیدا کردی آپ کے اسلام لانے سے قبل اگرچہ چالیس پچاس آدمی اور حضرت امیر حمزہ جیسے بہادر اسلام لاچکے تھے تاہم اس قلیل جماعت میں ابھی اتنی قوت پیدا نہ ہوئی تھی کہ اپنے فرائض مذہبی علانیہ ادا کرسکتی یہانتک کہ مسلمان کعبہ میں نماز تک نہ پڑھ سکتے تھے حضرت عمر رض کے اسلام لے دفعتہً یہ حالت بدلدی اسلام کو علانیہ ظاہر کیا جانے لگا اول اول کافروں نے شدت سے مخالفت و مزاحمت کی مگر آپ ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے اور بالآخر مسلمانوں کو ساتھ لیجاکر کعبہ میں نماز ادا کی۔

غریب مسلمانوں پر کفار کے مظالم

اسلام میں جو لوگ داخل ہوئے تھے ان میں کچھ تو غلام اور کنیزیں تھیں کچھ وہ لوگ تھے جو کہیں اور سے آکر مکہ میں آباد ہو گئے تھے مکہ کے اصل باشندے نہ تھے اور کچھ کمزور قبیلوں کے آدمی تھے جو کسی قسم کی عظمت و اقتدار نہ رکھتے تھے اور باقی اکابر صحابہ تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کو تو ان کے قبیلوں نے اپنی حفاظت میں لے لیا صرف کمزور قبیلوں کے لوگ۔ غلام اور کنیزیں رہ گئیں جن کو ستانے اور ظلم ڈھانے میں کوئی زبردست روک نہ تھی سو قریش کا سارا غیظ و غضب ان غریبوں ہی پر ٹوٹ پڑا جن کا کوئی یار و مددگار نہ تھا۔

ان غریبوں پر ظلم کرنے کے مختلف اور متعدد طریقے تھے جب ٹھیک دوپہر ہو جاتی اور عرب کی دھوپ زمین کو جلتا ہوا توا بنا دیتی تو مسلمانوں کو ان جلتی ہوئی زمین پر لٹا دیا جاتا اور چھاتی پر ایک بھاری پتھر رکھدیا جاتا تاکہ کروٹ نہ بدل سکے اور ہر طرح گرم بالو بچھا دیتے پھر لوہے کو آگ پر گرم کرکے بدن کو داغتے پانی میں ڈبکیاں دیتے گھنٹوں اور پہروں نیچے ٹھنک دیتے اور ناخنوں میں مختلف طریقوں سے دھواں پہنچاتے۔

حضرت بلال رض

یہ موذن کے لقب سے مشہور ہیں حبشی النسل اور امیہ بن خلف کے غلام تھے جب ٹھیک دوپہر ہو جاتی تو ظالم امیہ ان کو جلتی بالو پر لٹا دیتا اور ایک بھاری پتھر سینے پر رکھدیتا کہ ہل نہ سکیں پھر ان سے کہتا یا تو اسلام سے باز آجا ورنہ اسی طرح گھٹ گھٹ کر مر جاؤ گے مگر واہ رے استقلال کہ باوجود اس قدر سختی کے آپ کی زبان سے "احد احد" کا لفظ نکلتا جب اس طرح آپ اسلام سے متزلزل نہ ہوتے تو آپ کے گلے میں رسی باندھکر لڑکوں کے حوالہ کر دیتا کہ وہ شہر میں بھر میں گھسیٹتے پھریں مگر آپ کی زبان پر اب بھی وہی لفظ ہوتا۔

صہیب رض

یہ بھی ایک رومی غلام تھے اور عمار بن یاسر کی ترغیب سے مسلمان ہوئے تھے قریش ان کو اس قدر تکلیف اور اذیت دیتے کہ آپ کے حواس مختل ہو جاتے اور شدت کرب سے بیہوش ہو جاتے جب ہجرت مدینہ کے وقت انہوں نے بھی ہجرت کرنی چاہی تو قریش نے کہا کہ اگر اپنا تمام مال و متاع ہمارے حوالہ کردو تو جا سکتے ہو ورنہ نہیں آپ نے خوشی سے یہ بات منظور کرلی اور اس طرح اپنا تمام مال و متاع راہ خدا میں کفار کو سونپ کر دیار رسول میں جا پہنچے۔

عمار رض

یہ یمن کے رہنے والے تھے ان کے والد یاسر مکہ میں آئے تو ابو حذیفہ مخزومی نے اپنی کنیز سمیہ سے ان کی شادی کردی تھی اسی کے بطن سے عمار پیدا ہوئے جس وقت عمار اسلام لائے تو ان سے پہلے صرف تین شخص اسلام لاچکے تھے۔ ان کو بھی جلتی ریت پر لٹایا جاتا اور لوہے سے داغا جاتا اور اس قدر بری طرح مارا جاتا کہ یہ بیہوش ہو جاتے یہی سلوک ان کے والد اور والدہ کے ساتھ بھی ہوتا تھا۔ سمیہ حضرت عمار رض کی والدہ کو ابو جہل نے ایک برچھی مار کر ہلاک کردیا تھا اور یاسر بھی بالآخر اذیت و تکلیف اٹھاتے اٹھاتے راہی ملک بقا ہوئے۔

خباب بن الارث

یہ تمیم کے قبیلہ سے تھے اور ایام جاہلیت میں غلام بناکر فروخت کر دیے گئے تھے ان کو ام انمار نے خرید لیا تھا جس زمانہ میں رسول اللہ دار ارقم میں رہتے تھے یہ اس وقت اسلام لائے تھے اور ان سے پہلے سات اشخاص اسلام لاچکے تھے اسلام سے پہلے لوہاری کا کام کرتے تھے اس زمانہ کی ان کی کچھ نقد یا کفار کے ذمہ تھی جب یہ ان سے تقاضا کرتے تو جواب ملتا کہ اگر اسلام سے انکار کرو تو ملیگی ورنہ نہیں ملا۔ اور یہ بھی بڑی طرح

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو مولوی کے لئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ مراد صاحب مارہروی)

غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ برتاؤ

غلامی کا رواج ہر زمانہ اور ہر مذہب میں رہا ہے از منہ قدیمہ میں اس کا مفہوم یہ تھا کہ طاقتور کمزور کی ہر حرکت و سکون کے مالک ہو جاتے تھے اور اس کا کھانا پینا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا حتیٰ کہ موت اور زندگی بھی اپنے آقا کے لئے ہوتی تھی اسلام سے بیشتر غلامی کی متعدد صورتیں تھیں دوران جنگ میں دشمن کے زن و بچہ تک کو قید کر کے غلام بنا لیا جاتا تھا بعض حالتوں میں والدین اپنی اولاد کو فروخت کر دیتے تھے لیکن اس سے بھی خوفناک صورت یہ تھی کہ ڈاکو زبردستی لڑکوں اور لڑکیوں کو پکڑ لیجاتے تھے اور انھیں دوسرے شہروں میں فروخت کر دیتے تھے اسلام سے پہلے ان کے ساتھ پکڑنے اور رکھنے والے دونوں نہایت وحشیانہ سلوک روا رکھتے تھے چوپاؤں اور جانوروں سے بھی بدتر ان کی حالت تھی ایک دفعہ حکومت روما کے ایک شخص کے قتل ہو جانے پر اس کے چار سو غلاموں تک کو موت کی سزا دیدی تھی اسی طرح اگسٹس شاہ روم نے ایک بٹیر کے مرجانے پر ایک غلام کو سولی چڑھا دیا تھا اسی بادشاہ کے ایک مقرب بارگاہ نے صرف اس جرم پر کہ اس کے غلام کے ہاتھ سے ایک بلوری پھولدان ٹوٹ گیا تھا اُسے ایک تالاب میں غوطے دلوا کر مروا دیا تھا اس دور میں یہ سزائیں عام تھیں جو غلام کمزور ہو جاتے یا بیماری کے باعث محنت و مشقت کے قابل نہ رہتے تھے وہ انھیں بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرجانے کے لئے تاریک جزیرہ میں چھوڑ آتے تھے۔

فن جہاز رانی کی ترقی کے ساتھ غلامی کی لعنت بھی ترقی کر گئی ظالم سوداگر اور ڈاکو افریقہ اور امریکہ کے باشندوں کو زبردستی پکڑ کر جہازوں پر لاد لیتے اور غلاموں کے طور پر انھیں فروخت کر دیتے تھے سولہویں سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں یہ لعنت بالکل عام ہو گئی تھی انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے سابقہ ایڈیشن کی پچیسویں جلد میں لکھا ہے کہ:۔

"امریکہ اور غرب الہند کے انگریزی مقبوضات میں سنہ ۱۶۸۰ء سے لیکر سنہ ۱۷۸۶ء تک (۲۱۳۰۰۰۰) حبشی غلام بنا کر بیچے گئے سالانہ اوسط (۲۰۰۹۵) تھی صرف ایک سال یعنی سنہ ۱۷۹۰ء میں یورپین تاجروں نے جن حبشیوں کو جہاز پر لادا ان کی تعداد ۷۴۰۰۰ تھی پھر یہ تو صرف وہ تعداد تھی جو سیح کے ان بندرگاہوں کی شدائد برداشت کر کے زندہ پہنچ گئے تھے ورنہ نصف تعداد تو بالعموم جہاز اور جہازرانوں کی ناقابل برداشت سختیوں سے سمندر ہی میں موت کا لقمہ بنجاتی تھی اور انھیں سمندر ہی میں پھینک دیا جاتا تھا۔"

یہ سب کچھ ہو رہا تھا مگر دنیا کے کسی مذہب نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی یہ تو صرف اسلام ہی تھا جس نے شرف کی راہ پیکر اور برق جمال لڑکیاں بھی ارزاں جاتی تھیں قافلے بنتے تھے تو شریف اور غیر شریف امیر و غریب اور غریب کی تمیز کئے بغیر سب عورت اور بچے گرفتار ہو جاتے تھے اور لونڈی غلام بنکر فروخت ہو جاتے تھے افلاطون جیسا فلاسفر غلام بنکر فروخت ہوا سلطان قطب الدین ایبک سلطان بلبن اور سلطان علاء الدین خود یا ان کے بزرگ اور باجبروت ہستیوں کے بزرگ غلام ہی تھے اور غلام ہی بنکر فروخت ہوئے تھے۔

حسین اور گلاندام لڑکیاں بھی بڑی بڑی قیمت پر فروخت ہوتی تھیں بعض سوداگر تعلیم و تربیت اور غنا و رقص کے فنون میں کامل کر کے امراء کے ہاتھ فروخت کرتے تھے اور ایک ایک ماہ پارہ ایک ایک لاکھ درم تک میں بک جاتی تھی اٹھارویں صدی کے ابتدائی دور تک یورپ اور امریکہ میں کسی کی مجال نہ تھی جو ان کی حمایت میں آواز اٹھاتا پندرہویں سولہویں صدی میں اسلامی اقبال کا ستارہ پوری تابانی کے ساتھ چمک رہا تھا اس وقت کی معلومہ دنیا کا تین چوتھائی حصہ لوائے اسلام کا ماتحت تھا علماء و مشاہیر کے ذریعہ اسلامی اخوت و مساوات کی تعلیم عام ہو رہی تھی اس لئے یورپ میں کچھ درد مند اٹھے اور انہی جذبات و اصول سے بہرہ مند ہو کر انہوں نے اٹھارہویں صدی میں اس لعنت کے خلاف آواز بلند کی۔

یہ مذہبی تعلیم کا کرشمہ نہیں تھا بلکہ اسلامی اصول کی نشر و اشاعت نے جذبات انسانی میں جو بیداری پیدا کر دی تھی یہ اس کی کارفرمائی تھی آخر یورپ میں اس کا انسداد ہوا لیکن پھر بھی غلامی کے لوازمات اور باقیات ہنوز باقی ہیں انسانوں کی جسمانی فروخت کا سلسلہ ضرور بند ہو گیا لیکن ذرا یورپین مستعمرات و مقبوضات میں انسانوں کی حالت ملاحظہ کیجئے ان کی حالت غلاموں سے چنداں بہتر نہیں ہے غلامی مٹ گئی لیکن دوسری صورت میں اس کا ہمزاد سامنے آکھڑا ہوا کوئی اپنے ماتحتوں اور اپنے سایہ میں بسر کرنے والوں کو ابتدائی انسانی حقوق بھی عطا نہیں کرتا کیا آپ نے نہیں سنا کہ شانگھے میں دو تولہ ربڑ خورد برد ہونے کے شبہ میں وہاں کے باشندوں کو شکاری کتوں سے پھڑوا ڈالا گیا دمشق کے پر امن باشندوں پر ۳۶ گھنٹے گولے برسائے گئے۔ ایران میں عین عاشورا کے روز علماء اور مجتہدین کو پھانسیاں دیدی گئیں۔ ایک مس ایلس کو اڑا لیجانے کے جرم میں علاقے کے علاقے ہوائی جہازوں کی تاخت و تاراج کے لئے کھولدیئے گئے تھے۔

الجزائر ہو یا ٹیونس عراق ہو کہ طرابلس ہندوستان ہو کہ برما فدا سے قصور اور معمولی فروگذاشت پر تمام فوجی مشنری حرکت میں آجاتی ہے پہلے پلک جنبش ابرو سے ہر ہر طرح سے علیحدہ کر دیئے جاتے تھے اور اب حالت یہ ہے کہ غلاموں کا سب کچھ لوٹ کر انھیں تڑپا تڑپا کر مارا جاتا ہے اور زندگیاں اجیرن بنا دی گئی ہیں حریت، اخوت اور مساوات کے نام زبانوں پر ضرور ہیں لیکن دل کی گہرائیوں تک نہیں اترتے آقا بہرحال آقا ہیں اور زیر دست غلام: زمانہ تیزی پر بل آیا اور قوموں کی دنیا دن بدن ترقی کر رہی ہے آقاؤں کے مقابلہ میں رعایا کی

جان و مال کوئی اہمیت اور کوئی حیثیت نہیں رکھتی کیا یہ صورت غلامی سے کوئی بہتر صورت ہے اور آج یورپین مقبوضات میں رعایا کی جو حالت ہے اسے اگلے زمانوں کی غلامی سے کچھ بہتر خیال کیا جا سکتا ہے لباس بدل گیا ہے مگر صورت وہی موجود ہے اور اپنے اصلی خط و خال کے ساتھ موجود ہے مذہبی ریفارمروں نے بیشک غلاموں کو اصطلاحاً آزادی دلادی لیکن وہ غلامی کی بیخ کو نہ کھو سکے اور اس مسموم ذہنیت کا ان سے خاتمہ نہ کرایا جا سکا۔

امریکہ میں واقعی لاکھوں غلام آزاد ہوئے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا امریکہ کا حبشی غلام صحیح معنوں میں آزاد ہو گیا اور امریکہ کی گوری قومیں انھیں اپنا جیسا انسان سمجھنے لگیں اخباروں کا مطالعہ کرنے والے حالات سے اچھی طرح واقف ہیں ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ امریکہ کا ایک کروڑ پتی اور ایک بہت با اثر اخبار کا حبشی مالک انگلستان آیا مگر کسی ہوٹل والے نے اسے اپنے ہاں ٹھیرنے کی اجازت نہیں دی اور یہ عذر پیش کیا کہ اس کی موجودگی ان کے گورے مہمانوں کو وہاں آنے سے روکے گی اور اس طرح ہوٹل والوں کو نقصان عظیم برداشت کرنا پڑے گا ہر سال دو تین واقعات ایسے ضرور رونما ہو جاتے ہیں کہ حبشی مجرموں کو زبردستی جیلخانہ توڑ کر نکالا اور انھیں درختوں سے باندھکر آگ لگادی اور سب کھڑے اس تماشہ کو دیکھتے رہے امریکہ میں حبشیوں کو زندہ جلا دینا اب ایک معمولی بات ہو گئی ہے گو حبشی آزاد ہیں اور ان کی اقتصادی حالت بھی ہم سے بہت اچھی اور بہت بہتر ہے تاہم دونوں طبقات میں اس وقت صد درجہ کشیدگی پائی جاتی ہے اور حبشیوں کے ساتھ غلاموں سے بہتر سلوک ہرگز روا نہیں رکھا جاتا۔

تاریخ عالم شاہد ہے کہ اسلام ہی وہ سب سے پہلا مذہب ہے جس نے دنیا سے غلامی کی لعنت دور کرنے کے لئے سب سے پہلا قدم اٹھایا اور اس کا تدریجی استیصال شروع کر دیا بعض غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں کہ جس طرح ابراہیم لنکن صدر جمہوریہ امریکہ نے اپنے زمانہ اقتدار میں امریکہ کے لاکھوں غلاموں کو یکدم آزادی دیدی اسی طرح رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کیوں نہ کیا لیکن وہ یہ اعتراض کرتے وقت بھول جاتے ہیں کہ آج اور آج سے چودہ سو سال قبل کے زمانہ کے حالات میں تمدن و معاشرت میں اور انسانی خیالات اور ذہنیتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور دونوں زمانوں کے کام کرنے والوں کو ایک ہی معیار پر پرکھنا کسی صورت میں بھی موزوں اور مناسب نہیں لیکن اس کے علاوہ جب ہم دونوں کے طریقہ ہائے کار پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طریق کو یورپین ریفارمروں کے طریق پر فضیلت نہایت نمایاں طور پر نظر آتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کردہ طریق غلاموں کے لئے بہت مفید نظر آتا ہے۔

اگر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسی وقت ان کی قطعی آزادی کا اعلان فرما دیتے تو وہ صرف غلاموں کے لئے بجائے نفع کے الٹا مصیبت کی موجب ہو جاتا بلکہ انسانی سوسائٹی پر بھی اس کا نہایت ناگوار اثر پڑتا اس وقت عرب ہی میں لاکھوں غلام موجود تھے اگر انھیں ایکدم آزاد کرا دیا جاتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ان میں سے ایک حصہ تو فاقہ کشی کا شکار ہو جاتا اور دوسرا حصہ بیکاری سے نجات پانے کے لئے جرائم اور بد اخلاقی کی طرف مائل ہو جاتا اور قوم و ملک کے لئے یہ نئی مصیبت بہت تکلیف دہ ثابت ہوتی۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ جس طرح امراء کے رگ و ریشے میں کمزور اور بے بس لوگوں کو غلام بنانے کے جذبات پیوستہ ہو چکے تھے اسی طرح خود غلاموں کی ذہنیت بھی طویل غلامی کی وجہ سے بہت پست ہو چکی تھی اگر غلام رکھنے والوں کی ذہنیت میں انقلاب پیدا کئے بغیر انھیں رہا کر دیا جاتا تو اس کا کوئی مفید اثر نہ ہوتا دوسرے غلام رکھنے والے انھیں آزاد کر دینے کے باوجود بھی حقیر اور ذلیل ہی سمجھتے تیسرے لوگوں نے انھیں مفت تو حاصل نہ کیا تھا لاکھوں روپیہ ان پر خرچ کر دیا گیا تھا اور یہ ان کی ملکیت تھے چوتھے اسلام کو اس وقت تک عالمگیر اقتدار حاصل نہیں ہوا تھا اور نہ دنیا نے اس درجہ ترقی حاصل کی تھی جو امریکہ میں غلاموں کی آزادی کے وقت رائے عامہ پیدا ہو چکی تھی اور امریکہ کا اقتدار بہت بڑھ چکا تھا۔

صدیوں کی رسم کو مٹانے کے لئے علی الخصوص اس صورت میں کہ لاکھوں روپے کا نقصان بھی سامنے ہو آسان امر نہ تھا اس لئے آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ پہلے ذہنیتوں میں تدریجی انقلاب پیدا کیا جائے ایک طرف آقاؤں کی اس لعنت و لغویت کی برائی سے آگاہ کیا جائے اور دوسری طرف غلاموں کو انسانیت کا سبق پڑھایا جائے آپ نے یہی کیا اور لوگوں کو تلقین کرنی شروع کر دی کہ غلامی بہت بری چیز ہے انسان انسانیت کے اعتبار سے سب برابر ہیں گھر والوں اور غلاموں میں کوئی فرق نہیں جو خود کھاؤ وہی غلاموں کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی غلاموں کو پہناؤ ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ ساتھ ہی آپ نے ان کی آزادی کو بڑے سے بڑے ثواب کا ذریعہ بتایا نتیجہ یہ ہوا کہ غلاموں کی آزادی شروع ہو گئی ایک طرف آقاؤں نے غلاموں کو آزاد کرنا شروع کیا اور دوسری طرف یہ دیکھکر کہ غلام آقاؤں کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں اور وہ ساتھ کھاتے اور ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور جنت و دوزخ انھیں بھی اسی طرح مل سکتی ہے جس طرح ان کے آقاؤں کو ملے گی نیز یہ کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم غلاموں سے مساویانہ سلوک کرتے ہیں بیداری پیدا ہونی شروع ہو گئی اور دونوں کی ذہنیت نے تربیت پا کر غلامی کو ایک لعنت سمجھنا شروع کر دیا اور یہ روزانہ آزاد ہوتے اور ترقی کرتے چلے گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک حبشی غلام تھے لیکن ان کی عزت و قدر کا یہ عالم تھا کہ انتہائی ناداری کے باوجود بڑے بڑے سرداران قریش حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو آئے ہوئے بیٹھے تھے آپ کسی اہم کام میں مصروف تھے اسی وقت اطلاع ہوئی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ملنے آئے ہیں آپ نے سب کام چھوڑ دیا اور آپ کو اندر بلا لیا اور اس عمل سے ثابت کر دیا کہ انھیں بڑے بڑے سرداروں پر فضیلت حاصل ہے آپ کی مجلس میں جب کبھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ذکر آتا تو آپ یہی فرماتے کہ بلال ہمارے سردار ہیں۔ علامہ شبلی نے آپ کی عظمت و وقعت کا ایک واقعہ منظوم کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

بارگاہ نبوی کے جو مؤذن تھے بلال ؓ — کر چکے تھے جو کئی سال غلامی میں بسر
جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینہ میں کہیں — جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھلکر
میں غلام حبشی اور حبشی زادہ بھی ہوں — یہ بھی سُن لو کہ نہیں پاس مرے دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہے — ہے کوئی جسکو نہیں میری قرابت سے حذر
گردنیں جھک گئے یہ کہتے ہی کہا ہمسفیر — جس طرف اس حبشی زادہ کی اٹھتی تھی نظر
عہد فاروق میں جس سال ہوئی ان کی وفات — یہ کہا حضرت فاروق نے با دیدۂ تر
اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا — اٹھ گیا آج نقیب حشم پیغمبر

اس مساوات پہ ہے معشر اسلام کو ناز نہ کہ یورپ کی مساوات کہ ظلم اکبر

اس سے دنیا اندازہ لگا سکتی ہے کہ اسلام نے لوگوں کی ذہنیتوں میں ایک قلیل و تنفہ مدت ہی کے اندر کیسا حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا تھا اور لوگ غلاموں کو کتنی وقعت اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھے انگلستان میں اس مساوات و تہذیب کے زمانہ میں ایک کرنہ پتی حبشی آتا ہے اور لوگ اسے ہوٹلوں میں جگہ نہیں دیتے امریکہ میں انھیں زندہ جلا دیا جاتا ہے ہندوستان میں ان کے سائے تک سے بچا جاتا ہے مغرب کا ایک عامی بھی خود کو بڑے سے بڑے مہذب حبشی سے خود کو بہتر سمجھتا ہے لیکن اسلام میں یہ حالت ہے کہ ایک نادار حبشی غلام کو بڑے بڑے سردار اپنی بیٹیاں دینا محض شرف کا باعث جانتے ہیں امرائے قریش پر اسے فضیلت دی جاتی ہے اور شہنشاہ اسلام انھیں اپنا آقا بتاتا اور ہمیشہ سیدنا کے نام سے پکارتا ہے۔ حضرت زید لشکر اسلام کے سپہ سالار بنائے جاتے ہیں اور شرفائے قریش ان کے بندہ حکم بنکر کام کرتے ہیں کیا دنیا کی کوئی قوم اس تہذیب و آزادی کے زمانہ میں بھی غلاموں کے لئے احترام و عزت کے ایسے پرشکوہ نظاہر پیش کر سکتی ہے نہیں اور قیامت تک نہیں۔

خود اپنی ہمسایہ قوم ہندوؤں کے نامۂ اعمال کی تاریکی دیکھ لو۔ ہندوستان میں فاتح بنکر آئے اور اس وقت کی روایات اور دستور کے مطابق یہاں کے اصلی باشندوں کو یا تو جنگلوں اور پہاڑوں میں مار بھگایا اور یا غلام بنا لیا اور غلام بنا کر خدمت و صفائی کے تمام ادنیٰ کام ان کے سپرد کر دیئے علوم و فنون سے انھیں محروم کیا روپیہ اور پیسہ کو انھیں ترسایا آرام و راحت کی زندگی سے انھیں بیگانہ کر دیا انتہا یہ ہے کہ ساتھ رہنے اور سہنے ہی میں کامل بیگانگی نہ برتی بلکہ انھیں اچھوت قرار دیکر کتوں اور بلیوں سے بدتر بنا دیا ان کی مجال نہ تھی کہ یہ فاتحوں کے کنوؤں سے پانی بھر سکیں مندر کے راستہ کی سڑک سے گذر سکیں اور کسی ہندو سے آنکھ اونچی کرکے بات کر سکیں

کھیتوں، باغوں اور جنگلوں میں ان سے کام لیا۔ ٹوکریاں ڈھلوائیں محنت و مزدوری کرائی اور تھوڑا سا اناج ان کی جھولی میں ڈال دیا پھر غضب یہ کیا کہ ان کی اس غلامی کو مذہبی صورت دیکر ابدالآباد تک کے لئے انھیں غلام بنا دیا ہزارہا برس گذر گئے لیکن ان غریبوں سے روٹی بیٹی کا تعلق تو ایک طرف کوئی تمدنی واسطہ بھی نہیں اسلامیوں نے غلاموں کو اولاد بناکر پالا ساتھ رکھا ساتھ کھلایا پڑھایا لکھایا لڑکیاں دیں دامادی کا شرف بخشا اور تاج و تخت تک کا مالک بنا دیا اور ان کے اندر قابلیت و اہلیت کے وہ جوہر پیدا کئے کہ ہندوستان اور مصر پر انھوں نے صدیوں تک پورے سطوت و جلال کے ساتھ فرمانروائی کی اور اکابر و مشاہیر نے ان کے آستانوں کی جبہ سائی کو فخر و مباہات کا باعث سمجھا اور جانا۔

کیا پورا یورپ، پورا امریکہ، پورا ہندوستان اور پوری دنیا اس مساوات و اخوت اور غلاموں اور مفتوحوں کے اس عزت و احترام اس وقار و عظمت اور اس طمطراق و طنطنہ کی کوئی مثال اس روشنی اور تہذیب کے زمانہ میں بھی پیش کر سکتا ہے ہم نے چوتھی اور ساتویں صدی میں کیا کوئی قوم اس کی مثال اس بیسویں صدی میں بھی پیش نہیں کر سکتی اور نہ شاید کبھی کر سکے البتہ ہم یہ ضرور دیکھ رہے ہیں کہ غلامی کا لقب ضرور بدل دیا گیا ہے جسم نما کر دیا گیا ہے مگر روح وہی موجود ہے کیا آج کوئی نادار یورپی اور امریکی خوشی و خرمی کے ساتھ کسی حبشی کروڑ پتی کو بھی اپنی لڑکی دینے پر آمادہ ہو سکتا ہے کیا آج کوئی غریب برہمن عسرت زدہ کھتری اور مفلس ویش کسی اچھوت کو لڑکی دینا تو ایک طرف اس کی لڑکی لے بھی سکتا ہے زبانی دعاوی بہت ہیں لفاظیوں کا کوئی شمار نہیں دلاویز الفاظ کی بھرمار ہے اور مالوی جی تک لندن کے جلسے میں کھڑے ہوکر بتانے کو اچھوتوں کے متعلق یہ بتانے لگتے ہیں کہ ایشور کے سب ہی فرزند اور سب ہی برابر ہیں اور سب ہمدردی اور سلوک انسانیت کے مستحق ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ کوئی مالوی اور کوئی گاندھی ان کے حقوق تک دینے کو عملی قدم نہیں اٹھاتا۔

شدھی کا طوفان کس شدت اور شکوہ کے ساتھ اٹھا تھا اچھوت ادھار کو آریہ سماج ہی نے نہیں کانگریس نے بھی اپنے عقیدہ میں شامل کر لیا تھا ان کی ہمدردی کے بڑے بڑے دعوے کئے گئے مگر کوئی ایک ہی سورما ایسا دکھلا دو جو اچھوتوں کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھا لیتا، انھیں گلے لگاتا ان کی بیٹی ہی لے لیتا یا کم از کم ان کے ہاتھ کا کھانا ہی کھا لیتا البتہ یہ ضرور نظر آرہا ہے اور خبری پریس ہمیں یہ سناتا ہے کہ مسٹر ملیبنی مسٹر امبیدکر جیسے فاضل اجل کے متعلق گاندھی جی سے اگر کہتے ہیں کہ ہمارے شاستر میں لکھا ہے کہ ایسے شخص کی زبان کاٹ لی جائے اور یارا نہ ہو تو ایسی مجلس سے خاموش اٹھ کر چلا آئے یہی میں نے کیا۔

پھر ہمیں تو آجتک یہی نظر آتا ہے کہ غریب اچھوتوں کو نہ کنوؤں سے پانی بھرنے دیا جاتا ہے اور نہ وہ سرکاری شاہراہوں کے مخصوص حصوں سے گذر سکتے ہیں مدارس میں یہ عالم ہے کہ کوئی برہمن علیل ہو جائے اور اتفاق سے کوئی برہمن ڈاکٹر وہاں موجود نہ ہو یا اچھوت ڈاکٹر ہی کا بلانا گزیر ہو جائے تو یہ ڈاکٹر آئیگا اور درمیان میں ایک اینٹ رکھدی جائے گی برہمن اینٹ ہی سے مخاطب ہو کر اپنا حال کہیگا اور ڈاکٹر اینٹ ہی کو جواب دیگا گویا اچھوت ڈاکٹر سے گفتگو بھی شاق اور ناگوار گذرتی ہے۔ کتوں سے برتن چٹوائیں گے گائے کے گوبر سے باورچی خانے کو لیپیں گے لیکن ایک انسان کا قدم گھر میں آنا ان کے دھرم کے بھرشٹ ہو جانے کا باعث ہوگا۔

یہ ہے وہ سلوک جو آج اس تہذیب کے زمانہ میں دنیا کی بڑی قومیں ان اپنے جیسے انسانوں کے ساتھ کر رہی ہیں جو اتفاق وقت سے کسی وقت ان کے غلام بن گئے تھے اور جن پر انہوں نے قبضہ پا لیا تھا ذرا اس سلوک کا مقابلہ اسلامیوں کے سلوک سے کرو اور پھر دیکھو کہ اسلام نے دنیا کے لئے کیا کیا اور یہ کیا کر رہے ہیں اسلام ہرگز اس امر کا روادار نہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کی غلامی کرے یا کوئی اپنے جیسے انسان کی تحقیر پر آمادہ ہو جائے یہاں اگر کوئی چیز مابہ الامتیاز ہے تو محض تقوے اور اعمال ہیں خدائے قدوس کا ارشاد ہے لیس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن بالله واليوم الآخر والملائكة والكتاب والنبيين وآتى المال على حبه ذوي القربى واليتمى والمساكين وابن السبيل والسائلين وفي الرقاب

"نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو جاؤ بلکہ یہ ہے کہ خدا پر روز حشر پر فرشتوں پر خدا کی کتاب پر اور خدا کے نبیوں پر ایمان لائے اور اس کی محبت میں اپنا مال غریب رشتہ داروں کو یتیموں کو مسکینوں کو مسافروں کو اور مانگنے والوں کو نیز لوگوں کی گردنیں غلامی سے چھڑائے۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ کے نزدیک اہم اور حقیقی نیکیوں میں ایک نیکی یہ بھی ہے کہ غلاموں کو آزاد کرایا جائے یہاں تو صرف غلاموں کو آزاد کرنے اور کرانے کی عظمت و برتری کا اظہار کیا ہے آگے چل کر ان کی آزادی کی یہ صورت نکالی ہے کہ غلاموں کو آزاد کرنے کو بہت سے گناہوں کا کفارہ قرار دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مسکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ "تمہاری قسموں میں سے جو قسمیں لغو اور فضول ہیں ان پر تو خدائے قدوس تم سے کوئی مواخذہ نہیں کرتا لیکن اگر تم کوئی پکی قسم کھا لو اور پھر اس کے خلاف کرو تو خدا ضرور تم سے مواخذہ کرے گا اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلا دینا ہے جیسا کہ تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو یا دس مسکینوں کو کپڑے بنا دینا یا ایک غلام آزاد کر دینا۔

اسی طرح ایک اور جگہ بھی غلاموں کے آزاد کرنے کو گناہ کا کفارہ بتایا ہے والذین یظھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا "یعنی جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں یعنی کہہ دیتے ہیں کہ تو میری ماں کی جگہ ہے اور یہ کہکر علیحدہ ہو جاتے ہیں اگر وہ پھر انھیں اپنی بیوی بنانا چاہیں تو انھیں چاہیئے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پیشتر ایک غلام آزاد کریں" اس طرح اسلام نے غلاموں کی آزادی کا سلسلہ شروع کرا دیا اور روزانہ غلام آزاد ہونے لگے۔ یہ تو تھی آزاد کرانے کی تدبیر، مسلمانوں کو غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ حسن سلوک کی برابر تاکیدیں کی جانے لگیں اور حکم نافذ کئے گئے کہ ان کے ساتھ مساویانہ سلوک کریں ان کی پرورش اسی طرح کریں جس طرح اپنے بچوں کی کرتے ہیں حکم دیا گیا وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ "مسلمانوں اپنی بیواؤں کے نکاح کر دیا کرو نیز ان غلاموں اور کنیزوں کے بھی جو نیک ہوں اگر یہ لوگ محتاج بھی ہوں گے تو کچھ خیال نہ کرو اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل و کرم سے مالدار کر دیگا۔"

لونڈی غلاموں کے نکاح کرنے کا حکم صرف اسلام ہی نے دیا ہے اور غلاموں پر اس کرم و نوازش کا فخر اسلام ہی کو حاصل ہے غلاموں کا کوئی ذریعہ معاش تو ہوتا نہیں چونکہ عالم الغیب کو اس کا علم تھا کہ آقاؤں کا یہ خیال ہوگا کہ اگر ان غلاموں کی شادیاں کر دی جائیں تو یہ گذر کس طرح کریں گے اس لئے انھیں بتا دیا گیا کہ تم اس کی پرواہ نہ کرو جس نے پیدا کیا ہے وہ نکاح ہونے پر اپنے فضل و کرم سے انھیں مالدار بھی بنا دیگا مذہبی جذبات کے ماتحت یہ تعلیم و تاکید کتنی بہتر اور کتنی اعلیٰ ہے۔

اس دور میں لوگ حسین کنیزوں کو حرام کرانے پر بھی مجبور کرتے تھے اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ خود رکھتے تھے خدائے قدوس نے اس کی بھی ممانعت کر دی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیٰوۃ الدنیا "تمہاری جو کنیزیں پاکدامن رہنا چاہیں انھیں دنیوی زندگی کے عارضی فائدہ کے لئے حرامکاری پر مجبور نہ کرو"

یہاں یہ اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جو کنیزیں پاکدامن رہنا نہ چاہیں انھیں اسلام حرام کاری کی اجازت دیتا ہے لیکن یہاں اجازت کا سوال ہی کیا ہے زنا اور حرام کاری تو خود ہی ایک مذموم شئے ہے اس کی مذمت کا اعلان تو کیا ہی جا چکا ہے اور جو خود ہی اس کام پر آمادہ ہوں اور خود ہی نہ چاہیں انھیں مجبور کرنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مجبور تو انھیں کو کیا جائیگا جو نہ مانیں۔

اسلام کو غلاموں کی آزادی تو مقصود تھی ہی اس لئے وہ برابر نئی نئی راہیں اور صورتیں پیدا کرتا چلا جا رہا تھا چنانچہ ایک جگہ حکم ہوتا ہے والذین یبتغون الکتٰب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا واٰتوھم من مال اللہ الذی اٰتٰکم۔

"تمہارے غلاموں میں سے جو غلام یہ چاہیں کہ وہ کچھ رقم کے بدلے آزاد کر دیئے جائیں اور محنت مزدوری کر کے اس رقم کو پورا کر دیں اور تم سمجھتے ہو کہ واقعی یہ ترقی کر سکیں گے اور رقم بھی ادا کر دیں گے تو تم ضرور انھیں آزاد کر دو اور خدا کے مال میں سے جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے انھیں بھی دو۔"

کیا اس سے یہ مقصد نہیں کہ جن غلاموں کی فطرت میں تمھیں بہتری اور ترقی کے آثار نظر آئیں تو لامحالہ غلام رکھکر ان کی زندگی برباد نہ کی جائے بلکہ صاحب استعداد غلاموں کو ضرور آزاد کر دیا جائے اور محض اس آزادی اور آزادی کے معاہدے ہی پر اکتفا نہ کی جائے بلکہ ان کی کچھ مالی امداد بھی کی جائے تاکہ وہ اپنی زندگی کا آغاز اچھا کر سکیں اور کامیاب ہو جائیں۔"

خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے غلاموں اور کنیزوں کی آزادی پر بہت زور دیا ہے اور وقتاً فوقتاً آپ برابر مسلمانوں کی رہنمائی کرتے رہے ہیں حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ثلث من کن فیہ یسر اللہ حتفہ وادخلہ جنتہ رفق بالضعیف وشفقتہ علی الوالدین واحسان الی المملوک جس میں یہ تین باتیں ہونگی خدائے قدوس اس کی موت آسان کر دیگا اور جنت میں داخل کرے گا کمزوروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ اور لونڈی غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا دوسری دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا:۔

حسن الملکۃ یمن وسوء الخلق شوم "لونڈی غلاموں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا باعث برکت ہے اور برائی سے پیش آنا بے برکتی اور نحوست کا موجب ہے"

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھم اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ "لونڈی غلام تمہارے بہن بھائی ہیں جنھیں خدا نے تمہارا زیردست بنایا ہے تو جس شخص کے بہن بھائی کو خدا اس کا زیردست بنائے تو اسے وہ وہی کھلائے جو خود کھائے اور پہنائے جو خود پہنے اور اس سے کوئی ایسا کام نہ کرائے جو اس سے نہ کیا جا سکے اور کبھی اس سے ایسا کام بھی لے جو اس کی طاقت سے باہر ہو تو اس کام میں خود اس کی امداد کرے"

دیکھا آپ نے یہ ہے اسلام کی تعلیم کہ غلام کے ساتھ اچھے اور برے سلوک ہی کو برکت اور نحوست کا باعث بتایا گیا ہے اور صاف کہہ دیا گیا ہے کہ لونڈی اور غلام تمہارے بہن بھائی ہیں اور ان کے ساتھ وہی سلوک کرو جو بہن بھائی کے ساتھ کیا جاتا ہے غلام ہی سہی لیکن جب عملاً وہ بہن بھائی بنکر رہیں گے اور ہر طرح

اور ہر عیش میں آقا کے شریک ہوں گے تو اُسے غلامی نہیں بلکہ بلند آزادی کہا جائے گا۔ ہونے کو تو بیٹے بھی اپنی مرضی کے مالک نہیں ہوتے اور انھیں بھی ماں باپ کے حکم سے ایک انچ نہیں ہٹنا پڑتا رہ دور اس زمانہ جیسا نہ تھا کہ احکام نبوی کی پرواہ نہ کی جاتی اس وقت یہ حالت تھی کہ ادھر حکم ہوا اور ادھر تعمیل شروع ہو گئی اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جو غلام آزاد ہونے سے باقی بھی رہ گئے تھے وہ صرف نام کے غلام تھے اور عملاً انھیں تمام انسانی حقوق حاصل ہو گئے تھے اور ان سے کوئی امتیازی سلوک روا نہ رکھا جاتا تھا۔

غلاموں کو قصور و خطا پر بڑی بیرحمی کے ساتھ زدوکوب کیا جاتا تھا مسلم میں یہ حدیث موجود ہے کہ حضرت ابومسعود انصاری ایک روز اپنے غلام کو مار رہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی کہ اے ابوسعید سمجھ لے کہ خدا تجھ پر اس سے بھی زیادہ قدرت رکھتا ہے آپ نے رُخ پھیر کر جو دیکھا تو رسول مقبول کھڑے تھے آپ گھبرا اٹھے اور کہنے لگے کہ میں نے خوشنودی رب قدیر کی خاطر اس غلام کو آزاد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو ایسا نہ کرتا تو دوزخ کی آگ تجھے جھلس کر رکھ دیتی ایک اور جگہ بھی آپ نے غلاموں کی مارپیٹ کو غضب الٰہی کا باعث بتلایا ہے

"الا انبئکم بشر ارکم الذی یاکل وحدہ و یجلد عبدہ و یمنع رفدہ" حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! میں تم کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم میں بدترین شخص کون ہے وہ ہے جو تنہا کھاتا ہے اپنے غلام کو کوڑے مارتا ہے اور اپنی بخشش اس سے روک لیتا ہے یعنے انہیں کچھ نہیں دیتا اس طرح غلاموں کی زدوکوب کی لعنت ہی دنیا سے مسدود ہو گئی۔ غرض آپ نے غلامی کے استیصال کے لئے نئے نئے ڈھنگ اور نئے نئے مدبرانہ طریقے اختیار کئے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ قال اللہ تعالیٰ ثلثۃ خصمہم یوم القیمۃ رجل اعطی بی ثم غدر و رجل باع حرا فاکل ثمنہ و رجل استاجر اجیرا فاستوفی منہ العمل ولم یوفہ اجرہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تین شخص ہیں قیامت کے روز جن کا میں دشمن ہوں گا۔

ایک وہ جس نے مجھے ضامن دیا اور پھر دغا کی۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد شخص کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھا لی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور سے پوری مزدوری ٹھہرا کر کام تو پورا لے لیا اور اس کی اجرت پوری نہ دی اس طرح گویا غلامی کے سرچشمے تو بالکل خشک کر دے اور آزادوں کو غلام بنانے کا طریقہ بالکل مسدود کر دیا اور جو غلام موجود رہ گئے تھے انھیں آزاد کرنے کی مختلف تدابیر اختیار کیں بعض کو گناہوں کے کفارہ کے طور پر رہا کرانا شروع کر دیا بعضوں نے اسے ثواب اور خوشنودی رب کا ذریعہ سمجھکر رہا کرنا شروع کر دیا پھر عام حکم ہو گیا کہ ان کے ساتھ بالکل بھائیوں جیسا سلوک کرو اور بھائی ہی سمجھو جو خود کھاؤ وہی کھلاؤ اور جو کپڑا خود پہنو اسی میں سے اسکے لئے کپڑے بناؤ اس سے بھی سو قدم آگے بڑھکر آپ نے اپنی پھوپی زاد بہن حضرت بی بی زینبؓ کی شادی حضرت زیدؓ کے ساتھ کر دی جو خود ایک آزاد شدہ غلام تھے اور اس طرح لوگوں کو بتا دیا کہ غلامی شرف انسانیت پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔

اس کے بعد یوں سمجھئے کہ جو غلام باقی بھی رہ گئے تھے وہ محض نام کے غلام تھے ویسے ہر طرح اُن کے ساتھ مساویانہ اور برادرانہ سلوک روا رکھا جاتا تھا ایک سلسلہ ضرور قائم رہ گیا تھا اور وہ اسیران جنگ تھے اول تو ان کی آزادی گونہ خطرات کا باعث بھی تھی دوسرے ان کے عوض میں فاتحوں کو فدیہ کی رقوم ملتی تھیں غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتے تھے ظاہر ہے کہ دشمنوں پر قبضہ پا کر انھیں آزاد کر دینا خطرہ ہی کا باعث ہو سکتا ہے اس لئے اسلام نے بمجبوری اسے قائم رکھا لیکن یہ بھی صرف نام کے غلام تھے برتاؤ کے معاملہ میں ان میں اور ان کے آقاؤں میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا تھا پورے عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے غرض یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے ہر قسم کی غلامی کا قطعی استیصال کر دیا، بادشاہوں، خانوادوں اور انسانوں سب کی غلامی کا خاتمہ کر دیا اور انسانیت کا رتبہ ایک ساتھ بلند کر دیا۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی اسلام پر غلامی کی حوصلہ افزائی کا الزام لگائے تو اس میں اسلام کا نہیں بلکہ ان کی عقل ہی کا قصور نظر آئے گا۔

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے بُرے اثرات سے بچایئے اور قاعدہ نو ایجاد

اسہل القرآن

پڑھایئے۔ قاعدہ مولانا علم الدین صاحب نیرنگ ہاشمی بھوپالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیا کی رنگین تصاویر اور اس کے بعد الف بائے اردو عربی دونوں خطوط میں ہیں تاکہ دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ عبور ہو جائے پھر دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہوتے جائیں اور آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں اور معانی ہیں اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔

پھر آخر میں عربی کی گنتی اور قرأت کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں۔ الغرض یہ کہ یہ قاعدہ نہ صرف یہ کہ نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے۔

ضخامت ۴۶ صفحے۔ قیمت صرف ۴ر ایک روپے کی پانچ جلدیں۔ محصول ایک قاعدہ پر ۵ر آنے۔ پانچ جلدوں پر ۸ر ہے۔

مینیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۷۰ دہلی

فلسفۂ عید قربان

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

عروجِ ملت و بقائے قوم کا ایک بہترین سبق

جب سے نہیں نصیب تری دید کی خوشی   نے غم کا ہے یکیف نہ تمہید کی خوشی
تردید کا الم ہے نہ تائید کی خوشی   مرجھا گئی ہے گلشن توحید کی خوشی
امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

چھائی ہوئی ہے مطلع اسلام پر گھٹا   اللہ! خوفناک ہے یہ کس قدر گھٹا
گھنگور ہر طرف سے اٹھی جھوم کر گھٹا   سب کچھ ہوا، ملال نہ دل کا مگر گھٹا
امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

مسلم کا حال زار نہایت خراب ہے   اک دل ہو اور سو درد صد اضطراب ہو
جانوں پہ آج یورش ظلم و عتاب ہے   بیتابیوں میں کس کو مسرت کی تاب ہو
امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

گلزار ہند وقف غبار خزاں ہے آج   اجڑا ہوا شکیب کا ہر گلستاں ہے آج
منزل سے اپنی دور ہر اک کارواں ہے آج   ہر آنکھ محو خواہش خواب گراں ہے آج
امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

اچھی غذا ہے اور نہ اچھا لباس ہے   خوشبوئے عطر ہے نہ زر نقد پاس ہے
ہے تو وہی خزانۂ یاس و ہراس ہے   اس حال میں خوشی کی بھلا کس کو آس ہو
امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

بوڑھوں کا دل ملول ہے بچہ اداس ہیں   کھوئے گئے وفور الم سے حواس ہیں
خاموش وہ بھی ہیں جو زمانہ شناس ہیں   مسرور کس طرح ہوں مگر فتار یاس ہیں
امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

وہ صبح عید کی نہ رہیں ہزار باریاں   احباب کو پسند نہیں ہمکناریاں
گھر گھر منائی جانے لگیں سوگواریاں   اب آہ و زاریاں ہیں کہیں اشکباریاں
امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

احباب عیدگاہ میں جلسے منا چکے   خوش ہو کے سب کو اپنے گلے سے لگا چکے
رونے کو ہیں خوشی کے ترانے سنا چکے   آثار کہہ رہے ہیں وہ ایام جا چکے
امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

اسلام کی خوشی کو فنا برباد کر گیا   دریائے انبساط چڑھا تھا اتر گیا
شیرازۂ سکون دشمنا بکھر گیا   وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا
امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

عید المومنین

عید اپنے دستور مستمرہ کے مطابق اسلامی دنیا کی ایک "نورانی صبح" بنکر نظر نواز ہے متجسس ظاہر بین نگاہیں اس "عاشقانی نورانی صبح" میں مسرت و انبساط کی ٹھنڈک ڈھونڈھتی ہیں مگر حقائق واقعات کی تمازتیں نگاہوں کو جلائے ڈالتی ہیں مسرت و انبساط کی وہ طراوت ریزیاں عشاق الٰہی کی وہ جاں سپارانہ و جاں انگیزیاں اور عید قربان کی وہ حقیقی خوشیاں و معارف آگاہیاں، جو چشم حقیقت بیں اب سے چند سال پہلے محسوس کی جاتی تھیں ہم سے بہت دور ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

مسلمان اس تقریب سعید کو جس انہاک مسرت کے ساتھ مناتے ہیں سب جانتے ہیں جمعیت ملت و شوکت اسلامی کا جو پرکیف سماں "عیدین" پیدا کرتی ہیں اس سے سب آگاہ ہیں صبح سے شام تک ہر شہر ہر قصبہ ہر قریہ، اور ہر بستی میں ایک خاص چہل پہل رہتی ہے ہر شخص کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے قلب پر عید کی خوشی عید کی مسرت، اور عید کا احساس چھایا ہوتا ہے بچہ بچہ عید کی خوشی میں پرکیف اور مخمور نظر آتا ہے، اچھے اچھے لباس پہنے جاتے ہیں اچھے اچھے کھانے پکتے ہیں عطر لگائے جاتے ہیں شادیانے بجتے ہیں اللہ کے نام پر اور خلیلی یادگار میں قربانیاں کی جاتی ہیں غرض عید کے ان تمام لوازمات اور خوشیوں کا پورا پورا اہتمام کیا جاتا ہے جو جس کے مقدور میں ہوتا ہے لیکن مرور ایام کو کیا کہیے اور گردش زمانہ کو کس طرح کوسئے کہ زمانۂ نبوت سے جس قدر بعد ہوتا جاتا ہے اسی قدر عید قرباں کی معارف آگاہیوں حقیقت شناسیوں اور عبرت اندوزیوں سے دوری ہوتی جاتی ہے؟

ظاہر پرستوں اور رسم و رواج و نام و نمود کے بھوکوں کی نظریں صرف ملبوسات کی نظر فریبیوں اور طعومات کی حلاوت اندوزیوں میں بھٹک کر اپنی بلند نظری کو کھو دیتی ہیں مادی حجابات سے آگے نہیں بڑھ سکتیں اور شاہد معنی کا بے حجاب مشاہدہ نہیں کر سکتیں بہت کم ہیں ایسے حقیقت شناس اور صاحب نظر و فکر اشخاص جو سنت ابراہیمی کی اہلیت رکھتے ہوں ابراہیمی قربانی کے نتائج پر غور کرتے ہوں اور اس حیات بخش یادگار کی رمز آگاہیوں سے واقفیت رکھتے ہوں۔

سوچنے اور سمجھنے کی بات ہو کہ کیا عید قربان منانے والوں کا نقطۂ عمل یہیں تک ختم ہو جاتا ہے کہ وہ ملبوسات، طعومات اور محض خونریزیوں سے آگے نہ بڑھیں اور انھیں چیزوں کو بطور رسم دیگر اقوام کے تہواروں کی طرح مناتے رہیں یا اس سے آگے بھی ان کو بڑھنا چاہیئے تخیلات کی دنیا سے بالا تر ہو کر حقیقی دنیا میں پہنچنا چاہیئے اور اسوۂ ابراہیمی کی پیروی کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور شہید اعظم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فداکارانہ جذبہ سے دل و دماغ کی روشنی اور راز حیات سے آگاہی بھی حاصل کرنی چاہیئے ایثار و فداکاری عشق الٰہی نیکی اور پاکیزگی کے جذبات صادقہ بھی پیدا کرنے چاہئیں اور اس کے اعلے

نصب العین پر کاربند ہونا چاہیئے اور جو عید اضحیٰ کا مقصد اعظم ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان حقائق و بصائر کی جستجو اور تلاش کریں جو عید اضحیٰ کی تاریخی یادگار اور سیرت براہیمی میں پنہاں ہیں اور جن کے صلہ میں ان خدا کے پیارے دل اور مقدس باپ بیٹوں کے عاشقانہ فعل کو ہمیشگی کی سند ملی۔

یہ جانتے ہی ہو کہ یہ کونسی حقیقت آموز قربانی کی یادگار ہے اور حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کونسی عظمت و رفعت کے مالک ہیں جو خیر الامم کو ہر سال تجدید ملت ابراہیمی کرتے رہنے کا حکم ملا۔ کیا یہ کسی قسم کی مادی یادگار ہے کیا یہ حکمرانی و فرمانروائی کی یادگار ہے۔ کیا یہ مال و دولت کی یادگار ہے۔ کیا یہ کسی فتح کی یاد ہے کیا یہ طاقت جسمانی کی یادگار ہے کیا یہ علم و حکمت کی یاد ہے نہیں ہرگز نہیں اس لئے کہ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ان مادی و فانی یادگاروں اور عظمتوں و رفعتوں سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔

مسلمانو! تمھیں کیا ہوا کہ تمہاری حقیقت بیں نگاہیں جسمانی کبریائی کے دھوکوں اور ملوکی بڑائیوں کی ضلالت اندیشیوں کے ظاہری علو و رفعت کے لئے وقف ہوگئیں تمہاری زبانیں برگزیدگان بارگاہ ایزدی انبیاء علیہم السلام کی عظمت و بزرگی۔ تعریف و توصیف اور درود و سلام سے عطر بیز ہیں مگر تمہارے قلوب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی عقیدت اور سچی پیروی یعنی عبدیت و محبت الٰہی عشق حقیقی کی بیقراری اور ایثار و فداکاری سے خالی ہیں۔

یاد رکھو! یہ مقدس تہوار اُن دو مقدس برگزیدہ اور خدا کے پیارے نبیوں کی عبدیت و محبت الٰہی کی یادگار ہے جن کی اطاعت شعاری اور ایثار و قربانی نے عشاق الٰہی کے قلب و جگر میں قیامت تک کے لئے جگہ حاصل کرلی ہے اور جن کی عاشقانہ و بیتابانہ حرکات کو ابدیت کی سند مل گئی یہ خدا کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جستجوئے حق محبت کی گہرائی و فاشعاری حقیقی اور حصول سعادت کی یادگار ہے اور یہ بیکرانی اور رضا پر اعلیٰ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے تسلیم و رضا۔ بیتاب تمنا اور جان سپاری کی انتہا یاد ہے۔

لو سنو کہ یہ خلیلی قربانی جس کی ہم تم ہر سال کرلے ہوا پنے اندر کیسے کیسے معارف و حقائق اور کیسے کیسے حیات بخش اسباق رکھتی ہے۔

پہلا سبق

عید قربان ہمارے ذوق و نظر کے لئے جو پہلی چیز لاتی ہے وہ معبود حقیقی تک پہنچنے کی سچی تڑپ اور معرفت الٰہی کی علوہ ریزی ہے یہی چیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ کا پہلا درس تھی۔

جب وادیٔ معرفت کی ایک بانکا مسافر اور عشق الٰہی کا رہبر ظلمات و حجابات کے پردوں کو چاک کرتا ہوا "حسن کائنات" تک جا پہنچا یعنی پیارے ابراہیم علیہ السلام فریب نظر و کید تخیل کو مارتا رتا کرتے ہوئے معبود حقیقی تک جا پہنچے تو ذات کبریائی کے آگے سربسجود ہوگئے۔ لا احب الآفلین کا نعرہ مارا محویت طاری ہوگئی اور زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہوگئے انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین

یعنی اس فاطر السموات والارض پر ایمان لایا میں نے اپنے دل و دماغ کو ماسوی کی محبت اور ازلام باطلہ سے پاک کرلیا اور میں مشرکین میں سے نہیں۔

لاالٰہ پرنے میں چھپایا تجھے یکتائی نے — ہاں مگر دیکھ لیا چشم تماشائی نے

خاک صحرا کی اڑا کر جو ہوا سر بسجود — دل کے ہر ذرہ میں پایا تجھے سودائی نے

خلعت خلت سے سرفرازی

جب گوہر مقصود ہاتھ آگیا یعنی معرفت و حقیقت کے تمام مراحل طے کر لئے اور آپ نے "انا اول المسلمین" کا دعویٰ کیا تو خدائے قدوس کی شان جلیلہ نے آپ کو خلیل کے لقب سے نوازا۔ خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جس کی راہ محبت میں کوئی چیز خلل انداز نہ ہو اور جو اپنی محبوب سے محبوب اور عزیز ترین متاع کو اپنے محبوب کے حکم پر قربان کردینے کے لئے آمادہ ہوجائے اور راز دروں اصطلاح قرآنی اسلام کے معنے یہ ہیں کہ ایک مسلم تسلیم و رضا اور آزمائش و ابتلا کی منزل میں ثابت قدم رہے اپنی وجود کی علمی و عملی طاقتیں خدا کو سونپ دے اور اپنی مرضی کو خدا کی مرضی پر قربان کردے سو چونکہ آپ کو خلعت خلت سے نوازا گیا تھا اور آپنے مسلم ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور دعویٰ امتحان سے ثابت ہوتا ہے اور علم عمل سے پختہ ہوتا ہے اس لئے ضرور تھا کہ آپ کو آزمائش میں ڈالا جائے اور دنیا کے سامنے تسلیم و رضا کی ایک ایسی دلکش بولتی چالتی تصویر کھینچی جائے تو قیامت تک اسلام کا دعویٰ کرنے والوں کی رہنمائی کرے۔

خلیلی امتحان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا گیا اور در حقیقت اسلامی دنیا کے لئے "حنفیت" عملی اثر کا نقشہ کھینچا گیا ورنہ عالم الغیب والشہادہ اور علیم بذات الصدور کو اپنے پیارے خلیل کا امتحان لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی حکم ہوتا ہے اگر مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو نمرود کی قہرمانی طاقتوں سے ٹکرا جاؤ اور استبداد کی زنجیریں توڑ پھینکو تاکہ محکوم مسلمانوں کو مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہوئے مصلحت وقت مادی طاقت کی غلط گرفت اور بے سرو سامانی کا عذر ہاتھ نہ آئے۔ مقدس رسول نے فرمایا بہتر مادی طاقت سے ٹکر کھائی ارشاد باری ہوا کہ آگ میں کود پڑو تاکہ تمہارا جذبۂ فداکاری قافلہ سالار انبیاء سرور دو جہاں نبی آخر الزماں کے ایک باصفا غلام کی زبان سے کہلوا دے کہ اگر آپ ہمیں حکم دیں گے کہ سمندر میں کود پڑو تو ہم ادر ایک آپ کے حکم کی تعمیل کرینگے اور دوسری طرف قوانین نیچر کے ماننے والے مادیت کی نیچر شناسی پہنچتے ہیں اور ہماری ذہنیت کی گہرائی ان کی نگاہوں کے اوجھل رہے۔ مگر دیر تھی آگ میں کود پڑے۔ فرمان الٰہی ہوا کہ گھر بار چھوڑ دو چھوڑ دیا اور حکم ہوا کہ باپ اور کنبے قبیلے سے قطع تعلق کرلو قطع تعلق کرلیا اور ایمانی جذبات کو ٹھکرادیا۔ اللہ اللہ صدق و صفا اور تسلیم و رضا کا کس قدر وجد انگیز اور شاندار مظاہرہ۔ امتحان و ابتلا کی کیسی کٹھن منزلیں ہیں مگر کوہ وقار اور پیکر تسلیم پیارے خلیل ہیں کہ برابر مقامات خلت و حنفیت طے کئے جارہے ہیں اور ذرا ابرو پر بل نہیں آتا۔

ابتلائے عظیم

جان و مال اور عزت و آبرو سب کچھ دے چکے تھے اب کیا باقی تھا اگر باقی تھا تو صرف ایک لخت جگر و نظر اور بڑھاپے کی آرزو پیارے اسمٰعیل علیہ السلام کا وجود مقدس مطالبہ ہوا کہ اگر عشق و محبت کا دعویٰ ہے تو یہ آخری اور محبوب چیز بھی دو۔ جگر دے چکے اب لخت جگر لاؤ اپنے بدن کو آگ میں جھونک چکے اب اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو بھی پیش عشق کی نظر کرو اولاد والوں سے پوچھو یہ مطالبہ کتنا سخت تھا جگر دینا آسان ہے مگر لخت جگر دینا کارے دارد مگر یہاں تو خلت کا دریائے بے پایاں ہر ایک محبوب چیز کو بہائے لئے جارہا تھا تیار ہوگئے بیٹے سے استصواب فرمایا۔ بیٹے

نے عرض کی، آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کیجئے مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ صابر پائینگے۔

برگزیدہ باپ کا مقدس بچہ نہا دھو کر تیار ہو گیا دلفریب دنیا کی سیر سے ہاتھ اٹھایا فردوس کی روح پرور ہواؤں نے گدگدایا اور بے پایاں راحت کا احساس ایک لطیف تبسم بنکر ہونٹوں پر کھیل گیا۔ ملاء اعلیٰ کے فرشتے اس "ننھے مجاہد" اور "بانکے جانباز" کا منہ چوم لینے کے لئے بیقرار ہوئے اور آسمان کی نورانی فضا سے احسنت و مرحبا کے پھولوں کی بارش کرنے لگے۔ ادھر باپ نے خنجر سنبھال لیا فطری محبت کو دل سے نکال پھینکا دریائے عشق نے جوش مارا اور ماسوا کی محبت کے "اکوہ سیمیں" کو بہالے گیا۔ اور وہ ساعت سعید آپہنچی جبکہ آپ کی عاشقانہ و بیتابانہ حرکات کو ابدیت کا رنگ ملنے والا تھا اور انسانیت کبریٰ کے سامنے "ملکوتیت" شکست فاش کھانے والی تھی۔ خنجر ہاتھ میں لیکر جگر گوشہ کو پچھاڑا اور سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ عرش عظیم تھرایا ملائکہ کو غش آیا فرشتوں نے آفرین کا غلغلہ بلند کیا زمین و آسمان کو سکتہ ہوا کیونکہ انسانیت اور خلیلیت نے فتح عظیم پائی۔ رحمت حق جوش میں آئی اور مشیت ایزدی و شان ذرہ نوازی نے آگے بڑھکر ہاتھ تھام لیا آواز آئی۔

اے ابراہیم تو نے اپنے خواب کو پورا کیا میں احسان اور اخلاص والوں کو یونہی بدلہ دیا کرتا ہوں تسلیم و رضا کی اس بے تابانہ آرزو اور شوق شہادت میں چونکہ قوموں کی حیات ابدی کا راز مضمر تھا اس لئے رسم قربانی کی بنا کرنے والے کو "ذبح عظیم" کا فدیہ دیکر چھڑا لیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا شوق شہادت پورا نہ ہونے پایا ؎

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر ۔ اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

خلیلی یادگار منانے والو اور حنفی کہلانے والے مسلمانو جانتے بھی ہو عید قرباں تمہیں سال بسال کیا سبق دیتی ہے اور کس چیز کی یاد تازہ کرتی ہے؟ سنو! اور بگوش ہوش سنو اس دن تمہیں ایثار و قربانی تسلیم و رضا صدق و صفا اور تعمیل و تکمیل دین کا وہ اعلیٰ عملی سبق ملتا ہے کہ اگر تم ذرا بصیرت سے کام لو اور اس کی حقیقت پر غور کرو تو آج ہی تمہاری کایا پلٹ ہو جائے دارین کی فائز المرامیاں و کامرانیاں آج ہی تمہارے قدم چومیں اور تمہاری عظمت و رفعت کا غروب شدہ آفتاب دوبارہ طلوع کر کے دنیا کی متمدن قوموں کی نگاہیں کو خیرہ کر دے۔

اب اگر تم سنت ابراہیمی و اسمٰعیلی قربانی کے حقائق و بصائر کو ذہن نشیں کر چکے ہو تو حسب ذیل پہیلی کو حل کرو اور ذوق سلیم کا ثبوت دو۔

مسلمانوں کے غور و فکر کیلئے ایک پہیلی

میں کائنات عالم کے مادی و روحانی کاروبار کی بنیاد ہوں

میں ذہین و طباع ہستیوں کی خلاق ہوں۔

میں تمام خوشحالیوں اور ترقیوں کا سرچشمہ ہوں۔

نسل انسانی کا بیج جب سے سطح دنیا پر بویا گیا ہے میں اسی وقت سے ہوں۔

نظر و فکر کی رہنمائی کی کلید ہوں

کائنات کی ہر چیز میرے دم سے قائم ہے۔

انسان دنیا کو مصیبت اور دکھ کا گھر سمجھتے ہیں وہ اس کو تکلیفوں اور خباثتوں کا مخزن جانتے ہیں اس لئے نہ تو وہ دنیا کی دلچسپیوں اور محاسن کے قائل ہوتے ہیں اور نہ خدا کی ہستی ہی کو تسلیم کرتے ہیں۔

لیکن اگر ایسے وبال دوش انسان مجھ سے تعلق پیدا کریں تو میں نہ صرف مادی و روحانی زندگی کا لطف اٹھانے کے لئے جسمانی اور روحانی صحت بخشتی ہوں بلکہ خدا کی ہستی کو تسلیم کرا کر انسان کو فرشتہ بناتی ہوں میں تحقیق و تدقیق کی جان اور ایجادات و اختراع کا اسٹیم ہوں۔

جو قومیں مجھ سے رشتہ جوڑتی ہیں وہ ترقی کے میدان میں سرعت سے قدم بڑھاتی ہیں اور جو مجھ سے منہ موڑتی ہیں وہ جلدی فنا ہو جاتی ہیں۔

میں نے ہی قوموں کو ادنیٰ حالتوں سے اٹھا کر عروج و ارتقا کی بلندیوں تک پہنچایا ہے۔

میں ہر قابل نوجوان کی رفیق و رہبر ہوں اور حیات نو بخشتی ہوں۔

میں اگرچہ تلخ اور کٹھن ہوں مگر میری تلخیوں ہی میں شہد حیات کی نہریں ہیں اور میری صعوبتوں میں ہی منزل مقصود کی آسانیاں ہیں ابتدا میں وہ زینہ ہوں جو کامیابیوں کی بلندیوں پر لیجاتا ہے۔

میرے بغیر انسان کی زندگی تلخ، دشوار اور بے مقصد ہے۔

اے غافل انسان جب تیری جوئے حیات مصائب و آلام کے بھنور میں محصور ہو کر اپنی راہ سے دوری اور اپنی منزل سے بعد اختیار کر لیتی ہے آتش حسرت کی غریب وہ شعاعیں تیرے نور حیات کو لوٹ لیتی ہیں غم و الم کی ہیبتناکیاں تیرے ولولوں کو سرد کر دیتی ہیں تیری رفتار سست تیرے قدم ڈگمگا جاتے ہیں تو قیام کو سفر پر ترجیح دیتا ہے تو سکوت کو نغمہ اور جمود کو عافیت سمجھتا ہے اور تو ہر سنگ راہ کو منزل سمجھکر اس کے سامنے اپنی تمام طاقتوں اور ارادوں کو اس کی قربانگاہ پر نچھاور کر دیتا ہے اس وقت میں تیرے شیرازہ جمعیت کو مجتمع کرتی ہوئی ان سب رکاوٹوں کو دور کرتی ہوئی شاداں و فرحاں مال غنیمت کو اپنے دامن میں اچھالتی ہوئی تیری طرف بڑھتی ہوں اور تجھکو مسرت و کامرانی کا نغمہ سناتی ہوں اور پھر تو قیام و سکوت اور جمود و تعطل کی ہلاکتوں اور حرمان و یاس کی نامرادیوں سے بچکر مصائب و آلام کے پتھروں کو خس و خاشاک کے مانند بہا لیجاتا ہے اور سفر کے خطرات اور صعوبتوں میں پڑکر ترقی اور زندگی کے موتیوں کو نکال لاتا ہے۔ میں کمزور و درماندہ قوموں کو زندگی بخشتی ہوں اور جو قوم مجھے سپر بناتی ہے میں اس کو ہر میدان میں کامیاب بناتی ہوں اور بڑی بڑی مادی طاقتوں کا منہ پھیر دیتی ہوں۔

بتلاؤ میں کون ہوں ؟ میں کیا ہوں ؟

بتلاؤ اور راز حیات معلوم کر کے ابدی زندگی اور بے پایاں راحت پاؤ اگر تم مجھے نہیں جان سکتے تو لو سنو!

میں قربانی ہوں

سال کے سال تم کو مذکورہ بالا قیمتی اسباق دیتی ہوں مگر تم ان کو مجھے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور میرا مفہوم صرف خونریزی اور گوشت خوری سمجھتے ہو۔ مجھے نازک احساس والے ڈھونڈتے ہیں اور راحت ابدی پاتے ہیں اور مجھ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

یا در کھو میرے مفہوم میں وقت کی قربانی، راحت و آرام کی قربانی، مال و دولت کی قربانی اولاد کی قربانی اور بالآخر جان تک کی قربانی ہے افسوس کہ تم نے اس ملکوتی آواز پر بھی کان نہیں دھرا جس میں خالق السموات والارض نے صاف اعلان کردیا

لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءھا اللہ پاک کو نہ تمہاری قربانیوں کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون لیکن اس کو تمہارا تقویٰ ولکن ینالہ التقویٰ منکم ط

پس اگر تم قربانیوں سے نیکی، پاکیزگی، اسوہ براہیمی کی پیروی نہیں کرتے اور اس کے اعلیٰ نصب العین کو مدنظر رکھتے تو یہ تمہاری گوشت خوریاں اللہ کے نزدیک کوئی درجہ نہیں رکھتیں۔

عیدالاصفیا کا ایک جگردوز منظر

اللہ اللہ اسلامی تعلیمات اور اسکے حقائق و معارف کی کیا شان ہو کہ جس شخص کے قلب جگر میں اسلام کی تعلیم گھر کر جائے کسی حکم کی ظاہری اور باطنی علت کی صفت منکشف ہو جائے اور اس پر تصوف اسلامی کا الٰہی رنگ چڑھ جائے تو پھر کیا کہنا ہے لوڑ علی نور اس کا ظاہر و باطن نور کے سانچے میں ڈھل جاتا ہو وہ اپنے آپ کو سراپا نور پاتا ہے دنیا و مافیہا سے بےخبر ہو جاتا ہے اور شاہد مقصود کو پاکر اور خدائی انوار و تجلیات سے مدہوش ہو کر کہتا ہو سہ

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

جس طرح صوفیائے کرام کی عبادتیں، ریاضتیں اور طرائق خدا پرستی ہم ظاہر پرستوں سے علیحدہ ایک خاص شان عبدیت رکھتے ہیں اسی طرح ان کی "عید" بھی ہماری عید سے ایک نئی شان والی عید ہوتی ہے ان کی خدا پرستی کا راستہ "شریعت" کے راستہ سے زیادہ خطرناک اور دشوار گذار ہوتا ہو یہ نفوس قدسیہ زیبائش و نمائش ظاہری سے نعوذ اور نام و نمود سے مہجور ہوئے ہیں وہ ہر عبادت کو اپنی مخصوص خدا پرستی کے رنگ میں رنگین کر کے ایک خاص لطف پیدا کر دیتے ہیں یہ خدا رسیدہ لوگ شریعت کے تمام منازل و مراحل طے کرنے کے بعد "طریقت" کی سنگین منزل میں قدم رکھتے ہیں اس لئے ان کے دل نور اسلام سے روشن ہوتے ہیں یہ پاکباز اسلام کے سچے فدائی سچے جاں نثار اور سچے ارادتمند ہوتے ہیں۔

ایک مصری بزرگ اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ شہر گیانا اضلاع عراق میں ایک خدا رسیدہ خلوت نشین اور خاموش بزرگ رہتے تھے جن کی پیشانی سے لمعات اسلام کی کرنیں ہر شخص کو ان کا دالہ و شیدا بنا دیتی تھیں معتقدین نثار و ارادتمندوں کا مجمع ہر وقت اس شمع ولایت کے اردگرد لگا رہتا تھا اور اس شمع تصوف کی روشنی سے اکتساب نور کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ عید آئی اور لوگوں کے لئے پیام مسرت لائی لوگوں نے کپڑے بدلے عطر لگائے اور ہر طرح خوشیاں منائیں ارادتمند شاہ صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تو خلاف معمول شاہ صاحب کو بھی اجلے لباس میں دیکھا لوگوں نے پوچھا کہ بھائی آج کیا دن ہے کہ ہر شخص اچھے کپڑوں میں ملبوس ہے اور چہرے سے آثار مسرت نمایاں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ حضور آج عید قربان ہے اگر مرضی مبارک ہو تو حضور بھی ہمارے ساتھ عیدگاہ چلیں یہ سنتے ہی سرمست الٰہی وجد آگیا مستانہ وار کھڑے ہو گئے گویا کسی محبوب کا بلاوا آگیا کاندھے پر کمبل ڈالا ہاتھ میں عصائے مبارک لیا اور چل کھڑے ہوئے سیدھے عیدگاہ پہنچے لوگوں نے دیکھتے ہی اپنے دوشالے اور ریشمی چادریں بچھا دیں کہ شاہ صاحب رونق افروز ہوں مگر سرمست صاحب سیدھے ممبر کے پاس پہنچے قاضی صاحب سے مصافحہ کیا اور پوچھا ماھذا الیوم یہ کونسا دن ہو قاضی صاحب نے عرض کیا ھذا الیوم العید یہ عید قربان کا دن ہو۔ شاہ صاحب ہنستے ہوئے ممبر پر چڑھ گئے خدا کی محبت میں ڈوبے ہوئے مستانہ وار چند اشعار پڑھے اور دیوار سے پیٹھ لگا کر ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے لوگوں نے دیکھا تو کچھ نہ تھا۔

ان بزرگ کا مزار شہر گیانا کے عراقی دروازہ پر اب تک زیارت گاہ خاص و عام ہے اور لوح مزار پر ھذا الیوم العید نہایت جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔

یہ ہے اصفیا اور اولیاء اللہ کی عید۔ سہ

یہ رتبۂ بلند ملا جس کے تھا نصیب ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

سچ ہے سہ

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند فرزند و عیال و خانماں را چہ کند

صرف یہی نہیں بلکہ اس سرمست الٰہی کی روح جاتے جاتے کہہ گئی سہ

جان دی دی ہوئی خدا کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ تھیں وہ ہستیاں جن کے قلوب میں اسلامی درد تھا۔ جن کے سینوں میں ایک ٹیس تھی، جن کے خون میں اسلامی جوش تھا اور جن کے کانوں میں صدائے حق کی شنوائی تھی آہ اب وہ نورانی پیکر کہاں۔ ہم بھی ہمیشہ عیدیں مناتے ہیں مگر قلب میں وہ احساس کہاں اور ہماری خدا پرستی میں وہ شان فدائیت کہاں گو ہماری رگوں میں اسلامی خون ہے اور اس میں حرارت بھی ہو مگر بے سود، ہمارے قلب ہیں جن میں اسلامی درد ہے مگر بے اثر۔ ہم جگر بھی رکھتے ہیں اور اس میں ٹیس بھی ہو مگر بے فائدہ ہمارے کان بھی ہیں اور وہ سنتے ہیں مگر صدائے حق کی شنوائی سے بے بہرہ ہماری آنکھیں ہیں اور وہ دیکھتی ہیں مگر حسن مجازی۔ الفاظ اور اصوات بے معنی اور ہم عقل بھی رکھتے ہیں جس میں مادہ تعقل بھی ہے مگر حقیقت سے نابلد غرض آج ہماری یہ حالت ہو

رہا دین باقی نہ اسلام باقی اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

پس اے حقیقت اسلام کو فراموش کئے ہوئے مسلمانو! اگر تمہارے دلوں میں خدا کی محبت کے سوا معبودان باطل کا خیال اور کسی اور کی بھی محبت ہے اگر تمہارے دماغ معرفت الٰہی کے افکار عالیہ سے خالی ہیں اگر تمہارے جذبات و تخیلات عشق الٰہی کے جذبات صادقہ سے نا آشنا اور سوز و تپش کی آگ سے سوختہ نہیں اگر تمہارے اعمال و افعال خدا کے حکم کے مطابق نہیں اگر تمہارے وجود کی علمی و عملی طاقتیں خدا کے لئے وقف نہیں اگر تمہاری پیشانیاں رب بے نیاز کی چوکھٹ کے سوا غیروں کے سامنے سجدہ ریز ہیں اگر تمہارے ہاتھ پیروں میں شریعت کی پابندیوں کے علاوہ رسم و رواج کی بیڑیاں بھی ہیں اور تم فرسودہ خیالات کی جکڑ بندیوں میں گرفتار ہو اور اگر تم حقیقت کی جگہ لفظوں کے پرستار ہو تو یہ تمہاری تمام خوشیاں، قربانیاں اور سجدہ ریزیاں صبغۃ اللہ کے رنگ سے رنگین نہیں کی جا سکتیں اور دربار خداوندی میں قبولیت نہیں حاصل کر سکتیں جب تک تم اپنے اندر صدق و صفا ایثار و فداکاری تسلیم و رضا نیکی و پاکیزگی اور تقوی و پرہیزگاری اختیار نہ کرو۔ اے اللہ ہمیں دیدہ بینا عطا کر تاکہ ہم اس خلیلی یادگار کی حقیقت کو سمجھ کر صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں اور تیرے احکام کی فرمانبرداری میں مر مٹیں سہ

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

حقیقت اسلام

(از جناب مولانا مولوی محی الدین صاحب کلکتہ)

سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ اسلام کی وہ کونسی حقیقت تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی پر طاری ہوئی اور جس کو قرآن کریم نے امت مرحومہ کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا؟

اسلام کا مادہ لفظ "سلم" ہے جو باختلاف حرکات مختلف اشکال میں اکثر مختلف معانی پیدا کرتا ہے لیکن لغت کہتا ہے کہ "سلم" بفتحتین اور "سلام" کے معنی کسی چیز کے سپرد ہونے، طاعت و انقیاد اور گردن جھکا دینے کے ہیں اسی سے "تسلیم" بمعنی سپرد ہونے کے اور استسلم (ای انقاد و اطاع) آتا ہے اور فی الحقیقت لفظ اسلام بھی انہی معنی پر مشتمل ہے قرآن کریم میں ان معانی کے شواہد اس کثرت سے ہیں کہ ایک مختصر مضمون میں سب کا استقصا ممکن نہیں تاہم ایک دو آیتوں پر نظر ڈالئے تو یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے مثلاً احکام طلاق کی آیات میں ایک موقعہ پر فرمایا۔

وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اذا سلمتم اٰتیتم بالمعروف۔	اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے بچہ کو کسی دایہ سے دودھ پلواؤ تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق ان کی ماؤں کو جو دینا کیا تھا وہ

اس آیت میں سلمتم حوالہ کر دینے کے معنے میں صاف ہے اسی طرح بمعنی اطاعت و انقیاد و گردن نہادن کے بیسیوں جگہ فرمایا ہے

ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا	اس آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو چار و ناچار الٰہی کا حکم بردار اور مطیع و منقاد نہ ہو۔
وقالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا۔	اور یہ جو عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے قرآن سے کہدے کہ تم ابھی ایمان نہیں لائے کیونکہ وہ دل کے اعتقاد کامل کا نام ہے جو تمہیں نصیب نہیں، البتہ یوں کہو کہ ہم نے اس دین کو مان لیا۔

ہر شے کی اصلی حقیقت وہی ہو سکتی ہے جو اس کے نام کے اندر موجود ہو دین الٰہی کی حقیقت لفظ اسلام کے معنے میں پوشیدہ ہے لفظ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اپنے پاس جو کچھ رکھتا ہے خدا تعالیٰ کے حوالے کر دے اس کی تمام قوتیں اس کی تمام خواہشیں اس کے تمام جذبات اس کی تمام محبوبات غرضکہ سر کے بالوں کی جڑ سے لیکر پاؤں کے انگوٹھے تک جو کچھ اس کے اندر ہے اور جو کچھ اپنے سے باہر اپنے پاس رکھتا ہے سب کچھ ایک لینے والے کے سپرد کر دے وہ اپنے تمام قوائے جسمانی و دماغی کے ساتھ خدا کے آگے جھک جائے اور ایک مرتبہ ہر طرف سے منقطع ہو کر اور اپنے تمام رشتوں کو توڑ کر اس طرح گردن رکھدے کہ پھر کبھی نہ اٹھے نفس کی حکومت سے باغی ہو جائے اور احکام الٰہیہ کا مطیع و منقاد۔

یہی وہ حقیقت اسلامی کا قانون فطری ہے جو تمام کائنات عالم میں جاری و ساری ہے اس کی سلطنت سے زمین و آسمان کا ایک ذرہ بھی باہر نہیں۔ ہر شے جو اس حیات کدہ عالم میں وجود رکھتی ہے اپنے اعمال طبیعی کے اندر اس حقیقت اسلامی کی ایک مجسم شہادت ہے کون ہے جو اس کی اطاعت و انقیاد سے آزاد ہو اس کے سامنے سے اپنے جھکے ہوئے سر کو اٹھا سکتا ہے اس نے کہا کہ میں "کبیر المتعال" ہوں پھر کونسی ہستی ہے جو اس کی کبریائی و جبروت کے آگے اپنے اندر اسلامی انقیاد کی ایک صدائے عجز نہیں رکھتی؟ زمین پر ہم چلتے ہیں اور آسمان کو دیکھتے ہیں لیکن کیا وہ نوں اسی حقیقت اسلامی کی طرف داعی نہیں ہیں۔

ملکوت السماوات والارض اور حقیقت اسلامی کا قانون عام

زمین کو دیکھو جو اپنے گرد و غبار کے اندر ارواح نباتاتی کی ایک بہشت حیات ہے جس کے الوان جمال سے اس حیات کدہ ارضی کی ساری دلفریبی اور رونق ہے جس کی غذا بخشی انسانی خون کے لئے سرچشمہ تولید ہے اور جو اپنے اندر زندگیوں اور ہستیوں کا ایک خزانہ لازوال رکھتی ہے کیا اس کی وسیع سطح حیات پر ذرہ برابر ایک ذرہ ہستی بھی ہے جو اس حقیقت اسلامی کے قانون عام سے مستثنیٰ ہو؟ کیا اس کی کائنات نباتاتی کا ایک ایک ذرہ خدائے اسلام کے قائم کئے ہوئے حدود و ملوامیس کا مسلم یعنی اطاعت شعار نہیں ہے۔

بیج جبکہ زمین کے سپرد کیا جاتا ہے تو فوراً لے لیتی ہے کیونکہ اس کے بنانے والے نے اس کو ایسا ہی حکم دیا ہے لیکن پھر اگر تم وقت سے پہلے واپس مانگو تو نہیں دے سکتی کیونکہ اس کا سر خدا کے آگے جھکا ہوا ہے اور خدا نے ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے ولکل اجل کتاب۔ پس محال ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرے اور حقیقت اسلامی کے قانون عام کی مجرم ہو۔

قانون الٰہی نے زمین کی قوت نامیہ کے ظہور کے لئے مختلف دور مقرر کر دیئے ہیں اور ہر دور کے لئے ایک وقت خاص لکھدیا ہے زمین کی درستگی کے بعد اس میں بیج ڈالا جاتا ہے آفتاب کی تمازت اس کو حرارت پہنچاتی ہے۔ ابر و ہوا اور موسم موافق کی رطوبت اس کی یبوست میں اعتدال پیدا کرتی ہے پانی کا بقدر مناسب حصول اس کے نشو و نما کو زندگی کی تازگی بخشتا ہے یہ تمام چیزیں ایک خاص تسویہ و تناسب کے ساتھ اس کو مطلوب ہیں پھر بیج کے گلنے اور سڑنے اور مٹی کے اجزائے نباتاتی کی آمیزش کو نپلوں کے پھوٹنے ان کے بتدریج بلند ہونے اور اس کے بعد شاخوں کے انشعاب اور پتوں اور پھولوں کی تولید ان تمام مرحلوں سے اس بیج کا درجہ بدرجہ گزرنا ضروری ہے اور ہر زمانہ کے لئے ایک خاص حالت اور مدت مقرر کر دی گئی ہے یہی تمام مختلف مراحل و منازل زمین کی پیداوار کے لئے ایک شریعت الٰہیہ ہیں جس کی اطاعت کائنات نباتات کی ہر روح پر فرض کر دی گئی ہے پھر کیا ممکن ہے کہ زمین ایک لمحہ ایک منٹ، اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس شریعت کے مسلم ہونے یعنی اس کی اطاعت سے انکار کر دے اور پھر اگر اس کی خلاف ورزی کی جائے تو کیا ممکن ہو کہ ایک دانہ بھی بار آور اور ایک پھول بھی شگفتہ ہو؟

ایک درخت ہے جو پانچ سال کے اندر پھل لاتا ہے پھر تم کتنی ہی کوشش کرو پانچ مہینے کے اندر وہ کبھی پھل نہیں دیگا ایک پھول ہے جس کے پودے کو زیادہ مقدار

میں حرارت مطلوب ہے پھر یہ محال ہے کہ وہ سائے میں زندہ رہ سکے کیوں! اسلئے کہ پانچ سال کے اندر اس کا حد بلوغ کو پہنچنا اور دھوپ کی تیزی میں اس کا نشو و نما پانا شریعت الٰہی نے مقرر کر دیا ہے بس وہ مسلم ہے اور حقیقت اسلامی کا قانون عام اس کو سرکشی و خلاف ورزی کا سر اٹھانے نہیں دیتا۔

وله من فی السموات والارض کل له قانتون۔

اور جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور سب اسی کے حکم کے تابع اور منقاد ہیں۔

پس فی الحقیقت زمین کے عالم نظم و تدبیر میں جو کچھ ہے حقیقت اسلامی ہی کا ظہور ہے وفی الارض آیات للموقنین "اور زمین میں ارباب یقین کے لئے خدا کی ہزاروں نشانیاں بھری پڑی ہیں"

یہ سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیاں جو اپنے عظیم الشان قامتوں کے اندر خلقت کائنات کی سب سے بڑی عظمت رکھتی ہیں! یہ شیریں اور حیات بخش دریا جو کسی مخفی تعلیم کے نقشے کے مطابق زمین کے اندر گاہ مستقیم اور گاہ پر پیچ و خم راہ پیدا کرتے رہتے ہیں یہ خوفناک و قہار سمندر جس کی بے کنار سطح مہیب کے نیچے طرح طرح کے دریائی حیوانات کی بیشمار اقلیمیں آباد ہیں! غور کیجئے کہ کیا سلطان اسلام کی حکومت سے باہر ہیں پہاڑوں کی چوٹیوں کے سر گو بلند ہیں مگر اطاعت کے اسلام شعارانہ سر جھکے ہوئے ہیں زمین کا جو گوشہ اور سمندر کا جو کنارہ ان کو دیدیا گیا ہے ممکن نہیں کہ ایک انچ بھی اس سے باہر قدم رکھ سکیں ان کے ارتقائے جسمانی کے لئے جو غیر محسوس رفتار نمو شریعت الٰہی نے مقرر کر دی ہے محال ہے کہ اس سے زیادہ آگے بڑھ سکیں انقلاب طبعیہ کا حکم الٰہی ان کو ریزہ ریزہ کر دے پھر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے اسی طرح دریاؤں اور سمندروں کی طرف کان لگائیے کہ ان کی زبان حال اس حقیقت اسلامی کی کیسی عجیب شہادت دے رہی ہے؟ آپ نے سمندروں کے طوفان اور موجوں کی صورت میں دیکھا ہے کہ پانی کی سرکشیاں کیسی شدید ہوتی ہیں! لیکن اسی سرکش اور مغرور دیو پر جب حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد کا قانون نافذ ہوا تو اس عجز و تذلل کے ساتھ اس کا سر جھک گیا کہ ایک طرف میٹھے پانی کا دریا بہ رہا ہے اور دوسری طرف کھارے پانی کا بحر زخار ہے دونوں اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ کوئی شئے ان میں حائل نہیں مگر نہ تو دریا کی یہ مجال ہے کہ سمندر کی حد میں قدم رکھے اور نہ سمندر باایں ہمہ قوت و قہاری اس کی جرأت رکھتا ہے کہ اپنی سرکش موجوں سے اس پر حملہ کرے۔

مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان۔ فبای آلاء ربکما تکذبان۔

اس نے کھاری اور میٹھے پانی کے دو سمندر کو جاری کیا کہ دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں مگر پھر بھی ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے کیونکہ دونوں کے درمیان اس نے ایک حد فاصل مقرر کر دی ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:-

وهو الذی مرج البحرین هذا عذب فرات وهذا ملح اجاج وجعل بینهما برزخا وحجرا محجورا

اور وہی قادر مطلق ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملایا ایک کا پانی شیریں و خوش ذائقہ اور ایک کا کھارا کڑوا اور پھر دونوں کے درمیان ایک ایسی حد فاصل اور روک رکھدی

کہ دونوں باوجود ملنے کے بالکل الگ رہتے ہیں!

اب ذرا نظر اوپر اٹھاؤ اور ملکوت السماوات کے ان اجرام عظیمہ کو دیکھو جن کے مرئیات مدہشہ سے یہ سطح نیلگوں ادراک انسانی کا سب سے بڑا منظر تحیر ہے یہ عظیم الشان قہرمان تجلی جو روزانہ ہمارے سروں پر چمکتا ہے جس کی فیضان بخشی حیات تمیز قرب و بعد سے ماورا ہے جس کا جذب و انجذاب کائنات عالم کے لئے مرکز قیام ہے جس کا سرچشمۂ ضیاء نور اجسام سماویہ کے لئے تنہا وسیلۂ تنویر ہے اور جس کا قہر حرارت کسی تجلی گاہ حقیقی کا سب سے بڑا عکس و ظلال ہے غور کرو تو اپنے اندر حقیقت اسلامی کی کیسی موثر شہادت مبین رکھتا ہے وہ جس کی جبروت و عظمت کے آگے تمام کائنات عالم کا سر جھکا ہوا ہے کیسے مسلم شعارانہ انکسار کے ساتھ فاطر السماوات کے آگے سربسجود ہے کہ ایک لمحے اور ایک عشر دقیقے کے لئے بھی اپنے اعمال و افعال کے مقرر کردہ حدود سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔

تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیها سراجا وقمرا منیرا۔

کیا مبارک ہے وہ ذات مقدس اس کی جس نے آسمان میں (گردش سیارات کے) دائرے بنائے اور اس میں آفتاب کی مشعل روشن کر دی اور پھر روشن و منور چاند بنایا۔

پھر اسی طرح اور تمام اجرام سماویہ کو دیکھو اور ان کے افعال و خواص کا مطالعہ کرو ان کے طلوع و غروب ایاب و ذہاب حرکت و رجعت جذب و انجذاب اثر و تاثر اور فعل و انفعال کے لئے جو قوانین رب السماوات نے مقرر کر دیئے ہیں کس طرح ان کی اطاعت و انقیاد کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں! یہی قوانین ہیں جن کو قرآن کریم "حدود اللہ" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے اور یہی دین قیم ہے جو تمام نظام کائنات کے لئے بمنزلہ مرکز قیام و حیات ہے عالم ارضی و سماوی کی کوئی مخلوق نہیں جو اس دین الٰہی کا پیرو نہ ہو اور آفتاب سے لیکر خاک کے ذرے تک کوئی نہیں جو اس کی اطاعت سے انکار کرے۔

الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان والسماء رفعها ووضع المیزان الا تطغوا فی المیزان۔

اسی کے حکم سے سورج اور چاند ایک حساب معین پر گردش میں ہیں اور تمام عالم نباتات کے سوا اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اسی نے آسمان کو بلندی قرار دیا اور قانون الٰہی کا میزان بنایا تاکہ تم لوگ اندازہ کرنے میں حد عدل سے متجاوز نہ ہو۔

پس نظام شمسی میں جس قدر نظم و تدبیر ہے سب اسی "حقیقت اسلامی" کا ظہور ہے۔ حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد نے ہر مخلوق کو اپنے اپنے دائرہ عمل میں محدود کر دیا ہے اور ہر وجود سر جھکائے ہوئے اپنے اپنے فرض کے انجام دینے میں مشغول ہے اگر زمین اپنے محور پر حرکت کرتی ہوئی اپنے دائرہ کا چکر لگاتی ہے اگر آفتاب کی کشش اس کو ایک بال برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہونے دیتی اگر ہر ستارہ اپنے اپنے دائرہ حرکت کے اندر ہی محدود ہے اگر تمام ستاروں کی باہمی جذب محیط ہمیشہ اس تسویہ و میزان کے ساتھ قائم رہتی ہے کہ عظیم الشان قوتوں کے یہ پہاڑ آپس میں نہیں ٹکرا سکتے اگر ان کی حرکت و سیر کی مقدار اور اوقات مقررہ میں طلوع و غروب ایک ایسا ناممکن التبدیل قانون ہے جس میں کبھی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ اور اگر

لا الشمس ینبغی لها ان تدرک القمر ولا الیل سابق النهار وکل فی فلک یسبحون۔

نہ تو آفتاب کے اختیار میں ہے کہ چاند کو جا لے اور نہ رات کے بس میں ہو کہ دن سے پہلے ظاہر ہو جائے اور تمام اجرام سماویہ اپنے اپنے دائروں کے اندر ہی پیر رہے ہیں۔

تو پھر اس کے کیا معنی ہیں؟ کیا یہ اعمال کائنات اس امر کی شہادت نہیں ہے کہ دنیا میں اصلی قوت صرف "اسلام" ہی کی ہو اور اس عالم کا ہر وجود صرف اسلئے زندہ ہے کہ وہ "مسلم" ہے اور حقیقت اسلامی اس پر طاری ہو چکی ہے ورنہ اگر ایک لمحہ کے لئے بھی اس حقیقت کی حکومت دنیا سے اٹھہ جائے تو تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔

افغیر دین الله یبغون حکما وله اسلم من فی السماوات والارض طوعا وکرها والیه ترجعون۔

کیا یہ دین الٰہی کو چھوڑ کر کسی اور کے آگے سر جھکانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو اس دین الٰہی کا مسلم یعنے مطیع و منقاد نہ ہو۔

اور آسمان و زمین پر کیا موقوف ہے اگر خود اپنے اندر ہی دیکھیے تو جسم انسانی کا کونسا حصہ ہے جس پر حقیقت اسلامی طاری نہیں؟ خود آپ کو تو اس کے آگے جھکنے سے انکار ہے لیکن اس کی خبر نہیں کہ آپ کے اندر جو کچھ ہے اس کا ایک ایک ذرہ کس کے آگے سربسجود ہے؟ دل کے لئے یہ شریعت مقرر کر دی گئی کہ اپنے قبض و بسط سے جسم کے تمام حصوں میں خون کی گردش جاری رکھے کہ اس کا اضطراب و التہاب ہی روح کے سکون حیات کا ذریعہ ہے نیز حرکت کی ایک مقدار مقرر کر دی اور خون کے دخل و خروج کے لئے ایک پیمانہ اعتدال بنا دیا پھر ذرا اپنے بائیں پہلو پر ہاتھ رکھکر دیکھیے کہ اس عجیب و غریب مضغہ گوشت نے کس استغراق و محویت کے ساتھ حقیقت اسلامی کا سر جھکا دیا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہیں اور اگر ایک چشم زدن کے لئے بھی سرکشی سر اٹھائے تو نظام حیات بدن کا کیا حال ہو۔ اسی طرح کارخانۂ جسم کے ایک ایک پرزے کے تشریحی فرائض پر نظر ڈالئے اور دیکھیے کہ آپ کے اندر سر سے لیکر پاؤں تک جس قدر زندگی ہے اس حقیقت اسلام ہی کے نظام سے ہے آنکھوں کا ارتسام عکس کانوں کی قوت سامعہ معدے کا فعل انہضام اور سب سے بڑھکر طلسم سرائے دماغ کے عجائب و غرائب سب اسی لئے کام دے رہے ہیں کہ "مسلم" ہیں اور حقیقت اسلامی کے اطاعت شعار آپ کے جسم کی رگوں کے اندر جو خون دوڑ رہا ہے کبھی آپنے یہ بھی سوچا ہے کہ کس کے حکم کی سطوت و جبروت ہے جو اس کو روز و لیل و نہار کو دوڑا رہی ہے۔

وفی انفسکم افلا تبصرون | اگر باہر کی طرف سے تمہاری آنکھیں بند ہیں تو کیا اپنے نفس کے اندر بھی نہیں دیکھتے۔

اور یہی اشارہ ہے جو اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے کہ:-

سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق۔

ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف و جوانب میں بھی دکھلائیں گے اور انسان کے نفس کے اندر بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ دین برحق ہے۔

اور یہی حقیقت اسلامی کی وہ اطاعت شعاری ہے جس کو لسان آیہ نے عالم کائنات کی تسبیح و تقدس سے تعبیر کیا ہے کیونکہ فی الحقیقت اس عالم کا ہر وجود اپنے ثنائے اسلام کی زبان حال سے اس سبوح و قدوس کی عبادت میں مشغول ہے۔

تسبح له السموات السبع والارض ومن فیهن وان من شیء الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم انه کان غفورا حلیما۔

تمام آسمان اور تمام زمینیں اور جو کچھ ان کے اندر ہے سب اسی خدا کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہیں اور کائنات میں کوئی چیز نہیں جو زبان اطاعت سے اس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدس نہ کرتی ہو مگر ان کی اس آواز کو نہیں سمجھتے اور اس پر غور نہیں کرتے۔

خلافت انسانی اور حقیقت اسلامی

اور یہی وہ عہد و میثاق عبودیت تھا جس کا اقرار صحبت ازل کے ہر جرعہ نوش جام تجلی سے لیا گیا اور حقیقت اسلامی کی محویت ازلی نے سب کی زبان سے بے اختیارانہ اقرار انقیاد کرا لیا۔

واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علی انفسهم الست بربکم قالوا بلی۔

اور وہ وقت یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اس کی ذریت کو بصورت تعین ازلی نکالا اور ان کے مقابلہ میں خود انہی سے شہادت دلا دی اس طرح کہ ان سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا امر و حاکم اور رب الارباب نہیں ہوں؟ سب نے اطاعت کے سر جھکا دیئے کہ بیشک تو ہی مستحق عبادت ہو۔

اور اسی حقیقت اسلامی کے سر جھکانے کا نتیجہ وہ سربلندی ہے جو انسان کو تمام مخلوقات ارضیہ میں حاصل ہے اور جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے صفات کاملہ کا مظہر اور زمین پر اس کا خلیفہ قرار پایا اس نے جب اللہ کے آگے سر اطاعت جھکا دیا تو اللہ نے ان تمام مخلوقات ارضیہ کو جس کے سر اس کے آگے جھکے ہوئے تھے حکم دیا کہ اس جھکنے والے کے آگے ہی جھک جاؤ کہ من تواضع لله رفعه الله۔

ولقد کرمنا بنی ادم وحملناهم فی البر والبحر ورزقناهم من الطیبات

اور ہم نے شرف و کرامت عطا فرمایا نسل انسانی کو اور تمام خشکی اور تری کی چیزوں کو حکم دیا کہ اس کے مطیع ہو جائیں اور اس کو اٹھالیں اور اس کے لئے دنیا میں بہترین اشیا پیدا کر دیں۔

حقیقت اسلامیہ کا ضد حقیقی یا قوت شیطانی

کائنات کی ہر مخلوق نے اس کے حکم کی تعمیل کی کیونکہ ان کے سر تو اس کے آگے جھکے ہوئے تھے پر ایک شریر ہستی تھی جس نے غرور و تکبر کے ساتھ کفر کا سر اٹھایا اور انسان کی اطاعت سے انکار کر دیا۔

اذ قال ربک للملائکة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین۔

اور جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ کو حکم دیا کہ نوع آدم کے آگے اطاعت کے سر جھکا دو تو سب جھک گئے مگر ابلیس تھا جس نے انکار کیا اور کبر و غرور کا سر اٹھایا اور وہ یقیناً کافروں میں سے تھا۔

یہی ایک شریر طاقت ہے جو تمام سرکشیوں اور ہر طرح کے ظلم و طغیان کا عالم میں مبدء ہے یہی وہ تاریکی کا اہرمن ہے جو یزدانی نور و ضیا کے مقابلہ میں اپنے تئیں

پیش کرتا ہے یہی وہ قہرمان ضلالت ہے جو انسان کے پاؤں میں اپنی اطاعت کی زنجیریں ڈال کر اس کو اسلامی اطاعت سے باز رکھتا ہے یہی وہ ابوالکفر ہے جس کی ذریت انسان کے اندر اور باہر دونوں میں پھیلی ہوئی ہے اور جو جب چاہتا ہے انسان کے مجرائے دم کے اندر پہنچ کر اپنی ضلالت کے لئے راہ پیدا کر لیتا ہے اور یہی وہ اسلام کی حقیقت کا اصلی ضد اور اس کی قوت ہدایت کا قدیمی دور ہے جس نے اپنے کفر کے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ

قال ارءیتک ھذا الذی کرمت علی لئن اخرتن الی یوم القیامۃ لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا۔

شیطان نے آدم کی طرف حقارت کے ساتھ اشارہ کرکے کہا کہ یہی ہے جس کو تو نے مجھ پر فوقیت دی ہے لیکن اگر تو مجھکو روز قیامت تک مہلت دے تو میں اپنی قوت ضلالت سے اس کی تمام نسل کو تباہ کر دوں البتہ وہ تھوڑے سے لوگ جن پر میرا جادو نہ چلیگا میری حکومت سے باہر رہ جائینگے۔

لیکن خدا تعالے نے یہ کہکر جھڑک دیا کہ:۔

اذھب فمن تبعک منہم فان جہنم جزاءکم جزاء موفورا واستفزز من استطعت منہم بصوتک واجلب علیہم بخیلک ورجلک وشارکہم فی الاموال والاولاد وعدہم وما یعدہم الشیطان الا غرورا۔

جا دور ہو۔ جو شخص نسل آدم میں سے تیری متابعت کرے گا اس کے لئے اور تم سب کے لئے عذاب جہنم کی پوری پوری سزا ہوگی ان میں سے جن جن کو تو اپنی پر فریب صداؤں سے بہکا سکتا ہے بہکا لے ان پر اپنی فوج کے سواروں اور پیادوں سے چڑھائی کرلے ان کی مال و دولت اور اولاد و فرزند میں شریک ہو کر اپنا ایک حصہ لگا لے اور ان سے جتنے جھوٹے وعدے کر سکتا ہے کر لے شیطان کے وعدے محض دہوکے اور فریب سے زیادہ نہیں ہیں"

پھر یہی ہے جس کو خواہ تم اپنے سے خارج دیکھو یا خود اپنے اندر تلاش کرو اس کے حکم ضلالت کے احکام دونوں جگہ جاری ہیں وہ کبھی تمہاری رگوں کے اندر کے خون میں اپنی ذریات کو آمادہ کر دیتا ہے تاکہ تم پر اندر سے حملہ کرے کبھی باہر سے اگر تمہارے دماغ و دل پر قابض ہو جاتا ہے تاکہ تم کو اپنے آگے جھکا کر خدا کے آگے جھکنے سے باز رکھے وہ کبھی تمہارے مال و متاع میں کبھی محبت اہل و عیال میں اور کبھی عام محبوبات و مرغوبات دنیویہ میں شریک ہو جاتا ہے اور اس طرح تمہاری ہر شے خدا کی جگہ اس کے لئے ہو جاتی ہے تم چلتے ہو تو اس کے لئے کہاتے ہو تو اس کے لئے اور پہنتے ہو تو اس کے لئے حالانکہ حقیقت اسلامی چاہتی ہے کہ تم جو کچھہ کرو خدا کے لئے کرو۔

ہر تاریکی جو روشنی کو چھپانا چاہتی ہے، ہر سیاہی جو سفیدی کے مقابلہ میں ہے ہر تمرد و سرکشی جو اطاعت الٰہی کی ضد ہے اور ہر وہ شے جو حقیقت اسلامی سے خالی ہے یقین کرو کہ شیطان ہے اور دنیا کی ہر ذلت اور ہر راحت جس کا انہماک اس درجہ تک پہنچ جائے کہ وہ حقیقت اسلامی کے انقیاد پر غالب آجائے شیطان کی ذریت میں داخل ہیں اس کے وجود کی نسبت کیوں سوچتے ہو کہ وہ کیا ہے اور کہاں ہے اس کو دیکھو کہ وہ تمہارے ساتھ کیا کر رہا ہے مسیح نے کہا کہ ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں کر سکتا اور قرآن کریم کہتا ہے کہ

ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ۔

اللہ نے کسی انسان کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے ہیں بلکہ دل ایک ہی ہے۔

پس ایک دل کے سر یہی وہ جو کہ دونوں پر نہیں جھک سکتے۔ اور دنیا میں دل ہی ایک ایسا جوہر ہے کہ جس کی تقسیم نہیں ہو سکتی یا وہ قوت شیطانی کا مطیع و منقاد ہوگا یا قوت رحمانی کا یا وہ شیطان کا عبادت گذار ہوگا یا خدائے رحمان کا اور عبادت و پرستش سے مقصود یہی نہیں ہے کہ پتھر کا ایک بت تراش کر اس کے آگے سربسجود رہو یہ تو وہ ادنیٰ شرک ہے جس سے قریش مکہ کا خیال بھی بلند تھا۔ بلکہ ہر وہ انقیاد ہر وہ سخت و شدید انہماک اور ہر وہ استغراق و استیلا جو حقیقت اسلامی کے انقیاد اور محبت الٰہی پر غالب آجائے اور تم کو اس طرح اپنی طرف کھینچ لے کہ جس کی طرف تمھیں کھنچنا تھا اس کی طرف سے گردن موڑ لو۔ درحقیقت وہی تمہاری پرستش و عبادت کا بت ہے اور تم اس کے بت پرست اور اصلی و حقیقی شرک کے مشرک یہی سبب ہے کہ حقیقت شناسان توحید نے فرمایا من شغلک عن اللہ فہو صنمک ومن الہاک فہو مولاک (جس چیز نے تم کو اللہ سے الگ کرکے اپنی طرف متوجہ کر لیا وہی تمہارے لئے بت ہے اور تم اس کے پوجنے والے ہو) خواہ وہ جنت کی ہوس ہو اور حور و قصور کا شوق ہی کیوں نہ ہو رابعہ بصریہ سے جب پوچھا۔ ما الشرک؟ شرک کی حقیقت کیا ہے تو اس نے کہا کہ "طلب الجنۃ والاعراض عن ربہا" جنت کی طلب کرنا اور مالک جنت کی طرف سے غافل ہو جانا یہی سبب ہے کہ قرآن کریم نے ہوائے نفس کو معبود و الٰہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

افرایت من اتخذ الٰہہ ہواہ

یعنی "آیا تم اس گمراہ کو نہیں دیکھتے جس نے اپنی ہوائے نفس کو معبود بنایا ہے"

اور کس قدر میرے مطلب کو واضح تر کر دیتی ہے سورہ یاسین کی وہ آیت جب کہ فرمایا کہ

الم اعہد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی ھذا صراط المستقیم۔

کیا ہم نے تم سے اے اولاد آدم! اس کا عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی پوجا سے باز رہو کیونکہ وہ تمہارا ایک کھلا دشمن ہے اور صرف ہماری ہی عبادت کرو کہ یہی ہدایت کی حقیقی راہ ہے۔

یہاں شیطان کی اطاعت کو بندگی اور عبادت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور عبادت الٰہی کے اس عہد میثاق کو یاد دلایا ہے جو "الست بربکم" کے سوال کے جواب میں تمام بنی آدم سے لیا جا چکا ہے پس حقیقت اسلامی یہ چاہتی ہے کہ انسان قوت شیطانی سے بالکل منقطع ہو کر صرف خدا تعالے کا ہو جائے اور اس کے آگے سر انقیاد جھکا کر اپنے میثاق بلیٰ کی تجدید کرے تاکہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور اللہ کا بندہ وہی ہے جو شیطان کا نہیں۔

ان عبادی لیس لک علیہم سلطان وکفیٰ بربک وکیلا

خدا تعالے نے شیطان سے کہا کہ جو میرے بندے ہیں ان پر تیری حکومت نہیں چلنے کی اور خدا اپنے بندوں کی کارسازی کے لئے بس کرتا ہے"

یہاں ان بندگان مخلصین کو جو شیطان کے اثر و استیلا سے محفوظ ہوں خدا نے اپنی طرف نسبت دی کہ "ان عبادی" جو لوگ میرے بندے ہیں حالانکہ کون

ہے جو اس کا بندہ نہیں ہو مگر مقصود یہ تھا کہ میرے بندے تو وہی ہیں جو صرف میرے لئے ہیں لیکن جنہوں نے میرے آگے جھک کر پھر اپنے کو دوسری چوکھٹوں پر بھی جھکا دیا ہے تو درحقیقت انہوں نے بندگی کا رشتہ کاٹ دیا گو وہ میرے تھے لیکن اب میرے باقی نہیں رہے کیونکہ انہوں نے توحید محبت کو شرکت غیر سے محفوظ نہیں رکھا افسوس کہ یہ موقع اس کی تشریح و تفصیل کا مقتضی نہیں اور مطلب اصلی منتظر رجوع۔

رجوع الی المقصود

پس لفظ اسلام کے معنے ہیں کسی چیز کے حوالہ کر دینے اور گردن رکھ دینے کے اور یہی حقیقت دین اسلام کی ہو کہ انسان اس رب الارباب کے آگے اپنی گردن رکھ دے اور اس انقطاع اور انقیاد حقیقی کے ساتھ گویا اس نے اپنی گردن اس کے سپرد کر دی اور کوئی حق ملکیت اور مطالبہ اس کا باقی نہیں رہا اب وہ اپنی کسی شے کا خواہ وہ اس کے اندر ہو یا باہر مالک نہیں رہا بلکہ ہر شے اسی قوت الٰہیہ کی ہو گئی جس کا نام "اسلام" ہے۔

مہالک و خطرات حیات

انسان کے اندر اور انسان کے باہر سینکڑوں مطالبات ہیں جو اس کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اس کے اندر سب سے بڑے مظہر ابلیس یعنی نفس کی قوت قاہرہ کا دست طلب بڑھا ہوا ہے اور وہ ہر دم اور ہر لحظہ اس کی ہر شے کو اس سے مانگ رہا ہے تا کہ اس کو خدا کی جگہ اپنا بنا لے باہر دیکھتا ہے تو محبوبات دنیوی اور مہالک حیات کے دام قدم قدم پر بچھے ہوئے ہیں اور جس طرف جاتا ہے اس سے اس کا قلب و دماغ مانگا جاتا ہے تاکہ اسے خدا سے چھین لیں جذبات اور خواہشوں کے بے اعتدالانہ اقدامات کی فوجوں نے اس کے دماغ کا محاصرہ کر لیا ہے اور آزمائشوں اور امتحانوں کی کثرت سے اس کی ضمیر اور دل ایک دائمی شکست سے مجبور ہے اہل و عیال عزت و جاہ مال و دولت "قناطیر مقنطرہ" اور تمام وہ چیزیں جن کو قرآن زینت حیات دنیا سے تعبیر کرتا ہے اس کے کمزور دل کے لئے اپنے اندر ایک ایسی پرستش سوال رکھتی ہے جس کو رد کرنا اس کے لئے سب سے بڑی آزمائش ہو جاتا ہے۔

زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث	انسان کی حالت اس طرح واقع ہوئی ہے کہ اس کے لئے دنیا کی مرغوب چیزوں مثلاً اہل و عیال سونے چاندی کے ڈھیر، گھوڑے مویشی اور کشت کاری میں بڑی دلبستگی ہے۔

پس انقیاد اسلامی کے معنے یہ ہیں کہ انسان اپنی جنس دل و جان کے بہت سے خریدار نہ بنائے بلکہ ایک ہی خریدار سے معاملہ کرلے وہ ان تمام مانگنے والوں سے جن کے ہاتھ اس کی طرف بڑھے ہوئے ہیں اپنے تئیں بچائے اور اس ایک ہاتھ کو دیکھے جو باوجود اس کی طرح طرح کی بیوفائیوں کے پھر بھی فرط محبت کے ساتھ اس کی طرف بڑھا ہوا ہے اور گو اس نے اپنے متاع دل و جان کو کتنا ہی ناقص اور خراب کر دیا ہو لیکن پھر بھی بہتر سے بہتر قیمت دیکر خریدنے کے لئے موجود ہے اور صدائے محبت میں تقرب الی شبرا۔ تقربت الیہ ذراعا سے ہر آن و ہر لحظہ عشق نواز قلب مشتاق ہے۔ خواہ کتنی ہی بیان شنیع کرے لیکن وہ اپنا عہد محبت آخر تک نہیں توڑتا کہ یا ابن آدم لو ذنبک عنان السماء ثم استغفرنی غفرت لک اور جس کی وفائے محبت کا یہ حال ہو

کہ خواہ تم تمام عمر اسے اپنے سے کتنا ہی روٹھا ہوا رکھو لیکن اگر انابت و اضطرار کا ایک آنسو بھی سفارش کے لئے ساتھ لیا ہے تو وہ پھر بھی منانے کے لئے طیار ہے اور جس کے دروازے سے خواہ کتنا ہی بھاگو لیکن پھر بھی اگر شوق کا ایک قدم بڑھاؤ تو وہ دو قدم بڑھ کر تمہیں لینے کے لئے منتظر ہے ؎

عاشقاں ہر چند مشتاق جمال دلبراند دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق تراند

جس کا دروازہ قبولیت کبھی بند نہیں اور جس کے یہاں مایوسی سے بڑھ کر اور کوئی جرم نہیں۔

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۔	اے وہ میرے بندو کہ گناہوں میں ڈوب کر تم نے اپنے نفوس پر سخت زیادتیاں کی ہیں خواہ تم کیسے ہی غرق معصیت ہو مگر پھر بھی اس محبت فرما کی رحمت سے ناامید نہو یقیناً وہ تمہارے

تمام گناہوں کو معاف کر دے گا بیشک وہی درگذر کرنے والا ہے اور اس کی بخشش عام ہے ؎

باگناہگاران بگویم تا مبندا اندر دل من وفائے دوست را در بے وفائی یافتم

اب اس قدر تو طئیہ و تمہید کے بعد قرآن کریم کی طرف رجوع کر کے دیکھو کہ وہ اسی حقیقت اسلامیہ کو بار بار دہراتا ہے یا نہیں اول تو خود لفظ اسلام ہی اس حقیقت کے وضوح کے لئے کافی ہے اور اگر کافی نہو تو جس قدر کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ کہنے کے لئے ابھی باقی ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں اسلام کا لفظ آیا ہے غور کیجئے تو اس حقیقت کے سوا اور کوئی معنی ثابت نہ ہوں گے ومن یسلم وجھہ الی اللہ وھو محسن فقد استمسک بالعروۃ الوثقی اور جس کسی نے اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دیا یا اپنی گردن اللہ کے حوالے کر دی اور اعمال حسنہ انجام دیئے تو بس دین الٰہی کی مضبوط رسی اس کے ہاتھ آگئی"

ایک دوسری جگہ فرمایا ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن اور اس شخص سے بہتر کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے لئے اپنا سر جھکایا اور اعمال حسنہ انجام دیئے۔

سورۂ آل عمران کی ایک آیت میں جو اسلام کی حقیقت کی تفصیل و تشریح کیلئے ایک جامع ترین آیت ہے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام دین اللہ کے یہاں صرف ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے۔ پھر اس کے بعد کہا فان حاجوک فقل اسلمت وجھی للہ ومن اتبعن وقل للذین اوتوا الکتاب والامیین ءاسلمتم فان اسلموا فقد اھتدوا وان تولوا فانما علیک البلاغ واللہ بصیر بالعباد۔ اور اگر منکرین اس بارہ میں تم سے حجت کریں تو کہدو کہ میں نے اور میرے پیرووں نے تو صرف اللہ ہی کے آگے اپنا سر جھکا دیا ہے اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سے پوچھو کہ تم بھی اس کے آگے جھکے یا نہیں؟ سو اگر وہ جھک گئے (یعنی مسلم ہو گئے) تو بس انہوں نے ہدایت پالی اور اگر انہوں نے گردنیں موڑ لیں تو وہ جانیں اور ان کا کام تمہارا فرض تو حکم الٰہی پہنچا دینا تھا اور اللہ اپنے بندوں کو ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ تعلیم فرمایا کہ کہو وامرت ان اسلم لرب العلمین اور مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ ہر طرف سے منہ پھیر کر اس کے آگے جھک جاؤں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

اسلام کے مقابل "ولی" اور "تولی"

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ہر جگہ اسلام کے ساتھ منکرین اسلام کیلئے "ولی" اور "اعراض" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے واذا تتلی علیہ ایاتنا ولی مستکبرا کان لم یسمعھا اور جب ان میں سے کسی منکر کو قرآن کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو ہیجان غرور سے اکڑتا ہوا گردن پھیر کر چلدیتا ہے" چونکہ اسلام کی حقیقت اللہ کے آگے سر جھکا دینا اور اپنی گردن سپرد کر دینا ہے اس لئے اس سے انکار کو ہر جگہ تولی اور اعراض سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہم ہم سب کو آیات من فی اللہ سے محفوظ رکھے آمین۔

اتمام نعمت

(حضرت مولانا حبیب الرحمٰن شروانی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فقال اللہ تعالیٰ
الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج کے روز میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے تمہارے دین کو اور تمام کر دیا تم پر اپنی نعمت کو اور پسند کر لیا تمہارے لئے اسلام کو دین۔

سورۂ مائدہ کی یہ آیت سب سے آخری وحی ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی گئی۔

سارے محدثین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ اس کے بعد کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اگرچہ آپ اکانوے دن تک پردۂ عالم پر موجود رہے اور نویں ربیع الاول کو انتقال فرمایا لیکن یہ سب سے آخری پیام تھا جس کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اس آیت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے تین باتوں کی اطلاع دی ہے دین کی تکمیل، نعمت کی اتمام۔ اسلام کے دین سے پسندیدگی۔

اس آیت کو جب ایک یہودی نے سنا تو حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر یہ نعمت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس روز کو روز عید مناتے یہ یہودی کی ذہنیت تھی کہ وہ اسی حد تک قائل رہا کہ ایسی خوشخبری لانے والے دن کو یوم عید بنایا جائے حضرت عمر نے جواب دیا کہ اے شخص اس روز ہماری دو عیدیں تھیں میں اس روز اس وقت اس مقام کو جانتا ہوں یہ وحی نازل ہوئی ہے ہجرت کے دسویں سال عرفہ کا دن تھا نویں ذی الحجۃ الحرام عرفات کا میدان تھا جہاں حجۃ الوداع کے سلسلہ میں قبائل عرب جمع تھے۔ جمعہ کا روز تھا نماز عصر کے بعد یہ آخری وحی نازل ہوئی تھی۔

تاریخ اسلام کے جاننے والوں کو معلوم ہے کہ ہجرت کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی حج فرمایا اس کے بعد پہلے حج کی نیت سے آپکا مدینہ شریف سے نکلنا کفار کی مزاحمت کرنا پھر صلح حدیبیہ کا ہو جانا سب کو معلوم ہے ہجرت کے دسویں برس آپ نے سارے قبائل عرب میں منادی کرا دی کہ اس سال حج ہوگا قبائل کو جب یہ خوشخبری پہنچی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس حج کے لئے مکہ تشریف لا رہے ہیں تو اقطاع عرب سے لوگ خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سال کے حج میں قبائل کا زیادہ سے زیادہ اجتماع عمل میں آیا نویں ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں جب آپ خطبہ دینے لگے آپ ایک اونٹنی پر سوار تھے جس کا نام عقبہ تھا اس وقت آپ کے گرد و پیش ایک لاکھ موحد پھیلے ہوئے تھے جس طرف نظر جاتی تھی آدمیوں ہی آدمیوں کا سمندر معلوم ہوتا تھا یہ سارے موحد وہ تھے جو شرک سے قطعاً پاک تھے یہ وہی میدان تھا جس میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی آواز بلند کی تھی خدا کے بھیجے ہوئے سارے پیغمبروں میں خواہ وہ اولوالعزم ہوں یا غیر اولوالعزم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس قوت کے ساتھ توحید کو بلند کیا کسی نے نہیں کیا یہ وہی میدان تھا جس طلب ان میں آپ کے دادا نے توحید پھیلانے کے لئے حکم الٰہی کی ایسی تعمیل فرمائی تھی جو دوسرے سے نہیں کرائی گئی آپ کو حکم دیا گیا اسلم گردن جھکا دو فرمانبرداری کرو آپ نے جواب دیا اسلمت لرب العلمین ہم نے رب العالمین کے روبرو گردن جھکا دی اس کا فرمانبردار ہو گیا۔ آپ کو حکم دیا گیا ہماری خوشنودی کے لئے بیٹے کو کاٹ ڈالو آپ نے بیٹے کو کاٹ ڈالا۔ آپ نے خواب میں کیا دیکھا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں آپ نے حضرت اسمٰعیل سے ذکر کیا کہ میں نے اس قسم کا خواب دیکھا ہے حضرت اسمٰعیل نے کیا جواب افعل ما تؤمر جو کچھ تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کر ڈالئے ابا جان مجھے انشاء اللہ صابر پاؤ گے صابر کے کیا معنی ہیں ثابت قدم لوگ کہتے ہیں صبر کرو صبر کرو۔ صبر کے یہ معنے نہیں ہیں جو لوگ سمجھتے ہیں صبر کے معنی ہیں ثابت قدمی اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ ثابت قدم رہتے ہیں ان کے قدم ڈگمگاتے نہیں ہیں وہ مصیبت سہہ کر یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم تو اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب صابر اور ثابت قدم ثابت ہوئے تو اس مقام کو جہاں آپ کی قربانی دیکھی تھی سجدہ گاہ خلائق بنا دیا گیا اور جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے توحید کے بلند کرنے میں اپنی قوت و ثابت قدمی دکھائی تو قیامت تک ان کا دین حنیف دنیا کے لئے پسند کیا گیا۔

جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گرد و پیش ایک لاکھ سے زیادہ موحدین کا مجمع دیکھا جو شرک سے پاک تھا اس مجمع میں ایک بھی مشرک نہ تھا تو آپ کے قلب مبارک میں کیفیت حمد باری تعالیٰ پیدا ہوئی ایک دن وہ تھا کہ سارا عرب کفر و شرک کی نجاست میں ڈوبا ہوا تھا قریش جو اپنے آپ کو سارے قبائل سے ممتاز سمجھتے تھے ان کی عبادت کا طرز ہی عجیب تھا سارے قبائل لباس پہن کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے قریش برہنہ ہو جاتے تھے ان کو اپنی اس عریانی پر فخر تھا آج بھی مسلمان عریانی اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ دوسری گمراہ قوموں کی تقلید میں مسلمانوں کو جہاں اپنی ساری خصوصیات سے نفرت ہو چلی ہے اپنے مذہب سے نفرت اپنے علوم سے نفرت اپنی ذات سے نفرت وہیں اپنے لباس سے بھی نفرت ہے ان کی عریانی کا تماشہ دنیا دیکھ رہی ہے قریش بھی زمانہ جاہلیت میں عریانی پسند تھے ان کی عبادت عریانی کی حالت میں ہوتی تھی سارے قبائل ایک جگہ ٹھیرتے تھے۔ ان سے الگ دوسری جگہ ٹھیرتے اور برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے اس ذہنیت سے سارے عرب کو مخلصی مل چکی تھی اور شرک کی نجاست سے قبائل آزاد ہو چکے تھے اس کیفیت کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشاہدہ فرمایا تو آپ کے قلب پر حمد باری تعالیٰ جاری ہوئی اور آپ خطبہ دینے لگے اسی وقت یہ آخری وحی آپ پر نازل فرمائی گئی۔

جو لوگ آپ کے گرد و پیش جمع تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ نزول وحی کا بوجھ آپ پر اتنا زیادہ پڑا کہ آپ کی اونٹنی اس کی تاب نہ لا سکی لوگ کہتے ہیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ وحی کے بوجھ سے اونٹنی کے پاؤں ٹوٹ جائیں گے بالآخر اونٹنی بیٹھ گئی۔ آپ نے وحی کا اعلان فرما دیا کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا امام رازی فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے اکملت کی نسبت اپنی جانب فرما

اس کو واضح کر دیا کہ فعل کی تکمیل خود اس کی ذات سے ہوئی ہے یہ نہیں فرمایا کہ دین کامل کیا گیا۔ یہ فرمایا کہ میں نے دین کو کامل کر دیا اور پھر لکم کے ذکر کرنے سے یہ بتا دینا مقصود ہے کہ وہ خاص تمہارے لئے ہے یعنی تمہارے عمل کرنے اور گردن جھکا دینے کے لئے ہے نعمت کی دینا ہمارا کام ہے تم عمل کئے جاؤ اس کا حساب کتاب رکھو ہم نعمت دینے والے ہیں جن لوگوں نے اس حکم پر سر جھکا دیا ان کو نعمت دیگئی جن لوگوں نے سر نہ جھکایا وہ گھاٹے میں رہے۔

جب یہ آخری وحی نازل ہو چکی تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک لاکھ موحدین کے مجمع کو خطاب کر کے خطبہ دیا یہ خطبہ آج تک محفوظ چلا آرہا ہے اور مسلمانوں کو جائز فخر ہے کہ انہوں نے اپنے ہادی برحق کے ایک ایک نقطہ ایک ایک لفظ ایک ایک حرکت کو اس طرح منضبط کر لیا ہے کہ قیامت تک وہ سب محفوظ ہے اس وقت تک دنیا جس تاریکی میں تھی اس کا اختصار یہ ہے کہ عرب اپنے مقابلہ میں ساری دنیا کو بے عزت سمجھتے تھے اور عجمی اپنے مقابل کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے دنیا میں ایک قوم ایسی تھی جو محض غلامی کے لئے مختص کی گئی تھی گویا اس کی پیشانی پر غلامی لکھا ہوا تھا اس کی ذہنیت ہی یہ تھی کہ وہ غلامی کے لئے پیدا کی گئی تھی اور غلامی کے سوا اس کی قسمت میں کچھ نہیں ہے یہ حبشیوں کی قوم تھی جو آجکل کی تہذیب و شائستگی کے عالم میں بھی غلامی کے لئے موجود رکھی گئی ہے امریکہ میں ان حبشیوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے اسے اخبارات وقتاً فوقتاً شایع کرتے رہتے ہیں۔

غلامی کے سوا دنیا میں عورت کی کیا حیثیت تھی اس کو کوئی مرتبت نصیب تھی اس پر ظلم توڑے جاتے تھے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں انہی مسائل کو ارشاد فرمایا ہے آپ نے اپنے متبعین سے فرمایا کہ لوگو جو کچھ میں کہتا ہوں غور سے سن لو ممکن ہے کہ تم دوسرے حج تک مجھے اپنے درمیان نہ دیکھ سکو۔ آپ کے خطبہ کے الفاظ یہ ہیں:—

لا فخر للعربی علی العجمی ولا للعجمی علی العربی کوئی فخر عربی کو عجمی پر نہیں ہے اور کوئی فخر عجمی کو عربی پر نہیں کلکم من ادم وادم من تراب تم سب کے سب آدم سے پیدا ہوئے ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم میں سے صاحب بزرگی وہ ہے جو صاحب تقویٰ ہو۔

صرف تقویٰ وجہ فضیلت قرار دیا گیا ہے باقی جو کچھ ہے وہ مساوات ہے نسلی اور قومی امتیازات توڑ دیئے گئے سارے انسان ایک دوسرے کے ساتھ برابری اور مساوات کے درجہ میں رکھ دئے گئے جو اونچے تھے انہیں پست کر دیا گیا اور جو پست تھے انہیں بلند کر دیا گیا تھا لا فخر للعربی علی العجمی کسی قسم کا کوئی فخر عربی کو عجمی پر نہیں ہے عربی جاننے والے جانتے ہیں کہ نفی جب نکرہ پر آتی ہے تو اس کے معنے بالکل فنا کر کے رکھدیتی ہے اسی طرح کی نفی یہاں بھی وارد ہوئی ہے کہ جس سے ہر قسم کی بڑائی اور برتری کو مٹانا مقصود ہے۔

مساوات انسانی قائم فرمانے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو کیا مرتبت عطا فرمائی ان کی نسبت ارشاد ہے اطعموھم ما تطعمون و البسوھم ما تلبسون غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو غلاموں کو وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ کرو یہ وہ غلامی ہے

جو محمد رسول اللہ کے صدقہ میں غلاموں کو نصیب ہوئی ہے۔

اسلام کی غلامی کی مرتبت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ علمائے کبار نے غلاموں کے فضائل میں کتابوں کی کتابیں لکھی ہیں ان کے حالات جمع کئے ہیں۔ فرماتے ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرب کا پیشرو ہوں، بلال حبشیوں کے پیشرو ہیں، صہیب رومیوں کے پیشرو ہیں۔ پیشرو ہونے میں غلاموں کے ساتھ دونوں جہان کے آقا کی مساوات ہے، بلال اور صہیب بھی پیشروی میں برابر ہیں۔ یہ ہیں غلاموں کے مدارج۔

غلاموں کی عزت کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت بلال جو ایک حبشی غلام تھے ایک دوسرے حبشی غلام کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ ابو سفیان مشہور سردار قریش اس وقت حالت کفر میں تھے وہ سامنے سے گذرنے لگے اور جس طرح زمانہ جاہلیت میں لوگ اکڑتے بل کھاتے ہوئے چلتے تھے ابو سفیان بھی بل کھاتے ہوئے جا رہے تھے ان کو اس طرح اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھ کر حضرت بلال نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اسلام کی تلوار نے ابھی اس کا بل نہیں نکالا اس کی گردن نہیں سیدھی کی ہے یہ الفاظ حضرت ابوبکر کے کان میں پڑ جاتے ہیں حضرت ابوبکر حضرت بلال کے دلی نعمت ہیں ان کو خرید کر آزاد کیا ہے مگر ایک سردار قریش کی نسبت حضرت بلال کی زبان سے یہ الفاظ سنکر فرماتے ہیں بلال ایک سردار قریش کی نسبت یہ الفاظ، یہ کہکر آگے بڑھ جاتے ہیں تھوڑی دور نہیں چلتے ہیں کہ اپنی اس حرکت پر ابوبکر کو تنبیہ ہوتا ہے سیدھے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں سارا ماجرا بیان فرماتے ہیں یہ سنکر محمد رسول اللہ فرماتے ہیں اے ابوبکر تم نے بلال کا دل تو نہیں دکھایا؟ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر پچھلے پاؤں لوٹتے ہیں فی الفور حضرت بلال کے پاس گئے ہیں ان سے پوچھتے ہیں کہ میری اس بات سے تمہارا دل تو نہیں دکھا حضرت بلال یقین دلاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی اس بات سے ان کا دل نہیں دکھا آپ پھر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے ہیں حضرت بلال کا جواب عرض کرتے ہیں حضرت رسول اللہ فرماتے ہیں اے ابوبکر اب تمہیں نجات ملی اس سے غلاموں کی مرتبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام کی غلامی کی بدولت غلاموں کو کیسی عزت نصیب ہوئی جو آج شہنشاہوں کو بھی میسر نہیں ہے۔

عورتوں کی حالت پر غور کیجئے آج یورپ اور امریکہ میں عورتوں کی کیا حالت ہے اسلام سے پہلے عورتوں کی کیا حالت تھی وہ محض ظلم و ستم کے لئے تھیں ان کے کوئی حقوق نہیں تھے ان کا کوئی درجہ نہیں تھا اس غریب مخلوق کے لئے آگ تھی یہ آگ میں جلائے جانے کے قابل تصور کی گئی تھی ہندوستان میں اگر انگریزی قوانین و احکام نہ ہوں تو آج بھی یہ نظارے دیکھنے میں آئیں کہ غریب عورت زندہ جلا دی جائے ابھی ابھی دو سال ہوئے اخباروں میں آیا تھا کہ ایک جگہ ستی کے جلانے کا موقع ہاتھ آیا تھا ہزاروں انسان ایک مظلوم عورت کو زندہ جلانے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔

یہ تھی دنیا میں عورت کی مرتبت، عزت اسلام نے اسے کس نعمت پر پہنچا دیا اسلام نے صاف صاف کہدیا کہ مرد کے جو حقوق عورت کے مرد پر ہیں اس کو یہاں تک اہمیت دیگئی کہ متروکہ میں اس کا حصہ تسلیم کیا گیا۔

حجۃ الوداع کے اس خطبہ کو جس مجمع نے سنا اس میں کیسے کیسے لوگ تھے ان میں خلفائے راشدین تھے جنہوں نے ۲۴ سال کے اندر تیس سال کے اندر دنیا کی کایا پلٹ دی ان میں علما تھے جنہوں نے اپنے علوم سے دنیا کو معمور کر دیا ان میں عبد اللہ ابن مسعود عبد اللہ بن عمر عبد اللہ ابن عباس جیسے مفسر و محدث تھے جیسے طاؤس و عکرمہ وغیرہ

جن کے فضائل میں کتابیں لکھی گئی ہیں یہ وہ لوگ تھے جو گردنیں جھکا چکے تھے جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا تھا اسکی تعمیل کرتے تھے چون وچرا سے غرض نہ رکھتے تھے یہ لوگ الملت لکم دینکم کے سننے والے تھے یہ لوگ دنیا میں پھیلنے والے تھے بر و بحر میں خشکی سمندر میں گھسنے والے تھے یہ لوگ پہاڑوں میں پہنچ گئے جنگلوں میں پھیل گئے دنیا کی کوئی قوت ان کی مزاحم نہ ہو سکی ان میں دنیا کی مدبر ترین ہستیاں تھیں ان میں بہترین منتظم بھی تھے آپ تعجب کرینگے کہ یہ کیا کہہ رہا ہوں بھلا بندوبست کے کاروبار کو اس مجمع سے کیا تعلق مگر ایسا نہیں ہے آپ اتنا تو تسلیم کرینگے کہ حضرت عمر نے عراق کو فتح کیا تھا پھر عراق سے خراج بھی لیا تھا ابھی ابھی جھپکر تاریخ بغداد آئی ہے اس میں تفصیل سے پڑھیے خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فتح عراق کے بعد عراق کا بندوبست کرایا عتبہ بن صفوان صحابی مہتمم بندوبست تھے جن کے زیر اہتمام سارے ملک عراق کی پیمائش کی گئی تاریخ میں لکھا ہے کہ عربوں نے زمین کی مختلف نوعیتوں کی درجہ بندی کی اور جس طرح کسی ریشمی کپڑے کی کانٹ چھانٹ کی جاتی ہے اسی طرح سارے عراق کی اراضی پر وہاں سے نام کئے آجکل ٹاؤن پلاننگ کا لفظ بہت استعمال کیا جاتا ہے لیکن بصرہ کے آباد کرنے والے حضرت عمرؓ ٹاؤن پلاننگ کے ماہر تھے بصرہ کا سا بندرگاہ جس مقام پر بنایا گیا ہے اس کو آجتک کتنی اہمیت حاصل ہے آج اگر مسلمان اپنے قدیم علوم و فنون سے بے بہرہ ہیں اپنی تاریخ سے نابلد ہیں اپنی خصوصیات کو فراموش کر چکے ہیں تو وہ مسلمانوں کے کارناموں سے بھی انکار کر رہے ہیں لیکن اگر کوئی نامرد ساری دنیا کو اپنی طرح نامرد سمجھے اور کوئی پتہ پانہ جاننے والا سمندر میں کودنے اور دریاؤں سے پار نکل جانے کی حقیقت کو تسلیم نہ کرے تو کیا فی الحقیقت مردمی اور تیراکی کا وجود نہ رہیگا۔ تاریخ بھلا چکے ہیں غیروں کی ساری جھوٹی سچی باتیں صحیح سمجھتے ہیں لیکن جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سنی تھیں ان کے کام ایسے ہی تھے جن پر آج دنیا کو حیرانی ہے وہ دین کے معنے سمجھتے تھے کہ جس کے اندر محض ماننا اور عمل کرنا ہوتا ہے فلسفہ سے سمجھنا اور سائنس کی بحثیں کرنا نہیں ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب کے ایمان پر جس درجہ اعتماد تھا اس کی مثال یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا گائیں بولیں لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا گائیں بھی بولتی ہیں آپ نے فرمایا بیشک اس کی تصدیق ابوبکر کرتے ہیں اور عمر بھی کرتے ہیں حالانکہ اس وقت ابوبکر اور عمر موجود تھے یہ تھی دین پر عمل کرنے کی طاقت اور رسول کے احکام کی اطاعت اس کی دوسری مثال وہ واقعہ ہے جو ایک صحابیہ کے ساتھ پیش آیا ایک مرتبہ آپ ایک صحابیہ کے یہاں تشریف لیگئے انہوں نے حضرت کی ضیافت فرمائی بکری ذبح کی آپ کو بکری کے اعضا میں سے بکری کے دست کا گوشت پسند تھا آپ نے فرمائش کی کہ بکری کا دست پیش کرو صحابیہ نے ہانڈی سے ایک دست نکال کر پیش کیا آپ نے اسے تناول فرما لیا پھر دست کی فرمائش کی تو صحابیہ نے دوسرا دست نکال کر پیش کیا آپ نے اسے بھی تناول فرما لیا پھر دست کی فرمائش کی صحابیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں وہ دونوں پیش کر چکی ہوں آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم نے یہ نہ کہا ہوتا تو تم جتنی مرتبہ چاہتیں دست ملتا جاتا اور تم پیش کرتی جاتیں۔

حسن مثنیٰ کے واقعہ پر غور کیجئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا زمانہ ہے اسلامی فوجیں عراق میں سرگرم کارزار ہیں وہاں مسلمانوں کی قوت میں کمی محسوس ہوتی ہے حسن مثنیٰ یلغار کرتے ہوئے مدینہ پہنچتے ہیں یہاں خلیفہ بستر مرگ پر پڑے ہوئے ہیں آخری سانس چل رہے ہیں حسن مثنیٰ کو یہ حال معلوم ہوتا ہے تو حیران رہ جاتے ہیں کہ اب کیا کروں خلیفہ خود عالم نزع میں ہیں حضرت ابوبکر کو خبر ہوتی ہے فرماتے ہیں ان کو بلاؤ حسن مثنیٰ بلائے جاتے ہیں ان سے لڑائی کا حال پوچھتے ہیں حسن مثنیٰ کہتے ہیں کہ اس وقت آپ تکلیف میں ہیں فرماتے ہیں کیسی تکلیف تکلیف کا کیا ہے لڑائی کا حال بیان کرو وہ فوج کی کمی کی خبر دیتے ہیں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کو بلاتے ہیں ان سے کہتے ہیں کہ سنو یہ کیا کہتے ہیں حسن مثنیٰ حضرت سے حال بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر حضرت عمرؓ سے فرماتے ہیں کہ سنو جو کچھ میں کہتا ہوں اسکی تعمیل کرو اگر میں رات میں مرجاؤں تو صبح ہونے سے پہلے پہلے اور اگر اسی وقت مرجاؤں تو شام ہونے سے پہلے فوج بھیجنے کا انتظام کردو چنانچہ حضرت عمر اس حکم کی تعمیل میں حسن مثنیٰ کے ساتھ مزید فوج روانہ کردیتے ہیں یہ تھی مسلمانوں کی قوت عمل ان کو احکام دین کی تعمیل سے کوئی چیز روک نہ سکتی تھی صحابہ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر یہی کیا تھا جس کی وجہ سے آجتک اس پر اعتراض کیا جاتا ہے جب تک خلافت کا مسئلہ طے نہیں کرلیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین نہیں کی گئی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیا تھا آپ کے فرزند حضرت ابراہیم جن کی عمر ڈیڑھ سال سے زیادہ نہ ہوئی دایہ کے یہاں بیمار ہوجاتے ہیں حضرت وہاں تشریف لیجاتے ہیں صاحبزادہ کو سانس چلنے لگتا ہے حالت نزع میں آپ ان کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی روح پرواز کرجاتی ہے آپ فرماتے ہیں اے ابراہیم ہمارا دل کو حزن ہے مگر ہماری زبان یہی کہیگی کہ ہم قضائے الٰہی پر راضی ہیں حضرت کو اس عالم میں اشکبار دیکھ کر ایک صحابی پوچھتے ہیں یا رسول اللہ صلعم یہ رونا کیسا آپ جواب دیتے ہیں یہ رحمت الٰہی ہے جو دل اس سے محروم ہیں ان کی قساوت کا کوئی علاج نہیں دغیت لکمال اسلام دینا میں آخری لفظ دین کی نسبت بھی کچھ سن لیجئے۔

دین دراصل دین سے نکلا ہے دین کے معنے ہیں ادا کرنا خواہ کوئی چیز ہو اسے ادا کرنا دین کہلاتا ہے تو دین کے معنے یہ ہوئے کہ عمل کیا جائے عمل کرنے پر نعمت کا اتمام مشروط ہے اور اسی پر کلام الٰہی ختم ہوا ہے تمت کلمت ربك صدقا وعدلا تمہارے رب کا کلمہ اس پر تمام ہوا ہے کہ سچائی اور عدل اختیار کرو اعدلوا هو اقرب للتقوى عدل کرو عدل ہی تقویٰ ہے حضرت عمرؓ کے روبرو جب ان کے بیٹے کی بدکاری پیش کی جاتی ہے تو حضرت عمر کیا کرتے ہیں۔ عدل کرتے ہیں اپنے روبرو بیٹے کو کوڑے لگواتے ہیں یہانتک کہ وہ مرجاتے ہیں خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اکرمکم عند الله اتقاکم تم میں صاحب کرامت وہی ہے جو صاحب تقویٰ ہو تقویٰ یہ ہے کہ عدل ہو صداقت ہو وہی صدق وعدل تھا کہ موحدین نے ہر ایک شرک سے ذات الوہیت کو مبرا کیا انہوں نے کسی کو خدا کا بیٹا نہیں بنایا خدا کو کسی کا باپ نہیں بنایا نعرے لگاتے ہیں کہ اللہ سے احد ہی کیا یہ شاعری ہے توحید نہیں ہے توحید وہی ہے جو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے ظاہر کی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آجتک یہی آپ وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو ابوبکرؓ و عمرؓ نے پڑھا تھا اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی ہے جب توحید اپنی خالصیت میں ظاہر ہوئی تو قوت الوہیت نے بھی اپنی نصرت ظاہر کردی فرماتا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی تم نے نہیں پھینکا جب مارا بلکہ خدا نے پھینکا تم نے نہیں قتل کیا خدا نے قتل کیا ساری گفتگو کا خلاصہ یہی ہے کہ دین کو کامل کردیا پہلے زمانہ میں بھی دین تھا یہ نہیں کہ اگلی امتوں کو دین نہ دیا گیا ہو لیکن اس کی تکمیل اسلام سے کیگئی اور جب وہ ادا کیا جائے تو اس کی جزا یہ ہے کہ خدا کی طرف سے نعمت کا اتمام ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق سے ایک اعرابی نے کہا کہ فلاں فلاں قبیلوں میں آپ صلح کرادیجئے آپ نے اسے جواب دیا اے شخص میں شیر سے آنکھیں ملائے ہوئے ہوں یہ دو شیر کون تھے ایران کا کسریٰ اور روم کا قیصر مجھے ان شیروں سے فرصت نہیں ہے کہ میں تیری طرف توجہ کرسکوں یہ تھی ان کی عظمت اور اسی کے نتیجے دنیا کو نظر آئے کہ جب یہ دنیا میں پھیلے تو آگ کی طرح جنگل بیابان پہاڑ سمندر سب پر چھاگئے کوئی قوت ان کو روک نہ سکی ورنہ مدینہ میں چند چھوٹے جھونپڑوں کے سوا کیا تھا خود مسجد نبوی کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی مگر قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے گئے اور تو سب پہلو دیکھی۔ آج بھی وہی نعمت موجود ہے لیکن اسکی شرط یہی دین ہے جو خدا کا نام ہے ہمارے عمل کرنے کی ضرورت ہے اس کا حساب کتاب رکھنے کی ضرورت

[illegible]

دیگر مذاہب پر اسلامی خصوصیات کا اثر

(از جناب مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری)

خدمت:۔ اپنے بھائی کی اس اعانت اور امداد کو کہتے ہیں جو اس کے کام کو ہلکا اس کی دشواری کو آسان اور اس کی گرانی کو سبک بنا دے۔

ہر ایک وہ حرکت یا فعل جس کا نتیجہ مندرجہ بالا صورت ہو داخل خدمت ہے خدمت کا معاوضہ کبھی روپے کی صورت میں کبھی تحسین و آفرین کی شکل میں اور کبھی مسرت روحانی کی شکل میں حاصل کیا جاتا ہے۔ من کان فی حاجة اخیه کان الله فی حاجته جو شخص اپنے بھائی کی ضروریات پورا کرنے میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کی ضروریات کے انصرام پر توجہ فرماتا ہے۔ فارسی کا مشہور مصرعہ ہے ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

یہ مصرعہ خدمت کا نتیجہ بتاتا ہے کہ خادم ہی حسن خدمت کے طفیل مخدوم کے درجہ پر فائز ہو جاتا ہے بیشک تاریخ ایسے نظائر پیش کر سکتی ہے۔ الپتگین خدمت کراتے کراتے بادشاہ ہو گیا اور سبکتگین اس کی خدمت کرتے کرتے بادشاہ کا داماد اور جانشین ٹھیرا۔ قطب الدین ایبک اپنے آقا شہاب الدین غوری کا خادم ہی تھا حسن خدمت نے اُسے ہندوستان کا پہلا بادشاہ بنایا۔

مگر کلام نبوی اور کلام شاعر میں زمین و آسمان کا فرق ہے شاعر کا تخیل اسے صرف اس قدر بلند اٹھا سکا کہ خادم ہی مخدوم ہو جایا کرتا ہے لیکن ارشاد نبوی سے اس حقیقت عالیہ کا پردہ اور منصب برترین کا اعلام ہوتا ہے تم بھائی کا کام کرو اللہ عزوجل تمہارا کام بنا دے گا۔

مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کی حاجت ہو اور اُس کا انجام رب الارض والسماوات فرمانا چاہتا ہے وہ رب جس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا وہ رب جس کے افعال سلسلہ اسباب و مسببات سے بالاتر ہیں وہ رب جس کے دو حرف کن کا نتیجہ یہ ہر دو عالم وما فیہما ہے بھلا اس کی ضرورت کیوں پوری نہ ہو اور اس کا مدعا کیوں نہ بر آئے؟ اس کے شجر تمنا کو کیوں ثمر آرزو نہ لگے؟

الغرض یہ ایک حدیث پاک کاشف حقیقت بھی ہے اور مبلغ بشارت بھی طوبیٰ لہم ہی مبارک ہے وہ جس کا عمل اس حدیث کے مطابق ہو اور مبارک ہے وہ جس پر اس بشارت کا اطلاق ہو۔

صاحبان! المسلم کے معنے حدیث پاک میں بھی ہیں اور قرآن مجید میں بھی اور ہر دو جگہ ایک جداگانہ حقیقت کا انکشاف فرمایا گیا ہے صحیحین میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده مسلم وہ ہے جس کے دست و زبان سے مسلمان بچے رہیں۔

حدیث بالا میں لفظ مسلم کی یہ تعریف بلحاظ اس تعلق کے بتلائی گئی ہے جو ایک مسلم کو سب مسلمانوں کے ساتھ ہے اور ہونا چاہیئے۔

مسلمان نہ مسلمان کو گالی دے نہ بُرا کہے نہ اس پر جھوٹ باندھے نہ بہتان لگائے نہ غیبت کرے اور نہ نمامی مظلوم کے سوا ہر شخص جہر بالسوء سے رکا رہے اور کسی کے عیوب و نقائص کے بیان میں اپنی زبان کو جنبش نہ دے مسلم مسلمان پر حملہ نہ کرے تحریر و تقریر میں اس کی حرمت کو ملحوظ رکھے۔

اب قرآن مجید کی طرف آیئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بلیٰ من اسلم وجهه لله وهو محسن اس جگہ مسلمان کے لئے دو اوصاف کا لزوم بیان فرمایا گیا ہے ایک یہ کہ اعمال میں اپنا چہرہ اپنا رخ اللہ ہی جانب کرے اپنی نیت و مقصد کو اسی کے لئے خالص بنا لے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بستر استراحت پر لیٹ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:۔

اللهم انی اسلمت نفسی الیك ووجهت وجهی الیك وفوضت امری الیك والجات ظهری الیك رغبة ورهبة الیك لا ملجا ولا منجا منك الا الیك امنت بكتابك الذی انزلت وبنبیك الذی ارسلت	میں اپنی جان تجھے سپرد کرتا ہوں اور اپنا رخ تیری ہی جانب سیدھا کرتا ہوں اپنا معاملہ تجھے ہی سونپتا ہوں اپنی پیٹھ تیرے ہی اعتماد پر لگاتا ہوں نیت بھی ہے اور دہشت بھی ہے تجھ سے تیرے سوا اور ٹھکانا کہاں؟ دوسرا آسرا کہاں میرا اس کتاب پر ایمان ہے جو تو نے نازل فرمائی اور اس نبی پر جس کو تو نے رسول بنایا۔

محسن المسلمین۔ لفظ احسان جو آیت بالا میں ہے وہ معمولی لفظ نہیں لغت عرب میں اس کا صحیح مفہوم نہیں بتا سکتا اور کوئی شخص یہاں قرینہ عادتہ سے بھی کام نہیں لے سکتا۔ صحیحین کی حدیث جسے ابو ہریرہ نے بیان کیا نیز اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث غایت شہرت اور رفعت صحت کے اعتبار سے بھی متواترات میں شامل ہے بیان ہوا ہے کہ سردار ملائک جبرئیل امین علیہ السلام نے احسان کے معنے سید المرسلین امام الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کئے تھے اور اس کے جواب میں حضور نے یہ ارشاد فرمایا تھا الاحسان ان تعبد الله كانك تراه وان لم تكن تراه فانه یراك احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس یقین کے ساتھ کرے کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے لیکن اگر یہ کیفیت نہ ہو تب اس یقین سے کہ وہ تجھے ضرور دیکھ ہی رہا ہے۔

اب لفظ مسلمان کا مفہوم سمجھنے کے لئے ذرا آیت ذیل پر تدبر فرمایئے

قل ان صلاتی ونسكی ومحیای ومماتی لله رب العلمین لا شریك له وبذلك امرت وانا اول المسلمین	کہدے کہ میری نماز میری قربانی میری بندگی عبادتیں اور مالی، میرا جینا میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے جس کا ذات و صفات میں کوئی بھی شریک و ساجھی نہیں

کہا ہے کہ مجھے یہی حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

مسلمانو! آخر یہی فرمایا یہ سب آخری بات ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اس آخری جملہ کے کہنے سے پیشتر کس طرح پر جملہ اعمال و افعال میں خلوص کا ہونا اور زندگی و موت کا کلیتہً صدق پر مبنی ہونا اور اس حالت کے لئے اپنا مامور بہ ہونا ظاہر فرمایا گیا ہے آیت بالا سے مستفاد یہ ہوا کہ مسلمان ہونے کا اعلان کرو تو اپنی زندگی کو فرمانبردار بناؤ خلوص کو رفیق راہ بناؤ اور صدق کو مشعل طریق سمجھو۔

دوستو! کام کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر کام کرو ہمارا کام نہ کسی سے جھگڑنا ہے اور نہ شورش کرنا ہے بلکہ اللہ کی بخشی ہوئی نعمت کا دسترخوان عام بچھا دینا ہے بھوکے پیاسے کی امداد کرنا ہے وہ بھوکے اور پیاسے جن کو مرغوب غذا کی ہوس نہیں جن کو نیل اور گنگا کے پانی کی تلاش نہیں۔ ان کی روح بھوکی ہے ان کا قلب تشنہ ہے اللہ ہی کا ذکر دلوں میں

اطمینان بخش سکتا ہے اور اللہ ہی کی یاد روح کے لئے روح و ریحان بن سکتی ہے۔ لازم ہے کہ اسلام کو اسی رنگ میں ظاہر کرو جس رنگ میں آسے ہادی اسلام نے دکھایا تھا۔ بدقسمتی سے رنگین پانی میں غوطہ لگانا ختم ہو چکا ہے اور چند رسوم کا مذہب یادہرم ہونا اب عقلا کے نزدیک بالکل کھیل ثابت ہوگیا ہے۔ اسلام رسوم سے بلند ہے اور تیزہ دہمی سے برتر ہے اسلام کا پیغام ہر ایک سننے والے کے لئے یہ ہے۔

ان اللہ لا ینظر الی صورکم و لکن ینظر الی قلوبکم	اللہ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اللہ تو تمہارے دلوں کو پرکھ رہا ہے

ایک دوسری آیت ہے لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم اللہ کے یہاں قربانی کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا وہاں تو تمہاری اطاعت پہنچتی ہے

ایک تیسری آیت میں ہے صبغة اللہ ومن احسن من اللہ صبغة اللہ کی آیتیں اور اللہ کی آیتوں سے بڑھکر اور کہاں اچھا رنگ ہوگا۔

آپ کو سمجھ لینا چاہیے کہ تبلیغ اور اسلام یہ دو لفظ ہیں لیکن معناً دونوں ایک ہیں اسلام ہی دنیا کا واحد تبلیغی مذہب ہے اور اسلام ہی ہر ایک فرزند اسلام کو تبلیغ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ تبلیغ کی ابتدا خود اپنے نفس سے کرو نواہی سے کلیتہ اجتناب کرو اور اوامر پر بقدر استطاعت کاربند رہو۔ پس اس سلسلہ کو اپنی بیوی اپنے بچوں اور اپنے بزرگ اور اقارب تک وسیع کرو حقوق ہمسایہ سمجھو اور اپنے حقوق میں سے تعلیم اسلام کو بھی جزو لاینفک قرار دو۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر فرمایا ہے اس آفتاب عالمتاب کی روشنی سب جگہ پہنچا ہے دریافت سے معلوم ہو جائیگا کہ بعض گھر اب تک بالکل تیرہ و تاریک ہیں ان میں نہ کوئی روشندان ہے اور نہ دریچہ ہے اس لئے وہاں آفتاب روحانیت کی روشنی پہنچی ہی نہیں وہاں جہالت حکمران ہے اور ابوالبشر کی نسل جہل و غفلت میں ہلاک ہو رہی ہے۔ اسلام کی اشاعت صرف اسی سادہ رنگ میں ہو سکتی ہے جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور ائمہ عظام کی تعلیم کا تھا اگر اسلام کا مبلغ فلسفہ قدیم و حال سے بیخبر ہے اگرچہ سائنس کی اسحر کاریوں سے ناآگاہ ہے اگرچہ مصطلحات منطق کا استعمال اپنی گفتگو میں نہیں کر سکتا تب بھی وہ صحیح طور پر مبلغ اسلام بن سکتا ہے بشرطیکہ صحیح اسلام کی تبلیغ کرے۔ اسلام کا اولین مسئلہ سب سے بلند تر مسئلہ توحید ہے اور خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں کی چودہ صدیوں کی لگاتار کوششوں نے اب اس مسئلہ کی اہمیت اور صداقت کو اتنا منوا دیا ہے کہ یزدان اور اہرمن کو برابر ماننے والے خدا روح القدس اور بیٹا کو اقانیم ثلثہ بتانے والے یہ ہر ایک شے کو مستقل خدا کہنے والے اور ہزاروں لاکھوں بتوں میں الشیر کی شکتی تسلیم کرنے والے اور الہی اصول پر ان کی پوجا کرنے والے بھی اب توحید کے مخالف نہیں رہے بلکہ اب انکی براہین و دلائل کا زور وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت ثابت کرنے میں صرف ہو رہا ہے۔ جب حالات اس قدر موافق ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ توحید عددی سے آگے بڑھکر دنیا کو توحید فی الذات و فی الصفات کا سبق پڑھائیں اور توحید فی العبادت و استعانت کا بھی ان کو راز دار بنائیں دنیا کی حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ ان کے اعمال ایاک نعبد سے کتنی دور ہیں اور ان کے احوال ایاک نستعین سے کس قدر متناقض ہیں۔

ہماری تبلیغ کلمہ اسلام صرف اسی آیت کی تفسیر ہے اس سے آگے بڑھکر تبلیغ کا جزو دوم سیدنا و مولانا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ محبت کا قائم کرلینا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور اطاعت فرض عین ہے اور اتباع و اطاعت جو روا ہیں متغیر اور امکانیات ہیں اسلام نے وہی اتباع و اطاعت ہے جس کی بنیاد محبت پر ہو بہ کلمات زبان کی بھی ہے اگرچہ بھی نمایاں سے پاس نہیں تو وہ انتقال قلوب پر ہے

مبنی ہیں ان کا کہنا دشوار ہے۔ اسلام وہی کہتا ہے جو محبوب خدا نے کہا ہے اور جس کی محبت کا دعوی ہر ایک کلمہ خوان اسلام کو ہے۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من ولده و والده والناس اجمعین۔	تم میں سے کوئی شخص مومن بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ اسے محمد صلعم اپنے باپ بیٹے اور سب لوگوں سے بڑھکر محبوب نہ ہو جائیں۔

میں تمام اہل اسلام سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا ان کی دعاؤں اور تمناؤں میں یہ فقرہ شامل ہے یا نہیں؟ وهو رفقته نبيك في الجنة یعنی جنت میں مجھے نبی کی رفاقت حاصل ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کا جواب ہر ایک مسلم یہی دیگا ہاں ہاں ضرور ضرور۔ بس اگر ان کی یہی تمنا ہے یہی آرزو ہے اور یہی دعا ہے تو آؤ کہ میں تمہیں اس کامیابی کی شاہراہ بتادوں۔ استغفر اللہ میں بتانے والا کون اس راہ میں کی گردن پر چھری رکھی جاتی ہے یہاں انانیت کا وجود نہیں رہتا۔ آؤ میں تمہیں تمہارے ہادی عالم کی بتائی ہوئی اور بنائی ہوئی شاہراہ کا نشان دکھادوں۔

حدیث پاک میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک صحابی حضور میں آتے اور حضور کے رخ پر نور پر نظر جما کر اس قدر محو ہو جاتے ہیں کہ پلکوں کا جھپکنا بھی بند ہو جاتا ہے یہ نظارہ حیرت کا نظارہ نہ تھا کیونکہ حیرت تو درک ماہیت سے قاصر ہے بلکہ یہ نظارہ تجلیات انوار کا تھا اجتماع اسرار کا تھا یہ نظارہ بصارت افروز اور بصیرت افزا تھا ایک بار اسے نبی کریم نے دیکھ لیا اور دریافت فرمایا تیرا کیا حال ہے عرض کیا کہ میں جب یاد کرتا ہوں کہ حضور فردوس بریں کے بلند تر مقام میں ہوں گے جہاں مجھ جیسے حقیر کی رسائی نہ ہوگی تب یقیناً دیدار پرانوار سے ہم محروم رہجائینگے میں اسی لئے دنیا کو کہتا ہوں اور میں اپنی آنکھوں کو بتاتا ہوں کہ جمال باکمال کا نظارہ اسی عالم میں کیا جا سکتا ہے کر لو پھر انوار لوٹ لو پھر تو کہاں اور یہ موقع کہاں" حضور نے سن کر فرمایا "دو! تم کیا مجھے سنو میں تمہیں ایک راز بتاتا ہوں المرء مع من احب یہ انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے"

یہ ارشاد نبوی سنکر یہ خستہ جان حیات تازہ سے بہرہ اندوز ہوا اور دربار سے نکلا تو یہی ارشاد زبان پر تھا صحابہ سنتے تھے اور شاداں ہوتے تھے ابن مسعود کہتے ہیں ایک وہ مسرت تھی جو داخل اسلام ہونے کے وقت ہوئی تھی یا آج یہ مسرت ہے جو اس کے برابر کی ملی ہے۔

دو ستورات دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے کم از کم ایک گھنٹہ ایسا نکالو جبکہ تم اپنے احساسات کو مادیات سے بلند کر سکو جبکہ روحانیات کی دروازہ کھٹکھٹا سکو اور وہ بتا فی الاسلام کا ارشاد بیج ہے مگر ساتھ ساتھ کے یہ فرمان واجب الاذعان بھی موجود ہے۔ وتبتل الیه تبتیلا "سب سے توڑ دو اور اس سے جوڑ دو" آپ پوچھیں گے یہ کیونکر ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں سوال میری حیثیت سے بڑھکر ہے مجھ جیسا نکارہ دنیا دار گنہگار جسے اپنے ذنوب پر سر بسر اعتراف و اقرار ہے اس کا جواب کیا دیگا اس کا جواب تو وہی ہے جو اللہ نے رسول کو سکھایا اور پیارے رسول نے اسے اللہ ہی کے الفاظ میں ہم کو پہنچایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ "اے رسول ان کو بتا دیجئے کہ اگر تم اللہ کے محب ہو تو آؤ آگے بڑھو میرے راہ پر چلو میرے نقش قدم کو ہادی راہ بناؤ ایسا کروگے تو تمہارا رتبہ بڑھ جائیگا اب تم محب نہ رہو گے محبوب بن جاؤ گے۔

ابھی قرآن پر ہمارا ایمان ہے ابھی تو [illegible]

اب ہمارا نام بھی تیرے پاک دفتر میں [illegible]

ثم الصلوة على النبی فانه سیدی ... الجمیل ...

صلاحیت اور اسلام

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد)

قرآن کریم میں ارشاد باری ہو ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون اس آیت سے ظاہر ہے کہ جب سے نوع انسانی کی ہدایت کے لئے خالق ارض وسما نے اپنے مقبول بندوں کے ذریعہ احکام نازل فرمانا شروع کئے اسی وقت سے اس امر کا اعلان کر دیا گیا کہ اگر دنیا میں حکومت وآزادی اور غلبہ وعزت کا حق ہو سکتا ہے تو فقط ان کو ہو سکتا ہے جن میں حکومت کی صلاحیت واہلیت موجود ہے اور جو پوری قابلیت رکھتے ہیں فلسفہ کو اپنے کمالات واستدلالات پر ناز ہو سکتا ہے اور سائنس اپنے انکشافات وایجادات پر فخر کر سکتی ہے لیکن جس اعجاز واختصار اور جس بلاغت وعمدگی کے ساتھ نص بالا میں قرآن کریم نے اس پر بحث کی ہے اور اپنی نوعیت میں سب سے جدا گانہ اور سب سے بہتر ہے پڑھنے والے ہر روز قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں نصوص وآیات ان کی نظروں سے گذرتی ہیں صالحون کا لفظ بکرات ومرات نگاہوں کے سامنے آتا ہے لیکن تغافل نے آنکھوں پر پردے ڈال رکھے ہیں اور کوئی یہ نہیں سوچتا کہ قرآن کریم کی اصطلاح میں "صالح" کا مفہوم کیا ہے اور جا بجا ایمان کے ساتھ وعملوا الصلحت جو کہا گیا ہے اس سے مقصد ربانی کیا ہے۔

عمل صالح اور انسان صالح کے الفاظ زبانوں پر رہتے ہیں اور عام طور سے کہا جاتا ہے کہ عبداللہ یا عبدالرحمن بڑا صالح جوان ہے مگر پھر بھی اصلی معانی سے بعد ہی رہتا ہے اور اسے نیکی کا مترادف سمجھکر سب خاموش ہو جاتے ہیں حالانکہ اپنے مطالب ومعانی کے اعتبار سے یہ لفظ بہت وسیع ہے اور صالح وہی نہیں جو نیک ہو بلکہ وہ ہے جس میں عمل کی پوری صلاحیت واہلیت ہو اور جو اعتقاداً وعملاً نیک بھی ہو اور جملہ امور کی تکمیل کی پوری لیاقت بھی رکھتا ہے۔ ایک شخص ہو اس کے عقائد بہت صحیح جذبات بہت عالی داعیات بہت بلند عزائم بہت رفیع اور اعمال بہت درست اور منشائے الٰہی کے عین مطابق ہیں وہ قرآنی احکام واوامر کے سائے میں قدم اٹھاتا اور منہیات کے کانٹوں سے بچتا اور دامن بچاتا ہوا آگے بڑھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ترقی کی بلندیوں پر فائز نہ ہو اور ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا انتہائی عروج پر نہ پہنچ جائے اسی بلندی اور اسی عروج کو قرآن کریم نے ان الارض یرثها عبادی الصالحون کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ وسیع اور عریض زمین تو گویا صلاحیت اور رکھنے والے بندوں کی میراث ہے اور اس پر وہ ضرور قابض ہوں گے میراث کے لفظ نے اس جملہ میں کتنی قوی روح مرکوز کر دی ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس پر انسان بڑی آسانی کے ساتھ بلا تکلف قابض ہو جاتا ہے بتانا اور ظاہر کرنا یہ مقصود ہے کہ یہ زمین اور اس پر آباد اور پر رونق بلاد اور بستیاں غیروں کی چیز نہیں ہیں کوئی عسیر الحصول شے نہیں جن پر قبضہ مشکل ہو بلکہ یہ تو صلاحیت رکھنے والے بندوں کی گویا میراث ہیں جو لازماً انھیں مل کر رہیں گی بشرطیکہ محض صلاحیت ہے جہاں صلاحیت پیدا ہو گئی پھر عروج بلندی اور فرمانروائی کوئی دشوار نہیں۔

قابلیت کی حکمرانی پورا قرآن پڑھ جائیے اس کی مختلف آیات پر نظر ڈالئے اس کے معانی ومطالب پر غور کیجئے کہیں اور کسی جگہ محض ایمان واعتقاد کو رب قدیر نے کوئی اہمیت نہیں دی اور نہ اسے باعث اجر بتایا بلکہ اس کے ساتھ برابر اعمال صالحہ کی قید عائد نظر آئے گی اعمال صالحہ کیا ہیں؟ قرآنی اوامر ونواہی کی روشنی میں چلنا اور ان کے عین مطابق عمل کرنا۔ پھر قرآنی اوامر ونواہی کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ انسان مفید راہوں پر گامزن ہو اور مضر اور ترقی سے روک دینے والے راستوں پر قدم فرسائی سے بچا رہے تاکہ وہ منزل مقصود اور صلاحیت کے مرحلہ پر پہنچ جائے یہ منزل اور یہ مرحلہ "ارض کی ملکیت اور زمین پر قبضہ" ہے جس کی صورتیں مختلف ہیں مگر ہیں سب ایسی جو انسان کو اطمینان وآسودگی کی زندگی سے بہرہ مند کرتی ہیں مثلاً زمینداری، جاگیرداری، تعلقہ داری، ریاست داری، یا ملکداری اب جس میں جتنی صلاحیت ہوگی وہ اتنی ہی منزلت حاصل کریگا اصل چیز اور حقیقی خوشحالی ملکیت ارض ہی سے شروع ہوتی ہے جس کے قبضہ میں زمین کا کوئی قطعہ اور کوئی حصہ نہیں وہ دنیا میں مفلس اور قلاش کہلاتا ہے اور کہلانا چاہیے اسلئے کہ جو اپنا سر چھپانے کے لئے دس گز زمین کا بھی مالک نہ ہو وہ دوسروں کے رحم پر زندگی بسر کرنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے اور اسے کیا اطمینان نصیب ہو سکتا ہے اطمینان وراحت اسی کو نصیب ہے جو اپنی استعداد وصلاحیت کے مطابق زمین کے قطعات کے مالک ہیں اور جس کی ادنیٰ صورت زمینداری اور اعلیٰ صورت حکمرانی و بادشاہی ہے اور یہی وہ چیز ہے جسے دنیوی عز وفلاح کہا جا سکتا ہے۔

بندوں کے لئے درس عمل غور کیجئے کہ اس ایک آیت میں خدائے قدوس نے اپنے بندوں کو کیا بتایا اور ان پر ترقی کے کیسے اسرار کھولدیئے اور وہ بھی کتنی آسانی کے ساتھ! نہ کرنے والوں اور عمل سے بیگانگی برتنے والوں کے لئے یہ چیز ضرور مشکل اور دشوار نظر آئیگی لیکن جن میں صلاحیت واہلیت حاصل ہے ان کے لئے زمینداری وجاگیرداری تو ایک طرف ملکداری وفرمانروائی بھی کچھ مشکل نہیں۔ حیدر علی، نادر شاہ، چنگیز خاں، سبکتگین اور شیر شاہ کی مثالیں چھوڑ دو کہ یہ زمانہ قدیم کے صلاحیت والوں کی صلاحیت ولیاقت اور عزیمت وحوصلہ مندی کی داستانیں ہیں۔ اس زمانہ کے چند اہلیت وصلاحیت کے حاملین کی ارتقائی زندگی پر نظر ڈالو آپ کی آنکھوں کے سامنے فوجی سپاہیوں کے گھوڑوں کو گھاس کھود کھود کر ڈالنے والا سپاہی آج آنجہانی رضا شاہ بنا ہوا ہے سریر ایران پر پوری سطوت وشوکت کے ساتھ متمکن ہے ایک معمولی کسان کا بیٹا اطالیہ میں مسولینی کے نام سے سیاہ وسفید کا مالک بنا ہوا ہے ایک ادنے اور غریب ترک اسی صلاحیت وقابلیت کی بدولت جمہوریہ ترکیہ کے تخت اور سلطان محمد فاتح کی میراث کا وارث بنکر غازی اعظم مصطفےٰ کمال کے نام سے دنیا میں شہرت یاب ہے غازی نادر شاہ نے محض ایک تلوار لٹکا کر تخت افغانستان حاصل کر لیا۔

فرزندان اسلام کی پوری تاریخ اسی قسم کی اولوا العزمیوں اور صلاحیتوں کے اظہار سے جادہ گاہ بصیرت بنی ہوئی ہے ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی حیثیت کیا تھی مال وزمین تو ایک طرف جانوں تک کی خیر نہ تھی نان جویں کو محتاج تھے کروں

کبھی دنیا میں کوئی شہرت و اہمیت نہ تھی لیکن آفتاب اسلام کی تمام شعاعوں کو انہوں نے اپنے قلوب میں مرتکز کر کے وہ صلاحیت و اہلیت بہم پہنچائی کہ ابھی پوری ایک صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ انہی مفلسوں اور غریبوں کے تخت ربع مسکون کے گوشے گوشے میں بچھے ہوئے تھے اور دنیا کے گردن فرازوں کے سر ان کے آستانوں پر جھکے ہوئے تھے اور پوری دنیا ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر متاع اور ہر چیز ان کی ملکیت تھی یزدجرد شہنشاہ ایران نے ان کے اسی بڑھتے ہوئے اقتدار کی عظمتوں ہی کو دیکھ کر تو یہ کہا تھا ؎

ز شیر شتر خوردن و سوسمار — عرب را بجائے رسید است کار
کہ تاج کیاں را کنند آرزو — تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

اگر یزدجرد اس وقت ان کی صلاحیت و قابلیت پر جو انوار اسلام نے ان کے اندر پیدا کر دی تھی ایک نظر ڈال لیتا تو وہ چرخ گرداں پر تفو کرنے کے بجائے اپنی اور اپنے ایرانیوں کی نا اہلی پر تفو کرتا فرمان ربی کے مطابق واقعی زمین کسی کی میراث نہیں میراث ہے تو صلاحیت والوں کی کیانی و ساسانی جب تک صلاحیت کے حامل رہے دنیا ان کے سامنے جھکی اور جب یہ روح ان سے نکل گئی یہاں سے بہتر صلاحیت والے مسلمان پیدا ہو گئے تو وہ اس میراث کے مالک بنے مسلمان اپنی پستی کا شکوہ کرنے میں بہت دلیر ہیں لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ سب کچھ انکی اپنی نا اہلی اور عدم صلاحیت کا قصور ہے قرآن آج بھی موجود ہے اور اس میں وہ راہیں اس وقت بھی بتائی اور ظاہر کی ہوئی نظر آ رہی ہیں جن پر گامزن ہو کر مسلمان دنیا پر قابض و متصرف ہو گئے تھے وعدہ الٰہیہ بھی موجود ہے مسلمان اپنے اندر صلاحیت و اہلیت پیدا کریں پھر ان کے لئے بھی وہی قرون اولیٰ کی کامرانیاں موجود ہو جائینگی۔

سائنس اور اسلام

یونان کے عہد عصر فرزند معلم اول سے لیکر انیسویں صدی کے آخر تک نوع انسانی کی متواتر و مسلسل علمی تحقیقات کا نچوڑ اگر دیکھنا ہو تو آپ ڈارون کے نظریہ ارتقا پر ایک نگاہ ڈال لیں اس نظریہ نے دنیا پر یہ حقیقت منکشف کی تھی کہ دنیا جد و جہد کا ایک وسیع میدان ہے یہاں ہر طاقتور جاندار کمزور جاندار کو اس لئے ہلاک و تباہ کر دیتا ہے کہ وہ اپنے لئے سامان حیات بہم پہنچائے جو ہمیشہ ایک محدود مقدار میں موجود رہتا ہے اور جس سے بہرہ مند ہونے کی وہ اصلی صورت اسے یہی نظر آتی ہے ہر طاقتور انسان جس طرح اپنے سے کمزور انسان پر عرصہ حیات تنگ کرنے پر تلا رہتا ہے اسی طرح ہر بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو اور ہر قوی درندہ ضعیف درندہ کو اپنی خوراک بنا لیتا ہے۔ اطالیہ طرابلس پر فرانس ٹیونس و الجزائر پر ہسپانیہ مراکش پر اور جاپان چین پر اور کسی لئے نہیں محض اسلئے دانت تیز کئے ہوئے بڑھا کہ وہ خود اس سامان حیات سے بہرہ مند ہوں جس پر یہ کمزور قابض چلے آتے تھے یہ فطرت کا ایک اٹل قانون ہے جو مختلف جائز و ناجائز صورتوں میں برسر عمل رہتا ہے اور اسی کو جہد للحیات اور تنازع للبقا کہتے ہیں جن کے بازوؤں میں قوت اور دلوں میں حوصلہ اور امنگ ہوتی ہے وہ اپنی ہستیاں برقرار رکھنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور کمزوروں کے ہزار محافظ بھی انہیں طاقتوروں کی دستبرد سے نہیں بچا سکتے تا وقتیکہ یہ کمزور و بیکس خود کمر ہمت چست کر کے آمادہ عمل نہیں ہوئے ممالک و بلاد ایک ایک کر کے طاقتوروں کے تنور شکم کا ایندھن بن گئے اور اس وقت چین اسی مصیبت میں گرفتار ہے لیکن کسی نے ان کی ہمدردی کے وعظ نہ سنے اور نہ کسی کو اپنے مفاد کے سامنے کمزوروں کے مفاد کا خیال رہا ہوگی مذہب و سائنس کی مطابقت کی کتنی ہی تشہیر کی جائے لیکن یہ حقیقت بہ حقیقت ہی رہے گی کہ دنیا کا ایک مذہب یقیناً کم از کم ایسا ہے جو سائنس کی مطابقت کر رہا ہے اور وہ اسلام ہے

آپ سائنس کے اسی زیر نظر نظریہ کو آیت مذکورہ بالا سے مطابق کر کے آپ ہمارے دعوی کی صحت کی آزمائش کر لیجئے جو کچھ سائنس نے انیسویں صدی میں انکشاف کیا وہ اسلام آج سے تیرہ سو سال پیشتر ہی واضح کر چکا تھا۔

زندہ رہنے کی اہلیت

اگر سائنس نے یہ کہا ہے اور ڈارون کی زبان سے یہ کہلوایا ہے کہ زندہ رہنے کی خواہش انہی کی پوری ہو سکتی ہے جو زندہ رہنا چاہیں اور جن کے بازوؤں میں طاقت ہو اسی طرح اسلام نے بھی بتایا ہے کہ ہر اس جماعت انسانی کے لئے جو زندہ رہنا چاہتی ہے ضروری اور لازمی ہے کہ وہ دشمنوں کے مقابلہ کے لئے ہر قسم کا سامان فراہم رکھیں اور ہر طرح کیل کانٹے سے لیس رہیں واعدوا لهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخیل یہ تعلیم چونکہ خدائی تعلیم ہے اور کسی انسان کے دماغ و ذہن کی کرشمہ کاری نہیں اس لئے اس میں کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا اور ایجاز و اختصار کے ساتھ ہر پہلو کے متعلق کافی تصریح کر دیگئی ہے۔ چونکہ تیاری سامان حقیقت میں کوئی چیز نہ تھی جب تک اس سے کوئی کام نہ لیا جائے اور اسے لیکر میدان جنگ میں نہ نکلا جائے اس لئے دوسری جگہ سے ضروری بتانے کے لئے یہ بھی واضح کر دیا کہ یایها الذین امنوا استجیبوا لله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم پھر اسی پر اکتفا نہیں کیگئی اور سائنس کے عین مطابقت میں یہ بھی صراحت کر دی کہ سعی و عمل سے دور رہنے والی قومیں فنا کر دی جاتی ہیں اور جد و جہد کے میدان سے راہ فرار اختیار کرنے والے صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جاتے ہیں نالائقوں اور نا اہلوں کے سنبھلنے اور زندہ رہنے کے امکانات باقی نہیں رہتے اور ان کے لئے مٹنے اور تباہ ہونے کے سوا کوئی راستہ نظر نہیں آتا آپ دنیا کی آخری الہامی کتاب کھول کر دیکھیں اور غور کریں کہ سائنس کے دعاوی کی توثیق کس شدت و شکوہ کے ساتھ قرآن کر رہا ہے اور بتاتا ہے فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون یعنی جب کوئی قوم احکام الٰہی کو بالکل بھلا دیتی ہے تو اس کے لئے کچھ مدت کے واسطے بے راہروی کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جب وہ اپنی گمراہی میں مستغرق ہو جاتی ہے تو پھر اچانک اللہ تعالےٰ کا عذاب اسے گھیرتا ہے اور پھر وہ مایوس اور ناامید ہو کر رہجاتی ہے اس وقت ایسی قوم جس نے اپنے اوپر ظلم کیا اس طرح مٹائی جاتی ہے کہ اسکی جڑیں تک کاٹ دی جاتی ہیں۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس قوم کے ساتھ زیادتی ہے اور اس کی جڑیں کاٹ کر رکھ دینا ظلم کی حد تک پہنچتا ہے آپ کو فلسفہ عمل طاقت بتایا جا چکا ہے دنیا کے فلاسفروں اور جدید ترین سائنس کے انکشافات نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ نالائقوں اور اہلیت نہ رکھنے والوں کی جگہ یہ نہیں انھیں کوئی حق نہیں کہ یہ بار زمین بنے رہیں اس آیت میں اسی فلسفہ کی تشریح ہے جو قوم خدائے قدوس کو بھول جائیگی اور اس کے احکامات کو گلدستہ طاق نسیاں بنائے گی ظاہر ہے کہ وہ گمراہی میں پڑ جائیگی اور جب گمراہی میں پڑیگی تو اسکی تمام صلاحیتیں اور لیاقتیں رفتہ رفتہ فنا ہو کر رہجائیں گی پھر ایسی قوم کا جو انجام ہونا چاہیئے وہی ہوگا دنیا میں اسکی صدہا مثالیں موجود ہیں جب تک کسی قوم میں اہلیت رہتی ہے وہ عروج و عظمت کی بلندیوں پر آفتاب بنکر چمکتی رہتی ہے اور جہاں صلاحیت مفقود ہوئی اسکی جگہ دوسری صلاحیت رکھنے والی قوم لے لیتی ہے یہی سلسلہ داستان ہے ہوا اور یہی دنیا میں ہوتا چلا آیا ہے قرآن کریم میں بھی اسی غفلت و نا اہلیت کی بدولت تباہ ہونیوالی قوموں کے عبرتناک قصے جا بجا موجود ہیں اور ازمنہ قدیم میں اسی خامی و نا اہلی کے باعث بہت

[illegible]

فرزندانِ اسلام اور امید کی جلوہ گری

(از جناب مولانا شریف احمد مراد امروہی)

مسلمان اس وقت گوناگوں مصائب و نوائب کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں اور ان پر ایک ایسا دور گذر رہا ہے جس کی بنا پر ایک نہیں بہت سے اشخاص ان کی ترقی اور ان کے ابھرنے اور اٹھنے کے متعلق مایوسی یاس و ناامیدی کا اظہار کرنے لگے ہیں حقیقت بھی یہی ہے کہ فی زمانہ اس اونٹ کی کوئی کل بھی سیدھی نظر نہیں آتی اور یہ ترقی کے بجائے پستی کی جانب تیزی کے ساتھ کھنچے چلے جا رہے ہیں لیکن اسلام نے انھیں لا تیئسوا من روح اللہ کا جو حکم دیا ہے اس کے پیش نظر مسلمان مجبور ہیں کہ وہ اپنی ترقی سے ناامید نہ ہوں اور خدائے قدوس کے فضل و کرم کو اپنی یاس مندیوں اور مایوسیوں کے سمندر میں غرق نہ ہونے دیں ساتھ ہی وہ یہ بھی خوب سمجھ لیں کہ اگرچہ اسلام نے مایوسی کو کفر بتا کر انھیں اس کے فضل و کرم پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی ہے لیکن اس کا یہ مدعا ہرگز نہیں کہ وہ آسمان کی طرف منہ اٹھائے کسی لطیفہ غیبی کے منتظر رہیں اور امید دلانے اور امید قائم رکھنے کے معانی یہ سمجھ لیں کہ انھیں کام کرنے اور اسباب دنیوی سے استفادہ کی کوئی حاجت نہیں خود خدائے قدیر غیب سے ان کے لئے سامان ترقی پیدا کریگا اور وہ عروج و عظمت کی بلندیوں پر آفتاب بنکر چمکنے لگیں گے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ خوب محنت کرو اور کامیابی کے لئے اس کے فضل پر اعتماد رکھو پہلے آپ اس فلسفہ کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ انسان اپنی ترقی کے لئے فطرتاً کوئی نہ کوئی تدبیر سوچتا اور مختلف راہیں نکالتا رہتا ہے یہ اور بات ہے کہ وہ محض امید و کرم اور توکل علی اللہ ہی کو تدبیر سمجھ لے یا اپنی تدابیر کو پوری قوت اور پوری سرگرمی کے ساتھ عمل میں نہ لائے۔

تدابیر اور انسان

تدابیر کی نوعیت بھی یہ ہے کہ یہ اچھی بھی ہوتی ہیں اور بری بھی بعض لوگ تو ترقی کرنا چاہتے ہیں مگر اس طرح کہ وہ ترقی کر جائے خواہ دنیا تباہ ہو جائے یا رہے بعض افراد اپنی ترقی کے لئے دوسروں کو تباہ کرنے کی کوشش عمداً کرتے ہیں اور انھیں خود ترقی کر جانے کے جنون میں ایک دنیا کو برباد کر کے رکھدیتے ہیں بھی کوئی تامل نہیں ہوتا اس سے ظاہر ہے کہ ایک انسان تو دوسروں کی بربادی اس وقت چاہتا ہے جب وہ سمجھ لیتا ہے کہ ان کو برباد کئے بغیر اسکی ترقی ممکن ہی نہیں اور ایک ایسا ہوتا ہے جو پہلی ہی مرتبہ خیال کر لیتا ہے کہ جب تک میں دوسروں کو برباد نہ کر لوں ترقی کر ہی نہیں سکتا یہ تو وہ لوگ ہیں جو عمداً یا غیر عمداً دوسروں کی ہڈیوں اور تباہیوں پر اپنی ترقی کی بنائیں استوار کرتے ہیں ان کی راہ میں جو آتا ہے پستا چلا جاتا ہے اور انھیں اسکی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہوتی اس کے بعد وہ لوگ ہیں جنھیں اپنی ترقی کی رفتار کے لئے کسی کی تباہی تو مقصود نہیں ہوتی اور اگر وہ کسی کو تباہ ہوتے دیکھتے ہیں تو اپنے قدموں کی رفتار سست کر دیتے ہیں لیکن انھیں باقی دنیا کے ساتھ ایسی کوئی وابستگی اور ہمدردی نہیں ہوتی پھر ایک وہ جماعت ہوتی ہے جو اپنی ترقیات کے ساتھ اپنے ابنائے جنس کی ترقیات کو بھی پیش نظر رکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ میرے ساتھ دوسرے بھی ترقی کر جائیں۔

اس کے بعد خواص کا گروہ ہے جس میں ایک گروہ صرف اپنی ہی ترقی کے لئے مصروف عمل نہیں ہوتے بلکہ ساتھ ہی دوسروں کو اٹھانے اور بڑھانے کے لئے اپنی تمام طاقتیں وقف کر دیتے ہیں اور پوری زندگی اسی سعی میں گذار دیتے ہیں کہ ہم بھی ترقی کریں اور دوسروں کو بھی بام رفعت تک پہنچانے کے لئے امکانی جد و جہد سے کام لیتے رہیں یہ گروہ مبارک اور سعید گروہ ہے لیکن اس سے بھی بڑھکر سعادت و شرف ان لوگوں کے حصہ میں ہے جو دوسروں کو ترقیات کی بلندی پر پہنچانے کے جوش میں نہ صرف یہ کہ اپنی ترقیوں کو بھول جاتے ہیں بلکہ وہ اکثر خود نقصان اٹھا کر بھی دوسروں کو بڑھانے اور فائدہ پہنچانے کی جد و جہد میں والہانہ مصروف رہتے ہیں خاصان خدا کی حالت یہ ہوتی ہے کہ انھیں کسی وقت بھی اپنا فائدہ مقصود نہیں ہوتا وہ اپنے نفع نقصان اور اپنی ترقیوں کو بھول کر اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر ثانیہ دوسروں ہی کے فائدہ اور بنی نوع انسان کی ترقی کے لئے وقف کئے رہتے ہیں دیکھ لیجئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے افادہ انام کے لئے کیسے کیسے زہرہ گداز اور ہمت فرسا نقصانات اٹھائے اور تکالیف سہیں زندگی کا عیش اور حیات کے تمام آرام مخلوق خدا کی راحت رسانی کیلئے وقف کر دیئے انتہائی مصائب برداشت کر کے اور بیشمار تکالیف جھیل کر اپنی امت کو آگے بڑھایا اور کفار کے ساتھ وہ شاندار سلوک کئے کہ وہ بندہ احسان بن گئے۔

انسانی خصائص کی تقسیم

کسی کے اندر بدی زیادہ ہوتی ہے کسی کے اندر کم! کوئی بہت نیک ہوتا ہے اور کوئی کم اس دل و دماغ کے لوگ ہر قرن اور ہر صدی میں موجود رہے ہیں اور آج بھی ہر شخص اپنے گرد و پیش کے حالات و ماحول پر نظر ڈال کر اس فلسفہ کی صداقت کا امتحان کر سکتا ہے لوگوں کو اچھے انسانوں سے واسطہ پڑتا ہے تو وہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا بہت اچھی ہے اور بروں سے پالا پڑتا ہے تو وہ اسے بری جگہ خیال کرنے لگتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ دنیا فی نفسہٖ بری چیز نہیں حدیث شریف میں تو اسے آخرت کی کھیتی بتایا گیا ہے اور اس کے سنوارنے کے لئے جابجا تاکیدی حکم آئے ہیں اور قرآن کریم کی دعاؤں میں بھی دنیا کو مقدم کہا گیا ہے واقعی انسان چاہے اور وہ اسلام کی بتائی ہوئی راہ پر گامزن رہے تو خود نظر آ جائے گا کہ دنیا اچھی چیز ہے اور یہاں کی کامیابیاں اور یہاں کے اعمال حسنہ ہی آخرت میں اس کے عیش و آسائش کے ضامن و کفیل بن سکتے ہیں۔

جتنا قصور ہے وہ خود اپنا ہے دنیا کا نہیں جو انسان بھی غافلانہ زندگی بسر کرے گا نقصان اٹھائیگا اور جو چوکنا اور ہوشیار رہے گا اسے دنیا کے تمام شیاطین بھی مل کر کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اگر انسان کی فطرت پر نفسیاتی نقطہ نظر سے غور کیا جائے تو اُسے اس میں بھی عجیب و غریب رنگ نظر آئینگے اور دماغی رجحانات کے اختلافات کے ایسے بوقلموں جلوے نظر آئینگے کہ عقل دنگ رہ جائیگی اور استعجابی حالت طاری ہو جائیگی بعض لوگ اسی دنیا میں ایسے نظر آئینگے کہ وہ اچھے لوگوں اور اچھی صحبت میں رہتے ہوئے بھی یہ محسوس کرینگے کہ وہ بری حالت اور برے حلقے میں گھرے ہوئے ہیں اور بعض افراد بری صحبت اور برے لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے باوجود یہ خیال کرتے ہوں گے کہ ان کا حلقہ

بہت بہتر ہے اور وہ بڑے اچھے لوگوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں بعض کی تو نظر ہی مسخ ہوتی ہے اور وہ ظاہری غلط نتائج اخذ کرنے لگتے ہیں اور بعض ایسے ہوں گے جنھیں صحبت عادت ماحول اور جسمانی و اخلاقی عوارض نے بگاڑ دیا ہوگا ان امور میں عادات و مزاج کو بھی بڑا دخل ہے بعض ہر چیز کے اچھے پہلو ہی کو دیکھتے ہیں اور بعض کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اچھی چیز میں بھی برا پہلو نکال لیتے ہیں بعض کے چہرہ پر ہر وقت تبسم کھیلتا رہتا ہے اور بعض ہر وقت قسمت ہی کا رونا روتے رہتے ہیں کسی کا مزاج نرم ہوتا ہے کسی کا سخت کسی کی گفتگو میں بلا کی شیرینی و حلاوت ہوتی ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ سیدھی بات بھی اس کے منہ سے ٹیڑھی ہو کر نکلتی ہے بعض ذرا معمولی سی تکلیف کو بہت بڑی مصیبت سمجھ لیتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں اور نقصانات پر ناامید اور ہراساں ہونے لگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ہم سے زیادہ کوئی مصیبت زدہ نہیں اور بعض کی طبیعت فطرتاً ایسی بے پروا اور آزاد ہوتی ہے کہ وہ بڑی سے بڑی مصیبت پر بھی بے پروائی سے ہنستے رہتے ہیں اور انھیں اپنے گردوپیش ہر طرف عیش و راحت ہی کے چشمے بہتے نظر آتے ہیں انسان کی اپنی طبیعت اور اپنی عادت اور اپنے مزاج کا نقص ہوتا ہے کہ بعض آدمی اچھے حالوں میں بھی رہتے ہوئے خود کو ہر وقت برا خیال کرتا ہے اور بعض لوگ مصیبت کو اپنے لئے راحت سمجھتے ہی نہیں بلکہ حقیقت میں گویا اپنے لئے راحت بنا لیتے ہیں ایک فلاسفر کا یہ قول کتنا بلیغ اور کتنا سچا ہے کہ انسان کی جنت و دوزخ اس کا مزاج ہے مزاج اچھا ہے تو مصیبت کی زندگی کو بھی یہ اپنے لئے جنت کی زندگی بنا لے گا اور اگر مزاج برا ہے تو عیش کی زندگی بھی اسے جہنم کی زندگی نظر آئے گی۔

امید اور اسلام

حدیث شریف میں آیا ہے کہ خوش مزاجی خوش امیدی سے ہے اور قرآن کریم میں لا تقنطوا من رحمۃ الله اور لا تیئسوا من روح الله کی آیات موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ خدائے قدوس اپنے بندوں کو خوش امید اور بشاش دیکھنا چاہتا ہے اور اسلام پکار پکار کر ناامیدی کو معصیت نہیں بلکہ کفر بتاتا ہے اس کے متعلق متعدد احادیث بھی موجود ہیں اگر ہم قرآن کریم کا بغور مطالعہ کریں تو اس میں ہمیں ہر جگہ یہی روح کار فرما نظر آئے گی ایزد تبارک تعالیٰ نے جہاں بندوں کو اپنے سے ڈرنے کا حکم بھی دیا ہے وہاں ہی یہ کہہ کر [illegible] ذرا خشیۃ الرحمٰن بالغیب کے مفہوم پر غور کیجئے رب [illegible] کہیں نہیں [illegible] سے ڈرو [illegible] خوف کیا دکھتا ہے تو [illegible] رحمٰن سے ڈرو [illegible] رحمت [illegible] انتہائی [illegible] ہے جو [illegible] خدا [illegible] برتر [illegible] ذات [illegible] ماں باپ سے بھی لیکن جہاں اولی الالباب [illegible] میں ایک اعتدال پایا جاتا ہے [illegible] الذکر [illegible] ایک شان [illegible] ہے اور یہ [illegible] خوف ہے وہی تمام کمالات انسانی کا باعث ہے قرآن کریم کی پہلی ہی [illegible] رب المسلمین نہیں بلکہ رب العالمین فرماتا ہے [illegible] الانسان اسے اپنا پروردگار [illegible] ہر شخص اسے اپنا رب [illegible] گا تو اس کی رحمت [illegible] اس کی طرف سے مایوس ہونے کا کوئی موقع نہ ملے گا۔

ربوبیت کی شان

رب کے معنے اصلاً یہی ہیں کہ وہ سب کی پرورش ہی نہیں کرتا بلکہ انھیں ادنیٰ حالت سے اٹھا کر بام رفیع تک پہنچا دیتا ہے ظاہر ہے کہ ایسی یکتا و اعلیٰ ہستی کو اپنا رب اور خالق سمجھ کر یہ جانتے ہوئے کہ وہ ترقی دے سکتا ہے کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی مایوس نہیں ہو سکتا اسے ہر وقت یہی خیال رہے گا کہ وہ میرا بھی رب ہے اور مجھے بھی ترقی دے سکتا ہے اس لئے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں اور میری تکالیف اور بدبختیوں کو دور کرنے والا موجود ہے مایوس حضرات اپنی فطری مایوسیوں سے مغلوب ہو کر اس شبہ کا اظہار کر سکتے ہیں کہ یہ تو مسلّم ہے کہ وہ رب ہے اور اپنے بندوں کو ترقی کی بلندیوں پر پہنچا سکتا ہے لیکن کیا اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اچھی ترقی پہنچانے کا ارادہ بھی رکھتا ہے اور اس ارادہ کا ظہور بھی شروع ہو گیا ہے اس کا ازالہ پہلے جملہ الحمد للہ میں کر دیا گیا ہے ہم روزمرہ میں بھی الحمد للہ ایسے ہی مواقع پر استعمال کرتے ہیں جبکہ ہمارے قلوب احسانات ربی کے احساس سے لبریز ہوتے ہیں اور یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اس کا کرم ہم پر بے حساب نازل ہو رہا ہے اس [illegible] شریعت میں رب العالمین کے ساتھ الحمد للہ کے جملہ کا استعمال واضح کر رہا ہے کہ اس کے ابواب رحمت وا ہو چکے ہیں اور اس نے اپنے کرم کی بارشیں بندوں پر شروع کر دی ہیں آخر تعریف تو اسی وقت کی جاتی ہے جب کرم ہو رہا ہو پھر حمد کے ساتھ [illegible] لگا کر یہ بھی واضح کر دیا کہ اس کی طرف سے رحمت ہی رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور [illegible] کے دروازے بند ہیں یعنی تعریف ہی تعریف ہے بالفاظ دیگر وہ کرم ہی کرم میں مشغول ہے ایمانداروں اور مومنوں کے لئے [illegible] بشارت ہے اور الحمد [illegible] ہماری [illegible] جملہ ہے [illegible] کر دیا [illegible] نازل ہوتی ہیں اور جب ان کا نزول [illegible] ہے تو آخر [illegible] بندوں پر نازل کرتا ہے اس شبہ کے ازالہ کے لئے ہمیں قرآن کریم ہی سے استنباط کرنا چاہئے [illegible] وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر یعنی [illegible] مصیبتیں نازل ہوتی ہیں وہ تمہارے ہی فعل کردار کا نتیجہ ہوتی ہیں [illegible] تمہارے ان گناہوں میں سے بہت سے گناہوں کو اپنی طرف سے معاف کر دیتے ہیں [illegible] ہے کہ ہم اپنی طمع حرص اور غلط کاریوں اور غلط اندیشیوں سے اپنے اوپر خود بلاؤں اور مصیبتوں کو نازل کرتے رہتے ہیں [illegible] کہا جا سکتا ہے کہ جنگ [illegible] بیماریاں وغیرہ کو تو ہماری غلطیوں کا نتیجہ [illegible] لیکن [illegible] طوفانوں اور زلزلوں وغیرہ آفات [illegible] میں ہماری [illegible] کو کیا دخل [illegible] اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] غلطیاں حد سے تجاوز [illegible] بڑھ جاتی ہیں [illegible] عبرت کے لئے یہ بلائیں نازل ہوتی ہیں اور ان میں بھی [illegible] کے بہت سے [illegible] عبرت پوشیدہ [illegible] قرآن کریم نے ان امور کے متعلق [illegible] تصریح [illegible] بندوں کے تنبیہ اور عبرت کے لئے [illegible] نازل کرتے ہیں لیکن انسان اتنا غافل [illegible] کہ [illegible] حاصل نہیں کرتا [illegible] بلائیں [illegible] نازل ہوتی ہیں [illegible] بندوں کے ساتھ [illegible] وہ [illegible]

کے لئے صدہا فوائد مضمر ہوتے ہیں۔

رحمت ایزدی کی عمومیت

خدائے قدوس نے فرمایا ہے رحمتی وسعت کل شئی میری رحمت تمام اشیاء اور ہر چیز پر حاوی ہے ہر بندوں کو چاہئے کہ وہ جس وقت اس کی صفات کو اپنے ذہن میں رکھیں خدائے قدوس پر ایمان واعتقاد و اعتماد بہت بڑی چیز ہے اور اس کے نتائج ہمیشہ اچھے ہی مرتب ہوتے ہیں دہریئے کہدیتے ہیں کہ اگر خدا ہے تو اس نے خود کو مخفی کیوں رکھا ہے بعض ملحد یہ بھی کہتے نظر آتے ہیں کہ جنت دوزخ اور فرشتے محض خیالی چیزیں ہیں اور ہم بلا دیکھے ان پر کیسے ایمان لاسکتے ہیں لیکن واضح رہے کہ ایمان کامل وہی ہے جو بلا دیکھے لایا جائے ایمان کامل تھا حضرت صدیق اکبر کا جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زبان مبارک سے سنکر حشر نشر اور جنت دوزخ پر ایمان لے آئے کفر و ایمان کا امتیاز اسی میں پیدا ہوتا ہے اگر آج ہر شخص ابو جہل کو دوزخ میں اپنی آنکھوں سے جلتا دیکھے تو کوئی بھی ایسا باقی نہ رہے جو اسلام کو قبول نہ کرے لیکن آنکھ سے دیکھکر ایمان لانے والا وہ اجر نہیں پا سکتا جو بلا دیکھے ایمان لانے کا مل سکتا ہے ایمان وار وہی ہیں جو خدا اور رسول کے اصول پر کار بند ہیں دنیا میں عشق کا بھی دستور ہے اور عاشقوں کا یہی عشق دیکھکر نہیں ہوتا ہے اور محض صفات سنکر بھی لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ عشق وہی بے پناہ ہوتا ہے جو کسی کی محض تعریف اور صفات حسن سنکر پیدا ہو اسی طرح جو انسان خدائے قدوس اس کی صفات ربوبیت سنکر ایمان لاتے ہیں وہی بلند مراتب پر فائز ہوتے ہیں روز حق تو ایک روز سب ہی کو ہوگا اور سب ہی کو اپنے خالق کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا لیکن وہ سعید الفطرت انسان جو پہلے سے بلا دیکھے اس کی صفات خالقیت سنکر ایمان لے آئے ہیں ان کے مراتب بہت بلند ہیں

یاس و ناامیدی کی تباہ کاری

جو انسان کہ خدائے قدوس کی ربوبیت پر ایمان ہو اور وہ اس کی صفات و مکارم پر پورا الیقان رکھتا ہو وہ اپنی ترقی سے کبھی مایوس نہیں ہو سکتا اور نہ یاس ناامیدی اس کے قریب پھٹک سکتی ہے وہ ہمیشہ پر امید رہے گا امید اس کے قلب میں امنگ پیدا کرے گی اور یہی امنگ اس کی کامیابیاں اور کامرانیوں کی کفیل بنے گی لیکن یہ نکتہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ امید کی بھی دو اقسام ہیں ایک قسم یہ ہے کہ کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جو نصیب میں لکھا ہے وہ کہیں نہ کہیں سے ضرور دیگا اور اسی امید کا نام ہے جس سے مسلمانوں نے توکل کا مطلب غلط سمجھ کر تدبیر سے کام لینا چھوڑ دیا اور دو دنیا بھر میں ذلیل و خوار ہو گئے خدائے قدوس نے فرمایا ہے کہ اے میرے بندے جب تو کوئی کام کرنے کا پختہ ارادہ کرلے تو مجھ پر پورا توکل اور بھروسہ رکھ یہاں یا ہم محض توکل علی اللہ نہیں فرمایا بلکہ توکل کے ساتھ عزم کی بھی شرط لگا دی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ توکل کرنا ضرور چاہیئے مگر عزم کے بعد عزم اس کے سوا کیا ہے کہ کسی کام کو محنت و سرگرمی کے ساتھ تکمیل کو پہنچا دینے کا پختہ ارادہ کرلیا جائے یہ نہیں کہ محض توکل کر کے بیٹھ جائیں اور کوئی کام نہ کریں یہ امید شیطانی امید ہے اور اس سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کے صحابہ نے حصول کامیابی کے لئے کیسی کیسی محنتیں کی ہیں اگر توکل کے معنی کام نہ کرنے اور لطیفہ غیبی کے منتظر رہنے کے ہوتے تو صحابہ کبھی اتنی محنت و مشقت سے کام نہ لیتے اور کہ ان میں خود سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے ان کی دعاؤں کے اثر سے بیٹھے بیٹھے سب کچھ حاصل ہو سکتا تھا اور ان کی دعاؤں میں اتنا اثر تھا کہ یہ زمین و آسمان کو زیر و زبر کر سکتے تھے لیکن انہوں نے دعاؤں کے ساتھ ساتھ ہمیشہ عمل سے کام لیا اور ہتھیار لیکر میدان میں نکلے انہوں نے بھی توکل ضرور کیا اور خدائے قدوس کی ذات گرامی سے اپنی امیدیں وابستہ کیں لیکن اسباب دنیوی کی پوری فراہمی کے بعد حقیقت میں یہی صحیح توکل اور حقیقی امید ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے امتحان میں تھا وہ کرتے اور کامیابی کے لئے خدا پر بھروسہ رکھتے۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی حوصلہ مندیاں

رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک دفعہ مردم شماری کرائی تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تعداد سات سو تک پہنچ گئی ہے اس پر مسلمانوں نے بڑی خوشی منائی اور کہنے لگے کہ کیا اب بھی کوئی ہمیں ہلاک کرسکتا ہے اب تو ہم سات سو ہو گئے یہ تو تھا ان کی امید کا مظاہرہ مگر اس سے بھی ان کی جوشمندی جوش باری اور جوش گئے بن کا یہ عالم تھا کہ ایک وقت میں شور مسلم سننے کے سارے گھروں سے باہر نکل آئے اور مسجد میں جمع ہو گئے کہ اگر کوئی حملہ پیش آیا ہو تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں تو اس زمانہ کے مسلمانوں کے احساسات تھے لیکن آج یہ حالت ہے کہ دنیائے اسلام میں عظیم حوادث پیش آتے رہتے ہیں مسلمانوں پر بڑے بڑے حوادث پڑتے ہیں لیکن ان کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی اور نہ ان میں کوئی حرکت عمل پیدا ہوتی ہے اور یہی تغافل یہی سستی اور یہی بے عملی ان کے زوال اور تباہی کا باعث بنی ہوئی ہے کہ مسلمانوں میں ناامیدی شامل ہو گئی اور وہ جوش عمل پیدا نہ ہوگی ان کی ترقی محال اور ان کا آگے بڑھنا مشکل ہے پہلے زمانہ کے لوگ زیادہ پر امید تھے ہر چیز کا روشن پہلو دیکھتے تھے اور انہیں ہم سے زیادہ خدا کی ذات پر بھروسہ تھا لیکن سب کچھ اللہ ہی کا سمجھ کر مقابلہ کرتے تھے انہوں نے سعی اور بے عملی کا نام توکل نہیں رکھا تھا وہ کام و محنت کے بعد امید قائم کرتے تھے محنت و مشقت اگر شوق و جوش کے ساتھ کی جائے تو دل سے نکان و سستی نہیں ملکہ اس سے فرحت وانبساط پیدا ہوتا ہے خدائے قدوس فرماتا ہے والنازعات غرقا والناشطات نشطا یعنی مومنوں کے دلوں میں کام اور محنت کے لئے چستی اور امنگ پیدا ہوتی ہے وہ عمل کرنے میں اگر اس کے بعد نہ سست نہیں ہوتے مگر بشاشت قلبی کے ساتھ وہ اور زیادہ کام کرنے اور جوش کے ساتھ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ جب دل امیدوں کے ساتھ لبریز ہوگا اور بندہ یہ سمجھے گا کہ میرے کام سے میرا آقا و مولا بھی خوش ہوتا ہے اور وہ مجھے ضرور کامیابی عطا کرے گا تو یقیناً اس کو اس کام اور محنت سے مسرت حاصل ہوگی بخلاف اس کے جن کو خدائے قدوس پر پورا بھروسہ ہو ان کے قلوب میں کامیابی کے متعلق شکوک و شبہات پیدا ہوں گے شبہات پیدا ہونے پر مایوسی بڑھے گی اور جب مایوسی بڑھیگی تو اعمال میں لازمی طور پر سستی پیدا ہو جائے گی جو ان کی بربادی و مصیبت کا باعث ہوگی اسی تعالیٰ اسی لئے اپنے بندوں کو پر امید رکھنا اور پر توکل بنانا اور دیکھنا چاہتا ہے کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة اسی لئے کہا گیا ہے کہ مسلمان کسی حالت میں بھی مایوس نہ ہو کثرت کے مقابلہ میں قلت کتنی ہی ہو ناامیدی پیدا کرنے والی چیز ہے لیکن صاف ارشاد ہے کہ قلت پر کثرت کا غلبہ یقینی امر نہیں قلت بھی کثرت پر غالب آجاتی ہے اس آیت سے اس بات کا ارشاد ہے کہ ایمان و اعتقاد رکھنے والے کسی حالت میں بھی مایوس نہیں ہوسکتے حقیقت یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے ایمان پختہ ہوں اور وہ صحیح اسلامی تعلیمات کے پیکر بنکر زندہ رہیں تو ان کے دلوں کو دنیا کی کوئی طاقت بھی نہیں روک سکتی ہے اور ان کی امیدیں اور خواہشیں عالی اور ان کی طاقت ہوتی ہے امید رکھو مگر کام کرنے کے بعد متوکل وہی ہیں جو پہلے کام کرتے اور بعد کو خدا پر توکل رکھتے ہیں جو شخص نہ کام کرے اور نہ محنت اسے توکل کا کوئی حق نہیں پہنچتا یہ توکل اور اپنی ہمتوں کو پست اور حوصلوں کو شکستہ کرتے ہیں اور ان کو قلب امید اور توقع سے

کا مرانی سے کبھی غافل نہیں ہوتا اور ہمیشہ عروج اور کامیابی کی طلب ہو۔

اخوّت

(از جناب مولوی عبد الغنی صاحب)

مسلمانوں سے محبت

خدائے عزوجل کا حکم ہے انما المومنون اخوۃ "سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں" فاصلحوا بین اخویکم چونکہ تم بھائی بھائی ہو ایک دوسرے کی بگڑی کو بناؤ الٰہی کیسی پیاری آغاز کو تا انجام سرانجام دو کیسے زور دار الفاظ میں اس بزرگ و برتر آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی شرط کو بیان فرمایا لا تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابوا تم جنت میں نہ جاؤ گے تا وقتیکہ ایمان لاؤ اور ایمان نہ لاؤ گے تا وقتیکہ باہم محبت نہ کرو یعنی ایک دوسرے کے دکھ کی دوا کرو اس کی مصیبت کو اپنی مصیبت اس کی خوشی کو اپنی خوشی جانو المومن کرجل واحد اذا اشتکی عینہ اشتکی کلہ واذا اشتکی راسہ اشتکی کلہ

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر — سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

مسلمانوں کی تحقیر کرنا

خطبہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ التقوی ھھنا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو بے مدد گار چھوڑے اور نہ اس کی تحقیر کرے

تقوی اسی کا نام ہے

اور یہ فقرات مزید تاکید کے لئے ایک بار نہیں دو بار نہیں بلکہ تین بار فرمائے جو مسلمان ایک دوسرے کی تحقیر کرے اس کے لئے ارشاد ہوا بحسب امرء من الشر ان یحقر اخاہ المسلم آدمی کی بدی یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی اپنی امت کی موجودہ حالت سے خائف و ترساں تھے اسی لئے سختی کے ساتھ فرمایا لیس المومن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی مومن نہ طعن کرنے والا نہ لعنت کرنے والا اور نہ گالی دینے والا اور نہ زبان درازی کرنے والا علماء شیخے کے ٹرگوں کا کیا پوچھنا عالمان دین ایک دوسرے کی تحقیر و بے عزتی کرتے اور طعن کرتے کالیاں دیتے در پردہ نہیں بلکہ دن دہاڑے اکیلے نہیں جلسوں میں ایک جگہ نہیں اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی "قافلہ سالاروں کا یہ حال تو قافلے کا اللہ بیلی۔

مسلمانوں سے ترک

اس سے بڑھکر فداہ امی وابی کے ارشادات طیبات پر نظر کیجئے لا یحل لرجل ان یھجر اخاہ فوق ثلث لیال یعنی کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ ملاقات ترک کرے مگر یہاں معاملہ برعکس ایک دوسرے سے معاملہ طعام و کلام حرام سمجھا جاتا ہے بلکہ ایک دوسرے کو مسجدوں سے منع کر کے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا کی مسجدوں میں اس کو یاد کرنے سے روکے اور اس کے اجاڑنے کی کوشش کرے "کا مصداق بنا جاتا ہے۔

کلمہ توحید کہ جس کا اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء ہر آن کی شان ہے اور شاخیں آسمانوں میں ہر اس کلمہ گو یوں کی اخوت بھی ایسی ہونی چاہیئے یعنی کسی حال میں مسلمانوں سے معاملہ طعام و کلام قطع نہ کرنا چاہیئے بشرطیکہ روزی حلال ہو کہا امام محمد نے وبھذا ناخذ لا ینبغی الھجرۃ بین المسلمین اور اسی پر ہمارا عمل ہے مسلمانوں کو آپس میں ترک کرنا مناسب نہیں۔

آپس میں جھگڑنا

الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصلوۃ والصیام والصدقۃ قالوا بلی قال اصلاح ذات البین فان الحالقۃ ہمارے آقا و مولی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس شئی کی خبر نہ دوں جو نماز روزے صدقے سے بھی افضل ہو صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا

آپس میں صلح کرا دینا

نماز روزہ اور صدقہ سے بہتر ہے اور آپس میں فساد ڈالنا نیکیوں کو ضائع کرنا ہے سابقہ امتوں کی ہلاکت کے اسباب میں ایک سبب بیان فرماتے ہوئے نصیحت فرمائی لا تختلفوا فان من کان قبلکم اختلفوا فھلکوا اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے انہوں نے اختلاف کیا پس ہلاک ہو گئے قرآن کریم نے اتفاق کا وعظ فرماتے ہوئے جھگڑے اور بے اتفاقی کی برائیاں بیان کیں ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم یعنی اگر تم بے اتفاقی کرو گے تو تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی یعنی بنائی عزت خاک میں مل جائے گی کیا ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے قرآن حکیم اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبات کافی نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جھگڑا کرنے کرانیوالے

ویفسدون فی الارض اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار اور فساد کرتے ہیں زمین میں انہی لوگوں پر لعنت ہے اور انھیں کی عاقبت خراب ہے فساد کے بجائے ہمیں تو اصلاح اور نصیحت کا حکم تھا ان بلالاء امتی لم یدخلوا الجنۃ بصلوۃ ولا صیام ولکن دخلوھا بسخاء الانفس وسلامۃ الصدور والنصح للمومنین بیشک اس امت کے بہت سے لوگ نماز اور روزے کے سبب سے جنت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ اخلاق نیک اور دل کی صفائی اور مسلمانوں کو نصیحت کرنے کی وجہ سے جنت حاصل کرینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبے میں فرمایا فمن رایتموہ فارق الجماعۃ ویرید ان یفرق امۃ محمد کائنا من کان فاقتلوہ جو مسلمان ایک دوسرے کو کافر مرتد کہتے ہیں ان کی نسبت امام محمد نے حدیث نقل کی ایما امرء قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا بعد اس حدیث کے خود ہی امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ یوں تفسیر فرماتی لا ینبغی لاحد من اھل الاسلام ان یشھد علی رجل من اھل الاسلام بذنب اذنبہ بکفر وان عظم جرمہ وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من

فقہا ئمنا کسی اہل اسلام کو مناسب نہیں کہ دوسرے مسلمان کو کسی گناہ کے کرنے سے کافر کہدے۔ چاہے اس نے کیسا بڑا گناہ کیا ہو اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور عامہ فقہاء حنفیہ رحم کا۔

مسلمان کی تعریف

جواب دیا جاتا ہے کہ ہم کافر و مرتد کو ہی کافر کہتے ہیں اس لئے ضروری ہوا کہ مختصر طور پر مسلمان کی تعریف کر دی جائے۔ صحیح مسلمان کی تعریف میں اگرچہ علمائے کرام بہت سے اختلافات رکھتے ہوں مگر ایک منصف مزاج مسلمان کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی کا اپنا فیصلہ نہایت خوش کن ہے من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فہو فی ذمۃ اللہ ورسولہ یعنی جو شخص ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو اپنا قبلہ سمجھے ہمارے ذبح کردہ جانور کا گوشت کھائے وہ اللہ اور اس کے رسول کی امان میں ہے اور فرمایا من قال لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ دخل الجنۃ دوسری روایت کے مطابق من قال آخر کلامہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ دخل الجنۃ جس شخص نے مرنے سے پہلے منافقانہ نہیں بلکہ سچے دل سے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہا جنت میں داخل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ، قرآن مجید میں احکم الحاکمین نے فرمایا شرک کے بغیر اگر میں چاہوں گا تو سب کچھ بخش دوں گا۔ عام صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گنہگار کلمہ گو جہنم میں سزا پانے کے بعد داخل جنت ہوں گے جبکہ صد سالہ کافر دشمن ابد اسلام بھائی بن جاتا ہے۔ چنانچہ خدائے عزوجل کا ارشاد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین پس اگر لوگ توبہ کریں اور نماز پڑھنے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں) ظاہر کر رہا ہے تو وہ شخص کیوں نہ بھائی ہو جو بیگانہ گھر نہیں بیدا نہیں ہوا نہ اس کی تعلیم قبول کی بلکہ برعکس اس کے امنت باللہ بر صدق دل سے ایمان لائے ہوئے ہو فقہاء کا اصول ہے لا تکفر اہل القبلۃ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے لہذا ہر مسلمان کلمہ گو کا جنازہ پڑھنا اس کے لئے دعائے مغفرت مانگنا اس کے رنج و راحت میں شریک ہونا حق اخوت ہے۔

یہ ہے اسلام کی وہ دلنشین تعلیم جس کی وجہ سے اس نے اس مدت قلیل میں تمام دنیا میں عالمگیری حاصل کر لی تھی اور جب اس کی آواز دشت حجاز سے نکلی تو اطراف عالم میں گونج اٹھی اسلام اغیار کو اپنا اور دشمن کو دوست بنانا سکھاتا ہے اسلام دنیا کے سامنے وہ پروگرام پیش کرتا ہے جس سے انسان کی تمدنی معاشرتی اور اقتصادی زندگی سرعت سے ارتقائی منازل طے کر کے کمال حاصل کر سکے اسلام نے اخوت کے رنگ میں شہریت کے ان مقدس قوانین کی تعلیم دی ہے جن پر عمل کرنے سے گذشتہ چند صدیوں میں مسلمان تمام اقوام عالم پر فوقیت لے گئے تھے اور خلق خدا اسلام کو صحیح معنوں میں حیات جاودان کا ذریعہ سمجھنے لگی تھی مگر وائے بدنصیبی کہ آج ہم کوتاہ بین کوتاہ اندیش تمام تمام مسلمانوں کی کمزوریوں کے باعث اسلام بدنام ہو رہا ہے مسلمان تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور دنیا پر مصیبتوں کی گھٹائیں چھا رہی ہیں ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب۔

محبوب عاشق کے قدموں پر

محبت، عداوت، دشمن کی تباہی، ترقی روزگار کے عمل

عمل ۱ اصفی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو کامل بیس سال کا تجربہ کبھی بے مطابق نہیں گئے جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر بے کم و کاست تکمیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو در ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب کریں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد انشاء اللہ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے۔ ہدیہ رعایتی تین روپیہ (عہ)

عمل ۲ علوی یہ ایک آیت قرآنی، موکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں اور ہر مرچ جلتی ہیں ادھر محبوب کا دل میں آتش محبت بھڑکنے لگتی ہے سات دن میں انشاء اللہ محبوب آپ کے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ صرف دو روپے (عہ)

عمل ۳ برائے ترقی روزگار یہ عمل برائے ترقی روزگار، ترقی تجارت و ملازمت اور اس کی ترقی کے لئے عجیب و غریب ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے نوکری روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنہ نذرانہ ہے عہ میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں عمل عداوت یہ عمل درمیان دو شخصوں کے درمیان عداوت و دشمنی ڈالنے کیلئے نہایت مجرب ہے صرف پندرہ منٹ کی پڑھائی سات یوم میں کامیابی ہوتی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گنہگار ہوں گے نذرانہ عہ

عمل تباہی دشمن یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے بہترین عمل ہے آدھ گھنٹہ یومیہ محنت کی پڑھائی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گنہگار ہوں گے عہ ہدیہ ہے ان تمام عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف و خطرہ وقت مقرر ہے نہ اپنے مکان سے باہر جانے کی ضرورت جو صاحب عمل ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب فرمائینگے تو ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائے گا اور اگر روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف عمل لفافہ میں بھیجے جاتے ہیں

پتہ فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۴۵ دہلی

توہمات پرستی

(از قلم پروفیسر ہادی رفیضہ)

اس تہذیب و تمدن کے زمانہ میں بہ دعویٰ بڑی بلند آہنگی اور انتہائی شد و مد سے کیا جاتا ہے کہ اب موجودہ تہذیب و تمدن کی برکات میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ توہمات پر لوگوں کا اب اعتقاد نہیں رہا ہے اور اس توہمات پرستی سے کچھ پہلے تک جو ناقابل تلافی نقصانات نبی نوع انسان کو پہنچا کرتے تھے ان سے بحمد اللہ بڑی حد تک گلو خلاصی ہو گئی ہے اور جتنا کچھ اثر ابھی باقی ہے وہ فقدان تعلیم کی وجہ سے ہے اور انشاء اللہ جوں جوں تعلیم عام ہوتی جائے گی اور تعلیم یافتہ افراد کا تناسب بڑھتا چلا جائے گا اسی قدر یہ کوتاہی دور ہوتی جائیگی اور اب وہ وقت کچھ زیادہ دور نہیں ہے کہ دنیا اس لعنت سے ہمیشہ کے لئے پاک ہو جائیگی۔

جہاں تک اس اصل کا تعلق ہے کہ توہمات پرستی اشرف المخلوقات انسان کے مرتبہ سے نہایت فروتر بات ہے اور اس لئے جلد از جلد اس کو دور ہو جانا چاہئے ہم کو بھی کامل اتفاق ہے اور ہماری بھی دلی خواہش یہی ہے کہ یہ لعنت برسوں کے بجائے مہینوں میں اور مہینوں کے بجائے دنوں میں بلکہ گھنٹوں اور منٹوں میں معدوم ہو جائے لیکن اس امر سے ہم کو ہرگز اتفاق نہیں ہے کہ اس لعنت کے حلقہ اثر میں کوئی کمی ہو رہی ہے اور انسانی آبادی اس کی منحوس گرفت سے نکلتی جاتی ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ آج اس نے ڈارون کے نظریہ ارتقاء کی بموجب اپنی شکل و صورت اور رنگ بدل دیا ہے اور اس کا حلقہ اثر نہ صرف جوں کا توں بلکہ کہیں زیادہ وسیع تر ہو گیا ہے۔

پہلے توہمات پرستی صرف جہلا اور عوام تک محدود تھی اب پڑھے لکھے اور خواص بھی اس میں مبتلا ہیں پہلے جنات بھوت پلید خبیث چڑیل وغیرہ وغیرہ کا وجود تسلیم کیا جاتا تھا لیکن اس چیز نے ایک نہایت مہذب متمدن اور سائنٹفک نام جراثیم اختیار کر لیا ہے پہلی قسم کی توہمات پرستی میں چونکہ صرف جہلا مبتلا تھے اس لئے وہ مشکوک تھی اور توہمات کا الزام لگا کر ایک بڑی شے قرار دے دیا گیا تھا لیکن آج جبکہ وہی لوگ توہم پرستی میں مبتلا ہیں جو کل تک توہمات پرستی کے خلاف جہاد کیا کرتے تھے کون ایسا ہے جو اتنی جرات کر سکتا ہے کہ اس کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالے اور اگر کسی کا ایسا ہی پیرا ہو اور وہ اس قسم کی جرات کر بھی لے تو دوسرے ہوش و حواس رکھنے والوں کے لئے اس کی طرف توجہ کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ فاتر العقل کی بات کا اعتبار ہی کیا۔

کسی شخص کی اس قسم کی جرات کو فتور عقل اور دیوانگی کا تمغہ عطا کر دینا تو کوئی مشکل امر نہیں ہر وقت ممکن ہے اس لئے بہتر ہو گا کہ سوچنے سمجھنے سے قبل فوراً کہہ دینے کے بجائے تھوڑی دیر اس پر ٹھنڈے دل سے ذرا غور بھی کر لیا جائے تو اچھا ہو اور اگر اس کے بعد بھی یہی حکم بحال رہے تو بہت خوب لیکن اگر یہ فیصلہ غلط ثابت ہو جائے یا غلط تو نہ کہا جا سکے لیکن ایسا فیصلہ عبث و فضول ہو یا کم از کم یہ ثابت نہ ہو سکے کہ جو کچھ کہا گیا ہے نہ غلط اور نہ صحیح تو ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ ایک تعلیم یافتہ شخص کی شان سے اس فیصلہ پر اصرار بہت برا امر ہے۔

تاہم ... اگر نفس الامر ... پہلے توہمات ... توہمات پرستی ... دیوی دیوتا ... ولی کی نذر بھینٹ حوادث و واقعات میں کبھی کوئی کمی ہوتی اور نہ آج جراثیم کی تحقیقات اور ان کے شر سے حفاظت کی تدابیر امراض و اموات میں کوئی کمی کر سکیں بلکہ اب ان کے آثار و نتائج جیسے پہلے تھے بعینہ اسی طرح بلکہ اس سے بدرجہا زائد اب بھی ہیں اس لئے جہاں تک نتائج اور آثار کا تعلق ہے اس علمی اور سائنٹفک تحقیقات سے دنیا کو رتی برابر فائدہ نہیں ہو سکا اور جب عواقب اور نتائج سے جراثیم کی یہ سائنٹفک تحقیقات نہیں بچا سکتی تو پھر اس لحاظ سے اس نئی قسم اور پرانی قسم میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

ہمارے نزدیک تو یہ جدید متمدن و مہذب توہمات پرستی بلحاظ اپنے اخلاقی نقصانات کے اس پرانی اور دقیانوسی قسم سے بدرجہا بدتر ہے۔ پہلی قسم کی اس پرستش میں چونکہ صرف جہلا مبتلا ہوتے تھے اس لئے جب ان کی آنکھوں کے سامنے جہالت کا پردہ دور ہو جاتا تھا وہ اس نحوست سے محفوظ ہو جاتے تھے لیکن اس متمدن اور سائنٹفک لعنت کا دائرہ جس قدر تعلیم عام ہوگی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا اور ظاہر ہے کہ ...

ہر کس کہ نداند و بداند کہ بداند ... در جہل مرکب ابد الدہر بماند

ان پڑھے لکھوں کا قابو میں آنا بہت دشوار ہوگا۔ پرانی توہمات پرستی کو اگر توہمات پرستی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تو اس کی بڑی سے بڑی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ علماء و حکماء اس قسم کی موجودات کے قائل نہیں ہیں اور جب کوئی شئی موجود ہی نہیں ہے اور اس کی کوئی ہستی ہی نہیں ہے تو اس کے نفع اور نقصانات کے کیا معنی بلکہ حقیقتاً کسی قسم کے نفع یا نقصان کے باعث یہی جراثیم ہوں گے جن سے دنیا آج تک ناواقف تھی اور اس لئے بھوت پلید وغیرہ کی معتقد تھی ورنہ بھوت پلید نہ پہلے تھے اور نہ اب ہیں۔

ایک پڑھا لکھا ہوشمند اگر کسی جاہل کو علوم کی موٹی موٹی اصطلاحات استعمال کر کے حواس باختہ اور از خود رفتہ کر دے تو یہ بڑی آسانی سے ممکن ہے لیکن اس کے معتقدات کا انکار کر کے مطمئن ہو جانا کہ پالا جیت لیا اور اس کے لاجواب ہو جانے اور جواب نہ دے سکنے سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ واقع میں بھی ان اشیاء کا کوئی وجود نہیں ہے ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں پیش کی جا سکتی ابھی کل تک ان باتوں کا علم نہیں تھا اور آج ہے کل تک کسی امر کے متعلق کیا خیالات تھے اور آج کیا ہیں اور بعض اوقات تو یہ فرق اس درجہ کا اور اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ خود اپنے آپ پر ہنسی آنے لگتی ہے خدا ہی پر کیا دلیل ہے کہ ان جراثیم کا وجود بھی محض واہمہ کا تصور نہیں ہے اور کل کو یہ تمام علمی اکتشافات اسی طرح مضحکہ انگیز معلوم نہیں ہونے لگیں گے جس طرح آج پرانے توہمات کو سمجھا جاتا ہے پرانے توہمات کے متعلق بھی معتقدین کے تجربات و مشاہدات ہی دلیل کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں مگر ان کو آج بے تامل واہمہ اور اٹکل کی غلطی کہہ دیا جاتا ہے اس لئے کون شخص آج یہ ذمہ داری کر سکتا ہے کہ ان خیالات کو کسی وقت غلط نہ کہا جا سکے گا یہ دلیل کوئی دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ جہلا کے خیالات تھے اور یہ علماء کی تحقیق

ہیں کیونکہ جس بات سے آدمی ناواقف ہو اس کے لحاظ سے وہ جاہل ہی ہے ایک سائنس کے فاضل کو موسیقی کے لحاظ سے جاہل ہی کہا جائے گا اس لئے جہالت خواہ ایک بات کی ہو یا سو باتوں کی بہر جہالت ہے۔ اس کے مقابلہ میں علم جاننے کو کہتے ہیں ایک شخص مانا کہ وہ سائنس سے ناواقف ہے مگر ہے دلیسے صحیح الدماغ اور صائب الرائے اور زندگی کے بیش از بیش عملی تجارب رکھتا ہے ظاہر ہے کہ اس کو دن اور جاہل گنوار کے سامنے اس کے مخصوص علمی تجربات اور مشاہدات کے لحاظ سے ایک تجربہ گاہ کی چار دیواری میں مقید سائنسداں جاہل ہی کہلائے گا البتہ یہ ضرور ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ کچھ اصطلاح سی ہو کر رہ گئی ہے کہ جسے لکھنا پڑھنا نہ آتا ہو وہ جاہل اور جو اس کام کو کر سکتا ہو وہ جاہل نہیں مگر اصطلاحات سے حقائق اور واقعات بدلا نہیں کرتے جو چیز جو کچھ ہے وہ بہر حال وہی رہے گی خواہ اس کا نام آپ کچھ ہی رکھ دیجئے اسلام سے قبل عربوں میں شرافت کا معیار یہ تھا کہ نہ لکھنا آتا ہو نہ پڑھنا آتا ہو لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ احمق تھے ان کے حکیمانہ مقولے جو نا قابل رد نہ ہونے کی وجہ سے اسلام نے بھی باقی رکھے ہیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کیا چیز ہے۔

بہر حال جو بات ہم تک پہنچی ہے وہ صرف اس وجہ سے مستحق رد نہیں ہو سکتی کہ وہ جہلا کے خیالات اور معتقدات ہیں اور نہ کوئی دوسری بات صرف اس لئے لابدی طور پر ضروری القبول بن سکتی ہے کہ اس کو نیوٹن یا ڈارون نے اپنی عمر گنوا کر معلوم کیا ہے انسان بہر حال انسان ہے اور اس کی ہر بات میں ہر وقت غلطی کا امکان ممکن ہے خواہ وہ آنکھ کان کا فعل ہو اور خواہ دماغ و عقل کا عمل ہو۔

اسلئے ہمارے نزدیک نہ اس کو توہمات پرستی کہکر مسترد کر دینا صحیح ہے اور نہ اس کو علمی تحقیق کہکر عقیدہ میں داخل کر لینا درست ہے اب تک اگر توہمات پرستی میں مبتلا تھے تو اس میں دا مرد ... کوئی اضافہ نہ تھا اور اگر آج ان علمی تحقیقات سے مستفید ہو رہے ہیں تو کوئی کمی نہیں ہے پہلے بھی بیمار ہوتے اور مرتے تھے اور اب بھی بالکل اسی طرح بیمار ہوتے اور مرتے ہیں پہلے بھی بیماروں سے پرہیز کیا جاتا تھا آج بھی کیا جاتا ہے بلکہ پہلے اب سے کسی قدر زیادہ ہی کیا جاتا ہے اور اس سے جبکہ نہ انسان کی جسمانی ترقی میں کوئی مدد ملی اور اور اس میں کوئی فرق نہیں تو ان علمی تحقیقات سے دنیائے انسان کو کیا فائدہ پہنچا کہ آنکھیں بند کر کے حکمائے یورپ جو کچھ ارشاد کریں ہم تیز خفش کی طرح سنیں اور آمنا و صدقنا کہتے چلے جائیں۔

جبکہ صورت حال یہ ہو کہ خود اکتشافات علمیہ کے متعلق بھی کوئی آخری اور قطعی فیصلہ نہ کیا جا سکتا ہو اور نقصانات یہ ہوں کہ چھوت چھات اور چھوت چھات کا پرہیز اس درجہ پہنچ گیا ہو جو الٹا تکلیف دہ بن گیا ہو تو بہتر یہ ہے کہ نہ ان توہمات پر کوئی توجہ کی جائے اور نہ ان اکتشافات کی کچھ پرواہ کی جائے بلکہ کسی حکم یا سرپنچ کے سامنے اس تمام معاملہ کو رکھ دیا جائے اور ایک مسلمان کے لئے خدا اور خدا کے رسول سے زیادہ معتبر اور کون حکم ہو سکتا ہے لہذا آئیے دیکھیں کہ وہاں سے کیا فیصلہ صادر ہوتا ہے۔

قرآن فرماتا ہے:—

قل لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا هو مولانا وعلی الله فلیتوکل المومنون۔	کہدو اے ہمارے رسول! ہرگز نہیں پہنچ سکتی ہم کو کوئی مصیبت، مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لئے لکھدی ہے وہ ہمارا آقا ہے اور اللہ ہی پر مومن کو بھروسہ کرنا چاہیئے۔

رسول کا ارشاد ہے:—

لا عدوی ولا طیرۃ	نہ چھوت چھات کوئی چیز ہے نہ بدشگونی کوئی چیز

ایک مرتبہ آپ نے ایک کوڑھی کو ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ دستر خوان پر یہ کہتے ہوئے بٹھلا لیا کل بسم الله اللہ کا نام لے اور کھا۔ ایک مرتبہ اونٹوں کو خارش ہو گئی کسی نے عرض کیا کہ تندرست اونٹ علیحدہ کر لئے جائیں آپ نے فرمایا موجودہ تندرستوں کو تو ان خارشیوں سے خارش لگ جائے گی لیکن سب سے پہلے جس کو ہوئی اس کو کہاں سے لگی۔

قرآن و حدیث میں اگر تلاش کیا جائے تو نہ صرف ایسی آیات اور احادیث جن سے اشارۃً اور کنایۃً اس خیال کی تصدیق ہوتی ہو مل جائیں گی بلکہ صاف الفاظ بھی مل جائینگے اور بکثرت مل جائینگے جن سے یہی ثابت ہوگا کہ چھوت چھات کرنا صحیح نہیں مگر اسلام اس چیز کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتا کہ اگر کوئی چیز خود موثر نہیں ہے تو اس میں کوئی تاثیر ہی نہیں ہے حضور روحی فداہ کے یہ کلمات طیبات بھی ہیں کہ فر من المجذوم کما تفر من الاسد کوڑھی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جذام لگ جانے والی بیماری ہے ورنہ اس سے اس قدر احتیاط کی کوئی علت ہوتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ فوج میں طاعون پھوٹ پڑنے پر آپ نے فوج کو سامنے پڑاؤ چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جانے کا یہ کہتے ہوئے حکم دیا تھا کہ اللہ کی قضا سے اللہ کی قضا کی طرف ہم بھاگتے ہیں۔

ان دونوں قسم کی تعلیمات کو سامنے رکھو تو یہ نتیجہ نہایت آسانی سے نکل آتا ہے کہ نہ پرانے قسم کے توہمات پرستی صحیح اور درست ہے اور نہ جراثیم پر اس حد اعتقاد ایک مومن کی شان کے مناسب ہے کہ تمام مذہبی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو نظر انداز کر کے ایسے مریضوں سے کوسوں بھاگے بلکہ احتیاط کر سکتا ہے کرے اور اس کے بعد انتہائی اطمینان اور فراخدلی کے ساتھ مریض کے پاس آئے اور جائے اور ہرگز ہرگز کوئی ایسی بات نہ ہونے دے جس سے مریض کی کوئی دل شکنی ہو دوسری طرف خود مریض کو بھی اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کسی سے اتنی توقع نہ کرے جتنی نا موزوں ہو۔

شرطیہ ڈھائی ماہ میں انگریزی آجائے گی

اگر آپ ... کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ سمجھکر پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے کسی استاد یا ماسٹر کی ہدایت نہیں رہی ... وہ کتاب ہے جو ... اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب ابتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریباً ۲۰۲ صفحات ... محصول ڈاک ...

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اسلام کا عروج و زوال

(از جناب مولوی ابوسعید صاحب چھمکا دی)

(بسلسلہ گزشتہ)

جماعت معتدل پر ایک نظر

یہ وہ جماعت ہے جو ہمیشہ سے متضاد اور ان تمام متخاصمین فرقوں سے اپنے آپ کو ناطرفدار رکھتی رہی اس جماعت میں علوم عبادیات کے ذی استعداد اہل علم جملہ محدثین تمام مجتہدین فقہا متکلمین اور صوفیائے عظام شامل ہیں معہذا اس صوفیہ کرام کی جماعت میں خصوصیت کے ساتھ ائمہ اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بہت زیادہ حصہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اصحاف صفہ کو چھوڑکر تمام صحابہ ضروری دینیات کا علم حاصل کر کے اپنے اپنے کاروبار میں مصروف رہا کرتے تھے اگر کوئی نئی ضرورت ان کو در پیش آتی تو آنحضرت کی خدمت میں دریافت کرجاتے مگر خلافت شیخین میں جبکہ ممالک اسلامیہ کا حلقہ وسیع تر ہوگیا تو مختلف مقامات کے مرکزوں پر اہل علم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم روانہ کئے جانے لگے اور تبلیغ اسلام اور اصلاح دین کا کام ان کے سپرد ہوگیا مثلاً مدینہ میں حضرت عبداللہ بن عمر مکہ میں عبداللہ بن عباس مصر میں عمرو بن العاص اور کوفہ میں ابن مسعود ان حضرات کو جو کچھ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ معلوم تھیں وہاں تو ان دونوں سے مسائل بیان کئے اور باقی جگہ اجتہاد سے کام لیا اسی طرح ان کے تابعین اور تبع تابعین کا حال رہا مثلاً مدینہ میں امام مالک اور ابن ماجشون مکہ میں ابن جریج بصرہ میں عثمان شام میں امام اوزاعی مصر میں لیث اور کوفہ میں امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور ابن ابی لیلیٰ تھے ان حضرات کو جو کچھ قرآن و حدیث سے معلوم تھا وہ بیان کرتے اور باقی امور میں صحابہ اور تابعین کے اقوال اور اگر یہ بھی نہ معلوم ہوتے تو وہ خود اجتہاد کرتے اسی طرح سے تمام ممالک اسلامیہ میں ایسے عالم اور مفتی موجود تھے جن کے فتاووں پر بلا تعین اور بغیر کسی تخصیص کے عمل پیرا ہوا کرتے تھے۔

مگر ۱۷۰ھ میں جبکہ ہارون الرشید خلیفہ عباسی نے امام ابویوسف جو امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے قاضی القضات کے عہدہ پر مامور کیا تو رفتہ رفتہ بلاد مشرق میں مثلاً عراق، شام، مصر، خراسان وغیرہ میں ان کی رائے کے لوگ محکمہ قضات میں بھرتی ہونے لگے اور اس طرح سے حنفی المذہب کی دھندلی سی داغ بیل پڑنے لگی۔

اسی طرح اندلس میں امام اوزاعی کے اجتہاد کے مطابق فتاوی جاری تھے مگر جب منتظر اموی حاکم ہوا تو ۱۸۰ھ میں یحیٰی بن یحیٰی کو اس نے قاضی القضات مقرر کیا جو امام مالک کے شاگرد تھے انہوں نے مالکی مذہب کا وہاں سنگ بنیاد رکھدیا اور اس طرح رفتہ رفتہ تمام اندلس اور بلاد افریقہ میں مالکی مذہب کا رواج ہونے لگا۔

۱۹۸ھ میں جب حضرت امام شافعی مصر میں گئے تو وہاں ان کے بہت سے شاگرد ہو گئے اور ان شاگردوں کی وجہ سے ملک مصر میں مذہب شافعی کا کچھ رواج ہوگیا۔

ریگستان وسط عرب جہاں خلافت کا کوئی غلبہ نہ تھا وہاں کے لوگوں میں حضرت امام احمد بن حنبل کے شاگردوں نے مذہب حنبلی کو شائع کیا۔

پہلے تو ان میں کسی قسم کی عصبیت نہیں معلوم ہوتی تھی مگر جب زمانہ قادر باللہ عباسی نے ابوحامد اسفرائنی کو محکمہ قضا پر مامور کیا اور انہوں نے جماعت احناف سے قضا نکال کر ان کی جگہ پر شافعیوں کو قائم کرتے ہوئے سلطان محمود سبکتگین اور اہل خراسان کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ نے قضا بدلدی ہے اس خبر سے بغداد والے دو گروہ ہو گئے اور جب ابوالعلا ایشاپوری جو حنفی المذہب تھے خراسان گئے تو وہاں کے احناف نے اجتماع ہوکر اس پر سخت احتجاج کی اس پر عصبیت کا جانبین سے راز فاش ہوگیا آخرکار ۳۹۳ھ میں خلیفہ نے محکمہ قضاۃ سے ابوحامد کو علیحدہ کر کے پھر احناف کو ان کی جگہ پر فائز کر دیا۔

الغرض اس طرح حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی شاگردوں میں بھی تفریق کے بین آثار نمودار ہوتے ہوئے آئے دن ان میں بھی نزاع کی آگ بھڑکنے لگی جس کا انجام آگے چل کر یہاں تک پہنچا کہ مکہ اور مدینہ میں علیحدہ علیحدہ ان مذاہب کے مصلے نصب ہو گئے لیکن ۶۶۵ھ میں بیبرس بند قداری کی سلطنت میں چاروں مذاہب کے قاضی مستقل طور پر مقرر ہونے لگے۔

معہذا اسی طرح اس جماعت میں ماتریدی اور اشعری کا طوفان شروع ہوا تھا یہ نزاع بھی اوائل ہی سے چلی آتی ہے مصر شام حجاز اور بلاد مغرب کے لوگ اشعری تھے یہ نزاع یہاں تک بڑھی کہ جو شخص اشعری کے خلاف ہوتا اس کی گردن ماردی جاتی صلاح الدین ایوب اور نورالدین زنگی نے مذہب اشعری کی بہت زیادہ شہرت دی اس لئے مجلاً ان ماتریدی مذہب صرف کتابوں میں رہ گیا لیکن اس کے بعد ۷۰۰ھ میں شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں نے مذہب اشعری کے خلاف پھر قلم اٹھایا۔

خلاصہ ما فی الباب اس طرح افسوس اس اعتدال پسند جماعت میں بھی یکجہتی نہ رہی اور اسی وقت سے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اہلحدیث، اہل ظواہر، ماتریدی اور اشعری میں منقسم ہوکر متفرق ہوگئی۔

عند اللہ الاسلام وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاء ھم العلم بغیا بینھم فمن یکفر بایت اللہ فان اللہ سریع الحساب۔

صوفیہ عظام پر ایک نظر

اوائل عہد ہائے سلطنت میں جبکہ تمام مسلمان اپنے آپ کو سوائے مومن اور مسلم کے کوئی دوسرے لفظ سے موسوم نہیں کرتے تھے تو اس جماعت صفا کا بھی کوئی امتیازی نام نہ تھا البتہ دوسری صدی ہجری میں یہ جماعت صوفیہ کے نام سے موسوم ہونے لگی۔

جبکہ خورشید اسلام نے اپنا منور اور تاباں چہرہ کو افق سے ظاہر کیا اور اس کی ظاہری درخشانی سے عامۃ الخلائق نے اپنے ظاہری عبادات اور ظاہری معاملات ظواہر شرع سے آراستہ کر لیا تو حاذقین طبیب ہمارے روحانی اور معالجین قوم نے نہایت دقیق نظروں سے معلوم کیا کہ ان ظواہر آرائش کی علتہائے محرکہ بعض ظاہر اور خارجی اسباب ہیں لیکن امراضہائے روحانی جو اس کے خلاف رد عمل ہیں وہ ابھی تک قلوب ہائے عامۃ المسلمین میں مخفی طور پر اس عام سیلابی رو کے نیچے دبے ہوئے ہیں اور وہ ایمان جو حقیقۃً ان اعمال ظواہر کا علت نام ہونا چاہیئے وہ عامۃ الخلائق کے قلوب میں جیسا کہ رہنا چاہیئے داخل نہیں ہوا ہے جس کے ذریعہ سے ان تمام امراض روحانی کا استیصال ہو سکے قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم ط وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ غفور الرحیم۔

ان حضرات نے غور کیا کہ یہ ظاہری اور خارجی اسباب اور ان کا ہنگامی اثر ایک وقتی ہوتا ہے اور خدانخواستہ جب یہ ہنگامہ آرائی کسی قدر سرد ہو جائے تو یہ ارتیاب قلوب (شک) انسان کو پھر زمانہ کی طرف راجع کر دے گا اس لئے انہوں نے ریاضت اور مجاہدات نفسی سے ارتیاب قلب کو دور کرتے ہوئے ایک طرف تو امراض روحانی کا ازالہ اور دوسری طرف اس ایمان کو جو بین الخوف والرجا کیفیت ہے قلوب مومنین میں محکم کرتے ہوئے مکاشفات اور مشاہدات کے درجات میں ان کو داخل کرنے کا وسیلہ قرار دیا تاآنکہ سالک پر سر مکنون اور اسرار شریعت کے تمام معارف منکشف ہو کر نہ صرف عین الیقین بلکہ حق الیقین کا درجہ حاصل ہو جائے اور اس کے بعد پھر وہ مومن خود بخود سلیم القلب کی رہنمائی سے اخلاق رذیلہ سے مجتنب اور اخلاق جمیلہ سے بے تکلف آراستہ ہو کر کامل مومن بن جائے بس یہی علم تصوف کی حقیقت ہے۔

ان علم التصوف ریاضۃ النفس ومجاھدۃ الطبع بردہ عن الاخلاق الرذیلۃ وحملہ علی اخلاق الجمیلۃ من الزھد والحلم والصبر والاخلاص والصدق الی غیر ذلک من الخلال الحسنۃ التی یکسب المدائح فی الدنیا والثواب فی الاخرۃ۔

اسی حقیقت کی طرف قرآن مجید نے بھی بین طور پر اشارہ کیا ہے چنانچہ فرمایا انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون۔

حضرت جنید بغدادی، ابو سلیمان درانی، ابو یزید بسطامی، ابوبکر شقاق، ابو الحسن ثوری اور ابو حفص وغیرہم رحمہ اللہ اجمعین کا اس پر اتفاق ہے کہ ہمارے اس علم تصوف کا مسلک کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اور اصول سے مقید ہے یعنی ہمارا علم قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ سے وابستہ ہے جس شخص کو قرآن یاد نہیں اور حدیث ضبط نہیں اور اس نے علم فقہ کو نہیں سیکھا ہے اس کی پیروی نہ کی جائے گی اور جو علم شرعی کے حد سے خارج کر دے تو اس کے نزدیک تک نہ جایا جائے کیونکہ جو شخص ظاہری امر و نواہی کی حدود ضایع کرتے وہ باطن میں مشاہدہ قلبی سے محروم رہتا ہے اس لئے علم ظاہری پر قائم رہو اور جس شخص نے اپنے افعال اور احوال کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موازنہ اور اپنے خطرات کو متہم نہ کیا اس کو دفتر رجال میں بھی شمار مت کرو۔

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ جس طرح طبیب جسمانی بعض اوقات حالت مرض میں طبعی مکروہات اور بد مزہ ادویہ کو کچھ روز کے لئے لابد اور مکروہات اور مرغوبات مرغوبہ کا پرہیز اور ان کی ترک ضروری قرار دیتا ہے بعینہ اسی طرح بسا اوقات ان طبیب ہائے حاذقین نے بعض مریضان روحانی کے لئے بوقت علاج ضرورتاً بعض مباہات کو وقتی طور پر ضروری اور کبھی اس کے ترک کو ضروری قرار دیا ہے جس کی بنا پر پچھلوں کو بہت سی غلط فہمیاں ہو گئی ہیں۔

مگر افسوس جب وہ دور سعادت ختم ہو گیا اور اس علم کے نام لیواؤں کے ہاتھ سے کتاب و سنت کا علم ان کے لاابالی کے سبب ضایع ہو گیا تو یہ نیم حکیم حضرات تشخیص امراض اور تجویز ادویہ نیز پرہیز کرانے میں نہایت متردد ہونے لگے اسی بنا پر بعض مشائخ نے کیا خوب کہا ہے۔

اھل التصوف قد مضوا صار التصوف مخرقۃ
کن بتک لفسک لیس ذا سنن الطریق المخفقۃ

اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ نتائج ظہور میں آنے لگے کہ ان پچھلے حضرات پر ضروریات اور مباہات بلکہ حرام اور مکروہات بھی مشتبہ ہو گئے اور محض اپنے خطرات قلبی کی بنا پر اپنے ماتحت سالکین میں جو چاہے حکم صادر کرنے لگے نیز اپنے اس لاعلمی عیب پر پردہ ڈالنے کے لئے اگلے بزرگوں کے بعض حکیمانہ اقوال سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے علم شرع کا نام حجاب شریعت ظاہری کا نام قشر علما ظواہر کو کلب اور ان کے علم کو سفینہ اور اپنے اختراعات کو لب اور علم لسینہ قرار دینے لگے۔

خاص کر جب ان جماعتوں میں نصاریٰ کی رہبانیت اور دیگر مذاہب کے توہمات اور تخیلات داخل ہونے میں نہایت آسانی ہو گئی کہ جن پر تعمیل احکام شرع میں نہایت گراں گذری تھی بالآخر اس کا یہ انجام ہونے لگا کہ علم تصوف کی تعریف اور اس کا موضوع اور نیز اس کی جو علت غائی اور غرض تھی وہ بالکل معکوس ہو گئی اور یہ جماعت بھی اپنے اس قسم کے اختلافات کے سبب مختلف فرقوں میں منقسم ہو گئی۔

افسوس ان کے اکثر فرقوں نے اپنی لاعلمی اور شکوک کے باعث یہاں تک کیا کہ خدائے عز و جل کی چادر عصمت یعنی توحید الٰہی کو بھی پارہ پارہ کر کے انسانوں اور محض انسانوں میں تقسیم کر ڈالا۔

وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ولولا کلمۃ سبقت من ربک الی اجل مسمی لقضی بینھم وان الذین اوتوا الکتاب من بعدھم لفی شک منہ مریب۔

حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کر لیا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام کو نیست و نابود کیا۔ کتاب کو پڑھنے سے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے آجائیں گے جن سے آپکا مجاہدانہ خون جوش سے موجیں مارنے لگے گا۔ شروع میں سلطان کا فوٹو بھی دیا گیا ہے
قیمت صرف عہ محصول ۲ کل عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سیدنا ابوایوب خالد انصاری

(از جناب مولانا زاہد القادری صاحب)

آپ کا نام خالد کنیت ابوایوب، آپ کے والد کا نام زید آپ انصار کے قبیلہ خزرج میں سے ہیں مدینہ میں جب اسلام کی روشنی پہنچی تو سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا اور بہتر ۷۲ انصار کے ساتھ لیلۃ العقبہ میں بمقام منیٰ ہجرت سے دو سال قبل حضور سرور عالم کے ہاتھ پر بیعت کی پھر مدینے واپس چلے گئے اور سب احباب و اقارب کو جمع کر کے اپنے اسلام کا اعلان کیا اور سب کو اسلام کی دعوت دی آپ کی تحریک سے آپ کی رفیق زندگی بی بی ام ایوب نے اسلام قبول کیا۔

حضرت ابوایوب کی خصوصیت عظمیٰ

وہ خصوصیت عظمیٰ جو حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت ابوایوب کو خاص طور پر عطا فرمائی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر رونق افروز ہوئے اور تقریباً ایک سال تک مقیم رہے اس سلسلہ میں ان کو تاجدار دو عالم کی میزبانی کا شرف عظیم حاصل ہوا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب کفار مکہ نے حضور سرور عالم پر وحشیانہ مظالم کئے اور آپ کے قتل پر آمادہ ہو گئے تو حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے آپ کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا ہجرت کا حکم ملنے پر آقائے کونین مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت ابوایوب اور دیگر مسلمانان مدینہ کو حضور کے مکہ چھوڑنے کی اطلاع پہلے ہی سے ہو چکی تھی عاشقان رسول ہر روز علی الصباح مدینہ سے باہر نکل کر رحمت عالم کا انتظار کیا کرتے تھے جب دھوپ تیز ہو جاتی تو واپس آ جاتے ایک دن انتظار کر کے واپس آ رہے تھے کہ ایک یہودی نے جو کسی ضرورت سے اپنی "گڑھی" کی چھت پر چڑھا ہوا تھا حضور سرور عالم کو آتے دیکھ لیا اور ان لوگوں کو آواز دی کہ اے مسلمانو! تم جس کا انتظار کرتے تھے وہ آ گئے، اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ عاشقان رسول فوراً محو انتظار ہو گئے اور ذوق و شوق میں جاء النبی کے نعرے بلند کرنے لگے۔

تھوڑی دیر میں آقائے کونین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال اقدس نظر آیا اور اہل عشق بے تابانہ دوڑ کر زیارت سے مشرف ہوئے حضور نے بحکم الٰہی مدینے سے باہر ہی قیام فرمایا اور "شعب بنو عمرو" میں اقامت اختیار فرمائی یہ دوشنبہ کا دن اور ربیع الاول کا مہینہ تھا۔

جب حضور کی تشریف آوری کی خبر مدینے میں پہنچی تو جوق جوق مشتاقان زیارت آنے شروع ہوئے اور شعب بنو عمرو میں ایک اجتماع عظیم جن لوگوں نے حضور اقدس کو پہلے نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ کو رسول اللہ سمجھنے اور جھک جھک کر سلام کرنے لگے پھر جب دھوپ تیز ہوئی تو حضرت صدیق اکبر نے چادر تان کر حضور پر سایہ کیا اس وقت تمام لوگوں نے آقائے کونین کو پہچانا اور صلوٰۃ و سلام میں مصروف ہوئے۔

حضور سرور عالم "شعب بنو عمرو" میں بائیس ۲۲ دن مقیم رہے اور وہاں ایک مسجد تعمیر فرمائی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تئیسویں ۲۳ دن حضور آقائے نامدار نے مدینہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور ایک ناقہ (اونٹنی) پر سوار ہوئے ساتھ ساتھ مہاجرین اور انصار کا مجمع تھا۔ جب سالم بن عوف کے محلہ میں سواری پہنچی تو جمعہ کی نماز کا وقت آ گیا حضور اقدس نے سواری سے اتر کر "بطن وادی نوبہ" کی مسجد میں نماز پڑھی یہ پہلا جمعہ تھا جو مدینہ میں پڑھا گیا نماز پڑھ کر حضور اقدس پھر روانہ ہوئے راستہ میں عباس بن عبادہ رضؓ عتبان بن مالک سرداران بنی سالم آئے اور عرض کی کہ ہمارے ہاں قیام فرمائیے حضور نے فرمایا اونٹنی کو چھوڑ دو وہ حق تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جہاں رک جائیگی وہیں قیام کروں گا۔

پھر وہاں سے بنو بیاضہ کے محلہ میں پہنچے تو زیاد بن لبید فروہ بن عمرو رضؓ سرداران بنو بیاضہ حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی درخواست کی کہ ہمارے ہاں قیام فرمائیے حضور نے پھر وہی جملہ ارشاد فرمایا بعدازاں بنو ساعدہ، بنو حارث، بنو خزرج بنو عدی اور بنو نجار کے محلوں سے گزرتے ہوئے حضرت ابوایوب کے مکان کے قریب پہنچے باب ابوایوب پر پہنچ کر اونٹنی بیٹھ گئی (محدثین اور مورخین کا بیان ہے کہ جہاں حضور سرور عالم کی اونٹنی بیٹھی تھی وہاں اس وقت مسجد نبوی کا منبر ہے) غرض اونٹنی کے بیٹھنے پر حضور اقدس اتر پڑے حضرت ابوایوب نے فوراً کجاوہ اتار کر اپنے مکان میں بھیجا اور پھر حضور اقدس کو اپنے ساتھ اندر لے گئے، مکان دو منزلہ تھا حضرت ابوایوب نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ جس حصہ کو پسند فرمائیں خالی کر دیا جائے حضور نے زائرین کی آسانی کو پیش نظر رکھ کر، فرمایا میرے لئے نیچے کا حصہ زیادہ مناسب ہے یہ سنتے ہی حضرت ابوایوب نے نیچے کی منزل کو صاف کیا اور حضور کے قیام کا اس میں انتظام کیا شام تک زائرین کا ہجوم رہا پھر رات کو سب لوگ رخصت ہو گئے جب صبح ہوئی، تو حضور نے پوچھا اے ابوایوب کیا حال ہے؟ عرض کی وہ آپ اس بندے کا کیا حال پوچھتے ہیں جس کے نیچے رسول اللہ ہیں اور اوپر خدا ہے، حضور اس جملہ کو سنکر مسکرائے

حضرت ابوایوب بیان کرتے ہیں کہ کئی دن تک حضور سرور عالم مکان کے نیچے کے حصے میں مقیم رہے اور میں اوپر کی منزل میں رہا اتفاق سے ایک دن چھت پر پانی کا برتن ٹوٹ گیا اور اس چھت کا پرنالہ نیچے کی منزل میں تھا پس اس خوف سے کہ پانی نیچے نہ جائے میں نے اور میری بیوی ام ایوب نے اپنی اپنی چادریں اس پانی پر ڈال دیں اور بمشکل اس کو جذب کیا اور اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی خیال ہوا کہ آقائے کونین نیچے کے حصہ میں رہتے ہیں اور ہم اوپر کی منزل میں رہتے اور بیجا کانہ چھت پر چلتے ہیں یہ ایک طرح کی بے ادبی ہے اس خیال کے آتے ہی ہم دونوں میاں بیوی نہایت شرمندہ اور مغموم ہوئے ہم نے ایک گوشہ میں بیٹھ کر آنکھوں میں رات کاٹ دی صبح کو میں ڈرتے ڈرتے حضور سرور عالم کے پاس گیا اور عرض کیا کہ میں اوپر نہیں رہنا چاہتا حضور نے پوچھا کیوں میں نے کہا کہ آپ نیچے کے حصہ میں تشریف رکھتے ہیں اور ہم اوپر کی

منزل میں رہتے ہیں یہ ایک طرح کی بے ادبی ہے حضور نے فرمایا نہیں تم اس کا کچھ خیال نہ کرو میں نے بہ اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ یا رسول اللہ چھت کے نیچے آپ ہوں میں اس پر ہرگز نہیں رہونگا۔ آخر حضور نے میری درخواست قبول فرمائی اور سامان جو بہت کم تھا اوپر پہنچا دیا گیا تقریباً ایک سال تک حضور سرورِ عالم ابو ایوب کے مکان میں مقیم رہے اور اس مدت میں مسجد نبوی اور ازواج کے حجروں کی تعمیر جاری رہی جب مسجد پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی تو حضور اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔

حضرت ایوب کے اخلاق ومناقب

حضرت ابو ایوب نہایت خلیق نہایت متواضع نہایت ایثار پسند اور نہایت رحم دل تھے نوافل وعبادات اور تلاوت قرآن کی ان کو بہت شوق تھا اور اکثر اوقات انہی اعمال حسنہ میں مشغول رہتے تھے اتباع سنت کا ہر لمحہ خیال رکھتے اور ایک کام بھی خلاف سنت نہیں کرتے تھے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں مقیم تھے تو وہ دونوں وقت خود کھانا لیکر حاضر ہوتے تھے اور جب حضور کھانے سے فارغ ہو جاتے تو بچا ہوا کھانا نہایت شوق و محبت کے ساتھ کھاتے اور حق تعالے کا شکر ادا کرتے۔

ایک دن کھانے میں کسی قدر لہسن ڈالا گیا تھا جب وہ کھانا حضور کے سامنے گیا تو حضور نے نوش نہیں فرمایا حضرت ابو ایوب نے گھبرا کر پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا لہسن حرام ہے؟ حضور نے فرمایا نہیں مجھے طبعاً لہسن سے نفرت ہے اور میں اس کا کھانا پسند نہیں کرتا حضرت ابو ایوبؓ نے اس دن سے لہسن خریدنا اور کھانا چھوڑ دیا اور حضور اقدس سے کہا کہ یا رسول اللہ! جس چیز کو آپ مکروہ سمجھتے ہیں میں بھی اس کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

مہمان نوازی کا شوق

حضرت ابو ایوب انصاری کو مہمان نوازی کا بہت شوق تھا وہ وقتاً فوقتاً اپنے احباب واقارب کی دعوتیں کرتے رہتے اور ان کو تحفے تحائف بھیجتے رہتے تھے صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضور اقدس اپنے مکان میں تشریف لے گئے تب بھی ابو ایوب کی طرف سے دعوتیں جاری رہیں طبرانی میں حضرت ابن عباسؓ سے ایک واقعہ منقول ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق دوپہر کے وقت مسجد نبوی میں گئے اور ان کے آنے کے تھوڑی دیر بعد ہی حضرت عمر رضؓ بھی آئے معمولی سلام وکلام کے بعد حضرت عمر نے حضرت صدیق اکبر سے پوچھا کہ آپ اس وقت کیسے آئے حضرت ابوبکر نے جواب دیا بھوک کی تکلیف ہے یہ سنکر حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ خدا کی قسم میں بھی اس وقت سے بھوکا ہوں کچھ دیر میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کاشانہ سے برآمد ہوئے آپکو بھی بھوک کی تکلیف تھی یہ تینوں حضرات اٹھکر ابو ایوب انصاری کے دروازہ پر پہنچے ابو ایوبؓ کی عادت تھی کہ جب حضور اقدس ان کے مکان پر تشریف لیجاتے تھے تو وہ عمدہ عمدہ کھانے اور میوے پیش کیا کرتے تھے حضور نے جب ان کو آواز دی تو وہ مرحبا لبیک یا رسول کہتے ہوئے گھر میں سے نکلے اور حضور کو معہ حضرت صدیق اکبر اور عمرؓ کے مکان میں لے گئے پھر فوراً اپنے نخلستان میں جاکر تازہ تازہ میوے لائے اور پھر ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور خود پکایا اور ان کی بیوی نے روٹیاں پکائیں کھانا تیار ہوا تو مہمانوں کے سامنے رکھا گیا اس موقع پر انھوں نے کہا کہ جب میں مہمانوں کی خاطر کرتا ہوں تو میرے قلب کو ایک غیر معمولی مسرت حاصل ہوتی ہے اور میں بہت ہی خوش ہوتا ہوں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

حضرت ابو ایوب امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ہر وقت خیال رکھتے تھے ایک دفعہ مروان بن حکم نے جو مدینے کا والی تھا محض اپنی کاہلی کے باعث مساجد کے اماموں کو بلا کر تاکید کی کہ نماز ذرا دیر کر کے پڑھا کرو تاکہ میں بھی جماعت میں شریک ہوسکوں۔

حضرت ابو ایوب کو جب اس حکم کی خبر ہوئی تو فوراً مروان بن حکم کے پاس گئے اور فرمایا اگر تم نماز کی تقدیم وتاخیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کروگے تو یاد رکھو ہم تمھاری مخالفت کریں گے اور اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت پیش نظر رکھوگے تو ہم بھی تمہارے موافق رہیں گے۔

ایک دفعہ سالم بن عبداللہ انصاری نے حضرت ابو ایوب کو ولیمہ کی دعوت میں مدعو کیا وہ ان کے مکان پر گئے تو دیکھا کہ دروازے پر تصویر دار کپڑے کے پردے آویزاں ہیں اس موقع پر حضرت ایوب نہایت مشتعل ہوئے اور سالم بن عبداللہ کو سخت ملامت کی اور مکان کے اندر داخل نہیں ہوئے۔

جہاد کا شوق

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو جہاد کا بہت شوق تھا حضور سرور عالم کے زمانہ میں غزوۂ بدر سے لیکر جس قدر لڑائیاں پیش آئیں وہ ان سب میں شریک ہوئے پھر خلفائے راشدین کے عہد میں رومیوں سے جہاد کرتے رہے ان کا سب سے آخری جہاد "حملہ قسطنطنیہ" تھا جس میں انہوں نے وفات پائی۔

حُسن ظن

حضرت ابو ایوب ہر شخص کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقین نے تہمت لگائی تو ام ایوب نے ابو ایوب سے دریافت کیا کہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ آپ نے سُنا بولے ہاں لیکن سب جھوٹ ہے میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم ایسا کر سکتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم نہیں! کہا تو عائشہ صدیقہ کا درجہ تو تم سے بہت بلند ہے۔

وفات

سنہ ۵۰ھ میں (عہد معاویہ) میں ایک اسلامی لشکر زیر سرکردگی سفیان بن عوف تسخیر قسطنطنیہ کے لئے بھیجا گیا تھا حضرت ابو ایوب بھی اس میں شریک ہوئے اور قسطنطنیہ تک پہنچے اسلامی لشکر نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اور عیسائیوں کو جنگ پر مجبور کرنا چاہا۔ حضرت ابو ایوب انصاری دفعتاً اس موقع پر علیل ہو گئے اور صرف ایک دن اور ایک رات علیل رہکر راہیٔ ملک عدم ہوئے۔

اہل تحقیق مورخین کا بیان ہے کہ ۲۲ صفر المظفر سنہ ۵۲ ہجری کو حضرت ابو ایوب انصاری نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور دار فنا سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن

(+)

پردہ اور قرآن

(از جناب مولوی محمد مہدی صاحب بھوپال)

مسلمانوں میں بعض ایسے مسائل موضوع بحث بنے ہوئے ہیں جن کا قرآن نے نفیاً یا اثباتاً کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے لیکن غلطی سے وہ مسائل قرآن کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور ان میں دو فریق ہو گئے ہیں ایک اثبات کا مدعی ہے اور ایک نفی کا مثلاً نظام حکومت کے مسئلہ میں دو فریق باہم معرکہ آرا ہیں ایک کا دعویٰ ہے کہ اسلام نے جمہوری نظام حکومت کا حکم دیا ہے دوسرے کا دعویٰ ہے کہ شخصی نظام کی تلقین کرتا ہے دونوں فریق اپنی اپنی تائید میں بعض آیات قرآنی پیش کرتے ہیں حالانکہ نہ تو قرآن جمہوری نظام کا حکم دیتا ہے نہ شخصی نظام کا اس نے مسلمانوں کو اس معاملہ میں مختار کر دیا ہے کہ وقت اور موقع کے لحاظ سے جو نظام حکومت مناسب سمجھیں وہ قائم کریں خواہ وہ جمہوری ہو یا شخصی آئینی ہو یا دستوری بعینہ یہی صورت مسئلہ حجاب کی ہے اس میں بھی دو فریق باہم دست بگریبان ہیں اور ہر دو فریق کی کوشش ہے کہ قرآن مجید سے اپنی تائید حاصل کی جائے حالانکہ جو آیتیں دونوں فریق اپنے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں وہ کسی خیال پر دلالت نہیں کرتیں ہر دو فریق کی طرف سے اپنی اپنی تائید میں جس بنا پر آیات قرآنی پیش کی جاتی ہیں وہ یہ ہے کہ مفسرین کے خیالات اور آثار ذہن میں راسخ ہو گئے ہیں انھیں کی روشنی میں وہ آیتیں دیکھی جاتی ہیں اگر مفسرین کے خیالات اور رائیں خواہ وہ کوئی ہوں ذہن سے خارج کر کے مجرد الفاظ قرآنی پر غور کیا جائے تو آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے چنانچہ سطور ذیل میں صرف الفاظ قرآنی سے یہ دکھایا گیا ہے کہ جو آیتیں پردہ کی تائید یا تردید میں پیش کی جاتی ہیں ان کا اس مسئلہ سے کہاں تک تعلق ہے۔

غور طلب سوال

اس بحث میں دو باتیں غور طلب ہیں:۔ (۱) ہندوستان میں جو پردہ رائج ہے کہ عورتیں گھر کی چار دیواری میں بند رہتی ہیں اور کہیں جاتی آتی ہیں تو ڈولی وغیرہ میں بند ہو کر کیا یہی شرعی پردہ ہے کیا بغیر ڈولی یا اور کسی پردہ دار سواری کے عورتیں ضرورتاً باہر نہیں جا سکتیں؟ (۲) اگر ضرورتاً بغیر ڈولی وغیرہ کے باہر جا سکتی ہیں تو کس طرح یعنی چہرہ چھپا کر یا چہرہ کھول کر۔

قرار فی البیوت

ہندوستان میں ایک گروہ ہے جس کا اصرار ہے کہ اس وقت یہاں جو پردہ رائج ہے وہی شرعی پردہ ہے اور وہ اپنی تائید میں آیات ذیل سے تائید کرتا ہے۔

وقرن فی بیوتکن — اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو

لیکن لطف یہ ہے کہ ضرورتاً عورتوں کے گھر سے نکلنے کو وہ بھی ناجائز نہیں سمجھتا گو وہ ڈولی میں ہو یا اور کسی پردے دار سواری میں چنانچہ بڑے بڑے متشرع اصحاب کی عورتیں دوسروں کے یہاں شادی بیاہ میں شریک ہوتی ہیں اور اپنے اعزا و اقربا کے یہاں جاتی ہیں ریل میں سفر کرتی ہیں جہاز میں بیٹھ کر حج کو جاتی ہیں بس "قرار فی بیوتکن" نہیں رہتا۔ رہ گئی ڈولی وغیرہ یہ ہندوستان کے سوا کسی ملک میں نہیں ہے نہ کسی زمانہ میں مروج ہوا بلکہ عورتیں باستثنائے سفر بلا کسی سواری کے چادر یا برقعہ اوڑھ کر ضروریات کے لئے گھر سے باہر جاتی آتی رہیں اور اب تک یہ طریقہ چلا آ رہا ہے۔

جو لوگ اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عورتوں کو گھروں میں ٹھیرے رہنے کا حکم نہیں ہے وہ ایک اختلاف قرات سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو تفاسیر میں منقول ہے کہ یہ لفظ وقار سے قِرن بالکسر قاف ہے اور آیت کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ گھروں میں وقار و سکون سے رہو اس میں شک نہیں کہ گھروں میں بھی وقار و سکون کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے لیکن اگر یہ کہا جاتا کہ گھروں سے باہر وقار و سکون سے نکلو تو زیادہ معقول اور زیادہ ضروری تھا لیکن یہ بحث ہی فضول ہے اختلاف قرات پر اصرار کرنا قرآن میں تحریف ثابت کرنا ہے خصوصاً ایسا اختلاف قرات جس سے معنی بدل جاتے ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لفظ کا بھی اختلاف قرات منقول نہیں ہے اس لئے مشہور اور علم قرات ہی کو ترجیح حاصل ہے قطع نظر اس کے آیت مذکور میں قَرن بالفتح قاف سے نقصان ہی کیا ہے؟ ضروریات کے لئے باہر نکلنے کا عدم جواز اس حالت میں بھی ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ آگے ثابت ہوگا پہلے ایک روایت نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حکم حجاب کے بعد حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئیں راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے انہوں نے ٹوکا اور کہا سودہ خدا کی قسم تم اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو تم اب کیوں باہر آئیں یہ سنکر حضرت سودہ واپس تشریف لے آئیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے ہڈی آپ کے دست مبارک میں تھی حضرت سودہ اندر آئیں اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ میں ضرورت سے باہر گئی تھی لیکن عمرؓ نے مجھ سے یہ یہ کہا آپ پر وحی آئی جب وہ حالت رفع ہو گئی تو آپ نے فرمایا تم کو ضروریات کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے۔

قرآن سے باہر جانے کا ثبوت

اس روایت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ دوسری قرات قِرن بالکسر قاف والی صحیح نہیں دوسری یہ کہ عورتیں ضروریات کے لئے باہر جا سکتی ہیں لیکن یہ ایک خارجی دلیل ہے اگر یہ روایت ہم تک نہ پہنچتی تو اس آیت کی موجودگی میں ضروریات کے لئے عورتوں کے باہر جانے کا جواز کس طرح ثابت ہوتا؟ اس کے لئے خود قرآن مجید میں متعدد آیتیں موجود ہیں جن میں عورتوں کو باہر جانے کے آداب تعلیم فرمائے گئے ہیں مثلاً

(۱) مومنات سے کہدو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں (۲) اور اپنی زینت نہ ظاہر کیا کریں۔ (۳) اور اپنے پیر اس طرح نہ ملا کریں کہ ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔ (۴) اپنے اوپر چادریں ڈال لیا کریں کہ یہ ان کے لئے موجب شناخت ہوا کریگا تو ان کو کوئی ایذا نہ دیگا۔ (۵) جاہلیت اولیٰ کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھریں۔

احکام نمبر ۴ و ۵ کی مخاطب اول ازواج مطہرات ہی ہیں۔

اگر عورتوں کا گھروں کی چار دیواری میں مقید رہنا ضروری تھا تو باہر نکلنے کے آداب تعلیم فرمانے کی ضرورت نہ تھی اس کے علاوہ خود آیت مذکورہ سے ہی ثابت نہیں

ہوتا کہ عورتیں گھروں میں بند رہیں اور ضروریات کے لئے باہر نہ جائیں چنانچہ پوری آیت یہ ہے

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولیٰ
اور اپنے گھروں میں ٹھیری رہو اور جاہلیت اولیٰ کی طرح اظہار تجمل نہ کرتی پھرو۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ قرن فی البیت کا حکم عدم تبرج کے مقابلہ میں ہے اگر عورتوں کو ضروریات کے لئے بھی باہر جانا نا جائز ہوتا تو اس حکم کی ضرورت نہ تھی کہ جاہلیت اولیٰ کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو کیونکہ اگر عورتیں باہر نہ جائیں اور اگر جائیں تو ڈولی وغیرہ میں بند ہو کر تو عدم تبرج کا مقصد تو خودبخود حاصل ہو جاتا ہے پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ضروریات کے سوا اس مقصد سے باہر نہ جاؤ کہ بناؤ سنگار دکھایا جائے اس لحاظ سے پردہ اور عدم پردہ سے اس آیت سے کوئی تعلق نہیں رہتا اور اس تمام بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ عورتوں کا گھر کی چار دیواری میں محصور رہنا اور ضروریات کے لئے بھی بغیر ڈولی وغیرہ کے باہر نہ نکلنا شرعی پردہ نہیں ہے بلکہ عورتیں ضروریات کے لئے باہر نکل سکتی ہیں۔

عمل متواتر عہد رسالت میں بھی تمام صحابہ کی عورتیں اور خود ازواج مطہرات و بنات طیبات حج کو تشریف لیجاتی تھیں جہاد میں مردوں کے ساتھ سفر کرتی تھیں نماز کے لئے مسجد اور عیدگاہ میں جاتی تھیں شادی بیاہ میں دوسروں کے ہاں شریک ہوتی تھیں قضائے حاجت کے لئے گھروں سے باہر جاتی تھیں صحابہ کی عورتیں وعظ و نصیحت سننے کو اور مسائل دریافت کرنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں آنحضرت صلعم نے ہفتہ میں ایک دن مخصوص عورتوں کے لئے مقرر فرما دیا تھا اس کے علاوہ اپنے اور اقربا کے ہاں بھی مسلمان عورتیں ملنے کو جایا کرتی تھیں اور نخلستانوں میں کام کے لئے اور بازاروں میں خرید و فروخت کو اور گھروں کے لئے ضروری چیزیں مثلاً پانی وغیرہ لینے بھی جاتی تھیں یہ سب آمد و رفت بلا ڈولی یا اور کسی پردہ دار سواری کے ہوا کرتی تھی مسلمان عورتوں کا یہ طریقہ کل ممالک اسلامیہ میں سوا ہندوستان کے اب تک بھی رہا موجودہ پردہ کی تائید میں بعض روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔

"عورت عورت ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے"

"عورت اللہ سے اس وقت بہت قریب ہوتی ہے جب وہ گھر کے اندرونی حصہ میں ہوتی ہے"، "عورت گھر کی تاریکی میں نماز پڑھے"، "عورت شیطان کی شکل میں آتی ہے اور شیطان کی شکل میں جاتی ہے" یہ روایتیں عورتوں کے عام رواج کے مقابلہ میں کوئی درجہ نہیں رکھتیں اول تو ان کی روایتی حیثیت ہی صحت سے عاری ہے اور اگر روایتاً صحیح فرض کر لی جائیں تو یہ اطمینان نہیں ہو سکتا کہ رسول خدا کے یہی الفاظ ہیں اور ان میں کمی بیشی نہیں ہوئی دوسرے عمل متواتر ان کی تردید کر رہا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی منشا ہوتا کہ عورتیں گھر سے باہر نہ جایا کریں اور نماز بھی پڑھیں تو گھر کی تاریکی میں تو کم از کم مدینہ میں تو عورتوں کا یہی طرز عمل ہوتا لیکن برخلاف اس کے خود عہد رسالت میں مسلمان خواتین عام اس سے کہ وہ کسی گھرانے کی ہوں ضروریات کے لئے برابر گھر سے باہر آتی جاتی رہیں اور رسول خدا نے کوئی ممانعت نہیں فرمائی۔ جبکہ آپ نے عام خواتین کا یہ طریقہ جائز رکھا تو وہ منشا آپ کا ہرگز نہیں ہو سکتا جو ان روایتوں سے سمجھا جاتا ہے کہ عورتیں گھروں میں قید رہیں۔

غض بصر رہ گئی تیسری بحث کہ اگر عورتیں باہر جائیں تو چہرہ چھپا کر جائیں یا چہرہ کھول کر؟ جو اصحاب آخری صورت جائز سمجھتے ہیں وہ دو آیتوں سے استدلال کرتے ہیں پہلی دلیل ان کی یہ ہے کہ خدا نے مردوں کو حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں ان کے نزدیک اس سے خدا کا منشا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عورتیں بے نقاب باہر نکلیں کیونکہ اگر عورتیں بے نقاب نہ ہوں تو مردوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم غیر ضروری ہو جاتا ہے لیکن میرے خیال ناقص میں یہ دلیل صحیح نہیں ہے جس وقت یہ حکم نازل ہوا ہے اس وقت لونڈیوں اور یہودی عورتوں کا بے پردہ پھرنا مسلم ہے اور خدا کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کو ایسی اقوام سے بھی واسطہ پڑے گا جن کی عورتیں بے نقاب بلکہ نیم برہنہ باہر پھرتی ہیں اس وجہ سے مسلمان عورتوں کا بے نقاب باہر پھرنا اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا دوسری بات قابل لحاظ یہ بھی ہے کہ کیا عام طور پر غیر متشرع اور بظاہر متشرع حضرات نقاب پوش عورتوں کے بعض بعض حصۂ جسم پر نظریں جما کر دجال ڈھال کی دلکشی سے لطف اندوز نہیں ہوا کرتے اور ان کی نگاہیں یہ کوشش نہیں کرتیں کہ نقاب یا گھونگھٹ ہٹ جائے تو چہرے کی جھلک دیکھ لیں؟ اس لئے غض بصر کی ہر حال میں ضرورت ہے خواہ عورتیں بے نقاب ہوں یا نہ ہوں اور پردہ و عدم پردہ سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اظہار زینت دوسری دلیل یہ آیت ہے:-

ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها "اور اپنی زینت نہ ظاہر کیا کریں لیکن جو اس میں سے ظاہر ہو جائے"

اس آیت کے متعلق دو بحثیں ہیں ایک تو یہ کہ زینت سے زینت ہی مراد ہے یا مقامات زینت مراد ہیں۔ ایک فریق کا خیال ہے کہ محض زینت، دوسرے کا خیال ہے مقامات زینت۔ میں پہلے خیال کا مؤید ہوں اور خدا کے الفاظ میں ترمیم اور اضافہ پسند نہیں کرتا اگر ہر شخص اپنے اثبات مدعا کے لئے الفاظ قرآنی میں ترمیم و اضافہ کر لیا کرے تو قرآن کلام خدا نہیں رہتا بلکہ بازیچۂ اطفال ہو جاتا ہے اور اس طرح ہر شخص جو مسئلہ چاہے قرآن کے کچھ الفاظ گھٹا بڑھا کر ثابت کر دے اس لئے میرے نزدیک زینت سے مقامات زینت سمجھنا زبردستی ہے اگر خدا کا مقصد مقامات زینت چھپانے سے تھا تو وہ خود فرما سکتا تھا اور مقامات بھی تعین فرما دیتا کہ فلاں فلاں حصہ جسم مقامات زینت ہیں اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ بعد میں کوئی فقیہہ یا مجتہد صاحب اپنے قیاس و رائے سے اضافہ فرمائیں کسی قوم میں مقامات زینت سر بھی ہے کان بھی ہے ناک بھی ہے گلا بھی سینہ بھی ہے ہاتھ کی انگلیاں بھی ہیں اور کسی قوم میں سوائے گلے کے اور کوئی مقام زینت نہیں ہے۔

جو لوگ پردہ پر اس آیت سے استدلال کرتے ہیں یہ انھیں کی ایجاد ہے کہ اس میں زینت سے مراد مقامات زینت مراد ہیں۔ کیا وہ لوگ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جن اقوام میں مقام زینت صرف گلا ہے وہ صرف گلا چھپا لیا کریں اور کسی حصۂ جسم کے چھپانے کی مثلاً سر یا چہرہ کی ان کو ضرورت نہیں ہے؟ میرے نزدیک مقامات زینت ڈھکنے کی ضرورت بھی نہیں تھی جو عورت اپنے کانوں کا گلے کا بازو کا اور ہاتھوں کا زیور یا رنگین لباس چھپائے گی تو مقامات زینت خود چھپ جائینگے۔

دوسری بحث یہ ہے کہ ما ظهر منها میں چہرہ داخل ہے یا نہیں؟ ایک خیال یہ ہے کہ چہرہ داخل نہیں دوسرا خیال یہ ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ پہنچوں تک

داخل ہیں لیکن الفاظ قرآنی ان تفسیروں پر دلالت نہیں کرتے یہ بالکل زائد از قرآن باتیں ہیں۔ قرآنی الفاظ کا صرف اس قدر مطلب ہے کہ عورتیں بجز ان اشخاص کے جن کی اجازت ہے اور سب مردوں سے زینت و آرائش چھپایا کریں اگر اتفاقیہ یا ضرورت و مجبوری سے کچھ زینت و آرائش ظاہر ہو جایا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اس میں چہرے کا چھپانا یا نہ چھپانا کسی طرح داخل نہیں ہو سکتا اگر ایک عورت اپنے یا قومی رواج یا مصالح کی وجہ سے یا کسی مذہبی خیال یا شرم و ناموس کی بنا پر چہرہ چھپاتی ہے لیکن ضرورتاً مثلاً خرید و فروخت کے موقع پر کسی چیز کے لینے میں ہاتھوں کی چوڑیاں یا کنگن وغیرہ انگوٹھی چھلے کھل جاتے ہیں یا پیروں کا زیور چلنے میں ظاہر ہو جاتا ہے یا رنگین دوپٹہ یا لہنگا یا سایہ یا پاجامہ کا کچھ حصہ ہوا سے کھل جاتا ہے یا کوئی غریب شریف عورت ہے اس کے پاس اتنی وسیع چادر یا برقعہ نہیں ہے کہ پیروں تک اپنا بدن چھپا سکے اور کچھ حصہ اس کے رنگین لباس کا ظاہر ہو جاتا ہے تو اس آیت کا صرف اس قدر منشا ہے کہ وہ عورت قابل الزام نہیں ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ چہرہ یا ہاتھ کھلے رکھے اگر کوئی عورت اس قدر احتیاط کرتی ہے کہ ہاتھ پیر کا زیور بھی ظاہر نہیں ہونے دیتی بلکہ ہاتھوں میں دستانے پہن کر نکلتی ہے کہ اگر ہاتھ نکالنے کی ضرورت ہو تو انگلیاں بھی ظاہر نہ ہوں تو وہ اس احتیاط میں پورا اختیار رکھتی ہے کیونکہ کسی کام کی اجازت سے اس کے خلاف کرنے یا اس اجازت سے خواہ مخواہ فائدہ اٹھانا لازمی و ضروری نہیں ہو جاتا اور جبکہ یہ کہا جائے کہ اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب ہی نہیں ہوتا کہ ضرورت و بلاضرورت بے احتیاطی ہی کی جائے آیت زیر بحث کا مضمون اسی قسم کا ہے اس لئے اس آیت سے چہرہ کھولنے کا استدلال کسی طرح صحیح نہیں ہے اسی طرح اس آیت سے چہرہ چھپانے کا بھی استدلال نہیں ہو سکتا اگر کوئی عورت کان، گلا، بازو، پہنچے اور پیر چھپاتی ہے جن میں وہ زیور پہنے ہوئے ہے اور اپنا رنگین لباس چادر یا برقعہ وغیرہ سے ڈھانپ لیتی ہے لیکن چہرہ کھلا رکھتی ہے کیونکہ اس کے یہاں قومی یا ملکی ضرورت یا مصالح چہرہ چھپانے پر مجبور نہیں کرتے نہ اس کی قوم یا ملک یا شہر یا قصبے میں رواج ہے تو آیت زیر بحث میں کوئی لفظ نہیں ہے جو چہرہ چھپانے پر دلالت کرتا ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے وہ بھی ایک زینت ہے اس لئے چہرہ چھپانا چاہیئے اس دلیل سے اول تو صرف آنکھوں تک گھونگھٹ نکالنے کا ثبوت ہوتا ہے دوسرے اگر عورت آنکھیں نیچی کر کے باہر جائے گی جیسا کہ اس کو حکم ہے تو سرمہ نظر نہیں آ سکتا تیسرے اگر عورت آنکھیں چھپائے تو ما ظہر منہا میں آ جائیگی چوتھے اگر آنکھوں میں سرمہ نہ ہو تو پھر تو چہرہ کھولنے کی اجازت دیدی جائے گی۔ غرضکہ اس آیت سے نہ تو چہرہ کھولنے کا ثبوت ہوتا ہے نہ چہرہ چھپانے کا اس لئے پردہ کی بحث سے یہ آیت بھی غیر متعلق ہے۔

سوال پس پردہ جو اصحاب منہ چھپا کر باہر نکلنے کی ضرورت سمجھتے ہیں وہ آیت ذیل سے استدلال کرتے ہیں:۔

واذا سالتموھن متاعا فسئلوھن من وراء حجاب

اور جب تم ازواج پیغمبر سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔

تعجب ہے کہ اس آیت سے کس طرح پردے پر استدلال کیا جاتا ہے اوپر جو دو سوال مندرج کئے گئے ہیں ان میں سے ایک کا جواب بھی اس آیت میں نہیں ہے اس میں صرف ایک معاشرتی مسئلہ تعلیم کیا گیا ہے آداب معاشرت اور تہذیب کا ایک ضروری اور لازمی جزو یہ بھی ہے کہ اپنے پیغمبر یا امام و پیشوا کی ازواج سے جو چیز مانگی جائے وہ پس پردہ مانگی جائے بلکہ جو خواتین اپنے ملکی یا قومی رواج یا کسی مذہبی خیال سے پردہ کرتی ہیں ان سے بھی جو سوال کیا جائے وہ پس پردہ کیا جائے اور جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں ان کے گھروں میں بھی بلا اجازت داخل ہونا مذہب، اخلاق اور تہذیب کی رو سے ممنوع ہے یہاں تک کہ اپنے اعزہ و اقربا کے گھروں میں بھی بلا اجازت جانا معیوب ہے کیونکہ گھروں میں عورتیں عموماً مخلع بالطبع ہوتی ہیں اگر اجازت دیدی جائے تو پھر بے تکلف گھر میں جا سکتے ہیں چنانچہ اسی آیت میں اذن کے بعد اندر آنے کی اجازت ہے اور ایک آیت اور ہے

یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون۔

اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں جب تک اجازت نہ لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو داخل نہ ہو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اجازت کے بعد پردہ کرنے والی ہیں وہ چھپیں گی اور جو پردہ نہیں کرتی ہیں وہ نہ چھپیں گی، اس وقت ان سے بالمشافہ سوال کیا جا سکتا ہے غرض پردہ کی بحث سے یہ آیت بھی خارج ہے۔

ادنا جلباب ایک آیت اور ہے جس سے حامیان پردہ استدلال کرتے ہیں وہ آیت حسب ذیل ہے:۔

یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین وکان اللہ غفورا رحیما۔

اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہدو کہ اپنی چادریں اوڑھ لیا کریں یہ امر ان کے لئے موجب شناخت ہوا کریگا تو ان کو کوئی ایذا نہ دیگا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کے معنے و تفسیر میں بہت تکلفات کئے جاتے ہیں ایک تو لفظ ادنا پر بحث کی جاتی ہے کہ اس کے اصلی معنے قریب کرنے کے ہیں پھر قریب کرنے کے معنی لٹکانے کے لئے جاتے ہیں اور لٹکانے سے گھونگھٹ کا لٹکانا مراد لیا جاتا ہے صاف ظاہر ہے کہ یہ نرا تکلف ہی تکلف ہے اگر ادنا کے اصلی معنے قریب کرنے کے ہیں تو چادر بغل میں داب لی جائے جب بھی قریب ہو جائے گی اور اگر شانہ پر ڈال لی جائے جب بھی قریب ہو جائے گی اور اگر پاس رکھ لی جائے تب بھی قریب ہو جائے گی اس لئے قریب کرنے کے معنے لٹکانا لیا جانا پھر گھونگھٹ کا لٹکانا مراد لینا بالکل بے معنی باتیں ہیں۔ صاف و سیدھے معنی جو موقع اور محل کے بالکل مناسب ہیں وہ یہی ہو سکتے ہیں کہ چادریں اپنے اوپر ڈال لی جائیں خواہ گھونگھٹ نکالا جائے یا نہ نکالا جائے تعمیل حکم دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے۔ دوسرے لفظ جلباب پر بحث کی جاتی ہے ایک مضمون نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اس آیت میں بے پردگی کے حامی لفظ جلباب کی خوب کھینچا تانی کیا کرتے ہیں حالانکہ اس میں کوئی بات بھی ایسی نہیں جس میں کوئی مشکل پیش آئے مگر کجروی کا کیا علاج جلباب لفظ جلب سے ہے جو بحیثیت اسم جلب و جلب دونوں طرح سے پڑھا جاتا ہے اور اس کے معنی رات کی تاریکی اور بے آب بادل کے ہیں اور بحیثیت فعل جلب کے معنے کھینچنے کے ہیں اس لحاظ سے دلی کی زبان میں اس کے معنے اس اندھیری کے ہونے چاہئیں جو بہشتی

گھروں میں آتے وقت اپنے منہ پر ایک لال رنگ کا کپڑا ڈال لیا کرتے ہیں تاکہ گھر کی عورتوں کو گھر میں جاکر چھپنے کی ضرورت نہ ہو یہ اوڑھنی منہ پر ڈالی جاتی ہے نہ کہ سر پر اور جب یہ لفظ عورتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنے اس کپڑے کے ہوتے ہیں جس میں منہ پر اوڑھیرا کیا جائے یا اسے سر پر کھینچکر ڈال لیا جائے اسے ہندوستان کی زبان میں برقع کہتے ہیں"

فاضل مضمون نگار نے ثبوت بہت اچھا پیش کیا ہے کہ حامیان بے پردگی خوب کھینچا تانی کیا کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی صاف کردیا کہ درحقیقت اس فتوی کا مستحق کون ہے۔ مجھے اس پر ایک قصہ یاد آیا کہ ایک لالہ صاحب کسی رئیس کے جہاں گھر کا حساب کتاب لکھنے پر ملازم تھے وہ بجائے گوشت کے ہر جگہ خاک لکھا کرتے تھے جب رئیس کے سامنے پہلی مرتبہ حساب پیش ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ خاک ۸ رخاک ۴ر خاک ۲ رخاک ۳ر لکھا ہوا ہے وہ دیکھکر سخت حیران ہوئے کہ باورچیخانہ میں خاک کس کام کے لئے آتی ہے لالہ صاحب سے دریافت کیا کہ یہ خاک کیا بلا ہے کس نے منگوائی کس غرض سے آئی اور کیسی خاک ہے تو لالہ صاحب نے فرمایا حضور خاک کا الٹا کلاخ، کلاخ کہتے ہیں محل کو، محل کا الٹا لحم، لحم کہتے ہیں گوشت کو۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو بہ نسبت فاضل مضمون نگار کے لالہ صاحب کی سمند تخیل نے زیادہ باقاعدگی سے خرام ناز کیا ہے فاضل مضمون نگار کو بہت زیادہ کھائیاں اور خندقیں کھودنا پڑی ہیں تب کہیں جاکر برقعہ تک ان کی رسائی ہوئی ہے میں اپنے مضمون کو زیادہ خندہ تفریح بنانا نہیں چاہتا اس لئے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہوں لغت میں جلباب کے معنے خواہ وہ جلب جلب سے بنا ہو یا جلب سے اس وسیع چادر کے ہیں جو سب کپڑوں کے اوپر اوڑھی جاتی ہے اور قرآن کے الفاظ "یدنین علیہن من جلابیبہن" (اپنے اوپر اپنی چادریں اوڑھ لیا کریں) کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ چادریں اوڑھکر منہ چھپا لیا جائے اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھی جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نصف چہرہ چھپا لیا جائے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ پیشانی اور ناک سے نیچے کا حصہ چھپا لیا جائے اور دونوں آنکھیں کھلی رہیں چوتھا قول یہ ہے کہ سر اور گلے کی ہنسلی چھپا لے اور چہرہ کھلا رکھا جائے یہ اختلاف صرف اس بنا پر ہے کہ الفاظ قرآنی کسی بات پر دلالت نہیں کرتے جس کے نزدیک جو طریقہ مناسب تھا وہی اس نے بطور تفسیر بیان کردیا اگر چہرہ کھلا رکھا جائے اور تمام جسم و سر چادر سے چھپا لیا جائے تو خدا کے حکم کی تعمیل ہو جاتی ہے۔

چنانچہ مجاہد نے جو امام مفسرین کہلاتے ہیں یہ تفسیر کی ہے کہ چادریں اوڑھکر امتیاز پیدا کرلیا جائے وہ منہ چھپانے یا نہ چھپانے کا کچھ ذکر نہیں کرتے یہ تفسیر بالکل الفاظ قرآنی کے مطابق ہے کیونکہ حکم صرف امتیاز پیدا کرنے کے لئے کہ مسلمان عورتیں اس طبقہ کی عورتوں سے ممتاز ہو جائیں جن کو شریر زنا تہذیب لوگ چھیڑتے ہیں اور اس سے خدا تعالےٰ کا جو منشار ہے وہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان عورتیں ان عورتوں میں شامل نہ ہوں جن کو بہتش لوگ چھیڑنے کی جرات کرتے ہیں اور اپنا چال چلن طریقہ اور وضع قطع ایسی رکھیں کہ کسی کو ان کے چھیڑنے کا خیال نہ ہو اگر کسی زمانہ میں یا کسی ملک میں بجائے جلباب کے شریف و نیک چلن خواتین کا اور کوئی لباس ہو جس سے وہ بدنام طبقہ کی عورتوں سے ممتاز رہتی ہوں تو وہی لباس خواہ اس سے منہ چھپتا ہو یا نہ چھپتا ہو پہننا ضروری ہوگا۔ کیونکہ مقصد یہی بیان کیا گیا ہے کہ "ان یعرفن فلا یوذین" (وہ شناخت کرلی جائیں تو کوئی چھیڑے نہیں) اور اگر کسی زمانہ میں یا ملک میں یہ علت جس کی بنا پر جلباب اوڑھنے کا حکم دیا گیا ہے موجود نہ ہو تو یہ حکم بھی باقی نہ رہے گا بلکہ اگر علت بھی موجود ہو اور اسی زمانہ میں کسی وقت یہ خطرہ نہ ہو تو اس وقت بھی اس حکم کی تعمیل ضروری نہ ہوگی اس صورت میں اس آیت کا بھی پردہ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا غرض یہ کہ قرآن مجید سے نہ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں گھر سے باہر جائیں تو چہرہ چھپا لیا کریں نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ کھول لیا کریں۔

اس لحاظ سے یہ مسئلہ صرف ایک تمدنی و معاشرتی مسئلہ رہجاتا ہے اگر ہماری قومی و ملکی ضرورتیں اور مصلحتیں مجبور کریں کہ عورتیں چہرے چھپاکر باہر نکلا کریں تو چہرہ چھپا لیا جائے اور اگر عورتوں کے چہرہ چھپانے کی ضرورت نہ سمجھی جائے تو چہرہ کھول کر نکلا کریں۔ قرآن صرف فتنہ و فساد اور فحش و مکروہات کا مخالف ہے، ان سے تحفظ کی جس زمانہ اور جس ملک میں جو تدبیر مناسب ہو وہ کیجائیں۔

احادیث اور پردہ

احادیث کا مجھے جہانتک علم ہے کوئی حدیث موجود نہیں ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان عورتوں کو منہ چھپاکر باہر نکلنے کا حکم دیا ہو یا اجازت دی ہو اور ایسی کوئی صحیح حدیث موجود ہے جس میں عورتوں کو منہ کھول کر باہر نکلنے کا حکم دیا ہو یا اجازت دی ہو اگر مسلمان عورتیں پردہ کرتی ہوں تو ملکی رواج کے مطابق پردہ کرتی ہونگی۔ کیونکہ عرب میں قبل اسلام سے پردہ کا رواج تھا اور اکثر قبائل کی عورتیں چہرہ پر نقاب ڈالا کرتی تھیں صرف بعض قبائل ایسے تھے جن کی عورتیں بے نقاب باہر پھرتی تھیں۔

ابو داؤد میں ایک روایت ہے جس سے ثابت کیا جاتا ہے کہ آنحضرت نے عورتوں کو چہرہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ کھول کر غیر مردوں کے سامنے آنے کی اجازت دی ہے روایت یہ ہے کہ جس کی راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ آنحضرت کی خدمت میں حضرت اسماء حاضر ہوئیں وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں آنحضرت نے انھیں دیکھ کر منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے سوا اور کوئی حصہ بدن کا ظاہر نہ ہونا چاہیئے لیکن یہ روایت بالکل غیر معتبر ہے کیونکہ خالد بن دریک تابعی جو حضرت عائشہ سے روایت کرتا ہے اس کا سماع حضرت عائشہ سے ثابت نہیں ہے اس لئے یہ روایت منقطع ہے جو قطعی ناقابل لحاظ ہوتی ہے۔

سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانحعمریاں یہ چاروں کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے حال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطرز سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کی مقدس زندگیاں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں قیمت عہ محصولڈاک ۵ر علاوہ

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

غریب کا دل

ابھی رات زیادہ نہیں آئی تھی لیکن فضا تیرہ و تار ہو رہی تھی بادل چھائے ہوئے تھے، ستارے چادر ابر میں روپوش تھے، زور شور کی بارش ہو رہی تھی بیچارے محمود کا "غریب خانہ" بھی جب تک چراغ مشعل راہ نہ ہو نظر نہیں آ سکتا تھا۔

محمود کی جھونپڑی میں بھی کچھ نظر نہیں آتا ہاں ایک چراغ تھا جو بیچارا اپنی بساط کے موافق اس تاریکی سے جہاد کر رہا تھا ایک انگیٹھی تھی جس کی آگ ٹھنڈی ہو چکی تھی صرف چند چنگاریاں باقی رہ گئی تھیں جو عنقریب افسردہ ہونے والی تھیں۔

اس تاریکی میں چند چہرے اس طرح چمک رہے تھے جیسے شب تار میں ٹمٹماتی آنکھیں ادھر ادھر دیکھنے سے ایک فرش نظر آتا تھا جس پر تین بچے ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈالے دراز تھے پاس ہی ایک عورت بیٹھی تھی جس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا دل ہی دل میں زبان حال سے وہ دعا مانگ رہی تھی کہ اس کا شوہر بخیر و عافیت واپس آ جائے کیونکہ حسب عادت آج بھی وہ شکار کے لئے گیا تھا اور اب تک واپس نہیں آیا تھا۔

بارش اب اور تیزی سے ہونے لگی ہوا بھی بہت تیز چلنے لگی جس کے اثر سے جھونپڑی بھی لرزہ بر اندام ہو رہی تھی بچے چادر میں سکڑے پڑے تھے لیکن اس عورت کا دل خوف سے کانپ رہا تھا اس نے خیال کیا کہ بارش کا یہ تسلسل بجلی کی یہ کڑک ہوا کی یہ سنسناہٹ چھتوں اور دیواروں کا دھڑا دھڑ گرنا کوئی اچھی علامت نہیں ہے اپنے شوہر کے متعلق اس کے دل میں طرح طرح کے شکوک و اوہام کا ایک دریا لہریں مارنے لگا وہ دل ہی دل میں خیال کرنے لگی کہ میں ایک غریب اور دکھیا عورت ہوں نہ میرا کوئی والی ہے نہ وارث یہ چھوٹے چھوٹے بچے ابھی اس قابل بھی تو نہیں ہیں کہ اپنی روزی کما سکیں اپنا پیٹ پال سکیں زمانہ کا سرد و گرم برداشت کر سکیں اے اللہ تو مجھ ضعیف و ناتوان کے لئے اور ان معصوم بچوں کے لئے اسے بچا لے جو تیری سپردگی میں ہے جو اپنی زندگی بھی سونپ کر رزق کی تلاش میں نکلا ہے تاکہ اس چھوٹے موٹے خاندان کا کچھ انتظام کرے اب تک وہ واپس نہیں آیا، نہ معلوم قسمت اس کے ساتھ کیا کرنے والی ہے اور کسے معلوم کہ کیا کر چکی ہو؟ ..... ہم شکاریوں کے بال بچوں کی زندگی کتنی المناک اور کس قدر اندوہ افزا ہوتی ہے وہ ہمیں تنہا چھوڑ کر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور ڈکھ کے اس تھاہ ساگر میں ہاتھ پیر مارنے لگتے ہیں جس کی نہ کوئی حد ہے نہ پایاں اور نہ اس کے خطرات دہلا کر تے نجات کی کوئی صورت، اسی کمبخت روزی کی تلاش میں وہ ان اٹھتی ہوئی موجوں کا مقابلہ کرنے میں جو بھوکے بھیڑئے کی طرح جھپٹتی ہیں جیسے نہ گوشت کے ٹکڑے پر جھپٹتا ہے اور ہم جو گھر میں ڈرتے ہیں کہ کیا جانے کیا ہو؟ تو کہیں کچھ ہو نہ چکا ہو کیا قسمت لکڑی کے وہ چند چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بچا لیں گے جنہیں جب تختے ہیں تھوڑی دیر تک جن کے شکستہ ہونے میں گھنٹوں کی تاخیر لگتی ہوگی اور آخر کار وہ جید نہایت غار میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گر جائیں گے تاکہ مچھلیوں کا شکار ہو سکیں حالانکہ کچھ دیر پہلے وہ خود مچھلیوں کی تاک میں تھے۔

اب ذرا بارش کم ہو گئی تھی ہوا بھی آہستہ آہستہ چل رہی تھی وہ عورت چراغ اٹھا کے دروازے کے سامنے دیکھنے لگی کہ اب صبح ہونے میں کتنی دیر باقی ہے لیکن تاریکی دروازے پر پورے طور پر مسلط تھی اور بارش بھی کچھ نہ کچھ ہو رہی تھی چراغ کی روشنی ایک اور جھونپڑی پر پڑی جس میں نہ روشنی تھی نہ حرکت اسے یاد آگیا کہ یہ غریب جمیلہ کی جھونپڑی ہے جس کا شوہر چند مہینے ہوئے ڈوب کر مر گیا تھا اور زمانہ کے شدائد و مصائب برداشت کرنے کے لئے دو بچے چھوڑ گیا تھا اس کے جی میں آیا ذرا جمیلہ کی خبر لے آؤں! اس لئے کہ اسے علم تھا کہ جمیلہ مرض الموت میں مبتلا ہے وہاں پہنچکر جب اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو کوئی جواب نہ پا کر خود اس نے دھکا دیکے دروازہ کھول لیا اپنے چراغ سے وہ پاس کی چیزیں دیکھ سکتی تھی اپنے سامنے اس نے جو کچھ دیکھا اس کا دل دھڑکنے لگا خون خشک ہو گیا اور وہ سر تا بہ قدم کانپنے لگی۔

اس نے دیکھا کہ جھونپڑی ہوا کی شدت سے ہل رہی ہے اور بارش کے پانی نے اندر داخل ہو کر تمام چیزوں کو تر کر دیا ہے جمیلہ بالکل ساکت و صامت فرش پر دراز ہے جب اس نے پاس سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کا تو کام تمام ہو چکا ہے پانی کے قطرے اس کے سر سے اور ماتھے سے ٹپک رہے ہیں پہلے تو چپ چاپ وہ یہ دلدوز منظر دیکھا کی ایک بارگی یک بیک وہ چیخ اٹھی۔

"خدا کی اس زمین پر یہ ہے غریبوں اور بیکسوں مسکینوں اور ماداروں کا عالم! یہ ہے وہ مرتبہ رفیع جہاں وہ زندگی کے کشمکش اور نوائب اور ہولناک مصائب کا مقابلہ کرکے پہنچتے ہیں اس کارزار عالم میں وہ مجہول و مسطور زندگی بسر کرتے ہیں نہ ان کا کوئی شناسا ہوتا ہے نہ واقف کار نہ نوحہ خواں ہوتا ہے نہ تیمار دار اب وہ ایسی جگہ جا رہے ہیں جہاں کوئی ہم سخن ہے نہ ہم نشیں نہ ان کے جانے کا کسی کو ملال ہے نہ فاقہ حق کہ اعزہ و اقربا بھی بے پرواہ ہیں۔

کیا عجب ہے کہ میرا اور میری اولاد کا بھی کل یہی حشر ہو جو آج میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں اس وقت تو کوئی ایسا بھی نہ ہوگا جو اس حال زار پر چند آنسو بہائے جس طرح ان مسکینوں کے لئے میں ماتم کناں ہوں کل میرا ماتم کرنے والا تو کوئی نہیں ہے اس نے اپنی چادر جمیلہ کی لاش پر ڈال دی اور چراغ ایک ادھر ادھر جو دیکھا تو بچے فرش خاک پر آسودہ خواب نظر آئے ایک کے منہ پر ایک کا منہ تھا اور ایک معصومانہ تبسم ان کے ابرو پر کھیل رہا تھا گویا نہ موت سے جو ان کے چاروں طرف منڈلا رہی تھی بالکل بے پروا تھے اس نے بچوں کے سر پر جمیلہ کی چادر دیکھی اسے خیال ہوا کہ گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے اس مسکین عورت نے اپنے مرض الموت میں دیکھا ہوگا کہ پانی ٹپ ٹپ ٹپک رہا ہے بچوں کے اعضا جکڑ رہے ہیں تو اس نے مہر مادری سے مجبور ہو کر بچوں کے جسم پر یہ چادر ڈال دی ہوگی حالانکہ سب سے زیادہ وہ خود اس چادر کی حاجتمند تھی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تاب نہ لا سکی اور جان بحق ہو گئی۔

محمود کی بیوی اس ہیبت ناک اور دلدوز منظر کو دیکھنے لگی ہوا اس وقت بھی چل رہی تھی بارش اس وقت بھی ہو رہی تھی اور پانی کے قطرات جمیلہ کے

ہوا اس وقت بھی چل رہی تھی بارش اس وقت بھی ہو رہی تھی اور پانی کے قطرات جمیلہ کے ماتھے سے گالوں پر اس وقت بھی ڈھلک ڈھلک کر آ رہے تھے گویا اپنے بچوں کے فراق میں وہ آنسو بہا رہی تھی۔

اب آثار صبح ظاہر ہونے لگے تھے جب کچھ کچھ روشنی آنے لگی تو اس نے چراغ بجھا کے ایک کونے میں رکھ دیا میت کے لئے دعا مانگی پھر بچوں کی جانب بڑھی ان پر وہ روئی اور ان دونوں کو نہایت رفق و سکون سے اپنی گود میں اٹھا لیا اور اپنی جھونپڑی میں لے گئی اپنے بچوں کے ساتھ انھیں بھی لٹا دیا اور سب پر ایک ہی چادر ڈال دی۔

اس کام سے فارغ ہو کے وہ ایک جانب بیٹھ گئی اور دل ہی دل میں کہنے لگی نہ معلوم میں نے ان بچوں کو لا کر کوئی اچھا کام انجام دیا ہے یا برا میں جانتی ہوں کہ اللہ نے عورت کا دل یکسر رفق و محبت سے بنایا ہے وہ اسے نہیں برداشت کر سکتی کہ اس کے سامنے دو معصوم بچے ایک ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں فرش خاک پر دراز ہوں وہاں سوا ان کی ماں کے نعش کے ان کا کوئی رفیق نہ ہو کوئی عورت اس حال میں تن تنہا انھیں نہیں چھوڑ سکتی وہی کرتی جو میں نے کیا ہے بغیر اسے معلوم کئے کہ اس کارروائی کا اس کی ذات پر کیا اثر ہوگا اور پھر جبکہ وہ یہ بھی کہ اس کس مپرسی میں چھوڑ جانے کا انجام کیا ہوگا۔

یہ منظر جو میں نے دیکھا ہے اس نے مجھے عواقب و نتائج سے بے نیاز کر دیا ہے اگرچہ کچھ عرصہ کے بعد مجھ پر یہ واضح ہو گیا کہ میں نے غلطی کی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ اس غلطی سے بچ بھی سکتی تھی میں اس کی مرتکب ہوئی کیونکہ میرا دل گوشت اور خون کا ہے فولاد اور پتھر کا نہیں ہے۔

میں جانتی ہوں کہ میرا شوہر نادار ہے قلاش ہے، فاقہ مست ہے اور میرے بچے خود نان شبینہ کے محتاج ہیں اب اس فقر و فاقہ کے عالم میں اپنے بچوں پر ان دو جدید بچوں کا اضافہ کسی طرح بھی مناسب نہیں لیکن یہ بھی کسی طرح مناسب نہیں کہ ہم اپنے راحت و نفس کے مقابلہ میں ان سے بخل کریں اور ان ننھے بچوں کو اپنے سامنے بھوک اور سردی کی وجہ سے مرنے دیں۔

یہ ہیں میرے خیالات جنھیں ابھی ابھی اپنے شوہر کی واپسی پر میں اس کے سامنے دہراؤں گی اپنے اس فعل پر نہ میں متوحش ہوں نہ خوفزدہ کہ وہ مجھ پر خفا ہوگا یا حکم دے گا کہ میں انھیں نکال باہر کروں۔

یہ کہتے کہتے وہ دفعتاً رک گئی کیونکہ دروازہ پر کھٹکھٹانے کی آواز آئی اس سے وہ خوفزدہ ہو گئی لیکن معلوم ہوا کہ یہ ہوا کی سنسناہٹ تھی تھوڑی دیر تک وہ اپنا سر جھکائے رہی سر جھکائے ہوئے وہ عالم خیال میں پہنچ گئی اس بزم تخیل میں ایسے ایسے مناظر اس کے سامنے آئے کہ کبھی وہ رونے لگتی کبھی ہنسنے لگتی کبھی غضبناک ہو جاتی اور کبھی مطمئن کبھی اس کا چہرہ کسی امید سے دمکنے لگتا کبھی یاس کی شکنیں اس کے ماتھے پر پڑ جاتیں کبھی اپنے شوہر کے متعلق اچھے خیالات اس کے دل میں موجزن ہوتے کبھی طرح طرح کے وسوسے پیدا ہو جاتے غرض اسی امید و بیم اور اسی کشمکش آلام و افکار میں اس کا دل ہچکولے کھا رہا تھا کہ اتنے میں کوئی سیاہ سی چیز اپنے سامنے آتے ہوئے دیکھی اس کا دل خوف و دہشت سے زور زور سے دھڑکنے لگا لیکن وہ دیکھتی کیا ہے کہ اس کا شوہر کاندھے پر جال ڈالے بیٹھ پر اس کی چھڑی رکھے چلا آ رہا ہے اور پانی اس سے ٹپک رہا ہے

اپنے شوہر محمود کو دیکھ کر وہ کھڑی ہو گئی اس نے اس کے چہرہ پر ایک نظر ڈالی کچھ سمجھ کر آنکھیں جھکا لیں پھر وہ پوچھنے لگی رات کیسی گزری محمود نے اپنا جال اور اس کی چھڑی ایک طرف رکھ کے کہنا شروع کیا۔

ایسی رات! توبہ میں نے تو ایسی رات آج تک دیکھی نہیں اور شکار کو کیا پوچھتی ہو وہی خالی ہاتھ آیا ہوں، اگر خدا کا مجھ پر اور تم پر فضل نہ ہوتا تو میرے ہلاک ہونے میں رہ گیا تھا لیکن عم مجھ پر اس وقت تک قابو نہیں پا سکتا جب تک میں تم لوگوں کو بخیر و عافیت پاتا ہوں، بچوں کا کیا حال ہے۔

یہ سنکر وہ کانپنے لگی اور ٹالنے کے طور پر جواب دیا "اچھے ہیں"

محمود آج کیا بات ہے کہ میں تمہیں اس قدر آشفتہ خاطر دیکھ رہا ہوں، اچھا رات کیسی گزری۔

اس نے اپنا سر جھکا لیا اور کہا۔

رات کو تو ان بچوں کی تکلیف سہتی رہی اس طوفان ابر و باد کی کڑاک اور گرج جب سنتی تھی تو تمہاری طرف سے قسم قسم کے وہم آنے لگتے تھے لیکن اب تو الحمد للہ کچھ نہیں ہے اچھی ہوں۔"

یہ کہکر اس نے اپنے شوہر کی طرف دیکھا کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کہہ نہ سکتی تھی، الفاظ ہونٹ پر آ کے رک جاتے تھے آخر بہت کوشش کے بعد وہ کچھ کامیاب ہوئی اور کہنے لگی۔

"لیکن ایک دوسری بات ہے جس نے مجھے مضطر کر رکھا ہے"

"وہ کیا"

"تمہارے آنے سے کچھ پیشتر ہماری پڑوسن جمیلہ کا انتقال ہو گیا اپنے پیچھے وہ دو بچے چھوڑ گئی ہے جن کا اس عالم میں نہ کوئی پرساں ہے نہ خبرگیر"

یہ سنتے ہی محمود پر ایک اضطراب و اضطرار کی کیفیت طاری ہو گئی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے بھیگی ہوئی ٹوپی بستر پر ڈال دی سر پر کبھی کبھی ہاتھ پھیرتا کبھی بالوں سے شغل کرنے لگتا اس کی بیوی اس پر نظر جمائے اس کے خیالات و جذبات کا اندازہ کر رہی تھی آزردہ فرش پر بیٹھ گیا جو جھونپڑی کے وسط میں بچھا ہوا تھا اور آہستہ آہستہ کہنے لگا۔

خدایا! اگرچہ میں علم سے بے بہرہ ہوں جاہل ہوں میرا یہ منصب نہیں کہ تیری حکمتوں کو سمجھ سکوں اور یہ جان سکوں کہ یہ غریب بچے اپنی ماں جیسی نعمت سے کیوں محروم کر دیئے گئے لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس واقعہ کے وجود سے انکار کر دوں شاید وہ لوگ جو مجھ سے زیادہ علم و بصیرت رکھتے ہیں تیری ان مصلحتوں اور حکمتوں کو اس سے زیادہ سمجھ سکیں جتنا میں سمجھ سکتا ہوں۔

بلاشبہ میں تہی دست و نادار ہوں بے نوا اور بے مایہ ہوں مفلس و فقیر ہوں میری زندگی مصادفات و اتفاقات کی رہین منت ہے اگر مل گئی تو روزی ورنہ روزہ مجھ پر اور میرے بچوں پر ایسے کڑے دن گذرتے ہیں کہ ہمیں قوت لایموت بھی میسر نہیں آتا ہے لیکن میں اپنے دل کو کیا کروں وہ ان یتیموں پر اس سے زیادہ کڑھتا ہے جتنا فقر و فاقہ کے عالم میں وہ دکھ محسوس کرتا ہے۔

پھر وہ اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا

"میں سخت متاثر ہوں مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جمیلہ کی روح کھڑی دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے اور ہم سے بالحاح و زاری کہہ رہی ہے کہ ہم اس کے

بچوں کی سرپرستی کریں ان کی کفالت کریں۔۔۔ لیکن میرے امریکن کیونکر ہے؛ میں کروں تو کیا کروں؟

اب گویا اس کی بیوی کو موقع مل گیا، اس نے کہا،

"اور مجھے تو ایسا سنائی دیتا ہے کہ وہ کہہ رہی ہے، محمود! میری مصیبت تمہاری مصیبت سے زیادہ ہے تم اس عالم میں ہو کہ کچھ نہ کچھ کر سکتے ہو میں اس دنیا میں ہوں کہ میرے کئے کچھ بھی نہیں ہو سکتا"

تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہا بیٹھے بیٹھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا پھر اس نے کہا

"کیا گذشتہ سال ہمارے دو بچے نذر اجل نہیں ہو چکے ہیں!"

کیوں نہیں۔

اگر آج وہ دونوں زندہ ہوتے تو ہم کیا کرتے"؟

سوا اس کے کہ ہم اپنا معاملہ خدا پر سونپ دیتے اور اس سے استعانت چاہتے اور کیا کر سکتے تھے"

تو ہم ان دونوں یتیموں کا معاملہ بھی خدا پر سونپتے ہیں اور اسی سے استعانت چاہتے ہیں ہم یہ سمجھ لینگے کہ ہمارے وہ دونوں بچے زندہ ہیں یا یہ جان لینگے کہ خدا نے انھیں از سر نو زندہ کر دیا ہے۔۔۔۔ جاؤ ان بچوں کے پاس جاؤ اور انھیں یہاں لے آؤ ممکن ہے وہ بچے جاگ گئے ہوں اور اپنی ماں کا یہ حادثہ دیکھکر خوف و دہشت سے وہ بیچارے بھی ختم ہو جائیں۔

دیکھو! انھیں رفق و محبت سے لانا اس طرح لانا کہ وہ جاگنے نہ پائیں اور یہاں لا کر اپنے بچوں کے پاس لٹا دو، وہ منظر بھی کتنا عجیب و غریب ہوگا جب وہ بیدار ہوں گے اور ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھیگا۔۔۔۔ آج سے میرے اوپر نبیذ اور گوشت حرام ہے جب تک میں اس خاندان کے کھانے پینے کا انتظام نہ کر لوں جس کا بخت و اتفاق سے میں ہی سردار ہوں اللہ نے چاہا تو ان پاک اور معصوم بچوں کے طفیل سے ہمارا گھر روٹی اور چربی سے بھر جائے گا ہم کھاتے کھاتے تھک جائینگے لیکن سامان رسد ختم نہیں ہوگا"

یہ سنکر جمیلہ کا چہرہ فور مسرت سے جگمگانے لگا اور وہ بچوں کی خوابگاہ کی طرف گئی بچوں کے چہرہ سے چادر اٹھائی اور چپ چاپ محمود کی طرف دیکھنے لگی۔

محمود نے جو یہ دیکھا کہ بچے تو یہاں پہلے ہی سے موجود ہیں تو ہجوم مسرت اور فرط محبت سے اس نے جمیلہ کو گلے لگا لیا اور کہا تمہارا دل کتنا بلند اور کتنا اعلےٰ ہے تم تو اس قابل ہو کہ تمہاری پرستش کی جائے۔

جمیلہ نے یہ سنا اور محبت بھری نظروں سے محمود کو دیکھنے لگی۔

ان معصوم بچوں کی قسمت کا خدا نے اتنا دیا کہ محمود کا گھر مال و دولت سے مالا مال ہو گیا۔ اور زندگی عیش سے گذرنے لگی۔

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر حضرات سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب، صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کر دیا۔ مولانا ممدوح ایک نامور مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔

تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کی اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں نیز ضروری عقائد بھی ہر نمبر میں بتدریج ذکر کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی حضرت مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہر حال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد تقریباً انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی سکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے بہار بنگال یوپی پنجاب گجرات میں خصوصیت سے پسند کیا گیا اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جارہا ہے۔

ان رسالوں کا گجراتی بنگالی برہمی اور ی مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ بھی خیال ہو رہا ہے کہ انگریزی میں ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید کتب آسمانی۔ ملائکہ رسالت۔ معجزات صحابہ کرام۔ اولیاء اللہ کرامات۔ قیامت تقدیر اعمال صالحہ شرک و کفر و بدعات وغیرہ کا بیان آگیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے

کامل سٹ پانچ حصے عمہ مجلد عمہ محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دامِ خیال

(از جناب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب بی اے دہلوی)

"عالم تمام حلقہ دام خیال ہے" خیالات کے ساتھ ساتھ دنیا کا رنگ بھی بدلتا رہتا ہے یہ تبدیلی خیالات کا ہی نتیجہ ہے کہ پہلے جن چیزوں کو اچھا سمجھتے تھے وہ اب بری ہوگئیں اور جن کو برا جانتے تھے وہ اچھی موجودہ زمانہ کو گھٹتی کا پھیرا کہتے ہیں ہاں ہوگا۔ لیکن بظاہر تو صحیح معلوم ہوتا ہے روحانیت کٹ چھنٹ کر اب مادیت رہ گئی ہے اور امراض دیوتاؤں کے رتبہ سے گھٹ گھٹا کر کیڑے مکوڑے بن گئے ہیں، ہر مرض کا ایک الگ کیڑا ہے اور ہر آزار کا ایک جدا جرثومہ۔ وہ دن دور نہیں کہ اخلاقی امراض کے کیڑے بھی دریافت ہو جائیں خوردبینوں سے دکھا دیئے جائیں اور پچکاری کے ذریعہ سے ان کو جسم میں داخل کرکے انسانوں کو روحانیت کے تمام مدارج طے کرا کے عرش پر پہنچا دیا جائے یا مادیت کے سب مراتب سے گرا کر اسفل السافلین سے بھی نیچے گرا دیا جائے۔

زمانہ کے اس انقلاب اور تحقیقات کے اس سیلاب نے خیالات کو دماغ میں کچھ اس طرح زیر و زبر کیا کہ نہ راہ ترقی میں دنیا کی موجودہ حالت اور زمانہ کی آئندہ کیفیت کا اندازہ لگاتے لگاتے چشم ظاہر میں بند اور چشم بصیرت وا ہوگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑے میدان میں کھڑا ہوں اس کی وسعت کے کنارے پستی و بلندی خیالات کی حدود سے جا ملے ہیں اس کا سبزہ اپنی تازگی و طراوت سے گلزار وہم پر رشک زن ہے اور اس کے غنچہ و گل اپنی نزہت و خوشنمائی سے آسمان خیال کی تاروں بھری رات کو شرماتے ہیں میدان کے بیچوں بیچ شیشہ کا ایک نازک اور خوبصورت گنبد ہے جو بلندی میں خیال انسانی کا ہمسایہ اور صفائی میں دل مومن کا ہم پایہ ہے۔ گنبد میں یہ عجیب و غریب صنعت ہے کہ اس کی بلندی خیالات کی بلندی اور پستی کے بموجب کسی کو زیادہ اور کسی کو کم معلوم ہوتی ہے گنبد کی چوٹی پر کلس کی جگہ اقبال کا ستارہ بڑا جھلمل جھلمل کر رہا ہے مجھے یہ دیکھ کر اور حیرت ہوئی کہ گنبد کا صرف ایک رخ ہے دوسرے پہلو کو تراش کر کچھ اس طرح صاف کر دیا ہے کہ اس پر پاؤں ٹکنا دشوار تو کیا محال ہے۔ میں اس صنعت عجیب اور نظر غریب کے نظارہ میں محو تھا کہ کسی نے بائیں طرف سے کہا "کیا دیکھ رہا ہے کچھ سمجھا بھی کہ یہ کیا طلسمات ہے اس کو تماشا نہ سمجھ، یہ میدان عالم خیال ہے اور یہ گنبد ترقی دنیا کا نقشہ" مڑ کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ خضر صورت منہ پر تکونی نقاب ڈالے پہلو میں کھڑے ہیں میں نے پوچھا حضرت آپ کون اور یہاں میرے ساتھ ساتھ کیسے آئے۔ فرمایا "تو کیا ہے ہر ایک کے ساتھ رہتا ہوں ہاں یہ ضرور ہے کہ میں سب کو پہچانتا ہوں مگر بہت کم لوگ مجھے پہچانتے ہیں سمجھنے والے مجھے رہبر صادق اور تجھ جیسے ناسمجھ دل کہتے ہیں" میں نے عرض کیا "تو ہاں جناب یہ دنیا کا نقشہ ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ کیونکر ہم تو سنتے آئے ہیں کہ دنیا گول ہے یہاں تو اس کی کچھ صورت ہی نئی ہے ایک طرف گول ہے تو دوسری طرف سپاٹ۔ اچھا اب میں سمجھا پرانے اور نئے خیالات کو ملا کر یہ کرۂ زمین تیار کیا گیا ہے" میرے اس بے موقع مذاق پر ان کو غصہ آگیا جھڑک کر بولے "سچ ہے جو دنیا میں اندھا رہا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہیگا بیوقوف یہ کرۂ ارض نہیں ہے یہ تجھ جیسے اندھوں کے خیالات اور کوششوں کا نقشہ ہے قوموں کی ترقی و تنزل کا نقشہ ہے انسان کی پستی اور بلندی کا نقشہ ہے روحانیت اور مادہ پرستی کے مقابلہ کا نقشہ ہے غرض یہ سمجھ لے کہ خیر و شر کا نقشہ ہے تجھے یوں کیا خاک سجھائی دیگا لے میری آنکھ سے دیکھ" ان کا یہ کہنا تھا کہ میری آنکھوں میں خود بخود ایک عجیب قوت پیدا ہوگئی کیا دیکھتا ہوں کہ گنبد کے ڈھلان پر انسانوں کے گروہ کے گروہ اور انبوہ کے انبوہ چڑھے چلے جارہے ہیں کچھ چڑھتے ہیں کچھ پھسلتے ہیں کچھ آگے بڑھتے ہیں کچھ پیچھے ہٹتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ بہت اونچے چڑھ گئے ہیں کچھ ایسے ہیں کہ بیچ ہی میں ہمت ہار بیٹھے ہیں بہت ایسے ہیں کہ نیچے ہی کھڑے کھڑے اچک رہے ہیں گنبد کے نچلے حصہ کو جو میں نے ذرا غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی زمانہ میں اس گنبد کے اوپر ہی ایک گنبد تھا شروع دونوں ایک ہی جگہ سے ہوئے تھے، مگر زمانہ کے ہاتھوں بڑا گنبد سارے کا سارا ٹوٹ کر صرف کنارے رہ گئے تھے میں نے اپنے رہبر سے پوچھا "اجی حضرت یہ اوپر والا گنبد کہاں گیا" فرمایا "میاں اس دوسرے گنبد کی کچھ نہ پوچھو وہ گنبد تمہارے سامنے والے گنبد سے کہیں بڑا تھا اس کا کلس گنبد گردوں سے گزر کر عرش کے کنگروں سے جا ملا تھا اس کا نام روحانیت کا گنبد تھا دنیا والوں نے اس کی دیکھ بھال نہیں کی نتیجہ یہ ہوا کہ بیٹھ گیا اب صرف مادہ پرستی کا گنبد حباب آسا رہ گیا ہے جب وہ نہ رہا تو یہ کیا رہے گا بڑا گنبد فولاد کا تھا وہ اس شیشہ کے گنبد کو آسیب بلا سے بچاتا تھا اب روحانیت کا سایہ دنیا سے اٹھ گیا کوئی دن جاتا ہے کہ مادہ پرستی کا یہ نازک اور پرشکوہ گنبد بھی حوادث زمانہ سے پانی کے بلبلے کی طرح بیٹھ جائے گا پہلے زمانہ کے لوگ دونوں گنبدوں پر ایک ساتھ چڑھتے اور دنیا کو دین سے جدا نہ کرتے تھے یہاں بھی اچھے رہتے وہاں بھی اچھے رہتے اب دنیا کے ایسے پیچھے پڑے ہیں کہ دین کو بالکل بھول گئے نتیجہ یہ دیکھ لے رفتہ رفتہ گنبد روحانیت تباہ ہوگیا کچھ کگریں رہ گئی ہیں وہ بھی آگے چل کر اس چھوٹے گنبد میں مل جاتی ہیں اب اگر کوئی روحانیت کا راستہ اختیار کرتا ہے تو تھوڑے دنوں بعد دنیا داروں میں آملتا ہے غرض اب دنیا ہی دنیا رہ گئی ہے سمجھے ہوئے ہیں کہ ؎

عاقبت کی خبر خدا جانے ۔۔۔ اب تو آرام سے گذرتی ہے

میں نے پوچھا "حضرت آخر اس نمونہ کا گنبد بنانے میں بھی کوئی راز ہے" کہنے لگے "ہاں راز ہے اور بہت بڑا راز ہے بات یہ ہے کہ ہر قوم ستارۂ اقبال تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہے جب انتہائی ترقی کو پہنچ جاتی ہے اور غرور کے نشہ میں بدمست ہوکر آنکھیں بند کرکے پاؤں آگے ڈالتی ہے تو تنزل کی ڈھلان پر سے لڑھکتی ہوئی گمنامی کے غار میں جا پڑتی ہے پھر اٹھتی ہے سنبھلتی ہے ترقی کے مدارج طے کرتی ہے اور پھر ادبار کی ذلتیں اٹھا کر رفتگان کی

فہرست میں داخل ہو جاتی ہیں" میں نے پوچھا "پیر و مرشد جب خدا نے ہر انسان کو وہی دو ہاتھ دیئے اور وہی دو پاؤں وہی اعضا عنایت کئے اور وہی عقل تو پھر چڑھنے کے وقت ان کے آگے پیچھے رہنے کی کیا وجہ ہے" فرمایا مجھ سے کیا پوچھتا ہے تو خود دیکھ لے" اب جو میں نے غور کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ دوسروں کے کندھوں پر کھڑے ہو کر اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں نیچے والے ان کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں اوپر والے ہیں کہ تعریفوں سے ان کی ہمت بڑھا رہے ہیں رقم سے ان کو مدد پہنچا رہے ہیں بہ ہزار شکریہ کے ہاتھ سے اپنی پیشانیوں کا پسینہ پونچھتے ہیں اور ان بھاری بھاری لاشوں کو اٹھاتے ہیں میں نے اپنے رہبر سے کہا "حضرت یہ عجیب بے وقوف لوگ ہیں خود تو بڑھتے نہیں دوسروں کو بڑھا رہے ہیں اگر ترقی ہی مقصود ہے تو خود ترقی کریں یہ کیا کہ محنت تو کریں یہ اور فائدہ اٹھائیں دوسرے" فرمایا "ہاں مادہ پرست دنیا میں یونہی ہوتا ہے چھوٹے بڑوں کو بڑھاتے ہیں اور خود فنا ہو جاتے ہیں البتہ روحانیت کے گنبد میں اس کے خلاف عمل تھا جو خود اوپر چڑھ جاتا وہ نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ کر اوپر کھینچ لیتا اور اس طرح یہ زنجیر کی زنجیر میدان روحانیت میں آگے بڑھتی چلی جاتی" وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ میری نظر کچھ اڑتے ہوئے پرچوں پر پڑی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گروہ کا گروہ کتابیں بغل میں دبائے گنبد پر چڑھا جا رہا ہے جہاں ذرا ان کا پاؤں پھسلا کہ انہوں نے کتاب میں سے چند ورق پھاڑ ہوا میں اڑا دیئے اور اس طرح کچھ ہلکے ہو آگے قدم بڑھایا میں نے بڑے میاں سے پوچھا "اجی جناب ان کو اپنے ساتھ کتابوں کے یہ گٹھر لانے کی کیا ضرورت تھی خالی ہاتھ آئے ہوتے تو اس بہاؤ ان گنبد پر چڑھنے میں آسانی ہوتی اور جب یہ کتابیں ان کو ایسی ہی عزیز ہیں کہ یہاں لاد لاد کر لائے ہیں تو اب ان کو پھاڑ پھاڑ کر پھینکنے کا کیا مطلب ہے بوجھ کا بوجھ ہوا اور کتابیں ستیاناس ہو گئیں" ہنس کر کہنے لگے "یہ اہل قلم اور اخبار نویسوں کا گروہ ہے ان کی ترقی کا دار و مدار انہی کاغذ کے پرزوں پر ہے اگر ان کی تحریروں کو لوگوں نے پسند کیا تو چڑھنے میں ذرا سہارا دیدیا اگر کوئی حصہ ناپسند ہوا تو انہوں نے اتنا حصہ پھاڑ کر اپنی رائے کو بدل مضمون کا رخ کچھ اس طرح پھیر دیا کہ ان کی ترقی کا باعث بن گیا جو اہل قلم اس پر عمل نہیں کرتے وہ بے سہارا ہونے کی وجہ سے گرتے ہیں اور اپنی ہی کتابوں کے انبار کے نیچے دب کر فنا ہو جاتے ہیں خیر یہ تو جو کچھ ہیں وہ ہیں ذرا ان کے برابر والوں کو بھی دیکھو" ادھر جو دیکھتا ہوں تو عجیب تماشا ہے گروہ کے گروہ ہیں کہ گنبد پر چڑھتے ہی جاتے ہیں اور لڑتے بھی جاتے ہیں سبحان اللہ یہ چڑھائی دیکھئے اور ان کی یہ انتہا حرکت ملاحظہ کیجئے ایسے چکنے گنبد پر چڑھنا خود ہی کٹھن ہے بھلا یہ آپس کی دھینگا مشتی کیا کچھ غضب نہ ڈھائیگی میں نے پوچھا "اجی حضرت یہ کیا ہو رہا ہے" بولے "یہ وہ ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن کا نقشہ ہے ہاں ان میں جو سمجھدار ہیں وہ ہاتھ میں ہاتھ دیئے ایک دوسرے کو کھینچے کھینچاتے بہت دور نکل گئے ہیں یہ جو منقطع صورتیں آپس میں دست و گریباں ہیں یہ قوموں کے دینی پیشوا ہیں ان میں یہ خوبی ہے کہ صرف دوسرے مذہب والوں ہی کی نہ چوٹیاں کھسوٹتے اپنے ہم مذہبوں کو بھی

لہولہان کئے دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ترقی روحانیت کے گنبد سے شروع کی تھی مگر رفتہ رفتہ مادیت کے گنبد پر نکل گئے اور اپنے مصلے سجادے اور مرگ چھالے خانقاہوں، کلیساؤں اور شوالوں سے اٹھا کر کانگریس کے منڈپوں، تجارتی کانفرنسوں اور کمیشنوں کے اجلاسوں پر لا بچھائے تعلیم کچھ پائی تھی لگے دوسرے کام میں نتیجہ یہ ہوا کہ نہ ادھر کے رہے اور نہ ادھر کے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق خسر الدنیا والآخرہ فرمایا گیا ہے۔

میرے رہبر تو ان دینی دینداروں کی مذمت میں لگے ہوئے تھے اور میں اس گنبد کے چڑھنے والوں کے ایک دوسرے گروہ کا تماشہ دیکھنے میں مشغول تھا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ آدمی ہیں یا ربڑ کے گولے کچھ لوگ ہیں کہ نیچے کھڑے انھیں پھونکیں مار رہے ہیں ان گول مول انسانوں کے قدم خود تو گنبد کی ڈھلان پر ٹکتے نہ تھے ہاں صرف ہوا کے زور سے یہ کبھی اوپر جاتے تھے کبھی نیچے آتے تھے اسی الٹ پلٹ میں شاید خیال کرتے ہوں گے کہ ستارۂ اقبال تک اب پہنچے اور اب پہنچے میں نے اپنے خضر راہ سے کہا "پیر و مرشد یہ کیا تماشا ہے یہ لوگ پھول کر کپا کیوں ہو گئے ہیں پھونک کے بل پر اڑ رہے ہیں اگر خدانخواستہ اتنی اونچائی سے گرے تو کیا حال ہو گا" فرمایا "بیٹا جو لوگ نیچے کھڑے پھونکیں مار رہے ہیں یہ خوشامدی ہیں اور جو ہوا میں اڑ رہے ہیں وہ خوشامد خورے موٹا پے نے ان کی چشم حقیقت بند کر دی ہے اور گوش خوشامد شنو کھول دیئے ہیں خود تو کچھ دکھائی نہیں دیتا ہاں دوسروں سے یہ سن سن کر آپے سے باہر ہوئے جاتے ہیں کہ ہم سے آگے کوئی نہیں جب تک خوشامدی ان کی چاپلوسی میں اپنی ترقی دیکھیں گے اس وقت تک ان کو یونہی پھونکیں مار مار کر اڑاتے رہیں گے جب طلب منفعت کی صورت نہ رہے گی اس وقت ان کو چھوڑ کسی دوسرے خوشامد خورے کے ساتھ ہو جائیں گے اور پہلے صاحب اس بلندی پر سے گر کر پاش پاش ہو جائیں گے" میں نے عرض کی "جناب اگر جناب یہ توپ کا گولہ لڑھکا تو کئی خوشامدی خود اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے" کہنے لگے "نہیں یہ خوشامدی بڑے پختہ کار لوگ ہوتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ کسی خوشامد خورے کا وقت آن لگا ہے تو جھٹ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں آپ بچ جاتے ہیں اس کو لڑھکانے لگا دیتے ہیں خیر یہاں تو کھڑا کھڑا کہاں تک اور کیا کیا دیکھیگا ان سب لوگوں کی حالت کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے عمر نوح چاہیئے چل میرے ساتھ چل تجھے کچھ گنبد کے اندر کا بھی تماشا دکھا لاؤں" میں نے کہا "ہیں تو کیا یہ گنبد اندر سے کھوکھلا ہے" فرمایا "ہاں اور کیا تو نے مادیت کو کوئی ٹھوس چیز سمجھا ہے باہر تو صرف پتلیاں ہیں اس کے کل پرزے تو سب اندر ہی ہیں اندر ہی سے پچکلا پاکر دے دیکر ان کو قوت پہنچائی جاتی ہے ورنہ انسان کی قدرت ہے کہ شیشے ایسے ڈھلان پر ایک قدم چڑھتا تو کجا ایک لحظہ ٹک نہ سکے" میں نے کہا "بہت خوب چلئے" وہ میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھے اور بات کی بات میں ہم دونوں دیوار میں سے اس طرح گذر گئے جیسے شیشہ میں سے نگاہ اندر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ اس سرے سے اس سرے تک کارخانے ہی کارخانے پھیلے ہوئے ہیں ایک کارخانہ بلندی میں آسمان سے باتیں کرتا ہے اور اپنی وسعت سے کہیں خیال کو شرماتا ہے ہمارے سامنے ہی جو کارخانہ تھا اس پر بہت بڑے بڑے سیاہ حرفوں میں لکھا تھا "کارخانہ جراثیم آوارگی" بڑے میاں نے مجھ سے

اندر چلنے کو کہا میں نے تامل کیا انہوں نے فرمایا "اب آیا ہے تو چل دیکھ لے ہر کسی کو یہ چیزیں دیکھنی نصیب تھوڑی ہوتی ہیں" میں نے عرض کی حضرت معاف کیجئے اور جو یہ جراثیم مجھ میں سرایت کر گئے تو پھر میرا کہاں ٹھکانا رہیگا کہنے لگے "یہ بھی خوب کہی کہ کہاں ٹھکانا رہے گا. بیٹا فیشن ایبل ہو جاؤ گے قوم کے لیڈر بنجاؤ گے دنیا میں نام ہوگا کچھ کما کھاؤ گے صرف زبانی جمع خرچ میں ساری عمر چین سے گذر جائے گی. میاں آوارہ ہونے کو بھی ہمت چاہیئے تمہارا اندر قدم رکھنے سے دم نکلتا ہے بھلا آوارہ بننے کی ہمت کہاں سے لاؤ گے" میں نے کہا بہت خوب چلئے "اندر جاکر دیکھتا کیا ہوں کہ یہاں سے وہاں تک شیشے کی دیگیں چولہوں پر چڑھی ہیں مرد اور عورتوں کا لشکر جم لگا اپنے اپنے کام میں لگا ہے کوئی دیگوں میں عرق ڈال رہا ہے کوئی چولہوں میں ایندھن ٹھونس رہا ہے ڈاکٹر ہیں کہ مقیاس الحرارت ہاتھوں میں لئے ادھر ادھر اور ادھر سے ادھر پھر رہے ہیں کبھی اس دیگ کو دیکھتے ہیں کبھی اس دیگ کو کسی سے کہتے ہیں اس میں اور عرق ڈالو کسی کو حکم دیتے ہیں کہ اس کے نیچے اور آنچ لگاؤ کسی دیگ کو اتار کر ٹھنڈا کر دینے کے لئے رکھدیتے ہیں کسی اتری ہوئی دیگ کو چڑھا دیتے ہیں غرض ہر شخص اپنے اپنے کام میں اس طرح مشغول ہے کہ دنیا اور ما فیہا کی کچھ خبر نہیں. ایک طرف تیار شدہ سیرم (عرق) کی شیشیاں بھر کر سر بمہر کی جا رہی ہیں ایک طرف پارسل بندہ بندہ کر روانہ ہو رہے ہیں میں نے بڑے میاں سے پوچھا یہ سب کے سب ننگے کیوں ہیں فرمایا خدا اس آگ کی گرمی سے بچائے کپڑے کا ایک تار بھی ہو تو جل کر راکھ ہو جائے" میں نے کہا "حضرت اس عرق کا یہاں بہت خرچ معلوم ہوتا ہے بنے کے پیپے اسلئے جا رہے ہیں اور بس نہیں ہوتا" کہا "یہ عرق نہیں شراب ہے آوارگی کے جراثیم کی پرورش اور پختگی کے لئے یہی اکسیر کا کام دیتی ہے کوئی تیرہ سو برس ہوئے جب اس کارخانہ کو بڑی مصیبت کا سامنا ہو گیا تھا دنیا کے ایک بڑے حصہ نے شراب کو ممنوع قرار دیکر اس کی آمد کو بالکل رنکدیا تھا اگر کچھ دنوں وہی رنگ رہتا تو اس کارخانہ کا دیوالہ نکلنے میں کسر نہ رہی تھی مگر اس کارخانہ کا مالک بھی آفت کا پرکالہ ہے ہوس کے کارخانہ والوں سے مل ملا "عزت و جاہ کے جراثیم" دینداروں کے ذہن میں پہنچا دیئے نتیجہ یہ ہوا کہ احکام کی تاویلیں شروع ہوئیں اور یہ کارخانہ سنبھل گیا اب تھوڑے دنوں سے تو یہ دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے" میں نے یہ دیکھکر کہ چولہوں میں بجائے ایندھن کے کپڑے ہی کپڑے جل رہے ہیں اپنے رہبر سے پوچھا "حضرۃ کیا یہ مادہ صرف کپڑوں ہی سے پکتا ہے کہنے لگے ہاں اس کے پکانے میں عصمت کی چادریں عفت کے برقعے اور حیا کی نقابیں جلانی پڑتی ہیں. کسی زمانہ میں اس ایندھن کا بھی کال ہو گیا تھا مگر اب تو یہاں خرچ سے زیادہ آمد ہے. تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ ستر پوشی کے کپڑے ان کپڑوں کے تیار کرنے کا سب سے اچھا ایندھن ہے کبھی کبھی یہ چیزیں بھی آجاتی ہیں مگر کم اگر اس کارخانہ کی قسمت میں ترقی لکھی ہے تو اس کی کمی نہ رہے گی. اچھا چلو اب دوسرے کارخانہ کو دیکھیں یہاں سے نکل کر ہم دوسری عمارت کے پاس پہنچے اس پر موٹے موٹے حرفوں میں لکھا تھا "سچ اور جھوٹ کے جراثیم کا مشترکہ کارخانہ" میں نے کہا جناب والا یہ تو علیحدہ علیحدہ کارخانے ہونے چاہئیں یہ ملے ہوئے کیوں ہیں" فرمایا "ہاں پہلے یہ دونوں الگ الگ ہی تھے سچ کا کارخانہ ٹوٹنے لگا تو جھوٹ کے کارخانہ کو شریک کر لیا گیا بات یہ ہے کہ سچ کے جراثیم ایسے تلخ ہیں کہ لوگ ان کی برداشت نہیں کر سکتے جھوٹ کے جراثیم کی آمیزش سے ایک نیا کیڑا پیدا ہو گیا ہے اس کو یہاں کی اصطلاح میں "دروغ مصلحت آمیز" کہتے ہیں اس کا سیرم دنیا والوں کو ایسا راس آیا ہے کہ کیا بیان کروں بنڈل کے بنڈل چلے جا رہے ہیں اور بس نہیں ہوتی اس سے بڑے یہاں صرف دو ہی کارخانے ہیں ایک "ہوس" کا اور دوسرا "ریاکاری" کا ریاکاری کے جراثیم کا تو یہ حال ہے کہ جب تک ان کو شریک نہ کیا جائے کوئی سیرم تیار ہی نہیں ہوتا پہلے یہاں "قناعت" کا بھی ایک بڑا کارخانہ تھا مگر اب اس کو "ہوس" کے کارخانہ نے خرید لیا ہے "انصاف کا کارخانہ" دولت کے کارخانہ کے ہاتھ آگیا اور "نیکی کا کارخانہ" ریاکاری کی کمپنی میں ضم ہو گیا پہلے زمانہ میں نیز ایک کے سیرم کی سب سے زیادہ مانگ تھی مگر جب سے روحانیت کا گنبد تباہ ہوا ہے اس وقت سے اس سیرم کو کوئی پوچھتا ہی نہیں اس کا کارخانہ برائے نام چل رہا ہے جو تھوڑا بہت مال تیار ہوتا ہے اس میں بھی ریاکاری کے جراثیم شریک کرنے پڑتے ہیں خالص مال کی نکاسی اس زمانہ میں بالکل بند ہے اچھا تم یہاں کیوں کھڑا ہو گیا آگے بڑھو. اگر یونہی ہر جگہ ٹھٹکا تو ساری عمر بھی ان کارخانوں کے دیکھنے کے لئے کافی نہ ہوگی" یہ سنکر میں نے آگے قدم بڑھایا. اب جس عمارت کے سامنے ہم پہنچے اس کی وسعت کچھ نہ پوچھو. ساری دنیا اس کے ایک کونے میں سما جائے اور آسمان اس کی چھت کے نیچے آجائے عمارت کی ردکار پر بڑے بڑے خوبصورت سنہری حرفوں میں لکھا ہوا تھا. "کارخانہ ہوس" اس کارخانہ کی ہزاروں شاخیں تھیں کسی پر تختی لگی تھی "شاخ جاہ و مرتبت" کسی پر لکھا تھا "شاخ جوع الارض" ایک سائن بورڈ پر تھا "شاخ ملازمت" میں نے اپنے رہبر سے کہا چلئے اسے دیکھیں. بڑی دلچسپ شاخ معلوم ہوتی ہے" کہنے لگے چلو دیکھ لو. ہوس کے کارخانہ کی یہ شاخ ہمیشہ سے خوب چل رہی ہے ہاں آجکل ہندوستان میں اس سیرم کی سب سے زیادہ مانگ ہے" اندر جاکر کیا دیکھتا ہوں کہ وہی دیگوں پر دیگیں چڑھی ہیں سوکھے سوکھے آدمی چولہوں میں تعلیمی ڈگریاں سفارشی رقعے اور مدحی قصیدے دھڑا دھڑ پڑے جلا رہے ہیں بھلا کاغذ کی کیا بساط آگ ذرا بھڑکی اور ٹھنڈی ہو گئی انہوں نے پھر کاغذوں کے بنڈل لئے اور چولہے میں رکھدیئے بیچارے ان کی بھکنی سے خوشامد کی پھونکیں ماریں پھر ذرا شعلہ اٹھا اور دہم ہوکر رہ گیا میں نے اپنے رہبر کی طرف پھر کر دیکھا وہ مسکرا کر کہنے لگے "

یہ مادہ ذرا مشکل سے پکتا ہے یک انار اور صد بیمار کی مضمون ہے مانگ بہت ہے مال کم تیار ہوتا ہے بعضوں کو ملتا ہے بعض مانگتے ہی مانگتے ختم ہو جاتے ہیں جو خالی ہاتھ رہتے تھے اب انہوں نے شورش کے جراثیم کی پچکاریاں لینی شروع کر دی ہیں پچکاریاں لیتے ہیں اور مادیت کے گنبد کو کھودتے ہیں پھر لیتے ہیں پھر کھودتے ہیں ایک دن آنے والا ہے کہ انہی کے ہاتھوں اس گنبد کا بھی خاتمہ ہو جائے گا روحانیت پہلے ہی جا چکی ہے اب مادیت بھی رخصت ہو جائے گی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسانیت سے نکل کر سب کے سب پھر وہی

جنگلی کے جنگلی ہو جائینگے۔ میں نے کہا خیر دیکھا جائے گا میں یہاں سے جاتے ہی سارا بھانڈا پھوڑے دیتا ہوں اچھا ہوا کہ میں یہاں آگیا نہیں تو دنیا ہی تباہ ہو جاتی " یہ کہہ میں وہاں سے بھاگا بڑے میاں نے غل مچایا " ارے بھائی ذرا ٹھہر یہاں کا کچھ اور رنگ بھی دیکھتا جا " میں نے کہا بس حضرت بس بہت کچھ دیکھ لیا مجھے پہلے ان بولشویک حضرات کا انتظام کرنا ہے ابھی سے روک تھام نہ کی تو اپنے ساتھ یہ ساری دنیا کو لے مریں گے " وہ چیختے ہی رہے میاں کیوں دیوانہ ہوا ہے تیری کون سنتا ہے بیسیوں ان نکار خانوں کو دیکھ کر جا چکے ہیں وہاں جاکر بہت غل مچایا مگر ان کی آواز نقار خانہ میں طوطی کی آواز ہو کر رہ گئی وہاں تو ہماہمی کے جراثیم اتنے ٹھونس دیئے گئے ہیں کہ جیسے اگر ہزار سمجھائیں اور ہم مچائیں تو سب کو بیوقوف سمجھیں اور پاگل خانہ پہنچا دیں "

بڑے میاں نے پہلے سمجھایا خوشامد کی جب دیکھا کہ یہ کسی طرح نہیں مانتا تو لپک کر میرا دامن پکڑ لیا مجھے بہت برا معلوم ہوا دبا کر ایک ٹھوکر رسید کی ٹھوکر سے پاؤں ایسا جھٹا یا کہ آنکھ کھل گئی اب جو دیکھتا ہوں تو سامنے میز الٹی پڑی ہے اور میں بیٹھا اپنا بچھونا بدل رہا ہوں۔ خیر جو ہوا سو ہوا دنیا کا موجودہ نقشہ تو دیکھ آیا۔

بالکل آسان اُردو میں وعظ کی جامع اور مکمل بینظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال ہی میں حمیدیہ پریس دہلی نے شایع کی ہے اور یہ دعوی ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر بیرونجات کے واعظ بمشکل فراہم کیے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اُردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بآسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی ماہوار اس کی ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا اچھا خاصا اور مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں:۔

پہلی مجلس "ہستی باری تعالی کا ثبوت" یہ وعظ بہت ضروری ہے "تاکہ عوام صرف لفظاً ہی قولوا امنا باللہ" ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھ کر اور سمجھ کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس "توحید الٰہی" یہ ہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقل و دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اہرمن و یزدان۔ باپ بیٹا روح القدس اور تیس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس "توحید کے پروانے" یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس "نبوت و رسالت" اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس "ختم نبوت" اس میں ہزار ہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا "الیوم اکملت لکم" کی تفسیر ہے۔

چھٹی مجلس "فضائل رسل" اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیا پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"

ساتویں مجلس "اسوۂ حسنہ رسول محترم" بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس "محبت رسول" اس میں محبت رسول کے ہزار ہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی محبت و اطاعت میں ہے

نویں مجلس "فضائل و اخلاق" اور "حسن معاشرت" اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی عجیب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کیلئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس "اسلامی وحدت" اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت ہی موثر اور لطیف پیرایہ میں ہے۔

گیارھویں مجلس "اسلام میں عورت کے حقوق" وہ مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارھویں مجلس "واقعات کربلا" یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کے ساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لئے مخصوص رعایت ہے کتاب ۳۰ صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف رعایتی ایک روپیہ (عہ) محصول، کل عہ - منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

بہترین استاد معلم اس میں موٹر کار انجن کے تمام پرزوں کی تصویریں دیگر مشین کے میکانزم کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا امداد استاد وغیرہ دشواری سے سمجھ جاتے ہیں اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک

اتالیق موٹر اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص بتلا کر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص مشین کے تمام پرزے اور ان کے نقائص کو سمجھ کر ان کے درست کرنے کا قابل ہو جاتا ہے قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک اگر دونوں ساتھ منگائیں تو محصول مفت

دونوں کے ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

سات سال کا سفر

محرم سنہ ۱۳۴۴ ہجری، جب آپ کا مولوی پہلی مرتبہ ایک پرانی سبز قبا پہن کر اور اپنے ہمراہ چند شکستہ اور بوسیدہ اوراق لے کر نکلا تھا، کون جانتا تھا کہ قبول کرنے والا اس کی گامزنی کو قبول کر رہا ہے، اور اس کی شکستہ چال شکستہ احوال عورت ایک دنیا کے لیے موجب ترغیب و اتباع ہوگی،

قربان جائیے اس نوازنے والے کارساز کے جس کے ہاں قبول کرنے کے لیے صرف قلب شکستہ کی شرط ہے، نہ ہنر کی ضرورت ہے نہ وجاہت کی، نہ علم کی ضرورت ہے نہ امارت کی، نہ عالی نسبی کی پوچھ ہے نہ والا حسبی کی، پوچھتے اس کو ہیں جسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا، نوازتے اس کو ہیں، جس کو کوئی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا

محرم سنہ ۱۳۴۴ کا پہلا پرچہ جب منصۂ شہود پر آیا، تو اس کا نہ کوئی سرپرست تھا اور نہ حامی نہ اس کو کسی خارجی استمداد سے واسطہ تھا نہ اندرونی سے، لوگ ہنستے تھے کہ ایک نا قابل حامی کو بھی یہ جرات ہوئی،

آج ہنر والے اس بے ہنری کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہے ہیں، اس کے ایک ایک قدم اور انداز روش کو پرکھا جا رہا ہے، اور اس کے قدم بقدم چلنے کی ہر نیا اور پرانا پرچہ کوشش کر رہا ہے، اور تقریبا ہر پرچہ اس کا چربہ لینے کی سعی میں ہے الحمد للہ علیٰ احسانہ وفضلہ

مولا کی نوازشیں بھی اسباب کے ماتحت ہوتی ہیں، مولوی کے لیے اس کے پسند کرنے والے ایسے ناظرین مہیا فرما دیئے، جنہوں نے اپنی ذات سے زیادہ اس کا خیال رکھا، اور ہر ہر قدم پر اس کی معاونت فرمائی، اور خدا کے فضل سے آج اس کی اشاعت ہندوستان کے ہر پرچہ سے زیادہ ہے

مولوی کے مسلسل مضامین جس قدر مقبول ہوئے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے تقریبا بہت سے مذہبی جرائد نے انکی نقل شروع کر دی، کتاب الاسلام معارف القرآن، بخاری شریف، تاریخ اسلام کا سلسلہ تو بہت طویل ہے شاید میری بقیہ عمر بھی اس کے لیے کافی نہ ہو، لیکن محرم سنہ ۱۳۵۱ سے میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ضروریات دینی کو مدنظر رکھ کر ہر سال ایک، اور کتاب بھی ناظرین کی خدمت میں مولوی کے ذریعہ پیش ہو، اور بجائے اس کو علیحدہ چھپوا کر نفع اٹھانے کے ناظرین کو مفت دیدی جائے، "اسلام کی امتیازی معاشرت" ملاحظہ سے گذر رہی ہے کیسی نایاب اور موثر کتاب ہے، اب محرم سے ایک اور عجیب و نادر کتاب مسلمان اور قرآن شروع ہوگی جس کا مختصر تذکرہ آپ نے شذرات میں پڑھا ہوگا، اس لیے جن حضرات کے چندے اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو رہے ہیں، وہ آیندہ کے لیے اپنی خریداری کا ارادہ مستحکم کر لیں، اس کتاب کی قیمت جو سنہ ۱۳۵۱ میں ہدیہ ناظرین ہوگی سہ سے بہت زیادہ ہے، اور مولوی کا باقی سب حصہ بالکل مفت ہوگا

محرم سے چونکہ مولوی کا نیا سال شروع ہوگا، اس لیے آیندہ ماہ سے جدید خریدار فراہم کرنے شروع کر دیجیے چار ہزار خریدار اور ہو جائیں، تو مولوی میں مقامات مقدسہ کے فوٹو اور ان کے متعلق تاریخی معلومات کا بھی اضافہ ہو جائے، اور میرے نزدیک مولوی میں صرف اسی کی کمی اور رہ گئی ہے، اور یہی ایک حسرت اور باقی ہے، چار ہزار خریدار پیدا ہونے اگر آپ لوگ صرف ایک دن کوشش کر لیں تو کچھ بھی دشوار نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ پرانے خریدار بھی معاونت ترک نہ فرمائیں بہر حال جو پرچہ بھی مولوی کا ۲۰ ہزار چھپنا شروع ہوا اسمیں فوٹو ضرور ہونگے،

آج جبکہ مولوی کے سفر کے سات سال پورے ہو رہے ہیں، ہم سب کو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس کا ہر قدم پہلے قدم سے بہتر اٹھا، اور مولوی جو کہ محرم سنہ ۱۳۴۴ میں ۴۴ صفحہ کا تھا آج ۷۰ صفحہ کا ہے، اور کارساز حقیقی کا بڑا احسان یہ ہے کہ یہ پرچہ نہ کسی کا قرضدار ہے اور نہ اس کے کارکنان و معاونین نے کوئی رقم اس کو اعانت کے طور پر دی، باوجود اس کے کہ چودہ سو روپے ماہوار کا خرچ ہے اور تقریبا ۲ سو روپے ماہوار مولوی پر لگانے پڑتے ہیں، لیکن وہ سب انہی ناظرین کے کتب و قرآن شریف خریدنے کی بدولت پورے ہو جاتے ہیں، اور اگر یہ صورت خدا کے فضل سے باقی رہے تو فوٹو کا مزید دو سو روپے ماہوار کا خرچ بھی انہی کتابوں کی فروخت سے پورا ہو جایا کرے گا، آپ کی جس قدر توجہات مولوی پر مبذول ہونگی، انشاء اللہ اتنی ہی خوبیاں اس میں بڑھتی جائیں گی،

جن حضرات کے چندے اس ماہ میں ختم ہو رہے ہیں ان کے نام اطلاعی خطوط عنقریب پہنچیں گے اگر وہ اپنے چندہ کے ساتھ خریداران جدید کے چندے وصول کر کے بھیجدیں تو منی آرڈر کی فیس اور وی پی کا خرچ وغیرہ سب بچ جائیں کاش آپ لوگ اس کفایت کو ملحوظ رکھ سکیں،

خدا کا واسطہ اللہ سے بڑی کوئی قوت نہیں، اسی کا واسطہ ان حضرات کو دیتا ہوں جو آیندہ مولوی کی اعانت میں مذبذب ہیں، کہ وہ اطلاع اختتام چندہ کی اطلاع پاکر اسی خط پر "لینے سے انکاری" لکھ کر بلا ٹکٹ لگائے واپس کر دیں ہم یہاں انکی عدم معاونت کا اندراج کر دینگے، اور اسطرح وی پی کا خرچ بچ جائیگا اور واپسی کا نقصان نہ ہوگا۔

منی آرڈر بھیجنے والے بھائی اس انداز سے منی آرڈر بھیجیں کہ وہ ۴ محرم تک پہنچ جائے، انشاء اللہ ۴ محرم کو یہاں سے پرچہ روانہ ہو جائیگا، اسوقت یہ بہت ہی افسوسناک نقصان ہوگا کہ ادہر سے وی پی جائے اور ادہر سے منی آرڈر آئے، اس طرح میرا نقصان بھی ہوگا، اور وی پی کے واپس کرنے والے قابل مواخذہ بھی ہونگے

رسول نمبر کی تیاری کا زمانہ شروع ہو گیا ہے، مضامین لکھنے والے بھائی ابھی سے موضوع مضامین تجویز کر کے لکھنا شروع کر دیں، غیر مسلم خریداران مولوی سے بصد ادب التماس ہے کہ وہ مسلمانوں کے رسول کے متعلق جو بھی رائے رکھتے ہوں اسکو قلمبند کر کے بھیجدیں ان کے مضامین نہایت احسانمندی سے قبول کئے جائینگے. پادری صاحبان کی نظر سے بھی مولوی گذرتا ہے ان سے بھی التجا ہے کہ وہ بھی رسول کریم کی سیرت سے جس قدر واقفیت رکھتے ہوں قلمبند فرما دیں اور اپنی فراخدلی کا ثبوت دیں،

انشاء اللہ العزیز حسب سابق اس دفعہ بھی آریہ بھائیوں، سناتنیوں عیسائیوں اور سکھوں کے مضامین رسول نمبر میں شایع ہونگے،

دعا ہے کہ خداوند کریم مولوی کے ذریعہ ایک عالم کو استفادہ کی توفیق دے اور مولوی ہر مسلمان گھر میں پہنچ جائے، اور اس کے خادمین و ناظرین کے جوش سے امید ہے کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

تماشائے اہل کرم دیکھئے

وہ جنہوں نے اس مہینے اپنے مولا کی رضا کی خاطر مولوی کی اشاعت کی کوشش فرمائی اور جو ہمیشہ اپنی ذاتی ضروریات کے ساتھ ساتھ دینی ضروریات بھی پوری کرتے ہیں بلکہ مقدم کرلیتے ہیں، خدا ان کے مدارج میں ترقی، ان کے مقاصد کو کامیابی بخشے اور ان کی کوئی ضرورت اٹکی نہ رہے آمین یا رب العالمین، اللہم حصل مرادہم بالخیر برحمتک و بفضلک۔

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب ایس ایم الیاس صاحب کلکتہ	۲	” معرفت شاہ صاحب ہیڈ کانسٹبل ٹیپام	۱
” عبدالعلیم صاحب وزیگاپٹم	۱	” یوسف حاجی کریم صاحب کلکتہ	۲
خورشید علی صاحب پٹنہ	۲	” جناب زاہد حسین صاحب اناؤ	۱
” مولوی محبوب سبحانی صاحب چھپرہ	۳	” سید منور علی صاحب ادسیا	۲
” عبداللطیف صاحب ورکشاپ اجمیر	۵	” مہدی علی خاں صاحب ریڈر جھنجھنو	۵
” محمود خاں صاحب عاشق فتحگڈھ	۲	” مولوی غلام محی الدین صاحب قریشی	۱
” حافظ رشید احمد صاحب ہوشیارپور	۲	” جناب عبدالغفور صاحب خزانچی کالرد	۹
” جناب سید نورالدین صاحب کیل	۱	” منشی حبیب اللہ صاحب جاورہ	۱
” محمد حسن صاحب رسڑا بلیا	۲	” سید عبدالکریم صاحب ملتان چھاونی	۱
” عبدالقادر صاحب بمبئی نمبر ۲	۳	” محمد فخرالدین صاحب داداہ شریف	۱
” قاسم خان صاحب بمبئی نمبر ۲	۳	” محمد داد صاحب ہیاگھاٹ ڈی پور	۱
” قاضی عبدالولی صاحب حیدرآباد	۱	” محترمہ ریحانہ خاتون صاحبہ میرٹھ	۱
” مراد گل صاحب زیارت کاکا صاحب	۱	” مولوی عبدالرحمان صاحب گاڈسہا نمبر	۸
مولوی بوستان خاں صاحب خانپور	۱	” حاجی عبدالرحیم صاحب سوداگر بمبئی	۶
” سید محمد فاروق صاحب انوریلی	۱	” غلام محی الدین صاحب خوشاب	۳
” جناب محمد ظہور صاحب بمبئی	۳	” بی، اے، قلندر صاحب ونمبڑی	۲
” عبدالسلام عبدالرزاق صاحب [illegible]	۳	” حافظ محمد سلیمان صاحب اوڑہ	۱
” محمد امیر صاحب نادنگی	۲	” محمد سلیم خان صاحب بلوا	۲
” خواجہ سید عبدالرحیم صاحب ڈنگانی کوٹ	۳	” حافظ عبدالرحیم صاحب مچھلی شہر	۱
” دی کے محمد عظیم صاحب کرنول	۳	” شیخ محمود صاحب منیجر سرسرہ آرہ	۱
” عبدالحمید خان صاحب اعظم گڑھ	۲	” مولوی سید ضیاء الحق صاحب جین جینو	۳
” محمد جعفر صاحب اینڈ سنز میلاپور	۱	” ملک غلام علی صاحب پولرامہ	۳
” مولوی عبداللہ صاحب لفل گڑھ	۴	” حافظ محمد یاسین صاحب مرادآباد	۲
” مولوی غلام حسین صاحب مرار	۱	” جناب شیخ فضل حسین صاحب جنڈولہ	۲
” عامل سید بادشاہ صاحب گٹ پلی	۲	” جناب مہتاب خاں صاحب کورگل	۶
” سلطان زائر صاحب کرامہ	۳	جناب انعام الحق صاحب جوہری مارواڑ	۲
” حاجی نذیر احمد صاحب جہانسی	۳	” نذیر حسین صاحب ٹیلر ماسٹر سانگلہ	۲
” محمد امیر صاحب پانڈول	۳	” محمد خالد خاں صاحب راولپنڈی	۱
” ابراہیم امیر صاحب پانڈول	۳	” محمد عباس صاحب پٹیل مرڈیگیرہ	۱
” احمد خان محمد خاں صاحب عدن	۲	” محمد حسین صاحب مدراس ۲۲۳۲۷	۱
” ایک صاحب جنہوں نے نام نہیں لکھا شکر	۲	” حافظ منان صاحب نادیر	۱
حفیظ محمد خاں صاحب پٹواری جوہر گوٹ	۱	” جناب الٰہی بخش صاحب راولپنڈی	۱

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب صدیق احمد صاحب فتح پور	۲	جناب فضل حسین صاحب برشتہ دجانہ	۱
” الٰہی بخش صاحب سٹاف کالج کوئٹہ	۴	” محمد اشرف صاحب کلکتہ	۱
” مولوی نبی بخش صاحب مظفر گڑھ	۱	” ولی محمد صاحب ہیڈ کانسٹبل شیخوپورہ	۳
” مولوی لیاقت حسین صاحب جہانسی	۳	” ماسٹر محمد رحمت اللہ صاحب [illegible]	۵
” شیخ عزیب اللہ صاحب حیدرنگر	۱	” حاجی نذیر احمد صاحب جہانسی	۲
” کے امام صاحب بیگنور	۲	” بابو غلام نبی صاحب شوگمی	۲
” فضل الٰہی صاحب کرم الٰہی بارکھچر	۱	” سید عبدالکریم صاحب ملتان چھاونی	۱
” عبدالاحد صاحب خریدار ۲۴۵۵۰ کشمیر	۱	” محمد ناظر حسین صاحب ٹیچر ننگلاو	۳
” زین العابدین صاحب میسور	۱	” شیخ حیدر صاحب ٹرپلی کین مدراس	۱
” مولوی عبدالسبحان صاحب بایزید پور	۱	” مولوی محمد غنی صاحب سرگودہ	۳
” مولوی قائم الدین صاحب فاذنگوا انبالہ	۵	” ڈرائیور رعایت اللہ مغل سرائے	۱
” جناب محمد عبدالبصیر صاحب بھوجوئی	۱	” محمود حسین صاحب سیتاپور	۱
” عبدالحی صاحب سپرنٹنڈنٹ کاپٹی	۳	” بابو سعید الدین صاحب پوسٹ ماسٹر	۲
” محترمہ ریحانہ خاتون میرٹھ دوبارہ	۲	” ڈاکٹر محمد رمضان صاحب جنڈولہ	۲
” مولوی محمد بخش صاحب ۳۹ لودہراں	۶	” مولوی قطب میاں صاحب بہاری	۲
” محمد اسماعیل صاحب برٹش گونیا	۶	” محمد عزیز اللہ صاحب حیدرآباد	۲
” ایم عبدالحمید صاحب ریواڑی	۲	” شیخ جان محمد صاحب راجن پور	۶
” سید اشفاق علی صاحب چھاونی ملتان	۱	” مولوی مہتاب علی خان سونپور	۳
” شیخ امیر علی صاحب بہرور الور	۱	” غلام غوث صاحب سوداگر مچھلہ	۴
جناب بابو ظہور بخش صاحب محمود آباد	۱	” فضل حق صاحب پولس چارسدہ	۲
” مولوی محمد یونس صاحب لکھنؤ	۱	” مولوی عبدالمنان صاحب پال تہال	۲
” مولوی نذیر حسین صاحب ننگڈو	۲	” اے سی چشتی صاحب بلیانوالہ	۲
” محمد نظام الدین صاحب گردی کوٹ	۱	” ایم عبداللہ حسین صاحب ل ٹیگلو	۴
” بابو اللہ دتا صاحب سیدپوری روڈ	۱	” مصطفیٰ احمد صاحب اورسیر	۱
” حافظ علاء الدین عطار صاحب بے پور	۱	” عبدالحکیم صاحب بھور جہانی	۲
” مولوی محمد حسین صاحب شادیوال	۳	” وحید اللہ صاحب سکرٹری گوجرہ	۳
” غلام محمد صاحب وائس مرچنٹ گجرات	۴	” حفیظ اللہ خان صاحب کانسٹبل	۲
” مولوی نور حسین صاحب کریالہ اسکول	۵	” شیخ احمد حسین صاحب مینہ دار	۱
” پیش امام محبوب صاحب بیگنور	۱	” محمد سعید صاحب پرکار بمبئی	۲
” حافظ نور احمد خان صاحب اجمیر شریف	۲	” محمد احمد صاحب پورنپور	۱
” محمد بشیر خاں صاحب شام گڑھ	۲	” احمد اللہ صاحب اسلام آباد	۲
” جناب محمد حسین صاحب سکندرآباد	۵	” قاضی محمد عزیز صاحب پشاور	۲
” عبدالواحد صاحب بسری بازار جہلم	۵	” عبداللہ خانصاحب کالاباغ	۲
” محمد رحمت نبی خاں صاحب بریلی	۱	” ایس ایم یحییٰ صاحب ہنڈوت	۲
” احمد حسین صاحب قریشی دیپالپور	۱	” ابوالبشر عبدالقیوم صاحب	۲
” عبدالواحد صاحب اورسیر پیرگنج	۱	” شیخ قوم علی صاحب ہمیرپور	۳
” ماسٹر عبدالرؤف صاحب پوربلی	۲	نثار احمد صاحب نثار موئی	۲
” سید دوست علی صاحب کرشن	۳		

باقی دارد

ہر شخص حیرت میں ہے کہ عمہ میں بہت جسم اور مختصر مشتمل چرمی قران کیونکر مل سکتا ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی کا تفسیر بھی بیان القران کی کاغذ بھی سفید گلیز معہ ایک ابتدائی بسیط مقدمہ

دیکھا نہ سنا یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید حیرت خیز کارنامہ ہے

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری کے زمانہ میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں مترجم قران شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً نہ خرید سکتے تھے **حمیدیہ پریس دہلی کی اولیت** ہے کہ اس نے ایسا قران شریف ناظرین کے سامنے پیش کردیا جو ترجمۃ الالہی ہو اور سستا بھی ہو ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القران سے ماخوذ تقطیع بھی کلاں ہو، غرض تمام وہ سامان ہو جسکا ایک مسلمان دالہ و خواہاں ہو سکتا ہے اور لطف یہ کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہے جسمیں قران شریف کے متعلق مزید ضروریات کامل ہو اور مجلد بھی چمڑے کا ہو،

تیار ہے اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والہ قران مجید ہے صدہا روز جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد ہائے سورہ قران شریف و ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قران شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت مع ترجمہ کی برتری (۳) قران شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبریل کیونکر آیات قران لاتے تھے، احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرانی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قران کا ثواب بصورت مختلفہ، مثلاً نماز میں تراویح میں مسجد میں رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قران شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی میں (۹) اعوذ باللہ کے فضائل اور انکے اعمال (۱۰) بیان سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقر (۱۲) فضائل سورہ انعام معہ قبولیت (۱۳) بیان آیت الکرسی معہ فضائل اور اس کے اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا ذکر معہ قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال رفع گرانی (۱۶) فضیلت سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۷) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۸) فضائل سورہ نبا اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورہ اخلاص معہ اعمال (۲۰) فضائل سورہ واقعہ معہ اعمال رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورہ عم سپارہ لون کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقاف (۲۶) سوانح رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعا ختم القران معہ فضائل، ضخامت ۸۰۴ صفحہ معہ مقدمہ

کاغذ سفید دبیز ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** چرمی پشتہ، **کتابت** کا اندازہ باعتبار خوشخطی اس نمونہ سے نہ کیجیے کیونکہ یہ نمونہ فن کتابت عربیہ سے واقف کا لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ اس سے خط کے جلی ہونے کا اندازہ کیجیے، ہدیہ مجلد **ڈیڑہ روپیہ** محصولڈاک ۱۵ ار کل ۱۲ ؎ میں جہاں چاہے منگالیجیے **ایک منگائیے یا سو رعایت مطلق نہیں**، ریل کے ذریعہ کم از کم چار قران شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہیں ریل کے ذریعہ منگانے والے یہ بھی نوٹ کرلیں کہ ہر پارسل پر کرایہ ریل کے علاوہ ۱۲ ؎ یہاں خرچ ہوتے ہیں۔ ملنے کا پتہ نوٹ کرلیجیے **مینجر حمیدیہ پریس دہلی** حمیدیہ پریس کی جلدیں تمام شہر سے اچھی ہوتی ہیں۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ

الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ

تک جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم انکو کچھ اپنے عجائبات قدرت دکھلائیں بیشک اللہ تعالیٰ

وَ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَ جَعَلۡنٰهُ هُدًی لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا

بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں، اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا، کہ تم میرے سوا

مِنۡ دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا ؕ ذُرِّیَّةَ مَنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبۡدًا

کوئی کارساز مت قرار دو ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا، بے شک وہ

[illegible]

نماز کے پورے مسائل

جو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف ایک

رکن دین

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو، اور فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے۔ کہ تمام مسائل سوال وجواب کی صورت میں لکھے ہیں اسطرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں نکل سکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے۔ غرض یہ کہ ماننے کی ہے تو یہ کتاب ہی منگائیے۔ ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے۔ کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات۔ قیمت اصلی ایک روپیہ۔ رعایتی قیمت ۱۰؍ محصول ۸؍ کل ۱۲؍

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لیئے مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہوگئی ہے اس کے حصے یہ ہیں

حصہ اول الف، ب سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم، وضو طہارت حیض ونفاس احکام نماز کے مسائل

حصہ سوم، زکوٰۃ، روزہ، حج، قربانی، منت وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم، طلاق، نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ کے احکام

حصہ پنجم، معاملات حقوق معاشرت، زوجیت اور قواعد نحو

حصہ ششم اصلاح نفس وتہذیب اخلاق، ذکر قیامت وجنت

حصہ ہفتم اصلاح رسوم، مروجہ شادی غمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ

حصہ ہشتم، نیک بیویوں کی حکایتیں وسیرت، اخلاق

حصہ نہم ضروری اور مفید علاج معالجے نسخے بچوں عورتوں کے

حصہ دہم، دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ گیارہواں حصہ خاص مردوں کے لیئے ہے۔ مسائل اور معالجات اور نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵ ہے اور گیارہویں حصہ کی ۱۱ لیکن کامل سیٹ کا رعایتی قیمت یعنی کامل ۱۱ حصے صرف ۱؎ محصول ۱۳؍ کل ۱۴؍

ملنے کا پتہ : منیجر حمیدیہ پریس دہلی

قرآنی دعائیں

مانگئے

آپ کی دعائیں کیوں نہیں قبول ہوتی۔ اس لیئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں۔ اس لیئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعائیں مانگتے اس لیئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک آپکی دعائیں بے اثر رہی ہیں، لہٰذا ضرورت ہے کہ آپ پہلے دعائیں مانگنے مرادیں پانے اور کامیاب ہونے کے طریقے معلوم کیجئے، خدا اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے راستوں کے مطابق دعا مانگئے۔ پھر دیکھئے کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہوجائیں گے اور مفلس ہیں تو زردار ہوجائیں گے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہوجائیں گے۔ غرض آپکی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں جنمیں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں۔ ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے، لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ، قیمت ۸؍ محصول ۵؍ کل ۱۳؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

پانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آئندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے۔ اسی کا نام توبہ ہے۔ توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل واثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس میں حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں۔ توبہ کے معنی از روئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کے حقوق، فضیلت، ثواب، سرور عالم کے ارشادات ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے، تائب اور صابر، قبولیت توبہ، حکایات توبہ، ترک گناہ حقیقت گناہ صغیرہ وکبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہ کی لذت، گناہ کا خیال معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ ہی کبیرہ بن جاتے ہیں۔ گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی تعلیم اور حکایتیں، مولا کی بندہ نوازیاں، پرچہ استغفار، بجائے دنیا امید وبیم، عبد ذ ... ہوتے راز دیا نہ، گناہوں سے ... کی بربادی، ... سے بیکاری گناہوں سے نقصانات نسخہ دافع مرض گناہ اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں۔ قیمت ۱۰؍ محصول ۲؍ کل ۱۲؍ حمیدیہ پریس دہلی

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

یہ بات دریافت کرنے کے لیئے آپ کسقدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد وپیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کرسکے یا خواب کے مضر ومفید اثرات سے اطلاع دیسکے عام طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیریں کرخواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھئے جس میں اس کے مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کا خواب مفصل بیان کر کے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کونسے خواب فراموش شدہ یا دکھتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینے میں کس دن اور کس تاریخ کو خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مکمل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھوں کے دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے قیمت ۱۲؍ محصول ۴؍ کل ۱؎

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے، یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لیئے ہر انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں۔ اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ فلسفہ روح انسانی، روح کا دخول، عہد میثاق، روح حیوانی، روح انسانی، تناسخ، آواگون، حقیقت موت، عیادت سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات، دیگر رسولوں کی وفات، ایمان وکفر، نیک روحیں علیین، ابرار ومقربین، برا خاتمہ، بری روحیں، سجین، کفار کی ارواح، سوال وجواب منکرین، عالم برزخ، عذاب وثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب وثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب، تجہیز وتکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقے اور مسائل درود، تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان، زیارت قبور، تعزیت وتسلی کھانا کھلانا، نجات اخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۳۰ اصحاب کرام اور اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲؍ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

عملیات باقی

بگڑی ہوئی قسمت بن گئی، دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے تھے کوئی مونس و یاور نظر نہ آتا تھا، کام بن بن کر بگڑ جاتے تھے لیکن جب خاصان خدا کا توسل ڈھونڈا تو بگڑی ہوئی بن گئی، خدا نخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں، فکر معاش میں سرگرداں ہیں، دشمنوں کی یورش ہے، کوئی پیارا عزیز بیمار ہے، تو **عملیات باقی** منگائیے اسمیں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مجرب اعمال درج ہیں، جن کی رو سے آپ کی مراد دلی پوری ہو گی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کتنی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ کی گئی ہے، اور بعض تو بمشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائی ہیں، اس میں وہ وہ اعمال و اوراد بھی عوام پر ظاہر کئے ہیں، جو اکثر خرقہ پوشان نقشبندیہ کے پاس بطور حرز جاں تھے، یہ کتاب اپنی ظاہری خوبی اور طباعت کی عمدگی کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے، قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر نیا گھر بیٹھے منگا لیجئے

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں، انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے، راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں، تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے، اس کا نام اوراد و وظائف ہے، یہی دنیاوی تھکان کا آخری زینہ ہے جہاں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جسمیں مجبور انسان اور شہنشاہ زماں سب ایک حالت میں ہوتے ہیں، فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں، ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے اوراد و وظائف کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا ہے، خزانہ کس سنہ میں ہم کو ملا اس کا تجزیہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے، جو صدہا اصلحا کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے اثر اور مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو اڈیشن نکل جاتے ہیں، ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام ہوا ایک ضرورت بھی نہیں چھوڑی جس کے لئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ ہو، قیمت ۱۰ر محصول ۵ر کل ۱۵ر حمیدیہ پریس دہلی

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اسوقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ کے لیئے آپ بیوی کو چاہے تعویذ گنڈہ بنا دیں لیکن بغیر قربت ہر تعویذ بے کار رہیگا، ان لوگوں کے لیئے جو فقط پیروں کے عمل پر رہ کر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں، اور ان لوگوں کے لیئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں، دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کے طیار کردہ ہیں، اگر آپ ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیاب نہ ہوں، تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے توانشاءاللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا، ان کا نام دوائیں دعائیں اور دافع الامراض ہیں، ان کتابوں میں سر سے کر پاؤں تک کی بیماریوں کے نسخے اور تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور یقین سے دعوے ہے کہ یہ نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جسکا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو قیمت کامل ۱۰ر محصول ۵ر کل ۱۵ر حمیدیہ پریس دہلی

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو شیدا نہ ہوگا، پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہونگے، خوشا نصیب وزہے طالع، حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا، اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں، جس سے زیارت حبیب خدا کے فضل سے یقینی ہو جاتی ہے، چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی یہ کتاب شایع ہوئی ہے جسمیں درود شریف کی برکات و سعادت اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں، اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں، جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی مصنف ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہو گئی اب کوئی بھی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائے

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو سکتا ہے

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے، یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں، جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے، جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا، جس نے بیسوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریض کا علاج، یہ نقد فائدے ہیں اب قرض کے فائدے سن لیجئے، اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے، حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے، رضائے الٰہی سے مسرور ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہوتا ہے، یہ سورہ آیۃ الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں نہ سلیمان بن سکتا ہے، قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا بلکہ بہت لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی انکو اپنے مریدین کے لیے مخصوص فرمایا۔

اعمال سورہ **فاتحہ** یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ بونی حقی، شاذلی کے مجرب اعمال مع زکوٰۃ ۴ر

اعمال **آیۃ الکرسی** مع اسناد و خواص و اعمال آیۃ الکرسی کے صد ہا مجرب اعمال اس میں درج ہیں مع کل زکوٰۃ ۴ر

اعمال سورہ **مزمل** مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ جسمیں سورہ مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں، قیمت ۲ر

اعمال سورہ **یاسین** مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ [illegible] اعمال یاسین کسی اور کتاب میں نہیں [illegible]

اعمال سورہ **اخلاص** با موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ [illegible] حضرت غوث پاک کا عمل مجرب [illegible] اعمال [illegible]

اعمال **والشمس** با موکل و طریقہ زکوٰۃ [illegible] صد ہا جلالی و جمالی نقوش اور اوراد و وظائف مجرب قیمت ۲ر

ہر کتاب پر علیحدہ علیحدہ ۵ر محصول [illegible] ہوتا ہے [illegible] منگانے پر صرف ۲ر لگتے ہیں [illegible] حمیدیہ [illegible] دہلی

تاریخ حریت اسلام

چھائیں ہم ہائے تلواروں کی کہہ سکتے تھے حق
غالب آ آ تھا نہ ہمہ خوف سلطان و وزیر

اس کتاب میں زمانہ رسالت، عہد خلافت راشدہ، دور خلفائے بنی امیہ وعباسیہ، عہد بنی بویہ وسلجوقیہ، دولت ہسپانیہ و غزنویہ کے علاوہ ترکی ومصر، الجزائر ومراکش وفرمانروایان ہند (خاندان افاغنہ وغلامان وعہد مغلیہ) اور سلاطین دکن، سندھ، کشمیر کے عہد ہائے گزشتہ کے راستباز حق پرست حق گو بزرگوں کے حیرت خیز، جرات آفریں اور ولولہ انگیز استقلال اور جوش وایثار کے حریت آموز حالات اور عدل وانصاف حریت ومساوات، خدا ترسی وپاکیزہ نفسی کے حامی بادشاہوں کے سبق آموز واقعات کے علاوہ پرستاران حق وصداقت اور غازیانِ مذہب وملت عورتوں کے سوانحات درج ہیں مرتبہ مولوی محمد الدین صاحب فوق، یہ وہ کتاب ہے جو کئی مرتبہ چھپ چکی ہے، اب کہیں نہیں ملتی، چند جلدیں میسر پاس نکل آئی ہیں، ضخامت ۴۰۰ صفحات مجلد قیمت تین روپے -/۳ محصول ۸ کل ۳/۸ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مصطفےٰ کمال پاشا

کون سا مسلمان ہے جو اس نامور مسلمان کے حالات معلوم کرنا نہیں چاہتا یہ کتاب ابھی ابھی چھپی ہے اور اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں ابتدائی حالات، قومی تحریک، قوم پرستوں کی پہلی کارروائی ارض روم کی پہلی کورنری، قسطنطنیہ سے قطع تعلق، قوم پرست حکومت کا اعلان، غازی موصوف کو موت کا حکم، ملکی لڑائی، ارمینیا فرانس، یونان، نہر سقاریہ کی لڑائیاں، ترکی مطالبات، یونانیوں کی مخالفت، ترکوں کا عزم صمیم، ہندوستانی مسلمانوں کی سعادت، غازی کا ایثار، مفتوح نہیں فاتح، تاریخی اور جغرافیائی حالات انگورہ، اناطولیا، اور سمرنا، بالشویک اور ترکی معاہدہ روسی معاہدہ کا اثر یورپ پر، شیخ سنوسی اور مصطفےٰ کمال، شیخ کی پیشگوئی، اور خط وتلوار کی برکت، افغانستان اور غازی کے تعلقات، ابتداء افغانستان کی سعادت، سفرائی آمد ورفت غازی مصطفےٰ کے ایران سے تعلقات، جدید سفارت، ترکی احرار، ستجرمن اخبارات کی ہمدردی، سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ، اور جدید ترکی زندہ باد، ضخامت ۱۶۸ صفحات مع فوٹو قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۸ کل ۱/۴

ترکان احرار

وہ جنہوں نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو کھیا اور فضل خدا سے پار لگائی، وہ جنہوں یورپ کی ریشہ دوانیوں کو ملیا میٹ کیا، وہ جنہوں نے توپوں کے سامنے سینہ کھولدئے ان کے حالات پڑھنے سے مردہ دلوں میں بھی حریت وآزادی کی لہر آجاتی ہے، اس کتاب میں حسب ذیل نامور احرارین کے حالات ہیں،

غازی مصطفےٰ کمال پاشا، غازی انور پاشا، غازی طلعت پاشا (۴) غازی محمود شوکت پاشا (۵) حقی بے پاشا (۶) غازی محمود مختار پاشا، غازی شکری پاشا، حسین حلمی پاشا، جرنیل عبد اللہ پاشا، حاجی عادل بے، ۱۲ جاوید بے، ۱۳ غازی فتحی بے، (۱۴) شوکت بلقیس خانم (۱۵) غازی روف بے (۱۶) نوری جیب چاوش، (۱۷) خالدہ خانم (۱۸) سعد زاغلول پاشا، (۱۹) عزیز بے حلمی (۲۰) شیخ سنوسی ضخامت ۱۶۰ صفحات مع تصاویر غازیان قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۰/ محصول ۷/ کل ۱/۱

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جنگ یونان وترکی

یونان کے ڈاکوؤں کی چیرہ دستیاں جو یورپ کی شہ پر ہوئیں اور ان پہیڑیوں نے جس بے دردی سے مسلمانوں کو قتل وغارت کیا ہے یہ کتاب اس کی مرقع ہے، چند موٹے واقعات کی فہرست یہ ہے، تھریس پر یونانی چڑھائی، جعفر طیار کی فراخی ایڈریانوپل کی لڑائی، یونانی قبضہ اور بالآخر خونریزیاں، سمرنا میں یونانی مظالم، تحقیقاتی کمیشن کے نتائج، یونانی وحشیوں نے کس طرح بچوں اور عورتوں کو ذبح کیا، ترکوں کی فتح عظیم فتح کے بعد ترکوں کا عفو وکرم، اس جنگ میں ۰۰ ہزار یونانی مرے، انگورہ میں حکومت کا استقلال، غازی عصمت پاشا کی تقریریں، یونانی اخبارات میں ماتم، یورپ کے وزرا کی نامہ پرسیاں، [illegible] کانفرنس، تخلیہ ایشیا سے کوچ، تھریس کی آبادی کا تبادلہ، قسطنطنیہ پر احرار کا قبضہ، ادرنہ کی حکومت کا نظم ونسق، اس کتاب کے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ مسلمانوں پر حکومت کرنے والی انگریزی حکومت نے مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا، باتصویر قیمت ۱۲/ رعایتی ۱۰/ محصول ۴/ کل ۱/ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مبلغ اسلام دو عورتیں

ایک حلیمہ خانم جس نے بڑے بڑے ودیان اور یورپ کے پادریوں سے مباحثہ کیا، اور سب کے چھکے چھڑوا دیئے اور ویدانتوں نے بغلیں جھانکیں بالآخر ہار مان کر چلے گئے اس عورت نے کمال کر دیا، یہ عجیب وغریب مناظرہ کی کتاب ہے، اس کی قیمت رعایتی ۱۰/ ہے

دوسری **ساوتری** یہ ہندو دھرم کی استری ہے جس نے اپنے علم اپنی ذہانت سے اسلام کو دیکھا پرکھا موازنہ ومقابلہ کیا، اس کے فطری قوانین نے بالآخر ڈر لیا، پھر نہ صرف یہ کہ نہ صرف اس سعید دیوی نے آغوش اسلام میں جگہ پائی، اور اپنے ساتھ پورے خاندان کو راہ ہدایت دکھلائی۔ اور پھر اس خاندان کا بچہ بچہ عاشق اسلام ہوا۔

یہ دونوں کتابیں ہر مسلمان کو پڑھنی اور اپنے پاس رکھنی چاہئیں تاکہ انہیں اسلامی تفوق کا صحیح اندازہ ہوسکے اس کی قیمت ۸/ دونوں ساتھ منگائیے تو ایک روپیہ کی ادا، محصول ڈاک کل ۱/۸ حمیدیہ پریس دہلی

ہمارا کمانڈر انچیف

وہ مقدس ہستی جس کو عمر فاروق کے نام سے یاد کی جاتی ہے جس کی سطوت وجہانبانی نے ساری دنیا کو جہانبانی کے طریقے سکھلائے جرنل ہنڈنبرگ، مارشل فوش لارڈ کچنر کی سپہ سالاری کا اعتراف کرنے والوں ذرا اس خاک نشین سپہ سالار کے نقشہ جنگ تو دیکھئے کہ نہ تار ہے نہ ٹیلیفون اور مدینہ میں بیٹھ کر ایران فتح ہو رہا ہے نوشیروان کے انصاف کے دم بھرنے والو ذرا وحشی عربوں کے اس سردار کو دیکھو، ایک لونڈی کی التجا پر اپنے جان سے زیادہ پیارے بیٹے کو سر دربار کوڑے لگوا رہے ہیں بے شک کہ انسان بیخود ہوگیا مساوات وحریت کا راگ گانیوالوں دیکھنا بیت المقدس کے صلحنامہ پر دستخط کرنے اسلام کا تاجدار جا رہا ہے کہ نہ تیج اونٹ پر غلام سوار ہے اور آقا مہار پکڑے ہوئے ہے وہ جن کا نام ہے اور کام ہے اسلام اب تک زندہ ہے **الفاروق** میں حضرت عمرؓ کی زندگی کے ایسے مستند حالات ہیں، اس کتاب کو پڑھ کر پڑھنے سے روح تازہ ہوتی ہے، خون میں روانی بڑھتی ہے ضخامت ۲۶۴ صفحات قیمت اصلی عہ رعایتی ۱۲/ محصول ۸/ کل ۱/۴ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مجربات طبّی

اب ہر شخص لایق طبیب اور بہترین معالج ہو سکتا ہے

کیونکہ مجربات طبی ایسی کتاب لکھا ہو گیا ہے جس کو پنجاب یونیورسٹی سے طب کی ڈگری حاصل کئے ہوئے اور ہندوستان کے مشہور نامی حکیموں کے علاوہ مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب دہلوی مرحوم و افسر الاطبا حکیم نور الدین صاحب بھیروی مرحوم کی شاگردی کا فخر حاصل کئے ہوئے ایک فاضل اجل اور لائق طبیب نے سالہا سال کی محنت و عرق ریزی سے مرتب کیا ہے، یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کے کل امراض کا مفصل حال انکی تشخیص کا طریقہ انکا علاج ایسے ایسے سہل اور آسان اور مجرب و زود اثر نسخوں سے لکھا ہے، جس کے مطالعہ سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود بخود اپنا اپنے خویش و اقارب اور بال بچوں اور عزیزوں و دوستوں کا کما حقہ علاج کر سکتا ہے اور ہر مرض کی مختلف قسمیں لکھکر بتایا ہے کہ اس قسم کے مرض کے لیئے ایسا نسخہ کارگر ہوگا، مردوں اور عورتوں کی خاص بیماریوں کی تشخیص اور ان کا مجرب زود اثر اور صحیح علاج خاص طور پر لکھا گیا ہے، سنہ ۱۹۳۱ کی سب سے بہتر کتاب ہے، ضخامت ۵۰۰ صفحے قیمت فی جلد دو روپیے محصول ۸ کل ۲/۸ حمیدیہ پریس دہلی

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے کہ جسمیں مصنف نے خلق خدا کی بہلائی کے لیئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام نہایت ایمانداری سے صحیح صحیح بتجربہ کرکے درج کر دیئے ہیں، معمولی عقل کا آدمی بھی اس کتاب کے مطالعہ سے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھہ کر اپنا اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکتا ہے، اور اگر چند روز استقلال سے کام کرتا ہے تو یقیناً ہزار نہیں بلکہ لاکھوں روپے کا مالک بن سکتا ہے اسمیں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے، ہر قسم کے شربت ہر قسم کے اچار مربے ڈالنے کی ترکیبوں کے علاوہ خضاب کے نسخے امرت دہارا کے نسخے بال اڑانے کا پوڈر بنانے کے طریقے ہر قسم کی سیاہیوں کے طیار کرنے اور انکو فروخت کرنے کے لیئے شورہ، ڈبل، رفی، بیکٹ، کیک بنانا، نقلی سونا نقلی چاندی، نقلی ہیرا بنانا، فوٹوگرافی، گھڑی سازی، عطاری حکمت، صد ہا قسم کے صابون بنانے کے طریقے غرض کوئی کام ایسا نہیں ہے جس کی سہل ترکیب اس کتاب میں نہ ہو، مصنف کا دعوے ہے کہ اس سے پیشتر ایسی اعلیٰ ایسی مفید اور ایسی عمدہ کتاب آجتک شایع نہیں ہوئی قیمت عہ محصول ۲ کل ۱۲ حمیدیہ پریس دہلی

معلومات تجارت

کے لیے سب سے بہتر کتاب "مبادی تجارت" ہے، اس کے ہزاروں بیش بہا قابل قدر مشوروں میں سے ممکن ہے کہ ایک ادنیٰ سا ایک مشورہ آپکی فلاکت زدہ زندگی کی کایا پلٹ دے اور جبکہ قیمتی معلومات سے بھرے ہوئے سو صفحات میں سے کیا عجب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک سطر آپ کو امیر بنا دے، مبادی تجارت سے بہتر آجتک اردو میں کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی یہ کتاب یورپ اور امریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد تیار ہوئی ہے، یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ صدہا انسان اپنی ناکام زندگی کامیاب بنا چکے ہیں، یہ وہ کتاب ہے جس کے صدہا صفحوں میں سے ایک صفحہ ایک عامی آدمی کی زندگی کی کایا پلٹ سکتا ہے اور ایسے مفلس سے لکھہ پتی بنا سکتا ہے اس کتاب کی مدد سے معمولی عقل اور سمجھہ کا شخص بہت کم سرمایہ سے بڑا نفع اٹھا سکتا ہے اور ایک سمجھدار بغیر سرمایہ کے لاکھوں روپے پیدا کر سکتا ہے، کتاب غیر مفید ہو تو واپس کر دیجیے، یہ کتاب بقامت کہتر اور بقیمت بہتر ہے، ہر وہ شخص جو تجارت کر رہا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اپنی آمدنی کو کافی بڑھا سکتا ہے، قیمت ۸ محصول ۴ کل ۱۲ حمیدیہ پریس دہلی

خاموش تجارت

یہ صرف اشتہاری تجارت ہے اسمیں کسی خاص سرمایہ کی ضرورت نہیں جسقدر اشتہارات لکھنے اور اشتہارات کو کامیاب صورت میں لانے کی سعی کی جائے گی، اتنی ہی دولت ہاتھ آئے گی، کتاب فن اشتہار دہی اس سلسلہ کی بہترین کتاب ہے اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد روپیہ پیدا کرنے کی صدہا راہیں خود بخود انسان کے سامنے آجاتی ہیں، یہی وہ کتاب ہے جس کی مدد سے ہوشیار تاجر اپنے شہر اور گرد و نواح کی اشیاء امریکہ اور یورپ تک بھیج رہے ہیں، یہ کتاب ایک تاجر کے لیئے سرمایہ سے بھی زیادہ ضروری ہے اور غیر تاجر کے لیئے فرصت کے اوقات میں دولت کمانے کا ذریعہ ہے، اس کتاب میں اشتہار دینے کے نہایت عمدہ اور دلنشین ہو جانے والے طریقے درج ہیں، اس کتاب میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ کس کس قسم کی چیزوں کا اشتہار کہاں کامیاب ہو سکتا ہے، صرف اسی ایک کتاب کی مدد سے ایک شخص جو اپنی دماغی قوتوں سے کام لینا چاہتا ہے ہزاروں روپے کی آمدنی پیدا کر سکتا ہے، قیمت ایک روپیہ محصول ۵ کل ۱/۵ حمیدیہ پریس دہلی

دوکانداری

بھی ایک مستقل فن ہے، آپ کو ہر شہر اور قصبہ میں ہزار ہا دوکاندار دکھائی دیتے ہیں لیکن ان میں صدہا ایسے ہیں جنکو دوکانداری نہیں آتی، فن دوکانداری پڑھ لینے کے بعد ایک نیا تاجر کامیاب تاجر اور پرانا دوکاندار ملک التجار بن سکتا ہے، یہی وہ اصول ہیں جن کی بدولت امریکہ میں دولت کی بارش ہوتی ہے، اگر آپ بھی ان اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ بھی امریکہ کی طرح دولت مند نہ ہوں، اس کتاب کے اصولوں پر عمل کرکے صدہا تاجروں نے وہ کامیابی حاصل کی ہے جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی، اس کتاب میں سرمایہ کی مقدار، دوکان کا سر تھ، فروختگی کے اصول، گاہک کو گرویدہ کرنا، دوکان کی آراستگی، حساب کی ضرورت، نقد و قرض کے طریقے، اور دوکانداری کے وہ فن بتلائے ہیں کہ لوگ پڑھنے کے بعد حیرت میں رہ جائینگے اور بہیر متاسف ہونگے کہ انہوں نے یہ کتاب پہلے کیوں نہ پڑھی، قیمت ۱۲ محصول ۵ کل ۱/۱
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

مراسلات تجارت

کاروبار کے سلسلہ میں خط و کتابت و مراسلت کو بھی بڑا دخل ہے جن لوگوں کو اس پر کافی عبور ہے وہ بہت کامیاب تاجر ہیں اس لیئے ہر اس تاجر کو جسے اپنے کاروبار کے سلسلہ میں خطوط لکھنے پڑتے ہوں اس کتاب کا مطالعہ بہت ہی ضروری ہے، اس کتاب میں علاوہ خطوط حساب کے رجسٹروں بہی کھاتوں، بیجک، لیٹر ہیڈ بنوانا، رجسٹرڈ نام کرانے، پیٹنٹ کرانے اور ان کے پتے، غرضکہ تجارت کے سلسلہ میں جن قدر کاغذات کی ضرورت ہے سب اسمیں ہیں، اس فن میں یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے

اگر آپ نے اس کتاب کو منگا کر اس کے بتائے قاعدوں پر عمل کر لیا تو پھر آپ بادشاہ و تھوڑے سرمایہ دار ہونے کے شہرت کے اعتبار سے بہت زیادہ بلند ہو جائیں گے، تجارت میں شہرت اور امانت ہی بڑی چیز ہے، اور جس تاجر کو یہ دو چیزیں میسر ہیں، اس کی کامیابی یقینی ہے، قیمت ۸ محصول ۴ کل ۱۲

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

سو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے مُلّا واحدی صاحب اڈیٹر رسالہ نظام المشایخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرمایا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ذیل ہے۔

ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے۔ تا دم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہے ہر روز...... سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت ...... میں بجز تین چار ...... کے طبیعت کو قرار نہ ہوگا۔ یہ نسخہ بسلسلہ خاندان حکیم سید عبداللہ خاں دہلوی شاہی طبیب عم بزرگوار مولینا مولوی حکیم سید فخر الدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار پسماندگان درج ہذا کیا۔ یہ نسخہ حقیقی درست و صحیح میری اوائل عمر میں ایک وقت تیار ہوا تھا راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام اکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا اور نواب سالار جنگ اول بھی چہار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرما کے جاگیر از منصب پانصد سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۲ھ کا ہے پسماندگان کو ہمکا پورا علم ہے۔

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام **معجون مددگار غدود** ہے جوانوں اور بوڑھوں کو معجون مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصولڈاک) لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراکوں کے صرف تین روپے لونگا اور محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجدونگا۔ شرط فقط یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلادیں سو برس نہ سہی اسّی کے بھگ سہی۔

نوٹ جنہیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار غدود نہ منگائیں کیونکہ معجون مددگار صرف قوت کی دوا ہے۔ جریان کے مریضوں کے لئے **معجون کایاپلٹ** مفید ہوگی قیمت فی خوراک ڈھائی روپے علاوہ محصول

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ نظام المشایخ ۷۲ کوچہ چیلان دہلی

تکلیف سے بچنے کی دنیا میں صرف ایک ترکیب ہے

اپنی روح اور اپنے جسم کو غیر جنس سے بچائیے

"صحبت ناجنس عذاب ست علیم" کیا آپ نے کبھی نہیں سُنا۔ روحانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کسی ناجنس شے کا روح پر تسلط ہوجاتا ہے اور جسمانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کوئی ناجنس چیز جسم کے اندر دخل پالیتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو دانتوں اور مسوڑھوں کی تکلیفوں سے نجات مل جائے تو ہندوستانی جڑی بوٹی کا بنا ہوا

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

ملا کیجئے۔ اس منجن کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک محمد اجمل خاں مرحوم نے سنہ ۱۹۱۸ء میں بتایا تھا جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔ یہ منجن ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان سے باہر کے منجنوں کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ مفید ہے کیونکہ ناجنس نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہر ملک کے رہنے والوں کی تکلیفوں کا علاج اُن کے اپنے ملک میں پیدا کیا ہے۔ دوسرے ملکوں کا محتاج نہیں کیا۔ پہاڑوں کی بھوٹی جس کے چھو جانے سے ایسی جلن پیدا ہوتی ہے جیسے بچھونے کاٹ لیا اس کا تریاق دریاؤں میں نہیں ملتا۔ اللہ تعالےٰ نے وہیں پہاڑ پر بچھو بوٹی کے ہر درخت کے قریب ایک درخت اور لازمی طور سے لگایا ہے جس کا پتا بچھو بوٹی کی جلن کو آناً فاناً دور کردیتا ہے لہٰذا فیشن پرستی کو چھوڑیئے اور اپنے ملک کا منجن استعمال کیا کیجئے۔

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

دانتوں اور مسوڑھوں کی ان تمام تکلیفوں کا تریاق ہے جو کسی ہندوستانی کو ہونی ممکن ہیں۔ ہندوستان میں رہنے والے انگریزوں کو بھی جنکی دو ایک نسلیں ہندوستان میں گزر چکی ہوں واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں فائدہ دیتا ہے مسوڑھوں کا پھولنا اور مسوڑھوں کا درد تو اللہ کے فضل سے واحدی صاحب کے منجن کے سامنے دو منٹ بھی نہیں ٹھہرتا مسوڑھوں سے خون آتا ہو اور مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہو جسے پائیوریا کہتے ہیں اس کی بھی یہ بہترین دوا ہے۔ دانتوں نے جڑیں چھوڑ دی ہوں تو دانت جم جاتے ہیں۔ غرض عجیب نعمت ہے ایک دفعہ منگا کر تجربہ کیجئے۔ پھر اس کے سوائے آپ کو کوئی منجن اچھا نہیں معلوم ہوگا کیونکہ جن منجنوں کا اب تک آپ نے استعمال کیا ہے وہ آپ کے لئے ناجنس تھے اور یہ قدرت کی طرف سے خاص آپ کے لئے مہیا کیا گیا ہے رنگت بھی اس کی آپ پسند کریں گے اور اسے بہیجا بھی حتی المقدور سلیقہ سے جاتا ہے یعنی پیکنگ وغیرہ خوبصورت ہے ایک شیشی کی قیمت ۸ ۔ ہے محصول ایک شیشی پر ۵ لگتا ہے دو یا تین شیشیاں اکٹھی منگائی جائیں تو ، ہے ٹکٹ کافی ہوسکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ نظام المشایخ ۷۲ کوچہ چیلان دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رنگینیاں

دیکھنے سے پہلے محبوبہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جایئے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے، عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے، عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت، عورت کے باغ حسن کی خوشبو صنفی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں ہے، جو آپ کو معلوم نہ ہو سکے، یہ کتاب حقیقت میں عورت کی انسائیکلوپیڈیا ہے، اس کتاب کو پڑھ کر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں، اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک ہیں، اور قلمی تصویریں بھی ہیں، تقریباً ایک سے لکھائی چھپائی کاغذ بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت دو روپے محصول ۶ کل ۲ ؍۴

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پر کیف طریقہ پر زندگی کی تمام پوشیدہ رازوں اور راز دروں کو نہایت وضاحت اور متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں، عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیوی کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے، کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آیندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب صدہا صنفی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے، ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لیے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی، معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی، کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے، شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کے فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ ضخامت ۱۴۴ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۶ کل ۱؍۶ مینجر حمیدیہ پریس

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لیے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارومدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو کتاب کیف مواصلت، مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے کتاب کے جذبات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں، کہ یہ کتاب سید سردار علی صاحب صابری ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے، اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۲۰۰ صفحات کی ضخامت ہے متعدد قلمی تصاویر اندرونی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۶ کل ۱؍۶ مینجر حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے جہانبانی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا، تو ارباب ... لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے ایسے انداز میں پیش کیا کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے حاصل کر سکتا ہے شاید وہ اس کے پاسنگ بھی نہ ہوں جو ارباب تفتیش نے عورت کے رویں رویں سے تلاش کیں اور اسطرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بباطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے، اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہے جو ذرا سی ترکیب و جنبش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے، اور ایک دو نہیں صد ہا ترکیبیں ایسی ہیں کہ ایک ایک شب میں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے چٹکے سے ایک بات اور سن لیجیے اس کتاب میں مفتشین اور ارباب کمال نے اپنی مجربہ وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ صد ہا معجونیں ایک طرف اور ایک حکایت سننے کا اثر ایک طرف، غرض عورت و مرد کی مواصلت کی انسائیکلوپیڈیا ہے قیمت مع محصول ۱؍۶ ایک ؍۲ بلا محصول ؍۱۲ حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بوعلی سینا باتصویر

یہ کتاب حکیمین شیخ الرئیس بوعلی سینا کے دو نادر و نایاب مجرب نسخے، جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں، اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں، اگر آپ چاہتے ہوں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر اور لطف و مسرت زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیے، اور اس پر عمل کیجیے تا دم مرگ آپ وہی لطف و مسرت حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے، زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں، اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۱۰۰ صفحات ہیں۔

قیمت ؍۱۲ محصول ۶ کل ۱؍۲

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

انگریزی کوک شاستر

یعنی نقد دم لطف اٹھایئے اور مال لطف یعنی بچوں کے جھنجھٹ سے رستگاری پایئے، اسی لیے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے، عورت کی شباب آفریں لذت اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو، اور اولاد کی کثرت نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے، بلکہ غریب والدین کے لیے انکی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے، اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاتا ہے، برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد، تمہاری زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا، کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا نتیجہ شباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی، اور لطف یہ ہے کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش نرینہ اولاد بھی حاصل کر سکتے ہو، امریکہ و یورپ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا جوہر، باتصویر قیمت ایک روپیہ محصول ۶ کل ۱؍۶

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ
لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهٖ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ
تُنْبِتُوْا شَجَرَهَا ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُوْنَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ
الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَا أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ
بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ أَمَّنْ
يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ

اصلی خوشنما سولہ سطری بلا ترجمہ

ایک ہی سال کے اندر پورے ہندوستان میں رائج ہو گیا اور مکتبوں میں یہی پڑھایا جاتا ہے!!

دعویٰ [illegible]

چھپائی [illegible]

اس کا ہدیہ بھی بہت کم ہے **ایک جلد** [illegible] **پانچ** [illegible] **دس** [illegible]

[illegible] **محصول** [illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ: **مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

قتل الحسین بکربلا

کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں خون کی بارش

محرم نامہ ابن رسول اللہ سید الشہدا ومولائی حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا شہادت نامہ حسین وصال رسول کے بعد سے شہادت حسین علیہ السلام تک تمام حالات بشرح وبسط درج ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے کربلا پھر ایک دل میں ہے اور شیعہ وسنی ہر دو فرقوں میں یکساں مقبول ہے۔ یہی وہ کتاب ہے [illegible] حضرت خواجہ صاحب کی [illegible] قیمت [illegible]

یزید نامہ [illegible] حضرت خواجہ صاحب کی [illegible] شہادت حسین کے بعد [illegible] اور اسلام کی اس خونی داستان کا جس نے تاریخ اسلام پر بڑا اثر ڈالا [illegible] سے بیان کیا ہے۔ اس کا سلسلہ شہادت عثمان [illegible] کے بیٹے [illegible] آل رسول کے ساتھ [illegible] قاتلان حسین کا عبرتناک انجام بھی دکھایا گیا ہے [illegible] بنی امیہ کے [illegible] حالات ہیں۔ بہت مقبول کتاب ہے۔ قیمت [illegible] محصول ۵ کل [illegible]

شہید کربلا [illegible] حسین کا ایک دردناک [illegible] ہے [illegible] [illegible] کی ذات نہیں تھی۔ حضرت امام حسین کو [illegible] کوفیوں کی شرارت، ظالموں کا [illegible] شہادت [illegible] مراثی [illegible] حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب [illegible] اس قدر [illegible] باقی ہے [illegible] کتاب ہے۔ قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

مجموعہ کربلا [illegible] کوئی کتاب مقبول نہیں [illegible] شہادت حسین کے حالات لکھے ہیں شاید ہی کسی کتاب میں ہوں۔ [illegible] آل حسین کی وہ وہ تصاویر کھول کر رکھی ہیں کہ دنیا متحیر رہ جائے۔ اب اس کا اردو میں ترجمہ ہوگیا ہے۔ یزید کے حالات بھی سب [illegible] کتاب [illegible] ظالمان آل رسول کے [illegible] مرقعہ دیکھنا ہو تو یہ کتاب ضرور منگائیے۔ اور دیکھیے کہ یہ ظالم کس طرح کتوں کی موت مرے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب اور بھی اہم ہوگئی ہے کہ ایک غیر جانبدار عیسائی نے لکھی ہے جس کو نہ بنی امیہ سے کوئی واسطہ تھا نہ بنی ہاشم سے۔ بہت باریک خط میں چھپی ہے اور تقریباً تین سو صفحات ضخامت ہے۔ قیمت [illegible] رعایتی ۱۲ محصول [illegible] کل [illegible]

خونی منظر جناب مولانا [illegible] حسین صاحب کا لکھا ہوا مختصر شہادت نامہ ایک ایک سطر کلیجہ کے پار ہو جاتی ہے، کچھ ایسے پیرایہ میں لکھا ہے کہ شقی اور سخت دل کا آدمی بھی دل پکڑ کر بیٹھ جائے، گو ۴۴ صفحہ کی کتاب ہے لیکن پڑھنے ہی کی چیز ہے۔ قیمت ۴ر علیحدہ نہیں آسکتی اور کتابوں کے ساتھ منگائیے یا ڈاک کے ٹکٹ بھیجیے۔

سیدہ کا لال مصنفہ علامہ راشد الخیری مدظلہ کے سحر نگار قلم کے ہزاروں گھائل دل موجود ہیں جب وہ فرضی افسانوں میں سخت سے سخت دل کو موم بنا دیتے ہیں تو یہ تو واقعہ ہی ایسی جگہ ہے جو دردناک ہے۔ اس کے [illegible] کم ہیں، اس کتاب کے دو حصے ہیں اور دونوں یکجا ہیں۔ حصہ اول میں [illegible] احسانات اسلام پر، حضرت عثمان وعلی کی شہادتیں، دردناک شرح [illegible] جنگ صفین، شیعہ سنی اختلافات کی ترقیاں، بنی امیہ کی کوشش امیر معاویہ کی سیاست، امام حسن علیہ السلام کی شہادت، یزید کی حکومت کی پوری کیفیت [illegible] کربلا [illegible] حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی شہادت سیدہ کے لال کی [illegible] حضرت حر کی شہادت، بی بی زینب کا میدان کربلا میں [illegible] شہادت حضرت عباس، شہادت حضرت قاسم، شہادت حضرت علی اکبر [illegible] سیدہ کے لال کی شہادت، خانماں برباد سیدانیاں ابن زیاد اور یزید کے دربار، شیعہ سنی اختلافات پر تبصرہ، قاتلان حسین کا انجام اور خدائی فیصلہ [illegible] تمام کتاب [illegible] دردانگیز ہے [illegible] نہیں پڑھی جا سکتی مگر نثر میں جو [illegible] ایک ایک سطر کلیجے کے پار ہو جاتی ہے۔ قیمت عہ

فردوس آسیہ یعنی مسلمانہ شہادت نامہ، حضرت مولانا عبدالرب صاحب [illegible] دہلوی کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور [illegible] [illegible] خلافت راشدہ کی مکمل تاریخ ہے اور شہادت حسین تک پوری [illegible] کی مکمل لالف [illegible] اس قدر وضاحت سے لکھے ہیں کہ اس کی پوری روشنی شہادت امام پر پڑتی ہے اور اس کتاب سے بنی امیہ اور بنی ہاشم کی رقابت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ شیعہ سنی جھگڑوں کی بھی مفصل تاریخ ہے۔ کتاب کی بڑی خوبی اس کا استناد ہے اور ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو صحیح تاریخ [illegible] ہو۔ قیمت عہ ضخامت تقریباً ۲۵۰ صفحات محصول ۸ر کل عا ر

انجام یزید کربلا کے واقعات کا دردناک ڈرامہ اسٹیج پر لایا گیا ہے۔ یزید کی خلافت اور خلاف شریعت حرکات، نفس پرستی کے [illegible] مناظر نمایاں کئے گئے ہیں۔ ڈراما ملک الکلام قوی امروہوی کا لکھا ہوا ہے۔ آخر میں ایک باعصمت خاتون نے نہایت دلیری سے یزید کا خاتمہ کیا۔ قیمت رعایتی ۵ر علیحدہ نہیں آسکتی اور کتابوں کے ساتھ منگائیے

طمانچہ برخسار یزید حضرت خواجہ حسن نظامی کی تالیف ہے لیکن تاریخی حقائق سے معمور ہے، جذبات کا آئینہ ہے۔ گر یزید کی خوب خبر لی [illegible] قیمت ایک روپیہ محصول ۵ر کل عہ ر

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع میں چھاپ کر شائع کیا

مولوی ۲۹۷۶۰۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

~~27 SEP 1955~~

-6 AUG 19[illegible]

۱۸/۱/۵۹

کتب خانہ
جامعۂ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس [illegible]، مجلس انتظامی
صدور شعبہ جات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے
۲۔ اساتذہ جامعۂ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ و رجسٹرڈ گریجویٹ و عہدہ داران جامعہ
دو کتابیں ایک ماہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے
۳۔ اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے
۴۔ طلبا میں ایم اے، ال ال بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ تین کتابیں اپنے پاس رکھ سکینگے
دیگر جماعتوں کے طلبہ دو کتابیں ایک ہفتہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے
۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ کی جائیں تو فی کتاب یومیہ جرمانہ لیا جائیگا۔
۵۔ بشرط موقع کتابیں کرایہ پر دی جا سکینگی مگر اس کی [illegible]
ایک ماہ پیشتر کتاب کا لانا لازم ہے۔
۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو قیمت ادا کرنی ہوگی۔
۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا حاشیہ نہیں لگایا جائے۔
۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
جلدیں باہر نہیں لی جا سکینگی فقط